

راہِ حق

ام ہانیہ

وہ ایک پر آسائش کمراتھا جہاں نیم تاریکی کا راج تھا۔۔۔ قد آدم دیوار گیر کھڑی سے مخملی پردے ہٹائے گئے تھے اور کھلی کھڑی سے چاند کی چاندی چھن چھن کر اندر آتی کمرے میں موجود گہرے اندھیرے کو مکمل طور پر نگلنے میں ناکام تھی۔۔۔ چاند کی چاندنی کیساتھ ساتھ چند مصنوعی روشنیاں بھی کسی حد تک اسی راستے سے اندر داخل ہو رہی تھیں۔۔۔ وہ غالباً نیچے لان میں موجود اعلیٰ قسم کی اینجمنٹس کی بتیاں تھیں۔۔۔

ان محدود روشنیوں کی موجودگی میں جہازی سائز بیڈ پر بیڈ کراؤں سے ٹیک لگائے نیم دراز ایک ہیولہ ساد کھائی دیتا تھا۔۔۔۔

وہ ہیولہ خاصا مضطرب و بے چین تھا۔۔۔ جیسے اضطراب اور بے چینی انگ انگ میں سرایت کرتی اسے بے حد مضطرب کر رہی تھی۔۔۔ کیا جو سب اسکی زندگی میں ہو رہا تھا وہ ٹھیک تھا۔۔۔ یا وہ کسی غلطی کا مرتکب ہو رہا تھا۔۔۔ غلطی یا گناہ۔۔۔ اسنے بے طرح ماتھا مسلا۔۔۔

کتنی بہترین تھی نازندگی اسکی۔۔۔ ہر سوچ۔۔۔ ہر غم۔۔۔ ہر فکر سے آزاد۔۔۔ بے فکری بھری۔۔۔ جو دل چاہا کر لیا۔۔۔ جہاں دل چاہا چل دیئے۔۔۔ مگر پھر کیا ہوا۔۔۔ پھر وہ آگئی اسکی زندگی میں۔۔۔ کسی بن بلائے مہمان کی طرح اور پھر اس سے جونک کی مانند چٹ ہی گئی۔۔۔ ایسے کے اس وجود سے خود کو چھڑاؤنے کی ہر تدبیر رائیگاں گئی اسکی۔۔۔ وہ کسی صورت اس سے دامن نا چھڑوا پایا۔۔۔ بلکہ وہ تو اسے موازنوں کی دلدل میں لاپٹنچکی تھی۔۔۔ گناہ ثواب۔۔۔ صحیح غلط۔۔۔ اچھائی برائی۔۔۔

شامیر نے ہاتھ کی مٹھی بے طرح ماتھے پر ماری۔۔۔

کہاں تھا انکی کلاس میں ان چیزوں کا تصور۔۔۔ شامیر ایک رئیس باپ کی لاڈلی اولاد۔۔۔ وہ جو کرتا وہ ٹھیک تھا۔۔۔ جس طرح سے کرتا وہ ٹھیک ہوتا۔۔۔ جس

راستے کا انتخاب کرتا وہی درست ہوتا۔۔۔ پھر وہ کیسے اسے اتنی بے چینوں کی نظر کر گئی۔۔۔ کے آج اپنی زندگی کی اتنے اہم دن پر وہ بے چین تھا۔۔۔ اس قدر بے چین۔۔۔ اور سکون کہاں تھا۔۔۔ نا جانے کیوں سکون اسی کے پاس جا کر نصیب ہوتا۔۔۔ ورنہ شاید وہ بھی روٹھ گیا تھا۔۔۔ اسنے کرب سے آنکھیں میچیں۔۔۔ وہ بندی سحر کرنا جانتی تھی اور یقیناً اس پر سحر پھونکتی تھی جو وہ جھکڑا جاتا تھا۔۔۔ ٹچ ٹچ ٹچ۔۔۔ دفعتاً کمرے کی ساری بتیاں روشن ہوئیں اور کمراروشنیوں میں نہا گیا۔۔۔

اندھیرے کے بعد روشنیوں سے متعارف ہونے پر یکدم اسکی آنکھیں چندھیا گئیں۔۔۔
اسنے بعجلت اپنی کسرتی بازو آنکھوں پر رکھتے روشنی کا راستہ روکا۔۔۔

وہ اونچا لمبا مضبوط ڈیل ڈول کا حامل ایک بھرپور مرد تھا۔۔۔ شہابی رنگت ستواں۔۔۔ ناک ہلکی بڑھی بھوری شیو۔۔۔ اور ماتھے پر بکھرے بھورے بال۔۔۔ شامیر یہ کیا یار۔۔۔ ابھی تک تیار کیوں نہیں ہوئے۔۔۔ دفعتاً عدنان بھیا اندر داخل ہوئے اور اسے ہنوز ویسے ہی بیٹھے دیکھ سرپیٹ گئے۔۔۔ یار مہندی ہے آج

تمہاری۔۔۔ ساری ار سیجنٹس مکمل ہو چکی ہیں۔۔۔ ہر کوئی تیار ہو کر نیچے پہنچ چکا ہے ڈرائیور پر وشہ کو پک کرنے سیلون جا چکا ہے اور یہاں دلہے میاں ہے کے ابھی تک تیار ہی نہیں ہوئے۔۔۔۔

بھیا کی باتوں پر وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔۔ بس طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی بھیا۔۔۔ ابھی تیار ہوتا ہوں۔۔۔

وہ بے دلی سے بستر سے اترتا جو تاڑنے لگا۔۔۔

شامیر تمہاری پر وشہ سے لومیرج ہے۔۔۔ لیکن تمہیں دیکھ کر لگتا ہے جیسے یہاں زبردستی کا معاملہ ہو۔۔۔ بھیا نے گہری سانس خارج کی۔۔۔ واش روم کی جانب جاتا جاتا شامیر ٹھٹھکا۔۔۔ دل سے ایک ہوک سی اٹھی۔۔۔ میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا تھا بھیا۔۔۔

اوہ کم آن شامیر۔۔۔ اس سال تیس کے ہو جاو گئے۔۔۔ پچھلے تین سالوں سے تم یہ شادی ڈیلے کر رہے ہو بنا کسی جواز کے۔۔۔ کوئی بات ہے تو مجھ سے شکیر کرو۔۔۔ میں محض تمہارا بڑا بھائی ہی نہیں دوست بھی ہوں۔۔۔ کوئی پریشانی ہے کیا۔۔۔ انکی آواز میں نرمی کیساتھ ساتھ تشویش بھی اتری۔۔۔

دودنیا جہاں سے خوبصورت چہروں کی شبیہ شامیر کی آنکھوں میں اتری۔۔۔ مگر وہ جلد سر جھٹکتا مسکرا دیا۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں بھیا۔۔۔ آپ چلیں میں بس دس منٹوں میں آیا۔۔۔ وہ واش میں داخل ہوتا گویا ہوا۔۔۔

جلدی آنیار۔۔۔ پروشانے کہا ہے کہ اسکی گاڑی آنے سے پہلے تم گیٹ پر ہو۔۔۔ انٹری اسنے تمہارے ساتھ دینی ہے۔۔۔ بھیا باہر جاتے جاتے اونچی آواز میں بولے۔۔۔ آپ چلیں میں بس آیا۔۔۔ اسنے واش روم سے ہی آواز دی۔۔۔

مام میری ٹائی نہیں مل رہی کہاں ہے۔۔۔
کچن میں کھڑی پین میں انڈا ڈالتی کنزل اس اونچی آواز پر اچھلی۔۔۔
حد ہے زونی۔۔۔ چھوٹے بچے ہو جو ایک ایک چیز کے لئے ماں کو آویں دیتے ہو۔۔۔ تمہارے یونیفارم کے ساتھ ہی رکھی تھی۔۔۔

کنزل نے جھنجھلاتے ہوئے پڑاتے کے نیچے آنچ ہلکی کرتے دیوار گیر کلاک کی جانب دیکھا۔۔۔ اور بھاگ کر جو سر میں کٹے ہوئے آم ڈالتے دودھ ڈالا۔۔۔ صبح کا وقت خاصا ہر بونگ لئے ہوتا تھا۔۔۔ جب ہر چیز بجلت کرنے کے چکروں میں

مام نہیں مل رہی تائی یار کدھر ہے۔۔۔ جو سر کے یکدم چلنے کی آواز میں زوہان کی جھنجھلائی سی آواز کہیں دب سی گئی۔۔۔

میرا ناشتہ تیار ہے کیا مام۔۔۔ اگر نہیں تو اس اوکے میں باہر سے کچھ کھالوں


گ۔۔۔۔

دفعتا کالج جانے کے لئے مکمل تیار سبحان کالج بیگ کندھے سے لٹکائے پکن کے دروازے میں نمودار ہوا۔۔۔

نونونو۔۔۔۔۔ حاں۔۔۔ آل از ریڈی۔۔۔

تم بس ٹیبل پر بیٹھو۔۔۔ کنزل نے بھاگم بھاگ جو سر بند کر کے پڑاٹھا اٹھا کر ٹرے میں رکھا اور ساتھ ہی جوش کھاتی چائے کے نیچے آگ بند کرتے فرائی ہوا انڈا پلیٹ میں نکالتے ٹرے سبجان کے حوالے کی۔۔۔ تم یہ لے کر چلو میں چائے لاتی ہوں۔۔۔

مام ٹائی۔۔۔۔۔ زوہاں کی جھنجھلائی آواز پھر سے ابھری۔۔
حان بیٹا دیکھنا اسکی ٹائی۔۔۔ وہیں پڑی تھی۔۔۔ وہ بریڈ کے سلائس ٹوٹر میں ڈالتی
وہیں سے بولی۔۔۔۔۔ اور چائے ڈائیننگ ٹیبل تک پہنچاتی انکی واٹر بوٹلز میں شیک
بھرنے لگی۔۔۔



جب تک ٹوسٹ سینکے وہ واٹر بوتلز بھر کر ٹوسٹ پلیٹ میں نکالتی انڈا فرائی کر کے
ڈائینگ ٹیبل تک پہنچی۔۔۔ تب تک زوہان بھی سکول کے لئے مکمل تیار وہیں
آگیا۔۔۔
شکر کے اسکی ٹائی مل گئی۔۔۔ مام نے ٹوسٹ اور فرائی انڈا اسکے سامنے رکھا۔۔۔
وہیں تھی مام بس جان بوجھ کر ڈرامے کر رہا تھا۔۔۔ سبحان نے سر جھٹکتے اپنی جگہ
سمبھالی۔۔۔

ڈرامے کی کیا بات۔۔۔ مجھ نہیں دکھائی دے رہی تھی۔۔۔
اٹینشن سیکر۔۔۔ محض مام کی اٹینشن چاہتے تھے تم۔۔۔

یوووو۔۔۔مام آپ دیکھ لیں اب۔۔۔

زوہان۔۔۔سبحان انف۔۔۔کنزل کی سخت تنبیہی آواز پر جہاں سبحان خاموش ہوا
وہیں زوہان اسے گھوری سے نواز تا دوبارہ سے کھانے میں مشغول ہوا۔۔۔
مام کل میرے کچھ دوست آئے تھے۔۔۔ناشتہ کرتے یکدم یاد آنے پر سبحان گویا
ہوا۔۔۔

ہاں آئے تھے مگر تم اکیڈمی جا چکے تھے۔۔۔کنزل نے کچن سے واٹر بوتل لاتے
ان دونوں کے پاس رکھیں۔۔۔
دروازہ آپ نے کھولا تھا۔۔۔

ظاہر سی بات ہے حان۔۔۔اس وقت میں ہی ہوتی ہوں گھر پر۔۔۔نورین تو کام کر
کے جا چکی ہوتی۔۔۔کنزل کو اسکی بات کا مطلب نا سمجھ آیا۔۔۔

تبھی تو۔۔۔وہ کہہ رہے تھے ہم تمہارے گھر گئے تو دروازہ تمہاری آپ نے کھولا
تھا۔۔۔میں نے بولا نہیں مام ہونگی۔۔۔کہتے نہیں وہ تمہاری مام نہیں آپ تھی۔۔۔
وہ سر جھٹکتے مسکرا دیا۔۔۔

ایک مسکراہٹ کنزل کے ہونٹوں کو بھی چھو گئی۔۔۔ اسنے آنکھ بھر کر اپنے خوبرو بیٹوں کو دیکھا جنہوں نے یکدم ہی قد کاٹھ نکالا تھا وہ کہیں سے بھی سترہ سالہ یا پندرہ سالہ بچے نالگتے تھے۔۔۔

اور نہیں تو کیا ممی۔۔۔ بندے کو تھوڑا سا ممی تو لگنا چاہیے نا۔۔۔ لوگ ہر بار ہی غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کے آپ ہماری مام نہیں بلکہ بہن ہیں۔۔۔ چھوٹی سی تو ممی ہے ہماری۔۔۔ زوہان کا پسندیدہ موضوع شروع ہو چکا تھا۔۔۔ وہ کنزل کے دراز قد ہونے کے باوجود اسے چھوٹی سی ممی کہتا۔۔۔ کیونکہ بیٹوں کی دراز قد و قامت کے آگے وہ واقعی چھوٹی سی محسوس ہوتی۔۔۔

بس کر دوزونی۔ پیپرز پر دھیان دو۔۔۔ کچھ ہی دنوں میں تمہارے میٹرک کے پیپرز ہیں۔۔۔ کنزل مسکرائی۔۔۔

فکر ناٹ مام۔۔۔ میری تیاری مکمل ہے۔۔۔

ان دونوں کے آگے پیچھے اٹھ کھڑے ہونے پر وہ بھی انکے ساتھ ہی اٹھتی آیت کرسی پڑھتی انکے ساتھ ساتھ کارپورچ تک آرہی تھی۔۔۔ ان دونوں کے گیٹ سے بانکس نکالنے تک وہ تین دفعہ آیت الکرسی پڑھ کر ان پر پھونک چکی تھی۔۔۔

یہ بچے ہی تو اسکا کل سرمایہ تھے اور وہ انکے معاملے میں زرا سی کوتاہی نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

خالہ ایمان کہاں ہے۔۔۔

زخرف ہاتھ میں پزے کا ڈبہ تھامے چمکتی ہوئی بیرونی گیٹ عبور کر کے اندر داخل ہوئی تو خالہ کو صحن میں چار پائی پر بیٹھے سبزی بناتے پایا۔۔۔ جبکہ بھابھی صحن کے دوسرے کونے میں مشین لگا کر کپڑے دھور ہی تھیں۔۔۔

بیٹا وہ کمرے میں سو رہی ہے۔۔۔ طبیعت کچھ ٹھیک نہیں اسکی۔۔۔

کیا ہوا اسکی طبیعت کو۔۔۔ چلیں میں دیکھتی ہوں۔۔۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتی گرل کا دروازہ کھول کر اندر بڑھی اسکا رخ ایمان کے کمرے کی جانب ہی تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ ایمان کے کمرے میں تھی۔۔۔ جہاں وہ گلابی رنگ کی قمیض شلوار میں ملبوس آئینے کے سامنے کھڑی بال بنا رہی تھی۔۔۔ غالباً ابھی ابھی سو کر اٹھی تھی۔۔۔

ملائی سی سپید رنگت۔۔۔ ستواں ناک۔۔۔ باریک گلاب کی پنکھریوں کی مانند لب
اور سب میں نمایاں ہوتیں شہد رنگ آنکھیں۔۔۔ وہ ریشم سے بھورے بالوں کو
پونی میں مقید کرتی ڈھیلی سی پونی بنا رہی تھی۔۔۔

ارے زخرف۔۔۔ یہ کیا ہے۔۔۔ شیشے میں ابھرتے اسکے عکس کو دیکھ کر وہ
مسکراتی ہوئی پلٹی۔ ریشم سے بالوں کی پونی کمر پر لہرا گئی۔۔۔ وہ خوبصورتی و
معصومیت کا مرکب تھی۔۔۔
گیس واٹ۔۔۔

زخرف چہکتی ہوئی پزے کا ڈبہ بجاتی ایمان کے مزید قریب ہوئی۔۔۔
یوٹیوب کی پیمینٹ آگے تمہاری۔۔۔ شاید۔۔۔ ایمان دماغ پر زور دیتی سوچ کر گویا
ہوئی۔۔۔ کے آج کل اسکا ایک یہ ہی کام اٹکا ہوا تھا۔۔۔ جسکے پیچھے وہ پڑی تھی۔۔۔
ایگزیکٹولی۔۔۔ اور اسی خوشی میں۔۔۔ اسنے گھوم کر پزے کا ڈبہ بستر پر رکھ کر اسے
کھولا۔۔۔ تمہارا فیورٹ فحیتا پزا۔۔۔ اسنے پزے کا سلائس اٹھا کر ایمان کے منہ
میں ڈالا۔۔۔

کانگریجو لیشنزیار۔۔۔ پزا کھاتے اسنے منہ صاف کیا۔۔۔ آنٹی کا کیاری ایکشن ہے اور بھائی۔۔۔

سب بہت خوش ہیں ایمان۔۔۔ امی کو تو مجھ پر بہت فخر ہے کے انکی بیٹی گھر بیٹھے بیٹھے کمانے لگی۔۔۔ بنا گھر سے باہر نکلے۔۔۔ ناجاب کا جھنجھٹ ناباس کی چک چک۔۔۔ وہ پاؤں جھلاتی خود بھی پزے سے انصاف کر رہی تھی۔۔۔ بس کیا خیال ہے اپنے ریڈرز کو سر پر انز اپی دے رہی ہو اسی خوشی میں۔۔۔ ایمان نے اسکے پاس ہی چو کری لگا کر بیٹھتے پزے کا دوسرا پیس اٹھایا۔۔۔ افلورس۔۔۔ کیوں نہیں۔۔۔ آر اینڈ جے سپیشل رومینٹک اپی۔۔۔ ز خرف نے پزے منہ میں ڈالتے آنکھ ماری تو ایمان کھکھلا کر ہس دی۔۔۔ یہ ہوئی نابات۔۔۔

ویسے تو تم بہت ٹیلنٹڈ ہو۔۔۔ یقیناً فیوچر میں بڑا نام کمانے والی ہو۔۔۔ محض ایک سال میں ایف بی پر پچیس ہزار فالورز اور محض تین مہینوں میں ہی یوٹیوب کی پہلی پیمنٹ آگئی ہے تو تم اپنے فیوچر کے بارے میں سوچ سکتی ہو۔۔۔ یقیناً مستقبل میں تم

ایک بڑی رائٹر بنو گی۔۔۔ ایمان نے پزرا ختم کر کے ہاتھ جھارتے سر پر پھیرے۔۔۔

جو یہ محترمہ لکھتی ہیں وہ اردو ادب کی توہین ہے۔۔۔ اسکی بیس پر انہیں مصنفہ کہنا اردو ادب کی اس بھی زیادہ بڑی توہین ہے۔۔۔

دروازے سے ابھرتی حامد کی آواز پر جہاں ایمان نے چونک کر بھائی کو دیکھا وہیں مسکرا کر تعریف و وصولتی زخرف کے چہرے کی مسکراہٹ بھی یکدم پھیکی پڑی۔۔۔ یہ بے عزتی شدید تھی۔۔۔

ایکسیوز می۔۔۔ کہنا کیا چاہتے ہیں آپ۔۔۔

وہ یکدم آگ بگولہ ہوتے نوار د کے مقابل آئی جو ر ف سے ٹرا وز شرٹ میں ملبوس کہیں باہر سے آرہا تھا یا غالباً کہیں جارہا تھا لیکن انکی باتوں سے مستفید ہوتا وہیں رک گیا۔۔۔

یہ ہی کہنا چاہتا ہوں کے جو تم لکھتی ہو وہ اردو ادب نہیں فحاشی کہلاتا ہے۔۔۔ زخرف کی آنکھوں میں اپنی سرد آنکھیں گارتا وہ سجدہ و سرد انداز میں اسے لفظوں کا تھپڑ لگا چکا تھا۔۔۔ زخرف بلبلا اٹھی۔۔۔

جلتے ہیں آپ میری کامیابی سے۔۔۔ خود تو ڈگری مکمل کرنے کے باوجود بھی ابھی تک جاب نا حاصل کر سکے۔۔۔ اور میں ڈگری مکمل کئے بنا ہی کمانے لگی تو۔۔۔

محترمہ۔۔۔ جلا بھی اس چیز میں جاتا ہے جس میں کچھ دم ہو۔۔۔ تم میں ہے کیا بھلا جس سے جلا جائے۔۔۔ اور حرام کی کمائی کمانا کبھی بھی مشکل نہیں رہا۔۔۔ پھر چاہے وہ ماڈلز اور ایکٹرس کی طرح سکریں پر اپنا آپ دکھا کر حاصل کی گئی ہو یا پھر سکریں پر اپنے گندے اور فحش خیالات کا اظہار کر کے لوگوں کا رجحان فحاشی کی جانب مبذول کروا کر حاصل کی گئی ہو۔۔۔ وہ شاید سامنے والے کو کوڑے لگا کر لہو لہان کرنے کے فن سے آگاہ تھا تبھی پوری قوت سے گویا زخرف کو اسکے لفظوں کا کوڑا ہی لگا تھا جو وہ آپ سے باہر ہوتی اس پر جھپٹ پڑی۔۔۔

مجھے جج کرنے والے آپ ہوتے کون ہیں۔۔۔

ایمان بگڑتی صورتحال دیکھ پھٹی پھٹی آنکھوں سمیٹ ہڑبڑا کر آگے بڑھی۔۔۔

زخرف۔۔۔

بھیا۔۔۔

اسنے زخرف کو بازوں سے تھامتے پیچھے کرنا چاہا مگر وہ شاید کسی اور موڈ میں ہی تھی۔۔۔

میں ایک رائٹر ہوں۔۔۔ جو میرا دل چاہے میں وہ کروں گی۔۔۔ اگر اتنا ہی معیوب لکھتی ہوں تو کیوں بھیڑ لگی پڑی ہے میرے تیج اور چینل پر۔۔۔ لوگ کیوں بے صبری سے منتظر ہوتے ہیں اگلی قسط کے

ناجانے اس میں اتنی طاقت کہاں سے آئی تھی کے ایمان کے دبوچنے کے باوجود وہ حامد کے گریبان کو جھٹکے دیتی بھوک شیرنی کی مانند غرائی۔۔۔ کیونکہ۔۔۔

کیونکہ مکھیاں ہمیشہ گند پر ہی بھنبھنایا کرتی ہیں۔۔۔ لال بھبھوکا چہرہ لئے وہ اسکے ہاتھ بری طرح جھٹکتا غرایا۔۔۔ یوں کے ایمان کے تھامنے کے باوجود وہ کئی قدم پیچھے کو لڑھکی۔۔۔ گرفت اتنی سخت تھی کے زخرف کو اپنے بازو ٹوٹے محسوس ہوئے۔۔۔

وہ صدمے کی کیفیت میں لب بھینچتی پھٹی پھٹی آنکھوں سمیٹ اس ظالم کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

تنفیس تیز تھا اور آنکھیں اس بے بسی پر سرعت سے بھگنے لگی تھیں۔۔۔
رہ گئی بات ڈگری مکمل کرنے کی۔۔۔ تو محترمہ جس حساب سے تم ایک کلاس میں
ٹکی ہونا گلے پانچ سال تک یہ ہی کلاس کلئیر ہو جائے تو غنیمت جانو۔۔۔ کجا کے
ڈگری کلئیر کرنا۔۔۔ زخرف کی جانب سے ملنے والا بے روزگاری کا تانہ اسکی
مردانہ انا پر ایک تازیانہ تھا تبھی وہ جارحانہ انداز میں حساب بے باک کر گیا۔۔۔
وہ چاہ کر بھی کہہ ناپائی کے اسکے دو سال اسکی بیماری کے باعث مس ہوئے
تھے۔۔۔ کے جانتی تھی اگر اب کچھ بولتی تو اسنے رو دینا تھا۔۔۔
وہ ایمان کے ہاتھ جھٹکتی غصے سے کھولتی آنسو پیتی سرعت سے حامد کے قریب سے
گزرتی باہر کو بھاگی۔۔۔
ایمان نے لب چباتے تاسف سے بھائی کو دیکھا۔۔۔

This is not fair Bhai....

انف۔۔۔ از انف۔۔۔ ایمان۔۔۔

دوبارہ تم مجھے اس لڑکی کیساتھ نادکھو۔۔۔ وہ کسی صورت تمہاری دوستی کے قابل
نہیں۔۔۔ گھٹیا و احیات۔۔۔ وہ غصے سے کھولا۔۔۔ دماغ میں ابھی تک اسکی ویڈیوز

کے فحش تھمب نیل گھوم رہے تھے جسے دیکھ اسکی ویڈیو پر مکھیوں کی مانند بیڑ لگتی تھی۔۔۔ وہ لفظوں کے فحش مناظر اسکا دماغ کھولا رہے تھے۔۔۔

بھائی وہ دوست ہے میری۔۔۔ بھائی کا غصہ دیکھ ایمان گھسیکھائی۔۔۔

اپنی عمر کی لڑکیوں سے دوستی کرو ایمان۔۔۔ وہ غرایا۔۔۔

اگر کئی سال تک فیل ہونے کے بعد وہ تمہارے ساتھ فرسٹ ایئر کی سٹوڈینٹ ہے تو اسکا مطلب قطعاً نہیں کے وہ تمہاری دوستی کے قابل ہے۔۔۔ اسکی ماں اور

بھائیوں نے تو غالباً غیرت بیچ کھائی ہے جو دکھائی نہیں دے رہا کے انکے گھر کی بہن بیٹی کیا کرتی پھر رہی ہے۔۔۔ ایک ان میرڈلڑکی کو یہ اخلاقیات سے عاری کام قطعاً ذیب نہیں دیتے جو کرتی وہ پھر رہی ہے۔۔۔ چبا چبا کر اپنے لفظوں پر زور دیتا وہ کمرے سے نکل گیا۔۔۔

جبکہ ایمان اس وقت کو کوستی سر تھام کر بیٹھ گئی جب اسنے فخر سے گھر میں بتایا تھا کہ اسکی دوست رائٹر ہے اور اسکی اتنی فین فالونگ ہے۔۔۔ نا وہ اس چیز کا ذکر گھر میں کرتی نا حامد اسکا پیج اور چینل چیک کرتا۔۔۔

اب اسے رہ رہ کر زخرف کا خیال آ رہا تھا جو روتے ہوئے یہاں سے گئی تھی۔۔۔

وہ سفید کرتا شلوار میں ملبوس سبز واسکٹ پہنے پیلی چنری گلے میں ڈالے بال جیل سے سیٹ کئے بہت دلکش انداز میں اینٹرس کی جانب بڑھا۔۔۔ ارد گرد کھلے سے لان میں رنگ برنگی فینسی لائٹس سے کی گئی ڈیکوریشن آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔۔۔ مہندی کی مناسبت سے تھیم سیٹ کی گئی تھی۔۔۔ تیز آواز میں میوزک چل رہا تھا۔۔۔ کیمرامینز کیمراتھامے الٹ کھڑے تھے۔۔۔ رنگ برنگے آنچل ادھر ادھر لہراتے دکھائی دے رہے تھے۔۔۔ وہ ایلٹ کلاس کا فنگشن تھا جہاں آنچل بھی مہندی کی تقریب کے لحاظ سے فیشن کے طور پر سیٹ کئے گئے تھے۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں پلان کے مطابق پرورشہ کی پاکی آکر انٹرس پرر کی توشامیر مسکراتا ہوا اس جانب بڑھا جہاں چارور کرز نے پاکی کے چاروں کونے تھام رکھے تھے۔۔۔ اور اسے چاروں طرف سے موتیے کے پھولوں کی لڑیوں سے ڈھانپا گیا تھا۔۔۔

شامیر نے آگے بڑھتے ان پھولوں کی لڑیوں کو ہاتھ سے ہٹایا تو اندر سے سبز کھسے میں مقید دو دھیپاواں باہر نکلا۔۔۔

ہر طرف سے ہوٹنگ اور تالیوں کا شور بھرپا ہونے لگا۔۔۔ دفعتاً اندر سے سی گرین اور سلور کلر کا لہنگا کرتی زیب تن کئے ماتھے پر سلور ماتھا پیٹی لگائے جس میں سبز سٹون تھے پر وشہ باہر نکلی۔۔۔ ٹاپ بیوٹیشن کے ہاتھوں کئے گئے ماہرانہ میک آپ سے اسکے چہرے کا ایک ایک فیچر نمایاں ہو رہا تھا۔۔۔ کانوں میں پھولوں کے آویزیں تھے جبکہ بالوں کا خوب صورت ہیئر سٹائل بنانے کے بعد انہیں کرل کر کے ایک شانے پر ڈالا گیا تھا جبکہ اسی سٹائل میں موتیے کی لڑیاں پرو کر انہیں دوسرے شانے پر ڈالا گیا تھا۔۔۔ جبکہ آنچل سر پر ٹکا کر اسکے دونوں پلوں شانوں کے پیچھے ہی سیٹ کئے گئے تھے۔۔۔ وہ خوبصورت تھی اور آج قہر ڈھا رہی تھی۔۔۔

شامیر نے اسے مسکرا کر دیکھتے ہاتھ آگے بڑھایا۔۔۔ وہ اپنا نازک ہاتھ شامیر کے ہاتھ میں دیئے سہج سہج کر قدم اٹھاتی سیٹج کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔

ان سے چند فٹ کی دوری پر فوٹو گرافر کا جھمکھٹا لگا تھا جو انکے ایک ایک لمحے کو کیمرے کی آنکھ میں مقید کر رہے تھے۔۔۔

جلد ہی رسم کے بعد ڈانس پر فارمینس کا سلسلہ شروع ہوا جس میں سب سے پہلی پر فارمینس شامیر کی پروشہ کے لئے تھی۔۔۔ سٹیج پر فینسی لائٹس کے درمیان میوزک کی لے پر جب شامیر نے رخ سب کی جانب کرتے پروشہ کی جانب اشارہ کر کے سٹیپس لینا شروع کئے تو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ ہوٹنگ کرنے والی بھی پروشہ ہی تھی۔۔۔

اس ایلٹ فیملی کے سبھی بڑے بھی اوپن مائنڈڈ تھے جو بہت خوشی سی اس تقریب کو انجوائے کر رہے تھے۔۔۔ جسٹ لائیک آپر فیکٹ فیملی۔۔۔

لیکن کہیں کچھ مسنگ تھا۔۔۔ کچھ گہرا مسنگ۔۔۔

ماں باپ کے ساتھ ساتھ شامیر کے تینوں بھائی دونوں بھابھیاں انکے بچے اور بہن بھی وہاں موجود تھی۔۔۔ سبھی دوست احباب پروشہ کی فیملی۔۔۔ سب۔۔۔ لیکن پھر بھی کچھ ادھورا تھا۔۔۔ ایک ادھورا اپن جو اسکی ذات کا حصہ بنتا چلا جا رہا تھا۔۔۔

شامیر کی پرفارمنس کے بعد باری باری سب کی پرفارمنس تھیں۔۔۔ وہ خاموشی سے سیٹج سے اتر آیا۔۔۔

اندر کچھ خالی خالی سا تھا۔۔۔ یہاں سب تھا مگر سکون کہاں تھا۔۔۔ وہ ہر چیز سے بے پرواہ اندرونی عمارت کے ہال سے گزرتا بالائی منزل کی چھٹ پر آ گیا۔۔۔ وہاں سے بھی نیچے کا سارا منظر اور وہاں کی رونقیں واضح نظر آرہی تھیں۔۔۔ مگر دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا تھا۔۔۔

اسکے سیل پر بار بار پروشہ کی فون کالز آنے لگی تھیں۔۔۔ شاید وہ اسے ادھر ناپا کر اسے ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔ اسے بلارہی تھی۔۔۔ اسکے ڈیڈ کے سب سے بہترین دوست کی نخریلی بیٹی۔۔۔ وہ ہلکا سا مسکرایا اور انجام کی پرواہ کئے بنا فون سائیلنٹ پر لگا دیا۔۔۔ یقیناً اسکی اس حرکت کے بعد مہندی کے روز ہی بابا کے ہاتھوں اسکی ایک کلاس پکی تھی۔۔۔

مگر وہ بھی کیا کرتا اور کب تک۔۔۔ بغاوت وہ کر نہیں سکتا تھا۔۔۔ شاید ایک کمفرٹ زون کو ٹورنے کا حوصلہ اس میں نا تھا۔۔۔ یا پورے خاندان سے ٹکڑے کر

تن تنہا ایک محاذ پر کھڑا ہو کر لڑنے کی ہمت اس میں مفقود تھی۔۔۔ تبھی وہ ہمیشہ سے بچ کاراستہ اختیار کر لیتا۔۔۔

ذہنی خلفشار سے تنگ آ کر اسنے کرتے کی جیب سے سگریٹ نکالتے سلگائی۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ سلگتی ہوئی سگریٹ لبوں سے لگاتا جب ہوا کے دوش پر ایک نسوانی آواز اسکے کانوں سے ٹکراتی اسے مزید بے چین کر گئی۔۔۔

پلیز آپ یہ سگریٹ مت پیا کریں۔۔۔ اسنے بڑے حق سے آگے بڑھتے شامیر کے لبوں میں دابا وہ شعلہ اپنی مومی انگلیوں سے نکالا تھا کہ شامیر اسے گھور کر رہ گیا۔۔۔ یوں کے وہ جھٹ سے اپنی غزالی نگاہیں جھکا گئی۔۔۔ سوری۔۔۔ آپ میری موجودگی میں یہ ناپیا کریں۔۔۔ یا پھر۔۔۔ اسکی کونسل سی مدھر آواز کچھ مدھم پڑی۔۔۔ یا پھر مجھے بتا دیا کریں میں وہاں سے چلی جایا کروں گی۔۔۔ اسکے دھویں سے میری طبیعت خراب ہونے لگتی ہے۔۔۔

شامیر نے کرب سے آنکھیں میچتے ہاتھ میں تھا شعلہ دور ہوا میں اچھالا۔۔۔ ڈیم اٹ۔۔۔ کہاں ہو تم۔۔۔ اسنے زور سے ہاتھ کی مٹھی ریلنگ پر ماری۔۔۔ کہیں نہیں ہو تم میری زندگی میں۔۔۔ مگر کیوں روم روم میں بسنے لگی ہو۔۔۔

اسنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں بالوں کو جھکڑا۔۔۔ سارا سٹائل تھس تھس نہس ہوا تھا۔۔۔ مگر وہ سکون کا خواہاں تھا۔۔۔ جو کہیں نہیں تھا۔۔۔

خود پر سے اختیار کھوتے بلا خرتنگ آکر اسنے بنا سوچے سمجھے رات کے اس پہر وہ نمبر ملا ڈالا تھا جسے خود سے کبھی ناملانے کے وہ دن میں کئی کئی عہد کرتا تھا۔۔۔

دوسری طرف سے ابھرتی مدھر کوئل سی میٹھی مگر حیران کن آواز پر اسکے لبوں پر بڑی دلکش مسکراہٹ ابھری۔۔۔ وہ سکون سے آنکھیں موندتار یلنگ سے ٹیک لگا گیا۔۔۔۔۔ یہ لڑکی واقعی ساحرانہ طاقتوں کی مالکن تھی جو اس پر سحر پھونکتی تھی۔۔۔ جبکہ نیچے شامیر کی غیر موجودگی کے باعث ایک ہلچل مچ گئی تھی جس سے بے خبر وہ اوپر پر سکون سا کھڑا اس آواز کو سن رہا تھا۔۔۔ جسکے ساتھ ساتھ اسکا دل ڈھرکتا تھا

مام آج یہ کھانا کس نے بنایا ہے۔۔۔۔۔ کنزل کچن سے پانی کا جگ لا کر ڈائیننگ ٹیبل پر رکھ رہی تھی جب وہ دونوں بھائی آگے پیچھے آکر ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھیں۔۔۔

سب سے پہلے ڈونگے سے ڈھکن اتار کر پوچھنے والا زوہان ہی تھا۔۔۔ جبکہ اس کے
۔۔۔ کہنے پر کرسی پر بیٹھ چکے سبحان نے بھی کھانے پر غور کیا
کنزل دانت پیستی اندر ہی اندر خفیف سی ہوئی۔۔۔ اسکی اولاد اسے تگنی کا ناچ
نچواتی تھی۔۔۔۔

میں نے۔۔۔ وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھتی ڈونگے سے سالن نکال کر اپنی پلیٹ میں
ڈالنے لگی۔۔۔

جھوٹ۔۔۔ وہ پر یقین انداز میں کہتا کرسی گھسیٹ کر ریلیکس ہو کر ماں کو دیکھنے
لگا۔۔۔

ہاں ماں تمہاری جھوٹی جو ہے۔۔۔ کبھی سچ بولا کیا میں نے تم دونوں سے۔۔۔
اسنے ان دونوں کی جانب دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی البتہ روٹی کا پہلا نوالہ توڑتے
منہ میں رکھا۔۔۔۔

مام یار یہ ایمو شنل بلیک میلنگ کر کے غلط کو درست ثابت کرنے کی کوشش ناکیا
کریں آپ۔۔۔ جو غلط ہے وہ غلط ہے۔۔۔ زونی کی دو ٹوک آواز پر کنزل نے اسے
۔۔۔ گھورا

اینڈ ویٹ۔۔۔ ماں کے ہاتھ میں تھامی روٹی دیکھ اسنے ہاٹ پاٹ کا دھکن اٹھاتے
اندر سے گرم گرم روٹی کنارے سے تھام کر یوں نکال کر دیکھی جیسے اسکا معائنہ کر
رہا ہو۔۔۔ روٹی بھی آپ نے نہیں بنائی۔۔۔ اسنے روٹی واپس وہیں رکھتے اسکا
ڈھکن بند کیا۔۔۔

کنزل نے کوفت سے گہرا سانس خارج کیا۔۔۔۔۔

خاموشی سے چپ چاپ کھانا کھا زونی۔۔۔

وہ زرار و بدار آواز میں گویا ہوئی۔۔۔

آپ بہت اچھے سے جانتی ہیں مام۔۔۔ کے میں کھانا صرف آپکے ہاتھ کا کھاتا

ہوں۔۔۔ آپ نے آج لھر سے کھانے کے لئے نورین کی سرو سزلی ہیں نا۔۔۔

آپ نے اسے گھر کے دوسرے کام کاج میں ہیلپ کے لئے رکھا ہے یا کوکنگ کے

لئے۔۔۔

میں نہیں کھا سکتا اسکے ہاتھوں کا بنا کھانا۔۔۔ اسکے لہجے میں بیزاری تھی۔۔۔

جبکہ سبحان بھائی کی طرح جرح پر تو ناترا تھا البتہ کھانے کو اسنے بھی نہیں چھوا تھا۔۔۔ وہ دونوں بھائی اسی کے ہاتھ سے بنا کھانا کھاتے تھے۔۔ اور یہ چیز کئی دفعہ اسکی جان کا آزار بن جاتی تھی۔۔۔

زونی۔۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی بیٹا۔۔ کو کنگ کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ اس لئے نورین سے بول دیا۔۔ کیا ہے اس کھانے کو جو آپ دونوں کھا نہیں سکتے۔۔۔ وہ عاجز آتی گویا ہوئی۔۔۔

کیا ہوا آپکی طبیعت کو مام۔۔۔ آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔ وہ دونوں بیک وقت اسکی جانب لپکے۔۔۔ اگر اسکی اپنے بچوں میں جان تھی۔۔ تو بچے بھی اسکے دم سے جیتے تھے۔۔۔ اسی لئے تو وہ انہیں اپنی خرابی طبیعت کے بارے میں کچھ بتانا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔

نہیں زیادہ کچھ نہیں بس تھوڑی سی تھکاوٹ ہو رہی تھی۔۔ کنزل نے لب کچلے۔۔۔

اوہ مام۔۔۔ ایسی کوئی بات تھی تو بتائیں نا۔۔ ہم باہر سے آرڈر کر لیتے۔۔۔

زوہان کے کہنے پر کنزل نے اسے بے طرح گھورا۔۔۔ بس آگئی نا اصل بات منہ پر۔۔۔

بس یہیں آکر تو تان تو ٹٹی ہے تمہاری۔۔۔ جتنا جنک آپ لوگ کھاتے ہونا وہ صحت کے لئے کتنا مضر ہے احساس ہے تمہیں اس بات کا۔۔۔ ابھی پچھلے ہفتے بیماری سے اٹھے ہو۔۔۔ ہو کسی دن کھالیا۔۔۔ آپ لوگوں نے تو روز کا ہی کام پکڑا ہوا ہے۔۔۔ اسکا جلالی موڈ آن ہو چکا تھا جو نہایت کم و بیش آن ہوتا تھا۔۔۔ مجھے بیچ میں مت گھسیٹیں مام۔۔۔ گھر میں جنک آتا ہے تو میں کھاتا ہوں ورنہ آپ جانتی ہیں کہ میں اچار سے بھی روٹی کھا سکتا ہوں۔۔۔

سبحان سیز فائر کرتا کر سی سے اٹھ کر کچن کی جانب بڑھا۔۔۔

کنزل چمچ کر رہ گئی کے جانتی تھی وہ اب کچن سے اچار کا ڈبہ لینے گیا ہے۔۔۔

اچار کھا سکتے ہو مگر یہ سالن نہیں۔۔۔ ابکی بار غصہ اپنے ہونہار اور فرما بردار سپوٹ پر اترا۔۔۔

جی۔۔۔ کیونکہ یہ اچار بھی آپ ہی کے ہاتھوں بنا ہے۔۔۔ وہ صاف لہجے میں گویا ہوا۔۔۔۔۔

سوری پر میں اچار نہیں کھا سکتا۔۔۔ پلیز میرے لئے پزا آرڈر کر دیں۔۔۔ زوہان
کے کہنے پر کنزل نے خونخوار تیور لئے اسے دیکھا۔۔۔
پلیز مام۔۔۔

کنزل نے زوردار انداز میں پلیٹ پیچھے کھسکائی۔۔۔

Just go to hell both of you....

وہ پھنکار کر کہتی کرسی سے اٹھتی کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔
مام۔۔۔ مام۔۔۔ جبکہ زونی کی جان پر بنی اور وہ بوکھلائے سے انداز، میں پیچھے
لیکا۔۔۔

چلیں جی۔۔۔ ساتھ میں مجھے بھی گھسیٹ لیں اب۔۔۔ سبحان دونوں ہاتھ فضا میں
اٹھا کر۔۔۔ جیسے کچھ بھی۔۔۔ کا اشارہ کرتا اچار سے روٹی کھانے لگا۔۔۔ جبکہ کنزل کے
زوردار انداز میں کمرے کا دروازہ بند کرنے پر زونی بناتا خیر کئے دروازہ وا کر کے
اندرداخل ہوا۔۔۔

لائٹ بند کرو زونی۔۔۔ اسکے لائٹ جلانے پر وہ ٹرخی۔۔۔

ایم سوری مام۔۔۔

میرے کمرے سے جاوزونی۔۔۔ کنزل آنکھوں پر بازو دھرتی رخ موڑ گئی۔۔۔
مام سوری پلیر۔۔۔ وہ ڈھیلے سے انداز میں ماں کے پاس ہی پاننتی پر بیٹھ گیا۔۔۔
مام پلیر اٹھیے نادیکھیں آپکے شہزادے کو بھوک لگی ہے۔۔۔ وہ ماں کو منانے کے ہر
گر سے واقف تھا۔۔۔

کنزل کے دل کو کھینچ لگی۔۔۔ وہ بے وقوف تو دوپہر میں بھی کچھ کھا کر نہیں گیا
تھا۔۔۔۔

ہاں تو باہر پڑا ہے کھانا کھا لو جا کر۔۔۔
وہ بے رخی سے بولی۔۔۔ مام پز اکھانا ہے پلیر۔۔۔
پلیر مام مان جایئے نا۔۔۔۔۔
وہ بنا کچھ بولے یو نہیں لیٹی رہی۔۔۔ مگر وہ بھی اپنے نام کا ایک ہی ڈھیٹ تھا۔۔۔
آدھا گھٹ گزرنے کے باوجود بھی وہ وہیں پاننتی پر بیٹھا ماں کی منتیں کر رہا تھا۔۔۔
تھک ہار کر کنزل کو ہارمانی پڑی۔۔۔ ٹھیک ہے جاو کھا لو پزا۔۔۔ انداز میں ابھی
بھی ہلکی خفگی تھی۔۔۔

ایسے نہیں مام۔۔۔ میرے ساتھ باہر آئیں۔۔۔ خود آرڈر کریں اور میرے ساتھ کھائیں۔۔۔ پھر میں کھاؤں گا۔۔۔ کنزل نے رخ پلٹتے اسے گھورا۔۔۔ وہ مسکیں سی صورت بنا گیا۔۔۔

اور جو اتنا کھانا بنا پڑا ہے وہ۔۔۔ کیا وہ رزق کی ناقدری نہیں۔۔۔ وہ تڑخ کر کہتی اٹھ بیٹھی۔۔۔ ڈھیلی سی پونی میں مقید بال شانے پر پھسل آئے تھے۔۔۔ غصے میں وہ اور بھی پیاری لگنے لگتی۔۔۔ زونی نے ماں کا غصیلہ چہرہ دیکھا۔۔۔ وہ پرنٹڈ لانگ شرٹ اور چوری دار پاجامے میں ملبوس تھی۔۔۔

وہ صبح آپ نورین کو دے دینا۔۔۔ وہ اور اس کے بچے کھالیں گے۔۔۔ اس کے پاس جیسے ہر بات کا جواب موجود تھا۔۔۔ وہ بعض اوقات اپنی اولاد کی حاضر جوابی سے تنگ آ جاتی۔۔۔

ہاں اور تمہارے باپ کی فیکٹریاں چل رہی ہیں نا۔۔۔ پیسے تو پیر پر اگتے ہیں۔۔۔ ناجانے آج اسے کیوں اتنا غصہ آ رہا تھا۔۔۔

کوئی شک۔۔۔ اسنے مسکرا کر آسبرو اچکائی۔۔۔ ابھی ایک کال پر پورا میکڈونلڈ میرے نام ہو جائے گا۔۔۔ چیلنج۔۔۔ کرواں ابھی اپنے نام۔۔۔

غضب خدا کا لڑکے۔۔۔ حان پڑا آرڈر کرو اس کے لئے۔۔۔ وہ عاجز آتی وہیں سے
سبحان کو آواز دینے لگی۔۔۔ پس طے ہوا وہ کبھی اپنی اولاد کے سامنے جیت نہیں
سکتی تھی۔۔۔ وہ اسے اسی کے الفاظ کے گھیرے میں لے لیتی تھی۔۔۔

دفعۃً سبحان ہاتھ میں پڑا باکس تھا مے اندر داخل ہوا۔۔۔

لیجئے۔۔۔ میں نے تب ہی آرڈر کر دیا تھا جب یہ آپکے پیچھے آیا تھا کہ میں جانتا تھا
اس ملاقات کا اختتام کہاں ہونا ہے۔۔۔ حان نے پڑا باکس بیڈ کے درمیان میں
رکھا اور خود بھی زوہان کیساتھ بیٹھ گیا۔۔۔

جبکہ کنزل سر جھٹکتی پڑے کا سلاٹس اٹھا کر کیچپ لگاتی کھانے لگی کے جانتی تھی
جب تک وہ نہیں کھانا شروع کرے گی وہ دونوں بھی اسے ہاتھ نہیں لگائیں
گے۔۔۔

اللہ۔۔۔ کتنا لیٹ ہو گئی۔۔۔ ایک تو زخرف کی بچی بھی بھائی کے نادر خیالات کے
باعث اس قدر ناراض ہے کہ فون تک نہیں اٹھا رہی ایک دفعہ کالج پہنچ جاؤں
جاتے ہی اسے منالوں لگی۔۔۔ بھیا کی طرف سے ایکسیوز کر لوں گی۔۔۔ سفید کالج

یونینفارم میں ملبوس ایمان سیاہ چادر خود پر اوڑھے کالج بیگ شانے پر ڈالے تیز تیز
قدم اٹھاتی کالج کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔ سرخ و سپید معصوم چہرہ سیاہ چادر کے
ہالے میں دمک رہا تھا۔۔۔ آج بھیا کام کے سلسلے میں صبح جلدی نکل گئے تھے جسکی
وجہ سے اسے آج پیدل کالج آنا پڑ رہا تھا ورنہ یہ ذمہ داری بھیا کی تھی۔۔۔ اگر کبھی
وہ مصروف ہوتے تو وہ زخرف کے ساتھ پیدل آ جاتی۔۔۔ کے کالج گھر سے زیادہ
دور بھی نا تھا۔۔۔

اللہ۔۔۔۔۔

سامنے روڈ پر شدید ٹریفک دیکھ وہ ٹھٹھک کر رکی۔۔۔ روڈ کراس کر کے دوسری
جانب کالج تھا۔۔۔ وہ جھنجھلا اٹھی وہ جتنا جلدی پہنچنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اتنا ہی لیٹ ہو رہی
تھی۔۔۔

ریڈ سگنل آن ہونے پر اپنی رفتار سے جاتی سیاہ مر سڈی یکدم رکی۔۔۔ جہاں پیسنجر
سیٹ پر بیٹھے خان نے موبائل سے نگاہیں اٹھاتے کوفت سے ادھر ادھر دیکھا۔۔۔

وہ براون جینز پر لائٹ براؤں جسم سے چپکی ہاف سلیو۔۔ وی گلے کی شرٹ زیب تن کئے ہوئے تھا جس سے اسکے سینے اور بازوؤں کے کٹس نمایاں ہوتے اسے مزید پرکشش بن رہے تھے۔۔ بازو میں برینڈ ڈگھڑی پاؤں میں برینڈ ڈشوز اور ہاتھ میں پکڑالیٹسٹ ماڈل کا آئی فون۔۔ وہ شخص چلتا پھرتا برینڈ تھا۔۔ جسکی امارت اسکی ایک ایک چیز سے ٹپکتی۔۔ اسنے آنکھوں سے گلاسز اتارتے کوفت سے یہاں وہاں دیکھا۔۔ آج صبح ہی صبح اسکی یونی میں کلاس تھی جسکے لئے اسے اتنی جلدی آنا پڑا۔۔ اب ارد گرد ٹریفک کے ساتھ ساتھ کالج کی لڑکیوں کا رش اسے مزید کوفت میں مبتلا کر رہا تھا جبکہ یکدم اسکی نگاہ ایک جھنجھلائے سے وجود پر گئی اور گویا وہیں ٹھٹھک کر رک گئی۔۔۔

وہ سفید کالج کے یونیفارم میں ملبوس سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تھی اور سیاہ چادر کے ہالے میں اسکا معصوم چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند دمک رہا تھا۔۔ شہد رنگ آنکھیں اتنی دور سے بھی اسے کسی مقناطیسی قوت کی مانند اپنی جانب کھینچ رہی تھی۔۔۔

امجد یہ لڑکی کون ہے۔۔۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے امجد نے چونک کر اپنے چھوٹے صاحب کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا جہاں کالج یونیفارم میں ملبوس ایک لڑکی ریڈ سگنل آن دیکھ تیزی سے گاڑیوں کے بیچ سے راستہ بناتی کالج کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔

انکی گاڑی کے قریب سے گزرتے خان نے بڑی فرصت سے اسکا حسین مکھڑا کیمرے کی آنکھ میں مقید کیا۔۔۔ موبائل کی سکرین پر اسکا جھنجھلایا ہوا سائیڈ پاز تھا جسے وہ اب زوم کئے قریب سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اسکی دائیں گال پر تل کا نشان تھا جسے دیکھتے ہی اسے چھونے کو وہ مچل اٹھا۔۔۔

امجد مجھے یہ لڑکی چاہیے۔۔۔ سگنل کھلنے پر گاڑی آگے بڑھ چکی تھی جبکہ خان شاید کھویا کھویا سا وہیں رہ گیا تھا۔۔۔

امجد زندگی میں پہلی مرتبہ اپنے چھوٹے صاحب کی ایسی فرمائش پر چونک چونک گیا۔۔۔

صاحب معاملہ دل کا ہے کیا۔۔۔ اگر ہاں تو زراسوچ سمجھ لیں۔۔۔ بڑے صاحب آپکا رشتہ طے کر چکے ہیں۔۔۔ انکے فیصلے کے خلاف گئے تو قیامت آجائے گی۔۔۔

امجد کے لہجے میں خدشے پنپ رہے تھے۔۔۔ بلاشبہ خان بڑے صاحب کی سب سے لاڈلی اولاد تھا مگر انہیں اپنی زبان اور اسکا پاس سب سے عزیز تھا۔۔۔

وہاٹ ربش امجد۔۔۔۔۔

مجھے کل تک یہ لڑکی اپنے فارم ہاوس پر چاہیے۔۔۔ اس لڑکی کے بارے میں ساری معلومات نکلوا کر اسے ہر حال میں کل تک فارم ہاوس پر لاؤ۔۔۔ اگر پیسے سے مان گئی تو ٹھیک۔۔۔ ورنہ اگر معاملہ زیادہ بڑھا تو بھی حل کر لیں گے۔۔۔ اسنے ناک سے مکھی اڑائی۔۔۔

چڑھتی جوانی۔۔۔ پیسہ۔۔۔ پاور۔۔۔ پشت پناہی اور گناہ کرنے کی طاقت۔۔۔ سب کچھ موجود ہونے کے بعد پھر بھلا وہ کیا چیز تھی جو اسے گناہ سے روکتی۔۔۔ اور بلاشبہ گناہ میں بہت لذت ہے۔۔۔ اس وقت تو محض ایک ہی خواہش تھی جو سر چڑھ کر بول رہی تھی اس لڑکی کے حسن کو خراج پیش کرنا۔۔۔ پھر بھلا کون تھا جو اسے اسکے ارادوں سے باز رکھ پاتا۔۔۔

جی صاحب بہتر۔۔۔ امجد کے تابعداری سے کہنے پر وہ آسودگی سے مسکرا دیا۔۔۔

شامیر کو نہیں یاد کے اسے وہاں چھت پر موجود فون پر بات کرتے کتنی دیر گزری۔۔۔ وہ بس اسکی مدہر کوئل سی مانند کھنکتی آواز کے سحر میں جھکڑا گیا تھا۔۔۔ ہوش تو تب آیا جب کہیں دور مسجدوں سے فجر کی اذانوں کی آواز سنائی دینے لگی تو اس دوسرے نفوس کے ہی احساس دلانے پر وہ ہوش میں آیا۔۔۔۔۔ وہ غالباً فجر کی نماز کی ادائیگی کے لئے اس سے اجازت چاہ رہی تھی جب وہ گویا ہوش میں آتا اسکی التجا پر مسکرا دیا۔۔۔۔۔ رابطہ منقطع ہونے کے بعد اسنے چھت سے جھانک کر نیچے دیکھا جہاں جیسے تقریب کے ابھی کچھ دیر پہلے ہی اختتام پذیر ہونے کے اثرات مرتب تھے۔۔۔۔۔ ساری رات وہاں یہ ہی کچھ چلتا رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ گہرا سانس خارج کرتا رینگ سے ہٹا نیچے کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔ اب جسم پر تھکاوٹ سوار ہونے لگی تھی۔۔۔۔۔ وہ ایک بھر ہو رنیند چاہتا تھا۔۔۔۔۔ بارات دوپہر کو جانی تھی اور یقیناً تب تک وہ فریش ہوتا۔۔۔۔۔

لیکن اسکی جان خلاصی ہو گئی یہ محض اسکی خام خیالی تھی۔۔۔ نیچے اترتے ہی ہال میں لگی سب گھر والوں کی پریس کانفرنس کو دیکھ اسے شدت سے کسی گڑبڑ کا احساس ہوا۔۔۔ وہ وہیں ٹھٹھک کر رہا۔۔۔

آئیے صاحبزادے صاحب آئیے۔۔۔ دفعتاً بابا کی اس پر نظر پڑی اور انکی طنزیہ کاٹ دار آواز سن کر وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا آگے بڑھا۔۔۔ انداز میں ایک شان بے نیازی تھی۔۔۔

جی بابا جان۔۔۔ وہ انکے سامنے صوفے پر بیٹھتا صوفے کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔۔۔ کہاں سے آرہے ہو۔۔۔ بابا کے سختی سے مستفسر ہونے پر ماں آکر اسکے ساتھ بیٹھی۔۔۔ گویا بگڑتے معاملے کو کور کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ وہ انکی اس اختیاط پسندی پر مسکرا دیا۔۔۔

چھت پر تھا۔۔۔ اسنے شانے سہلاتے گردن دائیں بائیں موڑی۔۔۔ کیوں۔۔۔ بتانا پسند کرو گئے کے اپنا اسقدر اہم فنکشن چھوڑ کر تم چھت پر کیا کر رہے تھے۔۔۔ بابا کے غصیلے لہجے میں کہنے پر وہ سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔

چھوڑ کر کہاں گیا تھا۔۔۔ رسم ہو چکی تھی اور میری پر فار مینس بھی۔۔۔ ضروری کام تو سارے نمٹ گئے تھے۔۔۔ طبیعت ٹھیک نہیں تھی میری۔۔۔ گھبراہٹ ہو رہی تھی اسی لئے کھلی ہوا میں سانس لینے کو زرا پر سکون ماحول کے لئے چھت پر آگیا۔۔۔ اسکے لہجے میں زرا سی بھی شرمندگی نہیں تھی البتہ باپ کے لئے وضاحت ضرور تھی۔۔۔

بابا چھوڑیں نا۔۔۔ بتا تو رہا ہے کہ اسکی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔ اسی لئے چلا گیا
چھت پر۔۔۔ ہمیشہ کی طرح اسکی ڈھال بنے سب سے پہلے عدنان بھیا ہی آگے
بڑھے تھے۔۔۔ صبح ہی صبح اس تفتیش پر اسکا سر درد سے پھٹنے لگا تھا۔۔۔
تمہیں اندازہ ہے اسنے کل رات کیا کیا ہے۔۔۔ وہ بچی اپنی زندگی کی شروعات کی
پہلی رات ہی اسکے لئے کس قدر بے چین رہی ہے۔۔۔ اوپر سے یہ اسکا فون تک
نہیں اٹھا رہا تھا۔۔۔ بابا بھڑکے۔۔۔

وہ اپنا دکھتا سر مسل کر رہ گیا۔۔۔۔۔

میرب جاوشامیر کے لئے چائے لاو۔۔۔ اسکی طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔ عدنان بھیا بابا کی باتیں نظر انداز کرتے بیوی سے گویا ہوئے تو وہ سرہاں میں ہلاتی کچن کی جانب بڑھی۔۔۔

بھیا ٹھیک کہہ رہے ہیں بابا۔۔۔ یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں۔۔۔ ویسے بھی آج اسکی زندگی کا اتنا بڑا دن ہے ہم اسے کچھ کہہ نہیں سکتے۔۔۔ اب کی بار ذوہیب بھیا مفاہمتی انداز اختیار کرتے آگے بڑھے۔۔۔

تم فون اٹھا لیتے تو بات اتنی نا بڑھتی۔۔۔ ذوہیب اسکی دوسری طرف آکر بیٹھا۔۔۔ اسنے خاموشی میں ہی عافیت جانی۔۔۔ اپنے طور طریقے درست کر لو شامیر۔۔۔ تم اس بچی کے ساتھ یہ رویہ اختیار نہیں کر سکتے۔۔۔ وہ جس باپ کی بیٹی ہے تم سوچ۔۔۔

واٹ رہش بابا۔۔۔ کیا میں ساری زندگی یہ ہی سنتا رہوں گا۔۔۔ کہ وہ کس باپ کی بیٹی ہے اور اس سے شادی کے بعد ہمیں کتنا منافع ملنے والا ہے۔۔۔ وہ بھڑکتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

اس سے شادی کا مطلب اب میں خود پر پابندیاں لگا لوں۔۔ میری اپنی کوئی مرضی کوئی ایکٹیوٹی نہیں۔۔ مطلب آپ میری شادی نہیں کر رہے بلکہ بیٹا بیچ رہے ہیں۔۔ غصے سے چیخ کر کہتا وہ ہر کسی کو شاک کر گیا۔۔ اس شادی کو لے کر اس کا اتنا شدید رد عمل۔۔۔

بابا لب بھینچتے خاموشی سے اسے دیکھتے رہے جیسے اسے جانچنا چاہ رہے ہوں۔۔۔ اگر میں اتنا ہی برا ہوں اور وہ آپ کی اتنی ہی چہیتی ہے تو ارحم سے کر دیں اس کی شادی۔۔۔ وہ انتہائی غصے میں بہت غلط بات منہ سے نکال گیا تھا۔۔۔ جبکہ اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا ارحم بدک کر دو قدم پیچھے ہٹا۔۔۔ بھائی۔۔۔ خدا کا خوف کریں یا۔۔۔ میری ہونے والی بھابھی ہیں وہ۔۔۔۔۔ شامیر ررر۔۔۔ جہاں بابا کی گرجدار آواز گھونجی وہیں سبھی گھر والے حق دق سے منہ پر ہاتھ رکھ گئے۔۔۔

اس سے پہلے کے بابا غصے میں اس کی جانب بڑھتے ہر حد پار کر جاتے ماں بھاگ کر انکے اور شامیر کی درمیان آئیں جبکہ عدنان اور ذوہیب بھی بگڑتی صورت حال دیکھ بابا کی جانب لپکے اور وہ خود غصے سے ہانپتا خود کو کمپوز کر رہا تھا۔۔۔

ناحلف اولاد۔۔۔ بتاؤ کون ہے وہ جس کے لئے بغاوت پر اتر رہے ہو۔۔۔ حالانکہ یہ وہی پرورشہ ہے جس سے تمہاری گہری چھنتی تھی۔۔۔ بابا غصے سے ہانپنے لگے تھے۔۔۔ آں مکھوں سے شعلے لپک رہے تھے جیسے بس ناچل رہا تھا کہ چہیتے بیٹے کو بھسم کر ڈالتے جو عین شادی کے دن انکی ساکھ روکنے پر تل گیا تھا۔۔۔

اور یہیں شامیر کا غصہ جھاگ کی مانند بیٹھا۔۔۔ وہ بابا کے فرشتوں کو بھی کسی بات کا علم نہیں ہونے دے سکتا تھا۔۔۔ اپنی بدولت کسی اور معصوم جان کو داؤ پر لگانے کا رسک وہ نہیں لے سکتا تھا۔۔۔ تبھی وہ دھیمپڑا۔۔۔

بابا یار پلیز۔۔۔ بات کو غلط رخ نادیں۔۔۔ کہہ تو رہا ہوں کہ رات طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لئے وہاں سے چلا آیا۔۔۔ آپ بھی تو بات کو ہوا بنا دیتے ہیں۔۔۔ وہ عاجزی سے کہتا چہرے پر ہاتھ پھیرتا وہیں صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔

جبکہ ذوہیب بھائی کے اشارہ کرنے پر ریفیہ بھا بھی بھاگ کر پانی لے آئیں۔۔۔

ذوہیب نے پانی کا گلاس تھا مے بابا کو پکڑ لیا۔۔۔

بابا پلیر غصہ تھوکیں اور پانی پیئیں۔۔۔ بات کچھ بھی نہیں۔۔۔ آج اتنی خوشی کا موقع ہے اسے یوں غصے کی نظر مت کریں۔۔۔ ذوہیب نے انکا شانہ سہلاتے انہیں ٹھنڈا کرنا چاہا۔۔۔

اور جو اسنے اسقدر غلط بکواس کی ہے۔۔۔ وہ ہھر سے گرے۔۔۔

بابا غصے میں میں بکواس ہی کرتا ہوں یار۔۔۔ اچھا نا سوری۔۔۔ وہ انکی جانب بڑھتا انکے گلے سے آگے۔۔۔ یار شادی ہے آج میری آج تو بخش دیں۔۔۔ شامیر کی پیش قدمی پر ماں کا کب سے اٹکا سانس بحال ہوا تو بابا کا غصہ بھی قدرے دھیمّا پڑا۔۔۔ حرکتیں ٹھیک کر لو اپنی شاہو۔۔۔ بچے نہیں رہے اب تم۔۔۔۔۔ جی جی بالکل بابا۔۔۔ اب پلیر میں کچھ دیر ریست کر لوں۔۔۔ بائے داوے۔۔۔ میں آج کا چیف گیسٹ ہوں۔۔۔

ہاں لیکن ناشتہ کر کے۔۔۔ پھر تمہیں وقت پر تیار بھی ہونا ہے۔۔۔ بیگم ناشتہ کا بندوبست کروائیں۔۔۔ وہ اس سے مخاطب ہونے کے بعد نعیمہ بیگم سے مخاطب ہوئے تو شامیر سکھ کا سانس خارج کرتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔ اگلے چند دن اسے بے حد احتیاط کی ضرورت تھی۔۔۔ وہ کسی طرح کی مشکوک حرکت کر

کے بابا کے شک پر یقین کی مہر ثبت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ بابا کو شک میں ڈالنا مطلب کسی اور کی زندگی کو داؤ پر لگانا۔۔۔ اور وہ یہ ہر گز نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ اس لئے خاموشی سے فریش ہونے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔

زخرف یار میری کیا غلطی ہے اس سب میں۔۔۔ مجھ سے کیوں خفا ہو تم یوں۔۔۔۔۔
مجھ سے تو بات کرو۔۔۔ پلیز یار۔۔۔ صبح سے زخرف ایمان سے کھنچی کھنچی تھی۔۔۔۔۔ بات تک نہیں کر رہی تھی۔۔۔ ابھی تک کا وقت ایمان نے بہت ضبط سے کاٹا تھا۔۔۔ یہ ہی وجہ تھی کہ جیسے ہی پریڈ فری ہوا وہ اسے لان میں بیٹھے دیکھ وہیں اسکے پاس آگے۔۔۔۔۔
زخرف نے خفگی سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

سوری یار۔۔۔ وہ مصومیت سے بولی۔۔۔۔۔
تمہارے اس اعلیٰ وارفع بھائی نے کیسے اجازت دے دی مجھ جیسی فحش لڑکی سے بات کرنے کی۔۔۔ وہ جل کر بولی۔۔۔۔۔

انہیں تھوڑی نا پتہ ہے یار کے میں تمہیں منار ہی ہوں۔۔۔۔ پتہ نہیں انہیں کیا ہوا
ہے بہت خفا ہوئے تمہارے جانے کے بعد مجھ پر بھی۔۔۔ بہت ڈانٹا۔۔۔
جہاں زخرف توقع رکھتی تھی کے وہ اسے صفائی دے گی کے ایسی کوئی بات نہیں
وہاں اسکی الگ منطق سن کر کھول کر رہ گئی۔۔۔
مگر تم فکر مت کرو یار۔۔۔ میں ہی بے وقوف تھی جو فخر سے گھر میں ہر کسی کو بتاتی
پھر رہی تھی کے میری دوست رائٹر ہے اور اسکی اتنی فالونگ ہے۔۔۔ نیز تمہارا
تیج اور چینل تک متعارف کروا دیا۔۔۔
لیکن اب میں نے سوچ لیا ہے۔۔۔ جیسے ہی بھیا آئیں گے میں انکے موبائل سے
چینل یوٹیوب ریکمنڈیشن اور سرچ ہسٹری سے ڈیلیٹ کر دوں گی ایسا ہی تیج کے
ساتھ کروں گی تو پھر انہیں کسی بارے میں پتہ نہیں لگے گا۔۔۔ اور جب تمہارا لکھا
انکے سامنے نہیں آئے گا تو وہ چند دنوں میں خود ہی یہ بات بھول جائیں گے۔۔۔
اور دوبارہ میں یہ بات کسی سے سنیر ہی نہیں کروں لگی۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ پلیز اب
۔۔۔۔۔ تومان جاو

اپنے تئیں وہ اسے حل پیش کر رہی تھی لیکن زخرف کو ایک گہری مہیب چپ لگ گئی۔۔۔۔

بلکہ ایک کام کرو تم بھی اپنے گھر میں کسی کو مت بتانا کہ تم کیا لکھتی ہو۔۔۔۔ ابھی تک تو تمہاری امی اور بھائیوں کو یہ پتہ ہے کہ تم لکھتی ہو۔۔۔ کیا لکھتی ہو یا کتنا رومینٹک لکھتی ہو یہ تو انہوں نے نہیں پڑھانا۔۔۔ تو اپنا چینل اور پیج ان سے متعارف مت کروانا۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں بھی پھر بھائی کی طرح اس پر اعتراض ہو۔۔۔ باقی تمہاری مرضی۔۔۔ لیکن پلیز غصہ تھو کو۔۔۔ اس دن جو بھی کچھ ہو امیں بھائی کی طرف سے تم سے معافی مانگتی ہوں پلیز اب آؤ کینیٹین چلتے ہیں۔۔۔ آج کی پیمٹ میری طرف سے وہ اسکا ہاتھ تھام کر اسے اٹھاتی گھسیٹتی ہوئی اپنے ساتھ لے جا رہی تھی جبکہ وہ گم صم سی کسی گہری سوچ میں گم اسکے ساتھ گھسیٹتی چلی جا رہی تھی۔۔۔

سبحان بیٹا میں زرا چائے بنا لاؤں تب تک تم زوہان کو یہ نو میریکل سمجھا دو۔۔۔

زوہان اور کنزل لاونج میں بیٹھے تھے۔۔۔ زوہان کے میٹرک کے امتحانات تھے۔۔۔ جبکہ کنزل کو لگتا تھا یہ زوہان کے نہیں بالکل اسکے اپنے امتحانات ہیں۔۔۔ وہ خود انہیں پڑھاتی تھی اور انکی ایک ایک چیز پر اسکی نظر ہوتی۔۔۔ یہ ہی وجہ تھی کہ وہ کتاب کے کس چیپٹر میں کمزور ہیں وہ باخوبی آگاہ تھی۔۔۔ سارا سارا دن اور پھر آدھی آدھی رات تک وہ اسکے ساتھ جاگ کر اسے سپر کی تیاری کرواتی۔۔۔

اگر وہ ماں کے دم سے جیتے تھے تو اس میں بھی زیادہ ہاتھ کنزل کا ہی تھا جو ابھی تک انہیں اپنے پروں میں لئے پھرتی تھی۔۔۔ انہیں ہر چیز کے لئے ماں چاہیے ہوتی اور وہ بھی ایسی تھی جس کے لئے اولاد سے بڑھ کر کچھ نہ تھا۔۔۔ یہ دونوں اسکی زندگی کا قیمتی سرمایہ تھے اور اسنے اپنی زندگی کا بہترین وقت ان پر انویسٹ کیا تھا۔۔۔ اور انسانوں کی طرح رہنا۔۔۔ لمحوں میں جنگلی مت بن جانا۔۔۔ وہ اٹھتے اٹھتے بھی انہیں تنبیہ کرنا بھولی کے اولاد کی حرکتوں کو اس سے بڑھ کر کوئی نہیں جان سکتا تھا۔۔۔ دونوں تابعداری سے سرہاں میں ہلا گئے۔۔۔

سبحان نے اسکے ساتھ بیٹھتے اسے نو میریکل سمجھانا شروع کیا۔۔۔

آیا سمجھ۔۔۔ پورا نو میریکل سمجھا کر وہ مستنفسر ہوا۔۔۔
نہیں۔۔۔ تمہارے سمجھانے کا طریقہ نہایت خراب ہے۔۔۔ مئی کے طریقے سے
سمجھاؤ۔۔۔ وہ پر سکون سا گویا ہوا۔۔۔
رہش۔۔۔ تمہیں کچھ بھی سمجھ نہیں آیا۔۔۔ وہ جھنجھلا۔۔۔
نو۔۔۔ آگے سے پر سکون سا جواب موصول ہو۔۔۔
ٹانگ ہٹاؤ پیچھے۔۔۔ سبحان نے اسکی ریلیکس انداز، میں پھیلی ٹانگ کو دیکھ کوفت
سے کہا جو اسکے آگے تک آرہی تھی۔۔۔
ناہٹاؤ تو۔۔۔ انداز چیلنجنگ تھا۔۔۔
سبحان نے ایک نظر اسے غصے سے دیکھنے کے بعد کچن میں کام کرتی ماں کو دیکھا جو
چائے بنا کر اب کپوں میں انڈیل رہی تھی۔۔۔
ہٹا رہے ہو ٹانگ یا نہیں۔۔۔
نہیں ہٹا رہا۔۔۔ اکھاڑ لو جو اکھاڑ سکتے ہو۔۔۔ زونی کا فائننگ موڈ آن ہو چکا تھا۔۔۔
تمہارے پاس ہے ہی کیا جو اکھاڑ لوں۔۔۔ سبحان نے اسے چڑاتے قہقہہ لگایا۔۔۔
یوووووو۔۔۔۔۔

زونی۔۔۔حان۔۔۔جنگلیوں انف از انف۔۔۔اس سے پہلے کے وہ دونوں ایک
دوسرے پر پل پلتے گھٹم گھٹا ہوتے وہ چائے کی ٹرے تھا مے لبے لبے ڈگ بھرتی
وہاں آئی۔۔۔

اسے سمجھالیں مام۔۔۔ مرے گایہ میرے ہاتھوں۔۔۔ زونی نے غصے سے کالر
جھٹکا۔۔۔

غضب خدا کا لڑکے بکو اس کرتے ہو۔۔۔ کنزل دہل اٹھی۔۔۔

ہاں اور تم تو جیسے سمجھے سمجھائے ہونا۔۔۔ اور کل تم نے میری شرٹ کس خوشی میں پہنی تھی۔۔۔ میں نے کچھ کہا نہیں اٹ مینز کے تم کچھ بھی کرتے رہو۔۔۔

سبحان سینے پر ہاتھ باندھتا جرح ہر اتر۔۔۔ جو اسکی ہر فی چیز پہلے خود استعمال کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا۔۔۔ عموماً سبحان نظر انداز کر دیتا لیکن ایسے معاملوں میں طنز کرنے سے باز نا آتا۔۔۔۔۔

سبحان جاو جہاں سے۔۔۔ بہت شکر یہ بہت سمجھا دیا تم نے اسے نو میریکل باقی میں
سمجھا لوں گی۔۔۔ کنزل ان دونوں کے درمیان آتی حان کو منظر سے ہٹانے
لگی۔۔۔

تم سے مطلب جو میرے جی میں ائے گا میں کروں گا۔۔۔ کیا کر لو۔۔۔
اوے خاموش گستاخ۔۔۔ آواز نا آئے تمہاری۔۔۔ کنزل نے آگے بڑھتے زوہان
کو آنکھیں نکالتے اسکے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔
مام آپ تو۔۔۔

چپ ایک دم چپ چلو میرے ساتھ۔۔۔ اس سے پہلے کے سبحان کچھ کہتا وہ اسکا
ہاتھ تھام کر کھینچتی ہوئی اسے اسکے کمرے میں لے کر آئی اور اسے اندر دھکی کر
کمرے کا دروازہ بند کرتے باہر آئی۔۔۔
پتہ نہیں وہ کتنے خوش نصیب ماں باپ ہونگے جنگی اولادوں میں اتفاق ہوتا
ہو گا۔۔۔
(آہ۔۔۔) ہر ماں باپ کی خواہش۔۔۔

ورنہ میرے گھر تو جنگلی جمع ہیں جو دوپل سکون سے اکھٹے نہیں بیٹھ سکتے۔۔۔ وہ بڑ بڑا
کر کہتی زونی کا مگ اسکے سامنے رکھتی سبحان کا مگ اٹھا کر اسکے کمرے کی جانب
بڑھی۔۔۔ جبکہ زونی شانے اچکا کر نو میریکل حل کرنے لگا جو اسے پہلی ہی دفعہ میں
سمجھ آ گیا تھا مگر سبحان کو تنگ کرنے کا الگ ہی مزہ تھا۔۔۔

خان پتہ لگا لیا ہے اس لڑکی کے بارے میں۔۔۔ خان اس وقت اپنے پر تعیش کمرے میں صوفے پر بیٹھا کمر صوفے کی پشت سے ٹکائے ٹانگنیں سامنے کانچ کے میز پر رکھے لیپ ٹاپ پر کچھ کر رہا تھا جب امجد کے دروازہ ناک کر کے اندر آنے پر اسنے لیپ ٹاپ سے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا جس نے آگے بڑھتے ایک کاغذ اسکے سامنے رکھا۔۔۔

نام۔۔ ایمان۔۔۔
مڈل کلاس فیملی سے تعلق رکھتی ہے۔۔۔ باپ واپڈا میں ملازم تھا لیکن باپ کی حادثاتی موت کے بعد وہاں اب اسکا بڑا بھائی جاب کر رہا ہے۔۔۔
اسکے دو بھائی ہیں جبکہ دوسرا بھائی ڈگری کے بعد نوکری کی تلاش میں ہے۔۔۔
جبکہ اس کے علاوہ ایک ماں اور ایک بھابھی ہے گھر میں۔۔۔۔
وہ کاغذ کو پڑھ رہا تھا جبکہ پیچھے کھڑا امجد طوطے کی طرح اسے ساری معلومات سے آگاہ کر رہا تھا۔۔۔

ایمان کے بارے میں سب کچھ جان کر ایک آسودہ مسکراہٹ خان کے ہونٹوں پر ابھری۔۔۔۔

پھر تو اس لڑکی کا حصول قطعاً مشکل نہیں۔۔۔ اٹھالاوا سے آج رات ہی فارم ہاوس پر۔۔۔۔ اس کے کہنے پر امجد دھنگ رہ گیا۔۔۔

خان صاحب ایک مرتبہ پھر سوچ لیں۔۔۔ وہ ڈل کلاس فیمیلی سے تعلق رکھتی ہے۔۔۔ اور ایسے خاندانوں میں محض عزت ہی سب کچھ ہوتی ہے۔۔۔۔ اس پر بھی داغ لگ جائے تو۔۔۔

میرا مطلب ہے کہ ایسا مطالبہ آپ نے زندگی میں پہلی مرتبہ کیا ہے تو۔۔۔

وہ بولتے بولتے جھجک کر رکا۔۔۔

خان قہقہہ لگاتا ہنس دیا۔۔۔ یار مطالبہ پہلی مرتبہ کیا ہے کیونکہ ایسی کوئی اس سے پہلے

ملی بھی تو نہیں نا۔۔۔ اتنا معصوم اور بے داغ حسن۔۔۔ وہ موبائل پر اسکی تصویر

نکال کر دیکھتا کھویا کھویا سا گویا ہوا۔۔۔

جبکہ رہ گئی بات لڑکی کی عزت کی۔۔۔ تو پیسہ ہر چیز پر بھاری ہوتا ہے۔۔۔ یقیناً
اوقات سے بڑھ کر پیسہ پا کر وہ لڑکی اور اسکے گھر والے سب کچھ بھول جائیں
گے۔۔۔

وہ تھوڑی پرہاتھ پھیر تا سفاکیت سے بولا جبکہ امجد کچھ کہنے کی چاہ میں لب بھیج
گیا۔۔۔

جی بہتر سرجی۔۔۔ وہ سر ہلاتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔ ابھی اسے اپنے صاحب کے
حکم کی تعمیل کے لئے منصوبہ بندی بھی کرنی تھی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں شامیر فریش ہو کر ناشتہ کرنے کی غرض سے ڈائیننگ ٹیبل پر
موجود تھا۔۔۔ ساری رات کی گہما گہمی اور اسکے بعد لاؤنج میں لگنے والی پریس
کانفرنس کے باعث صبح صادق کے وقت ہی ناشتہ کیا جا رہا تھا۔۔۔ ارادہ ناشتہ
کرنے کے بعد ہی نیند لینے کا تھا۔۔۔ اب بھی ڈائیننگ ٹیبل پر آدھے گھر کے افراد
موجود تھے جبکہ آدھے غالباً سونے جا چکے تھے۔۔۔

شامیر آکر کرسی گھسیٹ کر بیٹھا ہی تھا کہ ماں اسے ناشتہ صرف کرنے لگیں۔۔۔

بھائی بابا کہہ رہے تھے کہ آپ نوبے تک بھا بھی کے سیلوں پہنچ جائیں انہیں پک کرنے کے لئے۔۔۔ اسنے ابھی بڑیڈ کا پہلا سلاٹس اٹھایا ہی تھا جب ار حم کی آواز ابھری۔۔۔

کیوں خیریت۔۔۔۔۔ نوبے کیوں۔۔۔۔۔ بارات تو دوپہر کی ہے نا۔۔۔۔۔ اسنے معتجب --- ہوتے اپنے ساتھ بیٹھے ار حم کو دیکھا

ہاں بارات تو دوپہر کی ہی ہے مگر بھا بھی نوبے تک تیار ہونگی پھر آپکو انہیں لے کر جانا ہے۔۔۔۔۔ تین مختلف جگہوں پر آپکا فوٹو شوٹ ہوگا۔۔۔۔۔ اسکے بعد آپ بھا بھی کو انکے گھر چھوڑ کر واپس آ جانا۔۔۔۔۔ وہاں سے بھا بھی اپنے گھر والوں کے ساتھ ہال آئیں گی اور آپ یہاں سے بارات لے کر جائیں گے۔۔۔۔۔ کیا بکواس ہے یہ یار۔۔۔۔۔ اسنے ہاتھ میں تھا ماسلاٹس واپس پلیٹ میں پٹخا۔۔۔۔۔

ایک نکاح کی اتنی کچ کچ۔۔۔۔۔ اس سے بہتر نہیں کہ میں نوبے ہی اسے سیلون سے پک کر کے سیدھا میرج رجسٹرار کے آفس لے جاؤں۔۔۔۔۔ وہاں پہلے نکاح کروں پھر فوٹو شوٹ کروا کر اسے سیدھا گھر ہی لے آؤں۔۔۔۔۔

اسکے چڑ کر کہنے پر میرب بھا بھی مسکرا دیں۔۔۔۔۔

ہاں ٹھیک کہہ رہا ہوں نابھا بھی۔۔۔ اب تھکا ہوا ہوں آرام کرنا چاہتا ہوں۔۔۔
اوپر سے نیا حکم۔۔۔

اور مجھے جانا بھی تیار ہو کر پڑے گا۔۔۔ مطلب میں خود اب آرام کرنے کی بجائے
سیلون چلا جاؤں تیار ہونے

--

کیا ہو گیا ہے شامیر بیٹا۔۔۔ شادیوں پر اتنا تو ایڈ جسٹ کرنا ہی پڑتا ہے۔۔۔۔
کیا ایڈ جسٹ کرنا پڑتا ہے مام۔۔۔ لوگ بیٹیوں کو نکاح سے پہلے نامحرم کے ساتھ
کہیں نہیں بھیجتے اور یہاں شادی کے روز نکاح کے بغیر مجھے اجازت مل رہی ہے
ایک نامحرم کو ساتھ لیجانے کی۔۔۔۔ وہ جھنجھلایا۔۔۔۔
ہمارے ہاں شادیاں یونہی ہوتی ہیں شامیر۔۔۔۔ اور یہ محرم نامحرم کی باتیں تمہیں
تب یاد نا آئیں جب یونیورسٹی کے زمانے سے اسکے ساتھ گھومتے رہے ہو۔۔۔۔ اسے
ڈیٹ کرتے رہے ہو۔۔۔۔ اب یہ محرم نامحرم والی باتیں کہاں سے آرہی ہیں
تمہارے ذہن میں۔۔۔۔ تمہارا سورس آف انفارمیشن کیا ہے۔۔۔۔ ذوہیب بھیا کے
ترشی سے کہنے پر وہ کرب سے آنکھیں میچ گیا۔۔۔۔

وہ خود نہیں جانتا تھا کہ ایک اور وجود کیسے اسکے روم روم میں بستا بہت نامحسوس انداز میں اسے اپنے رنگ میں رنگتا چلا جا رہا تھا۔۔۔۔

لیکن ایک بات کا احساس اسے اب ہوا تھا۔۔۔ جس کلاس میں وہ تھا اس کلاس میں راہِ حق پر چلنا پل صراط پر چلنے کے مقابل تھا۔۔۔ دنیا داری اسے مارے دے رہی تھی۔۔۔ یا تو راہِ حق چننا اور سب سے کٹنا چلا جاتا۔۔۔ یا اپنی کلاس کی ماننا اور پوری زندگی بھٹکتا پھرتا۔۔۔

ہمارا مذہب تو کہتا ہے کہ دین اور دنیا ساتھ لے کر چلو۔۔۔ مگر یہاں تو یہ ایک کام مشکل ہی نہیں ناممکن کے مترادف تھا۔۔۔ ڈھنگے کی چوٹ پر اس فوٹو شوٹ سے انکار کرتا تو اختتام کیا نکلتا۔۔۔ وہ سوچ کر ہی جھر جھری لے گیا۔۔۔ اور ایک طویل کانفرنس کے بعد اسے پھر ہار ماننا ہی پڑتی۔۔۔۔۔ اسے اس وقت مڈل کلاس فیملی کے لوگوں پر رشک آیا۔ جنہیں راہِ حق اختیار کرنے میں اتنی مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔۔۔ سب کچھ ابتدائی فیزز سے ہی انہیں سیکھنے کو ملتا ہے۔۔۔

اور یہاں اگر سیکھنے بیٹھو بھی تو جج کرنے والے ہزار کھڑے ہیں۔۔۔ فائدہ اتنی شان و شوکت اور ٹھاٹ بھاٹ کا۔۔۔ جب بندہ اپنے اصل سے ہی نائل پائے۔۔۔ جب

بندہ اپنی اور اپنے رب کی پہچان ہی نا کر پائے۔ وہ کر سی دھکیلتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

ٹھیک ہے میں چلا جاؤں گا۔۔۔ وہ بحث سمیٹا مرا۔۔۔

شامیر۔۔۔ ذوہیب بھیا اٹھ کر اسکے سامنے آئے۔۔۔ صد شکر تھا کہ بابا وہاں نہیں

تھے ورنہ پھر سے اسکے نادر خیالات سن کر ہنگامہ بھرپا کر دیتے۔۔۔ یار کیا ہو گیا

ہے تمہیں۔۔۔ وہ نرمی سے گویا ہوا۔۔۔

کچھ نہیں بھیا۔۔۔ مجھے بس لگا کہ اس سے اللہ ناراض نا ہو جائے۔۔۔ وہ دقت سے

بول پایا۔۔۔ دل پر بہت بو جھل پن آ گیا تھا۔۔۔ وہ یہ تو کہہ ہی ناسکا کہ اللہ کو

راضی کرنے کا کوئی طریقہ نہیں سوچ رہا۔۔۔ کے اسکی حکم عدولی ہی اتنی کی ہے

کے سمجھ ہی نہیں آتا اس سے رابطہ استوار کیا جائے تو کیسے۔۔۔ وہ یہ سب باتیں

ان سب سے تھوڑی شیر کر سکتا تھا جہاں ان باتوں کی کوئی ویلیو ہی نہیں۔۔۔ اور

جس سے کر سکتا تھا اس سے رابطے پر آج کل گھر والوں کے شکوک کے باعث

اسنے خود پہرے بیٹھا دیئے تھے۔۔۔

فکرنا کرو شہزادے۔۔۔ اللہ کو راضی کرنے کا بھی انتظام کیا ہے۔۔۔ سو بکروں کا
صدقہ دے کر گوشت غریبوں میں بٹوار ہے ہیں ساتھ میں اس شادی کی خوشی میں
غریبوں کو راشن اور کپڑے بانٹے جا رہے ہیں۔۔۔

عدنان بھیا ناشتہ کرتے مسکرا کر بولے۔۔۔

کیا اس سے اللہ راضی ہو جائے گا۔۔۔ وہ کھویا کھویا سا گویا ہوا۔۔۔

کیوں نہیں شامیر۔۔۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔۔ میرب بھا بھی عدنان بھیا کو جو س
پکڑا تیں اس سے مستفسر ہوئیں۔۔۔ وہ نفی میں سر ہلا گیا۔۔۔

شامیر بچے ناشتہ تو کرتے جاو۔۔۔ ماں اسکی باتیں سنیں گم صم سی گویا ہوئیں۔۔۔

وہ ہلکا سا مسکرا دیا۔۔۔ ابھی بھوک نہیں ہے ماں۔۔۔

کمرے کی طرف جاتے اسکے دماغ میں طرح طرح کے سوالات جنم لے رہے

تھے۔۔۔ کیا چوبیس گھنٹے ہر لمحے اللہ کی حکم عدولی کے کر۔۔۔۔۔

اسکے ہر حکم سے روگردانی کر کے۔۔۔ نماز چھوڑ کر پردہ چھوڑ کر۔۔۔۔۔

مردوں اور عورتوں کی نیم برہنہ محفلیں سجا کر۔۔۔ اذان کا لحاظ کئے بنا اونچی

آوازوں میں میوزک چلا کر۔۔۔ آدھی آدھی رات تک انجوائمنٹ کے نام پر

پاڑ تیز اور کلبنگ کر کے شادی پر پیسہ پانی کی طرح بہا کر۔۔۔ ہر جگہ اللہ کی نافرمانی
کر کے

پھر کیا صدقہ خیرات کرنے سے اللہ راضی ہو جاتا ہے۔۔۔ کیا وہ معاف کر دیتا
ہے۔۔۔ دل کا بوجھ مزید بڑھنے لگا تھا۔۔۔ دل میں ایک سو ایک سوالات جنم لے
رہے تھے لیکن انکے جوابات حاصل کرنے کا کوئی طریقہ اسے سوچھ نہیں رہا
تھا۔۔۔

اسی کش مکش میں گم بستر پر دراز ہوتے وہ کب نیند کی وادیوں میں اترا وہ سمجھ ہی نا
پایا۔۔۔

Novelistan *****
اللہ۔۔۔ اللہ۔۔۔

یہ مڈل کلاس طبقے سے تعلق رکھنا بھی نری ذلالت ہے۔۔۔ ٹھاٹ ہیں بھی اپر کلاس
لوگوں کے۔۔۔ نا کوئی روک نا ٹوک۔۔۔ اپنی مرضی کی نیند لو۔۔۔ اپنی مرضی
سے جاگو۔۔۔ نا پیسے کی فکر نا کسی کے فرمودات سننے کی سرکھپائی۔۔۔

مرضی کا کھاؤ۔۔ مرضی کا پہنو۔۔ دوستوں کے ساتھ گھومنے جاؤ۔۔ پنک
مناؤ۔۔

اور یہاں۔۔ رات کو سوتے ٹاٹم گیارہ بج جائیں تو لیکچر شروع۔۔ کالج سے واپسی
پر ایک آدھ گھنٹہ اوپر نیچے ہو جائے تو کلاس الگ۔۔ اور کمرے میں بیٹھ کر فون
پر بات کرو سہی۔۔ الگ تفتیش شروع کے کس سے بات ہو رہی تھی۔۔ پتہ
نہیں کیوں اللہ نے دنیا میں غریب امیر بنائے۔۔

زخرف جھنجھلائی سی اونچی آواز میں بولتی مشین سے کپڑے نکال کر ٹب میں ڈال
۔۔ رہی تھی۔۔ آج شام کے وقت اسے مشین لگا رکھی تھی

خدا کا شکر ادا کرو ہر حال میں لڑکی۔۔ شکر نعمتوں کو بڑھا دیتا ہے۔ جبکہ ناشکری
نعمتوں کو گھٹا دیتی ہے۔۔ اسکی باتیں سن صحن کے کونے میں چار پانی پر بیٹھی
سبزی کاٹی ماں کے ماتھے پر شکنوں کا جال ابھرا۔

یہاں ہے ہی کیا جسکا شکر ادا کروں۔۔ اسنے سر جھٹکتے مشین میں مزید کپڑے
ڈالے۔۔

خدا کے غضب سے ڈرو لڑکی۔۔۔ اور جن امیروں کی تم مثالیں دیتی پھر رہی ہو
نا۔۔۔ وہاں سکون کی کس قدر کمی ہے تم کیا جانو۔۔۔۔۔ ماں قدرے جلال میں
آئیں۔۔۔

اور یہاں جیسے بہت سکون ہے نا۔۔۔ اور یہ بھی تیری غلط فہمی ہے ماں۔۔۔۔۔ کے
پیسے والوں کے پاس سکون کی کمی ہے۔۔۔۔۔ کیوں بھی۔۔۔۔۔ کا چیز کی کمی انہیں۔۔۔۔۔
پیسے سے دنیا جہاں کی ہر چیز خریدی جاسکتی ہے۔۔۔۔۔ اور جب پیسہ ہونا جیب میں تو
آسودگی خود بخود آجاتی ہے۔۔۔۔۔ پھر بھلا کس سکون کی تلاش۔۔۔۔۔
جلدی جلدی ہاتھ چلاتے اسکی زبان بھی اسی رفتار سے چل رہی تھی۔۔۔۔۔
ماں نے اسے قہر آلود نگاہوں سے دیکھا۔۔۔۔۔
تم شکر ادا نہیں کرتی تمہارے ہاتھ پاؤں سلامت ہیں۔۔۔۔۔ سر پر اپنی چھت ہے۔۔۔۔۔
پہننے کو کپڑے ہیں۔۔۔۔۔ کھانے کو عزت سے تین وقت کا کھانا ہے اور۔۔۔۔۔
اور کیا زندگی بس انہیں چیزوں کا نام ہے۔۔۔۔۔ کھالیا کام کر لیا اور سولیا۔۔۔۔۔ کھاٹ
کے الو کی طرح۔۔۔۔۔

وہ ماں کی بات کا ٹٹی کپڑے سوکھنے ڈال کر اندر چلے گئی۔۔۔ ابھی اسے آج کی قسط بھی اپلوڈ کرنی تھی۔۔۔ ایکسٹرارو مینٹک۔۔۔ پھر ہی تو ویوز بڑھتے۔۔۔ اور ویوز بڑھتے تو اسکا ریوینو جنریٹ ہوتا۔۔۔ اور ریوینو جنریٹ ہوتا تو اس کے چھوٹے بڑے کئی مسئلے حل ہوتے۔۔۔ ابھی تو شکر تھا کہ یہ یوٹیوب کی انکم آنے لگی تھی تو وہ زرا کھل کر جینے لگی تھی۔۔۔ آزادی سے سانس لینے لگی تھی۔۔۔ ہاتھ میں پیسہ ہوتا تو اسے کسی بھی اچھے سے اچھے مال یا بیکڑی میں جانے کے لئے کسی کی محتاجی کی ضرورت نا ہوتی۔۔۔ وہ آسانی سے کالج سے واپسی پر کسی بھی جگہ گھوم پھر آتی۔۔۔ اسی لئے تو آئے دن کالج سے لیٹ ہونے لگی تھی۔۔۔ پیسہ اسے خود مختار بنا رہا تھا۔۔۔

وہ ناکامی جسکی تکلیف اور جسکا دکھ تمہیں تمہارے رب کے قریب لے آئے۔۔۔ وہ ناکامی بھی کامیابی ہے۔۔۔ اس پریشانی و مشکل کا بھی شکریہ جو آپکا تعلق آپکے رب سے استوار کروادے۔۔۔ اور وہ کامیابی جو آپکو خود سر بناتی آپکو آپکے رب سے

دور کر دے۔۔۔ اس کے احکامات کا منکر اور قائم کردہ حدود کو تجاوز کر وادے اس کامیابی سے بڑی ناکامی کوئی نہیں۔۔۔۔

ایمان نے گہر اسانس خارج کرتے کتاب بند کی اور کالج کی چھٹی کی ہوتے ہی کتاب لائبریری میں واپس وہیں رکھتی لائبریری سے نکل آئی۔۔۔۔

آج پھر سے بھیا مصروف تھے اسی لئے اسے خود ہی واپس جانا تھا۔۔۔ سونے پر سہاگہ کے آج تو زخرف بھی نہیں آئی تھی اس لئے وہ زیادہ جھنجھلائی ہوئی تھی۔۔۔۔ اسے تنہا روڈ سے جانا ہمیشہ ہی کوفت میں مبتلا کر دیتا تھا۔۔۔۔

اس لئے وہ ادھر ادھر دیکھ کر روڈ کراس کرتی آگے بڑھی۔۔۔۔ ہمیشہ والے راستے کی نسبت آج اسے شارٹ کٹ سے جانا بہتر سمجھاتا کہ جلد از جلد گھر پہنچ سکے۔۔۔۔

اس راستے پر لوگوں کا گزر کم ہوتا لیکن دو گلیاں چھوڑ کر اس کا گھر تھا۔۔۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔ اس خاموش سنسان سڑک پر آتے ہی اسے شدت سے احساس ہوا کہ اسے یہ راستہ منتخب کر کے غلطی کی تھی۔۔۔ یکدم ہی دل میں کسی انہونی کا خدشہ ابھرا۔۔۔ دل اتنی زور سے ڈھرکا کہ وہ خود ہی گھبرا

اٹھی۔۔۔ اسنے سرعت سے آدھے راستے سے ہی قدم واپسی کو موڑے اور تیز
قدم اٹھاتی واپس گنجان راستے کی جانب بڑھی۔۔۔

کالج کے گیٹ سے کچھ فاصلے پر سیاہ شیشوں والی سفید وین چھٹی سے کوئی آدھا گھنٹہ
پہلے ہی سے وہاں تاک لگائے کھڑی تھی۔۔۔۔۔ خان کا حکم تھا اور امجد پر بجالانا
فرض تھا۔۔۔ پھر چاہے وہ غلط ہی کیوں ناہوتا۔۔۔
انکا ہوم ورک مکمل تھا۔۔۔ اور ایمان کے کالج آنے کی تصدیق بھی ہو چکی
تھی۔۔۔ ایمان کے کالج سے نکلتے ہی وہ لوگ ہجوم میں سے اسے اٹھالے جانے
والے تھے۔۔۔ ان سب کے چہروں پر ماسک تھا۔۔۔ کسی کے وہم و گمان تک میں
ناہوتا کے یہ کڈ نیپنگ کس نے کی ہے۔۔۔ کوئی انکی دھول تک کو نا پا سکتا۔۔۔ لیکن
ہاں گر لڑ کالج کے سامنے سے سب کے بیچ سے ایک لڑکی کو اغوا کرنے کا ہنگامہ اچھا
پھیلتا۔۔۔ چہ مگوئیاں بھی ہوتی اور بات میڈیا تک بھی پہنچتی۔۔۔ لیکن یہ سب کور
کر نا خان اور اسکی فیملی کے لئے مشکل نا تھا۔۔۔

دفعۃً کالج کی چھٹی ہوئی اور کچھ ہی دیر بعد لڑکیوں کے جھرمٹ میں ایمان باہر نکلتی دکھائی دی۔۔۔ ہنوز وہی معصومیت اور سفید یونیفارم پر سیاہ شال اوڑھے۔۔۔ اسے آتا دیکھ امجد وین سٹارٹ کر تافارم میں آیا۔۔۔ لیکن یہ کیا وہ لڑکی راستہ تبدیل کر گئی تھی۔۔۔

امجد نے کچھ فاصلے سے اسکا پیچھا کیا۔۔۔ وہ لڑکی ایک سنسان راستہ منتخب کرتی انکا کام مزید آسان کر گئی تھی۔۔۔ یقیناً اگر وہ اسے اس سنسان راستے سے اغوا کرتے تو یہ معاملہ خبروں کی زد میں آنے سے بچ جاتا۔۔۔

ایمان آدھے راستے سے واس پلٹتی تیز تیز قدم اٹھا رہی تھی جب تیز رفتاری سے وین اسکی مخالف سمت سے اس جانب بڑھی۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ کچھ سمجھ پاتی۔۔۔ وین کے ٹائر عین اسکے پاس آکر چڑچڑائے۔۔۔ وہ بدک کر دو قدم پیچھے ہٹی سہم کر اس جانب دیکھنے لگی۔۔۔ اس اچانک افتاد پر دل کپکپا کر رہ گیا تھا۔۔۔

دفعۃً یکدم وین کے دروازے کھلے اور اندر سے سیاہ نقاب پوش باہر نکلے۔۔۔

ایمان کا دل خوف کے باعث لرزنے لگا۔۔۔
اسکے خدشات جھوٹے ناتھے۔۔۔ انہونی واقعی اسکے سر پر آن کھڑی تھی۔۔۔
کون تھے وہ لوگ اور اس سے کیا چاہتے تھے۔۔۔ یہ سب سوچنے کا وقت ناتھا۔۔۔
ابھی اسے خود کو بچانے کو ہاتھ پاؤں مارنے تھے۔۔۔۔
وین سے نکلتے ہی نقاب پوش سیکنڈ کے ہزار ویں حصے میں اسکی جانب بڑھے۔۔۔
جبکہ اسی رفتار سے دماغ کا استعمال کرتے ایمان واپسی کو پلٹی اور اندھا دھند بھاگ
پڑی۔۔۔

امجد اس لڑکی کی اتنی پھرتیلی اور حاضر دماغی پر قائل ہوئے بنانا رہ سکا۔۔۔
سبھی نقاب پوش اسکے پیچھے لپکے جبکہ امجد وہیں وین سٹارٹ کئے کھڑا تھا کہ جانتا تھا
وہ نازک سی دھان پان سی لڑکی ان ہٹے کٹے نوجوانوں کے سامنے زیادہ دیر تک ٹک
نہیں پائے گی۔۔۔ مزید وہ بھاگ بھی اسی سنسان راستے کی طرف رہی تھی جہاں
سے کسی مدد ملنے کے کوئی اشارہ ناتھا۔۔۔ اسی لئے وہ ریلیکس تھا۔۔۔

بھاگتے بھاگتے اسکا کالج بیگ وہیں زمین بوس ہوا۔۔۔ چادر لڑھک گئی جسکا سر اسنے
مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔۔۔ اپنے پیچھے ابھرتے قدموں کی دھمک سن اسکا دل

خوف سے بند ہونے لگا۔۔۔ ٹانگیں تھر تھر کانپتی ساتھ دینے سے انکاری
تھیں۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ مزید قوت سے بھاگتی۔۔۔ جلادی ہاتھوں کے شکنجوں میں
جھکڑی جاتی بے بس ہوئی۔۔۔ ساتھ ہی انہوں نے کلوروفارم لگا رومال اسکے منہ پر
رکھا۔۔۔ اسنے بن جل مچھلی کی مانند انکی گرفت میں پھڑپھڑاتے اس رومال کو
سو نگھنے سے انکار کرنا چاہا۔۔۔ مگر کب تک۔۔۔ جلد ہی نشہ سانس کے ذریعے
حواسوں پر چھانے لگا اور وہ وہیں ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتے ڈھ گئی۔۔۔۔
دور سے وین سٹارٹ کتے کھڑے امجد نے چڑیا کو بے بس ہو کر پسپائی اختیار کرتے
دیکھ جھٹ سے خان کو ٹاسک مکمل ہونے کا میسج سینڈ کیا۔۔۔ اب اسے جلد از جلد
اس چڑیا کو فارم ہاوس خان کی خدمت میں پیش کرنا تھا۔۔۔۔

شامیر جو ناشتہ کر کے آکر سویا تورات بھررتجگے کی تھکاوٹ اس قدر تھی کے اسے
کسی چیز کا ہوش ہی نارہا۔۔۔۔

دفعۃً ہرام کی آواز کے ساتھ اسکا دروازہ کھلا اور اندر داخل ہوتے ہی عدنان بھیا نے اسے بستر پر اونڈھے منہ لیٹے گھورے گدھے سب بھیج کر سوتے دیکھ سر تھام لیا۔۔۔

شامیر خدا کا نام ہے یا ر اٹھو۔۔۔ دیکھو ساڑھے نو ہو گئے ہیں۔۔۔ پر وشہ پچھلے آدھے گھنٹے سے وہاں تمہارا انتظار کر رہی ہے۔۔۔ اور تم اسکا فون تک نہیں اٹھا رہے۔۔۔ بھیا نے آتے ہی اسے جھنجھوڑ ڈالا۔۔۔ وہ مندی مندی آنکھوں سے انہیں دیکھتا انکی باتیں سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔۔ یہ دیکھو۔۔۔ فون تو سائیلنٹ پر ہے تم خاک اٹھاؤ گے۔۔۔ بھیا نے اسکے موبائل پر بار بار بلنک کرتے نمبر کو دیکھ جھنجھلا کر کہتے فون اٹھایا۔۔۔ جہاں ابھی بھی پر وشہ کا فون ہی آرہا تھا۔۔۔

کہاں رہ گئے ہو شامیر۔۔۔ کب سے تمہارے ویٹ کر رہی ہوں اور۔۔۔ ہالڈ آن۔۔۔ ہالڈ آن لیڈی۔۔۔ عدنان بات کر رہا ہوں۔۔۔ شامیر تیار ہو رہا ہے۔۔۔ بس کچھ دیر میں پہنچ جائے گا۔۔۔ رابطہ استوار ہوتے ہی پر وشہ کو غصہ سے

چلاتے دیکھ بھیانے شامیر کو گھورتے بجلت پر وشہ کی بات کاٹتے بات سمجھالنی
چاہی۔۔۔

شامیر ابھی تک سو رہے ہو۔۔۔ سیلون نہیں پہنچے۔۔۔ تمہیں نوبے پہنچنے کا کہا تھا
نا۔۔۔ وہاں پر وشہ۔۔۔

بابا اچانک اسکے کمرے میں داخل ہوئے جب اسے ابھی تک ویسے ہی بستر پر بیٹھے
دیکھ انکا پارہ ہائی ہونے لگا۔۔۔

اوہ کم آن بابا۔۔۔ پھر آپکو مہندی اور رات میں کم از کم ایک دن کا گیپ رکھنا
چاہیے تھا کہ بندہ ریسٹ تو پر اپر کر لے۔۔۔ شامیر بابا کی بات کاٹا بستر سے اترتا
جوتا ر سنے لگا۔۔۔

بھیا میں سٹائیلسٹ کے پاس جا رہا ہوں۔۔۔ ارحم کو کہنا کے ڈیزائنر سے میری
شیروانی اٹھا کر مجھے وہاں پہنچا دے۔۔۔ وہ بنا مزید بحث میں پڑے یا انکی مزید کوئی
بات سنے گاڑی کی چابی اٹھاتا کمرے سے بھاگا۔۔۔ جبکہ بابا اس نا اہل کے وقت
گزرنے کے بعد کی جلد بازیاں ملاحظہ کرتے سر نفی میں ہلا کر رہ گئے۔۔۔

کوئی بات نہیں بابا۔۔۔ وہ آج کا چیف گیسٹ ہے۔۔۔ عدنان بھیا نے مسکراتے ہوئے بابا کے شانے پر ہاتھ رکھا۔۔۔

اور آپ اپنے چیف گیسٹ سے کہہ دیجئے گا کہ جیبیں بھر کر رکھیں۔۔۔ میں انہیں خوب لوٹنے والی ہوں۔۔۔ دفعتاً مل گزرتی گزرتی انکی بات سن کر لقمہ لگانا بھولی۔۔۔ یار شادی کر دی تمہاری اب تو جان چھوڑ دو۔۔۔ بھیا نے اسکے سر پر چیت رسید کرتے اسے چڑایا۔۔۔

شادی ہو یا جو بھی۔۔۔ بھائیوں کی شادیوں پر انہیں لوٹے بنا نہیں رہ سکتی۔۔۔ وہ مسکرا کر کہتی باہر نکل گئی۔۔۔

جبکہ بھیا اور بابا بھی اسکے ساتھ ہی باہر نکل آئے۔۔۔

سوسوری یار بس سٹائلیسٹ نے لیٹ کر دیا۔۔۔ تم جانتی تو ہو۔۔۔ ایک بار بندہ انکے پاس چلا جائے تو جلدی کہاں جان چھوڑتے ہیں۔۔۔

شامیر کو پر وشہ کو پک کرنے کے لئے جاتے جاتے بھی ساڑھے دس بج گئے تھے۔۔۔ جبکہ پر وشہ اسکے آنے کی اطلاع پا کر سیلون سے نکلی تو اسکا خاموش انداز

اسکے نروٹھے پن اور غصے میں ہونے کی واضح نشاندہی کر رہا تھا۔۔۔ وقت پر ہر کام کرنے کے لئے بندے کو وقت سے اٹھنا پڑتا ہے۔۔۔۔

میری بھی کل مہندی تھی اسکے باوجود میں اپنی زندگی کے اس خاص دن کو مزید خاص بنانے کے لئے فجر کے وقت سے گھر سے نکلی ہوئی ہوں۔۔۔ وہ چڑ کر غصیلے انداز میں پھٹ پڑی۔۔۔

شامیر گہری سانس خارج کر کے رہ گیا۔۔۔ کہیں نا کہیں غلطی تو اسی کی تھی۔۔۔ آئی اپالو جائز۔۔۔ ایم سوری۔۔۔ اب موڈ ٹھیک کرو۔۔۔ زندگی کے اتنے خاص دن ایسا موڈ نہیں بناتے۔۔۔ وہ نرمی سے بات سمیٹتا گویا ہوا۔۔۔

پروشنے نے اسے کاٹ دار نگاہوں سے دیکھا۔۔۔ اتنی قاتل نگاہوں سے مت دیکھو یار۔۔۔ پہلے ہی قہر ڈھا رہی ہو۔۔۔ اب بولو تعریف ابھی کروں یا رات کا انتظار کروں۔۔۔ شامیر نے گاڑی سٹارٹ کرتے فوٹو گرافر کی بتائی ہوئی لوکیشن پر گاڑی ڈالتے اسکا موڈ بحال کرنے کی شعوری کوشش کی جو بلاشبہ دلہن کے روپ میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔

بلڈ ریڈ کلر کے لہنگے پر ناف تک آتی چولی۔۔۔ آنچل سر پر سیٹ کر کے ایک شانے پر ٹکائے۔۔۔ نفیس سے جیولری اور برائیڈل میک آپ میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔

ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری جگہ پر فوٹو شوٹ کرواتے انہیں تقریباً دو بج گئے جبکہ اب پیچھے سے گھر والوں کے فون تک آنے لگے تھے کے بارات کا وقت ہو رہا ہے لحاظہ جلدی پہنچیں۔۔۔

یہ ہی وجہ تھی کہ وہ سب بعجلت سمیٹتے وہاں سے نکلے۔۔۔ شامیر نے پہلے پروشہ کو اسکے گھر ڈراپ کیا اور پھر گھر سے بارات لے کر پوری شان و شوکت کے ساتھ ہال پہنچا۔۔۔ مگر ہر گزرتے لمحے کے ساتھ دل پر بوجھ بڑھتا جا رہا تھا۔۔۔ ایک چہرہ جو آنکھوں کے سامنے ثبت ہو کر رہ گیا تھا وہ اسے بارہا بے بس کر رہا تھا۔۔۔ دو ماہیجی آنکھیں آس و امید سے اسے تکتیں اسکے سینے پر بھاری سلوں کا اضافہ کرتی جا رہی تھیں۔۔۔

ایجاب و قبول کے مراحل کے وقت نکاح نامے پر دستخط کرتے اسے ہاتھ تک کپکپا رہے تھے۔۔۔

دلہن رخصت کروا کر گھر لاتے لاتے انہیں رات ہو گئی۔۔۔ اٹل نے نا جانے اس سے کون کونسی رسمیں کی تھیں۔۔۔ اسکا دماغ اب ہر چیز سے فرسٹریٹڈ ہو رہا تھا۔۔۔ تھکاوٹ پورے جسم میں سرایت کرنے لگی تھی۔۔۔ اس کی غائب دماغی نوٹ کرتے میرب بھابھی اسکے کمرے کی جانب بڑھنے پر عدنان بھیا کو ساتھ لئے اسکے پیچھے ہی ہولی۔۔۔ شامیر رکو۔۔۔

آواز پر وہ بے ساختہ رک کر پلٹا۔۔۔

جی بھابھی۔۔۔

امم۔۔۔ پروشہ کو منہ دکھائی میں کیا دے رہے ہو۔۔۔ اسکا اس شادی سے کچا کچا روپ دیکھ بھابھی جانچتی نگاہوں سے اسے دیکھتیں مستنفر ہوتیں۔۔۔ منہ دکھائی۔۔۔ شامیر یکدم ہی بوکھلا اٹھا۔۔۔

وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ دراصل مجھے تو یاد ہی نہیں۔۔۔ اسنے پریشانی سے بے طرح ماتھا مسلہ۔۔۔ بھابھی اور عدنان بھیا نے بے ساختہ ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔۔۔

اب کیا کروں بھابھی۔۔۔ پر وشہ نے تو ویسے ہی مجھے حلال کر ڈالنا ہے۔۔۔ وہ تو صبح میرے سیلون لیٹ پہنچنے پر ہی بہت سخت ناراض تھی۔۔۔ وہ لب چبا کر رہ گیا۔۔۔ بھابھی گھر اسانس خارج کر گئیں۔۔۔ تمہارے رنگ دھنگ دیکھ کر مجھے تم سے اس حماقت کی توقع تھی۔۔۔ آؤ میرے ساتھ۔۔۔ وہ نرمی سے کہتی اپنے کمرے کی جانب بڑھی جبکہ شامیر نے بھیا سے آنکھ کے اشارے سے معاملہ جاننا چاہا جبکہ وہ بھی لاعلمی کا اظہار کرتے شانے اچکا گئے۔۔۔

یہ لونیکلیس۔۔۔ یہ ابھی اسی ہفتے ہی عدنان نے مجھے گفٹ کیا ہے۔۔۔ میں نے ایک دفعہ بھی استعمال نہیں کیا۔۔۔ رکھ لو تمہارے کام آئے گا۔۔۔ بھابھی نے ایک ڈائمنڈ نیگلز نکالتے اسکی جانب بڑھایا۔۔۔ اسنے اجازت طلب نگاہوں سے بھیا کی جناب دیکھا۔۔۔ بھیا کے سر سے ہاں کا اشارہ کرنے پر اسنے جھجھکتے ہوئے نیگلز تھام لیا۔۔۔

تھینک یو بھابھی۔۔۔ میں کل ہی آپکو بالکل ایسا ہی نیگلز بنوا دوں گا۔۔۔ وہ احساس تشکر سے لبریز گویا ہوا۔۔۔

نہیں ایسا بالکل نہیں۔۔۔ کیونکہ لڑکیاں منہ دکھائی کے تحفے کے بارے میں بہت
کانشس ہوتی ہیں۔۔۔ میچنگ ہر گز نہیں ہونی چاہیے۔۔۔ اور چونکہ یہ گفٹ تم اپنی
بیوی کو دے رہے ہو تو فیئر طریقے سے اپنی جیب سے دو۔۔۔ لحاظ اسکی پیمینٹ
عدنان کو کر دینا۔۔۔ وہ خود ہی میرے لئے نیا نیکلیس لے آئیں گے۔۔۔ بھابھی
مسکرا دیں۔۔۔

ڈن۔۔۔ بھابھی ڈن۔۔۔

اور ہاں سنو۔۔۔ اس بات کی بھنک بھی رفیہ کو نہیں لگنی چاہی۔۔۔ ورنہ یہ واقعہ
کہاں کہاں اور کس انداز میں اچھالا جائے گا سوچ ہے تمہاری۔۔۔ انہوں جاتے
جاتے اسے تنبہ کی۔۔۔
افلورس بھابھی۔۔۔ انکی کسے بھول ہے۔۔۔ بس ذوہیب بھیا کی قسمت۔۔۔ وہ
مسکرا کر کہتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔

ایمان کی آنکھ کھلی تو اسکا سر بے حد بھاری تھا۔۔۔ اسنے ہاتھوں کی مدد سے سر
دباتے بامشکل بھاری ہوتے پیوٹے کھولے۔۔۔

وہ اس وقت ایک مخملی نرم و گرم بستر پر موجود تھی۔۔۔ خود کو ایک انجان پر تعیش کمرے میں موجود پا اسکے چودہ طبق روشن ہواٹھے۔۔۔ یکدم ہی کچھ وقت پہلے کے سبھی واقعات یاد آئے تو دل خوف سے کپکپا اٹھا۔۔۔ اسنے خوفزدہ نگاہوں سے ارد گرد دیکھا جب بستر پر اپنے مقابل نظر پڑنے پر وہ خوف سے اچھلتی ایک جھٹکے میں اٹھ بیٹھی۔۔۔ یکدم اٹھنے سے سر چکر اگیا جبکہ خود کو ایک نامحرم کے اسقدر قریب دیکھ جسم پر لرزہ طاری ہونے لگا۔۔۔

کک۔۔۔ کو۔۔۔ کون ہیں آپ۔۔۔ اور میں یہاں۔۔۔

وہ ایک بہت خوب رو شخص تھا جو بہت پرسکون انداز میں کہنی بستر پر ٹکائے ہاتھ کی ہتھیلی ہلکی بڑھی شیو والی گال تلے ٹکائے محویت سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ آنکھوں میں ایک عجیب سی مقناطیسیت تھی جبکہ بال اچھے سے سیٹ کئے گئے تھے۔۔۔ اسکے یوں جھٹکا کھا کر اچھلتے ہوئے اٹھنے پر ایک پراسرار مسکراہٹ اسکے لبوں پر پھیلتی اسے مزید دلکش بنا گئی۔۔۔۔

۔۔۔ آرام سے سویٹ ہارٹ۔۔۔ آرام سے۔۔۔ بی ریلیکس

اسکے انداز و اطوار۔۔۔ نگاہوں کے پیغام اور بات کرنے کے انداز سے ایمان تھرا کر رہ گئی۔۔۔ تب سے پہلی بار اس شخص کی بے باک نگاہوں کے ارتکاز میں اسنے خود کا محاصرہ کیا تو جی جان سے لرز اٹھی۔۔۔ دل چاہا کہ ابھی زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔

سفید یونیفارم میں ملبوس اس کا نو خیز حسن اس وقت بے حجاب تھا۔۔۔ اسنے خوف سے سمٹتے لمحے کے ہزار ویں حصے میں نگاہیں پورے کمرے میں گھماتے اپنی مثال کو ڈھونڈنا چاہا۔۔۔ جو کچھ وقت کی تگ و دو کے بعد اسے کمرے کے دروازے کے پاس زمین بوس ہوئی دکھائی دے گی۔۔۔ ایمان چیل کی سی تیزی سے اسکی جانب لپکی اور اسے کپکپاتے ہاتھوں سے اٹھاتے خود پر اوڑھنے لگی۔۔۔ وہ گاڑی سے یہاں تک کیسے پہنچی اور پھریوں بے حجاب۔۔۔ اپنی حالت پر دل خون کے آنسو رو دیا۔۔۔

ارے رے رے رے رے سویت ہارٹ یہ کیا۔۔۔ خان اسے خود کو کور کرتے دیکھ اسے ٹوک گیا جب اسنے خان کی جانب پلٹتے بے بس بھڑائی سرخ نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

شیاہ شال کے ہالے میں دودھیا رنگت مزید دمک اٹھی تھی۔۔۔
اففففف۔۔۔ پلیز رومت۔۔۔ یہ آنسو صاف کر لو۔۔۔ تمہارے آنسو دیکھ
میرے دل کو کچھ ہو رہا ہے۔۔۔ وہ بستر سے اترتا شاہانہ چال چلتا اسکے روبرو
آیا۔۔۔ یوں کے اسکی دراز قد و قامت پورے ماحول پر چھا گئی۔۔۔
اس بھرپور مرد کے سامنے وہ بھلا کیا تھی۔۔۔ کیسے کرتی وہ اسکے سامنے اپنا
دفاع۔۔۔ ایمان نے کپکپاتے ہاتھوں سے شال کو گلے کے قریب سے دبو چایوں
کے وہ سر سے سرک ناپائے۔۔۔
پلیز آنسو صاف کرو۔۔۔ خان نے اپنا بھاری مردانہ ہاتھ آگے بڑھاتے اسکے آنسو
صاف کرنے چاہے جب وہ بدک کر پیچھے ہٹتی مزید شدت سے رو دی۔۔۔
مجھے واپس جانا ہے۔۔۔ پلیز مجھے جانے دیں۔۔۔ خدا کے لئے۔۔۔ میں کالج سے
گھر واپس ناگئی تو وہاں۔۔۔ تو وہاں ایک قیامت آجائے گی۔۔۔ پلیز۔۔۔
وہ کپکپاتے لہجے میں ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا کرتی بامشکل اپنا مدعا بیان کر پائی۔۔۔
ٹھیک ہے چلی جانا۔۔۔ پہلے ریلیکس ہو جاو۔ خان اسکی حالت سمجھتا سیز فائر کرنے
کے انداز میں کہتا چند قدم پیچھے ہٹا۔۔۔ ایمان کو کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔

بیٹھو پانی پیو۔۔۔ اسنے سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس بھر کر گلاس اسکی جانب بڑھایا۔۔۔

وہ شدت سے سر نفی میں ہلا گئی۔۔۔

او کے مت پیو۔۔۔ بیٹھو۔۔۔

نہیں میں ٹھیک ہوں۔۔۔ اسکے لہجے میں کئی طرح کے اندیشے بول رہے تھے۔۔۔
بیٹھ جاو سویت ہارٹ۔۔۔ بیٹھو گئی نہیں تو ہم چند باتیں کیسے کلئیر کریں گے۔۔۔ اور
باتیں کلئیر نہیں ہونگی تو تم واپس کیسے جاو گئی۔۔۔
وہ شانے اچکا تا بہت فرینکلی انداز میں گویا ہوا کے ایمان اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔
مجھے یہاں اس انداز میں کیوں لایا گیا ہے۔۔۔ اسکی غزال سی آنکھوں میں ہر اس
تھا۔۔۔

اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کے بیٹھو بتاتا ہوں۔۔۔
خان کے کہنے پر وہ مرتے کیا نا کرتے کے مصداق جھجھکتی ہوئی صوفے کے
کنارے پر سمٹ کی ٹکی۔۔۔

خان آکر اسکے ساتھ بیٹھا تو اسنے بدک کر پیچھے ہونا چاہا مگر شومی قسمت وہ پہلے ہی کنارے پر تھی۔۔۔ خان کا اسکے ساتھ بیٹھنا اس پر کپکپی طاری کر رہا تھا۔۔۔ وہ زندگی میں پہلی مرتبہ کسی نامحرم کے اسقدر قریب تھی کے اسکے گلون کی مہک ایمان کو اپنے حواسوں پر سوار ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔ اسنے بھرائی ملتجی نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔ کسی نامحرم کو اتنے قریب سے دیکھنے کا یہ اسکا پہلا تجربہ تھا تبھی خوف کے زیر اثر دل یوں ڈھرک رہا تھا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آنکے گا۔۔۔

اور خان۔۔۔ وہ تو اس معصوم حسن کو اسقدر قریب سے دیکھتا جیسے کہیں کھوسا گیا تھا۔۔۔ بے ساختہ اسے چھونے کی خواہش دل میں مچلی تو اسنے دل کی صدا پر لبیک کہتے اسکی گال کو چھونا چاہا جب ایمان اسکا ارادہ بھانپتی چہرہ ہاتھوں میں چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔ یہ صورتحال اسکی حسیات مفلوج کر رہی تھی۔۔۔ وہ اسقدر خوفزدہ تھی کے کچھ سمجھ ہی نا آ رہا تھا کہ کیا کرے۔۔۔

اسکے یوں ٹوٹ کر رونے سے خان یکدم ہوش میں آتا اپنے اور اسکے درمیان فاصلہ قائم کر گیا۔۔۔

دیکھو سویٹ ہارٹ رونا بند کرو اور میری بات غور سے سنو۔۔ اس کے روبرو نہ
انداز میں کہنے پر ایمان نے چہرے سے ہاتھ ہٹاتے سہم کر اسے دیکھا۔۔
پسند آگئی ہو تم خان کو۔۔ اس لئے تم اس دل کو ایک رات کے لئے مطلوب
ہو۔۔۔ خان کی بات پر یکدم ہی ایمان کی رنگت فق ہوئی۔۔ آنکھیں حیرت و
شاک سے پھٹ پڑیں۔۔ دل بے ہنگم انداز میں ڈھرنے لگا۔۔
وہ شخص اتنی بڑی بات اتنے آرام سے کیسے کہہ سکتا تھا۔۔
نہیں۔۔۔ اس نے اپنے جسم کی کپکپی پر قابو پاتے شدت سے نفی میں سر ہلایا۔۔
میری خواہش پوری کر دو سویٹ ہارٹ۔۔ بدلے میں تمہیں پیسوں سے تول
دوں گا۔۔ جو تمہیں مطلوب ہو گا وہ ملے گا۔۔۔ بس میری طلب پوری
کر دو۔۔ وہ بہت دوستانہ انداز میں گویا اسکے ساتھ کوئی ڈیل کر رہا تھا۔۔
ایمان کو اپنی ڈھرنیں سست پڑتیں محسوس ہوئیں جب وہ جھٹکے سے وہاں سے اٹھتی
دروازے کی جانب بڑھی اور اندھا دھند اسکا ہینڈل گھماتی اسے کھولنے کی کوشش
کرنے لگی۔۔

مت تھکا و خود کو یار۔۔۔ کیوں چھوٹی سی جان کو ہلکان کرتی ہو۔۔۔ میری طلب پوری کئے بنا تم یہ دروازہ نہیں کھول سکتی۔۔۔ اور بالفرض کسی ناکسی طرح کھول بھی لو تو اس ڈیڑھ ایکڑ پر بنے فارم ہاؤس کی بھول بھلیوں میں گم ہو جاو گی۔۔۔ یہاں سے نکل تم کسی صورت نہیں سکتی۔۔۔ اور چلو یہ بھی مان لیا کہ تم یہ ٹاسک پورا کرتی ہوئی مین گیٹ تک پہنچ بھی گئی تو وہاں موجود شکاری کتے تمہارا آشنا چہرا دیکھ تمہیں چہر پھاڑ جائیں گے۔۔۔ خان ٹانگ پر ٹانگ جمائے۔۔۔ بازو صوفے کی پشت پر پھیلائے بہت پر سکون انداز میں اسے ہر صورتحال سے آگاہ کر رہا تھا جبکہ ایمان کی ڈھرنکیں اسکی ہر بات کے ساتھ سست پڑتی جا رہی تھیں۔۔۔

دیکھو میں تمہارے ساتھ زبردستی نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ اس لئے بہتر ہے کہ تم میرے ساتھ کا پڑیٹ۔۔۔ وہ اس سے بات کرتا قدم قدم اسکی جانب بڑھ رہا تھا جبکہ اسکا اپنی جانب بڑھتا ہر قدم ایمان کی روح فنا کر رہا تھا۔۔۔ اس لئے اسنے آو دیکھانا تاو سرعت سے پاس ہی پڑا کالچ کا واس اٹھاتے پوری قوت سے اسکے سر پر مارا۔۔۔

یہ حملہ غیر متوقع تھا۔۔۔ تبھی اسکی الفظ درمیان میں ہی دم توڑتے اپنا وجود کھو گئے۔۔۔ جبکہ خان حیرت و شاک سے اس دھان پان سی لڑکی کو دیکھتا سر پر ہاتھ رکھتا دہرا ہوتا گیا جہاں سے خون بھل بھل بہہ رہا تھا۔۔۔ اور ایمان وہ اتنی بہادری دکھا تو گئی مگر اب اسکی حالت دیکھ خود ہی منہ پر ہاتھ رکھتی لرزا اٹھی۔۔۔ اسنے یہاں وہاں دیکھا مگر کوئی طریقہ سمجھنا آیا۔۔۔ دفعتاً اسے باہر سے ڈورتے قدموں کی آواز سنائی دی۔۔۔ اسنے ہر اسان نگاہوں سے دروازے کی جانب دیکھتے خان کی جانب دیکھا جو بیڈ کے قریب کوئی بزر بجا رہا تھا۔۔۔ غالباً اسنے باہر اطلاع دے دی تھی۔۔۔ اب اسکا کیا بنتا۔۔۔ بگڑتی صورت حال نے اسکے رہتے سہتے اوسان بھی خطا کر ڈالے۔۔۔

خان وہیں سر پر ہاتھ رکھتا بھل بھل بہتے خون کو روکنے کی جستجو میں بیڈ کے کنارے بیٹھتا چلا گیا۔۔۔ جبکہ ایمان کو اس بہتے خون کو دیکھ پاؤں کے رستے اپنی روح نکلتی محسوس ہوئی۔۔۔

دفعۃً ملک کی آواز کیساتھ دروازہ کھلا اور دور تے قدموں کے ساتھ سب سے پہلے
امجد ہی اندر داخل ہوا۔۔۔ اور اندر کی صورتحال دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

خان۔۔۔ وہ چیختا ہوا خان کی جانب لپکاتے پچھے کھڑی زلیخہ بی بی بھاگ کر تولیہ
لے آئی۔۔۔ امجد نے اس کے ہاتھ سے تولیہ پکڑتے خان کے سر پر رکھتے خون کے
بہاؤ کو روکنے کی خاطر دباؤ ڈالا۔۔۔ اور کمرے میں نظریں دوڑاتے اس دوسرے
وجود کو ڈھونڈنے کی کوشش کی جو کونے میں کھڑی تھر تھر کانپتی زلیخہ اور امجد کو
مصروف دیکھ کپکپاتے دل کے ساتھ وہاں سے کھسکنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔
اسے دیکھتے ہی امجد کی کنپٹی کی رگیں پھولنے لگیں۔۔۔

زلیخہ مائی۔۔۔ لے جاو اس بد بخت کو یہاں سے۔۔۔ اور تب تک اسکی صورت مت
دکھانا جب تک خان ٹھیک نہیں ہو جاتے۔۔۔ اس کے بعد ہی دیکھا جائے گا کہ اسکا
کیا بندوبست کرنا ہے۔۔۔ امجد کے پوری قوت سے ڈھارنے پر ایمان سر سے لے
کر پاؤں تک لرز کر رہ گئی۔۔۔ جبکہ زلیخہ مائی جو اڈھیر عمر کی فریبہ مائل خاتون تھی
اسنے ایمان کی بازو اپنی آہنی گرفت میں جھکڑی اور اسے گھسٹتے ہوئے اپنی ساتھ

لیجانے لگی۔۔۔ ایمان کے حواس ساتھ چھوڑ رہے تھے۔۔۔ یہ ساری صورت حال غیر متوقع تھیں۔۔۔ تبھی وہ اسکے ساتھ گھسیٹتی چلی جا رہی تھی۔۔۔

ایک کمرے کے سامنے آتے زلیخہ نے ڈھار سے کمرے کا دروازہ کھولا اور اسے پیٹنے کی صورت اندر پھینکا۔۔۔ وہ اوندھے منہ نیچے گرتی دونوں ہاتھ زمین پر ٹکاتی خود کو بے طرح فرش بوس ہونے سے بچا گئی۔۔۔

اسنے اپنا چکراتا سر تھام کر رو کر سرخ سو جھ چکی نگاہوں سے اس عورت کو دیکھا۔۔۔ سپید رنگت میں شدت گریہ سے سرخیاں گھلنے لگی تھیں۔۔۔ جبکہ چہرہ بے تحاشہ آنسوؤں سے بھیگا پڑا تھا۔۔۔

سن لڑکی۔۔۔ زلیخہ ڈھاری۔۔۔ دعا کرو کے خان کو کچھ ناہو۔۔۔ وہ جلد از جلد بھلے چنگے ہو جائیں۔۔۔ ورنہ تمہارا جو حشر ہو گا وہ سوچ کر ہی تمہاری روح کانپ اٹھے گی۔۔۔

وہ عورت تند و تیز لہجے میں اسے وارن کرتی دروازہ ڈھار سے بند کرتی واپس چلی گئی۔۔۔ جبکہ وہ کپکپاتے ہاتھ گھٹنوں کے گرد باندھتی واقعی اسے شخص کے لئے دعا کرنے لگی تھی جسے کچھ دیر پہلے اسنے اپنی عزت کی حفاظت کے خاطر مارا تھا۔

وہ فطر تاڈرپوک واقع ہوئی تھی۔۔۔ کسی کی اونچی آواز تک سے سہم جانے والی۔۔۔ ہر دم صلح جو۔۔۔ لیکن اب جو صورتحال واقع ہوئی تھی وہاں تو اسکی جگہ کوئی بھی لڑکی ہوتی تو دل چھوڑ جاتی۔۔۔ یہاں تو پھر ایمان تھی۔۔۔ اونچی آواز سے ہی سہم جانے والی۔۔۔ کیسے برداشت کر لیتی اتنے تند و تیز لہجے۔۔۔ امجد اور زولیحہ کی نسبت تو خان کا لہجہ ہی نرم تھا۔۔۔ اگر واقع اسے کچھ ہو گیا تو یہ دونوں اس کے ساتھ کیا کریں گے۔۔۔ سوچ سوچ کر ہی اسکی روح فنا ہو رہی تھی۔۔۔

انسہ کیا ابھی تک ایمان نہیں آئی۔۔۔ اب تو چار بج رہے ہیں۔۔۔ وہ تو دو بجے تک پہنچ جاتی ہے نا پھر اب کیا ہوا۔۔۔ تقریباً چار بجے کے وقت نسیم بیگم کا دھیان اس طرف گیا تو وہ دہل کر انسہ بھا بھی سے گویا ہوئیں۔۔۔ وہ دوپہر سے ایمان کے فیورٹ کڑی پکورے اور ابلے چاول بنا رہی تھیں۔۔۔ یہ ڈش اس گھر میں تقریباً سبھی کی فیورٹ تھی۔۔۔ اس لئے آپس میں مل کر کام کرتے انہیں وقت کا احساس ہی نا ہوا۔۔۔ اب جو کام سے فارغ ہوئیں تو وقت دیکھتے ماں کا دل دہل اٹھا۔۔۔

اور پریشان تو انسہ بھا بھی ہو گئی تھیں۔۔۔ بات ہی پریشانی والی تھی۔۔۔
تم سجاد اور حامد کو فون ملاو۔۔۔ انہیں کہو پتہ کریں۔۔۔ کہاں ہے میری بچی۔۔۔
جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا۔۔۔ ماں کا دل خوف سے کانپ رہا تھا۔۔۔ وہ مسلسل کسی
ناکسی آیت کا ورد کر رہی تھیں۔۔۔

امی آپ ایک منٹ رکیں۔۔۔ پہلے میں زخرف کے گھر دیکھ آؤں۔۔۔ ایسا نا ہو کہ
وہاں ہو وہ۔۔۔ اگر وہاں نا ہوئی پھر آکر سجاد اور حامد کو فون کرتی ہوں۔۔۔
پہلے تو کبھی نا گئی یوں بن بتائے کہیں۔۔۔ خیر جاؤ تم دیکھ کر آؤ جلدی سے۔۔۔
ماں کی آواز میں خدشات کی لغزش تھی۔۔۔ وہ مسلسل دائیں ہاتھ سے اپنا سینہ
مسل رہی تھیں۔۔۔
بھا بھی آنچل درست کرتیں گھر کا دروازہ عبور کر گئیں۔۔۔ کچھ ہی دیر بعد انکی
واپسی ہوئی تو آتی ہی فون کی جانب لپکی۔۔۔

کیا کہا زخرف نے۔۔۔ بھا بھی کے انداز انکے خدشات پر یقین کی مہر ثبت کر رہے
تھے۔۔۔

امی زخرف آج کالج گئی ہی نہیں۔۔۔ اس لئے وہ نہیں جانتی۔۔۔ بھابھی کی اپنی
آواز لرز رہی تھی۔۔۔ کچھ ہی دیر میں دونوں بھائی گھر تھے۔۔۔ جس نے بھی یہ
خبر سنی ایک دفعہ تو ہل گیا۔۔۔ یہ کوئی چھوٹی بات نا تھی۔۔۔ انکی ناز و پلی چھوٹی بہن
غائب ہوئی تھی۔۔۔ دونوں جیسے گھر آئے تھے ویسے ہی موٹر سائیکل پر نکل
کھڑے ہوئے۔۔۔ کالج سے لے کر ہر اس جگہ پر ہوتے جہاں اسکے پائے جانے
کے امکانات تھے وہ خالی ہاتھ تھی دامن واپس لوٹ رہے تھے جب اتفاقاً اسی
سنان راستے سے آتے انکی نظر راستے میں ایک جانب لڑھکے ایمان کے بیگ پر
گئی۔۔۔

بھائی رکیں رکیں رکیں۔۔۔ حامد کے چلانے پر سجاد نے یکدم بائیک کو بریک
لگائی۔۔۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے بائیک سے اترتا بیگ کی جانب بڑھا۔۔۔ بیگ
اٹھاتے اسکے ہاتھ بے طرح کپکپا رہے تھے۔۔۔ صرف ہاتھ ہی نہیں دونوں کے
دل بھی کسی بڑی انہونی کے خوف سے کپکپا رہے تھے۔۔۔ دونوں نے فق ہوتی
رنگت سمیٹ خوفزدہ نگاہوں سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔۔۔

خان حکم کریں۔۔۔ ابھی اس گستاخ لڑکی کو زندہ زمیں میں دفن کر ڈالوں۔۔۔۔
خان بیڈ کروں سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔۔۔ ماتھے پر بینڈ تاج کر دی گئی تھی۔۔۔ جو
غالباً ابھی ابھی ڈاکر کر کے گیا تھا۔۔۔ امجد دودھ کے گلاس کے ساتھ پین کلر اسکی
جانب بڑھاتا گویا ہوا۔۔۔۔

خان نے گولی نگلتے انگلی کے اشارے سے اسے نفی کا اشارہ کرتے گلاس منہ کو
لگایا۔۔۔

وہ اسکا اور میرا ذاتی معاملہ ہے امجد۔۔۔۔ کچھ دیر بعد اٹھوں گا تو خود دیکھ لوں گا
کے اسکے ساتھ کیا کرنا ہے۔۔۔ تب تک وہ تم لوگوں کی مہمان ہے۔۔۔ خالی گلاس
واپس امجد کی جانب بڑھاتا وہ بستر پر نیم دراز ہو گیا۔۔۔ اسکا سر بھاری ہو رہا تھا۔۔۔
میڈیسنز کے باعث اس پر غنودگی چھا رہی تھی۔۔۔ امجد سرہاں میں ہلاتا کمرے کی
لائٹ آف کرتا کمرے سے نکل گیا جبکہ خان کچھ ہی لمحوں میں ہوش و حواس سے
بیگانہ ہو گیا۔۔۔ دوبارہ اسکی آنکھ کھلی تو شام کے سائے کو رات کی تاریکی بڑے
دھڑلے سے نکل چکی تھی۔۔۔۔

ایمان ہنوز دیوار سے ٹیک لگائے گھٹنوں کے گرد بازوؤں کا حصار بنائے بیٹھی تھی۔۔۔ آنکھوں سے آنسو بہہ بہہ کر خشک ہونے لگے تھے۔۔۔ جسم بے جان ہونے لگا تھا۔۔۔ نقاہت حد سے سوا تھی۔۔۔ لیکن دماغ میں برح طرح کے وسوسے جنم لے رہے تھے۔۔۔ اسے ایک صرف اسی عقوبت خانے کی فکر نہیں کھائی جارہی تھی بلکہ اسے پیچھے اپنے پیاروں کا غم بھی مارے دے رہا تھا۔۔۔ کیا حالت ہوئی ہوگی ان لوگوں کی جب وہ کالج سے گھر واپس نہیں آئی ہوگی۔۔۔ کیا سوچ رہے ہونگے وہ لوگ کے ایمان کہاں گی۔۔۔ اسکی خشک ویران نگاہیں دیوار گیر و نڈوسے باہر سرایت کر گئیں جہاں شام کی نیلا ہٹیں بھی رات کی سیاہی میں بدل گئی تھیں۔۔۔ اور اگر وہ آج رات گھر نہ جاتی جو کے یہاں سے نکلنا تقریباً ممکن نہ رہتا تو اگلی صبح اسکے لئے کیا رنگ لاتی۔۔۔ اس معاشرے میں اسکا کیا مقام ہوتا۔۔۔ جہاں گھر سے بھاگی اور اغوا شدہ لڑکی ایک برابر ہوتی ہے۔۔۔ کیا اسکے بھائی سراٹھا کر اس معاشرے میں جی پاتے۔۔۔ کیا گھر واپسی پر اسکے گھر والے اسے قبول کرتے یا وہ غیرت کے نام پر قتل کر دی جاتی۔۔۔

ہاں یہ معاشرہ ایسا ہی تھا جہاں غیرت کے نام پر کلیجہ بھی نوچ کر بھی پھینک دیا جاتا ہے۔۔۔

آنکھوں میں ایک مرتبہ پھر سے ساو بھادوں کی جھری لگ گئی تھی۔۔۔ سوچیں تھیں کہ اسے کسی آکٹوپس کی مانند جھکڑتی بے دم کئے جا رہی تھیں۔۔۔ وہ کیا کرتی۔۔۔ کیسے اس عقوبت خانے سے نکلتی یوں کہیں اسکی بدنامی بھی نا ہوتی۔۔۔ مگر کیا یہ ممکن تھا۔۔۔ اسنے کرب سے سر تھام لیا۔۔۔ اسکے غائب ہونے کی بات تو ابھی تک جنگل میں آگ کی طرح پھیل چکی ہوتی۔۔۔ اور اگر وہ واپس جاتی بھی تو گھر والوں کو جا کر کیا بتاتی۔۔۔ وہ کہاں تھی ابھی تک۔۔۔ اسے کس نے اغوا کیا۔۔۔ اور کس مقصد کے تحت۔۔۔ اور کیا مقصد جاننے کے بعد وہ ان سب کے لئے قابل قبول رہتی۔۔۔ وہ اپنا چہرہ امومی ہاتھوں میں تھامتی پھوٹ کر رودی۔۔۔ یہاں سے نکلنے کا کوئی طریقہ بھی تو سوچھ نہیں رہا تھا۔۔۔

یکدم ہی وہ لاابالی اور اپنے آپ میں رہنے والی لڑکی اپنی عمر سے بہت سمجھدار ہو گئی تھی۔۔۔ وہ کہیں سے بھی ایک سولہ سالہ کم عمر فرسٹ ایئر کی سٹوڈینٹ نا رہی

تھی۔۔۔ بلکہ اسکی سوچیں اسے بہت آگے تک لے گئی تھیں۔۔۔ سوچ سوچ کر اسکا دماغ پھٹنے لگا دفعتاً کلک کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا اور کچھ دیر بعد ہی وہاں خان نمودار ہوا۔۔۔

اپنے اونچے لمبے سرو قد کیساتھ وہ پورے ماحول پر چھایا ہوا تھا۔۔۔ ٹراؤزر اور ہاف سلیو شرٹ میں ملبوس۔۔۔ انگوٹھے والی مردانہ چپل پہنے البتہ سر پر پٹی کر رکھی تھی۔۔۔ اسے دیکھتے ہی ایمان بہتی آنکھوں سمیٹ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔

کنزل کچن میں شام کی چائے بنانے کیساتھ ساتھ رات کے کھانے کی تیاری بھی کر رہی تھی۔۔۔ جبکہ سبحان لاؤنج میں بیٹھا سامنے کانچ کے میز پر رکھے لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔۔۔ اسکی ذہانت سے بھرپور آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔۔۔ اسنے ایک مسکراتی نگاہ لیپ ٹاپ کی سکرین پر ڈالنے کے بعد کچن میں کام کرتی ماں کو دیکھا جو بلیک پلازوپر مسٹر دکلر کی شارٹ شرٹ زیب تن کئے مصروف سی کھڑی تھی۔۔۔

سبحان کی جانب اسکی پشت تھی جہاں اسکے بال رف سے جوڑے میں مقید نظر آتے
تھے۔۔۔۔۔

Mom I have a surprise for you...

وہ مسکراتا ہوا اونچی آواز میں کہتا صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتا دونوں ہاتھ سر کے
پیچھے باندھ گیا۔۔۔۔۔

ریلی۔۔۔ اسکی پر جوش آواز پر کنزل اسکی جانب پلٹی۔۔۔ صبح کو مل سے چہرے پر
بڑی خوبصورت مسکراہٹ ابھری تھی۔۔۔ وہ میز سے آنچل اٹھاتی دائیں شانے پر
ڈال کر چند قدم کچن سے باہر آئی۔۔۔۔۔

اور وہ کیا۔۔۔۔۔
اور تبھی گھر میں ایک طوفان بد تمیزی بھرپا ہوا تھا۔۔۔ ہیوی بانیک کے یکدم اندر آ
۔۔۔ کر رکنے کے بعد لوہنے کا آہنی گیٹ زور سے بند ہوا
مام۔۔۔۔۔ ماممنم۔۔۔۔۔

Where r u Mom....

لاونج کا دروازہ کھولتے ہی ہر جانب زوہان کی پر جوش آواز گھونجنے لگی۔۔۔۔۔

خیریت کیا ہو گیا۔۔۔ کنزل حیران ہوتی اسکی جانب بڑھی جو پر جوش ساماں کی
جانب بڑھتا اسے بازو سے تھامے خوشی سے اسے گول گول گھمانے لگایوں کے
گھماتے گھماتے کنزل کے پاؤں زمین سے بلند ہوتے ہوتے فضا میں معلق
ہو گئے۔۔۔

مام۔۔۔ مام۔۔۔ ایم سو ایکسٹنڈیار۔۔۔

میں بہت خوش ہوں۔۔۔ بہت خوش بہت خوش۔۔۔ وہ خوشی سے جھومتا ساتھ
میں اسے بھی گھمارتا تھا۔۔۔

غضب خدا کا زونی۔۔۔ رک جاو۔۔۔ اتارو مجھے نیچے۔۔۔ زونی رکو۔۔۔ سٹاپ اٹ
زونی۔۔۔ زونی۔۔۔
دفعۃً زونی کے یکدم رکنے پر کنزل چکراتا سر تھام گئی۔۔۔

اوہ مام۔۔۔۔

بد تمیز انسان کیا حرکت تھی یہ۔۔۔۔ سبحان نے مسکراتے ہوئے ماں کا بازو تھام کر
صوفے پر بیٹھایا۔۔۔

یار آپ سنیں گی نا تو آپ بھی خوشی سے جھوم اٹھیں گی۔۔۔ زوہاں بھی اسکے اس
ہی صوفے کی ہتھی پر دھپ سے بیٹھتا اسکے گرد حصار قائم کر گیا۔۔۔
کنزل نے اسے تاسف سے دیکھا۔۔۔

ماں کو تو کبھی ماں سمجھنا ہی مت۔۔۔

ارررے۔۔۔۔۔ چھوٹی سی تو مٹی ہے ہماری۔۔۔ زوہان نے اسکا پھولا گال
پکڑ کر کھینچا۔۔۔ کنزل نے رکھ کر ایک چیت اسکے ہاتھ پر رسید کی۔۔۔
مام اس سے گڈ نیوز تو پوچھ لیں۔۔۔ سبحان نے مسکراتے ہوئے نا محسوس انداز میں
موبائل کے بیک کیمرے سے یہ منظر کسی کو دیکھایا۔۔۔

جی بتائیے۔۔۔ ایسی کونسی خوشخبری ہے جو میرا بیٹا اسقدر خوش ہے۔۔۔ وہ پل میں
مسکراتی اپنے اتھرے بیٹے کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی محبت پاش لہجے میں مستنفسر
ہوئی۔۔۔

گیس واٹ۔۔۔ زوہان نے آئبر و اچکائی۔۔۔

امم۔۔۔ ڈونٹ نو۔۔۔ آپ بتاؤ۔۔۔

اوہ مام۔۔۔ آپ آج کا اتنا خاص دن بھول گئی۔۔۔ آج میرا زلٹ تھا مام۔۔۔
زلٹ۔۔۔ اسنے زلٹ پر زور دیا۔۔۔
اوہ۔۔۔ میں واقعی بھول گئی۔۔۔ کنزل نے سر پر ہاتھ مارا۔۔۔
کیا بنا۔۔۔

میرا چہرہ دیکھ کر آپ کو کیا لگتا ہے کے کیا بنا ہو گا۔۔۔ وہ معصوم سے روشن چہرے پر
ایکسائٹمنٹ اور خوشی کی چمک لئے ماں کو مضحکہ میں ڈال گیا۔۔۔
نوگیسسر۔۔۔ آپ بتاؤ۔۔۔ کچھ دیر تک سوچنے کے بعد وہ بال واپس اسکے کورٹ
میں پھینک گئی۔۔۔
اوہ مام۔۔۔ وش آپ نے آج صبح سے نیوز ہی دیکھی ہوتی۔۔۔ آپکے بیٹے نے بورڈ
میں پہلی پوزیشن لی ہے مام۔۔۔ ایم ویری ایکسائٹڈ۔۔۔ وہ ماں کو ایک مرتبہ پھر سے
بازوں سے تھامتا خوشی سے جھنجھوڑ گیا۔۔۔

اوہ ماشا اللہ۔۔۔ زوہان۔۔۔ بیٹا بہت بہت مبارک ہو۔۔۔ وہ آنکھ میں آئی نمی
صاف کرتی بے ساختہ اسکے ماتھے کا بوسہ لے گئی۔۔۔

دو مسکراتی نگاہوں نے کیمرے کی آنکھ سے مسکراتے ہوئے یہ دلفریب منظر دیکھا۔۔۔

اور تم۔۔۔۔۔ یہ سر رانز تھانا۔۔۔ اور صبح سے مجھے بھاپ تک لگنے نادی۔۔۔
کنزل نے سجان کی طرف پلٹتے اسکے بازو پر چیت رسید کی۔۔۔ وہ مسکراتا ہوا۔۔۔
بجلیت موبائل بند کر کے کنزل کی توجہ اسکی جانب مبذول ہونے سے روک پایا۔۔۔
آپکے لاڈلے کا سر پرانز اس سے پہلے آپکو دے دیتا تو سرنا پھاڑ دیتا یہ میرا۔۔۔
وہ مسکرا کر کھڑا ہوتا بھائی کے گلے لگا۔۔۔ بہت بہت مبارک ہو تمہیں زوہان۔۔۔
جاو اسی خوشی میں میری فی شاپنگ سے لے لوجو ڈریس لینا ہے۔۔۔ اسنے فراغ دلی کا مظاہرہ کیا۔۔۔
نہیں بھائی ڈریس نہیں لینا۔۔۔ بس آپکے سبھی آوٹ فٹس پہلی مرتبہ میں نے ہی پہن کر ریلز بنانی ہے۔۔۔ وہ معصوم سی صورت بناتا کان کھجھا کر صوفے پر بیٹھا جبکہ سجان تاسف سے اسے دیکھتا نفی میں سر ہلا گیا۔۔۔
جاو حان۔۔۔ مارکیٹ سے میٹھائی لاو۔۔۔ ہمارے گھرا تنی بڑی خوشخبری آئی ہے۔۔۔

میٹھائی کے ساتھ کیک بھی لانا۔۔۔ آلمنڈ کریم کیک۔۔۔ ساتھ ہی زوہان نے اپنی فرمائش نوٹ کر وائی تو کنزل مسکرا دی۔۔۔

جاو۔۔۔ جو جو میرا بیٹا کہتا ہے سبھی لے آو۔۔۔ بلکہ آج تو اسکی فیورٹ فاسٹ فوڈ بھی لے آو۔۔۔ وہ مسکرائی۔۔۔ خوشی اسکے لہجے سے ہی عیاں تھی۔۔۔
نہیں فاسٹ فوڈ نہیں مام۔۔۔ آج ہم ساری فیملی ڈنر باہر کرے گی۔۔۔ سبجان نے شانے اچکائے۔۔۔

مرضی ہے بھی تم دونوں کی جیسا دل چاہے۔۔۔ ویل چائے تیار ہونے سے پہلے میٹھائی لے آنا۔۔۔

وہ کہتی کچن کی جانب بڑھ گئی۔۔۔ جہاں چائے ہلکی آنچ پر رکھی ہوئی تھی۔۔۔ باتوں ہی باتوں میں وہ شاید بیٹے کے کہے جانے والے لفظ پوری فیملی پر غور ہی ناکر پائی۔۔۔ مگر زوہاں کی فواکان کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

پوری فیملی مطلب۔۔۔ ڈیڈ آر ہے ہیں۔۔۔ وہ خوشی و انبساط سے سبجان کی جناب متوجہ ہوا۔۔۔

ششش۔۔۔ سر پر اتڑ ہے۔۔۔

تمہارے سر پر انز کی ایسی کی تیسی۔۔۔ ابھی ڈیڈ کی خبر لیتا ہوں۔۔۔ مجھے تو آج صبح سے ایک ٹیکسٹ تک نا کیا اور تمہارے ساتھ پلاننگز۔۔۔

بس کر جاو زونی۔۔۔ انہیں بھنک بھی مت لگنے دینا کے تم انکے سر پر انز سے آگاہ ہو چکے ہو۔۔۔ وہ تمہیں سر پر انز دینے ار جینٹلی اپنا کام چھوڑ کر آرہے ہیں۔۔۔ یہ تو میں ہوں جو تم سے کچھ چھپا نہیں پاتا۔۔۔ سبحان نے اسے سختی سے کہتے آنکھیں نکالیں تو وہ کچھ ڈھیلا پڑا۔۔۔

سر یسلی آج رات میرا ڈیڈ کو لوٹنے کا پکا پکا ارادہ ہے۔۔۔ زوہان کی آنکھیں چمکیں۔۔۔

محض آج رات ہی نہیں تم ہمیشہ ہی ڈیڈ کو لوٹتے ہو۔۔۔ وہ مسکرا کر سر جھٹکتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

نہیں ہمیشہ میں اور آج میں فرق ہے نا۔۔۔ آج میں نے انکا سر فخر سے بلند کیا ہے میں آج کا چیف گیسٹ ہوں تو آج ایکسٹرالوٹنے والا ہوں۔۔۔ وہ چہکا۔۔۔ ویل مام کو پتہ ہے۔۔۔ اچانک یاد آنے پر وہ بولا۔۔۔

نہیں انکے لئے بھی سر پر انز ہے۔۔۔ انہیں بتانا مت۔۔۔

وہ جاتے جاتے رکا۔۔۔

اوکے اوکے۔۔۔ پھر تو میں انکے لئے اچھا سا ڈریس سلیکٹ کر کے ساتھ کی میچنگ چیزیں نکالتا ہوں۔۔۔ وہ رازدارانہ انداز، میں کہتا اپنے اور ماں کے مشترکہ کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔

باپ کی غیر موجودگی میں وہ اپنے کمرے میں کم اور ماں کے کمرے میں زیادہ پایا جاتا تھا۔۔۔ وہ ابھی تک وہی چھوٹا بچہ تھا جسکے بالوں میں انگلیاں چلا کر ماں ہی اسے سلاتی تھی۔۔۔

ایم۔۔۔ ایم سوری خان۔۔۔ مم۔۔۔ میں۔۔۔ میں یہ سب نہیں چاہتی تھی۔۔۔ پتہ نہیں لگ۔۔۔ کیسے وہ واس آپکو لگ گیا۔۔۔ اپنے سامنے اس اونچے لمبے بھرپور مرد کو پاؤہ دقت سے کھڑی ہوتی اپنا شکستہ وجود لیے کانپتی آواز میں گویا ہوئی۔۔۔ صبح سے اب تک کے حالات و واقعات اسکی سبھی ہمت توڑ چکے تھے۔۔۔ اسکا پسپا انداز دیکھ خان کے ہونٹوں پر ایک جاندار مسکراہٹ ابھری۔۔۔

تو تم نے مجھے جان بوجھ کر نہیں مارا۔۔۔ مسکراہٹ چھپاتا وہ روبدارانہ انداز میں
گو یا ہوا۔۔۔

وہ ایک لاشعوری امر تھا۔۔۔ سر جھکائے اسکی بھرائی آواز ابھری۔۔۔
اسکی شہد رنگ سرخ سو جھی آنکھیں اور ستا ہوا چہرہ دیکھ خان کے دل کو کچھ
ہوا۔۔۔ مطلب تم اپنے کئے پر پشیمان ہو۔۔۔ خان نے اسے جانچنا چاہا۔۔۔
وہ جھکے سر سمیٹ سر ہاں میں ہلا گئی۔۔۔

گڈ۔۔۔ جاو پھر کیا معاف تمہیں۔۔۔ چلو بنا دیر کئے کمرے میں چلتے ہیں۔۔۔ خان
نے کہتے اسکی مومی کلائی تھامنی چاہی۔۔۔ جب وہ جھٹکے سے سراٹھاتی کرنٹ کھا کر
پیچھے ہٹی پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔
آنسو سرعت سے آنکھوں میں جمع ہونے لگے تھے۔۔۔

اب کیا مسئلہ ہے۔۔۔ ابھی تو بولا پشیمان ہوا اپنے کئے پر پھر۔۔۔ وہ اسے روتا دیکھ
کوفت سے بولا۔۔۔

وہ لب بھینختی شدت سے سر نفی میں ہلا گئی۔۔۔ وہ نہیں کر سکتی جو آپ کرنے کو بول
رہے ہیں۔۔۔

ایمان کے کہنے پر وہ گہر اسانس خارج کرتا سنگل صوفے پر بیٹھتا ٹانگ پر ٹانگ جماتا بازو صوفے کی پشت پر پھیلا گیا۔۔۔

دیکھو سویت ہارٹ۔۔۔ تمہیں یہاں میں اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے لایا ہوں۔۔۔ اور تمہیں برا لگے جا چھا۔۔۔ مگر حقیقت یہ ہی ہے کہ میری خواہش پوری کئے بنا تم اس خوبصورت قید سے نہیں نکل سکتی۔۔۔۔ دیکھو محض ایک رات کی بات ہے۔۔۔ اس کے بعد کل صبح۔۔۔

پلیز۔۔۔ پلیز۔۔۔ خاموش ہو جائیں۔۔۔ وہ بہت دوستانہ انداز میں اسے سمجھا رہا تھا جب وہ روتے ہوئے چلا اٹھی۔۔۔

دیکھو جتنی نازک اور کوئل تم ہونا۔۔۔ میں تم پر سختی نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ اور نا ہی تم میری سختی برداشت کر پاؤ گی۔۔۔ اسے کچھ دیر تک خاموشی سے دیکھنے کے بعد وہ سخت لہجے میں گویا ہوا یوں کہ ایمان کو اپنی ریڈھ کی ہڈی میں سنسناہٹ پھیلتی محسوس ہوئی۔۔۔

اس لئے۔۔۔ چبا چبا کر کہتا وہ رکا۔۔۔ مجھے سختی پر مجبور نا کرو۔۔۔ اور میرے ساتھ
تعاون کرو۔۔۔ ورنہ۔۔۔ ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوتے اسنے اپنی دونوں کہنیاں
دونوں گھٹنوں پر رکھیں اور ہاتھ باہم پھنساتا آگے کو جھکا۔
اور ایمان کی ہمت بس یہیں تک تھی۔۔۔ اسکا سخت لہجہ ہی اسے کپکپانے پر مجبور کر
رہا تھا کجا کے اسکی سختی۔۔۔

وہ بھاگتے ہوئے اسکی جانب لپکی اور اسکے سامنے دوزانو بیٹھتی لجاہت سے اسکے
دونوں ہاتھ تھام گی۔۔۔

مجھ سے نکاح کر لیں خان۔۔۔ مجھے خود پر حلال کر لیں۔۔۔ مجھے یوں داغدار نا
کریں۔۔۔ اسکے ہاتھ اپنے لرزتے ہاتھوں میں تھامے وہ گھگھائی۔۔۔

وھاٹ۔۔۔ اسنے بے طرح ایمان کے ہاتھ جھٹکے۔۔۔ کچھ پل شک میں رہنے کے
بعد وہ سر پر ہاتھ پھیر تا قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔۔۔

تمہیں اندازہ ہے تم کیا بول رہی ہو۔۔۔ نہیں مطلب۔۔۔ لائک سیر یسلی۔۔۔ وہ
مسلسل مسکرا رہا تھا۔۔۔

دیکھو سویٹ ہارٹ تم اس دل کو بھائی ہو اسے مطلوب ہو مگر محض ایک رات کے لئے۔۔۔ اب اتنا بھی پسند نہیں آئی کے تمہیں پوری زندگی کے لئے خود سے باندھ لوں۔۔۔ وہ اسکی دل شکن باتیں سنتی مسلسل مٹھیاں میچے چہرہ اچھکائے رو رہی تھی۔۔۔

چلو شہباز نکالو یہ خناس دماغ سے اور چلو میرے ساتھ۔۔۔ خان نے اسکا چہرہ تھپتھپاتے اٹھ کھڑے ہوتے بازو سے تھام کر اسے اٹھانا چاہا۔۔۔ جب وہ تڑپ تڑپ جاتے سختی سے اسکے دونوں پاؤں تھام گئی۔۔۔ آپکو خدا کا واسطہ ہے خان۔۔۔ مجھے میری ہی نظروں میں مت گرائیں۔۔۔ اسکی ہچکیاں بلند ہونے لگیں تھیں۔۔۔ یا تو مجھے اپنے نکاح میں لے لیں۔۔۔۔۔ یا۔۔۔۔۔

یا مجھے جان سے مار ڈالیں۔۔۔ مگر یوں داغدار نہ کریں۔۔۔ پوری زندگی کے لئے نہیں تو جب دل بھر جائے تب چھوڑ دیجئے گا۔۔۔ مگر ابھی نکاح کر لیں۔۔۔ سب کچھ آپکی شرطوں پر خان۔۔۔ سب کچھ آپکے مطابق۔۔۔

نکاح نامہ اپنے پاس رکھ لیں۔۔۔ اس نکاح کا ہر ثبوت مٹا ڈالیں۔۔۔ مگر مجھے
میری اور میرے اللہ کی نگاہوں میں سرخرو کر دیں۔۔۔ پھر چاہے کل صبح ہی چھوڑ
دیتے گا۔۔۔

رورو کر فریادیں کرتی وہ نیم جان ہونے لگی تھی۔۔۔ بس کسی بھی طرح وہ اس
شخص کو ایک کبیرہ گناہ سے روکنا چاہتی تھی۔۔۔ جو ناجانے اس شخص کی زندگی پر تو
اثر انداز ہوتا یا نہ۔۔۔ مگر اسے واقعی دنیا اس گناہ کی پاداش میں سنگسار کر
ڈالتی۔۔۔ اللہ کے حضور تو پھر معاملہ ہی بعد کا تھا۔۔۔

جبکہ دوسری طرف خان ماتھے پر شکنوں کا جال لئے الجھسا کھڑا اسے دیکھ رہا تھا
جسنے اسکے قدم یوں جھکڑ رکھے تھے جیسے اسے وہاں سے ہلنے تک نہیں دے
گی۔۔۔ بامشکل اس سے پاؤں چھڑواتا وہ ماتھا مسلتا کمرے سے نکلا۔۔۔

ہر گز نہیں خان۔۔۔ کوئی ضرورت ہی نہیں اس کل کی آئی لڑکی کی باتوں پر کان
ڈھرنے کی۔۔۔ وہ ٹریپ کر رہی ہے آپکو۔۔۔ شکل سے اتنی بھولی اور معصوم
دکھائی دیتی ہے مگر بہت شاطر لڑکی ہے۔۔۔

خان ڈرمینگ روم میں صوفے سے ٹیک لگائے اسکی ہٹھی پر کہنی رکھے شش و پنج میں مبتلا مسلسل کچھ سوچ رہا تھا جبکہ امجد اسکی پوری بات سن کر تلملا اٹھا تھا۔ کیا قباحہ ہے اس میں امجد۔۔ ہم تھوڑی نا اس نکاح کو رجسٹر کروائیں گے یا کمپیوٹر رائٹز اسکا کوئی ریکارڈ ہو گا۔۔ اور پھر تینوں نکاح نامے ہمارے پاس ہونگے۔۔ نیز کل صبح میں اسے آزاد کر دوں گا۔۔ خان خاصا الجھا ہوا تھا۔۔ خان یہ نکاح ہے۔۔ کوئی چھوٹی بات نہیں۔۔ اور ہم اس کھڑاک میں پر ہی کیوں رہے ہیں۔۔ کیا ضرورت ہے اس لڑکی کی باتوں کو اہمیت دینے کی۔۔ امجد جھنجھلایا۔۔

محض اسکی رضامندی کے لئے۔۔ وہ ایسے راضی ہے تو ایسے ہی سہی۔۔ کیونکہ میں اسکے ساتھ زبردستی نہیں کرنا چاہتا۔۔ اسکی آواز گہری سوچ کی عمتیق تھی۔۔

پھر بھی نہیں خان۔۔ کسی صورت نہیں۔۔ یہ لڑکی آپکو بہت برا پھنسائے گی۔۔ نکاح کے بعد یہ لڑکی آپکے گلے کا طوق بن جائے گی۔۔ اسے سمجھنا آئی

کے خان کو کن الفاظ میں سمجھائے کے نکاح کوئی چھوٹی چیز نہیں۔۔۔ جسکا مذاق بنایا جائے۔۔۔

چلو دیکھتے ہیں کیا بنتا ہے۔۔۔ ایک نیا ایکسپرنس کرنے میں کیا حرج ہے۔۔۔ جہاں اتنے سٹنٹ کئے وہاں ایک اور بھی سہی۔۔۔ یونی کا ایک پرنک ہی سمجھ لیں گے۔۔۔ اس لڑکی کا بھوت سر سے اترے تو مجھے سٹڈیز پر بھی توجہ دینی ہے۔۔۔ ویسے بھی اس لڑکی کی وجہ سے بہت حرج ہو گیا یونی کا۔۔۔ خیر تم انتظام کرو اور اس ایک رات کے نکاح کا۔۔۔ وہ پر اسرار سے لہجے میں کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ ایلٹ کلاس سے تعلق رکھنے والے اس مغرور شہزادے کے لئے ہر چیز مذاق تھی۔۔۔ حتمہ اسکے لئے تو اسکی زندگی بھی ایک مذاق تھی۔۔۔ اپنی ہی طاقت کی سرمستی لا ابالی پن اور بے فکرے پن میں گمراہی کی زندگی بہت اچھی کٹ رہی تھی کیونکہ ڈستے تو ہمیشہ آگاہی کے ناگ ہیں۔۔۔

رات گئے کہیں تھکے ہارے وہ دونوں بھائی ایمان کا بیگ لئے شکستہ خیز قدموں کے ساتھ گھر داخل ہوئے۔۔۔ ماں کے آنسو تھے کے تھمنے کا نام تک نالے رہے تھے۔۔۔ وہ اور بھابھی دونوں صحن میں ہی بیٹھی انکی منتظر تھیں۔۔۔ دونوں بیٹوں کے شکستہ وجود اور جھکے کندھے انہیں ایک بہت بڑی انہونی کی تصدیق کر گئے۔۔۔ ایمان کہیں نہیں تھی۔۔۔ پولیس میں رپورٹ چوبیس گھنٹوں بعد ہونی تھی۔۔۔ اور پولیس میں رپورٹ کرنا مطلب پورے شہر میں اپنی بدنامی کا ڈھنڈورا پیٹنا۔۔۔ عقل سمجھ سے بالاتر تھا یہ سب۔۔۔ آج تک ایسا ناہوا۔۔۔ پھر آج ہی کیوں۔۔۔ کیا ایمان کی کہیں انوائمنٹ تھی۔۔۔ کئی سوال خود بخود جنم لے رہے تھے۔۔۔ یہاں پر ماں چیخ چیخ گئی۔۔۔ انکی بیٹی ایسی نا تھی کے بھائیوں کے سروں پر خاک ڈال جاتی۔۔۔ ضرور اسکے ساتھ کوئی حادثہ ہوا تھا۔۔۔ مگر حادثہ محض اسی کے ساتھ ہونا تھا۔۔۔ مگر کیسے۔۔۔ آج تک تو ناہوا حادثہ۔۔۔

کئی سوال تھے۔۔۔ لیکن جواب کہیں نا تھا۔۔۔ فلحال تو وہ سب محض بات کور کرنے کی کوشش کر رہے تھے کے یہ بات باہر نا پھیلے۔۔۔ کیونکہ اگر یہ بات باہر

پھیلتی تو نا صرف انکے بلکہ ایمان کے اپنے حق میں بہت بری ثابت ہوتی۔۔۔ لوگ اس سے جینے تک کا حق چھین لیتے۔۔۔

وہ ابھی تک وہیں نیم جان سی زمین پر بیٹھی صوفے کی سیٹ پر سر رکھے ہوئے تھی۔۔۔ صبح والے داغ شفاف سفید یونیفارم جگہ جگہ سے داغدار ہو گیا تھا۔۔۔ دفعتاً دروازہ کھلا اور زلیخہ بی بی اندر داخل ہوئی۔۔۔

یہ لو لڑکی یہ لباس پہن کر تیار ہو جاو۔۔۔ کچھ ہی دیر میں تمہارا خان کیساتھ نکاح ہے۔۔۔ وہ اسکے پاس آتی وہ لباس اسکے پاس صوفے پر رکھتی گویا ہوئی۔۔۔ ایمان جھٹکے سے سیدھی ہوتی اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔۔۔ شہدرنگ آنکھوں میں حیرتوں کے سمندر جنم لینے لگے تھے۔۔۔

اسنے ایک حیرت زدہ نگاہ زلیخہ کو دیکھا اور دوسری نگاہ آنکھوں کو خیرہ کرتے اس سرخ لباس کو۔۔۔ کیا واقعہ یہ سچ تھا۔۔۔

جلدی تیار ہو جاو۔۔۔ خان کو انتظار کرنے کی عادت نہیں۔۔۔

زلیخہ کے جانے کے بعد اسنے کپکپاتے ہاتھوں سے وہ لباس تھامتے کھولا۔۔۔ وہ ایک بہت خوبصورت اور جدید طرز کا لباس تھا۔۔۔

وہ اپنے شکستہ وجود کو اکٹھا کئے اٹھی اور واش روم کی جانب بڑھی۔۔۔ دل ایک دم خالی خالی سا ہو گیا تھا۔۔۔ منہ ہاتھ دھو کر اسنے لباس تبدیل کرتے اپنا عکس آئینے میں دیکھا۔۔۔ یاسیت زدہ کملا یا چہرہ اور چہرے پر چھایا حزن بھی اس لباس کے ہمراہ اسے مزید خوبصورت بنا رہا تھا۔۔۔

خان کی جانب سے بے آبرو ہونے کا مسئلہ حل ہوا تو اسے اب ماں اور بھائیوں کی فکر کھائے جانے لگی۔۔۔ جانے ان لوگوں کا اسکی گمشدگی میں کیا حال ہو رہا ہو گیا۔۔۔ بھاری دل کے ساتھ وہ ہم رنگ آنچل سر پر درست کرتی باہر نکلی۔۔۔ کچھ ہی دیر میں خان کے ہمراہ ڈرائیونگ روم میں چند گواہاں کی موجودگی میں اسکا نکاح خان سے قرار پایا۔۔۔ نکاح کے بعد وہ مفلوج ہوتی حسوں کے ساتھ وہیں بیٹھی تھی جیسے سب کچھ حالات کے ڈھارے پر چھوڑ چکی ہو۔۔۔ دفعتاً سب لوگوں کے وہاں سے نکلنے کے بعد چند لمحوں بعد امجد واپس وہیں ڈرائیونگ روم میں آیا۔۔۔

خان یہ تینوں نکاح نامے۔۔۔ اسنے تینوں نکاح نامے خان کی جانب بڑھائے۔۔۔
جسے اسنے چہرے پر نہایت پر اسرار مسکراہٹ سجائے پکڑا اور جیب سے لائٹ نکالتا
انہیں نظر آتش کرتا اس نکاح کا ہر ثبوت مٹانے لگا۔۔۔

ایمان تڑپ کر سیدھی ہوئی اور بھرائی حیرت زدہ نگاہوں سے ایک دفعہ خان کو اور
دوسری دفعہ نظر آتش ہوتے انکے نکاح کے ثبوت کو دیکھنے لگی۔۔۔

ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد جب تیسرا نکاح نامہ بھی نظر آتش
ہونے لگا تو وہ تیزی سے خان کی جانب بڑھی اور اسکا لائٹ تھاما ہاتھ بازو سے پکڑ
گئی۔۔۔

خان کے ساتھ ساتھ امجد نے بھی چونک کر اسے دیکھا۔۔۔ اتنی کیا جلدی ہے
خان۔۔۔ یہ آپ ہی کے پاس ہے نا۔۔۔ پلیز اسے کم از کم تب تک رہنے دیں جب
تک میں آپکے نکاح ہوں۔۔۔ جب چھوڑ دیں گے تب اسے بھی مٹا دینا۔۔۔ اسکی
التجائی خدشات سے لرزتی آواز پر ناجانے کیوں وہ مسلسل اسے یک ٹک دیکھتا رہا
یوں کے ایمان کی پلکیں حیا کے بھاڑ سے جھکتی چلی گئیں۔۔۔

ان کی بات پر کان ڈھرنے کی ضرورت نہیں خان۔۔۔ آپ۔۔۔

امجد نے کچھ کہنا چاہا جب وہ ایمان کی ہی جھکی نگاہوں کی جانب دیکھتا ہاتھ اٹھاتا اسے خاموش کروا گیا۔۔۔ یہ لو امجد سمجھا لو اسے۔۔ جب کہوں گاتب جلاؤ الناء۔۔۔۔۔ جانے کیوں وہ اس وقت اسکی بے بس التجا ٹال نہیں سکا تھا۔۔ تبھی نکاح نامہ اور لائٹس امجد کی جانب اچھالتا گویا ہوا۔۔۔

اور تم۔۔۔ امجد کے بعد اب وہ فرصت سے ایمان کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔ تمہاری خواہش پوری ہوئی۔۔۔ میں نے تمہاری خواہش کا احترام کیا۔۔۔ اب میری باری۔۔۔ تمہارا فرض ہے کہ اب تم میری خواہش کا احترام کرو۔۔۔ وہ اسے پر شوق نگاہوں سے دیکھتا بنا اسے مزید کچھ کہنے کا موقع دیئے اسکی کلائی تھام کر اسے کمرے کی جانب لیجانے لگا جبکہ وہ کچھ کہنے کی چاہ میں لب بھینختی اسکے ساتھ گھسیٹی چلی گی۔۔۔

شامیر اس وقت نک سک سے تیار ہو ٹل سویٹ کے اس شاندار سے کمرے میں صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا موبائل استعمال کر رہا تھا۔۔۔

پاس ہی آئینے کے سامنے کھڑی پروشہ بال ڈرائز کرنے کے بعد انہیں سٹریٹ کر رہی تھی۔۔۔ ڈرائسنگ ٹیبل کے سامنے جابجا کاسمیٹکس پر اڈکٹس بکھرے پڑے تھے۔۔۔

اس روز شامیر نے خود سے وعدہ کیا تھا کہ وہ پوری ایمانداری سے اس رشتے کو لے کر چلے گا۔۔۔ اور وہ پوری کوشش بھی کر رہا تھا۔۔۔ لیکن ہر بار کچھ ایسا ہو جاتا کہ شامیر کا دل پروشہ کی جانب سے کھٹا ہو کر رہ جاتا۔۔۔

اس نے موبائل سکروں کرتے ایک اچھٹی نگاہ پروشہ کی جانب ڈالی۔۔۔ جو اس وقت سیلو لیس گھٹنوں سے نیچے اور ٹخنوں کے کچھ اوپر تک آتے گاؤں میں ملبوس تھی۔۔۔

اسے بے ساختہ اپنے ہنی مون کا پہلا دن یاد آیا جس روز سویٹز لینڈ آنے کے بعد وہ پہلی دفعہ باہر گھومنے جا رہے تھے تب بھی وہ لانگ سکرٹ پر سیلو لیس ناف تک آتی چست شرٹ میں ملبوس تھی۔۔۔

پر وشہ تم پلیز اپنی ڈریسنگ تبدیل کر لو۔۔۔ میں تمہیں یوں اپنے ساتھ باہر لیجاتے
کمفرٹیبل نہیں۔۔۔ وہ اسکے قریب آتا نہایت نپے تلے الفاظ میں اپنا مدعا بیان کر
گیا۔۔۔

وہاٹ۔۔۔

وہ تیور اکر اسکی جانب پلٹی۔۔۔ اوہ کم آن شامیر کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔۔ تم اسقدر
بیک ورڈ ہو گے میں تصور تک نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ ایسی پابندیاں آج تک میرے
باپ نے مجھ پر نہیں لگائیں۔۔۔ وہ تمسخرانہ ہسی۔۔۔ شامیر لب بھینچتے اسے دیکھتا
رہا۔۔۔

اور پلیز تم بھی ایسی چیپ اور تھرڈ کلاس پابندیاں مجھے پر عائد کرنے سے پہلے سوچنا
ضرور۔۔۔ کیونکہ میں نہیں مانوں گی۔۔۔ وہ کھکھلا کر ہستی بلش آن لگانے لگی۔۔۔
شامیر گہری سانس بھر کر رہ گیا۔۔۔ وہ دن اور آج کا دن شامیر نے اسے اسکے حال
پر چھوڑ دیا تھا۔۔۔

اور کتنی دیر لگے گی پروشہ۔۔۔ وہ موبائل سے نگاہیں ہٹاتا اسکی جانب دیکھتا مستفسر
ہوا جو بال سٹریٹ کر کے انکی ٹیل پونی بناتی چہرے کے آگے سے چند لٹیں نکال کر
انہیں پن آپ کئے اب تیزی سے چہرے پر میک آپ کر رہی تھی۔۔۔
اوہ ہو بے بی کم سے کم بھی تیس سے پینتالیس منٹ۔۔۔ وہ شیشے کے سامنے جھکی
مہارت سے آئی میک آپ کر رہی تھی۔۔۔

دفعۃً شامیر کے موبائل کی بپ بجی۔۔۔ اسنے پروشہ سے نگاہیں ہٹاتے موبائل کی
جانب دیکھا اور اسکے چہرے پر بڑی خوبصورت سی مسکراہٹ ابھری۔۔۔
او کے بے بی۔۔۔ ٹیک یور ٹائم۔۔۔ میں تب تک ایک فون کال رسیو کر کے
آیا۔۔۔
وہ مسکرا کر کہتا کمرے سے نکل گیا جبکہ پروشہ شانے اچکا کر رہ گئی۔۔۔

او کے پھر آج ہمیں شاپنگ بھی کرنی ہے عدنان بھائی اور ذوہیب بھائی کے بچوں
کے لئے۔۔۔

کمرے سے نکلتے نکلتے اسے پیچھے سے پروشہ کی آواز سنائی دی تو وہ اسے تھمبز آپ
کر تا باہر نکل آیا۔۔۔

خان کی آنکھ آج پھر سے بہت خوبصورتی سے کئی جانے والی تلاوت پر کھلی۔۔۔ یہ آواز دل کے رستے روح میں اترتی محسوس ہوتی تھی۔۔۔ وہ جو ایمان کو محض ایک رات کے لئے لایا تھا آج تیسرے دن بھی شب و روز اسکی سنگت میں گزارنے کے بعد بھی دل اسکی قربت سے دستبرداری کے لئے آمادہ نہ تھا۔۔۔

مگر رات ہی اسے امجد کی جانب سے مودبانہ التجا موصول ہوئی تھی کے اس سے زیادہ وہ اس لڑکی کے ساتھ وقت گزارنا فوراً نہیں کر سکتا۔۔۔ اسکی یونی مس ہو رہی تھی اب اسکے اپنی دنیا میں لوٹ جانے کا وقت ہو جاتا تھا۔۔۔

وہ کسلمندی سے بیڈ کر اون سے ٹیک لگاتا نیم دراز سائیک ٹک سامنے صوفے پر بیٹھی مکمل یکسوئی سے قرآن پاک کی تلاوت کرتی ایمان کو دیکھنے لگا۔۔۔ وہ اس وقت گرے اور گولڈن کلر کی فراک میں ملبوس تھی حجاب کے ہالے میں نکھری نکھری سے مزید دلکش لگ رہی تھی۔۔۔ اسکا چاندنی بکھیرتا سراپا ہر بار ہی اسے کسی مقناطیسیت کی مانند اپنی جانب کھینچ لیتا تھا۔۔۔

یہ اسکی پہلی دن سے ہی روٹین تھی کہ وہ صبح فجر کی نماز ادا کرتی اونچی آواز میں تلاوت قرآن پاک کرتی تھی۔۔۔ اور تقریباً روز ہی اسکی آواز سن کر خان کی آنکھ کھل جاتی۔۔۔ وہ جو نیند میں زرا سا خلل پڑنے پر زمین و آسمان ایک کر دیتا تھا۔۔۔ اب اس تلاوت کی آواز سے آنکھ کھلنے پر بنا کچھ بولے چت لیٹا اسے سنتا رہتا تھا اور کئی دفعہ تو وہ اسے تلاوت مکمل کرنے پر دوبارہ تلاوت کرنے کی فرمائش بھی کر چکا تھا۔۔۔ اسکی آواز ہی اتنی پر تاثیر تھی۔۔۔

اب بھی وہ تلاوت مکمل کرتی دعا مانگ کر قرآن پاک کو جزدان میں لیٹتی اٹھ کھڑی ہوئی اسے بک شلف پر سب سے اوپر رکھ کر پلٹی ہی تھی جب خان کو اپنے پیچھے کھڑے دیکھ وہیں رکتی نگاہیں جھکا گئی۔۔۔ وہ قدم قدم اسکے قریب آیا اور یک ٹک اسکے کومل صبح چہرے کو دیکھتے اسنے ہاتھ بڑھا کر اسکا حجاب کھولتے بالوں کو کیچر کی گرفت سے آزاد کیا۔۔۔ یوں کے شہد رنگ بال پشت پر بکھرتے اسکے چہرے کا احاطہ کر گئے۔۔۔

تمہارے بال بہت خوبصورت ہیں سویٹ ہارٹ۔۔۔۔۔ خان نے اسکے بال مٹھی میں بھرتے انہیں سونگھا اور گہری سانس بھری۔۔۔

وہ ہنوز نظریں جھکائے کھڑی تھی۔۔۔ بلکہ تم پوری کی پوری ہی بہت خوبصورت ہو۔۔۔ اتنی کے تمہارا نشہ اترنے کی بجائے دن بادن چڑھتا ہی جا رہا ہے۔۔۔ وہ سرگوشانہ گویا ہوتا قہقہہ لگا کر ہسا۔۔۔

مگر کیا کیا جاسکتا ہے۔۔۔ دل آمادہ نہیں اس دوری پر لیکن مجبوری ہے۔۔۔ تمہارا میرا ساتھ یہیں تک تھا۔۔۔ اس لئے تم ناشتے کے بعد تیار ہو جانا۔۔۔ جہاں کہو گی امجد تمہیں چھوڑ دے گا۔۔۔ بٹ ٹرسٹ می۔۔۔ یہ دن میری زندگی کے سب سے خوبصورت دن تھے جو تمہاری سنگت میں گزرے۔۔۔

خان دلفریبی سے اس میں کھویا بول رہا تھا۔۔۔ جبکہ ایمان نے فق پڑتی رنگت کے ساتھ شہد رنگ خوفزدہ نگاہیں اٹھا کر خان کو دیکھا۔۔۔ اسکی آنکھیں اسکے بالوں کی ہم رنگ تھی۔۔۔ دودھیارنگت پر بھورے بال اور شہد رنگ آنکھیں متضاد خوف بھری آنکھیں وہ کوئی خوفزدہ ہرنی ہی لگ رہی تھی۔۔۔

ایک لمحے میں اسے مستقبل کے ناگ ڈسنے لگے تھے۔۔۔ ننھا سادل کپکپا کر رہ گیا۔۔۔

زوہان چائے۔۔۔۔

اللہ۔۔۔۔ یہ سب کیا ہے زونی۔۔۔ کنزل سبحان کے میٹھائی اور کیک لاتے ہی چائے باہر سرو کر کے اندر زوہان کو لینے آئی تھی جبکہ کمرے میں پہلا قدم رکھتے ہی وہ غش کھا کر رہ گئی۔۔۔ اس کے کئی ڈریسز بیڈ پر بکھرے پڑے تھے وارڈروب کے دونوں پٹ واٹھے۔۔۔ جبکہ زوہان دوہینگ کئے ڈریسز تھامے انہیں تنقیدی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

آج رات کے لئے دونوں ڈریسز میں سے کونسا پر فیکٹ رہے گا۔۔۔ وہ جانچتی نگاہوں سے ایک نگاہ ان ملبوسات کو جبکہ دوسری نگاہ اپنی نازک سے ماں کو دیکھتا مستفسر ہوا۔۔۔

آئی تھنک یہ ریڈ کلر والا۔۔۔ ریڈ کلر آپ پر سوٹ بھی بہت کرتا ہے۔۔۔ وہ ایک ڈریس واپس بستر پھر پھینکتا ریڈ لانگ فرائیڈ جس پر گولڈن ورک ہوا تھا لئے ماں تک آیا۔۔۔۔

جو صدمے کی سی کیفیت میں کبھی اپنے کمرے کو تو کبھی اپنے ہونہار سپوت کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

مام آپ جلدی سے چنچ کر کے آئیں۔۔۔

زونی۔۔۔ وہ روہانسی ہوا اٹھی۔۔۔ یہ سب سمیٹے گا کون۔۔۔

افلورس نورین مام۔۔۔ آپ جلدی سے ریڈی ہوں بس۔۔۔ اسنے شانوں سے پکڑ کر ماں کا رخ واش روم کی جانب کیا۔۔۔

بیٹا میں کسی شادی پر نہیں جا رہی جو میرے لئے یہ کپڑے نکال رہے ہو۔۔۔ اسکی اولاد اسے کبھی بکھاریو نہی عاجز کرتی تھی۔۔۔

کیا مطلب شادی مام۔۔۔ آپکو میری اتنی بڑی اچیومنٹ کی خوشی نہیں ہوئی۔۔۔ وہ حیرت سے ماں کو دیکھا چند قدم دور ہوا۔۔۔ بس موڈ بگھرنے کو تھا۔۔۔

وہ سر پھراتھا کنزل باخوبی جانتی تھی۔۔۔ لمحوں میں وہاں طوفان بھرپا کر دیتا۔۔۔ بہت خوشی ہے زونی۔۔۔ لاو چنچ کر کے آؤں۔۔۔ تبھی بات سمیٹنے کو اسکے ہاتھ سے لباس لیتی واش روم میں گھس گئی۔۔۔

اور پھر اسکے جگر گوشے نے محض وہیں اکتفا نہیں کیا تھا۔۔۔ بلکہ میچنگ جوتی۔۔۔

نہیں مام۔۔۔ میچنگ نہیں۔۔۔ یہاں کلر بریک کرتے ہیں۔۔۔ آپ اسکے ساتھ بلیک سینڈل پہنیں۔۔۔ اور سبز سٹون والا نیکلس اور ایئر رنگز۔۔۔ ایک ایک چیز وہ خود اسکے لئے منتخب کر رہا تھا۔۔۔ وہ تو کئی دفعہ خود دھنگ رہ جاتی۔۔۔ سٹائیلنگ کی اتنی سینس اسے نا تھی جتنی اسکے صاحبزادے کو تھی۔۔۔

نو نو نو۔۔۔ بال کھلے رہنے دیں۔۔۔ وہ اسے بال سمیٹا دیکھ سرعت سے بول اٹھا۔۔۔ وہ بیٹے کو بے بس نگاہوں سے دیکھتی چھوٹا سا میٹل کا کیچر بالوں کے وسط میں لگاتی اگلے چند بالوں کو سمیٹ گئی۔۔۔

اب میک آپ کریں مام۔۔۔ وہ ڈریسنگ ٹیبل سے ٹیک لگائے کھڑا سینے پر بازو باندھے ہنوز ماں کو تنقیدی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ کنزل نے گہرا سانس خارج کرتے فاؤنڈیشن اٹھائی۔۔۔ ہلکی سی فاؤنڈیشن لگانے کے بعد اس نے مسکارا لگایا اور لائٹ سے شیڈ کی لپ اسٹک۔۔۔ اسکی تیاری مکمل تھی۔۔۔ وہ اتنے میں ہی کھلتا ہوا گلاب لگنے لگی تھی۔۔۔

اب لگ رہی ہیں نامیری مام۔۔۔ چلیں آئیں ایک سیلفی لیں۔۔۔ وہ چہک کر کہتا
جیب سے موبائل نکالنے لگا۔۔۔ کنزل بھی بیٹے کی خوشی دیکھ مسکرا کر اٹھ کھڑی
ہوئی۔۔۔ وہ ماں بیٹا کم۔۔۔ دوست زیادہ تھے۔۔۔

چلیں جی۔۔۔ یہاں یہ سب ہو رہا ہے اور باہر چائے پڑی پڑی ٹھنڈی ہو گئی۔۔۔
دفعۃً سبحان کمرے میں آتا انہیں دیکھ کر تاسف سے بولا۔۔۔

چائے پھر سے بن جائے گی۔۔۔ آپ آؤ۔۔۔ مام کے ساتھ سیلفی لیں۔۔۔ زوہان
کے بلانے پر سبحان بھی مسکراتا ہوا اسکی جانب بڑھا۔۔۔ دونوں ماں کے دائیں
بائیں کھڑے تھے۔۔۔ کنزل کا کل اثاثہ۔۔۔

اور کیمرے کی آنکھ نے اس خوبصورت منظر کو ہمیشہ کے لئے خود میں مقید کر
لیا۔۔۔

آپ مجھے چھوڑ رہے ہیں خان۔۔۔ ایمان کی ذات زلزلوں کی زد پر تھی۔۔۔ خان
کے سامنے کھڑی اس گلابی گڑیا کی آنکھیں سرعت سے بھگنے لگی تھیں۔۔۔ ہونٹ
کپکپا اٹھے تھے۔۔۔ جبکہ سینے میں مقید دل لرز اٹھا تھا۔۔۔

اتنی جلدی بھر گیا تھا خان کا دل اس سے۔۔۔

یار۔۔۔ مطلب۔۔۔۔۔ سویٹ ہارٹ۔۔۔ یہ آنسو کیوں۔۔۔ کیا تمہیں واپس نہیں جانا۔۔۔ اسکی حالت دیکھ خان پریشان ہوا اٹھا۔۔۔ ایک تو وہ تھی اتنی کم عمر اور چھوٹی موٹی سی کے خان اس سے سختی یا سخت لہجے میں بات تک کرنا بھول جاتا۔۔۔ اسکی خوفزدہ ہر نی کی مانند آنکھیں خان کو سخت لب و لہجہ اختیار کرنے ہی نا دیتیں۔۔۔

یہ ہی ڈیل ہوئی تھی نا ہماری۔۔۔ کے میں جب تمہیں چھوڑنا چاہوں چھوڑ دوں۔۔۔ وہ بہت نرمی سے اسے اسی کی کہی گئی پرانی باتوں کا حوالہ دے رہا تھا۔۔۔ جبکہ ایمان بے بس بھرائی التجائیہ نگاہوں سے لب بھینچے محض اسے ہی دیکھے جارہی تھی۔۔۔

اچھا یاریوں تو مت دیکھو جیسے میں تم پر بہت ظلم ڈھارہا ہوں۔۔۔ یہاں آو۔۔۔ ادھر بیٹھو۔۔۔ خان نے اسے بازو سے تھامتے صوفے پر لا کر بیٹھایا۔۔۔ وہ بھی کسی بے جان گڑیا کی مانند آکر صوفے پر ڈھ سی گئی۔۔۔

دیکھو ہم بہت دوستانہ انداز میں الگ ہوں گے۔۔۔ تمہیں جو چاہیے وہ ملے گا۔۔۔
میں تمہیں دے ہی اتنا کچھ دوں گا کہ تمہیں اپنی زندگی کے ان تین دنوں کا قلق
جاتا رہے گا۔۔۔ اوکے بولو تمہیں کیا چاہیے۔۔۔ وہ اسکے مقابل بیٹھا بہت محبت
سے اس سے ایک مرتبہ پھر سے ڈیل کر رہا تھا۔۔۔ و
اور وہ بس نا سمجھی بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ کیا زندگی کوئی مذاق
تھی۔۔۔ یا حالات اسکے ساتھ مذاق کر رہے تھے۔۔۔
دیکھو ایمان۔۔۔ تم نے مجھے ان تین دنوں میں اتنا خوش رکھا ہے کہ میں تمہیں
یوں ادا اس اور روتے ہوئے تو خود سے دور جانے نہیں دے سکتا۔۔۔ اس لئے
بتاؤ۔۔۔ کیا چیز ہے جو تمہیں خوش کر سکتی ہے۔۔۔ تمہاری ہر خواہش مقدم جانی
جائے گی۔۔۔

حالات و واقعات نے ایمان کو اسکی عمر سے بہت بڑا بنا ڈالا تھا۔۔۔ اسکا دماغ اس
وقت بہت تیزی سے کام کر رہا تھا۔۔۔

وعدہ۔۔۔ وہ جیسے اس سے کوئی یقین دہانی چاہ رہی تھی۔۔۔

وعدہ۔۔۔ خان اپنے وعدوں کی پاسداری کرنا باخوبی جانتا ہے۔۔۔ خان نے اپنے

ہاتھ اسکے کوئل ہاتھ میں رکھتے گویا اسکی ڈھارس بندھائی۔۔۔

مجھے اسی شہر کے۔۔۔ جھکے سر سمیٹ بات کرتے وہ زرا ہچکچائی۔۔۔

ہاں۔۔۔ ہاں بولو۔۔۔

مجھے اسی شہر کے بہترین ایریا میں ایک فرنشڈ فلیٹ چاہیے۔۔۔ تھوک نگلتے وہ بات

مکمل کر گئی۔۔۔ ساتھ ہی خان کا قہقہہ پورے کمرے میں گھونج اٹھا۔۔۔

بس یا کچھ اور بھی۔۔۔۔

ایمان سے سراٹھا پانا محال ہوا۔۔۔ ساتھ میں۔۔۔۔ وہ بولتے بولتے اٹکی۔۔۔

اچھا ابھی کچھ اور بھی ہے۔۔۔ وہ محظوظ ہوتا تھوری تلے ہاتھ رکھتا اسے دلچسپ

نگاہوں سے دیکھنے لگا۔۔۔

جی۔۔۔

اوکے مانگوں جو چاہیے۔۔۔ خان نے فراخ دلی کا مظاہرہ کیا۔۔۔

ایمان کا دل زور زور سے ڈھرک رہا تھا۔۔۔ نا جانے وہ جو کر رہی تھی وہ درست بھی تھا یا نہیں۔۔۔ اسے تو اپنی عقل و فہم کے مطابق جو درست لگا وہ کر رہی تھی۔۔۔

ساتھ میں پچاس لاکھ روپے بینک میں سیونگ اکاؤنٹ میں ڈیپوزٹ کروانے ہیں جسکا پرافٹ ہر ماہ مجھے ملے۔۔۔

اوہہہہ۔۔۔ خان نے ستائشی ابھرنا چکا۔۔۔ خاصی دور تک کی سوچ ہے یا۔۔۔ ایم امپریسڈ۔۔۔ خان نے داد دینے والے انداز میں تالی بجائی۔۔۔

اب وہ اس سے امپریسڈ تھا یا اسے بھی باقی لڑکیوں کی طرح دولت کے پیچھے پاگل سمجھ کر مذاق اڑا رہا تھا وہ سمجھنا پائی۔۔۔ لیکن اس سے تو سرتک اٹھانا محال ہو رہا تھا۔۔۔ حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹک گیا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے میں امجد سے کہہ دیتا ہوں کچھ دیر تک تمہاری دونوں خواہشیں پوری ہو جائیں گی۔۔۔ پھر تم یہاں سے جا۔۔۔

میری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی خان۔۔۔

خان گہری سانس خارج کر کے سنجیدہ سے انداز میں کہتا اپنا کوٹ جھاڑ کر صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا جب ایمان کے بجلت کہنے پر وہ آگے بڑھتا بڑھتا رکا اور حیرت سے اسکی جانب پلٹا۔۔۔

ابھی بھی کچھ رہتا ہے۔۔۔

جی۔۔ اسنے سانس تک روکتے سرہاں میں ہلایا۔۔۔

آپ ہی نے کہا تھا کہ مجھے جو چاہیے مانگ سکتی ہوں۔۔۔ آپ دیں گے۔۔۔ اسنے سرعت سے اسے اسی کی کہی بات کا حوالہ دیتے قائل کرنا چاہا کہ مبادا وہ اپنی بات دے مکر ہی ناجائے۔۔۔ اور اگر وہ مکر بھی جانتا تو کیا ہی کر لیتی وہ۔۔۔

بولیں محترمہ مزید کیا چاہیے۔۔۔ وہ اکھڑے سے انداز میں صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔ جیسے اس لڑکی کے منہ پھاڑ کر یہ سب کچھ مانگنے پر وہ دل سے اتر گئی ہو۔۔۔ اور اب وہ سر سے بلا اتارنا چاہتا ہو۔۔۔۔۔

یہ بھی تو وہی عام سی لڑکی نکلی جو دولت کے پیچھے پاگل ہوتی ہیں۔۔۔۔۔

آپ دیں گے نا جو آپ سے مانگوں گی۔۔۔ وہ اسکے قریب کھسکتی لجاہت سے اسکا مضبوط مردانہ ہاتھ اپنے کپکپاتے ہاتھ میں تھامتے گویا ہوئی۔۔۔

جب کہہ دیا کہ خان اپنی زبان کی پاسداری کرنا جانتا ہے تو کہہ دیا۔۔۔ آگے
بولو۔۔۔ ابکی بار لہجے میں زرار عونت اور طیش تھا۔۔۔
ایمان کی ہمت ٹوٹنے لگی۔۔۔

اس لہجے میں تو بات نا کریں خان۔۔۔ ایسے میں میں اپنی بات کیسے مکمل کروں
گی۔۔۔ سرعت سے ایمان کا لہجہ بھیگا۔۔۔۔
او کے فائن۔۔۔ بولو مزید کیا چاہیے۔۔۔۔
وہ بالوں میں ہاتھ چلا کر خود کو کمپوز کرتا گویا ہوا۔۔۔
اور پھر جو ایمان نے کہا وہ سن کر لمحے کی تاخیر کئے بنا خان کا دماغ گھوم گیا۔۔۔
تم ہوش میں تو ہو۔۔۔۔

خوبصورت سی گول گلاس میز کے اوپر آلمنڈ کریم کیک پڑا تھا جسکے پیچھے جینز پرٹی
شرٹ پہنے اور اوپر جینز کے ہم رنگ کوٹ جسکی بازو کہنوں تک پیچھے ہٹائی گی تھیں
زیب تن کئے۔۔۔ کوٹ کے دونوں کنارے تھامے کھڑا زوہان مسکرا کر ماں کو

دیکھ رہا تھا جو موبائل کا کیمرہ آن کئے اسکی فرمائش پر اسکی تصویریں بنا رہی تھی۔۔۔

جبکہ سبحان بظاہر ارد گرد کے چھوٹے موٹے کام نبٹا رہا تھا لیکن اسکی منتظر نگاہیں موبائل کی سکریں اور کان باہر گیٹ کی جانب ہی لگے تھے۔۔۔

ون مورام۔۔۔ زوہان نے پوز بدلتے اگلی فرمائش کی جبکہ سبحان موبائل کی بپ بجتے ہی آہستگی سے لاؤنچ کا دروازہ وا کر تا باہر نکل گیا۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔ کچھ ہی دیر میں بھاری پر جوش مردانہ آواز میں کئے جانے والے سلام پر جہاں زوہان سب چھوڑ چھاڑ خوشدلی سے باپ کی جانب بڑھا وہیں کنزل گویا اپنی جگہ ساکت رہ گئی۔۔۔ یہ غیر متوقع تھا۔۔۔ تبھی اسکا منہ کھلا رہ گیا جبکہ ہاتھ میں تھا موبائل تک فضا میں معلق رہ گیا۔۔۔ وہ جھٹکے سے اس جانب پلٹی جہاں زوہان باپ سے مل رہا تھا۔۔۔

میرا شہزادہ۔۔۔

What a pleasant surprise dad...

How r you dear WiFiiii...

بیٹوں سے ملنے کے بعد وہ دونوں باہیں واکئے اسی پر جوش انداز میں حیرت زدہ سی کھڑی کنزل کی جانب بڑھا۔۔۔

شوہر کی اس گرم جوشی پر اسنے گھبرا کر بیٹوں کی جانب دیکھنا چاہا۔۔۔ زوہاں مسکراتے ہوئے کیک کی جانب متوجہ تھا جبکہ سبحان باہر گیراج میں باپ کی کار پارک کر رہا تھا۔۔۔

کنزل بعجلت اسکے حصار سے نکلتی کچن کی جانب بڑھی۔۔۔ جبکہ اسکا گریز محسوس کر وہ مسکرا کر زوہان کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔ بیٹوں کے سامنے اسکے بے باک انداز پر وہ یونہی نخل ہو جایا کرتی تھی۔۔۔

میرے شہزادے نے میرا سینہ فخر سے چوڑا کر دیا۔۔۔ اب بتاؤ میرے شہزادے کو ڈیڈ سے کیا گفٹ چاہیے۔۔۔

وہ آکر صوفے پر بیٹھا تو زوہان بھی دھپ سے باپ کے ساتھ آکر بیٹھ گیا۔۔۔

ڈیڈ ڈڈ۔۔۔ راز کی باتیں سب کے سامنے نہیں پوچھتے۔۔۔ وہ کچن سے شیک کا جگ اور گلاس لاتی ماں کو دیکھ کر باپ کے کان میں گھستا گویا ہوا البتہ آواز اتنی اونچی ضرور تھی کے کنزل با آسانی اس سے مستفید ہو سکتی۔۔۔

کنزل نے ٹرے میز پر رکھتے اسے گھورا تو وہ مسکراہٹ دابتا چہرا جھکا گیا۔۔۔
ڈیڈ کچ۔۔

دفعۃً سبحان نے لاونج میں داخل ہوتے گاڑی کی چابی باپ کی جانب اچھالی جسے اس نے
اچک کر کچ کیا۔۔۔

کنزل نے شیک جگ سے گلاس میں انڈیلنے گلاس شوہر کی جانب بڑھایا۔۔۔
اس نے پر شوق نگاہوں سے اسکا سجا سنورا سراپا نگاہوں میں بساتے گلاس تھاما۔۔
ویسے حان۔۔ زونی۔۔ کہیں خوبصورت لوگ آج راستہ بھٹک کر تو یہاں نہیں
آگے۔۔ اسکی وارفتہ نگاہیں کنزل پر ہی جمی تھیں جبکہ مخاطب دونوں بیٹے
تھے۔۔۔

نوڈیڈ۔۔ خوبصورت لوگ تو ہمیشہ سے یہیں کے باسی ہیں۔۔۔ بس آج آپکی
نظروں کا کمال ہے۔۔ سبحان بھی مسکراہٹ دابتا باپ کے ساتھ بیٹھا اور دوسرے
گلاس میں شیک انڈیلتا پینے لگا۔۔۔

ویسے آج کے خوبصورت لوگوں کی ایکسٹرا خوبصورتی کا کریڈٹ جاتا ہے داگریٹ
زوہان کو۔۔۔۔

زوہان نے کالراچکایا۔۔۔

کنزل صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے ٹانگ پر ٹانگ جمائے گھٹنے پر کہنی رکھے ہاتھ کی ہتھیلی پر اپنی تھوڑی رکھے باری باری ان تینوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ تینوں باپ بیٹے جب ملتے تھے تو گفتگو کا محور زیادہ تر وہی ہوتی۔۔۔ اور اسے بولنے کا موقع کم کم ہی ملتا۔۔۔ کی دفعہ تو وہ تینوں مل کر ایسی ایسی باتیں کرتے کہ وہ انہیں گھور کر منظر سے ہی غائب ہو جانا بہتر سمجھتی۔۔۔

مطلب آج آپکے آنے کا سر پرانز محض میرے لئے ہی تھا۔۔۔ اور اسی لئے یہ محترم میری اتنی تیاری کروا رہے تھے۔۔۔ کنزل نے ایک نظر شوہر اور دوسری نظر بیٹے کو دیکھا جسکی خوشی آج دیدنی تھی۔۔۔ سر پرانز تو ہم دونوں کے لئے تھا مام۔۔۔ لیکن آپ نے حان بھائی کی بات پکڑی ہی نہیں کے آج شام ہماری پوری فیملی ڈنر کے لئے باہر جا رہی ہے۔۔۔ اب انکورس فیملی تو ہماری ڈیڈ سے ہی مکمل ہوتی ہے نا۔۔۔

میرے خیال سے ڈیڈ ہمیں اب نکلنا چاہیے۔۔۔ پہلے اچھی سی شاپنگ کریں گے پھر ڈنر۔۔۔ اور اسکے بعد پھر آپ سے مجھے میری اچیومنٹ کا گفٹ بھی تو چاہیے نا۔۔۔

ماں سے بات کرتے کرتے یکدم وہ باپ سے مخاطب ہوا۔۔۔
مطلب کے شاپنگ گفٹ نہیں ہے۔۔۔ گفٹ اسکے علاوہ ہے۔۔۔ وہ حیرت زدہ سا
مستفسر ہوا

افلورس ڈیڈ۔۔ آپکو کیا لگتا ہے آپکو میں اتنے سستے میں چھوڑ دوں گا۔۔۔ زوہان
نے چہکتے ہوئے آنکھ اچکائی۔۔۔۔

کنزل انہیں باتیں کرتا چھوڑ اندر سے اپنا ہینڈ بیگ اور چادر لینے چلے گئی۔۔۔
اور گفٹ کیا ہے۔۔۔ باپ نے دلچسپی سے پوچھا۔۔۔

وہ یہ آپکو مام کے سامنے نہیں بتا سکتا۔۔۔ ورنہ اسے جوتے پڑنے کا خدشہ لاحق
ہے۔۔۔ سبحان نے اٹھتے ہوئے ٹکرا لگایا۔۔۔
مطلب میری سہی واٹ لگنے والی۔۔۔

آپکی سوچ سے زیادہ ڈیڈ۔۔۔ بس تیار رہیے۔۔۔
اوکے۔۔۔ گفٹ سے پہلے تمہیں ماں سے جوتے لگنے کا خدشہ ہے۔۔۔ اور بعد میں
جب وہ دیکھے گی تو۔۔۔

وہ تینوں بات کرتے کارپورچ تک آگئے تھے۔۔۔

تو آپ کس مرض کی دعاہیں ڈیڈ۔۔۔ آپ کہیں گے نا کے زوہاں کہاں لے رہا تھا۔۔۔ وہ تو میں نے اسے زبردستی لے کر دیا ہے اسکی اچیومنٹ کی خوشی میں۔۔۔
بائے داوے میرے شہزادے کی اچیومنٹ بھی تو چھوٹی نہیں۔۔۔
مائے گاڈ۔۔۔ لڑکے یہ اتنی چالاکیاں اور چالبازیاں کہاں سے سیکھ رہے ہو۔۔۔
ماں تو تمہاری بہت سادہ ور معصوم ہے۔۔۔۔
وہ تاسف سے کہتا ڈرائیونگ ڈور کھول کر اندر بیٹھا۔۔۔
ماں تو بہت معصوم ہے پردر اصل میں باپ پر چلا گیا۔۔۔ جہاں اسکی بات پر باپ نے اسے تاسف سے گھورا وہیں سبحان کا قہقہہ پھوٹ پڑا۔۔۔
ہاں تمہارے باپ کے ہی پرچوں میں نام ہیں نا۔۔۔
کنزل کو لاؤنچ کادر وازہ بند کر تادیکھ اسنے گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔
اس بات کا جواب اگر میں نے آپکو دیا تو آپکی مسز کو برا لگ جانا ہے۔۔۔ اسنے شان بے نیازی سے شانے اچکائے۔۔۔۔
بابا آپ باتوں میں اس سے نہیں جیت سکتے۔۔۔ اسے خاموش بھی بس آپکی مسز ہی کروا سکتی ہے۔۔۔

دفعۃً کنزل کے آکر بیٹھنے پر سبحان کی بات سچ ثابت ہوئی۔۔۔

تمہیں پتہ ہے کنزل ابھی زوہان مجھے کیا کہہ رہا تھا۔۔۔

کنزل کے بیٹھتے ہی گاڑی گیٹ سے باہر نکالتے زوہان کو خاموش دیکھ اسے زرا

شرارت سو جھی۔۔۔

کیا۔۔۔ کنزل چونکی۔۔۔

کچھ نہیں مام۔۔۔ آپکے ہر بینڈ آج آپکی بہت تعریف کر رہے تھے۔۔۔ کہہ رہے

تھے میری وائف آج بہت حسین لگ رہی ہے اور تم دونوں ہو کے ہمیں پرائیویسی

تک نہیں دے رہے۔۔۔ تو میں نے کہہ دیا کہ ہم دونوں بھائی اپنی شاپنگ خود کر

لیں گے۔۔۔ آپکی پرائیویسی میں دخل اندازی نہیں کریں گے۔۔۔ آپ جانیں

اور آپکی وائف۔۔۔ آپ بس اپنا کریڈٹ کارڈ ہمیں دے دینا۔۔۔

جہاں زوہان کے چالاکی پر باپ نے اسے گھورا وہیں سبحان قہقہہ لگاتا ہنس دیا۔۔۔

جبکہ کنزل اسے گھورنے کے بعد شوہر کو پر تاسف ملتجی نگاہوں سے دیکھ کر رہ

گئی۔۔۔

خیر اس میں تو کوئی شک نہیں۔۔۔ مام تو تمہاری آج واقعی۔۔۔

انف۔۔۔ اگر آپ سب نے مل کر مجھے تنگ کرنے کا سوچا بھی تو میں یہیں سے
واپس چلی جاؤں گی۔۔۔ کنزل کے تنبیہی انداز میں وارننگ دینے پر وہ تینوں سیز
فائر کر گئے۔۔۔

تم ہوش میں تو ہو ایمان۔۔۔ جانتی ہو کہ کیا کہہ رہی ہو۔۔۔ ایمان کی بات سن کر
خان بدک اٹھا۔۔۔

خان پلیز ایک دفعہ ٹھنڈے دماغ سے میری بات تو سن لیں۔۔۔ اسکا لہجہ عاجزانہ
تھا۔۔۔

انف از انف ایمان۔۔۔ تمہیں جتنا فیور دینے کی کوشش کر رہا ہوں تم اتنا ہی پھیل
رہی۔۔۔۔ گھر اور پیسے مل تو رہے ہیں پھر تمہیں کیا تکلیف ہے۔۔۔ اشتعال سے
خان کی آواز بلند ہونے لگی تھی۔۔۔

تم تو اچھی مصیبت گلے پڑی ہو۔۔۔ میری غلطی ہے جو تمہاری فضول بات مان کر تم
سے نکاح کر بیٹھا۔۔۔ تبھی تم شہہ پا کر اتنا اچھل رہی ہو۔۔۔۔۔ ٹھیک کہہ رہا تھا

امجد۔۔۔ تم تو ٹریپ ہو ٹریپ۔۔۔ مجھے ٹریپ کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔۔۔
بلکہ لمبا ہاتھ مار رہی ہو۔۔۔

اشتعال سے اسکی رگیں تک پھولنے لگی تھیں۔۔۔ وہ زخمی شیر کی مانند ڈھار رہا تھا
جبکہ ایمان بے بسی بھری بہتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

خان آپ مجھے اپارٹمنٹ دے رہے ہیں۔۔۔ پیسے دے رہے ہیں۔۔۔ تو پھر اپنا نام
دینے میں کیا قباحت ہے۔۔۔ ہمت کر کے وہ اسکے غصے کو نظر انداز کرتی پھر سے
بول اٹھی۔۔۔

چیپ۔۔۔ ایک دم چپ۔۔۔ آواز ناکلے تمہاری۔ ورنہ حلق سے زبان کھینچ
لوں گا۔۔۔

وہ اشتعال سے سرخ پڑتی نگاہیں لئے اسکی جانب بڑھا۔۔۔ کے وہ خوف سے بے
ساختہ قدم پیچھے لے گئی۔۔۔

خان کی آواز اتنی بلند ضرور تھی کے باہر کھڑے امجد اور زلیخہ ان دونوں کی باتوں
سے مستفید ہو رہے تھے۔۔۔ لیکن مالک کی بات میں بولنے کی ہمت ان میں نا
تھی۔۔۔

نکاح نامہ آپکے پاس ہے خان۔۔۔ مت کسی کو بھی بتائیے گا۔۔۔ جب چاہے جہاں
چاہے دوسری تیسری شادی کر لیجئے گا۔۔۔ کبھی کوئی شکوہ نہیں کروں گی۔۔۔ وہ
گھگھائی۔۔۔

اوقات ہے تمہاری شکوہ کرنے والی۔۔۔ وہ چٹخا۔۔۔ نہیں۔۔۔ اہمیت کیا ہے
تمہارے شکووں کی میری نظر میں۔۔۔ دو ٹکے کی لڑکی۔۔۔ اب میرے گلے پڑے
گی۔۔۔ سارالحاظ مروت گیا بہار میں۔۔۔ اس لڑکی نے لمحوں میں اسکا دماغ گھمایا
تھا۔۔۔ تبھی وہ اسے اسکی اوقات یاد دلانے کو سخت سے سخت الفاظ اپنا رہا تھا۔۔۔
شید اسکی ہمت توڑ رہا تھا شاید اسکا اصل روپ یہ ہی تھا۔۔۔
آنسو موتیوں کی لڑیوں کی مانند اسکی شہد رنگ آنکھوں سے پھسل پھسل جا رہے
تھے۔۔۔

کبھی آپ پر حق نہیں جتاؤں گی خان۔۔۔ کبھی آپکو پیچھے سے نہیں پکاروں گی۔۔۔
جس حال میں رکھیں گے رہوں گی۔۔۔ کہیں کسی جگہ خود کو آپکی حیثیت سے
متعارف نہیں کرواں گی خان لیکن پلیز اپنا نام میرے نام سے الگ مت کریں۔۔۔
وہ ہچکیوں سمیٹ بولی۔۔۔

ڈٹیمم۔۔۔ بکواس بند کرو اپنی۔۔۔ اسنے ایک زوردار ٹانگ سینٹرل ٹیبل پر رسید کی
کے وہ دیوار سے ٹکراتا کر چیوں میں بٹا۔۔۔

آہ۔۔۔ کانچ ٹوٹنے کے ساتھ ساتھ کمرے میں ایمان کی بھی خوفزدہ چیخ
گھونجی۔۔۔

امجد۔۔۔ امجد۔۔۔ وہ تمللاتا ہوا کمرے سے نکلا۔۔۔

ایمان کی جان ہوا ہوئی۔۔۔ ایک بہت بڑی انہونی اسکے سر پر منڈلا رہی تھی۔۔۔
جی سر۔۔۔ امجد بوتل کے جن کی طرح اسکے سامنے حاضر ہوا۔۔۔

طلاق کے کاغذات تیار کرواؤ۔۔۔ فوری۔۔۔ وہ غصے سے کھولتا اونچ میں آیا۔۔۔
کملائی سی ایمان بھی ننگے پاؤں اسکے پیچھے بھاگی۔۔۔ آنچل شانے پر پڑاز میں پر سجدہ
ریز ہو رہا تھا جبکہ شہد رنگ بال خان کی ہی جسارت پر ہنوز کمر پر بکھرے پڑے
تھے۔۔۔ نم آنکھیں اور تر چہرا۔۔۔ آنکھوں میں خوف و ہراس جبکہ جسم جھٹکوں
کی زد پر تھا۔۔۔

میری بات سنیں خان۔۔۔ پلیز۔۔۔

شٹ آپ۔۔ دور رہو مجھ سے۔۔ اسنے لجاہت سے جاتے خان کی بازو تھامنی چاہی
جب اسنے ڈھارتے ہوئے بے طرح اسکا ہاتھ جھٹکا۔۔

خان پیپر ز تو میں نے اسی روز تیار کروائے تھے جس روز آپ نے نکاح کیا تھا۔۔
محض آپکے سائن باقی ہیں اور یہ نام نہاد رشتہ ختم ہو جائے گا۔۔

امجد نے پھرتی سے سٹڈی روم سے کاغذات لاتے خان کے آگے رکھے۔۔
ایمان کی رہتی سہتی جان بھی نکلنے لگی۔۔
سر چکر کر رہ گیا۔۔

آپ انسان نہیں ہیں کیا۔۔ کیسے کر سکتے ہیں ایسے۔۔ آپکے گھر میں بہن بیٹی
نہیں کیا۔۔ اسقدر بے حس انسان۔۔ کہیں زور ناچلتا دیکھ وہ بھوکے شیرنی کی مانند
امجد پر جھپٹ پڑی۔۔ اسکے سینے پر دو ہڑ مارتے اسے پیچھے دھکیلا کہ وہ اس
اچانک افتاد پر بوکھلا اٹھا۔۔

جو بھی تھا یہ لڑکی ابھی اسکے مالک کے نکاح میں تھی۔۔ اس لئے وہ اس سے
بد تمیزی نہیں کر سکتا تھا۔۔ تبھی صبر کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہے ایمان۔۔۔ خان نے اسکی بازو زور سے جھنجھوڑتے اسکا رخ اپنی جانب کیا۔۔۔

وہ ٹوٹے ہوئے شہر کی مانند اسکے کے چوڑے سینے سے آٹکرائی۔۔۔
میں وہی لڑکی ہوں نا خان جسے پانے کے لئے آپ زمین آسمان ایک کرنے کے در پر تھے۔۔۔

اور اب میں تمہیں پاچکا ہوں اس لئے تم اپنی قدر و قیمت کھو چکی ہو۔۔۔ اسکی آنکھوں میں آنکھیں گارتا وہ بے حسی و تلخی سے بولا۔۔۔ جبکہ وہ مسلسل بہتی آنکھوں سمیت سرنفی میں ہلا رہی تھی۔۔۔
آپکو مجھ جیسی کمزور مڈل کلاس غریب لڑکی سے بھلا کیسا خطرہ خان۔۔۔ وہ تو کسی بھی طرح بس اسے منانا چاہتی تھی۔۔۔

خان انکی کسی بھی بات پر کان ڈھرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ ایک ٹریپ پہلے تھا جس میں آپ پھنس چکے۔۔۔ اب مزید نہیں۔۔۔ پلیزان پیپرز پر سائن کریں۔۔۔ اور ختم کریں اس کہانی کو یہیں۔۔۔ امجد کی پاٹ دار آوز پر خان نے جھٹکے سے اسے خود سے الگ کیا اور ٹیبل پر رکھے کاغذات کی جانب بڑھا۔۔۔

ایمان تڑپ تڑپ گئی۔۔۔

اسنے تیزی سے ادھر ادھر دیکھتے دماغ لڑانا چاہا۔۔۔

ایسے نہیں خان۔۔۔ یہ کہانی ختم ہی کرنی ہے تو ایسے یہ کہانی ختم نہیں ہو گئی۔۔۔

بہتی آنکھوں میں کچھ کر گزرنے کی سرخی اتری۔۔۔ جسے کمال مہارت سے نظر

انداز کرتے وہ پین تھام چکا تھا۔۔۔

اس کہانی کا اختتام میری پسند کا ہو گا خان۔۔۔

کیوں میں لوگوں کے ہاتھوں سنگسار ہوں جب میری کوئی غلطی ہی نہیں۔۔۔ جب

میں نے کچھ غلط کیا ہی نہیں تو۔۔۔ قدم قدم پیچھے ہٹاتی وہ خطرناک عزائم لئے بول

رہی تھی۔۔۔ خان اسے بھرپور نظر انداز کئے پین کا دھکن کھولتا پہلے کاغذ پر

جھکا۔۔۔

اس کہانی کا اختتام میری پسند کا ہو گا۔۔۔ اسکی آواز میں کچھ تو غیر معمولی پن

تھا۔۔۔

ساتھ ہی وہ پلٹی اور تیزی سے دھپ دھپ کرتی گولائی میں بنی جدید سیڑھیاں

چڑھتی اوپر کو بھاگی۔۔۔

خان نے حیرت سے اس جانب دیکھا۔۔۔ بے ساختہ اس کے ہاتھوں سے پین پھسلا
۔۔۔ کسی انہونی کے خوف نے تیزی سے سینے میں سر ابھرا۔۔۔
وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ اور اگلے ہی لمحے وہ اور امجد آگے پیچھے اس بے
وقوف کم عقل اور کم فہم لڑکی کے پیچھے پوری قوت سے لپکے۔۔۔
کھلی چھت کے دھانے پر پہنچ کر انہوں نے سانس لیا۔۔۔ لیکن اگلے ہی لمحے سانس
پھر سے سینے میں اٹکا جب انہوں نے ایمان کو کسی بے جان گڑیا کی مانند ریلنگ پر
چڑھتے پایا۔۔۔

وہ شاید اب ہر طرح کے انجام سے بے پرواہ ہو چکی تھی۔۔۔ واپس پلٹنا جب موت
تھا تو پھر یہیں کیوں نہیں۔۔۔
ایمان۔۔۔ وہ چیخا۔۔۔ مگر شاید اب مقابل بہری ہو چکی تھی۔۔۔
وہ تیزی سے اس جانب لپکا جب اتنی ہی تیزی سے وہ ریلنگ سے کود گئی۔۔۔
ایمان ننسن۔۔۔ اسنے پوری قوت سے بھاگتے دونوں ہاتھوں کا بھرپور استعمال
کرتے ایمان کو دوبوچنا چاہا مگر براہ وقت ہاتھ سے پھسلا۔۔۔ اور محض ایمان کا ہاتھ
ہی اسکے ہاتھ میں آسکا۔۔۔

آہہ۔۔۔ اسقدر اونچائی سے نیچے دیکھنا اور اپنے جسم کو فضا میں معلق دیکھ ایمان کی دلخراش چنچیں فضا میں گھونج اٹھیں۔۔۔

خان کا جسم پسینے سے نہا گیا۔۔۔ وہ پوری قوت صرف کئے اسکا ہاتھ تھامے اسے اوپر کھینچنے کی کوششوں میں ہلکان تھا۔۔۔

وہ آج تک کبھی اتنا خوفزدہ نہیں ہوا تھا جتنا خوفزدہ یہ لڑکی اسے لمحوں میں کر گئی تھی۔۔۔

بروقت امجد کی موجودگی اور اسکی حکمت عملی سے وہ ایمان کو اوپر لاپانے میں کامیاب ہوا۔۔۔ لیکن اس کوشش میں وہ خود ہلقان ہو چکا تھا۔۔۔ اور وہ وجود جسکے لئے اتنے جتن کئے گئے تھے۔۔۔ وہ ناجانے کس وقت ہوش و حواس سے بیگانہ ہوئی۔۔۔

اسے چھت پر لا کر فرش پر ڈھیر کرتے وہ خود بھی بے دم ہوتا ریلنگ کے ساتھ ہی ٹیک لگاتا بیٹھتا گہرے گہرے سانس بھرنے لگا۔۔۔

اس دھکم پیل میں ایمان کا آنچل ناجانے کہاں گرا تھا تبھی وہ امجد کو ہاتھ کا اشارہ کرتا وہاں سے روانا کر چکا تھا۔۔۔ اور اب خود تھکا تھکا سا فرصت سے اس گلابی گریا

کے ستے ہوئے چہرے کو دیکھ رہا تھا جہاں آنسو سے چہرہ اتر ہونے کیساتھ ساتھ وہاں
خوف اور ہراس کے بھی گہرے سائے تھے۔۔۔

وہ یک ٹک اسے دیکھے گیا۔۔۔

اس لڑکی نے اسے اتنا ٹف ٹائم دیا تھا کہ وہ خود سے ہی ڈر گیا تھا۔۔۔

سب کچھ غیر متوقع محض ایمان کی زندگی میں ہی نہیں ہوا تھا۔۔۔ بلکہ بہت کچھ غیر
متوقع خان کی زندگی میں بھی رونما ہوا تھا۔۔۔

تمہیں اپنا نہیں سکتا سویٹ ہارٹ۔۔۔ یوں تو تم میری زندگی بھی مشکل بنا دو
گئی۔۔۔ میں آزاد پنچھی ہوں۔۔۔ پاؤں میں کوئی بیڑی نہیں پہن سکتا۔۔۔

وہ جیسے اس چھوٹی سی لڑکی کے آگے بے بس ہونے لگا تھا۔۔۔
اور تمہیں چھوڑ بھی نہیں سکتا کہ میں تمہیں مزید کوئی حماقت کرنے کی اجازت
نہیں دے سکتا۔۔۔

کچھ سانس بحال ہونے پر وہ اسے اٹھاتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔ کے اس
نازک جان کا بروقت ٹریٹمنٹ ضروری تھا۔۔۔

ڈیڈ پہلے لیڈیز شاپ پر چلتے ہیں۔۔۔ پلازے میں داخل ہوتے ہی زوہان نے لیڈیز شاپ کا رخ کیا۔۔۔

سب نے خاموشی سے اسکی تقلید کی کہ وہ دونوں ہی جانتے تھے کہ انکے بیٹے شاپنگ کرتے وقت سب سے پہلے ماں کے لئے ہی خریداری کرتے ہیں۔۔۔

مام یہ بلیک ڈریس آپ پر سوٹ کرے گا۔۔۔ لیڈیز بوتیک شاپ میں داخل ہوتے ہی دور سے ہی وہ ڈسپلے پر لگے ایک یونیق سے سٹائلش بلیک ڈریس کو دیکھتا ہے ساختہ اسکی جانب بڑھا۔۔۔

شاباش شہزادے۔۔۔ ویری نائس چوائس۔۔۔ ڈیڈ نے اسکا شاننا تھپتھپایا۔۔۔

مام یہ شال آپ کے لئے پرفیکٹ رہے گی۔۔۔ سبحان سرخ اور سیاہ دھاگوں سے مزین چادر لئے اسکی جانب بڑھا جس پر چھوٹے چھوٹے شیشے جڑے تھے۔۔۔

۔۔۔ بہت پیاری ہے۔۔۔ کنزل نے بے ساختہ اس پر ہاتھ پھیرا

اوکے ڈیڈ باقی کی شاپنگ آپ مام کی مکمل کروائیں تب تک ہم اپنی شاپنگ کر لیں۔۔۔ آپ اپنا کارڈ دے دیں۔۔۔ ماں کے لئے ڈریس منتخب کر کے وہ جھٹ اپنے مطلب پر آیا۔۔۔

ڈیڈ نے بھی بلا تردد اپنا کارڈ اسکے حوالے کر دیا۔۔۔ میرا تو بس نام ہی ہے ورنہ
شاپنگ تو تمہاری ہی ہونی ہے۔۔۔ سبحان نے جاتے جاتے ٹکرا لگایا۔۔۔ تو بھائی
آپ بھی خرید لو جو خریدنا ہے۔۔۔ کارڈ تھوڑی نا محض میرے باپ کا ہے۔۔
آپکے بھی باپ کا ہے۔۔۔ تو لوٹ لو۔۔۔ وہ حسب سابق شانے اچکا تا بے فکری
سے بولا۔۔۔ جبکہ ڈیڈ اسکے بات سے مسفید ہوتے مسکرا دیئے۔۔۔
اسکے بعد وہ خود تو کنزل کی شاپنگ کر کے بہت جلد فری ہو گیا۔۔۔ پیمٹ بھی کیش
سے کر دی۔۔۔ جبکہ انکے دونوں صاحبزادوں کا ابھی تک کوئی اتہ پتہ نہ تھا۔۔۔
آپ انہیں فون کریں کے شاپنگ بس کریں اور جلدی باہر آئیں۔۔۔
کنزل شاپنگ بیگ لئے شوہر کے ساتھ باہر نکلتی وقت دیکھ کر گویا ہوئی۔۔۔
جانے دو یار۔۔۔ بچے ہیں۔۔۔ کرنے دوانجوائے۔۔۔
آپ نے کارڈ تک انہیں دے کر فری ہینڈ دے دیا ہے۔۔۔ زوہاں تو کباڑا کر دے
گا۔۔۔ بس بہت ہے۔۔۔ وہ جھنجھلائی۔۔۔ جبکہ وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔۔۔ اتنی ٹینش
مت لو یار۔۔۔ اسنے بے ساختہ کنزل کی گال کھینچی۔۔۔ جبکہ وہ پبلک پلس پر اسکی
اس بے باکی کے مظاہرے پر اسے گھور کر رہ گئی۔۔۔

کرنے دو عیش انہیں۔۔۔ اپنے ذاتی باپ کے پیسوں پر کر رہے ہیں۔۔۔
بگار رہے ہیں آپ میری اولاد کو۔۔۔ مجال ہے جو آپ کے سامنے میری کوئی بات سن
جائیں۔۔۔ وہ خفا ہوئی۔۔۔

کوئی بات نہیں۔۔۔ چلو آؤ تب تک باہر چل کر آؤ کریم کھائیں۔۔۔
وہ آؤ کریم کھا کر فری ہی ہوئے تھے جب وہ دونوں شاپنگ مال سے شاپنگ بیگز
کیساتھ لدے پھندے باہر آئے۔۔۔
اب تو میرے شہزادے خوش ہیں نا۔۔۔ ڈیڈ نے انکے ہاتھوں سے شاپنگ بیگز لے
کر گاڑی میں رکھتے انکے دکتے چہرے دیکھ استفسار کیا۔۔۔
بہت ڈیڈ۔۔۔ زوہان کی خوشی دیدنی تھی۔۔۔
ڈنر کافی خوشگوار ماحول میں کیا گیا۔۔۔ آپسی نوک جھونک ہنوز جاری تھی۔۔۔
کبھی کنزل بیٹوں اور شوہر کی باتوں کی زد میں آ جاتی تو کبھی وہ انکی ٹانگ کھینچ
ڈالتی۔۔۔

گھر واپسی تک یہ ہی سلسلہ چلتا رہا۔۔۔

گھر آتے ہی کنزل نے چنچ کرتے کچن کا رخ کیا کے جانتی تھی کے اسکا شوہر رات میں کافی لازمی پیتا ہے۔۔۔

کافی کا مگ لئے وہ باہر آئی تو تینوں لاونج میں سر جوڑے بیٹھے لیپ ٹاپ پر باپ کو کچھ دکھا رہے تھے۔۔۔ اسے دیکھتے ہی وہاں خانوشی چھا گئی۔۔۔ یقیناً کوئی سیکرٹ میٹنگ چل رہی تھی۔۔۔ غالباً باپ سے پھر سے کوئی فرمائشی پروگرام جاری تھی۔۔۔۔۔ یہ عقدہ بھی جلد ہی کھل گیا۔۔۔

وہ شوہر کو کافی دے کر کمرے میں آ گئی کے جانتی تھی باپ بیٹوں کی میٹنگ دیر تک چلنے والی تھی۔۔۔

اگلے دن چھٹی تھی لیکن دوپہر کے وقت موصول ہونے والے پارسل اور میں موجود دس لاکھ کے آئی فون کو دیکھ اسے ساری کہانی سمجھ آ گئی۔۔۔

اب صورتحال یہ تھی کے وہ موبائل کا ڈبہ تھامے صوفے پر بیٹھی بیٹے کو خفگی سے دیکھ رہی تھی جبکہ صاحبزادہ سامنے کھڑا آئیں بائیں شائیں کرتا راہ فرار ڈھونڈنے کو باپ کو ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔ جو غالباً کسی کام کی غرض سے گھر سے نکلا ہوا تھا۔۔۔

ڈائمننگ ٹیبل پر بیٹھا سبحان چائے پیتا اسکی حالت سے خطا اٹھا رہا تھا۔۔۔

کیا ہے یہ سب زوہان۔۔۔

مام مجھے کیا معلوم ہو۔۔۔ غالباً بابا نے میرے لئے یہ گفٹ منگوایا ہے۔۔۔ وہ

سرعت سے اپنی بات سے پھرا۔۔۔

تو مطلب اب تم ماں سے بھی جھوٹ بولنا شروع کر دو گئے۔۔۔ اسکی آواز میں

تاسف اتر آیا۔۔۔

ماں کی بات پر وہ شرمندگی سے سر جھکا گیا۔۔۔ جو بھی تھا وہ ماں کے سامنے جھوٹ

نہیں بول سکتا تھا۔۔۔

یہ تم نے اپنے ڈیڈ سے ضد کر کے منگوایا ہے۔۔۔۔

ہرگز نہیں۔۔۔ یہ میں نے اپنے شیر کو اسکی اتنی بڑی اچیومنٹ پر اسے گفٹ کیا

ہے۔۔۔ دفعتاً ڈیڈ اندر داخل ہوتے اسکی جانب بڑھے اور اسکے شانے پر بازو

پھیلاتے اسے ساتھ لگایا۔۔۔

زوہاں کو باپ کے آجانے سے بہت ڈھارس ملی۔۔۔

جاو بیٹا آپ انجوائے کرو۔۔۔ آپکی مام کو میں دیکھ لیتا ہوں۔۔۔ باپ کے کہنے پر اسنے سرعت سے ماں کو دیکھا جو خفگی سے اسے دیکھتی موبائل سینٹرل میز پر رکھتی اٹھ کر کمرے میں چلی گئی۔۔۔

ڈیڈ۔۔۔ مام ناراض ہو گئی۔۔۔ زوہان یکدم ہی بے چین ہوا اٹھا۔۔۔ نہیں زونی۔۔۔ آپکی مام آپ دونوں سے کبھی ناراض نہیں ہو سکتی۔۔۔ بس تھوڑا خفا ہے جلد مان جائے گی۔۔۔ ڈونٹ وری۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔ وہ بیٹے کی گال تھپتھپاتا گھر اسانس خارج کر کے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔ کے کنزل کو اس معاملے میں سمجھانا اتنا بھی آسان نا تھا۔۔۔

شوہر کی ہر بات پر لبیک کہنے والی۔۔۔ اولاد کی بات آنے پر اسکے سامنے تن کر کھڑی ہو جاتی۔۔۔ بقول اسکے وہ اتنی سی عمر میں بچوں کو اتنی آسائشات و تعیشات دے کر اسکے بیٹوں کو بگاڑ رہا ہے۔۔۔۔

شاید وہ بھی کسی حد تک ٹھیک تھی۔۔۔ لیکن وہ بھی کیا کرتا۔۔۔ اسکے پاس اولاد کو دینے کے لئے وقت سے زیادہ پیسہ تھا۔۔۔ اور وہ شاید اسی سے اپنے وقت کی کمی کے توازن کو برابر کرنا چاہتا تھا۔۔۔

جو بھی تھا۔۔۔ دونوں کے نظریات میں فرق تھا۔۔۔ اور کم از کم کنزل اس معاملے میں اپنے نظریات سے ہٹنے کو تیار نہ تھی۔۔۔ اسکی ویلیوز ہی اسکے لئے سب کچھ تھی۔۔۔ اور وہ اپنی زندگی کے کل اثاثے کو ان ویلیوز سے ہٹا کر ایلٹ کلاس کے بگڑے رئیس زادوں کی طرح عیاش بنا کر انہیں تباہ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ یہ ہی وجہ تھی کہ وہ اس معاملے میں بہت سخت اور کٹر بن کر سامنے آتی کہ زوہان تو کیا اسکے ڈیڈ کو بھی وہاں ہارمانی پر جاتی۔۔۔ اور سبحان وہ تو تھا ہی اسکی فرما بردار اولاد۔۔۔ بس زوہان میں خود سری کا عنصر نمایاں تھا۔۔۔ وہ خود سر ضرور تھا لیکن نافرمان نہیں۔۔۔

گاڑی جانے پہچانے راستوں پر فراٹے بھرتی جا رہی تھی۔۔۔ جبکہ ہر گزرتے پل کے ساتھ ایمان کا حلق خشک ہو رہا تھا۔۔۔ امجد پوری یکسوئی سے گاڑی چلا رہا تھا جبکہ خان براون پینٹ پر سفید کاٹن کی ہاوسلیو جسم سے چپکی شرٹ زیب تن کئے جسکے اوپری دو بٹن کھلے تھے سنجیدہ سا اسکے ساتھ بیک سیٹ پر بیٹھا تھا۔ اور وہ خود اس وقت دور سے دیکھنے پر بھی ایک نوبیا ہٹا لگ رہی تھی۔۔۔

کچھ دیر پہلے کے تمام مناظر پوری جزئیات سے اسکے سامنے چلنے لگے۔۔۔
اسے ہوش آیا تو اسنے خود کو اپنے کمرے میں نرم مخملی بستر پر دراز پایا۔۔۔ اسنے اٹھ
کر بیٹھنا چاہا تو یکدم ہی سر پر کافی بوجھ محسوس ہوا۔۔۔ دماغ پر زور ڈالنے سے کچھ
دیر پہلے کے سبھی حالات و واقعات آنکھوں کے سامنے کسی فلم کی مانند چلنے
لگے۔۔۔۔

تب وہ جسم سے اٹھتی ٹیسوں کی پرواہ کئے بنا ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔۔
اٹھتے ہی اسکی پہلی نگاہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑے نک سک سے تیار خان پر پڑی جو
خود پر بے دریغ پرفیوم کا چھڑکاؤ کر رہا تھا۔۔۔
خنخ۔۔۔ خان۔۔۔ الفاظ اسکے حلق میں ہی دم توڑنے لگے۔۔۔
اٹھ جاو سویٹ ہارٹ۔۔۔ ناشتہ کرو میڈیسن کھاو اور تیار ہو جاو۔۔۔ میں خود تمہیں
تمہارے گھر چھوڑنے جاؤں گا اور دیکھتا ہوں کے کون تمہیں سنگسار کرتا
ہے۔۔۔۔

وہ شیشے میں ابھرتے اسکے عکس کو دیکھتا سنجیدگی سے کہتا پرفیوم کا دھکن بند کر کے
اسے ڈریسنگ پر رکھتا پلٹا۔۔۔

جبکہ اسکے اتنے سے الفاظ سے ہی ایمان کو اپنے تن مردہ میں ایک فی روح پھونکی جاتی محسوس ہوئی۔۔۔ الفاظ زندگی بھی ہو سکتے ہیں یہ اسنے آج جانا تھا۔۔۔
ناشتہ کرنے کے بعد اسے میڈیسن اپنے زیر نگرانی کھلانے کے بعد خان نے اسے اپنے زیر نگرانی ہی تیار کروایا تھا۔۔۔ سکن۔۔۔ براون اور انج کلر کے سٹائلش سے ڈریس پروائٹ گولڈ کی جیولری اور ہاتھوں میں بھر بھر کر چوڑیاں۔۔۔ اوپر سے ماہر بیوٹیشن کے ہاتھوں کیا جانے والا میک آپ۔۔۔ اسے اپنی ہی تیاری دیکھ دیکھ خوف محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ اتنا تو وہ کسی کی شادی یا عید وغیرہ پر کبھی تیار نا ہوئی تھی۔۔۔

مگر خان کی بھی اپنی ہی منطق تھی۔۔۔ جب لیجا وہ اپنے ساتھ رہا تھا تو اسکا خان کے سٹینڈر سے میل کھانا بھی ضروری تھا۔۔۔

وہ آئینے میں ابھرتے اپنے ہی نوخیز چمکتے دکتے روپ کو دیکھتی نگاہیں جھکا جاتی۔۔۔ آنے والے وقت کا سوچ سوچ کر ہی اسکی روح فنا ہو رہی تھی کیسے وہ اس روپ میں اپنے گھر والوں کا سامنا کرتی۔۔۔ وہ شرمندگی سے زمین مین گڑھ جانا چاہتی تھی۔۔۔ دفعتاً گاڑی اسکے گھر کے سامنے آکر رکھی تو وہ کرنٹ کھا کر سیدھی ہوتی

سانس تک روکے اپنے گھر کو دیکھنے لگی۔۔۔ ناجانے آگے کی منزل کتنی مشکل
ہونے والی تھی۔۔۔ تین دن گھر سے باہر گزارنے کے بعد وہ کیسے کرتی گھر والوں کا
سامنا۔۔۔ ناجانے ان تین دنوں میں اسکے گھر والوں نے کیا کیا نا سہا ہو گا۔۔۔ بے
ساختہ اسکا دل ڈوبنے لگا۔۔۔

کنزل۔۔۔ وہ کمرے کا دروازہ وا کر تا اندر داخل ہوا تو کنزل کو بیڈ کر اون سے ٹیک
لگائے سر تھامے بیٹھے پایا۔۔۔
آپ بات مت کریں مجھ سے شاہ۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی بھلا۔۔۔ بگاڑ کر رکھ دیا ہے
آپ نے میری اولاد کو۔۔۔ اسکا سٹینڈر دیکھ رہے ہیں آپ۔۔۔ برینڈ سے نیچے وہ
کسی چیز پر ہاتھ نہیں رکھتا۔۔۔ کم مالیت کی چیز اسکی آنکھوں میں نہیں سماتی۔۔۔ کیا
عمر ہے ابھی اسکی۔۔۔ محض پندرہ سال۔۔۔ اور اتنی سی عمر میں وہ برینڈ کا نشیمن
ہو رہا ہے۔۔۔ زمانے کی سختی وہ برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔ دھوپ میں باہر نکلتا ہے
تو بیمار پر جاتا ہے۔۔۔ کوئی کام اپنے ہاتھ سے کرتے اسکی جان جاتی ہے۔۔۔ غلط
سائیڈ پر لے کر جا رہے ہیں آپ میرے بچوں کو۔۔۔

بچے ہیں وہ ابھی۔۔۔ کچھ کر یوسٹی رہنے دیں باقی انکی زندگی میں۔۔۔ کوئی ایسی خواہش جسے پورا کرنے کی چاہ انہیں سیلف میڈ بنائے۔۔۔ محنت کرنا سیکھائے۔۔۔ اولاد کی ہر فرمائش منہ سے نکلتے ہی پوری نہیں کر دی جاتی۔۔۔ حالات نے زرا سی اپنی سرد و گرم دکھائی نا تو وہ اتنا حساس ہے کہ برداشت ہی نہیں کر پائے گا۔۔۔ ماں ہوں میں اسکی شاہ دشمن نہیں ہوں۔۔۔ اسے اسراف اور بخل کے درمیان کا فرق سمجھانا فرض ہے میرا۔۔۔ محض اولاد پیدا کر کے انہیں پال لینا ہی سب کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ اس میں کیا خاص بات ہے۔۔۔ یہ تو جانور بھی کر لیتے ہیں۔۔۔ اصل معاملہ تو ہے ہی اولاد کی تربیت کا۔۔۔ جو فرض ہے ماں باپ پر۔۔۔ وہ تو معصوم بچے ہیں۔۔۔ نا سمجھ۔۔۔ ہر چمکتی چیز کو سونا سمجھ کر اس جانب لپکنے والے۔۔۔۔۔ انہیں سمجھانا کس نے ہے۔۔۔۔۔ ابھی پچھلے مہینے اسکی پندرہویں سالگرہ پر آپ نے اسے نئی گاڑی گفٹ کر دی۔۔۔ جانتی ہوں میں۔۔۔ کہ یہ بھی اسی کی فرمائش تھی۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ کچھ بولنے کو منہ کھولتا کنزل ہاتھ اٹھاتی اسکی بات کاٹ گی۔۔۔

اور یہ بھی جانتی ہوں کہ میرے کہنے پر زوہان وہ تحفہ آپکو واپس بھی کر چکا ہے۔۔۔ لیکن آپ خود سوچیں۔۔۔ محض پندرہ سال کی عمر میں بغیر لائسنس لئے وہ لاہور کی سڑکوں پر گاڑی چلاتا تو میں کیسے سکون سے گھر میں بیٹھتی۔۔۔ میرے جگر کے ٹکڑے ہیں دونوں کیا مجھے انکی زندگی سے زیادہ انکی ضدیں پیاری ہیں۔۔۔ اور ہر ضد بھی ماننے والی نہیں ہوتی۔۔۔ وہ تو بچے ہیں نا سمجھ ہیں اور عمر کے اس حصے میں ہیں جہاں زیادہ تر بچے غلطیاں ہی کرتے ہیں۔۔۔ ٹین اٹج ہوتی ہی ایسی عمر ہے جہاں پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ وہ عمر جہاں بچے کو سب سے زیادہ اپنے پیرنٹس کی گائیڈنٹس کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ کیا انہیں سمجھانا ہمارا فرض نہیں۔۔۔ آپ انہیں بجائے سمجھانے کے شہہ دینے لگتے ہیں۔۔۔

ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے۔۔۔ اپنی عمر کے لحاظ سے وہ سب کریں گے انشاء اللہ۔۔۔ یہ گاڑیاں بھی انکی ہیں اور ضرورت سے زیادہ لگزریز بھی۔۔۔ لیکن وہ پہلے انکے اہل تو ہو جائیں۔۔۔

بات کرتے کرتے وہ روہانسی ہوا اٹھی۔۔۔ شاید کے اسکی فیلنگز شاہ نہیں سمجھ سکتا تھا۔۔۔

ریلیکس یار۔۔۔ بی کالم۔۔۔ شاہ نے اسکے پاس آتے پانی کا گلاس اسکی جانب بڑھایا اور خود اسے اپنے حصار میں لیتا اسکا شاننا سہلانے لگا۔۔۔ کنزل نے اسے خفگی سے دیکھتے پانی کا گلاس منہ کو لگایا۔۔۔ ناکیا کریں ایسا شاہ۔۔۔ پلیز۔۔۔ وہ جیسے تھک ہار کر اسی کے شانے پر سر رکھ گئی۔۔۔

آئندہ سے نہیں کروں گا۔۔۔ اسنے ہمیشہ والا جملہ دہرایا جو وہ ہمیشہ اسے ایسے ہی ٹھنڈا کرنے کے لئے کہتا تھا۔۔۔ اور جملے میں صداقت تب تک رہتی جب تک زوہان کی جانب سے کوئی اگلی فرمائش نا آ جاتی۔ اور یہ بات کنزل بھی باخوبی جانتی تھی۔۔۔۔۔

شام کے وقت کنزل سبحان اور شاہ کے ساتھ باہر لان میں کین کی کرسی پر بیٹھی چائے پی رہی تھی جب زوہاں وہاں آیا۔۔۔ وہ غالباً ابھی ابھی سو کر اٹھا تھا۔۔۔

رف سے ٹراؤز پر کھلی سی ٹی شرٹ زیب تن کئے۔۔۔ پاؤں میں سوفٹی پہنے وہ رف سے حلیے میں ملبوس تھا۔۔۔ لیکن اس حلیے میں بھی اسکا قد قاتھ باپ کے قد سے سر نکالتا محسوس ہوتا۔۔۔ کنزل نے نوجوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے اپنے خوب رو صاحبزادے کو نظر انداز ہی کیا۔۔۔ یہ اسکی واضح ناراضگی کی نشاندہی تھی۔۔۔۔۔ لیکن زوہان کو کہاں برداشت تھی ماں کی ناراضگی۔۔۔

وہ ماں کے سامنے آتا دوزانو بیٹھا اور اسکی گود میں پیک موبائل کا ڈبہ رکھتا اسکا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتا ہونٹوں سے لگا گیا۔۔۔۔۔ کنزل وہیں تھم گی۔۔۔ ہاتھ میں تھا ماچائے کا کپ تک لرز گیا جسے اسنے گرنے سے بچانے کو بجلت میز پر رکھا۔۔۔۔۔ وہ اسکا بیٹا تھا اور لمحوں میں ماں کو منانے کے ہر گھر سے آگاہ تھا۔۔۔

ایم سوری مام۔۔۔ پلیز سوری۔۔۔ مجھے یہ موبائل نہیں چاہے۔۔۔ مجھے اسکی خواہش ضرور تھی لیکن یہ میرے لئے میری مام سے اہم ہر گز نہیں۔۔۔ اسکے لہجے میں گھلی یاسیت اور نمی دیکھ کنزل کا دل بھر آیا۔۔۔ کتنا خوش تھا وہ صبح تک اور اب۔۔۔

اسنے موبائل فون اٹھا کر میز پر رکھا جسے اسنے اتنے چاوسے منگوانے کے باوجود ماں کی ناراضگی کے خیال سے کھول کر دیکھنا تک گوارا نہ کیا تھا۔۔۔ شاہ اور سبحان خاموش تماشائی بنے یہ ساری کاروائی دیکھ رہے تھے۔۔۔ اور وہ دونوں ہی جانتے تھے کہ آگے کیا ہونے والا ہے۔۔۔

کنزل کے موبائل گود سے اٹھاتے ہی وہ اسکی گود میں سر رکھ گیا۔۔۔ سیدھے ہو۔۔۔ کنزل نے اسکا چہرہ تھوڑی سے پکڑتے اونچا کیا۔۔۔ گڈ بوائز روتے نہیں۔۔۔ اسنے محبت سے بیٹے کی آنکھوں کی نمی صاف کی۔۔۔ اور اسے اٹھا کر اپنے مقابل کرسی پر بیٹھایا۔۔۔ اور یہ گفٹ آپکے ڈیڈ نے آپکو دیا نا اس لئے رکھ لو لیکن آئندہ احتیاط کرنا۔۔۔ اسنے موبائل اٹھا کر زوہان کی گود میں رکھا۔۔۔

بے ساختہ سبحان نے اپنی مسکراہٹ دہائی۔۔۔ اسکی ماں اپنی ویلیوز پر سخت ضرور تھی لیکن بے لچک نہیں۔۔۔ وہ اپنے ہر رویے میں لچک رکھتی تھی اور بے جا پابندیوں سے گریز کرتی کے بلاشبہ بے جا پابندیاں ہی بغاوت کو جنم دیتی ہیں۔۔۔ کبھی بچوں کو قائل کر لیتی تو کبھی بچوں کی خوشی کی خاطر خود قائل ہو جاتی۔۔۔ جیسے

اتنی کم عمری میں وہ انکے گاڑی چلانے کا رسک نہیں لے سکتی تھی اس لئے ہر صورت گاڑی واپس کروادی۔۔۔ البتہ ان دونوں کے باپ سے گاڑی چلانا سیکھنے پر اسنے خاموشی اختیار کی۔۔۔ اب دونوں باپ کی نگرانی میں گاڑی چلا لیتے تھے اور سبحان تو بہت اچھی ڈرائیو کر لیتا۔۔۔ وہ تھا بھی کنزل کا سمجھدار بیٹا۔۔۔ لیکن اسکے باوجود وہ انکی ذاتی گاڑی کے حق میں قطعاً تھی۔۔۔

اسی طرح اب بھی وہ بیٹے کی خوشی کی خاطر قائل ہو چکی تھی۔۔۔ پکام۔۔۔ آپ ناراض تو نہیں۔۔۔ زوہان کے کنفرم کرنے پر وہ مسکرا کر سرفنی میں ہلا گئی۔۔۔ کے بیٹوں کی خوشی سے عزیز تو اسے بھی کچھ نا تھا۔۔۔ چلیں پھر اس ان پیک بھی آپ ہی کریں اور ان پیک کر کے موبائل خود مجھے پکڑائیں۔۔۔ جھٹ سے اسکی اگلی فرمائش تیار تھی۔۔۔ وہ مسکراتی ہوئی ڈبہ ان پیک کرنے لگی۔۔۔

سبحان۔۔۔۔۔ دفعتاً شاہ نڑو تھے پن سے سبحان سے گویا ہوا۔۔۔ جی ڈیڈ۔۔۔۔

کچھ لوگوں کو بس ہم مسکینوں پر ہی روب جھارنا آتا ہے اور دوسروں کے سامنے بڑے آرام سے قائل ہو جائیں گے۔۔۔ شاہ کے سر جھٹک کر شکوہ کرنے پر زوہان اور کنزل دونوں ہی مسکراہٹ دابتے سر جھکا گئے۔۔۔

حان بچے آپ بھی چاہو تو اپنا موبائل چیلنج کر لو۔۔۔ دفعتاً کنزل سبحان سے مخاطب ہوئی کے دونوں میں بچوں میں فرق کرنا تو اسنے سیکھا ہی نا تھا۔۔۔ وہ الگ بات کے اسکے دونوں بیٹوں کی نیچر میں زمین آسمان کا فرق تھا۔۔۔ ایک جتنا کول اور کالم تھا دوسرا اتنا ہی طوفان تھا۔۔۔

سبحان نے دونوں ہاتھ کانوں کو لگاتے ماں کے سامنے جوڑ دیئے۔۔۔ میں سیٹیسفائڈ ہوں اپنے موبائل سے۔۔۔ شاہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔ ہم باپ بیٹا بچارے ڈرتے ہیں۔۔۔

شاہ کے کہنے پر کنزل نے تاسف سے سر نفی میں ہلایا۔۔۔
ڈیڈ۔۔۔ ہیوی باینک کالیسٹ ماڈل کل رات لانچ ہو گیا ہے۔۔۔ وہ تو چیلنج کروا دیں۔۔۔ آفت کی پر کالہ کی فی فرمائش تیار تھی۔۔۔ شاہ نے کانوں کو ہاتھ لگاتے کنزل کی جانب اشارہ کیا۔۔۔ شیج

کیا مام یار۔۔۔ اب یہ تو کرواہی سکتا ہوں نا۔۔ میں تھوڑی ناکار کی فرمائش کر رہا ہوں۔۔۔ وہ اپنے ازلی لاپرواہ انداز میں شانے اچکا گیا جبکہ کنزل سر تھام کر رہ گئی۔۔۔

شامیر بھاگتا ہوا ہسپتال کے کاریڈور میں داخل ہوا جہاں بابا ذوہیب بھیا اور ار حم پہلے سے ہی موجود تھے۔۔۔ ان کے چہروں پر چھائے حزن اور کرب کے تاثرات اسے کسی انہونی کا پتہ دے رہے تھے۔۔۔ اسنے دماغ پر زور ڈالتے سوچنا چاہا کہ کیا ہوا تھا۔۔۔ ابھی کل رات ہی کی تو بات تھی جب وہ اور پر وشہ ہنی مون سے واپس لوٹے تھے۔۔۔ پوری فیملی کی رات گئے تک محفل جمی تھی حتکہ امل بھی اپنے شوہر کے ساتھ انہیں ملنے گھر آگئی تھی۔۔۔ پھر انہوں نے سب میں وہ تحائف بانٹے جو وہ دونوں وہاں سے انکے لئے لائے تھے۔۔۔ بلخصوص عدناں بھائی اور ذوہیب بھائی کے بچوں میں۔۔۔ سب کتنے خوش تھے۔۔۔ پھر یکدم ہی میرب بھا بھی کی امی کی طبیعت خرابی کا سن کر بھائی اور بھا بھی ہسپتال کے لئے نکلے جب اچانک ہی ایک

زبردست حادثے کا شکار ہو گئے۔۔۔ اس قدر غیر متوقع طور پر کے وہ ہل کر رہ گیا۔۔۔

ہستے ہستے گھر کو یکدم ہی کسی کی نظر لگ گئی۔۔۔ وہ تو تھکا ہارا سویا رہا جبکہ باقی سب بروقت ہسپتال پہنچ گئے۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی اسے اطلاع ملی تھی اور وہ اندھا دھند وہاں بھاگا چلا آیا تھا۔۔۔ عدنان بھائی۔۔۔ اسکا سب سے فیورٹ بھائی۔۔۔ بھائی کم دوست زیادہ۔۔۔ جسکے دم پر جسکی شہ پر وہ سب کر جاتا۔۔۔ ابھی تو وہ کل رات واپسی پر ہی ایک بہت بڑا فیصلہ لے کر اسے بھائی سے ڈسکس کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

بابا نے اپنے سب سے بڑے بیٹے اور بہو کی زندگی کے لئے پیسہ پانی کی طرح بہا ڈالا تھا۔۔۔ بہترین سے بہترین ڈاکٹر بلوائے گئے تھے۔۔۔ مگر آج شامیر نے جانا کہ اس دنیا میں سب کچھ پیسہ نہیں۔۔۔ کچھ مقامات ایسے بھی ہوتے ہیں جہاں انسان مکمل طور پر بے بس ہو جاتا ہے۔۔۔ اور وہیں اس خدا کی خدائی ہر چیز پر حاوی ہو جاتی ہے۔۔۔ اتنے مہنگے علاج اور بہترین ڈاکٹروں کے سٹاف کے باوجود بابا اپنے بچوں کو زندگی کی طرف واپس لانے میں ناکام ہو رہے تھے۔۔۔

دوران علاج ہی بھا بھی کے دم توڑنے کی خبر نے پورے خاندان کو ہلا کر رکھ دیا۔۔۔ انکی حالت زیادہ سیریس تھی۔۔۔ اور عدنان بھائی کے متعلق بھی ڈاکٹر زکا یہ ہی کہنا تھا کہ وہ کوشش کر رہے ہیں آپ دعا کیجئے۔۔۔

بھائی کے زرا ہوش میں آنے کا سنتے ہی وہ تڑپ کر انسے ملنے اندر بڑھا اور عزیز از جان بھائی کے وجود کو پیٹوں میں جھکڑا دیکھ وہ پورے قد سے ڈھے گیا۔۔۔ شامیر۔۔۔ انہوں نے کچھ کہنا چاہا۔۔۔ بولنے میں بھی انہیں دقت کا سامنا تھا۔۔۔ جی۔۔۔ جی۔۔۔ بھائی حکم کیجئے۔۔۔ وہ تڑپ کر انکے قریب ہوتا انکا پیٹوں میں جھکڑا ہاتھ تھام گیا۔۔۔

میری۔۔۔ میری رملہ کا۔۔۔ نخ۔۔۔ خیال رکھنا۔۔۔ بات مکمل کرتے ہی انکا سر ایک جانب ڈھلک گیا۔۔۔ جبکہ شامیر سر تا پیر لرز کر رہ گیا۔۔۔ اسکے عزیز از جان بھائی نے اسکے ہاتھوں میں دم توڑ دیا تھا اس چیز نے اسے دہلا کر رکھ دیا پھر وہ اونچا لمبا بھرپور مرد ضبط کھوتا بچوں کی مانند رو دیا۔۔۔

اس واقع نے اسے توڑ کر رکھ دیا تھا۔۔۔ ایک ساتھ گھر میں داخل ہوتے دو جوان جنازوں کے باعث گھر میں کہرام مچ گیا۔۔۔ ایسے میں سب سے بری حالت اس چھ

سالہ رملہ کی تھی جو عدنان خان اور میرب کی اکلوتی جگر گوشہ تھی۔۔۔ تب وہ اپنا دکھ بھلائے اٹھ کر اس ننھی جان تک آیا اور اسے سینے میں بھینچتے اپنی آنکھوں کو نم ہونے سے روکنا پایا۔۔۔

اٹل اسے اندر لے جاو۔۔۔ بچی ہے اس سب چیزوں کا دماغ پر گہرا اثر پڑے گا۔۔۔ شامیر کے کہنے پر شکستہ حال سی اٹل سرہاں میں ہلاتی اس ننھی جان کو لئے اندر بڑھی کے بحر حال اس ننھی جان کا نقصان سب سے بڑا تھا۔۔۔

چھوٹے سے محلے میں اتنی بڑی گاڑی کا آکر رکنا تقریباً سبھی کو ہی اپنی جانب متوجہ کروا گیا تھا۔۔۔ اور بالخصوص اندر سے نکلتی ایمان اور ایک نوبیا ہتا کے روپ میں۔۔۔ نکلتی ایمان کے باعث لوگوں میں چہ گوئیاں ہونا شروع ہو گئی۔
لوہے کا چھوٹا سادہ وازہ واکر کے ایمان لرزتے قدموں سمیٹ اندر داخل ہوئی تو پہلا ہی سامنا صحن میں جھاڑو لگاتی بھا بھی سے ہوا۔۔۔

ایمان۔۔۔ اسے اندر داخل ہوتا دیکھ انسہ بھا بھی کے ہاتھوں سے جھاڑو چھوٹا اور منہ سے سرسرا تا ہوا لفظ نکلا۔۔۔ ایمان کا حلیہ ان تمام شکوک و شبہات کی تصدیق

کر رہا تھا جو ابھی تک انکے دماغوں میں ابھر رہا تھا لیکن وہ کسی ناکسی طرح اسے جھٹلا رہے تھے۔۔۔

امی۔۔۔ سجاد دود۔۔۔ حامد دود۔۔۔ باہر آئیں۔۔۔ دیکھیں ایمان آئی ہے۔۔۔
بھابھی کی آواز لرز رہی تھی۔۔۔ وہ ان سب کو آوازیں دیتی ہانپنے لگی۔۔۔
امی کی طبیعت پچھلے تین دن سے ہی بہت خراب تھی۔۔۔ بیٹی کی ٹینشن کے باعث
بی پی شوٹ کرتا تو کنٹرول ہونے کا نام تک نالیتا۔۔۔ لیکن دونوں ہاتھوں کیساتھ
ساتھ امی بھی یہ روح افزا خبر سن بستر سے اترتیں باہر کو بھاگیں جیسے کسی نے تن
مردہ میں فی روح پھونک دی ہو۔۔۔
ایمان۔۔۔ میری بچی۔۔۔ کہاں تھی تم اب تک۔۔۔ ماں باہر آتی تڑپ کر اسکی
جانب بڑھی اور اسے کھینچ کر سینے سے لگاتیں اس پر والہانہ محبت نچھاور کرنے
لگیں۔۔۔

میری بچی تم ٹھیک تو ہونا۔۔۔ کیا کیا وہم ناسر ابھارنے لگے تھے دل میں۔۔۔ امی
شاید اتنے روز بعد بیٹی کی واپسی کی خوشی اور فرط جذبات میں غالباً اسکا حلیہ نوٹ نا کر
پائی تھیں۔۔۔ کیونکہ اگر غور کر لیتیں تو شاید انکے سوالات کی نوعیت بدل چکی

ہوتی۔۔۔ جبکہ ماں کے پیچھے ہی باہر آتے دونوں بھائی پہلی ہی نظر میں وہ سب نوٹ کر چکے تھے جو ماں فرط جذبات میں نا کر سکی تھی۔۔۔ اور یکدم ہی ان دونوں کا پارہ ہائی ہونے لگا تھا۔۔۔ سجاد تو ابھی گم صم سا کھڑا موقع کی نزاکت بھانپ رہا تھا جبکہ حامد طیش سے اسکی جانب لپکا۔۔۔

کس کے ساتھ بھاگی تھی۔۔۔ اسنے سختی سے اسکا بازو جھکڑتے اسے ماں کی گرفت سے کھینچتے طیش سے اپنے روبرو کیا یوں کے ایمان کا سانس تک خشک ہو گیا۔۔۔۔۔ انہی لمحوں سے تو ڈرتی تھی وہ۔۔۔۔۔

ماں نے بیٹے کو یوں دیکھا جیسے اسکا دماغ چل گیا ہو۔۔۔۔۔ کس کے ساتھ منہ کالا کر کے آرہی ہو ایمان۔۔۔۔۔ وہ غصے سے پاگل ہوتا اسکا بازو جھنجھوڑ کر چلایا۔۔۔۔۔

حامد دد۔۔۔۔۔ ماں بیٹے کے نارواں سلوک پر اس سے بھی اونچی آواز میں چلائیں۔۔۔ کیا بکو اس کر رہے ہو حامد۔۔۔۔۔

میں بکواس نہیں کر رہا ماں۔۔ کیا آپکو اپنی لاڈلی اور خود سر بیٹی کا حلیہ نہیں دکھائی
دے رہا۔۔ کالج سے بھاگی تھی یہ اور واپس کس حلیے میں لوٹ رہی ہے۔۔۔ اس
جرح پر ایمان کا دل سوکھے پتے کی مانند لرز نے لگا۔۔
پوچھیں اس سے کس کے ساتھ منہ کالا کر کے۔۔
میں نے نکاح کیا ہے بھائی۔۔ بھائی کی روح چھلنی کرتی آواز کو روکنے کی خاطر وہ
جھکے سر اور بہتی آنکھوں سمیت دبا دبا سا چلائی۔۔۔
چٹاخ۔۔ حامد کا ہاتھ اتنی ہی بری طرح سے گھوما تھا کہ ایمان کے نرم روئی کے
مانند گال پر چھاپ چھوڑتا جہاں اسکا دماغ سن کر گیا وہیں وہ توازن کھوتی پیچھے کو
لڑھکی مگر اس سے پہلے کہ وہ گرتی دو مضبوط ہاتھوں نے بروقت اسے سمجھالا۔۔۔
ہمارے پیار محبت اور مان کا یہ صلہ دیا تم نے۔۔۔
انف از انف۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ پھر سے ایمان کی جانب لپکتا خان کی ڈھارتی
آواز پر چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

خان جو پہلے ایمان کو اپنے گھر والوں سے معاملات سیٹ کر لینے دینا چاہتا تھا اسی غرض سے ابھی باہر ہی کھڑا تھا حامد کے اس نارواں سلوک پر مزید برداشت ناکر پاتا سرعت سے اندر آیا تھا۔۔

ماں کی حالت اس خزان رسید پتے کی مانند تھی جو کسی بھی پل زمین بوس ہونے کے در پر تھا۔۔ اگر انکے ڈولتے وجود کو انسہ بھا بھی سہارا نہ دیتی تو یقیناً وہ ابھی تک زمین بوس ہو چکی ہوتیں۔۔۔

میری بیوی پر تم ایک بار ہاتھ اٹھانے کی غلطی کر چکے ہو۔۔ دوبارہ یہ غلطی کی تو ہر لحاظ مروت بھول جاؤں گا۔۔۔

ایمان کو سیدھا کرتے خان غرا کر کہتا اسکے مد مقابل آیا۔۔۔ حامد کی جگہ کوئی بھی ہوتا تو یقیناً ابھی تک خان کی شاندار پر سنیلٹی سے مرغوب ہو چکا ہوتا جیسے اس وقت وہاں موجود باقی ہر شخص ہو چکا تھا۔۔ مگر حامد ابھی ہوش و حواس میں کہاں تھا تبھی طیش سے اسکی جانب لپکا۔۔۔ تو تم ہو وہ بے غیرت انسان۔۔ اسکی جانب بڑھتے ہی اسنے جھپٹ کر خان کو گریبان سے دبوچا۔۔

اس سے پہلے کے وہ خان کو جھٹکے دیتا خان نے شعلہ اگلتی نگاہوں سے اسے دیکھتے
حامد کے بازوؤں پر اپنی گرفت مضبوط کی۔۔۔

خان حکم کیجئے اس گستاخ کے ابھی ٹکڑے کر کے چیل کوؤں کو کھلا دوں۔۔۔ لمحوں
کا کھیل تھا اور حامد کی اس گستاخی پر امجد لوڈ در یو الور حامد کے سر پر تان چکا تھا۔۔۔
نہیں۔۔۔۔

حامد دو۔ دو

بھائی۔۔۔۔۔

امجد کی گرجدر کرخت آواز۔۔۔ اور خان کے تاثرات پر وہاں موجود ہر شخص ہی
خان کی پر سنیلٹی کیساتھ ساتھ اسکے روب و دبے اور امارت سے آگاہ ہو تاڑپ
کر آگے بڑھا۔۔۔

یکدم ہی وہاں ہلچل مچ گئی تھی۔۔۔

خان نے پوری قوت سے حامد کے ہاتھ جھٹکتے اسے گلے سے دبو چا۔۔۔

خان نہیں پلینز۔۔۔

نہیں چھوڑو میرے بچے کو۔۔۔

جہاں ایمان تڑپ کر خان کی بازو پکڑتی گڑ گڑا کر التجا کرنے لگی وہاں ماں اور سجاد بھائی بھی آگے لپکتے حامد کو خان کی گرفت سے آزاد کروانے لگے۔۔۔

چھوٹے سے محلے میں جہاں ڈبی کے ساتھ ڈبی کی مانند جڑے گھر تھے وہاں تقریباً سارا ہی محلہ چھتوں پر چڑھے اور کچھ کھلے دروازے سے اندر چلتی اس کارروائی کو اپنے اپنے رنگ میں ملاحظہ کر رہا تھا۔۔۔۔

ایمان میری بیوی ہے اور میں۔۔۔ خان نے ایک جھٹکے سے اسے اپنی گرفت سے آزاد کرتے جھٹکا۔۔۔

ہم کیسے مان لیں گے یہ تمہاری بیوی ہے۔۔۔ کیا ثبوت ہے تمہارے پاس۔۔۔
ابکی بار سجاد بھیا گہری کاٹ لئے گویا ہوئے۔۔۔ البتہ لہجہ اور انداز حامد کی مانند گستاخ ناتھا۔۔۔ شاید وہ بھی سامنے کھڑے شخص کی پاور کا اندازہ لگا چکے تھے۔۔۔
انکے کہنے پر خان نے چونک کر انہیں دیکھا اور پھر امجد کو جو خان کا اشارہ سمجھتے ہی جیب سے نکاح نامہ نکالتا اسکی جانب بڑھا گیا۔۔۔

سجاد کے نکاح نامہ پڑھتے ہی حامد نے جھپٹ کر اسکے ہاتھ سے نکاح نامہ کھینچا۔۔۔
ہم نہیں مانتے اس نکاح کو۔۔۔ وہ پھر سے غرایا۔۔۔

--- تمہارے ماننے یا ناماننے سے حقیقت بدل نہیں جائے گی۔۔۔ خان اکڑایا
ولی کے بنا کوئی نکاح نہیں ہوتا۔۔۔ کون تھا ایمان کی جانب سے سرپرست نکاح
میں۔۔۔

لیکن اسکے باوجود نکاح ہو چکا اور ایمان میری بیوی ہے۔۔۔ حامد کے جرح پر اترنے
پر وہ بھی میدان میں کودا۔۔۔ اور پھر اسنے ہار ماننا سیکھا کہاں تھا بھلا۔۔۔۔۔
اسکا ایک ہی حل ہے۔۔۔ ایمان تمہاری بیوی ہے تو تمہیں ہماری سرپرستی میں
ایمان کو پھر سے اپنے نکاح میں لینا ہو گا۔۔۔ ابھی اسی وقت تمہارا نکاح ایمان سے
پھر سے ہو گا اسکے بعد اسے جہاں دل چاہے لے جانا۔۔۔ ہمارا اس سے کوئی تعلق
نہیں ہو گا۔۔۔ سجاد بھیا تحمل سے گویا ہوئے۔۔۔
اسکے مطالبے پر خان کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔۔۔ اور اگر میں یہ نکاح نا
کروں تو۔۔۔ وہ اپنے ازلی اکھر انداز میں گویا ہوا۔۔۔

ہماری نظر میں اس نکاح کی کوئی اہمیت نہیں۔۔۔
میں نے کہا اگر میں تمہارا مطالبہ نامانوں تو۔۔۔ اس سے پہلے کے سجاد کچھ اور کہتا وہ
تلخی و ترشی سے اسکی بات کاٹ گیا۔۔۔

تو ہمارے ہاں اس بے غیرتی کی کوئی جگہ نہیں۔۔۔ اس سے بہتر میں اپنی خود سر بہن کو زندہ زمین میں گاڑنا پسند کروں گا۔۔۔

حامد نے سرعام لگنے والے عزت کے اس تماشے پر آپا کھوتے امجد کے ہاتھ سے ریو الو رکھینچتے کونے میں لگی تھر تھر کانپتی ایمان پر تانا۔۔۔

”آہہ۔۔۔ وہ چیختی ہوئے خان کی بازو دبوچتی اسکے پیچھے آچھی۔۔۔“

خان پلنز۔۔۔ پلنز۔۔۔ مجھے بچالیں۔۔۔ مجھے سنگسار ہونے سے بچالیں۔۔۔ میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔۔۔

کہاں دکھائی تھی پہلے کسی نے خان کے سامنے خود سری۔۔۔ وہ جہاں حامد کی
خود سری پر طیش سے اسکی جانب بڑھتا اسے اچھا سبق سیکھانے کا ارادہ رکھتا تھا
وہیں اپنے کان میں سنائی دیتی ایمان کی لرزتی خوف و خدشات سے پرالتجائی آواز پر
وہ ارد گرد لگے مجمعے کا احساس کرتا زرا اٹھا۔۔۔۔۔ بامشکل غصہ قابو کرتے حواس
بحال کئے۔۔۔

امجد دود۔۔۔ آنکھیں میچتے وہ ڈھارا۔۔۔

الحمد لله

ایمان کے غیرت مند بھائیوں سے پوچھوں کے کس مولوی کو لانا ہے اور اگلے دو منٹوں میں وہ مولوی یہاں ہونا چاہیے۔۔۔ اسکی ڈھار میں ازدھوں سی پھنکار تھی۔۔۔

امجد نے بھی بگڑتی صورت حال اور موقع کی نزاکت کو سمجھتے خاموش رہنا بہتر سمجھا۔۔۔

اور پھر واقعی اگلے چند منٹوں میں محلے کی مسجد کے امام مسجد بطور نکاح خواں وہاں موجود تھے۔۔۔

صحن میں چار پائیاں بچھا کر نکاح کر انتظام کیا گیا۔۔۔

کنزل ایمان ولد احمد علی آپکا نکاح شاہ میر خان ولد واجد خان کے بعوض حق مہر پچاس لاکھ سکھ رائج الوقت قرار پایا ہے کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے۔۔۔ مولوی

صاحب کے نکاح کے مندرجات پڑھتے ہی وہاں سارے میں خاموشی چھا گئی۔۔۔

جتنا ایمان کا حق مہر لکھوایا گیا تھا اتنی اکھٹی رقم اس پورے محلے میں کسی نے ایک ساتھ نادیکھی تھی۔۔۔

ماں کو کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔

لمحوں کا کھیل تھا اور ایک مرتبہ پھر سے سب کے سامنے ایجاب و قبول کے مراحل طے پا گئے۔۔۔

نکاح مکمل ہوتے ہی بنا ایک پل کی بھی تاخیر کئے وہ خطرناک تاثرات لئے ایمان کی بازو تھامتا اسے لوگوں کی لگی بھیڑ میں سے نکالتا کر گاڑی میں بیٹھا چکا تھا۔۔۔ جبکہ امجد کی واپس چند لمحوں کی تاخیر سے ہوئی۔۔۔

خان یہ اس مولوی سے حاصل کئے گئے تینوں نکاح نامے ہیں کے ہم یہ نکاح خود ہی رجسٹر کروالیں گے۔۔۔ امجد نے ڈرائیونگ سیٹ سمجھالتے نکاح نامے اسکی جانب بڑھائے۔۔۔ رکھوان کاغذ کے ٹکروں کو میں کیا اسکا چار ڈالوں۔۔۔ وہ کوفت و جنبھلاہٹ سے پھٹ پڑا۔۔۔ خان نے خاموشی میں ہی عافیت سمجھی کے اس وقت اسکے مالک کا موڈ سخت خراب تھا۔۔۔

گاڑی ایک اپارٹمنٹ بلڈنگ کے احاطے میں آکر رکی تو خان نے گاڑی سے نکلتے ہی ایمان کو گاڑی سے نکلنے کا کہا جو تقریباً سارے راستے ہی آنسو بہاتی آئی تھی۔۔۔

چند راہداریاں گزر کر لفٹ کے ذریعے وہ مطلوبہ اپارٹمنٹ تک پہنچے جو ایک چھوٹا مگر خوبصورت گزری فرنشڈ اپارٹمنٹ تھا۔۔۔
مس کنزل ایمان۔۔۔ لاونج کے وسط میں کھڑا وہ ایمان کی دگرگوں حالت دیکھ گویا ہوا۔۔۔

یہ رہا تمہارا اپارٹمنٹ۔۔۔ اور یہ اسکے کاغذات اسنے پہلے سے ہی میز پر پڑے کاغذات کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

یہ رہی تمہاری سیونگ اکاونٹ کی چیک بک جس میں تمہارے حق مہر کے پچاس لاکھ ڈپوزٹ کروادئے گئے ہیں۔۔۔ تمہارا الے ٹی ایم کارڈ چند روز تک اسی ایڈریس پر پہنچ جائے گا۔۔۔

نام تمہیں میں اپنا دے چکا ہوں۔۔۔ تمہارے گھر والوں اور محلے کے سامنے بھی

اور اس اپارٹمنٹ بلڈنگ میں بھی تم ایک شادی شدہ خاتون ہو۔۔۔۔۔ تمہاری

ساری ڈیمانڈز پوری ہوں گی لحاظہ تمہارا امیر اساتھ یہیں تک تھا۔۔۔ اپنے کہے کے

مطابق تم مجھے دوبارہ پکارنے کا کوئی حق نہیں رکھتی۔۔۔ اب تم جانو اور تمہارا کام

جانے۔۔۔ اپنی زندگی کے بارے میں ہر بہترین فیصلہ کرنے کا اختیار تم خود رکھتی

ہو۔۔۔ جب تمہیں لگے کہ تمہیں اس نام نہاد رشتے سے نکل کر آگے بڑھ جانا چاہیے تب تم آگے بڑھ سکتی ہو۔۔۔

خان دو ٹوک انداز میں اپنی سبھی باتیں مکمل کر کے بنا اسکی فق ہوتی رنگت پر دھیان دیئے وہاں سے جا چکا تھا۔۔۔ بنا اسے اپنا کوئی رابطہ نمبر دیئے۔۔۔ بنا اسے اپنے کسی ٹھکانے کا بتائے وہ اسے تن تنہا چھوڑے دنیا کی بھیڑ میں گم ہو چکا تھا۔۔۔ جبکہ پیچھے کنزل ایمان اپنے تمام ڈر و خوف سمیت تنہا کھڑی تھی۔۔۔۔

خان آپ پچھلے کئی دنوں سے پروشہ میم کافون نہیں اٹھا رہے۔۔۔ وہ آکر ابھی گاڑی میں بیٹھا ہی تھا جب امجد کے کہنے پر غصے سے اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

ہاں تو۔۔۔ اسکا انداز پھاڑ کھانے والا تھا۔۔۔

تویہ کے میم آپ سے رابطہ استوار ناہونے کی صورت میں آپکی یونیورسٹی آگئی ہیں۔۔۔

وہاٹ۔۔۔ وہ چٹخا۔۔۔ سکون کیوں نہیں اس لڑکی کی جان کو۔۔۔ موڑو گاڑی یونیورسٹی کی جانب۔۔۔ وہ جھنجھلا کر گویا ہوتا تھا مسل کر رہ گیا۔۔۔ اسے نا جانے اسقدر غصہ تھا کس بات پر۔۔۔۔

شامیر خان کے جانے کے بعد ایمان کو نہیں اندازہ کے وہ کتنی دیر تک وہیں اسی حال میں سن ہوتے دماغ اور مفلوج ہوتی حسوں کے ساتھ کھڑی رہی۔۔۔ بس جب کھڑے ہو ہو کر ٹانگیں شل ہو گئیں تب وہ وہیں ڈھتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

اسنے آج سے پہلے اتنا خوف کبھی محسوس ناکیا تھا جتنا اب کر رہی تھی۔۔۔ تب بھی نہیں جب خان نے اسے اغوا کیا تھا۔۔۔ تب بھی نہیں جب حامد بھائی اسے مارنے لپکا تھا۔۔۔ لیکن اب خوف حد سے سوا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ اس اپارٹمنٹ میں تنہا تھی۔۔۔ ماں اور بھائیوں کی وہ شہزادی جسے اسکے تمام رشتوں سے کاٹ کر گویا جنت دے نکال باہر پھینکا گیا ہو۔۔۔ وہ فطر تاڈر پوک تھی اور جہاں پے درپے واقعات نے اسے توڑ ڈالا تھا وہاں اس تنہائی نے اسے ابھی سے کملا ڈالا تھا۔۔۔

ایک دل چاہا ڈھیٹ بن کر واپس ماں کے پاس لوٹ جائے اور ماں کو خود پریتی ساری داستان سنا کر انکی آغوش میں چھپ جائے۔۔۔ لیکن پھر آگے کیا ہوتا۔۔۔ اس کے بھائی خان کی اس قدر جرات پر اس سے بھڑ جاتے۔۔۔ چاہے وہ کمزور تھے۔۔۔ اس سے سٹیٹس میں بہت کمتر تھے لیکن پھر۔۔۔ پھر آگے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔ خان ہر حال میں ان پر سبقت لیجاتا انہیں دھول چٹا دیتا۔۔۔ پھر چاہے وہ سبقت انہیں کسی بھاری کیس میں لمبے عرصے تک جیل کی صورت ہوتی یا اس کے عزیز از جان بھائیوں کی زندگی کی ڈور کاٹنے کی صورت ہوتی۔۔۔۔ لیکن یہ طے تھا کہ وہ خان سے ٹکر نہیں لے سکتے تھے۔۔۔

سارا دن تمام ہوا اور رات اپنے پنکھ پھیلانے لگی تو وہ جو مختلف قسم کی سوچوں کے آکٹوپس میں جھکڑی گئی تھی بھوک سے نڈھال ہوتی پیٹ کے ہاتھوں مجبور ہو کر اٹھ کھڑی ہوتی مختل ہوتے حواسوں کیساتھ اپارٹمنٹ کا جائزہ لینے لگی۔۔۔

دوبیڈرومز خوبصورتی سے سجے لاونج ایچ واش روم اور اوپن کچن پر مشتمل وہ ایک اچھی لوکیشن پر موجود خوبصورت اپارٹمنٹ تھا۔۔۔

صد شکر کے فرج میں کھانے پینے کا سامان موجود تھا۔۔۔ اسنے دودھ نکالتے چائے
کا کپ بنایا اور ساتھ بریڈ کے سلائس زہر مار کرنے لگی۔۔۔

ساری رات وہ ایک پل کو ناسو سکی۔۔۔ طرح طرح کے وہم اور خدشات کے ناگ
دل میں سر ابھارنے لگے۔۔۔

یہ اسکی تنہائی میں کاٹی جانے والی پہلی رات تھی۔۔۔ ساری رات ہی وہ خوف کے
زیر اثر اپارٹمنٹ میں بولائی بولائی پھرتی رہی۔۔۔ کبھی اپارٹمنٹ کے لاک
دروازے بار بار اٹھ کر چیک کرتی تو کبھی کھڑکیاں۔۔۔ کبھی لاؤنچ کے وسط میں
کھڑے ہو کر ہر جانب نگاہیں گھماتی کے کہیں سے کسی کے اندر داخل ہونے کی
کوئی جگہ تو نہیں۔۔۔

خوف کے زیر اثر ساری رات گزار کر کہیں فجر کی اذانوں کے وقت اسکی آنکھ
لگی۔۔۔

دوبارہ اسکی آنکھ دن کے گیارہ بجے کھلی۔۔۔ آنکھ کھلتے ہی وہ ایک دم ہڑبڑا کر اٹھ
بیٹھی۔۔۔ کئی لمحے لگے اسے حالات سے مانوس ہونے میں۔۔۔ ڈھرنیں معمول پر
آئیں تو آنکھیں نم ہوا ٹھیں۔۔۔

وہ درد سے پھٹے سر کو تھام کر رہ گئی۔۔۔

اس وقت اسکے پاس ناتو کوئی موبائل فون تھا جو کسی سے رابطہ استوار کر سکتی۔۔۔

اور ناہی کوئی لباس تھا جسے تبدیل ہی کر سکتی۔۔۔

تب اسے پھر سے ایک بار مستقبل کے ناگ ڈسنے لگے۔۔۔

کافی دیر تک کسلمندی سے وہیں بیٹھے رہنے کے بعد وہ خود میں ہمت پیدا کرتی اٹھی

اور چائے کا کپ پی کر چیک بک اٹھا کر آنچل اچھے سے سر پر لیتی اپار ٹمنٹ سے

نکلی۔۔۔

ایمان کے لئے اپار ٹمنٹ سے نکلنا ایک الگ محاذ ثابت ہوا۔۔۔ ماں اور بھائیوں

کے سائے میں گھر کی چار دیواری میں رہنے والی ایمان کے لئے باہر کی دنیا بھول

بھلیاں ثابت ہوئی تھی۔۔۔ اپار ٹمنٹ لاک کر اپار ٹمنٹ سے تو نکل آئی مگر اب

اپار ٹمنٹ کے باہر کھڑی وہ میلے میں گھم ہوئے بچے کی مانند ارد گرد دیکھ رہی

تھی۔۔۔ وہ اس قدر بے وقوف بھی ہو سکتی ہے اس بات کا انکشاف ابھی ابھی خود اس

پر ہوا تھا۔۔۔

اپار ٹمنٹ سے بینک تک جانے کے بعد واپسی پر اسے اپنے اپار ٹمنٹ کی لوکیشن کا ہی نہیں پتہ تھا۔۔۔ اور سب سے بڑی بات وہ اس لوکیشن تک پہنچ جاتی تو بھی اسے اپنے اپار ٹمنٹ تک پہنچتے پہنچتے گھنٹوں لگ جاتے۔۔۔ اسنے کرب سے آنکھیں میچیں۔۔۔ یہ زندگی آسان نا تھی۔۔۔ اور اسکے لئے تو بالکل بھی نارہی تھی۔۔۔

سب سے پہلے اسنے اپنا فلور نمبر یاد کر کے اپار ٹمنٹ نمبر یاد کرتے اپار ٹمنٹ کے باہر چند نشانیاں رکھیں۔۔۔ پھر راستے اچھی طرح ذہن نشین کرتی اپار ٹمنٹ بلڈنگ سے باہر نکلتی لوکیشن کے بارے میں جاننے لگی۔۔۔ اچھا مسئلہ تب پیدا ہوا جب رکشہ کروا کر بینک تک جاتے ہوئے اسکے پاس رکشہ والے کو دینے کے لئے پیسے تک نا تھے۔۔۔

بھیا آپ دو منٹ انتظار کریں۔۔۔ میں بس ابھی اندر سے ہو کر آئی پھر مجھے مارکیٹ بھی جانا ہے تو آپکو اکھٹا کر ایا دیتی ہوں۔۔۔ وہ رکشہ والے سے التجائیہ کہتی بینک میں داخل ہوئی۔۔۔ یہ وہی بینک تھا جہاں کل اپنے گھر جانے سے پہلے خان اسکا اکاؤنٹ کھلوانے اسے زرا کی زرا وہاں لایا تھا۔۔۔

اندر آتے ہی وہ اسی ڈیسک کی جانب بڑھی جہاں وہ کل آئی تھی۔۔۔ اور حقیقی بات تھی کہ اسے چیک تک فل کرنا نہیں آتا تھا۔۔۔ بلکہ اسکا تو آئی ڈی کارڈ تک نابنا تھا۔۔۔ اسکا اکاؤنٹ بھی سٹوڈینٹ اکاؤنٹ تھا۔۔۔

بینک کے مینجیر کو اپنی بات بتاتے اسنے چیک فل کرنے کی درخواست کی جس پر وہ اسے نا سمجھی سے دیکھنے لگا۔۔۔

میم آپکا اکاؤنٹ کرنٹ نہیں بلکہ سیونگ اکاؤنٹ ہے۔۔۔ اور آپکی ساری رقم فکس ڈپوزٹ ہے۔۔۔ جسکے تحت آپ اگلے دس سالوں تک اپنی اصل رقم نہیں نکلوا سکتی البتہ اپنی رقم باؤنڈ کرنے پر آپکو بینک ہر ماہ آپکی رقم پر آپکو پرافٹ دینے کا مجاز ہے۔۔۔ البتہ آپکی اصل رقم وہیں کی وہیں رہے گی جو آپ بینک سے کانٹریکٹ ختم ہونے پر نکلوا سکتی ہیں۔۔۔

جی۔۔۔ یہ سب باتیں میں جانتی ہوں۔۔۔ وہ نا سمجھی سے گویا ہوئی۔۔۔

تو یہ میم کے آپکو پرافٹ اس مہینے کے آخر میں ملے گا۔۔۔

مینجر کی بات پر ایمان کو زمین آسمان کے کلاپے گھومتے دکھائی دیئے۔۔۔ پیسوں کے بناوہ بھلا کیا کرتی۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔ کیا ابھی میں کچھ بھی رقم نہیں نکلا سکتی۔۔۔ اسکا دل گھبرانے لگا۔۔۔

اسکی پریشانی دیکھ مینجر کی بورڈ پر جھکتا چند کیز دبا کر اسکی بینک ڈیٹیلز چیک کرنے لگا۔۔۔

میم آپ کی رقم کے علاوہ چند ہزار مزید ہیں اکاؤنٹ میں جنکی مالیت تقریباً چالیس ہزار ہے آپ وہ نکلا سکتی ہیں۔۔۔ مینجر کے کہنے پر اسکی سانس میں سانس آئی۔۔۔ پلیز آپ اسی کا چیک بنادیں۔۔۔

مینجر سے چیک فل کروا کر اسکے کہے کے مطابق مطلوبہ جگہ پر دستخط کر کے رقم نکلا کر وہ واپس باہر آئی۔۔۔

اب اسکا رخ مارکیٹ کی جانب تھا۔۔۔ سب سے پہلے اسنے موبائل شاپ کا رخ کیا۔۔۔ ہاتھ میں پیسے آئے تو عقل بھی خود بخود آنے لگی۔۔۔ اسکے پاس ٹوٹل

چالیس ہزار تھے جس میں اسے پورا مہینہ کاٹنا تھا۔۔۔ اگلے مہینے سے پہلے اسکے پاس مزید رقم نہیں آنے والی تھی۔۔۔ تبھی اسنے پیسوں کا حساب لگاتے مناسب قیمت کا موبائل خریدا۔۔۔ اور چند ایک جوڑے کپڑوں کے خریدنے کے بعد ضرورت کی چند اشیاء خریدیں۔۔۔ اسکے ہاتھ میں تھا مے پیسے تیزی سے ختم ہو رہے تھے۔۔۔

اور ہر کم ہوتے فکر کے ساتھ وہ پریشان ہوتی جا رہی تھی۔۔۔ بہت بچا بچا کر اور سوچ بچار کے بعد کی جانے والی شاپنگ کے بعد بھی گھر کی مخصوص اور مختصر گروسری کر کے جس وقت وہ گھر داخل ہوئی اسکے ہاتھ میں محض چار ہزار تھے جس میں ابھی اسے پورا مہینہ کاٹنا تھا۔۔۔ لیکن جو بھی تھا۔۔۔ آج تنہا پہلے بینک اور پھر مارکیٹ سے شاپنگ کر کے گھر واپس پہنچ جانا اسکی ایک بہت بڑی اچیومنٹ تھی۔۔۔ آج کے واقعہ نے اسکا کانفیڈینس بہت ناسہی لیکن کافی حد تک بڑھا دیا تھا۔۔۔۔

موبائل تو وہ لے آئی لیکن ناتوا سکے پاس سم تھی اور ناہی وہ بنا آئی ڈی کارڈ کے سم اشو کروا سکتی تھی۔۔۔ تبھی کافی دیر کی سوچ بچار کے بعد وہ اپارٹمنٹ کے ہیڈ آف داسیکیورٹی سے وائی فائی کا کورڈ لگوا لائی۔۔۔

واپس اپارٹمنٹ آتے ہی اسنے سب سے پہلے اپنا جی میل اکاؤنٹ کھولا اور اسی جی میل پر ایف بی آئی ڈی بناتے سب سے پہلے زخرف سے رابطہ استوار کرنے کی کوشش کی۔۔۔ وہ اسکی دوست تھی یقیناً اسکی کنڈیشن سمجھتی۔۔۔۔

اور وہ چونکہ ایف بی رائٹر تھی اور کم و بیش ہر وقت ہی اون لائن ہوتی۔۔۔ صد شکر کے جلد ہی اسکا رابطہ زخرف سے استوار ہو گیا۔۔۔ اور اسے یوں محسوس ہوا گویا میلے میں پچھڑے کسی بچے کو کوئی اپنا مل گیا ہو۔۔۔۔

زخرف بھی اسکے سٹیٹس اور شوہر سے مغلوب تھی تبھی اسے مبارکباد دیتی جلد ہی نارمل ہو گئی۔۔۔ اسی کی بدولت اسے پتہ چل سکا کہ اسکی ماں کی طبیعت بہت خراب ہے اور وہ کل رات سے ہی ہسپتال میں داخل ہے۔۔۔ یہ جان گسل خبر

سنتے ہی وہ تڑپ اٹھی۔۔۔ زخرف سے ہسپتال کا نام وغیرہ پوچھ کر وہ زندگی میں پہلی مرتبہ وقت کا تعین کئے بنا گھر سے نکل پڑی۔۔۔

اگلے کچھ ہی وقت میں وہ ہسپتال میں موجود تھی۔۔۔

امی۔۔۔ ماں کو ہسپتال کے بستر پر ڈھیر دیکھ وہ تڑپ کر بہتی آنکھوں سمیٹ انکی جانب بڑھی۔۔۔ ماں کو آئی وی لائن کی مدد سے ڈرپ لگی تھی۔۔۔ بیٹی کو اپنی جانب آتا دیکھ وہ بے چین ہوا اٹھیں۔۔۔

کیا کر رہی ہو تم یہاں۔۔۔ دفعتاً سجاد بھیا بھائی کے ساتھ اندر داخل ہوئے اور اسے غیر متوقع طور پر وہاں دیکھ کر غصہ ضبط کرتے سخت لہجے میں مستفسر ہوئے۔۔۔

وہ وہیں ٹھٹک کر رکتی انہیں ہر اسماں نگاہوں سے دیکھنے لگی۔۔۔

ماں سے ملنے آئی ہوں بھائی۔۔۔ اسکی آواز میں یاسیت گھلنے لگی بات تک کر نامحال ہوا۔ آواز کہیں حلق میں ہی اٹکنے لگی تھی۔۔۔

ماں کو یہاں تک پہنچا کر بھی سکون نہیں ملا تمہیں ایمان۔۔۔ اب انہیں بستر سے تو لگا دیا۔۔۔ یہاں سے مزید کہاں پہنچانا چاہتی ہو۔۔۔ انکی آواز میں تاسف تھا ملال تھا دکھ تھا۔۔

وہ شرمندگی سے بہتی آنکھوں سمیت سر جھکا گئی۔۔۔ وہ کچھ ناکرتے ہوئے بھی سب کی نگاہوں میں مجرم بن گئی تھی۔۔۔

کہاں کمی رہ گئی تھی ہماری محبتوں میں ایمان جو تم نے یہ گھٹیا قدم اٹھایا۔۔۔ تم گڑیا تھی ہماری۔۔۔ ہمارا مان۔۔۔ تمہیں کہیں بھی شادی کرنی تھی بتاتی تو صحیح۔۔۔ ناجانے کب سے چل رہا تھا یہ معاشقہ اور تم نے ہمیں کانوں کان خبر تک ناہونے دی۔۔۔ بھائی کی روح چھلنی کرتی باتوں پر ایمان کا دل چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔

شاید تمہارے شوہر کی دولت نے متاثر کیا تمہیں۔۔۔ اور اسکی دولت تمہارے بھائیوں کی عزت اور مان پر حاوی ہو گئی جو تمہارے سروں میں خاک انڈیل کر چلے گئی۔۔۔

خیر جو بھی ہے جاو یہاں سے۔۔۔ ہماری زندگیوں میں تم جیسی خود سر لڑکی کی کوئی جگہ نہیں۔۔ اس سے پہلے کے تمہاری شان میں گستاخی تمہارے رئیس زادے شوہر کو بری لگے اور وہ اپنی طاقت کا استعمال کرتا پھر سے ہمارے روبرو آئے۔۔۔ شکل گم کرو یہاں سے اپنی۔۔۔ بھائی کے لہجے میں گہری کاٹ تھی۔۔۔ اس سے سر اٹھانا محال ہوا۔۔۔

امی سے ملنا ہے بھائی۔۔۔ اسکا لہجہ کپکپا اٹھا۔۔۔ کب کی تھی اس پیلے بھائیوں نے اس سے اس لہجے میں بات۔۔۔

تمہیں ایسے بات سمجھ نہیں آئے گی میری۔۔۔ نکلویہاں سے۔۔۔ سجاد نے آگے بڑھ کر اسکی بازو کھینچتے اسے کمرے سے نکالنا چاہا۔۔۔ وہ تڑپ تڑپ گی۔۔۔ نہیں بھائی۔۔۔ پلیز معاف کر دیں۔۔۔ میں تو آپکی گڑیا ہوں نا۔۔۔ اور اپنی گڑیا کے ساتھ کون ایسا کرتا ہے۔۔۔ وہ بہت آس سے اسے دیکھتی التجائیں کر رہی تھی۔۔۔ مگر وہ بھائی جو اسکی ایک آواز پر تڑپ اٹھتا تھا اب بے حس بن گیا تھا۔۔۔ شاید مان ٹوٹے تو یو نہیں ہوتا ہے۔۔۔

سجاد۔۔۔ میری بچی۔۔۔ ایمان۔۔۔

ماں کی تڑپتی آواز اور بگڑتی طبیعت پر وہ تھما۔۔۔

سجاد ماں کی طبیعت بگڑ رہی ہے۔۔۔ چھوڑ دیں اسے۔۔۔ بھابھی کے کہنے پر وہ غصے

سے ایمان کی بازو چھوڑتا کمرے سے ہی نکل گیا۔۔۔ جبکہ شوہر کے تیور ملاحظہ

کرتے بھابھی بھی اس کے پیچھے لپکی۔۔۔

انکے جاتے ہی ایمان بھاگ کر ماں کی جانب لپکی اور ننھے بچے کی مانند ان سے لپٹتی

ڈھاریں مار مار کر رو دی۔۔۔ اور سامنے تو پھر ماں کا دل تھا۔۔۔ انہوں نے بھی بنا

کچھ کہے بنا کچھ پوچھے بہتی آنکھوں سمیٹ اسے اپنی آغوش میں سمالیا۔۔۔

شوہر کیساتھ آئی ہو کیا ایمان۔۔۔ ماں اسے خود سے الگ کرتیں یا سیت سے گویا

ہوئیں۔۔۔ ایمان کو لگا ماں کے اس سوال پر اس کا دل پھٹ جائے گا۔۔۔ وہ آنسو بہاتی

بنا کچھ بولے خاموش ہی رہی۔۔۔ کیا کہتی۔۔۔ سمجھ ہی نا آیا۔۔۔

کیوں کیا تم نے ایسا ایمان۔۔۔ ماں سے تو شئیر کرتی بچے۔۔۔ تم نے تو میری ناک
کے نیچے سے اونٹ تک گزار ڈالا اور کانوں کان ہوا تک نا لگنے دی۔۔۔
ایک بار ناسو چاماں کے بارے میں۔۔۔ اپنے بھائیوں کے بارے میں۔۔۔ ماں بستر
پر دھتیں بے بسی سے رو دیں۔۔۔
جانتی ہو حامد گھر سے باہر تک نہیں نکلتا۔۔۔ لوگ فقرے کستے ہیں کے اسکی بہن
فلاں کیساتھ بھاگ گئی۔۔۔ بہت تکلیف میں ہیں میرے دونوں بچے۔۔۔
اور حامد تو سب سے زیادہ جذباتی ہے۔۔۔ بہت اثر لیا ہے اسنے تمہاری اس حرکت
کا۔۔۔ ماں کے لہجے میں ملال تھا۔۔۔ ایمان سے سراٹھا پانا محال ہوا۔۔۔
دل کا بوجھ مزید بڑھنے لگا۔۔۔ پہلے سے دکھی دل مزید دکھی ہو گیا۔۔۔
ماں کیا آپکو بھی اپنی بیٹی ایسی لگتی ہے جو ماں اور بھائیوں کا مان توڑتی انکے سروں پر
خاک انڈیل جائے۔۔۔ شدت غم سے اسکی آواز بو جھل تھی۔۔۔
نا۔۔۔ میرا دل ابھی تک نہیں مانتا کہ میری معصوم بچی ایسا کچھ کر سکتی ہے۔۔۔
مگر حقیقت سے منہ کیسے موڑوں۔۔۔ جو تن کر میرے سامنے آن کھڑی ہوئی
ہے۔۔۔ ماں نے گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔

میں نے کچھ نہیں کیا ماں۔۔۔ آپکی بیٹی بے قصور ہے۔۔۔ بس۔۔۔ بس یہ سمجھ لیں
کے قسمت کی ستائی ہوئی ہوں۔۔۔ وہ ماں کے شانے پر سر ٹکاتی سسکتی ہوئی ماں کو
خود پر بیٹی ہر داستان حرف با حرف سناتی چلی گئی۔۔۔

بس اسکی برداشت اتنی ہی تھی۔۔۔ وہ سب کی نفرتیں برداشت کر سکتی تھی مگر
ماں کی نہیں۔۔۔ اور بڑی بات وہ ماں سے کچھ چھپا بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔ ماں سے
بھی چھپاتی تو شاید مر جاتی۔۔۔

تھک گئی ہے آپکی بیٹی ماں۔۔۔ مجھے لگتا ہے غم سے میرا سینہ پھٹ جائے گا۔۔۔
اسکی آواز کا کرب ماں کا دل چیر گیا۔۔۔ اور تھرا تو وہ ویسے ہی گئیں تھیں بیٹی کی
آبِ بیتی سن کر۔۔۔

آپ سے دل ہلکا کئے بنا نہیں رہ سکتی تھی ماں لیکن آگے یہ بات میرے بھائیوں
تک نہ جائے۔۔۔ ورنہ بہن کا بھاگ کر نکاح کرنا وہ کسی نا کسی طرح قبول کر

گئے۔۔۔ حقیقت قبول نہیں کر پائیں گے۔۔۔ اور سچی بات ہے ماں ہم خان سے
ٹکرا نہیں سکتے۔۔۔ اور جو بھی ہے ہوں تو انکے نکاح میں ہی نا۔۔۔ اس لئے اس

بات کو کم از کم تب تک بھائیوں تک نہیں پہنچنا چاہیے جب تک یہ وقت اور حالات

کی گرد تلے دبتی اپنا اثر کھو نہیں جاتی۔۔۔ کیونکہ گرے مردے کوئی نہیں اکھارتا
البتہ ابھی بھی وقوع پذیر ہوئے واقعہ کو بہت اچھالا جاتا ہے۔۔۔
ماں بیٹی کی باتیں سن اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔ وقت اور حالات نے انکی معصوم سی بچی
کو کتنا بڑا کر دیا تھا کہ وہ اتنی بڑی بڑی باتیں کرنے لگی تھی۔۔۔
یہ ابھی تک یہیں ہے ماں۔۔۔ گئی نہیں۔۔۔ دفعتاً بھیا اور بھا بھی واپس ماں کے
کمرے میں آئے تو ابھی تک ایمان کو وہیں ماں کے پاس بیٹھے دیکھ بھیا تنفر سے گویا
ہوئے۔۔۔

وہ کہیں نہیں جائے گی۔۔۔ اپنی ماں کے پاس بیٹھی ہے وہ۔۔۔ جسے اس سے مسئلہ
ہے وہ خود جاسکتا ہے۔۔۔
ماں ایک دم اسکی ڈھال بنتیں کرخت لہجے میں گویا ہونٹیں یوں کے بھیا کے ساتھ
ساتھ بھا بھی ابھی ماں کی اس چشم پوشی پر انہیں دیکھ کر رہ گئی۔
چلو انسہ۔۔۔ سجاد ایمان کو غصے سے گھورتا بیوی کا ہاتھ تھامے وہاں سے نکلتا چلا
گیا۔۔۔

اسکے جاتے ہی ایمان کی جان پر بن آئی۔۔۔

امی آپکو بھائی سے یوں بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔۔۔
سب کی فکر کرنا چھوڑ دو میری بچی۔۔ مجھے بتاؤ تم نے کھانا کھایا۔۔ ماں نے کھینچ کر
اسے سینے سے لگاتے محبت سے اسکے بال سہلائے۔۔ بیٹی پر گزری وقت و حالات
کی ستم ظریفی پر ماں کا کلیجہ پھٹ رہا تھا۔۔۔۔
ایمان کا دل بھر بھر آیا۔۔ بلاشبہ یہ فکر محض ماں کو ہی ہوتی ہے۔۔۔ اسنے نفی
میں سر ہلایا۔۔۔

اچھا چلو آنسو صاف کرو۔۔ وہ ڈبہ اٹھاو اس میں کھانا ہے آؤ دونوں کھانا
کھائیں۔۔۔

ماں کے کہنے پر وہ آنسو صاف کرتی وہ ڈبہ اٹھالائی۔۔۔

ساری رات ماں بیٹی نے ایک دوسرے کے ساتھ راز و نیاز کرتے آنکھوں میں
کاٹی۔۔۔ ماں کو رہ رہ کر بیٹی کے مستقبل کی فکر کھائے جارہی تھی۔۔۔
کنزل ایمان۔۔۔ اس سے تو بہتر تھا کہ تم اس سے طلاق لے لیتی۔۔۔ کم از کم میں
تمہاری کہیں اور شادی کر کے تمہیں محفوظ ہاتھوں میں سونپ کر پر سکون تو ہو

پاتی۔۔۔ وہ ماں کے بستر پر ماں کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی۔۔۔ اور ماں تکیوں سے ٹیک لگائے بیٹھیں اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتیں کھوئی کھوئی سی بول رہی تھیں۔۔۔

بیٹی کو پا کر انکا بی پی بھی کنٹرول ہونے لگا تھا۔۔۔۔۔
کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ ماں۔۔۔ ابھی سب نے مجھے خان کے نکاح میں ہونے کے باوجود قبول نہیں کیا۔۔۔ طلاق لے کر آتی تو ویسے ہی سنگسار کر دیتے سب مجھے۔۔۔ اور رہ گئی بات کہیں اور شادی کی۔۔۔ تو یہ مردوں کا معاشرہ ہے۔۔۔ کون قبول کرتا تین دن گھر سے باہر رہنے والی لڑکی کو۔۔۔ اسکا دل کر لایا اٹھا۔۔۔
ویسے بھی کہتے ہیں خدا کے ہر کام میں کوئی نا کوئی مصلحت ہوتی ہے جو انسانوں کی عقل سمجھ سے بالاتر ہوتی ہے۔۔۔ وہ تحمل سے بولی۔۔۔۔۔
اور ماں کو قبول کرنا پڑا کہ حالات و واقعات نے انکی معصوم اور چھوٹی سی بیٹی کو یکدم ہی عمر سے بہت بڑا اور سمجھدار بنا دیا ہے۔۔۔۔۔

صبح تک ماں کو ڈسچارج مل گیا۔۔۔ دونوں بھائی ماں کو ہسپتال لینے آئے تو سامنے
ماں کے ساتھ ایمان کو بیٹھا دیکھ انکا حلق تک کڑوا ہوا اٹھا۔۔۔ یہ لڑکی اسقدر ڈھٹائی
کا مظاہرہ کرے گی وہ تصور تک نا کر سکتے تھے۔۔۔

انتہا تو تب ہوئی جب ماں نے انکے ساتھ جانے سے صاف انکار کر ڈالا۔۔۔
میں ایمان کے ساتھ اسکے گھر جا رہی ہوں۔۔۔ حامد تم رات میں مجھے وہاں سے لے
آنا۔۔۔

میں ہر گز کسی کے گھر آپکو لینے نہیں آؤں گا۔۔۔ ماں کی بات پر وہ غصے سے اچھل
پڑا۔۔۔

مت آنا گھر۔۔۔ باہر تک آ جانا۔۔۔ میں خود ہی باہر آ جاؤں گی۔۔۔ ماں نے اسکے
غصے کی مطلق پرواہ نا کرتے ناک سے مکھی اڑائی اور کنزل کا بازو تھامتیں کمرے
سے نکل گئیں۔۔۔ جبکہ پیچھے دونوں بھائی انکی پشت تکتے رہ گئے۔۔۔

ماں کو ایمان سے پیار تھا۔۔۔ وہ جانتے تھے۔۔۔ ان سب کی ہی ایمان میں جان
تھی۔۔۔ لیکن بیٹی کے اتنے بڑے کارنامے کے بعد وہ اتنی آسانی سے اسے معاف کر
چکیں تھیں یہ بات سب کی عقل سمجھ سے بالاتر تھی۔۔۔

گھر تو تمہارا شاندار ہے ایمان۔۔۔ ماں لاونج کے خوبصورت مخملی صوفے پر بیٹھیں
گھر کو ناقدانہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔

جبکہ ایمان سامنے ہی کچن میں لُنج کی تیاری کرتی ماں کی باتیں سن رہی تھی۔۔۔
چلو مالی تنگی تو نہیں آنے والی تمہیں۔۔۔ لیکن پھر بھی پیسہ ہمسفر کی کمی پوری نہیں
کر سکتا۔۔۔ بات کرتے کرتے وہ افسردہ ہو جاتیں۔۔۔

ایمان نے گہرا سانس لیتے پیاز کاٹنے کے بعد پلاؤ بنانا شروع کیا۔۔۔
تم اکیلی کیسے رہو گی ایمان۔۔۔ ماں کو مسلسل اسی کی فکر کھائے جا رہی تھی۔۔۔
اکیلی کیوں ماں۔۔۔ آپ آتی جاتی رہنا نا۔۔۔ چکر لگاتی رہنا میرے پاس۔۔۔
تم ایک کام کرو۔۔۔ تم چلو واپس میرے ساتھ گھر۔۔۔ تمہارے بھائیوں کو میں
خود دیکھ لوں گی۔۔۔ بولیں گے غصہ کریں گے نا۔۔۔ تم نظر انداز کر دینا۔۔۔ کچھ
دنوں بعد خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔۔۔ وہ بھی بے بس ہیں۔۔۔ کیا
کریں۔۔۔ دنیا جینے بھی تو نہیں دیتی۔۔۔ اور وہ حقیقت سے بھی تو نا آشنا ہیں نا۔۔۔

ماں کا ذہن انہی باتوں میں الجھ کر رہ گیا تھا۔۔۔ اور کیوں نا الجھتا۔۔۔ ماں تھیں۔۔۔
انہیں تو ساری اولاد کی ہی فکر تھی۔۔۔۔

نہیں ماں۔۔۔ مجھے یہ قبول کرنے میں رتی برابر عار نہیں کی میری عزت خان کے
نام سے۔۔۔ انکے دم سے ہے۔۔۔ لوگوں نے مجھے قبول بھی میرے شوہر کے دم
سے کیا ہے۔۔۔

ابھی تو ایک بھرم قائم ہے۔۔۔ اسے قائم ہی رہنے دیں۔۔۔ سب کی نظر میں میں
خان کے سنگ اپنا گھر بسا رہی ہوں۔۔۔ لوگوں کی اس خوش فہمی کو قائم رہنے
دیں۔۔۔ کیونکہ جب تک انکی یہ خوش فہمی قائم ہے۔۔۔ میں سراٹھا کر اس
معاشرے میں جی سکتی ہوں۔۔۔ کوئی ٹیرھی نظر سے میری جانب دیکھنے کا سوچے گا
بھی نہیں۔۔۔

لیکن جیسے ہی لوگوں کی یہ خوش فہمی دور ہوئی اور وہ حقیقت سے آشنا ہوئے۔۔۔
سوچ ہے آپکی ماں کہ زندگی میرے لئے کتنی مشکل ہو جائے گی۔۔۔
لوگوں کی سب سے پہلی نظر میری رقم اور اس اپارٹمنٹ پر ٹکے گی۔۔۔ اور اکیلی
لڑکی تو ویسے بھی سب کے لئے ترنوالہ ہوتی ہے۔۔۔ مجھے اپنانے کے لئے بہت ہاتھ

بڑھیں گے۔۔۔ مگر درحقیقت انکا مقصد کیا ہوگا آپ باخوبی جانتی ہیں۔۔۔ اس لئے فلحال اس معاملے کو ایسے ہی رہنے دیں۔۔۔

ایمان کے لہجے میں ٹھہراؤ تھا۔۔۔ جیسے وہ یہ سب باتیں سوچ چکی ہو۔۔۔
ماں کو اسکی دوراندیشی کا قائل ہونا پڑا۔۔۔

لہجہ کرنے کے بعد ماں نے اسکے ساتھ جا کر اسے اپنے نام سے سم اشو کروا کر دی۔۔۔

ایمان کالج دوبارہ شروع کر لوں گے۔۔۔ مصروف ہو جاوگی تو دل لگا رہے گا تمہارا۔۔۔۔۔ شام کی چائے پیتے یکدم یاد آنے پر ماں نے اسے مشورہ دیا۔۔۔
میں بھی یہ ہی سوچ رہی ہوں ماں۔۔۔ کیا آپ مجھے گھر سے میرا سامان مطلب کتابیں اور یونیفارم وغیرہ بھیج سکتی ہیں۔۔۔ وہ جھجھک کر گویا ہوئی۔۔۔
ہاں کیوں نہیں۔۔۔ بلکہ حامد کو کہتی ہوں کہ وہ مجھے لینے کے لئے آتا ہوا تمہارا سامان لے آئے۔۔۔

وہ لے آئیں گے کیا۔۔۔ بھائی کی نیچر سمجھتے وہ لب چباتی گویا ہوئی۔۔۔
لائے گا۔۔۔ ضرور لائے گا۔۔۔ ماں پر یقین تھی۔۔۔

ٹھیک ہے پھر میں زخرف کو بتا دیتی ہوں مجھے کیا کیا چاہیے اور وہ کہاں کہاں پڑا ہے۔۔۔ وہ میرا سامان پیک کر دے گی۔۔۔ اس کے کہنے پر ماں سرہاں میں ہلا گئیں۔۔۔

حامد اپنے کمرے سے نکلتا باہر صحن میں آ رہا تھا جب ایمان کے کمرے کا کھلا دروازہ اور جلتی لائٹ دیکھ ٹھٹھک کر رکتا اس جانب بڑھا۔۔۔

لیکن کمرے میں موجود زخرف کو دیکھ یکدم اس کے ماتھے پر شکنوں کا جال بچھنے کے ساتھ ساتھ اس کا غصہ آسمان کو چھونے لگا۔۔۔

تم۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔ وہ بیڈ کے وسط میں چھوٹا سا سیاہ بیگ کھولے اس میں ایمان کا یونیفارم اور اس کی کتابیں رکھ رہی تھی جب وہ اس کے سر پر پہنچتا اس کی بازو کھینچ کر اس کا رخ اپنی جانب کر تا غرایا۔۔۔

اس اچانک افتاد پر زخرف نے تمللا کر اسے دیکھا۔۔۔ جو رف سے ٹراؤز شرٹ میں دوپٹی کی چیل پہنے غیض و غضب سے بھرپور اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔

ماتھے پر بکھرے بال۔۔۔ اور سرخ آنکھیں جو اسکے کئی راتوں کے رتجگے کی غماز تھیں۔۔۔ اس گھر پر ایک قیامت ٹوٹی تھی۔۔۔ جس کے کچھ ناپکچھ اثرات سب پر نمودار ہوئے تھے لیکن سب سے زیادہ اثر اسی نے قبول کیا تھا۔۔۔

مجھے ایمان نے فون کیا تھا اسکی چیزیں پیک کرنے کے لئے۔۔۔

شٹ آپ۔۔۔ جسٹ شٹ آپ۔۔۔ فوراً سے اپنا وجود اور گندی ذہنیت لئے یہاں سے دفع ہو جاو۔۔۔ تم اور تمہاری گھٹیا الفاظی۔۔۔ اسی کا نتیجہ ہے جو لڑکیاں فینٹسی ورلڈ سے امپریس ہوتی باغی ہو کر ایسے گھٹیا قدم اٹھا جاتی ہیں۔۔۔ تمہاری گھٹیا الفاظی کا کچھ تو اثر ہو گا نا ان کچے ذہنوں پر۔۔۔ یکدم ہی وہ پھٹ پڑا۔۔۔ اوہ۔۔۔ تو تم۔۔۔ اپنی بہن کی بغاوت کو اب میرے لکھے سے تعبیر کرو گئے۔۔۔ ایم امپریسڈ۔۔۔ وہ تالی بجاتی اسکی آنکھوں میں دیکھتی طنزیہ گویا ہوئی۔۔۔ حامد کے نارواں رویے کے باعث وہ لمحوں میں تمام لحاظ مروت بھول گئی۔۔۔

واہ۔۔۔ میری ایک سال کی لکھائی میں اتنی طاقت۔۔۔ کے تم لوگوں کی سولہ سالہ تربیت پر ہاوی ہو گئی۔۔۔ ڈیٹس گریٹ۔۔۔ پھر تو میں واقعی بہت عمدہ لکھاری ہوئی۔۔۔

وہ کیوں دہتی تھی اسے اسکے رویے کی بد صورتی کا احساس دلانے کو بازو چڑھائے
میدان میں کودی۔۔۔

حامد مٹھیاں بھینچتا دانت پیس کر رہ گیا۔۔۔ یہ طعنہ چھوٹا تھا۔۔۔ اور انکی بہن نے
انہیں کہیں منہ دکھانے لائق بھی تو نا چھوڑا تھا۔۔۔

دفع ہو جاو یہاں سے مس زخرف۔۔۔ اس سے پہلے کے میں تمہارا خون پی
جاؤں۔۔۔ ضبط کے کڑے مراحل سے گزرتے وہ غرایا۔۔۔ یوں کے گردن کی
رگیں تک واضح ہونے لگیں۔۔۔۔

وہ پورے دل سے مسکرا دی۔۔۔ یہاں رہنے کے لئے آئی بھی نہیں۔۔۔ ویسے
بھی میرا کام مکمل ہو گیا تو جا ہی رہی ہوں۔۔۔ وہ زپ بند کرتی دروازے کی جانب
بڑھی۔۔۔ جب جاتی جاتی رک کر پلٹی۔۔۔

ویسے ایک مفت کا مشورہ دوں۔۔۔

حامد نے اسے غصے سے گھورا۔۔۔ ہنڈ سم لوگوں کو اتنا غصہ نہیں کرنا چاہیے ورنہ وہ
مذید ہنڈ سم لگنے لگتے ہے۔۔۔ اور یہ چیز انکے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔۔۔

وہ اسے بھرپور تپانے کو آنکھ مارتی جھپاک سے باہر بھاگ گئی۔۔۔

یو۔۔۔ بلڈی۔۔۔

گھٹیااا۔۔۔ وہ اپنی کاوش میں سو فیصد کامیاب ٹھہری تھی۔۔۔ تبھی وہ تلملا کر اس کے پیچھے لپکتا۔۔۔ اسے چھپاک سے گم ہوتا دیکھ جھنجھلا کر رہ گیا۔۔۔
دفعۃً موبائل پر ہوتی رنگ ٹیون کی آواز سن کر اس نے موبائل جیب سے نکالتے آن کر کے کان سے لگایا۔۔۔

فون ماں کا تھا۔۔۔ جبکہ دوسری طرف کا مطالبہ سن کر وہ اچھل پڑا۔۔۔ ماں اسے ایمان کا سامان ساتھ لانے کو بول رہی تھیں۔۔۔

ہر گز نہیں۔۔۔ میں ہر گز ہر گز اس لڑکی کا کوئی سامان ساتھ نہیں لا رہا۔۔۔ آپ باہر نکلیں میں بس پہنچ رہا ہوں وہاں۔۔۔
غصے سے کھولتا وہ کسی صورت ماں کے ہاتھ نا آ رہا تھا۔۔۔

حامد۔۔۔ اگر تم اسکا سامان نہیں لاو گے تو پھر وہ اپنا سامان لینے خود آ جائے گی۔۔۔
اور یہ بھی پھر تمہیں گوارا نا ہو گا۔۔۔

وہ ماں تھی اولاد کی تمام دکھتی رگوں سے باخوبی آگاہ تھیں۔۔۔ تبھی اسکی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تو وہ بلبلا کر وہیں تھم گیا۔۔۔

ٹھیک ہے لا رہا ہوں اسکا سامان۔۔۔ آپ اپارٹمنٹ بلڈنگ سے باہر نکلیں۔۔۔ اور
بتادیں اپنی اس لاڈلی کو کے اپنے قدم ہمارے گھر سے کوسوں دور رکھے ورنہ مجھ
سے برا کوئی نہیں۔۔۔

وہ واپس پلٹ کر بستر پر پڑا اسکا بیگ اٹھاتا غرایا۔۔۔

ماں کی عادت تھی فون سپیکر پر لگا کر بات کرنا۔۔۔ یہ ہی وجہ تھی کے کچن میں
کھڑی برتن دھوتی ایمان بھائی کی ایک ایک بات سے مستفید ہوئی تھی۔۔۔

تبدیلی کائنات کا معمور ہے۔۔۔ اور اس کائنات کی یہ ہی بات خوش آئندہ ہے کے

یہاں کوئی بھی چیز ہمیشہ کے لئے نہیں رہتی۔۔۔ ناکسی کی خوبصورتی۔۔۔ نا

جوانی۔۔۔ اور نا ہی خوشیاں۔۔۔ بالکل اسی طرح کسی کی ادا سی۔۔۔ اداس بنجر اور

دکھتا کر بزدل بھی صدا ایسا نہیں رہتا۔۔۔ اس لئے اسکے یہ مشکل دن بھی

ہمیشہ نہیں رہنے والے تھے انشا اللہ یہ دن بھی جلد ہی کٹ جائیں گے۔۔۔ وہ دکھی

دل کیساتھ کھڑی خود کو دلا سے دے رہی تھی۔۔۔۔

انشا اللہ جلد ہی اسکے بھائی اسے دوبارہ قبول کر لیں گے۔۔۔ کیونکہ وقت صد ایک
سا نہیں رہتا۔۔۔ آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر پھسلا جسے اسنے بروقت ہاتھ کی پشت
کی مدد سے رگڑ ڈالا۔۔۔

ماں واپس جا چکی تھیں اور ایمان کو لگا گویا جاتے جاتے وہ اپارٹمنٹ کی ساری رونق
بھی اپنے ساتھ لے گئیں۔۔۔
انکے دم سے گھر گھر لگ رہا تھا۔۔۔ صبح سے وہ وہاں تھیں تو وقت گزرنے کا پتہ ہی نا
لگا البتہ اب انکے جانے کے بعد پھر سے اداسی اور تنہائی کے ناگ اسے ڈسنے لگے
تھے۔۔۔۔

صبح اسے کالج جانا تھا۔۔۔ اس لئے صبح کے حوالے سے اپنی ساری تیاری مکمل کر
کے وہ یونہی بیٹھی تھی۔۔۔ جب خیال آیا کہ کیوں نا کچھ پڑھ ہی لیا جائے۔۔۔
ویسے بھی اتنے دن ہو گئے تھے کوئی ناول نہیں پڑھا تھا۔۔۔ حتکہ زخرف کے ناول
کی بھی کافی اقساط پڑھنے والی رہ گئی تھیں۔۔۔

وہ بیڈ کراؤں سے ٹیک لگاتی یکے بعد دیگرے زخرف کے ہی ناول کی اکھٹی ہو چکی
اقساط پڑھنے لگی۔۔۔

واقعی وہ ایک الگ ہی دنیا تھی۔۔۔ فینٹسی ورلڈ۔۔۔ جہاں ہیر و ہیر و سن کے
نکھرے اٹھاتا۔۔۔ اسکے آگے پیچھے پھرتا اسے شہزادیوں کی طرح ٹریٹ
کرتا۔۔۔ اس پر آنے والی ہر مشکل پریشانی خود پر سہہ جاتا۔۔۔ ہر دم اسکی ڈھال
بنارہتا۔۔۔

پڑھتے پڑھتے یکدم ہی اسکی آنکھوں سے سیل رواں شروع ہو گیا۔۔۔ حقیقی زندگی
کیوں نا تھی ایسی۔۔۔ کیوں تھے حقیقی زندگی میں اتنے چیلنجز۔۔۔۔
کیوں حقیقی زندگی میں ایسے شہزادے نہیں ہوتے۔۔۔ اپنی محرومیاں اور تشنگیاں
مزید ابھر کر سامنے آنے لگیں۔۔۔

ہیر و اور ہیر و سنز کے رومینٹک سینز اسے احساس محرومی میں مبتلا کرنے لگے
تھے۔۔۔ ایسے احساسات آج سے پہلے کبھی نا اسکے ہوئے تھے۔۔۔ شاید ایسے
حالات بھی تو اسکے آج سے پہلے کبھی نا بنے تھے۔۔۔

وہ زخرف کے اس ناولز کی سبھی اقساط پڑھ کر اسکے باقی سبھی ناولز کی چن چن کر
رومینٹک اقساط پڑھ رہی تھی۔۔۔ لیکن تشنگی پھر بھی بڑھ رہی تھی۔۔۔
اسنے زخرف کے علاوہ باقی تمام بولڈ رومینٹک رائٹرز کو سرچ کرنا شروع کر
دیا۔۔۔

وہاں ایسی رائٹرز کی کمی نہ تھی۔۔۔ جو فحش سینز کو مزید نمایاں کر کے دوسروں کی
توجہ حاصل کرنا چاہتی تھیں۔۔۔ وہ بے دلی سے سبکا کام چیک کر رہی تھی۔۔۔
رات کا اندھیر۔۔۔ تنہائی اور وہ۔۔۔

مگر طلب تھی کے ہر لمحے بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔ صرف یہیں پر انتہا نہ ہوئی وہ اس
تنہائی میں ٹر گر ہوتی مزید کی جستجو کر رہی تھی۔۔۔
اور پھر انسان کو وہی ملا ہے جسکی وہ جستجو کرتا ہے۔۔۔

کافی دیر کی جستجو اسے ناول کے نام پر فحش مواد سے فحش ویب سائٹس تک لے آئی
تھی۔۔۔۔۔ مگر براہو پاکستان میں بہت سی فحش ویب سائٹس لاکڈ تھیں۔۔۔ وہ
سیدھے طریقے سے ان تک ایکسنا حاصل کر پائی تھی۔۔۔۔۔

مگر اتنی جستجو کے بعد یہاں تک پہنچ کر وہ خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹ سکتی تھی۔۔۔
اسے بس کسی بھی طرح ان ویب سائٹس تک رسائی حاصل کرنی تھی۔۔۔ دماغ پر
طرح طرح کے جذبات کا غلبہ پوری طرح چھایا تھا۔۔۔ اسی لئے مختلف طرح کی
ٹرکس آزما کر اور کچھ جدوجہد کے بعد وہ ان لاکڈ اور بین ویب سائٹس تک رسائی
حاصل کر چکی تھی۔۔۔ اسکے چہرے کی چمک دیدنی تھی۔۔۔ جیسے اسے ہفت اقلیم کی
دولت مل گئی ہو۔۔۔ وہ ایک الگ ہی دنیا تھی۔۔۔ جہاں اسکی عین توقعات کے
مطابق ایک سے بڑھ کر ایک فحش مواد موجود تھا۔۔۔ ایمان کا دل زور سے ڈھرکا
یہ وہ دنیا تھی جس سے کنزل ایمان آج سے پہلے تک ناواقف تھی۔۔۔ اس دنیا سے
اسکا تعارف آج ہوا تھا۔۔۔
مسلسل ویب سائٹس سکروول ڈاون کرتے اسکا حلق خشک ہونے لگا۔۔۔
ایک دفعہ اس تنہائی میں تنہا کمرے میں بیٹھے زیر و پاور کی مدہم روشنی میں سکرین
سکروول ڈون کرتے اسکے ہاتھ کپکپا اٹھے۔۔۔ اسنے تھوک نگلتے یہاں وہاں
دیکھا۔۔۔

مگر دل کو تسلی ہوئی کے وہاں تو کوئی بھی نہیں جو اسے دیکھ رہا ہو۔۔۔ وہ تو تنہا تھی۔۔۔

گھر اسانس خارج کرتی وہ واپس سکرین کی جانب توجہ مبذول کر گئی۔۔۔
اس اندھیرے میں موبائل کی سکرین سے ابھرتی روشنی براہ راست اسکے چہرے پر پڑتی اسکی اس کانٹینٹ سے محویت ظاہر کر رہی تھی۔۔۔
ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا وہ طرح طرح کا فحش مواد دیکھتی اپنے نفس کی تسکین کر رہی تھی۔۔۔

اور یہیں نہیں۔۔۔ اسی تنہائی کی رات اس فحش مواد کے سنگ وقت گزارتے کنزل ایمان زندگی میں پہلی دفعہ خود لذتی جیسے فتنی فعل میں مبتلا ہوئی تھی۔۔۔
اور اسنے جانا کے یہ تو کوئی اور ہی دنیا تھی جس سے وہ آشنا ہی آج ہوئی تھی۔۔۔
یہ کنزل ایمان کی گناہوں کی دلدل میں ڈھنسنے کی پہلی رات تھی۔۔۔ اور وہ اپنے زیاں سے بے خبر بہت مطمئن تھی۔۔۔ جیسے اس سے زیادہ مطمئن کبھی ہوئی ہی نا ہو۔۔۔ بلاشبہ گناہ میں بہت لذت ہے۔۔۔

ساری رات اسی دلدل میں بڑے شوق سے اترنے کے بعد فجر کی اذانوں کے وقت ہی اس پر غنودگی چھانے لگی۔۔۔

اور گناہوں کی طرف قدم لیجانے کے بعد سب سے پہلا کام یہ ہی ہوتا ہے کہ اللہ اس انسان سے بہت نامحسوس انداز میں سجدے کی توفیق چھین لیتا ہے۔۔۔ اور غفلت میں مبتلا ہوتے انسان کو اس چیز کا احساس تک نہیں ہو پاتا۔۔۔

قدم تو وہی ہوتے ہیں جنہیں چاہے تو اللہ کی جانب موڑ لیا جائے۔۔۔ اور چاہے تو گناہوں کی دلدل کی جانب۔۔۔

جب یہ قدم اللہ کی طرف مڑتے ہیں تو ان قدموں کی گناہوں کی جانب سے خود بخود دوری بڑھنا شروع ہو جاتی ہے۔۔۔

اور بالکل اسی طرح جب یہ قدم گناہوں کی جانب بڑھنا شروع ہوتے ہیں تو خود بخود اللہ سے دور ہوتے جاتے ہیں۔۔۔

نیند سے بوجھل ہوتی آنکھوں کیساتھ موبائل ایمان کے ہاتھ سے چھوٹا اور وہ وہیں بے سدھ ہوتی سو گئی۔۔۔

شامیر بیٹا اگر تم برانا منا تو ایک بات پوچھوں۔۔۔ شامیر باپ کے ساتھ انکے
کمرے میں بیٹا بزنس کے بارے میں کچھ ڈسکس کر رہا تھا جب ماں کی کھوئی کھوئی سی
آواز پر چونک کر انکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔
جی ماں حکم کیجئے۔۔۔

بیٹا تین سال ہو گئے تمہارے اور پرورشہ کی شادی کو۔۔۔ تم لوگ اپنی فیملی سٹارٹ
کرنے کے بارے میں کب سوچو گئے۔۔۔ میں تمہارے بچوں کو کھلانا چاہتی
ہوں۔۔۔ عدنان اور ذویب کے بچوں کیساتھ ساتھ تمہارے بچوں کو بھی اپنے
آنگن میں پروان چڑھتے دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔
ماں کی بات سن کر وہ مسکرا دیا۔۔۔
اس بارے میں آپکو اپنی بہو سے پوچھنا چاہیے ماں۔۔۔ وہ ابھی اولاد کے لئے تیار
نہیں۔۔۔ البتہ مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔ مجھے ویسے ہی بچے بہت پسند ہیں۔۔۔
اسنے ہلکے پھلکے انداز میں بات ہوا میں اڑائی۔۔۔

کیسے مرد ہو تم شامیر۔۔۔ جب تمہیں اولاد کی خواہش ہے تو۔۔۔ بیٹے کی بات سن کر بابا آگ بگولہ ہوئے جبکہ شامیر انکی بات کا مفہوم اچھے سے سمجھتا درمیان میں ہی انکی بات کاٹ گیا۔۔۔

اولاد کی خواہش ضرور ہے بابا لیکن میں زبردستی کا قائل نہیں۔۔۔

زبردستی کیسی شامیر۔۔۔ تم نے پروشہ کو بہت ڈھیل دے رکھی ہے بچے۔۔۔ نا اسکے گھر آنے کا پتہ ہوتا ہے نا جانے کا۔۔۔

نا اسکا گھر میں دل لگتا ہے نا ہی گھر داری میں۔۔۔ ہم میں تو وہ دو گھری بیٹھتی تک نہیں۔۔۔ ماں کی جانب سے اگلا شکوہ آیا۔۔۔

ہو جائے گی ٹھیک ماں۔۔۔ ابھی کرنے دیں اسے انجوائے اپنی زندگی۔۔۔ کم از کم کوئی مجھے یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ میں نے اس پر کوئی پابندیاں عائد کی یا اسکے ساتھ اپنی رشتے کو نبھانے کی کوشش نہیں کی۔۔۔ وہ اپنی مرضی کی مالکن ہے۔۔۔ اور زندگی اپنی شرطوں پر گزار رہی ہے۔۔۔ اور مجھے اس سے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔ اسنے شانے اچکاتے بات ہی ختم کر دی۔۔۔ جبکہ ماں کے ساتھ ساتھ بابا

بھی اسے گھور کر رہ گئے۔۔۔ انکایہ سپوت خاندان میں سب سے بڑا زن مرید
ثابت ہوا تھا۔۔۔

اگلے دن ایمان کی آنکھ کھلی تو کالج جانے میں محض بیس منٹ باقی تھی۔۔۔ وہ ہڑبڑا
کر اٹھ بیٹھی۔۔۔ جب نظر پاس ہی پڑے موبائل پر گئی اور آن کرنے پر نظر آنے
والا وہ کانٹینٹ جسے وہ ساری رات دیکھتی رہی تھی اب خود ہی اسے دیکھ کر بوکھلا
اٹھی۔۔۔ جلدی سے ادھر ادھر دیکھ کر کسی کے ناہونے کا تعین کیا اور بعجلت اسے
بند کر کے کالج کے لئے تیار ہونے کے لئے بھاگی
بھاگم بھاگ تیار ہو کر وہ چائے کے ساتھ بریڈ کا سلاٹس کا کھاتی کالج کے لئے
نکلی۔۔۔

کالج پہنچ کر بھی اسے کئی سٹوڈینٹس کی جانب سے شادی کی مبارکباد وصول
ہوئی۔۔۔ گویا یہ واقعہ جنگل میں آگ کی مانند پھیل چکا ہو۔۔۔ اور لوگ طنز کے
ریپر میں لپیٹ لپیٹ کر اسے مبارکباد پیش کر رہے ہوں۔۔۔ ایمان کو وہ مبارکباد

بھی لوگوں کی جانب سے کوڑے محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ لیکن اسنے آنکھ کان سب بند کر لئے۔۔۔

اتنے دنوں کی چھٹیوں کے بعد اسے پچھلا سارا کام کور کرنے میں دشواری ہو رہی تھی۔۔۔

پے درپے کلاسز لینے کے بعد بریک میں وہ زخرف کیساتھ ہی گراونڈ میں آگئی۔۔۔ خان بھائی کیسے ہیں ایمان۔۔۔ یقیناً تم سے بہت محبت کرتے ہونگے۔۔۔ ویسے کب سے چل رہا تھا یہ سب اور تم نے تو ہوا تک نا لگنے دی۔۔۔۔۔ زخرف اسکے پاس بیٹھی اس سے سوال جواب کر رہی تھی جبکہ وہ محض مسکرا کر رہ گئی۔۔۔ کیا جواب دیتی اسکے ان سوالوں کا۔۔۔ بس ایک بھرم قائم تھا۔۔۔ اور وہ دعا گو تھی کہ یہ بھرم تاحیات قائم رہے۔۔۔

اچھا یہ بتاؤ تمہاری خان بھائی سے پہلی ملاقات کیسے ہوئی۔۔۔ انہوں نے تمہیں اپروچ کیا یا پہل تمہاری جانب سے ہوئی تھی۔۔۔ ویسے تم جتنی شائے ہو پہل تو تمہاری جانب سے ہو نہیں سکتی۔۔۔

خیر جو بھی ہے۔۔۔ خان بھائی ہیں بہت ہنڈ سم۔۔۔ پورا محلہ انکی امارت اور
پر یسنیلٹی کا گرویدہ ہو گیا ہے۔۔۔

زخرف کی باتوں پر ایمان کی نگاہوں کے سامنے خان کی شبیہ لہرائی۔۔۔ بلاشبہ وہ
تھا اس قابل کے اسے چاہا جائے۔۔۔

مگر وہ حاصل ہو کر بھی لا حاصل ہو گیا تھا۔۔۔ اور تو اور رابطے کے سبھی ذریعے
کاٹ کر ساتھ لے گیا تھا۔۔۔ ایمان کے دل سے ہوک سی نکلی۔۔۔

چھوڑو یہ سب ایمان۔۔۔ بتاؤ۔۔۔ ناول مکمل کب ہو رہا ہے تمہارا۔۔۔ پیپی
اینڈنگ کرنا سبھی کیلنز کی اور آج ایک رومینٹک سی اپی سرپرائز کے طور پر بھی
دے دینا۔۔۔ وہ بات کا رخ موڑنے کو گویا ہوئی۔۔۔
زخرف کھکھلا کر ہنس دی۔۔۔

تمہاری کہانی بھی کسی ناول سے کم تھوڑی ہے۔۔۔ عام سے گھرانے میں رہنے والی
لڑکی محلوں میں پہنچ گئی۔۔۔

اسے شاید ایمان کی کہانی جاننے میں زیادہ ہی دلچسپی تھی۔۔۔

ویسے اگر تم مجھ سے کا اپڑیٹ کر کے اپنی کہانی سناؤ تو میں تم پر بھی کہانی لکھ سکتی ہوں اور یقیناً میرے ریڈرز کو یہ کہانی بہت پسند آئے گی۔۔۔
وہ کسی بھی طرح اسے اسکی کہانی سنانے پر اکسانا چاہتی تھی۔۔۔
میری کہانی میں ایسا کچھ خاص نہیں زخرف جسے لکھا جاسکے۔۔۔ وہ گہری سانس خارج کر کے رہ گئی۔۔۔

کیوں بھی۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ اتنے ٹریجیڈک انداز میں شادی ہوئی تمہاری۔۔۔

خان بھائی نے اتنے فلمی انداز میں اینٹری دے کر سب کے سامنے تمہیں پھر سے اپنایا۔۔۔ پھر تم ایسا کیسے کہہ سکتی ہو۔۔۔ شیرنا کرنا چاہو تو وہ الگ بات۔۔۔ وہ نڑو تھے پن سے بولی۔۔۔

اچھا چھوڑو۔۔۔ یہ بتاؤ خان بھائی رو مینٹک ہیں یا نہیں۔۔۔ اور وہ۔۔۔
انفنف۔۔۔ یار۔۔۔ راز کی باتیں سب کو نہیں بتاتیں۔۔۔ اس لئے چلو اٹھو آؤ
کینیٹین چلیں بھوک لگ رہی ہے مجھے جا کر کچھ کھاتے ہیں۔۔۔

اس سے پہلے کے زخرف مزید کچھ معنی خیز سا پوچھتی وہ اسکی بات کا مفہوم سمجھتی
عقلمدی کا مظاہرہ کرتی اسے ٹوک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

اسکارخ کینیٹین کی جانب تھا۔۔۔ زخرف نے بھی اسکی تقلید کی۔۔۔ سچ بات تھی
کے اسکے پاس زخرف کی کسی بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔۔۔ اور اپنی کہانی وہ کسی
سے بھی سنیر نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔ اپنی دوست سے بھی نہیں کے اسے اپنا
بھرم سب سے عزیز تھا۔۔۔

دنیا میں جو ایک ہستی قابل اعتبار تھی۔۔۔ جس سے وہ بنا سوچے سمجھے اپنا ہر دکھ
درد سنیر کر سکتی تھی اس سے کر چکی۔۔۔ اور اس ایک رشتے کے علاوہ دنیا میں
دوسرا کوئی مخلص رشتہ نہیں۔۔۔ سب غرض کے رشتے ہیں تو وہ کہیں بھی اپنی
آپ بیتی سنا کر لوگوں کو خود پر ترس کھانے کا موقع نہیں دے سکتی تھی۔۔۔

ایمان کے شب و روز اور اسکی تنہائیاں مسلسل اسی دلدل میں دھنستے گزر رہی تھیں
جسکے بارے میں اسے علم ہی نا تھا۔۔۔ بس نا محسوس انداز میں اسکی تنہائیاں عیب
دار ہو گئی تھیں۔۔۔ نمازوں میں طویل وقفہ آنے لگا تھا۔۔۔ یاد آتا تو نماز ادا کر لیتی

ورنہ سار اسار ادن اور رات ایک ہی گرداب میں پھنسے گزر جاتا۔۔۔ ایسے میں
اسکی بے رنگ زندگی میں ہوا کا ایک جھونکا ثابت ہوتا تھا اس کے اپارٹمنٹ میں
آنا۔۔۔

ماں اسے ہر گز بھولیں نا تھی۔۔۔ بلکہ بیٹی کا غم ان کے دل میں ہنوز ویسے ہی تازہ
تھا۔۔۔ تبھی بیٹوں کی ناراضگی کی پرواہ کئے بنا وہ ہر دوسرے دن ایمان کے پاس
موجود ہوتیں۔۔۔ سار اسار ادن اس کے پاس رہتیں۔۔۔ اور بعض اوقات رات میں
بھی اس کے پاس ہی ٹھہر جاتیں۔۔۔

گھر میں جب ایمان کی کوئی فیورٹ ڈش پکتی وہ بیٹی کے لئے ضرور لاتیں۔۔۔
اور ماں کی موجودگی سے ایمان کو بھی دوسرا ہٹ کا احساس ہوتا۔۔۔ اس کا دن اچھے
سے گزر جاتا۔۔۔ ورنہ تنہائی میں دل لگانے کو وہ بہت غلط راستوں کی مسافر بن گئی
تھی۔۔۔ جسکی کانوں کان خبر ماں تک کو بھی نا ہو سکی تھی۔۔۔

بظاہر موبائل ایک چھوٹا سا آلہ تھا مگر وہ اپنے اندر کن کن تباہ کاریوں کو چھپائے
ہوئے تھا اس کا اندازہ اس سادہ لوح ماں کو کیسے ہوتا جس نے اسے استعمال ہی محض کال
کرنے یا کال سننے کے لئے کیا تھا۔۔۔

اب بھی ماں دوپہر سے اسکے اپارٹمنٹ میں آئی ہوئی تھیں جب وہ شام کی چائے پیتیں اس سے مستفسر ہوئیں۔۔

ایمان پورا مہینہ گزر گیا بچے کیا تمہارے شوہر نے تم سے کوئی رابطہ کیا۔۔۔ وہ ماں تھیں کیسے اس سے بے خبر ہو جاتیں۔۔۔

اور ایمان کو لگا جیسے گرم چائے اسکے حلق میں ہی کہیں اٹک گئی ہوئی۔۔۔ وہ جھکے سر سمیت سرنفی میں ہلا گئی۔۔۔ جیسے خان کے رابطہ ناکرنے میں بھی سراسر اقصو راسی کا ہو۔۔۔

تو بیٹا تم خود اس سے رابطہ کر لیتی۔۔۔ کہتی کے زیادہ نہیں تو مہینے آدھ مہینے بعد ایک آدھ چکر تو تمہارے پاس لگا جائے۔۔۔ انکی آواز میں فکر مندی تھی۔۔۔ میرے پاس انکار رابطہ نمبر نہیں ہے ماں۔۔۔۔ وہ کپ کے کنارے پر انگلی پھیرتی آہستگی سے گویا ہوئی۔۔۔

کیا۔۔۔ تمہارے پاس اسکا نمبر بھی نہیں۔۔۔ ماں کو شدید حیرت کا جھٹکا لگا۔۔۔

وہ بنا بولے لب کچلتی سر نفی میں ہلا گئی۔۔۔ اسکا کوئی اور اتہ پتہ۔۔۔ کوئی ٹھکانہ۔۔۔
کوئی ایڈریس۔۔۔ وہ کہاں رہتا ہے۔۔۔ مجھے بتاؤ میں خود اس سے ملوں گی۔۔۔
ماں کی پیشانی پر تفکرات کے جال ابھرنے لگے۔۔۔
میں کسی بارے میں کچھ نہیں جانتی۔۔۔ بس اتنا پتہ ہے کہ وہ بنیادی طور پر یہاں
کے رہائشی نہیں۔۔۔ انکا تعلق اسلام آباد سے ہے۔۔۔ لاہور تو وہ یونیورسٹی کے
لئے آئے ہیں۔۔۔ ایمان کے بتانے پر ماں سر تھام کر رہ گئیں۔۔۔
انہیں بیٹی کا مستقبل تاریک دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

یہ ماں کی گھر میں کی جانے والی کاوشوں کا ہی نتیجہ تھا جو پتھر میں ڈرار پڑنے لگی
تھی۔۔۔

وہ اٹھتی بیٹھتی گھر میں بیٹی کے حق میں بات کرتی رہتیں۔۔۔ شروع شروع میں
انکی اس طرف داری پر دونوں بیٹے تلملا جاتے۔۔۔ لیکن ماں نے مطلق پرواہ نا
کی۔۔۔ یہ ہی وجہ تھی کہ اب وہ رفتہ رفتہ بنا تلملائے ماں کی باتیں خاموشی سے سن
لیتے۔۔۔ البتہ تبصرہ کرنا ضروری نا سمجھتے۔۔۔

ماں ایمان کے لئے بے حد فکر مند تھیں۔۔۔ انہیں اپنی زندگی کا کوئی بھروسہ نہ تھا
جانے کب داغ مفارقت دے جاتی۔۔۔ وہ بس بہن کو بھائیوں سے جوڑنا چاہتیں
تھی۔۔۔ کے بھائیوں کے دل بہن کی جانب سے صاف ہوں اور وہ آپس میں
دوبارہ ملنے جلنے لگیں۔۔۔ تاکہ بھائی بہن کی خبر گیری رکھیں۔۔۔
اور انکی ان کاوشوں کا ہی نیچہ تھا کہ آج بھابھی بھائی سے ایک طویل بحث کے بعد
ماں کی سنگ ایمان کے اپارٹمنٹ میں موجود تھیں۔۔۔
ماں اتنے میں ہی راضی تھیں۔۔۔ پتھر میں شگاف پڑنے لگا تھا۔۔۔ آج بھابھی آئی
تھی تو یقیناً کل بھائی بھی ضرور آتے۔۔۔
بھابھی کو اپنے گھر دیکھ کر ایمان کے تو قدم نازمین پر ٹک رہے تھے۔۔۔
مزید یہ کہ بھابھی امید سے تھیں۔۔۔ انکے آخری ماہ چل رہے تھے۔۔۔ اس لئے
ایمان انکے لئے کبھی فروٹ سیلڈ بنا کر لاتی تو کبھی فریش انار کا جوس۔۔۔
اور بھابھی تو اسکے ٹھاٹ دیکھ دیکھ کر حیران ہو رہی تھیں۔۔۔
گھر تو تمہارا بہت پیارا ہے ایمان۔۔۔ بالخصوص یہ فلور کشنز۔۔۔ وہ گھوم پھر کر
اسکا اپارٹمنٹ دیکھتیں لاونج میں پڑے گول فلور کشنز کے کو دیکھ گویا ہوئی۔۔۔

سارا اپارٹمنٹ ہی جدید طرز کے خوبصورت فرنیچر اور بہترین انٹریئر سے مزین تھا۔۔۔

سادہ سے گھروں میں رہنے والوں کے لئے وہ ایک گزری تھا۔۔۔ مزید برآں گرمیوں میں گرم ہوا پھینکتے پنکھوں کے نیچے رہنے والوں اور کئی کئی گھنٹوں کی لوڈ شیڈنگ میں کملائے لوگوں کے لئے اے سی کی ٹھنڈی ہوا اور یو پی ایس کی سہولت بھی کسی نعمت مترکبہ سے کم نہ تھی۔۔۔

ٹھاٹ ہیں بھی تمہارے تو ایمان۔۔۔ کہاں اس ٹوٹے سے گھر میں رہتی تھی اور کہاں یہاں شہزادیوں کی مانند رہ رہی ہو۔۔۔ قسمت کی دیوی بڑی مہربان ہے تم پر۔۔۔ بھابھی نے ستائشی انداز میں کہتے جوس کا گلاس منہ کو لگایا۔۔۔ البتہ ایمان پھیکا سا مسکرا دی۔۔۔ اب اسے کیا بتاتی کہ قسمت کی دیوی اس پر کتنا مہربان ہے۔۔۔۔

اچھا سنو۔۔۔ بھابھی ادھر ادھر دیکھتی رازدارانہ انداز میں اس سے گویا ہوئی۔۔۔ ماں دوسرے کمرے میں نماز ادا کر رہی تھیں۔۔۔

شوہر تو بڑا دو لہتمند ہے تمہارا۔۔۔ تمہیں خرچہ و رچہ دیتا ہے یا نہیں۔۔۔ بھابھی کے پوچھنے پر وہ کھینچ تان کر مسکراہٹ چہرے پر سجاتی سرہاں میں ہلا گئی۔۔۔ کتنے بجے آتا ہے وہ گھر۔۔۔ اگلے سوال پر اسکے دل سے ہوک سی نکلی۔۔۔ جھوٹ زبان کی نوک پر آکر ٹھہر گیا۔۔۔ تم سے پوچھ رہی ہوں کچھ۔۔۔

جی۔۔۔ جی۔۔۔ بھابھی وہ دراصل انکا کوئی ٹائم تھوڑی ہے۔۔۔ اکثر و بیشتر وہ میٹنگ کے سلسلے میں کہیں نا کہیں گئے ہوتے ہیں۔۔۔ اور نا گئے ہوں تو گھر پر ہی ہوتے ہیں۔۔۔ وہ دقت سے بات بناتی بات سمجھا لگتی۔۔۔ لیکن بھابھی کی اس کھوج لینے والی عادت سے اسکے دل کو پتنگھے سے لگ گئے تھے۔۔۔ کہیں اسکے منہ سے کچھ ایسا نا نکل جائے جو نہیں نکلنا چاہیے تھا۔۔۔ بس ماں جلدی سے نماز ادا کر کے آجائیں۔۔۔

اچھا سنو۔۔۔ انکا انداز مزید رازدرا نہ ہوا تو ایمان کا دل زور سے ڈھرکا۔۔۔ اب نا جانے وہ کیا پوچھنے والی تھیں۔۔۔ جی۔۔۔

تمہیں تمہارے شوہر نے تمہارا حق مہر تو دے دیا۔۔۔ کوئی تھوڑا حق مہر نہیں تھا
وہ۔۔۔ پورے پچاس لاکھ تھے۔۔۔

بھابھی کی تفتیش سے وہ گم صم رہ گئی۔۔۔ وہ لہجے اور انداز سمجھنے لگی تھی۔۔۔ اسے
بھابھی سے کسی خطرے کی بو آنے لگی۔۔۔

بھابھی انکا اور میرا کچھ بٹا تھوڑی ناہے۔۔۔ وہ بامشکل مسکرائی۔۔۔
ارے پاگل۔۔۔ ایسے تھوڑی کہتے ہیں۔۔۔ حق مہر تو حق ہوتا ہے ہر لڑکی کا۔۔۔
تمہارے بھائی نے تو پہلے ہی دن ادا کر دیا تھا۔۔۔ وہ اٹھلائی
ایمان انہیں کہہ ناسکی کے آپکا حق مہر پانچ ہزار تھا۔۔۔

ایسا کرو کہ اپنے شوہر سے کہو کہ باقی سب ٹھیک ہے لیکن تمہارا حق مہر ادا
کرے۔۔۔ اس پر تمہارا حق ہے۔۔۔ ارے دشمن تھوڑی ہوں تمہاری۔۔۔

تمہاری بھلائی کی ہی بات کروں گی نا۔۔۔ کچھ نا کچھ ہاتھ میں رکھو۔۔۔ ان امیر

مردوں کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا۔۔۔ کب انکا دل پلٹ جائے۔۔۔

آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں بھابھی۔۔۔

ارے حقیقت بیاں کر رہی ہوں۔۔۔ تم بہت کم عمر ہو۔۔۔ کچھ نہیں جانتی۔۔۔ تم
بس اپنا حق مہر۔۔۔

صد شکر کے ماں کے وہاں آنے پر بھابھی کی حق مہر۔۔۔ حق مہر نامی گردان بند
ہوئی۔۔۔ لیکن ایمان کا دل بہت بھاری ہو چکا تھا۔۔۔ اب اسکے اپنے سگے رشتے
بھی غرض کے رشتے بننے لگے تھے۔۔۔ صد شکر کے ابھی اسکی کہانی پس پردہ
تھی۔۔۔ بھابھی مکمل حقیقت سے آگاہ ہوتیں تو نا جانے کیا کرتیں۔۔۔ ابھی تو وہ
سرے سے ہی نا واقف تھیں کہ ایمان کے حق مہر کے پیسے اسکے اپنے اکاؤنٹ میں
اسی کے نام پر ہیں۔۔۔

آج کل ایمان کی طبیعت بہت گری گری رہنے لگی تھی۔۔۔ اسقدر سستی اور
کاہلی۔۔۔ کے چند قدم چل کر اسکا سانس چڑھ جاتا۔۔۔ کچھ دیر چلتی تو ٹانگیں
کپکپانے لگتیں۔۔۔ پٹھوں میں ہمہ وقت کھنچاؤ رہنے لگا۔۔۔ اٹھتے بیٹھتے آنکھوں کے
آگے اندھیرا چھا جاتا۔۔۔ وہ اپنی ہی کیفیات سے بہت پریشان تھی۔۔۔ ایسا بھلا
کیوں ہو رہا تھا اسکے ساتھ۔۔۔ آج تک تو کبھی نا ہوا۔۔۔

وہ اپنے اندر کمزوری کے کئی اثرات دیکھ رہی تھی۔۔۔ لیکن سب سمجھ سے بالاتر تھا۔۔۔

اس رات تنہائی میں وہ پھر سے انہی راستوں کی مسافر بنی تھی جن پر وہ آج کل چل نکلی تھی۔۔۔ جو اتنی طاقت رکھتے تھے کہ جب وہ ان پر قدم رکھتی تو ان کی کشش اسے ارد گرد سے غافل کرتی مکمل طور پر خود میں مدغم کر لیتی۔۔۔ یوں کہ وہ چاہ کر بھی خود پر اختیار نارکھ پاتی۔۔۔

انہی راستوں کی مسافر بنی جب وہ پھر سے ایک مرتبہ خود لذتی جیسے قبیح فعل کی مرتکب ہوئی تب یکدم ہی اسکی طبیعت خراب ہوا اٹھی۔۔۔

تب اس پر آگاہی کے بہت سے درواہ ہوئے۔۔۔ ایک دم اچانک دماغ میں ایک جھماکہ سا ہوا کہ کہیں اسکی خرابی طبیعت کا راز اس عمل سے تو نہیں

مشروط۔۔۔۔۔

وہ وہیں تھم گئی۔۔۔

دماغ میں چھوٹے چھوٹے سے دھماکے ہونے لگے تھے۔۔۔

آگاہی نے اپنے درواکے تو بہت سی کڑیاں کڑیوں سے ملنے لگی تھیں۔۔۔
اسکی طبیعت کب سے خراب ہونا شروع ہوئی تھی۔۔۔ دماغ بہت سلوانداز میں
ریوائنڈ ہو رہا تھا۔۔۔

اسکا دل زور سے ڈھرکا۔۔۔ ظاہر سی بات تھی ان غلط راستوں کی مسافر بننے کے
بعد سے۔۔۔

بے ساختہ اسنے تھوک نگلتے ان فحش ویب سائٹس کو بند کیا۔۔۔
اتنے عرصے بعد اب پہلی مرتبہ اسکے ہاتھ اس گھٹیا مواد کے علاوہ کچھ اور سرچ کر
رہے تھے۔۔۔ دماغ میں بہت کچھ ایک ساتھ ہی چلنے لگا تھا۔۔۔
خود لذتی کے انسانی جسم پر اثرات۔۔۔ اور سرچ مکمل ہونے کے بعد شو ہونے
والے رزلٹس دیکھ کر وہ چکر اکر رہ گئی۔۔۔

کمزوری۔۔۔ چکر آنا۔۔۔ بالوں کا گرنا۔۔۔ چہرے کا زردی مائل ہونا۔۔۔
خوبصورتی مانند پڑنا۔۔۔ پٹھوں کا کھنچاؤ۔۔۔ سستی۔۔۔ کاہلی۔۔۔ وہ جیسے جیسے
ہیڈنگز پڑھتی جا رہی تھی اسکی آنکھیں حیرت سے کھلتی جا رہی تھیں۔۔۔۔

یہ سبھی اثرات تو کہیں نا کہیں اسنے خود میں محسوس کئے تھے تو کیا وجہ یہ تھی۔۔۔۔
وہ چکرا گئی۔۔۔

کیا یہ اتنی ہی بری چیز ہے جسکی وہ مرتکب ہو رہی تھی۔۔۔ وہ سوچ کر رہ گئی۔۔۔
وہ انکشافات کی رات تھی۔۔۔ جسنے اسے ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔۔ اسکے ہاتھ تیزی سے
مزید سرچ کر رہے تھے۔۔۔ وہ ڈھرتے دل کے ساتھ اب اپنے مذہب میں اس
چیز کی گنجائش ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔۔

اسنے کئی سکا لرنر چیک کئے مگر ہر جگہ پر اسکی ممانعت کرتے اسے حرام قرار دیا
گیا۔۔۔

ایک نے تو طنز کرتے حد ہی کر دی۔۔۔ کے اگر یہ اتنی ہی اچھی چیز ہوتی تو اسے
سب کے سامنے کرنے کا حکم دیا جاتا۔۔۔ فخر سے بتایا جاتا کہ ہمارا بچہ اس لت میں
مبتلا ہے۔۔۔

اے سی کولنگ میں ہی وہ پسینے سے نہا گئی۔۔۔

وہ وہیں موبائل بند کرتی اللہ کے حضور سجدے میں گر گئی۔۔۔ رورو کر اپنے اس گناہ کی معافی مانگتے اسنے آئندہ کے لئے اس گناہ سے توبہ کرتے کبھی ان راستوں پر واپس نا آنے کا تہیہ کیا۔۔۔

لیکن وہ بھول گئی کے دلدل میں پھنسنے والا شخص وہاں سے نکلنے کو کتنی بھی کوشش کر لے یا جتنے بھی ہاتھ پیر مار لے وہ دلدل اسے خود میں جھکڑ لیتی ہے یوں اس انداز میں کے وہ شخص بے بس ہوتا باوجود کوشش کے بھی وہاں سے نکل نہیں پاتا۔۔۔۔۔ بشرطیکہ باہر سے اسے کوئی ہاتھ یا سہارا میسر نا آجائے جسے تھام کر وہ اس دلدل سے باہر آ سکے۔۔۔

اس رات اسنے اپنا اپنے رب سے ٹوٹ چکا تعلق بحال کرنے کی پھر سے جستجو کی۔۔۔ کتنی ہی راتوں کے بعد اسنے فجر کی نماز ادا کر کے اپنے رب سے معافی مانگی اور پر سکون ہو کر سو گئی۔۔۔

مگر کب تک۔۔۔ وہ اپنے کہے پر تب تک قائم تھی جب تک وہ ٹرگر نہیں ہوئی تھی۔۔۔ جب تک اس دلدل نے اسے واپس اپنے اندر نہیں کھینچا تھا۔۔۔ تب تک

جب تک ان راستوں کی کشش نے اسکے قدم اپنی جانب مبذول نہیں کروائے تھے۔۔۔

رات تنہائی کے وقت پھر سے زخرف کا ناول پڑھتے وہ اس قدر ٹرگر ہوئی کے قدم خود باخود ان راستوں پر جا کر ہی رکے جنہیں اسنے خود پر شجر ممنوعہ بنا لیا تھا۔۔۔

پھر دماغ پر ان تمام چیزوں کا غلبہ اس قدر حاوی ہوا اور تب تک حاوی رہا جب تک وہ پھر سے ایک فتیح فعل سرانجام دینے کی مرتکب نا ہو گئی۔۔۔

وقت ہاتھ سے سوکھی ریت کی مانند پھسلا اور وقت گزرنے کے بعد وہ شدید پشیمانی کی حالت میں سر تھامے بیٹھی تھی۔۔۔ کیسے اسکا خود پر اختیار نارہا۔۔۔ کیسے وہ ایک مرتبہ پھر سے اس فتیح فعل کی مرتکب ہو سکتی تھی جسے اسنے خود پر حرام کر لیا تھا۔۔۔ کیسے وہ اپنے رب سے کیا عہد توڑ سکتی تھی۔۔۔

کانوں میں صبح ہی سننے والے ایک فقرے کی بازگشت گھونجی۔۔۔ کے کبھی لذت کے لئے گناہ نا کرنا۔۔۔ لذت چلی جائے گی۔۔۔ البتہ گناہ باقی رہ جائے گا۔۔۔

وہ پینک ہونے لگی تھی۔۔۔۔۔ اسے اپنے آپ کے شر مندگی ہونے کے ساتھ
ساتھ۔۔۔ اپنے رب سے بھی شر مندگی ہونے لگی تھی جس سے وہ بڑے ڈھرلے
سے وعدہ خلافی کر چکی تھی۔۔۔ سمجھ نا آئی کے کس منہ سے واپس اسکی بارگاہ میں
جائے۔۔۔ احساس پشیمانی اسے سر تک اٹھانے نادے رہا تھا۔۔۔ اسکا دل چاہا کہ
خود کو تہس نہس کر ڈالے۔۔۔ دیواروں میں سر مار مار کر اپنا غم مٹائے۔۔۔ کیوں
اسکا خود پر اختیار نارہا۔۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔۔

ایمان کا یہ تقریباً معمول بن چکا تھا۔۔۔ روز اپنے رب سے معافی مانگ کر نئے عہد
باندھتی اور روز رات کو تنہائی میں ان عہد کو توڑ کر پشیمانی سے سر تھام کر خوب
خوب پچھتاتی۔۔۔ نا جانے کیوں وہ اتنی کوششوں کے باوجود کیسے اس غلط کام کی
مر تکب ہو جاتی تھی۔۔۔۔۔

کی بار سوچتی نہیں وہ ان ویب سائٹس تک نہیں جائے گی۔۔۔ مگر ناول پڑھتے
پڑھتے وہ اسقدر ٹرگر ہوتی ہے کہ آگے کے مراحل طے کرتے جیسے اسے کسی چیز

کا ہوش ہی نارہتا۔۔۔ جیسے وہ اپنے بس میں ہی نارہتی ہو۔۔۔ بالکل ویسے جیسے ایک نشئی کو جب نشے کی طلب ہو تو نشانہ ملنے پر وہ سدھ بدھ کھوتا ہر ممکن کو شیش کرتا ہے اس نشے کو پانے کی۔۔۔ تب اس کے خود سے کئے گئے تمام عہد و پیمان بھری بھری ریت کے تودے ثابت ہوتے ہیں۔۔۔ اور اسے ہوش تو تب آتا ہے جب وہ نشہ حاصل کرنے کے بعد کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل ہوتا ہے۔۔۔ لیکن تب فائدہ جب وقت ہی سوکھی ریت کی مانند پھسل چکا ہو۔۔۔

اب بھی ایسا ہی ہوا تھا۔۔۔ ایک غلط فعل کی مرتکب ہونے کے بعد وہ اب سر تھامے بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔ اسے خود سے ہی نفرت محسوس ہونے لگی تھی۔۔۔ گناہ پر پشیمانی ضرور ہوتی لیکن گناہ کی عادت چھوٹ کر نادیتی۔۔۔ ذہن رفتہ رفتہ اب یہ بات قبول کرنے لگا تھا کہ وہ اس دلدل سے کبھی باہر نہیں آ سکتی جس میں دھنس چکی ہے۔۔۔ اسے رہ رہ کر یہ قلق کھائے جاتا کہ وہ رات اسکی زندگی میں کیوں آئی جس رات کے بعد سے وہ اس دلدل کا شکار ہو گئی۔۔۔ اس سے پہلے کم از کم زندگی میں یہ غم تو نہ تھا۔۔۔ جو نا اسے جینے دینا مارنے دیتا۔۔۔ جو اسے اسکے رب کے حضور شرمندگی سے سر تک نا اٹھانے دیتا۔۔۔

اسنے حضرت آدم اور اماں ہوا کی کہانی پڑھی۔۔۔ پڑھ کر وہ پورا دن روتی رہی۔۔۔ کیسے انہوں نے اللہ کے نیک بندے ہو کر اللہ کی نافرمانی کی۔۔۔ اور جنت سے نکال دیئے گے۔۔۔

یہ واقعی ظاہر کرتا تھا کہ انسان خطا کا پتلہ ہے پھر چاہے وہ اللہ کے نیک پیغمبر ہوں یا عام انسان۔۔۔ یا شاید وہ مثالیں قائم کی گئی تھیں ہم جیسے گناہگاروں کو سمجھانے کے لئے۔۔۔

لیکن پھر کیا۔۔۔ کتنے ہی لمبے عرصے کے لئے وہ دنیا میں رہتے اپنے مالک سے معافی طلب کرتے اسے راضی کرنے کی جستجو میں لگے رہے کہ حیات کا مقصد ہی یہ بنا لیا۔۔۔

لیکن کیا اسکی توبہ انکی توبہ کے پاسنگ بھی تھی۔۔۔ کیا اسکے دل میں اپنے رب کو راضی کرنے کی جستجو ان جیسی تھی۔۔۔

وہ تو ان کے پاؤں کی خاک برابر بنا تھی۔۔۔

پھر کیا ہوا۔۔۔ انکے رب نے انہیں معاف کر دیا۔۔۔ لیکن کیا انہوں نے بار بار

اپنے رب کی نافرمانی کی۔۔۔

وہ جب یہ سب سوچنے پر آتی تو گھنٹوں بیٹھی سوچتی رہتی۔۔۔

نا اسکی توبہ ان جیسی ناگناہ پر پشیمانی۔۔۔ اور نا ہی دوبارہ گناہوں سے بچنے کی جستجو

ویسی۔۔۔ تو کیا اسے اسکے رب کی جانب سے معافی ملے گی۔۔۔ کیا وہ تھی معافی کی

حقدار۔۔۔ اسقدر گناہوں میں لتھری لڑکی۔۔۔ جو روز رب سے توبہ کرتی ہو اور

روز گناہوں کی مر تکب ہوتی ہو۔۔۔ سوچتے سوچتے اسکی ہچکی بندھ جاتی۔۔۔

اذان ہوئی اور نماز کا وقت تیزی سے گزرنے لگا لیکن اس میں اتنی ہمت تک نا تھی

کے اپنا گناہ گار وجود لئے اس رب کے حضور جا پاتی۔۔۔ خود سے نفرت اسقدر

محسوس ہو رہی تھی اور اپنا آپ اسقدر گناہوں میں لتھرا محسوس ہو رہا تھا کہ دل

چاہ رہا تھا کہ خود کو آگ لگا ڈالے۔۔۔

نہیں وہ دوبارہ اپنا داغدار وجود لے کر اپنے رب کے حضور نہیں جائے گی۔۔۔

شرمندگی نے اسکے قدم جھکڑ لئے تھے۔۔۔

کافی دیر کی سوچ بچھار کے بعد اسنے دیوار گیر ایل ای ڈی آن کی۔۔۔ اور پہلے ہی

چینل پر ابھرتی مبہم تحریر پڑھ کر وہ اپنی جگہ ساکت رہ گئی۔۔۔

اور جو شخص کوئی بر اکام کر گزرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے معافی مانگ لے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔۔۔

{۴ : ۱۱۰}

ایمان کی نگاہیں انہی الفاظ پر ساکت رہ گئیں۔۔۔ ایک بار دوبار اور پھر بار بار وہ انہیں الفاظ کو پڑھ رہی تھی۔۔۔ سن رہی تھی دیکھ رہی تھی۔۔۔

اور جو شخص کوئی بر اکام کر گزرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے معافی مانگ لے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔۔۔

{۴ : ۱۱۰}

یہ الفاظ اسکی تینوں حسوں کے ذریعے سے روح میں اترتے اسکے اندر تک سرایت کرتے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔ اندر اس رب سے محبت کا الگ ہی جہاں آباد

ہونے لگا۔۔۔ دل کی زمین نرم ہوئی تو اسے کچھ حوصلہ ہوا

اور دیکھتے ہی دیکھتے اسکی آنکھوں سے جھرنا بہنے لگا۔۔۔ وہ تڑپ تڑپ کر رو

دی۔۔۔

آیت بدلی تھی۔۔۔

تمہارے رب نے نا تم کو تنہا چھوڑا ہے اور نا ہی وہ تم سے غافل ہوا ہے۔۔۔
روتے روتے اسکی ہچکی بندھ چکی تھی۔۔۔ اسکے رب نے اسے واقعی تنہا چھوڑا
تھا۔۔۔ اس تنہائی میں اسکے گناہوں سے لتھرے گناہگار وجود کو جس سے اسے
خود ہی نفرت محسوس ہونے لگی تھی لیکن اسکا رب اسے نہیں بھولا تھا۔۔۔ وہ جانتا
تھا کہ اسکی اس کمزور بندی کو اس وقت کن الفاظ کی اور کس طرح کی تسلی کی
ضرورت ہے۔۔۔

[illegible]

وہ کتابیں آج کل اسکے زخمی زخمی ہوئے دل کے لئے مرہم ثابت ہو رہی
تھیں۔۔۔

وہ مریض بن چکی تھی۔۔۔ پورن ایڈکٹڈ۔۔۔ اور یہ ایڈکشن اسے اندر سے ختم کر رہی تھی۔۔۔ وہ بیمار تھی۔۔۔ اس دلدل سے نکلنا چاہتی تھی۔۔۔ لیکن نکل نہیں یا

رہی تھی۔۔۔ کوشیش کرتی۔۔۔ خود پر جبر کرتی۔۔۔ کئی دنوں تک اس میں
کامیابی حاصل کر لیتی۔۔۔ لیکن جب ٹرگر ہوتی تو خود پر سے اختیار کھوتی واپس انہی
راستوں کی مسافر بن جاتی۔۔۔ پھر سے وہی سائیکل چلتا۔۔۔ پشیمانی۔۔۔
شرمندگی۔۔۔ اپنے رب کو ناراض کرنے کا خوف۔۔۔ خود سے نفرت اور خود
اذیتی۔۔۔

وہ تکلیف میں تھی۔۔۔ بے حد تکلیف میں۔۔۔ لیکن تکلیف تھی کے ختم ہونے کا
نام تک نالیتی۔۔۔

یہ گرداب اسے چھوڑنے کو تیار نہ تھا۔۔۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کس عذاب سے
گزر رہی ہے۔۔۔ محض اسکا اللہ ہی اسکا راز دار تھا۔۔۔
اور اس مالک کی یہ ہی صفت ہے کہ وہ اپنے بندوں کے راز دھانپ لیتا ہے۔۔۔
انہیں رسوا نہیں کرتا۔۔۔

آج پھر وہ دکھی دل اور جھکی نم پشیمان نگاہوں کے ساتھ ایک کتاب کھولے بیٹھی
تھی۔۔۔

جانے کیوں ان چیزوں کو پڑھ کر ایک الگ قسم کا سکون ملتا تھا۔۔۔

انسان کے ہاتھ میں کوشش ہے۔۔۔ اس لئے کوشش کبھی ترک نہ کرنا۔۔۔
گناہوں کی دلدل سے نکلنے کی کوشش۔۔۔ حرام کو ترک کرنے کی کوشش۔۔۔
اللہ کی جانب سفر کرنے کی کوشش۔۔۔

گناہ پر پشیمانی تمہارے زندہ دل اور زندہ ضمیر ہونے کی نشانی ہے۔۔۔
اور اللہ بھی تو ندامت کا ایک آنسو ہی مانگتا ہے۔۔۔

ڈرنہ اس وقت سے جب تمہارا دل گناہوں پر پشیمان ہونا چھوڑ دے۔۔۔ خوف
محسوس کرنا اس وقت سے جب گناہوں پر تمہارا ضمیر تمہیں کچوکے لگانا چھوڑ
دے۔۔۔۔

اے بنی آدم جس روز تم نے خدا کے سامنے خود کو اپنی غلطیوں اور گناہوں کو
جسٹیفائی کرنا شروع کر دیا سمجھ لینا اس دن سے تمہارے دل پر غفلت کی مہر لگنا
شروع ہو گئی۔۔۔

دن میں ایک گناہ کرو یا سو۔۔۔ لیکن احساس ہوتے ہی اپنے رب کی جانب پلٹنے میں
تاخیر نہ کرو۔۔۔ وہ رب بڑا رحیم بڑا مہربان ہے۔۔۔ وہ دھتکارنا نہیں ہے۔۔۔
قبول کر لیتا ہے۔۔۔

ٹوٹے بکھرے شکستہ اور گناہوں میں لتھرے وجود کو بھی دھتکارنا نہیں۔۔۔ وہ صرف گناہ پر پشیمانی اور توبہ کی شدت دیکھتا ہے۔۔۔ وہ سمجھا لیتا ہے تھام لیتا ہے۔۔۔

اس لئے گناہ پر توبہ کرنے میں تاخیر نا کرنا۔۔۔ کیا پتہ اگلا پل زندگی کا ہو بھی یا نا ہو۔۔۔ وہ تمہارے سبھی حالاتوں سے آگاہ ہے۔۔۔ تم کس تکلیف سے گزر رہے ہو وہ جانتا ہے۔۔۔ اور وہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔۔۔ بس تم کو شیش ناترک کرتے اسکی طرف بڑھنے کا سفر نا چھوڑنا خواہ وہ سفر چل کر ہو یا رینگ کر۔۔۔ تمہارا مرکز وہی پاک ذات ہونی چاہیے۔۔۔

یہ الفاظ اسکے پھوڑے کی مانند دکھتے دل کے لئے آسمانی مرہم ثابت ہو رہے تھے۔۔۔ اپنی زندگی میں اس وقت ڈولتی ہوئی وہ جس مقام پر تھی اسے انہی لفظی سہاروں کی ضرورت تھی جو اسکے پشیمان ڈولتے وجود کا رخ اسکے رب کی جانب موڑ دیتے تاکہ وہ اس رحیم ذات کی طرف بڑھنے کا سفر ریگتے ہوئے ہی سہی مگر شروع کر سکتی۔۔۔ وہ کتاب بند کرتی اسی سے سرٹکا کر پھر سے رو دی۔۔۔ ندامت کے

آنسو مسلسل بہتے چلے جا رہے تھے۔۔۔ اور لبوں پر مسلسل ہدایت کی دعائیں
تھیں۔۔۔

اے اللہ میری آزمائش ختم کر دے میرے عیبوں کو ڈھانپ لے اور مجھے راہِ حق
کی مسافر بنا۔۔۔
وہ مسلسل یہی دعا کر رہی تھی۔۔۔

ایمان اس وقت ڈھیر سارے گلابی غباروں۔۔۔ ایک دن کے بچے کے کپڑوں۔۔۔
بے بی باسٹک۔۔۔ پیمپر بے بی کٹ اور نا جانے کن کن اشیاء کے ساتھ لدی پھندی
سی ہسپتال کے کمرے میں داخل ہوئی جہاں ماں پہلے ہی صوفے پر بیٹھیں ایک ننھی
پڑی کو سلار ہی تھیں۔۔۔ جبکہ انسہ بھابھی نیم جان اور نڈھال سی ہسپتال کے
مخصوص گاؤن میں بستر پر لیٹیں تھی۔۔۔ ایمان کو اندر آتا دیکھ اور اتنے سامان کے
ساتھ لدھے پندھے آتا دیکھ ان کی آنکھیں چمک اٹھیں۔۔۔ اعزبان سے
خود بخود پھول جڑنے لگے۔۔۔

وہ کاٹن کے خوبصورت پرنٹڈ شلوار سوٹ میں ملبوس تھی۔۔۔ اوپر میروں ہی چادر اور رکھی تھی۔۔۔ چہرے کی شادابی مائل ہوتی زردی میں بدل گئی تھی۔۔۔ شب خوابی کے باعث آنکھوں کے گرد ہلکتے پڑنے لگے تھے البتہ صحت بھی بری طرح متاثر ہوئی تھی۔۔۔

حامد وہیں تھا ہسپتال کے کمرے میں مسکرا کر ماں سے بات کرتا وہ بچی کے بارے میں کوئی تبصرہ کر رہا تھا جبکہ اسے اندر آتا دیکھ اسکے منہ میں کڑوے باداموں کا ذائقہ گھلا اور وہ سنجیدہ صورت لئے لب بھینچتا بات وہیں ادھوری چھوڑا اسے بھرپور نظر انداز کرتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔ اسکا یہ عمل کمرے میں موجود باقی دونوں نفوس کے ساتھ ساتھ ایمان نے بھی بری طرح محسوس کیا لیکن جلد ہی سر جھٹک کر مسکراتی ہوئی وہ تمام چیزیں میز پر رکھتی سب سے پہلے ماں کی گود میں تھامی اس ننھی پری سے ملی اور پھر جا کر بھابھی کو مبارکباد دیتی ان سے ملی۔۔۔ ایمان یار۔۔۔ اس سب کی کیا ضرورت تھی۔۔۔ بھابھی نے اخلاقیات نبھائی۔۔۔ البتہ لہجہ لفظوں کا ساتھ نادے رہا تھا۔۔۔

ضرورت کیسے نہیں تھی بھابھی۔۔۔ ہماری ایک ننھی شہزادی دنیا میں آئی ہے۔۔۔
تو اسکا استقبال تو بنتا ہے نا۔۔۔ وہ مسکرا کر سادگی سے بولی۔۔۔
دفعۃً کمرے کا دروازہ دھکیل کر سجاد بھیا اندر داخل ہوئے۔۔۔ ہاتھوں میں فریش
جوس اور پھلوں کے شاپر تھے۔۔۔
سامنے ایمان کو موجود پاوہ بھی ایک بار ٹھٹکے۔۔۔ پھر اسے نظر انداز کرتے ماں تک
آئے اور تمام چیزیں انکے حوالے کیں۔۔۔
تب تک وہ لب چباتی وہاں سے اٹھ کر عین بھائی کے پیچھے آکھڑی ہوئی۔۔۔
آپکو اس ننھی پری کی بہت بہت مبارک ہو بھائی۔۔۔ وہ کمال ہمت و جرات کا
مظاہرہ کرتی انہیں وش کر گئی۔۔۔
سجاد بھائی نے اسے بے تاثر نگاہوں سے دیکھا۔۔۔
ایسی ہی ایک ننھی پری سولہ سال پہلے بھی ہماری زندگیوں میں آئی تھی۔۔۔ تب
بھی لوگوں نے ایسے ہی مبارکباد دی تھی۔۔۔ لیکن کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ باپ
بھائیوں کا مان کتنے برے طریقے سے توڑے گی۔۔۔

بس دعا کرنا کے یہ ننھی پری اسکی طرح منہ زور اور بے لگام ہوتی باپ بھائیوں کے سروں میں خاک ناانڈیل جائے۔۔۔ بس یہ ہی ایک چیز ہے جسکے باعث دل ان سے ڈرتا ہے۔۔۔ ورنہ بیٹی سے خوبصورت کوئی دوسری چیز پوری دنیا میں نہیں ہو سکتی۔۔۔

وہ سنجیدگی سے گہراوار کرتا آگے بڑھ گیا جب ایمان تڑپ کر بھائی کے سامنے آتی اپنے کپکپاتے ہاتھ اسکے سامنے جوڑ گئی۔۔۔

آج اتنی خوشی کا موقع ہے بھائی۔۔۔ اللہ نے آپکو باپ جیسی پاکیزہ اور اونچی مسند پر بیٹھایا ہے۔۔۔ پلیز آج کے دن کے باعث ہی مجھے معاف کر دیں۔۔۔

جانتی ہوں کہ میرے باعث آپکا دل دکھا ہے۔۔۔ لیکن پلیز میری غلطیوں کو نادانی سمجھ کر معاف کر دیں۔۔۔

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑی تھی جبکہ وہ بے حس بنا خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ نا جانے کیوں اسکی کوئی فریاد کوئی التجا دل تک نہیں پہنچ پارہی تھی۔۔۔

شاید اسکی التجاؤں اور دل کے درمیاں ڈھیر سارے شکوؤں کا انبار تھا۔۔۔ جو اسکی

التجاؤں کو دل تک پہنچنے کا راستہ روکے ہوئے تھے۔۔۔ تبھی تو اسکے بھائیوں کے
دل سخت ہو گئے تھے۔۔۔

بس کر دو سجاد۔۔۔ چھوٹی بہن ہے۔۔۔ دیکھو کیسے التجا کر رہی ہے۔۔۔ بہنوں سے
اتنے لمبے عرصے تک ناراض نہیں رہتے۔۔۔ ماں نے بیٹی کی تڑپ اور بیٹے کی بے
حسی دیکھ مصلحت کے تحت بیچ میں کو دن ضروری سمجھا۔۔۔

سجاد نے اپنا کپکپاتا ہاتھ اٹھا کر کنزل کے سر پر رکھا۔۔۔

میں یہ نہیں کہوں گا کہ مجھے تم سے کوئی شکوہ نہیں۔۔۔ کیونکہ مجھے تم سے ان
گنت شکوے و شکایات ہیں۔۔۔ دعا کرنا کہ میں کبھی وہ سب بھلا سکوں جو میری
بہن نے ہماری عزت خاک میں ملانے کے لئے کیا۔۔۔ بھاری دل کے ساتھ کہتا وہ
کمرے سے نکل گیا۔۔۔ کنزل ایمان نے سکون کا سانس خارج کیا کہ یہ بھی ایک
نعمت مگر کب سے کم نہیں تھا کہ اسکے بھائی نے اس سے بات کرتے اسکے سر پر
دست شفٹ دراز کیا تھا۔ وہ کافی حد تک ہلکی پھلکی ہو گئی۔۔۔

جہاں ماں سجاد کے اس قدم پر اس سے خوش تھیں وہیں ماں ایمان کی اتنی نڈھال
اور گری گری طبیعت دیکھ پریشان بھی تھیں۔۔۔ ماں تھیں بیٹی کی شکل دیکھ کر

پہچان گئیں تھی کے انکی بیٹی ٹھیک نہیں۔۔۔ وہ بیمار ہے۔۔۔ اور موقع دیکھتے ہی
ماں نے اس سے کہہ بھی ڈالا۔۔۔

ایمان اب یہاں ہسپتال تک آگئی ہو تو میرے ساتھ ڈاکٹر کے پاس چلو تاکہ لگتے
ہاتھوں تمہارا چیک آپ بھی ہو جائے۔۔۔ ماں کے سنجیدگی و پریشانی سے کہنے پر وہ
بے بسی سے انہیں دیکھ کر رہ گئی۔۔۔ البتہ باوجود خواہش کے وہ انہیں بتانا پائی کے
آپکی بیٹی جانتی ہے کے اسکے ساتھ کیا مسئلہ ہے۔۔۔

ماں ایمان کی بے حد مخالفت کے باوجود اسے لیڈی ڈاکٹر کے پاس لے آکر آئیں
تھیں۔۔۔ وہ جہاندیدہ عورت تھیں اور ایمان کو دیکھ کر ایک ڈھر کا سا انکے دل کو
لگا تھا۔۔۔ جسے وہ فلحال کوئی نام بھی نہیں دینا چاہتیں تھیں۔۔۔

اور ہوا بھی وہی مکمل چیک آپ اور ٹیسٹ کے بعد ڈاکٹر نے ایمان کی پریگننسی
ڈکلیئر کر دی۔۔۔ اس خبر سے جہاں ماں خاموش رہ گئیں وہیں ایمان بھی جہاں کی
تہاں رہتی دھنگ رہ گئی۔۔۔

بچی بہت کم عمر ہے ماں جی۔۔۔ نیز یہ بہت تنگ مزور ہے۔۔۔ ڈاکٹر نے بہت پر زور دیا

اس بات کا اندازہ ایمان کو تھا۔۔۔ اور یہ کیوں تھی اس سے بھی وہ آگاہ تھی۔۔۔ البتہ پر یگننسی کی خبر اسکے لئے ایک بہت بڑا دھچکا تھی۔۔۔

اسکی ڈائٹ کا بے حد خیال رکھیں اور پر اپر چیک آپ کروائیں رہیں ورنہ اسکی پر یگننسی میں بہت سی کمپلیکیشنز آسکتی ہیں۔۔۔

ڈاکٹر پیشہ ورانہ انداز میں کہتیں کاغذ پر قلم گھسیٹی جا رہی تھی البتہ ایمان کو اپنے کان سائیں سائیں کرتے سنائی دے رہے تھے۔۔۔ زندگی کیوں اس قدر ناقابل یقین واقعات سے بھری پڑی تھی۔۔۔

ارے میں پوچھتی ہوں کیا نام ہے اسکی یونیورسٹی کا۔۔۔ کچھ نا کچھ تو تمہیں پتہ ہو گا نا ایمان۔۔۔ ایسے کیسے ہو سکتا ہے بھلا۔۔۔ اس اپارٹمنٹ میں تمہیں تنہا رہتے تین ماہ ہو گئے۔۔۔ اس سنگدل بے حس نے پلٹ کر تمہیں دیکھا تک نہیں۔۔۔ رول دی میری پھولوں سی بچی۔۔۔

بیٹا تم زیادہ دیر تک یہ بھرم قائم نہیں رکھ پاؤ گی۔۔۔ جسے قائم رکھنے کو ہلکان ہو رہی ہو۔۔۔

دنیا اندھی نہیں ہے نا ہی بھری ہے۔۔۔ وہ دیکھتی بھی ہے اور سنتی بھی ہے۔۔۔ اور سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ یہ دنیا وہ دیکھتی ہے جو وہ دیکھنا چاہتی ہے اور وہ سنتی ہے جسے اپنی مرضی کا مفہوم پہنا سکے۔۔۔

کب تک تم خان کے ساتھ گھر بسانے کا دھونگ رچا سکو گی۔۔۔ ایک نا ایک دن یہ حقیقت کھل ہی جائے گی کہ خان تمہارے ساتھ نہیں رہتا۔۔۔

تب کیا کرو گی ایمان۔۔۔ اور پھر یہ بچے۔۔۔ کیسے پالو گی تنہا اس شخص کی اولاد کو۔۔۔ یہ کوئی آسان کام نہیں ایمان۔۔۔

تبھی کہہ رہی ہوں مجھے کوئی اتہ پتہ دو اس کم ظرف انسان کا تاکہ میں اس سے۔۔۔ روبرو جا کر مل سکوں

اولاد کی خبر کوئی چھوٹی خبر نہیں ہوتی۔۔۔ اولاد کی کشیش بڑے بڑے سو رماؤں کو نکیل ڈال دیتی ہے۔۔۔ مگر اسکا کوئی اتہ پتہ تو دو۔۔۔ ماں بات کرتی کرتی روہانسی ہو اٹھی تھیں۔۔۔ بیٹی کا دکھ انہیں تڑپا رہا تھا۔۔۔ اسکی حالت دیکھ دیکھ انکا کلیجہ منہ کو آ

رہا تھا۔۔۔ وہ کم عمر تھی اس لئے آنے والی مشکلات سے ابھی آگاہ ہی نہ تھی۔۔۔
لیکن ماں جہاندیدہ خاتون تھیں۔۔۔ ایک دنیا دیکھ رکھی تھی انہوں نے تبھی اسکے
مستقبل کا سوچ سوچ دہل رہی تھیں۔۔۔

جبکہ وہ دکھتے سر کے ساتھ بہت مشکل سے بیڈ کر اون سے ٹیک لگائے بیٹی تھی۔۔۔
ماں کی باتوں سے دکھی دل مزید دکھی ہو رہا تھا۔۔۔ دل کو تو پہلے ہی سوڈھر کے لگے
تھے ماں کی باتوں سے مزید دل دہلنے لگا تھا۔۔۔۔۔

ماں کی ہر بات درست تھی۔۔۔ اسکے تو دل کو ابھی سے پتنگے لگ گئے تھے۔۔۔ اس
خبر نے اسے ایک دم خاموش کر دیا تھا۔۔۔ وہ کیسے پالتی تنہا اولاد۔۔۔
خان سے مطالبہ کرتے وقت یہ کہنا کہ وہ اسکے نام پر ہمیشہ بیٹھی رہ لے گی یہ آسان
تھا۔۔۔ جبکہ اس پر عمل پیرا ہونا دو دھاری تلوار پر چلنے کے مترادف تھا۔۔۔ اسکی
ہمت ابھی سے ٹوٹنے لگی تھی۔۔۔۔۔

شوہر کے بنا تنہا رہنا یا سنگل مدر کے روپ میں اولاد پالنا وہ بھی اتنی کم عمری میں
آسان ہر گز نہ تھا۔۔۔ زندگی میں ہمسفر کی ضرورت جگہ جگہ پڑتی ہے۔۔۔ اور اسے
بھی ان لمحوں میں اپنے ہمسفر کی کمی شدت سے محسوس ہونے لگی تھی۔۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔

میں کچھ نہیں جانتی ماں۔۔۔ مجھے کچھ نہیں پتہ۔۔۔ نا انکی یونیورسٹی کا۔۔۔ نا ہی انکے کسی ٹھکانے کا۔۔۔

آپ دعا کریں نا کہ اللہ انکے دل میں میرے لئے نرمی ڈال دے اور وہ واپس میری طرف پلٹ آئیں۔۔۔ کہتے ہیں ماں کی دعائیں تو عرش ہلا دیتیں ہیں۔۔۔ آپ بھی کریں نا میرے لئے دعا ماں۔۔۔ میں تو گناہگار ہوں پتہ نہیں میری دعائیں قبول ہوتی بھی ہیں کے نہیں۔۔۔ مگر آپ۔۔۔

وہ کسی خوفزدہ بچے کی مانند ماں کے دونوں ہاتھ تھامتہ شدت سے روتی التجائیں کر رہی تھی۔۔۔

ماں نے اسے کھینچتہ شدت سے سینے میں بھینچ لیا۔۔۔
بیٹی کے غم میں ماں کے آنسو ایمان کا سر بھگونے لگے تھے۔۔۔

میں تمہارے لئے بہت دعائیں کرتی ہوں ایمان۔۔۔ میری ہر دعا کا محور تم ہو
میرے بچے۔۔۔ میں مزید تمہارے لئے دعائیں کروں گی۔۔۔ اللہ سے مانگوں گی
اسے تمہارے لئے۔۔۔ انشا اللہ وہ لوٹ آئے گا۔۔۔ اور جلد لوٹ آئے گا۔۔۔
تم فکر نہ کرو۔۔۔ ٹینشن نہ لو بچے۔۔۔۔۔ کیونکہ اس حال میں ٹینشن لینے سے اسکا براہ
راست اثر بچے پر پڑتا ہے۔۔۔

ریلیکس رہو۔۔۔ انشا اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔
ماں بیٹی کی شکستہ حالت دیکھ کر اسکا سر تھپتھپاتیں مسلسل اسے سمجھا رہی تھی۔۔۔
وہ خود پریشان تھیں مگر بیٹی کی پریشانی دیکھ اپنی پریشانی بھلائے اسے دلا سہ دینے
لگیں۔۔۔

ماں اسکے لئے خان کو تو نہیں لاپائی تھیں البتہ جو کر سکتی تھیں وہ کر رہی تھیں۔۔۔ وہ
مسلسل دن رات اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے بیٹوں کو سمجھاتیں انکے دل ایمان کے لئے
نرم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

ارے میں کہتی ہوں مٹی ڈالو اس پر جو ہوا سو ہوا۔۔ ایک ہی تو چھوٹی بہن ہے تم لوگوں کی۔۔ اتنا دل سخت کیسے کر سکتے ہو تم لوگ اسکے لئے۔۔۔

ارے یہ وہی گڑیا ہے تم لوگوں کی جسکے آگے پیچھے پھرتے تھکانا کرتے تھے تم لوگ

چلو ہو گئی غلطی اس سے۔۔ بچی ہے بچوں سے نادانیاں ہو جاتی ہیں۔۔۔ لیکن یہ بھی تو دیکھو کے عزت سے اپنے گھر میں بیٹھی ہے۔۔۔۔

وہ دونوں بھائی ماں کی ایسی باتوں پر انہیں حیرت و تاسف سے دیکھ کر رہ جاتے۔۔۔ وہ کیسے کر سکتیں تھیں ایمان کی اتنی بڑی غلطی جسٹیفائی۔۔۔

بہنوں کو بھائیوں سے بہت سے آس امید ہوتی ہے۔۔۔ پھر تم لوگوں کی تو ایک ہی بہن ہے۔۔۔ رمضان آگیا۔۔۔ عید آنے والی ہے۔۔۔ اس رمضان سارے گلے شکوے دھوڈالو دل سے اور بہن کے لئے عید لے کر پہنچو۔۔۔

ارے یہ بیٹیاں تم لوگوں سے مانگتی ہی کیا ہیں۔۔۔ خدا سب کی بیٹیوں کو انکے گھروں میں خوش رکھے آباد رکھے۔۔۔

بیٹیوں کو اپنے گھروں میں کسی چیز کی کمی نہیں ہوتی۔۔۔ پھر بھی باپ بھائی کے گھر سے آنے والی عید کی انہیں آس ہوتی ہے۔۔۔ اور وہ عید سب سے بڑھ کر ہوتی ہے انکے لئے۔۔۔

ماں نے گویا قسم کھالی تھی بیٹوں کو قائل کرنے کی۔۔۔ اس لئے جب بھی انکے پاس بیٹھتیں وہ اسی بارے میں بات کرتیں۔۔۔ گویا انکے پاس کرنے کو کوئی دوسرا موضوع ہی ناہو۔۔۔ کہتے ہیں قطرہ قطرہ پانی پتھر پر بھی برسایا جائے تو اس پر بھی شگاف آجاتا ہے۔۔۔ ایسا ہی کچھ یہاں بھی ہو رہا تھا۔۔۔ ماں کی محنت رنگ لارہی تھی۔۔۔

ان دونوں کے لہجوں اور رویوں میں ایمان کے لئے بہت لچ آگئی تھی۔۔۔ تبھی تو ماں بھی اب کچھ مطمئن تھیں کے گلشیر بس اب پگھلنے کو ہے۔۔۔۔۔

سارا رمضان گزر گیا لیکن ایمان کی آنکھوں کے سوتے ناخشک ہوئے۔۔۔ سارے رمضان میں اپنی طبیعت کے پیش نظر اسنے کچھ روزے رکھے کچھ نا رکھے۔۔۔ البتہ ایک کام جو اسنے کیا اسنے پورا رمضان جیسے تیسے خود کو بدی سے

روکے رکھا۔۔۔ پورا رمضان وہ ان غلط راستوں کی مسافر نابنی۔۔۔ یہ رمضان کا احترام تھا خود پر جبر یا شیطان بندھا ہوا تھا جو بھی تھا وہ کم از کم رمضان میں اس گناہ کی مرتکب نہ ہوئی تھی۔۔۔ اور جس حال میں وہ تھی۔۔۔ اس حال میں اس گناہ کا مرتکب ہونا صرف اسکے لئے بلکہ ایک ننھی جان کے لئے بھی بے حد نقصان دہ تھا۔۔۔

سارا رمضان اس نے اپنی زندگی میں آسانی اور بہتری کی دعائیں اپنے رب سے کی تھیں۔۔۔

خان کی واپسی کی دعائیں کرتے اس نے کئی سجدے بھگوائے تھے کہ اللہ کسی طرح سے اسکے شوہر کو اس تک واپس بھیج دے۔۔۔ تہجدوں میں اٹھ اٹھ کر اس ستم گر کے لئے دعائیں کی تھیں۔۔۔ لیکن اس ستم گر کی واپسی کے کہیں کوئی امکان نہ تھا۔۔۔

اب تو اسے بھی لگنے لگ گیا کہ وہ اس قدر گناہگار ہے کہ اس کی دعاؤں میں تاثیر ہی نہیں رہی۔۔۔ ورنہ کیسے ممکن تھا کہ وہ اپنے اللہ سے اس قدر گر کر اسے مانگتی

اور وہ اسے ناملتا۔۔۔ یہ آج کل بگڑتی بنتی طبیعت کا ہی اعجاز تھا یا عمر کے جس حصے
میں وہ تھی یہ اسکا خاصا تھا کہ وہ بہت جلد مایوس ہونے لگی تھی۔۔۔
اور بالکل تبھی جب دل ہر آس چھوڑتا جا رہا تھا۔۔۔ تبھی ڈور بیل کی آواز سنائی
دی۔۔۔

وہ چونک کر اس جانب متوجہ ہوئی۔۔۔ دل ایک دم زور سے ڈھرکا۔۔۔
کیا خان واپس آگیا۔۔۔ کیا اسکی دعائیں رنگ لے آئیں۔۔۔
نہیں۔۔۔ ایسا بھلا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ لمحے میں دل نے اس چیز کی تردید کر
ڈالی۔۔۔
وہ شش و پنج میں مبتلا دروازے کی جانب بڑھی۔۔۔
آہستگی سے دروازہ کھولا اور سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر وہ خوشی سے چیخ
اٹھی۔۔۔

اوہ مائے گاڈ۔۔۔ آپ۔۔۔ وہ منہ پر ہاتھ رکھے بہتی آنکھوں اور مسکراتے لبوں
سمیٹ بے یقینی کے عالم میں سامنے دیکھ رہی تھی۔۔۔

بلاشبہ اللہ بڑا رحمان ہے۔۔۔ وہ اپنے بندوں کو انکی طاقت سے بڑھ کر نہیں
آزماتا۔۔۔ سامنے کھڑے وجود اسکی زندگی میں بہار کا ایک جھونکا محسوس ہوئے
تھے کہ وہ لمحوں میں کھل اٹھی۔۔۔

یہ سب غیر متوقع تھا۔۔۔ بے حد غیر متوقع۔۔۔ وہ یقین کرتی تو کیسے۔۔۔
بھائی آپ دونوں پلیز اندر آئیں نا۔۔۔ وہ مسکراتی ہوئی پیچھے ہٹی جب وہ دونوں ہلکی
سے مسکراہٹ سجائے اندر داخل ہوئے۔۔۔ انکے ہاتھ میں عید باسکٹس تھیں جس
میں اسکی عید کے کپڑے جوتے چوڑیاں جیولری اور بہت سی چاکلیٹس تھیں۔۔۔
- پیچھے ہی ماں اور بھابھی بھی اپنی ننھی پری کے ساتھ وہاں موجود تھیں۔۔۔
ایمان کی آنکھوں سے خوشی کا جھرنا بہنے لگا۔۔۔

انہوں نے وہ دونوں باسکٹس میز پر رکھتے ایمان کے سر پر دست شفقت دراز
کرتے اسے خود سے لگایا تو وہ تڑپ تڑپ کر روتی ان سے معافی مانگنے لگی۔۔۔

بس چپ ہو جاو۔۔۔ ہم سب بھلا کر ہی تمہارے پاس آئے ہیں۔۔۔ ہم دوبارہ اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتے۔۔۔ حامد نے اسے خود سے لگائے اسکا سر تھتھپایا۔۔۔

اور سناوشوہر کہاں ہے تمہارا اس وقت۔۔۔ سجاد بھائی صوفے پر بہتے گویا ہوئے۔۔۔ ایمان کا دل ڈوب کر ابھرا۔۔۔ اسنے کن اکھیوں سے ماں کی جانب دیکھا۔۔۔

وہ دراصل ایک آفیشل میٹنگ کے سلسلے میں اوٹ اف ٹاون گئے ہیں۔۔۔ وہ بامشکل بات بنا پائی۔۔۔

ایسی بھی کونسی میٹنگ ایمان۔۔۔۔۔ صبح عید ہے اور وہ اتنے اہم موقع پر غائب ہے۔۔۔ بھابھی کے لہجے میں ناگواری اترتی دیکھ یکدم ایمان کا چہرہ اٹھکا پڑا۔۔۔ نہیں بھابھی دراصل آتوانہوں نے آج شام تک ہی جانا تھا۔۔۔ لیکن پھر کچھ وجوہات کی بنا پر نہیں آ سکے۔۔۔ اور چاند بھی تو اچانک ہی نکل آیا نا۔۔۔ ورنہ ہمارے خیال میں تو صبح روزہ تھا ابھی۔۔۔

رات دیر سے ہی سہی مگر آجائیں گے۔۔۔ اور نا آسکیں تو کل صبح تع آہی جائیں گے۔۔۔ ایمان سے بات بنانا محال ہو رہا تھا۔۔۔ مگر بھلا ہوماں کا جو اسکی کیفیت سمجھتیں بات ہی بدل گئیں۔۔۔۔۔

ایمان نے سکھ کا سانس خارج کیا اور انکی خاطر تواضع کے لئے اٹھ کر کچن کی جانب بڑھی۔۔۔

یہ عید اسکے لئے اتنی اچھی نا سہی لیکن اتنی بری بھی نا رہی تھی۔۔۔ وہ بالخصوص اپنے میکے سے آئی عید والا جوڑا پہنے پورے دل سے تیار ہوئی تھی۔۔۔

ہاں یہ عید اس لحاظ سے ویران ہی رہی کے شادی کے بعد اسکی پہلی عید تھی اور اسکے شوہر کا کہیں اتہ پتہ ہی نا تھا۔۔۔ البتہ اسکے گھر والے اسکے ساتھ تھے اس لئے وہ خوش ہونے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔۔۔

عید کے روز بھی بھا بھی نے اسکے شادی کے بعد پہلی مرتبہ مائیکے وہ بھی اکیلے آنے کو بہت اچھالا تھا لیکن بھلا ہو بھائیوں کا جنہوں نے بات آئی گئی کروادی۔۔۔ وہ سب خان کی اونچی ذات اور اونچے شملے کو انکے عام اور معمولی گھر سے تعبیر دیتے

خود ہی جواز گھر چکے تھے کے شاید اس لئے خان انکے گھر نہیں آیا اور ایمان نے بھی انکی اس غلط فہمی کو دور کرنے کی ضرورت محسوس ناکى کہ چلو ایسے ہی سہی لیکن بھرم تو قائم تھا نا اسکا۔۔۔۔

دن تیزی سے گزر رہے تھے۔۔۔ ہر گزرتے دن کیسا تھ ایمان کا سراپہ مزید بے ڈول ہوتا جا رہا تھا۔۔۔ صد شکر کے اسکے فرسٹ ایئر کے فائنل ایگزائمنز شروع ہو گئے تھے۔۔۔ اب ایگزائمنز کے بعد وہ دوبارہ کالج اپنی ڈیلیوری کے بعد جوائن کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔۔

وہ حیران تھی کے کیسے اسنے رمضان میں خود پر اتنا جبر کرتے ایک برے راستے کو چھوڑے رکھا کیونکہ رمضان کے گزرتے ہی وہ اپنی پرانی روش پر آچکی تھی۔۔۔ وہی راستہ اور اسکے وہی بے لگام قدم۔۔۔۔

اسے ماننا پڑا کے اسکا نفس اس سے کہیں زیادہ مضبوط اور طاقتور ہے۔۔۔ جب نفس اس پر حاوی ہوتا تو وہ یوں دبک کر بیٹھ جاتی جیسے کسی کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے جائیں۔۔۔ وہ فاتح عالم ٹھہرتا تو پیچھے اسکے لئے سوائے پچھتاؤں کے کچھ نا بچتا۔۔۔۔

تمہارے نفس کی قیمت جنت ہے۔۔۔ اسے جنت سے کم قیمت پر کبھی نا
بیچنا۔۔۔ دنیا میں تمہارے نفس سے زیادہ ایسا کوئی سرکش جانور نہیں جو سخت ترین
لگام کے لائق ہو۔۔۔

یہ لائنز جب اسکی نگاہوں کے سامنے سے گزریں تو وہ کتنی ہی دیر تک گم صم سی
کھڑی رہ گئی۔۔۔

کے بلاشبہ نفس کو لگام ڈالنا ہی سب سے مشکل ترین امر تھا۔۔۔۔
وہ بس ٹوٹتی امید۔۔۔ اور چھوٹی آس کے سرے کو مضبوطی سے تھامے یہ ہی دعا
کرتی تھی کہ اللہ اسکا اسکے شوہر سے رابطہ بحال کروادے۔۔۔ دن رات اسکی
زبان پر محض یہ ہی دعا تھی۔۔۔ کیونکہ اسکی پر یگنینسی کا ہر گزر تا دن اسے نئے
اندیشوں کے حوالے کرتا جا رہا تھا۔۔۔

خان اپنی دنیا میں مگن پچھلی ہر چیز بھلائے موو آن کر چکا تھا۔۔۔ جیسے گزشتہ کسی
چیز سے اسکا کوئی سروکار ہی نا ہو۔۔۔ وہ دن بس اسکی زندگی میں آئے اور آکر گزر
گئے۔۔۔ وہ آگے بڑھ چکا تھا۔۔۔

اس وقت بھی وہ جینز پر ہاوسلیو شرٹ زیب تن کئے آئینے کے سامنے کھڑا سیٹی کی لے پر کچھ گنگناتا اپنے بال بنا رہا تھا۔۔۔ شرٹ کی آدھی بازوؤں سے اس کے کسرتی بازو نمایاں ہو رہے تھے۔۔۔ بال بنا کر اس نے خود پر بے دریغ پرفیوم کا سپرے کیا اور واپس پلٹا۔۔۔ اس کے آخری سمیسٹر کے فائنلز ہو گئے تھے اور ایک ہفتہ دوستوں کے ساتھ خوب انجوائے کرنے کے بعد وہ آج اس شہر کو الوداع کہتے واپس اپنے شہر جا رہا تھا۔۔۔

یونہی سیٹی لی لے پر دھن گنگناتے اسے بیڈ پر بیٹھ کر برینڈ ڈجوتے پہنے اور اٹھ کر الماری تک گیا۔۔۔

الماری کھول کر اندر سے اپنے اہم ڈاکو منٹس کی فائل نکالی جب ایک کاغذ پھسل کر اس کے قدموں میں آگرا۔۔۔ اس نے جھک کر وہ کاغذ اٹھاتے اسے کھول کر دیکھا جب کاغذ پر نگاہ پڑتے ہی ایک بھولی ب سری یاد اس کی نگاہوں کے سامنے لہرا گئی۔۔۔ ایک معصوم سا شفاف پری پیکر چہرا۔۔۔۔۔ اور غزال سی شہد رنگ جھکی آنکھیں

وہ اسکا پہلا نکاح نامہ تھا۔۔۔ خان نے سر جھٹکتے اسے فولڈ کر کے واپس الماری میں پھینکا اور اپنا ڈاکو منٹ فولڈ اپنے شولڈر بیگ میں رکھتے اسے کندھے پر لٹکا کر اپارٹمنٹ سے نکل گیا۔۔

یہ دنیا بہت تیزی سے آگے بڑھتی ہے۔۔۔ یہاں کوئی کسی کے لئے نہیں رکتا۔۔۔ یقیناً وہ لڑکی بھی اسکے لئے بچھائے ٹریپ میں اسے پھنستا نہ دیکھ موو آن کر چکی ہو گئی۔۔۔ وہ مسلسل خود کو دلیلیں دیتا پارکنگ تک آیا۔۔۔

لیکن وہ لڑکی تمہارے نکاح میں ہے اور تمہارے نکاح میں ہوتے ہوئے وہ موو آن کیسے کر سکتی ہے۔۔۔ دل نے تاویل دی۔۔۔

وہ ایک پل کے لئے تھا۔۔۔۔۔ یقیناً اسنے کورٹ سے رجوع کر کے خلع لے لیا ہو گا۔۔۔ اس دنیا میں کوئی کسی کے لئے نہیں رکتا۔۔۔ وہ سر جھٹک کر ہر خیال کر جھٹکتا آکر گاڑی میں بیٹھا۔۔۔ اسکے بیٹھتے ہی امجد نے مستعدی سے گاڑی آگے بڑھا دی۔۔۔

گاڑی اسے نئے راستوں کا مسافر بناتی اسے پرانے راستوں سے بہت دور لیجاتی جا رہی تھی۔۔۔

خان گاڑی کی بیک سیٹ پر بیٹھاسیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں مونڈے ہوئے تھا۔۔۔ ناچاہنے کے باوجود بھی اندر ایک بے چینی سی سرایت کرنے لگی تھی۔۔۔ اسکی مسلسل ہلتی ٹانگ اور پاؤں اسکی بے چینی کے گواہ تھے۔۔۔ ناجانے کیوں وہ اس بات کو دماغ سے نکالنے میں ناکام ہو رہا تھا۔۔۔ کئی دفعہ سر جھٹکا۔۔۔ کئی دفعہ دماغ کسی اور چیز کی طرف لگانا چاہا لیکن یہ ہی ایک بات جیسے دماغ میں اٹک سی گئی۔۔۔

امجد گاڑی موڑو۔۔۔۔۔
دفعۃً وہ ایک جھٹکے سے سیدھا ہو کر بیٹھتے فیصلہ کن لہجے میں گویا ہوا۔۔۔ خان کے حکم پر امجد نے لمحے کی تاخیر کئے بنا گاڑی کو بریک لگائی۔۔۔۔۔

گاڑی موڑنی کس جانب ہے خان۔۔۔ امجد فکر مند ہوا اٹھا۔۔۔ کیونکہ پلان کے مطابق انہیں لاہور ایئر پورٹ پر جا کر وہاں سے اسلام آباد کی فلائیٹ سے اسلام آباد جانا تھا۔۔۔ اب ایئر پورٹ سے چند پلوں کی مسافت پر گاڑی موڑنا وہ بھی تب

جب فلائٹ میں محض پندرہ سے بیس منٹ باقی تھے سمجھ سے باہر تھا۔۔۔ وہ الجھ اٹھا۔۔۔

اسی اپارٹمنٹ کی جانب جسے چند ماہ پہلے ایک حسین دوشیزہ کے نام کروایا تھا۔۔۔ خان کے کہنے پر اسکی بات کا مفہوم سمجھ کر امجد گم صم رہ گیا۔۔۔ بہت عرصے بعد اسکا مالک پرانی راہوں کا مسافر بننے جا رہا تھا۔۔۔ لیکن سوال پوچھنے کا اختیار کسے تھا تبھی خاموشی سے گاڑی واپس موڑ ڈالی۔۔۔

پر خان اسلام آباد میں بڑے خان انتظار کر رہے ہیں آپکا۔۔۔ انکے مطابق آپ آج وہاں آرہے ہیں۔۔۔ امجد نے دبے دبے انداز میں اسے یاد دہانی کروائی۔۔۔ انہیں کہہ دینا کے دوستوں کے ایک دو ٹور اور نکل آئے ہیں جسکی وجہ سے میں نہیں آسکا۔۔۔

اپنی بات مکمل کر کے وہ واپس سیٹ کی پشت سے سرٹکا گیا۔۔۔

تمہیں جو سکھ پہنچتا ہے اللہ کی طرف سے پہنچتا ہے اور جو دکھ پہنچتا ہے وہ تمہارے اپنے نفس کی طرف سے پہنچتا ہے۔۔۔

(۷۹ : ۴)

اسنے نم آنکھوں اور بھیگی پلکوں کیساتھ بھاری دل لئے نماز کے بعد قرآن پاک کھولا تو پہلی ہی آیت نگاہوں سے ٹکرائی۔۔۔

بے ساختہ اسکی آنکھ بھر آئی۔۔۔

ہمارا نفس ہمارے دشمن کی طرح ہوتا ہے جب یہ ہمیں سنجیدہ پاتا ہے تو یہ ہماری اطاعت کرتا ہے ہماری بات سنتا ہے اور اگر اس کو ہم زرا سی بھی کمی نظر آجائے یا ہم اسے زرا سی بھی ڈھیل دے دیں تو یہ شرکش ہوتا ہمیں قیدی بنانے کے درپر ہو جاتا ہے یوں اس انداز میں کے ہمارے ہاتھ پاؤں باندھ کر حسب مناسبت کروا ڈالتا ہے۔ آپ اپنے نفس کو جتنی ڈھیل دیں گے یہ اتنا ہی آپ کو رسوا کروائے گا۔۔۔

نفس کبھی مر نہیں سکتا۔۔۔ کسی صورت نہیں۔۔۔ کیونکہ یہ اگر مر جائے تو کہانی ہی ختم ہو جائے اور اصل جنگ تو ہے ہی اپنے نفس کے ساتھ جس میں ہمیں ہر حال میں فاتح ٹھہرنا ہے۔۔۔ رات کی پڑھی باتیں اسے یاد آنے لگی تو وہ پھوڑے کی مانند

دکھتے دل کے ساتھ وہیں بیٹھ گئی۔۔۔ ناجانے کیوں وہ باوجود کوشش کے اس ایڈکشن سے باہر نہیں نکل پارہی تھی۔۔۔

اللہ کے حضور گڑ گڑا کر دل ہلکا کر کے وہ احساسِ پشیمانی سے نکلتی تو اسے لگتا وہ ہر اٹھتے قدم کے ساتھ اپنے رب کی جانب بڑھ رہی ہے۔۔۔ رب کی جانب بڑھنے کا یہ سفر دن بادن زیادہ ہو رہا ہے وہ اپنے رب کے قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی ہے۔۔۔ ابھی وہ اس بات پر ٹھیک سے خوش بھی ناہو پاتی کے سرکشی کا ایک طوفان اٹھتا جو اسے سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتوں کو مفلوج کرتا اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے گھسیٹتا ہوا واپس تباہی کے اسی دہانے پر لے جاتا جہاں سے اس نے بڑی ہمت کے بعد رب کی جانب کا وہ سفر شروع کیا تھا۔۔۔ جس کے بعد پھر سے اس کی پشیمانی کا سفر شروع ہو جاتا۔۔۔ اتنے دن کی جستجو سے قدم قدم رب کی جانب بڑھ کر پاٹا جانے والا فاصلہ ایک ہی پل میں کھینچ کر پھر سے صدیوں کی مسافت پر محیط کر دیا جاتا۔۔۔

جانے کیوں وہ ناولز کے رومینٹک سینز پڑھتی ٹرگر ہو جاتی تھی۔۔۔ یا ایسا کوئی سین نگاہوں کے سامنے سے گزرتا تو وہ خود پر سے اختیار کھو جاتی۔۔۔

جیسے سگریٹ پینے والا شخص سگریٹ کا دھواں محسوس کر کے ٹرگر ہوتا تب تک سکون سے نہیں بیٹھ سکتا جب تک سگریٹ پی نالے۔۔۔

جیسے بریانی کا شوقین اسکی خوشبو محسوس کر کے تب تک پر سکون نہیں ہو سکتا جب تک وہ اسے کھانا لے۔۔۔

یہ ہی حال آج کل اسکا تھا۔۔۔ اس ایڈکشن سے بچنے کے لئے وہ جتنے ہاتھ پیر مار سکتی تھی مار رہی تھی۔۔۔ اب اسکی عقل سمجھ یہاں آکر مفلوج ہو رہی تھی کہ وہ ایسا کیا کرے جو ایک نتیجہ فعل سے دور ہو جائے۔۔۔

اسکی اب اپنے رب سے دعائیں بدلنے لگی تھی۔۔۔ وہ اب اپنی دعاؤں میں اس راستے کے کھلنے کی دعائیں کرنے لگی تھی جس پر چل کر وہ اس تباہی کے دہانے سے دور ہو سکے جو ناصرف اس کی دنیا بلکہ آخرت بھی نگلنے کو تیار کھڑا تھا۔۔۔

وہ ابھی قرآن پاک جزدان میں لپیٹ کر بک شلف پر رکھ کر پلٹی ہی تھی جب کلک کی آواز کیساتھ دروازہ کھلنے کی آواز پر چونک کر اس جانب متوجہ ہوئی۔۔۔۔۔ جب سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر جہاں کی تہاں رہ گئی۔۔۔

خان کے مضبوط قدم تیزی سے شناسار استوں پر سفر کر رہے تھے۔۔۔

لفٹ سے نکلتے ہی وہ دائیں مرزئی راہداری کی جانب مڑا۔۔۔ ارد گرد ہائی سوسائٹی کے خوبصورت اپارٹمنٹس تھے اسکا چہرہ اسجیدہ جبکہ نگاہیں کچھ کھوجتی ہوئی تھیں۔۔۔ اتنے مہینوں بعد وہ بناتائے یہاں آ موجود تھا۔۔۔

مطلوبہ اپارٹمنٹ کے سامنے رک کر اسنے اپنے پاس موجود چابی سے اپارٹمنٹ کا دروازہ واکیا اور بالکل غیر متوقع طور پر اندر داخل ہوا۔۔۔

اسنے ایک ہی نظر میں سارے اپارٹمنٹ کا جائزہ لے لیا۔۔۔ صاف ستھرا سا اپارٹمنٹ اور لاؤنج میں کمرے کے دروازے کے سامنے کھلے سے لباس پر حجاب اوڑھے کھڑی ایمان۔۔۔۔

دفعۃً ملک کی آواز پر ایمان اس جانب پلٹی اور اتنے مہینوں کے بعد سامنے کھڑے خان کو دیکھ جہاں کی تہاں رہ گئی۔۔۔۔ نم آنکھیں سرعت سے گیلی ہونے لگی تھیں۔۔۔ کیا اس گناہگار کی دعائیں بھی قبولیت کا شرف پاگئی تھیں۔۔۔ کیا اسکا انتظار ختم ہوا۔۔۔

بے یقینی سی بے یقینی تھی۔۔۔

اور تمہارے رب نے ناتمہیں چھوڑا ہے اور ناہی وہ تم سے ناراض ہوا ہے۔۔۔
آیت کے الفاظ کانوں میں گھونجے تو وہ ڈھرتے دل کیساتھ تھوک نکل کر رہ
گئی۔۔۔

وہ پہلے سے بھی زیادہ ہینڈ سم ہو گیا تھا۔۔۔ کھڑے مغرورانہ نقوش صاف رنگت
کسرتی جسامت اور اسکی شخصیت کا سحر۔۔۔ وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔
اللہ کی رحمت سے مایوس ناہو۔۔۔۔۔

سورة الزمر

۵۴۰

ایک آنسو ٹوٹ کر اسکی آنکھ سے پھسلا اور اسکا بے جان جسم جیسے یکدم ہی متحرک
ہوا اٹھا وہ بھاگ کر خان کی جانب لپکی۔۔۔

خنچ۔۔۔ خان۔۔۔ آپ آگئے۔۔۔ مجھے امید تھی کہ آپ ضرور آئیں گئے۔۔۔
مم میں۔۔۔

وہ بہتی آنکھوں اور کپکپاتے ہاتھوں سمیت اسکے چہرے کا ایک ایک نقش چھوتی گویا
مسمرا نرسی بول رہی تھی۔۔۔ جبکہ خان وہ سنجیدہ سائیک ٹک اسکے بھرے بھرے
۔۔۔۔ سراپے کو دیکھ رہا تھا جو اس پر حقیقت کے بہت سے راز آشکار کر رہا تھا
خان آپ۔۔۔

خان نے سنجیدگی سے اسکا اپنے چہرے پر ریختا ہاتھ تھام کر دور جھٹکا۔۔۔ یوں کے
ایمان کے آنسو ٹھٹھر گئے وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔
کس کا بچہ ہے یہ۔۔۔ شعلے اگلتی نگاہوں اور غراتی آوازیں یہ ایسا سوال پوچھا گیا تھا
کے ایمان کو لگا وہ کھڑی کھڑی ہی فنا ہو گئی ہو۔۔۔
وہ پھٹی پھٹی نگاہوں کے ساتھ اسے دیکھنے لگی۔۔۔ بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔۔۔
جسکے واپس آنے کی اسقدر دعائیں مانگیں۔۔۔ وہ واپس آتا ہی اسکے کردار پر سوال
اٹھاتا ایسی جواب طلبی کرے گا کہ وہ بے موت ماری جائے گی یہ کہاں سوچا تھا
اسنے۔۔۔

تم نے شاید سنا نہیں۔۔۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ یہ کسکا۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ اپنی بات مکمل کرتا نا جانے ایمان کے تن مردہ میں اتنی طاقت کہاں سے آئی کے وہ بھوک شیرنی کی مانند اس پر جھپٹی اسکا گریبان جھکڑ گئی۔۔۔
اپنی زبان کو یہیں لگام دے ڈالیں خان۔۔۔ مزید ایک لفظ نہیں۔۔۔ مانا کے بہت گنہگار ہوں مگر بد کردار نہیں۔۔۔ یہ اولاد آپکی ہے مجھے اس بات کی صفائی دینے کی قطعاً ضرورت نہیں۔۔۔ کیسے مرد ہیں آپ جسے یہ تک نہیں پتہ کے اسکے بیوی کے بطن میں پروان چڑھتی اولاد اسکی ہے یا نہیں۔۔۔ ایمان کی آنکھوں میں خون ، اترنے لگا تھا۔۔۔

اسکے لہجے کا کھڑاپن اور آنکھوں کی سچائی نے خان کو بے طرح ٹھٹھکایا۔۔۔
وہ اپنے گریبان کو جھکڑے ایمان کے ہاتھ بے طرح جھٹکتا قدم قدم پیچھے کی جانب ہٹا۔۔۔

ایمان یکدم ہوش میں اتی تھوک نگلتی اسے خوفزدہ نگاہوں سے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔
اگر وہ واپس چلا گیا تو
دل ڈوب کر ابھرا تھا۔۔۔
خنخ۔۔۔ خان۔۔۔

اگر وہ دنیا کی بھیڑ میں پھر سے گم ہو گیا تو۔۔۔

خان۔۔۔۔ نہیں۔۔۔ وہ اسے دروازے کے پاس پہنچتا دیکھ اسکی جانب لپکی مگر تب تک وہ اسے نظر انداز کرتا تیزی سے چوکھٹ عبور کرتا باہر نکل گیا جبکہ اسکے کلتے ہی دروازہ واپس بند ہو گیا۔۔۔

خاننسن۔۔۔ پیچھے ایمان کو لگا جیسے کوئی اسکے جسم سے بے طرح روح جھپٹ کر نکال باہر لے گیا ہو۔۔۔

وہ جس خاموشی سے آیا تھا اسی خاموشی سے واپس جا چکا تھا۔۔۔

خان تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے مختل ہوتے حواسوں کو قابو کئے پارکنگ کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔

اسکا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔۔۔

اسے فوراً ہی لال بھبھو کا چہرہ لائے باہر آتا دیکھ امجد الٹ ہوا اٹھا۔۔۔ اسنے خان کے گاڑی تک پہنچنے سے پہلے ہی مستعدی سے ڈرائیونگ سیٹ سمبھالی اور اسکے گاڑی میں بیٹھتے ہی گاڑی زن سے بھگالے گیا۔۔۔

میرے اس سوکالڈ نکاح کو ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا امجد۔۔۔۔۔ وہ ماتھ مستابے چینی
سے گویا ہوا۔۔۔۔۔

بے سکونی انگ انگ میں سرایت کرنے لگی تھی۔۔۔
امجد نے انگلی کی پوروں پر شب و روز کا حساب لگایا۔۔۔
تقریباً چھ۔۔۔۔۔ یا سات ماہ۔۔۔۔۔

گاڑی اپنے اپارٹمنٹ کی جانب موڑو۔۔۔۔۔ وہ اسی سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔
اگلے آدھے گھنٹے میں مجھے پچھلے چھ سات ماہ کی ایمان کے بارے میں تمام انفارمیشن
چاہیے۔۔۔۔۔

وہ کہاں گئی اسنے کیا کیا۔۔۔۔۔ کون کون اس سے ملنے آیا۔۔۔۔۔ کس کس نے اپارٹمنٹ
میں سٹے کیا۔۔۔۔۔ سب۔۔۔۔۔

اپنے اپارٹمنٹ کے سامنے اترتا وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔۔۔ جبکہ امجد بات سمجھ کر
سرہاں میں ہلا گیا۔۔۔۔۔

خان کا سنجیدہ روپ اور یہ تفتیش اسے بہت سی گڑبڑ کی نشاندہی کروارہی تھی۔۔۔

ٹھیک اگلے آدھے گھنٹے بعد امجد ساری انفارمیشن کیساتھ خان کے سامنے اسکے پارٹمنٹ میں موجود تھا۔۔۔ خان اس وقت ماتھا مسلتا صوفے پر نیم دراز تھا جب وہ سبھی معلومات سمیٹ وہاں داخل ہوا۔۔۔

یہ رہی اس اپارٹمنٹ احاطے کی سی سی ٹی وی فوٹیج خان۔۔۔ اس میں بھی واضح ہے اور انکے بارے میں ساری معلومات اکٹھی کرنے پر بھی یہ ہی پتہ چلا کہ وہ جب سے اپارٹمنٹ میں شفٹ ہوئی ہیں بہت کم اپارٹمنٹ سے باہر نکلی ہیں۔۔۔ سوائے کالج جانے یا گروسری کرنے کے۔۔۔

نیز انکی ماں ہی اس اپارٹمنٹ میں انکے پاس آتی تھیں۔۔۔ بھائیوں سے کوئی چیپکاش چل رہی تھی شاید۔۔۔ پہلے پہل وہ بہن سے نہیں ملتے تھے۔۔۔ کچھ ماہ پہلے ہی انکی صلح ہوئی ہے جسکی وجہ سے اب کبھی کبھی انکا بھی اپارٹمنٹ میں چکر لگ جاتا ہے۔۔۔۔۔

اب اپنے ایگزائمز کے بعد سے انہوں نے بالکل ہی اپارٹمنٹ سے نکلنا بند کر دیا ہے۔۔۔ اس کے علاوہ کوئی قابل گرفت بات پتہ نہیں لگ سکی خان۔۔۔ حالانکہ میں نے ہر طرح سے تشفی کی ہے۔۔۔

امجد کے سارے معلومات بہم پہنچانے پر وہ گم صم سائیک ٹک اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔

خان کے جانے کے بعد ایمان یو نہی ساکت سی صوفے پر بیٹھی تھی جیسے سب کچھ سوکھی ریت کی مانند ہاتھ سے پھسل گیا ہو۔۔ وہ ایک شخص واپس آیا بھی اور اس پر اتنا بڑا الزام لگا کر واپس چلا گیا۔۔۔

دل کی ڈھرنکیں جیسے سست پڑ رہی ہوں۔۔۔۔ یکدم ہی اسکا ہر چیز سے دل اچاٹ ہو گیا۔۔۔۔ وہ اس سے زیادہ آزمائشوں کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔۔
دفعہ دروازہ ایک مرتبہ پھر سے کلک کی آواز کیساتھ کھلا اور وہی مخصوص کلوں کی خوشبو ایمان کے نتھنوں سے ٹکرائی تو وہ سانس تک روک گئی۔۔۔۔
خان قدم قدم چلتا آکر اسکے عین سامنے سنگل صوفے پر ڈھنکے سے انداز میں بیٹھا اور سر تھام گیا۔۔۔ جبکہ ایمان تھوک نگلتی اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔۔ نا جانے اب وہ اسے کیا کہنے والا تھا۔۔۔ اسکا دل سوکھے پتے کی مانند کپکپانے لگا۔۔۔۔ پتہ نہیں اب زندگی کو اس سے کیا آزمائش مطلوب تھی۔۔۔۔

خان قدم قدم چلتا آکر اسکے عین سامنے سنگل صوفے پر ڈھنے کے سے انداز میں بیٹھا اور سر تھام گیا۔۔۔ جبکہ ایمان تھوک نگلتی اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔ ناجانے اب وہ اسے کیا کہنے والا تھا۔۔۔ اسکا دل سوکھے پتے کی مانند کپکپانے لگا۔۔۔ پتہ نہیں اب زندگی کو اس سے کیا آزمائش مطلوب تھی۔۔۔

خان خدا کی قسم یہ آپکا بچہ ہے۔۔۔ وہ نانا کرتے بھی بے بسی سے رودی۔۔۔ کبھی زندگی میں ایسا مقام بھی آنا تھا کہ اسے اپنے ہی کردار کی صفائی پیش کرنی تھی وہ کہاں جانتی تھی۔۔۔

خان گم صم صم سے سرخ خالی خالی نگاہوں سے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

کو نسا مہینا ہے۔۔۔ کافی دیر بعد وہ ناجانے کیا سوچتا ہوا مستفسر ہوا۔۔۔

چھٹا۔۔۔ وہ لب کچل کر رہ گئی۔۔۔

ایمان یہ نہیں ہونا چاہیے تھا یا۔۔۔ وہ کرب سے آنکھیں میچتا بے چینی سے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔۔۔

ایمان ششدر سی اسے دیکھنے لگی۔۔۔ وہ اسکا رویہ سمجھنے سے قاصر تھی۔۔۔
اس میں بھلا کسی انسان کا کیا زور خان۔۔۔ یہ تورب کی دین ہے۔۔۔۔
لیکن اسکے باوجود یہ نہیں ہونا چاہیے تھا ایمان۔۔۔ میں اولاد افورڈ کر ہی نہیں
سکتا۔۔۔ تم اندازہ نہیں کر سکتی اس وجہ سے میری زندگی کس قدر پیچیدگیوں کا
شکار ہو جائے گی۔۔۔

میری دنیا تمہاری دنیا سے الگ ہے یار۔۔۔ ہم دونوں کا کوئی میل نہیں۔۔۔ تم
میری دنیا میں نہیں آ سکتی۔۔۔ وہاں سب اونچے شملے کے لوگ ہیں تمہیں کبھی
قبول نہیں کریں گے۔۔۔ اور میں اپنی دنیا چھوڑ کر اگر تمہارے پاس آیا تو اپنی ہی
شناخت کھودوں گا۔۔۔
تم سمجھ رہی ہو میری بات۔۔۔

یار ہم دونوں الگ الگ دنیا کے باسی ہیں۔۔۔ ایسے میں یہ بچہ۔۔۔ مائے گاڈ۔۔۔۔
وہ بے بسی سے بال مٹھیوں میں جھکڑ کر رہ گیا۔۔۔

بہت غلط جگہ پر پھنسا دیا تم نے مجھے کنزل ایمان۔۔۔ اس بچے کو ناپناؤں تو مرتا
ہوں۔۔۔ اور اگر اپنالوں تو بھی مرتا ہوں۔۔۔

میرا اونچے شملے والا باپ تمہیں کبھی قبول نہیں کرے گا۔۔۔ اور تم تصور بھی نہیں کر سکتی ایمان کہ یہ بات اگر باہر نکلی اور اڑتی اڑتی میرے باپ اور میرے خاندان تک پہنچ گئی کے شامیر خان نے ایک عام سے طبقے سے تعلق رکھنے والی لڑکی کنزل ایمان سے شادی کر رکھی ہے تو میں بھی نہیں جانتا پھر کیا ہو گا کنزل۔۔۔ وہ لوگ راہ چلتے چلتے تمہیں ایک گولی کی نظر کروادیں گے۔۔۔ یا کوئی روڈ ایکسیڈنٹ۔۔۔ تمہیں میری زندگی سے نکال باہر کرنے میں ایک لمحہ لگائیں گے۔۔۔ کیس فائل ہونے سے پہلے ہی بند ہو جائے گا۔۔۔ وہ میرا خاندان ہے ایمان میں باخوبی جانتا ہوں انہیں۔۔۔ خان کی باتیں اس کے چہرے کا کرب اور بے چینی ایمان کو ایک آن دیکھے خوف میں مبتلا کرنے لگا تھا۔۔۔

یار مجھے فکر ہو رہی ہے اس بچے کی۔۔۔ اگر اس بچے کا علم انہیں ہو گیا تو میں تو کبھی تمہارا تھا ہی نہیں نا ایمان۔۔۔ وہ اس بچے کو بھی تمہارے پاس نہیں چھوڑیں گے۔۔۔

کسی نے بے طرح ایمان کا دل مٹھی میں لے کر مسلا۔ یوں کے وہ بلبلا اٹھی۔۔۔

مم۔۔۔ میں۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتی سلام کی آواز پر بے طرح چونک کر دروازے کی جانب متوجہ ہوئی جہاں سجاد بھائی اور بھابھی کے ساتھ پیچھے ماں کھڑی تھیں۔۔۔ اسنے سرعت سے چہرے کے تاثرات درست کرتے مسکراہٹ چہرے پر سجائی اور گرم جوشی سے اٹھ کر انکی جانب لپکی۔۔۔

البتہ خان سنجیدہ صورت لئے ہی انہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔

ارے واہ آج تو اللہ اللہ کر کے آپ سے بھی ملاقات ہو ہی گئی خان بھائی۔۔۔ ورنہ آپکے بارے میں جب ایمان سے پوچھا اسکا یہ ہی کہنا تھا کہ آپ آفیشلی ٹور پر ہیں۔۔۔

بھابھی انکے پاس آتیں خوشدلی سے گویا ہوسیں تو خان نے ٹھٹھک کر ایمان کی جانب دیکھا جسکی نگاہوں کی خاموش التجا نے اسے لب بھینچ لینے پر مجبور کر دیا۔۔۔ سجاد آگے بڑھ کر اس سے ملا۔۔۔

اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے مالک۔۔۔ خدا جوڑی ہمیشہ سلامت رکھے۔۔۔ تمہارا
سایہ صد امیری بیٹی کے سر پر بنا رہے۔۔۔ ماں نے خان کے سر پر پیار دینے کے
بعد اسکا چہرہ اپنے ضعیف ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اسکے ماتھے کا بوسہ لیا تو وہ
ساکت سا انہیں دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

خان پلیر زرا بات سنیں۔۔۔
کچھ دیر بعد ایمان نے مسکرا

تے ہوئے خان کو کچن سے آواز دی تو اٹھ کر کچن کی جانب بڑھا۔۔۔
خان یہاں سوائے ماں کے کوئی نہیں جانتا کہ ہمارے بیچ کیا چل رہا ہے۔۔۔
سب کی نظروں میں میں آپکے ساتھ ہسی خوشی اپنا گھر بسا رہی ہوں۔۔۔ خدا را
آپ میرا یہ بھرم قائم رہنے دیں۔۔۔ کچھ دیر کی بات ہے زرا ہنس کر میرے گھر
والوں کو برداشت کر لیں۔۔۔ وہ کچھ دیر بعد چلے جائیں گے اور میرا بھرم قائم رہ
جائے گا پلیر۔۔۔ ورنہ زندگی میرے لئے بہت کھٹن ہو جائے گی۔۔۔
وہ نم آنکھوں میں آس کے دیئے سموئے اسے التجائیہ کہہ رہی تھی۔۔۔

خان گم صم رہ گیا۔۔۔ اس چھوٹی سی لڑکی کے کتنے روپ تھے۔۔۔ پچھلے سات
مہینوں سے وہ کیسے اپنا بھرم قائم رکھے ہوئے تھی۔۔۔۔۔

تم کیا کر رہی ہو۔۔۔ وہ اسے چولہے کے سامنے کھڑا برتن نکالتا دیکھ پوچھ بیٹھا۔۔۔
چائے بنا رہی ہوں۔۔۔ ان کے لئے کچھ کھانے پینے کا انتظام۔۔۔

چائے مت بناو۔۔۔ کھانے کا ٹائم ہو رہا ہے۔۔۔ میں لنچ آرڈر کرتا ہوں۔۔۔ کھانا
اکھٹے کھائیں گے۔۔۔ تم تب تک ٹیبل سیٹ کرو۔۔۔ خان کی اتنی سی بات نے ہی
اسکی تشفی کرواتے اسکے چہرے پر پھول کھلا دیئے تھے۔۔۔ وہ خوش ہوا اٹھی کے اسکا
شوہر اسکا بھرم قائم رکھنے کو تیار تھا۔۔۔۔۔

کھانا بہت خوشگوار ماحول میں کھایا گیا تھا۔۔۔ خان نے ڈائیننگ ٹیبل انواع و اقسام
کے کھانوں سے بھر دیا تھا۔۔۔۔۔ کھانے کے دوران بھی وہ ان سب سے کسی ناکسی
ٹاپک پر گفتگو کرتا رہا۔۔۔

ان سب کے واپس جانے سے پہلے اسنے کئی پانچ پانچ ہزار کے نوٹ بھا بھی کی گود
میں اٹھائی گڑیا کے ہاتھ میں تھمائے تو بھا بھی کی آنکھیں چمک اٹھیں۔۔۔۔۔

سجاد بھائی نے منع کرنا چاہا جب ایمان نے بیچ میں کودتے پیار بھری دھونس جمائی تو وہ خاموش ہو گئے۔۔۔

بہت خوبصورت وقت انکے سنگ گزار کر وہ تینوں جاچکے تھے جبکہ شامیر کمرے میں کسی سے فون پر بات کر رہا تھا جب ایمان اسکے لئے چائے کا کپ لئے کمرے میں آئی۔۔۔

اوہو بابا۔۔۔ میں آہی رہا تھا واپس لیکن دوستوں کا ایک گیٹ ٹو گیٹ آگیا جسکی وجہ سے نہیں آسکا۔۔۔ آجاؤں گا اسٹاٹ آبگ ڈیل۔۔۔ وہ ماتھا مسلتا خاصا جھنجھلایا ہوا تھا۔۔۔

اوکے۔۔۔ اوکے فائن۔۔۔ بات مکمل کر کے وہ فون بند کر تا وہیں صوفے پر ڈھنکے سے انداز میں بیٹھا جب ایمان اسکے سامنے چائے کا کپ رکھتی اسکے عین مقابل بیڈ کی پائنٹی پر آ بیٹھی۔۔۔

خان۔۔۔ آپ کی نظر کرم مجھ پر آٹھری۔۔۔ میں آپکو پسند آگئی۔۔۔ اپنی خواہش کے حصول کے لئے آپ نے مجھے اغوا کر والیا۔۔۔ اس میں میرا کیا قصور

تھا بھلا۔۔۔ ایمان کی آواز میں ٹوٹے کانچ کی کرچیاں تھیں۔۔۔ اسکی آنکھیں
لبالب پانیوں سے بھر آئیں۔۔۔

میرے اغوا کے بعد میرے گھر والوں کو بہت رسوائی سہنی پڑی وہ سب مجھے غلط
سمجھتے رہے کہ میں نے اپنے کسی آشنا سے بھاگ کر شادی کر لی۔۔۔ میں ان سب
کے لئے معیوب ٹھہری۔۔۔ اس میں میں کہاں خطا وار تھی خان۔۔۔
میں نے سب سے یہ سچائی چھپائی اور انکے اس خدشے پر یقین کی مہر ثبت کرتی سب
کی نظروں میں خطا وار ہو گئی۔۔۔ یہاں قید تنہائی کا ٹٹی رہی۔۔۔ میری کیا غلطی تھی
خان۔۔۔ اسکے آنسو چھلک پڑے۔۔۔

یہ ایک ننھی جان جو مجھ سے نتھی ہو گئی ہے اب اسکا باپ اسے لے کر تحفظات کا
شکار ہے تو مجھے بتائیں میں کہاں جاؤں۔۔۔ میں کیا کروں۔۔۔ میرا کوئی قصور تو
بتائیں۔۔۔ کیا غلطی ہے میری جو اسقدر پر آزمائش زندگی گزاروں۔۔۔ وہ سسک
پڑی۔۔۔

شامیر خان لب بھینچے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔۔۔ اس لڑکی کا یوں سسکنا ہی
اسکی کمزوری بنتا جا رہا تھا۔۔۔

تمہاری کوئی غلطی نہیں ایمان۔۔۔ ہر جگہ خطاوار تو میں ہوں۔۔۔ گیلی سانس اندر
کھینچتا وہ اعتراف کر گیا۔۔۔

۔۔ وہ سسکتے ہوئے اسے ساتھ آبراجماں ہوئی

خان۔۔۔ اسنے اپنا کپکپاتا ہاتھ خان کے چہرے پر رکھتے اسکا چہر اپنی جانب کیا۔۔۔
انداز اسے منالینے والا تھا۔۔۔

مانا کے آپکی اور میری دنیا الگ ہے۔۔۔ میں آپکی دنیا میں نہیں جاسکتی اور آپ
میری دنیا میں نہیں آسکتے۔۔۔ مگر بیچ کی تو کوئی راہ نکل ہی سکتی ہے نا۔۔۔ اسکی
آنکھوں میں ایک التجا تھی۔۔۔

جیسے۔۔۔ وہ نا سمجھی کے سے انداز میں بولا۔۔۔ جیسے اسکے خیالات تک پڑھ لینا
چاہتا ہو۔۔۔

جیسے میں آپکی دنیا میں نہیں آتی۔۔۔ آپکی دنیا میں کیا ہو رہا ہے مجھے اس سے کوئی
لینا دینا نہیں۔۔۔ میری دنیا میں کیا ہو رہا ہے اسکی بھنک بھی میں آپکی دنیا اور ان
کے باسیوں کو نہیں لگنے دوں گی۔۔۔

مگر آپکو مجھے اپنا نام دینے کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کو بھی اپنی سرپرستی میں رکھنا ہو گا۔۔۔

ہم آپکی دنیا میں نہیں آئیں گے۔۔۔ لیکن آپکو ہر ماہ ہماری دنیا میں باقاعدگی سے آتے ہماری خبر گیری کرنا ہوگی۔۔۔ تاکہ کوئی مجھے اور میری اولاد کو لاوارث نہ سمجھے۔۔۔ تاکہ میرا بچہ باپ کی محبت سے عاری نہ رہے۔۔۔

اسنے پلکیں جھپکتے گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔ خان اسے یک ٹک دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ لڑکی ہر مقام پر ہی سمجھداری کا مظاہرہ کرتی ہاری بازی اپنے ہاتھ میں کر جاتی تھی۔۔۔

خان نے اسے کھینچ کر خود میں بھینچ لیا۔۔۔

بہت نیک ہو تم ایمان۔۔۔ اللہ کی بہت پیاری بندی۔۔۔ میں تمہارے قابل کہاں تھا۔۔۔ اسکے بالوں میں چہرہ اچھپائے وہ اعتراف کر رہا تھا۔۔۔

جبکہ ایمان کا دل چاہا وہ ڈھاریں مار مار کر رو دے۔۔۔ اگر اسے پتہ چل جاتا کہ وہ کس قدر گناہگار ہے اور کس دلدل میں پھنسی ہے تو شاید وہ اب اس وقت اسے اتنی عزت نہ دے رہا ہوتا۔۔۔

اسکا دل چاہا کہ ابھی کے ابھی سجدے میں گرتی اس رب کے حضور پھوٹ پھوٹ کر رو دے جس نے اس کے عیبوں کی پردہ پوشی کر رکھی تھی۔۔۔ جس نے اس کے اور اس کے گناہوں کو خود کے علاوہ باقی ہر کسی سے ڈھانپ لیا تھا۔۔۔ جسے اپنی گنہگار بندی کا بھی بھرم عزیز تھا۔۔۔ وہ کیسے اس رب کا شکریہ ادا کرتی۔۔۔ ورنہ اگر انسان ایک دوسرے کے گناہوں میں لتھرے چہرے دیکھ لیتے تو شاید ایک دوسرے سے نفرت کرتے نہ تھکتے۔۔۔

چلو ٹھیک ہے۔۔۔ کل جو ہو گا وہ دیکھا جائے گا۔۔۔ چلو آؤ شاپنگ کرنے چلتے ہے۔۔۔ تمہارے لئے شاپنگ کرنے کے ساتھ ساتھ ہم اپنے بے بی کے لئے بھی ڈھیر ساری شاپنگ کریں گے۔۔۔ ساتھ والا کرہ بے بی کے لئے سیٹ کرتے ہیں۔۔۔ ابھی واپس جاؤں گا تو دوبارہ ناجانے کب یہاں میرا چکر لگے۔۔۔ کم از کم ہمارے بے بی کے ویلکم کی تیاریاں تو مکمل ہوں۔۔۔ آخر کو شاہ میر خان کا بے بی آ رہا ہے۔۔۔ وہ اس کے آنسو صاف کر کے اٹھ کھڑا ہوتا گویا وہ بھی بے ساختہ مسکرا دی۔۔۔۔

اتنے مہینوں کی گھٹن کے بعد آج کوئی تازہ ہوا کا جھونکا اسے چھو کر گزرا تھا جب وہ مکمل مطمئن آسودگی سے مسکرا دی تھی۔۔۔

ویسے ایک بات تو بتاؤ بے بی بوائے یا بے بی گرل۔۔۔ کارپارکنگ سے نکالتے وہ شرارتی انداز میں گویا ہوا تو ایمان خفت سے سرخ پڑتا چہرہ اچھکا گئی۔۔۔ مجھے نہیں پتہ۔۔۔

خان قبہ لگا کر ہس دیا۔۔۔ یار ایک تو تم بلش بہت کرتی ہو۔۔۔ میں تو اس لئے پوچھ رہا تھا کہ شاپنگ کرنے میں آسانی رہتی۔۔۔ چلو کوئی بات نہیں ایسی شاپنگ کریں گے جو بے بی گرل اور بے بی بوائے دونوں کے لئے استعمال ہو سکتی ہو۔۔۔ وہ اسکا شرمایا لجا یاروپ دیکھ خود ہی اسکی مشکل آسان کرتا گویا ہوا۔۔۔

شامیر خان اس وقت لاونج میں موجود چھوٹے سے ڈائنینگ ٹیبل پر بیٹھا غبت سے ناشتہ کر رہا تھا جو ابھی ابھی کنزل نے بنایا تھا۔۔۔ کہنے کو یہ دوپہر تھی لیکن وہ اٹھای دوپہر بارہ بجے تھا۔۔۔ اسکا طرز زندگی ہی یہ تھا۔۔۔ رات دیر تک جاگنا اور صبح دیر تک سوتے رہنا۔۔۔

ناشتے کے بعد کنزل نے اسے چائے کا مگ لا کر تھمایا۔۔۔ وہ ڈھیلے سے لباس میں
ملبوس بالوں کا راف سا جوڑا بنائے ہوئے تھی۔۔۔

کنزل تم تو ناشتہ کرو یا ر۔۔۔ وہ اسے پلٹتا دیکھ بول اٹھا۔۔۔ میں صبح سے دو دفعہ کر
چکی ہوں جناب مجھے اس حال میں بھوک کہاں برداشت ہوتی ہے۔۔۔ وہ نرمی سے
مسکرائی۔۔۔

اچھی بات ہے۔۔۔ اپنی ڈائٹ کا خیال رکھنا بھی چاہیے۔۔۔

کل رات وہ دونوں شاپنگ کے بعد ڈس کر کے رات گئے کہیں لانگ ڈرائیو سے
لوٹے تھے۔۔۔ آتے ہی شامیر نے بچے کے لئے کمر اتوسیٹ نا کیا البتہ اسکی شاپنگ کا
سارا سامان اس کے لیے مختص کئے گئے دوسرے کمرے میں رکھوا دیا۔۔۔
امجد سے بات کی ہے میں نے کنزل شام تک تمہارے پاس ایک جزوقتی ملازمہ آ
جائے گی جو صبح سے شام تمہارے پاس رہے گی۔۔۔ اسکے رات تمہارے پاس رکھنے
کے میں خود ہی قائل نہیں یوں ہماری پڑائیوٹ لائف زبان زد عام ہو گئی۔۔۔
ناشتہ کرنے کے بعد وہ اسے لئے لاونج میں آ بیٹھا۔۔۔

میں شام تک چلا جاؤں گا۔۔۔ مجھے نہیں پتہ میری واپسی کب ہوگی۔۔۔ شاید اگلے
مہینے یا شاید اس سے بھی بعد۔۔۔ یا شاید بے بی کی ڈیلیوری پر۔۔۔
میں بہت بے فکر شخص تھا کنزل لیکن اس بے بی کی آمد نے میری بے فکریاں اڑا
دی ہیں۔۔۔

میرے پاس عیش کرنے کو باپ دادا کی بہت سی جاگیریں اور بزنس ہیں جس کے
لئے میں پوری زندگی بھی بیٹھ کر کھانا چاہوں تو پرسکون انداز میں زندگی گزار سکتا
ہوں۔۔۔۔ میں سونے کا چیچ منہ میں لے کر پیدا ہونے والا شخص ہوں۔۔۔ لیکن
اب میرے ارد گرد اگا ہی کے درواہور ہے ہیں۔۔۔۔ کے اگر اپنی اولاد کے لئے
مجھے کچھ کرنا ہے تو کچھ زور بازو ہونا چاہیے۔۔۔
مجھے بزنس کے داویچ آنے چاہیے۔۔۔ میرے ہاتھ میں کوئی ایسا ٹیلنٹ ہونا چاہیے
کے اگر مستقبل قریب میں کوئی ایسا مقام آئے جہاں تمہارے لئے یا اپنے بچے کے
لئے مجھے اپنے خاندان والوں سے بھرنا پڑے تو میرے اپنے ہات میں کچھ ہو۔۔۔
شامیر خان یکدم ہی لا بالے پن اور بے فکری کی دنیا سے نکل کر سمجھداری کی دنیا
میں قدم رکھ چکا تھا۔۔۔ وہ سمجھ کر سرہاں میں ہلا گئی۔۔۔

تم سے رابطے میں رہوں گا کنزل۔۔۔۔

خان اگر آپ برانا منائیں تو میں آپکے سنگ امی کی جانب ایک چکر لگانا چاہتی ہوں۔۔۔ وہ آہستگی سے گویا ہوئی۔۔۔ ہم زیادہ دیر نہیں رکھیں گے۔۔۔ جلد ہی واپس آجائیں گے۔۔۔ پلیر۔۔۔۔

چلو۔۔۔ وہ اسکی التجا کے جواب میں بنا تو قف مان اٹھا تو اسکی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نا رہا۔۔۔۔

ایمان خان کے ساتھ ماں کے گھر آئی تو اسکی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نا تھا۔۔۔ پہلی مرتبہ داماد کو بیٹی کے ساتھ گھر آتے دیکھ ماں کے تو قدم ہی زمین پر ناٹک رہے تھے۔۔۔۔

شامیر خان سب سے خوشدلی سے ملاحظہ حامد کے ساتھ بھی آگے بڑھ کر گلے ملا۔۔۔

کھانے کا تو وقت نہیں تھا البتہ ماں نے چائے کیساتھ اچھا خاصا انتظام کر ڈالا۔۔۔

باتوں کا خاصا لمبا دور چلا۔۔۔ حامد کی جاب لگ گئی تھی اور اب ماں کو اسکی جلد از جلد شادی کی فکر تھی۔۔۔ بھائی کی شادی کے حوالے سے ایمان بھی خاصی پر جوش تھی۔۔۔

کچھ وقت وہاں گزار کر وہ دونوں واپس لوٹ آئے۔۔۔ شام تک ملازمہ بھی آگئی تو شامیر نے باقاعدہ خود اسے اسکا ہر کام سمجھایا۔۔۔

خان کیا میں آپکو فون کر سکتی ہوں۔۔۔ وقتِ رخصت وہ اسکے ساتھ اپارٹمنٹ کے دروازے سے چند قدم کی دوری پر کھڑی تھی۔۔۔ ڈھیلے سے لباس میں ملبوس ہلکا پھلکا سامیک آپ کئے آنچل سینے پر پھیلا کر اوڑھ رکھا تھا البتہ ہلکے نم بال کمر پر پھیلے ہوئے تھی۔۔۔ اسکے برعکس وہ جینز پر ہاف سلیو شرٹ پہنے تراشیدہ بال اچھے سے سیٹ کئے ہوئے تھا۔۔۔

اگر تم یاد کرو تو تم نے مجھے کہا تھا کہ تم کبھی مجھے پیچھے سے نہیں پکارو گئی۔۔۔ وہ سنجیدگی سے گویا ہوا تو ایمان کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ وہ کب کی بات کو ابھی تک یاد رکھے ہوئے تھا۔۔۔ وہ سر جھکاتی لب کچل کر رہ گئی۔۔۔ واپس کب آئیں گے۔۔۔

کچھ کہہ نہیں سکتا ایمان۔۔۔ آجاؤں تو اسی ہفتے آجاؤں نا آؤں تو اگلے کی مہینے نا آؤں۔۔۔

دیکھو ایمان تم بہت سمجھدار لڑکی ہو۔۔۔ اسی لئے ہمارا رشتہ چل رہا ہے۔۔۔ ہمارا رشتہ کوئی نارمل رشتہ نہیں ہے۔۔۔ تم اور میں اگر ابھی تک ایک جائز اور حلال رشتے میں بندھے ہیں تو یہ سراسر تمہاری کاوشوں کا نتیجہ ہے۔۔۔۔ اور یہ رشتہ خوش اسلوبی سے تب تک چلتا رہے گا جب تک تم کچھ ڈیمانڈ نہیں کرو گئی۔۔۔ کیونکہ اپنی تیزی سے بھاگتی ڈورتی زندگی میں اس رشتے کو اپنے ساتھ ساتھ لے کر چلنا میرے لئے کوئی آسان کام نہیں۔۔۔ البتہ اس رشتے کو اپنے ساتھ ساتھ گھسیٹنا ایک مشکل امر ہے۔۔۔ اور شامیر خان بہت سہل پسند ہے۔۔۔ مشکل کاموں سے میری جان جاتی ہے۔۔۔ لیکن اسکے باوجود میں نے مشکل امر چنا ہے۔۔۔ صرف تمہارے لئے اپنے بچے کے لئے۔۔۔

شاید آہستہ آہستہ میں ان سب کا عادی ہو جاؤں لیکن فلحال اگر میرے لئے مشکلات بڑھی تو بحر حال فرار کا راستہ میرے لیے آسان ہو گا۔۔۔

میں نانتہیں کوئی جھوٹی آس تھماؤں گا اور ناہی تمہیں کسی خوش فہمی میں مبتلا کروں
گا۔۔۔ بس دعا کرنا کے اللہ میرے لئے آسانیاں پیدا کرے تاکہ میں اپنی زندگی
کی ہر چیز اچھے سے بیچ کر پاؤں۔۔۔

شامیر کے منہ سے نکلتے ہر لفظ کیساتھ اسے اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔
آ۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ مجھ سے رابطہ رکھیں گے نا۔۔۔ اس مرتبہ اسنے سوال
تبدیل کر ڈالا۔۔۔ البتہ بہت کوشیش سے لہجہ کو بھرانے سے روکا لیکن پھر بھی
آواز کی لغزش اسکی کوشیش ناکام ہونے کی چغلی کھا رہی تھی۔۔۔
انشا اللہ۔۔۔

اس دفعہ شاید اسے ایمان پر ترس آگیا تھا یا اسکے بھر آنے والے لہجے کا اعجاز تھا کہ
وہ نرمی سے کہتا اسے اپنے حصار میں لے گیا۔۔۔
باوجود ضبط کے بھی ایمان کی آنکھیں چھلک پڑیں۔۔۔۔

شامیر خان اس دنیا کی روشنیوں اور اسکی رنگینیوں کا باسی تھا وہ باخوبی جانتا تھا کہ وہ ایک چیز کے لئے کبھی بھی کنسیسٹنٹ نہیں رہ سکتا۔۔۔ وہ بہت جلد ایک چیز سے اوب جاتا اسے ترک کر دیتا تھا۔۔۔

زندگی کو حد سے زیادہ ایزی اور فار گرانڈ لینے والا شخص۔۔۔ جسکے لئے زندگی کا بڑے سے بڑا واقعہ بھی کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا۔۔۔ جو کسی اگلے کام میں قدم رکھتا تو پچھلے کو یکسر فراموش کر جاتا۔۔۔ جان بوجھ کر نہیں اگلے کام کی جانب وہ متوجہ ہی اتنا ہو جاتا کہ پچھلے سب بھول جاتا۔۔۔

ایمان کے نکاح کے بعد بھی پروشہ سے مل کر آؤٹنگ کلبنگ اور دوستوں کے ساتھ گیٹ ٹو گیدر اور ہلے گلے میں وہ یکسر فراموش کر چکا تھا کہ کیسے اسکی زندگی میں ایک اتنا بڑا واقعہ رونما ہوا اور ایک معصوم لڑکی اس کے ساتھ نکاح جیسے پاکیزہ بندھن میں بندھ گئی۔۔۔ وہ واقعہ جو اس کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا وہ کسی دوسرے شخص کی پوری زندگی کا محور بن گیا تھا۔۔۔

ایسا سنے جان بوجھ کر نہیں کیا تھا۔۔۔ بس وہ زندگی کی رنگینیوں میں کھو کر پچھلے سب بھول جاتا تھا۔۔۔

اب بھی وہ نکاح نامہ اسکے سامنے نا آتا تو شاید مزید کتنے لمبے عرصے تک وہ اس بات کو فراموش ہی کئے رکھتا۔۔۔

بالکل اسی طرح وہ اب دوبارہ ایمان کے ہاتھ کوئی آس کا دیا نہیں تھا کر آنا چاہتا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ بے حد غیر ذمہ دار شخص ہے۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اپنی دنیا میں جا کر وہ اگر ایمان کی اس چھوٹی سی دنیا کو فراموش کر جائے تو اس معصوم کی آس ٹوٹے اور وہ مزید ہرٹ ہو۔۔۔

البتہ اس بچے کی آمد کی خبر نے اسکے ذہن پر گہرا اثر ڈالا تھا۔۔۔ وہ ایک ذمہ دار شخص بننے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔۔۔ لیکن جب تک اس کوشش میں کامیاب نا ہو تا تب تک کیا۔۔۔ امجد۔۔۔

جی خان۔۔۔ گاڑی روڈ پر فرائے بھرتی جا رہی تھی جب اسکے ساتھ پیسنجر سیٹ پر بیٹھا سر سیٹ کی پشت سے ٹکائے وہ کھویا کھویا سا گویا ہوا۔۔۔

جب میں اپنی زندگی کی رنگینیوں میں بہت زیادہ کھوجاؤں اس میں گم ہو جاؤں تو مجھے یاد دلا دینا کے میری ایک دنیا اور بھی ہے جہاں ایک معصوم لڑکی میری منتظر ہے۔۔۔ وہ کرب سے کہتا آنکھیں میچ گیا۔۔۔ جبکہ امجد اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔ اپنے مالک کا اس قدر شکستہ انداز اس نے آج سے پہلے کبھی نادیکھا تھا۔۔۔

زخرف آج ایمان کے اپارٹمنٹ میں اس سے ملنے آئی تھی اور اب پر شوق نگاہوں سے ارد گرد دیکھتی اسکے اپارٹمنٹ کا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔ سامنے ڈائمنگ ٹیبل پر کے ایف سی کی کئی آئٹمز پڑی تھیں۔۔۔ بہت خوبصورت گھر ہے تمہارا ایمان۔۔۔ وہ کرسی کھینچ کر بیٹھتی پزے کی جانب جھکی۔۔۔ ایمان مسکرا کر رہ گئی۔۔۔

ملازمہ اپارٹمنٹ کی صفائی کرنے کے بعد اب کچن میں ڈنر کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔

سنا ہے تمہارے بھائی کی جاب لگ گئی ہے۔۔۔ پزے سے انصاف کرتے وہ عام سے انداز میں گویا ہوئی۔۔۔ خالہ مٹھائی بانٹ رہی تھیں نامحلے میں۔۔۔

ایمان کے اسکی جانب دیکھنے پر وہ صفائی دیتی گویا کوئی۔۔۔
ہاں نا۔۔۔ شکر الحمد للہ کہ اللہ نے ہماری سن لی۔۔۔ اور بھٹی کی محنت رنگ لائی۔۔۔
بہت اچھی جاب لگی ہے انکی۔۔۔ جیسی بھائی کو چاہیے تھی بالکل ویسی اور سیلری پیسج
بھی اچھا خاصا ہے۔۔۔ ایمان کے لہجے میں بھائی کے لئے محبت تھی۔۔۔
اچھا ایک بات تو بتاؤ ایمان پڑے کے بعد وہ ہاٹ ونگز سے انصاف کرتی مصروف
سے انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

ہمم پوچھو۔۔۔ ایمان گھونٹ گھونٹ جو س حلق سے نیچے اتا آرتی گویا ہوئی جو ابھی
ابھی وہ ملازمہ اسے پیش کر کے گئی تھی۔۔۔
تمہیں میں کیسی لگتی ہوں۔۔۔ وہ اچانک سے مستفسر ہوئی کہ ایمان اسے دیکھ کر
رہ گئی۔۔۔

بہت اچھی۔۔۔ بہت پیاری۔۔۔ انفیٹ تم میری اتنی پیاری دوست ہو تو اچھی تو
خود با خود لگو گی نا۔۔۔ ایمان مسکرائی اسکے لہجے میں محبت تھی۔۔۔
زخرف بھی مسکرا دی۔۔۔

تو پھر کیا خیال ہے کہ اس دوست کو بھابھی نابنا لیا جائے۔۔۔

وہ اترائی۔۔۔ ایمان چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔
کیا مطلب۔۔۔

مطلب یہ کہ اگر میں تمہیں پسند ہوں تو مجھے اپنی بھابھی بنانے کے بارے میں کوئی
چکر چلاؤ نا۔۔۔ میں جانتی ہوں کہ تم حامد کی لاڈلی ہو۔۔۔ پہلے تم لوگوں کے
درمیاں چاہے کچھ مسائل رہے ہوں لیکن اب وہ پھر سے تمہاری ہر بات ماننے لگا
تھا۔۔۔

یا پھر خالہ سے بات کر کے انہیں کوئی مشورہ دو
۔۔۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ حامد مجھے پسند ہیں اور اگر ایسا ہو جائے تو یہ میرے حق
میں بہت بہتر رہے گا۔۔۔ دیکھو ایمان تم میری دوست ہو اس لئے تمہیں حامد کی
بہن سمجھ کر نہیں بلکہ اپنی دوست سمجھ کر میں نے تم سے اپنا راز سن لیا ہے۔۔۔
پلیز تم کو شیش کرنا۔۔۔

وہ بول رہی تھی جبکہ ایمان گم صم سے انداز میں اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ کیا بھلا
اسکا بھائی اس شادی کے لئے راضی ہوتا وہ تو زخرف کا نام سن کر ہی آگ بھگولہ ہو
جاتا تھا۔۔۔

ارے صاحبزادے صاحب آپ اتنی صبح صبح یہاں۔۔۔ شامیر صبح ہی صبح نک سک
سے تیار ناشتے کے لئے ڈائیننگ ٹیبل پر آیا تو عدنان بھائی اور ذوہیب بھائی کے
ساتھ ساتھ بابا بھی چونک اٹھے۔۔۔

ابھی وہ رات دیر سے تو گھر پہنچا تھا ایسے میں تو وہ دوپہر چڑھے تک سو کر اپنی نیند اور
تھکاوٹ اتار تا کجا اسکا تنی صبح صبح وہ بھی نک سک سے تیار ہو کر ناشتے کی میز پر پہنچنا
ان سب کو ٹھٹھکا گیا۔۔۔۔۔

البتہ کالج یونیفارم میں ملبوس ار حم اور امل تک چونک اٹھے۔۔۔۔۔
یار آپ سب مجھے یوں کیوں دیکھ رہے ہیں۔۔۔ کیا میرے سر پر سینگ اگ آئے
ہیں۔۔۔۔۔

میری یونیورسٹی لائف ختم ہو گئی ہے۔۔۔ اب پڑیکٹیکل لائف میں قدم رکھ چکا
ہوں اس لئے آج آفیشلی آفس جوائن کرنے کو اتنی صبح صبح نیند کی قربانی دے کر
یہاں موجود ہوں۔۔۔۔۔

عدنان بھائی جو کے جو س پی رہے تھے شامیر کی باتوں پر انکے منہ سے جو س کا فوارہ
پھوٹ پڑا جبکہ ذوہیب بھائی کے ساتھ ساتھ ار حم اور امل بھی پیٹ پکڑے ہس
ہس کر دوہرے ہو گئے۔۔۔

البتہ ماں اپنی ہسی چھپانے کو چہرا جھکا گئیں۔۔۔

کیا اا۔۔۔ کیا میں نے کوئی لطیفہ سنایا ہے۔۔۔ بابا آپ دیکھ رہے ہیں ان سب کے
کام۔۔۔ یہ سب مل کر مجھے روسٹ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔۔۔ اسکے شکایتی
انداز پر وہاں پھر سے ایک مرتبہ قہقہہ پھوٹ پڑا۔۔۔

نہیں یار تمہیں سو جھا کیا۔۔۔ ذوہیب بھیا نے بامشکل اپنی ہسی ضبط کی۔۔۔ اسکی
لا پرواہ اور سہل پسند عادت سے سبھی واقف تھے اور پھر وہ خود بھی تو اعلانیہ کہتا آیا
تھا۔۔۔۔

بابا وہ بھلا کون تھا جو کہتا تھا کہ یونیورسٹی ختم ہونے کے بعد اگلے چھ ماہ تک میں
لائف انجوائے کرنے والا ہوں۔۔۔ دنیا ایکسپلور کروں گا۔۔۔ اور خبردار جو اس
دوران کسی نے مجھے آفس جوائن کرنے کا کہا تو اسکی میری لڑائی پکی ہے۔۔۔ عدنان
بھائی نے ہستے ہوئے اسے کن اکھیوں سے دیکھ کر اسی کی باتوں کا حوالہ دیا۔۔۔

اور بابا وہ کون ہے جواب سب سے پہلے آفس جانے کو تیار کھڑا ہے۔۔۔ ابکی بار
ذوہیب بھیا نے ٹکرا لگایا۔۔۔

انف از انف یار۔۔۔ کرتے رہیں آپ سب مجھے روسٹ۔۔۔ میں چلا آفس اب
وہیں ملاقات ہوگی۔۔۔ وہ ان سب سے عاجز آتا ڈائمننگ ٹیبل سے اٹھ کھڑا
ہوا۔۔۔

خاموش ہو جاو سب۔۔۔ آو شامیر بیٹا ناشتہ کر کے جانا۔۔۔ ماں نے سب کو خاموش
کرواتے اپنے موڈی بیٹے کو منانا چاہا جسکے ایک لمحے میں سینکڑوں موڈ بدلتے
تھے۔۔۔ نہیں مام آفس میں ہی ناشتہ کروں گا اب۔۔۔

آپ جلدی پہنچیے گا بابا۔۔۔ ویسے تو وہاں سب ہی مجھے جانتے ہیں پر آج آپ نے
مجھے وہاں آفیشلی انٹر وڈیوس کروانا ہے۔۔۔ اپنی بات کہہ کر وہ ان سب کو ورطہ
حیرت میں چھوڑ کر باہر نکل گیا۔۔۔ جبکہ سب حیران پریشان تھے کہ شامیر خان
اور اتنا سمجھدار۔۔۔

انف۔۔۔ انف۔۔۔ انف۔۔۔

مجھے پتہ چلا کہ آج کسی کا آفس میں پہلا دن ہے۔۔۔ پتہ چلتے ہی میں تو جھٹ سے
ڈوری چلی آئی۔۔۔

مائے گاڈ شامیر۔۔۔ لوکنگ سوہینڈ سم۔۔۔ انفیکٹ اس کرسی پر بیٹھے زیادہ ڈیشنگ
لگ رہے ہو۔۔۔

شامیر خان لنچ بریک ختم ہونے کے ابھی واپس اپنے آفس میں آیا ہی تھا جب وہاں
پروشہ آن ٹپکی۔۔۔ لنچ اسنے عدنان بھائی کے ساتھ ہی کیا تھا۔۔۔ وہ اسکا فیورٹ
بھائی تھا بالکل دوست کی طرح۔۔۔ اور وہی اسے بزنس کے داو پیچ سمجھانے میں
معاون ثابت ہو رہا تھا۔۔۔

پروشہ سٹائلش سی جینز پر کھلی سی شرٹ زیب تن کیا۔۔۔ سٹریپ بیگ ترچھا
کندھے سے گھما کر ڈالے اسٹیکنگ زدہ بالوں کی ٹیل پونی بنائے ہوئے تھی۔۔۔
گلے میں پی ایلفا بیٹ کی نفیس سی چین جھول رہی تھی۔۔۔ چہرے پر مہارت سے
کیا گیا میک آپ اسکے تمام فیچرز نمایاں کر رہا تھا۔۔۔ البتہ پاؤں میں سات انچ کی
لمبی پنسل ہیل پہن رکھی تھی۔۔۔

ایک ہی نظر دیکھنے پر وہ کوئی پلاسٹک کی گڑیا لگتی تھی۔۔۔ کیونکہ اس کا رنگ زردہ شفاف ہے
داغ ہاتھ اور نرم روئی کے گالوں جیسے سفید ہے داغ پاؤں۔۔۔ وہ تازہ تازہ سیلوں
سے ہو کر آئی تھی۔۔۔

شامیر اسے ایک نظر دیکھ کر واپس فائل پر جھک گیا۔۔۔
اتنی تعریف کا شکریہ۔۔۔ اب کیا بدلے میں مجھے بھی تعریف کرنی پڑے
گی۔۔۔۔۔ اس نے مسکراہٹ دہائی۔۔۔

اوہ کم آن میر۔۔۔ وہ بے تکلفی سے آکر اس کی کرسی کی ہتھی پر ٹکیتی زرا سا اس پر
جھکتی اسکے گرد بازو کا حصار بنا کر چہرے سے چہرہ مس کرتی اٹھ کر سامنے کرسی پر آ
بیٹھی۔۔۔۔۔ یہ اس کلاس میں عام ملنے کا طریقہ تھا جس کا باسی شامیر خان تھا۔۔۔۔۔
ویسے تمہیں کیا سوچھی آفس جوائن کرنے کی۔۔۔ ابھی انجوائے کرتے نالائف۔۔۔۔۔
ویسے میں دبی کا ٹریپ پلان کر رہی تھی۔۔۔۔۔ سب فرینڈز چلتے۔۔۔۔۔ لائف ایکسپلور
کرتے۔۔۔۔۔ سکائے ڈائوننگ اور رولر کو سٹر ایکسٹر ایکسٹر۔۔۔۔۔ کیا خیال ہے۔۔۔۔۔
وہ ایک ادا سے ٹانگ پر ٹانگ رکھے پیرواٹ مومی انگلیوں میں گھماتی پوچھ رہی
تھی۔۔۔۔۔

پھر کبھی سہی سوئیٹ ہارٹ۔۔۔ ابھی تو نیا نیا بزنس جو اُن کیا ہے۔۔۔ اسے توجہ چاہیے۔۔۔

وہ مصروف سے انداز میں اسے نظر انداز کئے فائل پر جھکا بیٹھا تھا۔۔۔
توجہ کے کچھ لگتے۔۔۔ تم نے جو ایک ہی دن میں بزنس میں پی ایچ ڈی کرنی ہے۔۔۔ اتنے وقت کے بعد اسلام آباد آئے ہو اور آتے ہی آفس میں گھس گئے ہو۔۔۔ چلو مجھے اچھی سی کافی پلو او یہ سب چلتا ہی رہے گا۔۔۔ وہ بڑے حق سے اسکے سامنے سے فائل بند کرتی اسکا ہاتھ کھینچ کر اسے اٹھا رہی تھی۔۔۔
پروشنہ یار کام۔۔۔

اوہ پلینز۔۔۔ ہوتے رہیں گے کام ابھی چلو۔۔۔ وہ اسکی بازو گھسیٹتی اسے آفس سے باہر لے آئی۔۔۔

شامیر خان جھنجھلا کر رہ گیا۔۔۔ اپنی اس دنیا میں رہتے وہ ہو چکا کامیاب۔۔۔ یہاں کوئی اسے اون کر ہی نارہا تھا۔۔۔ وہ سنجیدہ ہوتا تو کیسے۔۔۔ وہ جتنا سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہر چیز کنٹرول کرنا چاہتا تھا۔۔۔ اسکی دنیا کے باسی اتنا ہی اسے لا ابالی اور غیر ذمہ دار بنانے پر تلے تھے۔۔۔ ایسے میں اس ڈسٹرکٹ دنیا میں وہ اپنا ماضی

یاد رکھ پاتا تو کیسے۔۔۔۔۔ یہاں قدم قدم رینٹسی تھی جو شامیر خان کو پچھلا سب
بھلا دیتی۔۔۔ اور اسکی دل پورا اتنی مضبوط نا تھی کہ وہ اسکی بنیاد پر سب یاد رکھ
پاتے ہر چیز میچ کر پاتا۔۔۔۔۔

زندگی صحیح شامیر خان کے لئے آزمائش بنی تھی۔۔۔

خان کو واپس گئے دو دن ہو گئے تھے مگر اس نے پلٹ کر ایمان سے رابطہ تک نا کیا
۔۔۔ یہ دو دن ایمان پر بہت بھاری گزری۔۔۔۔۔ پہلے خان سے رابطہ نہیں تھا تو
دل کو کوئی امید نہیں تھی اسی لیے وقت کٹ رہا تھا۔۔۔ مگر جب سے وہ اس سے
مل کر گیا تھا۔۔۔ اسے اور اپنے بچے کو کھلے دل سے قبول کر کے گیا تھا تب سے
دوبارہ اس سے رابطہ بحال نا ہونے پر دل کو پتنگے سے لگ گئے تھے۔۔۔ وہ ہر کچھ
وقت بعد موبائل اٹھا کر دیکھتی۔۔۔ کے شاید اسنے کوئی میسج چھوڑا ہو۔۔۔ مگر
ندارد۔۔۔ زندگی کے اس مقام پر آکر ایمان نے جانا تھا کہ انتظار بہت بری چیز

ہے۔۔۔ یہ آپکو گھن کی طرح کھا جاتی ہے۔۔۔ آپ اندر ہی اندر گھٹ گھٹ کر مرنے لگتے ہیں۔۔۔

انتظار کی سولی پر لٹکی وہ قطرہ قطرہ موم بن کر پگھلنے لگی تھی۔۔۔ مگر مقابل شاید ظالم تھا۔۔۔ نظر انداز کرنے کے ہنر سے باخوبی آگاہ تھا۔۔۔

اب تو نمبر کی بھی بات نہیں رہی تھی کے ایمان کے پاس اسکا نمبر نہیں۔۔۔ نمبر ہونے کے باوجود اسے اپنی ہی کہی بات کا پاس مارے جا رہا تھا۔۔۔ اور خان نے بھی تو اسے کوئی آس کا دیا نہیں تھمایا تھا۔۔۔ وہ تو واضح لفظوں میں اسے اسی کی کہی بات کا حوالہ دے گیا تھا کہ وہ اپنے کہے کے مطابق اس سے رابطہ نہیں کر سکتی۔۔۔ کئی بار دل میں خیال آیا کہ ڈھیٹ بن کر اپنی عزت نفس پر پاؤں رکھتی اسے فون کر ڈالے مگر پھر اسی کے کہے الفاظ یاد آتے تو سر جھٹک جاتی۔۔۔

یہ رشتہ خوش اسلوبی سے تب تک چلتا رہا کہ جب تک تم کچھ ڈیمانڈ نہیں کرو گئی۔۔۔ کیونکہ اپنی تیزی سے بھاگتی ڈورتی زندگی میں اس رشتے کو اپنے ساتھ ساتھ لے کر چلنا میرے لئے کوئی آسان کام نہیں۔۔۔ البتہ اس رشتے کو اپنے ساتھ ساتھ گھسیٹنا ایک مشکل امر ہے۔۔۔

اور شامیر خان بہت سہل پسند ہے۔۔۔ مشکل کاموں سے میری جان جاتی ہے۔۔۔
لیکن اسکے باوجود میں نے مشکل امر چنا ہے۔۔۔ صرف تمہارے لئے اپنے بچے
کے لئے۔۔۔

شاید آہستہ آہستہ میں ان سب کا عادی ہو جاؤں لیکن فلحال اگر میرے لئے
مشکلات بڑھی تو بحر حال فرار کا راستہ میرے لیے آسان ہو گا۔
اففف۔۔۔ وہ گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔۔۔

مجھے اس خود ترسی کی سی فیر سے نکلنا ہے۔۔۔ اس فیر میں رہی تو ہمہ وقت ڈپریشن رہ
رہ کر میرا تو نروس بریک ڈاون ہو جائے گا۔۔۔ وہ چونک کر سمجھلی۔۔۔ آج کل
منفی سوچیں اور اور رتھنک انگ اتنی زیادہ ہونے لگی تھی کہ وہ خود تک کو فراموش
کر جاتی۔۔۔ کرنے کچھ بیٹھتی اور اور رتھنک انگ میں کھو کر اپنے وقت کا ایک بڑا
حصہ ضائع کر کے ہوش میں آتی تو سر تھام کر رہ جاتی۔۔۔

آپی میرا کام ختم ہو گیا میں ایک گھنٹے کے لئے چلی جاؤں۔۔۔ ماں کی طبیعت ٹھیک
نہیں انہیں کھانا کھلا کر دوائی دے کر واپس آ جاؤں گی۔۔۔

دفعۃً نوریں ملازمہ کے آکر پوچھنے پر وہ سرہاں میں ہلا گئی۔۔۔ وہ بائیس چوبیس سالہ ایک خوش شکل لڑکی تھی جو اسکے پاس جزوقتی ملازمہ کے فرائض سرانجام دیتی تھی۔۔۔

اس کے جانے کے بعد دفعۃً ایمان کی نظر میز پر پڑے پمفلٹ پر پڑی۔۔۔ اسے یاد آیا کہ کل شام نورین کے ساتھ گروسری شاپنگ کرنے کے بعد واپس آتے ہوئے راستے میں یہ پمفلٹ اسے ایک بچے نے تھمایا تھا۔۔۔ وہ پمفلٹ کو اٹھاتی تفصیل سے پڑھنے لگی۔۔۔

دنیا میں بہترین انویسٹمنٹ خود پر کی جانے والی انویسٹمنٹ ہے۔۔۔ ایک قدم آگے بڑھیں اور خود پر انویسٹ کریں۔۔۔ خود شناسی کا سفر۔۔۔

پمفلٹ پر لکھی تحریروں پر نظر پڑتے ہی وہ کہیں کی کہیں پہنچنے لگی۔۔۔ وہ خود شناسی پر ایک شارٹ کورس تھا۔۔۔ لوکیشن بھی اپارٹمنٹ بلڈنگ کے آس پاس کی ہی تھی۔۔۔

آج کل کالج آف تھا اور کرنے کو اسکے پاس محض ایک ہی کام تھا اور تھنک
انگ۔۔۔۔۔ ایسے میں یہ اسکے لئے ایک بہترین چوائس تھی۔۔۔
اسنے وہیں بیٹھے بیٹھے آن لائن اس کورس میں ان رول کیا۔۔۔
اسکی پہلی کلاس ہی اب سے کچھ دیر بعد کی تھی۔۔۔ ہفتے کے چار دن ایک گھنٹہ
روزانہ کی بنیاد پر اپنے لئے نکالنا اسکے لئے کچھ مشکل نا تھا۔۔۔۔۔

ایمان کے قدم اس بلڈنگ کی جانب تیزی سے اٹھ رہے تھے۔۔۔ وہ ایک بلند وبالا
فاونڈیشن تھی جہاں گرمیوں کی چھٹیوں میں مختلف قسم کے شارٹ کورسز منعقد
کئے گئے تھے۔۔۔ سیلف گرمنگ۔۔۔ سٹائلنگ۔۔۔ انگلش سپیکنگ کورس اور
مینٹل ہیلتھ کورس اور طرح طرح کے کورس۔۔۔

اپنی کنڈیش کے زیر نظر ایمان نے کھلا سا لباس زیب تن کر رکھا تھا کندھے پر منی
بیگ تھا جس میں اسکے ہلکے پھلکے سنیکس تھے کے وہ آج کل بھوک کے معاملے میں
بہت کچی ہو چکی تھی۔۔۔ ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی۔۔۔

پہلے ہی دن اسکی وہاں بہت سی لڑکیوں سے ہیلو ہائے ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

خود کو خود ہی خوش رکھیں۔۔۔ یہ ذمہ داری کسی دوسرے کو مت دیں۔۔۔ لیکچر شروع ہوتے ہی سرنے کلاس میں داخل ہو کر ابتدائی تعارف کے بعد اسی جملے سے آغاز کرتے سبھی کی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی۔۔۔

اگر آپ خوشی کے لئے کسی پر انحصار کرتے ہیں آپکی خوشی کسی کے ساتھ کے ساتھ مشروط ہے آپ خوش ہونے کے لئے کسی خاص وقت یا کسی خاص شخص کے منتظر ہیں کے میرے پاس فلاں چیز ہو گئی تو میں خوش ہونگا۔۔۔ میرا فلاں مسئلہ حل ہو جائے گا تو میں خوش ہونگا۔۔۔ یا مجھے فلاں چیز مل جائے گی تو میں تب خوش ہونگا تو معذرت کیساتھ آپ زندگی میں کبھی خوش نہیں ہو سکتے۔۔۔

سر کے مسکرا کر کہنے پر ایمان کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ وہ ایک دم الرٹ ہو اٹھی۔۔۔ شاید اس کورس میں انویسٹ کرنے کا اسکا فیصلہ درست تھا۔۔۔

اگر آپ زندگی میں خوشحال رہنا چاہتے ہیں تو۔۔۔ وہ کچھ توقف کور کے۔۔۔

ایک گلی سی ایمان کی گردن میں ابھر کر معدوم ہوئی۔۔۔ تو آپکو ابھی آپکی زندگی کی جو بھی فیز چل رہی ہیں۔۔۔ آپ بیمار ہیں۔۔۔ آپکے فنانشلی اشوز چل رہے ہیں۔۔۔ آپکے کچھ تحفظات ہیں۔۔۔ آپکا رشتہ نہیں ہو رہا۔۔۔ آپکی اولاد نہیں

ہے۔۔ آپکی بیٹیاں ہیں بیٹے نہیں ہیں یا کچھ بھی۔۔۔ آپکو اپنے حالات کو قبول کرتے اسی حالت میں خوش رہنا ہو گا۔۔

جو انسان اپنے موجودہ حال سے خوش نہیں وہ کبھی خوش نہیں رہ سکتا۔۔ دنیا کی کوئی نعمت اسے خوش نہیں رکھ سکتی۔۔۔

شکر گزاری نعمت کو بڑھا دیتی ہیں۔۔ مانا کے آپکی زندگی میں سو مسائل ہونگے۔۔ لیکن انکے ساتھ ساتھ اللہ کی کچھ نعمتیں بھی ہونگی۔۔ اور جب انسان کا فوکس مسائل سے زیادہ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پر ہونے لگے اور وہ ان نعمتوں کی شکر گزاری کرنا شروع کر دے تو اسے اپنے ارد گرد لاتعدادات اللہ کی نعمتیں دکھائی دینے لگتی ہے۔۔

اس سے ہوتا کیا ہے۔۔ اس سے آپکا دل مطمئن رہنے لگتا ہے۔۔۔ بے چینی اگیزائی اور ڈپریشن ختم ہونے لگتا ہے۔۔ اللہ پر توکل بڑھتا ہے اور انسان شاکر ہونے لگتا ہے۔۔

اور جب انسان کم پر بھی شاکر ہونے لگے تو اللہ اسکے لئے وہاں وہاں سے نعمتوں کے دروازے کھولتا ہے کے انسان کے گمان تک میں نہیں ہوتا۔۔

شکر کو اپنی زندگی میں شامل کر کے دیکھیں آپ اپنی زندگی میں بڑھتی ہوئی برکتوں کو واضح محسوس کریں گے۔۔۔ کلاس میں پن ڈراپ سائینس تھا صرف ایک آواز گھونج رہی تھی جو سیدھا ایمان کے دل میں سرایت کرتی جا رہی تھی۔۔۔

ایمان اس وقت اپنے اپارٹمنٹ کی بالکنی میں بیٹھی باہر بھاگتی دورتی زندگی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ ذہن کے پنچھی کہیں اور ہی پرواز کر رہے تھے۔۔۔۔ شکرگزاری نعمت کو بڑھا دیتی ہے۔۔۔۔۔ تو کیا میں ناشکری کی مرتکب ہو رہی ہوں۔۔۔۔ اپنے ارد گرد موجود نعمتوں کو بھلا کر ان چیزوں پر اداس اور ناشکری کر رہی ہوں جو کچھ مجھے میسر نہیں۔۔۔۔۔ ایک پرندہ اڑتا ہوا آیا اور آکر اسکے عین سامنے رینگ پر بیٹھ گیا۔۔۔۔ وہ بے خودی میں اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔۔

دنیا میں سینکڑوں لڑکیاں ہیں جو اغواہ ہوتی ہیں۔۔۔۔ لیکن کیا وہ سب کی سب یوں میری طرح عزت سے سراٹھا کر جی پاتی ہیں۔۔۔۔ ایک فی سوچ کے ابھرتے ہی وہ ٹیک چھوڑ سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔۔

مانا کے خان نے مجھے اغواہ کیا۔۔۔ لیکن میری التجا پر مجھ سے نکاح جیسا پاکیزہ بندھن
باندھ کر مجھے اپنا بھی لیا۔۔۔ تو وہ کون تھا جس نے خان کے دل میں میرے لئے نرمی
ڈالی۔۔۔

ایک تیز ہوا کا جھونکا آ کر ایمان کے چہرے سے ٹکرایا۔۔۔ ریلنک پر بیٹھا پرندہ تیز
رفتاری سے اڑ گیا۔۔۔

تو کیا اس پاک ذات کا شکر ادا کرنا مجھ پر فرض نہیں۔۔۔ وہ آگاہی کا دن تھا۔۔۔
اور کتنی لڑکیاں ہیں جو تین راتیں باہر گزار کر واپس آئیں تو انکے گھر والے انہیں
قبول کر لیتے ہیں۔۔۔ جو باعزت طریقے سے پھر اس معاشرے میں سر اٹھا کر رہ پاتی
ہیں۔۔۔
اسکی آنکھیں گیلی ہونے لگی۔۔۔

ایک رم جھم باہر شروع ہو چکی تھی اور ایک رم جھم اسکے اندر۔۔۔
ٹھیک ہے خان مجھے مکمل طور پر قبول کر کے اپنی دنیا میں نہیں لے کر گئے۔۔۔ مگر
وہ مجھے دھتکار کر بھی نہیں گئے۔۔۔

باہر موسم یکدم ہی خوشگوار ہوا اٹھا تھا اور ہلکی کن من تیز بارش کا روپ ڈھارنے لگی تھی۔۔۔

کیا کر لیتی میں جو وہ مجھے اور میرے بچے کو قبول نا کرتے تو۔۔۔
تو کیا ایسے میں مجھے اس رب کا شکر ادا کرنا چاہیے یا خان کے مکمل طور پر اپنے ساتھ
نالے جانے پر ناشکر اپن کرنا چاہیے۔۔۔

مطلع صاف ہونے پر اسے سب واضح دکھائی دینے لگا تھا۔۔۔
کیوں ہم انسان چیزوں کو فار گرینڈ لیتے ہیں۔۔۔ کیوں ہم تھوڑے پر قانع نہیں
ہوتے اور زیادہ کی طلب میں پاس موجود اللہ کی نعمتوں سے بھی مستفید نہیں ہو
پاتے۔۔۔

خود کو خود ہی خوش رکھیں۔۔۔ یہ ذمہ داری کسی دوسرے کو مت دیں۔۔۔
اسنے گہری سانس خارج کی۔۔۔ نہیں میں خود کو خود ہی خوش رکھوں گی۔۔۔ آج
کے لیکچر کا اس پر خوب خوب اثر ہو رہا تھا۔۔۔

اور اسکے لئے سب سے پہلے مجھے خود کو متحرک کرنا ہو گا۔۔۔ اپنے لئے مصروفیت
ڈھونڈنی ہو گئی۔۔۔ کیونکہ خالی دماغ شیطان کا گھر ہوتا ہے۔۔۔ مجھے اللہ کی عطا کردہ
نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہو گا۔۔۔ بارش مزید تیز ہوئی تو وہ اٹھ کر اندر آ گئی۔۔۔

اپنے اپارٹمنٹ کو دیکھتے اسکی ایک ایک چیز کو دیکھتے وہ رب کا شکر ادا کر رہی
تھی۔۔۔ ایسا گھر اور سہولیات اسکی پوری فیملی میں کسی کے پاس نا تھیں۔۔۔ سچ کہا
تھا سرنے کے جب انسان شکر ادا کرنا شروع کرتا ہے تو ہر جانب اس رب کی عطا
کردہ نعمتیں ہی نعمتیں دکھائی دینے لگتی ہیں۔۔۔

وہ مسکراتی ہوئی اس کمرے کی جانب بڑھی جس کمرے میں بے بی کی ساری شاپنگ
پڑی تھی۔۔۔
کیا اس سے خوبصورت اور دلچسپ کام بھی کوئی ہو سکتا تھا۔۔۔

وہ ساری شاپنگ کھولتی اس ننھے مہمان کا کمر اپنے ہاتھوں سے سجانے لگی۔۔۔ جب
مستقبل پر کسی کا زور ہی نہیں تو اسے سر پر سوار کر کے ڈپریس ہونے کا فائدہ۔۔۔

بہتر نہیں کے بہتری کی دعا کرتے اسے اسی ذات کے حوالے کر دیا جائے جس کا اس پر اختیار ہے

وہ ایک اوپن ایریا تھا جہاں آج شام کی تقریب کے حوالے سے آرہی مینجمنٹس کی گئی تھیں۔۔۔ میوزک اسقدر تیز تھا کہ کان پڑتی سنائی نہ دے رہی تھی۔۔۔ کھانا کھانے کے بعد کیک کاٹا جا رہا تھا۔۔۔ یہ شامیر خان کے کسی دوست کی سالگرہ کا فنگشن تھا۔۔۔ رات تقریباً ایک بجے وہ فری ہو کر وہاں سے نکلا۔۔۔

تیز میوزک کے باعث اس وقت اس کا سر شدید قسم کا درد ہو رہا تھا وہ اس وقت گھر جا کر ایک بھر پور نیند لینے کا خواہاں تھا۔۔۔

امجد مستعدی سے کار چلا رہا تھا۔۔۔ ایمان کے پاس سے واپس آئے اسے ایک ہفتہ ہونے کو تھا۔۔۔ اور وہ پہلے دن کی بعد سے دوبارہ آفس نہیں گیا تھا۔۔۔ وہ بس پہلے دن کا فوبیہ تھا اسکے بعد سے وہ اپنی پرانی روٹین اختیار کر چکا تھا۔۔۔

خان ایک بات بولوں۔۔۔

گاری خان مینشن کے کارپورچ میں آکر رکی تو سنجیدہ سا امجد گویا ہوا۔۔۔
ہمم۔۔۔ بولو امجد۔۔۔ تمہیں کب سے کچھ کہنے کے لئے اجازت درکار ہونے
لگی۔۔۔ وہ گاڑی سے اترتا اترتا رکا۔۔۔

خان آپ نے کہا تھا کہ جب میں اپنی دنیا میں گم ہونے لگوں تو مجھے یاد دلوا دینا کہ
پیچھے آپکی ایک اور دنیا بھی ہے جہاں کوئی آپکا منتظر ہے۔۔۔ امجد کے سنجیدگی سے
کہنے پر وہ جہاں کا تھاں رہ گیا۔۔۔ جیسے جھماکے سے کچھ یاد آیا ہو۔۔۔
کچھ لمحے خاموشی کی نظر ہوئے جب وہ اسی گم صم حالت میں گاڑی سے اترتا اندر کی
جانب بڑھ گیا۔۔۔

Novelistan *****

وہ جیسے ایک ٹرانس کی سی کیفیت میں اپنے کمرے تک پہنچا تھا۔۔۔ کمرے تک
پہنچتے پہنچتے مسلسل ایک بے چینی اسکا احاطہ کر چکی تھی۔۔۔ ایک معصوم سا چہرہ
آنکھوں کے سامنے ابھرا تو بے چینی حد سے سوا ہونے لگی۔۔۔

کمرے میں آتا ہی وہ بستر پر چت ڈھنے کے سے انداز میں لیٹا یوں کے ٹانگیں نیچے
لٹک رہی تھیں اور نگاہیں اوپر فین سیلنگ پر ٹکی تھیں۔۔۔ آنکھوں میں کئی منظر
ابھر اور مٹ رہے تھے۔۔۔ ایمان کا مسکراتا چہرہ۔۔۔ اسکا شرمنا۔۔۔ التجا کرنا۔۔۔
اپنی باتیں منوانا۔۔۔

اففف۔۔۔ وہ گہری سانس بھر کر رہ گیا۔۔۔ وہ کیسے فراموش کر گیا اسے اور اپنی
آنے والی اولاد کو۔۔۔ اسنے بے بسی سے ہاتھ کی مٹھی سر پر ماری۔۔۔ ساتھ ہی اپنی
کو تاہیاں نظر آنے لگی۔۔۔ پہلے دن آفس کی شکل دیکھنے کے بعد اسنے دوبارہ وہاں
کارخ تک ناکیا تھا۔۔۔ شامیر خان تم کیسے ہو سکتے ہو اسقدر لا پرواہ۔۔۔
اسے خود پر غصہ آنے لگا۔۔۔

یکدم دماغ میں ایک جھماکا ہوا۔۔۔ اسنے سرعت سے جیب سے موبائل نکالا اور بنا
وقت کا تعین کئے ایمان کا نمبر ڈائل کر ڈالا۔۔۔ وہ شامیر خان ہی کیا جو ان باتوں کا
خیال رکھ جائے۔۔۔ دوسری جانب بیل جا رہی تھی اور وہ بے چینی سے فون کان
سے لگائے دوسری جانب فون اٹھائے جانے کا منتظر تھا۔۔۔

کمرے کی زیر و پاؤر کی لائٹ آن تھی۔۔۔ اور اے سی کی خنکی میں ایمان کفر ٹر سینے تک تانے محو استراحت تھی۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو وہ نیند کی وادیوں میں اتری تھی۔۔۔ سائیڈ ٹیبل پر پڑا موبائل مسلسل بج رہا تھا۔۔۔ دفعتاً اسکی نیند میں خلل پڑا اور وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹی۔۔۔ بھلا اتنی رات کو کس کا فون آگیا۔۔۔ اسکا دل زور سے ڈھرکا۔۔۔ موبائل اٹھا کر سامنے کیا تو اوپر جگمگاتا شامیر خان کا نمبر دیکھ کر وہ گھبرا اٹھی۔۔۔ یا اللہ خیر۔۔۔ اتنی دیر بعد وہ رابطہ کر رہا تھا۔۔۔ وہ بھی رات کے اس پہر۔۔۔ سب خیریت ہی ہو۔۔۔ وہ ڈھرکتے دل کیساتھ فون اٹھا کر کان سے لگا گئی۔۔۔

اسلام علیکم خان۔۔۔ کیسے ہیں آپ۔۔۔ سب خیریت ہے نا۔۔۔ مطلب آپ نے رات کے اس پہر فون کیا۔۔۔

فون کان سے لگاتے ہی وہ ڈھرکتے دل کے ساتھ گویا ہوئی۔۔۔ لہجے میں خوف کا
عنصر نمایاں تھا۔۔۔

کیوں۔۔۔ کیا میں تمہیں رات کے اس پہر فون نہیں کر سکتا۔۔۔ دوسری طرف
شامیر کے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔

میرا وہ مطلب ہر گز نہیں خان۔۔۔ آپ جب چاہیں مجھے فون کر سکتے ہیں میں تو اس
لئے کہہ رہی تھی کے عموماً کہا جاتا ہے کے آدھی رات کو آنے والی فون کالز
خیریت کی نہیں ہوتی۔۔۔ اس لئے میں گھبرا گئی تھی۔۔۔

وہ سرعت سے صفائی دیتی گویا ہوئی کے کیا پتہ کونسی بات کب اس شخص کے مزاج
پر گراں گزرے۔۔۔

وہ مسکرا دیا۔۔۔ سویٹ ہارٹ ہمارے ہاں فون کالز کرنے کا یہ ہی ٹائم ہوتا ہے۔۔۔

چھوڑو ان فضول باتوں کو۔۔۔ بتاؤ کیسی ہو۔۔۔ اور میرا بے بی کیسا ہے۔۔۔ کیا کر
رہی تھی۔۔۔ وہ مسکرایا۔۔۔ لہجے میں استحقاق تھا۔۔۔

ایمان گہری سانس خارج کرتی کھلی آبشار کا گول مول سا جوڑا بناتی بیڈ کراؤں سے
ٹیک لگا کر نیم درز ہو گئی۔۔۔

میں ٹھیک ہوں اور بے بی بھی۔۔۔ بس طبیعت کچھ اوپر نیچے رہتی ہے۔۔۔ ڈاکٹر کے پاس گئی تھی انہوں نے کچھ وٹامنز ٹیبلٹس دی ہیں نیز کہا ہے کہ ایسی طبیعت اس کنڈیشن میں عام ہے۔۔۔ اس شخص کی خیریت معلوم ہوئی تو وہ کچھ ریلیکس ہوتی اس سے کھل کر بات کرنے لگی۔۔۔

کیا آپ بہت مصروف ہوتے ہیں خان۔۔۔ انگلی کے ناخن سے انگٹھوٹے کا ناخن کھرچتی وہ جھجک کر پوچھ بیٹھی کے سیدھی طرح یہ پوچھنا پائی کے اس نے اتنے دنوں سے رابطہ کیوں نہیں کیا۔۔۔

بہتت زیادہ۔۔۔ مصروفیت اتنی ہوتی ہے کہ میں خود کو بھی بھول جاتا ہوں۔۔۔ وہ بستر پر چٹ لیٹا آنکھیں موندے پر سکون سابات کر رہا تھا۔۔۔ سر کا درد رفتہ رفتہ زائل ہونے لگا تھا۔۔۔

کیا آپ نے مجھے مس کیا خان۔۔۔ نا جانے کیسے وہ پوچھ بیٹھی۔۔۔ خان نے پٹ سے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔

سچ بتاؤں یا جھوٹ۔۔۔ اسکے اتنے سٹریٹ فارورڈ جواب پر ایمان کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ جانے کیسے وہ بات کی تہہ تک پہنچ گئی۔۔۔

رہنے دیں بتانے کو۔۔۔

کیوں۔۔۔ وہ کہنیوں کے بل لیٹنا دلچسپی سے گویا ہوا۔۔۔ آپکا لہجہ ٹیوں اور بات کرنے کا انداز بتا رہا ہے کہ آپکا جواب مجھے پسند نہیں آئے گا۔۔۔ لحاظ بھرم قائم رہنے دیں۔۔۔ اسکی آواز میں اداسی گھلنے لگی۔۔۔

خان نے ستائشی آبرو اچکائی۔۔۔ کیسے ہو تم اتنی سمجھدار یار۔۔۔۔۔ حالات بنا دیتے ہیں آپکو سمجھدار۔۔۔ ویسے آپ میرے دل کو خوش فہم کرنے کو میری تردید بھی کر سکتے تھے۔۔۔ اسنے گہری سانس خارج کی۔۔۔ اور یہ ہی میں کرنا نہیں چاہتا۔۔۔ تم حقیقت پسند لڑکی ہو اسی لئے میں تمہیں خوش گمانیوں کی راہوں کا مسافر نہیں بنانا چاہتا۔۔۔۔۔ آپ سب کے ساتھ ہی اتنے سٹریٹ فارورڈ اور خطرناک حد تک سچے ہو جاتے ہیں یا یہ کوالٹی محض میرے لئے ہے۔۔۔ وہ چڑی۔۔۔

محض تمہارے لئے ہے۔۔۔ بنا توقف کے موصول ہوتا جواب اسے لا جواب ہو گیا۔۔۔

اور کبھی جو آپکو مجھ سے خطرناک قسم کی محبت ہو گئی تو۔۔۔ دل اندر ہی اندر سلگ رہا تھا۔۔۔ وہ شخص اسکا تھا مگر خود کو اس کے لئے بے حد مشکل بنا رہا تھا یہ چیز اندر ہی اندر اسے کاٹ رہی تھی۔۔۔

تب کی تب دیکھیں گے۔۔۔ وہ سادگی سے بولا۔۔۔

مجھے اب یقین ہونے لگ گیا ہے خان کے میرا اللہ باوجود میرے گنہگار ہونے کے میری دعائیں سنتا ہے۔۔۔ اور میں اللہ سے دعا کروں گی کہ وہ آپ کے دل میں میرے لئے اتنی محبت ڈال دے۔۔۔ اتنی محبت ڈال دے کہ مجھے دیکھے بنا مجھ سے بات کئے بنا آپ کی صبح نا ہو۔۔۔ آپ کا دن مجھ سے شروع ہو کر مجھ پر ہی ختم ہو۔۔۔ میں آپ کے روم روم میں بسنے لگوں۔۔۔ میرے بنا آپ خود کو ادھورا۔۔۔ گاڈوڈو۔۔۔ میں تمہیں خوش گمانیوں کے راستے کا مسافر بننے سے روکنا چاہتا ہوں سویٹ ہارٹ اور تم ہو کے بنا بریک کے نان سٹاپ اس پر بھاگی چلی جا رہی ہو۔۔۔ گریٹ۔۔۔

شامیر خان کے لہجے کی ہسی اور اسکی بات کا ٹنانا جانے کیوں ایمان کی آنکھیں نم کر گیا۔۔۔

وہ یک لخت خاموش ہو گئی۔۔۔۔

چلیں چھوڑیں۔۔۔ آپ سے کیا شکوہ کرنا۔۔۔ میرے معاملے میں تو آپ صدا کے ظالم ٹھہریں۔۔۔ وہ سرعت سے خود کو کمپوز کر گئی۔۔۔
کیا ہمارا رشتہ اس نہج پر پہنچ گیا جہاں تم مجھ سے گلے شکوے کرنے لگی۔۔۔ شامیر کی سنجیدہ آواز پر وہ کرب سے آنکھیں میچ گئی۔۔۔
اسنے دو تین گہرے گہرے سانس بھرتے خود کو کمپوز کیا۔۔۔
شکوہ نہیں کر رہی۔۔۔

لیکن مجھے تو ایسے ہی محسوس ہوا۔۔۔ جانتی ہونا ہمارا رشتہ مجبوری کا سودا ہے۔۔۔
اس رشتے میں بندھے رہنا سراسر تمہاری چوائس ہے۔۔۔ ورنہ میں نے تمہیں کبھی بھی اپنا پابند نہیں بنایا تھا۔۔۔ اور ہم دونوں کو جوڑنے والی کڑی یہ بچہ ہے جو ابھی اس دنیا میں آیا ہی نہیں۔۔۔ تو پھر یہ دھونس یہ شکوے کیا ہے یہ سب ایمان۔۔۔

اسکا موڈ کب کہاں بگڑ جائے وہ کہاں جانتی تھی۔۔۔ تبھی اب اسکا یہ سنجیدہ اور سخت لہجہ اسکی جان پر بنا گیا تھا۔۔۔ اتنے دنوں بعد اسنے رابطہ کیا تھا اور تب بھی وہ

اتنے غصے میں آگیا تھا۔۔۔ اسکا دل ڈوبنے لگا۔۔۔ وہ شامیر کو غصہ نہیں دلا سکتی تھی۔۔۔

میں تمہیں سپورٹ کر رہا ہوں۔۔۔ اس بچے کے لئے ایک الگ دنیا بسا رہا ہوں مگر اسکا مطلب یہ نہیں کہ میں اپنی دنیا سے لا تعلق ہو جاؤں۔۔۔ تمہارا آج یہ حال ہے تو کل میری شادی پر کیا ہو گا۔۔۔ وہ خطرناک حد تک سٹریٹ فارورڈ ہو رہا تھا۔۔۔ وہ تمام چیزیں جو مستقبل میں اسکے غم کی وجہ بن سکتی تھی وہ رفتہ رفتہ اسے ان سب کا عادی بنا رہا تھا۔۔۔

شادی۔۔۔ ایمان کو لگا کے پورے اپارٹمنٹ کی چھت اس پر آگری ہو۔۔۔ افکورس شادی۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے میرے ماں باپ میری شادی نہیں کریں گے۔۔۔ اور جب وہ لمحات میری زندگی میں آئیں گے تو کیا تب بھی تم مجھے یوں ایمو شنل بلیک میل کر کے یا یوں شکووں کے انبار لگا کر مجھے شرمندہ کرنے کی کوشش کرو گی۔۔۔

ری۔۔۔ ریلیکس خان۔۔۔ پلیز ایم سوری۔۔۔ میرا مقصد آپکو غصہ دلانا نہیں تھا۔۔۔ پلیز ریلیکس ہو جائیں۔۔۔ میں کوئی شکوہ نہیں کر رہی۔۔۔ میں اپنی

زندگی میں خوش ہوں۔۔۔ مجھے آپ سے کوئی گلہ نہیں۔۔۔ اچھا چھوڑیں یہ سب باتیں۔۔۔ میں آپکو ہمارے بے بی کا کمراد کھاتی ہوں میں نے اسے خود اپنے ہاتھوں سے دودن لگا کر ڈیکوریٹ کیا ہے۔۔۔

وہ تحمل سے بات بدلتی اٹھ کر ننگے پاؤں کمرے سے باہر آئی اور خان کا دھیان بٹانے کو اسے بے بی کے لئے تیار کر دہ کمرے کی ایک ایک چیز دکھانے لگی۔۔۔ صد شکر کے وہ بھی اس بات کو جلد چھوڑ گیا۔۔۔ یا اسکا مقصد تھا ہی نہیں اس بات کو لمبا کھینچنا۔۔۔۔۔ لیکن ایک بات جو اس روز کنزل ایمان نے جانی کے انکے رشتے میں گلے شکوے کی کوئی گنجائش نہیں۔۔۔ وہ خان سے گلہ نہیں کر سکتی۔۔۔ وہ اسے توجہ و محبت دے تو دے ورنہ وہ اس سے کوئی ڈیمانڈ نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔ وہ چیز جو شامیر اسے اپنے رویے سے سمجھانا چاہتا تھا وہ پہلے ہی مرحلے میں بہت اچھے سے سمجھ گئی تھی۔۔۔

اسکے اندر ایک مستقل چپ لگنے لگی تھی۔۔۔ شاید شامیر خان اسے مستقبل کے لئے تیار کرنا چاہتا تھا تا کہ وہ ابھی سے اپنی اور اسکی زندگی کے اتار چڑھاؤ کو سمجھنے لگے۔۔۔۔

شامیر خان بلیک جینز پر گرے ٹی شرٹ اور وائٹ کوٹ زیب تن کئے نئے ہیر کٹ
کیساتھ نک سک سے تیار تیزی سے قدم اٹھاتا آفس کی عمارت میں داخل ہو رہا
تھا۔۔۔ رات ایمان کی کہی باتیں ایک پل کو دماغ سے محو ہونے کو تیار نا
تھیں۔۔۔ اسے تو اسنے بری طرح جھڑک دیا کہ اس رشتے کا مستقبل کیا ہونا تھا وہ
خود بھی نہیں جانتا تھا کجا کے اس معصوم کو کوئی امید کا سراپکڑا نا۔۔۔ مگر خود وہ اب
اپنے بچے کے لئے اپنی زندگی کیساتھ سنجیدہ ہونا چاہتا تھا۔۔۔
آفس کی راہداری سے گزرتے کئی ورکرز نے اسے کھڑے ہوتے سلام کیا وہ سر
کے اشارے سے سب کو جواب دیتا آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔ دفعتاً وہ بابا کی سیکریٹری کے
ڈیسک کے آگے رکا۔۔۔
بابا آفس میں آگئے کیا۔۔۔
یس سر۔۔۔ انکی عدنان سر کے ساتھ کوئی میٹنگ چل رہی ہے۔۔۔ سیکریٹری کے
کہنے پر وہ سرہاں میں ہلاتا آگے بڑھ گیا۔۔۔

لفٹ سے سیکنڈ فلور پر آیا اور دائیں راہداری مڑ کر بابا کے آفس کی جانب بڑھا۔۔۔
دروازے کے سامنے رک کر وہ ہلکا سا ناک کرتا بنا اجازت کا انتظار کئے اندر بڑھ گیا۔۔۔

سامنے بابا اور عدنان بھائی کسی بزنس ماڈل پر ڈسکشن کر رہے تھے۔۔۔ سامنے ایک
پلازہ کا کنسٹرکشن ماڈل پڑا تھا۔۔۔

اسے اندر آتا دیکھ وہ دونوں خاموش ہوتے اسکی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔۔
سوفائیلی ہمارے شیر نے ایک ہفتے بعد آفس میں اپنی صورت دکھا ہی دی۔۔۔
عدنان بھائی اسے دیکھ مسکرائے جبکہ وہ بنا کوئی رد عمل دیئے انکے ساتھ کی کرسی
گھسیٹ کر بیٹھا۔۔۔

بابا یہ دبی والا نیا کنسٹرکشن کا پڑا جیکٹ میں پورا کرنا چاہتا ہوں۔۔۔
وہ باپ کی جانب دیکھتا سنجیدگی سے گویا ہوا جبکہ بابا اسکی بات سن کر مسکرا دیئے جیسے
بڑا چھوٹے بچے کی بات سن کر مسکراتا ہے۔۔۔

اور یہ کتنے دنوں کا فوبیا ہو گا۔۔۔ بابا کا انداز شریر تھا۔

بابا پلینز۔۔۔ میں مذاق نہیں کر رہا۔۔۔

اور مذاق تو میں بھی نہیں کر رہا شامیر۔۔۔ یہ پراجیکٹ بہت اہم ہے۔۔
کیا مجھ سے بھی اہم ہے۔۔ وہ شاکی ہوا۔۔

اسکا ضدی اور ہٹ دھرم انداز دیکھ بابا خاموش رہ گئے۔۔۔
نہیں خیر میرے بیٹے سے زیادہ اہم تو نہیں۔۔۔ لیکن بزنس میں جذباتیت نہیں
چلتی شامیر۔۔۔ وہ سبھاو سے گویا ہوئے۔۔۔

بابا آپ اپنے بیٹے کے لئے ایک پراجیکٹ جذباتیت کے نام کر ڈالیں۔۔۔ وہ میز پر
آگے کو جھکتا باپ کی جانب دیکھتا بولا۔۔۔

زیادہ سے زیادہ کیا ہو گا ورسٹ کیس سوئیر یو کیا ہو گا کے پراجیکٹ ناکام ہو جائے
گا۔۔۔ تو سمجھئے گا کہ آپ نے اپنے بیٹے کو ایک لیسٹیٹ ماڈل کی سپورٹ کار
لے ڈالی۔۔۔ بس۔۔۔ اتنا سا ہی نقصان ہو گا آپ کو اس پراجیکٹ کے ناکام ہونے
سے۔۔۔

دوسرا چانس یہ بھی ہے کہ یہ پراجیکٹ کامیاب ہو جائے۔۔۔ مگر دونوں صورتوں
میں آپ کے بیٹے کا بزنس کی دنیا میں اعتماد بڑھ جائے گا۔۔۔ کیا آپ کا یہ پراجیکٹ آپ کے
بیٹے کے اعتماد سے بڑھ کر ہے۔۔۔ اسکی اس قدر جذباتی تقریر پر بابا اپنے لاابالی اور

لاپرواہ سے بیٹے کو دیکھ کر رہ گئے۔۔ جبکہ عدنان بھائی نے باقاعدہ داد دینے والے انداز میں تالی بجاتے اسے اپریشیٹ کیا۔۔۔

بنابز نس کی الف بے جانے تم یہ کیسے کرو گے شامیر۔۔ بابا نے بے طرح اپنا ماتھا مسلہ۔۔۔

میں عدنان بھائی سے مدد لے لوں گا۔۔ وہ گویا اپنا ہوم ورک مکمل کر کے آیا تھا۔۔۔

عدنان نے اپنے سو کام بھی نبھانے ہوتے ہیں۔۔۔
اٹس اوکے بابا۔۔ شامیر کے لئے میں آل ٹائم اوویل ایبل ہوں۔۔۔ بھیا کے سیز فائر کرنے والے انداز میں ہاتھ اٹھانے پر شامیر مسکرا دیا۔۔۔
ٹھیک ہے اگر تم دونوں نے مل کر میرے اس پراجیکٹ کو دبوچنے کا سوچ ہی لیا ہے تو ٹھیک ہے۔۔۔ پہلے میری اولاد کے اور الگ بکھیرے تھے جواب ان بکھروں میں انہوں نے بز نس کو بھی انوالو کر لیا۔۔۔ مجھے ابھی سے اگلا پراجیکٹ دیکھنا ہو گا۔۔ بابا عدنان بھائی کے اس فیصلے سے ناخوش تھے۔۔۔

یہ پراجیکٹ کامیاب بھی ہو سکتا ہے۔۔ شامیر نے جٹلایا۔۔۔

ننانوے فیصد چانس ہیں کہ یہ ناکام ہی ہو گا۔۔۔ بابا اس پلازے کے ماڈل کو سائیڈ پر ہٹاتے اپنے آگے فائل کھول چکے تھے گویا اس کام سے انکی دلچسپی ختم ہو گئی ہو۔۔۔

اور میرے کیس میں ایک فیصد ننانوے فیصد پر بھاری پڑنے والا ہے۔۔۔ آپ دیکھ لیجئے گا۔۔۔ انشا اللہ۔۔۔ وہ مسکرا کر کہتا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ جبکہ بابا تاسف سے سر نفی میں ہلا کر رہ گئے۔۔۔

ارے بھائی آپ۔۔۔ اپارٹمنٹ کا دروازہ ناک ہونے کی آواز پر نورین نے دروازہ کھولا تو کمرے سے نکلتی ایمان اندر داخل ہوتے حامد کو دیکھ چہک اٹھی۔۔۔ کیسی ہوا ایمان۔۔۔ دوستوں کے ساتھ جارہا تھا تو ماں نے بولا کہ یہ بریانی جاتا جاتا تمہیں دے جاؤں۔۔۔ اسنے ایمان کے سر پر پیار دیتے اپنے آنے کا مقصد بتایا اور شاپنگ بیگ میں موجود باول اسکی جانب بڑھایا۔۔۔

ارے واہ ماں نے بریانی بنائی ہے۔۔۔ وہ باول باہر نکالتی اسکا دھکن اتاتی ایک گہرا سانس بھر کر بریانی کی خوشبو اپنے اندر تک اتارتی مسکرا کر گویا ہوئی۔۔۔

ظاہر سی بات ہے کہ یہ تمہاری فیورٹ ہے تو ماں بھلا تمہیں بھیجے بنا خود کیسے کھا
سکتی تھیں اسکی خوشی دیکھ وہ مسکرا دیا۔۔۔۔

اچھانا بھائی بیٹھیں آپ۔۔۔ جانے کی جلدی مت مچانا۔۔۔ مجھے آپ سے بہت
ضروری بات کرنی ہے۔۔۔ بہت دنوں سے آپ سے بات کرنے کی کوشش کر
رہی تھی لیکن وقت نہیں ملا۔۔۔

ایمان نے بریانی کا باول نورین کو پکرایا اور خود حامد کا بازو پکڑ کر اسے صوفے پر
بیٹھانے لگی۔۔۔

ارے ایمان ابھی دیر ہو رہی ہے میرے دوست۔۔۔

کوئی نہیں۔۔۔ چھوڑیں سب۔۔۔ پہلے میری بات سنیں۔۔۔ اسنے گویا ناک سے
مکھی اڑائی۔۔۔

نورین تم فریش انار کا جوس بنالو۔۔۔ وہ حامد سے کہہ کر وہیں بیٹھے بیٹھے نورین سے
گویا ہوئی۔۔۔

میں کچھ نہیں پیوں گا ایمان۔۔۔

میں اپنے لئے کہہ رہی تھی بھائی۔۔۔ اور جب میں پیوں گی تو آپکو بھی پینا پڑے گا کیونکہ مجھے کسی کی کمپنی چاہیے اور آپ سے بہتر مجھے کمپنی کون دے سکتا ہے۔۔۔ ا سنے شانے اچکائے۔۔۔ شریر لڑکی۔۔۔ حامد نے اس کے شانے پر ایک چیت رسید کی۔۔۔

ہاں جلدی بولو کیا بات ہے۔۔۔ مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔۔ وہ رسٹ و ایج کی جانب دیکھتا گویا احسان کرنے والے انداز میں گویا ہوا۔۔۔ بھائی ماں آج کل آپکی شادی کے لئے لڑکی ڈھونڈ رہی ہیں۔۔۔ تو اگر لڑکی کے حوالے سے آپکی کوئی ڈیمانڈ ہے تو آپ بتادیں کے آپکو کیسی لڑکی بطور ہمسفر چاہیے یا اگر کوئی آپکو پسند ہے تو۔۔۔ وہ اپنی بات کرنے کے لئے تمہید باندھ رہی تھی۔۔۔

ایسی کوئی بات نہیں ایمان۔۔۔ مجھے بھائی کی پسند پر پورا بھروسہ ہے۔۔۔ جیسے ماں میرے لئے پسند کریں گی یقیناً وہ میرے لئے ایک بہترین انتخاب ہو گا۔۔۔ حامد کے کہنے پر وہ کھل کر مسکرا دی۔۔۔

اگر ایسی بات ہے تو بتائیں پھر میری دوست زخرف کیسی ہے۔۔۔ اگر وہ میری
بھابھی بن جائے تو۔۔۔ اسکے رویے سے حوصلہ پا کر وہ دل کی بات کہہ گئی۔۔۔
وھاٹ۔۔۔ اسکی بات سن کر گویا حامد کو چار سو چالیس والٹ کا جھٹکا لگا۔۔۔ وہ اپنی
جگہ سے اچھل کر رہ گیا۔۔۔

بھائی پلیز آپ اپنی پرانی چپقلش کو ایک سائیڈ پر کر کے زرا نیوٹرل ہو کر اس کے
بارے میں سوچ کر دیکھیں وہ یقیناً آپ کے لئے ایک بہترین ہمسفر ثابت
ہوگی۔۔۔ وہ اپنی بات میں وزن قائم کرنے کو دلائل دیتی مدبرانہ انداز میں گویا
ہوئی جبکہ حامد گم صم سا بھنچے لبوں سمیٹ آنکھیں چند ہی کئے ایمان کو دیکھ رہا
تھا۔۔۔

یہ خناس کس نے تمہارے دماغ میں بھرا ایمان۔۔۔ اس لڑکی سے مجھے کس قدر
چڑ ہے یہ بات باخوبی جاننے کے باوجود تم مجھے یہ بول رہی ہو۔۔۔ مجھے حیرت ہو رہی
ہے تم پر۔۔۔ وہ واقعی حیرت زدہ تھا۔۔۔ دوستوں کے ساتھ جانے کی جلدی کہیں

جاتی رہی تھی۔۔۔ اس بات نے اسے ڈسٹرب ہی اتنا کر دیا تھا کہ اسے کچھ اور یاد ہی نارہا۔۔۔ وہ کوفت سے بیٹھا تھا مسل رہا تھا۔۔۔

بھائی وہ اچھی لڑکی ہے۔۔۔ اور۔۔۔۔۔

ایک منٹ ایمان۔۔۔۔۔ صرف ایک منٹ۔۔۔ میں نہیں جانتا کہ وہ اچھی لڑکی ہے یا نہیں۔۔۔ کسی کونج کرنے کا اختیار ہمارے پاس نہیں۔۔۔ لیکن اپنی زندگی کے بارے میں بہترین فیصلے لینے اور اپنی نسل کی بقا اور بہتری کے بارے میں سوچنا ہمارے اختیار میں ہے۔۔۔ وہ یکدم ہی بے حد سنجیدہ ہوا اٹھا تھا۔۔۔

ایمان لب چباتے اسے دیکھنے لگی۔۔۔ میں آپکی بات سمجھ نہیں پارہی بھائی۔۔۔ میری بات سنو تم۔۔۔ انسان کی اصلیت کیا ہے یہ جاننا ہے تو انسان اپنی تنہائی کو جانچ لے۔۔۔ کوئی بھی انسان اپنی تنہائی میں جیسا ہوتا ہے بس وہی اسکی حقیقت ہے۔۔۔۔۔

ایمان کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ گردن میں ایک گلی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔۔ دل میں ایک چور سا جاگا۔۔۔ اسنے تھوک نگلا۔۔۔۔۔

اور انسان کی تنہائی کیسی ہے یہ تو اس انسان کے سوا کوئی نہیں جان سکتا نبھائی۔۔۔
انسان کی تنہائی پر بھی اللہ نے پردے ڈال کر اسے اپنے اور اپنے بندے تک محدود
کر ڈالا۔۔۔ تو پھر آپ کسی کی تنہائی کے بارے میں کیسے بات کر سکتے ہیں۔۔ جب
ہم جانتے ہی کچھ نہیں۔۔۔۔

ہاں ہم نہیں جانتے کسی کے تنہائی کے بارے میں۔۔۔ لیکن انسان کی سوچ اسکی
شخصیت کی عکاسی ہوتی ہے۔۔۔ جیسی آپکی شخصیت ہوگی ویسی ہی آپکی سوچ ہو
گی۔۔ اور جیسی آپکی سوچ ہوگی ویسے ہی خیالات کا اظہار آپ اپنے الفاظ کے
ذریعے دوسروں کے سامنے کریں گے۔۔۔
سمجھ پار ہی ہو میری باتوں کو۔۔۔ یہ سب چیزیں انٹر لنک ہے۔۔۔ اسی لئے سمجھدار
لوگ کسی سے محض ایک ملاقات میں ہی اس سے بات کر کے اسکی شخصیت کے
بارے میں جان لیتے ہیں۔۔۔

اب یہاں سے میری باتوں کو اور ان سے اٹھتے نقاط کو اچھے سے سنو۔۔۔ غیر
جاندار سے ریلیٹ کرو۔۔۔ اور حقائق کی بنیاد پر فیصلہ کرنا۔۔۔

حامد کے سنجیدہ انداز اور باتیں اسکا دل ہولار ہی تھیں۔۔۔ ناجانے وہ مزید اپنی باتوں کے ذریعے اس پر کیا کیا انکشاف کرنا چاہتا تھا۔۔۔
جی بھائی۔۔۔ وہ الڑت ہوا اٹھی۔۔۔

تمہاری دوست کسی طرح کا لکھتی ہے اور کیا لکھتی ہے تم بہتر جانتی ہو گئی۔۔۔ بھائی کے کہنے پر یکدم ہی اسکا سر جھک گیا۔۔۔ شرمندگی نے بے طرح اسکا احاطہ کیا۔۔۔

وہ اپنے لفظوں کے ذریعے سے رائٹنگ کے نام پر فحاشی پھیلا رہی ہے۔۔۔ جسکا اسے احساس نہیں ہے اور نا ہی اسے پڑھنے والوں کو ہے۔۔۔ وہ لفظوں کے ذریعے سے اپنی سوچ کو قرطاس پر بکھیر رہی ہے۔۔۔ اور پڑھنے والے نامحسوس انداز میں اس زہر کو قطرہ قطرہ اپنے اندر جذب کر رہے ہیں۔۔۔ وہ گھٹنوں پر کہنیاں رکھتا آگے کو ہو بیٹھا۔۔۔

اب ہم یہاں یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ محض انجوائے منٹ کے لئے لکھتی ہے اور پڑھنے والے محض انجوائے منٹ کے لئے پڑھتے ہیں۔۔۔

کیونکہ قدرت کا ایک اصول ہے۔۔۔ جو اندر جائے گا۔۔۔ وہی باہر آئے گا۔۔۔

دھیاں سے سننا۔۔۔ جنک فوڈ کھا کر کوئی صحتمند جسم حاصل نہیں کر سکتا۔۔۔ جو
جنک کھائے گا وہ اوور ویٹ ہو گا۔۔۔

صبح سے شام تخریب کاری والی خبریں سن کر دماغ ویسے ہی کام کرے گا تب آپکے
اندر سے پازٹیوٹی نہیں نکلے گی نکل ہی نہیں سکتی۔۔۔

جیسے شیروں کی صحبت میں بیٹھو گے تو شیر بن جاو گئے۔۔۔ اور گیڈروں کی صحبت میں
بیٹھو گے تو گیڈر ہی بنو گے۔۔۔ صحبت کا ماحول کا اور کانٹینٹ کنزیوم کرنے کا آپکی
شخصیت پر اتنا گہرا اثر پڑتا ہے۔۔۔۔

اسی طرح پڑھنے کے نام پر فحش مواد گھٹیا رومانس اور چیپ بیڈ روم سینز پڑھ پڑھ کر
چوبیس گھنٹے دماغ میں یہ ہی سب چلے گا۔۔۔ اس سے کیا ہو گا۔۔۔ یہ چیز آپکی کریٹو
ایبیلیٹی کو ختم کر دے گی۔۔۔ آپکی سوچ اور آپکی دنیا محدود ہو کر محض اسی فحش
مواد تک محدود ہو جائے گی۔۔۔ یہ زہر قطرہ قطرہ آپکی جسم میں جا کر نا صرف آپکو
بلکہ آپکی آنے والی پوری نسل کو مفلوج کر دے گا۔۔۔ کیسے۔۔۔

جو لڑکی سا لہا سال سے لکھ ہی فحش مواد رہی ہے۔۔۔ دن رات اسکے دماغ میں چل
ہی یہ رہا ہے۔۔۔ ایک کے بعد دوسری قسط اور ایک ناول کے بعد دوسرا ناول اور

تھیم سبکی فحاشی۔۔۔ اسکی دنیا محض انہی چیزوں کے گرد محصور ہو کر رہ گئی
ہے۔۔۔۔

معذرت کیساتھ۔۔۔ بہت معذرت کے ساتھ ایمان۔۔۔ بہت بھاری بات کہنے جا
رہا ہوں۔۔۔ وہ لڑکی کبھی بھی اپنی زندگی میں ایک اچھی ماں ثابت نہیں ہو
سکتی۔۔۔

ڈھر ڈھر ڈھر۔۔۔ ایمان کو لگا پورے اپارٹمنٹ کی چھت اس پر آگری ہو۔۔۔
انف بھائی۔۔۔ یہ اب بہت زیادہ ہو رہا ہے۔۔۔ وہ جھنجھلا اٹھی۔۔۔ جذباتیت کو
پڑے رکھ کر میری بات سنو۔۔۔ اسے سمجھو۔۔۔

جس لڑکی کی زندگی ہی اس ایک فضول چیز کے گرد محصور ہو کر رہ گئی ہو جس نے ایک
دنیا کی نوجوان نسل کے کچے اور شفاف ذہنوں کو غلط سوچ عطا کی انہیں غلط راستے
پر چلنے کی راہ دکھائی۔۔۔۔۔ ترغیب دی۔۔۔۔۔ وہ اپنی اولاد کی تربیت کیا کرے
گی۔۔۔ اور بالفرض اگر اسکی بیٹیاں ہوئیں تو انہیں کیا سکھائے گی۔۔۔ جو آج
ڈھر لے سے غلط پھیلا رہی ہے فحاشی کو پر موٹ کر رہی ہے کیا کل وہ اپنی بیٹیوں
کے غلط کرنے کو غلط کہے گی۔۔۔

وہ بہت گہری باتیں تھیں جو ابھی تک ایمان کی عقل سمجھ سے پڑے تھیں جو اسکا بڑا بھائی اسے کھول کھول کر بتا رہا تھا۔۔۔ جنہیں سن کر ایمان کے کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے۔۔۔

اور میری آج کی کہی ایک بات پلو سے گانٹھ باندھ لو ایمان۔۔۔ یہ دنیا مقافات عمل ہے۔۔۔ بول بو کر کبھی پھول نہیں اگائے جاسکتے۔۔۔ جو آگ آج ایک ٹرینڈ کے طور پر دوسروں کے گھروں کو انکے معصوم پھولوں کے کچے ذہنوں کو لگائی جا رہی ہے نا۔۔۔ وقت بدلتے دیر نہیں لگتی۔۔۔ جب یہ ہی آگ کچھ سالوں بعد گھوم پھر کر آکر اپنے ہی گھر کو لگے گی۔۔۔ جب اس آگ نے اپنے ہی دامن جلائے نا کلیجے پر ہاتھ تب پڑے گا۔۔۔ ابھی غلط راہ اختیار کرنے والی دوسروں کی بچیاں ہیں اور بدلے میں ڈالر زل رہے ہیں کل جب غلط راہ اختیار کرنے والی اپنی بچی ہوئی نا دل تب دہلیں گے۔۔۔

اللہ نا کرے بھائی کیسی باتیں کر رہے ہیں۔۔۔ وہ بس کسی بھی پل رو دینے کو تیار تھی۔۔۔

حقیقت سے آشنا کرو اور ہا ہوں تمہیں ایمان۔۔۔ تاکہ تم میری اور زخرف کی شادی کی سوچ ہی دماغ سے نکال دو۔۔۔

ہم نے ہو ری دنیا کا ٹھیکا نہیں لے رکھا ایمان۔۔۔ نا ہی ہم دنیا کو راہ راست پر لا سکتے ہیں۔۔۔ نصیحت سب کے لئے ایک سی نہیں ہوتی۔۔۔

بہتری کا سفر ہمیشہ خود سے شروع کیا جاتا ہے۔۔۔ پھر وہ آپکی شخصیت سے پھوٹنے والی پازٹیویٹی ہوتی ہے جو دوسروں کو آپکی جانب اٹریکٹ کرتی ہے۔۔۔

ہر انسان اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے اور اپنی ذات کا سفر ہر کسی کو تنہا ہی کرنا پڑتا ہے۔۔۔

میں اپنا اپنی سوچ کا اپنی تنہائیوں کا اور اپنے اعمال کا ذمہ دار ہوں اور مجھے خود ہی ان سب پر کام کرنا ہے۔۔۔ ہر انسان اپنے بارے میں سوچتا ہے۔۔۔ اپنے بارے میں

سوچنا اپنے لئے ایک بہترین نیک اور پرہیزگار شریک حیات کو اپنی زندگی میں شامل کرنا اپنی آنے والی نسل کے بارے میں سوچنا یہ سب میرا کام ہے۔۔۔ میں ہر کسی کے معاملے میں ٹانگ نہیں اڑا سکتا۔۔۔

میں نہیں کہتا کہ زخرف بری ہے۔۔۔ میں دعا گو ہوں کہ اسے کوئی بہت بہتر میں
ہمسفر ملے لیکن وہ میں نہیں۔۔۔ میں خود کو اس کے لئے اہل ہی نہیں سمجھتا۔۔۔ میں
سادا سا بندہ ہوں مجھے کوئی اپنے جیسی ہی چاہیے۔۔۔۔

بس تمہیں اور تمہارے ذریعے زخرف کو ایک ہی بات کہنا چاہوں گا کہ اتنی مختصر
سی زندگی ہے کیا پتہ کب واپسی کا بلاوا آجائے۔۔۔ تو کیا جائے ہمارا اگر ہم اس مختصر
سی زندگی کو اللہ اور اس کے حکموں پر سر جھکا کر گزار دیں۔۔۔

کیا جائے ہمارا جو ہم خود کو اللہ کی پسند کے مطابق ڈھالنے کی کوشش شروع کر دیں
تو۔۔۔ اگر اللہ نے لکھنے کا ہنر دیا ہی ہے تو کیا جائے اگر اس کا بہتر استعمال کرتے
اسے اللہ کے احکام پھیلانے کے لئے استعمال کر لیا جائے تو۔۔۔ کیا جائے اگر اس ہنر
کے ذریعے سے ٹوٹے دلوں کو ان کے رب سے ملانے والی کڑی بن جایا جائے تو۔۔۔
کیا جائے اگر قلم کے استعمال سے کچے ذہنوں میں ایک غلط اٹریکشن ڈالنے کی بجائے
ان کچے ذہنوں اور دلوں پر اپنے لفظوں کے ذریعے سے اللہ کی محبت کو گوندھ دیا
جائے۔۔۔

یہ سب سوچ کی بات ہوتی ہے ایمان۔۔۔ اور سارا کھیل ہی سوچ کا ہے۔۔۔ ہر کام کا آغاز ہوتا ہی سوچ سے ہے۔۔۔ اور یہ سارا فرق ہی سوچ کا ہے۔۔۔ اور یہ میری اور زخرف کی سوچوں میں پایا جانے والا تضاد ہی ہے جو ہم کبھی ایک نہیں ہو سکتے۔۔۔

اپنی بات مکمل کر کے وہ اسے سکتے میں بیٹھا چھوڑ واپس جا چکا تھا جبکہ میز پر پڑا ٹھنڈا انار کا جو س بنا چھوئے ہی گرم ہو گیا تھا جو نا جانے کب نوریں وہاں رکھ کر گئی تھی کے اپنی باتوں میں محو وہ دونوں ہی نوٹ نا کر پائے۔۔۔۔۔

ایک پازیٹو چینج جو شامیر خان میں آیا تھا کے اسنے خود پر امجد کو مسلط کر لیا تھا۔۔۔ اسکے ہاتھ میں پورے دن کاشیڈیول دینے کے بعد اسنے امجد کو سخت وارننگ دی تھی کے جب اسکے قدم ڈگمگانے لگے یا وہ کمفرٹ زون میں واپس جانے لگے یا اس دنیا کی چکاچوند اور دوستوں کا اسرار اسے اسکے مقصد سے ہٹانے لگے تو تب امجد نے اسے سخت ریمائنڈر دینا ہے اور تب تک دیتے رہنا ہے جب تک وہ ٹریک پر واپس نا آجائے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو سخت سزا کا حقدار ہو گا۔۔۔

اب بیچارے امجد کی سہی جان مشکل میں پڑی تھی۔۔۔

وہ روزانہ آفس تو وقت پر آتا لیکن براہو جو کبھی پروشہ کبھی اسکا کوئی دوست تو کبھی مکمل دوستوں کا ٹولہ اسے لیجانے کے لئے وہاں آدھمکتا اور شامیر انکے پر زور اسرار پر کام وائنڈ آپ کرتا انکے ساتھ چل دیتا۔۔۔

ایم سوری سر۔۔۔ آپ آفس سے نہیں جاسکتے۔۔۔ ابھی لنچ سے پہلے آپکی عدنان

سر کے ساتھ پڑاجیکٹ کے حوالے سے ایک کلاس ہے جس میں وہ آپکو اس پڑاجیکٹ کے حوالے سے سب سمجھانے والے ہیں۔۔۔ اور لنچ کے بعد آپکی ایک میٹنگ ہے۔۔۔ اور اسکے بعد آپکو ریکارڈ کی فائلز چیک کرنی ہے۔۔۔ تو آپ ابھی کہیں نہیں جاسکتے۔۔۔ جانا چاہیں بھی تو لنچ میں جاسکتے ہیں اور لنچ کا وقت ہونے میں بھی ابھی ڈیرہ گھنٹہ باقی ہے۔۔۔ پہلے روز پروشہ کے ساتھ آفس ٹائمنگ میں کام

چھوڑ کر جانے پر امجد اسکے سامنے بوتل کے جن کی مانند وارد ہوا تھا اور اسکے سامنے ہاتھ باندھے سر جھکائے مودبانہ انداز میں گویا ہوا کے شامیر سب یاد آنے پر سر کچھا کر رہ گیا جبکہ پروشہ غصے سے لال پیلی ہوتی اس پر جھپٹنے کو تیار تھی۔۔۔

ہاؤڈیو۔۔۔ تم ہوتے کون ہو اس پر حکم چلانے والے۔۔۔ یہ آفس اسکے باپ کا ہے۔۔۔ وہ یہاں کام کرے یا نا۔۔۔

ریلیکس پر وشہ ریلیکس۔۔۔ اسے غصے میں آپے سے باہر ہوتے دیکھ شامیر کو ہی بات سمجھانی پڑی۔۔۔

اسے یہ ریما سنڈر دینے کو میں نے ہی کہا تھا۔۔۔ ویل امجد تھینکس یہ سب یاد ڈلنے کے لئے۔۔۔ میں واقعی بھول گیا تھا۔۔۔ سو پر وشہ ایم سوری۔۔۔ آدھے گھنٹے کی لنچ بریک ہوگی اس میں ہم لنچ کرنے چلیں گے لیکن اس کے لئے بھی تمہیں ڈیرہ گھنٹہ انتظار کرنا پڑے گا۔۔۔ شامیر کے کہنے پر پر وشہ غصے سے کھولتی پاؤں پٹخ کرتی فن کرتی آفس سے ہی چلی گئی جبکہ شامیر شانے اچکاتا اپنے آفس میں آگیا۔۔۔ اسکے بعد سے یہ تقریباً روز کا معمول بن گیا تھا۔۔۔ امجد کو روزانہ کی بنیاد پر تقریباً ایک دفعہ تو شامیر کو ٹوکنا پڑتا۔۔۔ امجد کو اب ان سب چیزوں کی عادت ہوتی جا رہی تھی اور کسی حد تک یہ سب کچھ شامیر کے بھی کام میں شامل ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

حامد سے ہوئی باتوں کا ایمان نے بہت گہرا اثر لیا تھا۔۔۔ اتنا کہ وہ اٹھتے بیٹھتے سوتے جاتے اسکے سر پر سوار ہونے لگیں تھیں۔۔۔ باتوں میں وزن تھا اگر وہ غلط روش اختیار کر سکتی تھی تو کیا محض وہی تھی جس نے یہ روش اختیار کی تھی یا اسکے ساتھ ساتھ مزید لوگ بھی تھے جو اسکے ساتھ ان غلط راہوں کے مسافر تھے۔۔۔ اس نے باقاعدہ اس بات پر ریسرچ کرنا شروع کی اور بنگسٹرز کی تعداد دیکھ کر چکراتا سر تھام کر رہ گئی۔۔۔ وہ تنہا نہیں تھی جو اس دلدل میں گر پڑی تھی۔۔۔ بلکہ وہ دلدل تو بھری پڑی تھی اس جیسے معصوموں سے جو کہیں نا کہیں کسی نا کسی طرح سے اس دلدل میں گر چکے تھے اور اب وہاں سے نکلنے کو بن جل پانی کی مانند ہاتھ پاؤں مارتے تڑپ رہے تھے۔۔۔ خاموش آنسو اسکی آنکھوں سے بے دریغ بہہ نکلے۔۔۔ اس نے ان تمام ویب سائٹس اور سکالرز کے پاس ان تمام لوگوں کے کمنٹس چیک کئے جو اس دلدل سے نکلنے کی کوششوں میں ہلکان تھے۔۔۔۔۔ انکی آواز میں وہی درد اور کوشش میں ناکام ہونے پر وہی کرب چھلکتا دیکھائی دیتا تھا جو ایمان کی ذات کا خاصا بنتا جا رہا تھا۔۔۔ اسے خود میں اور ان تمام ہزاروں لاکھوں لوگوں میں کوئی فرق محسوس نا ہوا۔۔۔ یہ وہ لوگ تھے جو آگاہی حاصل کر چکے تھے کہ وہ ایک دلدل میں

گر چکے ہیں جبکہ اسکے علاوہ ان لوگوں کی تو کوئی تعداد ہی نہیں تھی جو اس راستے پر چلتے ہنوز بے خبر اور گمراہ تھے۔۔۔

ایمان کو لگا اسکا دل درد سے پھٹ جائے گا۔۔۔ اسکا معاشرہ تباہی کے کس دہانے پر آکھڑا ہوا تھا۔۔۔ پورا دن اور پوری رات ان تمام باتوں کا اثر لے کر خوب سارا رور و کر اپنے رب سے ہدایت کی دعا مانگ کر وہ آخر کار اس نتیجے پر پہنچی کے بھائی کی باتیں سچی ہیں۔۔۔ ہم پورے معاشرے کو نہیں بدل سکتے۔۔۔ تبدیلی اور بہتری کا عمل خود سے شروع کر کے اپنے سے واسطہ لوگوں تک پھیلا یا جاتا ہے۔۔۔۔۔ اب وہ صبح پہلی فرصت میں سب سے پہلے زخرف سے مل کر اس بارے میں بات کرنا چاہتی تھی۔۔۔ حیرت کی بات تھی کے جب پڑھنے والے فحش مواد سے ٹر گر ہو کر گمراہی کا راستہ اختیار کر سکتے ہیں تو کیا فحش مواد کو لکھنے والا ان راستوں کا راہیہ بنا ہوتا۔۔۔ ایمان جتنا ان باتوں کے بارے میں سوچتی اتنا ہی اسے اپنا سر چکراتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ لیکن اب وہ زخرف سے مل کر اس مسئلے کا کوئی مستقل حل نکالنے کے بارے میں ٹھان چکی تھی۔۔۔

****"

ایمان بے بی روم میں بیٹھی پالنائیٹ کر رہی تھی جو اسنے اونلائن آرڈر کیا تھا اور اسے آج ہی موصول ہوا تھا۔۔۔ اسکی ڈیلیوری میں بہت کم وقت رہ گیا تھا آج کل وہ انہی سبھی چیزوں میں الجھی ہوئی تھی۔۔۔ اس روز کے بعد سے دوبارہ خان نے اسکے ساتھ رابطہ نہیں کیا تھا۔۔۔ اور پچھلی گفتگو میں وہ اسے بھی اپنے اور اسکے رشتے کے بارے میں بہت کچھ باور کروا چکا تھا۔۔۔ بے ساختہ اسے اپنے کورس کا آخری لیکچر یاد آیا۔۔۔

آپکے لئے آپکی سیلف ریسپیٹ اور آپکی اپنی ذات آپکی زندگی کی پہلی ترجیح ہونی چاہیے۔۔۔ زندگی میں کبھی اس چیز پر سمجھو تاقت کرنا۔۔۔ کبھی کسی کی زندگی میں پکے ہوئے پھل کر طرح کرنے کی کوشش مت کرنا یہ چیز اس شخص کی زندگی میں آپکی عزت اور قدر دونوں گھٹا دے گی۔۔۔

Be your best Version...

کوئی آپکو نظر انداز کر رہا ہے۔۔۔ یا آپ سے ایک قدم پیچھے ہٹا ہے تو اس سے دس قدم پیچھے ہٹ جائیں۔۔۔ وہ شخص آپکا ہوا تو آپکا گریز محسوس کر کے خود آپکی طرف مائل ہو جائے گا۔۔۔ ورنہ سمجھ لینا کے اس شخص کے سامنے خود کو جھکانا

محض اپنی ذات کچلنے کے مترادف ہے۔۔۔ دل مار لینا لیکن سیلف ریسپیکٹ کو
مرنے مت دینا۔۔۔

کبھی یہ مت سوچنا کہ میں فلاں شخص کے بنا نہیں رہ سکتی اسکے لئے میں اپنی سیلف
ریسپیکٹ کے لئے قائم کردہ معیار سے نیچے آسکتی ہوں۔۔۔ نو نیور۔۔۔
یہ فیملنگز محض اس پاک ذات کے لئے ہونی چاہیے۔۔۔ جسکے سامنے جھکنے کا حکم ہے
جو کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا اور جسکے ہاں فریادیں رائیگاں نہیں جاتیں۔۔۔ جو بہتر
لے کر بہتریں سے نوازنا جانتا ہے بس۔۔۔۔

اسکے علاوہ کسی کے سامنے بھی جھک کر اپنی سیلف ریسپیکٹ رولو گے تو خوار ہو جاو
گے۔۔۔

زندگی کا ایک ہی اصول ہونا چاہیے۔۔۔ سیلف ریسپیکٹ پر کوئی سمجھوتا نہیں۔۔۔
دفعۃً پالنا سیٹ کر کے وہ اٹھی اور زرا فاصلے پر جا کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔ تقریباً وہ
اچھے سے اسکے جوائنٹ فکس کر چکی تھی۔۔۔ وہ مطمئن ہوئی۔۔۔

یہ اس کورس میں انرول کرنے کا ہی نتیجہ تھا کہ اس میں بہت سے پازیٹیو چینجز آئے تھے۔۔۔ دل جو ہمہ وقت شامیر کی جانب لپکتا تھا۔۔۔ اس سے بات کرنے کو ہمکتا تھا اس میں اب ٹھہراؤ آنے لگا تھا۔۔۔

وہ رفتہ رفتہ اس چیز کو قبول کرنے لگی تھی۔۔۔

شامیر خان اسکا تھا۔۔۔ اسے اسکے پاس ہی آنا تھا۔۔۔ مگر تب جب وہ خود چاہتا۔۔۔ اس معاملے میں اب کنزل ایمان خود کو جھکانے والی نہیں تھی۔۔۔

وہ جب اسکے پاس آتا وہ اس سے خوشدلی سے ملنے والی تھی۔۔۔ لیکن ڈیمانڈ یا

شکوہ کو وہ اپنے دماغ سے ہی نکال چکی تھی۔۔۔ صرف شکر گزاری اسکی ذات کا

حصہ بنتی جا رہی تھی۔۔۔ وہ صرف اپنے مالک سے اپنی بہتری کی دعائیں کر رہی

تھی اور صبر سے اسکی جانب سے آنے والی مدد کی منتظر تھی۔۔۔ وہ یہ جان چکی تھی

کہ ہر چیز کا وقت مقرر ہے ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے۔۔۔ اور وہ بھی اس بہترین

وقت کی منتظر تھی جب اسکے رب کی جانب سے اسکے لئے مدد آتی۔۔۔ کن فیا کن کا

عمل مکمل ہوتا اور اسکی زندگی میں خیر ہی خیر اور بہتریاں ہی بہتریاں ہوتیں۔۔۔

وہ پر امید تھی اسی لئے دل ٹھہرنے لگا تھا۔۔۔ دفعتاً باہر گھنٹی کی آواز سنائی دی تو وہ اٹھ کر باہر نکل آئی کے شاید زخرف آگئی تھی جسے کل رات ہی اسنے ملنے کے لئے بلایا تھا۔۔۔

***"

شامیر خان ایک میٹنگ اٹینڈ کر کے میٹنگ روم سے باہر نکلا اور تیزی سے قدم اٹھاتا رہا۔ مڑ گیا اسکا رخ عدنان بھائی کے کیمین کی جانب تھا۔۔۔ کوٹ بازو پر موجود تھا جبکہ شرٹ کے اوپری دو بٹن کھلے تھے۔۔۔ آنکھوں میں رتجگے کے باعث سرخی اتر رہی تھی جبکہ چہرہ بھی تھکان زدہ تھا۔۔۔ دروازہ ہلکا سا ناک کر کے وہ اندر داخل ہوا۔۔۔ اس پر اجیکٹ پر میری اب تک کی کارکردگی کیسی ہے بھائی۔۔۔ اندر داخل ہو کر وہ سامنے ریوالونگ چیئر پر بیٹھے کسی فائل کا مطالعہ کرتے عدنان کے پاس آتا گویا ہوا۔۔۔

وہ بیٹھا نہیں تھا البتہ کرسی کی پشت پر ہاتھ رکھے ہنوز کھڑا تھا۔۔۔ جیسے کھڑے کھڑے ہی بات کر کے وہاں سے جانے کا ارادہ رکھتا ہو۔۔۔

ایم ایمریڈ شامیر۔۔۔ تم نے مجھے اور ببادونوں کو شک کر دیا ہے یا۔۔۔ تم واقعی بہت محنت کر رہے ہو۔۔۔ عدنان بھائی ستانسی انداز میں کہتے اٹھ کر اسکے مقابل آئے۔۔۔

بائے داوے یہ اتنی تبدیلیاں اور اتنا جنون آ کہاں سے رہا ہے۔۔۔ مطلب مجھے تو یہ ایک دو دن کا فوبیہ لگتا تھا۔۔۔ بھائی نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھا۔۔۔ وہ اداسی سے انہیں دیکھ کر رہ گیا۔۔۔ وہ انہیں بتانا پایا کے اولاد کی محبت چیز ہی ایسی ہے جو آپکو سب بھلا کر دن رات ایک کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔۔۔ وہ وجود ابھی دنیا میں آیا بھی نہیں تھا مگر اسکی محبت سب پر بھاری تھی۔۔۔ دراصل میری خواہش ہے آپ سے بھی قابل بننا اس لئے اتنی محنت کر رہا ہوں کے آپکو ٹکر دے سکوں۔۔۔ وہ مسکرا کر بات مذاق میں ڈال گیا جبکہ عدنان بھائی کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔

جیل دعا گو ہوں تمہارے لئے کے تم جلد از جلد مجھے ٹکر دینے کے قابل ہو جاؤ۔۔۔

امجد میں آج رات کی فلائٹ سے دبی جا رہا ہوں۔۔۔ تمہاری ٹکٹس بھی کنفرم ہے
تم بھی میرے ساتھ جا رہے ہو۔۔۔ وہ آفس سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا
پارکنگ کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔

جی خان۔۔۔ اسنے آگے بڑھتے مستعدی سے خان کے لئے دروازہ کھولا اور اس کے
بیٹھنے کے بعد آکر ڈرائیونگ سیٹ سمجھالی۔۔۔

اگلے چند دنوں کے لئے پراجیکٹ کے حوالے سے ہم وہیں رہیں گے۔۔۔ اس
پراجیکٹ کے لئے میرا تمام پیپر ورک مکمل ہے اب وہاں لوکیشن پر جا کر پلازے
کی کنسٹرکشن کا کام شروع کروانا ہے۔۔۔ بس ایک دفعہ سب ٹھیک ٹھاک طریقے
سے ہو جائے۔۔۔ اسنے گہری سانس خارج کی۔۔۔

یہ میرا فون ہے اس میں میں نے نئی سیم اشو کروا کر آن کی ہے۔۔۔ یہ میرا آفیشل
نمبر ہے یا پھر یہ محض فیملی ممبرز کے پاس ہے۔۔۔ یہ فون تمہارے پاس رہے
گا۔۔۔ جب کوئی اہم کال ہوئی تب تم میری بات کرواؤ گے ورنہ فضول کسی کال پر
تم میری بات نہیں کرواؤ گے۔۔۔ اپنے اس جنون کو پورا کرنے کے لئے مجھے تمام
غیر ضروری رابطے جو فلحال میرا سارا وقت کھا جاتے ہیں انہیں کاٹنا ہو گا تاکہ اپنا

مقصد پورا کر سکوں۔۔۔ ان میں سے کسی سے تم میرا رابطہ استوار نہیں کروا گئے۔۔۔ وہ ماتھا مسلتا اسے بریف کر رہا ہے جبکہ امجد سمجھ کر تابعداری سے سرہاں میں ہلا گیا۔۔۔

اپنا پرسنل نمبر رات فلائیٹ سے پہلے میں آف کر کے یہیں پاکستان چھوڑ جاؤں گا۔۔۔ اسے واپس پاکستان آ کر آن کروں گا۔۔۔ یونہی شاید میں اس ٹریپ کو ٹورنے میں کامیاب ہو پاؤں۔۔۔۔۔ بس جانے سے پہلے اس پرسنل نمبر سے ایک پرسنل کال کرنی ہے۔۔۔۔۔ وہ تھک کر سر سیٹ کی پشت سے لگاتا آنکھیں موند گیا۔۔۔ چھم سے ایک معصوم سا چہرہ پورے استحقاق سے آنکھوں کے پردوں پر ابھرا۔۔۔ اف ف یہ ساری خواری اسی چہرے اور اپنی اولاد کے لئے ہی تو تھی۔۔۔۔۔ ورنہ کون تھا جو شامیر خان کو ٹریک پر لے آتا۔۔۔۔۔ اسکا سر بھاری ہو رہا تھا اور وہ ایک پرسکون نیند کا خواہشمند تھا۔۔۔۔۔

زخرف اور ایمان لاؤنج میں بیٹھے تھے جبکہ سامنے میز پر چائے کے ساتھ سنیکس پڑے تھے۔۔۔

ایمان بجھی بجھی سی تھی۔۔۔ جیسے کوئی چیز اندر ہی اندر اسے کھا رہی ہو۔۔۔
کیا تم نے حامد سے بات کی ہمارے رشتے کے حوالے سے۔۔۔ زخرف نے چائے کا
کپ اٹھا کر اسکی چسکی لی۔۔۔ ایمان نے خاموش اداس نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا
۔۔۔ پس منظر میں وہ تمام باتیں چلنے لگیں جو حامد نے اس رشتے کے انکار کے لئے
اسے کہی تھیں۔۔۔

زخرف تم پلیز لکھنا چھوڑ دو۔۔۔ وہ شش و پنج میں مبتلا لب چبا کر رہ منمنائی۔۔۔
وھاٹ۔۔۔ وہ یوں اچھلی جیسے بچھونے ڈنگ مار لیا ہو۔۔۔ ہاتھ میں تھامے کپ سے
چائے تک چھلک پڑی۔۔۔ اسنے تیزی سے کپ واپس میز پر رکھا اور نا سمجھی سے
اسے دیکھنے لگی۔۔۔
میں تم سے پوچھ کیا رہی ہوں اور تم کہہ کیا رہی ہو۔۔۔۔۔

اگر لکھنا نہیں چھوڑ سکتی تو پھر لکھنے کے لئے اپنی تھیم بدل ڈالو۔۔۔ رومینٹک مت
لکھو اسنے چیپ رومینس اور فحاشی کا لفظ حذف کرتی بہت مہذب الفاظ استعمال
کرتے ہنوز اسی پوزیشن میں بیٹھے اپنے ہاتھوں کی لکیروں پر انگلی پھیرتے اداسی سے
کہا۔۔۔

آڑیو کڈنگ ایمان۔۔۔ جانتی ہونا میں کتنی محنت کر رہی ہوں۔۔۔۔ میرا شیڈیول کوئی آسان نہیں۔۔۔ مجھے صبح کالج بھی جانا ہوتا ہے۔۔۔ واپسی پر امی کی مدد بھی کروانی ہوتی ہے۔۔۔ بیچ میں قسط لکھ کر اسکی نوک پلک سنوارانا اور اپلوڈنگ۔۔۔ فیڈ بیک پڑھنا اور اسکا ریپلائے دینا۔۔۔ مجھے اس سارے کام میں رات دو بھی بچ جاتے ہیں۔۔۔ اتنی محنت کے بعد مجھے ایک مقام ملنے لگا ہے کہ میری فالوئنگ جو ایک سال میں پچیس ہزار ہوئی تھی وہ محض چند ماہ میں پچیس ہزار سے ساٹھ ہزار ہو گئی ہے۔۔۔ اپنی محنت سے آج میں اس قابل ہوئی ہوں کہ لوگ مجھے پہچاننے لگے ہیں۔۔۔ یہ میری اتنی محنت کا نتیجہ ہے کہ میں اب فنانشلی خود مختار ہو رہی ہوں ایسے میں تم کہہ رہی ہو کہ لکھنا چھوڑ دوں۔۔۔ سٹریٹج۔۔۔ وہ تلخی سے کہتی استہزائیہ ہسی۔۔۔

لکھنا نہیں چھوڑ سکتی یار۔۔۔ اب تو یہ میری ایک عادت بنتی جا رہی ہے۔۔۔ کے جیسے ہم دن میں تین دفعہ کھانا کھاتے ہیں ویسے ہی مجھے روزانہ کی بنیاد پر ناول کی قسط اپلوڈ کرنی ہے اسنے شانے اچکائے۔۔۔ ایمان اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

دیکھو زخرف میں مانتی ہوں کے تم محنت کر رہی ہو۔۔۔ میں تمہاری محنت کی قائل ہوں اور تمہاری کامیابی سے بہت خوش ہوں۔۔۔ تم فنا نشلی خود مختار ہو رہی ہو یہ بہت اچھی بات ہے۔۔۔ ہر لڑکی کو فنا نشلی خود مختار ہونا چاہیے۔۔۔ ہر لڑکی کے ہاتھ میں کوئی ایسا ہنر لازمی ہونا چاہیے جسے بروقت ضرورت وہ بروئے کار لاتی اپنے قدموں پر کھڑی ہو سکے۔۔۔

لیکن ہمیں ایک پل کے لیے رک کر سوچنا تو چاہیے نا کے کہیں ہم غلط ڈائریکشن میں تو محنت نہیں کر رہے۔۔۔ کہیں ہمارا ٹریک تو غلط نہیں۔۔۔ وہ شعوری کوشش سے وہ الفاظ استعمال کر رہی تھی جس سے زخرف کی دل آزاری نا ہو۔۔۔۔۔ تم کہنا کیا چاہتی ہو۔۔۔ وہ ماتھے پر شکنوں کا جال لئے اسے دیکھ رہی تھی جو بڑی خوبصورتی سے گفتگو کا رخ ہی چلیج کر چکی تھی۔۔۔

میرے کہنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ تم جو رومینس لکھ رہی ہو۔۔۔ مطلب اسے پڑھنے والے پندرہ سال کے نا سمجھ بچے بھی ہیں۔۔۔ اور یہ مواد انکے کچے ذہنوں پر غلط اثر ڈال سکتا ہے زخرف اور یہ چیز ہمارے لئے لمحہ فکر یہ ہے کہ ہماری وجہ سے۔۔۔

آج کے فاسٹ دور میں کم عقل کوئی بھی نہیں۔۔۔ چاہے وہ پھر پنہار سال کی بچی
ہے یا تیرہ سال کی۔۔۔ آج کل بچوں کو ہر چیز کی سمجھ ہے ہر چیز کے بارے میں
آگاہ ہیں وہ۔۔۔ ان سے کچھ مخفی نہیں۔۔۔۔۔ باشعور ہیں وہ۔۔۔ انہیں سب پتہ
ہے۔۔۔ اور وہ سب اپنی مرضی سے پڑھتے ہیں۔۔۔ جنہیں میرے لکھنے سے مسئلہ
ہے وہ مت پڑھے۔۔۔ میرے بیچ اور چینل سے دور رہے۔۔۔۔۔ سمپل۔۔۔
زخرف کے اتنی آسانی سے بات ہی ختم کر دینے پر وہ کتنے ہی پل گم صم سی اسے
دیکھتی رہ گی۔۔۔

جس بات نے اسے رات سے بے چین کر رکھا تھا وہ کتنے آسانی سے اسے ہوا میں
اڑا چکی تھی۔۔۔

کیسے بات ختم زخرف۔۔۔ وہ بچے نا سمجھ ہیں۔۔۔ اس لئے اس کانٹینٹ کو کنزیوم کرتے ہیں جس میں اٹریکشن محسوس کرتے ہیں۔۔۔ اور یہ چیز تو سائنس بھی ثابت کر چکی ہے کہ ٹین ایتج میں بدلتے ہارمونز کے باعث ٹین ایجرز ایسی چیزوں میں

اٹرکیشن محسوس کرتے اس جانب مائل ہو جاتے ہیں۔۔۔ اسی لئے تو ٹین اٹیج کو زندگی کا سب سے حساس حصہ کہا گیا ہے جہاں پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ جہاں قدم لڑکھڑائے وہیں وہ ایک گڑھے میں گر جائیں گے۔۔۔ یاریہ ہماری یوتھ ہے۔۔۔ ہماری قوم ہے۔۔۔ ہمارا فرض ہے کہ۔۔۔ اوہ پلیز ایمان۔۔۔ کیا میں تنہا ہوں جو یہ رومینٹک ناولز لکھ رہی ہوں۔۔۔ جاو جا کر ایف بی اور یوٹیوب چینل سرچ کرو۔۔۔ میرا لکھا تو کچھ بھی نہیں۔۔۔ اسٹریز نے اسقدر بولڈ اور اوپن رومینٹک لکھ ڈالا ہے کہ حد نہیں۔۔۔ اور دیکھو وہاں کتنی بھیر ہے۔۔۔ پڑھنے والے سراہنے والے موجود ہیں تو ہم لکھ رہے ہیں نا۔۔۔ نا پڑھیں لوگ ہمیں۔۔۔ ہم نہیں لکھیں گے۔۔۔ وہ ایمان کے انداز سے تلخ ہوا اٹھی تھی۔۔۔ ایمان کو اسکے سامنے ان لفظوں کا فقدان محسوس ہونے لگا جن سے وہ اسے قائل کر سکتی تھی۔۔۔

اسے بے ساختہ وہ آیت یاد آئی۔۔۔

کے آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں۔۔۔

زخرف اگر ہر کوئی ٹرینڈ کو فالو کرتے ایک ان دیکھی بھیڑ میں اندھا دھند بھاگ رہا ہے تو کیا ضروری ہے اسی بھیڑ کی اندھی تقلید کی جائے۔۔۔۔۔ بھیڑ کا حصہ تو سبھی بن جاتے ہیں۔۔۔ اس میں کیا خاص بات ہے۔۔۔ خاص بات تو ہے تنہا حق کا سفر طے کیا جائے۔۔۔ اور حق کا سفر ہر کوئی نہیں طے کر سکتا۔۔۔ یہ محض انہی گنے چنے لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جو چن لئے جاتے ہیں۔۔۔۔۔ بے ہودہ ٹرینڈ کو فالو کرنے کی بجائے ہم آج ایک نئے ٹرینڈ کی بنیاد کیوں نہیں رکھ سکتے۔۔۔۔۔

لوگ اس فحش کانٹینٹ کو اس لئے کنزیوم کر رہے ہیں کیونکہ ایف بی رائٹرز نے سستی فیم کے لئے اسے ایزی تو ایکس بنایا ہے۔۔۔ ہم گھٹیا مواد فراہم کرتے ہیں تو وہ پڑھتے ہیں نا۔۔۔

اگر انہیں وہ گھٹیا مواد نا ملے تو وہ کیسے پڑھیں گے۔۔۔

اور تم یہ وعظ مجھے اس لئے دے رہی ہو کیونکہ اس معاشرے میں فحش اور گھٹیا مواد صرف میں ہی پھیلا رہی ہوں ہے نا۔۔۔ بھڑک کر کہتے زخرف کی آواز بلند ہونے لگی۔۔۔ لفظ فحش اور گھٹیا مواد اس کے خون میں ابال اٹھا رہا تھا۔۔۔

اور جو میں یہ نالکھوں تو تمہارا معاشرہ لفظ تمہارے پر زور دیا گیا اور تمہاری یو تھ
بالکل صاف ستھری ہو جائے گی گند سے پاک رائٹ۔۔۔۔

وہ طنزیہ گویا ہوئی۔۔

ایمان تحمل سے اسے دیکھتی رہی۔۔۔

نہیں سارا معاشرہ صاف نہیں ہو جائے گا۔۔۔ اگر تم اپنی تھیم بدل کر پاز میوٹی پر
لکھنے لگو تو اتنے سارے فحش اور گھٹیا مواد کے درمیاں ایک اسپیکٹ ضرور پیدا
ہو گا۔۔۔ جہاں فحش مواد کی بہتات ہو گی وہاں لوگوں کو صاف ستھرا معیاری مواد
بھی دکھے گا۔۔۔ پھر چوائس سبکی اپنی اپنی جو اسے پڑھنا چاہیے۔۔۔۔
کم از کم روز محشر تم اپنے رب کے سامنے یہ تو کہہ سکو گی کہ تم نے بساط بھر جہاد
بالقلم کرنے کی کوشش کی۔۔۔

داد ادینی پڑے گی تمہاری۔۔۔ واو۔۔۔ یار یو آر گریٹ۔۔۔

وہ طنزیہ ستائشی انداز میں تالی بجاتی تمسخرانہ بولی۔۔۔

ویسے یہ خناس آ کہاں سے رہا ہے تمہارے دماغ میں۔۔۔ نو سو چوہے کھا کر بلی جج کو
چلی۔۔۔ ابھی تک تو تم میرے ناولز بڑے چسکے لے کر پڑھتی تھی۔۔۔ اب یکدم

سے پاک بی بی بن گئی۔۔۔ اسقدر طنزیہ تیروں پر ایمان کرب سے آنکھیں میچ گئی۔۔

ہدایت جب نصیب ہو قبول کر لینی چاہیے نا۔۔۔ اور نو سو چوہے کھا کر بلی جج کو ہی جائے گی۔۔۔ کیونکہ ہماری جائے پناہ ہی اس ذات کے پاس ہے۔۔۔ تو اس میں طعنہ کیسا پ۔۔۔ پتہ نہیں کیسے ایمان اسقدر تحمل کا مظاہرہ کر پار ہی تھی۔۔۔ پلیز زخرف تم میری باتوں کا غلط مطلب مت لو۔۔۔ ان سب چیزوں سے لوگ ٹرگر ہو کر کن غلط راہوں کے مسافر بن رہے ہیں تمہیں اندازہ ہی نہیں۔۔۔ اور انکی۔۔۔

تم نے پوری دنیا کا تھیکہ لے رکھا ہے کیا۔۔۔ کم عمر بچے کم عمر بچے۔۔۔ ارے انکے ماں باپ ہیں انہیں دیکھنے کے لگی۔۔۔ تم سب کی ماں کیوں بن رہی ہو۔۔۔ وہ غصے سے چٹختی اٹھ کھڑی ہوئی کے ایمان حق دق سی اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔ اور تمہاری باتوں کا تو بہت اچھے سے مطلب سمجھ چکی ہوں میں۔۔۔ جل رہی ہو تم میری کامیابی سے۔۔۔ کے تمہاری جیسی عام سی لڑکی اسقدر مقبول کیسے ہو رہی ہے۔۔۔ کیسے لوگ اسے جاننے لگے ہیں۔۔۔

مائے گاڈ۔۔ ایمان سر تھام کر رہ گئی۔۔۔

ٹھیک ہے میں گھٹیا میرا کانٹینٹ گھٹیا۔۔ مجھے پڑھنے والے ہم سے بھی گھٹیا۔۔۔ تم تو پاکباز ہونا۔۔۔ تو جو تنہا راستہ تم مجھے چننے کو بول رہی ہو وہ خود کیوں نہیں چن لیتی۔۔۔ زخرف کی نگاہوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔۔۔ ہاتھ تو تمہارے پاس بھی ہیں اور ساتھ میں دماغ بھی۔۔۔ تو لکھو جو لکھنا چاہتی ہو۔۔۔ کس نے روکا ہے۔۔۔

کرو کریٹ اپیکٹ اس معاشرے پر۔۔۔ میں بھی تو دیکھوں زرا تمہیں اور تمہارے اپیکٹ کو۔۔۔ اور جب تم اپیکٹ کریٹ کر لو تب شاید میری فالونگ مجھے چھوڑ کر تمہارا یونیٹیفیقیشن اور معیاری کانٹینٹ کنزیوم کرنے آجائے۔۔۔ تب تک جان چھوڑو میری۔۔۔ وہ زوردار انداز میں اسکے سامنے ہاتھ جو رٹی انتہائی حقارت سے کہتی واپس پلٹ گی جبکہ ایمان جہاں کی تہاں رہ گئی۔۔۔

اسکی آنکھوں سے سیل رواں جاری تھا اور کانوں میں محض ایک ہی آواز گھونج رہی تھی۔۔۔

نصیحت سب کے لئے ایک سی نہیں ہوتی۔۔۔

جب یہ ہی آگ کچھ سالوں بعد گھوم پھر کر آکر اپنے ہی گھر کو لگے گی۔۔۔ جب اس آگ نے اپنے ہی دامن جلائے ناکلجے پر ہاتھ تب پڑے گا۔۔۔ ابھی غلط راہ اختیار کرنے والی دوسروں کی بچیاں ہیں اور بدلے میں ڈالر زل رہے ہیں کل جب غلط راہ اختیار کرنے والی اپنی بچی ہوئی نادل تب دہلیں گے۔۔۔ اس کے کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے

ابھی ابھی ماں اور بھابھی اس کے پاس سے ہو کر گئے تھے۔۔۔ نوریں کھانے کے برتن سمیٹ رہی تھی جبکہ ایمان ایل سی ڈی پر کوئی ٹاک شو دیکھ رہی تھی۔۔۔ برتن دھو کر نورین جانے والی تھی کیونکہ ماں اور بھابھی کے آجانے کے باعث اسے دیر تک رکنپڑا اور نہ وہ مغرب کے بعد چلی جاتی تھی۔۔۔ دفعتاً ایمان کا فون بج اٹھا۔۔۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر میز سے فون اٹھایا اور فون پر جگمگاتے نمبر کو دیکھ وہ یکدم الرٹ ہو اٹھی۔۔۔

ہاتھ بڑھا کر اسنے ریمورٹ سے ایل سی ڈی بند کی اور نورین کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

نورین یہ سب میں سمیٹ لوں گی۔۔۔ رات زیادہ ہو رہی ہے تم جاو۔۔۔
نورین کے سب وہیں چھوڑ کر نکلتے ہی وہ اپارٹمنٹ کا دروازہ بند کر کے فون اٹھاتی
کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔
اسلام علیکم۔۔۔

فون اٹھاتے ہی اسنے سلامتی بھیجی۔۔۔۔
وہاں سے میلوں دور اپنے کمرے کے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا نک سک سے
تیار خود پر رفیوم سپرے کرتے شامیر کو اس آواز کو سن کر نجانے کیسا سکون محسوس
ہوا تھا۔۔۔

وہ دلکشی سے مسکرا دیا۔۔۔

کیسی ہو۔۔۔ سلام کا جواب دیتا وہ ڈریسنگ کے سامنے سے ہٹا بیڈ کی جانب
بڑھا۔۔۔۔

شکر الحمد للہ آپ سنائیں۔۔۔ وہ کمرے کی لائٹ اور سپلٹ آن کرتی آکر بیڈ پر بیٹھی۔۔۔

مجھے مس کیا۔۔۔ پچھلی دفعہ کی گفتگو یاد کرتے شامیر شریر ہوا۔۔۔ غالباً اسکا موڈ کافی فریش تھا۔۔۔

جواب آپکو پسند نہیں آئے گا خان اس لئے رہنے دیں۔۔۔ وہ بیڈ کراون سے ٹیک لگاتی کشن اپنی گود میں رکھ گئی۔۔۔

خان نے بامشکل اپنی ہسی ضبط کی۔۔۔ تم سب کے ساتھ ہی اتنی سٹریٹ فارورڈ اور خطرناک حد تک سچ بولتی ہو یا یہ کوالٹی محض میرے لئے ہے۔۔۔ وہ خط اٹھاتا اسی کی باتیں اسے لٹا رہا تھا۔۔۔ محض آپکے لئے ہے۔۔۔ دوبدو جواب آیا۔۔۔

خان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔ اچھا مجھ سے نہیں پوچھو گی کے میں نے تمہیں مس کیا یا نہیں۔۔۔ وہ اس کے لئے دیئے انداز پر گویا اسے کھل کر بات کرنے پر اکسارہا تھا۔۔۔

نہیں۔۔۔ ٹکراؤ جو جواب آیا۔۔۔

کیوں۔۔۔ اسنی ستانسی آبر و اچکائی۔۔۔

کیونکہ پھر آپکا جواب مجھے پسند نہیں آئے گا۔۔۔ لحاظ اخلاقیات کا تقاضا ہے کے
بھرم قائم رہنے دیا جائے۔۔۔

یار تم مجھے شک پر شک دے رہی ہو۔۔۔ وہ واقعی حیرت زدہ تھا۔۔۔ وہ اسکی
طرف سے وہی بے تابی اور شکوے شکایات کی توقع رکھتا تھا کیونکہ وہ اسے بہت دیر
بعد فون کر رہا تھا لیکن دوسری طرف کا ٹھنڈا رسپانس اسے کچھ ہضم نہیں ہو رہا
تھا۔۔۔

بس آپ ہی کی صحبت کا اثر ہے۔۔۔ اسنے گہری سانس خارج کی۔۔۔
ڈاکٹر کے پاس گئی تھی چیک آپ کے لئے۔۔۔ وہ کلائی میں پہنی رسٹ و اچ کی
جانب دیکھتا میں بات کی طرف آیا۔۔۔ اسکی فلائٹ میں کچھ ہی دیر باقی تھی۔۔۔
جی۔۔۔ اسنے تین ہفتے بعد کی ڈیلیوری ڈیٹ دی ہے۔۔۔ لیکن امی کہہ رہی تھیں کے
اللہ کے کاموں کا کچھ پتہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ اس مہینے میں ڈیلیوری کبھی بھی متوقع ہو
سکتی ہے۔۔۔ وہ قمیض کے پرنٹ پر انگلی پھیرتی اسے تفصیل سے آگاہ کرنے لگی۔۔۔
تین ہفتے۔۔۔ شامیر نے گویا زیر لب دہرایا۔۔۔ تب تک میں واپس آ جاؤں گا۔۔۔

آپ کہیں جارہے ہیں۔۔۔ اسے کان فوراً کھڑے ہوئے۔۔۔
ہاں پراجیکٹ کے سلسلے میں دبی جا رہا ہوں۔۔۔ میں انشا اللہ تین ہفتوں سے پہلے
لوٹ آؤں گا۔۔۔ دبی میں میرا یہ نمبر آف رہے گا۔۔۔ میں تمہیں اپنا آفیشل نمبر
سینڈ کر رہا ہوں۔۔۔ اگر کچھ بہت ضروری بات ہو تو تم مجھ سے رابطہ کر سکتی
ہو۔۔۔

شامیر کی بات پر وہ جہاں ی تہاں رہ گی۔۔۔ ایک دم ساکت سی۔۔۔
مطلب گلکشیر پگھل رہا تھا۔۔۔ اسکی دعائیں قبولیت کا شرف پار ہی تھیں۔۔۔ یہ وہی
شخص تھا جو اسے سختی سے منع کر کے گیا تھا کہ وہ اسے پیچھے سے پکار نہیں سکتی۔۔۔
اب یہ شخص خود اسے اپنے آفیشل نمبر فراہم کر کے اسے رابطہ کرنے کی اجازت
دے رہا تھا۔۔۔ اسکی آنکھیں سرعت سے نم ہونے لگیں۔۔۔ اللہ پر توکل مزید
مضبوط ہوا۔۔۔ اگر بات یہاں تک پہنچ گئی تھی تو انشا اللہ وہ دن دور نہیں جب اسکی
ساری دعائیں رنگ لے آئیں۔۔۔

کوشیش کروں گا کہ جلد کام نبٹا کر میں جلد واپس آ جاؤں۔۔۔ باقی تم دعا کرنا کہ
اللہ مجھے میرے مقصد میں کامیاب کرے اور میری زندگی کا پہلا پڑا جیکٹ سپر

کامیاب رہے۔۔۔ کیونکہ بقول تمہارے اللہ تمہاری ساری دعائیں قبول کرتا ہے۔۔۔

اللہ سب کی دعائیں قبول کرتا ہے خان اور آپ تو میری دن رات کی دعاؤں کا محور ہیں۔۔۔ باقی کہتے ہیں جس دل کو تکلیف ہو وہ خود اپنے لئے دعا کرے تو اسکی تڑپ سب سے زیادہ ہوتی ہے۔۔۔ اور دعا جتنے توکل شدت اور تڑپ سے مانگی جائے اتنی جلدی قبول ہوتی ہے۔۔۔

اسکی باتیں سن کر شامیر خان کی پلوں کے لئے خاموش رہ گیا۔۔۔

پھر گھر اسانس خارج کرتا بستر سے اٹھا۔۔۔ ٹھیک ہے ایمان۔۔۔ اپنا خیال رکھنا میری فلائٹ کا وقت ہو رہا ہے۔۔۔ وہ الوداعی کلمات کہہ کر فون بند کر چکا تھا۔۔۔ اس بندی سے رابطہ کم کم رکھنے کی سب سے بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ یہ لڑکی مقناطیسی صلاحیتوں کی مالکن تھی وہ جب جب اس سے بات کرتا وہ اسے کسی کشش کی مانند اپنی جانب کھینچتی تھی یوں کہ شامیر خان بے بس ہونے لگتا اور یہ قطعاً اچھے سائز نہ تھے۔۔۔

ایمان بالکنی میں موجود چئیر پر ڈھیلے سے انداز میں بیٹھی پاؤں دوسری چئیر پر رکھے ہوئے تھی۔۔۔ اتنے دنوں کی پر زور گرمی کے بعد آج موسم خاصا خوشگوار تھا۔۔۔ تبھی وہ ڈھیلے سے لان کے پرنٹڈ سوٹ میں ملبوس دھلے دھلائے چہرے کیساتھ وہاں ٹھنڈی ہوا میں آبیٹھی تھی۔۔۔ شہد رنگ بالوں کی چوٹی کمر پر جھول رہی تھی۔۔۔ فضا میں سو جھی اور بیسن کے حلوے کی مخصوص خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ آج ماں اسکی فرمائش پر اسکے لئے سو جھی اور بیسن کا حلوہ بنا رہی تھیں۔۔۔ وہ دن بادن یونہی ماں سے بے موقع فرمائش کر دیتی اور وہ بھی بنانا تھے پر شکن لائے فوراً مسکرا کر اسکی فرمائش پوری کرنے اٹھ کھڑی ہوتیں۔۔۔ اسکی ڈیلیوری کے آخری ایام چل رہے تھے تبھی ماں حفظ ما تقدم کے طور پر اسکے پاس ہی رہ رہی تھیں۔۔۔ ماں کے آجانے سے اسے بھی بہت ڈھارس ہوئی تھی کے جب بھی کبھی طبیعت خراب ہوتی تو ماں قریب ہوتیں یا رات کو نیند نا آتی تو وہ آدھی رات تک ماں سے باتیں کرتی رہتی۔۔۔

دفعۃً ماں بادل اور پستے سے سجا حلوے کا بادل اور پلیٹیں لئے وہیں اسکے پاس آ گئیں۔۔۔

واہ ماں خوشبو تو بہت پیاری آرہی ہے۔۔۔ وہ فوراً سیدھی ہو بیٹھی اور ماں کے ہاتھ سے برتنوں والی ڈش تھام کر چھوٹی گول میز پر رکھی۔۔۔

لگتا ہے بارش آنے والی ہے۔۔۔ ماں کرسی سمجھالتیں باہر موسم کے تیور دیکھ رہی تھیں۔۔۔ بے ساختہ ایمان کے ہوں توں پر ایک مسکراہٹ ابھری۔۔۔

اسے اپنے گھر کی بارش یاد آئی۔۔۔ وہاں بارش آنا بھی ایک محاز تھا۔۔۔ کھلے سے صحن میں بھاگ بھاگ کر صحن میں پڑی تمام اشیاء کو اٹھانا پڑتا اور بارش ختم ہونے پر سب واپس انکی جگہوں پر رکھنا پڑتا۔۔۔ وہاں بارش آنے پر بھی وہ جھنجھلا جایا کرتی تھی۔۔۔

انم۔۔۔ بہت مزے کا بنا ہے ماں۔۔۔ وہ پہلا چچ منہ میں ڈالتے ہی بے ساختہ تعریف کرا اٹھی۔۔۔ ماں نرمی سے مسکرا دیں۔۔۔

ماں آپ سے ایک بات پوچھوں۔۔۔ باہر ہواؤں کی شدت میں اضافہ ہونے لگا تھا۔۔۔ اسکا آنچل بار بار ہوا کے سنگ اڑ رہا تھا۔۔۔

ہمم پوچھو۔۔۔

بھائی کہتے ہیں کہ نصیحت سب کے لئے ایک جیسی نہیں ہوتی۔۔۔ وہ بول کر رکی جیسے درست الفاظ کا چناؤ کر رہی تھی۔۔۔

سو فیصد درست کہتا ہے۔۔۔ نصیحت محض عقل والوں کے لئے ہوتی ہے۔۔۔

تو اگر کوئی آپکا عزیز غلط راستے پر چل رہا ہو اور سمجھانے پر بجائے سمجھنے کے بھڑک اٹھے آپکو اپنا دشمن سمجھنے لگے تو پھر ایسے میں کیا کرنا چاہیے۔۔۔ اسے کیسے سمجھایا جا سکتا ہے۔۔۔ بلاخبر وہ اپنی پریشانی ماں سے شیر کر ہی گئی۔۔۔

ایسے شخص کو سمجھایا نہیں جاسکتا۔۔۔ اسے اس کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے۔۔۔ باہر اب تیز ہواؤں کے بعد ہلکی ہلکی رم جھم شروع ہو گئی تھی۔۔۔

جیسے ایک گوالا تھانا وہ دودھ میں پانی ملا کر بیچتا تھا۔۔۔ کچھ عرصے بعد اسکی بھینس مر گئی تو اسنے خدا سے توبہ کر لی کے میں ایک غلط کام کر رہا تھا دودھ میں پانی ملا کر بیچتا تھا تبھی میری گائے مر گئی۔۔۔ اے اللہ تو مجھے معاف کر دے میں دوبارہ ایسا

غلط کام نہیں کروں گا اور رزق حلاق کماؤں گا۔۔۔

جب دوسرے گوالے کو اسکی کہانی پتہ چلی تو وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔۔۔ کے ارے

بے وقوف تم تو بہت جلد ہار مان گئے۔۔۔ تمہاری جگہ میں ہوتا تو کہتا۔۔۔ میری

ایک بھینس مری ہے اب مجھے اس بھینس کا نقصان بھی اسی دودھ میں پانی ڈال کر پورا کرنا ہے۔۔۔

ایمان گم صم سی رہ گئی۔۔۔

سارا فرق ہی سوچ کا ہوتا ہے بیٹا۔۔۔ کچھ لوگ غلطی پر جلد سمجھل جاتے ہیں یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جنکے دل نرم اور ضمیر زندہ ہوتے ہیں۔۔۔

کچھ لوگ گرنے پر بھی نہیں سمجھتے۔۔۔ ایسے لوگوں کو پھر حالات اور وقت اپنے انداز میں سب سمجھاتے ہیں۔۔۔ اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اللہ غافلوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے اور آنکھوں اور کانوں کے گرد پردے گرادیتا ہے۔۔۔ پھر ناوہ کچھ دیکھ پاتے ہیں اور ناسن پاتے ہیں۔۔۔ اور پوری زندگی گمراہی میں گزار دیتے ہیں۔۔۔

دل کا نرم ہونا بھی اللہ کی ایک نعمت ہے۔۔۔ اور غلطیوں پر پشیمان ہونا بھی۔۔۔ جب غلطی کا احساس ہوا اپنے رب کے سامنے جھک جاو۔۔۔ اور انسان خود سے تو جھوٹ بول سکتا ہے مگر اپنے رب کے سامنے نہیں۔۔۔ کیونکہ وہ تو پہلے ہی ہر بات سے آگاہ ہے۔۔۔ وہاں اپنی غلطیوں اور گناہوں کی جسٹیفیکیشن دینے کی بجائے

انہیں کھلے دل سے قبول کرتے انکی معافی مانگنی ہے۔۔۔ اور دن رات اللہ سے
ہدایت طلب کرنی ہے۔۔۔ کیونکہ اللہ ہر چیز بن مانگے عطا کر سکتا ہے مگر ہدایت وہ
واحد چیز ہے جو وہ بن مانگے عطا نہیں کرتا۔۔۔ ہدایت یافتہ ہونے کے لئے اللہ سے
ہدایت مانگنی پڑتی ہے۔۔۔ سراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت اور توفیق۔۔۔ اس لئے
اگر دل مردہ بھی ہو جائے اور کچھ اور نا بھی کر سکو تو اٹھتے بیٹھے چلتے پھرتے اللہ سے
ہدایت کی دعا مانگتے رہنا چاہیے۔۔۔

ایمان گم صم سی ماں کو سن رہی تھی جب اسکی پلیٹ خالی ہونے پر ماں نے اس میں
مزید حلو اڈالا۔۔۔

دفعۃً اور بیل بجی اور نورین کے دروازہ کھولنے پر انہیں قدموں کی چاپ اپنے
جانب بڑھتی سنائی دی۔۔۔

اسلام علیکم کچھ دیر بعد حامد سلام کرتا وہیں آگیا تو دونوں اسے دیکھ کر کھل
اٹھیں۔۔۔ وہ گویا آفس سے سیدھا وہیں آیا تھا۔۔۔

ارے واہ۔۔۔ یہاں تو حلو اکھایا جا رہا ہے۔۔۔ مطلب موسم خوب خوب انجوائے ہو رہا ہے۔۔۔ وہ آفس کی فارمل پینٹ اور شرٹ میں ملبوس تھا البتہ تائی ڈھیلی کی گئی تھی۔۔۔ اور شرٹ پر ہلکی کن من کے اثرات تھے۔۔۔۔۔
آپ بھی کھائیں نا بھائی۔۔۔۔۔ ایمان نے اس کے لئے حلو اڈالا۔۔۔۔۔
ویسے کیا باتیں چل رہی تھیں میرے آنے سے پہلے۔۔۔ ہم حلو امزے کا ہے۔۔۔ یقیناً ماں نے بنایا ہے۔۔۔ اس نے پہلا چمچ منہ میں ڈالا اور بے ساختہ بول اٹھا۔۔۔

ماں مسکرا دیں۔۔۔ کیا باتیں چل سکتی ہیں۔۔۔ اب تو بس ایک ہی فکر ہے کے تمہاری کسی اچھی جگہ شادی کر دوں۔۔۔۔۔ رشتے والی کو بولا ہے کے کوئی اچھا رشتہ دکھائے۔۔۔۔۔ اسے دیکھتے ہی ماں کو سب سے اہم موضوع یاد آ گیا جسکی آج کل انہیں سب سے زیادہ فکر تھی۔۔۔

ویسے اگر آپ برانا منائیں تو ایک رشتہ ہے میری نظر میں۔۔۔ حلو اکھاتے اسنے زرا توقف لیا۔۔۔

بھائیسیسی۔۔۔ آپ تو بہت چھپے رستم نکلے۔۔۔ ایمان حیرت سے گنگ منہ کھولے
سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے ایمان۔۔۔ لڑکی میرے آفس میں انٹرنشپ پر آئی
ہے۔۔۔ اچھی باکردار لڑکی ہے باقی آپ لوگ انکے گھر جا کر دیکھ لیں۔۔۔ کچھ
سمجھ آیا تو ٹھیک ورنہ جو اللہ کو منظور ہوا۔۔۔

اسنے شانے اچکاتے بات ہی ختم کر ڈالی۔۔۔
آپکو کیسے پتہ بھائی کے وہ اچھی بااخلاق لڑکی ہے ایمان ٹانگ پر ٹانگ جماتی گھٹنے پر
کہنی جمائے ہاتھ کی ہتھیلی تھوڑی تلے رکھے محفوظ ہوتی گویا ہوئی۔۔۔

جیسے اللہ نے عورت کو چھٹی حس عطا کی ہے کہ وہ مرد کی خود پر اٹھتی ہر نگاہ
با آسانی بانپ جاتی ہے کہ وہ کس نیت کا مرد ہے۔۔۔ بالکل ویسے ہی مرد پہلی نگاہ
میں دیکھ کر بتا دیتے ہیں کہ عورت کس کردار کی ہے۔۔۔ لڑکی کی شرم و حیا بات
کرنے اور دیکھنے کا انداز اسکے سارے بھید کھول دیتا ہے۔۔۔ وہ گھٹنوں پر کہنیاں
رکھے ہاتھ باہم پھنسائے آگے کو جھک کر اسکی آنکھوں میں دیکھتا آخر میں زرا سا
مسکرایا۔۔۔

ماں بھائی سے میری ہونے والی بھابھی کا ایڈریس لیں۔۔۔ نام پتہ پوچھیں۔۔۔ ہم پہلی فرصت میں وہاں جائیں گے۔۔۔ جو لڑکی میرے بھائی کو پسند آئی ہے بس وہی میری بھابھی بنے گی۔۔۔

وہ ایک دم ایکسائٹڈ ہوتی ماں سے گویا ہوئی۔۔۔ اتنی ایکسائٹمنٹ بھی اچھی نہیں ہوتی ایمان۔۔۔ میں نے محض ایک سنجیشن دی ہے۔۔۔ پتہ نہیں وہ لڑکی کہیں انگلیج ہے یا نہیں۔۔۔ وہ اپنی بات مکمل کر کے اٹھ کھڑا ہوتا اندر آگیا جبکہ ایمان پیچھے تاسف سے سر نفی میں ہلا کر رہ گئی۔۔۔

یکدم ہی بھابھی کی گڑیا کی طبیعت بہت خراب ہو گئی جسکی وجہ سے ماں کو ایمر جنسی جانا پڑ گیا۔۔۔ وہ رات تک واپسی کا کہہ کر گئی تھیں۔۔۔ جبکہ مغرب کے بعد نورین بھی چلی گئی تو وہ نماز کے بعد اپنے کمرے میں آ گئی۔۔۔ طبیعت آج صبح سے ہی بو جھل بو جھل سی تھی۔۔۔ ناجانے کیوں آج اسے خان کی شدت سے یاد آرہی تھی۔۔۔ وہ بیٹھ بیٹھ کر تھک گئی تھی تبھی بستر پر دراز ہوتی کمفرٹر شانوں تک اوڑھ گئی۔۔۔

کچھ دیر بعد یکدم ہی اسکی طبیعت بگڑنے لگی تو وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔۔۔
اے سی کی ختنکی کے باوجود اسے ٹھنڈے پسینے آنے لگے تھے۔۔۔ وہ گہرے گہرے
سانس بھرنے لگی۔۔۔

تکلیف کی شدت بڑھنے لگی تو اسے پہلی مرتبہ تنہائی سے خوف محسوس ہوا۔۔۔ وہ
اس وقت تنہا تھی۔۔۔ ماں رات تک آنے کا بول کر گئی تھیں مگر ابھی تک واپس
نہیں آئی تھیں۔۔۔

بگڑتی طبیعت نے اسکے اوسان خطا کر دیئے۔۔۔
اسنے تکلیف کی شدت کو برداشت کرتے لب بھینچے اور کپکپاتے ہاتھوں سے سائیڈ
ٹیبل سے موبائل اٹھایا۔۔۔ اسکے کپکپاتے ہاتھ تیزی سے خان کا نمبر ڈائل کر رہے
تھے۔۔۔

دوسری جانب بیل جا رہی تھی مگر جواب نہ ارد۔۔۔ بیل بج بج کر فون بند ہو
گیا۔۔۔ ایمان کا دل ڈوبنے لگا۔۔۔ اسنے پہلی مرتبہ خود سے پہلے کرتے خان سے
رابطہ کیا تھا اور پہلی دفعہ ہی ایسا رسپانس۔۔۔

اسنے ہمت ناہارتے دوسری دفعہ کال ملائی مگر پھر سے جواب نہ ارد۔۔۔

بے بسی بھرے آنسو آنکھوں سے چھلک پڑے۔۔۔۔
اسنے واٹس ایپ کھولتے واٹس میسج پر کلک کیا۔۔۔
خان میری طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔ پلیز آپ پہلی فرصت میں میرے پاس آ
جائیں۔۔۔

آئی نیڈیو۔۔۔ اسکی آواز کرب زردہ تھی۔۔۔ میسج سینڈ ہوتے ہی وہاں ایک ٹک
لگا۔۔۔ مطلب وہ اونلائن ہی نا تھا۔۔۔
مزید بگڑتی طبیعت کے پیش نظر وہ بامشکل کپکپاتے ہاتھوں سے ماں کا نمبر ملانے
لگی۔۔۔

Novelistan

ماں حامد بھائی اور سجاد بھائی ہسپتال کے کاریڈور میں بیٹھے شدت سے کسی اچھی خبر
کے منتظر تھے۔۔۔ ایمان کے ماں کو فون کرنے سے پہلے ہی ماں وہاں موجود
تھیں۔۔۔ وہ لمحے کی تاخیر کئے بنا اسے ہسپتال لے آئی تھیں۔۔۔ وہ بہت کم عمر

تھی نیز یہ اسکا پہلا ایکسپیرینس تھا لحاظ اسکے کیس میں بہت سی پیچیدگیاں بتائی گئی تھیں۔۔۔ ماں باہر بیچ پر بیٹھیں مسلسل کسی ناکسی آیت کا ورد کر رہی تھیں۔۔۔ بھابھی کی گڑیا بھی اسی ہسپتال کے چلڈرن وارڈ میں ایڈمٹ تھی۔۔۔ دفعتاً کچھ دیر بعد بچے کے رونے کی باریک سی آواز ابھری تو ماں کے ساتھ ساتھ وہ دونوں بھائی بھی الرٹ ہواٹھے۔۔۔ تبھی نرس ایک ننھا سا روئی کا گالہ لئے انکے پاس آئی۔۔۔ مبارک ہو بیٹا ہوا ہے۔۔۔ ماں کی آنکھیں تو یہ سنتے ہی اشکبار ہو اٹھیں۔۔۔

سجاد بھائی نے آگے بڑھتے اس ننھے وجود کو تھاما۔۔۔ سسٹر میری بیٹی کیسی ہے۔۔۔ ماں کی آواز آبدیدہ تھی۔۔۔ بہتر ہے۔۔۔ کچھ دیر تک انہیں روم میں شفٹ کر دیا جائے گا تب آپ اس سے مل سکتے ہیں۔۔۔ ماں کو کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔ اب وہ فرصت سے نواسے کی جانب متوجہ ہوئیں جو انکی لاڈلی بیٹی کا تخت جگر تھا۔۔۔

نڈھال سی ایمان ہسپتال کے بستر پر تکیوں کے سہارے نیم درز تھی۔۔۔ چہرہ زرد ہو گیا تھا جبکہ ہاتھ پر آئی وی لائن کی مدد سے ڈرپ لگی تھی۔۔۔۔
ماں نے بے بی اسکی گود میں لٹایا تو وہ اس ننھی جان کو سینے سے لگاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

ناجانے وہ کیسے احساسات تھے۔۔۔ زندگی میں پہلی مرتبہ اسکے پاس کچھ ایسا تھا جو صرف اسکا تھا۔۔۔ وہ مسلسل اس ننھے گالے کو پیار کر رہی تھی۔۔۔۔۔ سنو۔۔۔۔۔
تمہارا باپ مجھے بہت کم کم میسر ہے۔۔۔ مگر تم میرے ہو۔۔۔۔۔ تمہیں میں صد سینے سے لگا کر رکھوں گی۔۔۔ ایک پل کے لئے بھی خود سے دور نہیں کروں گی۔۔۔ تم میرے لئے میرے اللہ کی طرف سے ایک تحفہ ہو۔۔۔۔۔ وہ مسلسل اس ننھے گالے کو سینے میں بھینچے ہوئے تھے۔۔۔ آنسو تو اتر سے آنکھوں سے گرتے جا رہے تھے۔۔۔

دفعۃً بے بی نے گھبرا کر زار و قطار رونا شروع کر دیا تو ماں نے آگے بڑھتے بیٹی کو دلا سے دیتے بچے کو اپنی گود میں لیا۔۔۔

میرے خیال سے وہ اس وقت اپنے شوہر کو مس کر رہی ہے۔۔۔ بڑا ہی کوئی غیر
ذمہ دار مرد ہے۔۔۔ بھلا اولاد سے بڑھ کر بھی کوئی کسی کے لئے ہوا ہے۔۔۔ اور
وہ بھی پہلی اولاد۔۔۔ بچ۔۔۔

بھابھی تاسف سے سر ہلاتی اپنی گڑیا کی جانب متوجہ ہوئیں سجاد بھائی انہیں تنبیہ
گھور کر رہ گئے جبکہ ایمان نے کن اکھیوں سے اپنے سر ہانے پڑے موبائل کو دیکھا
جو ہنوز خاموش تھا۔۔۔

خان کا سارا دن ہی بہت مصروف ترین گزرا تھا۔۔۔ دبئی آکر ساری ڈسٹرکشنز خود
سے کاٹ کر اپنی ساری انرجی اور محنت اس ایک پراجیکٹ پر صرف کرتے اسنے
دن رات کا فرق مٹا ڈالا تھا۔۔۔ اس بچ پاکستان میں محض اسنے ایمان سے ہی ایک
دو بار بات کی تھی وہ چند منٹ کے لئے۔۔۔ اسکے علاوہ اسکا کسی سے کوئی رابطہ نا
تھا۔۔۔ بھیا اور بابا سے بھی آفیشل اونلائن میٹنگز میں ہی ڈسکشنز ہو جاتیں۔۔۔۔
وہ اپنا کام تیزی سے وائنڈ آپ کر رہا تھا۔۔۔ اسے کسی بھی طرح تین ہفتوں سے
پہلے پاکستان واپس پہنچنا تھا۔۔۔ یہ ہی وجہ تھی کے کل اسکی سب سے اہم اور آخری

میٹنگ تھی۔۔۔ تین ہفتوں کا کام وہ دو ہفتوں میں ختم کر چکا تھا اور اپنی اس کامیابی پر وہ بے تحاشہ خوش تھا۔۔۔

اپنے اپارٹمنٹ جاتے ہوئے امجد نے اسے اسکا فون تھمایا جو دن بھر اسی کے پاس ہوتا تھا اور وہ محض ضرورت کی کال پر وہ اسے دیتا۔۔۔

آج کا دن بہت مصروفیت بھر اور تھکا دینے والا تھا یہ ہی وجہ تھی کہ وہ اب فریش ہو کر ایک پرسکون اور گہری نیند لینا چاہتا تھا۔۔۔

ابھی وہ اپارٹمنٹ میں داخل نہیں ہوا تھا جب اسکا فون بج اٹھا۔۔۔ کال پاکستان سے اسکے دوستوں کی تھی۔۔۔ وہ جھنجھلا اٹھا۔۔۔ وہ اسکا آفیشل نمبر بھی حاصل کر چکے تھے۔۔۔ فلحال وہ کسی ڈسٹرکشن کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔ اسی لئے اسنے بنا فون اٹھائے فون سائلینٹ پر لگا دیا۔۔۔ وہ بھی شاید ڈھیٹ ابن ڈھیٹ تھے جو کوئی نیا ایڈوینچر پلان بنا رہے تھے جس میں شامیر کو گھسیٹنا لازم تھا۔۔۔ بحر حال وہ فون کی جلتی بجھتی سکرین کو نظر انداز کرتا فریش ہونے چلا گیا۔۔۔ فریش ہو کر آیا تو سکرین ہنوز جل بجھ رہی تھی۔۔۔ وہ گہرا سانس لے کر رہ گیا۔۔۔ اسکے دوست بھی اسی کی طرح ڈھیٹ ثابت ہوئے تھے۔۔۔

لیکن وہ ڈھیٹ ابن ڈھیٹ تھا۔۔ تبھی ساری فون کالز نظر انداز کئے کمرے کی لائٹ آف کر کے بستر پر اوندھے منہ ڈھنے کی صورت لیٹا اور لمحوں میں ہوش و حواس سے غافل ہو گیا یہ جانے بنا کہ ابکی بار آنے والی کال اسکے دوستوں کی نہیں بلکہ اسکی بیوی کی تھی جسنے بہتتہمت ہمت کر کے زندگی میں پہلی مرتبہ اسے خود سے پکارا تھا۔۔۔

دوبارہ شامیر کی آنکھ رات کے کسی پہر پیاس کی شدت سے کھلی۔۔۔ وہ جوتا پاؤں میں اڑستالائٹ جلا کر پانی کی غرض سے کچن کی جانب بڑھا۔۔۔ جب جاتے جاتے اسکی نظر موبائل پر پڑی جسکی سکرین اس وقت بے رونق اور خاموش تھی۔۔۔ وہ جھک کر موبائل بھی ساتھ ہی اٹھالے گیا۔۔۔

کچن میں پہنچنے تک اسنے مسڈ کالز چیک کی۔۔۔ وہاں لاتعداد مس کالز تھی۔۔۔ اسنے گہرا سانس خارج کیا۔۔۔ مگر آخری مسڈ کال پر نظر پڑتے ہی وہ ساکت رہ گیا۔۔۔ کچن کی جانب اٹھتے قدم گویا اپنی جگہ پر فریز ہو گئے۔۔۔ وہ ایمان کی کال تھی۔۔۔

ایمان کی۔۔۔ یقین کرنا محال تھا۔۔۔ ایمان میں بہت سی خوبیاں تھی جو شامیر خان جیسے غیر ذمہ دار کسی کام پر کنسیسٹنٹ نارہنے والے بگڑے رئیس زادے کو کسی مقتطیس کی مانند اپنی جانب کھینچتی تھیں۔۔۔ جو ایک لابی شخص کو ذمہ داری کا مطلب سمجھاتیں اسے رفتہ رفتہ ہی سہی ٹریک پر لا رہی تھیں۔۔۔ جو اسکی من موچی سوچ میں ڈرار ڈال رہی تھیں۔۔۔ اور ان سب خوبیوں میں سب سے نمایاں خوبی تھی اسکا فرماں بردار ہونا۔۔۔

کنزل الایمان کی فرما برداری اسکے دل کو بھاگتی تھی۔۔۔ یوں اور اس انداز میں کے وہ نانا کرنے کے باوجود بھی خود کو بدل رہا تھا۔۔۔ بہت نامحسوس انداز میں مستقبل کی سوچ رکھنے لگا تھا۔۔۔ اسنے جب ایمان سے کہا تھا کہ وہ پلٹ کر اسے آواز نہیں دے سکتی۔۔۔ تو اس بندی نے اسے پلٹ کر دیکھا تک نا تھا۔۔۔ جب اسنے کہا تھا کہ وہ شکوے شکایات کا حق نہیں رکھتی تو وہ اپنے خول میں سمٹ گئی تھی۔۔۔ اور شامیر خان جیسے شخص کی سوچ پر ہمہ وقت سوار رہنے کے پیچھے بھی یہ ہی سب کار فرما تھا۔۔۔ کہ وہ کیوں تھی اتنی فرما بردار۔۔۔ اسکے کہے کو حرف آخر ماننے والی۔۔۔ وہ شاید ایسی ناہوتی تو شامیر خان اسکی جانب اسقدر اٹریکٹ بھی نا

ہوتا۔۔۔ اور غور طلب بات بھی یہ ہی تھی کہ اسکی اسقدر فرما بردار بیوی نے خود سے اس سے رابطہ کیا تھا۔۔۔ اور یہ چھوٹی بات قطعاً تھی۔۔۔ یقیناً کوئی بہت اہم بات تھی جو وہ اس سے رابطہ کر رہی تھی۔۔۔

کچن کی جانب بڑھتے اسنے تیزی سے ایمان کا نمبر ڈائل کر کے فون کان سے لگایا۔۔۔ لیکن اس بار شاید قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔۔۔ دوسری طرف فون بند جا رہا تھا۔۔۔ اسے شدید جھنجھلاہٹ ہوئی۔۔۔ زندگی میں پہلی بار اسنے جانا کے ضرورت پڑنے پر رابطہ بحال ناہو تو کیا احساسات ہوتے ہیں۔۔۔ وہ اب ایمان کی کیفیت سمجھ سکتا تھا۔۔۔ دل بے طرح بے چین ہونے لگا تھا۔۔۔ وہ بس ہر حال میں اس سے رابطہ کرنے کا خواہشمند تھا۔۔۔ جھنجھلاتے ہوئے اسنے واٹس ایپ کھولی۔۔۔ دوسرے ہاتھ سے وہ فریج کھول کر اندر سے پانی کی بوتل نکال رہا تھا۔۔۔

ایمان کے نمبر سے کئی میسجز شو ہوا اٹھے۔۔۔ اسکا دل بے طرح ڈھرکا۔۔۔ یقیناً کوئی غیر معمولی بات تھی۔۔۔ اسنے ہاتھ میں تھامی بوتل کا وٹر ٹاپ پر رکھی اور خود پہلے میسج پر کلک کیا۔۔۔ اسکا سارا جسم کان بن گیا۔۔۔

خان میری طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔ پلیز آپ پہلی فرصت میں میرے پاس آ جائیں۔۔۔

آئی نیڈیو۔۔۔

اس تکلیف زدہ آواز کا کرب وہ اتنی دور سے بھی محسوس کر سکتا تھا۔۔۔ اس کا دل ڈوب کر ابھرا۔۔۔ اگلا میسج خود ہی شروع ہو گیا تھا۔۔۔

میں امی اور بھائی کے ساتھ ہسپتال آگئی ہوں خان۔۔۔ اینڈیس۔۔۔ آئی مس یو آلوٹ۔۔۔ خان کے ہاتھ میں تھا موبائل کپکپا اٹھا۔۔۔ گردن میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔۔

ایک باریک سی آواز کے ساتھ اگلا میسج شروع ہوا۔۔۔ کانگریجو لیشنز خان۔۔۔ آواز میں نقاہت تھی۔۔۔ اللہ نے ہمیں بیٹے کی نعت سے

نوازا ہے۔۔۔ اور وہ بہتت پیارا ہے۔۔۔ آپ سے بھی زیادہ۔۔۔ وہ جیسے بات کرتے مسکرائی تھی۔۔۔ مجھے کچھ دیر تک ڈسچارج مل جائے گا تو ہم گھر چلے جائیں گے۔۔۔

خان کے ہاتھ میں تھا موبائل کپکپاتے ہاتھ سے زمین بوس ہو گیا۔۔۔ ایک آنسو اسکی آنکھ سے ٹوٹ کر پھسلا۔۔۔ وہ گہرے گہرے سانس بھرنے لگا۔۔۔ پھر اسنے آنکھیں زور سے میچتے بالوں میں ہاتھ چلا کر خود کو کمپوز کرنا چاہا۔۔۔ وہ خود ہی اپنے احساسات سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔ پھر یکدم ہوش میں آتے اسنے نیچے سے موبائل اٹھایا اور تیزی سے اس پر نمبر ڈائل کرتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔

ہیلو امجد۔۔۔ ابھی پاکستان جانے کے لئے سب سے پہلی فلائٹ میں میری بکنگ کرواؤ۔۔۔ اسنے کمرے میں آتے ہی وارڈروب کے اوپر سے اپنا ہینڈ کیری کھینچا اور اسے بستر پر رکھتے اسکی زپ زور سے کھولی زرز زرز کی آواز سے ہینڈ کیری کھل گیا۔۔۔

ہاں ہاں۔۔۔ بالکل ابھی۔۔۔ جس بھی ایئر لائن کی مل جائے۔۔۔ وہ تیزی سے وارڈروب کے پٹ کھولے اندر سے اپنے کپڑے نکال کر اس میں رکھ رہا تھا۔۔۔ میٹنگ گئی بھاڑ میں یار۔۔۔ مجھے پاکستان جانا ہے۔۔۔ امجد غالباً آدھی رات کو اٹھنے کے باعث اسکی باتیں سمجھ نہیں پارہا تھا۔۔۔

دیکھو امجد مجھے ابھی پاکستان جانا ہے۔۔۔ پیچھے تم میٹنگ کینسل کر کے چند روز آگے بڑھا دینا۔۔۔ کہہ دینا کہ پیچھے کوئی ایمر جنسی ہو گئی ہے۔۔۔ جانتا ہوں کہ یہ پڑاجیکٹ میرے لئے بہت اہم ہے۔۔۔ لیکن قسم خدا کی میرے بیٹے سے زیادہ اہم نہیں۔۔۔ بیٹے کے نام پر اس کے ہونٹوں پر بڑی دلکش مسکراہٹ ابھری۔۔۔ مجھے اپنے چھوٹے خان کا استقبال کرنے جانا ہے امجد اور دنیا کی اور کوئی چیز اس سے زیادہ اہم نہیں۔۔۔ اس نے پیکنگ مکمل کر کے زپ بند کی۔۔۔ غالباً امجد کو اس کی بات سمجھ آ گئی تھی تبھی سب سمجھ کر رابطہ منقطع کر گیا۔۔۔

ایمان کو رات ہی ہسپتال سے ڈسچارج مل گیا تھا وہ فجر کی اذانوں سے کچھ وقت پہلے ہی گھر واپس آ گئے تھے۔۔۔ ماں دونوں بھائی اور بھابھی بھی خوشی کے اس موقع پر اس کے ساتھ ہی گھر آئے تھے۔۔۔

اس وقت صبح کے دس بج رہے تھے اور ایمان اپنے کمرے میں بستر پر نیم دراز تھی جبکہ وہ ننھی جان ماں کے پاس تھی جسکی طرف سب متوجہ تھے حالانکہ پاؤں پاؤں چلتی سجاد بھائی کی گڑیا سب سے زیادہ ایکساٹڈ تھی۔۔۔

لیکن ایمان کے لئے سہی تفکرات کے درابھی واہوئے تھے۔۔۔ خان سے اسکا رابطہ ابھی تک ناہو سکا تھا۔۔۔ اور جس طرح کالائف سٹائل خان نے اسے دیا تھا اس لائف سٹائل میں اسکے سیونگ اکاونٹ سے ہر ماہ ملنے والی پچاس ہزار کی رقم اونٹ کے منہ میں زیرہ کے مترادف تھی۔۔۔ یہ رقم شادی سے پہلے اسکے لئے ایک بہت بڑا اکاونٹ تھی لیکن اب تو یہ ساری رقم بجلی گیس کے بلوں میں ہی اڑ جاتی۔۔۔ جو اچھی خاصی رقم اسے خان جانے سے پہلے دے کر گیا تھا وہ اسے اب تک استعمال کر چکی تھی۔۔۔ اور حق رکھنے کے باوجود منہ بھر کر دوبارہ اس سے پیسے مانگنے کا مطالبہ وہ نا کر سکی تھی نا مستقبل میں کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔ البتہ اب ہر طرف سے خالی ہاتھ ہو کر وہ اپنے اخراجات پر قابو پانے کے بارے میں سنجیدگی سے سوچ رہی تھی۔۔۔ سچی بات تھی کہ اس وقت وہ پیسے کے نام پر خالی ہو چکی تھی اور اب حقیقت میں پریشان تھی۔۔۔ بات بھائیوں تک پہنچتی تو بھرم جاتا۔۔۔ اسی لئے وہ گم صم سی بیٹھی تھی۔۔۔

ارے ایمان تم نے اپنی بلڈنگ میں میٹھائی نہیں بانٹی۔۔۔ ارے اللہ نے بیٹے جیسی نعمت سے نوازا ہے۔۔۔

بھا بھی اپنی ہی دھن میں بول رہی تھیں جبکہ وہ گم صم سی بیٹھی سن رہی تھی۔۔۔
تم فکرنا کرو انسہ۔۔۔ بچے کے باپ کو آنے دو وہ اسکے سارے چاولاڈ پورے کر لے
گا۔۔۔ ماں اسے دودھ پلانے کے بعد اسکا منہ صاف کر تیں مسکرا کر مصروف
سے انداز میں گویا ہوئیں۔۔۔

وہی تو امی۔۔۔ کہاں ہے اسکا باپ۔۔۔ بھا بھی کو تو گویا موقع مل رہا تھا دل کی
بھراس نکالنے کا۔۔۔ ارے پہلی اولاد ہے اور۔۔۔

دفعۃً ملک کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا اور قدموں کی چاپ کیساتھ ساتھ ہینڈ
کیری گھسیٹنے کی آواز بھی ابھری۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔ گھمبیر بھاری آواز میں کئے جانے والے سلام پر جہاں بھا بھی کی
زبان کو بریک لگا وہیں ایمان کے چہرے کے سوتے کھل اٹھے۔۔۔

وہ سب اسکی جانب متوجہ ہوئے جہاں تھکا ہارا اسامیر خان قدم قدم اسی جانب چلا
آ رہا تھا۔۔۔ حامد اور سجاد نے آگے بڑھتے اس سے گلے مل کر اسے بیٹے کی مبارکباد
دی۔۔۔

ان دونوں سے مل کر وہ ماں کی گود میں تھا مے اس گول گوتھنے وجود کی جانب آیا۔۔۔ ماں نے مسکراتے ہوئے بچہ اسکی گود میں ڈالا۔۔۔ وہ کتنے ہی پل مبہوت سائیک ٹک اس ننھے وجود کو دیکھتا رہا۔۔۔ وہ اس وقت باپ بنا تھا جب ابھی اسکے دونوں بڑے بھائیوں کی شادی کی بات چل رہی تھی۔۔۔ اسنے نم آنکھوں سمیٹ جھک کر اس روئی کے گالے کا بوسہ لیا اور جیب میں ہاتھ ڈالتے کئی پانچ پانچ ہزار کے نوٹ نکال کر بچے کا صدقہ اتار اور پیسے ماں کی جانب بڑھا دیئے۔۔۔ یہ کسی مستحق کو دے دیں۔۔۔ اس ننھے گالے کو گود میں لینے کا احساس ہی انوکھا تھا۔۔۔ بھابھی حیرت سے گنگ آنکھیں لئے ماں کے ہاتھ میں تھا مے ان نوٹوں کو دیکھ رہی تھی جنکا خان نے اپنے بیٹے کا صدقہ ادا کیا تھا۔۔۔ ویسے آپ ابھی تک تھے کہاں بھائی۔۔۔ آپکو نہیں لگتا کہ اس وقت آپکو یہاں ہونا چاہیے تھا۔۔۔ بھابھی کے کہنے پر ایمان کا حلق خشک ہوا اسنے اڑی ہوئی رنگت سمیٹ پہلے بھابھی کو دیکھا پھر شامیر کو۔۔۔

جانتا ہوں بھابھی۔۔۔ مجھے ایمان کے پاس ہی ہونا چاہیے تھا۔ مگر میرے خیال میں ابھی ڈیلیوری میں وقت تھا اسی لئے اپنے سبھی آفیشلی کام نبٹا رہا تھا۔۔۔ اب بھی

ایمان کا میسج موصول ہوا تو سب کام چھوڑ چھاڑ پہلی فلائٹ سے واپس پاکستان آ گیا۔۔۔

کوئی نام سوچا ہے آپ نے اسکا خان۔۔۔ حامد اسے بچے میں مگن دیکھ مسکرایا۔۔۔
ہنسہ۔۔۔ وہ چونک کر متوجہ ہوا پھر مسکرا دیا۔۔۔ سبحان شامیر خان۔۔۔ میرا
شہزادہ۔۔۔ اسکی آواز محبت سے لبریز تھی۔۔۔ کیوں ایمان۔۔۔ نام پیارا ہے نا۔۔۔
یا تم نے کچھ اور سوچا ہے۔۔۔ شامیر کے یوں سب کے سامنے اسکی رائے مانگنے پر
وہ دل سے مسکرا دی۔۔۔ بہت پیارا نام ہے خان۔۔۔ آپکی چوائس خراب ہو ہی
نہیں سکتی۔۔۔۔

سبحان رونے لگا تو ماں نے اسے شامیر کی گود سے لے لیا۔۔۔ واقعی سبحان شامیر
خان کا باپ آگیا تھا اور اس بات کا اندازہ پوری اپارٹمنٹ بلڈنگ کو ہو گیا تھا۔۔۔
اسنے ناصر ف پوری بلڈنگ میں میٹھائی بٹوائی بلکہ دعوت عام کا انتظام کرتے تمام
غریبا کو کھانا کھلانے کیساتھ ساتھ کپڑے بھی دئے گئے۔۔۔ جہاں باقی سب بہت
خوش تھے وہیں بھابھی اس فیاض دلی کو بس دیکھتی رہ گئی۔۔۔ اتنا خرچہ وہ بھی ایک
چھوٹے سے بچے کے لئے۔۔۔

شامیر خان سارے انتظامات دیکھ کر اپنے زیر نگرانی سب غریبوں کو کھانا کھلا کر ان میں کپڑے بانٹ کر واپس اپارٹمنٹ آیا۔۔۔ اس سب میں اسے خاصی دیر ہو گئی تھی۔۔ وہ اس وقت سفید کلف لگے کرتا شلوار میں ملبوس تھا جس میں اسکی دراز قد و قامت مزید نمایاں ہو رہی تھی۔۔۔ صبح کی نسبت وہ اب فریش اور نکھر انکھرا سا تھا۔۔۔ چہرے پر ایک مستقل مسکراہٹ گویا چسپاں ہو گئی تھی جو اسکی وجاہت میں مزید اضافہ کر رہی تھی۔۔۔ کچھ وقت کے بعد سب لوگ واپس چلے گئے۔۔۔ محض ماں ہی تھیں جو نورین کے ساتھ کچن میں ایمان کے پرہیزی کھانے کے ساتھ ساتھ شامیر کے لئے کھانے پر اہتمام کروا رہی تھیں۔۔۔

سب کے جانے کے بعد وہ فرصت سے قدم قدم چلتا کمرے میں آیا۔۔۔ جہاں ایماں بستر پر تکیوں کے سہارے بیٹھی تھی۔۔۔ گود میں ننھا سبجان تھا جو سوچکا تھا۔۔۔ ایمان نے اسے فیڈ کروانے کے بعد اسکا منہ صاف کیا اور خان کو اندر آتا دیکھ مسکرا کر سوئے ہوئے سبجان کو بستر پر لٹاتے اس پر لحاف دیا۔۔۔

شامیر اسکے پاس ہی کرسی کھینچتا آ بیٹھا۔۔۔۔

کیسی ہو ایمان۔۔۔ اسنے ایمان کا کوئل ہاتھ اپنے مضبوط بھاری مردانہ ہاتھ میں
تھاما۔۔۔۔

اب تو کافی بہتر ہوں خان۔۔۔ وہ سادگی سے مسکرا دی۔۔۔۔ خان کتنی ہی دیر
خاموش نگاہوں سے اس معصوم بے ریا چہرے کو دیکھتا رہا۔۔۔ پھر اسنے ہاتھوں
کے پیالے میں اسکا چہرا بھرتے اسکے ماتھے پر مہر محبت ثبت کی تو ایمان جہاں کی
تہاں رہ گئی۔۔۔۔ دل ایک دم بھر آیا۔۔۔۔۔

Thanks for coming into my life sweat heart & thanks
for completing my life...

وہ اسکے ماتھے سے ماتھا ٹکرائے اعتراف کرتا اسے سن کر گیا۔۔۔۔ ایمان کو لگا وہ
کبھی ہل تک ناپائے گی۔۔۔۔

بہت زیادتی کی ہے میں نے تمہارے ساتھ ایمان۔۔۔ بہت زیادہ۔۔۔ کیا مجھے
میرے کردہ گناہوں کی معافی مل سکتی ہے۔۔۔ اسکی آواز بھرائی تھی۔۔۔ ہم
وقت انا کو بلند رکھنے والا شامیر ناجانے کس ضبط سے اسکے سامنے پسپائی اختیار کر رہا

تھا۔۔ اس سب کے پیچھے کوں سا جذبہ کار فرما تھا جو وہ اس لڑکی کے سامنے بے بس ہونے لگا تھا۔۔ وہ خود نا جانتا تھا۔۔

اور ایمان اس کا حوصلہ بس یہیں تک تھا۔۔۔ وہ اس کے سینے ہر سر رکھتی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔ نا جانے اپنی کس کس محرومی پر۔۔۔

میں نے غلط کیا ایمان۔۔۔ خدا نے اگر تمہاری خواہش میرے دل میں ڈالی تھی تو تمہیں حاصل کرنے کا میرا طریقہ بہت غلط تھا۔۔ میں نے جو کیا وہ غلط کیا۔۔۔ لیکن مجھے یہ قبول کرنے میں کوئی آہ نہیں کے اگر تم میری زندگی میں نا آتی تو شاید شامیر خان کبھی ایک خود پرست انسان سے ذمہ دار انسان نا بن پاتا۔۔۔ میں جانتا ہوں کے تمہاری پوری فیملی تمہیں غلط سمجھتی رہی ہے۔۔۔ ان سب کی نگاہوں میں تمہارا ایک بہت غلط امیج بنا۔۔ اس لئے میں سب کے سامنے اس بات کا اعتراف کرنا چاہتا ہوں کے تم کہیں بھی غلط نا تھی۔۔ غلطی سراسر میری تھی۔۔۔ بلکہ میں نے تمہیں بے بس اور مجبور ہی اتنا کر ڈالا تھا کے تمہارے پاس سوائے نکاح کے کوئی دوسری چوائس ہی نا پکی تھی۔۔ اسنے انگوٹھے سے ناک رگڑتے گیلی سانس اندر کھینچی تو ایمان نم آنکھیں رگڑتی سیدھی ہو بیٹھی۔۔

ہرگز نہیں خان۔۔۔ وہ شدت سے انکاری ہوئی۔۔۔ تمہارا اس سب میں کوئی
قصور نہیں میں یہ بات کلئیر کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ خان نے اسے وضاحت دی۔۔۔
شاید وہ غلط سمجھی تھی تبھی انکاری تھی۔۔۔۔۔

خان کچھ سچائیاں پھولوں کی مانند ہوتی ہیں جو سامنے آتی ہیں تو سب کو مہکا جاتی
ہیں۔۔۔ جبکہ کچھ سچائیاں کارپٹ کے نیچے چھپے گند کی مانند ہوتی ہیں جو سامنے آئیں
تو کراہیت اور نفرت سے منہ موڑ لئے جاتے ہیں۔۔۔

اور مجھے اپنا بھرم سب سے زیادہ عزیز ہے خان۔۔۔ سب سے زیادہ عزیز۔۔۔۔۔
میرے گھر کی کہانی زبان زد عام ہو مجھے یہ قطعاً قطعاً منظور نہیں۔۔۔ میرے گھر
کی بات میرے گھر کی چار دیواری سے ہرگز باہر نہیں جانی چاہیے۔۔۔۔۔
مجھے نہیں کروانا سب کچھ کلئیر۔۔۔ جب ایک راز پر اللہ نے ہی پردہ ڈال دیا تو ہم
کیوں اسے فاش کریں۔۔۔ اور ویسے بھی آپ کو اپنی کوتاہیوں کا احساس ہے آپ اس
سب کا میرے سامنے اعتراف کر چکے۔۔۔ یہ کافی ہے۔۔۔ میرے بھائی ویسے بھی
اس فیز سے نکل کر آگے بڑھ چکے اور مجھے معاف بھی کر چکے ہیں۔۔۔۔۔ پھر مجھے
ایسے میں اپنے شوہر کی قدر انکی نگاہوں میں گھٹانے کا کوئی شوق نہیں۔۔۔

شامیر خان اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔ اسے ناصر ف اپنی عزت کا خیال تھا بلکہ اسے شوہر کی عزت بھی عزیز تھی۔۔۔ میں صرف آپکے ساتھ ایک پرسکون زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔۔۔ میرا گھر میرے بچے اور میرا شوہر۔۔۔ اور بہت سا سکون۔۔۔ اس سے زیادہ کی چاہ نہیں۔۔۔ اور گڑھے مردے اکھاڑے نہیں جاتے بلکہ ان پر بہت سی مٹی ڈال کر انہیں دفن کر دیا جاتا ہے۔۔۔ اور میں بھی اپنے ماضی کو دفن کر چکی ہوں۔۔۔۔۔ ایک بات کہوں۔۔۔ وہ ادا سی سے گویا ہوا۔۔۔۔۔ ہممممم۔۔۔

تمہیں ڈیزرو نہیں کرتا تھا ایمان۔۔۔ پتہ نہیں اللہ نے تمہیں میری کس نیکی کے انعام میں مجھے عطا کر دیا۔۔۔ وہ ہولے سے مسکرایا۔۔۔۔۔

ایمان بھی مسکرا دی۔۔۔ وہ اسے بتانا پائی کے اسکے اس اعتراف نے اسے کیسے اندر سے ہلکا پھلکا کرتے سرخرو کر دیا تھا۔۔۔

ایمان یہ کتنا پیارا ہے نا۔۔۔۔ شامیر خان سبحان کے پاس اونڈھے منہ لیٹا اسکے ننھے
ننھے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے اس سے کھیل رہا تھا۔۔۔ جبکہ ایمان مسکرا کر
انہیں دیکھتی ارد گرد سبحان کا بکھیرا سمیٹ رہی تھی۔۔۔۔

شامیر کی موجودگی میں اسے کسی چیز کی کوئی فکر نہ ہوتی۔۔۔ ہر چیز وافر مقدار میں
موجود تھی پھر چاہے وہ بے بی کے پیپر ز اسکا فارمولہ ملک تھا یا گھر کا راشن نیز فریج
تک فروزن اشیاء سے بھری پڑی تھی۔۔۔۔ اور تو اور اسنے کل سبحان کا کمر اچھر سے
از سر نو سیٹ کر دیا تھا جیسے وہ ابھی سے اپنے کمرے میں سونے کے قابل ہو۔۔۔۔
سبحان کھیلتا کھیلتا سو گیا تو شامیر بستر سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔

میں کل صبح چلا جاؤں گا ایمان۔۔۔ وہ بات کرتے دیوار گیر الماری کی جانب
بڑھا۔۔۔ بیڈ شیٹ کی شکنیں درست کرتی ایمان کے ہاتھ زرا کی زرا تھمے۔۔۔ پھر
سے وہ اپنے کام میں مشغول ہو گئی۔۔۔

جی بہتر۔۔۔ بیڈ شیٹ درست کر کے وہ وہیں بیڈ کر اون سے ٹیک لگاتی بیٹھ گئی جب
وہ ہاتھ میں ایک خاکی لفافہ تھامے قدم قدم چلتا اسکے قریب آیا اور وہیں اسکے پاس
براجماں ہو گیا۔۔۔

دیکھو میری بات غور سے سننا ایمان۔۔۔ اور اسے سمجھنے کی کوشش کرنا۔۔۔ کل صبح میں چلا جاؤں گا۔۔۔ لیکن کوشش کروں گا کہ جلد واپس آسکوں۔۔۔ یہ اس اپارٹمنٹ بلڈنگ کے قریب ترین بننے والے شاپنگ مال کی ایک شاپ کے پیپرز ہیں۔۔۔ یہ شاپ میں نے سبحان کے نام پر اس کے لئے خریدی ہے۔۔۔ شامیر نے وہ خاکی لفافہ ایمان کی گود میں رکھا تو وہ حیرت سے اسکی باتیں سنتی اس لفافے کو الٹ پلٹ کر کے دیکھنے لگی۔۔۔

تم بہت معصوم ہو ایمان اور میری دنیا کے لوگ بہت ظالم ہیں۔۔۔ زندگی بہت غیر متوقع ہے ایمان اس لئے اگر مجھے کچھ ہو جائے یا میں دنیا کی بھیڑ میں کہیں کھو جاؤں تو کبھی اسکا حق مانگنے میری ظالم دنیا میں مت جاتا۔۔۔ اسنے سبحان کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

کیسی باتیں کر رہے ہیں خان۔۔۔ وہ دہل اٹھی۔۔۔
بی پریکٹیکل ایمان۔۔۔ مجھے غور سے سنو۔۔۔ یہ دنیا بہت ظالم ہے۔۔۔ یہاں کچھ بھی متوقع ہے۔۔۔ اس لئے میں اپنے بچوں کے لئے انکی دنیا میں ہی اتنا انتظام کر

دینا چاہتا ہوں کے کبھی انہیں میری غیر موجودگی میں بھی کسی چیز کے لئے میری اس دوسری دنیا کی جانب دیکھنا پڑے۔۔۔

جب میری دونوں دنیا ہی الگ الگ ہیں تو میرے بچوں کا تمام سیٹ اپ یہیں ہونا چاہیے۔۔۔ تمہارے انڈر۔۔۔

سمجھ رہی ہو تم میری بات۔۔۔ میری دنیا سے میری وراثت میں سے تمہیں یا میرے بچوں کو وہاں سے کچھ نہیں ملے گا۔۔۔ اگر مجھے کچھ ہوتا ہے تو میرے بچوں کا سارا سیٹ اپ یہاں تمہارے پاس ہونا چاہیے۔۔۔ تمہارے انڈر۔۔۔ جسے تم با آسانی ہینڈل کر سکو۔۔۔

جیسے میں ابھی تک اپنے باپ کے پیسے پر عیش کرتا آیا ہوں۔۔۔ بالکل ویسے ہی میرے بچوں کو کسی چیز کی کمی نہیں ہونی چاہیے۔۔۔ یہ میرے پہلے پراجیکٹ کی کمائی ہے جسکی میں نے سبجان کے لئے یہ شاپ خریدی ہے۔۔۔ مستقبل میں میں اپنے بیٹے کے نام یہیں تمہارے انڈر اتنی پڑا پڑتی بنادوں گا کہ اسے باپ کی وراثت کی جانب دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔۔

شامیر کیا پیسہ ہی سب کچھ ہے۔ وہ محلول سی بول اٹھی۔۔۔

نہیں پیسہ سب کچھ نہیں۔۔۔ لیکن پیسے کے بنا بھی کچھ نہیں۔۔۔ ایمان گم صم رہ گئی۔۔۔ پیسے کی اہمیت سے تو وہ بھی پچھلے دنوں آگاہ ہو گئی تھی جب ہاتھ میں کچھ نا رہا تھا۔۔۔ اس لئے میں جو کر رہا ہوں وہ کرنے دو کیونکہ یہ کسی حکمت عملی کے تحت ہی کر رہا ہوں۔۔۔ تاکہ میرے بچوں کو کسی چیز کی کمی محسوس نا ہو۔۔۔ باپ کی غیر موجودگی میں بھی نہیں۔۔۔

اگلے مہینے سے اس شاپ کارینٹ بھی تمہیں آنا شروع ہو جائے گا۔۔۔ اب شاباش ان کاغذات کو سمجھا لو۔۔۔ خان کے سمجھانے پر وہ گم صم سی سرہاں میں ہلاتی کاغذات تھامے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں شامیر۔۔۔ تھے کہاں تم اب تک۔۔۔ ایسا کونسا ضروری کام آگیا تھا جو تم اتنی اہم میٹنگ چھوڑ کر وہاں سے چلے آئے۔۔۔ بابا خان مینشن کے لاونج کے وسط میں کھڑے آگ بگولہ ہو رہے تھے جبکہ شامیر ڈھیٹ بنا صوفے پر سر جھکائے بیٹھا نہیں سن رہا تھا۔۔۔ ارحم نے ایک چور نگاہ کچن سے باہر ڈالی۔۔۔ اور براؤنیز بیک کرتی بہن کی جانب پلٹا۔۔۔ ابھی باہر مطلع صاف

نہیں۔۔۔ اس لئے ہم باہر نہیں جاسکتے۔۔۔ اگر براونز بیک ہو گئی ہیں تو مجھے یہیں دے دو۔۔۔

اٹل نے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورا۔۔۔ عدنان بھائی کہاں ہیں ویسے۔۔۔ اٹل بھی لب چباتی ارحم کی سائیڈ سے باہر دیکھنے لگی۔۔۔ جہاں بابا غصے میں صاحبزادے کی کلاس لے رہے تھے جبکہ ماں مسلسل انکا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔۔

یار بابا مجھے آپکی بات سمجھ نہیں آتی۔۔۔ بندہ لا پرواہ بن جائے کسی کام کو ہاتھ نا لگائے۔۔۔ عیاشی کرتا پھرے تو کوئی پوچھ گچھ نہیں۔۔۔ لگے رہو۔۔۔ یہ بندہ ذمہ دار بن کر ننانونے کام کر کے کہیں ایک کام کی غلطی سے ڈنڈی مار دے تو اتنا بڑا لیکچر سننے کو مل جاتا ہے۔۔۔ وہ لہجے میں کوفت لاتا کوفت زدہ سا بولا۔۔۔ بکو اس بند کرو۔۔۔ تھے کہاں تم ابھی تک۔۔۔ وہ گرجے۔۔۔ پاکستان میں ہی تھا۔۔۔ ایک گیٹ ٹو گیڈر تھا۔۔۔ اس لئے اٹینڈ کرنا پڑا۔۔۔ اسنے شانے اچکاتے گیٹ ٹو گیڈر کی نوعیت بتانا ضروری نا سمجھا۔۔۔

اور میٹنگ کیا وہ ضروری نہیں تھی۔۔۔ بس اتر گیا بزنس کا بھوت اتنی جلدی دماغ سے۔۔۔ وہ مزید برہم ہوئے۔۔۔

ہرگز نہیں اتر۔۔۔ میٹنگ کینسل کی تھی۔۔۔ رات کی فلائٹ سے جا رہا ہوں واپس دبی کل کو یہ میٹنگ فائل ہو جائے گی سمپل۔۔۔ اسنے لا پرواہی سے شانے اچکائے جبکہ بابا اسے تاسف سے دیکھنے کے بعد اسکی شان میں قصدے پڑھتے گھر سے نکل گئے کیونکہ انکی ضروری میٹنگ تھی۔۔۔

افف مام۔۔۔ انکے جاتے ہی شامیر دھپ سے ماں کے قریب صوفے پر گر تا انکی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔۔۔

کیوں تنگ کرتے ہو اپنے باپ کو شامیر۔۔۔ ماں محبت سے اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگیں۔۔۔ میں تنگ کرتا ہوں انہیں۔۔۔ اسنے پٹ سے آنکھیں کھولتے ماں کو خفگی سے دیکھا۔۔۔

اور نہیں تو کیا۔۔۔ پہلے کیسے زبردستی تم نے ایمو شنل بلیک میلنگ کی بنیاد پر ان سے پراجیکٹ لیا۔۔۔

تو اچھے سے مکمل بھی تو کیا نام۔۔۔ وہ درمیان سے ہی انکی بات اچک گیا۔۔۔

کہاں مکمل کیا۔۔۔ فائنل میٹنگ تو کی نہیں۔۔۔ اور آج کل گھر کا ماحول تو ویسے ہی بڑا خراب ہے۔۔۔۔

اس میں کونسی نئی بات ہے مام۔۔۔ کچھ نیابتائیں۔۔۔ دفعتاً رحم ہاتھوں میں براونیز کی ٹرے تھامے وہیں آتا لقمہ دے گیا۔۔۔ اسکے پیچھے ہی امل تھی۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ کیا میرے پیچھے سے گھر میں کچھ ہوا ہے۔۔۔ شامیر حیرت زدہ سا ایک جھٹکے میں اٹھ بیٹھا۔۔۔۔

بھائی آپ لیں گے براونیز۔۔۔ امل نے براونیز پلیٹ میں ڈالی۔۔۔ میں کیا پوچھ رہا ہوں۔۔۔ کیا بات ہوئی ہے۔۔۔ اسنے باری باری تینوں کو دیکھا۔۔۔ امل کی پیش کش وہ یکسر فراموش کر گیا۔۔۔ تم نے نوٹ نہیں کیا کہ جب سے تم آئے ہو عدنان تم سے نہیں ملا۔۔۔ بلاخر ماں نے ہی لب کشائی کی۔۔۔ ہاں تو بھائی مصروف ہوں گے نا۔۔۔ کہاں ہیں وہ۔۔۔۔

تمہارے بابا نے اسے اپنے دوست کی بیٹی کا پرپوزل دیا ہے۔۔۔ لیکن وہ اپنی کسی پرانی یونی فیلو میں انٹر سٹڈ ہے۔۔۔ سو۔۔۔ اس میں برائی کیا ہے۔۔۔

آپکے لئے اس میں برائی نہیں بھائی۔۔۔ میرے لئے بھی نہیں۔۔۔ لیکن ہمارے
اونچے شملے والے باپ کے لئے ہے۔۔۔

ارحم تمیز سے بات کرو۔۔۔ ماں نے اسے غصے سے ڈپٹا۔۔۔

کیونکہ لڑکی کا باپ معمولی سرکاری ملازم ہے۔۔۔ اسنے گویا ماں کی بات سنی ہی
نہیں۔۔۔ تبھی بات جاری رکھی۔۔۔

اور ایک معمولی سرکاری ملازم کی بیٹی ایک بزنس ٹائیکون کے گھر میں آگئی تو ہماری
تونا کٹ جائے گی۔۔۔ اسی لئے گھرا جکل میدان جنگ بنا ہوا ہے۔۔۔ ناعدنان
بھائی پیچھے ہٹ رہے ہیں۔۔۔ اور ہمارے ابا حضور تو پھر ہیں ہی ابا حضور۔۔۔
ارحم اسے ساری بات سے آگاہ کرتا ساتھ میں براونیز سے بھی لطف اندوز ہو رہا
تھا۔۔۔

اے مانو۔۔۔ سچ میں یار براونیز اچھی بناتی ہو تم۔۔۔ ایک اور دونات۔۔۔ اسنے خالی
پلیٹ پھر سے اٹل کی جناب بڑھاتے اسے مسکا لگایا۔۔۔
جبکہ شامیر کے اندر تک سناٹے اتر گئے۔۔۔

وہ اپنے باپ کے اونچے شملے سے باخوبی آگاہ تھا تبھی اپنی بیوی اور بچے کے بارے میں سو طرح کے تحفظات کا شکار تھا۔۔۔

بھائی ہیں کہاں ماں۔۔۔ وہ گم صم سا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

اپنا ٹھکانا سنے بتایا ہو تو کمی کس بات کی ہے۔۔۔ ماں کا دل پہلے ہی دکھی تھا۔۔۔ لیکن وہ باخوبی جانتا تھا کہ اس کا بھائی اس وقت کہاں ہو سکتا ہے۔۔۔ اسے رات دہی جانے سے پہلے بھائی سے ملنا تھا۔۔۔

اور رات ایئر پورٹ جانے سے پہلے وہ اپنے فارم ہاؤس آیا تھا اور توقع کے عین

مطابق عدنان وہیں تھا۔۔۔

بھائی یہ کیا یار مجھ سے ملے تک نہیں۔۔۔ وہ آکر خوشدلی سے اس سے ملا۔۔۔ وہ

بھی چھوٹے بھائی کی پہلی کامیابی پر خوش تھا۔۔۔

مجھے آج ہی گھر سے آپ کے بارے میں پتہ چلا بھائی۔۔۔ میرا مشورہ آپ کو یہ ہی ہے

کہ زندگی آپ نے گزارنی ہے لحاظ پاؤں پر وزن ڈالئے۔۔۔ اور اس بندی کو میری

بھابھی بنا کر گھر لے آئیے۔ باقی بعد کی بعد دیکھی جائے گی۔۔۔ شامیر نے دل کی

بات کہی۔۔۔ بڑا بھائی پہلا قدم اٹھاتا تو راہیں اسکے لئے خود باخود آسان ہو
جاتیں۔۔۔۔۔ عدنان بھائی تلخی سے مسکرا دیئے۔۔۔
تمہارے خیال میں یہ اتنا ہی آسان ہے شامیر۔۔۔۔

ٹھیک ہے بھائی یہ اتنا آسان نا سہی لیکن نا ممکن بھی نہیں ہے۔۔۔ آپ ماشا اللہ ویل
سیٹلڈ ہیں۔۔۔ اچھا کمار ہے ہیں۔۔۔ اپنا بزنس ہے۔۔۔ پھر کس چیز کی فکر۔۔۔
آپ کورٹ میرج کر لیں۔۔۔ بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی۔۔۔ کچھ وقت کے
بعد بابا خود باخود ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔۔
غلط شامیر۔۔۔ وہ آنکھیں میچ کر دقت سے سانس خارج کرتا شامیر کی بات کاٹ
گیا۔۔۔۔ میں بلاشبہ بزنس کر رہا ہوں اور اچھا کمار ہا ہوں۔۔۔ لیکن اسکے باوجود یہ
ایک حقیقت ہے جس سے انحراف ممکن نہیں کے بزنس بابا کا ہی ہے۔۔۔ ٹھیک
ہے ہم وراثتی حق رکھتے ہیں۔۔۔ لیکن جہاں بابا بہت اچھے ہیں وہاں اپنی روایات
اور اونچے شملے کے معاملے میں بہت کڑ بھی ہیں۔۔۔

رہ گئی بات کورٹ میرج کی۔۔۔ تو میں وہ بھی کر ڈالوں اگر وہ مانے تو۔۔۔ میں
ایک دنیا سے لڑ جاؤں گا اگر وہ ہاں کہے تو۔۔۔ عدنان کے لہجے میں تھکن اترنے
لگی۔۔۔

مطلب۔۔۔ شامیر چونکا۔۔۔

مطلب یہ کہ وہ کہتی ہے کہ اسکے سفید پوش باپ نے پوری زندگی سفید پوشی میں
گزارتے محض عزت ہی کمائی ہے اور عزت کے معاملے میں وہ کوئی سمجھوتا نہیں کر
سکتی۔۔۔ اگر وہ یوں تنہا میرے ساتھ جا کر کورٹ میرج کرتی ہے تو اسکا باپ یہ
ذلت سہہ نہیں پائے گا۔۔۔ محبت پر وہ عزت کو زیادہ مقدم جانتی ہے۔۔۔ بقول
اسکے اگر باعزت طریقے سے میرے بڑے اسکا رشتہ مانگنے اسکے باپ کے پاس
آتے ہیں تو وہ گارنٹی دیتی ہے کہ اسکی جانب سے انکار نہیں ہوگا۔۔۔ ورنہ اسکے
علاوہ کوئی دوسرا چور راستہ اسے منظور نہیں۔۔۔ عدنان نے انگلیوں کی پوروں سے
اپنا دکتا سردا با۔۔۔

شامیر خاموش رہ گیا۔۔۔ گویا بولنے کو کچھ بچا ہی نہ تھا۔۔۔

جس راز پر اللہ نے ہی پردہ ڈال دیا۔۔۔ پھر ہم کون ہوتے ہیں اسے افشاں کرنے والے۔۔۔

مجھے میرا بھرم سب سے زیادہ عزیز ہے۔۔۔ سب سے عزیز۔۔۔ ہوا کے دوش پر آوازیں اسکے کانوں سے ٹکرائیں تو وہ گہرا سانس خارج کر کے رہ گیا۔۔۔
میں دعا گو ہوں آپ کے لئے بھائی۔۔۔ کے بابا ماں جائیں۔۔۔ باقی ماں آپ کے لئے بہت پریشان ہیں۔۔۔ ناراضگی گلہ شکوہ سب بابا سے۔۔۔ لحاظہ ماں سے مل آئے گا۔۔۔ وہ رسٹ و ایچ ر نظر ڈالتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ اسکی فلائٹ کا وقت ہو رہا تھا۔۔۔

Wish you best of luck shameer...

میں پر یقین ہوں کہ تمہاری کل کی فائنل میٹنگ بھی بہت اچھی جائے گی۔۔۔ بھائی نے آگے بڑھتے اسے گلے سے لگایا تو وہ مسکرا دیا۔۔۔

ایمان ریڈ بلیک اور سفید کمینیشن کی لمبے چاک والی کھلی سی قمیض زیب تن کئے ساتھ کیپری پہنے ہوئے تھی۔۔۔ سر پر ہم رنگ آنچل جمار کھا تھا۔۔۔ چہرے پر

ہلکا پھلکا میک آپ اور لائٹ سی جیولری پہنے اسکی تیاری مکمل تھی۔۔۔۔۔ اسنے جھک کر میز سے اپنا ہینڈ بیگ اٹھاتے اس میں موبائل رکھا۔۔۔

جبکہ ننھا سبحان نیوی بلو کاٹن کی نیکر شرٹ میں ملبوس سر پر باریک کیپ پہنے ہوئے ماں کی گود میں تھا۔۔۔ اس رنگ میں اسکی رنگت مزید دمک رہی تھی۔۔۔ ایمان نے آیت الکرسی پڑھ کر بیٹے پر پھونکی اور جھک کر اسکے کھکھلاتے چہرے کا بوسہ لیا۔۔۔۔۔

ماں اوپر آگئی۔۔۔ ایمان کے کہنے پر ماں اٹھ کھڑی ہوئی تو ایمان نے سبحان کو بے بی باسکٹ میں ڈالتے باسکٹ کا ہینڈل تھاما اور ہینڈ بیگ اٹھاتی ماں کے ساتھ اپارٹمنٹ سے نکل آئی۔۔۔

ایمان یہ ہی ایڈریس دیا تھا نا حامد نے۔۔۔۔۔ ماں اجنبی نگاہوں سے اس متوسط درجے کے علاقے کو دیکھتی گویا ہوئیں جہاں مکان کسی ڈبی کی مانند ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔۔۔ سامنے دھول اڑاتی سڑک دور تک جارہی تھی۔۔۔ آگے گلیوں کا سفر انہیں پیدل عبور کرنا تھا۔۔۔

جی ماں ایڈریس تو یہ ہی ہے۔۔۔ چلیں مزید کسی سے پوچھ لیتے ہیں۔۔۔ وہ ہاتھ میں تھامی پرچی پر ایڈریس کی جانب دیکھتی آگے بڑھی۔۔۔ پھر ایک راہ گیر سے پوچھنے پر انہیں گھر کا پتہ بھی چل گیا۔۔۔

دروازہ لڑکی کی بڑی بہن نے کھولا تھا۔۔۔۔۔ دو بہنیں تھیں جو باپ کے ساتھ رہتی تھیں۔۔۔ انکی ماں کا چند برس پہلے ہی انتقال ہو چکا تھا۔۔۔

چھوٹا سا صاف ستھرا گھر تھا۔۔۔ عینا نگارش کی چھوٹی بہن تھی۔۔۔ جو انہیں ڈرائینگ روم میں لا کر بیٹھاتی اب لکھی ابجھی سی ان سے انکے آنے کا مقصد پوچھنا چاہ رہی تھی جو دیکھنے سے تو اچھے گھر آنے کی معلوم ہوتی تھیں لیکن عینا انہیں جانتی نا تھی۔۔۔

بیٹا آپ کسی بڑے کو بلا لائیں ہمیں ان سے کام ہے۔۔۔ ماں کے سبھاؤ سے کہنے پر وہ الجھ گئی۔۔۔

ماں جی میری ایک بڑی بہن ہے جو ابھی سو رہی ہے جبکہ ابوا بھی گھر نہیں۔۔۔۔۔ وہ شش و پنج میں مبتلا تھی۔۔۔

ماں کو حامد کی غفلت پر تاؤ آیا۔۔۔ کم از کم انہیں یہاں آنے سے پہلے نگارش کو آگاہ کرنا چاہیے تھا۔۔۔ یا وہ خود ہی نگارش کو انکی آمد کا بتا دیتا۔۔۔ وہ کب تک آئیں گے۔۔۔ ایمان نے بے بی باسکٹ میز پر رکھتے سبحان کو گود میں اٹھایا۔۔۔

وہ ویسے تو دوپہر کا کھانا کھانے گھر آتے ہیں۔۔۔ شاید کچھ دیر تک آجائیں۔۔۔ عینا بیٹا گلی کا دروازہ کیوں کھلا ہے۔۔۔ دفعتاً باہر سے ایک روبرو آواز ابھری۔۔۔ لیں آگے بابا۔۔۔ عینا چونک کر پلٹی اور سرعت سے باہر نکل گئی۔۔۔ بابا آپ سے ملنے مہمان آئے ہیں۔۔۔ وہ باپ کو مہمانوں کی آمد کا بتاتی خود نگارش کو اٹھانے چلے گئی۔۔۔ بابا بھی الجھتے ہوئے ڈرائیونگ روم میں داخل ہوئے کے بھلا انکے کون سے مہمان آگئے

ماں نے بابا کے ساتھ ابتدائی سلام دعا کے بعد حامد کے حوالے سے اپنا تعارف بیان کرتے بہت سبھاو سے اپنے آنے کا مقصد بیاں کیا۔۔۔

آپ پلیز اپنی ہر طرح کی تسلی کر لیں۔۔۔ نگارش بیٹی حامد کو جانتی ہے۔۔۔ مزید
آپ آئیں ہمارے گھر پھر سوچ سمجھ کر جواب دیں۔۔۔
بابا تو گھر بیٹھے بیٹھائے بیٹی کے رشتے پر خاموش رہ گئے کہ دونوں جوان بیٹیوں کی فکر
تو انہیں بھی تھی۔۔۔ باقی اللہ مسبب الاسباب تھا۔۔۔
دفعۃً نگارش جھجھکتی ہوئی ڈرامینگ روم میں داخل ہوئی اور اجنبی نگاہوں سے
انہیں دیکھتی ان سے سلام دعا کرنے لگی۔۔۔
ایمان نے اسے نگاہ بڑھ کر دیکھا۔۔۔ سرخ و سپید رنگت پر آنکھوں میں موجود
الجھن اور شرم و حیا۔۔۔ وہ بے ساختہ بھائی کی چوائس کی قائل ہوئی۔۔۔ لڑکی
واقع شرم و حیا کا پیکر تھی۔
نینا بیٹا کوئی حامد صاحب آپکے ساتھ آفس میں کام کرتے ہیں۔۔۔ بابا براہ راست
بیٹی سے مخاطب ہوئے۔۔۔
جی بابا حامد سر میرے سینئر ہیں۔۔۔ وہ مزید الجھی۔۔۔
یہ انکی والدہ اور بہن ہیں۔۔۔ اب کے بابا نے انکا کلیئر تعارف کروایا۔۔۔

اوہ۔۔۔۔۔ کیسے آنا ہوا آنٹی۔۔۔۔۔ ویسے مجھے تو سرنے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔۔۔

وہ بہت میٹھا بولتی تھی۔۔۔۔۔ نرم لہجہ سیدھا دل پر اثر کرتا تھا۔۔۔۔۔ ایمان تو مسلسل یک ٹک اسے ہی دیکھے جا رہی تھی۔۔۔۔۔

بیٹا ہم جس مقصد سے آئے ہیں وہ عرضی آپ کے بابا کے سامنے پیش کر چکے ہیں۔۔۔۔۔ اب اگر تمہارے بابا ہماری عرضی پر غور کریں تو انشا اللہ ہم بہت جلد تمہیں بیٹی بنا کر حامد کے سنگ رخصت کروا کر لے جائیں گے۔۔۔۔۔

ماں کے کہنے پر اسنے بدک کر انہیں دیکھا۔۔۔۔۔ اور یکدم ہی اسکے چہرے پر حیا کے اتنے رنگ ابھرے اور آنکھیں بار حیا سے یوں جھکی کے ایمان بے ساختہ مسکرا دی۔۔۔۔۔

دفعۃً عینا چائے اور لوازمات سے بھری ٹرے لئے اندر داخل ہوئی تو نگارش موقع پاتے ہی معذرت کرتی وہاں سے فرار ہو گئی۔۔۔۔۔

نینا سے اس بارے میں رائے لے کر پھر کسی دن چکر لگاتے ہیں آپکی طرف بہن
جی۔۔۔ پھر آگے دیکھیں گے اس معاملے کو۔۔۔ بابا کے سبھاو سے کہنے پر ماں نے
مسکراتے ہوئے سرہاں میں ہلایا۔۔۔

لڑکی تو ہیرا ہے ہیرا۔۔۔ بس میرا تو دل وہیں کہیں اٹک گیا۔۔۔ وہ بولتی کتنا پیارا
اور میٹھا ہے۔۔۔ بس میں نے تو سوچ لیا۔۔۔ میرے حامد کے ساتھ وہی بچے
گی۔۔۔

ماں جب سے واپس آئی تھی اسی کی تعریفوں میں رطب اللسان تھی۔۔۔
اے ایمان یہ مجھے پکڑاؤ۔۔۔ اسے میں سلاتی ہوں۔۔۔ تم حامد کو فون کرو کے
آفس سے سیدھا یہیں آئے۔۔۔ ماں نے اس سے سبحان تھا ماتو وہ موبائل لینے باہر
چلی گئی۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد حامد آفس سے سیدھا وہیں آیا تھا۔۔۔

بھائی ماں کو تو ہماری چاند سی بہو بہت بھاگی ہیں۔۔۔ وہ تو بہت جلد انہیں بھا بھی بنا کر گھر لانا چاہ رہی ہیں۔۔۔ اسکے آتے ہی ایمان نے اسے چھیرا تو وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔۔۔

کہا کیا ان لوگوں نے۔۔۔ وہ ماں کے پاس آ کر بیٹھا۔۔۔ ارے کہنا کیا تھا۔۔۔ پہلے ہمارے گھر آئیں گے۔۔۔ تم سے ملیں گے۔۔۔ پھر ہی بات آگے بڑھے گی نا۔۔۔ بھائی پلیز آپ نانینا بھا بھی سے کہنا کہ اپنے بابا سے کہیں جلد از جلد ہمیں ہاں کہہ دیں تاکہ ہم پھر۔۔۔

حامد کی زبردست گھوری پریکدم اسکی زبان کو بریک لگی۔۔۔ کیا ہے بھائی۔۔۔ آپکے آفس میں تو ہوتی ہیں وہ۔۔۔ آپ ان سے اتنا سا نہیں کہہ سکتے۔۔۔۔۔ اسنے منہ بسورا۔۔۔

ایمان گڑیا۔۔۔ وہ ہوتی میرے آفس میں ہی ہے۔۔۔ مگر اتنی فرینکس نہیں اسکے ساتھ کے اسے یہ سب جا کر بولوں۔۔۔ اور جس نیچر کی وہ بندی ہے میرے خیال سے حتمی فیصلہ وہ اپنے بابا پر ہی چھوڑے گی۔۔۔ اب دیکھیں کیا بنتا ہے اسکے بابا کو

تمہارا بھائی پسند آتا ہے یا نہیں۔۔۔ تم جاو میرے لئے چائے بنا کر لاو۔۔۔ حامد نے مسکرا کر کہتے اسکے سر پر چیت رسید کی تو وہ منہ بسورتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

تقریباً ایک ہفتے بعد شامیر کی دبی سے واپسی ہوئی تھی۔۔۔ وہ اپنا تمام پیپر ورک نبٹا کر آیا تھا۔۔۔ لیکن گھر واپسی پر اسے چار سو چالیس والٹ کا جھٹکا لگا۔۔۔۔۔ گھر میں عدنان بھائی اور ذوہیب بھائی کی شادی کی تیاریاں چل رہی تھیں۔۔۔ بابا کے دوست کی بیٹی کے ساتھ عدنان بھائی کی شادی فکس ہو گئی تھی۔۔۔ چند دنوں میں شادی کی تاریخ رکھی جانے والی تھی۔۔۔ وہ الجھ الجھ گیا۔۔۔ کہیں تو ذوہیب بھائی محاز سے ملنے کو تیار نہ تھے۔۔۔ کہیں اسقدر پسپائی۔۔۔ سمجھ سے باہر تھا سارا معاملہ۔۔۔

امل سنو۔۔۔ اسنے پاس سے گزرتی امل کو آواز دی۔۔۔ جی بھائی۔۔۔ وہ سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے رکی۔۔۔

یہ شادی کا کیا چکر ہے۔۔۔ عدنان بھائی مان گے کیا۔۔۔ دل میں کہیں خدشہ تھا کے بابا یہ سب زبردستی کر رہے ہیں۔۔۔

جی بھائی۔۔۔ عدنان بھائی کے اس رشتے کے لئے حامی بھرنے پر ہی بابا نے یہ رشتہ
فکس کیا ہے۔۔۔۔

شامیر جتنا الجھتا اتنا کم تھا۔۔۔ وہ بھائی سے ملنا چاہتا تھا۔۔۔ ابھی اسی وقت۔۔۔
بھائی ہیں کہاں۔۔۔ کچھ سوچتا ہوا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ وہ تو آفس ہیں۔۔۔
وہاٹ۔۔۔ یہ بات ہضم کرنا مشکل تھی۔۔۔ اس کے اندازے کے مطابق انہیں کم
از کم احتجاج تو کرنا چاہیے تھا۔۔۔

اور الجھا الجھا سا گھر سے نکلتا آفس کی جانب بڑھا۔۔۔ بھیا اپنے آفس میں ناتھے بلکہ
کوئی میٹنگ اٹینڈ کر رہے تھے۔۔۔ وہ ان کے انتظار میں بھائی کے ہی آفس میں بیٹھ
گیا۔۔۔

کچھ دیر بعد عدنان بھائی اپنی اسسٹینٹ کے ساتھ آج کی میٹنگ کے اہم پوائنٹس
ڈسکس کرتے آفس میں داخل ہوئے اور سامنے شامیر کو بیٹھے دیکھ کھل اٹھے۔۔۔
انہوں نے وہیں سیکریٹری سے فائل تھامتے اسے واپس بھیجا اور خود خوشدلی سے
اسکی جانب بڑھتے اس سے گلے ملے۔۔۔ وہ کتنی ہی دیر بھائی کے مسکراتے چہرے
کو دیکھتا رہا۔۔۔ کیا اس مسکراہٹ کے پیچھے کوئی درد تھا۔۔۔۔

بھائی یہ سب کیا ہے یار۔۔ گھر میں آپکی شادی کی تیاریاں۔۔۔ وہ معجب سا اسکے سامنے کھڑا تھا۔۔

آپ نے اتنی جلدی ہار مان لی۔۔ اتنی جلدی۔۔ یا وہ آپکی محبت تھی ہی نہیں۔۔ شامیر کی آواز میں ملال اتر۔۔

عدنان گہری سانس خارج کرتا ڈھنکے انداز میں کرسی پر بیٹھا۔۔ اب چہرے سے وہ مسراہٹ غائب تھی اور مسکراہٹ کے پیچھے کاکرب واضح ہونے لگا تھا۔۔۔۔

بھائی یار حوصلہ تو کریں۔۔ ہم مل کر بابا سے بات کریں گے۔۔ انہیں منالیں گے یار۔۔ یہ ہماری زندگی ہے۔۔ وہ ان کے سامنے دوزانو بیٹھتا انکے ہاتھ تھام گیا۔۔۔

کوئی فائدہ نہیں شامیر۔۔ کوئی فائدہ نہیں۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے میں ایسے ہی اپنی محبت سے دستبردار ہو گیا ہوں۔۔۔

میں کبھی پیچھے نا ہٹتا اگر اسکی آنکھوں میں آنسو نادیکھتا تو۔۔

اسنے مجھے میری ہی محبت کا واسطہ دے کر میرے قدموں میں بیڑیاں ڈال دیں۔۔۔

ناجانے بابا نے کیا کیا انکے ساتھ۔۔۔ کیونکہ میں جانتا ہوں بابا سکون سے نہیں بیٹھ سکتے۔۔۔ انہیں ہار قبول ہی نہیں۔۔۔ اور ہمارے بیچ سٹیٹس ڈفرنس کو انہوں نے اپنی ضد ہی بنا لیا ہے۔۔۔

وہ یہاں آئی تھی میرے آفس میں۔۔۔ یہیں اسی جگہ وہ میرے سامنے ہاتھ جوڑے زار و قطار رو رہی تھی۔۔۔ وہ مجھے خود سے دور جانے کو بول رہی تھی۔۔۔ محبت اور عزت میں سے عزت اسکی پہلی ترجیح تھی شامیر۔۔۔ اسنے کہا کہ اگر میں اسے اپنی فیملی میں عزت نہیں دلوا سکتا تو میں چلا جاؤں اسکی زندگی سے۔۔۔ اسکی زندگی پہلے ہی بہت مشکل ہے میں اسے مزید مشکل بناؤں۔۔۔

اسنے کہا کہ وہ سادہ سی بندی ہے اور وہ سادہ سی زندگی گزارنا چاہتی ہے۔۔۔ جہاں عزت سے سراٹھا کر جی سکے۔۔۔ اور میرے ساتھ سے اسے محبت تو ملے گی لیکن عزت نہیں۔۔۔ اور شاید بہت حد تک یہ بات درست ہے کہ میں ڈھنکے کی چوٹ

پر اس سے نکاح کر کے اسے اپنی زندگی میں شامل تو کر سکتا ہوں لیکن گھر والوں کو اسکی عزت کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔۔۔

اس لئے اسنے مجھے میری محبت کا واسطہ دیا کہ اگر میں اس سے سچی محبت کرتا ہوں تو اپنی راہیں جدا کر تا وہیں شادی کر لوں جہاں بابا چاہتے ہیں۔۔۔

وہ گہری گہری سانسیں بھرتا خود کو کمپوز کر رہا تھا۔۔۔ ناجانے وہ اپنے دل میں کتنا کرب چھپائے بیٹھا تھا جبکہ شامیر گم صم بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔۔۔ دل سے ایک ہوک سی اٹھ رہی تھی۔۔۔ ایک ننھی سی شبیہ نگاہوں کے سامنے ابھری۔۔۔

تو کیا آپ نے پتہ لگوانے کی کوشش نہیں کی کہ بابا نے ایسا کیا کیا ہے۔۔۔ بے چینی شامیر کے انگ انگ میں سرایت کرنے لگی تھی۔۔۔ کروایا تھا پتہ۔۔۔ اسنے لب بھینچتے سرہاں میں ہلایا۔۔۔

کیا۔۔۔ شامیر چونکا۔۔۔

انہوں نے اسکے بابا کی ورک پلیس پر ہنگامہ کرواتے انہیں کافی ذلیل کروایا تھا۔۔۔ اور سچی بات یہ ہے کہ میری خاموشی کے پیچھے بھی یہ ہی مقصد ہے کہ میں چاہتا ہوں یہ بات یہیں تھپ جائے۔۔۔ دوبارہ ایسے کسی ہنگامے میں اسکا نام نا آئے وہ

بھی اس صورت جب اسکا نام میرے نام کے ساتھ بھی نہیں جڑ رہا۔۔۔ ورنہ اس معصوم کے لئے مشکلات بہت بڑھ جائیں گی۔۔۔ اس لئے میں نے خاموشی اختیار کر لی کے انکی سالوں کی بنائی ساکھ پر انکی بیٹی کے حوالے سے آنچنا آئے۔۔۔ کیونکہ میں اپنے باپ کو بہت اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔ ہارا نہیں قبول نہیں۔۔۔ اور میں کسی کی پاکدامنی کو محض اپنی اور بابا کی ضد کی نظر نہیں کر سکتا۔۔۔ ہاں اگر وہ میرا ساتھ دیتی تو شاید معاملات اور ہوتے۔۔۔ عدنان بھیا نے اپنی نم آنکھیں مسلیں۔۔۔

شامیر کے اندر پکڑ ڈھک شروع ہو گئی تھی۔۔۔ عدنان بھائی بابا کی سب سے بڑی اولاد تھے۔۔۔ انکے دائیں بازو۔۔۔ جن سے مشاورت کے بغیر انکا کام ناچلتا تھا۔۔۔۔۔ جب وہ اپنے اسے بیٹے کو اسقدر بے بس اور مجبور کر کے اپنی منوا سکتے تھے تو پھر شامیر خان کیا چیز تھا۔۔۔

اگر جو اسکی باپ کے سامنے سچائی سامنے آ جاتی تو۔۔۔ اندر کہیں دل نے زور سے کروٹ بدلی۔۔۔

نہیں۔۔۔ میں اس معصوم کو اپنی وجہ سے مزید کسی مصیبت میں نہیں ڈال سکتا جسکی زندگی میں نے پہلے ہی بہت مشکل بنا دی تھی۔۔

نونیور۔۔۔ ہاں میں اسے اور اپنے بچے کو پوری دنیا سے چھپالوں گا۔۔۔ لیکن کبھی اسکے سٹیٹس کو اسکے اور اپنے درمیان نہیں آنے دوں گا۔۔۔ میرا باپ کبھی میرے اس راز کو نہیں پاسکے گا۔۔۔ وہ ایمان کی مصومیت اور اپنے بچے کے بچپن کو کسی ضد کی نظر نہیں ہونے دے گا۔۔۔ اندر کی گھٹن بڑھنے لگی تو وہ وہاں سے نکل آیا۔۔۔

پارکنگ تک آتے آتے وہ وہی نمبر ملا چکا تھا جہاں اسکا سکھ چین سکون سب کچھ تھا۔۔۔

جب سے ایمان اور ماں نگارش کے گھر سے ہو کر گئی تھیں تب سے ہی نگارش لب چباتی کسی گہری سوچ میں کھوئی سی بیٹھی تھی جبکہ عینانے اسے تنگ کر کر کے اسکی ناک میں دم کر رکھا تھا۔۔۔

اچھا بتاؤ دو حامد بھیا دکتے کیسے ہیں۔۔۔ ویسے بڑی چھپار ستم ہو تم آج گھر مہمان آ رہے تھے اور بھنک تک نا لگنے دی۔۔۔ الٹا میڈم جی سو گئیں۔۔۔
نگارش نے اسے گھور کر دیکھا۔۔۔ لیکن سامنے بھلا کہاں اثر ہونے والا تھا۔۔۔
ان قاتل نگاہوں سے ہمیں مت دیکھو یار۔۔۔ ان نگاہوں کے وار سے محض حامد بھائی ہی گھائل ہوتے ہیں۔۔۔ وہ کھکھلا کر ہس دی جبکہ نینا جھنجھلا کر وہاں سے اٹھ ہی کھڑی ہوئی۔۔۔

رات کو بابا واپس آئے تو اسے اپنے پاس بلو ادے بھیجا۔۔۔ تجسس کے مارے عینا بھی ساتھ ہی ہولی۔۔۔

بیٹھو بیٹا۔۔۔ بابا نے اسے اپنے پاس ہی بیٹھایا۔۔۔
اچھا مجھے بتاؤ کے حامد کیسا لڑکا ہے۔۔۔ بابا کے پوچھنے پر اس نے بھرائی شکوہ کناں نگاہوں سے انہیں دیکھا۔۔۔

بابا اب آپ بھی عینا کی طرح کریں گے۔۔۔ میں سچ کہتی ہوں میری ان سے کوئی گپ شپ نہیں۔۔۔ حنکے میں یہ تک بھی نہیں جانتی تھی کے انکے گھر والے

ہمارے گھر آنے والے ہیں اور اس مقصد سے۔۔۔ اسکی آنکھوں سے موٹے
موٹے آنسو ٹوٹ کر گرے تو بابا بے ساختہ تڑپ اٹھے۔۔

ارے۔۔۔ نینا بیٹا میں نے ایسا کب کہا۔۔۔ مجھے الحمد للہ اپنی بیٹی پر پورا بھروسہ
ہے۔۔۔ بھروسہ نا ہوتا تو کیا آپکو انٹرنشپ کے لئے وہاں جانا دیتا۔۔۔

میں تو محض آپ سے جاننا چاہتا ہوں۔۔۔ اچھا ایک پل کے لئے اس بات کو ذہن
سے نکال دیں کے آپکے لئے حامد کا رشتہ آیا ہے۔۔۔ اب غیر جانبداری سے مجھے
وہ بتائیں جو میں پوچھ رہا ہوں۔۔۔ یوں مجھے اپنی بیٹی کے بارے میں کوئی فیصلہ لینے
میں سہولت ہو گئی۔۔۔

اب سوچیں کے حامد محض آپکا سینیئر ہے اور میں اسکے بارے میں آپکی رائے لینا
چاہتا ہوں۔۔۔۔ اب بتائیں کے وہ کیسا شخص ہے۔۔۔

نینا۔۔۔ شش و پنج میں مبتلا سر جھکائے لب چبار ہی تھی۔۔۔ لیکن بابا کے ڈیل
کرنے کے انداز پر اسے کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔

اچھے انسان ہیں بابا۔۔۔ غیر ضروری بات نہیں کرتے۔۔۔ کبھی انہوں نے مجھ سے تو کیا آفس میں موجود کسی لڑکی سے بھی کام کے علاوہ کوئی دوسری بات نہیں کی۔۔۔ اپنے کام سے کام رکھنے والے محنتی انسان ہیں۔۔۔۔۔

او۔۔۔ ہووووو۔۔۔ بابا کے پاس ہی سائیڈ ٹیبل پر بیٹھی ٹانگیں جھلاتی عینا نے یکدم ہوٹنگ کی۔۔۔

دیکھ لیں بابا۔۔۔ نینا نے شکایتی انداز میں باپ کو دیکھا۔۔۔

عینا انسان بنیں اور چلیں جائیں باہر۔۔۔ بابا نے اسے مصنوعی گھورتے ڈیٹا تو وہ سرعت سے سنجیدہ ہوتی منہ پر انگلی رکھ گئی۔۔۔ البتہ مسکراہٹ اب بھی ہونٹوں کے کناروں سے مچل رہی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے میں ایک دو روز تک انکے گھر چکر لگاؤں گا۔۔۔

بابا میں بھی جاؤں گی ساتھ۔۔۔ اس سے پہلے کے بابا مزید کچھ کہتے عینا ایک دم سے بول پڑی۔۔۔ بابا نے بات روکتے تاسف سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ وہ سرعت سے دوبارہ منہ پر انگلی رکھ گئی۔۔۔

تو اگر مجھے لڑکا پسند آئے تو کیا میں یہ رشتہ پکا کر دوں۔۔۔۔ بابا نے وہیں سے سلسلہ
کلام جوڑا۔۔۔

مجھے نہیں پتہ بابا۔۔۔ جیسا آپ مناسب سمجھیں۔۔۔ وہ آہستگی سے کہتی وہاں سے
اٹھ آئی۔۔۔

اسکے جاتے ہی بابا نے مسکراتے ہوئے دوسری بیٹی کو دیکھا۔۔۔ اب آپ یہاں
سے جانے کا کیا لیں گی۔۔۔

آٹھ سوٹ۔۔۔۔

کیا۔۔۔۔

پورے آٹھ سوٹ لوں گی نینا کی شادی پر۔۔۔ وہ ایکسائٹڈ سے سائبر ٹیبیل سے
اتری۔۔۔

کیا شادہ آپ کی ہو رہی ہے۔۔۔

افلورس ناٹ۔۔۔

آپکے کپڑوں کی تعداد سے تو یہ ہی لگ رہا ہے کے پھر لگتے ہاتھوں مجھے آپکا بھی
بند و بست ساتھ ہی کر دینا چاہیے۔۔ بابا نے مسکراہٹ دا بتے اپنی چلبلی سی بیٹی کو
دیکھا۔۔۔

باااااا۔۔ وہ پاؤں پٹختی کمرے سے نکل گئی۔۔ جبکہ بابا مسکرا کر رہ گئے۔۔۔۔۔

دو دن بعد نگارش کے بابا حامد کے ہاں سے ہو آئے۔۔۔ انہیں حامد پہلی ہی نگاہ
میں پسند آ گیا تھا۔۔ بقول ایمان کے اسکا بھائی تھا ہی ہیرا۔۔۔ کوئی اسے ریجھکیٹ
کر ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔

بابا کے ساتھ عینا بھی آئی تھی۔۔۔ اسنے اپنی چلبلی عادت کے باعث وہاں کافی
محفل لگائی رکھی۔۔۔

ان دو دنوں میں حامد آفس میں ایسے ہی رہا جیسے نگارش کے ساتھ پہلے تھا۔۔۔ البتہ
نگارش اس سے کچھ جھجھک رہی تھی لیکن حامد کی ریزرو عادت کے باعث وہ کچھ
پر سکون ہو گئی۔۔۔

آج بھی وہ آفس میں حامد سے پہلے ہی موجود تھی۔۔۔ وہ اپنے ڈیسک پر بیٹھی اپنی چیزیں سیٹ کر رہی تھی جب حامد اپنے دھیاں اندر داخل ہوا۔۔۔ مارننگ سر۔۔۔ وہ اسکے ڈسک کے پاس سے گزرنا حسب معمول کھڑے ہوتے اسے وش کیا۔۔۔ جاتا جاتا وہ رک کر پلٹا اور ایک گہری نگاہ اس پر ڈالی۔۔۔ ہلکے گلابی کاٹن کے شلوار قمیض پر ہم رنگ آنچل اوڑھے وہ کافی فریش لگ رہی تھی۔۔۔

نینا اسکی اس نگاہ سے جزبر ہوا اٹھی۔۔۔ ہمیشہ تو وہ مارننگ وش کر کے آگے بڑھ جاتا تھا آج کیوں رکا۔۔۔

وہ عادتاً لب چبانے لگی۔۔۔ ایک ہلکی سی مسکراہٹ حامد کے بلبوں پر اٹھی۔۔۔ مس نگارش آپ بہت پیاری ہیں۔۔۔ حامد کی اس بات پر نینا کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ جھکی پلکیں مزید جھکتی چلے گئیں۔۔۔ لیکن ٹرسٹ می آپ اور بھی پیاری لگیں گی اگر چہرے کا پردہ کریں گی تو۔۔۔

مسکرا کر کہتا وہ آگے بڑھ گیا جبکہ نینا ساکت سی کھڑی ڈھنکے انداز میں کرسی پر بیٹھی اور چہرے پر ہاتھ پھیرتے مختل حواس بحال کرنے چاہے۔۔۔

شاید یہ کل ہی نئے نئے بندھے رشتے کا اعجاز تھا کہ وہ آج اسے ٹوک گیا تھا۔۔۔
نینا نے سر جھٹکتے بڑی مشکل سے اپنا فوکس کام پر کیا۔۔۔ لیکن وہ حامد کی کہی بات پر
عملدار ہونے کا پورا پورا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔

خان مینشن میں جشن کا سماں تھا۔۔۔ وہاں اس گھر کے دونوں بڑے بیٹوں عدنان
خان اور ذوہیب خان کی شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئی تھی اور اب زور و شور سے
تیا ریاں چل رہی تھیں۔۔۔

شادی کی تیاریوں میں پیسہ پانی کی طرح بہا یا جا رہا تھا۔۔۔ شادی سے تین ہفتے پہلے
ہی ناجانے کون کونسی رسمیں نکال کر فنگشنز شروع کر دیئے گئے تھے۔۔۔
ذوہیب خان تو اپنی شادی کا ایک ایک فنگشن انجوائے کر رہا تھا جبکہ ایک عدنان ہی
تھا جو محض آفس اور کام میں خود کو جھونکے ہر طرف سے لا تعلق سا تھا۔۔۔
اپنے اس بھائی کو دیکھ شامیر کے دل سے ہوک سی اٹھتی۔۔۔

اب بھی عدنان کھڑے کھڑے کوئی فائل لینے گھر آیا تھا۔۔۔ جبکہ لاونج میں
چیزوں کا جیسے مینا بازار لگا تھا۔۔۔ جیولر ٹاپ ٹرینڈ کی جیولری لئے گھر ہی آ گیا

تھا۔۔ جبکہ ذوہیب رحم کے ساتھ بیٹھا ویڈنگ ڈریس کے لئے ڈیزائنرز کی فی کلکیشن دیکھ رہا تھا۔۔۔

ایسے میں محض شامیر تھا جو ان سب سے لا تعلق سنگل صوفے پر بیٹھا موبائل پر رات ایمان کی سبحان شامیر خان کی بھیجی گئی تصاویر اور ویڈیو دیکھتا مسکرا رہا تھا۔۔۔

اسکی دلچسپی سب سے الگ تھی۔۔۔ اسکی دوسری دنیا میں اسکے لئے دلچسپی کا ایسا سامان تھا کہ وہ اپنی اس دنیا میں ہو کر بھی وہاں نہیں تھا۔۔۔ گویا دل وہ اپنی اسی دنیا میں چھوڑ آیا تھا۔۔۔

آوعدنان۔۔۔ تم بھی اپنے لئے دلہا ڈریس سلیکٹ کرو۔۔۔ ویسے کیا پہننے کا ارادہ ہے تمہارا۔۔۔ ذوہیب خان لیپ ٹاپ پر جھکے مصروف سے انداز میں سیڑھیاں اترتے عدنان خان سے مخاطب ہوا تو شامیر بھی موبائل بند کر کے جیب میں رکھتا ان سب کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

دیکھ لو تم خود ہی ذوہیب۔۔۔ سیم ڈریسنگ کرنی چاہو تو بھی۔۔۔ کلربریک کرنا چاہو تو بھی۔۔۔ اور میرا سائز پہلے ہی ڈائزائز کے پاس ہے۔۔۔ وہ بے زاری سے کہتا آگے بڑھ گیا جبکہ اسکی لا تعلق دیکھ لاؤنچ میں سناٹا چھا گیا۔۔۔

سیڑھیاں اترتے بابا نے بیٹے کی لا تعلق شدت سے محسوس کی لیکن خاموش رہے۔۔۔ ابھی فلحال انکے لئے اتنا کافی تھا کہ انکا بیٹا انکی بات ماننا شادی کر رہا تھا۔۔۔

ماں نے ہاتھوں پر سرسوں جمار کھی تھی۔۔۔ یہ ہی وجہ تھی کہ جلد از جلد حامد اور نینا کی شادی کی ڈیٹ فکس کر کے اب شادی کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔۔۔

آج کل ماں بھابھی اور ایمان کے خوب خوب بازاروں کے چکر لگ رہے تھے۔۔۔ ایمان کی مصروفیات بہت بڑھ گئی تھیں۔۔۔ وہ کالج دوبارہ جوائن کر چکی تھی۔۔۔

کالج ٹائمنگ میں سبحان ماں کے پاس ہوتا۔۔۔ اور ننھے سبحان کی اتنی مصروفیات تھیں کہ اسے کسی اور چیز کا ہوش ہی نہ رہتا۔۔۔

بیٹے کو سجانا سنوارنا اسکا بہترین مشغلہ تھا۔۔۔ اور اسکی پیاری پیاری تصویریں اور کھکھلاتی ویڈیوز لے کر اسکے باپ کو سینڈ کرنا اس سے بھی بہترین مشغلہ تھا۔۔۔ بہت نامحسوس انداز میں وہ ننھی جان ماں اور باپ کو جوڑنے والی کڑی بن چکا تھا۔۔۔

اور اسکی آمد سے شامیر پر بھی بہت سے مثبت اثرات مرتب ہوئے تھے۔۔۔ وہ جو پہلے مہینے مہینے بعد اس سے رابطہ کرتا تھا۔۔۔ اب ہر دوسرے دن وقت بے وقت فون کر ڈالتا۔۔۔

پہلے اس سے ایمان کی محض بات ہوتی تھی۔۔۔ اب اسکی ہر کال ہی ویڈیو کال ہوتی۔۔۔ اور ویڈیو کال پر وہ ان دونوں کی مستیاں بہت انجوائے کرتا۔۔۔ اب بھی وہ بازار سے آکر بیٹھی تھی۔۔۔ سبحان کو سلا کر اسنے خود شاور لیا۔۔۔ ابھی نم بال سلجھا ہی رہی تھی کے اسکا فون بج اٹھا۔۔۔ اور فون پر جگمگاتا نمبر دیکھ وہ کھل اٹھی۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔ فون اٹھا کر وہ مسکراتی ہوئی آکر بستر پر بیٹھی۔۔۔ دوسری جانب اسکا تروتازہ چہرہ ادیکھنا جانے شامیر کو کتنا ڈھیروں ڈھیروں سکون محسوس ہوا تھا۔۔۔

آپکا شہزادہ اس وقت آرام فرما رہا ہے۔۔۔ اسنے سبحان کے ساتھ نیم دراز ہوتے
اسکے ماتھے کا بوسہ لیا تو شامیر مسکرا دیا۔۔۔۔

اور میرے شہزادے کی ماں۔۔۔ اسنے مسکراہٹ دہائی۔۔۔ وہ تو آپکے سامنے ہی
ہے۔۔۔ کنزل نے لا پرواہی سے شانے اچکائے۔۔۔

شامیر آپ سے ایک التجا کرنی تھی۔۔۔ یکدم کچھ یاد آنے پر وہ سنجیدہ ہوتی
سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔۔

آپ حکم کیجئے جناب۔۔۔ وہ اسکے انداز دیکھ مسکرا دیا۔۔۔۔
نہیں حکم نہیں التجا۔۔۔

اوکے۔۔۔ اوکے۔۔۔ بولیں۔۔۔
حامد بھائی کی شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئی ہے۔۔۔ اسنے لب کترے

اوہ گڈ۔۔۔ انفیٹ کانگریجو لیشنز۔۔۔۔

تھینکس۔۔۔ وہ بے دلی سے بولی۔۔۔

یہ تو خوشی کی خبر ہے نا ایمان پھر اتنی ججھی ججھی سی کیوں ہو۔۔۔ وہ اسکا بجھا بجھا انداز
دیکھ الجھا

خان پلیر کیا آپ اپنے مصروف ترین شیڈیول سے تھوڑا سا وقت نکال سکتے ہیں۔۔۔ ہماری شادی کے بعد میرے خاندان میں پہلا فنگشن ہے۔۔۔ آپ کی شمولیت لازمی ہے۔۔۔ ورنہ بہت باتیں بنیں گی۔۔۔ پورا خاندان اکٹھا ہو گا۔۔۔ وہ جھجھکتی ہوئی منمنائی۔۔۔

شامیر مسکرا دیا۔۔۔ بس اتنی سی بات۔۔۔ جناب آپ کے لئے تو جان بھی حاضر ہے۔۔۔

آج کل خان کے بدلتے موڈ کے باعث خان کی ایسی باتیں ہمیشہ ہی اسکا دل ڈھرکا جاتی تھیں۔۔۔ وہ اندر سے ہلکی پھلکی ہو گئی۔۔۔ صد شکر کے خان مان گیا۔۔۔ اب وہ بھائی کی شادی بے فکری سے انجوائے کر سکتی تھی۔۔۔ شادی کس ڈیٹ کو ہے۔۔۔ شامیر بستر پر نیم دراز ہوتا بولا۔۔۔۔۔ اس مہینے کی ستائیس اٹھائیس اور انتیس۔۔۔۔۔

تاریخ سن کر وہ یکدم خاموش ہو گیا۔۔۔ حنکے چہرے کی مسکراہٹ تک غائب ہو گئی۔۔۔

ایمان نے اس کے بدلتے چہرے کے تاثرات شدت سے نوٹ کئے۔۔۔

کیا ہوا خان۔۔۔ سب خیریت ہے نا۔۔۔
ایمان ستائیس تاریخ کو عدنان بھائی اور ذوہیب بھائی کی بارات ہے۔۔۔۔
اوہ۔۔۔ شامیر کے بتانے پر اسکا سارا جوش ماند پڑ گیا۔۔۔ ظاہر سی بات تھی وہ
اب سکے بھائیوں کی شادی چھوڑ کر تو آنے سے رہا۔۔۔۔
لیکن میں پھر بھی کوشش کروں گا۔۔۔ کے وقت کی توڑ جوڑ کر کے اسے میچ کر
سکوں۔۔۔ کسی طرح دونوں ہی فنگشنز اٹینڈ کر سکوں۔۔۔
وہ جانتی تھی کہ شامیر اب اسکا اتر اچھا دیکھ اسے تسلی دے رہا تھا۔۔۔۔
جیسے اسکے لئے اسکے بھائی کی شادی کا فنگشن اہم تھا۔۔۔ یقیناً شامیر کے لئے بھی
اسکے بھائیوں کی شادی اتنی ہی اہم تھی۔۔۔ اور اسلام آباد سے لاہور کا فاصلہ اتنا
بھی کم نہ تھا کہ وہ دونوں فنگشنز اٹینڈ کر سکتا۔۔۔
کوئی بات نہیں شامیر۔۔۔ آپ فنگشن انجوائے کریں۔۔۔ میں میچ کر لوں گی۔۔۔
وہ بے دلی سی کہتی رابطہ منقطع کر گئی۔۔۔۔

اللہ کر کے وہ دن بھی آپہنچا جس کا ماں اور ایمان کو شدت سے انتظار تھا۔۔۔۔۔
آج حامد کی مہندی تھی۔۔۔ گھر مہمانوں سے بھرا پڑا تھا۔۔۔ ایمان شادی سے چند
دن پہلے ہی ماں کے گھر جانا چاہتی تھی۔۔۔ لیکن اپنے موڈی چھوٹے نواب کے
باعث نہیں جاسکی۔۔۔ اس کا چھ ماہ کا بیٹا اس لائف سٹائل کا عادی ہو چکا تھا جو اسکے
باپ نے اسے دیا تھا۔۔۔ نا وہ زیادہ گرمی برداشت کرتا اور نا ہی زیادہ رش۔۔۔ یہ
ہی وجہ تھی کہ کل ماں کے گھر جا کر رکنے کی شدید خواہش کے باوجود وہ وہاں رک
نا سکی۔۔۔ کیونکہ اسکے صاحبزادے نے یکدم اتنے لوگوں کو دیکھ کر رونا شروع کر
دیا۔۔۔ پھر کیا ایمان کیا ہی ماں اور کیا ہی سجاد اور حامد وہ کسی سے نا سمجھلا۔۔۔ یہ
ہی وجہ تھی کہ وہ محض ایک گھنٹے بعد ہی واپس اپارٹمنٹ آگئی۔۔۔
اب بھی وہ مہندی کے فنگیشن کے حساب سے سبز شرارے پر سرخ لانگ شرٹ
زیب تن کئے سبز اور سرخ ہی آنچل شانے پر ڈالے پھولوں کی جیولری پہنے ہلکا سا
میک اپ کئے تیار شیار سی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ جبکہ سبحان شامیر
خان وائٹ کرتا شلوار میں ملبوس چھوٹا سا سبز دوپٹہ گلے میں ڈالے پرام میں لیٹا
سوفٹ ٹوئے سے کھیل رہا تھا۔۔۔

یہاں اتنے خوش ہو بے بی۔۔۔ پلیز وہاں جا کر بھی ایسے ہی رہنا۔۔۔ میرا شونا رونا
مت وہاں جا کر۔۔۔ ورنہ ماما آپکے ماموں کی شادی کیسے اٹینڈ کرے گی۔۔۔ وہ
اسکے سامنے دوزانو بیٹھی اس سے یوں باتیں کر رہی تھی جیسے وہ اسکی ساری باتیں
سمجھتا ہو۔۔۔ اور وہ بھی آگے سے ہاتھ اٹھاتا اپنی آواز میں اسے یوں جواب دے
رہا تھا جیسے وہ اسکی ساری باتیں سمجھتا ہو۔۔۔۔۔

سبحان کے اس قدر ایکٹو ہونے کی وجہ بھی یہ ہی تھی کہ ایمان چلتی پھرتی اس سے
بہت سی باتیں کرتی اسے ہمہ وقت اپنی جانب متوجہ رکھتی تھی۔۔۔
ایمان نے اپنی اور سبحان کی تیاری سے مطمئن ہو کر سبحان کی پر ام کے ساتھ
دوزانو بیٹھے ہی ایک اپنی اور اسکی سیلفی لی اور پھر اپنے شہزادے کی ڈھیروں
تصویروں کے ساتھ وہ تصویر بھی اسکے باپ کو سینڈ کر دی۔۔۔

لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ تصویر میلوں دور اپنے لگزری کمرے میں بھائیوں کی
بارات کے لئے تیار ہوتے شامیر کے موبائل پر پہنچیں۔۔۔ بارات کا ناٹ فنگشن
تھا اور بارات نکلنے کو تیار کھڑی تھی محض وہی لیٹ تھا تبھی بجلت بال بناتے اسنے
نوٹیفیکیشن کی آواز پر واٹس ایپ کھولا اور سامنے ان تصویروں میں اسکی نظر ان

ماں بیٹے کی مشترکہ تصویر پر گویا ٹھہر سی گئی۔۔۔ وہ لگ بھی اتنی ہی پیاری رہی تھی
کے اسکی تصویر پر ٹھٹھکا جاتا۔۔۔ بے ساختہ ایک مسکراہٹ شامیر کے ہونٹوں پر
ابھری۔۔۔

اسنے زبردست کی ایمو جی ان دونوں کی تصویر کے نیچے لگاتے اسے ری سینڈ
کیا۔۔۔

حامد کی مہندی کا فنگشن عروج پر تھا۔۔۔ گھر مہمانوں سے بھرا پڑا تھا۔۔۔ ننھیال
اور دودھیال سے سبھی رشتہ دار آئے تھے۔۔۔
ایسے میں سبحان آتا ہوا راستے میں ہی سو گیا تو ایمان نے اسے حامد کے کہنے پر اسکے
کمرے میں لٹا دیا کیونکہ وہ کمر خالی تھا۔۔۔۔۔ صد شکر کے وہ شادی کے فنگشنز اٹینڈ
کرنے کے لئے نورین کو ساتھ لائی تھی تبھی نورین کو سبحان کے پاس بیٹھا کر بے
فکری سے اب باہر مہمانوں سے مل رہی تھی۔۔۔

ایمان کے بدلتے سٹیٹس کے باعث اسے سب رشتہ داروں کی جانب سے وی آئی پی پروٹوکول مل رہا تھا۔۔۔ رشک اور حسد سے ملی جلی نگاہیں اسکے دکتے روپ کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔

ایمان تمہارا شوہر نہیں آیا ساتھ۔۔۔ لوگ اپنے پسندیدہ مشغلے کی جانب آچکے تھے۔۔۔

ارے بھی اونچے لوگ ہیں وہ بھلا کہاں یہاں ان چھوٹے گلی محلوں میں آنا پسند کرتا ہو گا۔۔۔

دوسری عورت نے ٹھٹھہ لگایا۔۔۔

ایمان گم صم سی انہیں دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں آئی۔۔۔ ارے رہنے دو ایمان۔۔۔ اب وارفتہ تو وہ تم پر

ہو گا نا۔۔۔ تم ہو بھی تو اتنی خوبصورت۔۔۔ کر دیا ہو گا تمہاری خوبصورتی نے اسے

متاثر۔۔۔ لیکن تمہارے پچھلوں سے ملنا کیوں پسند کرے گا وہ بھلا۔۔۔

ایسی بات نا ہوتی تو وہ تمہارے ساتھ تمہارے مائیکے کے اتنے اہم فنگشن پر نا

ہوتا۔۔۔ اسکی ممانی نے ناک سے مکھی اڑائی۔۔۔

ایمان کا دل مکدر ہونے لگا۔۔۔ اسنے انکی تصدیق کی نافرمانی بس محض انہیں قیاس لگاتے سنتی رہی۔۔۔

ارے شازمہ تمہاری شادی کو دو سال ہو گئے نا۔۔۔ ابھی تک کوئی خوشخبری نہیں سنائی۔۔۔ اسکی ایک کزن کے وہاں آ جانے پر سب اسکی جانب متوجہ ہو گئے۔۔۔ یکدم اس لڑکی کی رنگت بھی انکے سوالوں پر ایمان کی مانند ہی فق ہوئی۔۔۔۔ ایمان ایک تاسف زدہ نگاہ ان سب پر ڈالتی بھاری دل کے ساتھ وہاں سے اٹھ آئی۔۔۔

پتہ نہیں لوگوں کو کونسی تسکین حاصل ہوتی تھی دوسروں کی ذاتیات میں گھس کر۔۔۔ انکے کھر نڈ لگے زخم کھرچ کر۔۔۔ کوئی اپنے گھر میں کیا ہے۔۔۔ کیسے گزارا کر رہا ہے۔۔۔ بھلا آپکو اس سب سے کیا غرض۔۔۔ لوگ اپنے کام سے کام کیوں نارکھتے تھے۔۔۔ حامد کی رسم شروع ہوئی تو ماں کے بعد وہ جا کر رسم کر آئی۔۔۔ سبحان نے اٹھتے ہی گھر سر پر اٹھالیا۔۔۔

ارے موڈی باپ کا موڈی بیٹا ہے۔۔۔ باپ کی طرح یہ کہاں یہاں ٹھہرنا پسند کرے گا۔۔۔

لوگوں کے تبصروں پر ایمان لب بھینچ گی۔۔۔ جتنی وہ بھائی کی شادی کے لئے ایکسائٹڈ تھی۔۔۔ ساری ایکسائٹمنٹ کا فور ہو گئی تھی۔۔۔

پتہ نہیں کیوں لوگ اپنی باتوں کے نشتروں سے دوسروں کے چہروں پر کھلی مسکراہٹ نوچ کر تسکیں حاصل کرتے تھے۔۔۔

سبحان اسقدر گیڈ رنگ میں سمجھنے کا نام نالے رہا تھا۔۔۔ وہ تنہا رہنے والا بچہ اس ماحول کا عادی نہ تھا۔۔۔ کچھ اسکا دل اسقدر مکدر ہو چکا تھا کہ وہ نیچ فنگشن سے ہی سبحان کی بدولت گھر واپس آ گئی۔۔۔

ایمان اس وقت ڈھیلے سے لباس میں ملبوس کھوئی کھوئی سی بستر پر بیٹھی تھی۔۔۔ سبحان پاس ہی لیٹا اپنے ننھے ننھے سے ہاتھ پاؤں مارتا کھیل رہا تھا۔۔۔ وہ وہاں سے واپس تو آ گئی لیکن دماغ جیسے وہیں کہیں اٹک گیا تھا۔۔۔

کیوں لوگ دوسروں کی زندگیوں میں اتنا انٹرفیر کرتے ہیں۔۔۔ کیوں وہ کسی کو خوش نہیں دیکھ سکتے۔۔۔ کوئی رو رہا ہو گا تو ہمدردی کے دو بول بولنے آجائیں گے۔۔۔ اگر کوئی خوش ہو گا تو لوگوں سے اسکی خوشی کیوں نہیں دیکھی جاتی۔۔۔ یا اگر کوئی کامیاب ہو رہا ہو گا تو لوگ اسکی خوشی میں خوش ہونے کی بجائے اسکی ٹانگ کیوں کھینچنے لگتے ہیں۔۔۔ ہم کیوں اسقدر نیگٹو ہوتے جا رہے ہیں۔۔۔ شاید اسی بدولت ہماری زندگیوں سے برکتیں اٹھتی جا رہی ہیں۔۔۔ ہم ہمہ وقت بے سکونی چڑچڑے پن اور ڈپریشن میں رہنے لگے ہیں۔۔۔ وہ مسلسل ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی کس غیر مری نقطے کو دیکھتی دماغی طور پر کہیں اور ہی پہنچی ہوئی تھی۔۔۔ جب جب ہم قانون قدرت کے خلاف چلیں گے ہم بے سکون رہیں گے۔۔۔ اور قانون قدرت کیا ہے۔۔۔

ہمیں حکم کس چیز کا ملا ہے۔۔۔ سب سے پہلے تو اپنی نعمت چھپالو۔۔۔ اسے ابھی پچھلے دنوں ہی کی پڑھی بات یاد آئی کے فرمایا گیا اگر آپکے گھر میں کوئی اچھی چیز بنے تو سب سے پہلے اپنے ہمسائیوں کو دو۔۔۔ اگر چیز اتنی وافر مقدار میں نا ہو کے

اسے کسی کو دیا جاسکے تو اس چیز کی خوشبو بھی آپکے ہمسائیوں کے گھروں تک نہیں پہنچنی چاہیے۔۔۔ تاکہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔۔۔ اس چیز کی خوشبو سے کسی کا وہ چیز کھانے کو دل ناچلے۔۔۔

لیکن ہم اس کے الٹ چل پڑے۔۔۔ آج کل ٹرینڈ ہی ایسا سیٹ ہو گیا کہ کوئی بھی نعمت ہو استعمال بعد میں کرو پہلے اسے سوشل میڈیا پر اپلوڈ کرتے اسکی تشہیر کر ڈالو۔۔۔ پھر چاہے وہ کوئی کھانے کی چیز ہو۔۔۔ ٹریول ہو یا کچھ بھی۔۔۔ شاید اسی لئے ہماری چیزوں سے برکت اٹھنے لگی۔۔۔ کیونکہ ہم نعمت سمجھانے کی بجائے شو آف میں پڑ گئے

یہ تھا ایک پہلو۔۔۔ دوسرا پہلو کیا تھا بھلا۔۔۔ اسنے دماغ پر زور ڈالا۔۔۔ کے اگر کسی کی اچھی چیز دیکھو۔۔۔ کوئی ایسی چیز جسکی تمہارے دل میں خواہش ہو اور تم اسے حاصل نہ کر پاؤ بلکہ کوئی اور اسے حاصل کر لے تو اسکی اس اچھی چیز کو دیکھ کر بجائے حسد میں مبتلا ہونے کے اس شخص کی اس چیز سے خوش ہو کر اسے دل سے دعا دو۔۔۔ شاید تمہارے اس عمل کی بدولت وہ رحیم ذات تمہیں بھی اس سے نواز دے۔۔۔

لیکن اسکی بجائے لوگوں کی کریدنے اور انگلیاں اٹھا کر مثبت بات پر بھی منفی پہلو ڈھونڈ کر دوسروں کی زندگیوں میں بے جا مداخلت نے ہماری زندگیوں سے سکون رخصت کر دیا۔۔۔

یکدم سبحان کے رونے کی آواز پر وہ چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔ وہ شاید کھیلتے کھیلتے تھک کر اب بھوک سے رو رہا تھا۔۔۔ ایمان نے اسکا فارمولہ ملک تیار کرتے فیڈر اسکے منہ سے لگایا اور اسے تھکتے ہوئے سلانے لگی۔۔۔

نہیں لوگوں کی سوچ کو بدلنا یا انکے اندر سے صدا کا بھراز ہر نکالنا میرے بس میں نہیں۔۔۔ میں وہی کروں گی جو میرے بس میں ہے۔۔۔ اور وہ ہے لوگوں کی منفی باتوں کا اثر قبول نہ کرنا۔۔۔

ہاں میں کسی کے بھی منہ سے نکلی نشتر کی مانند چھبتی باتوں کا اثر قبول نہیں کروں گی۔۔۔ کیونکہ میں خوش ہوں اپنی زندگی سے۔۔۔ مطمئن ہوں اس حال میں جس حال میں مجھے میرے رب نے رکھا۔۔۔

لوگوں کی کوئی بھی باتیں مجھے برا محسوس نہیں کروا سکتیں۔۔ کیونکہ میں شکر گزار ہوں اپنے رب کی جس نے مجھے اتنی بہترین زندگی دی۔۔ ایک ذمہ دار شوہر اور بیٹے جیسی نعمت سے نوازا۔۔ اسنے گہری سانس خارج کرتے خود کو ہر نادیدہ بوجھ سے آزاد کروانا چاہا۔۔

میرا شوہر نہیں آسکا کیونکہ وہ مجبور تھا۔۔ انکے اپنے سگے بھائیوں کی شادی ہے۔۔ لیکن میں وضاحتیں کسی کو نہیں دوں گی۔۔۔ سبحان سو گیا تو وہ عشاء کی نماز ادا کرنے کو اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

کمرے میں زیر و پاور کی لائٹ جل رہی تھی۔۔ ایسے میں اے سی کی خنکی میں ایمان کندھوں تک کمر ٹراوڑھے سو رہی تھی۔۔ ساتھ ہی ننھا سبحان محو استراحت تھا۔۔ دفعتاً سائیڈ ٹیبل پر پڑے ایمان کے موبائل پر فجر کے لئے سیٹ کیا گیا الارم بجاتا تو اسنے مندھی مندھی آنکھیں کھولتے سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھایا اور الارم بند کیا۔۔

کچھ سیکنڈ کے توقف سے وہ آنکھیں مسلتی سیدھی ہوئی جب سبحان کے مقابل دیکھتے
اسکا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ آنکھیں خوف سے پھٹ گئیں جبکہ حلق سے ایک
دلخراش چیخ بلند ہوئی۔۔۔

کیا ہوا ایمان۔۔۔ نوار نے جھٹکے سے اٹھتے سائید لیمپ جلایا۔۔۔
ایمان ہنوز ہونق بنی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ اپنے حواسوں میں نا لگتی تھی۔۔۔
کیا ہوا ایمان۔۔۔ شامیر نے پریشانی سے اسکی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی۔۔۔
آ۔۔۔ آپ خان۔۔۔۔۔ وہ ہکلائی۔۔۔۔۔

نہیں خان کا بھوت۔۔۔ یو سلی گرل۔۔۔ محض یہ بات پوچھنے کے لئے تم نے رات
کے اس پہر میرے کان کے پردے پھاڑ ڈالے۔۔۔۔۔ وہ دانت پیس کے کہتا خود کو
ڈھیلا چھوڑ کر تکیے پر گرا۔۔۔

نخ۔۔۔ خان آپ کب آئے۔۔۔ اسنے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے اسے تر
کیا۔۔۔

آپکے تو بھائیوں کی شادی۔۔۔

اففففف۔۔۔ ایمان بولا تھانا میں نے کے میں ٹائم میچ کر کے دونوں فنگشنز اٹینڈ کر
لوں گا۔۔۔ وہ اوندھے منہ لیتے تکیے پر گال رکھے اسکی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔
رات تین بجے بھائیوں کی بارات واپس آئی ہے۔۔۔ صد شکر کے دونوں کی بارات
ایک ہی ہال میں تھی۔۔۔ انکے گھر آتے ہی میں بائے ایئر پہلی فلائیٹ سے یہاں
آگیا۔۔۔

اور انکا ولیمہ۔۔۔ ایمان کی شاید تشفی نا ہوئی تھی۔۔۔ شامیر نے مندھی آنکھیں
کھول کر اسے دیکھا۔۔۔ ان میں رتجگے اور تھکاوٹ کی سرخی اتری ہوئی تھی۔۔۔
اتنی رات کو بارات واپس آئی ہے کل شام سے پہلے تو کوئی بھی نہیں اٹھنے والا۔۔۔
لحاظہ ولیمہ ایک دن کے گیپ سے ہے۔۔۔
اوہ۔۔۔ ایمان ریلیکس ہوئی۔۔۔
تھینکیو خان۔۔۔

میری بات سنو تم۔۔۔ بہت تھکا ہوا ہوں میں۔۔۔ تم ایک دفعہ میری نیند خراب کر
چکی ہو۔۔۔ بڑی مہربانی دوبارہ مت کرنا۔۔۔ شادی پر کتنے بجے جانا ہے۔۔۔ بات
کرتے کرتے وہ رکا۔۔۔

بارہ بجے۔۔۔

گڈ مجھے گیارہ بجے جگا دینا۔۔۔ لیکن گیارہ سے ایک منٹ پہلے نہیں۔۔۔ میں چند گھنٹوں کی نیند لینا چاہتا ہوں۔۔۔ اپنی بات مکمل کر کے وہ سبحان کے گرد حصار بناتا اسکے چہرے کا بوسہ لے کر پھر سے آنکھیں موند گیا۔۔۔ جی بہتر۔۔۔ ایمان مسکراتی ہوئی وضو کرنے کو اٹھ گئی۔۔۔

فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد ایمان شامیر کی نیند خراب ہونے کے ڈر سے کمرے کی بجائے لاؤنج میں آکر قرآن پاک کی تلاوت کرنے لگی۔۔۔ لیکن یہ وہ آواز تھی جسے سنتے ہی شامیر کی نیند ٹوٹ جاتی تھی۔۔۔ وہ الگ بات کے آج تک وہ اس آواز کی بدولت نیند ٹوٹنے پر کبھی غصہ نہ ہوا تھا۔۔۔ آج بھی یہ ہی ہوا۔۔۔ وہ بستر پر چپٹ لیٹا مندھی مندھی آنکھیں کھولے اس پر تاثیر نرم اور میٹھی آواز کو سن رہا تھا جو دل کے راستے سیدھا روح میں اترتی تھی۔۔۔۔۔ اس آواز میں سکون تھا۔۔۔ ایمان سورت الرحمن کی تلاوت کر رہی تھی اور اسکا لفظ لفظ شامیر کو اپنے دل پر

اتر تا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ نیند کا غلبہ اب بھی طاری تھا لیکن اب وہ شعوری
کوشش سے تلاوت سن رہا تھا۔۔۔

تلاوت مکمل کر کے ایمان نے قرآن پاک جزا دن میں لیٹا اور اسے بک شلف میں
سب سے اوپر رکھ کر کمرے میں واپس آئی۔۔۔ بیڈ کے قریب آکر اسنے پہلے
سبحان پر پھونک ماری پھر گھوم کر شامیر کی جانب آکر اس پر جھکتی پھونک مار کر
سیدھی ہونے ہی والی تھی جب بے ساختہ شامیر نے اسکی کلائی تھامتے اسے اپنی
جانب کھینچا۔۔۔

آہ۔۔۔ اس غیر متوقع رد عمل پر ایمان کا دل خوف سے ڈھرکا اور توازن برقرار
رکھنے کو اسنے سرعت سے سائیڈ ٹیبل پر ہاتھ رکھا۔۔۔
اب صورتحال یہ تھی کہ وہ اس پر جھکی کھڑی تھی جبکہ شامیر سرخ نیند کے خمار
میں ڈوبی آنکھیں کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اتنی بڑی ساحرہ ہو تم۔۔۔ اور کتنا سحر پھونکو گی مجھ پر۔۔۔ قید تو کر لیا شامیر خان کو
تم نے کنزل ایمان۔۔۔ اسکی آواز گنودہ تھی۔۔۔ ایمان کو لگا وہ شاید حواسوں میں
نہیں۔۔۔

اب یہ سحر پھونکنا بند کر دو ایمان۔۔۔ دل تمہاری جانب ہمکتا ہے۔۔۔ میری دنیا میں میرا اب دل نہیں لگتا۔۔۔ میں وہاں ہو کر بھی وہاں نہیں ہوتا۔۔۔ تم یوں میری زندگی بہت مشکل بنا دو گی ایمان۔۔۔ خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو۔۔۔ بات کرتے اسکی ایمان کی بازو پر گرفت رفتہ رفتہ ڈھیلی ہوئی اور نیم غنودہ آنکھیں مکمل بند ہو گئیں۔۔۔ لیکن سونے سے پہلے وہ ایمان پر جو انکشاف کر چکا تھا اسنے ایمان کو پتھر کا بنا ڈالا۔۔۔۔

آنسو زار و قطار اسکی آنکھوں سے بہنے لگے۔۔۔ دل چاہا ابھی اس پاک ذات کے حضور پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔۔۔۔

دل بے ہنگم انداز میں ڈھرنے لگا تھا۔۔۔ وہ سینے کے مقام پر ہاتھ رکھے اسے زور سے مسلٹی لاؤنچ میں آتی صوفے پر ڈھ گئی۔۔۔

اگر ہمیں دعاؤں کی تاثیر کا علم ہو جائے تو شاید ہم دعائیں مانگتے ناتھکیں۔۔۔ دعا کس قدر پاور فل چیز ہے ہمیں اندازہ ہی نہیں۔۔۔ کیونکہ ہمیں دعا مانگنے کا طریقہ ہی نہیں آتا۔۔۔ دعا کس کس انداز میں آپکی قسمت بدلتی ہے اور کیسے کیسے آپکی راہوں کے کانٹے چنتی ہے اگر ہمیں اس چیز کا اندازہ ہو جائے تو شاید ہم صبح و شام

اس پاک ذات سے دعائیں مانگتے ناتھکیں جسکے ہاتھ میں پوری کائنات کا نظام ہے۔۔۔ جو سارے جہانوں کا بادشاہ ہے۔۔۔

اے ابن آدم تمہاری ہر دعا کے ساتھ تمہارا رب تمہارے لئے راہیں ہموار کر رہا ہوتا ہے۔۔۔ کبھی کسی کا دل تمہارے لئے نرم کر کے تو کبھی کسی دوسری طرف سے تمہارے لئے وسیلے بنا کر۔۔۔

صبح کا پڑھا لیکچر یاد آیا تو وہ مزید شدت سے رودی۔۔۔

میرے مالک میں اس قابل تو نہ تھی جتنا تو نے مجھے نواز دیا۔۔۔ میں تو کبھی تصور بھی نہ کر سکتی تھی کہ شاہ میر خان جیسا مکمل شخص کنزل ایمان سے محبت کر سکتا ہے۔۔۔ وہ اپنی دنیا میں رہ کر بھی مجھے یاد کر سکتا ہے۔۔۔ میں نے تو ناممکن کو ممکن کرنے کی دعا مانگی تھی۔۔۔ میں تو ایک ادنیٰ سی بندی ہوں لیکن شاید بھول گئی تھی کہ میرا مالک ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔۔۔ تیرا شکر میرے مالک۔۔۔ میرے شوہر کا دل میرے لئے نرم کرنے کے لئے اور اس میں کنزل ایمان کی محبت ڈالنے کے لئے۔۔۔ اور سب سے بڑھ کر یہ سب مجھ پر آشکار کرنے کے لیے۔۔۔ شاید وہ شخص اس وقت ہوش میں ہوتا تو اس پر کبھی نہ کھلتا۔۔۔

وہ کون تھا جس نے شامیر خان جیسے انا پرست اور ایمان کی جانب مڑ کر نادیکھنے والے شخص کے دل میں اسکی محبت ڈالی اور وہ کون تھا جس نے آج صبح صادق کے وقت اسکی زندگی کا سب سے خوبصورت راز کنزل ایمان پر آشکار کیا۔۔۔۔۔

آج کنزل الایمان کا اپنے رب پر اور دعاؤں کی تاثیر پر ایمان مزید پختہ ہو گیا۔۔۔

اسکے دل سے بے ساختہ نکلا۔۔۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ

سبحان کے اٹھتے ہی ایمان شامیر کی نیند ٹوٹنے کے ڈر سے اسے لاونج میں لے آئی۔۔۔ سبحان کو سیریلیک کھلانے کے بعد اسنے سبحان سے باتیں کرنے کے دوران اپنا ناشتہ بنایا اور لاونج میں سبحان کی پر ام کے سامنے بیٹھتی خود ناشتہ کرنے لگی۔۔۔ ان دونوں کی زندگی گویا ایک دوسرے تک محصور تھی۔۔۔ سبحان اسکی ہر چیز میں شامل تھا۔۔۔ وہ ہمہ وقت بیٹے کو آنکھوں کے سامنے رکھتی یہ ہی وجہ تھی کہ وہ بھی ماں کے آنکھوں سے او جھل ہوتے ہی مچل اٹھتا۔۔۔ یہ تو وہ ماں سے

مانوس ہو گیا تھا جسکی وجہ سے ایمان کالج جا پاتی۔۔۔ لیکن واپس آ کر سارا وقت وہ دونوں ایک دوسرے کے لئے ہی تھے۔۔۔۔

ایمان کا ایک اصول تھا جب شامیر گھر آتا وہ نورین کو چھٹی دے دیتی۔۔۔ اسکا شوہر پہلے ہی اسے کم کم میسر ہوتا اور جب وہ آتا تو وہ اسکی زندگی کی پہلی ترجیح بن جاتا۔۔۔ پھر اسے اپنی زندگی میں کسی تیسرے کی ڈسٹر بنس قبول نا تھی۔۔۔ جو وقت شامیر اسکے پاس ہوتا وہ وقت محض اسکا ہوتا۔۔۔ جس میں محض وہ دونوں ہوتے اور انکی زندگیوں کو مکمل کرتا انکا شہزادہ سبحان شامیر خان۔۔۔ شامیر جن دنوں وہاں ہوتا ان دنوں تو ایمان کالج تک نا جاتی چاہیے اسکا کتنا ہی اہم ٹیسٹ کیوں نا ہوتا۔۔۔ وہ شامیر کا چھوٹے سے چھوٹا کام بھی خود کرتی۔۔۔ اسکے لئے کھانا بناتی۔۔۔ اسکے کپڑے استری کرتی حتکہ اسکے جوتے تک پالش کرتی۔۔۔ ایک دو بار شامیر نے اسے اس کام سے منع کرنا چاہا۔۔۔ لیکن وہ سہولت سے منع کر جاتی۔۔۔

میں یہ سب اپنی مرضی سے کر رہی ہوں شامیر۔۔۔ اور یہ سب کر کے مجھے خوشی محسوس ہوتی ہے۔۔۔ آپ مجھ سے میری خوشی نہیں چھین سکتے۔۔۔ اسکے بعد سے شامیر نے اسے ٹوکنا چھوڑ دیا۔۔۔

ایسے میں وہ کیسے ناسکا گرویدہ ہوتا۔۔۔ وہ لڑکی دل میں گھر کرنے کے فن سے آشنا تھی۔۔۔ تبھی تو شامیر خان جیسا شخص اسکی بے لوث محبت اور وفا کے آگے نانا کرنے کے باوجود گھٹنے ٹیکنے لگا تھا۔۔۔

ناشتہ کرتے وہ مسکرا دی۔۔۔ اسے یاد آیا جب پہلی بار شامیر کو تیار ہوتے دیکھ اسنے شامیر کے ٹائی باندھنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔۔۔ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے شامیر نے مسکراتے ہوئے اسکی خواہش کا احترام کرتے تائی اسکے حوالے کی اور خود سیدھا کھڑا ہو گیا۔۔۔

ایمان ٹائی کو الٹ پلٹ کر کے دیکھتی اسکے قریب آئی۔۔۔ پھر شرٹ کے کھڑے کالر تلے ٹائی رکھے وہ ٹائی دونوں سائیڈوں سے پکڑے اسے شش و پنج سے دیکھنے لگی۔۔۔

کیا ہوا ایمان۔۔۔ باندھ کیوں نہیں رہی۔۔۔ جب کافی دیر تک وہ یو نہی کھڑی
ٹائی دیکھتی رہی تو بلا سحر شامیر الجھتا ہوتا پوچھ بیٹھا۔۔۔
وہ دراصل خان ایک پر اہلم ہے۔۔۔ وہ کھسیائی۔۔۔
کیسی پر اہلم۔۔۔۔۔

وہ دراصل مجھے ٹائی باندھنا نہیں آتی۔۔۔

وھاٹ۔۔۔ شامیر کو چار سو چالیس والٹ کا جھٹکا لگا۔۔۔

مائے گاڈ۔۔ ایمان باندھنی نہیں آتی تو تب سے ہاتھ میں لئے کیوں کھڑی ہو۔۔۔ وہ
تاسف زدہ سا بولا۔۔۔

کوشیش کر رہی تھی نا۔۔۔ اس لئے۔۔۔ آپ سیکھائیں گے تو آجائے گی پکا
خان۔۔۔ وہ آنکھیں پٹیٹا کر کھسیانا سا ہسی تو خان نے اسے تاسف سے دیکھتے نفی میں
سر ہلایا۔۔۔

پلیز سکھائیں نا خان۔۔ ایمان میں الگ ہی اٹریکشن تھی کے خان با آسانی اسکا کہامانتا
اسکے فضول سے کاموں میں بھی ساتھ دینے لگتا۔۔۔

اب بھی یہ ہی ہوا۔۔۔ خان نے اسکے سامنے ٹائی باندھتے اسے سیکھانا شروع کی۔۔۔

اتنی جلدی جلدی نہیں۔۔۔ آہستہ آہستہ۔۔۔ خان نے اسے دیکھتے بندھی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے اسے کھول ڈالا۔۔۔ اور یہاں ہوا اصل کام۔۔۔ ایمان کو ٹائی باندھنی آئی ہو یا نا۔۔۔ کھولنی ضرور آگئی تھی۔۔۔

اسنے اب کی بار آہستہ آہستہ ٹائی کے ناٹ لگاتے اسے کسا۔۔۔ ایمان بہت توجہ سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

اب میری باری۔۔۔ ایمان نے ایک ہی بار میں ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے اسے کھول ڈالا۔۔۔ شامیر ضبط کا مظاہرہ کرتا کھڑا رہا۔۔۔
اب وہ اپنے کو مل ہاتھوں سے رفتہ رفتہ ٹائی کی ناٹ باندھ رہی تھی۔۔۔ مگر ناٹ کسنے پر جو سیٹ ہوئی وہ ٹائی ہر گز نا تھی۔۔۔

میرے خیال سے یہ غلط ہوگئی۔۔۔ آپ ایک مرتبہ پھر سے سیکھائیں نا۔۔۔
ایمان اس سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہوتی ناقدانہ نگاہوں سے اپنی باندھی گئی ٹائی دیکھتی بولی۔۔۔

شامیر نے ضبط سے سانس خارج کی۔۔۔

آج کے لئے اتنا کافی ہے ایمان۔۔۔ باقی کی پڑیکٹس بعد میں۔۔۔ وہ جلدی سے ٹائی
درست کرتا اسکے آگے سے ہٹا۔۔۔

اور اسکے بعد شامیر جب جب ٹائی باندھتا وہ ایک ٹرائی ضرور لیتی۔۔۔ لیکن سچی
بات تھی اسے ابھی تک ٹائی باندھنی نا آئی تھی۔۔۔

ناشتہ مکمل کر کے وہ مسکراتی ہوئی برتن اٹھا کر کچن کی جانب چل دی۔۔۔
ناشتے کے برتن دھو کر اسے سب سے پہلے سبحان کو تیار کیا۔۔۔ پھر خود تیار ہونے
لگی۔۔۔

یہ ایک الگ محاز تھا۔۔۔ تیار ہونے لگتی اور سبحان رو پڑتا تو اسے اٹھا لیتی۔۔۔ وہ
اپنے ننھے ہاتھ اسکی کھلی کمر پر جھولتی شہد رنگ آبشار میں الجھا کر اسے کھینچتا منہ میں
دال لیتا تو وہ بلبلا اٹھتی۔۔۔

رات نورین موجود تھی اس لئے اسے تیاری میں سہولت رہی تھی۔۔۔ لیکن اب
اسکا شہزادہ اسے ناکوں چنے چہوار ہاتھ۔۔۔

تبھی اسنے وال کلاک کی جانب دیکھا جو ساڑھے دس بجارہی تھی۔۔۔ شامیر نے اسے گیارہ بجے اٹھانے کا کہا تھا۔۔۔ لیکن خیر ہے۔۔۔ اتنا وقت اوپر نیچے چلتا رہتا ہے۔۔۔

تبھی وہ سبحان کو اٹھائے کمرے میں آئی اور اسے بے سدھ سوئے ہوئے خان کے پاس بیٹھایا۔۔۔

اٹھ جائیں خان۔۔۔ اپنے افلاطوں کو سمجھالیں۔۔۔ یہ مجھے تیار نہیں ہونے دے رہا۔۔۔

سبحان سوئے ہوئے خان کی جانب متوجہ ہوا تو وہ ڈریسنگ کے سامنے آگئی۔۔۔ وہ اس وقت گولڈن کیپری پر پیچ ایمبر انڈ ڈشرٹ زیب تن کئے ہوئے تھی۔۔۔ شہد رنگ بال پشت پر بکھرے تھے جنہیں وہ سٹریٹرز سے سٹریٹ کر رہی تھی۔۔۔ سبحان نے کچھ دیر تک کھیلنے کے بعد شامیر کے بالوں اپنے ننھے ہاتھوں میں بھرتے اسے زور سے کھینچا۔۔۔

آہہہ۔۔۔ وہ کراہتا ہوا اٹھ بیٹھا۔۔۔ جبکہ ایمان ہس ہس کر لوٹ پوٹ ہو
گئی۔۔۔ کیا ہے یہ سب کنزل ایمان۔۔۔ وہ نیند ٹوٹنے پر بگڑا۔۔۔ سبحان شامیر
خان کی گرفت اتنی ہلکی بھی نہ تھی۔۔۔

کیا ہے۔۔۔ میرا شہزادہ اپنے باپ کے ساتھ انجوائے کر رہا ہے۔۔۔ اور خبردار آپ
نے اسے یا مجھے کچھ کہا تو۔۔۔ اسے ویسے ہی آپ کم کم میسر ہوتے ہیں۔۔۔ اب
میسر ہیں تو اسے انجوائے کرنے دیں۔۔۔ آفر آل اسکا اپنا ذاتی باپ ہے۔۔۔
ایمان کی باتیں سن کر اسکا غصہ جھاگ کی مانند بیٹھا۔۔۔ وہ بیڈ کر اون سے ٹیک لگاتا
اپنے صاحبزادے کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔ جو بیڈ پر اچھلتا منہ سے مختلف قسم کی
آوازیں نکالتا باپ کو اپنی جانب متوجہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔
شامیر نے مسکراتے ہوئے اسے خود میں بھینچا۔۔۔
دونوں ماں بیٹا تیار ہو گئے۔۔۔ بس میں ہی ہیچھے رہ گیا۔۔۔ ناٹ فیر۔۔۔ وہ سبحان
کی ناک سے ناک مس کرتا کھیل رہا تھا۔۔۔

ایمان میرے ہینڈ کیری سے میرے کپڑے بھی نکال دو۔۔۔ اس میں تمہارے اور
سبحان کے بھی میچنگ ڈرسز ہیں تم دونوں بھی چینج کر لو۔۔۔ سیم ڈریسنگ کریں
گے۔۔۔

شامیر کے کہنے پر وہ مسکرا دی۔۔۔

شامیر جب بھی آتا اسکے اور سبحان کے لئے کچھ ناکچھ لاتا۔۔۔ اور جو وہ خود سے لے
کر آتا ان چیزوں کی ایمان کی نظر میں بہت قدر تھی۔۔۔ وہ ہر بار شامیر کی جانب
سے ملنے والے تحفے پر یو نہی کھل اٹھتی۔۔۔ اب بھی وہ دونوں باپ بیٹے کو ایک
دوسرے میں مگن چھوڑ باہر کپڑے نکالنے آ گئی۔۔۔

بارہ بجنے میں چند منٹ باقی تھے۔۔۔ سبحان برینڈ ڈبلیک کرتا شلواری پر سفید

واسکٹ زیب تن کئے بستر پر بیٹھا کھلونوں سے کھیل رہا تھا۔۔۔

جبکہ شامیر وقت کی قلت کے باعث دوسرے کمرے کے واش روم میں تھا۔۔۔

شامیر اور سبحان کا لباس ایک جیسا تھا جبکہ ایمان بلیک میکسی میں ملبوس تھی جس پر

گولڈن پرلز کا کام ہوا تھا۔۔۔

اس میکسی میں اسکی چھب ہی نرالی تھی۔۔۔ سپید رنگت مزید دکنے لگی تھی۔۔۔۔۔
بال پشت پر کھلے چھوڑا سنے ہلکا پھلکا سامیک آپ کیا اور اس لباس کے ساتھ موجود
وائٹ پرلز کی جیولری پہننے لگی۔۔۔

وہ جھک کر اپنے نازک سے سینڈل کے سٹیپ بند کر رہی تھی جب تک سک سے
تیار شامیر خان اپنی پوری وجاہت سمیٹ کمرے میں داخل ہوا۔۔۔۔۔

سٹیپ بند کر کے سیدھے ہوتے ایمان کی ایک نادانستہ نگاہ اس پر اٹھی اور گویا پلٹنا
بھول گئی۔۔۔ سیاہ کرتا شلوار پر سفید واسکٹ پہنے ہلکی بڑھی تراشیدہ بیئرڈ اور جیل
سے سیٹ کئے گئے بال۔۔۔ بیئرڈ اور بال دونوں کا کلر ہلکا براؤن کیا گیا تھا۔۔۔

سرخ و سپید رنگت پر یہ سٹائیلنگ اسے انگریزوں سے مشبہ کر رہی تھی۔۔۔
یہ سپیشل تیاری غالباً بھائیوں کی شادی کے لئے تھی۔۔۔ لیکن خیر جو بھی تھا یہ
سٹائیلنگ اس پر خوب خوب بیچ رہی تھی۔۔۔ اتنی کے ایمان کی اس پر سے نگاہ ہٹا
پانا محال ہوا۔۔۔۔۔

وہ ایمان کی محویت نوٹ کر تا کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں قدم قدم اسکی جانب
بڑھا۔۔۔۔۔

کیا بہت ہینڈ سم لگ رہا ہوں۔۔۔ وہ اسکی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجاتا شیر
ہوا۔۔۔

ایمان چونک کر حواسوں میں لوٹی اور اپنی اس بے خودی پر ہڑبڑا کر نظروں کا رخ
موڑتے ڈریسنگ ٹیبل سے چوڑیاں اٹھاتی پہننے لگی۔۔۔
ہاں مگر میرے بیٹے سے زیادہ نہیں۔۔۔

شامیر خان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔ میرا اور میرے بیٹے کا بھلا کیا موازنہ۔۔۔ وہ
اسکی حالت سے خط اٹھا رہا تھا۔۔۔

کوئی موازنہ نہیں بس میں تو یہ بتانے کی کوشش کر رہی تھی کہ میری ساس کا بیٹا
میرے بیٹے سے زیادہ ہینڈ سم نہیں۔۔۔ شامیر خان اسکے بوکھلائے روپ اور اسکی
لفاظی کو انجوائے کرتا ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔۔۔

لیکن میری ساس کی بیٹی بہت پیاری ہے۔۔۔ وہ شامیر کے پاس سے گزرتی سبحان
کی جانب بڑھ رہی تھی جب اسنے بے ساختہ ایمان کی بازو پکڑتے اسے روکا۔۔۔
اسکا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔

وَللّٰہ۔۔۔ شامیر خان اس پر تب دل ہارا تھا جب وہ دھلے دھلائے چہرے کیساتھ
کالج یونیفارم میں ملبوس تھی۔۔۔ آج تو وہ پھر کیل کانٹوں سے لیس ہے۔۔۔ سوچو
آج خان کا کیا حال ہو گا۔۔۔

یکدم ہی وہ سنجیدہ ہوتا پٹری سے اتر ا۔۔۔ خان کے ہاتھ میں تھا اما ایمان کا ہاتھ کپکپا
اٹھا۔۔۔

خنخ۔۔۔ خان۔۔۔ دیر ہو رہی ہے۔۔۔ پلیز۔۔۔ اسکی بدلتی نگاہوں کے تقاضے ایمان
کو بوکھلارہے تھے۔۔۔

شامیر نے مسکراہٹ دابتے اسکی کلائی چھوڑی۔۔۔
جاو کیا یاد کرو گی۔۔۔ جلدی اپار ٹمنٹ لاک کر کے باہر آو۔۔۔ اس سے پہلے کے
میرا ردہ بدل جائے۔۔۔ وہ سبحان کو اٹھاتا باہر نکلاتا ایمان سرپٹ بھاگتی سبحان کے
لئے تیارہ کردہ منی بیگ اپنا کلچ اور چادر اٹھاتی باہر کو بھاگی۔۔۔

شامیر خان کی لیٹس ماڈل کی ایم جی آکر ایمان کے محلے میں رکی تو ہر کسی کی مرکز
نگاہ وہی گاڑی تھی۔۔۔

اور اس میں سے نکلتی اس جوڑی کو دیکھنا صرف سب کی چلتی زبانیں رکیں بلکہ منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔۔۔ شادی والے گھر میں ایمان شوہر کے سنگ داخل ہوئی تو ماں بیٹی اور داماد کو اکھٹا آتے دیکھ سب کام چھوڑ انکے واری صدقے جاتے نا تھک رہی تھیں۔۔۔

دونوں بھائی خوشدلی سے آکر خان سے ملے۔۔۔ جبکہ سب مہمان انگشت بدنداں ایمان کے شوہر کو دیکھ رہے تھے جسکی پرسنیلٹی سب سے الگ تھی۔۔۔ وہ مرکز نگاہ تھا۔۔۔ کی نگاہوں نے ایمان کو حسد و رشک سے دیکھا۔۔۔

وہ مغرور شہزادہ جو پشت پر ہاتھ باندھے محض بیوی سے مسکرا کر باتیں کر رہا تھا۔۔۔

ایمان نے بالخصوص اسے تمام رشتہ دار خاتون سے ملوایا۔۔۔ بالخصوص کل باتیں کرنے والیں ممانی اور دور پڑے کی رشتہ دار خواتین سے۔۔۔

ایمان یہاں سب مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں جیسے میں کسی دوسرے سیارے سے آیا ہوں۔۔۔ وہ سب کی اپنی جانب اٹھی نگاہوں سے جزبر ہوتا مسکراتا ہوا ایمان کے کان کے قریب جھک کر گویا ہوا تو ایمان مسکرا دی۔۔۔

کہانا میری ساس کا بیٹا پیارا ہے لیکن میرے بیٹے سے زیادہ نہیں۔۔۔
اففف۔۔۔ ایمان۔۔۔ انہیں بتاؤ چیف آف دا گیسٹ میں نہیں حامد ہے۔۔۔ وہ
مرکز نگاہ بنے جزیرہ ہوتا ہے چین ہو رہا تھا۔۔۔
اور ایمان اسکی بے چینی باخوبی بھانپ رہی تھی۔۔۔ کیونکہ واقعی وہ مرکز نگاہ تھا۔۔۔
لوگ حق دق سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔ سب کی توقعات کے مطابق وہ وہاں
نہیں آنے والا تھا لیکن وہ آیا تو آیا اسکی وجاہت و پر سنیلٹی نے سب کو مرغوب کر
ڈالا تھا۔۔۔

دفعۃً سبحان پھر سے اس ہنگامے میں بے چین ہوتا رہنا شروع ہو چکا تھا۔۔۔
اوہ خدا تیرا شکر۔۔۔
سبحان کے رونے پر شامیر کے بے ساختہ شکر ادا کرنے پر وہ حیرت سے اسے دیکھنے
لگی۔۔۔

لاوا ایمان اسے مجھے دویہ یہاں گیڈ رنگ میں ان کمفر ٹیبیل محسوس کر رہا ہے میں
اسے باہر گاڑی میں لے کر جاتا ہوں تم رسموں سے فارغ ہو کر وہیں آ جانا۔۔۔

شامیر کے شکر ادا کرنے کی وجہ ایمان کو تب سمجھ میں آئی جب وہ اسکی گود سے روتے ہوئے شامیر کو لیتا مسکرا کر اونچی آواز میں کہہ کر گھر سے نکل گیا۔۔۔ یہاں بارات کی روانگی سے پہلے کی رسمیں ادا کی جا رہی تھیں۔۔۔ ایمان اسکی چالاکی پر مسکرا دی۔۔۔

واہ ایمان قسمت ہے تمہاری یار۔۔۔ ایک تو اتنا ہینڈ سم شوہر۔۔۔ اوہر سے جوڑو کا غلام۔۔۔ تمہیں سہولت دینے کے لئے بیٹے کو باہر لے گیا۔۔۔ ایک ہمارے شوہر ہیں۔۔۔ مجال ہے جو کسی فنگشن پر زرا دیر کو انہیں تھام لیں۔۔۔

ایمان کی ایک کزن ایک بچے کو کندھے سے لگائے دوسرے کا بازو تھامے حسرت سے اسے دیکھتی گویا ہوئی تو ایمان محض مسکرا ہی سکی۔۔۔ کچھ دیر کے بعد بینڈ باجوں کے درمیاں بارات گھر سے نکلی تو حامد کے گاڑی میں بیٹھتے ہی ایمان تیز قدموں سے چلتی محلے کی نکر پر کھڑی سٹارٹ گاڑی کی جانب بڑھی۔۔۔

جہاں شامیر گاڑی کا اے سی آن کئے صاحبزادے کو پیسنجر سیٹ پر بیٹھائے سامنی دکان سے سلانٹی اور لیز کے پیکٹ کا اسکے گرد انبار لگائے اسے مصروف رکھے ہوئے تھا۔۔۔

ایمان کے آکر گاڑی میں بیٹھتے ہی اسنے گاڑی آگے بڑھاتے قطار میں حامد کی گاڑی کے پیچھے لگائی۔۔۔

اوہ شکر کے آپ نے اسے چاکلیٹ نہیں لے کر دی۔۔۔ ورنہ اس نے سارے کپڑے خراب کر لینے تھے۔۔۔ وہ بنا اپنے شہزادے اور اسکی دکان کو ڈسٹرب کئے پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔۔۔ ویسے میں بھی سوچوں یہ اتنی دیر تک آپکے پاس چپ کیسے ہے۔۔۔ یہ تو میرے علاوہ کسی کے پاس بھی زیادہ دیر نہیں تکتا۔۔۔ مجھے کیا پتہ آپ نے اسکے لئے یہاں پورا ماحول ہی سیٹ کر ڈالا ہے۔۔۔

آفر آل باپ ہوں اسکا۔۔۔ اتنا تو جانتا ہوں کہ اپنے شہزادے کو کمفرٹ زون کیسے مہیا کرنا ہے۔۔۔ ویسے شکر خدا کا تمہارا کوئی اور بہن بھائی ایسا نہیں جسکی شادی ابھی ہونے والی ہو۔۔۔ بہت ان کمفرٹیبل ماحول فراہم کرتے ہیں تمہارے رشتہ دار۔۔۔

مطلب میں کوئی انسان ناہوا عجوبہ ہی ہو گیا۔۔۔ جو سب کے سب اتنی عجیب نگاہوں سے مجھے دیکھ رہے ہیں۔۔۔ اسکے حیرت سے کہنے پر ایمان بے ساختہ مسکرا دی۔۔۔

خان محبت ہے یہ ان لوگوں کی۔۔۔

توبہ۔۔۔ نہیں چاہیے ایسی نندیدوں والی محبت۔۔۔

دفعتا سبحان کے رونے پر ایمان نے اسے گود میں لیا۔۔۔ وہ غالباً اب سونا چاہتا

تھا۔۔۔ مگر شامیر کی دوہائیوں پر وہ مسلسل مسکرا رہی تھی۔۔۔

شادی کا فنگشن بہت اچھے سے گزرا۔۔۔ پوری شادی کے دوران سبحان ماں سے

زیادہ باپ کے پاس رہا۔۔۔ وہ جب زرا بے چین ہونے لگتا شامیر اسے گاڑی میں

لیجاتا اسکا اے سی آن کر کے وہیں بیٹھ جاتا۔۔۔ فنگشن کے دوران وہ دو دفعہ سویا

۔۔۔ دونوں دفعہ شامیر اسے گاڑی میں لے آیا۔۔۔ باہر گرمی اتنی تھی کے

گیڈ رنگ کے باعث میرج حال کے ایئر کنڈیشن تک کام نہ کر رہے تھے۔۔۔ اور

سبحان کے بے چین ہونے کی وجہ بھی یہ ہی تھی۔۔۔

نگارش اور حامد کی جوڑی کو سب نے سراہا۔۔۔ حامد کے پہلو میں سمٹ کر بیٹھی وہ

چھوٹی موٹی سی شرم و حیا کا پیکر لگ بھی بہت پیاری رہی تھی۔۔۔ ایمان نے بھائی کی

شادی بہت نجوائے کی۔۔۔ رخصتی کے وقت وہ آکر پارکنگ میں بیٹھی تو اسکا صاحبزادہ پیسنجر سیٹ کو پیچھے ریلیکسنگ انداز میں کئے وہاں پر سکون انداز میں محو استراحت تھا جبکہ اسکا باپ بھی اسی انداز میں بیٹھا موبائل سکرول کر رہا تھا۔۔۔ اسے آتا دیکھ شامیر نے اپنی سیٹ سیدھی کی اور موبائل بند کر کے رکھا۔۔۔ ویسے مجھے توقع نہیں تھی کہ میرا فنکشن اسقدر اچھا گزرے گا۔۔۔ لیکن اب مجھے یقین ہو گیا۔۔۔ میرے بیٹے کی محض اپنی ماں کے ساتھ ہی نہیں بلکہ باپ کے ساتھ بھی بانڈنگ بہت سٹر ونگ ہے۔۔۔ وہ مسکرائی۔۔۔ ایسی ویسی۔۔۔ ارے تم سے زیادہ سٹر ونگ ہے ہم باپ بیٹے کی بانڈنگ۔۔۔ میرے ہوتے ہوئے یہ تمہیں مجھ پر ترجیح دے کر دکھائیے تو۔۔۔ وہ تو تمہارے پیچھے پیچھے رہتا ہے کیونکہ میں اسکے پاس نہیں ہوتا۔۔۔ میں پاس ہوں تو اسے کوئی اور درکار نہیں ہوتا۔۔۔ وہ ایکسپریٹ پر پاؤں رکھتا گاڑی آگے بڑھالے گیا۔۔۔

اوہ ہو۔۔۔ آپ ہماری بانڈنگ سے جیلز فیل کر رہے ہیں۔۔۔ چیچ۔۔۔ پر سوری حقیقت یہ ہی ہے کہ میرا بیٹا اپنی ماں سے زیادہ محبت کرتا ہے۔۔۔

اپنے منہ سے اب تم جو مرضی کہتی رہو۔۔۔ وہ شانے اچکاتے اسے بے طرح جھٹک گیا۔۔۔

جی نہیں۔۔۔ اسے تھوڑا سا بڑا ہولینے دیں آپ۔۔۔ پھر دیکھئے گا۔۔۔ خود بول کر بتائے گا وہ آپکو کہ وہ ہم دونوں میں سے کس سے زیادہ محبت کرتا ہے۔۔۔ انکی نوک جھونک میں راستہ کیسے کٹا پتہ ہی نا چلا۔۔۔

واپس آکر ایمان نے دلہن کا استقبال کیا اور دلہن گھر آنے کے بعد کی رسمیں کر کے ماں سے اجازت لیتی گھر واپس آگئی۔۔۔

سبحان کمرے میں سو رہا تھا جبکہ شامیر خان ٹراوڑ اور ہاف سلیو شرٹ میں ملبوس لاونج میں بیٹھا کسی سے فون ہر بات کر رہا تھا۔۔۔ ایسے میں ایمان سادہ سی لان کی پرنٹڈ قمیض شلوار میں ملبوس بالوں کا جوڑا بنائے آنچل ایک شانے پر ٹکائے کچن میں موجود شامیر کے لئے کافی بنا رہی تھی۔۔۔

کافی بنا کر اسنے کپ لا کر شامیر کے سامنے رکھا اور خود واپس کچن میں آگئی۔۔۔ جب تک وہ کچن سمیٹ کر اپنے چھوٹے موٹے کام نبٹا کر واپس شامیر کے پاس آکر

بیٹھی شامیر اپنی کافی ختم کر چکا تھا۔۔۔ البتہ کال ابھی بھی جاری تھی۔۔۔ کچھ دیر بعد فون بند ہوا تو وہ موبائل میز پر رکھتا ایمان کی گود میں سر رکھے وہیں صوفے پر لیٹ گیا۔۔۔

ایمان مسکرا دی۔۔۔ پھر رفتہ رفتہ اپنے ہاتھ کی انگلیاں اسکے گھنے بالوں میں پھیرنے لگی۔۔۔ وہ پرسکون سا آنکھیں موند گیا۔۔۔
تھک گئے آپ۔۔۔

بہت تھکتا زیادہ یار۔۔۔ اسنے انگلیوں کی پوروں سے ماتھا مسلہ۔۔۔۔۔ یہ شادیوں کے فنگشن کم میرے لئے تھکاوٹ کا انتظام زیادہ تھے۔۔۔ نامہندی کی رات سویا گیا نا بارات کی صبح۔۔۔ اور بارات واپس آنے کے بعد میں یہاں آ گیا۔۔۔ اب صبح پھر سے بھائیوں کے ریسپشن کے لئے وقت پر اسلام آباد پہنچا ہے۔۔۔۔۔ وہ واقعی بہت تھکا ہوا تھا۔۔۔ ایمان کو یکدم اس پر ڈھیر سارا پیار آیا۔۔۔ دل قدر دانی کے احساس سے لبریز ہوا اٹھا۔۔۔ وہ دل سے اس شخص کی قدر دان تھی جو اپنے ہر ہر عمل سے اسے معتبر کر رہا تھا۔۔۔ دنیا کی نظر میں وہ جو بھی تھا۔۔۔ لیکن اسکی زندگی کامرکز تھا۔۔۔ ایک ایسا مرکز جسکے گرد اسکی زندگی گھومتی تھی۔۔۔

اس شخص سے محبت شعوری نہیں بلکہ لاشعوری و فطری تھی۔۔۔۔

دفعۃً شامیر کا موبائل پھر سے بج اٹھا۔۔۔ اسنے ہاتھ بڑھاتے میز سے فون اٹھایا۔۔

اف۔۔۔ بابا۔۔۔ خیریت ہو۔۔۔ یہ بھلا مجھے کیوں فون کر رہے ہیں۔۔۔ وہ الجھا

الجھا سا بڑبڑایا اور فون پس کر کے کان سے لگا گیا۔۔۔

ایمان کی اسکے بالوں میں سرایت کرتی انگلیاں یک لخت تھم گئیں۔۔۔

جی بابا۔۔۔ وہ ہنوز یو نہی لیٹا مضحکہ سا گویا ہوا۔۔۔

کہاں ہو شامیر۔۔۔۔ ایمان کو فون سے ابھرتی ہلکی سی بارعب آواز سنائی دی۔۔۔

یہیں ہوں۔۔۔ خیریت۔۔۔ اسنے پہلو تہی سے کام لیا۔۔۔

یہیں کہاں۔۔۔ گھر میں دکھائی تو نہیں دے رہے۔۔۔ اوہ بابا۔۔۔ پلیز جو کام ہے

وہ بتائیے نا۔۔۔ میں دوست کی طرف ہوں۔۔۔ اسنے آنکھیں میچتے درد سے پھٹتے

سر پر ہاتھ کی مٹھی ماری۔۔۔ بابا کے فون سے سر مزید درد کرنے لگا تھا۔۔۔ انکی

جانب سے شامیر کو ڈھر کا لگا ہی رہتا کے کہیں وہ چیل سی نگاہ رکھنے والے اسکے راز

کو ناپا جائیں۔۔۔ وہ بھی تب جب اسکی بیوی اور بچہ اسکی زندگی کا لازمی جز بن گئے

تھے۔۔۔ ایسے میں ان دونوں سے جدائی موت کے مترادف تھی۔۔۔ لیکن وہ یہ بات اپنے اونچے شملے والے باپ کو کیسے سمجھاتا۔۔۔ وہ اسے گھر میں آنے والے مہمانوں کے حوالے سے کوئی کام بتا رہے تھے۔۔۔ ٹھیک ہے ہو جاتا ہے یہ کام ابھی۔۔۔ بات مکمل کر کے شامیر فون کاٹ گیا۔۔۔

ساتھ ہی وہ ایک دوسرا نمبر ملانے لگا۔۔۔
ہاں امجد کہاں ہو یا۔۔۔ رابطہ استوار ہوتے ہی وہ بول اٹھا۔۔۔
ایمان خاموشی سے اسے سن رہی تھی البتہ انگلیاں سست روی سے دوبارہ سے بالوں میں چلنے لگی تھیں۔۔۔
اچھا دونوں بھابیوں کے مائیکے والے ناشتہ لارہے ہیں۔۔۔ انکے لئے کچھ
ارینجمنٹس کروانے ہیں ارحم سے رابطہ کر کے جو بھی کرنا ہے کروادو۔۔۔
خان۔۔۔ ناشتہ اور اس وقت۔۔۔ خان کا فون بند ہوتے ہی ایمان الجھی الجھی سی
پوچھ بیٹھی۔۔۔ باہر عشا ہو رہی تھی اور ناشتہ۔۔۔ دونوں متضاد چیزیں تھیں۔۔۔

چھوڑ دیا۔۔۔ کہانا میری دونوں دنیا الگ الگ ہیں۔۔۔ جن میں زمین آسمان کا فرق ہے۔۔۔ وہاں یہ ہی سب چلتا ہے۔۔۔ شام ڈھلے تو سب اٹھے ہونگے۔۔۔ پھر تیاری اور ناشتے کا وقت یہ ہو چلا۔۔۔ میری اس دنیا کے دن ویران اور راتیں آباد ہوتی ہیں۔۔۔ اسنے ایمان کا رک چکا ہاتھ تھام کر دوبارہ اپنے سر پر رکھا۔۔۔ اشارہ واضح تھا۔۔۔ وہ پھر سے انگلیاں اسکے بالوں میں چلانے لگی۔۔۔

خان۔۔۔

ہممم۔۔۔

آپکے گھر میں کسی کو نہیں پتہ کے آپ لاہور آئے ہوئے ہیں۔۔۔ وہ لب کترتی دل کی بات زبان پر لے آئی۔۔۔ یہ بھی کوئی بتا کر آنے والی بات تھی بھلا۔۔۔

نہیں مطلب کسی نے گھر میں اپکی غیر موجودگی محسوس نہیں کی۔۔۔ وہ الجھی الجھی سی شش و پنج میں مبتلا تھی۔۔۔

یار کی تو ہے بابا نے۔۔۔ سب اٹھے ہی شام ڈھلے تو اب ہی محسوس کرنا تھا میں کہاں ہوں۔۔۔ اب کہہ دیا دوست کی طرف ہوں تو بے فکری ہے۔۔۔ کے میں خود ہی

حسب سابق رات ڈھلے گھر آ جاؤں گا۔۔۔ شادی کے فنگشنز کے باعث سب پھر
سے صبح دیر سے اٹھیں گے اور اٹھتے ہی سب کو اپنی تیاری کی پڑی ہوگی۔۔۔ اور جب
تک تیار ہو کر فنگشن اٹینڈ کرنا ہے میں وہیں ہوں گا۔۔۔ سمپل۔۔۔ وہ شانے اچکاتا
گویا بات ہی ختم کر گیا۔۔۔ جبکہ وہ گم صم سی واقعی خان کی دونوں دنیا کا گیپ
محسوس کر رہی تھی۔۔۔

زندگی محض ایمان کے لئے ہی غیر متوقع نا تھی۔۔۔ بلکہ جو دو کشتیوں کا مسافر بن
بیٹھا تھا وہ بہتر جانتا تھا کہ اسے اپنی دونوں دنیاؤں میں ہر چیز کیسے بیچ کرنی ہے۔۔۔

ایمان تم نورین کو فون کر کے بلوالو۔۔۔ میں حامد کا ولیمہ کچھ دیر تک اٹینڈ کر کے
وہاں سے سیدھا ایئر پورٹ کے لئے نکل جاؤں گا۔۔۔ یوں نورین کے باعث تمہیں
سہولت رہے گی۔۔۔ ولیمہ کے بعد اپنے مائیکے جانا چاہو تو بھی۔۔۔ یہاں آنا چاہو تو
بھی۔۔۔

مجھے اسلام آباد وقت سے پہنچنا ہے۔۔۔ وہ براؤن تھری پیس سوٹ میں ملبوس تھا
جبکہ کندھے سے لگا سجان بھی سیم اسی لباس میں ملبوس تھا۔۔۔

جی بہتر خان میں کرتی ہوں اسے فون۔۔۔ وہ ڈائریکٹ ہال ہی پہنچ جائے گی۔۔۔
ایمان براون کلر کی ساڑھی میں ملبوس بالوں کا میسی جوڑا بنائے سبحان کی ضرورت
کی چیزیں اسکے منی بیگ میں رکھ رہی تھی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں یہ خوبصورت ساکیل ایک مرتبہ پھر سے ہال میں سب کی نگاہوں کا
مرکز تھا۔۔۔ شامیر نے وہاں جاتے ہی سجاد بھائی کے ساتھ مل کر ساری بھاگ
دوڑ سمجھالنی چاہی۔۔۔

مینو میں بہت سی ردوبدل کر کے کچھ فیڈبک شامل کروائیں اور کھانے
کی ساری پیمنٹ تک کر ڈالی۔۔۔

سجاد بھائی حق دق سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔ معاملہ بڑھتے ہوئے حامد اور ماں تک
بھی آن پہنچا تو وہ دونوں بیٹے ماں کے ہمراہ خان اور ایمان کو لئے ایک پرسکون
گوشے میں آگے۔۔۔

خان یہ آپ نے کیا کیا۔۔۔ ہم حسب توفیق سب کر رہے تھے۔۔۔ آپ نے
پیمنٹ کیوں ادا کی۔۔۔ ہم آپ کا کوئی احسان افورڈ نہیں کر سکتے۔۔۔ حامد لب بھینچے

غصہ ہو رہا تھا البتہ بات کرتے تہذیب کا دامن ناچھوڑا کے اب اس شخص سے ایک بہت قریبی رشتہ استوار تھا۔

کیسی باتیں کر رہے ہو حامد۔۔۔ احسان کیسا۔۔۔ شادی پر ہر کوئی حسب توفیق دلہا دلہن کو کوئی نا کوئی تحفہ دیتا ہے۔۔۔ یہ تمہاری بہن اور بہنوئی کی جانب سے شادی کا تحفہ ہے۔۔۔ تم بات کو غلط سائیڈ پر کیوں لے کر جا رہے ہو۔۔۔ کیوں ایمان۔۔۔ اس نے تحمل سے بات کرتے ایمان کی رائے لی۔۔۔

سو فیصد درست۔۔۔ ہر بہن کے بھائیوں کی شادی ہر بہت ارمان ہوتے ہیں۔۔۔ کیا میں آپکی شادی پر کوئی تحفہ نہیں دے سکتی۔۔۔ ایمان کے کہنے پر حامد کے چہرے کے تنے اعضا کچھ ڈھیلے پڑے۔۔۔ البتہ اس بات پر متفق وہ ابھی بھی نا تھا۔۔۔

دیکھو ایمان۔۔۔ تحفے اتنے مہنگے نہیں۔۔۔

کیا مہنگے یار۔۔۔ تحفے کی قیمت نہیں دینے والے کا خلوص دیکھتے ہیں۔۔۔ اس سے پہلے کے حامد کچھ بولتا شامیر نے اسکی بات کاٹتے اسکا شاناسہلا کر اسے اپنے ساتھ لگایا تو وہ بالکل خاموش ہو گیا۔۔۔ بولنے کو کچھ بچا ہی نا تھا۔۔۔

ماں ان دونوں کو دعائیں دیتیں واپس حال میں چلی گئیں۔۔۔
خان۔۔۔ خان بھی ان سب کے جانے کے بعد واپس پلٹا تو بے ساختہ ایمان پکار
اٹھی۔۔۔
ہمممم۔۔۔ وہ رکا۔۔۔

تھینک یو۔۔۔ اس سب کے بارے میں ایمان نہیں جانتی تھی۔۔۔ لیکن شامیر خان
کے اس اقدام سے اسکی قدر ایمان کے دل میں مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔
بات تحفے کی نا تھی۔۔۔ بلکہ بات اس نرم لہجے کی تھی جس سے اسنے اسکے گھر والوں
کو قائل کیا تھا۔۔۔ بلاشبہ میٹھی زبان دلوں کو موہ لیتی ہے۔۔۔
مینشن ناٹ۔۔۔ خیر لیٹ ہو رہا ہوں۔۔۔ اب اجازت چاہوں گا۔۔۔ اپنا اور سبحان
کا خیال رکھنا وہ جھک کر اسکے ماتھے پر مہر عقیدت ثبت کر تا پلٹ گیا۔۔۔ جبکہ
ایمان مسکراتی ہوئی نم آنکھ کا کونا صاف کرتی اس شخص کا سایا صدا اپنے سر پر قائم و
دائم رہنے کی دعا کرتی پلٹ گئی۔۔۔

شامیر خان بلیک پینٹ بلیک شرٹ اور گرے کوٹ میں ملبوس خوبصورتی سے
ڈیکوریٹ کئے ہال میں موجود تھا۔۔۔ جہاں ارینجمنٹس پر پیسہ پانی کی طرح بہایا گیا
تھا۔۔۔ کھانے میں انواع و اقسام کی ڈشز تھی۔۔۔ سپیشل گلوکار بلوائے گئے
تھے۔۔۔

ارد گرد رنگ و بو کا سیلاب اُٹھ اُڑا تھا۔۔۔ نقری قہقہے۔۔۔ ہلہ گلا۔۔۔ دھیمے سروں
سے بجمیوزک۔۔۔ دونوں جوڑیاں سیٹج پر بیٹھیں تھیں۔۔۔
ذوہیب بھائی کافی خوش تھے البتہ عدنان بھائی کی سنجیدگی ولا تعلق ہنوز برقرار
تھی۔۔۔

ایک طرف پروشہ سلو لیس ہیوی سلور میکسی زیب تن کئے ہئیر سٹائیلنگ اور
ماہرانہ بیوٹیشن کے ہاتھوں کئے گئے میک آپ میں تتلی بنی گھوم رہی تھی۔۔۔
وہ چند فوٹو گرافر کے نرغے میں موجود مختلف پوز بناتی اپنا فوٹو شوٹ کر رہی
تھی۔۔۔ فوٹو گرافر اس کے ایک ایک پوز میں کئی کئی تصویریں لے رہے تھے۔۔۔
شامیر ایک کونے کی میز پر بیٹھا بے دلی سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔۔۔

یہ گہما گہمی۔۔۔ رزق کی بے قدری چلتا میوزک اور رنگ و بو کا سیلاب کچھ بھی اسے
اچھا نالگ رہا تھا۔۔۔

دل بس جیسے وہیں اس دنیا میں رہ گیا تھا۔۔۔

اگا ہی کا سفر طے کرتے ہی بہت سے موازنے شب و روز اسکی زندگی کا حصہ بنتے جا
رہے تھے اور انہی سب میں ایک موازنہ یہ بھی تھا۔۔۔

وہ اپنی اس دنیا اور دوسری دنیا کا بھی موازنہ کرنے لگا تھا۔۔۔

جہاں ہر وقت شو آف۔۔۔ دکھاوا۔۔۔ بے چینی و بے سکونی تھی۔۔۔

جبکہ اس گھر میں مخلص پن تھا۔۔۔ خلوص تھا۔۔۔ سادگی تھی۔۔۔ وہاں محبت تھی

مضنوعی آرائش سے پاک۔۔۔

وہاں ایمان کو اسکے سامنے آنے کے لئے گھل گھل سٹوں سیلون میں کھڑے نہیں رہنا

پڑتا تھا۔۔۔ بلکہ وہ گھر کے عام سے حلیے میں دھلے دھلائے چہرے اور رف سے

بنے جوڑے میں بھی اپنائیت کا احساس بخشتی سیدھا دل میں اترتی تھی۔۔۔

وہاں انہیں وقت گزارنے کے لئے سیون سٹار ریستورینٹ میں کھانا کھانے نہیں

جانا پڑتا تھا بلکہ شام کے وقت کافی کے مگ تھام کر بالکنی میں کھڑے ہو کر ڈھیروں

ڈھیر باتیں کرنا اور اپنے شہزادے کے ساتھ مستیاں کرنا ہی انکا بہترین وقت ہوتا۔۔۔

وہ ناچاہتے ہوئے بھی موازنے کر رہا تھا۔۔۔ اور جتنا موازنہ کرتا اتنا ہی اسکا دل وہاں سے اچاٹ ہوتا جاتا۔۔۔

دفعۃً بابا کی آواز پر وہ چونکا۔۔۔ جو سیٹج پر مائیک تھا مے کھڑے اناؤنسمنٹ کر رہے تھے۔۔۔

آج اس خوشی کے موقع پر جب میرے دونوں بڑے بیٹوں کارل سیپشن ہے میں اپنے چھوٹے اور لاڈلے بیٹے شامیر خان کی انگیجمنٹ کا اعلان اپنے دوست کی بیٹی پر وشہ سے کرتا ہوں۔۔۔ آج یہیں اس خوشی کے موقع پر یہ کار خیر بھی سرانجام دینا چاہتا ہوں۔۔۔ بابا کی اناؤنسمنٹ کے ساتھ ہی حال تالیوں سے گھونج اٹھا جبکہ شامیر حرت و صدمے کی سی کیفیت میں جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ اسکا چہرہ شدت ضبط سے سرخ پڑ گیا تھا جبکہ چہرے کے اعضا کھینچنے لگے تھے۔۔۔

اسکے اندر بھڑبھڑانہر جلنے لگے۔۔۔ دل چاہا بنا لحاظ کئے سب تہس نہس کر
ڈالے۔۔۔ دفعتاً سپاٹ لائٹ کا رخ اسکی اور پر وشہ کی جانب ہوا تو اسنے سرعت
سے اپنے تاثرات پر کنٹرول کیا۔۔۔۔

میں اپنے بیٹے شامیر خان اور پر وشہ کو انوائٹ کرتا ہوں کہ وہ سیٹیج پر آئیں اور آکر
رنگ سر منی کریں۔۔۔ بابا مسکراتے ہوئے ان دونوں کو دیکھ کر گویا ہوئے۔۔۔
شامیر کی کنپٹی کی رگ پھڑکنے لگی۔۔۔ اسکے بابا یوں اسے بھڑے مجمعے میں بے بس
نہیں کر سکتے تھے۔۔۔ گویا رگوں میں خون کی جگہ لاوا بہنے لگا تھا۔۔۔۔
وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہا ہوا البتہ پر وشہ مسکراتی ہوئی سیٹیج کی جانب
بڑھی۔۔۔

اوہ کم آن بابا۔۔۔ لوگوں نے شامیر خان پر فقرے کسنے ہیں کہ اسنے مڈل کلاس
لوگوں کو پیچھے چھوڑ دیا اور خرچہ بچانے کو اپنے بھائیوں کے فنکشن میں ہی اپنی نیا پاڑ
لگوا لی۔۔۔ رحم کریں مجھ پر بابا۔۔۔

میں واقعی آپکی سگی اولاد ہوں نا۔۔۔ کچڑے کے ڈھیر سے تو نہیں اٹھایا تھا آپ نے مجھے۔۔۔

جہاں کام میٹھی چھری بن کر نکل سکتا ہو وہاں غصہ دکھا کر کام خراب کرنا حماقت تھی تبھی وہ مسکراتا ہوا دوہائیوں پر اتر اتر پورا ہال قہقوں سے گھونج اٹھا۔۔۔ بابا اسے تاسف سے دیکھنے لگے۔۔۔

شامیر خان کی زندگی کا کوئی بھی فنگشن ہو گا تو دنیا دیکھے گی۔۔۔ ایم ریلی سوری آپ میرے ساتھ اتنا فرق نہیں کر سکتے کہ میرے بھائیوں کے فنگشن پر مجھے بھگتا دیں۔۔۔

یہ محض ایک سرمئی ہے۔۔۔ ہم تمہاری انگیجمنٹ دوبارہ بھر پور فنگشن میں کریں گے۔۔۔

بابا نے اسے قائل کرنا چاہا جبکہ وہ سرنفی میں ہلاتا قدم قدم پیچھے لینے لگا۔۔۔ یہاں سے میں سیدھا ہسپتال جاؤں گا۔۔۔ وہاں پوری تحقیق کروں گا کہ میں واقعی آپکی سگی اولاد ہوں یا لے پالک ہوں۔۔۔ قدم قدم پیچھے لیتا بھی وہ اپنی دوہائیوں سے باز نا آیا تھا۔۔۔

ہال میں یو نہی قہقہے گھونج رہے تھے۔۔۔
بابا سیٹج پر کھڑے بے بس نظر آرہے تھے۔۔۔ انکا صاحبزادہ بڑی خوبصورتی سے
انہیں سب کے سامنے ڈانج دے گیا تھا۔۔۔
جبکہ پارکنگ میں آتے ہی شامیر تیز قدموں سے گاڑی تک پہنچا اور گاڑی پارکنگ
سے نکالتا ہوا وہاں میں اڑاتا بھگالے گیا۔۔۔
اسکی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں۔۔۔ جبکہ دماغ میں چٹانے سے بج رہے
تھے۔۔۔ اسکے بابا اسے یوں بے بس نہیں کر سکتے تھے۔۔۔

وہ ناحلف ناہجار میری اولاد سب کے سامنے مجھے جھوٹا کہہ کر فرار ہو گیا۔۔۔ اسنے
زرابا کی عزت کی پرواہ ناکی کے کیسے سب کے سامنے باپ کی عزت دو کوڑی کی
کر گیا۔۔۔

وہاں سب لوگ تھو تھو کر رہے ہوں گے مجھ پر کے میری اولاد کو باپ کا مان تک نا
رکھنا آیا۔۔۔ کہہ رہا تھا کہ یہ محض فار میلیٹی ہے تمہاری انگلیجمنٹ کا باقاعدہ
فنگشن کیا جائے مگر نہیں۔۔۔ کیا جاتا جو وہ باپ کا بھرم رکھ لیتا۔۔۔

واجد خان۔۔۔ خان مینشن کے لاونج میں کھڑے گرج رہے تھے۔۔۔ اور گرج ایسی تھی کے درودیوار تک دہل رہے تھے۔۔۔ ارد گرد پوری فیملی فنگشن سے واپسی پر اسی حلیے میں کھڑی تھی البتہ جسکی کلاس لی جا رہی تھی وہ سرے سے غائب تھا۔۔۔

ارحم اور امل نے اس طوفان کو تھمتے نادیکھ ایک دوسرے کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا اور خاموشی سے وہاں سے کھسک گئے جبکہ ذوہیب بھائی نے بھی اپنی فیئیلی دلہن رفیہ کو آنکھ سے اشارہ کرتے کمرے میں جانے کو کہا۔۔۔۔۔

اب وہاں محض ذوہیب خان عدنان خان ماں اور میرب ہی موجود تھے جب باہر شامیر کی گاڑی رکنے کی آواز سنائی دی۔۔۔۔۔

جسے سن کر بابا کا غصہ از سر نو ابھرنے لگا۔۔۔۔۔ انکے اندر ایک لاوہ تھا جو کسی بھی پل پھٹ پڑنے کے در پر تھا۔۔۔۔۔

ماٹھے پر شکنوں کا جال بچھا تھا جبکہ سختی سے بھینچے جڑے انکے ضبط کے گواہ تھے۔۔۔ وہ لاونج کے وسط میں ہاتھ پشت پر باندھے یوں کھڑے تھے کے اندر داخل ہوتے ہی شامیر کا پہلا ٹاکرا ان سے ہی ہوتا۔۔۔۔۔

اور یوں کھڑے ہونے کے پیچھے مقصد بھی اسکی ٹھیک ٹھاک کلاس لینا ہی تھا۔۔۔
دفعۂ در در کی خاک چھان کر اپنے اندر چلتے خلفشار سے لڑ کر ذہنی و جسمانی طور پر
تھکا ہارا شامیر تھکے تھکے قدم اٹھاتا اندر داخل ہوا۔۔۔ اسکا چہرہ اسنجیدہ جبکہ آنکھیں
ویران تھیں۔۔۔ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی تھی جبکہ کوٹ بازو پر لٹک رہا تھا۔۔۔۔
مل گئی فرصت صاحبزادے کو گھر آنے کی۔۔۔ بھرپور طنز سے اسے خوش آمدید کہا
گیا۔۔۔ اسنے خالی خالی نگاہیں اٹھا کر باپ کو دیکھا۔۔۔ اس وقت وہ انہیں کسی سخت و
جابر قسم کے انسان ہی لگے۔۔۔۔
شامیر خاموشی سے آگے بڑھ گیا۔۔۔
مجھے جواب دیئے بناتم آگے نہیں بڑھ سکتے شامیر خان۔۔۔ غم و غصے سے بابا کی آواز
کسی ڈھار سے کم نہ تھی۔۔۔ وہ شیر سی گرج لئے شامیر کی جانب پلٹے۔۔۔ شامیر کے
اٹھتے قدم بھی یک لخت ساکت ہو گئے۔۔۔
باپ بیٹے کے اس ٹکروا پر ماں کی جان پر بن آئی۔۔۔۔
کیا جواب دوں آپکو۔۔۔ شامیر بولا تو آواز شکست خوردہ تھی۔۔۔

اپنے اس عمل کی وضاحت دو جو تم نے ہال میں سب کے سامنے میرے منہ پر کالک مل کر سرزد کیا۔۔۔ بابا کی آواز غم و غصے سے بلند ہوئی۔۔۔۔

معذرت بابا جان۔۔۔ مگر میں نے کوئی ایسا عمل سرزد نہیں کیا جسکے باعث آپ کی کہیں سبکی ہوئی ہو۔۔۔ الٹا آپ نے مجھے یکدم ایک ان ایکسیپیٹڈ اور بے مقصد اناونسمنٹ کر کے ذہنی طور پر ڈسٹرب کر ڈالا۔۔۔۔۔ باوجود ضبط کے اسنے تحمل کا دامن ناچھوڑا۔۔۔

وہ اپنے ازلی غصیلی طبیعت کے باعث حسب معمول وہاں لڑنے مرنے پر اتر آتا اگر پیروں میں بیوی بچے کی بیڑیاں ناہوتیں۔۔۔ ابھی اسے صورتحال کو تحمل سے ہی ڈیل کرنا تھا۔۔۔ مگر کہاں جانتا تھا کہ شامیر خان جیسے ضدی اریل گھوڑے کا یوں پسپائی اختیار کرنا اور دبا لہجہ سب کو ٹھٹھکا گیا تھا۔۔۔

بابا نے غور سے اسکا چہرہ دیکھا۔۔۔

ذہنی طور پر ڈسٹرب کیوں کر دیا میری اناونسمنٹ نے تمہیں شامیر۔۔۔ تمہاری شادی پر وشہ سے ہی ہوگی یہ طے ہے۔۔۔ پھر۔۔۔ بابا کی آواز ابکی بار کچھ دھیمی

تھی۔۔۔ جیسے کچھ جانچتی ہوئی۔۔۔ سرسراتی سی۔۔۔ شامیر کے آر پار ہو کر ساری حقیقت جان لینے والی۔۔۔

فار گاڈ سیک بابا۔۔۔ میں نے کب کہا کہ میں پر وشہ سے شادی کروں گا۔۔۔
انفیکٹ میں ابھی شادی کے لئے تیار ہی نہیں۔۔۔ کیا عمر ہے ابھی میری۔۔۔۔۔ وہ
جھنجھلا اٹھا۔۔۔

محض بائیس سال۔۔۔ بلکہ اس میں بھی چند ماہ باقی ہیں۔۔۔ اور مجھے یونیورسٹی
لائف سے نکلے کتنی دیر ہوئی ہے بامشکل سال بھی نہیں۔۔۔ اور آپ چاہتے ہیں
کہ میں ابھی سے شادی جیسے جھنجھٹ میں پر جاؤں۔۔۔

وہ الگ بات کے میں شادی شدہ ایک بچے کا باپ ہوں (ہم تمہاری شادی نہیں کر رہے تھے یہ محض انگیجمنٹ تھی۔۔۔ اور رہی بات
پر وشہ کی تو تمہاری شادی وہیں ہو گی میں اسکے باپ کو زبان دے چکا ہوں۔۔۔ بابا
پشت پر ہاتھ باندھے قدم قدم اسکی جانب بڑھے۔۔۔
مجھے انگیجمنٹ بھی نہیں کرنی۔۔۔ وہ دو بدو گویا ہوا۔۔۔

مجھے ابھی اپنی زندگی میں اتنا کچھ کرنا ہے کہ اس میں شادی جیسے فضول کام کے لئے فلحال کوئی گنجائش نہیں۔۔۔ اپنا کئریر بنانا ہے۔۔۔ بزنس کی دنیا میں ایک نام کمانا ہے۔۔۔ پھر کہیں جا کر میں شادی کے بارے میں سوچوں گا۔۔۔
تم کئریر شادی کے بعد بھی بنا سکتے۔۔۔

انف بابا۔۔۔ اس سے پہلے کہ بابا اپنی بات مکمل کر پاتے عدنان خان ضبط کے کڑے مراحل سے گزرنا مٹھیاں بھینچے اٹھ کھڑ ہوا۔۔۔
اپنی ساری اولاد کو کاٹھ کا الو سمجھتے من پسند کھونٹوں سے باندھنا بند کر دیں۔۔۔
پلیز۔۔۔

وہ قدم قدم چلتا باپ کے سامنے آیا۔۔۔ آنکھیں لہورنگ ہو رہی تھیں۔۔۔ بابا کے ساتھ ساتھ شامیر نے بھی چونک کر بھائی کو دیکھا۔۔۔

وہ ابھی ایسی کسی خرافات میں نہیں پڑنا چاہتا۔۔۔ اُس اوکے۔۔۔ اسے لائف انجوائے کرنے دیں۔۔۔ آپ اس پر وقت سے پہلے اپنے فیصلے نہیں تھوپ سکتے۔۔۔ ایک لڑکی کی عزت کی خاطر اپنا مقدمہ بنا لڑے شکست قبول کر لینے والا عدنان خان آج چھوٹے بھائی کے لئے باپ کے آگے ڈٹ گیا تھا۔۔۔

فرما بردار بیٹے کو یوں مقابل پاگویا بابا کی زبان گنگ ہوئی۔۔۔
وہ جب خود کو ذہنی طور پر تیار پائے گا اسکی شادی تب ہی ہوگی۔۔۔ اینڈ ٹرسٹ می
وہ رکا۔۔۔ عدنان خان اپنے چھوٹے بھائی کے معاملے میں کسی کی نہیں سنے گا۔
اپنی بات مکمل کر کے وہ لمبے لمبے ڈگ بھر تاگھر سے نکل گیا۔۔۔ وہاں کھڑا ہر
شخص عدنان خان کا یہ روپ دیکھ رہا تھا۔۔۔ صرف ایک معصوم وجود تھا جسکی ذات
آج ایک حقیقت آشنا ہونے پر زلزلوں کی زد پر تھی۔۔۔
تو یہ وجہ تھی عدنان خان کے اسقدر ریزرور ہنے کی کہ میرب عدنان خان اپنے
شوہر کی زندگی میں ایک ان چاہا وجود تھی۔۔۔ ولیمے کی دلہن کے روپ میں موجود
میرب خان بھرائی آنکھوں سمیٹ اپنے شکستہ خیز وجود کو گھسیٹتی اپنے کمرے کی
جانب بڑھی۔۔۔

شام کا وقت تھا۔۔۔ ایمان لاونج میں بیٹھی تھی جبکہ سبجان کمرے میں سو رہا تھا۔۔۔
پچھلے دنوں ایمان پر بہت سے انکشافات ہوئے تھے۔۔۔ جن میں ایک انکشاف یہ
بھی تھا کہ پچھلے بہت سے دنوں وہ برائی کی جانب راغب نہیں ہوئی تھی۔۔۔

کیوں۔۔۔ کیونکہ وہ بھائی کی شادی کی تیاریوں بازاروں کے چکر اور پھر خان کے آ جانے کی بدولت مصروف ہی اتنا تھی کہ دماغ اس جانب گیا ہی نہیں۔۔۔۔

تو اسکا مطلب اگر یہ کہا جاتا کہ گناہ کا سیدھا سیدھا تعلق تنہائی سے ہے تو یہ بے جانا تھا۔۔۔۔ تو وہ کون لوگ تھے بھلا جنکی تنہائیاں پاک ہوتی ہیں۔۔۔ جن کا تنہائیوں میں بھی ساتھ انکار ہوتا ہے۔۔۔ جو تنہائی میں گناہ کی جانب گامزن ہونے کی بجائے اپنے رب سے راز و نیاز کرتے ہیں۔۔۔ کتنے خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جنکی تنہائیاں پاک ہوتی ہیں۔۔۔ کتنے اعلیٰ و ارفع ہونگے وہ لوگ جنکی زندگی میں دکھاوا نہیں ہوتا بلکہ حقیقتاً انکا انکے رب سے ایک مضبوط تعلق ہوتا ہے۔۔۔ جنکا نفس بھی انکے سامنے دم دبا کر رہتا ہے۔۔۔ جو نفس کے سر اٹھانے پر بے رحمی سے اسکا سر کچل ڈالتے ہیں۔۔۔ جو دنیا کی کسی برائی کی جانب راغب محض اپنے رب کی ناراضگی کے خوف کے باعث نہیں ہوتے۔۔۔ جو ہر اس کام سے نفرت سے منہ موڑ لیتے ہیں جو انکے رب کی رضا کے خلاف ہوتا ہے۔۔۔ جو ہر کام اپنے اللہ کی رضا کے لئے کرتے ہیں۔۔۔ جنکی نمازوں میں عجلت نہیں بلکہ خشوع و خضوع ہوتا ہے۔۔۔ جنکی دعائیں پر تاثیر ہوتی ہیں۔۔۔ کیا وہ کبھی اس مقام تک

پہنچ سکتی تھی۔۔۔ وہ کونسا راستہ تھا جس پر سے گزر کر انسان اس مقام تک پہنچ پاتا ہے جہاں جا کر وہ اپنے سب خوف و خطر اپنے رب کے حوالے کرتا دنیا کے ہر مسئلے مسائل اور ہر طرح کے حالات کو لے کر بے خوف 1 ہو جاتا ہے۔۔۔

اسکے دل میں پکڑ دھکڑ شروع ہو چکی تھی۔۔۔

اگر کہا جاتا کہ کنزل ایمان ڈیرھ سال پہلے جس دلدل میں گری تھی وہاں سے نکل چکی تھی ایک شعوری کوشیش کے تحت تو یہ غلط تھا۔۔۔ یہ وہ راز تھا جو اسکے اور

اسکے رب کے درمیان لاک ہو گیا تھا۔۔۔ اور یہ دلدل اسکی زندگی کی وہ ہڈی تھی جسے وہ نائل پار ہی تھی اور نا ہی اگل پار ہی تھی۔۔۔ یہ ہڈی اسکی جان کا ازار بن گئی تھی۔۔۔

وہ شعوری کوشیش سے اس گناہوں کی دلدل سے دور رہنے کی بھرپور کوشیش کرتی کئی کئی ہفتوں بلکہ مہینوں کا گیپ تک پڑ جاتا۔۔۔ اور جب وہ اس چیز پر نازاں ہونے لگتی کہ وہ ایک غلاظت کے ڈھیر سے نکل آئی ہے تبھی کسی نا کسی وجہ سے نفس کا ایسا غلبہ اس پر چھاتا کہ اسے بے بس کرتا پھر سے انہی راہوں کا مسافر بنا دیتا۔۔۔ جسکے بعد محض پشیمانی ہوتی۔۔۔

لیکن ایک بات جو اس سارے سفر کے درمیان اسنے سیکھی تھی کے گناہ کا احساس ہوتے ہی توبہ کی جستجو۔۔۔ جب جب اس سے ایک فتیح فعل سرزد ہوتا اور احساس ہونے پر وہ لمحے کی تاخیر کئے بنا سجدے میں گر کر گر گڑا نے لگتی۔۔۔ اسنے اپنے گناہوں کو جسٹیفائی کرنے کی بجائے انہیں کھلے دل سے قبول کرتے ان پر توبہ کرنی شروع کر دی تھی۔۔۔

اور یہ ہی چیز اسے کھٹکتی تھی۔۔۔ کے کہیں کچھ مسنگ تھا۔۔۔ کوئی کڑی۔۔۔ جو اسے مکمل طور پر راہِ حق کا مسافر بننے نا دیتی تھی۔۔۔ ایسی کڑی جسکے مسنگ ہونے کے باعث پزل مکمل نا ہو پاتی اور اسکے قدم لڑکھڑا جاتے۔۔۔ وہ اسکی تلاش کی جستجو میں تھی۔۔۔ اسے گناہوں کا راستہ یوں نہیں چھوڑنا تھا کہ اسکا نفس دوبارہ سے سراٹھاتا تو وہ بے بس ہو جاتی۔۔۔ اور نفس کے ہاتھوں زیر ہو کر اپنے رب سے شرمندہ پھرتی۔۔۔

اسے گناہوں کا راستہ یوں چھوڑنا تھا کہ اسے گناہوں سے شدید نفرت ہو جاتی۔۔۔ گناہوں کی جانب دیکھنا تو دور کی بات بلکہ محض اسکی سوچ ہی دماغ میں ابھرنے پر وہ نفرت سے سر جھٹک دیتی۔۔۔ اسے گناہ سے نفرت کرنی تھی۔۔۔

یوں کے نفس اگر اسکے سامنے سر اٹھانے کی جرات کرتا تو اسے بے دردی سے اپنے جوتے تلے مسل ڈالتی۔۔

وہ کیسے پہنچ سکتی تھی اس مقام تک۔۔ طلب واضح تھی اور جستجو بے پناہ۔۔۔۔۔
اور بلاشبہ انسان کو وہی ملا ہے جسکی وہ جستجو کرتا ہے۔۔۔۔۔ زندگی کی جانب سے
جواب کبھی اس انسان کو موصول نہیں ہوا جو غیر سنجیدہ ہو۔۔۔

قدرت نے اپنے راز ہمیشہ اسی پر آشکار کئے ہیں جو اسکی جستجو کرتا ہے۔۔۔۔۔ جو ان
رازوں کو جاننے کے لئے سنجیدہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔ پھر قدرت اسے اشارے دیتی
ہے۔۔۔۔۔ سامنے کھلی کتاب کے الفاظ اسے بے طرح اپنی جانب متوجہ کر رہے
تھے۔۔۔۔۔ وہ یک ٹک انہی لفظوں کو پڑھ رہی تھی۔۔۔ کیا اسے بھی اسکے سوالوں
کے جواب ملیں گے۔۔۔ کیا وہ کبھی اس مقام تک پہنچ پائے گی جہاں پہنچ کر وہ
گناہوں کی زنجیروں سے آزاد ہو جائے گی۔۔۔ اسکے دماغ میں بار بار یہ ہی سوال
ابھر رہے تھے۔۔۔

دیوار گیر گھڑیاں اس وقت دوپہر کے بارہ بج رہی تھیں باہر دوپہر اپنے جو بن پر تھی لیکن ایئر کنڈیشن کی خنکی اور دیوار گیر گھڑکیوں پر پڑے دبیر پردوں کے باعث کمرے میں نیم تاریکی کا راج ہونے کے ساتھ ساتھ ماحول کافی پرسکون تھا ایسے میں شامیر خان اپنے بستر پر اوندھے منہ لیٹا محو استراحت تھا۔۔

پاس پڑے موبائل کی مسلسل بجتی بیل اسکی نیند میں خلل ڈال رہی تھی۔۔۔ شاید فون کرنے والا ڈھیٹ تھا۔۔۔ اسنے کوفت سے مندی مندی آنکھوں سمیٹ ہاتھ مار کر اپنا موبائل تلاش کرنا چاہا اور پھر ویسے ہی فون پس کر کے کان سے لگایا۔۔۔۔ خان۔۔۔ آپکے لئے ایک بری خبر ہے۔۔۔ آپکے بابا آپکی طرف سے کسی خدشے کا شکار ہو کر آپکی منجری کروا رہے ہیں۔۔۔۔ قوی امکان ہے کہ آپکی موبائل اور ٹریول ہسٹری بھی چیک کروائی جائے۔۔۔ آپکو محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔۔۔ فون سے ابھرتی آواز گویا امجد کی آواز نہیں بلکہ گویا صور پھونکا جا رہا تھا۔۔ خان کی نیند بھک سے اڑی وہ جھٹکے سے سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔ البتہ دل ہنوز دھک دھک کر رہا تھا۔۔۔

اسنے اپنے باپ کو شاید ہکا لے کیا تھا۔۔۔ اسکا باپ وہ شخص تھا جسے کبھی ہار قبول نہیں۔۔۔ پھر وہ یہ بات کیسے بھول گیا۔۔۔ ٹریول ہسٹری اور فون کالز سے وہ با آسانی اسکے راز کو پا جاتے۔۔۔

پھر ر ر ر ر ر ر ر ر

آگے ایک بڑا سوالیہ نشان تھا۔۔۔ اسنے بے ساختہ تھوک نگلا۔۔۔۔۔

ایمان کالج کے سفید بے داغ اور شفاف یونیفارم میں ملبوس کالج کے آڈیٹوریم میں موجود دوسری قطار میں بیٹھی تھی۔۔۔ آڈیٹوریم اس وقت طالبعلموں سے بھرا پڑا تھا لیکن اسکے باوجود وہاں پن ڈراپ سائینس تھا۔۔۔۔۔ اس سے اگلی قطار میں اسکی نشست سے دائیں ہاتھ زخرف بیٹھی تھی جس سے اسکی بول چال آج کل بالکل بند تھی۔۔۔ وجہ حامد کی شادی کے بعد زخرف کا کھنچا کھنچا رویہ تھا۔۔۔

سامنے سیاہ عباہ اور گولڈن سکارف میں ایک بہت ہی نفیس اور معمر سی لیکچرار لیکچر دے رہی تھیں۔۔۔

اور انسان کو وہی ملا ہے جسکی وہ جستجو کرتا ہے۔۔۔۔ ایمان یکدم سیدھی ہو
بیٹھی۔۔۔ خاموش اور ساکت سی۔۔۔ کل کی باتیں اسکے دماغ میں گھومنے
لگیں۔۔۔

کیا یہ محض اتفاق تھا یا واقعی انسان کو وہی ملا ہے جسکی وہ جستجو کرتا ہے۔۔۔
ہمارا تخلیق کار جس نے اتنے بڑے پیمانے پر اس دنیا کو بنایا اور اس میں ایک اندازے
کے مطابق آٹھ اشرافیہ سات ملین یعنی کے ستاسی لاکھ مخلوقات کو تخلیق کیا۔۔۔
اور اس ستاسی لاکھ مخلوقات میں سے اس نے ایک مخلوق بنائی جسے حرف عام میں
انسان کہا جاتا ہے۔۔۔ پھر اس انسان کو باقی ستاسی لاکھ مخلوقات میں سے سب سے
افضل بناتے اشرف المخلوقات کہا۔۔۔
کیا یہ بات آپ سب جانتے ہیں۔۔۔ لیکچرار نے مسکراتے ہوئے سب کو اپنے
ساتھ انگیج رکھنے کو پوچھا۔۔۔ یک لخت ہی ہال میں چھایا سناٹا ٹوٹا اور وہاں سے
مختلف آوازیں گھونجی۔۔۔۔ سب متحرک ہواٹھے تھے۔۔۔

آپ نے بہت بار سنا ہو گا کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔۔۔۔ لیکن کیا آپ کو
اس ایک لفظ کی اہمیت کا اندازہ ہے۔۔۔ اشرف المخلوقات کا مطلب کیا ہے۔۔۔ وہ

لیکچرار دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں چکر کاٹتی سب سے انٹریکٹ کر رہی تھی۔۔۔۔

اس سے مراد ہے تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ افضل۔۔۔ یعنی کے خاص۔۔۔
یہ ہے ایک انسان کی پہچان۔۔۔ یہ ہے ایک انسان کا مقام۔۔۔ دفعتاً وہ سیٹج کے درمیان میں آکر رکھیں۔۔۔۔

تو کیا آپ سب۔۔۔ انہوں نے پورے حال کی جانب انگلی گھمائی۔۔۔ آپ کوئی عام ہیں۔۔۔

آپ سب اپنے آپ میں خاص ہیں۔۔۔ اور جب آپ ستاسی لاکھ مخلوقات میں سے سب سے خاص اور افضل ہیں تو کیا آپ کو لگتا ہے کہ اللہ نے انسان کو بغیر کسی مقصد کے بنایا ہو گا۔۔۔ یونوائیم لیس۔۔۔۔۔

ہال میں ایک مرتبہ پھر سے پن ڈراپ سائیلنس ہو گیا تھا۔۔۔۔
نووووو۔۔۔۔ نیور۔۔۔۔

جب دنیا کی کوئی بھی تخلیق بے مقصد نہیں تو کیسے ممکن ہے کہ اللہ انسان کو جسے اشرف المخلوقات کہا گیا اسے بے مقصد پیدا کرتا۔۔۔ انکی آواز ہال میں ایک سماں باندھ رہی تھی۔۔۔ جس میں سب جکڑے جا رہے تھے۔۔۔

وہ الگ بات کے ہم نے کبھی اپنے اصل پر غور نہیں کیا۔۔۔ کیا ہوتا تو ہمیں پتہ چلتا کہ اللہ کے کسی کام میں کوئی جھول نہیں۔۔۔ جاننے کی حد تک ہم سب یہ بات جانتے ہیں۔۔۔ لیکن جاننے میں اور غور و فکر کرنے میں یہ ہی تو فرق ہے۔۔۔ حضرت یونس کا واقعہ یاد ہے آپ کو کیسے مچھلی نے اللہ کے حکم سے انہیں زندہ نکل لیا اور پھر بالکل ویسے ہی بحفاظت اللہ کے حکم سے انہیں بنا کوئی نقصان پہنچائے زندہ اگل بھی دیا۔۔۔ سبحان اللہ۔۔۔ یہ ہے اس پاک ذات کا معجزہ۔۔۔

لیکن کہنے کو بات یہاں پر ختم ہو سکتی تھی۔۔۔ کہ حضرت یونس کو جب مچھلی نے اگل دیا تو وہ اللہ کے حکم سے زندہ تھے۔۔۔

لیکن نہیں اگر آپ مطالعہ کریں تو ہمیں پتہ چلے گا کہ چالیس دن بعد جب مچھلی نے حضرت یونس کو اگلا تو ان کا جسم اس قدر نرم ہو چکا تھا اور سارے جسم کے بال یوں جھڑ گئے تھے جیسے کوئی نوزائیدہ بچہ ہو۔۔۔

انکی قوت جاتی رہی تھی وہ خود کو بہت کمزور محسوس کر رہے تھے۔۔۔

ایسے میں اللہ نے وہاں اس خشکی کے قطعہ پر ایک بکری بھیجی جس کا دودھ حضرت یونس پیتے تھے۔۔۔ جن سے وہ طاقت محسوس کرتے تھے۔۔۔ اور وہاں جنگلی پودے اگائے جسے وہ بکری کھاتی تھی۔۔۔ اور زندہ رہتی تھی۔۔۔

یہ ہے میرے اللہ کا نظام اس کا فریم آف ورک۔۔۔ جس میں کوئی جھول نہیں۔۔۔ اگر ہم اپنے اصل سے جڑیں اس پر غور و فکر کریں تو ہی ان باریکیوں کو جانے گے۔۔۔ اور جتنا انہیں جانے کے اتنا ہی اپنے رب سے محبت میں گرفتار ہوتے جائیں گے۔۔۔ اور خود شناسی کے سفر پر نکلنے کی پہلی شرط ہی یہ ہے کہ جس نے اپنے رب کو پالیا۔۔۔ اس نے خود کو پالیا۔۔۔

کیا لگتا ہے آپ کو کہ ہمارا مقصد حیات کیا ہے۔۔۔ کھالیا۔۔۔ پیالیا۔۔۔ سولیا۔۔۔ انجوائے کر لیا۔۔۔ خواہشیں پوری کر لی۔۔۔ ہلہ گلہ کر لیا۔۔۔ گانے سن

لئے۔۔۔۔۔ موویز دیکھ لیں اور فینٹسی کے نام پر ناولز پڑھ لیے۔۔۔ دن تمام ہوا اور
اگلا سورج طلوع۔۔۔

کیا یہ زندگی ہے۔۔۔ ایسی زندگی گزارنی چاہیے اس اشرف المخلوقات کو جسے ستاسی
لاکھ مخلوقات جس میں چرند پرند جنات سب شامل ہیں اور وہ ان سب سے افضل
ہے۔۔۔

ایمان سانس تک رو کے انکی باتیں سن رہی تھی۔۔۔
 نووووو۔۔۔ زندگی گزارنی ہے تو بامقصد گزارو۔۔۔ جس طرز پر ہم زندگی گزار
 رہے ہیں اسی طرز پر تو باقی کی ستاسی لاکھ مخلوقات بھی گزار رہی ہیں۔۔۔ پھر ہم
 افضل کیسے۔۔۔ وہ بات کے دوران چند پلوں کو رکھیں اور حال میں نظر
 ڈورائی۔۔۔

جب افضل ہو تو افضل بن کر جیو۔۔۔ اوپر اٹھاؤ خود کو ان تمام کاموں سے جو آپ کو افضل بننے نہیں دیتے۔۔۔

درست کرو اپنے معاملات اپنے رب سے۔۔۔۔۔ کے ہمیں اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔۔۔۔۔ نکلو اس دنیاوی اٹریکشنز سے اور وہ کرو جو دنیا یاد رکھے۔۔۔۔۔

اور یہ کیسے ہو گا۔۔۔ اللہ سے معاملات درست کر کے۔۔۔ اس سے مدد طلب کر کے۔۔۔ اور انسان کو اپنا مقصد حیات کیسے معلوم ہوتا ہے۔۔۔ یہ ہر کسی کو معلوم نہیں ہوتا۔۔۔ اسے معلوم کرنے کے لئے سجدے کرنے پڑتے ہیں۔۔۔ سجدے بھگونے پڑتے ہیں۔۔۔ اللہ کا دربار بار کھٹکھٹانا پڑتا ہے۔۔۔ کے اے میرے مالک مجھے میرا مقصد حیات بتا۔۔۔ مجھے میرا اس دنیا میں آنے کا مقصد سمجھا۔۔۔ پھر انسان کی جستجو دیکھ اللہ اسے اشارے دیتا ہے۔۔۔

یہ ہے جستجو کا سفر۔۔۔ جس چیز کی جستجو کرو گے وہ ملے گی۔۔۔ گمراہی کی جستجو کرو گے تو گمراہ ہوتے جاو گے یہاں تک کے گمراہی کے گڑھے میں جا گرو گے۔۔۔ ایمان نے بے ساختہ تھوک نکالا۔۔۔ بالکل اسی طرح ہدایت پانے کی جستجو کرو گے تو ہدایت یافتہ ہوتے جاو گے۔۔۔ یہ قانون قدرت ہے۔۔۔ اس لئے آپکے ہاتھ سے خیر بٹتی رہنی چاہیے۔۔۔ آپ کے ہاتھ سے امید پھیلنی چاہیے۔۔۔ لوگ آپ سے مستفید ہونے چاہیے۔۔۔

اور خود شناسی کا سفر طے کر کے اپنا مقصد حیات پالنے کی کوئی عمر نہیں ہوتی۔۔۔
انسان کسی بھی عمر میں اپنے مقصد حیات کو پاسکتا ہے۔۔ اہم یہ ہے کہ جب کوئی
انسان اپنے مقصد حیات کو پالے تب سے ہی اس سمت میں کام شروع کر دے۔۔
انسان کی دنیا اسی چیزوں کے گرد محصور ہوتی ہے جتنا علم اسے ہوتا ہے۔۔۔ اپنے
ارد گرد اپنی دنیا کا دائرہ کار بڑھانے کے لئے پہلا سٹیپ یہ ہے کہ اپنے محدود دماغ
اور سوچ کو وسعت فراہم کی جائے۔۔۔ زیادہ سے زیادہ نالج حاصل کیا جائے۔۔۔
اور یہ کیسے ممکن ہے۔۔۔

وہ سوال کر کے کچھ توقف کو رکھیں۔۔۔
یہ ممکن ہے اچھے لوگوں کی کمپنی میں بیٹھ کر۔۔۔ ان کے ایکسپریس سے سیکھ کر
۔۔۔ اور کتابیں پڑھ کر۔۔۔ جیسے جیسے آپ کا مطالعہ وسیع ہو گا ویسے ویسے آپ جانے
گے کہ ہم نے تو دنیا دیکھی ہی نہیں۔۔۔

جو ہم جانتے تھے وہ تو اس قدر وسیع دنیا کا ایک چھوٹا سا حصہ تھا۔۔۔
جیسے کہا جاتا ہے کہ۔۔۔

Knowledge comes from experiences

& experience comes from bad experiences...

اس لئے آج ابھی اسی وقت یہاں سے خود سے وعدہ کر کے اٹھیں۔۔۔ کے آپ خود
کو دنیا کی ان تمام ثانوی اور اٹریکٹو چیزوں سے اوپر اٹھاتے خاص بنیں گے۔۔۔
اپنے کمفرٹ زون کو توڑیں گے اور اپنا مقصد حیات تلاش کر کے ایک بامقصد
زندگی گزارنے کی جستجو کریں گے۔۔۔ کیونکہ یہ۔۔۔
کیونکہ انسان کو وہی ملا ہے جسکی وہ جستجو کرتا ہے۔۔۔ ہال میں موجود ہر فرد یک
زبان بول اٹھا۔۔۔

اور اسکی شروعات ہوگی اپنی ایک پیاری اور عزیز چیز اللہ کی راہ میں قربان کر
کے۔۔۔ اس سے کیا ہو گا۔۔۔ اس سے آپکے نفس پر ایک کورا بر سے گا۔۔۔ وہ
پسپائی اختیار کرے گا۔۔۔ اور اللہ کی طرف سفر شروع کرنے کے لئے ہمیں سب
سے پہلے اپنے نفس کو ہی پسپا کرنا ہے۔۔۔

یاد رہے کہ جب اللہ کی راہ میں اپنی ایک پیاری اور عزیز چیز قربان کر دی۔۔۔
اس اللہ کی راہ میں جس نے آپکو بے حساب اپنی نعمتوں سے نوازا ہے۔۔۔ جس نے کبھی
آپکو تنہا نہیں چھوڑا۔۔۔ جس سے زیادہ اس پوری دنیا میں آپکا کوئی خیر خواہ

نہیں۔۔۔ جو آپ پر ستر ماوں جتنا رحیم ہے۔۔۔ جب اسکی راہ میں کوئی چیز قربان کر دی تو آپ کو اس بات پر سٹک ہو جانا ہے۔۔۔ بالکل ثابت قدم۔۔۔ اس سے پیچھے نہیں ہٹنا۔۔۔ اپنے اللہ کی جانب پہلا قدم اٹھاتے اس چیز پر ثابت قدم رہتے اپنے اللہ سے محبت کا ثبوت دینا ہے کہ اے اللہ میں نے اپنی یہ پیاری چیز تیرے لئے قربان کی بے شک تو بہترین اجر دینے والا ہے۔۔۔

اور وہ پیاری اور عزیز چیز کوئی بھی ہو سکتی ہے۔۔۔ جس سے آپ کو پیار ہو۔۔۔ چاہے تو فجر کے وقت یا آدھی رات کو تہجد کے وقت پیاری اور میٹھی نیند کی قربانی۔۔۔

ہو سکتا ہے آپ کو تصویریں کھنچوانے اور گلیمر میں رہنے کا بہت شوق ہو تو آج سے تصویریں نابنانے کا عہد کر کے اسکی قربانی۔۔۔

ہو سکتا ہے آسبرو بنوائے بنا آپ کو آپکا چہرہ اچھا نا لگتا ہو۔۔۔ تو دل کو مار کر اس کام کو دوبارہ نا کرنے کا عہد کر کے اس پیاری چیز کی قربانی۔۔۔

غرض وہ کوئی بھی چیز ہو سکتی ہے۔۔۔ جو اللہ کی محبت میں آپکے دل کو مار کر اور نفس کو دبا کر دی جائے۔۔۔

ہاں یہ مشکل ہو گا لیکن اللہ کی محبت میں ناممکن نہیں۔۔۔ جب آپ کے لئے آپکے
اللہ کی محبت دنیاوی ہر شے سے افضل ہوگی تو یقین جانے آپ کا رشتہ بھی آپکے
رب سے مضبوط ہو جائے گا۔۔۔۔۔

کیونکہ یہ آیت آپ سب نے سنی ہوگی کہ کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی عجمی کو کسی
عربی پر کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت
حاصل نہیں سوائے تقویٰ کی بنیاد پر۔۔۔

اور جب آپ دل کو مار کر تقویٰ اختیار کرو گے تو خود بخود اللہ کے مزید قریب ہو
جاو گے۔۔۔ اور ٹرسٹ می میر اللہ ہر چیز کا بہترین اجر دینے والا ہے۔۔۔ وہ آپکی
اس پیاری چیز کی قربانی کا اجر آپکو بہت زیادہ بڑھا کر لوٹائے گا۔۔۔
لیکن آغاز اور پھر جستجو شرط ہے۔۔۔ اور کسی بھی کام کو کرنے کا بہترین وقت آج
اور اسی وقت ہے۔۔۔ یاد رہے جو آج ابھی اسی وقت یہاں سے نیت کر کے اٹھے گا
اسکے آگے کے مراحل اسکے لئے آسان ہوتے جائیں گے جو اس کا رخصت کو کل پر
ڈالے گا تو پھر ایسے انسان کی کل کبھی نہیں آتی۔۔۔

انکے خاموش ہوتے ہی ہال تالیوں کی گونج سے گونج اٹھا۔۔۔

کئی نگاہیں اشکبار تھیں جن میں کنزل الایمان بھی شامل تھی۔۔۔ آنسو اسکی سپید
گالوں سے پھسل پھسل کر بہہ رہے تھے۔۔۔ آج اس وقت وہ وہاں سے بہت
سارے عہد کر کے اٹھی تھی۔۔۔

یہ لیکچرار آج یہاں خصوصی لیکچر کے لئے آوٹ آف داٹاؤں سے آئی تھیں۔۔۔
اور اسے انکے واپس جانے سے پہلے بالخصوص ان سے مل کر اپنی ساری الجھنیں ان
سے بیان کرنی تھی۔۔۔ یقیناً اسے اپنی سبھی الجھنوں اور سوالوں کے جوابات ان ہی
سے ملنے والے تھے۔۔۔
کیونکہ۔۔۔

بلاشبہ انسان کو وہی ملا ہے جسکی وہ جستجو کرتا ہے۔۔۔

تم کہاں ہو اس وقت امجد۔۔۔ فوری ملو مجھ سے۔۔۔۔۔ مختل ہوتے حواسوں کے
ساتھ شامیر نے سر پر ہاتھ پھیرا اور بیڈ سے اتر کر چیل اڑتا سیدھا واش روم میں
گھس گیا۔۔۔

چہرے پر دو چار پانی کے چھپا کے مار کر اسنے کھڑے کھڑے بال بنائے اور والٹ
موبائل اور کار کی چابی اٹھاتا بجلت کمرے سے نکلا۔۔۔

دماغ میں جھکڑ سے چل رہے تھے۔۔۔۔۔ اسے رہ رہ کر خود پر غصہ آرہا تھا کہ کیوں
وہ جب جب لاہور گیا بائی ایئر ہی گیا۔۔۔۔۔ بائے روڈ جاتا تو اسکے باپ کو اسکی ٹریول
ہسٹری کبھی معلوم نا پڑتی۔۔۔۔۔

وہ ایک ایک جست میں دو دو سیڑھیاں اترتا نیچے جا رہا تھا۔۔۔ انداز میں عجلت و
بے چینی نمایاں تھی۔۔۔۔۔ اور کیوں نا ہوتی۔۔۔ اسکی دنیا لٹ رہی تھی بلبلانا تو بنتا
تھا۔۔۔۔۔

شامیر ناشتہ بیٹے۔۔۔ ماں نے اسے ہوا کے گھوڑے پر سوار گھر سے نکلتے دیکھ روکنا
چاہا۔۔۔

بعد میں ماں۔۔۔ وہ وہیں سے اونچی ہانک لگا تا بنار کے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔ کوئی کلیجہ
نوج کر پھینک رہا تھا۔۔۔ ایسے میں اسے بھلانا شتہ سو جھتا۔۔۔۔۔

کارپورچ سے کار نکالتے اسنے زبان پھیر کر خشک پڑتے ہونٹ ترکے۔۔۔ اولاد پر مصیبت آنے کا سوچ کر ہی روح کیسے تڑپتی ہے یہ شامیر خان جیسے لاابالی شخص نے آج جانا تھا۔۔۔

اور یہ اذیت ہر اذیت پر بھاری تھی۔۔۔ اسکا معصوم لخت جگر اور کم عمر بیوی۔۔۔ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے دھند چھاتی محسوس ہوئی راستے میں ہی اسے امجد مل گیا۔۔۔

لائیں خان ڈرائیو میں کرتا ہوں۔۔۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھا۔۔۔ اوہ بیٹھ جاویا۔۔۔ کر رہا ہوں میں ڈرائیو۔۔۔ وہ ذہنی طور پر اسقدر منتشر تھا کہ ہر بات پر چڑھتا تھا۔۔۔ دلیوں بے ہنگم انداز میں ڈھرک رہا تھا جیسے ابھی سینے کی دیواریں توڑ کر باہر آنکے گا۔۔۔

امجد خاموشی سے پیسنجر سیٹ کی جانب بڑھا۔۔۔ اسکے پیسنجر سیٹ پر بیٹھتے ہی خان گاڑی بھاگالے گیا۔۔۔

کسے لگایا ہے بابا نے میرے پیچھے۔۔۔ ارد گرد گزرتی ٹریفک تیزی سے پیچھے رہ رہی تھی۔۔۔

افضل کو۔۔۔۔

شٹ۔۔۔ وہ سر پر ہاتھ کی مٹھی مار کر رہ گیا۔۔۔ افضل بابا کا وفادار آدمی تھا جسے خریدنا ناممکن امر تھا۔۔۔

وہ تیزی سے توڑ جوڑ کر تا حساب کتاب لگا رہا تھا کہ اسکی ہسٹری کی بیس پر بابا کن کن معاملات سے آگاہ ہو سکتے ہیں۔۔۔ ویسے کسی کی موبائل ہسٹری یا ٹریول ہسٹری جان پانا تقریباً ناممکن امر تھا لیکن بابا کے لیے یہ ناممکن نہ تھا۔۔۔ کیونکہ انکی جان پہچان بہت اونچے لیول تک تھی۔۔۔

ہاں ٹریول ہسٹری سے انہیں شامیر کے آئے دن سب سے زیادہ لاہور لگنے والے چکروں کے بارے میں پتہ چل جاتا۔۔۔ اسے شروع دن سے محتاط رہنے کی ضرورت تھی۔۔۔ لیکن خیر۔۔۔ لاہور پہنچ جانے سے وہ ایمان اور سبحان تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔۔۔ دل نے تسلی دی۔۔۔

اور اسکی موبائل ہسٹری سے وہ اسکے راز کے کتنا قریب پہنچ سکتے تھے۔۔۔ اسنے بے طرح لب چباتے ذہن کے پنچھی اڑائے۔۔۔۔۔ ایمان کے نمبر تک۔۔۔۔۔

اففففف۔۔۔ اسنے آنکھیں زور سے میچیں۔۔۔ ظاہر سی بات تھی۔۔۔ اسکی کال
ہسٹری میں سب سے زیادہ نمبر پر کالز کی جانے والا نمبر باقی ساری کال ہسٹری میں
سے انکی توجہ اپنی جانب مبذول کروا جاتا۔۔۔

اسکا سینے میں موجود دل کپکپا اٹھا۔۔۔ ایمان کے نمبر سے اسکے بارے میں اور اسکی
لوکیشن کے بارے میں پتہ کروانا کیا مشکل تھا واعد خان کے لئے۔۔۔۔
اس سے آگے وہ کچھ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔۔ بات اسکی بیوی یا بچے تک آ جاتی تو
آگے دنیا اندھیر تھی۔۔۔

اپنے باپ کی سفاکیت سے وہ باخوبی آگاہ تھا۔۔۔
گاڈوڈو۔۔۔۔۔ جذبات کا غلبہ حاوی ہوا اور آنکھوں کے سامنے دھند چھائی تبھی
سٹرینگ پر گرفت پھسلی۔۔۔

آہہہہہ۔۔۔

با مشکل سامنے سے آتے ٹرک سے گاڑی بچاتے بچاتے اسنے یکدم سٹرینگ تیزی
سے گھما کر سڑک سے گاڑی کچی سڑک پر اتاری۔۔۔

یکدم گاڑی کو بریک لگاتے ہی وہ سرسٹیرینگ سے ٹکرائے گہرے گہرے سانس لینے لگا۔۔۔

یہ سب غیر متوقع تھا۔۔۔ سب۔۔۔

اسکی ہستی کھیلتی زندگی میں جو اچانک سے آندھی چلی تھی وہ اسکا تنکا تنکا کر کے بنایا آشیہ ایک جھٹکے میں ہی اڑا کر لے جانے کے درپر تھی۔۔۔

ایسے میں اسکے حواس منتشر کیسے ناہوتے۔۔۔

خان آپ مجھے ڈسٹرب لگ رہے ہیں۔۔۔ پلیز آپ باہر آئیں گاڑی میں ڈرائیو کرتا ہوں۔۔۔

امجد نے بے بسی سے خان کو دیکھتے اسکے شانے پر ہاتھ رکھا تو ابکی بار وہ بنا بحث کئے ڈرائیونگ ڈور کھولتا باہر نکل آیا۔۔۔۔

گاڑی ایک مرتبہ پھر سے سڑک پر رواں دواں تھی۔۔۔

شامیر گاڑی کے دروازے پر کہنی ٹکائے ہاتھ کی مٹھی تھوڑی تلے رکھے گہری سوچ میں غرق تانے بانے بن رہا تھا۔۔۔

اسکی آنکھوں میں خون اتر رہا تھا۔۔۔

نہیں وہ اپنے بیوی بچوں پر آنچ تک نہیں آنے دے گا۔۔۔
ایسے میں یکدم اسکے دماغ میں ایک سپارک سا ہوا۔۔۔
اپنی بینک ڈیٹلیز اور ٹرانزکشن ہسٹری کو تو وہ یکسر فراموش کر گیا تھا۔۔۔ اسکی
ٹرانزکشن ہسٹری میں کونسا اکاؤنٹ نمایاں ہوتا یہ سوچنے کی بات تو نا تھی۔۔۔
وہ سر تھام کر رہ گیا۔۔۔ جب راستے بند ہونے پر آئے تھے تو چاروں جانب سے
ہو گئے تھے۔۔۔ اور وہ خود کو اندھیری کو ٹھہری میں گھرا پارہا تھا۔۔۔ کون جانتا تھا
کے ایمان کے وجود سے یکسر منکر شخص کو تقدیر ایک روز اس قدر بے بس کرتی اس
دہانے پر لے آئے گی جہاں وہ ایک ایک لمحے میں ہزار مرتبہ مرے
گا۔۔۔۔۔

ایمان اس وقت سٹاف روم میں اس لیکچرار کے ساتھ موجود تھی۔۔۔ جن سے
اسکی ملاقات تھوڑے سے تردد کے بعد ممکن ہو ہی گئی تھی۔۔۔

سٹاف روم میں قدرے فاصلے پر کچھ لیکچرار اور بھی تھیں۔۔۔ سب اپنے اپنے مشغلوں اور باتوں میں مصروف تھیں۔۔۔

میم۔۔۔ آپکے آج کی لیکچر سے مجھے بہت کلیرٹی ملی ہے۔۔۔ اور اسی کلیرٹی سے ہمت پا کر میں آپ سے ملنے آئی ہوں۔۔۔ دراصل بہت وقت سے مجھے کچھ کنفیوزن ہے۔۔۔ میں اس کنفیوزن کو دور کرنا چاہتی تھی لیکن کوئی طریقہ سمجھ نہیں رہا تھا۔۔۔ آج آپ کو دیکھ کر آپ کو سن کر ایک امید بندھی ہے اور اسی مقصد سے میں یہاں آپکے پاس آئی ہوں۔۔۔

وہ مودب سی انکے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔ دونوں ٹانگیں سیدھی اور پاؤں زمین پر جما کر رکھے ہاتھ باہم پھنسائیں وہ مسکراتی ہوئی بول رہی تھی۔۔۔
جی بیٹا پوچھیں کیا پوچھنا چاہتی ہیں۔۔۔
وہ لیکچرار شفقت سے مسکرائیں۔۔۔

میم۔۔۔ بحیثیت انسان ہم سب خطا کے پتلے ہیں۔۔۔ خطا کار ہیں۔۔۔ ہم سب غلطیاں کرتے بلکہ گناہ بھی۔۔۔ اسنے رک کر تصحیح کی۔۔۔

وہ لیکچرار کہنی کرسی کی ہتھی پر جمائے انگلی گال تلے رکھے اسے توجہ سے سن رہی تھی۔۔۔

لیکن جیسے ہی ہمیں اپنی کوتاہیوں اور گناہوں کا احساس ہوتا ہے ہم اللہ کے حضور جھک جاتے ہیں۔۔۔ گڑگڑا کر اس سے توبہ طلب کرتے ہیں۔۔۔ لیکن کچھ عرصہ بعد ہم پھر سے اسی گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔۔۔

میرے کہنے کا مطلب ہے۔۔۔ اسنے بے چینی سے ہونٹوں پر لب پھیرتے وضاحت کرنی چاہی۔۔۔

مطلب ہم کیسے اس گناہ کے چکر کو توڑ سکتے ہیں۔۔۔ کے جب اللہ سے سچی توبہ کر لی۔۔۔ سجدے بگولے۔۔۔ پھر ہم راہ حق کے مسافر بن گئے۔۔۔ پھر ہم کیسے خود کو واپس ٹریک سے ہٹنے سے روک سکتے ہیں۔۔۔ کیسے ہم شعوری کو شیش سے اسی تباہی کے دبانے کی جانب جانے سے خود کو روک سکتے ہیں۔۔۔ مطلب یہ کیسے ہو جاتا ہے جب ایک انسان مسلسل اللہ سے توبہ کر رہا ہو۔۔۔ اس سے ایک گناہ کی لت کو چھوڑنے کے لئے مدد طلب کر رہا ہو لیکن اسکے باوجود وہ اس چیز کو چھوڑنا پائے۔۔۔

بات مکمل کر کے وہ بے چینی سے لب چباتی انہیں دیکھنے لگی۔۔۔

وہ مسکرا کر سیدھی ہو بیٹھیں۔۔۔

ایمان بیٹا ایک بات تو بتائیں مجھے۔۔۔

جی میم۔۔۔ وہ الٹ ہوئی۔۔۔

ایک انسان ہے۔۔۔ اسنے کئی مہینوں کی سیونگ اکھٹی کر کے اے سی خریدا۔۔۔

اسے کمرے میں فٹ کروایا۔۔۔ بجلی خرچ کر کے اسے چلایا۔۔۔۔۔ اب یہاں

حیرت کی بات یہ ہے کہ وہ ہر مہینے بجلی کا بل بھرتا ہے لیکن اسکے باوجود اے سی

چلانے پر کمر اٹھنڈا نہیں ہوتا۔۔۔۔۔

اسنے کمر اٹھنڈا کر کے اسکی ٹھنڈک سے مستفید ہونے کی بہت کوشش کی۔۔۔

لیکن باوجود کوشش کے کمر اٹھنڈا نہیں ہو پا رہا۔۔۔ اب وہ شخص بہت پریشان

ہے۔۔۔ ہمہ وقت الجھا الجھا سارہتا ہے کہ اتنا پیسہ خرچ کیا لیکن کمر اٹھنڈا نہیں ہو

رہا۔۔۔ وہ روز اپنے اللہ سے دعا کرتا ہے کہ اے اللہ پلیز مہربانی فرما میرا کمر اٹھنڈا

ہو جائے لیکن اسکی دعائیں قبول نہیں ہو رہیں۔۔۔ اسکا کمر ابھی بھی ٹھنڈا نہیں

ہوا۔۔۔۔۔

ایمان کا سانس تک رک کیا۔۔۔ وہ بالکل ساکت سی بیٹھی یک ٹک سی اس لیکچرار کو
دیکھ رہی تھیں جو ناجانے آگے کیا انکشاف کرنے جا رہی تھیں۔۔۔
کیوں۔۔ ایمان کیوں اسکا کمر اٹھنڈا نہیں ہو رہا۔۔۔
ایمان نے بے ساختہ تھوک نگلا۔۔۔
کیونکہ کمرے کا دروازہ تو کھلا ہے۔۔۔۔
ایمان کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔
کمرے کا دروازہ کھلا ہے جو باہر کی ہیٹ اور کمرے کی کولینگ کے درمیان باڑ
ہے۔۔۔
وہ شخص اسے بند کرنا تو بھول ہی گیا۔۔۔ جسکی وجہ سے باہر سے آنے والی ہیٹ کا
راستہ نہیں رک رہا اور وہ بڑے ڈھرلے سے اندر آتی اس شخص کی اتنی محنت سے
کمر اٹھنڈا کرنے کی کوشش پر پانی بہا جاتی۔۔۔۔
اب یہاں اس شخص کی دعائیں کیسے قبول ہونگی۔۔۔ اسے کسی نے بتایا ہی نہیں کے
کمرے میں کولنگ کرنے کے لئے پہلے باہر سے آنے والی ہیٹ کا راستہ روکا جاتا
ہے۔۔۔ اس دروازے کو بند کیا جاتا ہے۔۔۔

ایمان کو لگا وہ یہاں سے کبھی ہل نہیں پائے گی۔۔۔ انکی باتیں دماغ میں کوئی سائرن
بجانے لگی تھیں۔۔۔۔

بس اتنی سادہ سی بات ہوتی ہے بیٹا۔۔۔ جسے ہم لوگ بہتنتنت کسپلیکیٹڈ بنا دیتے
ہیں۔۔۔۔ اللہ پر توکل رکھتے گناہ کی لت چھوڑنا اس سائیکل کو توڑنا کچھ مشکل
نہیں۔۔۔۔ یہ آسان ہے۔۔۔ بہتنتنت آسان۔۔۔ اتنا آسان جتنا کمرے کا
دروازہ بند کر کے اے سی چلنے پر کمر اٹھنا کرنا۔۔۔

بس ضرورت اس دروازے کو بند کرنے کی ہوتی ہے جو گناہوں کو آپ تک آنے
سے روکتا ہے۔۔۔ جسکی بدولت آپکی بے بہا کوشیشوں کے باوجود گناہ آپکو اٹریکٹ
کرنے آپ تک آ پہنچتے ہیں۔۔۔
ہم اس دروازے کو بند کرنا بھول جاتے ہیں۔۔۔

جسکی وجہ سے باہر سے گناہوں کی تپش اندر آتی ہے اور ہم ایمان کی ٹھنڈک کو
محسوس نہیں کر پاتے۔۔۔ اور اسی راستے کے ذریعے سے وہ گناہوں کی طاقت آپکو
ایک بہاؤ کے سنگ اپنے ساتھ بہاتی لے جاتی ہے۔۔۔ اور جب وہ بہاؤ ختم ہو جاتا

ہے تب آپ تھکے ہارے شکستہ خیز جھکے سر اور کندھوں سمیٹ اسی بارگاہ میں دوبارہ آکھڑے ہوتے ہیں۔۔۔

سمجھ رہی ہو میری بات۔۔۔ ہم انسان ہیں۔۔۔ ہم اپنے نفس سے کھلم کھلا جنگ نہیں لڑ سکتے۔۔۔ اس سے جنگ لڑنے کے لئے کچھ اختیاطی تدابیر لازم ہیں۔۔۔ جیسے اگر کوئی انسان ویٹ لاس جرنی شروع کرے تو۔۔۔ اب وہ ڈائٹ پر ہے۔۔۔ اسے یہ تو پتہ ہے کہ اسے کھانا ہیلڈی کھانا ہے۔۔۔ لیکن اس چیز کے لئے وہ اپنی اندر سے ابھرتی ان ہیلڈی کھانے کی خواہش پر قابو کیسے پائے یہ وہ نہیں جانتا۔۔۔ اب ایسے میں بے دھیانی میں ہی سہی اگر اسکی فریج میں پیسٹریز کولڈرنگز اور اسکے کیبنز میں چپس کے پیکٹس اور نوڈلز کے پیکٹس ہوں گے تو تمہارے خیال کے مطابق وہ کب تک خود پر جبر کر تا خود کو ان چیزوں سے دور رکھ سکے گا۔۔۔

وہ جب فریج کھولے گا وہ پیسٹریز اور کولڈرنگز اسے اپنی جانب کھینچیں گی وہ خود پر پہاڑ جتنا ضبط کرتا فریج بند کر دے گا۔۔۔ لیکن ہر دفعہ فریج کھولنے پر اسے وہی سب سامنے ملے گا تو ضبط کرتے کرتے ایک پوائنٹ ایسا آئے گا جب اسکے ضبط کا

پیمانہ چھلک جائے گا۔ وہاں اس مقام پر وہ بے بس ہوتا وہ چیزیں کھالے گا۔۔۔ یہ
سمپل تھیوڑی ہے۔۔۔

اگر اسے اپنے ویٹ لاس کرنے کے عہد پر ثابت قدم رہنا ہے تو اسے ان تمام
چیزوں کو ریپلیس کرنا ہو گا ہیلڈی چیزوں سے۔۔۔

جیسے فریج کھولنے پر اسے سبزیاں اور کھیرے ملیں۔۔۔ کیبنز کھولنے پر نمٹس اور
بھنے چنے تو چانسز بہت کم ہے وہ ہیلڈی ڈائنٹ چھوڑ کر ان چیزوں کی طلب کرے گا
جو اسکے آس پاس ہیں ہی نہیں۔۔۔ دماغ ہی اس جانب نہیں جائے گا۔۔

کچھ کلیریٹی آرہی ہے آپکو۔۔۔ وہ مسکرائیں تو ایمان خشک پڑتے لبوں پر زبان
پھیرتی سرہاں میں ہلا گئی
دیکھو بیٹا میری بات کو دھیان سے سنو۔۔۔

دنیا میں ہر گناہ کی شروعات ہوتی ہے آنکھوں سے۔۔۔ ہم کسی بھی چیز کو دیکھتے ہیں
۔۔۔ دماغ اسے سینسر کرتا ہے دل کو وہ بھاتی ہے پھر نفس کا غلبہ طاری ہوتا ہے اور
ہم گناہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔۔۔

اس لئے گناہ ترک کرنے کا سب سے اہم اصول یہ ہے کہ اپنی نگاہ کی حفاظت کی جائے۔۔۔

پہلی لاشعوری نگاہ کی چھوٹ ہے کیونکہ اس میں ہمیں کچھ پتہ نہیں ہوتا۔۔۔ لیکن لاشعوری نگاہ کے بعد نظر پھیر لینے کے بعد جو دوسری نظر اٹھتی ہے وہ شعوری ہوتی ہے اور وہ ہماری منشا پر ہوتی ہے۔۔۔

آج ایمان پر بہت سے انکشافات ہو رہے تھے۔۔۔

ہمیں اس دوسری شعوری نگاہ پر محنت کرنی ہے۔۔۔ اور یہ شعوری نگاہ کب ہمارے کنٹرول میں ہوگی جب ہم اس دروازے کو بند کریں گے جو کمر اٹھنڈا ہونے نہیں دیتا۔۔۔

اپنے ارد گرد دیکھیں۔۔۔ وہ کونسی چیزیں ہیں جو آپکو ٹرگر کرتی گناہوں کے راستوں کا راہی بناتی ہیں۔۔۔ اللہ کی جانب گامزن ہونے کے سفر کے آغاز میں ان تمام چیزوں کو خود سے کاٹ ڈالیں۔۔۔

آپ بیمار ہیں اور شفا چاہتے ہیں تو ان ناسوروں کو کاٹنا پڑے گا جو آپکو شفا یاب ہونے نہیں دے رہے۔۔۔

وہ کچھ بھی ہو سکتا ہے جو آپکو ٹرگر کر رہا ہو۔۔۔ فریج میں پڑا ان ہیلڈی کھانا۔۔
کوئی میوزک۔۔۔

کسی موی کا کوئی سین۔۔۔

کسی فحش ناول کے کوئی فحش ڈائیلوگز۔۔۔۔

وٹ ایور۔۔۔ وہ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ ان تمام چیزوں کو تلاش کر کے خود سے کاٹنا
ہے۔۔۔ اپنے ارد گرد وہ تمام پردے گر ادینے ہے تاکہ آپکو ٹرگر کرنے والی
چیزیں آپ تک پہنچنا سکیں۔۔۔۔

اب آپ اپنی بیماری سے صحت یابی کی طرف پہلا قدم اٹھا چکے ہیں۔۔۔ اور اس
پہلے قدم سے ہی آپکو بہت افاقہ ہو گا۔۔۔۔
اب اگلا مرحلہ ہے میڈیکیشن کا۔۔۔ اب آپکو خود کو ہیل کرنے کی شعوری
کوشش کرنی ہے۔۔۔ اپنے اللہ سے تعلق مضبوط کرنے کی جدوجہد۔۔۔۔

اگر دنیا کا ہر گناہ آنکھ سے شروع ہوتا ہے تو اللہ کی جانب بڑھنے کا سفر بھی نگاہ سے
ہی شروع ہوتا ہے۔۔۔۔

آپکو اللہ کے احکامات کا اور اسکے پاک کلام کا ادب کرنا ہے۔۔۔ جب کوئی آیت یا کوئی تلاوت کسی بھی توسط سے آپ تک آئے تو آپکو اسے چھوڑتے آگے نہیں بڑھ جانا۔۔۔ آپکو اپنی مصروف ترین زندگی میں سے کچھ وقت نکالنا ہے۔۔۔ اس آیت کو پڑھنا ہے اور وہ آیت اللہ کی طرف سے ایک رہنمائی ہوگی آپکے لئے جسکی آپ کو اس وقت اشد ضرورت ہوگی۔۔۔

آنکھ کے راستے وہ تسلی آمیز روح کو ہیل کرتے الفاظ آپکے دل میں اتریں گے اور وہاں سے گناہوں کی کالک پر نور کا ایک قطرہ چھوڑ جائیں گے۔۔۔

آپکو صرف باادب ہو جانا ہے۔۔۔ یہ عمل ہر بار دہرانا ہے۔۔۔ جب اللہ اکبر کی آواز سنیں تو آپ کو رک جانا ہے۔۔۔ جتنی بھی ضروری بات کر رہے ہوں آپکو اپنی زبان روک دینی ہے۔۔۔ اذان کا ادب کرنا ہے۔۔۔ باادب بن جانا ہے۔۔۔

کیونکہ اللہ اکبر کا مطلب ہی یہ ہے کہ آپ دنیا کا جو بھی کام کر رہے ہیں اللہ اس ہر کام سے بڑا ہے۔۔۔

موبائل سکروں کرتے۔۔۔ ٹی وی دیکھتے۔۔۔ کسی دیوار پر لگی کسی سنری کو دیکھتے
کسی پوسٹر پر نظر پڑتے جہاں آپکو اللہ کا کلام نظر آئے آپ نے رک کر اسے پڑھنا
ہے۔۔۔ یوں قطرہ قطرہ آنکھ کے راستے نور آپکے
دل میں داخل ہوتا جائے گا۔۔۔

اپنے ارد گرد ایسی سچویشنز قائم کریں جس سے وہ نور وافر مقدار میں آپکے دل میں
اتر سکے۔۔۔ اللہ کو پانے کی جستجو کریں۔۔۔ کیونکہ انسان کو وہی ملا ہے جسکی وہ جستجو
کرتا ہے۔۔۔

آج کل اگر گناہ آسان ہے تو گناہ سے دوری اس سے بھی آسان ہے۔۔۔ فرق
صرف نظریے کا ہے۔۔۔
ہر وہ سوشل میڈیا اکاؤنٹ جس پر آپکا زیادہ وقت گزرتا ہے اسکو ریپلیس

کریں۔۔۔ ان چیزوں کو وہاں سے کاٹ کر جو آپکو ٹرگر کرتی ہیں ان چیزوں کو اپنی
زندگی میں شامل کریں جو آپکا دل نور سے بھر رہی ہیں۔۔۔ ہر دفعہ انسٹا کھولنے پر
یوٹیوب کھولنے پر ایف بی یا کوئی بھی سوشل میڈیا اکاؤنٹ کھولنے پر سب سے پہلے
آپکی نگاہوں کے سامنا آنے والا کانٹینٹ آپکے اللہ کا کلام ہونا چاہیے۔۔۔ جو اس

ظالم دنیا میں۔۔۔ آزمائشوں اور تکلیفوں سے پر دنیا میں آپکے تڑپتے بلکتے دل کے لئے ایک مرہم ہو۔۔۔ جو آپکو بے سکونی میں سکون فراہم کر دے۔۔۔ آپ جب بے سکون ہونے لگیں بھاگ کر تلاشیں اپنے ارد گرد اس پاک کلام کو جو اللہ کی طرف سے آپکے لئے آپکے زخموں کا مرہم ہے۔۔۔ جو ٹوٹے دل کے لئے آس ہے۔۔۔ جو بالخصوص آپ کے لئے اللہ کی طرف سے آیا ہے۔۔۔

جب یہ چیز رفتہ رفتہ آپکی زندگیوں کا حصہ بننے لگے تو ایک مقام آپکی زندگی میں ایسا آئے گا کہ وہ دل جو کبھی گناہوں میں لتھرے ہونے کے باعث سیاہ ہو چکا تھا وہ ایمان کے نور سے نور و نور ہو چکا ہو گا۔۔۔

اب آپکی زندگی میں اللہ اور اسکا پاک کلام اسقدر شامل ہو گیا ہے کہ آپکا ہر کام اللہ کی رضا کے مطابق ہونے لگے گا۔۔۔ اس مقام پر آپ وہ اشرف المخلوقات ہیں جسے نفس دبا نہیں سکتا گناہ متوجہ کر نہیں سکتا۔۔۔

یہ وہ لیول ہے جہاں آپ گناہ کو دور سے دیکھ کر اسکی جانب اٹریکٹ ہونے کی بجائے نفرت سے منہ موڑ لیں گے۔۔۔ کیوں۔۔۔ اس خوف سے کہ یہ چیز آپکے رب کی ناراضگی کا باعث بن جائے گی۔۔۔

تب اللہ اسکے احکام اور اسکا پاک کلام آپکی زندگی کی پہلی ترجیح بن جائے گا۔۔ تب آپکا ہر کام صرف اسی ذات کے لئے ہو گا۔۔ تب رفتہ رفتہ اس چھوٹی سی تبدیلی کا اثر غیر محسوس طریقے سے آپکی پوری زندگی پر پڑنے لگے گا۔۔

جھوٹ بولتے آپکی زبان تھرک جائے گی کہیں میرا اللہ ناراض نا ہو جائے۔۔ جب انتخاب کے وقت ہر اچھی چیز اپنے لئے منتخب کرتے ہوئے آپکا دل ڈر جائے گا کہیں کسی کی حق تلفی نا ہو جائے۔۔۔

تب ناپ تول میں کمی کے وقت آپکے ہاتھ کپکپائیں گے کہ آپ اتنے چھوٹے سے عمل کے بدلے میں اللہ کی ناراضگی مول نہیں لے سکتا۔۔

تب اللہ کی رضا کی خاطر دوسرے لوگ آپکے ہاتھ اور آپکی زبان کے شر سے محفوظ رہنے لگیں گے۔۔ اور جب آپکا ہر کام اللہ کی رضا سے ہونے لگے تب آپکی زندگی

میں اللہ کی جانب سے بے بہار حمیتیں داخل ہونا شروع ہو جائیں گی۔۔ تب یہ ہر

وقت کا ڈپریشن ایگزاسٹیو اور مستقبل کا خوف اللہ پر توکل مضبوط ہونے کے باعث

خود با خود دم دبا کر بھاگ جائے گا۔۔

یہ سب مشکل تو نہیں بیٹا۔۔۔ بس ٹریک درست کرنے کی ضرورت ہے۔۔۔
ایمان کی ساکت ہو چکی نگاہیں چھلک پڑیں۔۔۔

ہم اپنے نفس سے نہیں لڑ سکتے۔۔۔ نفس سے صرف ایک چیز لڑ سکتی ہے اور وہ ہے
آپکے ایمان کی طاقت۔۔۔۔ اپنے نفس کو اپنے ایمان کی طاقت کے حوالے کر
دیں۔۔۔ اور وہ طاقت اتنی زور آور ہونے چاہیے کہ نفس اس سے ٹکرا کر پاش
پاش ہو جائے۔۔۔

اور ایمان کی طاقت اس قدر زور آور کب ہوگی۔۔۔ وہ مسکرائیں۔۔۔ جب اللہ اسکے
احکام اور اسکا پاک کلام ہماری زندگی کی پہلی ترجیح ہو گا۔۔۔ اور باقی ہر چیز اسکے
تابع۔۔۔۔

لوگ کہتے ہیں کہ گناہ میں بہت لذت ہے۔۔۔ مجھے ہسی آتی ہے ایسے لوگوں
پر۔۔۔ کیونکہ انہوں نے چکھی ہی محض گناہ کی لذت ہوتی ہے۔۔۔

میں تمہیں ایک راز کی بات بتاؤں۔۔۔ وہ اسے پر اسرار نگاہوں سے دیکھتیں اسکی
جانب جھکیں۔۔۔ ایمان نے نم آنکھوں سے انہیں دیکھتے بے ساختہ تھوک
نگلا۔۔۔

پتہ نہیں ابھی کونسا انکشاف ہونا باقی تھا۔۔۔

اللہ کے قرب میں جو لذت ہے نا۔۔۔ اس پوری دنیا میں اس لذت کا کوئی نعمل
البدل نہیں۔۔۔

ایمان کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔

اور ایک گناہ گار کیا جانے اس لذت کو۔۔۔ وہ واپس پیچھے کو ہوتیں کرسی کی پشت
سے ٹیک لگا گئیں۔۔۔

اور جس شخص کو اس لذت کی لت لگ گئی نا۔۔۔ وہ کچھ توقف کو رکھیں۔۔۔ پھر
اسے کسی لذت کی طلب نہیں رہتی۔۔۔

ضبط کی کوشش میں ایمان کے لب کپکپا اٹھے۔۔۔ وہ شاید ہپناٹزم جانتی تھیں جو ایمان
کو ہپناٹمز کر رہی تھیں۔۔۔

کبھی جانا اس لذت کو محسوس کرنے رات کے تیسرے پہر اپنے نرم مخملی بستر کو
چھوڑ کر۔۔۔ اور اس ملاقات کی خاص بات بتاؤں۔۔۔ وہ پھر سے مسکرائیں۔۔۔

اس ملاقات میں اللہ پہلے سے ہی پہلے عرش پر آیا اس ملاقات کے لئے اپنے بندے کا منتظر ہوتا ہے۔۔۔

اس وقت زرا اللہ کے سامنے دل کھول کر رکھنا اور محسوس کرنا زرا اس لذت کو جو آپکے دل کو سکون سے بھر دے۔۔۔ اور سکون ایسا کہ انسان اسی سکون میں بے دم ہوتا فنا ہو جانا چاہے۔۔۔

اس لذت کو محسوس کرنے کے بعد زرا ابتانا کی گناہ کی لذت بھی کوئی لذت ہے۔۔۔

گناہ میں لذت ہے یہ تو صرف وہی کہے گا جس نے اللہ کے قرب کی لذت نہیں چکھی۔۔۔

اور تمہیں ایک اور بات بتاؤ۔۔۔ اگر باوجود کوشش کے بھی اللہ کے قرب کی لذت کو نا محسوس کر سکو تو اس سے دعا کرنا کہ وہ تمہیں تہجد میں اس سے ملاقات کی توفیق دے۔۔۔ تمہیں اسکے قرب کی لذت محسوس کرنے کی توفیق دے۔۔۔ کیونکہ دنیا کا کوئی بھی کام اسکی توفیق کے بنا نہیں ہوتا۔۔۔

اس لئے اپنے لئے ہر اچھے کام کی توفیق مانگتے رہنا چاہیے۔۔۔
اس روز کنزل الایمان وہاں سے مر کر مٹی ہو کر اٹھی تھی۔۔۔ اور جو وہاں سے
اٹھی تھی وہ وہ ایمان تھی ہی نہیں جو وہاں آئی تھی۔۔۔

گاڑی مطلوبہ جگہ پر آکر رکی تو اندر سے مضطرب سا شامیر نکلا اور لمبے لمبے ڈگ
بھرتا اپارٹمنٹ بلندنگ کے مطلوبہ فلور پر مطلوبہ اپارٹمنٹ میں آیا۔۔۔
امجد نے بھی اسکی تقلید کی۔۔۔ شامیر اس وقت سکون کا خواہاں تھا اور تنہائی میں
سکون سے بیٹھ کر اس مسئلے کا کوئی حل سوچنا چاہتا تھا جو اسکے حلق کو آگیا تھا۔۔۔
اسلام آباد میں یہ اسکا وہ اپارٹمنٹ تھا جہاں دوستوں کے ساتھ وہ کئی دفعہ سٹے کرتا
تھا۔۔۔۔۔ جہاں اکثر تنہا رہنے کے لئے وہ کئی دن آکر رکتا۔۔۔
لاونج میں آتے ہی وہ صوفے پر ڈھ گیا۔۔۔ دماغ تیزی سے چلتا اس صورتحال سے
نبٹے کا کوئی طریقہ ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔

دفعۃً یکدم دماغ میں کچھ کلک ہوا۔۔۔ وہ الرٹ ہو بیٹھا۔۔۔

امجد اپنا فون دو۔۔۔ امجد نے بنا تامل اپنا موبائل نکال کر اسکی جانب بڑھایا۔۔۔
شامیر کی انگلیاں تیزی سے امجد کے موبائل پر ایمان کا نمبر ڈائل کر رہی تھیں۔۔۔
نمبر ملا کر اسنے فون کان سے لگایا وہ پاؤں جھلاتا بے صبری سے دوسری جانب سے
فون اٹھائے جانے کا منتظر تھا۔۔۔

لیکن اسکا دل دھک سے رہ گیا جب فون بج کر بند ہو گیا۔۔۔
ایک پل کودل میں بہت برا خیال ابھرا۔۔۔ وہ تھوک نگل کر رہ گیا۔۔۔
کک۔۔۔ کب میری انفارمیشن اکھٹی کرنے کے لئے بولا بابا نے افضل کو۔۔۔ الفاظ
اسکا ساتھ چھوڑنے لگے تھے۔۔۔ ساتھ ہی ساتھ وہ پھر سے ایمان کا نمبر ڈائل کر رہا
تھا۔۔۔ بے کلی و بے چینی حد سے سوا تھی۔۔۔

کل رات ہی۔۔۔

شامیر کا دل ڈوب کر ابھرا۔۔۔ افضل کی سروس اتنی تیز نہیں ہو سکتی تھی کے
محض چند گھنٹوں میں بابا کو ساری معلومات دے دیتا اور وہ ایمان تک پہنچ
جاتے۔۔۔ اسنے خود کو تسلی دی۔۔۔

لیکن ایسا ہو بھی سکتا ہے۔۔ اندر سے ایک خدشہ سر ابھارنے لگا۔۔۔

ایمان فون بھی تو نہیں آٹھارہی تھی۔۔ اور ہنگامی بنیادوں پر بذات خود لاہور جا کر سب چیک کرنا آئیل مجھے مارنے کے مترادف تھا۔۔ اگر بابا کا ذہن اس جانب نا بھی جارہا ہو تا تو بھی شامیر کے لاہور جانے سے چلا جاتا۔۔۔

دفعۃً دوسری طرف سے رابطہ استوار ہوا اور ایمان کی نیند سے بوجھل آواز سنائی دی تو۔۔ شامیر کی جان میں جان آئی۔۔ اسنے بے ساختہ ایک پرسکون سانس خارج کی۔۔۔

ہیلو ایمان شامیر خان بات کر رہا ہوں۔۔۔ دل کی ڈھرکن بحال ہوتے ہی وہ گویا ہوا۔۔۔

خان آپ۔۔۔ دوسری جانب کالج سے ہلکی پھلکی ہو کر آکر سبحان کے سنگ سوچکی ایمان نے زیر و پاور کی لائٹ میں بستر پر نیم دراز ہوتے کان سے فون ہٹا کر الجھتے ہوئے نمبر دیکھا۔۔۔

یہ نمبر تو آپکا نہیں خان۔۔۔

جانتا ہوں۔۔۔ ساری فضول باتیں چھوڑ پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارے زیر استعمال سم کس کے نام ہے۔۔۔

شامیر کے لہجے کی بے چینی محسوس کرو کہ کچھ پلوں کو ساکت رہ گئی۔۔۔

امی کے نام ہے۔۔۔۔۔

اوہ شکر۔۔۔۔۔ وہ بے ساختہ چہرے پر ہاتھ پھیرتا صوفے سے ٹیک لگا گیا۔۔۔

سب خیریت ہے نا خان۔۔۔۔۔ جانے کیوں ایمان کو خان کا لہجہ ڈرا رہا تھا۔۔۔۔۔

میری باتیں غور سے سنو ایمان۔۔۔۔۔ اگلے کچھ عرصے تک تم مجھ سے رابطہ نہیں کرو

گی۔۔۔۔۔ نافون کال نامیج۔۔۔۔۔ ناہی اپنی یا سبحان کی کوئی فوٹو ویڈیو بھیجو گی۔۔۔۔۔ یاد

رکھنا۔۔۔۔۔ جتنا بھی ضروری کام ہو تم مجھ سے رابطہ نہیں کرو گی۔۔۔۔۔ جب تم سے

رابطہ کروں گا میں خود کروں گا۔۔۔۔۔ اور ہاں یہ فون کال بند ہوتے ہی یہ سم اپنے

موبائل سے نکال کر توڑ دینا۔۔۔۔۔ اس سم کو دوبارہ اپنے زیر استعمال مت لانا۔۔۔۔۔ وہ

ایک ایک بات پر زور دیتا اسے تاکید کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اور اسکا یہ ہی انداز ایمان کو

شامیر کی طرف سے کہی جانے والی باتوں کی سنگینی سے آگاہ کر رہا تھا۔۔۔۔۔

شامیر کی باتوں سے ایمان کو اپنا دل مسلسل ڈوبتا محسوس ہوا۔۔۔۔۔

ہوا کیا ہے خان۔۔۔ اسکی پست سی آواز ابھری۔۔۔

ایک پر اہلم ہو گئی ہے ایمان۔۔۔ میری دنیا والے تمہاری کھوج میں ہے۔۔۔ اور تم جانتی ہونا کہ ہم پر سکون طریقے سے اپنی دنیا تب تک بسا سکتے ہیں جب تک میری یہ چھوٹی سی دنیا میری اس ظالم دنیا والوں کی نظر سے او جھل رہے۔۔۔
شمیر کی بے بس آواز پر ایمان کا دل اتنی زور سے ڈوبا کہ اسے سانس لینے میں دشواری ہونے لگی۔۔۔

اب کیا ہو گا خان۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔ تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ بس کچھ احتیاط لازم ہے۔۔۔ پھر سب سیٹ ہو جائے گا۔۔۔ تم بس دعا کرنا۔۔۔
جی خان۔۔۔ وہ مریل سی آواز میں کہتی بے جان ہوتے وجود کیساتھ رابطہ منقطع ہونے کی آواز سنتی رہی۔۔۔ جو غالباً جلدی میں تھا جو بجلت اسے صورتحال سے آگاہ کر کے رابطہ منقطع کر گیا۔۔۔ زندگی کیوں تھی اسقدر غیر متوقع اور آزمائشوں سے پر۔۔۔ یہ پر سکون کیوں نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔

اسنے پچھلے دنوں خان کے سنگ اتنا خوبصورت اور مکمل وقت گزارا تھا کہ اسے محسوس ہوا اب زندگی میں کوئی غم نہیں۔۔۔

لیکن شاید لوگوں کی حاسد نظر ہی اسے کھا گئی تھی۔۔۔ یا شاید زندگی تھی ہی غیر متوقع۔۔۔۔۔ بے ساختہ اسکے آنسو چھلک پڑے۔۔۔

گڈ۔۔۔ چلو یہ مسئلہ تو حل ہوا کہ ایمان کی سم سے وہ لوگ اس تک نہیں پہنچ سکتے۔۔۔ سم اسکی ماں کے نام تھی اور اسکی ماں کے گھر اور اپارٹمنٹ بلڈنگ کے درمیان اچھا خاصا فاصلہ تھا۔۔۔ نیز دونوں گھروں کے سٹیٹس میں بھی فرق تھا۔۔۔۔۔ اعروہ اسکی سم بند کروا چکا تھا تو لوکیشن ٹرینگ کا تو سوال ہی نہیں اٹھتا۔۔۔

اسے کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔

چلو شکر کے ٹریول ہسٹری اور اسکی کال ہسٹری سے وہ لوگ شکوک و شبہات کا شکار ہو سکتے تھے۔۔۔ اسکے لئے وضاحت طلب کی سوال اٹھا سکتے تھے لیکن ایمان تک یا

اسکے راز تک نا پہنچ سکتے تھے۔۔۔ یکدم ہی اسے اپنی ختم ہوتی توانائیاں بحال ہوتی محسوس ہوئیں۔۔۔

وہ سب کچھ فیس کر سکتا تھا۔۔۔ بابا کی عدالت میں لگتی انکوائری بھی اور انکے وضاحت طلب سوال بھی۔۔۔ یقیناً اس شک کے بیچ سے وہ آئندہ کچھ وقت تک اس پر نظر رکھتے۔۔۔ اور آئندہ احتیاط لازم تھی۔۔۔ اسے اگلے کچھ عرصہ تک ایمان سے ہر طرح کا رابطہ ختم کرنا تھا۔۔۔

امجد۔۔۔ جی سر۔۔۔ کچھ سوچتے سوچتے وہ چونکا۔۔۔ جو اپارٹمنٹ ہم نے ایمان کے نام کر وایا ہے۔۔۔ اسکی ہیمنٹ اونلائن کروائی تھی یا کیش۔۔۔ اونلائن ہی کی تھی سر۔۔۔

امجد کے کہنے پر وہ کہنی صوفے کی ہتھی پر رکھے ہاتھ پشت سے انگلیاں ہونٹوں پر بجاتا کچھ سوچ رہا تھا۔۔۔

اب وہ کچھ ریلیکس اور پہلے سے قدرے بہتر تھا۔۔۔

پیمینٹ والی بات کافی پرانی تھی۔۔۔ اب تو اسکا بیٹا بھی چھ سات ماہ کا ہو گیا تھا۔۔۔ یہ اسکی یونیورسٹی لائف کا قصہ تھا۔۔۔ وہاں تک شاید وہ لوگ سوچنا پاتے۔۔۔ اسنے سوچ کے گھوڑے دوڑاتے جیب سے موبائل نکالا اور اس پر اپنی بنگلہ ایپ لاگ ان کرتے پچھلے کچھ عرصے کی ٹرانزکشن ہسٹری چیک کرنے لگا۔۔۔ لیکن جیسے جیسے وہ ٹرانزکشن ہسٹری چیک کر رہا تھا اسکے چہرے پر سکون کی لہریں سرایت کرتی جا رہی تھیں۔۔۔ اسکے اکاؤنٹ سے ڈائریکٹ ایمان کے اکاؤنٹ میں شاز و نادر ہی کوئی ٹرانزکشن ہوئی تھی۔۔۔ زیادہ تر اسنے ایمان کو کیش ہی دیا تھا۔۔۔ اونلائن شاپنگ کروائی تو پیمینٹ اپنے کارڈ سے کر دی۔۔۔ مالز سے جا کر کچھ خرید تو بھی کارڈ سوائپ اپ کیا۔۔۔ یہ ایک چیز لا شعوری طور پر اسکے حق میں گئی تھی۔۔۔ اب وہ پر سکون تھا۔۔۔ اسکا ہوم ورک مکمل تھا اب وہ اپنے باپ کی عدالت میں جا کر اپنا کیس لڑ سکتا تھا۔۔۔ لیکن ایک بات طے تھی کہ وہ اپنے اور اپنی بیوی کے سٹیٹس ڈفرنس کو درمیان میں لاتا کبھی اپنے بچے کی معصومیت اور اسکا بچپن تباہ نہیں ہونے دے سکتا تھا۔۔۔

وہ اپنی چھوٹی سی پر سکون دنیا کو کبھی اپنے اونچے شملے والے باپ کی ضد کی نظر نہیں ہونے دے سکتا تھا۔۔۔

وہ مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ بلاشبہ جب سب راستے بند ہو جاتے ہیں تب بھی اس مالک کی جانب سے ایک راستہ کھلا رہتا ہے جسے تحمل سے تلاشنے کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ جو غصے اور جلد بازی میں کبھی نہیں ملتا کیونکہ وہ فرماتا ہے۔۔۔ ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔۔۔ آسانی مشکل کے ساتھ ہی ہوتی ہے لیکن ہم مشکل پڑنے پر تحمل کا دامن چھوڑتے اس آسانی کو دیکھنے کے قابل نہیں رہتے شاید۔۔۔

وہ مضبوط قدم اٹھاتا واپسی کے راستے پر گامزن تھا۔۔۔ اب وہ پہلے سے بہت بہتر تھا۔۔۔ مصیبت ٹلی نہیں تھی تو اسے حل کرنے کا حوصلہ مل گیا تھا اسے۔۔۔

شامیر کے فون سے ایمان کی نیند ویسے ہی ٹوٹ گئی تھی سبحان ابھی تک سو رہا تھا وہ بستر سے اتری اور کمرے کی بتی روشن کی۔۔۔

وال کلاک پر نظر پڑی تو پتہ چلا کہ عصر کا وقت ہو رہا تھا۔۔۔ اسنے وضو کر کے نماز ادا کی اور ہاتھ بارگاہ الہی میں بلند کر کے کئی لمحے گم صم سی خاموش بیٹھی رہی۔۔۔ آنسو آنکھوں سے رواں تھے۔۔۔ بعض اوقات لفظ ختم ہو جاتے ہیں اور خاموشی ہر دکھ تکلیف بیان کر دیتی تھی۔۔۔ کافی دیر رک کر یونہی بیٹھنے کے بعد وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے بہتریاں اور آسانیاں طلب کرتی اٹھ کھڑی ہوتی۔۔۔ اس وقت جائے نماز تہہ کر کے وہ ایک نئے حوصلے اور عزم سے کمرے سے نکلی تھی۔۔۔

ہاں وہ پریشان تھی۔۔۔ اسکے شوہر نے جس ہو اس باخنگی اور پریشانی میں اسے فون کیا تھا۔۔۔ اسکا پریشان ہونا بنتا تھا۔۔۔ لیکن اب وہ اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑ چکی تھی۔۔۔

اب سب سے پہلے جو غور طلب کام تھا وہ اسے اپنی ذات پر کرنا تھا۔۔۔ جب وہ تھی ہی اشرف المخلوقات۔۔۔ تو اسے تمام ثانوی چیزوں سے اوپر اٹھتے خود کو خاص بنانا تھا۔۔۔ جب انسان کے پاس سب سے بڑی طاقت موجود تھی جسکی بنیاد پر وہ کوئی بھی پہاڑ سر کر سکتا ہے تو پھر وہ اس طاقت کا استعمال کیوں نا کرتی۔۔۔

اور وہ طاقت جو انسان سے ستاروں پر کمند دلو اسکتی ہے اسکا نام ہے قوت ارادی۔۔۔۔

ہر انسان کے اندر بہت سے ہائی جیکرز ہوتے ہیں۔۔۔ وہی ہائی جیکرز جو بالکل غیر متوقع طور پر طیارے کو اغوا کر لیتے ہیں۔۔۔ پھر چلتا طیارہ پائیلیٹ کے بھی اختیار میں نہیں رہتا۔۔۔ اسے کہا جاتا ہے کہ طیارہ ہائی جیک ہو گیا۔۔۔

بالکل اسی طرح ایک انسان میں بھی بہت سے ہائی جیکرز ہوتے ہیں جو اسے ٹرگر کرتے ہیں۔۔۔ جو اسے تکلیف اٹھانے نہیں دیتے بلکہ کفرٹ زون میں پہنچے رکھتے ہیں۔۔۔ وہ ہائی جیکرز جو انسانی دماغ کو مختلف طرح کی فینٹسز میں دھکیل کر اسکی سوچ کو محدود کر دیتے ہیں۔۔۔ جو اسے اونچا سوچنے نہیں دیتے۔۔۔ جو انسان کو سست اور کاہل بنا دیتے ہیں۔۔۔ آرام پسند اور غافل۔۔۔

جیسے علامہ اقبال نے کہا تھا کہ ایک سوئے ہوئے انسان کو تو جگایا جاسکتا ہے مگر جو انسان سو ہی غفلت کی نیند رہا ہو اسے کیسے جگایا جائے۔۔۔

ضرورت ہوتی ہے ان ہائی جیکرز کو کنٹرول کرنے کی جو انسان کو یرغمال کر کے اپنا قیدی بنا لیتے ہیں۔۔۔

پھر سارا سارا دن سوشل میڈیا سکروول ڈاون کرتے اور بے مقصد کے کاموں میں نکل جاتا ہے۔۔۔ دن شروع ہوا دیر سے اٹھے۔۔ کھایا پیا۔۔۔ سوشل میڈیا سکروول ڈاون کیا غفلت میں وقت گزارا دن تمام ہوا اور اگلا سورج طلوع۔۔۔ دن گزرا ہفتہ گزرا مہینے گزرے سال گزرے اور زندگی ختم ہوئی چلو اب فوت ہو جاتے ہیں۔۔۔

ان ہائی جیکرز کو کنٹرول کرتا ہے انسان کا قوت ارادہ۔۔۔۔۔ شعور کی منازل طے کرنے کے بعد انسان اپنی عادات بناتا ہے خود۔۔۔ اور پھر وہ عادات مل کر انسان کو کامیاب بناتی ہیں۔۔۔۔۔ اور اس وقت کنزل الایمان ایسے ہی ایک جذبے سے سرشار بہتری اور خود شناسی کے سفر پر چل نکلنے کو مصمم ارادہ کئے بیٹھی تھی۔۔۔ جب وہ ٹھان چکی تھی تو دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی تھی۔۔۔۔۔ اسنے موبائل اٹھاتے سوشل میڈیا آن کیا اور سب سے پہلے زخرف کے ایف بی پیج اور یوٹیوب چینل کو ان فالو اور ان سکسکرائب کیا۔۔۔۔۔

حیرت کی بات تھی یہ کرتے نا اسکے ہاتھ تھر کے نادل کپکپایا۔۔۔ بلکہ اندر ایک عجیب طرح کا سکون سرایت کر رہا تھا۔۔۔ بس ایک کلک کی بات تھی اور وہ ایک غلط چیز کو اپنی زندگی سے کلک آوٹ کر چکی تھی۔۔۔

اسکے بعد ایمان نے یکے بعد دیگرے ان تمام چیزوں کو اپنی ذات سے کاٹ پھینکا جو اسکے لئے ناسور بن گئے تھے جو اسے ٹرگر کرتے اسکے اور اسکے رب کی ذات کے درمیان حائل ہو جاتے تھے۔۔۔

اور اس سب کی شروعات ہو گی اللہ کے لئے اپنی سب سے پیاری چیز قربان کر کے۔۔۔ یہ آپکے نفس پر ایک کوڑا ہو گا۔۔۔

ہوا کے دوش پر ایک آواز اسکے کان سے ٹکرائی۔۔۔ اسنے بہت سوچا تھا کہ اسکی سب سے پیاری چیز کونسی ہے جسے وہ اللہ کی راہ میں قربان کر سکے۔۔۔

نہیں تھی نہیں۔۔۔ کیونکہ وہ پہلے ہی ماں کی بدولت صبح خیز تھی۔۔۔ پھر ررر۔۔۔ بہت سوچ بچار کے بعد دماغ میں کلک ہوا کہ اسکی آج کے دور میں سب سے پیاری چیزیں یہ سوشل میڈیا کی سستی انٹرٹینمنٹ تھی۔۔۔ فحش

ناول۔۔۔ میوزک۔۔۔ ٹرگر کرتے سینز۔۔۔ اور اسکے ارد گرد پھیلا کانٹینٹ کے نام پر ٹرگر کر تا مواد۔۔۔ جسکے بنا اسکا دن مکمل نہیں ہوتا تھا۔۔۔ اسے جب زرا فرصت میسر آتی ہاتھ خود بخود موبائل کی جانب رینگ جاتا۔۔۔ پھر وہ ہائی جیکرز سیکنڈ منٹوں اور منٹ گھنٹوں میں اڑالے جاتے۔۔۔

ہاں اسنے دل پر پہاڑ جتنا وزن رکھتے محض اللہ کی رضا کے لئے انٹر ٹینمنٹ کے نام پر اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا۔۔۔ بس اب وہ اللہ کے حضور دعا گو تھی کہ وہ اسے اسکے اس فیصلے پر ثابت قدم رکھے۔۔۔

اسنے ایک چیز شدت سے نوٹ کی۔۔۔ جب وہ سارے ٹرگر کرتے کانٹینٹ کو اپنی ذات سے کاٹ کر پھینک چکی اور شعوری کوشش سے موبائل کا زیادہ استعمال ترک کر دیا تو اسکے پاس فراغت ہی فراغت تھی۔۔۔ پھر تو دن کاٹے ناکٹا۔۔۔ دن اتنا لمبا ہو گیا تھا۔۔۔

تب اسے زندگی میں پہلی مرتبہ احساس ہوا تو دل دہل کر رہ گیا کہ زندگی کا کتنا وقت لا حاصل اور فضول کاموں میں ضائع کر دیا۔۔۔ جسکا کوئی حساب کتاب ہی نا تھا۔۔۔

اب اسکے پاس وقت تھا اپنی ذات پر کام کرنے کو اور اپنے رب کی جانب سفر کرنے کو۔۔۔

سب سے پہلے اس نے اپنے تمام سوشل میڈیا اکاؤنٹس کو ریپلیس کیا۔۔۔ وہاں وہ کانٹینٹ سرچ کر کے اسے فالو کیا جو اسے اسکے رب سے جوڑتا تھا۔۔۔ ریلز

۔۔۔ پوسٹ۔۔۔ شارٹ ویڈیوز۔۔۔ لانگ ویڈیوز۔۔۔ وہاں ان سب چیزوں کی بھی بہتات تھی۔۔۔ تب وہ اس چیز پر ایمان لے آئی کے واقعی انسان کی دنیا محض وہیں تک محدود ہوتی ہے جتنا اسکا دائرہ کار ہوتا ہے۔۔۔ وہ اس دائرہ کار سے باہر جھانکتا ہی نہیں اور سمجھتا ہے کہ بس یہیں دنیا تمام ہو گئی۔۔۔

فحاشی اور بیڈ روم سینز پڑھتی تھی تو لگتا تھا کہ دنیا محض یہی ہے۔۔۔ یہ ہی سب کچھ ہے۔۔۔ اسی کے خیال دن رات ذہن میں چلتے رہتے۔۔۔ حالانکہ وقت اور

حالات نے اسے سیکھایا تھا کہ جس چیز کو ان فحش ناولز میں پرومینیٹ کر کے ہائی لائٹ کیا جاتا ہے وہ محض زندگی کا ایک حصہ ہے۔۔۔ اور اسکی انسانی زندگی میں اہمیت محض اتنی ہی ہے جتنا بھوک لگنے پر کھانا کھالیا جائے۔۔۔ زندگی میں اور

بہت بڑے بڑے کام اور مسئلے ہیں۔۔۔ جو غور طلب ہوتے ہیں۔۔۔

اب کانٹینٹ تبدیل کیا تھا تو دماغ کو کلیئر ٹی ملنے لگی تھی۔۔۔۔ ہر مرتبہ سوشل میڈیا کھولنے پر کوئی نئی چیز سیکھنے کو ملتی جو اللہ پر توکل مزید بڑھا دیتی۔۔۔ یہ کانٹینٹ سکون فراہم کرتا تھا۔۔۔ سوشل میڈیا نے یہ آسانی کر دی تھی اور کچھ بہت اچھا کام کرنے والے بھی تھے جو چین چین کر اللہ کے۔۔۔ معجزے ریلز اور پوسٹ کی صورت بیان کرتے جس سے ہر بار سوشل میڈیا کھولنے پر ایمان تازہ ہو جاتا اور اپنے مسئلے مسائل کم لگنے لگتے۔۔۔ جسے پڑھ کر یاد دیکھ کر ایمان کا سارا دن ایک نئی اور پازٹیو انرجی سے گزر جاتا۔۔۔

اس سے وہ ایک سٹیپ مزید آگے بڑھی اور مارکیٹ جا کر واصل علی واصل اور قاسم علی شاہ کی کتب خرید لائی۔۔۔

شروعات اسنے یہیں سے کی۔۔۔ دماغ آہستہ آہستہ سب قبول کرنے لگتا۔۔۔

شروعات اسنے قاسم علی شاہ کی بچوں کی تربیت پر موجود کتاب۔۔۔ اولاد کی تربیت کے سنہری اصول سے کی۔۔۔ کہ یہ آج کل اسکے لئے اشد ضروری تھی۔۔۔ وہ کم عمر تھی اور نا تجربہ کار لیکن اولاد کی تربیت اونچے پیمانوں پر کرنا چاہتی تھی۔۔۔

جیسے جیسے وہ اس کتاب کو پڑھتی اور بچوں کی تربیت کی باریکیاں پڑھتی تو اسکی آنکھیں نم ہو جاتیں۔۔۔ کے اسکا اللہ جانتا تھا اسے کس وقت کس رہنمائی کی ضرورت ہے۔۔۔ تبھی اس وقت اسے اس کتاب سے متعارف کرایا گیا تھا۔۔۔ پڑھ کر اسکے علم میں اضافہ ہو رہا تھا۔۔۔ اسکی سوچ کو وسعت مل رہی تھی اور اسکا دائرہ کار وسیع ہو رہا تھا۔۔۔

اسنے جانا کہ زندگی میں کرنے کو سیکھنے کو بہت کچھ ہے۔۔۔ بس ضرورت ہے اپنے محدود دائرہ کار کو وسیع کرنے کی۔۔۔ جو بنا کو شیش کے نہیں ہوتا۔۔۔ کمفرٹ زون میں رہ کر سست اور کاہل بن کر آپ دنیا ایکسپلور نہیں کر سکتے۔۔۔ اگر زندگی بامقصد گزارنی تھی اور دنیا سے جانے سے پہلے یہاں پر اپنے نام سے اگر کوئی اسپیکٹ کریٹ کرنا تھا تو کمفرٹ زون کو توڑ کر باہر تو نکلنا پڑنا تھا۔۔۔ مشقت تو اٹھانی ہی پڑنی تھی۔۔۔ محنت تو لازم تھی۔۔۔ اور کنزل ایمان ایک ہی جھٹکے میں اپنا کمفرٹ زون توڑتی کمر کس کر میدان میں اتر چکی تھی۔۔۔

کیا بھلا کبھی مشکلیں اور مصائب بھی ختم ہوئی ہیں۔۔۔ کیا بھلا کبھی حالات بھی سازگار ہوئے ہیں۔۔۔ کیا بھلا کوئی سازگار حالات میں بھی بیدار ہوا ہے۔۔۔ جس

نے کچھ کرنا ہوتا ہے وہ حالات سازگار ہونے کا انتظار نہیں کرتا کیونکہ حالات تو
نبیوں پیغمبروں کے بھی سازگار نہ تھے۔۔ جو اپنی زندگی میں کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ
بگڑے حالات اور مخالف چلتی ہو اواں کا سینہ چیر کر بھی آگے نکل جاتے ہیں۔۔۔۔
کیوں۔۔۔ کیونکہ وہ کمفرٹ زون توڑ کر ہر تکلیف سہنے کو تیار اور محنت کرنے کے
لئے ٹھان چکے ہوتے ہیں

شامیر خان آفس میں بیٹھا منتشر ذہن کیساتھ کام کر رہا تھا۔۔۔ دماغ کے پنچھی باپ
تک بھی اڑ کر جاتے کے افضل کے ہاتھوں ملنے والی انفارمیشن کو وہ کس نظر سے
لیتے ہیں یا اس انفارمیشن کی بنیاد پر انکا اگلا سٹیپ کیا ہو گا۔۔۔
نیز اپنے معصوم بچے کی ننھی ننھی شرارتیں دیکھے بنا اور بیوی سے بات کئے بنا ایک
عجیب سی بے چینی و بے کلی اندر چٹکیاں کاٹنے لگی تھی۔۔۔
ابھی وہ اسی اڈھیر پن میں مصروف تھا جب دروازہ ناک کر کے اسکا سیکریٹری اندر
داخل ہوا۔۔۔۔

سر آپکو واجد سر بلارہے ہیں۔۔۔

اسنے طیش سے اپنی مٹھی میچی البتہ چہرے کے تاثرات ہنوز نارمل تھے۔۔۔
ہممم۔۔۔ چلو میں آتا ہوں

سیکریٹری کے جانے کے بعد اسنے دو تین گہرے گہرے سانس خارج کئے اور اپنی
جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ فائنلی اسکا بلاوا آگیا تھا اب جانا تو تھا ہی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ سپاٹ تاثرات سمیٹ باپ کے روبرو بیٹھا تھا۔۔۔ وہ ریوالونگ
چئیر پر بیٹھے پیپر ویٹ گھماتے اسے جانچتی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

جی آپ نے بلایا بابا۔۔۔ اسنے کمرے میں سرایت کرتی وحشت ناک خاموشی کو
توڑتے بات کا آغاز کیا۔۔۔

یہ نسیم بی بی کون ہے۔۔۔ بابا کی جانب سے چھبتا ہوا سوال آیا۔۔۔ گویا تفتیش
شروع ہو چکی تھی۔۔۔

کون نسیم بی بی۔۔۔ وہ بے طرح چونکا۔۔۔

وہی۔۔۔ جس کو دن میں بارہا فون کرتے رہے ہو۔۔۔ جسکے لئے آئے دن لاہور

کے چکر لگاتے رہے ہو۔۔۔

بابا کے لہجے میں گہری کاٹ تھی۔۔۔۔

اوہ۔۔۔ تو مطلب آپ نے میرے پیچھے منجر چھوڑ رکھے ہیں۔۔۔ شدید غصے کو ضبط کرتا وہ خط اٹھانے والے انداز میں بولا۔۔

ظاہر سی بات ہے جب بیٹا باغی ہونے لگے تو منجر چھوڑنے پڑتے ہیں۔۔۔ بابا بلا مبالغہ پیپر ویٹ گھماتے اسے جانچتی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔ وہ ہمیشہ سے ہی سٹریٹ فارورڈ تھے۔۔۔

لائٹ سیر سیلی بابا۔۔۔ اسنے ایک بھنورا چکائی۔۔۔ پھر کیا پتہ چلا میری منجری کروا کر۔۔۔۔

وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔۔

یہ ہی کے ایک متوسط طبقے کی انتہائی معمولی اور حقیر سی خاتون ہے نسیم بی بی جس کے نمبر پر تم دن رات کالز کرتے ہو۔۔۔ اور اسی غرض سے تم آئے دن لاہور جاتے ہو۔۔۔ واجد خان کے لہجے میں اتنی حقارت تھی کہ شامیر کو اپنی رگوں میں خون کی گردش واضح تیز ہوتی محسوس ہوئی۔۔۔۔

سہی۔۔ تو پھر تو آپکو میرے وہاں جانے کا مقصد بھی پتہ لگ گیا ہو گا۔۔ کافی فاسٹ اور ایکوریٹ سروسز ہیں نا آپکی۔۔۔ شامیر کے لہجے میں طنز کی آمیزش گھلی۔۔۔

ظاہر سی بات ہے شامیر خان کے تمہارے جیسے رئیس زادے کی دلچسپی کا سامان وہ عورت تو ہو نہیں سکتی۔۔۔ یقیناً اسکی بیٹی ہی ہو گی۔۔۔

شامیر خان کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ گویا کمرے کی پوری چھٹ دھڑام سے اسکے سر پر آگری ہو۔۔۔ مگر اسنے تیزی سے اپنی تاثرات نارمل رکھے۔۔۔ وہ اپنے باپ جیسے زیرک انسان کے ہاتھ اپنی کوئی کمزوری نہیں تھما سکتے تھا۔۔۔ کنزل ایمان نام ہے اسکی بیٹی کا۔۔۔ شامیر کا دل یوں پھڑ پھڑایا جیسے وہ ابھی بے دم ہو جائے گا۔۔۔ وہ بے خیالی میں مرنے والا تھا۔۔۔ اسنے اپنے باپ کو اور اسکی پہنچ کو اتنا ہلکا کیسے لے لیا۔۔۔

مڈل کلاس گھرانوں کی لڑکیاں اکثر اپنی ماؤں کے نمبر سے رئیس زادے پھنساتی ہیں۔۔۔ کیونکہ انکی اتنی اوقات بھی نہیں ہوتی کے وہ اپنا ذاتی موبائل فون ہی رکھ سکیں۔۔۔۔

شامیر کو واضح اپنا فشار خون بلند ہوتا محسوس ہوا۔۔۔ کنپٹی میں ابلتا ہوا لاوا
ٹھو کریں مارنے لگا تھا۔۔۔

اور یہ نام نہاد کہانی کس لئے مجھے سنائی جا رہی ہے۔۔۔ وہ سیدھا ہوتا باپ کی جانب
جھک کر انکی آنکھوں میں دیکھتا سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

اسی لئے کے اگر تمہارے قدم غلط راستے پر چل نکلے ہیں۔۔۔ اور میرے بیٹے کے
باغی ہونے کے پیچھے وجہ وہ لڑکی ہے تو میں تمہیں بتا دوں کہ شامیر خان کا معیار اتنا
گرا ہوا نہیں ہو سکتا۔۔۔ اس بے حد معمولی محلے میں رہنے والی لوئر مڈل کلاس لڑکی
ہمارے گھر میں ملازمہ رکھنے کے بھی قابل نہیں۔۔۔ اور اگر واقعی تمہارے باغی
ہوتے قدموں کے پیچھے کا محرک کچھ ایسا ہے تو ٹرسٹ می شامیر خان ایسی لڑکیاں یا
تو پھر کو ٹھوں کی زینت بنتی ہیں۔۔۔

آہہہ۔۔۔ شامیر خان کا دل کیا کے سامنے پڑے میز کو ایک ٹانگ رسید کرتا یہاں
ہر چیز تہس نہس کر دے مگر کسی طرح باپ کی کانوں میں صور پھونکتی آواز بند
کر وادے۔۔۔ مگر بے بسی یہ تھی کہ وہ باپ کے ارادوں سے باخوبی واقف تھا۔۔۔

وہ اتنی سخت باتوں پر معمولی سار د عمل دے کر بھی انکے شک پر یقین کی مہر ثبت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

یا پھر راہ چلتے ایک گولی کی نظر ہوتی ہیں اور لا اور ٹوں کی طرح کہیں پھینک دی جاتی ہیں۔۔۔

شامیر خان کا سینے کی حدود میں مقید دل کسی بے بس قیدی زخمی پرندے کی مانند پھڑ پھڑا کر رہ گیا۔۔۔۔۔

وہ دلکشی سے مسکرا دیا۔۔۔

My dear Father.....

یار آپ تو میرے انکار کو اس قدر سیریس لیتے دل پر ہی لے گئے ہیں۔۔۔
اففففففف

کہاں کہاں سے جوڑتا ہے آپکا دماغ اتنی خرافاتی کہانیاں۔۔۔ مائے گاڈ۔۔۔ وہ ہلکا سا قہقہہ لگاتا ہوا۔۔۔

یار وہ ایمان ہے شمان ہے یا جو بھی ہے۔۔۔ وہ بے طرح سر جھٹکتا ہسا۔۔۔ اسکے ساتھ آپکو جو بھی کرنا ہے پلیز اسکا الزام میرے سر پر رکھ کر مت کریں۔۔۔ کے تمہاری وجہ سے ایسا کیا۔۔۔

پروشہ سے منگنی سے منع اس لئے کیا کے نہیں کرنی ابھی شادی۔۔۔ کیوں اس انکار کو انا کا مسئلہ بنا رہے ہیں بابا۔۔۔ یار نا کریں پلیز۔۔۔

زندگی انجوائے کرنے دیں۔۔۔ کرسی سے ٹیک لگا کر ٹانگ پر ٹانگ جمائے انگلیاں انگلیوں پر بجاتا جھولتا ہوا وہ بڑے دوستانہ انداز میں بول رہا تھا

واجد خان شش و پنج میں مبتلا اسکا یہ نارمل اور لا ابالی انداز دیکھ رہے تھے۔۔۔

ہم تمہاری شادی نہیں کر رہے تھے۔۔۔ انکے تنے تاثرات زرا ڈھیلے پڑے۔۔۔ میں اپنی مست زندگی میں منگنی بھی افورڈ نہیں کر سکتا۔۔۔ وہ دو بدو بولا۔۔۔

میں اسکے باپ کو زبان دے چکا ہوں۔۔۔ اور پھر تمہاری اور پروشہ کی دوستی بھی تو بڑی پکی ہے۔۔۔

سب اپنی جگہ پر ٹھیک ہے بابا۔۔۔ چلیں چھوڑیں آپ۔۔۔ جب شادی کا موڈ ہوا تو
کرلوں گا پر وشہ سے۔۔۔ لیکن کوئی کمٹمنٹ نہیں۔۔۔ اسنے ہاتھ جھلاتے لا پرواہی
سے کہتے گویا بات ٹالنی چاہی۔۔۔

بابا نے اسے جانچتی نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

اور یہ نسیم بی بی کا کیا چکر ہے۔۔۔ وہ گویا اس ساری بات چیت میں اہم نقطہ نا بھولے
تھے۔۔۔

یار رر بابا اا۔۔۔ کیا مڈل کلاس ابا کی طرح ہر بات کی تفتیش کرنے بیٹھنے لگے ہیں
آپ۔۔۔ لگتا ہے یہ کلاس کچھ زیادہ ہی سوار ہو گئی ہے آپکے ذہن میں۔۔۔
وہ جھنجھلایا۔۔۔ اب ہر واقعہ باپ سے شئیر کرنے والا بھی نہیں ہوتا۔۔۔۔۔
اسکے ہر ہر انداز سے لا پرواہی لا ابا لاپن جھنجھلاہٹ اور کوفت عیاں تھی جو کبھی
اسکی ذات کا خاصہ ہوا کرتی تھی۔۔۔

ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا اس عورت کا میری گاڑی سے۔۔۔ پولیس کیس تھا۔۔۔ جانتا
ہوں کہ میں پیسے کے بل پر سب کلئیر کروا سکتا تھا۔۔۔

مگر سوچا جب میں پیسے کے بل پر سب کلئیر کروا ہی سکتا ہوں تو کیوں نا وہ پیسے اس
غریب عورت کو ہی دے دوں۔۔۔ میرا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا اور وہ ضرورت
مند بھی خوش ہو جائے گی۔۔۔

کافی سیریس حالت تھی خاتون کی اسی لئے رابطے میں رہا کہ کہیں اسکا پتہ تو نہیں
کٹ ہو گیا۔۔۔

اور پناہ خدا کی آپ پتہ نہیں کون کونسی کہانیاں گڑھ لیتے ہیں۔۔۔ اسنے کوفت سے
گہرا سانس خارج کیا۔۔۔

واجد خان کے سر سے جیسے کوئی بوجھ سرکنے لگا۔۔۔
پھر لاہور کیوں جارہے تھے بار بار۔۔۔ گویا انکی ابھی تک تسلی نا ہوئی تھی۔۔۔
یا خدا۔۔۔ اس تفتیش سے بہتر ہے تو مجھے اٹھالے۔۔۔

بابا یار کیا ہے آپکو۔۔۔ لاہور میں میرا پورا لائف سٹائل ہے۔۔۔ یونیورسٹی دوست
ہیں۔۔۔ کئی گرل فرینڈز ہیں۔۔۔ موج مستی ہے ہلہ گلہ ہے۔۔۔ آپ اتنے
کنزرویٹو اور نیورمانڈ ڈکب سے ہو گئے۔۔۔

اوکے اوکے۔۔۔ بابا اسکی جھنجھلاہٹ اور کوفت دیکھ سیز فائر کر گئے۔۔۔

یوے گوناو۔۔۔ انہوں نے ہاتھ اٹھاتے گویا میٹنگ برخواست کا اشارہ کرتے اسے جانے کی اجازت دی۔۔۔

اجازت ملتے ہی وہ سرعت سے آفس سے باہر آیا۔۔۔

کچھ کہا نہیں جاسکتا تھا کہ بابا قائل ہوئے یا نہیں۔۔۔ کے بحر حال وہ اسکے بابا تھے۔۔۔ ہمیشہ سے اس سے دو ہاتھ آگے رہنے والے۔۔۔ دور کی کوڑی لانے والے۔۔۔ وہ محض اس کنور سیشن کی بنیاد پر پر سکون ہو کر نہیں بیٹھ سکتا تھا کہ اسکا باپ سب کر اس چیک بھی کروا سکتا تھا۔۔۔ اور سب سے بڑی اور غور طلب بات کے وہ کنزل الایمان کے نام تک سے آشنا ہو چکا تھا۔۔۔ اور اس بنیاد پر آگے کے معاملات جاننا اس کے لئے کچھ مشکل نا تھا۔۔۔ اور اگر واقعی تمہارے باغی ہوتے قدموں کے پیچھے

کا محرک کچھ ایسا ہے تو ٹرسٹ می شامیر خان ایسی لڑکیاں یا تو پھر کو ٹھوں کی زینت بنتی ہیں۔۔۔

یا پھر راہ چلتے ایک گولی کی نظر ہوتی ہیں اور لا اور ٹوں کی طرح کہیں پھینک دی جاتی ہیں۔۔۔

شامیر کی آنکھوں میں خون اترنے لگا۔۔۔ چہرہ خطرناک حد تک سرخ ہو گیا۔۔۔
دفعۃً اسے سامنے سے آتا افضل دکھائی دیا اسکا دل چاہا کہ ابھی کے ابھی اس شخص
کاسینہ گولیوں سے چھلنی کر ڈالے۔۔۔

افضل لعل۔۔۔ کیسے ہو یا ر۔۔۔ یکدم ہی اسکے سامنے آتا شامیر مسکرا یا یوں کے
ایک پل کو افضل بھی گھبرا اٹھا۔۔۔

کرم اللہ کا چھوٹے خان۔۔۔

ہمممم۔۔۔ سنا ہے بڑی منجریاں کی جا رہی ہیں۔۔۔ اسنے مسکراتے ہوئے افضل کے
کندھے سے نادیدہ دھول جھاری۔۔۔ وہ تھوک نگل کر رہ گیا۔۔۔

چھوٹے خان ہم تو بڑے خان کے حکم کے غلام ہیں۔۔۔

اچھی بات ہے۔۔۔ ہونا بھی چاہیے۔۔۔ خیر نسیم بی بی کامیری گاڑی سے ایکسیڈینٹ

ہو گیا تھا جسکے علاج کے لئے میں انہیں پیسے دیتا تھا اور انکی خبر گیری کرتا تھا۔۔۔

بات مکمل کر کے وہ مسکراتا ہوا آگے بڑھا۔۔۔

افضل کی سانس میں سانس آئی۔۔۔ یقیناً چھوٹا خان اپنی بات کو رکر رہا تھا اسنے سر جھٹکا۔۔۔ اسے کیا۔۔۔ بڑے خان کے کہنے پر وہ ویسے بھی سب کر اس چیک کر لیتا۔۔۔

ویسے۔۔۔۔۔ دفعتاً شامیر آگے بڑھتا بڑھتا دوائے قدم اٹھاتا اسکے روبرو ہوا۔۔۔ تمہاری بیٹی بہت پیاری ہے ماشا اللہ۔۔۔ ابھی حال ہی میں سکول جانا شروع ہوئی ہے نا۔۔۔ میں نے دیکھا تھا سکول یونیفارم کافی سوٹ کرتا ہے اس پر۔۔۔ گہری کاٹ دار تنبیہ نگاہوں سے اسے دیکھتا مسکرا کر اپنی بات مکمل کر کے وہ انہی قدموں پر آگے بڑھ گیا۔۔۔

جبکہ افضل لرز کر رہ گیا۔۔۔ اسکی پشانی عرق آلود ہونے لگی تھی۔۔۔ دل کے ساتھ ساتھ جسم بھی سوکھے پتے کی مانند کپکپانے لگا تھا۔۔۔

یہ کھلی دھمکی تھی جس سے وہ اسے بڑی خوبصورتی سے آشنا کروا گیا تھا۔۔۔ افضل نے کپکپاتے ہاتھوں سے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیا۔۔۔۔

اپنے کین میں آکر شامیر کرسی پر ڈھنسنے کے انداز میں بیٹھا اور سرخ پڑتی آنکھیں
مونڈ کر سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔۔۔ اندر جیسے ایک لاوہ ساپک رہا تھا۔۔۔ مگر وہ
غصے میں کوئی کام خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ اسے حوصلے اور تحمل سے کام لینا
تھا۔۔۔ نہایت سوچ بچار اور عقلمندی سے۔۔۔

دفعۃً کچھ دیر بعد اسنے فون اٹھاتے نمبر دائل کیا اور فون کان سے لگا گیا۔۔۔
حکم خان۔۔۔ دوسری جانب سے رابطہ استوار ہو چکا تھا۔۔۔

امجد میری جدہ میں شروع ہونے والے نئے پڑاجیکٹ کے لئے آج رات کی جدہ کی
ٹکٹ بک کرواؤ۔۔۔ اس پڑاجیکٹ کو لیڈ میں کروں گا۔۔۔ اور ہاں پیچھے سے ایمان
اور سبحان کی حفاظت تمہاری ذمہ داری ہے۔۔۔ اور یاد رکھنا اس کام میں کوتاہی کا
ازالہ تمہاری موت ہوگی۔۔۔ اسکی آواز میں ڈھار تھی۔۔۔ گویا وہ انگارے چبائے
بیٹھا ہو۔۔۔ میں ان دونوں کو تمہارے بھروسے چھوڑ کر جا رہا ہوں۔۔۔ اور رہ گیا
وہ افضل اس پر نظر رکھنا یہ کوئی گڑبڑ نا کرے۔۔۔ اور اگر پھر سے ایمان کی کھوج
میں نکلے تو بے ڈھرک اسکی بیٹی اٹھالینا۔۔۔ پھر دیکھتا ہوں میں اسکا بابا سے
وفاداری کا بھوت۔۔۔ کے بات جب اولاد پر آئے تو انسان ہر نفع و نقصان سے

عاری ہو جاتا ہے۔۔۔ اگر کوئی میرے معصوم بچے کی گردن کو آئے گا تو میں اسکا کلیجہ نوچ ڈالوں گا۔۔۔ غصہ ضبط کرتے اسنے رابطہ منقطع کیا اور فون بند کر کے میز پر پھینکتے سر ہاتھوں میں گرا گیا۔۔۔

اپنے کمرے میں موجود شامیر نے سنجیدہ تاثرات سمیٹ اپنی پیکنگ مکمل کی اور ہینڈ کیری کی زپ بند کرتا اسے بستر سے اتار کر نیچے رکھا۔۔۔ کمرے سے باہر نکلا اور ملازم کو آواز دے کر ہینڈ کیری گاڑی میں رکھنے کو بولا۔۔۔

اسکی فلائیٹ میں ابھی وقت تھا لیکن وہ وقت سے پہلے ہی گھر سے نکل جانا چاہتا تھا کیونکہ اسے اس گھر میں وحشت ہو رہی تھی جہاں زخمی ہوئے پڑے دل کے ساتھ بھی اسے بے دلی سے مسکرا نا پڑ رہا تھا کہ کہیں اسکے چہرے کے غمگین تاثرات اسکا بھیدنا کھول دیں۔۔۔۔

وہ سنجیدگی سے سیڑھیاں اترارخ باہر کی جانب تھا جب جاتا جاتا کچن کی جانب پلٹا۔۔۔۔

کچن میں کاؤنٹر ٹاپ کے سامنے سٹائلش سے ڈریس میں ملبوس بالوں کی ٹیل پونی بنائے افسردہ سی میرب بھابھی کھڑی کچھ بنا رہی تھیں۔۔۔ شامیر انہیں دیکھ کر ٹھٹھکا اور قدم قدم اس جانب بڑھا۔۔۔

تمہیں کچھ چاہیے شامیر۔۔۔ وہ اسکی موجودگی محسوس کر کے چولہے کی آنچ ہلکی کرتی اسکی جانب متوجہ ہوئیں۔۔۔

شامیر سنجیدگی سے انکا اتر اتر اور افسردہ چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔۔ یہ چہرہ کسی صورت ایک نوبیا ہٹا کا نا تھا۔۔۔ اور انکی شادی کو وقت کتنا ہوا تھا۔۔۔ بامشکل ایک ہفتہ۔۔۔ یہ موازنہ اس لئے بھی زیادہ تھا کہ اسی گھر میں ایک اور بھرپور نیا نوویلا شادی شدہ جوڑا ہر وقت اپنی زندگی میں مست موج مستی اور ہلا گلہ کرتا نظر آتا۔۔۔۔

جانے کیوں شامیر کو انکے چپ چپ سے روپ میں ایمان کی جھلک نظر آئی۔۔۔ بھائی کہاں ہے بھابھی۔۔۔ اسنے ادھر ادھر متلاشی نگاہ ڈورائی۔۔۔ بھابھی اداسی سے مسکراتی شانے اچکا گئی۔۔۔ شامیر لب بھینچ کر رہ گیا۔۔۔

وہ دوبارہ سے چولہے کی آنچ تیز کرتی اس جانب متوجہ ہو گئی۔۔۔ صاف ظاہر تھا وہ اپنا بھرم رکھنے کو آنکھوں کی نمی چھپا رہی تھیں۔۔۔

وہ بنا مزید وہاں رکے باہر نکل آیا۔۔۔ ڈرائیوے پر ہی اسکا سامنا عدنان بھائی سے ہوا جو اپنی گاڑی سے نکل کر اندر کی جانب بڑھ رہے تھے۔۔۔
اسے دیکھ کر مسکرا دیئے۔۔۔

کدھر کی تیاری ہے چھوٹے۔۔۔
جدہ جارہا ہوں نئے پڑاجیکٹ کے لئے۔۔۔ شامیر کے خوشدلی سے کہنے پر وہ سمجھ کر سر ہلا گیا۔۔۔

ایک بات کہوں بھائی۔۔۔ وہ شش و پنج میں مبتلا بول اٹھا۔۔۔
ہممم کہو۔۔۔ عدنان خان چونکا۔۔۔

طاقت ور پر بس ناچلے اور بے بس پر زور چلانا عقلمندی تو نہیں۔۔۔
مطلب۔۔۔ عدنان کا انداز نا فہم تھا۔۔۔

مطلب یہ کہ ہو سکتا ہے جس طرح سے آپ اپنی شادی کے لئے مجبور کئے گئے تھے اسی طرح بھائی نے بھی بڑوں کے فیصلے کا احترام کرتے سر خم کیا ہو۔۔۔ آپکو

نہیں لگتا کہ وہ اس ساری کہانی کا ایک بے ضرر اور معصوم کردار ہے جن کے ساتھ آپکارویہ قطعی نامناسب ہے۔۔۔

کیونکہ جہاں تک میں نے جانا ہے۔۔۔ اس سے پہلے کے عدنان اسے کچھ کہتا وہ بنا اسکی بات سننے مذید گویا ہوا۔۔۔ بھابھی بہت اچھی اور پیاری نیچر کی مالکن ہے۔۔۔ رفیہ بھابھی کی طنزیہ اور حاکمانہ فطرت کے بالکل برعکس نرم مزاج اور ہنس مکھ۔۔۔ ٹھیک ہے محبت دل کا معاملہ ہے لیکن میرے خیال سے وہ آپکی جانب سے عزت ضرور ڈیزرو کرتی ہیں۔۔۔

اپنی بات مکمل کر کے شامیر وہاں رکے بنا گاڑی میں بیٹھتا گاڑی نکال باہر لے گیا۔۔۔ جبکہ جاتے جاتے وہ عدنان خان پر سوچو کے بہت سے دروا کر گیا تھا۔۔۔ وہ شاید واقعی غلطی کا مرتکب ہو رہا تھا۔۔۔ محبت میں ناکامی کی سزا کسی بے ضرر وجود کو دے رہا تھا۔۔۔

لاونج میں آتے ہی اسکی نظر کچن میں کام کرتی میرب پر پڑی تو الجھا الجھا سا اسی جانب آگیا۔۔۔

کام کرتے میرب کی نگاہ اس پر پڑی تو یکدم ہڑبڑا اٹھی۔۔۔

اسلام علیکم۔۔ آپ کب آئے عدنان۔۔۔ وہ سب وہیں چھوڑ فریج کی جناب لپکی
اور بوتل سے پانی گلاس میں انڈیلتے اسکی جانب بڑھا۔۔۔ وہ سر سے سلام کا جواب
دیتا گلاس تھام گیا۔۔۔۔

کیا کر رہی ہو۔۔۔۔

رس ملائی بنا رہی تھی۔۔۔ آپکو پسند ہے نا۔۔۔ وہ تیار شدہ رس ملائی پین سے نکالتی
باول میں ڈال رہی تھی۔۔۔ توقع نہیں تھی کہ عدنان جیسے خاموش طبیعت انسان
کی جانب سے جواب موصول ہو گا۔۔۔ شادی کے بعد اسنے عدنان میں محض ایک
ہی چیز دیکھی تھی۔۔۔ مہیب چپ اور خاموشی۔۔۔ اسکی چھوٹی سے چھوٹی بات
کے نتیجے میں بھی اور لمبی سے لمبی بات کے نتیجے میں بھی۔۔۔
ہممم۔۔۔ پسند ہے۔۔۔ تم اس ٹھنڈا ہونے کے لئے فریج میں رکھ دو۔۔۔ اور خود

تیار ہو جاو۔۔ ہم کچھ ہی دیر میں شاپنگ کے لئے چل رہے ہیں اور پھر وہاں سے ڈنر
کر کے ہی لوٹیں گے۔۔۔ رس ملائی ہم آکر کھائیں گے۔۔ اپنی بات مکمل کر کے وہ
اسے حیرت کے سمندر میں غوطہ زن چھوڑا پر چلا گیا۔۔۔ جبکہ میرب اسکے اتنی
لمبی بات وہ بھی اس سے کرنے پر غش کھا کر گرنے کو تھی۔۔۔ کچھ دیر بعد حیرت

زرا کم ہوئی تو وہ حیرت زدہ سی مسکرا دی۔۔۔ جیسے اس تبدیلی کی وجہ وہ خود بھی سمجھنے سے قاصر ہو۔۔۔

بالکنی سے چاند کی چاندنی اور ٹھنڈی میٹھی ہوا اندر آرہی تھی۔۔۔ ڈائمینگ ٹیبل انواع و اقسام کے کھانوں سے سجاتھا۔۔۔ ماں حامد اور نگارش ڈائمینگ ٹیبل کی کرسیوں پر بیٹھے تھے جبکہ نورین ایمان کی زیر نگرانی ڈشز لاکر ٹیبل پر رکھ رہی تھی۔۔۔

نخاسبحان پورے لاونج میں رینگتا ہوا شرارتیں کر رہا تھا۔۔۔ کبھی کسی چیز کے سہارے کھڑا ہونے کی کوشش کرتا تو کبھی پھر سے رینگنے لگتا۔۔۔ سب لوگ اسکی معصوم شرارتیں اور حرکتیں دیکھ مسکرا رہے تھے۔۔۔

ایمان نے بھائی اور بھابھی کی دعوت شامیر کی موجودگی میں کرنی تھی لیکن درپیش حالات کی زیر نظر اسنے خان کی جانب سے معذرت کرتے آج انکی دعوت کر ڈالی۔۔۔

شامیر براون پینٹ کوٹ میں ملبوس کانفرنس روم میں موجود سربراہی کرسی پر بیٹھا تھا۔۔۔ ٹانگ پر ٹانگ جمار کھی تھی جبکہ کہنی کرسی کی ہتھی پر ٹکائے ہاتھ کی مٹھی ہونٹوں پر جمائے وہ سامنے پروجیکٹر کی مدد سے سکرین پر ابھرتے مناظر دیکھ رہا تھا۔۔۔ پاس ہی ٹیبل پر ایک عمارت کا ماڈل پڑا تھا۔۔۔

باقی سب کی محویت بھی سکرین پر چلتی سلائیڈز پر تھی۔۔۔

ایمان کمر پر ہاتھ رکھے چمکتی نگاہوں سے دیوار پر موجود براؤں کلر کے اس بک شلف کو دیکھ رہی تھی جس نے وہاں سجتے اس دیوار کی خوبصورتی مزید بڑھا دی تھی۔۔۔ کاریگر ابھی ابھی اس وال شلف کو وہاں سیٹ کر کے گئے تھے۔۔۔ نورین نیچے پھیل چکے زروں اور ڈسٹ کو جھاڑوں کی مدد سے صاف کر رہی تھی۔۔۔ ایمان نے چمکتی نگاہوں سے اپنے پیچھے موجود کتابوں کے انبار کو دیکھا اور باری باری کتابوں کے اس خزانے کو انکے سائز اور کیٹگری کی بنیاد پر اس جدید طرز کے بنے بک شلف میں سیٹ کرنے لگی۔۔۔

شامیر چلچلاتی دھوپ میں ماتھے پر ہاتھ کا چھبنا بنائے آنکھیں چند ہی کئے اس غیر آباد بنجر زمین کو دیکھ رہا تھا جہاں عمارت کی کنسٹرکشن کا کام شروع ہو گیا تھا۔۔۔ ارد گرد

لیبر لگی ہوئی تھی۔۔۔ دھول مٹی اینٹوں اور بجری کا شور ایسے میں وہ بلڈنگ کی جانب دیکھتا سائٹ انجینئر کو بریفنگ دے رہا تھا جسے وہ مستعدی سے سن رہا تھا۔۔۔

شام کے وقت ایمان بالکنی میں بیٹھی اپنی اگلی کتاب خود شناسی کا سفر ہڑھ رہی تھی یہاں اسی پوزیشن میں بیٹھ کر پڑھتے اسے دو گھلٹے ہو گئے تھے اور اسے جانا کہ اپنی ذات کے سفر پر پڑھنا کسی بھی ناول کو پڑھنے سے زیادہ دلچسپ ہوتا ہے۔۔۔ ہو اسے اسکے بال اڑ رہے تھے۔۔۔ پاس ہی ماربل لگے فرش پر بیٹھا شامیر سلانی کھا کم ان سے کھیلتا ہوا انکا سرمہ زیادہ بنا رہا تھا۔۔۔ اسکے پیچھے لاونج میں وہ کونا واضح دکھائی دے رہا تھا جو آج کل ایمان کا فیورٹ تھا۔۔۔ بک شلف میں سچی کتابیں اور اسکی عین نیچے موجود اسکا سفید رنگ کا شفاف بے داغ ورکنگ ٹیبل جسکے ایک سائیڈ پر جرنل آرگنائزر جبکہ اسکے ساتھ پین ہولڈر تھا جبکہ دوسری طرف دو منی پلانٹس پڑے تھے۔۔۔ ٹیبل کے وسط میں ایک لیپ ٹاپ اور ایک ہولڈر میں اسکے چار جرابز اور وائزرز وغیرہ پڑی تھیں۔۔۔

رات کا ایک بج رہا تھا جبکہ لاونج کے صوفے پر بیٹھا شامیر ٹانگیں میز پر رکھے لیپ
ٹاپ کی کیز کھٹا کھٹ دباتا ایک کے بعد دوسری سلائیڈ بناتا اپنی فائل مکمل کر رہا
تھا۔۔۔ اسکا چہرہ اسنجیدہ اور بے تاثر تھا۔۔۔ کچن میں اسکا ڈنرا سکی کرم نوازی کا
منتظر پڑا پڑا ٹھنڈا ہو گیا تھا۔۔۔ مگر وہاں پرواہ کسے تھی۔۔
وہ تو دن رات کا فرق بھلائے خود کو کاموں میں غرق کئے ہوئے تھا۔۔۔ کسی کی
یادوں سے پیچھا چھڑانے کا یہ بہترین حربہ تھا۔۔۔۔
ایمان اپنے ورک ٹیبل پر بیٹھی کھٹا کھٹ ٹاپ کر رہی تھی۔۔۔ خود شناسی کے سفر
پر وہ اتنے مصنفین کی کتابیں پڑھ چکی تھیں کہ خود شناسی پر مشتمل وہ سارا کانٹینٹ
جو اس نے کنزیوم کیا تھا وہ اب اسے ٹک کر بیٹھنے نادے رہا تھا۔۔۔ اپنی ذات کا سفر
طے کر کے اس نے اپنے اندر سے جو کھوجا تھا وہ اب اسے فارغ بیٹھ کر وقت ضائع
کرنے کی اجازت ہر گز نادیتا تھا اس لئے اب وہ ذہانت سے بھرپور چمکتی نگاہیں لیپ
ٹاپ کی سکرین پر جمائے کھٹا کھٹ لکھ رہی تھی۔۔۔ سجان کمرے میں سو رہا تھا جبکہ
پورے لاونج میں محض اسکے لیپ ٹاپ کی کیز دبانے کی آواز ہی ابھر رہی
تھی۔۔۔۔

آفس سے تھکے ہارے واپس آنے کے بعد شامیر فریش ہو کر باہر ڈاسمننگ ٹیبل پر آیا تو لگ نے مستعدی سے اسکے آگے کھانا چن دیا۔۔۔ شامیر نے کھانے کا پہلا نوالہ توڑا اور منہ تک جاتا ہاتھ راستے میں ہی رک گیا۔۔۔ کسی معصوم کی یاد نے اسے بے طرح فریز کیا تھا۔۔۔ کسی کی معصوم شرارتوں اور ننھے ننھے ہاتھوں کے لمس نے شدید بھوک ہونے کے باوجود کھانا حلق سے اترنے نہ دیا۔۔۔۔۔

وہ لب سختی سے بھینچ گیا۔۔۔ شدت جذبات سے چہرہ سرخ ہونے لگا اور آنکھوں میں نمی ابھرنے لگی تو وہ نوالہ واپس پلیٹ میں رکھتا پلیٹ کھسکا کر وہاں سے اٹھ آیا۔۔۔

بس بہت ہوا۔۔۔۔۔ اسے ان دونوں سے دور ہوئے انکی آواز سننے مہینہ ہو گیا تھا۔۔۔ اب تو بے چینی و بے کلی بھی انگ انگ میں سرایت کرنے لگی تھی تبھی کمرے میں آتے اسنے جیب سے موبائل نکالا اور تیزی سے ایک نمبر ڈائل کرنے لگا۔۔۔

ایمان نم آنکھوں سے لیپ ٹاپ کی سکرین کی جانب دیکھتی اپنے لکھے پہلے آرٹیکل کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ اسنے انگلی کی مدد سے لیپ ٹاپ کی سکرین کو سکروول ڈاون کرتے آرٹیکل کی لمبائی دیکھنی چاہی۔۔۔ وہ اپنے لکھے سے مطمئن نظر آتی تھی۔۔۔ اسنے آرٹیکل اوپر کر کے اسکی ہیڈنگ پڑھی۔۔۔ بندے اور اسکے رب کا تعلق۔۔۔

اسکی آنکھوں کی نمی مزید نمایاں ہوئی۔۔۔ اسکی نگاہیں اگلی سطروں پر پھسلتی چلی گئیں۔۔۔

انسان اس دنیا میں قانون قدرت کے تحت پیدا ہوا جسکے مطابق اسکے دل کو یوں ڈیزائن کیا گیا کہ وہ ہر خوبصورت چیز کی طرف اٹریکٹ ہو گا اسے سرا ہے گا انسپریشن پالے گا اور اسکا متمنی ہو گا۔۔۔ انسانی دل محبت کی مٹی سے گوندھ کر بنایا گیا ہے اس لئے اس دل کا المیہ یہ ہے کہ یہ بنا محبت کے خالی رہ ہی نہیں سکتا۔۔۔۔۔ انسانی دل کا کسی محبت میں مبتلا ہونا فطری امر ہے۔۔۔

لیکن ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہماری ہمارے رب سے پہچان کروائی ہی نہیں جاتی۔۔۔ ہم مسلمان ہیں۔۔۔ ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں وہ ہر چیز کا مالک کا ہمیں رزق ہمارا

رب دیتا ہے۔۔۔۔ اور ایسے بہت سے فقرے جنہیں بچپن سے ہی ہم رٹتے آتے ہیں اور ہم انہیں اتنا رٹ لیتے ہیں کہ کبھی اسکی گہرائی میں اتر کر غور نہیں کرتے اور اس چیز کو فار گرانڈ لینے لگتے ہیں۔۔۔

ہمارا رب کون ہے۔۔۔ اسنے ہمیں کیوں پیدا کیا۔۔۔ کس مقصد کے تحت۔۔۔ اسنے یہ دنیا کیوں اور کس طرح بنائی ہم کبھی ان سب چیزوں پر غور و فکر نہیں کرتے۔۔۔ اور ہمیں یہ غور و فکر کرنا سیکھایا بھی نہیں جاتا۔۔۔ اسی لئے ہم کبھی اسکی جستجو بھی نہیں کرتے۔۔۔۔

یہ دنیا اسقدر بھول بھلیاں ہے کہ ہم اس میں کھو جاتے ہیں اور اپنے اور رب کے تعلق کو کبھی ڈیفائن ہی نہیں کر پاتے۔۔۔

ہماری اس دنیا کو ڈیزائن ہی اس طرح سے کیا گیا ہے اسے اتنی خوبصورتی سے مصنوعی آرائش و زیبائش سے آراستہ و پیراستہ کیا گیا ہے کہ ذرا ہوش سمجھالتے ہمارا دل بظاہر خوبصورت دکھائی دیتی ہر چیز کی جانب ہمکنے لگتا ہے۔۔۔

جیسے ہوش سمجھالتے ہی ہم سیلیبریٹز سے انسپائر ہونے لگتے ہیں۔۔۔ ان کا رنگ روپ۔۔۔ انکا لائف سٹائل۔۔۔ انکے کپڑے جوتے۔۔۔ انکے ڈیزائنز۔۔۔ انکے

ڈیزائنر پرس۔۔۔ انکامیک آپ انکی جیولری۔۔۔ نامحسوس انداز میں ہم انہیں فالو کرنے لگتے ہیں۔۔۔

خود کو بنانا سنوارنا اچھے سٹائیش کپڑے پہننا۔۔۔ بال خوبصورت بنانا سکن خوبصورت بنانا۔۔۔ ہر شادی یا کسی بھی تقریبات کے موقع پر خود کو سب سے خوبصورت بنانے کا خبط اور اس مقصد کے تحت خود پر کی جانے والی محنت۔۔۔ یہ سب وہ چیزیں ہیں جو شعور کی منزل کو چھوتے ہی کم و بیش ہم سب کرتے ہیں۔۔۔ یہ ہمارے فطری تقاضے بن جاتے ہیں کیونکہ کہانا انسانی دل ہے ہی اس طرز کا جو ہر خوبصورت چیز کی جانب مائل ہو گا۔۔۔ اور یہ محبت سے خالی نہیں رہ سکتا یہ اس دل کی مجبوری ہے۔۔۔ اس لئے ہم کسی کی خوبیوں اسکی شکل و صورت اور سٹیٹس کو دیکھے نامحرم کی محبت کا شکار ہو جاتے ہیں۔۔۔ کیونکہ یہ اس محبت سے گھونڈے دل کی طلب ہے۔۔۔

لیکن اسقدر مصروفیت بھری اور خوبصورتی سے سچی اس دنیا میں رک کر ہم سوچتے ہی نہیں کے ہمارا ٹریک درست ہے بھی یا نہیں۔۔۔

ہم سوچھ بوجھ والا کام کرتے ہی نہیں۔۔۔ بس دیکھتے ہیں کہ کونسا ٹریک ہے جسکی سب سے زیادہ پیروی کی جا رہی ہے۔۔۔ اور پھر جہاں زیادہ بھیڑ لگی ہوتی ہے اسی بھیڑ کا حصہ بن جاتے ہیں۔۔۔

میں کنزل الایمان نے خود پر بہت زیادہ محنت کرنے کے بعد جب وہ سہی ٹریک ڈیفائن کیا تو تھرا گئی۔۔۔ آنکھیں نم ہو گئیں۔۔۔ دل نے کہا یہ تو غلط ٹریک پر بہت آگے تک آگئی میں۔۔۔ مگر پھر دل نے تسلی دی کہ واپسی کا راستہ تو بحر حال ہر حال میں ہمارے پاس ہے ہی ہے۔۔۔

ہر خوبصورت چیز جسکی جانب ہمارے دل نے متوجہ ہونا تھا وہ خوبصورت چیزیں کونسی تھیں بھلا۔۔۔ وہ خوبصورتی تھی اللہ کی قدرت۔۔۔ کیا بھلا اسکی قدرت سے بڑھ کر بھی اس دنیا میں کچھ خوبصورت ہو سکتا ہے۔۔۔

میں نے اپنی بھاگتی ڈورتی زندگی میں رک کر دیکھی وہ خوبصورتی جسے ہم فار گرائنڈ لیتے ہیں۔۔۔

دیکھنا کبھی طلوع سورج کا نظارہ۔۔۔ اور کبھی شام میں غروب سورج کا منظر۔۔۔
دیکھنا کبھی قدرت کی خوبصورتی کو۔۔۔ کبھی بارش کے بعد بننے والی ست رنگی
دھنک کو۔۔۔ دیکھنا کبھی چھوٹے چھوٹے اپنے ہاتھ کے برابر پرندوں کو آسمانوں
کی وسعت کو چھوتے ایک لیول پر پرواز کرتے ہوئے۔۔۔ اور سوچنا کہ یہ کیسے
اتنے درست طریقے سے بیلنس برقرار رکھتے اڑ رہے ہیں۔۔۔ وہ کونسی ذات ہے
جو انہیں گرنے نہیں دیتی۔۔۔

کبھی غور و فکر کرنا پھولوں کی پولی نیشن پر کے کیسے ایک مکھی ایک پھول پر بیٹھ کر
دوسرے تک کا سفر کرتی انکی افزائش نسل بڑھاتی ہے۔۔۔ تمہارا دل اس پاک
ذات کی محبت میں پور پور ڈوب جائے گا۔۔۔
غور و فکر کرنا کبھی زرا اپنے ارد گرد اور مشاہدہ کرنا بچوں پر جو قانون قدرت کے
تحت پیدا ہوتے ہیں۔۔۔ یہ ہم ہوتے ہیں جو بڑے ہونے پر اپنا اصل بھولتے اس
دنیا کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں۔۔۔ لیکن بچے پیور ہوتے ہیں۔۔۔ بالکل
خالص۔۔۔ کورے کاغذ کی طرح۔۔۔ جن پر ہم اپنی مرضی کی تحریریں رقم کر دیتے
ہیں۔۔۔

کبھی محنت سیکھنی ہوئی تو بچوں سے سیکھنا۔۔۔ میں لاونج کے ایک کونے میں بیٹھ جاتی ہوں اور اپنے بیٹے کو جدوجہد کرتے دیکھتی ہوں۔۔۔ وہ چھوٹا سا بچا جس نے ابھی بامشکل چلنا بھی نہیں سیکھا وہ ہارمانے کو تیار نہیں ہوتا۔۔۔ وہ کاونٹر ٹاپ کے سہارے کھڑا ہوتا ہے اور اپنے قد سے اونچی کاونٹر ٹاپ پر پڑی اشیا کو اچک اچک کر اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔۔۔ لیکن جب کامیاب نہیں ہوتا تو ہار نہیں مانتا۔۔۔ میرے بیٹے نے تھک کر نیا طریقہ ڈھونڈا اس چیز تک رسائی حاصل کرنے کا۔۔۔ وہ رینک کرپلاسٹک کا چھوٹا سٹول کھینچ لایا پھر اس پر چڑھنے کی جستجو کر کے کاونٹر ٹاپ پر پڑے اس ڈبے کو کھینچنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔ میں مسکراتے ہوئے اسکی کوششوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ ظاہر ہے وہ چھوٹا تھا اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا لیکن ہارمانے کو تیار نہ تھا اس نے ایک اور کوشش کی لیکن اسکا بیلنس بگڑا اور وہ بے طرح زمین بوس ہونے والا تھا لیکن میں ٹرپ کر آگے بڑھی اسے زمین بوس ہونے سے بچایا اور اپنی ممتا کے آنچل میں چھپا لیا۔۔۔ تب مجھ پر انکشاف ہوا کہ میرا اللہ بھی تو ایسے ہی کرتا ہے۔۔۔ کب گرنے دیتا ہے وہ اپنے

بندوں کو۔۔۔ تھام لیتا ہے وہ بھی تو۔۔۔ لیکن ہم اس پر غور و فکر کیوں نہیں کرتے۔۔۔

میں نے اپنے بیٹے کی جدوجہد دیکھ وہ ڈبہ اٹھا کر اسکے سامنے رکھ دیا۔۔۔ اسکی خوشی کی انتہا نارہی۔۔۔ اور میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے کے میرا رب بھی تو محنت ضائع نہیں جانے دیتا۔۔۔ وہ بھی تو ہماری تڑپ اور محنت دیکھ ہمیں بے بہا نوازتا ہے۔۔۔ پھر ہم قدر دان کیوں نہیں ہوتے۔۔۔

جب انسان اللہ کی بنائی قدرت پر غور و فکر کرنے لگتا ہے نا پھر اللہ اسے چھوٹے سے چھوٹے واقعہ سے بھی بہت بڑے بڑے مطلب اخذ کروا دیتا ہے۔۔۔

وہ دل جو نوجوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی کسی نامحرم کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔۔۔ اسے کسی نامحرم کی محبت میں گرفتار ہونے سے پہلے اپنے رب کی محبت میں گرفتار کروانا ہوتا ہے۔۔۔ اور یہ کیسے ہوتا ہے بھلا۔۔۔ ہم کسی نامحرم کی محبت میں گرفتار کیوں ہوتے ہیں۔۔۔ اسکی لکس دیکھ کر اسکا اخلاق دیکھ کر۔۔۔ اسکا لائف سٹائل دیکھ کر۔۔۔

اسی طرح ہمیں اپنے رب کی تخلیق کردہ انہی چیزوں پر غور کرنا ہے جو اس کائنات کا حسن ہے اور ان میں ہمیں ایسے ایسے راز اور بنانے والے کی ایسی ایسی کارگری نظر آئے گی کہ انسان خود بخود اسکی محبت میں بے طرح گرفتار ہوتا اسے سامنے سر بسجود ہو جائے گا۔۔۔

یہ ہے ایک انسان کا اسکے رب سے تعلق جو جیسے جیسے اسکی قدرت پر غور و فکر کرے گا ویسے ویسے اسکی محبت میں مبتلا ہوتا اسکے مزید قریب ہوتا چلا جائے گا پھر دنیا داری ساری چلتی رہتی ہے۔۔۔ انسان خود کو بناتا سنوارتا بھی اور خود کو اس سوسائٹی کے قائم کردہ اصول کے مطابق اللہ کی قائم کردہ حدود میں رہ کر رپرینٹ بھی کرتا ہے۔۔۔ مگر تب پہلی ترجیح جسم نہیں روح بن جاتی ہے۔۔۔ وہ پہلے روح پر کام کر کے اسے سنوارتا ہے جسم کا نمبر دوسرا ہوتا ہے۔۔۔ آرٹیکل پڑھتے اسکی آنکھیں نم تھیں۔۔۔ وہ بے یقین تھی کہ یہ اسنے لکھا ہے۔۔۔ وہ بے یقین تھی کہ وہ کبھی اتنی گہرائی میں بھی لکھ سکتی ہے۔۔۔ مگر نہیں جب انسان قدرت کی ضاعی پر کام کرتا ہے تو قدرت یونہی اس پر اپنے راز کھولتی ہے۔۔۔ ایسے ہی تو انسان اشرف المخلوقات نہیں۔۔۔

دفعۃً سجان کے رونے کی آواز پر وہ سب کچھ وہیں چھوڑا اندر کو بھاگی وہ شاید نیند میں
ڈر کر اٹھ گیا تھا۔۔۔

حکم خان۔۔۔

خان کا رابطہ امجد سے استوار ہو گیا تھا۔۔۔ وہ فون کان سے لگائے صوفے پر ڈھیلے
سے انداز میں بیٹھا صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں مونڈے ماتھے پر ہاتھ
کی مٹھی مار رہا تھا۔۔۔

کیا اپڈیٹ ہے امجد۔۔۔

سب سیٹ ہے خان۔۔۔ افضل نے دوبارہ کوئی گڑبڑ نہیں کی۔۔۔ میری نگاہ ہر دم
اسی پر ہے۔۔۔ نیز میں معاملات کو باریکی بنی سے سمجھنے کے لئے آج کل لاہور میں

ہی قیام پذیر ہوں۔۔۔

ہممم۔۔۔ گڈ۔۔۔

ایک کام کرو۔۔۔ اپارٹمنٹ جاو۔۔۔ میں نے تمہیں ایک لسٹ سینڈ کی ہے۔۔۔
جاتے ہوئے ایمان اور سبحان کے لئے وہ سب کچھ لے کر جانا۔۔۔ بالخصوص سبحان
کے لئے کھلونے چاکلٹس اور سلائی۔۔۔۔۔

میرے بیٹے سے مل کر اسکا حال احوال دریافت کرو امجد کے وہ کیسا ہے۔۔۔ اور
ہاں وہاں جا کر اپنے نمبر سے میری ان دونوں سے بات کروانا۔۔۔
اور ہاں سب کچھ خرید کر ان تک پہنچنے کے لئے تمہارا پاس محض ایک گھنٹہ ہے۔۔۔
اس سے زیادہ انتظار میرے لئے عبث ہے۔۔۔ اپنی کہہ کر وہ بنا سکی کوئی بات سننے
رابطہ منقطع کر گیا۔۔۔ ایک گھنٹے کا مطلب تھا ایک گھنٹہ۔۔۔ اور اب یہ ایک گھنٹہ
کاٹنا ہی اسکے لئے محال ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

ایمان اپنے لاونج میں موجود ڈارک براؤن کلر کے رگ پر آلتی پالتی مار کر بیٹھی
تھی۔۔۔ ارد گرد سبحان کے کھلونے بکھرے ہوئے تھے جبکہ وہ خود بھی ان
کھلونوں کے درمیان بیٹھا ہاتھ مار مار کر کھیل رہا تھا۔۔۔ کبھی ایک کھلونا اٹھا کر

ایمان کو دیتا تو کبھی دوسرا۔۔۔ دونوں اپنی دنیا میں مگن تھے جب سے ایمان نے بچوں کی تربیت پر کتاب پڑھنا شروع کی تھی تب سے وہ شعوری طور پر سبحان کے ساتھ زیادہ وقت گزارنے لگی تھی۔۔۔۔

جبکہ نورین کچن سمیٹ رہی تھی۔۔۔

دفعۃً اپارٹمنٹ کی بیل بجی تو ایمان چونکی۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ دروازہ کھولنے جاتی نورین پہلے ہی کچن سے نکلتی دروازے کی جانب بڑھی۔۔

وہ پھر سے سبحان کی جانب متوجہ ہو گئی البتہ توجہ دروازے کی جانب بھی تھی۔۔۔ آپنی باہر کوئی آپ سے ملنے آیا ہے۔۔۔ نورین کے کہنے پر وہ الجھتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھی اور جو تاڑس کر دروازے کی جانب بڑھی۔۔۔ بھلا ایسا کون تھا جو اس سے ملنا چاہتا تھا۔۔۔ ماں یا بھائی ہوتے تو ڈائریکٹ اندر آ جاتے اور نورین بھی تو ان سب سے واقف تھی۔۔۔

شش و پنج میں مبتلا وہ دروازے تک آئی۔۔۔

سلام ایمان بی بی۔۔۔ سامنے موجود امجد کو دیکھ ایمان بے طرح کھٹھکی۔۔۔ دل
زور سے ڈھرکا۔۔۔ یہ بھلا یہاں کیوں آیا تھا۔۔۔ خود باخود ہی ماتھے پر شکنوں کا
جال بچھنے لگا۔۔۔

اس شخص سے اسے شروع سے ہی چڑ تھی۔۔۔ خان کے روپے میں زرا سی لچک
نکل بھی آتی تھی تو یہ واحد شخص تھا جس نے اس کے اور خان کے رشتے کو تڑوانے کے
لئے جی جان سے کوشش کی تھی۔۔۔ اس کی جانب سے ایمان کا دل تب سے ہی کھٹا
تھا۔۔۔ چاہیے یہ بات پرانی ہو چکی تھی لیکن ایمان کو ابھی تک کھٹکتی تھی۔۔۔
در اصل یہ سامان خان نے سبحان اور آپکے لئے بھیجا ہے۔۔۔ اس نے مسکراتے
ہوئے ہاتھوں میں تھامے کئی شاپنگ بیگز کی جانب اشارہ کیا۔۔۔ ایمان نے سنجیدہ
تاثرات سمیٹ ان شاپنگ بیگز کی جانب دیکھا البتہ پکڑنے کو ہاتھ تک نابڑھایا۔۔۔
امجد نے مسکراتے ہوئے کھلے دروازے سے اندر سے نظر آتے سبحان کو دیکھنا چاہا
جب ایمان نے دروازے کے کونے میں ہوتے باقی دروازہ بند کر ڈالا۔۔۔

انہوں نے یہ سامان آپکے ہاتھ کیوں بھیجا۔۔۔ وہ خود کیوں نہیں آئے۔۔۔ حالات نے اتنے اتار چڑھاؤ دکھائے تھے اسے کہ وہ آنکھیں بند کر کے کسی پر بھی اعتبار نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

در اصل وہ پاکستان میں ہیں نہیں ناجدہ میں ہیں اس وقت۔۔۔۔ وہ الجھا ایمان کی جانب سے کسی قسم کی پذیرائی نالمنے مزید اسکے سخت و سنجیدہ انداز اور اس تفتیش پر امجد کے چہرے کی مسکراہٹ سمٹی۔۔۔

تو پھر ان سب چیزوں کی کیا ضرورت تھی جب وہ آتے تو آتے ہوئے خود ہی لے آتے۔۔۔ ایمان کے لہجے میں کسی قسم کی لچک نا آئی تھی۔۔۔

امجد اس تفتیش پر لب بھیجتا شش و پنج میں مبتلا ہو گیا۔۔۔ میں یہ سب اس لئے لایا ہوں کیونکہ مجھے خان نے کہا تھا۔۔۔

معذرت امجد بھائی۔۔۔ مجھے نہیں پتہ کہ یہ انہوں نے بھیجا ہے یا نہیں۔۔۔ کیونکہ میرا ان سے رابطہ نہیں ہوا۔۔۔ نا انہوں نے اس بارے میں مجھے کچھ بتایا لحاظہ آپ یہ واپس لیجائیے وہ آئیں گے تو سب سامان بھی لے آئیں گے۔۔۔ نیز براہ کرم آپ

دوبارہ خان کی غیر موجودگی میں یہاں کارخ مت کیجئے گا۔۔۔ وہ بغیر لگی لپٹی رکھے
گویا ہوئی۔۔۔

اس سے پہلے کے امجد ایمان کے تند و تیز لہجے پر اپنی صفائی میں کچھ کہنے کے لئے
منہ کھولتا ایمان نے ٹھک سے دروازہ اسکے منہ پر بند کر دیا جبکہ امجد حق دق سا کھڑا
ہاتھوں میں تھامے شاپنگ بیگز کو بے بسی سے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔۔

خان فون کان سے لگائے پیٹ پکڑے ہس ہس کر دہرا ہوا رہا تھا۔۔۔۔ جبکہ امجد
اپارٹمنٹ بلڈنگ کی راہداری کے ایک نسبتاً پرسکون گوشے میں کھڑا بے بس سا
اسے ساری داستان سنارہا تھا۔۔۔ شاپنگ بیگز پاس ہی زمین پر پڑے تھے۔۔۔
ہستے ہستے شامیر کی آنکھوں میں پانی آ گیا۔۔۔ کچھ لوگ آپکی زندگیوں میں ایسے
ہوتے ہیں جو آپکی ساری توانائیاں نچوڑ لیتے ہیں۔۔۔ جنکی موجودگی میں آپ خود کو
بہت ہارا ہوا محسوس کرتے ہیں۔۔۔ جبکہ کچھ لوگ آپکی زندگیوں میں تازہ ہوا کے
جھونکے کی مانند ہوتے ہیں۔۔۔ جنکے ہونے سے آپ زندگی کے تمام مسئلے مسائل
اور جھنجھٹوں کے باوجود خود کو تروتازہ اور توانا محسوس کرتے ہیں۔۔۔ جو یکدم

آپکو تو انائیوں سے بھر دیتے ہیں۔۔۔ آپکو اپنی زندگی متحرک لگنے لگتی ہے۔۔۔
اسکی زندگی کے لئے کنزل الایمان بھی ایک ایسا ہی تروتازہ ہوا کا جھونکا تھی۔۔۔
جسکے محض احساس نے ہی اسکی ساری بے کلی و بے چینی ختم کر ڈالی تھی۔۔۔ جیسے
کوئی اسفنج تھا جو اسکے اندر سے سارے منفی جذبات چوس کر اسے تروتازہ کر گیا
تھا۔۔۔

امجد کی زبانی ساری کہانی سن کر وہ ہستا ہستا خود کو بہت فریش محسوس کرنے لگا
تھا۔۔۔

بلاشبہ نیک اور وفادار بیوی کی یہ ہی پہچان ہوتی ہے کہ وہ شوہر کی غیر موجودگی میں
بھی خود کو سینت سینت کر رکھتے اسکی عزت کی حفاظت کرتی ہے۔۔۔
خان میں یہاں ذلیل ہو گیا ہوں۔۔۔ شاپنگ بیگز کے انبار کے ساتھ راہداری میں
کھڑا آپکو اپنے دکھڑے سنار ہا ہوں۔۔۔ آتا جاتا ہر انسان مجھے مشکوک نگاہوں سے
دیکھ رہا ہے اور آپ ہیں کہ ہستے جارہے ہیں۔۔۔ وہ بے بسی سے گویا ہوا۔۔۔
ریلیکس ہو جاو یا ر۔۔۔ جاو واپس جاو اسکے پاس۔۔۔

دوبارہ بے عزتی کروانے۔۔۔ پہلی والی کم تھی کیا۔۔۔ اندر بلا کر کوئی پانی وانی
پوچھنے کی بجائے انہوں نے میرے منہ پر ہی دروازہ بند کر ڈالا اور آپ کہہ رہے
ہیں۔۔۔

امجد۔۔۔ حوصلہ رکھو یار۔۔۔ شامیر مسلسل مسکرا رہا تھا۔۔۔ جا کر میری اس سے
بات کرواؤ۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔ خان کے کہنے پر وہ نیم رضا مند سا واپس اپارٹمنٹ کی جانب
بڑھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں دوبارہ اپارٹمنٹ کے دروازے پر دستک ہوئی تو سبحان کے ساتھ
کھلیتی ایمان پھر سے چونکی۔۔۔
نوریں دروازہ کھولنے کی تھی اور وہ ماتھے پر شکنوں کا جال لئے اسی جانب دیکھ رہی
تھی۔۔۔

باجی وہی شخص ہے۔۔۔ آپکو بلارہا ہے۔۔۔
نورین کے کہنے پر وہ غصے سے کھولتی اپنی جگہ سے اٹھی۔۔۔

آپکو کیا مسئلہ ہے امجد بھائی۔۔۔ جب کہہ دیا کہ نہیں کچھ چاہیے تو پھر۔۔۔ دروازہ
وا کرتی وہ بھڑک کر بولی۔۔۔ جب۔۔۔

ایمان بی بی۔۔۔ یہ خان کا فون ہے۔۔۔ بات کرنا چاہ رہے ہیں وہ آپ سے۔۔۔ امجد
کے اسکی جانب فون بڑھانے پر اسنے ایک مشکوک نگاہ امجد کو دیکھا اور دوسری فون
کو۔۔۔

خان ہی ہیں ایمان بی بی۔۔۔ خود بات کر کے دیکھ لیں۔۔۔
ایمان نے الجھتے ہوئے فون پکڑا اور کان سے لگایا۔۔۔
ہیلو۔۔۔

مائے گاڈ لڑکی۔۔۔ مجھے زرا احساس نا تھا کہ میرے سامنے اتنی چھوٹی موٹی سی بی
رہنے والی لڑکی میرے پیچھے اسقدر شیرنی بھی بن جاتی ہے۔۔۔
وہ مسکرا رہا تھا۔۔۔

خان کی آواز سن کر اسے کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔ وہ فون لئے اندر کو بڑھی۔۔۔
حالات بنا دیتے ہیں خان۔۔۔

ایمان بی بی یہ سامان بھی۔۔۔ وہ ایمان کو اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر تا دیکھ کر راہ اٹھا۔۔۔

مگر وہ بنا سنے دروازہ بند کر چکی تھی۔۔۔

یار اس سے سامان لے لو۔۔۔ میں نے بھیجا ہے اسکے ہاتھ تمہارے اور سبحان کے لئے۔۔۔۔ خان غالباً امجد کی بات سن چکا تھا۔۔۔

ایمان نے وہیں سے نورین کو باہر سے سامان اندر لانے کو بولا اور خود سبحان کو لے کر کمرے میں آگئی۔۔۔

کتنے دنوں بعد اسکی آواز سن رہی تھی۔۔۔ دل کو عجیب سا سکون میسر ہوا تھا۔۔۔ کیسے ہیں آپ خان۔۔۔

ٹھیک ہوں۔۔۔ تم بتاؤ کیسی ہو۔۔۔ اور میرا شہزادہ۔۔۔

وہ اداسی سے مسکرا دی۔۔۔ انگلی کی پور سے آنکھ کا نم کو ناصاف کیا۔۔۔ شکر الحمد للہ۔۔۔۔

یہاں چکر کب لگائیں گے آپ۔۔۔

انشا اللہ جلد۔۔۔ بس تم دعا کرتی رہنا۔۔۔

اور سنو۔۔۔ میں امجد سے کہتا ہوں وہ اپنے نام پر سم اشو کروا کر تمہیں دے جائے گا۔۔۔ سم ایکٹو کر کے مجھ سے رابطہ بحال کرنا۔۔۔ چکر بے شک میرا کچھ عرصے بعد لگے لیکن ہمارا رابطہ بحال ہو جائے گا۔۔۔ مجھے اپنی اور میرے شہزادے کی تصویریں سینڈ کرنا۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے اسکی باتیں سن رہی تھی۔۔۔ دکھی دل میں سکون سرائیت کرنے لگا تھا۔۔۔ جب انسان اپنا سب کچھ اللہ کے سپرد کر کے صبر سے کام لیتا ہے نا تب یونہی اسکا رب بند اندھیری کو ٹھریوں میں بھی روزن کھول دیتا ہے۔۔۔ جو روشنی اور تازہ ہوا کے جھونکھوں کا سب بنتے ہیں۔۔۔

شامیر کا اس سے دوبارہ رابطہ بحال ہونا بھی اسی امر کی ایک کڑی تھی۔۔۔۔۔ فون بند ہوا تو اسنے نورین کے ہاتھ فون واپس بھیج دیا۔۔۔ خان کے اس اچانک فون نے یکدم ہی اسے تروتازہ کرتے اسکے چہرے پر مسکراہٹ کے سوتے کھلا دیئے تھے۔۔۔

شام تک امجد اسے سم بھی دے گیا اور اسنے سم ایکٹو کرتے خان کو میسج بھی بھیج دیا۔۔۔ اس وقت وہ سبحان کو اپنے پاس بیٹھائے خان کا بھیجا سامان دیکھ رہی تھی۔۔۔

جیسے جیسے وہ سامان ان پیک کر رہی تھی اسکی آنکھیں نم ہوتی جا رہی تھیں۔۔۔ بلاشبہ زمہ دار شوہر بھی اللہ کی عطا کردہ ایک نعمت ہے۔۔۔

اسنے سبحان کے کھلونے اور چاکلیٹس کینڈیز اور سلائی کے انبار اسکے ارد گرد لگائے تو وہ خوشی سے چہکتا ہاتھ مار مار کر ان سے کھیلنے لگا۔۔۔ ایمان نے موبائل کا کیمرہ آن کرتے اس خوبصورت منظر کو کیمرے کی آنکھ میں مقید کیا اور اسکے باپ کو سینڈ کر ڈالا۔۔۔

Novelistan

آج ایک عرصے بعد زخرف ایمان کے گھر آئی تھی۔۔۔ وہ اس وقت ٹائٹس پر لانگ اوپن شرٹ زیب تک کئے لاونج کے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی اٹھی گردن اور مسکراتی نگاہوں سے ارد گرد دیکھ رہی۔۔۔ اسکے سامنے جو س کا

گلاس پڑا تھا جبکہ ایسا ہی ایک گلاس اسکے مقابل بیٹھی ایمان کے سامنے بھی پڑا تھا۔۔۔۔

ایمان کے ہاتھ میں شادی کا کارڈ تھا جسے وہ مسکراتے ہوئے پڑھ رہی تھی۔۔۔
تمہیں بہت بہت مبارک ہو زخرف۔۔۔ میں تمہارے لئے بہت خوش ہوں۔۔۔
وہ خوشدلی سے گویا ہوئی۔۔۔ زخرف کی اٹھی گردن تقاخر سے مزید اٹھ گئی۔۔۔
افلورس ایمان۔۔۔ اب دنیا ایک انسان پر ختم تو نہیں ہو جاتی نا۔۔۔ وہ تو میں ہی
پاگل تھی جو ہیرا سمجھ کر کسی کے بھی پیچھے خوار ہو رہی تھی۔۔۔
دراصل تمہارا بھائی مجھے ڈیزرو کرتا ہی نا تھا۔۔۔

اب میرے منگیترا کو ہی دیکھ لو ماشا اللہ سے سیون سٹار ہوٹل کا منیجر ہے۔۔۔ کئی
سائٹ بزنس بھی شروع کر رکھے ہیں اسنے۔۔۔ گھر ایسا ہے کے اس پر نگاہ نہیں
ٹکتی۔۔۔۔ خاندان میں جس نے بھی اس رشتے کے بارے میں سنا منہ میں انگلیاں
دبا کر رہ گیا کے زخرف کے لئے اتنا بہترین رشتہ آگیا۔۔۔
وہ پاؤں جھلاتی بے فکری سے مسکرائی۔۔۔
اللہ نصیب اچھے کرے زخرف۔۔۔

بلاشبہ یہ اللہ کے ہی بس کا کام ہے۔۔ ورنہ انسان تو لمحوں میں فرشتے بنتے دوسروں کو حقیر جاننے لگتے ہیں۔۔ زخرف نے گہرا طنز کیا۔۔ جسے سمجھنے کے باوجود وہ ہنس کر ٹال گئی۔۔۔ آنا ضرور تم میری شادی پر۔۔۔

انشا اللہ پوری کوشیش کروں گی۔۔

ویسے مجھے پتہ چلا کہ تم نے بھی لکھنا شروع کیا ہے۔۔۔ وہ جیسے یکدم یاد آنے پر مصنوعی سا چونکی۔۔۔

مختلف گروپس میں سینڈ کر رہی ہو تم اپنی روحانیت بیسڈ رائٹنگ کو۔۔۔ اور شاید اپنے تیج بھی بنائے ہیں تم نے مختلف پلیٹ فارمز پر۔۔۔ جہاں غالباً تمہاری سویا ڈیڑھ سو کے قریب فالونگ ہے۔۔۔ رائٹ۔۔۔ اسنے ایک ادا سے جوس کا گلاس اٹھاتے منہ کو لگایا۔۔۔

ایمان محض مسکرا کر رہ گئی۔۔۔ یا تو لگاتار اور زیادہ ملتی فالونگ سے وہ خود کو سٹار ماننے لگی تھی یا پھر شاید نئے نئے جڑے اس رشتے کی خماری تھی جو اسکے رنگ دھنگ ہی بدل گئے تھے۔۔۔

بائے داوے اگر تمہیں شاٹ آوٹ چاہیے ہو تو بتانا۔۔۔ آخر میری لاکھوں کی فالونگ کب کام آئے گی۔۔۔ آخر کو تم میری دوست ہو۔۔۔ اب تمہارے لئے اتنا تو کر ہی سکتی ہوں نا میں۔۔۔ اگر میری فالونگ میں سے کسی کو تمہاری روحانیت میسڈ رائٹنگ میں انٹر سٹ ہوا۔۔۔ وہ روحانیت کو چبا کر گویا ہوئی۔۔۔ تو ضرور تمہارے پلیٹ فارمز پر آئے گا۔۔۔ اسکی ہر ہر بات میں طنز شامل ہونے لگا تھا۔۔۔ یا وہ خاص طور پر یہاں آئی ہی ایمان پر طنز کے تیر برسوں نے تھی جس نے اسے اور اسکی رائٹنگ سکیلز کو اتنا برا بھلا کہا تھا۔۔۔

نہیں تھینکیو ویری مچ۔۔۔ لیکن اسکی ضرورت نہیں۔۔۔

ٹرسٹ می میرا کانٹینٹ سب کے لئے نہیں۔۔۔ یہ انہی کے لئے ہے جس کے لئے یہ بنا ہے یا جسے اسکی ضرورت ہے۔۔۔

آہہ۔۔۔ دل کو بہلانے کو یہ خیال بھی اچھا ہے غالب۔۔۔ وہ چٹخارہ لے کر کہتی اپنا ڈیزائنریگ اٹھاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

بیٹھونا بھی تو آئی ہو زخرف۔۔۔ ابھی تو کھایا بھی نہیں تم نے کچھ۔۔۔ نورین لنچ تیار کر رہی ہے لنچ کر کے جانا۔۔۔

اوہ نو نو پلیز۔۔۔ ایکچولی ٹائم نہیں ہے ناں میرے پاس۔۔۔ شہر کے سب سے بڑے
سیلون میں اپائنٹمنٹ ہے میری۔۔۔ پھر کبھی سہی۔۔۔ وہ اپنے بلور ڈائی بالوں کو
جھٹکتی مسکرا کر اپارٹمنٹ سے نکل گئی۔۔۔ جبکہ ایمان اسکے انداز اور رنگ دھنگ
دیکھتی رہ گئی

قدرت کی چیزوں پر غور و فکر کرنے کا یہ ہی فائدہ ہوتا ہے کہ انسان چھوٹی چھوٹی
چیزوں سے بڑے بڑے راز اخذ کر لیتا ہے۔۔۔

ایمان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔۔۔ زخرف کے رویے سے اسے لکھنے کو ایک
پاور فل ٹاپک مل گیا تھا۔۔۔

اسنے بنانا خیر کئے کرسی سمجھالی اور لیپ ٹاپ آن کیا۔۔۔ اسکے ہاتھ تیزی سے
لیپ ٹاپ کی کیز پر چلنے لگے تھے۔۔۔

اپنی ذات کی بہتری کا سفر کیسے ممکن ہے۔۔۔۔۔

ہیڈنگ دے کر وہ کچھ پلوں کو رکی کچھ سوچا اور پھر سے اسکی انگلیاں متحرک ہو
گئیں۔۔۔

بہتری کا سفر کیا جاتا ہے خود پر کام کر کے۔۔۔ اپنے اندر موجود کمیوں اور خامیوں کو ڈیفائن کر کے ان پر کام کرتے انہیں خود سے دور کر کے۔۔۔

ہم سب میں بہت سی کمیاں اور خامیاں ہوتی ہیں۔۔۔ کوئی انسان ایسا نہیں جس میں کمی یا خامی ناہو اور کوئی انسان ایسا نہیں جس میں کوئی اچھائی ناہو۔۔۔ ہم سب کمیوں خامیوں اور اچھی عادات کا مرکب ہیں۔۔۔۔

ہاں سب میں اس کا تناسب مختلف ہو سکتا ہے لیکن یہ موجود سب میں ہوتی ہیں۔۔۔

کامل صرف اللہ اور حضرت محمد کی ذات ہے۔۔۔

ایسے میں ایک انسان بہتری کا سفر کرتا ہے اپنی کمیوں خامیوں اور غلطیوں کو پوائنٹ آؤٹ کر کے ان پر کام کرنے سے۔۔۔ خود کو امپروو کر کے۔۔۔۔

اب میری بات زرا توجہ سے سنیں اور زرا ڈیفائن کریں اپنی کٹگری کے آپ خود کو کونسی کٹگری میں موجود پاتے ہیں۔۔۔۔ کیونکہ انسان سب سے جھوٹ بول سکتا ہے مگر خود سے نہیں۔۔۔ ایک انسان سب سے بہتر طریقے سے اپنے بارے میں ہی جانتا ہوتا ہے۔۔۔

اپنی غلطیوں کا ادراک ہونا اور اس پر پشیمانی محسوس کرتے انہیں چھوڑ کر بہتری کے سفر پر گامزن ہونا بھی اللہ کی ایک بہت بڑی عطا ہے۔۔۔۔

کیونکہ۔۔۔۔ زرا غور سے سنیں۔۔۔۔

کیونکہ۔۔۔۔

کیونکہ بہت سے لوگوں کو اپنی غلطیاں دکھائی ہی نہیں دیتیں۔۔۔ انہیں اس چیز کا کبھی احساس ہی نہیں ہوتا

وہ خود کو غلطیوں سے مبرا اور پرفیکٹ سمجھنے لگتے ہیں۔۔۔ جن کے لئے وہ ٹھیک اور پوری دنیا غلط ہوتی ہے۔۔۔۔

اسکے ہاتھ تیزی سے کی بورڈ کی کیز پر متحرک تھے۔۔۔ ایسے لوگوں کے لئے انکی ذات پرفیکٹ ہوتی ہے جن میں کوئی خامی نہیں ہوتی۔۔۔ اور ایک مزے کی بات بتاؤں ایسے انسان میں بہتری کی کوئی گنجائش بھی نہیں ہوتی۔۔۔

لفظ وہاں بے تاثر ہو جاتے ہیں کیونکہ بہتری کی گنجائش وہیں ہوتی ہے جہاں غلطی کا ادراک ہو۔۔۔ جب غلطی کا ادراک ہی نہیں ہو گا تو بہتری کی گنجائش کہاں سے نکلے گی۔۔۔

اس لئے آپ چاہے بہتری کے سفر پر گامزن ہوں یا ناہوں۔۔۔ خود کو بدلنے کی
جہد کریں یا نہ کریں۔۔۔ لیکن ایک نقطہ نظر پر اڑ کر خود کو درست کہنے کی بجائے
اپنے اندر ^{فلکی سیسیلٹی} ضرور رکھیں۔۔۔ خود کو بدلیں یا نہ بدلیں۔۔۔ لیکن اپنی
غلطیوں کا اعتراف کسی اور کے سامنے نہیں تو محض اپنے سامنے کرنے کا حوصلہ خود
میں ضرور پیدا کریں۔۔۔ ٹرسٹ می یہ ہی بہتری کے راستے پر گامزن ہونے کے
لئے پہلا قدم ہے۔۔۔ اور کسی بھی راستے کا مسافر بننے کے لئے محض پہلا قدم اٹھانا
مشکل ہوتا ہے۔۔۔ پھر تو راہیں اللہ استوار کرتا جاتا ہے۔۔۔۔۔
یہ قانون قدرت ہے۔۔۔ اور سائنس بھی اسے ثابت کر چکی ہے۔۔۔۔۔ کے تیزی
سے بدلتی اس دنیا میں کامیاب محض وہی ہوئے ہیں جنہوں نے خود کو بدلا ہے۔۔۔۔۔
تبدیلی کائنات کا معمور ہے۔۔۔۔۔
اس لئے خود میں خود کو بدلنے کی لچک سدا رکھنی چاہیے۔۔۔۔۔ غلطی پر ثابت قدم
رہنے کی بجائے ادراک ہونے پر پسپائی اختیار کر لینی چاہیے۔۔۔۔۔
کیونکہ۔۔۔۔۔

کیونکہ مکمل علم تو کبھی عالم فاضلوں کے پاس بھی نہیں ہوا۔۔۔ ہمارا علم تو پھر بہت ناقص اور محدود ہے۔۔۔

اور کبھی آبرو کرنا علم والوں کو۔۔۔ وہ غلطی یا کوتاہی پر بہت جلد پسپائی اختیار کرتے اعتراف کر جاتے ہیں۔۔۔

ہمیشہ غلطی پر ثابت قدم وہی رہے گا جو خود کو پرفیکٹ سمجھے گا اور یہ سوچ ہی انسان کی زندگی کا سب سے بڑا دھوکا ہے۔۔۔

آخری لفظ ٹائپ کرتے اسکی انگلیاں ساکت ہوئیں اسنے ایک گہرا سانس خارج کیا۔۔۔ وہ اپنے لکھے سے مطمئن لگتی تھی

Novelistan

الے لے لے لے لے لے۔۔۔ میلا پالا بے بی۔۔۔ کھیر کھائے گا میلا بے بی۔۔۔ بششش بششش بششش۔۔۔ میں ابھی سیبی لائی۔۔۔

سبحان ڈائمنگ ٹیبل کی کرسی کے سہارے کھڑا بچن میں کام کرتی ماں کو دیکھ کر مختلف قسم کی آوازیں نکال رہا تھا۔۔۔

ایمان ڈھیلے سے لان کے سوٹ میں ملبوس بالوں کارف سا جوڑا بنائے آستینیں
کہنیوں تک چڑھائے کچن سمیٹنے کے بعد اب فریج سے کھیر کا باول نکال کر کاؤنٹر
ٹاپ پر رکھے کانچ کی کٹوری میں سبحان کے لئے کھیر نکالتی اس سے باتیں کر رہی
تھی۔۔۔۔

آج نوریں نہیں آئی تھی اس لئے اسکی مصروفیات بڑھ گئی تھیں۔۔۔ سارا گھر سمیٹنے
کے بعد اب کچن کی باری آئی تھی۔۔۔ اور کچن سمیٹ کر اب وہ سبحان کو کھیر کھلا
کر سلانے کے بعد خود لہج کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔

دفعاً آہستگی سے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھلا اور کوئی اس حسین منظر کو دیکھتا دے
قدموں کچن کی جانب بڑھا۔۔۔
ایمان کی اس جانب پشت تھی البتہ سبحان کی وہاں نظر پڑ چکی تھی تبھی وہ کرسی کی
بیک کو سختی سے تھامے خوشی سے اچھلنے لگا تھا۔۔۔

ارے رے رے رے رے۔۔۔ بس بس لا رہی ہوں کھیر۔۔۔
میرا بیٹا ابھی کھیر۔۔۔

یار رر بیٹے کے باپ کو بھی کھلا دو کھیر۔۔۔ یا ساری بیٹے کو ہی کھلانے کا ارادہ ہے۔۔۔

کانوں میں سرگوشی نما روح افزا آواز ابھرنے پر اسکا دل زور سے ڈھرکا۔۔۔ وہ اپنی جگہ جامد رہ گئی۔۔۔ باول سے کھیر کٹوری میں ڈالتے ہاتھ بھی ہوا میں معلق ہوتے ساکت رہ گئے۔۔۔ وہ کاونٹر ٹاپ پر اسکے ڈائیں بائیں ہاتھ رکھے کسی گھٹاکی مانند اس پر چھایا اسکے کان کے پاس جھکا سر گوشانہ گویا ہوتا گویا اسکی روح فنا کر گیا تھا۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ کافی پلوں کے بعد ایمان کے لبوں سے سراسر اتے ہوئے لفظ ادا ہوئے۔۔۔ سن ہوتا دماغ کچھ سمجھنے کے قابل ہوا تو وہ چیخ اور کٹوری شلف پر چھوڑتی پیچھے کو پلٹی۔۔۔ آنکھوں سے سیل رواں ہو گیا تھا۔۔۔ ہونٹ کپکپانے لگے تھے۔۔۔ وہ اسکے عین قریب بالشت بھر کے فاصلے پر کھڑا تھا۔۔۔

نیوی بلو پینٹ وائٹ شرٹ اور پینٹ کے ہمراہ کوٹ میں ملبوس۔۔۔ بکھرے بال اور تھکن زدہ چہرہ۔۔۔ وہ غالباً لمبی فلائٹ سے تھکا ہار اسیدھا یہیں آیا تھا۔۔۔

اس چہرے کو دیکھ کر نا جانے اسے کتنا سکون میسر آیا تھا اور دوسری جانب بھی حالت مختلف نہ تھی۔۔۔ وہ اسکے سینے پر سر رکھتی رو دی۔۔۔

یہ دو ماہ کے طویل اور جان گسل انتظار کے بعد میسر آنے والے خوش کن لمحات کا اعجاز تھا کہ دل بھر آیا تھا۔۔۔ وہ جتنا اپنے رب کا شکر ادا کرتی کم تھا۔۔۔ کم از کم اسکا انتظار تو ختم ہوا۔۔۔

شامیر نے نامحسوس انداز میں اسکے گرد حصار قائم کرتے اسکا سر تھپکا اور انگوٹھے اور دو انگلیوں کی مدد سے اپنی نم آنکھیں مسلیں۔۔۔

دفعۃً سب جان ریگتا ہوا آکر باپ کی ٹانگوں سے لپٹا تو وہ دونوں ہوش میں آئے۔۔۔ شامیر نے مسکراتے ہوئے جھک کر اپنے لخت جگر کو سینے میں بھینچ کر چٹاٹ اسکے چہرے کے بوسے لئے تو ایمان بھی مسکراتی ہوئی نم آنکھیں صاف کر کے فریج کی جانب بڑھی۔۔۔

فریج سے جوس کا جگ نکالتے گلاس میں انڈیل کر گلاس شامیر کی جانب بڑھایا۔۔۔ اور خود جھٹ سے کمرے میں گم ہو گئی۔۔۔ کچھ ہی دیر بعد اسکی واپسی ہوئی۔۔۔

اسے مجھے دیں خان۔۔۔ کمرے میں آپکی سوفٹی اور واش روم میں آپکا لباس رکھ دیا ہے آپ پلینز پہلے فریش ہو جائیں۔۔۔ اتنے لمبے سفر سے آئے ہیں۔۔۔ تب تک میں اسے بھی کچھ کھلا دوں۔۔۔

اس نے سبحان شامیر کی گود سے لیا تو وہ بھی مسکراتا ہوا اٹھ کر کمرے میں چلا گیا۔۔۔ حقیقت تھی کہ وہ واقعی بہت تھک چکا تھا۔۔۔

جب تک شامیر فریش ہو کر واپس آیا تب تک ایمان سبحان کو کھیر کھلا کر سلا چکی تھی۔۔۔

شامیر ٹراؤزر پر ہاف سلیو شرٹ زیب تن کئے پاؤں میں سوفتی پہنے باہر آیا البتہ گیلے بال ماتھے پر بکھرے تھے۔۔۔۔۔
کچن میں کام کرتی ایمان کے ہاتھ اسے باہر آتا دیکھ مزید تیزی سے چلنے لگے۔۔۔

پتج۔۔۔ ایمان۔۔۔ سلا دیا تم نے میرے شہزادے کو۔۔۔ ابھی میں اس سے اچھے سے کھیلا بھی نہیں تھا۔۔۔ شامیر نے تاسف سے سبحان کے کمرے کی جانب دیکھا جسکا دروازہ کھلا تھا اور لاؤنج سے با آسانی وہ اسے کاٹ میں سویا نظر آ رہا تھا۔۔۔

نہیں خان۔۔۔ پلیز نہیں۔۔۔ وہ اٹھ جائے گا۔۔۔ اسکی نیند خراب ہو جائے گی۔۔۔ مت کریں۔۔۔

وہ خان کو اسکے کمرے میں جا کر کاٹ پر جھک کر سبحان سے شدت سے پیار کر تا دیکھ کچن میں کھڑی ہی دہائیاں دینے لگی۔۔۔

نہیں خان۔۔۔ دو کے بعد جب اسنے تیسرا بوسہ لیا تو رونے کی باریک سے آواز ابھرنے پر ایمان سر تھام کر رہ گئی۔۔۔

کیا ملے گا آپکو معصوم سے بچے کی نیند خراب کر کے۔۔۔ وہ روہانسی ہوا اٹھی۔۔۔ خان نے کاٹ کو جھلایا تو گہری نیند میں موجود سبحان جلد ہی سو گیا۔۔۔ تم دشمن ہی رہنا میرے اور میرے بیٹے کی۔۔۔ واپس لاؤنچ میں آتے اسنے بے طرح ایمان کو گھورا۔۔۔

اللہ۔۔۔ اللہ۔۔۔ وہ ہونق بنی اسے دیکھ کر رہ گئی

دو مہینے بعد آیا ہوں اور مجھے میرے شہزادے سے پیار بھی کرنے نہیں دیا۔۔۔ اسکے لہجے میں تاسف ہی تاسف تھا۔۔۔

خان اٹھ جائے گا تو جتنا مرضی پیار کیجئے گا اس سے۔۔۔ ابھی زرا اسکی ماں سے بھی
بارچیت کر لیں۔۔۔ اسنے کھانے کی ٹرے لا کر وہیں اسکے سامنے موجود میز پر
رکھی۔۔۔

کھانے پر اہتمام رات میں ہو گا۔۔۔ ابھی جو میسر ہے اسی پر اکتفا کریں۔۔۔
شامیر نے نظر اٹھا کر ٹرے دیکھی جس میں پر اٹھا چائے اور سنہری پھولا پھولا سا
آملیٹ پڑا تھا۔۔۔

ساتھ کٹوری میں کھیر تھی۔۔۔
چونکہ مجھے آپکی آمد کا علم نہیں تھا اس لئے جلدی میں یہی بن سکا۔۔۔ اسکا انداز
معزرت خواہانہ تھا۔۔۔
تمہارے ہاتھ کا بنایہ کھانا بھی کسی نعمت مترکبہ سے کم نہیں۔۔۔ خان نے بسمہ اللہ
کرتے نوالہ توڑا۔۔۔

تمہارا کھانا کہاں ہے۔۔۔
بس ابھی لا رہی ہوں۔۔۔ وہ واپس کچن کی جانب گئی اور اپنی ٹرے لئے بھی اسکے
پاس ہی آگئی۔۔۔

رات میں بتائیں آپ کیا کھائیں گے۔۔۔ اسنے پہلا نوالہ توڑ کر منہ میں ڈالا۔۔۔
رات کے کھانے میں کوئی تردد نہ کرنا۔۔۔ میں زیادہ دیر کے لئے نہیں آیا۔۔۔
رات ڈنر ہم باہر کریں گے۔۔۔ اس لئے جتنا وقت یہاں ہوں خود کو کاموں میں
مت جھونکو۔۔۔ میں اپنی اس خوبصورت سی فیملی کے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہتا
ہوں۔۔۔ اسنے چائے کا کپ اٹھاتے چسکی لی۔۔۔

جلدی چلے جائیں گے آپ۔۔۔ ایمان کے ہاتھ سست پڑے۔۔۔
ہاں۔۔۔ کیونکہ فلائیٹ میں نے لاہور کی کی تھی اور درمیانی وقفہ تمہارے پاس
ہوں۔۔۔ پھر لاہور سے اسلام آباد کی فلائیٹ سے مجھے اسلام آباد جانا ہے۔۔۔
لیکن آتا جاتا رہوں گا۔۔۔ بالکل نامحسوس انداز میں۔۔۔ ہر نیشنل یا انٹرنیشنل ٹور
کے لئے فلائیٹ لاہور سے ہی کنڈکٹ کروں گا اس لئے غیر محسوس انداز میں آتے
جاتے یہاں سے ہو کر جاؤں گا۔۔۔

ایمان اسکی حکمت عملی سمجھ کر سرہاں میں ہلا گئی۔۔۔
ایک بات پوچھوں خان۔۔۔ اسکی آواز پست تھی جیسے یکدم ہی اسکی بھوک مر گئی
ہو۔۔۔ اسنے نامحسوس انداز میں کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔۔۔

ہممم پوچھو۔۔۔ خان نے ٹھٹک کر اسے دیکھا۔۔۔
گھر کے سادہ سے حلیے میں ملبوس ہونٹ چباتی وہ شش و پنج میں مبتلا تھا۔۔۔
بلفرض آپکے بابا کو یا آپکے باقی گھر والوں کو۔۔۔ وہ رک رک کر سوچ سوچ کر بول
رہی تھی۔۔۔ جیسے ذہنی خلفشار کا شکار ہو۔۔۔
اگر ہمارے رشتے کے بارے میں پتہ چل جائے۔۔۔ تو۔۔۔۔۔ وہ رک رک
خان اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ ابھی ابھی سی تھی۔۔۔
تو۔۔۔

Worst case scenario

کیا ہو گا۔۔۔ مطلب۔۔۔
خان گہری سانس خارج کر کے رہ گیا۔۔۔ اسنے بھی کھانے کی ٹرے پیچھے
کھسکاتے صوفے کی پشت سے ٹیک لگالی۔۔۔ پر سوچ خدشات سے پر کرب زدہ
نگاہیں فین سیلنگ پر مرکوز تھیں۔۔۔

میرے بیٹے کے باغی ہونے کے پیچھے وجہ وہ لڑکی ہے تو میں تمہیں بتا دوں کے
شامیر خان کا معیار اتنا گرا ہوا نہیں ہو سکتا۔۔۔ اس بے حد معمولی محلے میں رہنے
والی لوئر مڈل کلاس لڑکی ہمارے گھر میں ملازمہ رکھنے کے بھی قابل نہیں۔۔۔
اور اگر واقعی تمہارے باغی ہوتے قدموں کے پیچھے
کا محرک کچھ ایسا ہے تو ٹرسٹ می شامیر خان ایسی لڑکیاں یا تو پھر کوٹھوں کی زینت
بنتی ہیں۔۔۔

یا پھر راہ چلتے ایک گولی کی نظر ہوتی ہیں اور لاور ٹوٹوں کی طرح کہیں پھینک دی جاتی
ہیں۔۔۔

شامیر کی وال سیلنگ پر ٹکی نگاہوں میں نمی ابھرنے لگی۔۔۔ وہ دقت سے سانس
خارج کر رہا تھا۔۔۔

پھر آنکھیں بند کر کے گہرے سانس خارج کرتا سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔

Worst case scenario

ہی کیوں ایمان۔۔۔ میں تمہیں اس راز کے افشاں ہونے کی سب سے بہتریں
صورتحال بتاتا ہوں۔۔۔ اس سے تم

Worst case scenario

کی نشاندہی خود ہی کر لینا۔۔۔

ظاہر سی بات تھی جو باتیں اسکے باپ نے ایک خدشے کے تحت اس سے کہیں۔۔۔
جسے ہر بار محض یاد کرنے پر ہی اسکے خون میں ابال اٹھنے لگتے تھے۔۔۔ وہ وہ سب
باتیں بے تحاشا انڈر سٹینگ اور ایک سٹرانگ بانڈنگ ہونے کے باوجود بھی ایمان
سے شئیر نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

ایمان سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔

بالفرض میری زندگی کا اگر یہ سب سے اہم راز افشاں ہو جاتا ہے۔۔۔ اور میرے
گھر والے اور میری دنیا کے باقی سب باسی اسے باخوشی قبول کر بھی لیتے ہیں۔۔۔
جو ایک ناممکن امر ہے۔۔۔ وہ محض سوچ سکا۔۔۔
تو بھی آگے کیا ہو گا۔۔۔ بولتا بولتا وہ رکا۔۔۔

ایمان کا تجسس مزید بڑھا۔۔۔ لیکن وہ لب بھینچے بیٹھا تھا۔۔۔ جیسے غالباً بولنے کو
مہذب الفاظ تلاش کر رہا ہو۔۔۔

تو کیا ہو گا۔۔۔ وہ الجھی۔۔۔

افس ایمان۔۔۔ اسنے جھنجھلا کر بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔

یار ر۔۔۔ میری بیوی ایک لوئرڈل کلاس فیملی سے تعلق رکھتی ہے۔۔۔ ایک
معمولی سرکاری ملازم کی بیٹی ہے۔۔۔

Sorry to say emaan... I don't want to hurt you... But...

Its OK khan....

مجھ میں سچائی سننے کا حوصلہ ہے۔۔۔ وہ جیسے اسکی کیفیت سمجھ گئی تھی تبھی اسکے ہاتھ
پر ہاتھ رکھتی اسکی ہمت بندھانے کو گویا ہوئی۔۔۔

تو بھی وہ تمہیں ایکسیپٹ تو کر لیں گے مگر عزت کبھی نہیں دیں گے۔۔۔

انکی۔۔۔ اسنے لبوں پر زبان پھیرتے انہیں تر کیا۔۔۔ انکی ہر بات میں طنز ہو گا۔۔۔
موازنہ ہو گا۔۔۔

لہجوں میں کاٹ ہوگی۔۔۔ جیسے کسی کمتر یا کم حیثیت انسان سے بات کرتے ہوئے
ہوتی ہے۔۔۔

جگہ جگہ پر تمہاری سیلف اسٹیم ہرٹ کی جائے گی۔۔۔ تمہاری سیلف ریسپیکٹ
ہرٹ ہوگی۔۔۔ وہ پڑھے لکھے برادرس کے لوگ ہیں۔۔۔ جسمانی تشدد پر ذہنی
تشدد کو ترجیح دیتے ہیں۔۔۔ تمہیں مینٹلی ٹارچر ہی اتنا کیا جائے گا کہ تم اس ماحول
سے فیڈ آپ کرتی راہ فرار ڈھونڈنے لگو گی۔۔۔ وہ بے چین ہونے لگا تھا۔۔۔

ایمان کے اندر گہرے سناٹے چھانے لگے۔۔۔
اور کچھ نہیں ہو گا ایمان۔۔۔ بس زندگی سے سکون رخصت ہو جائے گا۔۔۔۔
اور یہ سب سے بہترین صورتحال ہے ایمان۔۔۔ اس سے تم

Worst case scenario

کے بارے میں اندازہ لگا سکتی ہو۔۔۔ ایمان گم صم رہ گئی۔۔۔ کہنے کو جیسے کچھ بچا ہی
ناتھا۔۔۔

وہ واپس صوفے کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔۔۔

پتہ ہے ایمان۔۔۔ جہاں تک میں نے جانا ہے کے اس دنیا میں شاید انسان نہیں
فرشتے رہتے ہیں۔۔۔۔

ہر انسان اپنی ذات میں مقید خود کو فرشتہ سمجھتا ہے۔۔۔ غلطیوں سے مبرا۔۔ ایک
دم درست اور پرفیکٹ۔۔۔ جسکی نظر میں دوسرے سب انسان ہیں خطا کے پتلے
اور گناہگار۔۔۔

اور اگر اس موازنے میں معاشرتی طبقات کا فرق آجائے تو اپر کلاس کے لوگ تو
شاید فرشتوں سے بھی اگلے لیول میں شامل ہوتے ہیں اور مڈل کلاس کے لوگ انکی
نظروں میں شاید انسان بھی نہیں بلکہ کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں۔۔۔
اسکی آنکھیں شدت ضبط سے سرخ پڑنے لگی تھیں۔۔۔

ہمارے ہاں لڑکیاں امریکہ کی بہترین یونیورسٹیوں سے پڑھ کر آنے کے بعد بھی
گردن اکڑا کر چلتیں خود کو کوئی ماورائی مخلوق تصور کرتی ہیں اور انہیں طنطنہ کروفر
اور اپنی ذات کا غرور شاید ورثے میں ملتا ہے۔۔۔
خان نے آنکھیں مونڈے سربے طرح مسلہ۔۔۔

ایمان کو اسے دیکھ کر اپنی فاش غلطی کا احساس ہوا۔۔۔ وہ غلط وقت پر غلط موضوع
چھیڑ بیٹھی تھی۔۔۔

وہ پہلے ہی سفر سے تھکا ہارا آیا تھا اور اس نے یہ موضوع شروع کر کے اسے مزید
ڈپرِسڈ کر ڈالا تھا۔۔۔

Khan leave the topic...

ہم دوبارہ اس ٹاپک پر بات نہیں کریں گے۔۔۔ آپ پلیز لیٹیں۔۔۔ اسے کشن
اٹھا کر صوفے پر رکھا اور اسے بازو سے پکڑ کر لیٹانے لگی۔۔۔

آپ سفر سے تھکے آئیں ہیں کچھ دیر کی نیند لے لیں۔۔۔ پھر اٹھ کر ہمیں ڈھیر
ساری باتیں بھی کرنی ہیں اور آپ کو سبحان کے ساتھ کھیلنا بھی ہے اور ہمیں ڈنر
کرنے بھی جانا ہے۔۔۔ وہ اسے زبردستی لیٹاتی اسکے گھنے بالوں میں انگلیاں چلانے
لگی تھی۔۔۔

خان نے اپنی تھکاوٹ اور ذہنی خلفشار کے باعث سرخ پڑتی نگاہیں کھول کر اسے
دیکھا۔۔۔

جب وقت اتنا کم ہے تو سو کر برباد کیوں کرنا ایمان۔۔۔ میں جلد ہی چلا جاؤں گا۔۔۔

اٹس اوکے خان۔۔۔ ذہنی سکون سب سے پہلے۔۔۔ باقی سب بعد میں۔۔۔ ہم ساتھ تھوڑا وقت گزار لیں گے لیکن کوالٹی ٹائم گزاریں گے۔۔۔ ہم تھوڑے پر ہی شکر گزار رہیں گے تو میرا ایمان ہے کہ میرا اللہ ہمارے تھوڑے میں بھی برکت ڈال دے گا۔۔۔

ہم دور رہیں گے لیکن ہمارے دل ایک دوسرے کے پاس ہونگے۔۔۔ باہر کا انتشار ہمیں ذہنی طور پر ڈسرب نہیں کر سکتا۔۔۔ ہم ہمبل اور شکر گزار رہیں گے۔۔۔ باہر کی دنیا میں آپ جتنے بھی ڈسٹرب رہیں لیکن اس گھر میں آپکو ہمیشہ سکون ملے گا۔۔۔ جہاں آکر آپ اپنی زندگی کی تمام فریٹریشن اور پریشانیاں چاہے کچھ وقت کے لئے ہی سہی لیکن بھول جائیں گے۔ اور میرے لئے میرے شوہر بچوں اور اس گھر کے سکون سے بڑھ کر کچھ نہیں۔۔۔

اور یہاں اس جگہ پر دنیا کی ہر سوچ کو جھٹک کر ایک پر سکون نیند لینا بھی اللہ کی نعمت سے کم نہیں۔۔۔ یہ بھی ہمارے لئے کوالٹی ٹائم ہیں۔۔۔ آپ اپنی بیوی بچے کے پاس آکر مطمئن ہیں اور آپکو یہاں پر سکون نیند لیتے دیکھ میں مطمئن ہوں۔۔۔

اب کچھ دیر کی نیند لے لیں کیونکہ آپکا شہزادہ اٹھنے کے بعد تو خود آپکو اٹھا ہی لے گا۔۔۔ پھر چاہے آپ کتنی ہی گہری نیند میں کیوں ناہو۔۔۔ ایمان کے مسکرانے پر وہ بھی مسکرا دیا۔۔۔ اور پھر نا جانے کتنی ہی ایسی باتوں اور پر سکون ماحول میں وہ نیند کی وادیوں میں اتر گیا۔۔۔

Novelistan *****

حسب سابق سبحان اپنی نیند پوری کر کے اٹھا تو کافی فریش تھا۔۔۔ جیسے جیسے وہ بڑا ہو رہا تھا اٹھنے پر کاٹ میں بیٹھ جاتا اور باقاعدہ باہر نکلنے کی کوشش کرتا۔۔۔ اور اس کوشش میں وہ کئی دفعہ زمین بوس ہو کر چوٹ بھی لگوا لیتا۔۔۔ اسی امر کے تحت

حکمت عملی ایمان نے یہ اختیار کی کے سبحان کی کاٹ کو دیوار کے ساتھ لگا کر اسکی دوسری طرف وہ نیچے سنگل میٹرس بچھا دیتی۔۔۔ یوں اگر سبحان کاٹ سے نکلنے کی کوشش میں گرتا بھی تو میٹرس کے باعث بچت رہتی۔۔۔

آج بھی یہ ہی ہوا۔۔۔ ایمان عصر کی نماز پڑھ رہی تھی جب وہ اٹھ کر کاٹ سے نکلتا رہینگتا ہوا کمرے سے باہر آیا۔۔۔ اور باپ کو صوفے پر گہری نیند میں محو پا کر جوش سے اسکی جانب بڑھا۔۔۔ شامیر کے پاس پہنچ کر وہ صوفے کے سہارے کھڑا ہوا اور خوشی سے چہکتے اسکے چہرے پر زوردارانہ انداز میں ہاتھ مارتے اسکے بال تک کھینچ ڈالے۔۔۔

اوہہہہ۔۔۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھا۔۔۔ جتنا غصہ گہری نیند ٹوٹنے پر آیا تھا سامنے اپنے شہزادے کا مسکراتا چہرہ دیکھ جھاگ کی مانند بیٹھ گیا۔۔۔

اوہ۔۔۔ حان بے بی۔۔۔ یہ کیا کیا آپ نے شہزادے۔۔۔ وہ تنے تاثرات ڈھیلے چھوڑتا اسے اٹھا کر اپنے اوپر لٹاتا تھکنے لگا۔۔۔

لاونج کے کونے میں نماز پڑھتی ایمان سلام پھیر کر بے ساختہ مسکرا دی۔۔۔

کوئی نہیں۔۔۔ آپ نے بھی ایسے ہی اسکی نیند خراب کی تھی۔۔۔
کبھی بیٹے کے سامنے میری سائیڈ مت لینا تم۔۔۔ وہ اسے شدت سے خود میں
بھینچتا اٹھ بیٹھا جبکہ ایمان مسکرا کر رہ گئی۔۔۔

یہ کونا تم نے کافی خوبصورتی سے سجایا ہے ایمان۔۔۔ جان ڈال دی ہے تم نے اس
کونے میں۔۔۔ ایمان شامیر کے لئے کافی بنا کر لائی تو اسے اپنی ورکنگ پلیس میں
بیٹھے پایا۔۔۔

وہ بک ریک میں موجود سبھی کتابوں کو دیکھ کر اب اسکی ورکنگ کرسی پر بیٹھا
ورکنگ ٹیبل پر پڑے سارے آرگنائزر منظم طریقے سے آرگنائزڈ دیکھ کر اب
لیپ ٹاپ آن کئے بیٹھا تھا۔۔۔

تھینکیو۔۔۔ وہ اسکاگ اسکے سامنے رکھ کر اپنا مگ ہاتھ میں ہی تھا مے دوسری
کرسی گھسیٹ کر اسکے پاس رکھتی وہیں بیٹھ گئی۔۔۔

تم آرٹیکلز لکھتی ہو ایمان۔۔۔ وہ لیپ ٹاپ کی سکرین پر دیکھتا مختلف فولڈرز چیک
کر رہا تھا۔۔۔

کو شیش کر رہی ہوں۔۔۔ وہ مسکرائی۔۔

میں نے تمہارے آر ٹیکلز پڑھے ہیں ایمان۔۔۔ کافی پاور فل لکھا ہے تم نے۔۔۔
تمہارے الفاظ بھی تمہاری شخصیت کی طرح پاور فل ہیں۔۔۔ اس تعریف پر وہ بے
طرح جھینپ گئی۔۔۔

کہنے کا مطلب ہے کہ میرا ایک دوست ہے جسکا نیوز پیپر پبلشنگ ہاؤس ہے۔۔۔
اگر تم چاہو تو میں اس سے بات کر سکتا ہوں تم اپنے آر ٹیکلز اسے میل کرو۔۔۔ اگر
سلیکٹ ہو گئے تو اخبار میں چھپنے لگیں گے۔۔۔ وہ ایک کے بعد ایک اسکا کام چیک
کر تا مصروف سا کہہ رہا تھا۔۔۔

واقعی۔۔۔
افکورس۔۔۔

یہ غیر متوقع تھا۔۔۔ اسے اپنے الفاظ زیادہ لوگوں تک پہنچانے کو پلیٹ فارم نہیں
مل رہا تھا اور اللہ نے بیٹھے بیٹھائے اسکے لئے راہیں استوار کر ڈالی تھیں۔۔۔ بلاشبہ
وہ رب وہاں وہاں سے وسیلے بنا دیتا ہے جہاں تک انسان کا گمان تک نا جاسکتا
ہو۔۔۔۔۔ ایک مستند ادارے کے ذریعے سے اسکا کام ایک ہی جھٹکے میں پورے

پاکستان میں گردش کر جاتا۔۔۔ اسکا دل خوش گمان ہونے لگا۔۔۔ اور دلی خوشی کا
عکس چہرے پر چھانے لگا تھا

اور یوں تمہاری ادبی حلقے میں پہچان بنے گی سوا لگ۔۔۔

ویل ویٹ میں ہی اسے میل کر کے اس سے رابطہ کرتا ہوں۔۔۔ اسنے وہیں بیٹھے
جی میل کھول کر اسکے چند ایک آر ٹیکلز ہیڈنگ کے بیس پر سلیکٹ کر کے اپنے
دوست کو میل کر ڈالے۔۔۔ ساتھ ہی اسکا نمبر ملاتا فون کان سے لگا کر رابطہ استوار
ہونے کا انتظار کرنے لگا۔۔۔

اب واقعی اگر تمہارے آر ٹیکلز دم دار ہوئے تو جلد ہی اخبار کی ذینت بنیں
گے۔۔۔ ایمان کے سامنے ہی اپنے دوست سے بات کر کے اسے سارا موقف سمجھا
کر فون بند ہونے پر وہ ایمان سے گویا ہوا۔۔۔ وہ مسکرا دی۔۔۔

ارد گرد سبحان اپنے واکر میں موجود ہاتھ میں تھا ماسیب کا پیس کھارہا تھا جو ایمان نے
اسے دیا تھا۔۔۔

تیار ہو جاو تم بھی ایمان۔۔۔ تب تک میں بھی فریش ہو جاؤں پھر باہر چلتے ہیں۔۔۔

اور پھر ایمان اور سبحان کے سنگ ایک خوبصورت شام گزار کر وہ چلا گیا تھا لیکن جاتے جاتے اپنی اور ایمان کی زندگیوں میں چھایا جمود توڑ گیا۔۔۔ ایمان اسکے چکر لگا جانے سے مطمئن تھی۔۔۔ اور وہ خود بھی ان دونوں سے مل کر جانے کے بعد خود کو سٹریس فری اور مطمئن محسوس کر رہا تھا۔۔۔

ظاہر سی بات تھی جب تک سانس چل رہی ہے نازندگی کے مسائل ختم ہونے ہیں نا پریشانیاں اور نا ہی چیلنجز۔۔۔ کیونکہ زندگی نام ہی جہد مسلسل کا ہے ماں کی گود سے لے کر قبر کی لہد تک۔۔۔ چھوٹے بچے کے لئے چلنا چیلنج ہے تو سکول گونگ کے لئے پڑھنا۔۔۔ اسی طرح زندگی کی مختلف فیزز میں چیلنجز بدلتے جاتے ہیں۔۔۔ لیکن یہ ختم نہیں ہو سکتے۔۔۔ کیونکہ زندگی کے مسائل اور چیلنجز کے ختم ہونے کا نام زندگی کی ڈور ٹوٹ کر آنکھیں بند ہو جانا ہے۔۔۔ تو جب تک زندگی کی ڈور قائم ہے یہ تو چلتے رہیں گے۔۔۔ البتہ اس جہد مسلسل والی زندگی میں ایک چیز جو سب سے اہم ہے وہ ہے ذہنی اور قلبی سکون۔۔۔ جو حاصل ہو جائے تو زندگی جنت ہے

شامیر خان اس وقت صوفے پر نیم درازماں کی گود میں سر رکھے آنکھیں مونڈے لیٹا تھا۔۔۔ رات لیٹ وہ گھر پہنچا تھا تبھی صبح ہی سب سے ملاقات ہوئی۔۔۔ ویسے بھی آج اتوار تھا تو سب گھر پر ہی تھے۔۔۔

کیسار ہاتھ مارا اور شامیر۔۔۔ دفعتاً بابا وہاں آئے اور سامنے سنگل صوفے پر بیٹھتے میز پر پڑا اخبار اٹھا کر پڑھنے لگے۔۔۔
پڑ فیکٹ بابا۔۔۔ وہ مسکرایا۔۔۔

تمہاری خواہش تھی میری ٹکڑ کا بزنس مین بننے کی یگ مین۔۔۔ دفعتاً عدنان بھیا بھی وہیں آ بیٹھے۔۔۔ لیکن تمہارا جنون بتا رہا ہے کہ تم بہت جلد میری پر فار مینس کو بھی بیٹ کرتے مجھ سے آگے نکلنے والے ہو۔۔۔ بزنس کی دنیا میں شامیر خان کا ایک نوجوان شارپ مائنڈڈ بزنس مین کے حوالے سے نام گھونچنے لگا ہے چھوٹے۔۔۔ بھیا کے کہنے پر وہ سیدھا ہوتا کورنش بجالایا۔۔۔ تم سے اتنی امید نہیں تھی شامیر کے تم اتنے کریٹو اور مستقل مزاج نکلو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے اپنے کام کی بنیاد پر اپنا سکا منوانے لگو گے۔۔۔

اس تعریف کا شکریہ بھیا۔۔۔ پر مجھے خود نہیں پتہ کہ وہ کونسی طاقت ہے جو مجھے
اس معاملے میں مستقل مزاج بناتی ہے۔۔۔ وہ مسکراتا ہوا لاپرواہی سے شانے اچکا
گیا۔۔۔ ہاں میں بھی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں اس وقت پانچ سے سات کمپنیز
وٹنگ پر ہیں جو اپنی بلڈنگز کی کنسٹرکشن شامیر سے کروانا چاہتی ہیں کیونکہ پچھلے
دونوں ہڑاجیکٹس میں شامیر نے ایکسٹرا آرڈری کریڈیویٹی دکھائی ہے لیکن مجھے
سمجھ نہیں آرہا کہ تم انہیں اتنا ڈیلے کیوں کر رہے ہو۔۔۔ کام چل کر تمہارے
پیچھے آرہا ہے اور تم ان میں ہاتھ تک نہیں ڈال رہے۔۔۔ دفعتاً ذوہیب بھیا بھی
انکے پاس ہی آ بیٹھے۔۔۔
ذوہیب بھائی۔۔۔ مجھے تھکنا نہیں ہے۔۔۔ کام کو بوجھ نہیں بنانا۔۔۔ انجوائے کرتے
ہوئے کرنا ہے۔۔۔
ویسے بھی میں ایک وقت پر ایک سے زیادہ پڑاجیکٹس پر مکمل یکسوئی سے فوکس
نہیں کر سکتا۔۔۔

کڑیو کام وقت لیتے ہیں۔۔۔ اور کچھ ایکسٹرا آرڈنری دینا ہے تو محنت تو لگے گی۔۔۔
اس لئے اب پچھلا پڑاجیکٹ مکمل ہو گیا تو ان سب میں سے جو مجھے بہتر چوائس لگے
گی اللہ کا نام لے کر اس پڑاجیکٹ میں ہاتھ ڈال دوں گا۔۔۔ وہ مسکرایا۔۔۔

مام بھوک لگ رہی ہے۔۔۔

بھوک لگ رہی ہے تو کک سے بولو تمہیں ناشتہ بنا دے۔۔۔ اسکے یوں ماں سے لاڈ
سے کہنے پر بابا ناگواری سے گویا ہوئے۔۔۔

مام مجھے آپکے ہاتھ کے آلو کے پراٹھے کھانے ہیں۔۔۔ وہ بابا کو نظر انداز کئے ماں
سے گویا ہوا۔۔۔

ماں مسکرا کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔۔ ساری مڈل کلاس والی عادتیں آتی جا رہی ہیں
تم میں شامیر۔۔۔

بابا نے گہرا طنز کیا۔۔۔

جیلز ناہوں آپ میرا اور مام کا پیار دیکھ کر۔۔۔ اسنے ناک سے مکھی اڑائی جبکہ بابا
تاسف سے سر ہلا کر رہ گئے۔۔۔

مام میرے لئے بھی بنادیں ایک پلیز۔۔۔ پاس ہی کارپٹ پر بیٹھی ڈھیلی سی ہاف سلیو شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس فیشن میگزین پڑھتی امل نے ہانک لگائی۔۔۔

اب تمہاری ڈائننگ کا کیا بنے گا کاپی کیٹ۔۔۔ اس کے عین پیچھے سنگل صوفے پر بیٹھے موبائل سکروول ڈاون کرتے ارحم نے اسکے سٹیکنگ زدہ سٹریٹ بال کھینچ ڈالے۔۔۔ آہہہ۔۔۔ اسنے چڑ کر ارحم کے ہاتھ پر چٹکی کاٹی۔۔۔

کبھی کبھار کھانے سے کچھ نہیں ہوتا۔۔۔

عدنان آپ ناشتہ کریں گے یا سمودی لے آؤں آپکے لئے۔۔۔

دفعتانک سک سے تیار میرب بھا بھی عدنان بھیا کے پاس آتی گویا ہوئیں تو شامیر چونک کر انکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔۔۔

خوبصورت سے سٹائلیش سوٹ میں ملبوس۔۔۔ نفاست سے کئے گئے میک آپ اور مناسب جیولری پہنے بالوں کی ٹیل ہونی بنائے سامنے کھڑی میرب بھا بھی ہر لحاظ سے ایک نوبیا ہتا لگ رہی تھیں جن کے چہرے کی خوشی انکی ازواجی زندگی کی آسودگی کی گواہ تھی۔۔۔

اسنے نہیں پتہ کے بھیانے انہیں کیا جواب دیا لیکن بھیا کے اٹھ کر باہر لان میں
جانے پر وہ بھی انکے پیچھے ہی اٹھ آیا۔۔۔

وہ غالباً کوئی فون کال سننے باہر آیا تھا۔۔۔ اسکے پلٹنے پر وہ اسکے سامنے آکھڑا ہوا۔۔۔
میں آپ کے لئے بہت خوش ہوں بھائی۔۔۔ آپکو اور بھابھی کو آپس میں یوں ہسی
خوشی دیکھ مجھے واقعی بہت خوشی ہوئی ہے۔۔۔

عدنان مسکرا دیا پھر شامیر کے سنگ وہیں لان میں چلنے لگا۔۔۔۔

شامیر۔۔۔۔ ہم سب اپنی اپنی ذات کے خول میں بند انسان ہیں۔۔۔۔ جو اپنے
خول سے نکل کر کسی دوسرے کو دیکھنا ہی نہیں چاہتے۔۔۔ ہمارے لئے ہمارے غم
ہمارے دکھ ہماری تکلیفیں اتنی بڑی ہیں کہ ہمیں کسی دوسرے کے غم انکے دکھ
انکی تکلیفیں دکھائی ہی نہیں دیتیں۔۔۔ اور نا ہی ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔۔۔
ہم سب کو وہ کندھا چاہیے جہاں سر رکھ کر دل کا بوجھ ہلکا کیا جاسکے۔۔۔ لیکن ہم خود
کسی کے لئے وہ کندھا بننا نہیں چاہتے۔۔۔

بعض اوقات اپنی ذات کے خول میں بند انسان اپنے سے وابستہ لوگوں کو جان بوجھ کر نظر انداز نہیں کرتا نا ہی مقصد انہیں ایذا پہنچانا ہوتا ہے۔۔۔ لیکن لا شعوری طور پر ہمارا رویہ یہ کام باخوبی سرانجام دے جاتا ہے۔۔۔ میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔۔۔

اپنی ذات کے خول میں بند میں اپنے گرد موجود جیتی جاگتی احساسات و جذبات سے گندھی سانس لیتی ایک معصوم سی بندی کو سمجھ ہی ناسکا۔۔۔۔۔ میرا کوئی بھی عمل شعوری نہ تھا۔۔۔ لیکن لا شعوری طور پر ہی سہی میں کسی کو نظر اندازی کی مار مار رہا تھا۔۔۔ ایک کھلتا گلاب میری سنگت میں مرجھانے لگا تھا۔۔۔ لیکن آگاہی سے روشناس ہونے کے بعد جب میں نے اسے سمجھا اسے جانا۔۔۔ اس سے انٹریکٹ کیا تو جانا کے وہ تو بہت پیارے دل کی مالکن ایک سویٹ سی لڑکی ہے۔۔۔ بلاشبہ میں ہی غلطی کا مرتکب تھا۔۔۔

یقیناً وہ میرے لئے ایک بہترین شریک حیات ثابت ہو سکتی ہے۔۔۔ وہ مسکرایا۔۔۔

تھینکس ٹویو یار۔۔۔۔ تم نے وقت رہتے میرا ٹریک درست کر دیا کے واقعی طاقت ور پر بس ناچلے تو ایک بے بس اور قطعی بے قصور انسان کو رگیدنا قطعی نامناسب امر ہے۔۔۔۔ بھیا نے اسکا شاننا تھپتھپا تو وہ مسکرا دیا۔۔۔۔

میں دعا گو ہوں بھائی کے اللہ آپکی زندگی کو مزید پر سکون بنائے۔۔۔۔ آپ بھی میرے لئے یہ ہی دعا کرنا۔۔۔۔ لفظوں کے پیراہن میں لپیٹ کر وہ اپنا دکھ اسکے سامنے بیان کرتا اسے نا سمجھی کے بھنور میں الجھا چھوڑوا پس پلٹ گیا۔۔۔۔

وقت کا کام ہے چلنا۔۔۔۔ وہ کبھی بھی کسی کے لئے بھی نہیں رکا۔۔۔۔ جو اس تیز رفتاری سے بھاگتے وقت کے سنگ تیزی سے قدم اٹھاتے چلتے ہیں وہ اس تیزی سے بدلتی دنیا میں سروائیو کر جاتے ہیں۔۔۔۔ جبکہ جو خود کو وقت کے ڈھارے پر

چھوڑتے ہاتھ پاؤں چھوڑ دیتے ہیں پھر وقت انہیں وہیں لے کر جاتا ہے جہاں وہ انہیں لیجانا چاہتا ہے۔۔۔۔ ایسے لوگوں کی زندگی کی نا کوئی سمت ہوتی ہے اور نا

مقصد۔۔۔۔ یونہی تیزی سے بھاگتی دوڑتی زندگی میں سبحان شامیر خان کی ہیدائش کے دو سال بعد ایک دن انکی زندگیوں میں آمد ہوئی ایک افلاطون دا گریٹ زوہان

شامیر خان کی۔۔۔ جس نے آتے ہی انکی پرسکون سبک روی سے چلتی زندگیوں میں
بونچال بھرپا کر دیا۔۔۔ زوہان شامیر خان اپنے بڑے بھائی سبحان شامیر خان کی
نیچر سے ایک دم الٹ نیچر کا بچہ تھا۔۔۔

جیسا کہ ہر بچہ الگ فطرت کا ہوتا ہے۔۔۔۔ اور وہ بچہ ماں اور باپ دونوں کے لئے
ایک چیلنج ثابت ہوا تھا۔۔ ابھی تک ان کا پالا سبحان جیسے کالم اینڈ کول نیچر کے بچے
سے پڑا تھا۔۔ لیکن زوہان نے انکی زندگیوں میں آتے انہیں بچوں کی قسموں اور
انکی نیچر سے متعارف کروادیا تھا۔۔۔

ایمان کو اپنی پیر ننگ پر حاصل کی تمام کونسلنگ خطرے میں جاتی محسوس
 ہوئی۔۔۔۔۔
 وہ کسی صورت قابو میں نہ آتا تھا۔۔۔۔۔

چھوٹی سی عمر میں ہی ضد شروع کرتا تو ماں کے ساتھ ساتھ باپ کو بھی ناکوں چنے
چبوا دیتا۔۔۔ حتکہ رو رو کر سو جاتا۔۔۔

مانگنے پر کوئی چیز ناملنے پر وبال کھڑا کر دیتا تھکہ ماں باپ دونوں اسکے سامنے ہار مان جاتے۔۔۔ وہ محض ایک سال کا تھا۔۔۔ لیکن بہت کونیک لرنر تھا۔۔۔

چیزوں میں فرق کرنا جاننے لگا تھا۔۔۔ اور بہت اچھے سے کرنے لگا تھا۔۔۔ اس بات کا احساس اسکے باپ کو اس روز ہوا جس روز مال میں کو لڈ رنگ مانگنے پر اسنے زوہان کو کو لڈ رنگ لے کر دینے کی بجائے نیسلے کا جو س لے دیا۔۔۔ پھر جو اس مال میں ہوا شامیر نے کانوں کو ہاتھ لگاتے اسے ریگولر کو لڈ رنگ لے کر اسکے ہاتھ میں تھمائی تو اسکی ضد پوری ہونے پر اسکا منہ بند ہوا۔۔۔ ایمان اسے جس چیز سے منع کرنے کی کوشش کرتی وہ وہی کام زیادہ کرتا۔۔۔ سبحان سے چھوٹا ہونے کے باعث جب اس سے جھگڑتا زوہان ہی جھگڑتا۔۔۔ جہاں ایمان کو سبحان کی جانب سے سکون تھا وہیں زوہان اسکے سبھی اندیشے سچ ثابت کر ڈالتا۔۔۔ وہ دونوں بچوں کو بہت پیار سے ڈیل کرنے کی کوشش کرتی۔۔۔ کبھی کبھار زوہان کی حرکتوں سے عاجز بھی آجاتی۔۔۔ زوہان کے آنے سے ہوا یہ تھا کہ اسنے ماں اور باپ کے سبھی کاموں کو محدود کرتے انکی ساری توجہ سمیٹ لی تھی۔۔۔ ایمان کا زیادہ تر وقت انہی پر سر و ہونے لگا۔۔۔ وہ انہیں چھوٹی چھوٹی کریٹو چیزوں میں الجھائے رکھتی۔۔۔

کھلونے بھی ایسے لے کر دیتی جس سے انکی کریٹوٹی باہر نکلتی۔۔۔

وہ ٹیلنٹڈ ماں باپ کی اولاد تھے مزید برآں بچے ہوتے ہی ٹیلنٹڈ ہیں بس انکے ہنر کی پہچان کر کے انہیں باہر نکالنے کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ جو ماں باپ سے بہتر کوئی نہیں کر سکتا۔۔۔

اسنے بچوں کو ڈھیر سارے بلاکس اور بریکس لے کر دیئے جس سے وہ دن کا بیشتر حصہ کچھ نا کچھ بناتے رہتے۔۔۔ اور جب کچھ بنالیتے تو شامیر ہی انکی کریٹوٹی دیکھ دھنگ رہ جاتا۔۔۔

بھئی باپ بلڈنگز کنسٹرکٹ کرواتا ہے تو اولاد پیدا ہوتے ہی بلڈنگز بنانے لگی۔۔۔ وہ انکے بلاکس کے ماڈلز دیکھ مسکرا دیتا۔۔۔

انکے کھلونوں میں زیادہ تر جانور اور پرندے ہوتے۔۔۔ جنہیں استعمال کر کے ایمان انکے ساتھ بیٹھ کر پورے جنگل کا ماڈل بنا ڈالتی یوں چھوٹی سی عمر میں انہیں کھیل کھیل میں وہ جانوروں اور پرندوں کے نام یاد کروانے کے ساتھ ساتھ انکے کام بھی یاد کروا چکی تھی۔۔۔

بچے کو نیک لرنز تھے کچھ ماں کی بے انتہا توجہ کا نتیجہ تھا کہ وہ سب بہت جلد سیکھتے جاتے۔۔۔ اور شامیر ہر دفعہ انکی ایک نئی کڑی ٹیوٹی دیکھ ان سے زیادہ انکی ماں کو سراہنا نا بھولتا۔۔۔

سچ تھا بچے پالنا آسان نا تھا۔۔۔ در حقیقت بچوں کی اونچے معیار پر تربیت کر کے انہیں پالنا آسان نا تھا۔۔۔ ورنہ بچے پالنا کچھ مشکل نہیں وہ تو جانوروں کے بھی پل جاتے ہیں۔۔۔ پالنے والی ذات تو اللہ کی ہے۔۔۔ وہ تو بن ماں باپ کے بچے بھی پل جاتے ہیں۔۔۔

لیکن انسان اور باقی مخلوقات کے بچوں کی پرورش میں فرق کرتی چیز تربیت ہے۔۔۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک پودے کا بیج بو کر اسکی آبیاری کر لی جائے۔۔۔ جوانکی آبیاری میں جتنی زیادہ تکنیکس اور وقت سر و کرے گا وہ اتنا بہتریں سایہ دار اور پھل دار درخت پائے گا۔۔۔ جو جتنی بے دھیانی میں انکی آبیاری کرے گا وہ پھل بھی ویسا ہی پائے گا۔۔۔

اور ایمان سار اسار ادن انکے پیچھے کھپ جاتی۔۔۔ بچے ہوں اور شرارتی نا ہو یہ تو ممکن ہی نا تھا۔۔۔

وہ سرشام ہی بچوں کو نورین کے ساتھ قریبی پارک لے جاتی۔۔۔ وہاں حقیقی اڑتے پرندوں اور درختوں پر پھدکتی گلہریوں اور ارد گرد گھومتی بلیوں کو دیکھ ان دونوں کو متوجہ کر کے ان کے نام پوچھتی ورنہ انہیں انکے کام سمجھاتی۔۔۔

ایمان کے ایک بار سمجھانے پر انکے کئی کئی سوال جنم لیتے۔۔۔ جیسے تجسس کی تشفی نا ہوئی ہو۔۔۔ اور اس معاملے میں سبحان زوہان کو بھی پیچھے چھوڑ جاتا۔۔۔ وہ انکے بے تکے سوالوں کے جواب دیتے دیتے عاجز آ جاتی مگر انہیں ٹوک کر چپ نا کرواتی کے یوں بچوں کی مینٹل گروتھ رک جاتی ہے۔۔۔

لیکن اسے محسوس ہوتا انکے سوالوں کے تسلی بخش جواب دے دے کر اسکی مینٹلی گروتھ ضرور ریورس میں چلنے لگے لگی۔۔۔

جب وہ دونوں مل کر ادھم مچاتے اور انکی الٹی سیدھی حرکتیں دیکھ دیکھ جب صبر کا پیمانہ لبریز ہوتا تو وہ پھٹ پڑتی۔۔۔

اور اسکے ذرا سے غصہ کرنے کا نتیجہ یہ نکلتا کہ بچپن سے ہی ماں کی ناراضگی محسوس کرتے دونوں بھائیوں کی جان پر بن آتی۔۔۔

پھر جو دونوں مل کر اسے منانے کی سعی کرتے۔۔۔ دوبارہ شرارتیں ناکرنے کے وعدے۔۔۔ جو کے ایمان ہمیشہ سے جانتی ہوتی کے اگلے دس منٹوں تک بامشکل ایفا ہونگے۔۔۔ پھر سبحان کان پکڑ کر سوری کرتا تو زوہان ماں کی گود میں چڑھ کر اسکا چہرہ اپنے ننھے معصوم ہاتھوں میں تھام کر اس پر بوسہ لیتا ماں کی ناراضگی دور کرنے کی کوشش کرتا۔۔۔

اور ایمان کی ناراضگی ہوتی بھی یہیں تک۔۔۔ جلد ہی وہ سب بھلا کر دونوں کو آغوش میں چھپالیتی۔۔۔

اگر کوئی پوچھتا کے ایمان کے بیٹوں کا اسکے ساتھ اسقدر سٹرانگ بانڈ کیوں تھا کے وہ ماں کے لئے پوری دنیا سے لڑنے بھرنے کو تیار ہوتے۔۔۔ تو جواب تھا ایمان کا درست وقت پر اپنی زندگی کے کل اثاثے پر انویسٹ کیا جانے والا بہترین

وقت۔۔۔

وقت کچھ مزید سر کا تھا۔۔۔ بچے تھوڑے سے بڑے ہوئے حتکہ دونوں بچے سکول جانے لگے تو ایمان کی مصروفیات کم ہونے کی بجائے مزید بڑھ گئیں۔۔۔

وہ انہیں سکول اور عربی کا خود پڑھاتی تھی

ایک ایک چیز کی پہچان کروا کر۔۔۔ اور صرف تب تک ہی نہیں پھر گھر کے باقی

چھوٹے موٹے کام کرتے۔۔۔ شام کی چائے پیتے۔۔۔ پارک میں آتے جاتے وہ

انہیں یاد کروایا گیا کام بار بار دہرا کر سنتی۔۔۔ دھند کے باعث کھڑکیوں کے

شیشوں پر بننے والی دھند یا کھڑکی کے شیشوں پر گرد پڑ جانے پر انہیں صاف کرنے

سے پہلے وہ انگلی سے اس پر حروف تہجی یا گنتی کے لفظ لکھتی اور انہیں بھی ایسا کرنے

کو بولتی۔۔۔ یہ بچوں کے لئے ایک دلچسپ ایکٹیویٹی ہوتی۔۔۔ دونوں بڑھ چڑھ کر

اس میں حصہ لیتے۔۔۔ یوں پارک میں بھی کھیلتے کھیلتے وہ کچی زمین پر تنکے کی مدد

سے انہیں سارا کام ریوائرز کروادیتی۔۔۔ یوں تعلیمی ریکارڈ میں بھی بچوں کی

کارکردگی بہتر رہتی۔۔۔

اسنے اپنے بچوں کی شخصیت کو پاؤر فل بنانے کے لئے ان پر سختی ناکی تھی۔۔۔ بلکہ
چھوٹے چھوٹے سٹیپس لیتے غیر محسوس انداز میں رفتہ رفتہ ہر ویلیو کو بچوں کی
زندگیوں میں شامل کر دیا تھا۔۔۔

جیسے شروعات اسنے پہلے کلمے سے کی۔۔۔ روز رات کو سونے سے پہلے وہ دونوں کو
تعویذ اور تسمیہ کے بعد پہلا کلمہ پڑھاتی۔۔۔ اور اسکے بعد آیت الکرسی۔۔۔ اسکا
روز کا معمول تھا۔۔۔

تقریباً تین سے چار ہفتوں کی روٹین کے بعد جس روز بچوں نے روانگی سے اسے یہ
دونوں چیزیں خود سے سنائیں اس روز اسکی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔۔۔
اسکے بعد اسنے بچوں کو نماز بھی اسی طریقہ کار کے تحت سیکھائی۔۔۔ سب سے پہلے
ثنا۔۔۔ جس روز بچوں نے اسے خود سے شناسنادی وہ ایک ایک صورت پڑھاتی
گئی۔۔۔

اور یہ سلسلہ کبھی رکنا تھا۔۔۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ۔۔۔ چھ کے چھ
کلمے۔۔۔ پھر ایمان مفصل اور ایمان مجمل اور پھر دعائے قنوت۔۔۔ ایک ایک چیز

اسنے بچوں کو سیکھائی تھی۔۔۔ اور روزانہ کی بنیاد پر ان سے رات سونے سے پہلے وہ سب کچھ سنتی۔۔۔

شامیر ہر خاص موقع پر انکے ساتھ ہوتا۔۔۔ وہ کسی بھی بچے کی سالگرہ ہوتی۔۔۔ عید ہوتی۔۔۔ بچوں کا رزلٹ ہوتا۔۔۔ پیرنٹ ٹیچر میٹنگ ہوتی۔۔۔ پتہ نہیں وہ اتنی مصروفیات کے ساتھ اپنا وقت کیسے بیچ کرتا تھا۔۔۔ لیکن اپنی فیملی کے ہر خاص موقع پر وہ ساتھ ہوتا۔۔۔ اور ہر خاص موقع کو مزید خاص بنایا جاتا۔۔۔۔۔ مزید انکی زندگیوں میں تبدیلی یہ آئی تھی کہ شامیر کو فون کرنے اس سے بات کرنے کے لئے اسکے مسائل کے درپیش وقت کا حساب کتاب لگانا اور بہتر وقت پر کال کرنے جیسی بندشیں ایمان کے لئے تھی۔۔۔ بچوں کے لئے ایسی کوئی بندش نا تھی۔۔۔ اور نا ہی وہ ایسی کوئی بندش مانتے۔۔۔ سبحان تو کم کم ہی کرتا مگر زوہان شامیر خان کو کوئی چیز روک نہیں سکتی تھی۔۔۔

جب سے اسنے باپ کا نمبر ملا نا سیکھا تھا وہ دن میں کئی کئی بار باپ کو فون کر کے اپنی فرمائشیں نوٹ کرواتا۔۔۔

اور کبھی کبھار تو ضد کر کے یوں باپ کو حکم دیا جاتا کہ وہ ابھی گھر آئے مطلب ابھی۔۔۔ کے شامیر کو اپنا سارا شیڈیول پس پشت ڈالتے اسکے سامنے ہتھار ڈالتے اسکے پاس آنا پڑتا۔۔۔

ایمان نے کئی بار اسے سمجھانا چاہا۔۔۔ مگر وہ زو بان خان ہی کیا جو سمجھ جائے۔۔۔ اسکے لئے اسکا باپ اسکا تھا۔۔۔ اور اسکے باپ پر سب سے زیادہ حق بھی اسکا تھا۔۔۔ وہ جب باپ کو پکارے گا باپ کا اسکے پاس آنا لازم ہے۔۔۔ اور اپنی بات ثابت کرنے کو اسکے پاس ایسی ایسی دلیلیں ہوتی کے شامیر تو کورنش بجالاتا جبکہ ایمان سر تھام کر رہ جاتی۔۔۔

جیسے جیسے وہ بڑے ہو رہے تھے۔۔۔ انکی ڈیمانڈز بڑھ رہی تھی۔۔۔ اور دلیلیں دے کر اپنی بات ثابت کرنے کے لئے انکی پاس دلیلوں کی کمی نا ہوتی۔۔۔ زوہان چھ سال کا تھا جب شامیر کے آنے پر وہ نہایت مدبرانہ انداز میں گویا ہوا۔۔۔

ایمان کچن میں کام کر رہی تھی۔۔۔ سبحان کارپٹ پر بیٹھا اپنا ہوم ورک کر رہا تھا۔۔۔ جبکہ شامیر صوفے پر بیٹھا دیوار گیر ایل سی ڈی پر کوئی نیوز سن رہا تھا جب

باپ کے ساتھ بیٹھا وہ اپنی پھولی پھولی گال تلے انگلی رکھے نہایت پرسوج انداز میں گویا ہوا۔۔۔

ہمارا گھرا تنا چھوٹا کیوں ہے ڈیڈ۔۔۔ اس کے سوال پر شامیر چونکا۔۔۔ حالانکہ آپ ریج بھی ہو۔۔۔ آپ کے پاس پیسے بھی ہیں بڑی سی گاڑی بھی ہے۔۔۔ ہم مالز میں بھی جاتے ہیں۔۔۔ ڈھیر ساری شاپنگ بھی کرتے ہیں۔۔۔

اسکی باتیں سن کر جہاں شامیر نے ایل سی ڈی کی آواز میوٹ کی وہیں کچن میں کام کرتی ایمان کے ہاتھ بھی ٹھٹکے۔۔۔ اس کے شہزادے انہیں یونہی مضحکہ میں ڈالتے تھے۔۔۔

ہمم بات تو ٹھیک ہے میرے شیر۔۔۔ ہیں تو ہم ریج۔۔۔ مگر پر اہلم کیا ہے۔۔۔ شامیر نے ایل سی ڈی کا ریمورٹ میز پر رکھتے اسے اٹھا کر گود میں بیٹھایا۔۔۔

میرے سب فرینڈز کے گھروں کی اتنی بڑی بڑی چھتیں ہیں ڈیڈ۔۔۔ اس نے معصومیت سے دونوں ہاتھ کھول کر گویا اسے چھت کا سائز بتانا چاہا۔۔۔

وہ علی ہے نا۔۔۔ شامیر نے نا سمجھی سے سر ہاں میں ہلایا۔۔۔

اسکی برتھ ڈے پارٹی کی ساری آرینجمنٹس انکی بڑ بیبی سے چھت پر کی گئی تھی۔۔۔

اور فہد کی برتھ ڈے کی آرگنائزیشن انکے بڑے سے لان میں۔۔۔
بس ہم ہی ہیں جن کی برتھ ڈے پارٹی ریسٹورینٹ میں سیلبریٹ ہوتی ہے۔۔۔
ہمارے گھر کی بڑی سی چھٹ اور ہمارا لان کیوں نہیں ہے۔۔۔
اپنی عمر کے مطابق اسنے بہت بڑی بات کرتے شامیر کے لئے سوچ کے بہت سے
دروا کر دیئے تھے۔۔۔

وہ گم صم رہ گیا۔۔۔ اسکے بیٹے نے اسکی سوچ اس جانب مبذول کروادی تھی جس
جانب وہ خود سے ناجاسکی تھی۔۔۔
ہمممم۔۔۔ بات تو ٹھیک ہے آپکی بیٹا۔۔۔
ادھر آو سجان۔۔۔ اسنے پنسل ہونٹ پر رکھے ان دونوں کی جانب دیکھتے سجان کو
بھی اپنے پاس بلوایا۔۔۔

اچھا دونوں بتائیں آپکو کیسا گھر چاہیے ہم آج ہی فائنل کر لیں گے۔۔۔ وہ دونوں
بیٹوں کے ساتھ یوں باہمی مشاورت کرنے لگا تھا جیسے وہ دونوں واقعی اسے بہت
اچھے اچھے آئیڈیاز دیں گے۔۔۔

اور پھر اسنے محض کہا ہی نا تھا واقعی واپس جانے سے پہلے ایک خوبصورت سا بنگلہ خرید کر وہاں انکی شفٹنگ یقینی بنائی تھی۔۔۔

یہ اس بنگلے کے کاغذات ہیں ایمان۔۔۔ اور اپنی ضروری پیکنگ کر لو۔۔۔ کل صبح ہماری وہاں شفٹنگ ہے۔۔۔ جانے سے پہلے میں یہ کار خیر بھی سرانجام دے کر جاؤں گا۔۔۔

بنگلے میں شفٹ ہونے سے ایک رات پہلے اسنے ایمان کو وہ کاغذات تھمائے۔۔۔ کیا کرتے ہیں آپ بھی خان۔۔۔ وہ تو بچے ہیں۔۔۔ آپ تو بڑے ہیں۔۔۔ بڑا گھر ہماری ضرورت نہیں تھا۔۔۔ ہم نے اکیلے رہنا ہوتا ہے۔۔۔ آپ ہمارے ساتھ ساتھ کم کم ہوتے ہیں۔۔۔ ایسے میں یہ گھر ہمارے لئے بالکل محفوظ ٹھکانہ تھا۔۔۔ وہ جھنجھلائی۔۔۔

غلط۔۔۔ وہ شدت سے اسکی نفی کر گیا۔۔۔

ہر وہ جگہ جہاں رہا جائے وہاں چند احتیاطی تدابیر کے باعث اسے اپنے لئے محفوظ بنا لیا جاتا ہے۔۔۔۔

اور یہ میرے بچوں کے بڑھتی عمر کے ساتھ بنیادی تقاضے ہیں۔۔ جن کی طرف
میرا پہلے خیال ناجاسکا۔۔

وہ ایک بزنس مین شامیر خان کے بچے ہیں۔۔ انکار ہن سہن اور لائف سٹائل اس
لیول کا ہونا چاہیے۔۔ جس لیول کا لائف سٹائل انکا حق ہے۔۔

آخر اتنی محنت انکے باپ نے کیوں کی ہے۔۔ تاکہ میری اولاد میرے دم پر
عیش کر سکے۔۔ ورنہ میری عیش کے لئے میرے باپ کی وراثت کم نہیں
تھی۔۔

ہاں میں وقتاً فوقتاً اپنے بچوں کے لئے کوئی نا کوئی پڑا پڑتی خریدتا رہتا ہوں تاکہ
مستقبل قریب میں انہیں کبھی کوئی فنا نشلی چیلنج نابرداشت کرنا پڑے۔۔ لیکن یہ
اپارٹمنٹ بھی تمہارے نام تھا۔۔ اور وہ بنگلہ بھی۔۔

اس گھر کی چھت تمہاری ہے ایمان۔۔

گھر کو بناتی ہے عورت۔۔ اسے سنوارتی ہے سجاتی ہے عورت۔۔ وہاں مختلف
رنگ بھرنے کے ساتھ ساتھ سکون اور اطمینان کا رنگ بھرتی ہے عورت۔۔

عورت ہی ہوتی ہے جو گھر کو جنت بناتی ہے اور عورت ہی ہوتی ہے جو گھر کو جہنم بناتی ہے۔۔۔ نسلوں کی امین ہوتی ہے عورت۔۔ عورت با وفا اور مخلص ہو تو نسلیں سنور جاتی ہیں۔۔۔

میں اس معاملے میں خوش قسمت ہوں ایمان۔۔۔ اور گھر تمہارے نام کرنے کی سیدھی سی وجہ ہماری زندگی کی غیر یقینی صورتحال ہے جو کبھی بھی پلٹا کھا سکتی ہے۔۔۔ ایسے میں کسی بھی ناگہانی صورتحال میں کم سے کم کوئی تمہارے سر سے چھت نہیں کھینچ سکتا۔۔۔

وہ انکے بارے میں جب بھی سوچتا گہرا مدبر ہی سوچتا۔۔۔ اور ایمان ہمیشہ ہی اسکی دور اندیشی کی قائل ہو جاتی۔۔۔ پھر وہ اپنی زیر نگرانی انکی شفٹنگ کروا کر وہاں تمام حفاظتی اقدام جیسے کیمرے لگوانا گارڈ کا انتظام کرنا وغیرہ سب کر کے گیا تھا۔۔۔ وہ دنیا کے جس بھی کونے میں موجود ہوتا اسکی سوچ کا محور ہمیشہ اسکے بیوی بچے ہی ہوتے۔۔۔

پچھلے چند سالوں میں بزنس کی دنیا میں شامیر خان نے دن رات کا فرق مٹاتے محنت کی تھی بے انتہا محنت۔۔۔ یوں کے محنت کا حق ادا کر دیا تھا۔۔۔ یوں کے اس جیسا ابالی اور غیر ذمہ دار شخص جس سے اسکا سارا حلقہ احباب واقف تھا ورطہ حیرت میں مبتلا ہو گیا تھا۔۔۔ وہ جس چیز میں ہاتھ ڈالتا اسے اپنی محنت اور ٹیلنٹ کی بیس پر کندن بنا ڈالتا۔۔۔ اسنے یوں محنت کی تھی اور اس تسلسل کے ساتھ کے اسکے باپ جیسا جہاندیدہ شخص اس میں آتی تبدیلیوں کو قدرتی تبدیلیاں سمجھنے لگا تھا۔۔۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس ان تھک محنت کے پیچھے اسکی بھولی بھالی بیوی کا چہرہ ہے یا دن رات کا فرق مٹا کر بنار کے آگے سے آگے بڑھتے جانے اور جوش و جنون سے کام کرنے کے پیچھے دو معصوم چہروں کی مسکراہٹ پنہاں ہے۔۔۔ جو اسکے چلتے قدموں کو رکنے نادیتے تھے۔۔۔ جو اسے پہاڑوں پر راستہ بنانے کا حوصلہ دیتے تھے۔۔۔ اپنی اس دنیا سے رابطہ بحال رکھنے کے لئے اسنے خود کو کاموں میں اسقدر غرق کر لیا تھا کہ اپنی ہائی فائی دنیا سے اسکا میل ملاپ رسمی سا ہو گیا تھا۔۔۔ اتنے مصروف شیڈیول میں اسکی غیر حاضری ٹریک کر پانا ناممکن امر تھا۔۔۔

آئے دن وہ مختلف ملکوں میں ہوتا۔ پاکستان میں ہوتا بھی تو مختلف شہروں میں اسکے پڑا جیکٹس زیر تعمیر ہوتے۔۔۔ ایسے میں ہر ٹور پر آتے جاتے اسکا ایکسائمنٹ لیول پیک پر ہوتا وجہ راستے میں پڑنے والا وہ پراوہوتا جو اسے تازہ دم کر دیتا۔۔۔

کبھی کبھار اسکے ہفتے میں دو دو ٹوڑ ہوتے اور اسکا معمول تھا ہر فلائیٹ لاہور سے کنڈکٹ ہوتی اور آتے جاتے اسکا پڑا اپنے گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ ہوتا۔۔۔ یہ ہی چیز اسکی پڑو دکیو بیٹی بڑھاتی تھی۔۔۔

باپ کے گھر کا رخ کئے تو اسے مہینہ مہینہ گزر جاتا۔۔۔ اور سب رفتہ رفتہ اسکی اس روٹین کو قبول کرنے لگے تھے۔۔۔

اسکی اسقدر انتھک محنت کا نتیجہ اسکی غیر معمولی کامیابی کی صورت نکلا تھا کہ کمپنیز پڑا جیکٹ کے لئے اسکے پیچھے پیچھے پھرنے لگی تھیں۔۔۔

جہاں اسنے بزنس کی دنیا میں بہت ساری ناموری کمائی تھی وہاں بہت سی دشمنیاں بھی پال لی تھیں۔۔۔

جہاں وہ اتنی بڑی بڑی گاڑیوں میں گھومتا تھا وہاں وہ اتنے بڑے بڑے خطرات بھی ساتھ لئے پھرتا تھا۔۔۔

اسکے دشمن کسی چیل کی مانند اسکی طاق میں تھے کے اسکی کوئی کمزوری کوئی غلطی قابل گرفت ہو جسکی بنیاد پر اسکی ٹانگ کھینچ کر اسے زمین بوس کیا جاسکے۔۔۔

لوگ اتنی کم عمری میں اسکے بزنس کی دنیا میں ایک مقام پا جانے کو قبول ہی نہیں کر پارہے تھے۔۔۔ اور شامیر خان اسے کسی کی پرواہ نہ تھی۔۔۔

اس دفعہ بھی وہ تقریباً تین ہفتوں بعد اپنے اسلام آباد والے گھر آیا تھا۔۔۔ اس وقت وہ ڈھیلے سے ٹراؤز شرٹ میں ملبوس گھر کے لاونج میں بیٹھا تھا لیکن وہ پہلی ہی نظر میں گھر میں چھائے ایک غیر معمولی سے سناٹے سے گھر کی بگڑی آب و ہوا کے بارے میں جان گیا تھا۔۔۔ وہ گھر کم کم ہی رہتا تھا اس لئے گھر کے معاملات سے بھی کم کم ہی آگاہ ہوتا تھا۔۔۔

ماں بھی اسے بہت کم صم سی لگیں البتہ امل بھی چپ چپ سی تھی۔۔۔ بابا کے رویے سے وہ کچھ اخذ نہ کر پایا تھا جبکہ عدنان بھائی اور ذوہیب بھائی اپنی اپنی فیملز کے ساتھ کسی فیملی ٹورز پر گئے تھے۔۔۔

دفعۃً امل اسے کچن میں جاتی دکھائی دی تو وہ بھی اٹھ کر اسکے پیچھے ہی آگیا۔۔۔ پچھلے سال ہی اسکی شادی بہت دھوم دھام سے کی گئی تھی اور آج کل وہ وہاں آئی ہوئی تھی۔۔۔

امل گھر میں سب خیریت ہے نا۔۔۔ مجھے یہاں کچھ غیر معمولی سالگ رہا ہے۔۔۔ وہ سینے پر ہاتھ باندھتا کچن کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگا گیا۔۔۔
فریج سے جو س نکالتی امل پھیکا سا مسکرائی۔۔۔

نئی کہانی نہیں ہے بھائی۔۔۔ پرانی ہی کہانی ہے جو دہرائی جا رہی ہے۔۔۔ بس فرق یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے اس مقام پر عدنان بھائی تھے اب کی مرتبہ ارحم ہے۔۔۔
مجھے بھی اسی نے بلوایا تھا کہ شاید بابا کو راضی کیا جاسکے۔۔۔ مگر بابا تو پھر بابا ہیں۔۔۔
کیا یہ آسان امر ہے انہیں راضی کر پانا۔۔۔ وہ خاصی دلبرداشتہ لگتی تھی۔۔۔
ارحم کہاں ہے۔۔۔ شامیر لب بھیج گیا۔۔۔

اپنے کمرے میں ہے بھائی۔۔۔ وہ عدنان بھائی جیسا سمجھدار نہیں ہے بھائی۔۔۔ بابا کے انکار سے وہ بہت ڈس ہارٹ ہوا ہے۔۔۔ اور وہ اپنی کلاس میٹ کو لے کر کافی

سنجیدہ ہے۔۔۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ جذباتی ہو کر کوئی غلط قدم نا اٹھا بیٹھے۔۔۔ اہل کی
آواز بھرائی۔۔۔

فکرنا کرو تم۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔ وہ پریشان سا وہیں سے ارحم کے کمرے کی
جانب بڑھا۔۔۔

شامیر نے ارحم کے کمرے کا دروازہ وا کیا تو اندر سے اے سی کی خنکی کے ساتھ
ساتھ نیم اندھیرے اور ڈھیر سارے سگریٹ کے دھوئیں نے اسکا استقبال کیا۔۔۔
اس قدر فرسٹریڈ ماحول میں اسکا دل بے طرح گھبرا یا۔۔۔
اسنے جلدی سے آگے بڑھتے کمرے کی بتی روشن کی۔۔۔
کمرادھوئیں سے بھڑاپڑا تھا۔۔۔ اتنا دھواں کے سانس لینے میں دشواری ہو۔۔۔
سائیڈ ٹیبل۔ اور کارپٹ پر جگہ جگہ سگریٹ کے ٹکڑے گرے پڑے تھے۔۔۔
شامیر نے بے طرح کھانستے تیزی سے آگے بڑھتے کھڑکی کے شیشے کھولے۔۔۔

واپس بیڈ کی جانب پلٹا تو دل دھک سے رہ گیا کہ ار حم آڑی تر چھی حالت میں بستر پر بے سدھ گرا پڑا تھا۔۔۔

وہ تڑپ کر اسکی جانب لپکا۔۔۔

ار حم۔۔۔ ار حم اٹھو بیڈی۔۔۔

اسنے گھبراتے ہوئے بے طرح اسکا چہرا تھپتھپایا۔۔۔

ار حم نے ہلکی سی سرخ متوحش آنکھیں کھول کر شامیر کو دیکھا اور پھر سے آنکھیں موند گیا۔۔۔

ار حم میری جان۔۔۔ آنکھیں کھولو۔۔۔ یہ کیا حال بنا رکھا ہے تم۔۔۔ گھبرو جوان بھائی کی ایسی حالت دیکھ شامیر کے دل پر گھونسا پڑا۔۔۔

بھائی۔۔۔ اسکی نیم واسرخ آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔۔۔

بابا کو منائیں پلیز۔۔۔ عینا میری محبت ہے میں اس کے بنا نہیں رہ سکتا۔۔۔ اس نے بے
طرح اپنا ماتھا مسلہ۔۔۔۔

شامیر کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔

میں بات کروں گا بابا سے ارحم۔۔۔

اس سے کیا ہو گا۔۔۔ کیا ہو گا بھائی۔۔۔ کیا وہ مان جائیں گے۔۔۔ ارحم نیم دراز سا
ہو بیٹھا۔۔۔ اس کے لہجے میں کرب تھا۔۔۔

محبت ہونے سے پہلے سٹیٹس کہاں دیکھتی ہے۔۔۔ وہ تو بس ہو جاتی ہے۔۔۔ اور بابا
نے سٹیٹس کی رٹ یوں لگا رکھی ہے جیسے میں نے عینہ کے گھر جا کر رہنا ہے۔۔۔ یار
رخصت ہو کر اسے آنا ہے میری زندگی میں پھر بھلا اس کے بیک گراؤنڈ کو نشانہ بنانے
کا کیا مقصد۔۔۔۔

کیا یہ سراسر حماقت نہیں۔۔۔

اب عزیز بھائی کو دیکھ لیں۔۔۔ عزیز انکا تایا زاد تھا۔۔۔

پچھلے ہفتے کسی گوری سے شادی کر کے پاکستان لے آئیں۔۔۔ لیکن سب نے

ماڈرنزم کے نام پر اسے کھلے دل سے قبول کر لیا۔۔۔ کسی نے نہیں پوچھا کہ کیا وہ

مسلمان بھی ہوئی کے نہیں۔۔۔ شادی پہلے اس لڑکی کے رسم و رواج کے مطابق
ہوئی پھر نکاح ہوا۔۔۔ کسی نے اس پر سوال نہیں اٹھایا۔۔۔ کسی نے نہیں پوچھا کے
یوں نکاح ویلڈ ہے بھی یا نہیں۔۔۔

یہاں ماڈر نزم آگئی۔۔۔

اور اپنے سے نیچلے طبقے پر یہ لوگ اکتفا کر نہیں سکتے۔۔۔ وہاں اونچی ناک بیچ میں
حائل ہو جاتی ہے۔۔۔ اسکی آواز میں کرب تھا۔۔۔

شامیر کے اندر سناٹے اترنے لگے۔۔۔ گھر سے لا تعلق رہنے اور کئی کئی ہفتے گھر سے
باہر رہنے کی بدولت وہ گویا ہر چیز سے کٹنے لگا تھا۔۔۔

لیکن میں بتا رہا ہوں بھائی بابا کو میری بات ماننا ہو گئی۔۔۔ میں کسی طور عینہ سے
دستبردار نہیں ہوں گا۔۔۔

اس سے پہلے کے شامیر اسے کچھا کہتا وہ نم آنکھیں مسلتا اٹھ کر واش روم میں گھس
گیا۔۔۔

باپ بیٹا تن کر آمنے سامنے آ گئے تھے۔۔۔ بابا نے تو ہار ماننا سیکھا ہی نا تھا مگر
ارحم نے بھی ہار نامانے کی ٹھانی تھی۔۔۔ آخر معاملہ اسکی زندگی کا تھا۔۔۔
ماں دونوں کو سمجھاتیں درمیان میں پس رہی تھیں۔۔۔

ارحم کیا دنیا ایک لڑکی پر ختم ہو جاتی ہے۔۔۔ بابا کو کسی صورت اپنی بات سے
پھرتے نادیکھ ماں بیٹے کو ہی سمجھانے آ گئیں۔۔۔

پتہ نہیں لیکن میرے لئے میری دنیا عینا ہی ہے۔۔۔ وہ بھی دھن کا پکا تھا۔۔۔
بیٹے گھر کا ماحول خراب ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ ایک سے ایک بڑھ کر لڑکی موجود ہے
ہمارے سرکل میں۔۔۔ جس پر ہاتھ رکھو ہم آج ہی اسکے گھر رشتہ لے جائیں
گے۔۔۔ پر بیٹا اپنے بابا کی بات بھی تو سمجھونا۔۔۔

اسکا باپ معمولی کلرک ہے۔۔۔ اود تمہارے بابا اپنا گارڈ رکھنے کے لئے بھی ملازم کا
حسب نسب چیک کرتے ہیں۔۔۔

کل کو وہ کلرک رشتہ داری کی بنیاد پر تمہارے باپ کے برابر بیٹھے یہ وہ کہاں
برداشت کر پائینگے۔۔۔

وہ اتنے چھوٹے طبقے کی لڑکی کو اپنے خاندان میں بہو کے طور پر متعارف نہیں کروا سکتے کے اس طبقے کی عورتیں ہمارے گھروں میں کام کرتی ہیں۔۔۔ اور نوکرا نیوں کے خاندان سے رشتے داری جوڑنا تمہارے بابا کی انا پر کوڑا ہے۔۔۔ وہ کبھی نہیں مانیں گے بیٹا۔۔۔ تم ضد چھوڑ دو۔۔۔

ماں کو آنے والے وقت میں اپنے گھر کا شیرازہ بکھڑتا دکھائی دے رہا تھا۔۔۔ تبھی وہ تنکا تنکا آشیانہ بچانے کو ہلکان ہوتیں اختیاطی تدابیریں کرتی پھر رہی تھیں۔۔۔ وہ ماں کے منہ میں باپ کی بولتی زبان دیکھ تاسف سے انہیں دیکھتا رہا۔۔۔ ذات پات اونچ نیچ رنگ نسل یہ سب اسکی سمجھ سے بالاتر باتیں تھی اور وہ سمجھنا چاہتا بھی نہ تھا۔۔۔

وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔۔۔ خان ولا کی درود یوار دہل اٹھی تھیں۔۔۔
واجد خان کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔۔ آج انکے خاندان میں انکے اپنے خون نے بغاوت کر ڈالنے کی جرات کی تھی۔۔۔

آج انکی شان و شوکت رعب و دبدبے پر ایک کاری ضرب لگی تھی۔۔۔ آنکھوں میں اترے خون تلے سارے خونی رشتے کہیں دب گئے تھے۔۔۔

دو تلواریں ایک ساتھ ایک میان میں نہیں رہ سکتیں آج یا واجد خاں نہیں یا انکا سب سے چھوٹا باغی سپوٹ نہیں۔۔۔

گھر کے دالان میں ہی عدالت لگی تھی۔۔۔ اہل لاونج کو جاتے لکڑی کے منقش دروازے کے پاس تھر تھر کانپتی اسی دروازے کے سہارے کھڑی تھی۔۔۔ آنکھیں ابل کر باہر آرہی تھیں جبکہ دل بھی کسی خزان رسید پتے کی مانند کپکپا رہا تھا۔۔۔

ماں کی حالت سب سے بری تھی جو کسی بھی پل ڈھ جانے کے در پر نا جانے کیسے اپنے کپکپاتے وجود کو گھسیٹتی پھر رہی تھی۔۔۔

ممتاز۔۔۔ افضل۔۔۔ اکبر کوئی میرے شامیر کو بلا دو۔۔۔ فون کرو اسے۔۔۔ فون کرو۔۔۔ وہ جلدی گھر پہنچے۔۔۔

وہ بہتی آنکھوں سمیت بے چینی سے یہاں وہاں پاگلوں کی طرح جاتیں ایک ایک ملازم کو پکار رہی تھیں۔۔۔

آج وہ ہوا تھا تو جو تاریخ میں کبھی نا ہوا تھا۔۔۔

باپ بیٹا آمنے سامنے تھے۔۔۔ منظر دیکھ دیکھ ماں کی روح کپکپا رہی تھی۔۔۔
بات پگڑی اور اونچے شملے پر آئی تو باپ کی آنکھیں اولاد پر سے پھر چکیں تھیں۔۔۔
اب سامنے بیٹا نہیں گستاخ کھڑا تھا جو آنکھوں میں بغاوت بھرے بنا ڈرے انکے
سامنے تن کر کھڑا تھا جبکہ اسکے پیچھے سیاہ ہالے میں چھپا صورتحال سے خوفزدہ ایک
نازک وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا۔۔۔ جس سے آج ارحم خان نے سب سے
بغاوت مول لیتے کورٹ میرج کر کے اسے اپنے نکاح میں لیا تھا۔۔۔
یہ خبر اس خاندان پر بجلی بن کر ٹوٹی تھی۔۔۔ مزید براں وہ بڑے ڈھرلے سے
ڈھنکے کی چوٹ پر اسے گھر بھی لے آیا تھا۔۔۔
واجد خان تو کف اڑاتے مرنے مارنے پر تل آئے تھے۔۔۔

بڑے دونوں بیٹے بیوی بچوں کے ساتھ فیملی ٹور پر گئے تھے۔۔۔ ایک شامیر ہی بچتا
تھا جو آج کل گھر ہی تھا۔۔۔ ماں کی کل امیدوں کا محور اس وقت وہی تھا جو اس
وقت کسی انہونی کو ہونے سے روک سکتا تھا۔۔۔

ورنہ اگر ایک کی آنکھوں میں خون اتر ا تھا تو دوسرے کے آنکھوں میں بغاوت
تھی۔۔۔ ہواؤں کا رخ بتلا رہا تھا کہ آج یہ آشیانہ نہیں بچنے والا۔۔۔

ارحم خان پشت پر ہاتھ باندھے تن کر باپ کے سامنے کھڑا باغی نگاہیں انکی خون
چھلکاتی نگاہوں میں گاڑھے ہوئے تھا۔۔۔

جس طرح خاموشی سے اس بد ذات کو یہاں لے کر آئے ہوا رحم خان اسی خاموشی
سے اسے طلاق دے کر فارغ کر ڈالو ورنہ۔۔۔

بات کرتے وقت تہذیب کا دامن تھا مے رکھیں بابا جان۔۔۔ یہ لڑکی اب میری
عزت ہے۔۔۔

ارحم خان ننن۔۔۔ بابا ڈھارتے ہوئے گرج کر اسکی جانب بڑھے جب ماں
سرعت سے بیٹے اور باپ کے درمیان حائل ہوئیں۔۔۔

غصہ جب سر پر سوار ہو تو رشتے ناطے سب فراموش ہو جاتے ہیں۔۔۔ واجد خان نے
بے طرح بازو جھٹک کر خود کو چھڑوایا۔۔۔ نتیجتاً ماں کا بیلنس بگڑا اور وہ اونڈھے
منہ زمین بوس ہوئیں۔۔۔

آہہ۔۔۔ ایک دل خراش چیخ انکے حلق سے برآمد ہوئی۔۔۔ اٹل تڑپ کرانگی
جانب لپکی۔۔۔ جبکہ ماں کی حالت پر رحم کے قدموں تلے سے زمین کھسکی جب وہ
بے آب مچھلی کی مانند تڑپ کرانگی جانب لپکا لیکن بابا نے اسے نیچ سے ہی دبویج
لیا۔۔۔

وہ پے درپے اسکے چہرے پر گھونسوں کی بارش کر رہے تھے۔۔۔ بے غیرت
اولاد۔۔۔

آج یا تو نہیں یا میں نہیں۔۔۔ وہ اپنے آپے میں نارہے تھے۔۔۔ جبکہ رحم خاموشی
سے انکے مکوں اور گھونسوں کی بارش سہتا انہیں پیچھے کر کے ماں کی جانب بڑھنا چاہ
رہا تھا جنکی حالت بگڑ رہی تھی۔۔۔
دفعۃً بابا اسے غصے سے دور جھٹکتے گاڑ کی جانب بڑھے اور اسکے یونیفارم کے ساتھ
لٹکے ریوالور کو جھپٹ کر اتارا۔۔۔

دفعۃً برق رفتاری سے شامیر کی گاڑی زن سے کارپورچ میں داخل ہوئی۔۔۔
آج میرا خون تمہارے سرارحم۔۔۔ بابا نے کف اڑاتے ریوالور اپنی کنپٹی پر
تانا۔۔۔

بابا۔۔۔خان۔۔۔اٹل اور ماں دہل اٹھیں۔۔۔جبکہ اس بگڑتی صورتحال سے ارحم کے بھی ہاتھوں کے طوطے اڑے۔۔۔سب سوچا تھا مگر یہ کہاں سوچا تھا۔۔۔لمحوں میں اسکی رنگت فق پڑی۔۔۔

شامیر ایک جست میں گاڑی سے نکلا۔۔۔اور بھاگتا ہوا باپ کی جانب لپکا۔۔۔آج تمہیں چننا ہو گا ارحم۔۔۔باپ یا یہ کم ذات معمولی لڑکی۔۔۔وہ ڈھارے۔۔۔بابابی ریلیکس۔۔۔ہم۔۔۔ہم بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔۔۔شامیر نے انکے قریب آتے دونوں ہاتھ اٹھا کر تحمل سے کہتے انہیں ٹھنڈا کرنا چاہا۔۔۔میرے تین گننے تک اگر تم نے اس لڑکی کو طلاق نادی تو میرا خون تمہارے سر پر ہو گا۔۔۔اس گستاخ کو میرے جنازے کو کندھا نہیں دینے دینا شامیر۔۔۔وہ روبرو ارانہ آواز میں کہتے آخر میں بھرائی آواز میں شامیر سے مخاطب ہوئے۔۔۔جو خود اس صورتحال سے بوکھلایا لگتا تھا۔۔۔اسنے شدت سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ایک۔۔۔واجد خان گرے۔۔۔

شامیر حواس باختہ سا کبھی باپ تو کبھی چھوٹے بھائی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

ناجانے کہاں سے اتنی ہمت مجتمع کرتی ماں اٹھی اور ارحم کے قدموں میں گر پڑیں۔۔۔

تمہیں خدا کا واسطہ ارحم چھوڑ دو اس لڑکی کو۔۔۔ ماں نے کپکپاتے ہاتھوں سے ارحم کے پاؤں پکڑے تو وہ جی جان سے لرز اٹھا۔۔۔ روح پاؤں کے رستے جسم سے پرواز کرتی محسوس ہوئی۔۔۔ وہ بے دم ہونے لگا۔۔۔

آنکھیں صدمے سے پھٹ پڑیں جسم یوں کپکپایا جیسے وہ ابھی زمین بوس ہو جائے گا۔۔۔

نہیں۔۔۔ ارحم کے پیچھے چھپا وہ نازک وجود بگڑتی صورت حال پر چیخ مارتا پیچھے ہٹا۔۔۔
نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ ارحم۔۔۔ نہیں۔۔۔
آ۔۔۔ آپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔ مم۔۔۔ میں آپکے لئے اپنا گھر بار۔۔۔ ہر چیز۔۔۔ ہر
چیز داؤ پر لگا کر واپسی کے سبھی راستے بند کئے ساری کشتیاں جلا کر آئی ہوں۔۔۔ وہ
نازک وجود مخالف چلتی ہواؤں کے تھپیروں میں بے یار و مددگار رہ جانے کے
خوف سے تڑپ تڑپ کر رو دیا۔۔۔

ارحم کے دل کی ڈھرنکیں سست پڑنے لگیں تھیں۔۔۔ ایک طرف محبت تھی تو
دوسری طرف اسکے پاؤں کو پکڑے اسے بے دم کرتی ماں۔۔ جبکہ سامنے باپ
ریو اور تانے کھڑا تھا۔۔۔ اسے لگا ابھی روح قفص عنصری سے پرواز کر جائے
گی۔۔۔

دو۔۔۔

ارحم کی آنکھوں کے آگے اندھیرا اچھانے لگا۔۔۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں مفلوج
ہو رہی تھیں۔۔۔

ارحم میں تمہیں دودھ نہیں بخشوں گی۔۔۔ تمہیں اپنا مرا منہ تک نہیں دیکھنے دوں
گی۔۔۔ ماں پھپھک کر رو دیں۔۔۔ انکے کمزور ہاتھوں کی گرفت اسکے قدموں
سے ڈھیلی پڑی۔۔۔ وہ گہرے گہرے سانس بھر رہیں تھیں۔۔۔

ماں۔۔۔


شامیر انکی ٹیڑھی ہوتی آنکھیں اور ڈھیلا پڑتا جسم دیکھ شدت سے انکی جانب
لیکا۔۔۔

طلاق دو اس لڑکی کو ارحم ورنہ میں گولی چلا دوں گا۔۔۔

ماں منننننن۔۔۔

تیندن

گہرے گہرے سانس لیتا ارحم اس یکدم پلٹا کھا کر بگڑتی صورتحال کے ڈھارے میں
بہتا۔۔۔ فق پڑتی رنگت اور بہتی آنکھوں سمیٹ بے دم ہوتے وجود کیساتھ گرتا
پڑتا محبت کی بازی ہار گیا تھا۔۔۔



اتنی دیدہ دلیری سے ایک بڑا قدم اٹھا کر باپ کے روبرو آنے کے بعد وہ ماں کی دم توڑتی حالت اور باپ کا جنون دیکھ ہارتے ہوئے وہ قبیح الفاظ منہ سے نکال گیا جس نے لمحے میں مضبوطی سے جڑے رشتے کو کچے دھاگے کی مانند ثابت کرتے ان دونوں کو لمحوں میں ایک دوسرے پر حرام کر دیا تھا۔۔۔

ساتھ ہی جہاں بابا کے منہ پر فاتحانہ مسکراہٹ چمکی وہیں اپنے پیچھے سے ڈھرام کی
ابھرتی آواز پر وہ لمحے کے ہزار ویں حصے میں پلٹا اور پیچھے اسکی بے وفائی و عہد و پیمان
میں کاذب ٹھہرنے پر وہ معصوم یہ صدمہ ناسہارتے سانسوں کی ٹوٹی ڈور سمیٹ
آنکھیں آپس میں پیوست کئے زمین بوس ہو چکی تھی۔۔۔

جیسے اس غضب کی بے وفائی کے بعد وہ اس بے وفا کا چہرہ دیکھنا بھی خود پر حرام کر چکی ہو۔۔۔

جبکہ محبت کی اس ناقدری پر گویا راحم کا دل پھٹ گیا۔۔۔ آنکھ سے خون ٹپکنے لگی۔۔۔ اسے لگا وہ دوسرا سانس تک نالے پائے گا۔۔۔

راحم ہسپتال کی تہ بستہ راہداری میں سنجیدہ و گم صم سا بیچ پر بیٹھا گھٹنوں پر کہنیاں رکھے ہاتھ باہم پیوست کئے ہاتھوں پر سر ٹکائے بیٹھا تھا۔۔۔

سینے میں ڈھرتا دل گویا ساکت ہو گیا تھا۔۔۔ جیسے وہاں جینے کی کوئی امنگ بچی ہی نہ ہو۔۔۔

اس جیسا بد نصیب بھی کوئی ہو گا بھلا جو محبت کو پا کر گنوا دے۔۔۔۔۔ سینے سے اٹھتا یہ بے جان کرتا درد اسکے پورے جسم میں سرایت کر تا جا رہا تھا۔۔۔

اسی ہسپتال کے ایک کمرے میں ماں ایڈمٹ تھی جنکی خطرناک حد تک شوٹ کرتی شوگر بائیں کندھے اور بازو کو مفلوج کر رہی تھی۔۔۔ بروقت ٹریٹمنٹ سے انکی

کنڈیشن کو کنٹرول کیا گیا تھا۔۔۔ جبکہ اسی راہداری کے ایک کمرے میں وہ دشمن
جان تھی جس کا سب سے بڑا مجرم ارحم خود تھا۔۔۔

دفعۃً اٹھ کا ہار اشامیر تھکے تھکے قدم اٹھاتا اسکے پاس آکر بیٹھا اور اسکے شانے پر پرہاتھ
رکھا۔۔۔ گویا تسلی دینے کو الفاظ ختم ہو گئے ہوں۔۔۔

اس صورتحال نے شامیر کو بھی اندر سے توڑ کر رکھ دیا تھا۔۔۔ اصول تو سب بیٹوں
کے لئے بابا کے ایک سے تھے۔۔۔ جب ارحم کا یہ حال تھا کہ دیکھا نہیں جا رہا تھا تو
اسے رعایت کیسے مل جاتی۔۔۔ یہ ہی چیز اسکے اندر سناٹے اتار رہی تھی۔۔۔

ارحم نے خشک بنجر ویران اور زندگی سے عاری نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔
ارحم کی حالت دیکھ گویا شامیر کے سینے پر کسی نے آرا چلا دیا ہو۔۔۔

ڈاکٹر کہتے ہیں کہ صدمہ برداشت نا کر پاتے عینہ کا دل بند ہو گیا۔۔۔ اسے میجر
ہارٹ اٹیک آیا ہے بھائی۔۔۔۔

سچی محبت تو پھر وہی کرتی تھی نامیرے ساتھ بھائی۔۔۔ جو بے وفائی برداشت نا کر
پائی۔۔۔

ورنہ میرا دل کیوں بند نا ہو گیا۔۔۔

ارحم نے کپکپاتے ہاتھ کی پشت سے نم آنکھیں صاف کیں۔۔۔
بھائی کی شکستہ خیر حالت دیکھ شامیر کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔۔۔
اسنے شدت سے ارحم کو خود میں بھینچا۔۔۔

وہ بچوں کی مانند سسک اٹھا۔۔۔

قسم سے بھائی۔۔۔ دل چاہتا ہے خود کشی کر لوں۔۔۔ یہ میں نے کیا کر ڈالا۔۔۔ میں
اتنا کمزور کیسے نکلا۔۔۔ کیا یہ ہی تھی میری محبت۔۔۔

شامیر گہری گہری سانس بھرتا اسکی کمر سہلا رہا تھا۔۔۔

تکلیف کی شدت اسکی رگیں کاٹ رہی تھیں۔۔۔ اپنا آپ مجرم لگنے لگا تھا۔۔۔ وہ

پینک ہو رہا تھا۔۔۔ کچھ بعید نا تھا اسی گلٹ میں خود کو نقصان پہنچا بیٹھتا۔۔۔

اسکے گھر والوں کو اطلاع دی ہے کیا ارحم۔۔۔ اسنے ہاتھوں سے نکلتے ارحم کو جھنجھوڑ

ڈالا۔۔۔

ارحم نے اسے یوں دیکھا جیسے وہ کوئی بھوت دیکھ چکا ہو۔۔۔ ہو۔۔۔

بھائی اگلے ہفتے اسکی شادی تھی اسکے کزن کے ساتھ۔۔۔ وہ اپنی ساری کشتیاں جلا کر آئی تھی میرے ساتھ۔۔۔ میں نے بھی اسے تہی دامن چھوڑ دیا۔۔۔ مائے گاڈ بھائی یہ میں نے کیا کیا۔۔۔

شامیر کو گمان گزر رہا یہ صدمہ اسکے بھائی کو پاگل کر چھوڑے گا۔۔۔

اب اسے کس کے آسرے چھوڑوں۔۔۔ اسکے گھر والوں کو بلا کر حقیقت سے آشنا کرتا ہوں تو مشکلات تو اسکے لئے ہی بڑھیں گی۔۔۔ اسکے گھر والے اسے سنگسار کر ڈالیں گے بھائی۔۔۔ یہ میں نے کیا کر ڈالا۔۔۔

کیوں کیا میں نے ایسا۔۔۔ کیوں۔۔۔ کیوں ایسے اسے بھیج منجہ دار چھوڑ دیا میں نے۔۔۔ اگر یہ ہی سب کرنا تھا تو میں نے کیوں کی اس سے شادی۔۔۔ وہ دونوں ہاتھوں سے زد و کوب کرتا اپنے چہرے پر زور زور سے تھپڑ مارنے لگا تھا۔۔۔

شامیر اسکی حالت دیکھ گھبرا اٹھا۔۔۔

فوری طور پر ڈاکٹر کو بلواتے وہ اسے زبردستی روم میں لے کر گیا اور اسے سکون آور انجیکشن لگوائے۔۔۔

بھائی میں اب کیا کروں۔۔۔ میں اسکے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ بھائی میں اسے اس بے رحم دنیا سے کیسے بچاؤں۔۔۔ بھائی اسے بچالیں۔۔۔ آپکو خدا کا واسطہ ہے۔۔۔ غنودگی میں جانے تک وہ بہتی نکھوں سمیٹ محض یہ ہی سب بولتا رہا تھا۔۔۔

جبکہ اسکے پر سکون ہو کر کے سوتے ہی شامیر کر سی پر ڈھے گیا۔۔۔ معاملہ تو خاصا گھمبیر تھا آخر کو ایک لڑکی کی پوری زندگی کا معاملہ تھا جو اس وقت زندگی اور موت کی کش مکش میں جھول رہی تھی۔۔۔

آج اسے حقیقتاً اپنی روایات ذات پات اونچ نیچ اور باپ پر جی بھر کر غصہ آیا تھا۔۔۔

عدنان بھائی اور ذوہیب بھائی کو وہ پہلے ہی فون کر کے اس گھر پر ٹوٹی اس قیامت کے بارے میں آگاہ کر چکا تھا۔۔۔۔۔

رات تک وہ بھی پہنچنے والے تھے۔۔۔ انکے چھوٹے لاڈلے بھائی کو اس وقت ان سب کی ضرورت تھی۔۔۔

پچھلے ایک ہفتے سے ارحم کو سکون اور ادویات پر رکھا گیا تھا۔۔۔

وہ اس صدمے کو قبول کر ہی ناپا رہا تھا۔۔۔ وہ جب ہوش میں آتا پینک ہو جاتا اور پینک ہو کر تین دفعہ وہ خود کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر چکا تھا۔۔۔ اسکے پینک ہوتے ہی اسے دوبارہ سکون اور انجیکشن لگا دیا جاتا۔۔۔

اسکی حالت قابل رحم تھی۔۔۔ گلٹ تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی نالیتا۔۔۔

رات تک ہی دونوں بھائی بھی واپس آ گئے تھے۔۔۔ ان تینوں نے چھوٹے لاڈلے بھائی کے لئے دن رات کا سکون غارت کر ڈالا تھا۔۔۔ ہر وقت اسکے ساتھ کوئی نا کوئی ہوتا۔۔۔

ماں کی طبیعت اب قدرے بہتر تھی لیکن جوان اولاد کا دکھ انہیں بستر سے اٹھنے نا دے رہا تھا۔۔۔

نیز احساس ندامت تھا جو ضمیر بیٹے کو مجبور کر کے ایک قبیح فعل سرانجام دلوانے کے جرم میں ہر دم کچو کے لگا تار ہتا۔۔۔

ایسے میں اگر کوئی مطمئن تھا تو واجد خان۔۔۔ جو بیٹے کی بگڑتی صورت حال سے قدرے متفکر تو تھے لیکن انکے خیال میں وقت ہر چیز کا بہترین مرہم ہے۔۔۔ مانا کے انکا بیٹا انجانے میں گہری چوٹ لگوا چکا تھا لیکن دنیا میں کوئی ایسا زخم نہیں جو بھرا نا جاسکے۔۔۔

جبکہ دوسری طرف موجود عینا شامیر کے لئے سب سے بڑا چیلنج ثابت ہوئی تھی۔۔۔

بابا کے نزدیک اسکے بارے میں سوچنا ہمارا درد سر نہیں تھا۔۔۔ ہمارا اس لڑکی سے کوئی لینا دینا نہیں۔۔۔

لیکن شامیر نے بھائیوں کے ساتھ مل کر ان کی مدد سے بہت معاملہ فہمی سے یہ نازک معاملہ حل کرنا چاہا تھا جو اسکے بھائی کی زندگی کا روگ بن گیا تھا۔۔۔

آج تقریباً رحم کو ہسپتال کے اس کمرے میں ایڈمٹ ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا۔۔۔

اب بھی اسے ہوش میں آتا دیکھ شامیر اسکی جانب لپکا۔۔۔

کیسے ہو میری جان۔۔۔ بی ریلیکس۔۔۔ پلیز پنک مت ہونا۔۔۔ سب ٹھیک
ہے۔۔۔

شامیر نے اس پر جھکتے اسکے بالوں میں انگلیاں چلائی تو وہ خالی خالی نگاہوں سے اسے
دیکھنے لگا۔۔۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان خالی نگاہوں میں نمی سمٹنے لگی اور ضبط کی
کوشیشوں میں بے طرح ہلکان وہ نمی چھلک پڑی۔۔۔۔
بھائی سکون نہیں مل رہا۔۔۔ اسکی نحیف سی آواز میں اتنی تڑپ تھی کہ شامیر ضبط
سے لب بھیج گیا۔۔۔

آنکھوں کی التجا اور چہرے کا کرب دل چیرتا تھا۔۔۔
میں نے غلط کیا۔۔۔ بھائی بہت غلط کیا۔۔۔ میں شاید اس لمحے میں ہپناٹا ہوا گیا
تھا۔۔۔

کاش میں محبت سے دستبردار ہو جاتا لیکن محبت کی ناقدری نا کرتا۔۔۔
مجھ سے بہادر تو عدنان بھائی نکلے۔۔۔ محبت میں راستے جدا کرتے کسی کی عزت کے
ساتھ تو نہیں کھیلے۔۔۔ اور میں۔۔۔

بس میری جان۔۔۔ جو ہو گیا۔۔۔ اسے بدلا نہیں جاسکتا۔۔۔ شامیر نے انگوٹھے
سے ناک مسلتے گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔
کیسی ہے وہ بھائی۔۔۔ اسے ہوش آیا۔۔۔ اسکے علاج کے ایکسپینسز کون اٹھا رہا
ہے۔۔۔ اسکی اواز میں تڑپ تھی۔۔۔
شامیر وہیں اسکے پاس کرسی گھسیٹا ڈھ گیا۔۔۔

اسی روز بھائیوں کو واپس بلوانے کے بعد اسنے امجد سے کہہ کر اس لڑکی کا سارا بایو
ڈیٹا نکلوا یا تھا۔۔۔ اور بھائیوں کے آنے کے بعد ان سے باہمی مشاورت کر کے وہ
اس لڑکی کے باپ کے پاس گیا تھا۔۔۔ اور سارا واقعہ بہت سی رد و بدل کے ساتھ
انکے گوش گزارا۔۔۔ جو اس وقت کی ضرورت تھی۔۔۔

واقعہ سے وہ عینا اور ارحم کے نکاح کا ذکر سرے سے گول کر گیا۔۔۔
عینا کے گھر عید کی گمشدگی کے باعث ایک کہرام مچ گیا تھا۔۔۔ جتنے منہ تھے اتنی
باتیں بننے لگیں تھیں۔۔۔ اسکی ذات پر طرح طرح کی انگلیاں اٹھائی جا رہی

تھیں۔۔۔ بیٹی کے غم میں اسکا باپ بستر سے جا لگا تھا۔۔۔ شامیر کو اس بے بس باپ کی بے بسی پر تکلیف محسوس ہوئی۔۔۔

شامیر نے اسکے باپ کو بتایا کہ عینا سے یونیورسٹی سے واپسی کے راستے پر بے ہوش ملی تھی۔۔۔ چونکہ وہ اسکی آنکھوں کے سامنے چلتی چلتی بے ہوش ہوئی تھی اس لئے وہ بناتا خیر کئے اسے ہسپتال لے آیا جہاں ڈاکٹروں کے مطابق اسے ہارٹ اٹیک آیا ہے۔۔۔ اب پتہ نہیں اسے کوئی پہلے سے ہارٹ اشو تھا یا یہ کسی صدمے کے تحت ہوا شامیر اس سے نابلد تھا۔۔۔

اس خبر کے بعد عینا کے گھر میں جہاں اسے کو سا جا رہا تھا وہاں عینا کے لئے فکر مندی کی لہر ڈور گئی۔۔۔ عینا کا باپ بھائی اور منگیتر لمحے کی تاخیر کئے بنا شامیر کے ساتھ ہسپتال آئے۔۔۔ لفظوں کی زرا سی رد و بدل نے ایک معتب ہٹھرائی لڑکی کو مظلوم بنا ڈالا تھا بیشک لفظ ہی ہوتے ہیں جو حیات بخشے ہیں اور لفظ ہی ہوتے ہیں جو بے موت مار ڈالتے ہیں۔۔۔ دنیا میں لفظوں کی مار سے بڑی مار شاید کوئی نہیں۔۔۔

شامیر نے بھائیوں کی مدد سے ہائی اتھورٹیز استعمال کرتے اس نکاح کو رجسٹر ہونے سے رکوا یا اور ریکارڈ سے اس نکاح کا سارا ریکارڈ غائب کروا ڈالا تھا۔۔۔
کام مشکل تھا لیکن ناممکن نہیں۔۔۔

اس نکاح کی اب ویسے بھی کوئی ویلیو نارہی تھی جب ارحم اسے طلاق ہی دے چکا تھا۔۔۔ تو حکمت عملی یہ ہی تھی کہ اسکا ذکر بھی صفحائے ہستی سے مٹا دیا جاتا۔۔۔
اب فکر مندی محض عینا کے بارے میں تھی جو ہوش میں آنے کے بعد ناجانے کیسا رد عمل دیتی۔۔۔

پھر وہی ہوا جسکا ڈر تھا۔۔۔
عینا تقریباً دو دن بعد ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی تھی۔۔۔ اور ہوش میں آتے ہی اسکا رد عمل بھی ارحم سے مختلف نا تھا۔۔۔ وہ پینک ہو رہی تھی۔۔۔ اسے مستقبل کے ناگ ڈسنے لگے تھے۔۔۔ جس طرح بیچ منجھار میں وہ ایک شخص کے بھروسے ماں باپ کو چھوڑ کر آئی تھی اسکے بعد اب ماں باپ سے سامنا کرنے سے زیادہ ترجیح وہ موت کو دے رہی تھی۔۔۔

شامیر اور اسکے بھائی لاکھ بات کو رکرنے کی کوشش کرتے لیکن حقیقت تو یہ ہی تھی
کے جو ناقابل قبول گھاؤ دونوں کو لگا تھا وہ چھوٹا تھا۔۔۔ اس زخم کو مند مل ہونے کو
نا جانے کتنا وقت درکار تھا۔۔۔

ایسے میں بہتری یہ ہوئی کہ شامیر کو عینا کے گھر والوں کے اس سے ملنے سے پہلے
عینا سے ملنے کا موقع مل گیا۔۔۔

وہ نہایت تحمل سے ساری صورتحال اسکے گوش گزارنے کے بعد اس سے عاجزانہ
ریکویسٹ کر کے آیا تھا کہ وہ شعوری کوشش سے خود پر قابو پاتی اس راز کو یہیں
دفن کر دے۔۔۔ سب کی بہتری اسی میں تھی۔۔۔ کے اس حادثے کو برا خواب
سمجھ کر بھول جایا جائے۔۔۔

وہ جانتا تھا اس بات کو کہنا جتنا آسان تھا کرنا اتنا ہی مشکل۔۔۔ ایک پل کو ارحم کی
جگہ خود کو اور عینا کی جگہ ایمان کو رکھ کر سوچتا تو روح کانپ اٹھتی۔۔۔

مگر وقت کا تقاضا یہ ہی تھا۔۔۔

پتہ نہیں اسکی باتیں عینا کو سمجھ میں آئی یا نہیں مگر اسے گہری چپ لگ گئی۔۔۔ اسکا
صدما چھوٹا تھا۔۔۔

عینا کے سارے اخراجات شامیر نے اٹھائے تھے جس پر اسکا باپ اور بھائی شامیر کے شکر گزار تھے۔۔۔ اب اسکی حالت قدرے بہتر تھی تبھی آج یا کل میں اسے ڈسچارج مل جانا تھا۔۔۔ جبکہ اسکی شادی اسکی طبیعت کے پیش نظر ایک مہینہ آگے بڑھادی گئی تھی۔

شامیر کی زبانی ساری داستان سن کر ارحم بستر پر چت لیٹا فین سیلنگ کو گھورتا رہا۔۔۔ خاموش آنسو کنپٹیوں کی جانب بہتے جا رہے تھے۔۔۔

دل میں ایک محشر بھر رہا تھا۔۔۔ وہ خود کو اس وقت دنیا کا سب سے بد قسمت شخص تصور کر رہا تھا۔۔۔ خوش بختی جسکے دروازے پر دستک دے کر لاکھ چاہنے کے باوجود بھی واپس پلٹ گئی تھی۔۔۔۔۔

بھائی میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔۔۔

اسکی نحیف سی آواز پر شامیر نے اسے چونک کر دیکھا۔۔۔

وقت اور حالات کا تقاضا یہ ہی ہے کہ تم اسے بھول جاؤ۔۔۔ یہ ملاقات سوائے تکلیف اور دکھ کے کچھ نہیں دے گے۔۔۔ اور شاید اس معصوم کی مشکلیں مزید بڑھ جائیں۔۔۔

ایک آخری مرتبہ بھائی پلینز۔۔۔

اسکی آواز میں موجود تڑپ اور کرب محسوس کر کے شامیر لب بھیج گیا۔۔۔

دروازہ چڑرر کی آواز سے کھلا تو ہسپتال کے گاؤں میں ملبوس صدیوں کا بیمار لگتا
ارحم جھجھکتا ہوا اندر داخل ہوا۔۔۔

سامنے بستر پر لحاف شانوں تک اوڑھے وہ نازک وجود لیٹا تھا جسے حاصل کر کے بھی
وہ لا حاصل رہا۔۔۔ اسکا چہرہ اکملا گیا تھا۔۔۔ شادابی مرجھا گئی تھی۔۔۔ گویا اس
حادثے نے اس معصوم وجود پر زیادہ گہرے اثرات مرتب کئے تھے
اسکی یہ قابل رحم حالت دیکھ خاموش آنسو ارحم کی آنکھوں سے بہہ نکلے۔۔۔
ہونٹ کپکپا اٹھے۔۔۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا آگے بڑھا اور پاننتی کی جانب اس پر جھکتا لحاف میں
چھپے اسکے پاؤں پکڑ کر سسکا اٹھا۔۔۔

دل کر لارہا تھا اور اسے دکھ دینے کی اذیت انگ انگ میں سرایت کرتی جا رہی
تھی۔۔۔

کرب زدہ آنسو اسکے پاؤں بگھونے لگے تھے۔۔۔

ایک انجانے لمس سے یکدم عینا کی نیند ٹوٹی۔۔۔ وہ بے تحاشہ خوف اور ڈر کے
تحت ایک چیخ مارتی اٹھ بیٹھی۔۔۔

آج کل تو وہ ویسے ہی زرا سے شور پر ڈر جاتی۔۔۔ اس حادثے نے اسے بے طرح
توڑتے بے حد کمزور دل بنا ڈالا تھا۔۔۔

اور سامنے موجود ارحم کو دیکھ اسکا دل چاہا وہ اس شخص کو آگ لگا ڈالے جو محبت میں
منکر ٹھہرا تھا۔۔۔

عینا نے اسے دیکھ کر نفرت سے منہ موڑا تو گویا ارحم پورے قد سے ڈھ گیا۔۔۔

مجھے معاف کر دو عینا میں تمہارا مجرم۔۔۔

شٹ آپ۔۔۔ جسٹ شٹ آپ۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ اپنے کپکپاتے ہاتھ عینا

کے سامنے جوڑتا وہ طیش سے چلا اٹھی۔۔۔

جسم کے ساتھ ساتھ ہونٹ بھی بے طرح کپکپانے لگے تھے۔۔۔ اس شخص کو

دوبارہ رو برو پا کر دل پھٹنے لگا تھا۔۔۔

میرا مزید تماشا مت بناو مسٹر ارحم۔۔۔۔ آواز میں ایسی تکلیف اور کرب تھا جو ارحم کی رگیں چیرتا چلا گیا۔۔۔۔ چلے جاو میری زندگی سے۔۔۔ میں تمہاری شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔

وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔
تم جیسے رئیس زادے وفا جیسی صفات سے نابلد ہوتے ہو۔۔۔
اسکا لفظ لفظ ارحم کا دل چیرتا اسے خون کے انسور لارہا تھا۔۔۔
زندگی تم لوگوں کے لئے مذاق ہوتی ہے۔۔۔
اور بہت اچھا ہوا میرے ساتھ۔۔۔ وہ خود اذیتی کی انتہا پر تھی۔۔۔
مجھ جیسی لڑکیوں کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے۔۔۔ جو ماں باپ کی عزت پر ایک نامحرم کو ترجیح دیتی ہیں۔۔۔

جب ایک لڑکی باپ اور بھائی کی عزت کو مجروح کرتی کسی نامحرم پر اعتبار کر کے گھر کی دہلیز عبور کرتے فی منزلوں کی مسافر بننے کی کوشش کرتی ہے نا تو اسے تم جیسے رئیس زادوں سے اس دھوکے کی توقع رکھنی چاہیے۔۔۔ ماں باپ کو دھوکا دے کر

کوئی سکھی نہیں رہ پاتا۔۔۔ کاش یہ بات ہم جیسی کم عقل اور نافہم لڑکیوں کو سمجھ آ جائے جو تم جیسے بے وفاؤں کے ہاتھوں ٹریپ ہو جاتی ہیں۔۔۔
چیخ چیخ کر اسکی رگیں پھولنے لگی۔۔۔ وہ کسی مجرم کی مانند سر جھکائے خاموش آنسو بہا رہا تھا۔۔۔

صفائی میں پیش کرنے کو لفظ اپنی موت آہ مر گئے تھے۔۔۔
یونواٹ مسٹر ارحم۔۔۔

مرد کبھی مجبور نہیں ہوتا۔۔۔ اسکی آواز میں کرب نمایاں تھا۔۔۔
یہ بس ڈھکوسلے ہوتے ہیں۔۔۔ ساری بات پر اریٹرز کی ہوتی ہے۔۔۔ مرد کے لئے پہلی پڑاریٹی ہمیشہ اسکے ماں باپ ہوتے ہیں۔۔۔ اور یہ بات مجھ جیسی نادان لڑکیاں کبھی نہیں سمجھ پاتیں۔۔۔ جو اپنے ماں باپ کو ہمیشہ دوسری ترجیح پر رکھتیں ایسے بے وفامرد کی ہمراہی میں گھر کی دہلیز عبور کرتیں اگلا سفر طے کرنے نکل پڑتی ہیں۔۔۔

پھر انکے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے۔۔۔

وہ پھر سے پینک ہونے لگی تھی۔۔۔ اسکی آواز باہر تک آرہی تھی جب بگڑتی
صورتحال پر شامیر کسی انہونی کے خدشے کے تحت سرعت سے اندر داخل ہوا۔۔
اور بت بنے کسی مجسمے کی مانند بے حس و حرکت کھڑے بھائی کو گھسیٹتا ہوا کمرے
سے باہر لے کر نکلا۔۔۔

اس سے پہلے کے عینا کے گھر والوں میں سے کوئی وہاں آنکلتا اور ساری بات پر سے
پردہ فاش ہو جاتا۔۔۔

بہت دنوں کے بعد آج خان ولا کے لاونج میں پورا خاندان اکٹھا تھا۔۔۔
وجہ آج ارحم کو ہسپتال سے ڈسچارج ملا تھا یہ ہی وجہ تھی کہ اس وقت ارحم ڈھیلے
سے ٹراؤز شرٹ میں ملبوس سر جھکائے صوفے پر بیٹھا تھا۔۔۔

وہ دنوں میں مرجھا گیا تھا۔۔۔ اسکی صحت ہر خاصا اثر پڑا تھا۔۔۔ کندھے ڈھلک
گئے تھے جبکہ آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے واضح ہو رہے تھے۔۔۔ رنگت کملا گئی
تھی۔۔۔ ہونٹوں پر مستقل قفل لگ گئے تھے۔۔۔

ماں اسکے ساتھ بیٹھی جوان بیٹے کی ایسی شکستہ حالت دیکھ دیکھ نم آنکھیں بار بار صاف کر رہی تھیں۔۔۔

شامیر۔۔۔ دفعتاً بابا نے سنگل صوفے پر بیٹھے موبائل میں مصروف شامیر کو پکارا۔۔۔

جی بابا۔۔۔ وہ مصروف سا گویا ہوا۔۔۔

بیٹا اگلے مہینے تمہاری پرورشہ سے شادی ہے۔۔۔

یکدم ہی بیٹھے بیٹھے وہ اسکے سر پر دھماکہ کر چکے تھے۔۔۔

What the hell is this baba...

کیا فضولیات ہے یہ۔۔۔ ایک جھٹکے سے سر اٹھاتا وہ چیخ اٹھا۔۔۔ موبائل اور کام سے یکدم ہی دلچسپی ختم ہو گئی۔۔۔

مجھے ابھی شادی نہیں کرنی۔۔۔

انف از انف شامیر۔۔۔

میں مزید یہ فضولیات نہیں سن سکتا۔۔۔ تیس کے ہونے والے ہو اور تمہیں ابھی شادی نہیں کرنی۔۔۔

میں پر وشہ کے باپ کو زبان دے چکا ہوں۔۔۔ بلکہ تاریخ بھی طے کر چکا ہوں
۔۔۔ اب محض رسم باقی ہے شادی اسی مقررہ تاریخ پر ہو گئی۔۔
بابا کے دو ٹوک انداز پر شامیر لبوں کے ساتھ ساتھ مٹھیاں بھی سختی سے میچ
گیا۔۔۔

رگوں میں خون کی گردش ٹھائے مارنے لگی تھی۔۔۔
بہت کچھ کہنے کی چاہ میں وہ لب بامشکل سی گیا۔۔۔
وہ رحم جیسی جلد بازی اور حماقت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔
ارحم تنہا تھا اسکے ساتھ دو ننھی جانیں نتھی تھیں۔۔۔
مزید گھر کے بگڑے حالات اور موجودہ صورتحال کا تقاضا تھا کہ وہ خاموش رہتا
البتہ آنکھوں میں خون اترنے لگا تھا۔۔۔

اسکی دن بادن بڑھتی کامیابیوں اور پراگریس رپورٹ سے شاید پر وشہ کا باپ
خوفزدہ ہو گیا تھا۔۔۔

پورے کاروباری حلقے میں کم و بیش سبھی بزنس مین اپنی بیٹیوں کے لئے شامیر کے
رشتے کے خواہشمند تھے۔۔۔ اس لئے پر وشہ کا باپ اس معاملے میں کوئی رسک

نہیں لے سکتا تھا۔۔۔ اسی لئے آج کل اسکی جانب سے شادی کے لئے پریشتر بڑھنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔

کل وہ لوگ باقاعدہ ڈیٹ فکس کرنے کے لئے آرہے ہیں اس لئے کل کی ساری میٹنگز کینسل کر کے تم وقت پر گھر موجود ہونے چاہیے۔۔۔

بابا کے دو ٹوک حکمیہ امداز پر وہ لب بھینچتا جھٹکے سے اٹھا اور بنا کوئی جواب دیئے لمبے لمبے ڈگ بھرتا گھر سے ہی نکل گیا۔۔۔

پچھے سب اسکا اسقدر غیر متوقع رد عمل دیکھتے رہ گئے۔۔۔

شامیر خان منتشر ہوتے حواسوں کے ساتھ گاڑی ہواؤں میں اڑاتا لے جا رہا تھا۔۔۔

کانوں میں بابا کے جملے کسی ہتھوڑے کی مانند بج رہے تھے۔۔۔
جلد یادیر یہ تو ہونا ہی تھا۔۔۔ یہ اسکی خام خیالی تھی کہ وہ اگر کبھی شادی کے لئے حامی نہیں بھرے گا تو اسکی شادی ہی نہیں ہوگی۔۔۔ اسکا باپ ساری اولاد کو قابو کرنے کے گر سے آگاہ تھا۔۔۔

چھوٹے بھائی کی حالت اس کے سامنے تھی۔۔۔
وہ اپنے بیوی بچوں پر کسی طرح کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔۔۔
بیوی بچوں کے چہرے آنکھوں کے سامنے آتے اسے بے بس کر رہے تھے۔۔۔
وہ بس کسی بھی طرح اس صورتحال سے نمٹنے کا طریقہ ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔
وہ پریشانی سے شادی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ یہ طے تھا تو بس طے تھا۔۔۔ مگر کیسے۔۔۔
وہ مسلسل منتشر ہوتے ذہن کے ساتھ کچھ ناکچھ سوچ رہا تھا۔۔۔
بے خیالی میں گاڑی کی سپیڈ حد سے تجاوز کرتی جا رہی تھی۔۔۔
جب اچانک سے بے قابو ہوتی گاڑی کے سامنے ایک ٹرالانا جانے کہاں سے آگیا
شاید سوچوں کے آکٹوپس میں الجھا وہ ہی دیکھ ناپایا۔۔۔
وہ چونک کر ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا۔۔۔
گاڑی کو قابو کرنے کا ہر حربہ ہر تدبیر بے سود گئی اور گاڑی بے قابو ہوتی سامنے سے
آتے ٹرالے سے بے طرح ٹکراتی پیچھے کوالٹی۔۔۔۔
تصادم زبردست تھا۔۔۔

اور ڈھرام کی آواز کے ساتھ وہاں خاموشی چھا گئی۔۔ مگر اس آواز نے ارد گرد
رواں دواں تمام لوگوں کی توجہ اپنی جانب ضرور مبذول کروالی تھی۔۔

موسم خاصا بدل گیا تھا سرد ہوائیں چلنے لگیں تھیں ایسے میں کنزل الایمان بے چین
و مضطرب سی اپنے گھر کے کشادہ سے لاونج میں صوفے پر بیٹھی تھی موسم کی
مناسبت سے گرم کپڑے زیب تن کئے سر پر سٹالر ڈھیلے سے انداز میں لے رکھا
تھا۔۔

صبح سے ہی اسکا دل مضطرب و بے چین تھا۔۔ نا جانے کیسی بے چینی تھی یہ جیسے
کچھ غلط ہونے والا ہو۔۔ اسکی چھٹی حس اسے کسی خطرے سے آگاہ کر رہی تھی جو
کہیں سر پر منڈلا رہا تھا۔۔

اسکے سامنے کانچ کی میز پر سبحان اور زوہان کی کتابیں اور نوٹ بکس کھلی پڑیں
تھیں۔۔ وہ اسکے پاس بیٹھے پڑھ رہے تھے جب عصر کی اذانیں سن کر مسجد نماز ادا
کرنے بھاگ گئے۔۔

اسے بچوں کو چھوٹی سی عمر میں ہی پانچ وقت کا نمازی بنانے کے لئے زیادہ تردد نہیں کرنا پڑا تھا۔۔۔

وہ خود پانچ وقت کی نمازی تھی اور نماز اول اوقات میں ادا کرتی تھی۔۔۔
سات سال کی عمر ہونے سے پہلے ہی وہ دونوں بچوں کو نماز سکھا چکی تھی۔۔۔
جس روز سبحان کی ساتویں سالگرہ تھی اس روز ہی اسنے دونوں کو پاس بیٹھا کر سمجھایا
تھا کہ آج سے آپ نے میرے ساتھ باقاعدہ نماز پڑھنی ہے۔۔۔ پھر جب وہ نماز
ادا کرنے لگتی انہیں آواز دے ڈالتی۔۔۔

یوں ابتدائی دنوں میں وہ نماز اونچی آواز میں پڑھتی تاکہ بچے نماز ادا کرنا سیکھ
لیں۔۔۔ جلد ہی سبحان نے نماز ادا کرنا سیکھ لی تو زوہان کی مرتبہ یہ مسئلہ بھی نا
رہا۔۔۔ سبحان خود پیش پیش تھا کہ وہ زوہان کو نماز ادا کرنا سیکھائے گا۔۔۔
یوں ابتدائی چند ماہ کی یاد دہانی کے بعد اسے بچوں کو یاد دہانی کروانے کی بھی
ضرورت نا رہی کہ وہ خود ہی اذان کی آواز سنتے اس سے بھی پہلے وضو کر کے جائے
نماز پر کھڑے ہو جاتے۔۔۔

شامیر انکی یہ عادات دیکھ انہیں سراہے بنانا رہ پاتا۔۔۔

سکول سے آنے کے بعد فریش ہو کر کھانا کھانے کے بعد وہ دو گھنٹے کانپ لیتے۔۔۔ ایمان کے اٹھانے پر اٹھتے ہی پہلے وضو کر کے اپنے سپارے اٹھالاتے پھر عربی کا سنا کر اپنا سکول بیگ کھول کر بیٹھ جاتے۔۔۔ عصر کی اذان کے ساتھ ہی سب کام چھوڑ چھاڑ نماز پڑھنے بھاگتے اور سکول کا کام ختم ہوتے ہی وہ قریبی پارک میں سوسائٹی کے بچوں کے ساتھ کھیلنے چلے جاتے۔۔۔ کنزل کا سخت رول تھا کہ مغرب کی اذان کے ساتھ دونوں بچے گھر ہونے چاہیے۔۔۔ یوں وہ اس چیز کا خاص خیال رکھتے۔۔۔

مغرب کی نماز کے بعد کچھ وقت ماں کے ساتھ گزارتے پھر کھانا کھا کر ایل سی ڈی پر اپنے فیورٹ شو دیکھنے لگتے۔۔

پورے دس بجے انکا سکرین ٹائم ہر حال میں ختم ہو جاتا اور وہ سونے لیٹ جاتے۔۔۔ سردیوں میں یہ ٹائمنگ مزید کم ہو جاتی۔۔۔

بچے اس ٹائم ٹیبل پر اس قدر ثابت قدم ہو گئے تھے کہ ایمان کو انہیں کچھ بھی کہنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔۔۔ البتہ اپنے ہر کام میں لچک وہ ضرور رکھتی تھی۔۔۔ اگر کسی دن بچوں کا پڑھائی کا موڈ ناہوتا تو وہ با آسانی انکی بات مان جاتی۔۔۔ یا اس ٹائم ٹیبل میں رد و بدل اس روز ہو جاتی جس روز اسکے بھائی اپنی فیملز کے ساتھ آئے ہوتے۔۔۔ تب بھی وہ اپنا سکول کا ضروری کام نبٹا کر جلدی چھٹی کر لیتے۔۔۔ یا جن دنوں انکا باپ آیا ہوتا ان دنوں بچوں کا ٹائم ٹیبل بری طرح ڈسٹرب ہو جاتا اور بچوں کا ہی کیوں تب تو ایمان کا بھی کوئی کام وقت پر نا ہو پاتا۔۔۔ شروع شروع میں بچے گھر میں اسکے ساتھ نماز ادا کرتے تھے۔۔۔ لیکن اس گھر میں شفٹ ہونے کے بعد چونکہ مسجد گھر کے بالکل قریب تھی اس لئے وہ مسجد میں نماز ادا کرنے جاتے۔۔۔۔۔ بیٹھے بیٹھے یکدم ایمان کو ٹھنڈ کی شدت بڑھتی محسوس ہوئی تو پتہ چلا کہ لاونج کی کھڑی کھلی رہ گئی ہے۔۔۔ وہ گھر اسانس خارج کر کے رہ گئی۔۔۔

موسم نے یکدم ہی تیور بدلے تھے اور سبک روئی سے چلتی ہواؤں کی جگہ شدت سے چلتی ہواؤں کے تھیسروں نے لے لی تھی۔۔ گویا آندھی چلنے کے اثرات تھے۔۔۔

دل پہلے ہی مضطرب تھا۔۔ وہ بے چینی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ ارادہ کھڑکی بند کرنے کا تھا۔۔۔ وہ ابھی کھڑکی کی جانب چند قدم ہی بڑھی تھی کہ ہوا کا ایک شدید جھونکا آیا اور ایک ہی جھٹکے میں اس کے سر پر ڈھیلے سے انداز میں اوڑھے آنچل کو اپنے سنگ اڑاتا دور تک لے گیا۔۔۔۔۔

وہ لمحوں میں تہی داماں کھڑی رہ گئی۔۔۔

اس نے دہل کر پیچھے پلٹ کر دیکھا اور آنچل کو خود سے کافی دور زمین بوس پاس۔۔۔ یکدم ہی اس کا دل گہرائیوں سے ڈوب کر ابھرا۔۔۔ دل نے کسی انہونی کے ہونے کی شدت سے گواہی دی تھی۔۔۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سمیٹ کسی ان دیکھے خوف کے حصار میں جھکڑی کسی خزان رسید پتے کی مانند دل کو سینے کے مقام پر تھام کر رہ گئی۔۔۔

آنچل مطلب عزت۔۔۔ سر کا سائیں۔۔۔

دماغ نے کڑی سے کڑی ملا کر مطلب اخذ کرنا چاہا تو دل اسقدر دھک دھک کرنے لگا کہ وہ اسکا شور اپنے کانوں میں سن سکتی تھی۔۔۔

یکدم ہی اسے اپنے سارے جسم سے روح پرواز کرتی محسوس ہوئی جیسے کسی نے ایک جھٹکے میں اسے بے دم کرتے بے جان کر ڈالا ہو۔۔۔

وہ بے ساختہ تیسرے کلمے کا ورد کرتی بے جان ہوتی ٹانگوں پر وزن ڈالتی آنچل کی جانب بڑھی اور کپکپاتے ہاتھوں سے اسے تھام کر سر پر اوڑھا۔۔۔

باہر یکدم ہی کالی آندھی نے تباہی مچانا شروع کر دی تھی۔۔۔ جسکا ثبوت کھڑکی کے راستے یکدم اندر آتی دھول مٹی اور باہر سے لوگوں کی کھڑکیوں اور دروازوں کے بجنے کا شور تھا۔۔۔

یا اللہ رحم وہ شدت سے دعا کرتی تیزی سے آیات کا ورد کرنے لگی۔۔۔

اللہ کی جانب سفر طے کرنے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ انسان مختلف سائنز اور نشانیوں کی مدد سے آنے والی پریشانیوں اور خطرات کو بھانپ لیتا ہے۔۔۔ اور یہ بھی اللہ کی عطا کردہ ایک نعمت ہوتی ہے کہ انسان اس چیز کو بھانپ لے۔۔۔

بلاشبہ انسان بہت بے بس ہے اور وہ تقدیر کو بدلنے پر قادر نہیں۔۔۔ لیکن اسکا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ وقت رہتے وہ اس پاک ذات کی جانب رجوع کر کے اس مشکل اور پریشانی سے نکلنے کی خاطر سد بات کرتا اس ذات سے مدد طلب کرنے لگتا ہے جسکے اختیار میں سب کچھ ہے۔۔

بلاشبہ انسان بے بس ہے لیکن اسکا رب بے بس نہیں۔۔۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔۔۔ اور اس با اختیار رب سے مدد طلب کرنے کو انسان کے پاس سب سے پاور فل چیز ہے دعا۔۔۔

جس میں شدت جتنی زیادہ ہوگی وہ اسقدر آپکی قسمت بدلنے میں معاون ثابت ہوگی۔۔۔

مصیب آتی ہے اوپر سے۔۔ اللہ کی طرف سے اور اسے ٹالنے کو مدد کا بلا وہ جاتا ہے نیچے سے۔۔ انسان کی طرف سے۔۔ پھر اوپر سے آنے والی مصیبت یا آزمائش چاہے جتنی بھی سخت کیوں نہ ہو اگر نیچے سے مدد کے بلاوے کی شدت اس سے بھی زیادہ ہو تو ہر بلا ٹل جاتی ہے۔۔ جیسے ایک بچہ مشکل وقت پڑنے پر کرا کر ماں کو

مدد کے لئے پکارتا ہے۔۔۔ پھر ماں اپنے سوکام چھوڑ کر گرتی پڑتی اسکی مدد کو ڈورتی ہے۔۔۔

اور جب مدد کے لئے پکارا اس ذات کو جائے معاف کرنا اور رحم کرنا جسکی صفت ہے تو پھر اس پکار کا جواب بہت شاندار انداز میں آتا ہے کیونکہ اس رب کی رحمت اسکے غضب پر حاوی ہے بس ضرورت محض اسکی رحمت کے امیدوار بننے کی ہے۔۔۔ اور رحمت کا امیدوار کیسے بنا جاتا ہے۔۔۔

توکل سے۔۔۔

اور توکل کیسے آتا ہے۔۔۔ بری سے بری صورتحال میں بھی۔۔۔ جب آپکو لگے کہ سارے راستے بند ہو گئے ہیں اور ہم اندھیری گلی میں آن کھڑے ہیں جہاں بچنے کا کوئی وزن نہیں۔۔۔ ہم کسی صورت اس مشکل سے نکل نہیں سکتے اس وقت ناامیدی اور مایوسی جو آپکو کسی اکٹوپس کی مانند جھکڑنے کو کھڑی ہوتی ہے اسے خود سے کوسوں دور پھینکتے اس بات کی امید اور توکل رکھنا کہ میرا اللہ ہے۔۔۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔۔۔ مجھے اس مشکل میں ڈالنے والا وہ ہے تو وہ مجھے یہاں سے نکالنے پر بھی قادر ہے۔۔۔

وہ مسلسل اس پاک ذات سے مدد کی دعا کرتی کھڑکی کے شیشے بند کر رہی تھی جب اسے یکدم ہی باہر سے سبحان کے بے طرح چیخ کر اسے پکارنے کی آواز سنائی دی۔۔۔

اسکا خوف سے ڈھرکتا دل مزید دہل اٹھا۔۔۔

سبحان رو رہا تھا اور بے طرح روتے ہوئے شدت سے اسے پکار رہا تھا۔۔۔ اسکی پکار میں کرب تھا۔۔۔ ایمان کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔۔۔ وہ گرتی پڑتی اندھا دھند خارجی دروازے کی جانب بھاگی۔۔۔

مام۔۔۔ دفعتاً وہ اندھا دھند اندر کو بھاگتا آتا اسکے قریب آتے آتے بے طرح زمین بوس ہوا۔۔۔ اسکی رنگت فق تھی جبکہ ہونٹ خوف کے باعث سپید پڑنے لگے تھے۔۔۔

ایمان نے بیٹے کی اس سے بری حالت پہلے کبھی نادیکھی تھی۔۔۔

سبحان۔۔۔ سبحان بچے کیا ہوا۔۔۔ خوف نے اسکا جسم اور حسیات ایک ساتھ مفلوج کرنا شروع کر دی تھیں۔۔۔ اسنے کپکپاتے ہاتھوں سے سبحان کا چہرہ اٹھپتھپایا جو بے طرح رو رہا تھا۔۔۔

وقت جب برا آتا ہے تو ہر طرف سے راہیں بند دکھائی دینے لگتی ہیں۔۔۔

برا ہو جو آج گاڑ بھی چھٹی پر تھا ورنہ اتنی پریشانی نہ ہوتی۔۔۔

مام۔۔۔ زونی۔۔۔ وہ کپکپاتے لبوں سے باہر کی جانب اشارہ کرتا ماں کو کچھ سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

یکدم ایمان کا دل کپکپا اٹھا۔۔۔ رنگت زردی مائل ہو گئی۔۔۔ باہر غضب کا طوفان آ گیا تھا۔۔۔ وہ اس کنڈیشن میں نہیں تھی کہ بیٹے سے پوری تفصیل جانتی تبھی اسے وہیں اسکے حال پر چھوڑتی اپنے کپکپاتے وجود کو گھسیٹتی اندھا دھند باہر کو بھاگی۔۔۔ زندگی میں پہلی مرتبہ وہ یوں ننگے سر باہر جا رہی تھی کہ اس حواس باختگی میں آنچل کہاں گرا اسے ہوش ہی نہ تھا۔۔۔

گھر کے آہنی گیٹ کے پاس آکر یکدم اسکے قدموں کو بریک لگی۔۔۔ آنکھیں پھٹ گئیں گویا دل بھی ساتھ ہی پھٹ گیا ہو۔۔۔

سامنے عین روڈ کے درمیان میں اسکا معصوم لخت جگر اسکے گھر کی رونق خون میں لت پت بے سدھ اونڈھے منہ بے ہوش پڑا تھا۔۔۔ ارد گرد خون کا امڈا سیلاب

دیکھ وہ بن جل مچھلی کی مانند ٹپتی ہوئی اسکی جانب بڑھی اور کپکپاتے ہاتھوں سے اسے سیدھا کیا۔۔۔

خون کا فوارا اٹھ پڑا تھا۔۔۔

یکدم اسکی ساری حسیات مفلوج ہو گئیں۔۔۔ صورتحال نے اسے سوچنے سمجھنے کی سبھی صلاحیتیں صلب کر ڈالیں۔۔۔

وہ پاگلوں کی طرح بیٹے کو خون میں لت پت دیکھ یہاں وہاں دیکھ رہی تھی کہ وہ کیا کرے۔۔۔ وہ کیا کر سکتی تھی۔۔۔ وہ وہاں تنہا تھی۔۔۔ وہ کیا کرتی کسے مدد کو پکارتی۔۔۔

بے ساختہ آسمان کی جناب منہ کرتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔
یا اللہ رحم۔۔۔ رحم میرے مالک۔۔۔

یکدم اسنے خون کو روکنے کی غرض سے اپنا آنچل زوہان پر باندھنا چاہا۔۔۔ تب اس پر انکشاف ہوا کہ آنچل تو اسکے سر پر ہے ہی نہیں۔۔۔
مام میں ماموں کو فون کروں۔۔۔۔۔

دفعۃً سبحان کی آواز پر اسنے سبحان کو خالی خالی نگاہوں سے دیکھا اور بات سمجھ میں آنے پر سرہاں میں ہلاتی زوہان کے بے ہوش وجود کو اٹھاتی سامنے ساتھ والے ہمسائیوں کے گھر کی جانب مدد کو بھاگی۔۔۔ ابھی تو سب سے پہلے اسے سبحان کو ہسپتال پہنچانا تھا۔۔۔

شامیر خان کے شدید ایکسیڈینٹ کی خبر اسکے گھر والوں پر قیامت بن کر ٹوٹی تھی۔۔۔ شامیر کو وہاں سے ریسکیو ٹیم نے ریسکیو کر کے ہسپتال پہنچایا اور انہوں نے ہی اسکے فون سے اسکے گھر والوں کو اطلاع دی تھی۔۔۔ یہ ہی وجہ تھی کہ اس وقت سبھی گھر والے آنا فانا وہاں موجود تھے۔۔۔ شامیر کی حالت بہت سیریس تھی۔۔۔ خون خطرناک حد تک بہہ چکا تھا۔۔۔ فلحال تو اسکے اندر زندگی کی رمت باقی رکھنے کو اسکے جسم میں خون کی سپلائی مکمل کرنا اولین مقصد تھا۔۔۔ اور اسکا خون اونیکٹو ہونے کی صورت میں اتنی ہنگامی صورت میں خون ملنا اور وافر مقدار میں ملنا ایک ناممکن سا امر بننے لگا تھا۔۔۔ ہر پر اس

میں وقت لگتا اور انکے پاس وقت کی ہی کمی تھی۔۔۔ شامیر خان کی سانسوں کی ڈور کو اس سے جوڑے رکھنے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر خون کی ضرورت تھی۔۔۔ کڑی آزمائش اور سخت مشکل حالات کبھی کبھار اپنی زندگی میں جمود کا شکار ہو چکے انسانوں کے لئے ایک پیش کا کام کرتے ہیں۔۔۔ انسان سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ کبھی اپنی زندگی میں وہ کام بھی کر سکتا ہے جو حالات اس سے کروا دیتے ہیں کہ وہ اتنی تیزی سے آگے بھی بڑھ سکتا ہے جس تیزی سے حالات کے تقاضے اسے آگے دھکیلتے لے جاتے ہیں۔۔۔

یہ پریشانیاں اور مصائب انسان کو اپنے اندر ہاتھ ڈال کر اپنا سب سے بیسٹ دینے پر مجبور کر دیتی ہیں۔۔۔ وہ بیسٹ جو وہ عام حالات میں دینے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔۔۔

تب اونچائی کے آخری دہانے پر کھڑا ہو کر نیچے گہری کھائی میں دیکھنے کا خوف اسے ہمت ہار کر کھائی میں گرنے کی بجائے اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں کو تیز کر کے بروئے کار لاتے حکمت عملی اختیار کر کے چند قدم پیچھے لے کر پھر پوری قوت سے بھاگ کر آتے اسے کھائی کو عبور کرنے کا حوصلہ دیتا ہے۔۔۔

وہ حوصلہ جو وہ کبھی زندگی میں ایسا کام کرنے کے بارے میں جٹا نہیں سکتا ہوتا وہ یہ تنگ پڑتے حالات انسان کو زندگی اور موت کی کش مکش میں جھولتے گٹ گٹ کر مرنے کی بجائے خود میں یہ حوصلہ جٹانے اور پوری قوت سے زندگی میں آگے بڑھ جانے کی ترغیب دیتے ہیں۔۔

ایسا ہی کچھ ار حم خان کے ساتھ ہوا تھا۔۔۔

وہ ار حم خان جسکی زندگی ایک ناقابل فراموش واقعہ کے بعد جمعوں شکار ہو چکی تھی جسکی آنکھیں ویران اور زندگی کی رمتق سے عاری ہو چکی تھیں۔۔۔ جو جینے کی چاہ چھوڑ چکا تھا۔۔۔ جسکے لئے زندگی بے معنی ہو گئی تھی جو ارد گرد کی ہر چیز سے کٹ کر اپنی ذات کے خول میں مقید ہو کر رہ گیا تھا۔۔۔ یہ حادثہ اسکے لئے ایک زبردست پیش ثابت ہوا تھا۔۔۔ جسنے پوری قوت سے اسکے دماغ میں جم چکے ایک منظر اور ایک واقعہ جسکے حصار کی زد میں وہ خود کو بے طرح مقید پاتا تھا اسے پوری قوت سے دھکیلنے اسکے دماغ میں یہ تازہ ترین حادثہ سٹک کر دیا تھا۔۔۔

پھر یوں اسکی ذات کے گرد بنا خول چٹھا اور یکدم اسکی ساری صلاحیتیں ایکٹو ہوئیں تھی کے وہ شاید شعوری کوشیش سے بھی خود کو اس حصار سے نکالنا سکتا تھا۔۔

اس وقت اسکا عزیز از جان بھائی ہسپتال میں بستر مرگ پر پڑا زندگی اور موت کی کش مکش میں جھول رہا تھا اس ایک زبردست جھٹکے نے پچھلے ہر حادثے کا نقش اسکے دماغ میں کافی حد تک دھندلا دیا تھا۔۔۔

وہ سب جی توڑ کوشیش کرتے خون کا بندوبست کر رہے تھے۔۔۔

لیکن سو مسائل درپیش تھے۔۔۔ پہلے تو بلڈ گروپ ملتا ہی مشکل سے مل جاتا تو کوئی ڈونر آؤٹ آف ٹاون ہوتا اور کوئی ڈونر اپنے کسی ذاتی کام میں مصروف ہوتا۔۔۔ ایسے میں سب سے فاسٹ ارحم کی سروس تھی۔۔۔

اسنے اپنی کنٹیکٹ لسٹ ساری کی ساری کنگال ڈالی تھی۔۔۔ ان ان لوگوں سے رابطہ کر ڈالا جس سے پچھلے کافی عرصے سے اسکا کوئی رابطہ نہ تھا۔۔۔ تینوں بھائیوں اور باپ کی بھرپور کوشیشوں سے ہسپتال میں بلڈ ڈونرز کی لائن لگ گئی تھی۔۔۔

پے درپے شامیر کو خون کی بوتلیں لگ رہی تھی۔۔۔

اللہ اللہ کر کے شامیر کے جسم میں خون کی مقدار مکمل ہوئی تو سب نے سکون کا سانس لیا۔۔۔

اسکی حالت ابھی بھی خطرے سے باہر نہ تھی۔۔۔

اگلے چوبیس گھنٹے نہایت اہم تھے۔۔۔

جیسے جیسے لوگوں کو شامیر کے ایکسیڈینٹ کا علم ہو رہا تھا کاروباری حلقے کا ایک حجم
عفیر ہسپتال میں اڈ آیا تھا۔۔۔ سب کی زبانوں پر شامیر کہ زندگی کے لئے دعا تھی
جبکہ دوسری جانب گہرا مہیب سناٹا تھا۔۔۔

ایسے میں سہی جان کنزل الایمان کی سولی پر لٹکی تھی جو ان حالات میں بوکھلا کر رہ
گئی تھی۔۔۔ وقت نے جب اسے اپنی لپیٹ میں لیا تھا تو یوں بے بس کر کے اسکے
ہاتھ پاؤں بندھ کر لیا تھا کہ وہ وقت کے پھیسروں کے ہاتھوں بے بس ہوتی پھڑ پھڑا
کر رہ گئی تھی۔۔۔

ایمان زوہان کو لے کر کس طرح ہسپتال پہنچی تھی یہ وہی جانتی تھی یا اسکا خدا۔۔۔
ہسپتال آتے ہی زوہان کو ایمر جنسی میں لیجا یا گیا تھا۔۔۔

اسے تو کچھ سمجھ ہی نا آ رہا تھا۔۔۔ دفعتاً کچھ دیر بعد اسے دونوں بھائی اور بھابھیاں ہسپتال میں آتی دکھائی دیں تو میلے میں گے کسی ننھے بچے کی مانند وہ اپنوں کو دیکھتی دیوانہ وار انکی جانب لپکی اور سجاد بھائی کے گلے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔ بھائی میرا بیٹا۔۔۔ میرا شہزادہ اسے کیا ہو گیا۔۔۔

سجاد بھائی نے اسکا سر تھپتھپایا جبکہ حامد صورتحال کی نوعیت کو جاننے کے لئے ڈاکٹر کے پاس چلا گیا۔۔۔

ان گزرے ماہ و سال میں ہوا یہ تھا کہ ایک روز ماں چپکے سے انہیں چھوڑ کر خالق حقیقی سے جاملی تھیں لیکن جانے سے پہلے بیٹوں کے دل بہن کے لئے خوب نرم کر گئیں تھیں۔۔۔

مزید ماہ و سال کی گردش میں وہ لوگ ساری نا سہی لیکن کافی حد تک معاملے کی نوعیت سمجھ چکے تھے کہ خان اکثر و بیشتر بزنس میٹنگز کے سلسلے میں گھر سے باہر رہتا ہے۔۔۔ اسی لئے اگر کسی ضرورت کے وقت ایمان آدھی رات کو بھی بھائیوں کو پکارتی تو وہ سر کے بل چلے آتے۔۔۔

ہاں آنسہ بھابھی کی فطرت کے باعث وہ سجاد بھائی سے کم ہی مدد طلب کرتی۔۔۔
البتہ ضرورت پڑنے پر آواز دینے کو اسکی پہلی ترجیح حامد بھائی ہوتا وجہ نگارش کا
دوستانہ اور ہنس مکھ رویہ تھا کہ وہ حامد کے ایمان کے کسی کام کی وجہ سے دیر سویر
ہو جانے پر ہنس کر ٹال جاتی تھی جبکہ انسہ بھابھی بات کا بھٹنگڑ بنا ڈالتی کے اسکا شوہر
کہاں ہے۔۔۔ اپنے بیوی بچے چھوڑ کر آپ بہن کے پیچھے خوار ہوتے پھر رہے ہیں
وغیرہ وغیرہ۔۔۔ پھر سجاد بھائی کو غصہ آنے پر انکے گھر کا سکون برباد ہوتا جو ایمان
کو منظور نہ تھا تبھی وہ سجاد بھائی کو نہایت ضرورت کے وقت تبھی آواز دیتی جب
حامد کہیں شدید مصروف ہوتا۔۔۔
بیٹا ادھر آؤ مجھے بتاؤ کیا ہوا تھا سبحان کو۔۔۔
نگارش نے ایک طرف سہمے کھڑے سبحان کو پاس بلا کر ساتھ لگاتے پچکارا۔۔۔
مامی وہ۔۔۔ وہ مسجد سے نکلا تو بہت سپیڈ سے گھر کی طرف بھاگا تھا۔۔۔ موسم بہت
خراب تھا تبھی ایک گاڑی اچانک سے وہاں نکل آئی اور سپیڈ سے بھاگتے زوہان سے
ٹکڑا گئی۔۔۔

موسم خراب تھا آندھی چل رہی تھی تو گاڑی والا بھی ٹکرمار کر بنار کے گاڑی بھگا لے گیا۔۔۔

سجاد بھائی کے ساتھ لگی ایمان کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔

اسکا بیٹا بچپن سے ہی شرارتی تھا وہ جانتی تھی۔۔۔ بچپن سے ہی ہر اٹے کام میں ملوث ہونا فرض سمجھتا تھا۔۔۔ سیڑھیاں چلتا تو عین دھانے پر ہو کر۔۔۔ پانچویں چھٹی سیڑھی سے چھلانگ لگا دیتا۔۔۔ روڈ کر اس کرتا تو اندھا دھند۔۔۔

ایمان کا اسے لے کر دل دہلاتا ہی رہتا۔۔۔ جتنا وہ اسے منع کرتی اتنا ہی اس کے اندر کا تجسس مزید بڑھتا وہ اس کام کو چھوڑ کر اس سے بھی خطرناک کام شروع کر دیتا۔۔۔

ایمان ہمہ وقت آیت الکرسی پڑھ کر اس پر پھونکیں مارتی رہتی کے یا اللہ میں نے اسے تیری امان میں دیا۔۔۔

اسکا بیٹا تو تھا ہی شرارتی لیکن شاید لوگوں میں بھی انسانیت ختم ہو گئی تھی جو وہ شخص اتنے معصوم بچے کو ٹکرمار کر بنار کے بھاگ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

دفعۃً حامد ڈاکٹر سے مل کر واپس آیا۔۔۔

ایمان ڈاکٹر سے بات ہوئی ہے میری۔۔۔ زوہان کے سر پر چوٹ لگی ہے۔۔۔

اور۔۔۔

وہ بات کرتے کرتے جھجھکا۔۔۔

اور۔۔۔ ایمان تڑپ کر اسکی جانب آئی۔۔۔ متوحش آنکھیں بکھرے بال اور کملا یا

چہرہ وہ برسوں کی بیمار لگنے لگی تھی۔۔۔ بلاشبہ اولاد کا دکھ سب سے بڑا دکھ ہے۔۔۔

اور۔۔۔

اور اسکی ٹانگ فکچر ہوئی ہے۔۔۔

کیا ااا۔۔۔ ایمان کو لگا کسی نے پوری شدت سے انی اسکے سینے میں گاڑ دی

ہو۔۔۔

فوری طور پر آپریٹ کرنا ضروری ہے۔۔۔ پانچ لاکھ ڈاکٹر کی آپریشن فیس ہے باقی

کے اخراجات الگ۔۔۔ فیس ابھی ریسپشن پر جمع کروانا ہوگی پھر ہی ڈاکٹر اسکا

آپریٹ شروع کریں گے۔۔۔

بھائی کی بات پر اسنے تیزی سے اپنا فون تلاش شروع کیا۔۔۔

اسے جلد از جلد شامیر سے رابطہ کرنا تھا۔۔۔ کے وہ یہاں اس مقام پر خود پہنچے اگر فوری نہیں پہنچ سکتا تو پیسے بھیجے۔۔۔

ظاہر سی بات تھی کہ یہ رقم زوہان کے باپ کے لئے کچھ نا تھی۔۔۔ البتہ اسکے پاس فلحال اتنی بڑی اماونٹ نہیں پڑی تھی۔۔۔ جو اسکے بینک میں رقم تھی وہ ہنوز سیونگ اکاونٹ میں تھی۔۔۔

اسکے علاوہ انہیں جب جہاں پیسے کی ضرورت پڑتی انکے ایک فون کال پر پیسے پہنچ جاتے تھے تو اپنے پاس اتنی بڑی رقم رکھنے کا کبھی سوال ہی نہیں اٹھا تھا۔۔۔
مام آپکا موبائل۔۔۔

سبحان نے ماں کو فون تلاشتے دیکھا تو ہاتھ میں تھا ماموبائل اسکی جانب بڑھایا۔۔۔
وہ موبائل پر نمبر ڈائل کرتی ایک سائیڈ پر آگئی۔۔۔

بے چینی سے نمبر ڈائل کر کے کان سے لگایا۔ یقینی بات تھی شامیر اپنے لخت جگر کے لئے اپنے سو ضروری کام بھی چھوڑ کر سر کے بل چلا آتا۔۔۔
لیکن یہ کیا۔۔۔

فون سے آتی ناٹ رسپانڈنگ کی آواز سن کر اسکا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔

ایمان نے وہیں کھڑے کھڑے ایک بار دوبار اور پھر بار بار اسکا نمبر ڈائل کیا لیکن ہر بار نمبر ناٹ رسپانڈنگ آرہا تھا۔۔۔

اب صحیح معنوں میں ایمان کے ہاتھوں کے طوطے اڑنے لگے۔۔۔ تشویش فطری تھی۔۔۔ اندر بیٹا زندگی اور موت کی کش مکش میں جھول رہا تھا اور یہاں اسکے باپ سے رابطہ استوار ناہو رہا تھا۔۔۔

یکدم دماغ میں جھماکا ہوا۔۔۔ اسنے تیزی سے شامیر کا دوسرا نمبر ڈائل کرنا شروع کیا جو اسنے ایمان کو انتہائی ایمر جنسی کے وقت ڈائل کرنے کو کہا تھا وہ بھی تب جب شامیر کے اس نمبر پر رابطہ ناہو سکے۔۔۔ اسکا یہ دوسرا نمبر ہمیشہ آن ہی ہوتا تھا۔۔۔ لیکن یہ کیا۔۔۔ آج تو اسکا دوسرا نمبر بھی بند جا رہا تھا۔۔۔ ایمان کو حقیقتاً اپنی آنکھوں کے سامنے تارے ناچتے دکھائی دینے لگی۔۔۔

اسکے پاس اتنی انویسٹمنٹ نا تھی۔۔۔ بھائی اسکے خود سفید پوش لوگ تھے جو سفید پوشی سے اپنا گزر بسر کر رہے تھے۔۔۔ شامیر سے اسکا رابطہ استوار ناہو رہا تھا۔۔۔ اندر اسکا لخت جگر علاج کے لئے پڑا تھا۔۔۔ اسے اپنی سانسیں ڈوبتی محسوس ہوئیں۔۔۔

ساری رات خان ولا کے مکینوں نے ہسپتال کے سرد اور تخی بستہ کاریڈور میں جاگ کر گزاری۔۔۔ ماں کے لبوں پر ہر دم بیٹے کی سلامتی کی دعائیں تھیں۔۔ بابا نے شامیر کے علاج کے لئے ایڑھی چوٹی کا زور لگا ڈالا تھا۔۔

جوان اور کامیابی کی اونچائیوں کو چھوتے بیٹے کے اس غیر متوقع ایکسیڈینٹ نے نیز اسکی سرپس حالت نے واجد خان جیسے مضبوط اور ظالم شخص کے اعصاب بھی جھنجھوڑ ڈالے تھے۔۔

صبح فجر کی اذانوں کے وقت کہیں جا کر ماں کی دعائیں رنگ لائیں اور ڈاکٹر نے شامیر کے ہوش میں آنے اور رسپانس کرنے کی خوشخبری سنائی۔۔ گہری چوٹوں اور خون کے بے جاضائع سے شامیر کے جسم کے اعضاء رسپانس کرنا چھوڑ رہے تھے۔۔ صد شکر کے بروقت علاج سے اسکی بگڑتی حالت کو کنٹرول کر لیا گیا تھا۔۔

وہ خطرے سے باہر تھا لیکن ابھی انڈر آبزرویشن تھا اور اس وقت دوائیوں کے زیر اثر پھر سے گنودگی میں تھا۔۔

ماں یہ خبر سنتے ہی فوراً سجدہ شکر بجالائیں۔۔۔

کیا ہوا ایمان یہاں کیوں کھڑی ہو۔۔۔ ریسپشن پر فیس جمع کروانی ہے۔۔۔ جب کافی دیر تک ایمان واپس نا آئی تو حامد اسے تلاشتا اسکے پاس ہی آگیا۔۔۔ اسکے لہجے سے فکر مندی عیاں تھی۔۔۔

بھائی شامیر سے رابطہ نہیں ہو پارہا۔۔۔ اور میرے پاس فلحال اتنی انویسٹمنٹ ہے نہیں۔۔۔ بے ساختہ ایمان کی آنکھیں چھلک پڑیں جبکہ ہل تو ایک مرتبہ حامد بھی گیا۔۔۔ پھر اب۔۔۔

بھائی کیا۔۔۔ کیا کسی سے کچھ وقت کے لئے ادھار مل سکتا ہے۔۔۔ جیسے ہی شامیر سے رابطہ استوار ہوا میں سارے پیسے لوٹا دوں گی۔۔۔ وہ ہونٹ کچلتی بہتی آنکھوں سمیت آس و نراس میں گھری بھائی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

ایمان ادھار۔۔۔ وہ بھی اتنے شارٹ نوٹس پر۔۔۔ کوشیش کرنی پڑے گی۔۔۔ اور وقت لگے گا۔۔۔ وہ شش و پنج میں مبتلا ان تمام کنٹیکٹس کو دماغ میں کنگالنے لگا جہاں سے اس وقت مدد ملنے کے امکان تھے۔۔۔

ایمان کا دل بھر بھر آیا۔۔۔ شامیر کو پتہ لگے کہ اس کا لخت جگر یہاں کن حالوں میں
علاج کا منتظر پڑا ہے تو وہ اس کے علاج کو زمین آسمان ایک کر ڈالے۔۔۔
اس کا دل بھر بھر آیا۔۔۔

یا اللہ تو تو اپنے بندوں پر انکی برداشت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا نا مالک۔۔۔ رحم کر
مجھ پر۔۔۔ اس آزمائش کو ٹال دے۔۔۔ مجھے اتنا بے بس نا کر بیٹے کو اندر علاج سے
محروم لیٹا دیکھتی رہوں۔۔۔ وہ زخمی زخمی ہو ا دل لئے رب کے حضور کر لا
اٹھی۔۔۔ اسے سانس لینے میں دشواری ہونے لگی تھی جب اس نے بے طرح اہنا
سینہ مسلنا۔۔۔

اور عین اسی وقت ایک نوکیلی چیز اس کے ہاتھ سے ٹکرائی۔۔۔
وہ چونک چونک گئی۔۔۔ آنکھوں میں موجود آنسو تک ٹھٹھرنے لگے۔۔۔
اس نے سر جھکاتے اپنے گلے کے قریب اس چیز کو دیکھا وہ اس کے گلے میں موجود نفیس
سالا کٹ تھا۔۔۔

یکدم اس کے دماغ میں جھماکا سا ہوا۔۔۔

ان سب چیزوں کی ضرورت نہیں تھی شامیر۔۔۔ لمحوں میں وہ اپنے اپارٹمنٹ کے
لاونج میں جا پہنچی جہاں شامیر اسکے پیچھے کھڑا اسکے گلے میں وہ لاکٹ پہنارہا تھا۔۔۔
آپ ہر مرتبہ ہی کچھ ناکچھ لاتے ہیں۔۔۔ اتنی ساری جیولری کا میں کیا کروں گی۔۔۔
مجھے اتنا شوق نہیں جیولری کا۔۔۔ وہ جھنجھلائی۔۔۔ کافی سارا گولڈ تو ہنوز اچھوا پڑا تھا
وہ ہر مرتبہ اور لے آتا

ارے ایسے کیسے نہیں ضرورت اسکی ایمان۔۔۔ یہ ایک انویسٹمنٹ ہے جو
تمہارے پاس ہونی ضروری ہے۔۔۔ کبھی اگر زندگی میں ایسا مقام آیا جب کسی وجہ
سے میں تمہارے پاس ناہو ایاز زندگی نے قسمت میں ہجر لکھ ڈالا تو ضرورت پڑنے
پر تمہیں کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔۔۔
ہر مرتبہ اسکے لئے گولڈ یا ڈائمنڈ کی جیولری لاتے یا کوئی پڑا پڑتی بچوں کے نام
کرواتے وہ یہی بات کہتا تھا۔۔۔

وہ ہمیشہ سے ہی شوہر کی دوراندیشی کی قائل تھی مگر اب اسے اس رب کی ہر
مصلحت صاف نظر آنے لگی تھی۔۔۔

وہ اتنی بے بس تھی نہیں جتنا سمجھ بیٹھی تھی۔۔۔

اسنے رگڑ کر آنکھوں کے آنسو صاف کئے اور بھائی کی جانب پلٹی۔۔۔

پیسوں کا انتظام ہو گیا بھائی۔۔۔ چلیں میرے ساتھ۔۔۔

حامد فون پر کسی سے پیسوں کے بارے میں پوچھ رہا تھا جب یکدم ایمان کے آنے پر

اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتی ہسپتال کے خارجی راستے کی

جانب بڑھ رہی تھی حامد نے بھی اسکی تقلید کی۔۔۔

گھر پہنچ کر اسنے لا کر کھولتے اپنی ساری ڈائمنڈ اور گولڈ جیولری انگوٹھیاں بریسلٹ

نیکلس ایئر رنگز ہر وہ چیز جو مختلف مواقع پر شامیر لاتا رہا تھا وہ حامد کے سامنے ڈھیر

کردی۔۔۔۔ یہ ساری جیولری بیچ آئیں بھائی۔۔۔

حامد گم صم سا اسے دیکھتا رہ گیا۔۔۔ اسے بہن کی عقل پر شبہ ہوا۔۔۔ وہ جیولری بیش

بہا قیمتی تھی اور وہ اسے ساری بیچنے کو بول رہی تھی۔۔۔

اسنے آگے بڑھتے چند مخصوص چیزیں اٹھائیں۔۔۔

اتنے میں ہمارا کام چل جائے گا ایمان۔۔۔ باقی جیولری سمجھال کو۔۔۔ دوبارہ

ضرورت پیش آئی تو پھر سے سیل کر لیں گے۔۔۔ اور شاید تب تک تمہارا رابطہ

شامیر سے استوار ہو جائے۔۔۔۔

وہ منتخب شدہ جیولری اختیاط سے جیب میں رکھتا ایمان کو لئے واپس نکلا۔۔۔ اسے
ہسپتال میں چھوڑ کر خود جیولر کے پاس چلا آیا۔۔۔

زوہان کا آپریشن کامیاب رہا تھا۔۔۔ لیکن اسنے اس بیماری کے دوران ایمان کو
ناکوں چنے چبوا دیئے تھے۔۔۔ وہ پہلے ہی موڈی تھا۔۔۔ پلستر لگی ٹانگ کے ساتھ
مزید حساس ہو گیا تھا۔۔۔

کچھ ایمان بھی اسکے پاس سے ایک پل کو ہٹنے کو تیار نہ تھی۔۔۔
وہ معصوم بچہ تھا تھوڑے سے درد کو بھی زیادہ محسوس کرتا۔۔۔ درد کی شدت
محسوس کرتا تو ساری ساری رات کرلاتا رہتا اور اسکی آہیں سن ایمان کی جان پر بن
آتی۔۔۔ کبھی اسے پین کلرز دیتی تو کبھی کوئی سدباب کرتی۔۔۔ وہ ایک پل اسکے
پاس سے ہٹنے کو تیار نہ تھی۔۔۔۔

کبھی اسے سہارے سے بیٹھا کر کچھ کھلاتی تو کبھی اسکے مسلسل ایک جگہ پر بیٹھے رہنے
کے باعث چڑچڑاہونے پر اسکا دل بہلاتی۔۔۔

اس دوران ایک ضد جو وہ سوتے جاگتے کرتا تھا وہ تھی باپ سے بات کرنے کی
ضد۔۔۔ بارہا زوہان شامیر خان باپ کا نمبر ڈائل کر چکا تھا۔۔۔
ایمان اپنی جگہ الگ پریشان تھی کے شامیر سے رابطہ کیوں استوار نہیں ہو رہا البتہ
اسنے یہ پریشانی لبوں سے ادا ناکی تھی۔۔۔
لیکن زوہان باپ سے بری طرح ناراض تھا۔۔۔ وہ اس بیماری سے فیڈ آپ ہو رہا
تھا۔۔۔

اس سارے پر اس میں سب سے زیادہ نظر انداز سبحان کی ذات ہو رہی
تھی۔۔۔ ایمان جتنے دن ہسپتال میں رہی سبحان نگارش کے پاس رہا۔۔۔
اسکا کھانا پینا اسے پڑھائی کروانا سب نگارش کے ذمہ تھا۔۔۔
وہ الگ بات کے سبحان جیسے سہولیات و آرائش و زیبائش میں پلے بچے کے لئے
ماموں کے گھر بنیادی سہولیات میں گزارا کرنا اپنے آپ میں ایک چیلنج ثابت ہوا
تھا۔۔۔

وہ خاموش طبیعت تھا اور شور اسے سخت ناپسند تھا لیکن یہاں دونوں ماموں کے
بچوں کا شور انکے لڑائی جھگڑے انسہ مامی کی آوازیں ایک پل کو بند نہ ہوتی
تھیں۔۔۔

اللہ اللہ کر کے زوہان کو ہسپتال سے چھٹی ملی اور ماں کے گھر آنے پر اسنے سکون کا
سانس لیا۔۔۔

لیکن وہ بڑا سمجھدار بچہ تھا۔۔۔ اسنے اس معاملے میں ماں کو بالکل تنگ نہ کیا تھا۔۔۔
وہ ہمہ وقت زوہان کے پاس ہوتیں تو صبح سکول کے لئے خود ہی تیار ہو کر بڑیڈ جیم کا
ناشتہ کرتا ماں کے لئے ناشتہ میں چاہے کاکپ اور بریڈ جیم اسکے پاس رکھ جاتا۔۔۔
ایمان کو اس پر ٹوٹ کر پیار آتا۔۔۔
نوریں آجاتی تو وہ سکول جانے سے پہلے اسے ماں کو وقت پر لچ کر وانے کی یاد دہانی
کروانا بالکل نا بھولتا۔۔۔

زوہان بھی رفتہ رفتہ صحتیاب ہو رہا تھا۔۔۔ بس ایک نا ہو پارہا تھا تو شامیر سے اسکا
رابطہ تھا جسنے اسکی دن رات کی نیندیں اڑا ڈالی تھیں۔۔۔

اور سچی بات تھی حالات کی چکی نے اسے اس ایک ڈیرھ ہفتے میں اچھے سے پیس ڈالا
تھایوں کے اسکی اپنی صحت پر اچھے خاصے اثرات مرتب ہوئے تھے۔۔

وہ ابھی ابھی زوہان کو نہایت احتیاط سے نہلا کر اسے اچھے سے تیار کر کے لٹا کر اس
پر لحاف اوڑھا کر اسکے پاس ہی بیٹھی اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتی رہی حتیٰ کہ وہ ماں
کے سینے میں منہ چھپائے نیند کی وادیوں میں اتر گیا۔۔

ایمان نے اسے احتیاط سے سیدھا کیا اور اسکے معصوم سے چہرے کا بوسہ لیتے
سیدھی ہوئی۔۔

ابھی بستر سے اتری نا تھی جب میسج ٹیون نے اسکی توجہ اپنی جانب مبذول کروا
لی۔۔۔

اسنے چونک کر میسج کھولا۔۔۔

میسج سم کمپنی والوں کا تھا۔۔۔ وہ کوئی سروس تھی جو اس وقت اسکے دوسرے نمبر پر
ایکٹو ہو سکتی تھی۔۔۔ یہ ایک یاد دہانی کا میسج تھا کہ آپ اپنی دوسری اس سم پر اس
مخصوص سروس کو ایکٹو کر سکتے ہیں۔۔۔

یکدم ایمان کے دماغ میں ایک جھماکا سا ہوا۔۔۔

وہ جھٹکے سے سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔

اسکے پاس دوسری کوئی سم نہ تھی۔۔۔ پھر یہ میسج کیسا۔۔۔

اسکے موبائل میں موجود سم کس کے نام تھی۔۔۔

دماغ نے تیزی سے کام کیا۔۔۔

امجد کے نام۔۔۔ جو شامیر نے حفظ ما تقدم کے طور پر ارادی طور پر اسے دی

تھی۔۔۔ مطلب یہ دوسرا نمبر امجد کا تھا۔۔۔

اسکا دل زور سے ڈھرکا۔۔۔

مطلب گھپ اندھیرے میں امید کی روشنی کا ایک سرا دکھائی دیا تھا۔۔۔

مطلب وہ اس نمبر پر امجد سے رابطہ کر کے اس سے شامیر کے بارے میں پوچھ سکتی

تھی۔۔۔

اسکا دل کانوں میں بجنے لگا تھا اسکے کپکپاتے ہاتھوں کی انگلیاں تیزی سے موبائل پر

وہی نمبر ڈائل کرنے لگیں تھیں

دوسری طرف بیل جا رہی تھی۔۔۔ اور ہر جاتی بیل کے ساتھ ساتھ ایمان کو اپنے دل کی ڈھرنکیں واضح بڑھتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔

وہ زوہان کی نیند خراب ہونے کے ڈر سے اٹھ کر بالکنی میں آ گئی۔۔۔

ہیلو۔۔۔ دفعتاً اسے ایئر پیس سے امجد کی جھنجھلائی سی آواز سنائی دی۔۔۔

رابطہ استوار ہونے پر اسنے بے ساختہ اللہ کا شکر ادا کیا۔۔۔ صبح کے دس بج رہے

تھے لیکن اسکے باوجود بدلتے موسم کے باعث باہر ابھی پوری طرح سے سورج

نہیں نکلا تھا۔۔۔

اسلام علیکم امجد بھائی میں کنزل ایمان بات کر رہی ہوں۔۔۔ اسنے بامشکل ضبط سے

کیکپاتی آواز کی لغزش پر قابو پایا۔۔۔

شامیر کا نمبر کیوں مسلسل آف رہا ہے۔۔۔ میرا۔۔۔ میرا ان سے رابطہ۔۔۔

بات کرتے کرتے وہ ضبط کے پیمانے کے چھلکنے کے ڈر سے بات ادھوری چھوڑتی

لب دانتوں تلے سختی سے بھینچ گی۔۔۔

اوہ ایمان بی بی۔۔۔

امجد نے گہرا سانس خارج کیا۔۔۔

ایمان بی بی خان کا بہت شدید ایکسیڈینٹ ہو گیا ہے۔۔۔۔

امجد کے کہنے پر اسے اپنے قدموں تلے سے زمین کھسکتی محسوس ہوئی۔۔

وہ ابھی تک ہاسپیٹلائزڈ ہیں۔۔۔ اس ایکسیڈینٹ میں انکا موبائل فون ادھر ادھر

ہوا تو پھر کسی کی اس جانب کوئی خاص توجہ ناگئی۔۔۔

پہلے چند دنوں وہ انتہائی نگہداشت میں رہے ہیں۔۔۔ اب کچھ بہتر ہیں لیکن کمزوری

اور چوٹوں کے باعث زیادہ تردد و اوں کے زیر اثر غنودگی میں رہتے ہیں۔۔۔ کم کم

ہی ہوش میں ہوتے ہیں۔۔۔ بس اتنا ہی کے کچھ کھاپی لیا۔۔۔ شاید تبھی انکا بھی

اس جانب دھیان نہیں گیا۔۔۔ ورنہ آپ جانتی ہیں کے انکی پہلی ترجیح ہمیشہ سے

انکی یہ ہی فیملی رہی ہے۔۔۔

امجد بتا رہا تھا جبکہ ایمان کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ خاموش آنسو

مسلسل اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔۔ ایک طرف شوہر اور ایک طرف بیٹا

وہ وقت اور حالات کی ستم ظریفی کے آگے بے بس ہو کر رہ گئی تھی۔۔۔

آنکھوں کے آگے یکدم ہی اندھیرا چھانے لگا تھا۔۔۔ تو مطلب اتنے دنوں کی بے

چینی یو نہی نا تھی۔۔۔

میری ان سے بات کرو اور امجد۔۔۔ وہ کر لائے اٹھی
ایمان بی بی ابھی یہ ممکن نہیں۔۔۔ وہ غنودگی میں ہیں۔۔۔ اسنے شائستہ انداز میں
معذرت کی۔۔۔

ٹھیک ہے پھر میں بائے ایئر پہنچ رہی ہوں اسلام آباد۔۔۔ مجھے ہسپتال کا ایڈریس
سینڈ کرو۔۔۔

وہ ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کرتی لمحوں میں فیصلہ کر اٹھی۔۔۔
ایمان بی بی یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔ یہ خطرے سے خالی نہیں۔۔۔
یہاں ہسپتال میں ہمہ وقت خان کے ساتھ کوئی ناکوئی موجود ہوتا ہے۔۔۔
آپ یہاں آ بھی گئیں تو ان سے مل نہیں سکیں گی۔۔۔ رحم کریں خود پر بھی اور
خان پر بھی۔۔۔ یہاں حالات بہت خراب ہیں آپکے آنے سے مزید خراب ہو سکتے
ہیں۔۔۔

بے ساختہ امجد کی نگاہوں کے سامنے سے ارحم کی طلاق کا واقعہ گزر گیا۔۔۔

ابھی اس واقعہ کو وقت ہی کتنا ہوا تھا۔۔۔ ایسے میں اگر ایمان بھی وہاں آ جاتی اور اسکے اور شامیر کے رشتے کی بھنک بھی واجد خان کو لگ جاتی تو اس رشتے کا انجام کیا ہوتا یہ بات کسی سے دھکی چھپی نا تھی۔۔۔

تبھی اسکی جان پر بن آئی۔۔۔ وہ اسے روکنے کو جی جان کی بازی لگا دینا چاہتا تھا۔۔۔ وہ بھی تب جب شامیر خان بستر مرگ پر پڑا سدھ بدھ میں ہی نا تھا۔۔۔

میں کچھ نہیں جانتی امجد بھائی۔۔۔ بس بہت ہوا۔۔۔ میرا شوہر وہاں بستر مرگ پر پڑا ہے اور میں یہاں۔۔۔ وہ سک اٹھی۔۔۔ کپکپاتے لبوں نے بات مکمل ہونے ہی نا دی۔۔۔

میں بس ابھی نکل رہی ہوں آپ مجھے ایئر پورٹ سے رسیو کر لینا۔۔۔ نہیں ایمان بی بی میری بات۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ بات مکمل کرتا رابطہ منقطع ہو گیا۔۔۔

امجد سر تھام کر رہ گیا۔۔۔ یہ بندی خاصہ سلجھی اور سمجھدار تھی یہ اتنی سر پھری کب سے ہو گئی۔۔۔ وہ محض سوچ کر رہ گیا۔۔۔

اسے آنے والے حالات ڈرا رہے تھے۔۔۔ وہ دعا گو تھا کہ جلد از جلد شامیر ہوش میں آجائے تاکہ وہ اسے حالات سے باخبر کر سکے۔۔۔ ورنہ یقیناً یہاں بڑی گڑبڑ ہونے والی تھی

ایمان نے آنا فانا ساری تیاری کی تھی۔ اسنے فون کر کے نگارش کو گھر بلایا وہ اپنی چھ سالہ بیٹی خولہ کے ساتھ فوراً اسکے کہے کے مطابق کچھ ہی وقت میں اسکے پاس تھی۔۔۔

زوہان سو رہا تھا یقیناً اٹھ جاتا اور ماں کو آس پاس ناپاتا تو ایک وبال کھڑا کر دیتا۔۔۔ سحان سکول تھا یقیناً یہاں ہوتا تو ماں کو کبھی تنہا جانے نا دیتا۔۔۔ مگر وہ فیصلہ کر چکی تھی اور اپنی بات سے پھر نہیں سکتی تھی۔۔۔ اس نے بعجلت اپنی تیاری مکمل کی۔۔۔ لباس تبدیل کیا اور ہینڈ بیگ میں ضروری چیزیں رکھیں۔۔۔۔

نینا مجھے بہت ضروری کام سے کہیں جانا ہے۔۔۔ جب تک میں واپس نہیں آ جاتی تم
پلیز زوہان کا خیال رکھنا اور سبحان کا بھی وہ سکول سے آجائے تو اسے لچکروا
دینا۔۔۔ زوہان کا کھانا فریج میں ہے نوریں سے گرم کروا کر اسے کھلا دینا۔۔۔
اور خولہ بیٹا۔۔۔ وہ گھٹنوں کے بل اس ننھی پری کے سامنے بیٹھی۔۔۔
بیٹا۔۔۔ زوہان آپ سے چڑتا ہے نا۔۔۔ اسنے خولہ کے چہرے ہر پیار کیا۔۔۔
میرا بچہ جب تک پھوپھو گھر واپس نہیں آ جاتی نا آپ نے زوہان کے کمرے میں
نہیں آنا۔۔۔

باہر انکے سارے ٹوٹ پڑے ہیں۔۔۔ آپ نے انکے ساتھ کھیلنا ہے اور سبحان بھائی
آجائے تو اسکے ساتھ کھیل لینا لیکن زوہان کے پاس مت آنا۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ
ایماں کی غیر موجودگی سے اسنے ویسے ہی بہت چڑنا ہے مزید وہ اسے چڑنے کا موقع
نہیں دے سکتی تھی۔۔۔ خولہ نے معصومیت سے سرہاں میں ہلایا تو ایمان نے اسے
گلے سے لگاتے اسکے چہرے پر پیار کیا۔۔۔
میرا پیارا بچہ۔۔۔

لیکن تم جا کہاں رہی ہو ایمان وہ بھی تنہا۔۔۔ نینا کو اسکی جلد بازیاں دیکھ فکر لاحق ہوئی۔۔۔ وہ کچھ کھل کر بتا بھی تو نہیں رہی تھی۔۔۔

کہانا ضروری کام ہے۔۔۔ اسنے بے چینی سے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیری۔۔۔ ٹکٹ وہ اپنی آنلائن کروا چکی تھی۔۔۔ کیب باہر آئی کھڑی تھی۔۔۔ وہ بس اڑ کر شامیر کے پاس پہنچ جانا چاہتی تھی۔۔۔

اوکے کے کے ضروری کام تو ہو گا مگر رتم پلیز تھوڑا انتظار کر لو۔۔۔ حامد کو آ لینے دو انکے ساتھ چلی جانا کہاں تم تنہا خوار ہوتی پھر وگی۔۔۔ ایمان کی اڑی رنگت اور حواس باختگی سے نینا کی تشویش فطری تھی۔۔۔ نیز روئی روئی سی گلابی آنکھیں اور چہرے پر چھائی سرخی یقیناً کسی اچھی چیز کی علامت تو نا تھیں۔۔۔

نہیں تھینکیو نینا۔۔۔ لیکن میرے پاس وقت نہیں ہے۔۔۔ تم بس بچوں کا خیال رکھنا۔۔۔ اپنی بات کہہ کر وہ بنا اسکی بات سنے تیزی سے گھر سے نکلی۔۔۔ کیب میں بیٹھ کر ایئر پورٹ پہنچی۔۔۔ صد شکر کے اندرون پاکستان میں بائے ایئر سفر اسنے شامیر اور بچوں کے سنگ کی دفعہ کیا تھا تو یہ سفر اسکے لئے انجانا سفر نا تھا۔۔۔

اسلام آباد ایئرپورٹ پر لینڈ کر کے اسنے امجد سے رابطہ بحال کیا لیکن فکر مند سا
امجد اسکے یہاں آنے کی خبر سن کر اس سے بھی پہلے ایئرپورٹ اسکے انتظار میں پہلے
سے کھڑا تھا۔۔۔

یہ لڑکی اسکے باس کے لئے کیا تھا وہ باخوبی آگاہ تھا ایسے میں وہ کسی کوتاہی کا مرتکب
نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔

ایمان بی بی ایک دفعہ پھر سے سوچ لیں۔۔۔ یقیناً آپ اپنے اور خان کے لئے
مشکلات بڑھالینے والی ہیں۔۔۔

امجد کے عاجزی سے کہنے پر ایمان نے اسے بھرائی نگاہوں سے دیکھا تو وہ بے بسی
سے سر جھکا گیا۔۔۔

زندگی میں پہلی مرتبہ آپ سے مدد مانگی ہے امجد بھائی۔۔۔ اسکی بھرائی شکوہ کناں
آواز پر وہ مزید کچھ نابولا۔۔۔

یہاں اسے پھونک پھونک کر قدم رکھتے حکمت عملی سے کام لینا تھا تبھی ایمان کو
اپنے ساتھ خان کی گاڑی میں ساتھ لیجانے کا وہ رسک نہیں لے سکتا تھا۔۔۔ یوں
ایمان بڑی جلدی سب کی نظروں میں آجاتی۔۔۔

تبھی اسنے حفظ ماتقدم کے طور پر ایمان کے لئے الگ سے کیب کروائی اور کیب کے ڈرائیور کو اپنی گاڑی کو فالو کرنے کو کہا۔۔۔

ایمان ڈھرتے دل پر ہاتھ رکھے بے چینی سے آنے والے وقت کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔ ذہن پر اکندگی کا شکار ہو رہا تھا۔۔۔ کیا اسنے یہاں آکر ٹھیک کیا تھا۔۔۔

کیا اسے یہاں آنا بھی چاہیے تھا یا نہیں۔۔۔ کہیں وہ واقعی یہاں آکر اپنے اور شامیر کے لئے مشکلات بڑھاتا تو نہیں لینے والی۔۔۔ ہر گزرتا لمحہ اسکے لئے پریشانی بڑھاتا جا رہا تھا۔۔۔

امجد چوکنے انداز میں چاروں جانب دیکھا ہسپتال کی راہداری میں آگے بڑھ رہا تھا جبکہ سرمئی کھدر کے قمیض شلوار سوٹ اور سیاہ شال کے ہالے میں مقید چہرہ انقباض سے ڈھانپے ایمان بھی اس سے کچھ فاصلہ رکھے اسے فالو کر رہی تھی۔۔۔ مطلوبہ راہداری مرتے نا محسوس انداز میں امجد نے اسے رکنے کا اشارہ کیا اور خود لمبے لمبے ڈگ بھرتا خان کے مطلوبہ کمرے میں گیا۔۔۔

وہ ایک وی آئی پی پیشینٹ روم تھا جس میں بے شمار عیادت کرنے کے لئے آنے والوں کی جانب سے فریش بکے پڑے تھے۔۔۔

سامنے پیشینٹ بیڈ پر جھنجھلایا اور بے زار شامیر تکیوں کے سہارے نیم دراز تھا۔۔۔ صد شکر کے وہ ہوش میں تھا۔۔۔ امجد ن سکون کی سانس خارج کی۔۔۔ اسکا سر بازو اور ٹانگ پیوں میں جھکڑی تھی البتہ پاس ہی سائیڈ پر فروٹ باسکٹ ٹرے اور چھڑی پڑی تھی۔۔۔

دروازہ کھلنے پر اسنے سر اٹھا کر دیکھا سامنے اڑی اڑی سی رنگت اور بو کھلائی صورت لئے امجد کھڑا تھا۔۔۔

تمہیں کیا ہوا ہے۔۔۔ وہ خاصی بیزاری سے گویا ہوا جب امجد اسے تنہا دیکھ انہی قدموں پر باہر نکلا۔۔۔

خان اسکا انداز دیکھ حیران رہ گیا۔۔۔ وہ اسکی بات نظر انداز کر گیا تھا۔۔۔

دفعۃً پھر سے دروازہ کھلا اور قدموں کی چاپ ابھری۔۔۔

شامیر نے غصے سے سر اٹھا کر سامنے دیکھا۔۔۔

مگر سامنے موجود ایمان کو دیکھ اسکے چودہ طبق روشن ہو گئے۔۔۔ ساری سستی اور
بے زاری اڑن چھو ہو گئی۔۔۔ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں جبکہ دل یوں ڈھرکا
جیسے ابھی سینے کی حدود تو ر کرباہر آنکے گئے۔۔۔

تم۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہی ہو ایمان۔۔۔ اسکی آواز خدشات سے پر تھی۔۔۔ آواز
کی لغزش ایمان نے بھی شدت سے نوٹ کی۔۔۔
وہ دو قدم آگے بڑھی۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔ ڈیمم۔۔۔
تم لائے ہو اسے یہاں۔۔۔ مائے گاڈ امجد۔۔۔ تم اسقدر بے وقوف اور عقل کے
اندھے کب سے ہو گئے۔۔۔
شامیر کا خوف مجسم صورت کبھی بھی سامنے آنے کو تیار کھڑا تھا۔۔۔ وہ اپنا آپانا
کھوتا تو کیا کرتا۔۔۔

خان ایمان بی بی ضد۔۔۔

شٹ آپ۔۔۔ جسٹ شٹ آپ۔۔۔

چھوٹے دودھ پیتے بچے ہو تم۔۔۔ جو تمہیں صورت حال کا علم نہیں۔۔۔ کیا تم ارحم کا واقعہ بھول گئے۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ مائے گاڈ امجد۔۔۔ مرو گے تم میرے ہاتھوں۔۔۔ وہ بے چینی سے پٹی جڑے ہاتھ کا مکہ ماتھے پر مارنے لگا۔۔۔

ایمان کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔

خان آپ یہ۔۔۔

امجد۔۔۔ امجد۔۔۔ امجد۔۔۔ بابا ڈاکٹر کے روم میں میری رپورٹس ڈسکس کرنے گئے ہیں کسی بھی پل واپس آتے ہوں گے بے وقوف انسان۔۔۔ یہ تم نے کیا کیا۔۔۔
وہ بے بسی سے حلق کے بل چلا اٹھا۔۔۔

اب سہی معنوں میں امجد کے ساتھ ساتھ ایمان کے بھی ہاتھوں کے طوطے اڑے۔۔۔

ایمان کو بے ساختہ اپنی فاش غلطی کا احساس ہوا۔۔۔

خان کا ضبط کی شدت سے سرخ پڑتا چہرہ۔۔۔ متوحش آنکھیں اور لہجے کا خوف رفتہ رفتہ ایمان کے اندر سرائیت کرنے لگا تھا۔۔۔

یکدم عقل بیدار ہوئی تو اسے اندازہ ہوا کہ وہ جذباتیت میں بہت غلط کام کر چکی ہے۔۔۔

میں ابھی واپس جاتی۔۔۔ وہ روہانسی ہوتی واپس پلٹی۔۔۔
رک جاوے وقوف لڑکی۔۔۔ جب وہ بے ساختہ چلا اٹھا۔۔۔
ایمان اسکی ڈھار سے کپکپا کر رہ گئی۔۔۔

تم باہر جاو امجد۔۔۔ پہلے باہر کی صورت حال دیکھو۔۔۔ اسے کوئی میرے کمرے سے باہر نکلتا نہ دیکھے۔۔۔ شامیر کی جان پر بنی ہوئی تھی۔۔۔
نچ۔۔۔ جی خان۔۔۔ خان انہی قدموں باہر کو دوڑا۔۔۔

چند ہی پلوں میں اسکی واپسی ہوئی وہ حواس باختہ دکھائی دیتا تھا۔۔۔

نخ خان۔۔۔ بڑے خان یہیں آرہے ہیں۔۔۔ بات کرتا وہ بے طرح ہکلا یا۔۔۔
ایمان کو اپنی روح پاؤں کے رستے نکلتی محسوس ہوئی۔۔۔ گویا رفتہ رفتہ اسکا پورا جسم مفلوج ہو کر بے جان ہو رہا ہو۔۔۔

دل کی ڈھر کن گویا تھمنے لگی تھی۔۔۔ یہ اسنے بھلا کیا کیا۔۔۔ آئیل مجھے مار۔۔۔
جبکہ شامیر سانس تک روک گیا۔۔۔ دفعتاً دروازے کے باہر قدموں کی واضح
چاپ ابھرتی سنائی دی۔۔۔

خام کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا جبکہ ایمان اپنے کپکپاتے ہاتھ منہ پر
جما گئی۔۔۔ کاش اسے کوئی منتر آتا ہوتا جسے پڑھ کر وہ اس وقت وہاں سے غائب ہو
جاتی۔۔۔

دفعتاً کمرے کے دروازے کا ہینڈل گھما اور اگلے ہی پل بابا ہاتھ میں شامیر کی
ریپورٹس فائل پکڑے کمرے کے اندر موجود تھے۔۔۔

شامیر کا اوپر کا سانس اوپر جبکہ نیچے کا سانس نیچے رہ گیا۔۔۔ جبکہ امجد کی رنگت بھی
فق تھی۔۔۔
کیا ہوا۔۔۔

بابا امجد کی فق پڑتی رنگت دیکھنا سمجھی سے مستفسر ہوئے۔۔۔ جبکہ شامیر نے ایک
چور نگاہ واش روم کے ادھ کھلے دروازے کی جانب دیکھ سرعت سے چہرے کے

تاثرات درست کئے۔۔۔ دل اندر سے دھک دھک کر رہا تھا جبکہ وہ باپ جیسے زیرک شخص کو اپنے چہرے کے تاثرات کے ذریعے سے اپنی زندگی کی کہانی کے عنوان کے بارے میں شک میں مبتلا کر کے انہیں پوری کہانی معلوم کرنے کے تجسس میں نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔۔

ان سب سے قطعی نظر و اش روم کی نیم تاریکی میں ٹائلز سے مزین دیوار کے ساتھ جڑ کر کھڑی ایمان تیزی سے ڈھرتے دل پر سختی سے ہاتھ جمائے سوکھے پتے کی مانند کپکپا رہی تھی۔۔۔

وہ۔۔۔ وہ بڑے خان۔۔۔

امجد نے تھوک نگلا۔۔۔ واجد خان جیسے شخص کے سامنے اس سے بات بنانا محال ہوا۔۔۔

کچھ نہیں بابا۔۔۔ عقل کا اندھا ہو گیا ہے یہ شخص۔۔۔ لگتا ہے اسکی فی نویلی دلہن نے اسکی عقل سمجھ ساری ضبط کر لی ہے۔۔۔

شامیر نے لفظوں کے پیراہن میں کھولن نکالی۔۔۔ امجد نے سانس روکے اچھنبے سے اسے دیکھا کہ وہ باپ کیسے سامنے بھلا کیسے کھل رہا تھا۔۔۔

جبکہ واجد خان اقدم قدم چلتے پیشینٹ بیڈ کے قریب ہی پڑے کاونچ پر بیٹھ گئے۔۔۔
راستے میں آتے ایک بچے کا ایکسیڈینٹ کر آیا ہے۔۔۔ اور رکنے کی بجائے موقع
واردات سے بھاگ نکلا ہے اسی لئے اسقدر حواس باختہ ہے۔۔۔ شامیر نے تاسف
سے سرنفی میں ہلاتے غصیلے لہجے میں کہہ کر بات کو ر کرنا چاہی۔۔۔
امجد نے خان کے بات کو ر کرنے پر بے ساختہ سکون کا سانس خارج کیا۔۔۔
یہ کوئی اتنا بڑا شو نہیں۔۔۔ بابا نے ناک سے مکھی اڑائی۔۔۔
امجد نے خاموشی سے وہاں سے کھسکنے میں ہی عافیت سمجھی۔۔۔
شامیر کے دل و دماغ ایمان کی جانب ہی لگے تھے۔۔۔ بابا کسی طرح جلدی سے
چلے جائیں۔۔۔ وہ بیٹھ کیوں گئے تھے بھلا۔۔۔
ڈاکٹر کے مطابق تمہاری رپورٹس میں کافی بہتری ہے شامیر۔۔۔۔۔ انشا اللہ تم
جلد ریکور کر جاؤ گئے۔۔۔ بابا نے فائل سائیڈ پر رکھی۔۔۔
شامیر ہلکا سا مسکراتا سر ہاں میں ہلا گیا۔۔۔
پلیز بابا چلیں جائیں۔۔۔ پلیز پلیز۔۔۔ آپ کو خدا کا واسطہ۔۔۔ وہ خاصا بے چین
تھا۔۔۔

ارے شامیر تم نے تو فروٹس بھی نہیں کھائے۔۔۔ دفعتاً بابا کی نظر ہنوز ویسے کی ویسے پڑی فروٹ باسکٹ پر پڑی۔۔۔

اففف۔۔۔ شامیر نے جھنجھلا کر آنکھیں میچیں۔۔۔

بعد میں کھالوں گا بابا۔۔۔

ہر گز نہیں۔۔۔ ڈائٹ کا خیال نہیں رکھو گے تو ریکور کیسے کرو گئے۔۔۔ رو کو میں تمہارے لئے فروٹس کاٹا ہوں۔۔۔

اس پل وہ وہی باپ تھے جو اولاد سے بے انتہا محبت کرتے تھے لیکن اپنے اصولوں کے معاملے میں وہ ایک انچ پیچھے ہٹنے کو تیار نہ تھے۔۔۔

نہیں پہلے انہیں دھونا پڑے گا۔۔۔

بابا نے کوفت سے ادھر ادھر دیکھا۔۔۔ یقیناً وہاں کوئی ملازم نہیں تھا۔۔۔

اسی لئے کہہ رہا ہوں بابا بعد میں کھالوں گا۔۔۔ وہ عاجز آیا۔۔۔

نہیں تم ٹھہرو میں اسے دھولا تا ہوتا۔۔۔

بابا نے فروٹ باسکٹ سے دو سیب اٹھائے۔۔۔ اب انکارخ واش روم کی جانب تھا

جبکہ انہیں واش روم کی جانب بڑھتا دیکھ شامیر کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔۔۔

بابا آپ کہاں جا رہے ہیں یا رٹس او کے میں کھالوں گا بعد میں۔۔
بابا کو واش روم کے دروازے تک پہنچتا دیکھ وہ بے طرح کراہا۔۔
دروازے کے عین ساتھ ایمان سمٹ کر کھڑی اس آنے والے وقت سے خود کو
محفوظ رکھنے کے لئے اللہ سے دعا گو تھی۔۔

آہہ۔۔۔۔

کیا ہوا شامیر۔۔۔

شامیر کی کراہ سن کر بابا لٹے قدموں اسکی جانب لپکے۔۔ جسکے ماتھے پر اس موسم
میں بھی ٹھنڈے پسینے آنے لگے تھے۔۔ زندگی داو پر لگی تھی۔۔

امجد د۔۔۔ امجد د۔۔۔ وہ حلق کے بل ڈھارا۔۔۔ جب امجد گولی کی مانند بھاگتا

آیا۔۔۔

حکم خان۔۔۔

یہ بابا سے فروٹس پکرو اور دھو کر لاؤ۔۔۔ نیز سسٹر کو بلاو میری میڈیکیشن کا ٹائم ہو رہا ہے۔۔۔ مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔ وہ کوفت و جھنجھلاہٹ میں مبتلا تھا۔۔۔
امجد نے سرہاں میں ہلاتے بجلت واش روم میں جا کر فروٹس دھوئے اور باہر لا کر باسکٹ میں رکھے۔۔۔ ابھی وہ سسٹر کو بلانے کے لئے کمرے کے دروازے تک پہنچا ہی تھا کہ واش روم میں ایمان کا فون بج اٹھا۔۔۔
مائے گاڈ۔۔۔

شامیر نے دہل کر واش روم کی جانب دیکھا۔۔۔ جبکہ بونچکا تو ایک مرتبہ امجد بھی رہ گیا۔۔۔

واش روم میں کوئی ہے کیا۔۔۔ بابا کی آواز میں غیر معمولی سنجیدگی جبکہ ماتھے پر شکنوں کا جال ابھر آیا تھا۔۔۔

شامیر کو اپنا آپ بے دم ہوتا محسوس ہوا۔۔۔

اگر تمہاری بے وقوفی کے باعث تم پر یا میرے معصوم بچوں پر آنچ بھی آئی نا ایمان۔۔۔ تو تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔۔۔ وہ اسقدر فریسٹریٹڈ صورتحال میں دل ہی دل ایمان سے شکوہ کناں تھا۔۔۔

حسب سابق نیند سے جاگتے ہی زوہان نے ماں کو آس پاس موجود ناپا کر زمین آسمان
ایک کر ڈالا تھا۔۔۔

ناوہ کچھ کھا رہا تھا ناپی رہا تھا۔۔۔ حد تھی کے اسنے دوائی تک نالی تھی جسکے باعث
اسکی ٹانگ میں شدید قسم کا درد اٹھنے لگا تھا۔۔۔

سبحان کو جب سکول سے آنے کے بعد ماں کی گھر میں غیر موجودگی کے بارے میں
پتہ چلا تو اسکا رد عمل زوہان کے جیسا تو نہیں تھا البتہ وہ بجھ کر رہ گیا تھا۔۔۔ بس کھانا
کھایا اور خاموشی سے اپنے کمرے میں آگیا۔۔۔

لیکن زوہان نے یوں بونچال اٹھا رکھا تھا کہ کسی سے قابو نہ آ رہا تھا۔۔۔
سبحان نے اسے سمجھانا چاہا مگر وہ کسی کی بھی بات سننے کو تیار نہ تھا۔۔۔

مجبوراً اسکی بگڑتی حالت دیکھ نگارش نے بے بس ہو کر ایمان کا نمبر ڈائل کرتے
اسے صورتحال سے آگاہ کرنا چاہا تھا۔۔۔

لیکن براہو جو وہ نہایت نازک وقت پر اسکا نمبر ڈائل کر چکی تھی۔۔۔

واش روم کی دیوار کے ساتھ لگی تھر تھر کانپتی ایمان نے دہلتے دل کے ساتھ بجلت اپنے ہینڈ بیگ میں بجتے اس موت کے پروانے کو کپکپاتے ہاتھوں سے بیگ کی زپ کھول کر نکالتے بند کیا۔۔۔ لیکن براہو جو تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔۔۔ غالباً باہر ساری حقیقت کا عقدہ کھل چکا ہو گا۔۔۔

اب آگے کیا ہو گا۔۔۔

اسکا دل سوکھے پتے کی مانند کپکپانے لگا۔۔۔

بابا خطرناک حد تک سنجیدگی سے واش روم کی جانب بڑھے جب امجد ہڑبرا کر آگے آیا۔۔۔

اوہو بڑے خان۔۔۔ میرے خیال سے فروٹ دھوتے میرا فون اندر رہ گیا۔۔۔ وہ بجلت واش روم میں داخل ہوا اور انہی قدموں سے اپنا فون جیب سے نکالتا ہاتھ میں پکڑ کر باہر آیا۔۔۔

ایمان نے سانس تک روکتے موبائل سوئچ آف کر کے واپس بیگ میں رکھا۔۔۔ دفعتاً سٹر میڈیسن ٹرے لئے اندر داخل ہوئی۔۔۔

پیشینٹ کی میڈیکیشن کا وقت ہو گیا ہے سر۔۔۔ کانسڈلی آپ سب باہر آجائیں۔۔۔

سسٹر کے کہنے پر واجد خان اور امجد پیشنٹ روم سے باہر نکل گئے۔۔۔۔۔ کے شامیر کی اس میڈیکیشنز کے بعد آرام کا وقت ہوتا تھا۔۔۔ کیونکہ ان دوائیوں میں گنودگی تھی جسکے بعد وہ دو تین گھنٹوں تک بے سدھ ہو کر سو جاتا۔۔۔ اس دوران کسی کو بھی اسے ڈسٹرب کرنے کی اجازت نا تھی۔۔۔

شامیر نے سکون کا سانس خارج کیا۔۔۔

سسٹر ٹرے بیڈ کی سائیڈ پر رکھتی اسکے دائیں جانب آئی۔۔۔

وہ جانتا تھا کہ اس میڈیکیشنز کے بعد وہ گنودگی میں چلا جائے گا۔۔۔

آں من سسٹر۔۔۔ ایک ریکویسٹ ہے پلیز۔۔۔

کیسی ریکویسٹ۔۔۔

کیا آپ مجھے یہ میڈیکیشن بنا کسی کو بتائے ایک گھنٹے کے گپ سے دے سکتی ہیں

پلیز۔۔۔ شامیر لجاہت سے گویا ہوا۔۔۔

وہاٹ۔۔۔

لیکن یہ کیسے ممکن ہے مسٹر شامیر۔۔۔ یہ آپکی صحت کے لئے ٹھیک نہیں۔۔۔ آپکی

چوٹوں میں درد ہونے لگے گا۔۔۔ اور اگر ڈاکٹر کو میری اس حرکت کا پتہ۔۔۔

امجد دددد۔۔۔

شامیر نے امجد کو آواز دیتے اسے ایک مخصوص اشارہ کیا۔۔۔

امجد نے بند مٹھی میں دابے کی ہزار ہزار کے نوٹ سسٹر کے ہاتھ میں تھامی میڈیسن
ٹرے میں رکھے۔۔۔

آپ بے فکر ہو جائیں سسٹر۔۔۔ کسی کو پتہ نہیں چلے گا۔۔۔ آپ ایک گھنٹے بعد آکر
مجھے یہ ٹریٹمنٹ دے دیں اس بیچ اگر مجھے زیادہ تکلیف ہوئی تو آپ کو جلدی بلا لیا جائے
گا۔۔۔ اور باہر آپ نے سب کو یہ ہی بتانا ہے کہ میں ٹریٹمنٹ کے بعد آرام کر رہا
ہوں کوئی مجھے ڈسٹرب نہ کرے۔۔۔
سسٹر نے چند پل سوچنے کے بعد وہ پیسے مٹھی میں دبائے اور سرہاں میں ہلاتی کمرے
سے نکل گئی۔۔۔

سسٹر کے جاتے ہی امجد بھی کمرے سے نکل گیا۔۔۔

شامیر نے گہری سانس خارج کی۔۔۔ اور تکیوں سے ٹیک لگا گیا۔۔۔
باہر آ جاو ایمان۔۔۔۔

چند پلوں بعد وہ شرمندہ سی سر جھکائے باہر نکلی۔۔۔ چہرہ شدت ضبط سے لہورنگ ہو رہا تھا جیسے وہ بس ابھی رو دے گی۔۔۔

شامیر نے غور سے اسے دیکھا اور اسے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔
ایک تو کام غلط کیا اوپر سے اب ایسی صورت بنا کر دکھا رہی ہو۔۔۔ شامیر نے تھوڑی سے تھامتے اسکا جھکا چہرہ اونچا کیا۔۔۔

جھکی پلکوں سمیٹ باوجود ضبط کے بھی اسکے آنسو چھلک پڑے۔۔۔
شامیر نے لب بھینچتے اسے ساتھ لگایا اور اسکا سر تھپکنے لگا۔
تم جیسی سمجھدار اور معاملہ فہم بندی ایسی بے وقوفانہ حرکتیں کرنے لگے ایمان تو ہمارا کیا بنے گا۔۔۔
تم جانتی ہو آج تم نے کس قدر بے وقوفی کا مظاہرہ کیا ہے۔۔۔

میری سانسیں سینے میں اٹک گئی تھیں ایمان۔۔۔ جو بابا ہماری حقیقت سے آگاہ ہو جاتے تو۔۔۔

پھر وہ اسے رحم والا سارا واقعہ من و عن سناتا چلا گیا۔۔۔ جسے سن کر ایک پل کو تو ایمان بھی تھرا گئی۔۔۔ مطلب شامیر کا ڈر بے جان نا تھا۔۔۔

یہاں اسقدر بے حسی تھی۔۔۔ اسقدر بے حسی۔۔۔ یقین کرنا محال تھا۔۔۔
اور شامیر کے بابا کی روبدار شخصیت اور روب و دبے کے چند شواہد تو وہ واش روم
کھڑی کھڑی بھی محسوس کر چکی تھی۔

ایم سوری خان۔۔۔ مانتی ہوں کے واقعی بہت بڑی بے وقوفی کی مرتکب ہو چکی
ہوں لیکن گزشتہ دنوں میں جس قدر ذہنی اذیت کا شکار رہی ہوں آپ نہیں سمجھ
سکتے۔۔۔

یہاں آپ بستر پر پڑے ہیں اور وہاں ہمارا رابطہ آپ سے نہیں ہو پارہا تھا۔۔۔ نیز
رہتی کسر زوہان کے ایکسیڈنٹ سے پوری ہو گئی۔۔۔
وہاٹ۔۔۔ کیا ہوا زونی کو۔۔۔ وہ تڑپ اٹھا تھا۔۔۔
ایمان کے آنسو بے ساختہ بہہ نکلے پھر وہ اسے زوہان کے ایکسیڈنٹ اور بعد کے
حالات و واقعات سے آگاہ کرتی رہی۔۔۔۔ جنہیں سن کر شامیر سر تھام کر رہ
گیا۔۔۔۔

اسی دن کے ڈر سے تمہیں کہتا تھا ایمان ہر چیز میں دلچسپی لو۔۔۔ محض گھر شوہر اور
بچوں تک محدود ہو کر نارہ جاو۔۔۔

بروقت کبھی بتا کر نہیں آتا۔۔۔

مجھے نہایت افسوس ہے ایمان کے تمہیں زوہان کے علاج کے لئے جیولری بھیجی پڑی۔۔۔

ہر بار جب بچوں کے نام پر کی گئی انویسٹمنٹ کا پرافٹ ملنے پر تمہیں اس سے آگاہ کرنا چاہا تمہارا یہ ہی جواب رہا کہ جتنے کی ہمیں طلب ہے ہو رہی ہو رہی ہے مزید کی چاہ نہیں۔۔۔ زندگی میں پیسہ ہی سب کچھ نہیں۔۔۔

شاید یہ بات میں تمہیں نہیں سمجھا سکتا تھا ایمان۔۔۔ یہ بات تمہیں حالات نے ہی سمجھانی تھی۔۔۔

مانتا ہوں کہ زندگی میں پیسہ سب کچھ نہیں۔۔۔ لیکن ایک بات اچھے سے سمجھ لو کہ پیسے کے بنا بھی کچھ نہیں۔۔۔ ٹھیک ہے انسان کو اپنی ویلیوز اور اخلاقیات نہیں بھولنی چاہیے لیکن ایک فلسفہ مائنڈ سیٹ بھی نہیں رکھنا چاہیے۔۔۔

تبدیلی کائنات کا معمور ہے۔۔۔ گروتھ مائنڈ سیٹ کے ساتھ ہی ہم آگے بڑھ سکتے ہیں۔۔۔

میں آج ہی امجد سے کہتا ہوں کہ وہ تمہارے نام سے تمہارا کرنٹ اکاؤنٹ کھلوائے اور بچوں کے نام پر کئی جانے والی انویسٹمنٹ کا پرافٹ تمہیں اسی اکاؤنٹ میں موصول ہوتا رہے گا۔۔۔

یہ بات بہت بار زیر بحث آئی تھی اور ہر بار ہی ایمان یہ کہہ کر ٹال دیتی کہ جب آپ ہمارے پاس ہیں تو ہمیں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔۔۔ لیکن اب جب زندگی نے ایک کڑی حقیقت سے آشنا کروایا تھا تو اس بار وہ کچھ بول ہی ناسکی تھی۔۔۔

زوہان نے بہت تنگ کر رکھا ہے خان۔۔۔ آپ سے رابطہ نہیں ہو پارہا تھا تو وہ آپ سے شدید قسم کا ناراض ہے۔۔۔ اور آج تو مجھ سے بھی ناراض ہو گا کیونکہ میں اسے وہیں چھوڑ آئی ہوں۔۔۔

شامیر نے بے طرح ماتھا مسلہ۔۔۔

جیسے ہی اپنے قدموں پر کھڑا ہوا نا ایمان۔۔۔ سب سے پہلے اپنے شہزادے سے ملنے آؤں گا۔۔۔ لیکن اس سے پہلے اس سے بات ضرور کروں گا۔۔۔

اتنے دنوں کی نظر اندازی بھی لاشعوری تھی۔۔۔ ورنہ میں اپنے شہزادوں کو نظر انداز کر جاؤں۔۔۔ کیا یہ ممکن ہے۔۔۔

اور سبحان کیسا ہے۔۔۔ یکدم یاد آنے پر وہ مستفسر ہوا۔۔۔

ہمیشہ کی طرح خاموش اور گہرا مشاہدہ کرتا ہوا۔۔۔

بڑا ہی کوئی گہرا بچہ ہے۔۔۔ خود سے میں سمجھ جاؤں تو سمجھ جاؤں۔۔۔ ورنہ کہاں وہ اپنی فیلنگز سنیر کرتا ہے۔۔۔

لیکن سچ ہے آپ سے رابطہ ناہونے اور زوہان کے ایکسیڈینٹ نے اس پر بڑے گہرے اثرات ڈالے ہیں۔۔۔

ایمان نے ارد گرد دیکھا۔۔۔ تازہ بکے سے پھولوں کی اٹھتی مہک کمرے کے ماحول کو خوشگوار بنا رہی تھی۔۔۔

ہممم۔۔۔ میرے خیال سے ابھی تمہیں چلے جانا چاہیے ایمان۔۔۔ تمہیں لاہور

پہنچتے پہنچتے رات ہو جائے گی۔۔۔ اور بچے تم سے اتنی دیر تک دوری برداشت

نہیں کر سکتے۔۔۔ اور ریلیکس میں اب رابطے میں رہوں گا۔۔۔

خان نے ہاتھ کی پشت سے اسکی گال سہلائی۔۔۔ وہ اداسی سے مسکرا دی۔۔۔

سچ تھا کہ شامیر کے پاس آکر اس سے مل کر اتنے دنوں کی کوفت بے زاری اور
بے سکونی جاتی رہی تھی۔۔۔۔

ایک بات پوچھوں خان۔۔۔ اٹھنے سے پہلے وہ آہستگی سے گویا ہوئی۔۔
ہمم ہو چھو۔۔۔۔

کوئی پر اہلم ہے کیا۔۔۔ جس نے آپکو ڈسٹرب کر رکھا ہے۔۔۔ اسنے پلکوں کی چلمن
اٹھا خان کو دیکھا۔۔۔۔

بڑھی شیو اور ماتھے پر کی گئی پٹی۔۔۔ ہسپتال کے مخصوص گاؤں میں ملبوس بھی
اسکی شخصیت ساحرانہ تھی جسکے سحر میں ہر بار ایمان جھکڑی جاتی۔۔۔
اگر میں کہوں کہ کوئی پر اہلم نہیں ہے تو۔۔۔۔
شامیر نے اسکی شہد رنگ آنکھوں میں براہ راست دیکھا۔۔۔۔

وہ مسکرا دی۔۔۔۔

تو میں کہوں گی کہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔۔۔۔

اور اگر میں کہوں کہ پر اہلم سچ میں ہے جسکے پیش نظر یہ ایکسڈینٹ ہوا ہے۔۔۔ وہ
ہنوز اسے جانچتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

تو میں کہوں گی کہ مجھ سے شہر کرنے میں کوئی ہرج نہیں۔۔۔

اففف ایمان۔۔۔ اسنے گہرا سانس خارج کرتے ایمان کا مومی ہاتھ اپنے ہاتھ میں
تھاما۔۔۔

یار واقعی پر اہلم تو ہے۔۔۔ اور اسی پر اہلم نے بری طرح دل و دماغ جھکڑ رکھے
ہیں۔۔۔ سمجھ نہیں آتا کہ کیا کروں۔۔۔

کک۔۔۔ کیا پر اہلم ہے خان۔۔۔ خان کی شکستہ آواز سن اسکے الفاظ ٹوٹنے لگے۔۔۔
بابا نے میری شادی کی ڈیٹ فکس کر دی ہے ایمان۔۔۔
اسنے ایمان کا ہاتھ سہلایا۔۔۔

ایمان کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔۔۔
اگلے مہینے میری شادی ہے یار۔۔۔ اتنے سالوں سے انکار کر رہا تھا مگر اس بار بابا نے
شادی کی ڈیٹ فکس کر کے انکار کا جواز ہی ختم کر ڈالا ہے۔۔۔

اب اگر انکار کرتا ہوں تو۔۔۔ وہ بات کرتے کرتے بے بسی سے خاموش ہو گیا۔۔۔
سچی بات ہے میں پروشہ سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ ارحم کا سارا واقعہ
تمہارے سامنے ہے۔۔۔

اور ارحم کے انجام کے بعد میرا دل ڈرتا ہے۔۔۔ جو ایمو شنل بلیک میلنگ بابا نے
کی یا ماں سے مجبوراً کروائی وہاں میرا نہیں خیال کے پتھر سے پتھر دل بیٹا بھی ماں
کے ہاتھوں مجبور ہوتا پریشاں نہیں ہو گا۔۔۔

میں اس صورتحال سے ڈرتا ہوں ایمان۔۔۔ اور ماں کے ہاتھوں بے بس ہونے
سے مجھے سب سے زیادہ ڈر لگتا ہے۔۔۔ اور دوسری طرف میرے اپنے لخت جگر
ہیں۔۔۔ جنہیں تکلیف پہنچانا تو دور میں انکی آنکھوں میں آنسو تک برداشت نہیں
کر سکتا۔۔۔

میں خود کو ایک منجد ہار پر کھڑا پاتا ہوں۔۔۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا مجھے۔۔۔ یہ ساری
صورتحال مجھے پینک کر رہی ہے۔
ایسے میں تم ہی بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔۔۔

شدت ضبط سے شامیر آنکھیں میچ گیا۔۔۔
ایمان کی پلوں تک گم صم سی اسے دیکھتی رہی۔۔۔
آپ شادی کر لیں شامیر۔۔۔

کافی دیر بعد اسکے بولنے پر وہ پٹ سے آنکھیں کھول گیا۔۔۔

جانتی بھی ہو کیا بول رہی ہو۔۔۔

جانتی ہوں خان۔۔۔

سود و زیاں کا حساب کتاب لگا لیتے ہیں۔۔۔ اور یہ بات طے ہے کہ میں زیان کا سودا نہیں کر سکتی کیونکہ میں تنہا نہیں بلکہ میرے ساتھ دو ننھی جانیں مزید نتھی ہیں۔۔۔ میں اپنے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کے لئے بھی آزمائش کا سماں نہیں کر سکتی۔۔۔

پورے کا پورا خان تو کسی صورت میرا نہیں۔۔۔ اول روز سے نہیں تھا۔۔۔ آپ کی زندگی میں آئی ہی اس شرط پر تھی کہ مجھے مت چھوڑیئے گا چاہے دوسری یا تیسری شادی بھی کر لیجئے گا۔۔۔ ایمان نے انگلی کی پور سے نم آنکھ کا کوناد ابا۔۔۔

شامیر نے کچھ بولنے کو منہ کھولنا چاہا جب وہ سرعت سے بات کاٹ گئی۔۔۔ مانتی ہوں کہ تب یہ مجبوری کا سودا تھا۔۔۔ اور یہ کہ آج حالات اس سے یکسر مختلف ہیں۔۔۔ لیکن اسکے باوجود پورے کا پورا خان میرا نہیں۔۔۔ یا تو بٹا ہوا خان میرا ہے۔۔۔ یا خان میرا ہے ہی نہیں۔۔۔

انکار کی صورت بات بڑھتی ہے اور اگر وہ بڑھتی بڑھتی میرے گھر اور بچوں تک
آتی ہے تو خان ہمارا نہیں۔۔۔

چھپی رہتی ہے تو بٹا ہوا خان میرا ہے۔۔۔

میرے بچوں کے سر پر باپ کا سایہ ہے۔ زندگی میں سکون ہے۔۔۔ میرے بچوں کا
بچپن کسی آزمائش یا کسی محرومی کا شکار نہیں۔۔۔

اور مجھے یہ سب منظور ہے۔۔۔ آپ کی دونوں دنیا الگ ہیں۔۔۔ آپ کی اس دنیا
میں کیا چل رہا ہے مجھے اس سے غرض نہیں۔۔۔ مگر میری اس دنیا میں سکون ہونا
چاہیے۔۔۔ میرے بچوں کی شخصیت متاثر نہیں ہونی چاہیے۔۔۔ انکا بچپن پر سکون
اور مطمئن ہونا چاہیے۔۔۔

آپ بھی دماغ سے ہر سوچ جھٹک دیجئے۔۔۔ زندگی کو بہت دفعہ پر سکون رکھنے کے
لئے نچلا دوا کھیلنا پڑتا ہے۔۔۔

خود کو مطمئن رکھیں جو جیسا چل رہا ہے چلنے دیجئے۔۔۔ اپنے ماں باپ کو بیٹے کی
خوشیاں دیکھنے دیجئے۔۔۔ اپنی دوسری بیوی کے سبھی حقوق پورے کیجئے۔۔۔ اور

جب ہماری دنیا میں آئیں تو اپنے اس دنیا کے سبھی رشتے یہیں چھوڑ کر آئیں جو ہمارا وقت ہے وہ محض ہمارا ہے۔۔۔

ایمان کے رد عمل سے اسے بہت حوصلہ ہوا تھا۔۔۔ وہ ہمیشہ ہی اسے سمجھتی تھی اسکی آسانی کے لئے سد باب کرتی تھی۔۔۔ آج بھی اسنے یہ ہی کیا تھا۔۔۔

اسے سب سے بڑا ڈھر کا یہ ہی لگا تھا کہ اس خبر سے سب سے زیادہ ہرٹ ایمان ہو گی۔۔۔ اور وہ یہ ہی نہیں چاہتا تھا۔۔۔

کیا تمہیں اس بات کا دکھ نہیں ہو گا ایمان۔۔۔

بلاخر وہ دل کی بات زبان پر لے ہی آیا۔۔۔

اس بات کو آپ رہنے دیجئے خان۔۔۔

دکھ کی ایک خاص بات یہ ہوتی ہے کہ اسے جس قدر اہمیت کا پانی دے کر اسکی

آبیاری کی جائے وہ اتنا ہی بڑا ہونے لگتا ہے۔۔۔ پھر وہ آپکی نس نس میں سرایت کر کے آپکو توڑنے لگتا ہے۔۔۔

آپکو بیچارگی کے ڈھانچے میں ڈال کر خود ترس بناتا ہے۔۔۔

دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں جسے کوئی دکھ نا ہو۔۔۔ اگر دکھوں کو اہمیت نادیتے اپنے پاس موجود نعمتوں پر اللہ کی شکر گزاری کی جائے تو اہمیت ناملنے پر وہ دکھ چھوٹے پڑنے لگتے ہیں۔۔۔ اور چھوٹے ہوتے ہوتے ایک وقت ایسا آتا ہے جب اس دکھ کا کوئی نام و نشان تک نہیں رہتا۔۔۔

اگر میں اپنے ارد گرد شکر گزاری کے پہلو دھونڈنے لگوں تو کئی ایک پہلو نکل آئیں گے۔۔۔

میرے ارد گرد اپنے ہی ملک میں کئی لڑکیاں ایسی ہیں جنکے شوہر روز معاش کی غرض سے دوسرے ملکوں میں مقیم ہیں۔۔۔ انکی واپسی سالوں پر مشتمل ہوتی ہے۔۔۔۔۔ میرا شوہر میرے پاس ہے مہینے میں کئی بار ہماری خبر گیری کرتا ہے میرے پاس میرے بچے ہیں جنت جیسا گھر ہے سکون ہے۔۔۔ میں کس کس نعمت پر اپنے رب کا شکر ادا ناکروں۔۔۔

کئی لڑکیاں ایسی ہیں جنکے شوہر شادی کے بعد بھی بے وفائی کے مرتکب ہوتے ہیں۔۔۔ بیوی بچوں کے باوجود ایکسٹرا میسٹرل افیئرز چلاتے ہیں۔۔۔

میرا شوہر میرا قدر دان ہے۔۔۔ مخلص ہے با وفا ہے۔۔۔ اسے میرے دکھ کی پروا ہے میں ان باتوں پر کیوں اپنے رب کی شکر گزار ناہوں خان۔۔۔ زندگی میں بہت سے مقامات پر پر سکون زندگی گزارنے کے لئے بہت سی چیزیں نظر انداز کرنی پڑتی ہیں اور میرا ماننا ہے کہ انہیں نظر انداز کر دینا چاہیے۔۔۔

کیونکہ میرا توکل میرے اللہ پر ہے خان۔۔۔ دنیا کے کسی انسان پر نہیں۔۔۔ آپ دوسری شادی کریں تیسری کریں یا چوتھی۔۔۔ آپ اپنی دنیا سے مجھے جتنا بھی دور رکھیں جتنا بھی اس دنیا سے مجھے چھپالیں۔۔۔ ہماری دنیا میں ہمارے بچوں کو جتنا بھی سٹیبلس کر لیں۔۔۔ لیکن میرا ایمان ہے اپنے اللہ پر شامیر کے آپ کی دنیا میں جو حق میرے بچوں کا ہے جو مقام ان کا ہے۔۔۔ وہ انہیں مل کر رہے گا۔۔۔ انشا اللہ۔۔۔

آپ بھی یہیں ہیں میں بھی یہیں ہوں۔۔۔ دیکھیے گا۔۔۔ ایک دن ایسا آئے گا جب میرا حرف سچ ثابت ہو گا۔۔۔

میر اللہ بڑا کار ساز ہے۔۔۔ اور صبر کو ہی اجر ہے۔۔۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔۔۔ میں نہیں جانتی وہ وقت کب آئے گا۔۔۔ یہ میر اللہ بہتر جانتا ہے۔۔۔ لیکن اتنا ضرور جانتی ہوں کہ آئے گا ضرور۔۔۔

وہ گم صم سا اسکا پر یقین چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے اسنے شدت سے ایمان کو خود میں بھینچا۔۔۔

کہاں سے لاتی ہو دل کو تقویت پہنچاتی ایسی باتیں ایمان۔۔۔ تصور ہی اسقدر خوش کن ہے کہ دل خوشی سے لبریز ہو گیا۔۔۔

انشا اللہ یہ تصور مجسم حقیقت بھی بنے گا۔۔۔ اسکی آواز پر یقین تھی۔۔۔

میرا قرآن سراپہ امید ہے۔۔۔ جو خود کو اس سے جوڑ لیتا ہے ممکن ہی نہیں کے وہ کبھی نا امید ہو جائے۔۔۔

شامیر نے مسکراتے ہوئے اسکے بالوں پر لب رکھے۔۔۔

عین اسی وقت جھٹکے سے دروازہ کھلا۔۔۔

شامیر نے سرعت سے ایمان کو خود سے الگ کیا۔۔۔ جبکہ تھرا تو ایمان بھی اپنی جگہ پر گئی تھی۔۔۔

واٹ دا ہیل۔۔۔ نوار د کے منہ سے حیرت انگیز طور پر الفاظ ادا ہوئے۔۔۔

واٹ دا ہیل۔۔۔ نوار د کے منہ سے حیرت انگیز طور پر الفاظ ادا ہوئے۔۔۔
ایمان کی دروازے کی جانب پشت تھی۔۔۔ اس نے بعجلت کپکپاتے ہاتھوں سے
چہرے پر نقاب درست کیا۔۔۔ اس ناگہانی صورت حال پر دل سوکھے پتے کی مانند
کپکپانے لگا تھا۔۔۔

جبکہ شامیر لب بھینچے گم صم رہ گیا تھا۔۔۔۔۔ دفعتاً ہانپتا کانپتا بوکھلایا سا امجد بھی پیچھے
ہی داخل ہوا۔۔۔
شامیر نے ایک گم صم نگاہ دروازے میں کھڑے عدنان خان پر ڈالی جو ماتھوں پر
شکنوں کا جال لئے ایمان کی پشت کو گھور رہا تھا۔۔۔

تم جاو امجد کے ساتھ۔۔۔ شامیر نے ایمان کے کان میں سرگوشی کرتے امجد کو آنکھ
سے مخصوص اشارہ کیا۔۔۔

اجازت ملتے ہی ایمان تیزی سے اٹھی اور نوارد کو دیکھنے سے گریز برتنے جھکے سر
سمیٹ سمٹ کر ہوا کے جھونکے کی مانند تیزی سے عدنان کے پاس سے گزر گئی۔۔۔
عدنان نے گھوم کر اسے دروازے سے نکلتا دیکھا اور دروازہ بند ہوتے ہی کینہ توڑ
نگاہوں سے بھائی کو گھورا۔۔۔

یہ سب کیا فضولیات تھی شامیر۔۔۔ کون ہے یہ لڑکی۔۔۔ اسکی آواز سرد اور
سنجیدہ تھی۔۔۔

شامیر نے لب بھینچتے تکیوں سے پشت ٹکائی اور خود کو ڈھیلا چھوڑا۔۔۔
پلیز بھائی بھول جائیں جو آپ نے دیکھا اور اس بات کو یہیں دفن کر دیں۔۔۔
پلیز۔۔۔ اس آرکیویسٹ۔۔۔ وہ عاجزانہ گویا ہوا۔۔۔
مائے گاڈ شامیر۔۔۔ کیا ہم سب یہ ہی سب کریں گے۔۔۔ پہلے میں پھر ارحم اور
اب تم۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ وہ بے طرح ماتھا مسلتا وہیں پیدل مارچ کرنے لگا۔۔۔ غم و غصے سے
اسکا دماغ چٹخنے لگا تھا۔۔۔

شامیر۔۔۔ کیا پر وشہ سے شادی سے انکار کی وجہ یہ لڑکی ہے۔۔۔ دفعتاً دائیں بائیں
پینڈولم کی مانند چکر کاٹتا وہ عین شامیر کے سامنے آرکا۔۔۔

شامیر نے سنجیدہ نگاہیں اٹھا کر بھائی کو دیکھا۔۔۔

میں پر وشہ سے شادی کرنے کو تیار ہوں بھائی۔۔۔ شامیر کا ٹھہرا ہجہ سن کر وہ کچھ
پلوں کو ٹھٹھکا۔۔۔ غور سے اسے دیکھتے کچھ جانچنا چاہا۔۔۔ لیکن سامنے والے کا چہرہ

اسقدر بند کتاب تھا کہ پڑھنے والا اسکے سرورق سے آگے بڑھ ہی ناپاتا۔۔۔

پھر یہ لڑکی کون تھی۔۔۔ اسکا انداز ہنوز جانچتا تھا۔۔۔ جو غلطی ارحم نے کی اور اسکے
بعد جس پچھتاوے کی آگ میں وہ خود کو جھونک چکا تھا عدنان اسی آگ کی نظر اپنے

دوسرے بھائی کو نہیں ہونے دے سکتا تھا۔۔۔

اسے بھول جائیں بھائی۔۔۔ جیسے اسے آپ نے کبھی میرے ساتھ دیکھا ہی نہیں

۔۔۔ پلیز۔۔۔ وہ یہاں مجھ سے ملنے زندگی میں پہلی اور آخری مرتبہ آئی تھی۔۔۔

اب اسے اچھے سے سمجھا دیا ہے دوبارہ نہیں آئے گی۔۔۔ بس بات ختم

شامیر کے سنجیدہ انداز میں کہنے پر عدنان نے سرہاں میں ہلا دیا۔۔۔

اسی میں ہم سب کی بہتری ہے۔۔۔

ایمان کا دل ہنوز بے ہنگم انداز میں ڈھرک رہا تھا۔۔۔ کچھ وقت پہلے کے واقعہ کے اثرات ہنوز دل و دماغ پر قائم تھے۔۔۔ وہ امجد کے ساتھ فاصلے پر چل رہی تھی۔۔۔ امجد آگے تھا۔۔۔ جب اپنے دھیان تیزی سے چلتی وہ راہداری مرنے پر کسی سے بے طرح ٹکرائی۔۔۔

یوووو۔۔۔ وہ ایک دراز قد لڑکی تھی جس نے مزید سات انچ کی لمبی ہیل پہن کر اپنے قد کو مزید نمایاں کیا تھا۔۔۔ کھلے سے سفید ٹروازر پر سفید اور سیاہ امتزاج کی پیٹ سے چند انچ نیچے تک آتی سیلیولیس شرٹ زیب تن کئے جسے پیٹ سے اوپر سٹائلش سابلٹ لگا کر اسکی خوبصورتی مزید بڑھائی گئی تھی۔۔۔۔۔ بال نیچے سے کرل کر کے دونوں شانوں پر ڈالے گئے تھے۔۔۔ ڈیزائنر سفید چھوٹا سا ہینڈ بیگ کہنی پر اٹکایا تھا البتہ سر پر سن گلاسز ٹکے تھے۔۔۔ ساتھ نیچرل سامیک آپ کیا گیا تھا جو اسکی خوبصورتی کو مزید چار چاند لگا رہا تھا۔۔۔ اس ٹکراؤ پر وہ شدید بریم تھی۔۔۔

ایمان نے اسے دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئی۔۔۔ اتنا مکمل حسن۔۔۔

ایم۔۔ ایم سوری میم۔۔۔ اس کے برہم ہونے پر وہ جلد ہی ایکسکیوز کرتی آگے بڑھ گئی۔۔ جبکہ وہ لڑکی برہم سے انداز میں سر جھٹکتی راہداری مڑ گئی۔۔ ایمان نے بے طرح سر جھٹکا۔۔

ایمان بی بی کیا کرتی ہیں آپ۔۔ جانتی ہیں وہ لڑکی کون تھی۔۔ امجد آگے کھڑا ساری کاروائی دیکھتا ایمان کے انتظار میں رک گیا تھا۔۔ کون۔۔ ایمان نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔۔

پروشنہ میم ہیں۔۔ باہر کیب کھڑی ہے آپ اس میں جا کر بیٹھیں میں ایئر پورٹ تک آپ کو فاصلے سے فلو کروں گا۔۔

امجد کے بتانے پر ایمان کی ذات سناٹوں کی زد میں رہ گئی۔۔ وہ مرے مرے قدم اٹھاتے کیب میں اکر بیٹھی۔۔

دل و دماغ کی کیفیت عجیب سی ہو رہی تھی۔۔۔ اس وقت اسے اللہ شدت سے یاد آیا۔۔ دل چاہا ابھی اسکی بارگاہ میں سجدہ زیر ہوتے پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔۔ اور اتنا روئے اتنا روئے کے دل کا سارا غبار دھو ڈالے۔۔ اس وقت دل کے احساسات عجیب سے تھے۔۔

اسنے آج شامیر کی اس دنیا کی ایک جھلک دیکھی تھی۔۔۔
پیسہ۔۔۔ پوزیشن۔۔۔ پاور۔۔۔ حسن کی فراونی۔۔۔ ہر چیز ایزی تو ایکس۔۔۔
ہر چیز پانے کا اختیار۔۔۔ بڑوں کی پشت پناہی۔۔۔
ایسے میں وہ کونسی چیز تھی جو اسکے شوہر کو اسقدر ڈسٹر یکنڈ ماحول میں رہتے ہوئے
بھی اس سے اور اسکے بچوں سے جوڑے ہوئے تھی۔۔۔ اسکے آنسو بے ساختہ بہہ
نکلے۔۔۔ وہ کونسی چیز تھی جو شامیر جیسے سہل پسند شخص کو اس سے وفانہانے پر
مجبور کر رہی تھی۔ اسکا دل بھر بھر آیا۔۔۔
واقعی شامیر کی دونوں دنیاؤں میں زمین آسمان کا فرق تھا۔۔۔ اور اس فرق کی ہلکی
سی جھلک ایمان نے آج دیکھی تھی۔۔۔ اور اس جھلک کو دیکھنے کے بعد وہ شوہر کی
مزید قدر دان ہو گئی تھی۔۔۔ دل میں اسکی محبت کے پہاڑ کا قد کی فٹ بلند ہو گیا
تھا۔۔۔

وہ شخص تھا اس قابل کے ایمان اور اسکے بچوں کی جانب سے اسکے لئے آسانیاں
پیدا کی جاتیں۔۔۔ اسکے ساتھ تعاون کیا تھا۔۔۔ اسکے ہر دکھ سکھ کا سانجھی بنا
جاتا۔۔۔ اسے پر سکون ماحول فراہم کیا جاتا۔۔۔۔۔ جو دو کشتیوں کا مسافر بناتن

تنہا پوری دنیا کے سامنے انکے لئے ڈھال بنا ہوا تھا۔۔۔ جسکے لئے وہ تینوں اہم
تھے۔۔۔ انکی خوشیاں انکے غم اہم تھے۔۔۔ انکی چھوٹی سے چھوٹی ضرورت کا بھی
وہ خیال رکھتا۔۔۔ جنکے ہر اہم موقع پر پہنچنا وہ فرض سمجھتا تھا۔۔۔
جنکے لئے معاش کی فکر میں وہ ہر دم ہلکان رہتا۔۔۔
ورنہ وہ اسی بے حس اود ظالم دنیا کا باسی تھا۔۔۔

اسی ارحم خان کا بڑا بھائی جو کسی بھی وجوہات کی بنا پر سہی مگروفا نبھانا سکا۔
خاموش آنسو اسکی آنکھوں سے موتیوں کی لڑی کی مانند ٹوٹتے اسکے نقاب میں
جذب ہوتے جارہے تھے۔۔۔

یا اللہ مجھے میرے شوہر کے لئے اور میرے شوہر کو میرے لئے ذہنی و قلبی سکون کا
باعث بنا۔۔۔ ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے وفا محبت اور قدر دانی
آسمانوں سے نازل فرما۔۔۔ ہمیں ازواجی زندگی کی مسرتیں عطا فرما۔۔۔
بلاشبہ اس شخص کا دل ہماری جانب موڑنے اس میں ہمارے لئے وفا اور
قدر دانی ڈالنے کی قوت اور طاقت سوائے تیرے کسی کے پاس نہیں۔۔۔۔

۔۔۔ اے اللہ تو ہی میرا مددگار ہے۔۔۔ اور جب تو میرے ساتھ ہے تو مجھے مزید
کسی کی چاہ نہیں۔۔۔

اسنے آنسو رگڑ کر صاف کئے اور سر سیٹ کی پشت سے ٹکا دیا۔۔۔

اب دل ٹھہرنے لگا تھا۔۔۔

اسے ہسی آتی تھی ان لوگوں پر جو اپنے کام کروانے کے لئے غیر اللہ کے آستانوں
پر جاتے تھے۔۔۔

کہنے کو سب کی اپنی اپنی ضرورتیں اور خواہشات تھیں جو انہیں کھینچ کر وہاں تک
لے جاتیں۔۔۔ لیکن اسکے نزدیک یہ ایمان کی کمزوری تھی جو انہیں غیر اللہ تک
کھینچ کر لے جاتی کے انہیں اپنے اور اپنے اللہ کے تعلق پر یقین ہی نہ تھا کہ وہ اپنی
ضروریات کو پورا کروانے کے لئے اللہ کے حضور جا پاتے۔۔۔ اس سے فریاد کر
پاتے۔۔۔

کسی کو محبوب پا کر پسند کی شادی کرنی تھی۔۔۔ کسی کے پاس اولاد نہیں تھی۔۔۔
کسی کو بیٹے کی چاہ ان آستانوں تک لے جاتی تو کسی کا شوہر اسکا نہیں تھا۔۔۔

اگر غیر اللہ یہ سب دینے لگتے تو پھر کمی کس چیز کی تھی۔۔۔ ساری بات ہی ایمان کی تھی۔۔۔

اسے اپنی کوئی بھی ضرورت پوری کروانے کو کسی غیر اللہ کے آستانے پر جانے کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔ اسے کسی پر جادو کروانے یا خود پر ہوئے جادو کا توڑ کروانے کے لئے بھی کسی غیر اللہ کے پاس جانے کی ضرورت نہ تھی۔۔۔ کیونکہ اس دنیا کا سب سے بڑا جادو تو خود اسکے پاس تھا جس سے وہ جو چاہتی پاسکتی تھی۔۔۔

اور وہ جادو تھا اسکی دعا۔۔۔

جسکی طاقت سے وہ باخوبی آگاہ تھی۔۔۔ اور اس کے عمل کو پایا تکمیل تک پہنچانے والی ہستی کوئی موکل نہیں تھا۔۔۔ بلکہ وہ ہستی وہ تھی جسکے ہاتھ میں تمام جہانوں کی بادشاہت ہے۔۔۔ اسکا اللہ۔۔۔ وہ تو اسی در کی سوالی تھی۔۔۔ اس در کے علاوہ نا اسے کسی در کا پتہ تھا نا وہ جاننا چاہتی تھی۔۔۔

تکلیف ملنے پر مشکل پڑنے پر وہ دوڑ کر اسی در کی سوالی جانتی۔۔۔ اسنے اپنی فریادیں اپنی آہیں اپنی سسکیاں محض اسی در تک محصور کر رکھی تھیں۔۔۔ اور اسنے اپنے ہاتھ میں موجود جادو کو مجسم حقیقت بن کر چلتے دیکھا تھا۔۔۔ اسنے اپنے رب پر توکل رکھتے جو مانگا تھا وہ پایا تھا اور جو نالا وہ بھی اس سے بہتر انداز میں اس تک لوٹا دیا گیا تھا۔۔۔

اسکی زندہ جاوید مثال اسکا شوہر تھا۔۔۔ اسکی اسقدر غیر متوازن ازواجی زندگی میں دوڑتا سکون تھا۔۔۔ اسکے بچے تھے اسکی چھوٹی سی جنت تھی۔۔۔

اسکا توکل اس کے رب پر مضبوط تھا کہ ہماری زندگی میں رونما ہونے والا ہر واقعہ ایک پلان کا حصہ ہے۔۔۔ وہ پلان ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے ہم نہیں جانتے کہ آنے والے دنوں میں ہمیں کیا ملنے والا ہے اور کیا نہیں۔۔۔ ہم محض یہ جانتے ہیں کہ زندگی بس دو چیزوں کے سہارے کاٹنی ہے۔۔۔ آج کے حالات جو بھی ہیں جس نہج پر بھی ہیں اس پر صبر کر کے اور آنے والے کل کے لئے اللہ سے اچھی امید رکھ کر۔۔۔

بس یہ ہی خوشحال زندگی کا کلیہ ہے۔۔۔ آج حالات جتنے بھی خراب ہیں انشا اللہ
کل یہ وقت نہیں رہے گا۔۔۔ میرا اللہ یہ وقت بدل دے گا۔۔۔ اور انشا اللہ اس
کے بعد میرا اچھا وقت بھی آئے گا۔۔۔

انہیں سوچوں کے دوران وہ کب ایئر پورٹ پہنچی اور وہاں سے کب اسکی فلائیٹ
لاہور لینڈ کر گئی وہ جان ہی ناپائی۔۔۔

اب ایئر پورٹ کے احاطے سے نکلتے اسے احساس ہوا کہ رات کافی ہو گئی ہے۔۔۔
تبھی وہ وہاں سے کیب کرواتی موبائل آن کر کے اپنی لائیو لوکیشن شامیر کو واٹس
ایپ کرتی گھر کے لئے روانہ ہوئی۔۔۔

جھنجھلائی سی پروشہ نے شامیر کے کمرے میں جانے سے پہلے ساری جھنجھلاہٹ اور
بے زاری وہیں دروازے کے باہر چھوڑی اور چہرے پر بڑی خوبصورت مسکراہٹ
سجاتی اندر داخل ہوئی۔۔۔

ہیلو ایوری ون۔۔۔

وہ مسکرا کر شامیر کی جانب بڑھی۔۔۔ عدنان بھیا جو ابھی اسے مزید کچھ کہنے والے تھے پر وشہ کے آنے اور کرسی گھسیٹ کر شامیر کے پاس بیٹھنے پر لب بھینچتے کمرے سے نکل گئے۔۔۔

پر وشہ نے ایک ادا سے ٹانگ پر ٹانگ جماتے اپنا چھوٹا سا بیگ سائیڈ پر رکھا۔۔۔ کیسے ہو شامیر۔۔۔ تم نے تو ہم سب کی جان ہی نکال دی تھی۔۔۔ تم جانتے ہو میں نے ہماری شادی کے حوالے سے کتنا کچھ پلان کیا ہوا تھا۔۔۔ کے شاپنگ مل کر اکھٹی کریں گے۔۔۔ ایونٹس کی پریپریشنز اینڈ وینیو کی سلیکشن اتنا کچھ تھا مگر۔۔۔ وہ بات کرتی ادا سے خاموش ہو گئی۔۔۔ شامیر نے گہرا سانس خارج کرتے بے ساختہ ماتھا مسد۔۔۔ اٹس اوکے۔۔۔ تم شاپنگ خود کر لو۔۔۔ اگر نہیں تو اونلائن کر لیتے ہیں۔۔۔ وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔۔

یا۔۔۔ ایکچولی اٹس آگڈ آئیڈیا۔۔۔ اونلائن ڈیزائنرز کی ویڈیو دیکھ لیتے ہیں۔۔۔ وہ ایکسائیٹڈ ہوا اٹھی۔۔۔

ایک بات میں تم سے شادی سے پہلے کلئیر کرنا چاہتا ہوں پر وشہ کے میں ایک بہت
مصروف انسان ہوں۔۔۔ میری رات یہاں ہوتی ہے تو دن کہیں اور۔۔۔ کل کو
اس حوالے سے ہمارے درمیان اگر چپقلش ہو کہ میں ٹائم مینج نہیں کر۔۔۔
اوہ کم آن شامیر۔۔۔ یہ مڈل کلاس لوگوں کے مسائل ہیں یار۔۔۔ وقت کی کمی۔۔۔
وقت نادینا۔۔۔ گھر دیر سے آنا۔۔۔

یونو۔۔۔ وہاں عورتوں کو سوائے شوہر کے انتظار کے دوسرا کوئی کام نہیں ہوتا۔۔۔
اسنے ہاتھ جھلایا۔۔۔

ہم اپر کلاس ہیں یار۔۔۔ یہاں وقت کس کے پاس ہے۔۔۔ میرے خود کے آئے
دن کے ٹورز ہوتے ہیں۔۔۔ میرا اپنا تعلق بزنس کلاس سے ہے۔۔۔ میں خود بہت
سے سوشل کاموں میں انوالو ہوں۔۔۔ ڈونٹ یو تھنک سو کے ایسے اشوز ہمارے
آس پاس بھی بھٹکیں گے۔۔۔ چل پلیر۔۔۔ وہ شانے اچکاتے
مسکرائی۔۔۔ شامیر سادگی سے سرہاں میں ہلا گیا۔۔۔

سوباتوں کی ایک بات شامیر۔۔۔ شادی پر ہمارا پورا فرینڈ سرکل آرہا ہے۔۔۔ پھر
سوشل میڈیا۔۔۔ یونو۔۔۔

شادی پر تمہاری میرے لئے دی جانے والی پرفارمنس آؤٹ کلاس ہونی چاہیے
پلیز۔۔۔ چاہیے جتنی مرضی ریہرسل کر لینا۔۔۔ ٹاپ کا کریو گراف ہائز کرنا۔۔۔ مگر
پرفارمنس اتنی بیسٹ اور رومینٹک ہونی چاہیے کہ لوگ دیکھتے رہ جائیں۔۔۔
بسبس

اسکی بات سن کر اتنی ٹینس سچویشن میں بھی شامیر مسکرا دیا۔۔۔ کافی عرصے بعد وہ
کھل کر ہسا تھا۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔ تم مسکرائے کیوں۔۔۔
نہیں کچھ نہیں۔۔۔ ہو جائے گا یہ بھی۔۔۔ اسنے سرنفی میں ہلایا۔۔۔
وہ اسے کہہ ناسکا کے وہ اپنی قسمت پر ہنس رہا ہے۔۔۔
کیا قسمت پائی تھی اسنے بھی۔۔۔ بیویاں مل رہی تھیں لیکن آگ اور پانی کے
مترادف۔۔۔
کھلا تضاد لئے

کنزل الایمان جس وقت گھر پہنچی حامد نینا اور سبحان لاونج میں ہی اسکے منتظر تھے۔۔۔

ایمان کہاں گئی تھی تم اور یہ کونسا وقت ہے گھر آنے کا۔۔۔ اوپر سے موبائل تمہارا آف ہے تم سے کوئی رابطہ نہیں ہو رہا تھا ہمارا۔۔۔ تمہیں اندازہ بھی ہے کہ ہم پیچھے کس قدر پریشان ہو گئے تھے۔۔۔ تمہیں کہیں جانا تھا تو کم از کم میرے ساتھ چلی جاتی۔۔۔

حامد اسے آتا دیکھ اپنی جگہ سے اٹھتا سنجیدگی سے مستفسر ہوا۔۔۔
نگارش نے اسکے تھکے تھکے انداز دیکھ کچن سے پانی کا گلاس لاتے اسے دیا تو وہ وہیں صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔
بھائی شامیر کا ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا۔۔۔ سکیورٹی اشوز کی بنیاد پر مجھے وہاں تنہا ہی جانا تھا اور اسی غرض سے ہی موبائل بھی آف تھا۔۔۔ واپسی پر آن کرنا یاد نہیں رہا مجھے۔۔۔

وہ پانی کا ایک گھونٹ بھرتی پانی کا گلاس میز پر رکھ گی۔۔۔ تھکاوٹ انگ انگ میں سرایت کرنے لگی تھی۔۔۔

اوہ۔۔۔ اب کیسا ہے وہ۔۔۔ حامد کا غصہ جھاگ کی مانند بیٹھا۔۔۔ کافی بہتر ہیں اب تو۔۔۔

اور سوری میری وجہ سے آپکو اسقدر پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔۔۔ اسنے دکھتا سر انگلیوں کی پوروں سے دابا۔۔۔ اور ہینڈ بیگ سے موبائل نکالتے اسے آن کرنے لگی۔۔۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ایمان۔۔۔ دراصل زوہان بہت تنگ کر رہا تھا۔۔۔ نا اسنے کچھ کھایا پیا ہے اور نا ہی دوائی لی۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ نگارش کے بتاتے ہی وہ کرنٹ کھا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

اب کہاں ہے وہ۔۔۔
رورو کر ضد کر کر کے اب نڈھال ہو کر سو گیا ہے۔۔۔

ایمان کے دل کو کھینچ سی لگی۔۔۔ باقی ہر چیز سے دل اچاٹ ہو گیا۔۔۔

میں دیکھتی ہوں اسے بھا بھی۔۔۔ وہ اسکے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔

ممی۔۔۔

ابھی وہ راہداری مڑی ہی تھی کے سبحان پیچھے ہی چلا آیا۔۔۔

جی بیٹا۔۔۔

اب کیسے ہیں ڈیڈ۔۔۔ اور کیا اسی وجہ سے اتنے دنوں سے ان سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا ہمارا۔۔۔ وہ اپنی ذہانت سے بھرپور نگاہیں ماں پر جمائے سنجیدگی اور مدبر انداز سے اسے دیکھ رہا تھا۔

جی بیٹا یہ ہی وجہ تھی۔۔۔ ایمان نے اداسی سے مسکراتے اسکے بال بکھیرے۔۔۔
ٹھیک یے آپ زوہان کو دیکھ لیں وہ بھوکا ہے۔۔۔

ایمان نے سرہاں میں ہلایا دفعتاً اسکے ہاتھ میں تھا موبائل بج اٹھا۔۔۔ اسنے موبائل کی سکرین دیکھی اور مسکرا دی۔۔۔

آپکے بابا کی کال ہے۔۔۔ آپ بات کرو میں تب تک زوہان کو دیکھ لوں۔۔۔ وہ موبائل سبحان کے حوالے کرتی خود زوہان کے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔

ارے میرا شہزادہ۔۔۔ پیارا بیٹا۔۔۔ میرا شو ناکا کا۔۔۔ ایمان زوہان کے پاس بیٹھی اسکے بالوں میں ہاتھ چلا رہی تھی جو گہری نیند میں محو تھا۔۔۔ اسکا چہرہ اترا ہوا اور

چہرے پر چھائی سرخی مسلسل کی جانے والی گریہ وزاری کی چغلی کھا رہی تھی۔۔۔
بے ساختہ ایمان کا دل کسی نے مٹھی میں لے کر مسئلہ۔۔۔

وہ اسکی نیند خراب نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن اسے بھوکا بھی نہیں رہنے دے سکتی
تھی۔۔۔ اس نے صبح سے دوائی تک نہیں لی تھی۔۔۔ وہ تکلیف میں تھا تو ایمان
پر سکون کیسے رہ سکتی تھی۔۔۔۔

ایمان کے ہاتھوں کے پر سکون لمس اور بیٹھے بولوں سے اسکی نیند ٹوٹی اور اسنے
ناراضگی سے ماں کو دیکھتے بھرائی نگاہوں کے ساتھ رخ موڑا۔۔۔
ارے میرا پیارا بیٹا۔۔۔

کوئی نہیں۔۔۔ کوئی نہیں ہوں میں آپکا۔۔۔ بات مت کریں مجھ سے۔۔۔ اسنے
روتے ہوئے غصے سے ماں کا ہاتھ جھٹکا۔۔۔

اوہو میرا بیٹا اتنا ناراض ہے مجھ سے۔۔۔

اچھا سوری۔۔۔ ایمان مفاہمتی انداز اپناتے پھر سے اسکے سامنے آئی۔۔۔
کوئی سوری نہیں۔۔۔ وہ نروٹھے پن سے کہتا پھر سے رخ پلٹ گیا۔۔۔
اوکے پھر سے سوری۔۔۔

نہیں ننن۔۔۔

کان پکڑ کر سوری۔۔۔ وہ کان پکڑتے اسکے سامنے ہوئی۔۔۔

کوئی نہیں سوری۔۔۔

دوبارہ ممی کبھی اپنے بیٹے کو چھوڑ کر نہیں جائے گی پلیز سوری۔۔۔ میرا بیٹا کچھ کھا

لے۔۔۔ ایمان نے سائیڈ ٹیبل پر رکھی اسکے کھانے کی پلیٹ اور میڈیسن کو

دیکھا۔۔۔

نہیں سوری۔۔۔ اور کچھ نہیں کھاؤں گا میں۔۔۔ اسکے انداز ہنوز روٹھے تھے۔۔۔

اوکے ناااا۔۔۔ سوری بابا۔۔۔

نووووو۔۔۔

وہ شدت سے چلایا۔۔۔

چلو ٹھیک ہے پھر۔۔۔ مت کرو مجھ سے صلح۔۔۔ میں بھی نہیں کروں گی صلح۔۔۔

مت کھاؤ آپ کچھ۔۔۔ کھایا تو میں نے بھی صبح سے کچھ نہیں۔۔۔ کوئی نہیں آج

میں بھی بھوک ہی سووں گی۔۔۔

ایمان بھی اسی کے انداز میں روٹھتی رخ موڑ گئی۔۔۔

زوہان نے آنکھ چراتے چند منٹ ماں کو دیکھا پھر نیم رضا مندی سے ماں کے گلے میں بازو حائل کر گیا۔۔۔

بڑی جاندار مسکراہٹ ایمان کے ہونٹوں پر ابھری۔۔۔

وہ مسکرا کر زوہان کی جانب پلٹی اور اسے باہوں میں سمیٹتے چٹاچٹ کئے بو سے اس کے چہرے کے لے ڈالے۔۔۔۔

میرا پیارا بیٹا۔۔۔

ممی میں نے آپ کو بہت مس کیا۔۔۔ کیوں گی آپ مجھے چھوڑ کر۔۔۔ مجھے بھوک لگی تھی۔۔۔ میں نے کھانا بھی نہیں کھایا۔۔۔ مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔ صلح ہوتے ہی اس کا شکایت نامہ جاری ہو چکا تھا۔۔۔ جسے ایمان بہت سنجیدگی سے سنتی بیٹے سے ہر بات کلئیر کر رہی تھی۔۔۔ ساتھ ساتھ اسے کھانا بھی کھلاتی جا رہی تھی۔۔۔ جب تک ان دونوں کا معاملہ فکس ہو واہ اسے کھانا کھلا چکی تھی۔۔۔

اب میڈیسن کی باری۔۔۔ چلو شاباش جلدی سے منہ کھولو۔۔۔ پھر کل ڈاکٹر کے پاس بھی جانا ہے۔۔۔ انشا اللہ اب جلد میرے بیٹے کی ٹانگ کا پلستر کھلے گا اور میرا زونی پھر سے ہستا مسکراتا کھیل کود کرتا شرارتیں کرے گا۔۔۔

اسنے مسکرا کر زوہان کے بال بکھیرتے اسکی ناک سے ناک مس کی۔۔
وہ بھی کھل کھلا دیا۔۔

دفعۃً سبحان موبائل ہاتھ میں تھا مے اندر داخل ہوا۔۔
زونی ڈیڈ کی کال ہے۔۔۔ تم سے بات۔۔
نہیں مننن۔۔۔

نہیں کرنی مجھے کسی سے بات۔۔۔ اور ڈیڈ سے تو بالکل بھی نہیں۔۔۔ جاو تم یہاں
سے۔۔۔ ایک دم ہی وہ ہستا مسکراتا ہا پیر ہو گیا۔۔۔ باپ کی نظر اندازی پر آنکھوں
میں موٹے موٹے آنسو تیرنے لگے۔۔۔
مائے گاڈ زونی۔۔۔ ایمان نے اسے شدت سے خود میں بھینچا اور سبحان کو وہاں سے
جانے کا اشارہ کیا۔۔۔

بیٹا یہ کیسار د عمل ہوا بھلا۔۔۔ ایسا کرتے ہیں کیا۔۔۔
بابا کی طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔ انکا ایکسیڈینٹ ہوا تھا۔۔۔
میرا بھی ایکسیڈینٹ ہوا تھا۔۔۔ پھر وہ آئے کیوں نہیں۔۔۔ میں نے انہیں کتنا مس
کیا۔۔۔

پس ایمان نے جانا کے ضدی بچے کو سمجھانا اتنا بھی آسان کام نہیں۔۔
یقیناً اسکا لہجہ اور اسکی ناراضگی موبائل فون کے ذریعے سے اسکا باپ بھی باخوبی سن
چکا تھا۔۔

مبارک ہو مسٹر شامیر۔۔۔ اب آپ چل سکتے ہیں۔۔۔ ڈاکٹر نے شامیر کے مکمل
چیک آپ کے بعد اسے خوشخبری سنائی تو پاس موجود بابا اور عدنان بھائی نے سکون
کی سانس خارج کی۔۔۔
وہ مسکرا دیا۔۔۔
آج اسکی پٹیاں کھل گئی تھیں۔۔۔
امجد۔۔۔ لالا ہولڈنگز کے ساتھ میری شام کی میٹنگ فکس کرو۔۔۔ میں خود
گوجرانوالہ جاؤں گا اس میٹنگ کے لئے۔۔۔ کام کا بہت حرج ہو چکا ہے۔۔۔
ڈاکٹر کے کمرے سے نکلتے ہی اسنے امجد کو نیا حکم صادر کیا تو بابا اور عدنان بھائی بوںچکا
ہی رہ گئے۔۔۔

شامیر ابھی ابھی تو بستر سے اٹھے ہو۔۔۔ عدنان بھائی نے اسے سمجھانا چاہا۔۔۔

اور بہت عرصے تک وقت کا ضیاع کر کے تقریباً مہینے بعد اٹھا ہوں۔۔۔ مزید وقت ضائع کرنے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔۔۔

اسکا انداز سنجیدہ تھا۔۔۔

میرے خیال میں شامیر تمہیں آفیشلی کام کچھ وقت بعد شروع کرنے چاہیے۔۔۔ بابا نے بھی اسے سمجھانا چاہا۔۔۔ ابھی تو سب گھر میں تمہارا انتظار۔۔۔ پلیز بابا فور گاڈ سیک۔۔۔

میرا کام میرا جنون ہے اور اسکے بارے میں میں کسی کی نہیں سنوں گا آپ باخوبی جانتے ہیں یہ بات۔۔۔

میرا بہت لاس ہو چکا ہے۔۔۔ لوگ شامیر خان کو ہلکا لینے لگے ہیں۔۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ اور یہ بالکل ٹھیک وقت ہے مارکیٹ میں ری انٹری دینے کا۔۔۔ اسکا لہجہ بے لچک اور انداز دو ٹوک تھا یوں کہ بابا بھی خاموش ہو گئے۔۔۔

وہ انہیں سیدھے سے یہ بتا نہیں پایا کہ اسکا سات سالہ شہزادہ اس سے ناراض ہے اور وہ ضد اور ناراضگی میں بناملے ہی بناتامل اپنے دادا پر چلا گیا ہے۔۔۔ جس نے بارہا کوشیشوں کے باوجود باپ سے بات تک نہیں کی اور اسکی ناراضگی نے شامیر خان کی

جان پر بنائی ہوئی تھی۔۔۔ جب تک وہ بیٹے سے مل نالیتا اسے منانا لیتا وہ کچھ اور نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

اسنے امجد کو اشارہ کیا جسکا مطلب وہ باخوبی جانتا تھا کہ اسکی فلائٹ اسلام بعد سے سیالکوٹ ایئر پورٹ کی نہیں بلکہ لاہور ایئر پورٹ کی ہی کروانی ہے۔۔۔

جس وقت بالکل غیر متوقع طور پر شامیر خان اپنے گھر پہنچا سبحان اسے لاونچ میں ہی مل گیا۔۔۔ وہ بہت خوشدلی سے باپ سے لپٹا۔۔۔

اب کیسے ہیں آپ ڈیڈ۔۔۔

فرسٹ کلاس۔۔۔ آپکے سامنے ہی ہوں میری جان۔۔۔ اسنے سبحان کو خود میں بھینچا۔۔۔

آپکی مام اور میرا شیر کدھر ہے۔۔۔۔

شامیر کے پوچھنے پر اسنے اندر کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

بہت بڑا ڈرامہ ہے آپکا شیر۔۔۔ سامنے جائیں گے تو لگ پتہ جائے گا۔۔۔ سبحان نے

اسے انجام سے آگاہ کرنا چاہا۔۔۔

لٹس سی۔۔۔ وہ آنکھ اچکاتا آگے بڑھا۔۔

یہ وہ گھر تھا جہاں آتے ہی اسکی توانائیاں بحال ہو جاتیں تھیں۔۔

جہاں زندگی کی لہر تھی۔۔۔ جہاں خوشیاں رقص کرتی تھیں۔۔۔ جہاں چھوٹی چھوٹی

چیزوں سے خوشیاں کشیدی جاتیں تھیں۔۔۔ جہاں خوش ہونے اور سیلبریٹ

کرنے کو بڑے بڑے کاموں کو پایہ انجام تک پہنچانے کا انتظار نہیں کیا جاتا تھا۔۔۔

جہاں کسی بھی چیز میں ناکامی کو سر پر سوار کرنے کی بجائے بڑے لائٹ انداز میں لیا

جاتا تھا۔۔۔ یہاں پازٹیوٹی تھی۔۔۔ جینے کی امنگ تھی۔۔۔

اسلام۔۔۔۔۔ لاؤنچ میں داخل ہوتے ہی وہ پر جوش سا بلند آواز گویا ہوا۔۔

اس غیر متوقع مگر روح افزا آواز پر کچن میں کام کرتی ایمان کے ہاتھ سے بے ساختہ

برتن چھوٹے اور لاؤنچ میں بیٹھا ایل سی دیکھتا زوہان بھی چونک کر پلٹا۔۔۔

شامیر خان کی آمد وہاں یونہی ہوتی تھی بالکل اچانک اور غیر متوقع۔۔۔

جہاں ایمان اسکی آمد سے کھل اٹھی وہاں زوہان بھی اتنی دیر بعد باپ کو دیکھ کر

مسکراتا ہوا اسکی جانب لپکا۔۔۔ شامیر دونوں باہیں وا کر تابیٹے سے ملنے کو دونوں

گھٹنے زمین پر ٹیکٹا بیٹھا۔۔۔

دفعاً باپ کی طرف بڑھتے یکدم اسے یاد آیا کہ وہ تو باپ سے خفا ہے۔۔۔ تبھی اسکے ڈورتے قدموں کو بریک لگی۔۔۔ ماتھے پر ننھے ننھے سے بل پڑے اور وہ نڑو تھے پن سے رخ موڑ گیا۔۔۔

کوئی نہیں ناراض ہوں میں آپ سے۔۔۔ اسنے رخ موڑتے سینے پر ہاتھ باندھے۔۔۔

کچن کے دروازے میں کھڑی یہ منظر دیکھتی ایمان کے مسکراتے لب اوو شیپ میں ڈھلے۔۔۔

جب شامیر کھڑا ہوتا تیزی سے اسکی جانب بڑھا۔۔۔
ایسے کیسے نہیں ملتے۔۔۔ تمہاری نارضگی کی تو ایسی کی تیسی۔۔۔
اسنے لپک کر زوہان کو اٹھاتے اسے صوفے پر پٹخا اور خود اس پر جھکتا اسے یوں اور اس انداز میں گد گدی کرنے لگا کہ وہ ہس ہس کر دہرا ہو گیا۔۔۔
بس ڈیڈ بس۔۔۔

اور ہس ہس کر دہرے تو ایمان اور سبحان بھی ہو گئے۔۔۔

بس ڈیڈ۔۔۔ وہ شامیر کے شکنجے میں ہستا ہستا چلا رہا تھا۔۔۔ ہسی جے باعث آنکھوں
سے پانی نکلنے لگا تھا۔۔۔

وہ باپ تھا اور اسکا منانا جیسا بالکل نا تھا۔۔۔

بولو ہماری صلح کے نہیں۔۔۔ وہ زرا کی زرا رکا۔۔۔

نووو۔۔۔۔۔ ٹھہرو تم۔۔۔ تمہاری تو۔۔۔ زوہان کے نو بولنے پر وہ مزید شدت سے
اسے گد گدی کرنے لگا۔۔۔

اچھا اچھا ڈیڈ۔۔۔ اوکے فائن۔۔۔۔۔ ہماری صلح۔۔۔۔۔ پکی پکی والی صلح۔۔۔۔۔ وہ شامیر
کو روکنے کو بجلت بولا۔۔۔۔۔

شباباش میرے شیر۔۔۔ شامیر نے اسے خود میں بھینچتے اسکا بوسہ لیا۔۔۔۔۔
چلو آؤ اب ڈیڈ سے صلح کی خوشی میں شاپنگ کرنے چلتے ہیں۔۔۔۔۔

وہ اسے مکر نے کا موقع نہیں دے سکتا تھا کہ نہیں ہماری صلح نہیں۔۔۔۔۔

شامیر کے کہنے پر وہ ایکسائٹڈ ہوتا جوتا پہن کر باہر باپ کی گاڑی کی جانب لپکا۔۔۔۔۔

دھیان سے زونی۔۔۔ ایمان نے اسے یوں بھاگتے دیکھ پیچھے سے آواز لگائی۔۔۔۔۔

ان دونوں کے باہر نکل جانے کے بعد وہ کچن کے دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑی
ان تینوں کو مسکرا کر دیکھتی ایمان کی جانب متوجہ ہوا۔

چلو آؤ تم بھی۔۔۔

اسنے نفی میں سر ہلا دیا۔۔۔

کیوں۔۔۔

آپکی طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو کیوں کیا اتنا لمبا سفر۔۔۔ وہ شامیر کے لئے فکر مند
تھی۔۔۔

ضروری تھا۔۔۔ میرا شیر نارض تھا مجھ سے۔۔۔ میں نے تو دن گن گن کر پٹیاں
کھلنے کا انتظار کیا تھا۔۔۔ ویل اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ تم چلو۔۔۔
نہیں آپ تینوں جاو۔۔۔ مجھے آپکے لئے کھانا تیار کرنا ہے۔۔۔

شاپنگ کے بعد کھانا ہم باہر سے کھا کر آجائیں گے۔۔۔ تم آ جاو۔۔۔

نو۔۔۔ نیور۔۔۔ ابھی ابھی بیماری سے اٹھے ہیں آپ اور ابھی سے اتنی

لاپرواہی۔۔۔ کھانا آپ گھر کا ہی کھائیں گے۔۔۔

کنزل کے روب سے کہنے پر وہ سر خم کر گیا۔۔۔ جو حکم آپکا۔۔۔

کنزل مسکرا دی۔۔۔

اور پھر کچھ دیر بعد انکی واپسی بہت سی اشیاء کے ہمراہ ہوئی تھی۔۔۔ سبحان اور شامیر کے پسند کے کھلونے۔۔۔ چار جنگ کار۔۔۔ اور ڈھیر ساری کھانے پینے کی اشیاء کیساتھ۔۔۔

زوہان شامیر خان بہت بہتنت خوش تھا۔۔۔ ساری ناراضگی جاتی رہی تھی۔۔۔ اور بچوں کو خوش دیکھ کر وہ دونوں خوش تھے۔۔۔

وہ حسب سابق وہاں سے بہت ہلکا پھلکا ہو کر آیا تھا۔۔۔ یہ گھر اور اسکی ملین اسکی توانائیاں بحال کرنے کے ساتھ ساتھ اسکی ساری اداسیاں اور فکر مندی اس سے دور کرتے اسے ہلکا پھلکا کر دیتے تھے۔۔۔

وقت پر لگا کر اڑ رہا تھا اور جیسے جیسے شامیر کی شادی کے دن نزدیک آتے جا رہے تھے ایک مسلسل بے چینی اسکا احاطہ کرتی جا رہی تھی۔۔۔ وہ بے چین تھا۔۔۔ بے انتہا بے چین۔۔۔ وہ اڑ کر کسی ایسی جگہ چلے جانا چاہتا تھا جہاں اس شادی کے کوئی ہنگامے نا ہوتے۔۔۔

اس شادی کی تیاری اسکے دل و دماغ پر ہتھوروں کی مانند برستی۔۔۔
دیکھتے ہی دیکھتے اسکی مہندی کا دن بھی آن پہنچا اس روز اسکی بے زاری حد سے سوا
تھی۔۔۔ ہر چیز میں موازنہ ہونے لگا تھا۔۔۔ دل اسکی اس دنیا میں لگ ہی نارہا
تھا۔۔۔

وہ اس قدر بے چین و بے قرار تھا کہ اس بے چینی نے اسکے انگ انگ میں
سرائیت کرتے اسے نیم جان کر دیا تھا۔۔۔
سارا دن وہ اپنے کمرے میں بند رہا اور حد یہ تھی کہ آج اسنے ایمان یا بچوں سے
ایک بار بھی بات ناکی تھی۔۔۔ نا جانے کیوں ضمیر پر بوجھ بڑھنے لگا تھا۔۔۔ باہر شام
سے رات کی تاریکی ہوتی فنگشن کے ہنگامے عروج پر پہنچنے لگے تھے لیکن وہ ہر چیز
سے بے پرواہ تھا۔۔۔

وہ اسی شش و پنج میں بیٹھا تھا جب عدنان بھائی اسکے کمرے میں آئے۔۔۔
شامیر یہ کیا یار۔۔۔ ابھی تک تیار کیوں نہیں ہوئے۔۔۔ وہ اسے ویسے ہی بیٹھے دیکھ
سر پیٹ گئے۔۔۔ یار مہندی ہے آج تمہاری۔۔۔ ساری ارینجمنٹس مکمل ہو چکی

ہیں۔۔ ہر کوئی تیار ہو کر نیچے پہنچ چکا ہے ڈرائیور پر وشہ کو پک کرنے سیلون جا چکا ہے اور یہاں دلہے میاں ہے کے ابھی تک تیار ہی نہیں ہوئے۔۔۔۔۔
بھیا کی باتوں پر وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔۔ بس طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی بھیا۔۔۔ ابھی تیار ہوتا ہوں۔۔۔

وہ بے دلی سے بستر سے اترتا جو تاڑنے لگا۔۔۔
شامیر تمہاری پر وشا سے لومیرج ہے۔۔۔ لیکن تمہیں دیکھ کر لگتا ہے جیسے یہاں زبردستی کا معاملہ ہو۔۔۔ بھیا نے گہری سانس خارج کی۔۔۔ واش روم کی جانب جاتا جاتا شامیر ٹھٹھکا۔۔۔ دل سے ایک ہوک سی اٹھی۔۔۔ میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا تھا بھیا۔۔۔
کیوں۔۔۔

کیا وجہ وہی لڑکی ہے جو ہسپتال میں تم سے ملنے آئی تھی۔۔۔ بھیا کے ماتھے پر شکنوں کا جال ابھرا۔۔۔ انکا لہجہ اور آنکھیں کچھ کھوجتی ہوئی سی تھیں۔۔۔
جی بالکل وہی ہے۔۔۔ شامیر خود سے ایک جنگ لڑتا لڑتا تھک ہار کر وہیں بیٹھ گیا۔

بھیا اسکے اسقدر آسانی سے مان جانے پر دم باخود رہ گئے۔۔

یہ وہ کیا کہہ رہا تھا۔۔۔ نیچے پورا خاندان اور میڈیا اکھٹا ہوا پڑا تھا۔۔۔ دلہن تیار ہو گئی تھی۔۔۔ ایسے میں شامیر کا انکشاف انہیں کسی انہونی سے آگاہ کر رہا تھا۔۔۔

انہوں نے گہری سانس خارج کی۔۔۔

شامیر میرے بھائی بھول جاوا سے۔۔

نہیں بھول سکتا بھائی۔۔۔ اسکی آواز شکست خوردہ تھی۔۔۔ وہ لڑکی ناصر میری بیوی ہے۔۔۔

شامیر کے انکشاف پر عدنان نے دہل کر اسے دیکھا۔۔

بلکہ۔۔۔۔۔
بلکہ۔۔۔ وہ پتھر ایسا دو قدم اس کی جانب بڑھا۔۔۔

بلکہ میرے دو بچوں کی ماں بھی ہے۔۔۔

مائے گاڈ شامیر۔۔۔ انکشاف ایسا تھا کہ عدنان سر تھا متا وہیں بیٹھ گیا۔۔۔

کہاں دفن کئے پھر رہے تھے اس راز کو۔۔۔ دو بچے۔۔۔ انکی حیرت حد سے سوا تھی۔

کب کی شادی تم نے۔۔۔

دس سال پہلے۔۔۔

بھیا نے اسے شاکی نگاہوں سے دیکھا۔۔

میرا بڑا بیٹا نو جبکہ چھوٹا بیٹا سات سال کا ہے۔۔۔

وہ سر جھکائے اعتراف کر رہا تھا۔۔

دس سال پہلے مطلب یونیورسٹی لائف میں۔۔

بھائی کے کہنے پر وہ سرہاں میں ہلا گیا۔۔

وہ چند لمحے گم صم سے بیٹھے رہ گئے۔۔

دس سال شامیر۔۔۔ اور دو بچے۔

مطلب طے ہوا تمہاری کامیاب ازواجی زندگی کا راز اس راز کو دفن رکھنے میں

پوشیدہ ہے۔۔۔ چھوٹے ہو کر تم نے خاصی عقلمندی کا مظاہرہ کیا شامیر۔۔۔

کاش تم یہ فن وقت رہتے ارحم کو بھی سیکھا دیتے تو شاید وہ آج اتنی بری حالت میں نا

ہوتا۔۔

عدنان کے لہجے میں ٹوٹے کانچ کی کرچیاں تھیں۔۔۔

آپکا اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔۔۔ اسنے لطیف سا طنز کیا۔۔۔
نہیں میں اپنی بیوی اور بیٹی کے ساتھ بہت خوش ہوں۔۔۔ میرب ایک بہترین
شریک حیات ہے اور میں اسکا قدر دان ہوں۔۔۔ باقی جو تھا وہ ماضی کا قصہ تھا۔۔۔ وہ
فور اسیز فائر کر گئے۔۔۔

میں نے سنا ہے بھائی کے وقت سے پہلے اور قسمت سے بڑھ کر کسی کو کچھ نہیں
ملا۔۔۔۔

ارحم کی قسمت میں شاید یہ ہی لکھا تھا۔
ہم لوح قلم پر لکھی تقدیر بدلنے پر قادر نہیں۔۔۔ لیکن ہاں اسکے لئے تدبیر کی جاسکتی
ہے۔۔۔

مجھے میرے بھتیجیوں کی تصویریں دکھاؤ۔۔۔ عدنان کی فرمائش پر اسنے مسکراتے
ہوئے موبائل آن کر کے اسے تصویریں دکھائیں۔۔۔

ماشا اللہ شامیر یہ دونوں تمہارا بچپن ہیں۔۔۔ وہ مسکرائے۔۔۔
کب ملو ارہے ہو ان سے۔۔۔

جب آپ کہیں۔۔۔۔

پر پلیز بھائی کسی طرح سے اس شادی کو رکوادیں۔۔۔
پاگل مت بنو شامیر۔۔

اگر پچھلے دس سالوں سے زندگی ایک حکمت عملی کے تحت گزارتے آئے ہو تو تم
اتنے نازک موڑ پر نادانی کر کے پچھلے دس سالوں کی حکمت عملی پر پانی نہیں پھیر
سکتے۔۔۔

یہ وقت بہت نازک ہے۔۔ ایسے وقت میں اگر تمہارے راز کا خلاصہ ہوا تو بابا
اشتعال میں نہایت برا کریں گے۔۔ اس لئے وقت اور حالات کا تقاضا یہ ہی ہے
کہ تم یہ شادی کرو۔۔۔

وقت کچھ گزرنے دو۔۔ تمہارے شادی کے ہنگامے زرا سرد پڑنے دو۔۔۔
ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے۔۔ اور چیزیں اور رشتے اپنے اصلی وقت پر ہی اپنی اصل
جگہوں پر آتے ہیں۔۔ اگر کوئی بھی کام بے وقت کیا جائے تو سوائے خسارے
کے کچھ ہاتھ نہیں اتا۔۔

تمہاری شادی کے ہنگامے سرد پڑنے پر مل کر اس چیز کا کوئی سد باب نکالتے
ہیں۔۔

عدنان بھائی نے اسے بہت حوصلہ دیا تھا۔۔۔ اور اس وقت اسے اسی حوصلے کی ضرورت تھی۔۔۔

لیکن اسکا یہ حوصلہ ٹوٹا تب جب پر وشہ کے ساتھ ہنی مون سے واپسی پر کڑیل جوان بھائی اور بھابھی کے لاشوں کو اسنے کندھا دیتے خود سے لحد میں اتارا۔۔۔

شامیر خان بے چین سا ہسپتال کی راہداری میں کھڑا تھا۔۔۔ کبھی دائیں سے بائیں چکر کاٹتا آپریشن تھیٹر کی باہر جلتی سرخ بتی کو دیکھتا تو کبھی وہیں تھم جاتا۔۔۔
ماں اور بابا بھی اسکے پاس ہی تھے۔۔۔

واجد خان بے صبری سے اندر سے آنے والی خوشخبری کے منتظر تھے۔۔۔ اللہ اللہ کر کے ہی تو انکی چھوٹی بہو نے اپنی فیملی پلان کرنے کے بارے میں سوچا تھا۔۔۔
دفعۃً ایک باریک سی ابھرتی آواز کے ساتھ سسٹر گلانی کمبل میں لپٹا چھوٹا ساروئی کا گالہ لئے انکی طرف بڑھی۔۔۔

مبارک ہو سر۔۔۔ بیٹی ہوئی ہے۔۔۔

شامیر خان کی پرورشہ سے شادی کے پورے چار سال بعد ایک ننھی پری نے اس کے آنگن میں قدم رکھا تھا۔۔۔

وہ فرط جذبات سے آگے بڑھا اور سسٹر کے ہاتھ سے بیٹی کو تھامتے اسے سینے میں بھینچا۔۔۔۔

جبکہ واجد خان وہیں اپنی جگہ پر گویا پتھر کا ہو گیا۔۔۔

یہ اس خاندان کی اس نسل سے چوتھی بیٹی تھی۔۔۔

عدنان خان کی ایک ہی بیٹی تھی اور زندگی نے اسے داغ مفارقت دے دیا۔۔۔

جبکہ ذوہیب خان کی دو بیٹیاں تھی۔۔۔ مزید اسکی بیوی کسی طبی مسائل کے باعث

دوبارہ ماں نہیں بن سکتی تھی۔۔۔ وارث کے لئے انکی ساری آسیں امیدیں شامیر

سے ٹکی تھیں یہ ہی وجہ تھی کے گھر میں ایک ننھے مہمان کی آمد کا سن کر وہ بہت

خوش تھے۔۔۔ لیکن انہیں لگا گویا چار سال بعد بھی انکا انتظار انتظار ہی رہا۔۔۔

بظاہر اپر کلاس فیملز میں ان باتوں کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی۔۔۔ وہاں ہر خاص و

عام موقع پر بیٹی کو بیٹے سے متشبہ قرار دیا جاتا ہے لیکن یہ محض دنیا کو اپنی لبرتی ظاہر

کرنے کو تھا ورنہ اندر سے دل وہی روایتی تھا جسے وارث کی چاہ تھی۔۔۔۔

البتہ شامیر خان کی خوشی دیدنی تھی۔۔۔ اسکے احساسات و جذبات وہی تھی جو اپنی پہلی اولاد کو گود میں لیتے وقت تھے۔۔۔ اسے اس وقت اتنی ہی خوشی محسوس ہو رہی تھی جتنی ایک افلاطون زوہان شامیر خان کو پہلی مرتبہ گود میں لینے پر محسوس ہوئی تھی۔۔۔

اس وقت اسکی گود میں اسکی شہزادی تھی۔۔۔ اسکے دل کا ٹکرا۔۔۔
ماں نے اس سے بچی گود میں لی تو اسنے اپنی ننھی شہزادی کی سب سے پہلی تصویر لے کر وہاں سے میلوں دور بیٹی ایمان کو میری شہزادی کے کیپشن سے سینڈ کی۔۔۔
ماشا اللہ بہت پیاری ہے خان۔۔۔ بالکل آپکی طرح۔۔۔ اللہ بخت بھی اتنے ہی روشن کرے۔۔۔ اگلے چند ہی منٹوں میں دعائیہ ریپلائے اسکی خوشی کو کی گنا بڑھا گیا۔۔۔

شامیر خان وہی باپ تھا جو سبحان اور زوہان کا تھا۔۔۔
بیٹی کی پیدائش پر اسنے خزانوں کے منہ کھول دیئے تھے۔۔۔ صدقہ و خیرات کے ساتھ ساتھ پورے ہسپتال میں میٹھائی بانٹنے کے ساتھ ساتھ سارے رشتہ داروں اور پورے کاروباری حلقے میں میٹھائیاں بانٹی گئی۔۔۔

واجد خان اسے گم صم سے انداز میں دیکھ رہے تھے۔۔۔
شامیر۔۔۔ ہاتھ ہولار کھو۔۔۔ بیٹا نہیں بیٹی ہے یہ اور اس خاندان کی چوتھی بیٹی ہے
یہ۔۔۔ بابا نے دھکے چھپے الفاظ میں اسے تنبیہ کرنی چاہی۔۔۔
اس خاندان کی تو کیا اگر شامیر خان کی بھی چوتھی بیٹی ہوتی۔۔۔ میں تب بھی اسکا
استقبال ایسا ہی شاندار کرتا بابا۔۔۔

اسنے مسکرا کر کہتے بات ہی ختم کر دی۔۔۔
بابا گم صم رہ گئے۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد وہ ہسپتال کے کمرے میں نڈھال سی لیٹی بیوی کے پاس تھا۔۔۔

Thanks for completing my life sweet heart...

اسنے جھک کر اسکے ماتھے کا بوسہ لیا تو وہ آسودگی سے مسکرا دی۔۔۔

تم خوش ہو شامیر۔۔۔۔۔

بہنتنت۔۔۔

یہ مجھے اسقدر نایاب تحفہ دینے کے لئے۔۔۔

اسنے جیب سے ڈائمنڈ پینڈینٹ نکالتے پر وشہ کی گردن کی زینت بنایا۔۔۔ تو وہ بے ساختہ مسکراتے ہوئے اپنا موبائل ڈھونڈنے لگی۔۔۔ میرا موبائل تھا یہیں کہیں۔۔۔

شامیر جانتا تھا کہ وہ اب کیا کرنے والی ہے۔۔۔

دوبارہ پہنا وہ پلیر۔۔۔ موبائل تھامتے ہی اسکی فرمائش پر شامیر نے اسے دوبارہ پینڈینٹ پہنایا جب اسنے بڑی مہارت سے اس خوبصورت منظر کو کیمرے کی آنکھ میں مقید کیا۔۔۔

اب بے بی کو لے کر آو۔۔۔ ایک فیملی سیلفی لینی ہے۔۔۔ اسکی اگلی فرمائش پر شامیر مسکراتا ہوا بے بی کاٹ سے بے بی کو لے آیا۔۔۔ وہ باخوبی جانتا تھا اب یہ ساری تصویریں مختلف کیپشنز کے ساتھ پر وشہ کے مختلف اکاؤنٹس پر سٹوری اور سٹیٹس کے روپ میں لگنے والی تھی۔۔۔

دنیا پر وشہ شامیر خان کی قسمت پر رشک کرتی تھی کہ اسے اسقدر چاہنے والا شوہر ملا ہے۔۔۔ شامیر نے شعوری کوشیش کی تھی کہ پر وشہ کو اس سے کوئی شکایت نا ہو۔۔۔ پر وشہ نے جیسی زندگی گزارنی چاہی تھی ویسی گزاری تھی۔۔۔ شامیر کی

جانب سے کبھی اس پر کوئی روک ٹوک نہیں ہوئی۔۔۔ اسنے جب جب شامیر کے ساتھ کوئی ٹور پلان کرنا چاہا شامیر نے اپنے سبھی کام پس پشت ڈال دیئے تھے۔۔۔ ماں اور بابت دونوں پر وشہ سے نالا تھے۔۔۔ اکثر و بیشتر پر وشہ کی شکایت بھی اس تک آ جاتی مگر وہ ہمیشہ ہی ہس کر ٹال جاتا۔۔۔ اسنے ہمیشہ پر وشہ کے ہر فیصلے کا احترام کیا تھا۔۔۔ فیملی پلاننگ کا فیصلہ بھی اسکا تھا وہ اتنی جلدی اولاد چاہتی ہی نا تھی۔۔۔ اور گھر میں سب سے زیادہ اسکے اسی فیصلے کی مخالفت ہوئی تھی۔۔۔

وہ شامیر کی ہمراہی پر نازاں تھی اور فخر یہ یہ بات ہر جگہ پر بیاں کرتی۔۔۔ اپنی آسودہ زندگی کی ایک ایک جھلک سوشل میڈیا پر شیئر کرتی اور خوب خوب داد وصول کرتی۔۔۔

اور یہیں سے وہ موازنے شروع ہوتے جو اسکی بیویوں کو آگ اور پانی کی مانند متضاد ظاہر کرتے تھے۔۔۔ لیکن ہر بار وہ سر جھٹک جاتا۔۔۔

اسکی اُس دنیا میں سکون تھا تو اس دنیا میں اسنے سکون قائم کرنے کی شعوری کوشش کی تھی۔۔۔ یہ کوشش کافی حد تک کامیاب رہتی لیکن کافی حد تک بری طرح ناکام بھی ہو جاتی۔۔۔

اسنے بیٹھ کر واضح اس مسئلے کو حل کرنے کے بارے میں سوچا تو نتائج حیرت انگیز
ظاہر ہوئے۔۔۔

ایمان ایک پبلک فگر تھی۔۔۔ وہ بہت اچھی کالم نگار تھی۔۔۔ اسکے کالمز روزانہ کی
بنیاد پر اخباروں کی زینت بنتے۔۔۔ وہ سیلف ہیپ پر لکھتی تھی اور بہت بہترین لکھتی
تھی۔۔۔ پچھلے چند سالوں میں اسنے بہت محنت سے ادبی حلقے میں اپنی ایک پہچان
بنائی تھی۔۔۔ اسکی سوشل میڈیا پر بہت سی فالونگ تھی اور وہ اتنی فالونگ کے بعد
بھی اطمینان سے رہتی تھی۔۔۔
کیوں۔۔۔

جبکہ یہاں معاملہ الٹ تھا۔۔۔ پروشہ بھی سوشل میڈیا پر خاصی ایکٹو تھی اور
سوشل ورکر ہونے اور اپنی سٹائیلنگ کے باعث اسکی بھی اچھی خاصی فالونگ
تھی۔۔۔ مگر یہاں ہر دوسرے دن پروشہ پینک ہو جاتی۔۔۔ غصے میں کئی کئی وقت
کڑھتی رہتی۔۔۔

بات سمجھ سے بالاتر تھی جب شامیر نے اسے گہرائی میں جا کر جانچنا چاہا۔۔۔

تب اس پر کچھ باتوں کا انکشاف ہوا۔۔۔ کے سوشل میڈیا پر کی بورڈ کے پیچھے بیٹھ کر لوگوں کی زبانیں نہیں انگلیاں بولتی ہیں۔۔۔ اور ہر انسان کو اظہار رائے کا حق حاصل تھا۔۔۔ اور یہ بات روز روشن کی طرح واضح تھی کے دوسروں کی خوشی و کامیابی پر خوش ہونے والے کم اور تنقید کرنے والے زیادہ تھے۔۔۔

پروشہ کی ہر اپ ڈیٹ پر جہاں اسے بہت اپر سیشن ملتی وہاں بہت سے نیگٹو فیڈ بیک بھی موصول ہوتے۔۔۔ اور بعض اوقات وہ اتنے ذاتی اور نیگٹو ہوتے کے پروشہ بو نچکارہ جاتی۔۔۔ جس میں شو آف۔۔۔ چھچھوڑی حرکتیں اور نا جانے کیا کیا ہوتا۔۔۔ ہر نیگٹو فیڈ بیک پر اسکا پارہ ہائی ہو جاتا۔۔۔

اس سے زیادہ اگر کوئی ٹرینڈنگ کام کر جاتا تو بھی وہاں کام بگڑ جاتا۔۔۔ یہ ہی چیز جب جا کر اسنے ایمان کے ہاں آبرو کی تو پایا کے ایمان نے اپنی پڑائیوٹ لائف پڑائیوٹ ہی رکھی تھی۔۔۔ بالکل پڑائیوٹ۔۔۔ اسکے سوشل اکاؤنٹ محض آفیشلی تھے۔۔۔

اس معاملے میں اسکا نظریہ قطعاً مختلف تھا۔۔۔ جب اس بارے میں شامیر نے اس بات کی تو اسنے بڑی خوبصورتی سے بات ہی ختم کر دی۔۔۔ کے نیک اولاد رزق اور

اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کو لوگوں سے جس قدر چھپا سکتے ہو چھپالو۔۔۔ کیونکہ حسد اور
بری نظر سے خطرناک دنیا میں اور کوئی چیز نہیں۔۔۔ اور اسی لئے کہا گیا ہے
وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ

وہ ہمیشہ اسے یو نہی لا جواب کر دیتی تھی۔۔۔

اگلی چیز جو اس نے نوٹ کی کے ایمان کی پرو فائل میں بہت کم زندگی سے بیزار لوگ
تھے جو اپنی زندگی کی بیزاریت لفظوں کی صورت اس پر نکال کر اسکی مینٹل ہیلتھ کو
ڈسٹرب کرتے۔۔۔

اس سے پوچھنے پر پتہ چلا کے اول تو وہ لوگوں کے فیڈ بیک کو فیڈ بیک سمجھتی ہے جو
حقیقتاً فیڈ بیک ہو۔۔۔ لیکن اگر کوئی ایسا ناسور ہو جو ذاتیات پر اٹیک کرتے اسکے کام
اسکی محنت اور خود اسے ٹارگٹ کرے تو ایسے ناسوروں کو وہ لمحے کی تاخیر کئے بنا
خود سے کاٹ کر پھینک دیتی ہے۔۔۔ کے بحر حال اسے اپنی مینٹل ہیلتھ سب سے
عزیز ہے۔۔۔ جو اسکے کام کی ریسپیکٹ نہیں کر سکتا جو اسے پڑھ بھی رہا ہے اور
وہاں محض اپنی زندگی کی بیزاریت پھیلا رہا ہے تو پھر ایسے لوگوں کی جگہ اسکے پلیٹ

فارمز پر تو نہیں۔۔۔ ان لوگوں کے لئے ایمان کے پاس محض بلاک کا بٹن تھا جسے دبا کر وہ بھول جاتی تھی۔۔۔

شامیر اسکی باتوں سے متاثر ہوا تھا۔۔۔ اور جب یہ ہی بلاک کا آپشن اسنے پروشہ کو دیا تو وہ اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔۔۔

کیا بول رہے ہو شامیر۔۔۔ اتنی مشکل سے تو فالونگ بڑھی ہے۔۔۔ یہاں تو ہر دوسرا انسان ہی نیگٹو ہے۔۔۔ جیس ہے دوسروں کی خوشیوں سے۔۔۔ کتنوں کو بلاک کر کے اپنی فالونگ گھٹاؤں گی۔۔۔

شامیر اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

تمہیں اپنی فالونگ عزیز ہے کے مینٹل ہیلتھ۔۔۔ وہ معجب ہوا۔۔۔
دونوں۔۔۔

اسنے شانے اچکاتے بات ہی ختم کر دی۔۔۔

پھر اپنے پرسنل سوشل میڈیا پر اپلوڈ کرنا چھوڑ دو۔۔۔ وہ گہرا سانس خارج کر کے گویا ہوا۔۔۔

کیوں۔۔۔ جب میں ہوں خوش تو اپنی خوشیاں کیوں نادوسروں کے ساتھ بانٹوں۔۔

او کے فائن جودل چاہے وہ کرو۔۔۔ اس روز کے بعد سے شامیر نے اسے اسکے حال پر چھوڑ دیا تھا۔۔۔

واجد خان اس وقت اپنے سٹڈی روم میں ریوالونگ چیئر پر گم صم سے انداز میں بیٹھے تھے جبکہ ماں بھی لب کترتیں پاس ہی کاونچ پر براجمان تھیں جب ارحم خان دروازہ ناک کرتا اندر داخل ہوا۔۔۔

جی بابا آپ نے بلوایا۔۔۔ وہ سنجیدہ سا مگر مودب انداز میں آکر ماں کے ساتھ بیٹھا۔۔۔ ماں نے نم آنکھوں سے گھبرو جواب بیٹے کو دیکھا۔۔۔ وہ زندگی کے ایک تلخ تجربے کے باعث اتنے سالوں بعد بھی سب سے روٹھاروٹھا سا تھا۔۔۔
ہممم بات کرنی تھی تم سے۔۔۔ بابا نے ہنکارا بھرا۔۔۔
جی کہیے۔۔۔

آگے اپنی زندگی کے بارے میں کیا سوچا ہے تم نے۔۔۔

بابا کی بات پر اسنے جھکاسر اٹھا کر انہیں تعجب سے دیکھا ماتھے پر شکنوں کا جال بچھنے لگا تھا۔۔۔

کیا مطلب بابا۔۔۔ بزنس جوائن کر چکا ہوں۔۔۔ اچھا کھانے کمانے لگا ہوں۔۔۔ کسی پر بوجھ نہیں۔۔۔ پھر آپ یہ بات کس حساب سے بول رہے ہیں۔۔۔۔۔ وہ ترش ہوا اٹھا۔۔۔

وہ ایک واقعہ اسکی ساری نرمی اور لہیمی لے اڑا تھا۔۔۔

بابا نے لب بھینچتے چند لمے اسے سنجیدگی سے دیکھا۔۔۔

میں تمہاری شادی کروانا چاہتا ہوں۔۔۔

میں شادی کر چکا ہوں اور مزید کی چاہ نہیں۔۔۔

میں اس شادی کو نہیں مانتا۔۔۔ بابا برہم ہوا اٹھے۔۔۔

آپکے ماننے یا ناماننے سے کیا ہوتا ہے بابا۔۔۔ وہ دو بدو گویا ہوا۔۔۔

چار سال ہو گئے اس واقعہ کو تمہیں نہیں لگتا کہ اب تمہیں موو آن کر جانا

چاہیے۔۔۔ وہ بھی تب جب وہ لڑکی اپنی زندگی میں آگے بڑھ چکی ہے۔۔۔ نا

صرف شادی کر چکی ہے بلکہ ایک بچے کی ماں بھی ہے۔۔۔ پھر تم کس آس پر بیٹھے ہو۔۔۔ بابا کا لہجہ برہمی سمیت لایا۔۔۔

ارحم نے حد درجہ شاک سے باپ کو دیکھا۔۔۔

آپ ابھی تک اسکے پیچھے ہیں۔۔۔ ابھی تک اسکا پیچھے کرواتے اسکے معاملات میں انٹرفیر کر رہے ہیں۔۔۔ اسکے لہجے میں حیرت ہی حیرت تھی۔۔۔

مائے گاڈ بابا۔۔۔ کیا آپکا ارادہ اس معصوم کا قبر تک پیچھا کرنے کا ہے۔۔۔

وہ شاک میں گھرا تھا۔۔۔ احساس جرم کے باعث جس لڑکی کی کامیاب ازواجی زندگی کی دعائیں کرتے اسنے کبھی دانستہ اسکے بارے میں جاننے کی کوشش ناکام تھی اسکا باپ یہ کام کر رہا تھا اور خوب خوب کر رہا تھا۔۔۔

اسے دلی تکلیف ہوئی تھی۔۔۔ شدت ضبط سے آنکھیں سدخ پڑنے لگی۔۔۔ دل میں ایک محشر بھرپا ہونے لگا تھا۔۔۔

ارحم خان۔۔۔ شادی کر لو۔۔۔

اگر ناکروں تو۔۔۔ وہ ٹر خا۔۔۔ اسکا باپ گڑھے مردے اکھاڑ رہا تھا۔۔۔ اسکے اتنے سالوں سے رفتہ رفتہ اذیت کی انتہاؤں کو چھوتے اپنے ہاتھوں سے رفوکئے

سارے زخم ایک جھٹکے میں ادھرنے لگے تھے۔۔ تکلیف حد سے سوا تھی۔۔ اتنی
کے اسے حقیقتاً دل کے مقام پر تکلیف محسوس ہونے لگی تھی۔۔

تو ارحم خان۔۔ بابا گھٹنوں پر کہنیاں ٹکاتے ہاتھ باہم پھنسائے قدرے آگے کو جھکے
اور اسکی ضبط سے سرخی چھلکاتی آنکھوں میں براہ راست دیکھنے لگے۔۔ یہ بات
اسکے شوہر تک پہنچانے میں کے اسکی بیوی کا سابقہ عاشق ہنوز اسکے جوگ میں کنوارا
بیٹھا ہے مجھے کتنا وقت لگے گا بھلا۔۔۔۔

This is too much baba....

ارحم نے شدت سے مٹھیاں میچیں۔۔۔ آنکھوں میں خون اترنے لگا تھا۔۔۔ رگوں
میں ڈورتے خون میں ابال تک اٹھنے لگے تھے۔۔۔
اور میرے خیال سے اسکا شوہر اسکی پہلی شادی سے ناواقف ہے رائٹ۔۔۔ بابا نے
آنکھ اچکائی۔۔۔

گویا وہ اتنے لاعلم بھی نہ تھے۔۔۔ وہ ہر چیز سے آگاہ تھے۔۔۔
پس ثابت ہوا کہ واجد خان کے پاس ہمیشہ سامنے والے کو زیر کرنے کے لئے اسکی
کمزوری ہوتی تھی۔۔۔

ارحم خان کا تنفس بڑھنے لگا۔۔۔۔۔

اسنے ضبط سے آنکھیں میچیں اور گہرے گہرے سانس لینے لگا۔

بابا کرسی کی پشت سے کمر ٹکائے کہنی کرسی کی ہتھی پر رکھے ہاتھ کی پشت تھوڑی

تلے رکھے بڑی فرصت سے اسکا ایک ایک انداز ملاحظہ کر رہے تھے۔۔۔

کچھ دیر بعد اسنے سرخی چھلکاتی آنکھیں کھول کر ماں کو شکوہ کناں نگاہوں سے

دیکھا۔۔۔

وہ بے ساختہ بیٹے سے نگاہیں چرا گئیں۔۔۔

کیا چاہتے ہیں آپ۔۔۔ وہ اندر اٹھتے طیش کو دباتا سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

میں جلد از جلد تمہاری شادی کروانا چاہتا ہوں۔۔۔

اور آپکو یہ خوش فہمی کیوں لاحق ہے کہ میں آپ کے کہنے پر یا آپکی پسند کی لڑکی

سے شادی کروں گا۔۔۔

یونو واٹ۔۔۔ وہ ٹانگ پر ٹانگ جما گیا۔۔۔

آپکو میری پسند نا پسند تھی اور مجھے آپکی پسند کی کوئی بھی ایکس وائی لڑکی بنا دیکھے ہی نا

پسند ہے۔۔۔ اسکی آواز میں گہری کاٹ تھی۔۔۔

ٹھیک ہے پھر اپنی پسند کی کوئی ہمارے ہم پلہ لڑکی لے آؤ مجھے تمہاری پسند پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔۔۔

وہ بنا کچھ بولے لب بھینچتے غصہ دابے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

تمہارے پاس ایک مہینہ ہے ارحم۔۔۔ اس ایک مہینے میں اگر تم ہمارے ہم پلہ کوئی اپنی پسند سامنے نالا سکے تو پھر تمہیں وہیں شادی کرنا ہوگی جہاں میں کہوں گا۔۔۔ ورنہ انجام کے ذمہ دار تم خود ہو گئے۔۔۔

اسکے اٹھتے قدم بابا کی سفاک آواز پر منجمد ہوئے۔۔۔ دل میں ایک جواڑ بھاٹا سا جل اٹھا۔۔۔ دل چاہا خود پر پٹرول چھڑک کر آگ لگا ڈالے۔۔۔ جو اتنے سالوں بعد بھی محبت کی رسوائی کا موجب بن سکتا تھا۔۔۔

ڈیر بابا جانی۔۔۔ اگر اب۔۔۔ وہ بولا تو آواز بہت سے جذبات سے بوجھل تھی۔۔۔ مجھے لے کر۔۔۔ اس معصوم کے ہستے بستے گھر پر زرا بھی آنچ آئی۔۔۔ وہ لفظ چبا چبا کر بول رہا تھا۔۔۔

تو قسم خدا کی۔۔۔ آپ اس خاندان میں ارحم خان سے زیادہ باغی کسی کو نہیں پائیں گے۔۔۔

اور ٹرسٹ می۔۔۔ وہ رکا۔۔۔

اگر ایسا ہو گیا تو۔۔۔ وہ بابا کی سفاکیت کے پیش نظر کمینگی سے مسکراتا انکی جانب

پلٹا۔۔۔ تو آپ سب سے بڑا میرا ہی فائدہ کریں گے۔۔۔

لا حاصل کو حاصل بنا کر۔۔۔ اسکا انداز چیلنجنگ تھا۔۔۔

حلالہ حلال ہو جائے گا نا پھر مجھ پر۔۔۔ اسنے خط لینے والے انداز میں آنکھ اچکاتے

اپنے سفاک باپ کے وہاں چوٹ لگائی جہاں وہ بلبلا کر رہ گئے۔۔۔

تم بے غیرت انسان۔۔۔ وہ مٹھیاں بھینچتے فوراً آپ سے باہر ہوئے جب وہ بنا انکی

مزید کوئی بات سنے تیزی سے سٹڈی روم سے باہر نکل گیا۔۔۔

باہر نکلتے ہی اسکے چہرے کی مسکراہٹ سمٹی اور وہ خطرناک حد تک سنجیدگی چہرے

پر سجائے سرعت سے گھر سے ہی نکل گیا۔۔۔ کم از کم وہ اب اس طرف سے بے

فکر تھا۔۔۔ اسکی کھلی دھمکی کے باعث اب اسکا باپ اسے دھمکانے کو بھی اس

معصوم کا گھرتباہ کرنے کے بارے میں سوچنے سے پہلے بھی دس بار سوچے گا۔۔۔

گھر سے نکلتے ہی اسنے تیزی سے موبائل پر ایک نمبر ڈائل کیا۔۔۔

تمہیں ایک نام اور ایڈریس سینڈ کر رہا ہوں۔۔۔ مجھے اس لڑکی کے بارے میں مکمل ڈیٹیلز چاہیے۔۔۔

چار سالوں بعد اسنے باپ کی بدولت مڑ کر ان راستوں کی جانب دیکھنا چاہا تھا جس جانب دیکھنا بھی وہ خود پر شجر ممنوعہ قرار دے چکا تھا۔۔۔

ارحم خان کے کمرے سے نکلتے ہی واجد خان گہرے گہرے سانس بھر کر خود کو کمپوز کرنے لگے۔۔۔

انکا ہونہار سپوت جاتے جاتے انہیں اچھے سے آگ لگا گیا تھا۔۔۔

خان۔۔۔ ہم ٹھیک تو کر رہے ہیں ناں۔۔۔ یہ ناہو کے وہ اس وجہ سے کوئی غلط قدم اٹھا ڈالے۔۔۔۔۔ ماں کو ہنوز اسکی جانب سے ڈھرکا لگا ہوا تھا۔۔۔

بالکل ٹھیک کر رہے ہیں نعیمہ بیگم۔۔۔ میں نے بھی دنیا دیکھ رکھی ہے۔۔۔ وہ ایک مہینے کی مدت ختم ہونے سے پہلے ہی اس شادی پر آمادہ ہو گا۔۔۔ انکی آنکھوں میں شاطرانہ چمک تھی۔۔۔

تینوں بیٹوں کی جانب سے مایوس ہو کر انکی ساری امیدوں کا محور انکا چوتھا اور آج کل کچھ بگڑا ہوا سپوت ہی تھا۔۔۔

اسی لئے وہ جلد از جلد اسکی شادی کروانے پر سر بستہ تھے۔۔۔ انہیں اپنے خاندان کا وارث چاہیے تھا اور ہر حال میں چاہیے تھا۔۔۔ اور یقیناً انکی یہ کاوش کامیاب ٹھہرنے والی تھی۔۔۔ وہ مطمئن تھے۔۔۔

ارحم خان باپ کی باتوں کے باعث طرح طرح کی سوچوں میں گھرا کارڈ رائیو کر رہا تھا دل عجیب طرح کے وسوسوں میں گھرا تھا۔۔۔۔۔ دفعتاً اسکے فون کی نوٹیفکیشن بیل بجی۔۔۔ اسنے کار کی سپیڈ سلو کرتے ڈیش بورڈ سے فون اٹھا کر اسے ان لاک کیا۔۔۔ ارد گرد سے گاڑیوں کا بے ہنگم شور ابھر رہا تھا۔۔۔ زندگی رواں دواں تھی۔۔۔ وہ ایک مشہور شاہراہ پر موجود تھا تبھی گاڑی سائیڈ پر لے آیا۔۔۔

نوٹیفکیشن پر کلک کرتے ہی وہ کئی پلوں کے لئے ساکت رہ گیا۔۔۔ یکدم ہی بریک پر پاؤں جا پڑا۔۔۔ اور موبائل کی سکرین کی جانب دیکھتے سرعت سے اسکی آنکھیں نم ہواٹھیں۔۔۔

سامنے ہی عینہ اپنے شوہر کے ساتھ اسکے کندھے پر سر رکھے کھڑی مسکرا رہی تھی جبکہ اسکے شوہر کی گود میں ایک بچی تھی۔۔۔

ارحم خان نے دقت سے گہرا سانس خارج کیا اور انگوتھے اور انگلی کی مدد سے نم آنکھیں مسلیں۔۔۔ دل میں ایک محشر بھرا ہونے لگا تھا۔۔۔ موبائل اسکے کپکپاتے ہاتھوں سے چھوٹا اور وہ سٹرینگ پکڑ کر اس پر جھکتا گہرے گہرے سانس لینے لگا۔۔۔

کیا کیا یادنا آگیا تھا۔۔۔ ایک دوسرے کی معیت میں گزارا خوبصورت وقت۔۔۔ مستقبل کی پلانینگ۔۔۔ ایک خوبصورت رشتے میں بندھنے کا سرور اور پھر یکدم ہی سب کچھ ایک آنڈھی کے نظر ہونا۔۔۔ عینا کا نفرت آمیز لہجہ اور آنکھوں سے لپکتے حقارت کے شرارے۔۔۔ اسے اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہوا۔۔۔

خود پر غصہ حد سے سوا تھا کہ کیوں ہو گیا وہ اس قدر پریشاں کے اپنی زندگی اپنے ہاتھوں سے ہی اجاڑ ڈالی۔۔۔ خود کو آج تک وہ معاف تو پہلے ہی نہیں کر پایا تھا۔۔۔ مزید اب خود سے نفرت محسوس ہونے لگی تھی۔۔۔ بس ایک احساسِ ندامت اور احساسِ پشیمانی تھی جو کہ سر اٹھانے دیتی تھی ناجینے دیتی تھی۔۔۔ وہ جس قدر تکلیف میں تھا کاش اس کا باپ کبھی سمجھ سکتا۔۔۔

اس نے آج جانا تھا کہ ماضی کی خاردار جھاریوں کا سفر کرنا اتنا آسان بھی نہیں۔۔۔ ایک چیز جسے دل میں دفن کر کے اس پر مٹی ڈال دی جائے پھر اپنے ہاتھوں سے گھڑے مردے اکھاڑ کر مرچکی محبت کے شواہد اکٹھے کرنا اور محبت کے ڈھانچوں کو نکالنا بے دردی و بے رحمی سے اپنا کلیجہ نوچنے کے ہی مترادف تھا۔۔۔ کچھ دیر بعد خود کو کمپوز کرنے کے بعد اس نے گیلی سانس اندر کھینچی اور جھک کر نیچے سے موبائل اٹھاتے موبائل سکروول ڈاون کرنے لگا۔۔۔

اب اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔۔۔

عینہ فرہاد۔۔۔۔۔ اپنے شوہر اور دو سالہ بیٹی کے ساتھ اسلام آباد کے ایک پوش علاقے میں چھوٹے سے گھر میں رہتی تھی۔۔۔ اسکا شوہر ایک پرائیوٹ کمپنی میں سوفٹ ویئر انجینئر تھا۔۔۔ وہ خود ہاوس وائف تھی اور اچھے سے زندگی کا گزر بسر چل رہا تھا۔۔۔۔۔

ارحم نے گہری سانس خارج کرتے موبائل فون بند کر دیا۔۔۔ ایک بات طے تھی کہ اس بار ارحم خان کی وجہ سے عینہ کی ازواجی زندگی میں کوئی طوفان نہیں آئے گا۔۔۔۔۔

ہاں اسے ہی ان سب چیزوں کا کوئی سدباب کرنا تھا۔۔۔ اور جلد ہی کرنا تھا۔۔۔۔۔

کیسے وہ باپ کے ایک نئے شوشے سے جان چھڑوا سکتا تھا۔۔۔ اسکا دماغ تیزی سے چل رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ باخوبی جانتا تھا کہ عینہ کو اسکا باپ محض اسے پریشترانہ کرنے کو درمیان میں گھسیٹ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ آج بھی ارحم خان کی کمزوری تھی اور اسکا باپ اسکی کمزوری سے باخوبی واقف تھا۔۔۔ ورنہ وہ جانتا تھا کہ اس بار بیٹے کو زیر کرنا آسان

نہیں۔۔۔ لیکن یہاں ار حم خان بے حس نہیں بن سکتا تھا کہ باپ کی سفاکی سے وہ باخوبی آگاہ تھا۔۔۔ اسکے اڑے رہنے پر یقیناً واجد خان شکست قبول ناکر تاور آخری حربے کے طور پر اس معصوم کی ہستی بستی زندگی میں بونچال لادیتا۔۔۔ اور ایسا وہ ہر گز ہر گز نہیں چاہتا تھا۔۔۔

جو بھی تھا۔۔۔ ایک بات طے تھی کہ وہ کبھی واجد خان کی پسند کی ہوئی لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔ بلکہ وہ شادی کرنا ہی نہیں چاہتا تھا۔۔۔ اس جیسے بے وفا کو کسی معصوم لڑکی کے جذبات سے کھیلنے کے بعد اس دنیا سے اپنے لئے خوشیاں کشیدنے کا کوئی حق نا تھا۔۔۔ وہ خود کو اس قابل سمجھتا ہی نا تھا۔۔۔ مگر وہ یہ ساری باتیں اپنے باپ کو کیسے سمجھاتا۔۔۔

دفعۃً اسکی غیر دانستہ نظر روڈ کنارے کھڑی ایک لڑکی پر پڑی۔۔۔ وہ لڑکی جینز کے ساتھ لانگ کوٹ زیب تن کئے ہوئے تھی۔۔۔ شولڈر کٹ بال شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ چہرے پر حزن و ملال کی گہری چھاپ تھی وہ ہاتھ میں چند شاپنگ بیگز تھامے ہوئے تھی غالباً کسی کو تلاش کر رہی تھی۔۔۔

چند پل لگے تھے ار حم کو شناخت کے مراحل طے کرنے میں۔۔۔ یکدم اسکے دماغ میں جھماکا سا ہوا۔۔۔ یہ لڑکی عروشہ اسکی یونیورسٹی فیلو تھی۔۔۔ اس سے جو نیر تھی اور تقریباً سال بھر پہلے ہی تو اسکے ساتھ ایک ٹر جڈی ہوئی تھی جسکے بعد وہ ایک لمبے عرصے تک ہاسپیٹلائزڈ رہنے کے بعد پوری دنیا سے کٹ گئی تھی۔۔۔ وہ سب گئے بھی تھے اسکے گھر اسکی خیریت معلوم کرنے۔۔۔

پہچان کے مراحل طے کرتے ہی ار حم نے گاڑی اسکی جانب موڑی۔۔۔ اسکے دماغ میں کچھ بری طرح کلک ہو رہا تھا اگر ایسا ہو جائے تو۔۔۔ اسکا دل تیزی سے ڈھرکا۔۔۔

وہ لڑکی روڈ کے مخالف سمت کھڑی تھی۔۔۔ جب تک ار حم اس تک پہنچتا غالباً اسکا ڈرائیور واپس آگیا تھا وہ اپنی گاڑی میں سوار ہو گئی جبکہ ار حم اسکی لمحہ بالمحہ دور ہوتی گاڑی کو دیکھتا رہا۔۔۔ ایک ملاقات ناگزیر تھی اس لڑکی کے ساتھ پھر چاہے اسکے لئے اسے اس لڑکی کے گھر ہی کیوں نا جانا پڑتا۔۔۔

عروشه بیٹے کہاں گی تھی تم۔۔۔۔ میں پریشان ہو رہی تھی میری جان۔۔۔ عروشه جس وقت مضحمل سی گھر میں داخل ہوئی تب مام پہلے سے ہی لاونج میں موجود تھیں۔۔۔ نفیس سی ساڑھی میں ملبوس ڈائمنڈ جیولری پہنے مام بالکل تیار سی بیٹھی تھیں غالباً ابھی ابھی کسی کٹی پارٹی سے لوٹیں تھیں۔ کیونکہ جس وقت وہ گھر سے نکلی تھی تب مام گھر نا تھیں۔۔

جی مام میں لا بیری تک گی تھی کچھ بکس اشو کروانیں تھیں اس لئے۔۔۔۔۔۔ وہ جواب دے کر سیدھی سیاہ ماربل لگی سیڑھیوں کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔۔ اچھی بات ہے نکلا کرو باہر۔۔۔۔۔۔

اور سنو تو مجھے بات کرنی ہے تم سے۔۔۔ مام کی آواز پر وہ سیڑھیوں پر چڑھتے چڑھتے رکی۔۔۔۔

جی کہیے۔۔۔۔

یہاں آو۔۔ وہ خاموشی سے آکر مام کے پاس بیٹھ گئی۔۔ کتابیں سامنے کانچ کے میز پر رکھ دیں۔۔۔۔

بیٹا کسی ایک انسان کے چلے جانے سے زندگی ختم نہیں ہو جاتی۔۔۔ ایک انسان کے چلے جانے سے پوری دنیا سے کٹ کر رہ جانا کہاں کی عقلمندی ہے بیٹا۔۔۔

مام کی باتوں پر اسکی خوابناک آنکھوں میں کرب ہلکورے لینے لگا۔۔۔ وہ شعوری کوشش سے خود پر ضبط کے پہرے بیٹھائے آنکھوں کو نم ہونے سے روکے ہوئے تھی۔۔۔

مانا کے حادثہ اور تم ایک دوسرے سے بے انتہا محبت کرتے تھے۔۔۔ بچپن کا ساتھ تھا۔۔۔ تم دونوں میں بہت انڈر سٹینڈنگ تھی۔۔۔

ہم لوگوں نے تو تم دونوں کی اسقدر سٹرائنگ بانڈنگ اور انڈر سٹینڈنگ دیکھتے ہی تم دونوں کا رشتہ طے کیا تھا۔۔۔

لیکن نہیں تھا قسمت کو منظور۔۔۔ وہ اتنی ہی زندگی لکھوا کر آیا تھا کہ شادی سے محض تین دن پہلے ایک روڈ ایکسیڈنٹ کی نظر ہوتا اس دنیا سے چلا گیا۔۔۔

عروشہ کی ضبط کی طنابیں چھوٹنے لگیں تھیں۔۔۔ اسنے آنکھیں جھپک جھپک کر خود سے رونے سے روکا۔۔۔

اسے نہیں رونا تھا۔۔۔ بہت روچکی وہ سب کے سامنے اب مزید نہیں۔۔۔ اسے
کسی کے سامنے نہیں رونا تھا۔۔۔

مام۔۔۔ وہ بولی تو آواز ضبط سے پھٹ رہی تھی۔۔۔

میں یہ سب جانتی ہوں۔۔۔ سب۔۔۔

پھر ان سب باتوں کو دہرا کر مجھے اذیت سے دوچار کرنے کا مقصد۔۔۔ اتنی سی بات
کرتے ہی وہ ہانپنے لگی تھی۔۔۔ چہرہ ابھاپ چھوڑنے لگا تھا۔۔۔ یہ وہ زخم تھا جو بھرتا
ہی نہ تھا۔۔۔ ہر بار اس یاد پر تکلیف پہلے دن کی سی ہوتی۔۔۔ اب بھی دل پھٹنے لگا
تھا۔۔۔ دل چاہا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔۔۔

میری جان اس اذیت سے ہی تو نکالنا چاہتی ہوں تمہیں۔۔۔

تم ہماری اکلوتی اولاد ہو۔۔۔ ہم تمہیں یوں اپنی زندگی برباد کرتے ہوئے نہیں دیکھ
سکتے۔۔۔

ایک سال کم نہیں ہوتا۔۔۔ ہم نے ابھی تک تمہاری ہی مانی ہے اب تم ہماری مان
لو۔۔۔

شام میں تمہارے ڈیڈ کے دوست کا بیٹا آرہا ہے وہ چاہتے ہیں کہ تم اس سے
ملو۔۔۔ بات چیت کرو۔۔۔ تاکہ وہ۔۔۔

انفام۔۔۔ پلیر انف۔۔۔ وہ غصے سے پیچ و تاب کھاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ دل
چاہا سب تھس تھس نہس کر ڈالے۔۔۔

انف عروشه۔۔۔ ایک سال کافی ہوتا ہے کسی بھی صدمے سے نکلنے کو۔۔۔ مگر تم
شاید اس صدمے سے نکلنا ہی نہیں چاہتی۔۔۔ جان بوجھ کر اذیت دینا چاہتی ہو مجھے
اور اپنے بابا کو۔۔۔ مام اس سے بھی تیز لہجے میں چٹخیں کے جانتی تھیں کہ انکی بیٹی
نرمی سے ہینڈل ہونے والی نہیں۔۔۔

وہ گہرے گہرے سانس بھرتی شاکی نگاہوں سے ماں کو دیکھنے لگی۔۔۔
مجھے کسی سے نہیں ملنا۔۔۔ اسکی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔

ٹھیک ہے پھر کچھ فوٹو گرافز آئی ہیں میرج بیورو سے۔۔۔ انہیں دیکھ لو۔۔۔ اور

مام ابھی بول رہی تھیں جب وہ غصے سے کھولتی پلٹی اور دھپ دھپ کرتی سیڑھیاں
چڑھ گئی۔۔۔

اسکے جاتے ہی مام بے بس سی سر تھام کر رہ گئیں۔۔۔

کمرے میں آتے ہی وہ بستر پر ڈھتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔ یہ تم اچھا نہیں کیا
میرے ساتھ حادثہ۔۔۔ بالکل اچھا نہیں کیا۔۔۔

اسے نہیں پتہ اسے وہاں روتے کتنی دیر گزر گئی جب ملازمہ دروازہ ناک کرتی اندر
داخل ہوئی۔۔۔

اسنے رگڑ کر آنکھیں صاف کرتے رخ موڑا۔۔۔ اب وہ اپنا دکھ ہر کسی کو نہیں
دکھاتی تھی۔۔۔

میم آپ سے ملنے کوئی ارحم صاحب آئے ہیں۔۔۔ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے یونی فیلو
ہیں آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔۔۔ ضروری کام ہے آپ سے۔۔۔

اس خلل سے اسکے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔ وہ اس وقت اس حال میں قطعاً نہیں تھی کے کسی سے مل سکتی۔۔۔

اور ناجانے کیوں آیا تھا وہ شخص۔۔۔ اس سانحے کے بعد تقریباً اسکے فرینڈ سرکل میں سے ہر شخص ہی اسکے پاس ہمدردی جتانے آیا تھا اور اسے نفرت تھی ہمدردی سمیٹنے سے۔۔۔ یہ ہی وجہ تھی کہ وہ اب بھی بے طرح کوفت میں مبتلا ہوئی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے جا کر بیٹھا و انہیں آتی ہوں میں۔۔۔۔

ملازمہ سے کہتی وہ اتنی ٹھنڈ میں ہی فریش ہونے واش روم میں گھس گئی۔۔۔ کیونکہ ایک بات تو طے تھی۔۔۔ اب وہ دنیا کے سامنے دکھ کا اشتہار بن کر کسی کو خود پر ہمدردی جٹلانے کا موقع نہیں دے سکتی تھی۔۔۔ نفرت تھی اسے لوگوں کی ترحم آمیز نگاہوں سے۔۔۔

کچھ دیر بعد ہی وہ کھلے سے ٹروازر اور شرت میں ملبوس ارحم کے روبرو ڈرائیونگ روم میں تھی۔۔۔

فریش ہونے کے باوجود سرخ چہرہ اور سرخی مائل آنکھیں اسکے ڈھیر سارے روچنے کی چغلی کھا رہی تھیں۔۔۔

البتہ ہلکے نم بال ہنوز شانوں پر بکھرے تھے۔۔۔

ارحم نے اسے غور سے دیکھا وہ بھی غالباً اسے پہلی نظر میں ہی پہچان گئی تھی۔۔۔
ارحم خان کا اکیڈمک ریکارڈ خاصا بہتر تھا اس لئے وہ سنیئرز میں یونیورسٹی میں
خاصا مقبول تھا۔۔۔

سلام دعا کے بعد وہ سیدھے مدعے پر آیا۔۔۔

مجھے تم سے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے عروشہ کیا ہم کہیں باہر جا کر بات کر
سکتے ہیں۔۔۔ پلیز منع مت کرنا۔۔۔ میں یہاں کفر ٹیبل نہیں۔۔۔ ارحم کے بے
چینی سے التجائیہ کہنے پر وہ انکار کرتے کرتے رک گئی۔۔۔

پھر سرہاں میں ہلاتی اسکے ساتھ گھر سے واکنگ ڈسٹینس پر موجود کافی کورنز میں
آگئی۔۔۔

یہاں آکر مزید اذیت کے آکٹوپس نے اسے آجھکڑا تھا۔۔۔ اسی لئے تو وہ کہیں باہر نہیں آتی جاتی تھی۔۔۔ اس شخص کی یادیں ہر جگہ بکھری ہوئی تھیں۔۔۔ اور وہ تو ہر روز ہی شام میں یہاں پائے جاتے تھے۔۔۔ وہ کس کس یاد سے منہ موڑتی جو ہوا کے جھونکے کی مانند اس تک آتی اسے اذیت سے دوچار کر کے تڑپا جاتی۔۔۔ دیکھو عروشہ مجھے غلط مت سمجھنا۔۔۔ میری بات کو تحمل سے سننا اسے سمجھنا۔۔۔ پھر سوچ سمجھ کر مجھے جواب دینا اور ٹرسٹ می تمہارا ہر جواب میرے لئے قابل احترام ہو گا۔۔۔ وہ خاصے مدلل انداز میں گویا ہوا۔۔۔ اور وہ جو آنکھوں کی سرخی چھپاتی یہاں وہاں دیکھ رہی تھی اسکے بات شروع کرنے سے پہلے کی جانے والی تمہید سے بے طرح چونکی۔۔۔

میں تمہارے ماضی سے آگاہ ہوں۔۔۔ اور ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتے ہوئے تم بھی میرے ماضی سے بہت حد تک واقف ہو۔۔۔ میں اپنی کلاس فیلو میں انٹر سٹڈ تھا لیکن کچھ وجوہات کی بنیاد پر ہم ایک ناہو سکے۔۔۔ یا ہوئے بھی تو ایک رہنا سکے۔۔۔

ارحم کا کوئی ارادہ نا تھا عروشہ سے کچھ بھی چھپانے کا۔۔۔

ارحم کے اتنی پرسنل گفتگو کی جانب آنے پر وہ چونک چونک گئی۔۔ اندر دل نے جیسے کسی گڑبڑ کی شدت سے نشاندہی کی۔۔ اس کے ماتھے پر شکنوں کا جال بچھنے لگا۔۔ جبکہ ارحم ہنوز بول رہا تھا۔۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ میرے گھر والوں کی طرف سے مجھ پر شادی کا بہت پریشور ہے۔۔۔ اور یقیناً ایسا ہی پریشور تمہارے گھر والوں کی طرف سے تم پر بھی ہو گا۔۔۔ تو اگر ایسے میں ہم دونوں۔۔

ایکسیوزمی مسٹر۔۔۔ وہ طیش سے میز پر ہاتھ مارتی چلا اٹھی۔۔۔ تم کیسے پہلی ہی ملاقات میں میری ذاتیات میں گھس سکتے ہو۔۔۔ میری زندگی میں حارث کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔۔۔

کوئی نہیں مطلب کوئی بھی نہیں۔۔۔ آئی بات سمجھ میں۔۔۔ وہ غرائی۔۔۔

جیسے اسکی چھٹی حس نے اسے ارحم کے ارادے سے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ وہ آگے کیا کہنے کا ارادہ رکھتا ہے۔۔۔

ارحم گہرا سانس خارج کر کے رہ گیا۔۔۔

محترمہ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تحمل سے بات سننا شرطِ اول ہے۔۔۔ اگر تمہاری زندگی میں تمہارے فیانسی کی جگہ کوئی اور نہیں لے سکتا تو معاملہ اس جانب بھی کچھ ایسا ہی ہے۔۔۔

یہ محض ایک ڈیل ہے۔۔۔ کے اگر ہمارے گھر والوں کی تسلی یو نہیں ہوتی ہے تو یو نہیں سہی۔۔۔ تم اپنی ذات کے خول میں بند اور میں اپنی ذات کے۔۔۔ لیکن دنیا کی نظر میں ہم ایک پرفیکٹ کیل بن کر اس اذیت سے بچ سکتے ہیں جس سے ہمارے گھر والے ہمیں تب تک دوچار کرتے رہیں گے جب تک ہم اپنی زندگیوں کا کوئی بہتر فیصلہ کر نہیں لیتے۔۔۔ اور یقیناً ایسی آفر تمہیں کہیں اور سے نہیں ملے گی۔۔۔۔

کیونکہ میں خود شادی کرنا ہی نہیں چاہتا۔۔۔ لیکن یہ مجبوری کا سودا ہے۔۔۔ میری بات کو اچھے سے سوچنا اگر میری باتیں سمجھ میں آئیں تو تم میرے ساتھ رابطہ کر سکتی ہو۔۔۔ لیکن جلد از جلد کیونکہ اگر تم نہیں تو مجھے اپنے لئے کوئی اور ڈھونڈنی ہے جسکے ہمراہ میں اپنے باپ کو ڈاج دے سکوں۔۔۔ وہ سنجیدگی سے کہتا

اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ جبکہ وہ وہیں گم صم بیٹھی اسکی پشت کو گھورتی
رہی۔۔۔

رات پھر سے گھر کا ماحول خاصا برہم تھا عروشہ نے لڑکے سے ملنے سے انکار کر دیا
تھا جسکے بعد مام اور ڈیڈ دونوں نے اسے خاصا لمبا لپکچر دیا تھا۔۔۔ وہ تنگ آگئی تھی
روز روز کے اس تماشے سے تبھی۔۔۔

ساری رات کی سوچ بچار کے بعد بلا آخر عروشہ نے صبح ہوتے ہی ارحم کو فون کر کے
اس نام کے رشتے کے لئے اپنی رضامندی دے دی۔۔۔ کم از کم س طرح روز روز
کے گھر میں لگنے والے ڈراموں سے توجان چھوٹی۔۔۔

اسکی جانب سے ہاں موصول ہوتے ہی ارحم نے باپ کے سامنے لڑکی کا نام پتہ اور
ایڈریس رکھ دیا۔۔۔ واجد خان جتنا حیران ہوتا کم تھا۔۔۔ اسنے جانچتی نگاہوں سے
بیٹے کو دیکھا جسکے سنجہ چہرے سے کچھ بھی اخذ کرنا پانا مشکل ہی نہیں ناممکن امر
تھا۔۔۔

وہ سابقہ آئی جی کی اکلوتی بیٹی تھی ایک دم انکے ہم پلہ۔۔۔ انہیں بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔۔۔

وہ اگلے ہی روز نعیمہ بیگم کے ہمراہ شگون کے سامان کے ساتھ عروشہ کے گھر موجود تھے۔۔۔

جب وہاں جا کر اس رشتے کے لئے عروشہ اور ارحم کی رضامندی کا اظہار کیا گیا تو عروشہ کے ماں باپ پر تو شادی مرگ کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔۔۔ کہاں انکی بیٹھی یہ بات سنتے ہی ہتھے سے اکھڑ جاتی۔۔۔ کہاں پسند سے شادی کر رہی تھی۔۔۔ وہ بھی راتوں رات۔۔۔ بات تھی تو تشویش ناک لیکن اللہ اللہ کر کے تو کفر ٹوٹا تھا اس لئے کسی نے زیادہ کرید نہیں۔۔۔

جھٹ سے یہ رشتہ قبولیت کی سند پا گیا۔۔۔

واجد خان تو فوراً نکاح کروانا چاہتے تھے لیکن یہاں ارحم نے انکی ایک ناچلنے دی اور چھوٹے سے فنگشن میں محض انکی جمنٹ ہی کی رسم ادا ہوئی۔۔۔

اس منگنی کے بعد وہ خوش تھا مطمئن تھا۔۔ اس لئے نہیں کے وہ منگنی کر چکا تھا۔۔ بلکہ اس لیے کے وہ باپ کی نظر ایک معصوم کی خوشیوں اور اسے ہستے بستے گھر سے ہٹا چکا تھا۔۔

مگر وہ کہاں جانتا تھا کے ابھی قسمت میں کون کون سے امتحاں باقی ہیں۔۔۔

کنزل الایمان اس وقت اپنے گھر کے کھلے سے ٹیرس پر موجود کین کی کرسی پر بیٹھی تھی۔۔ سامنے چھوٹے سے گول میز پر لیپ ٹاپ کھلا پڑا تھا جہاں وہ اپنی میلز چیک کر رہی تھی۔۔ آنچل سینے پر پھیلا ہوا تھا البتہ شہد رنگ بال پشت پر پھیلے تھے۔۔ وہ اپنے ورکنگ روم میں بیٹھی کام کر رہی تھی لیکن یکدم موسم کو انگڑائی لے کر کروٹ بدلتے دیکھ وہ اوپر ہی آگئی۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے اسکی شامیر سے بات ہوئی تھی وہ آ رہا تھا یقیناً کچھ دیر تک وہ بھی پہنچ جاتا۔۔

دونوں بچے ایک بک فیئر میں گئے تھے۔۔۔ البتہ نورین کام کر کے جا چکی تھی۔۔۔ وہ اس وقت تنہا تھی اور فراغت میں اپنا کافی کام نبٹالینا چاہتی تھی۔۔۔ پھر اسے نیچے جا کر اچھے سے ڈنر کا انتظام بھی کرنا تھا۔۔۔

اپنی اس قدر مصروف ترین زندگی میں ایک کام جو اس نے اگر شروع کیا تھا تو اسے چھوڑنا تھا وہ تھا لکھنے کا کام۔۔۔

پتہ نہیں کیسے وہ اپنا وقت میخ کر کے لکھنے کے لئے وقت نکال ہی لیتی۔۔۔ لفظ اس سے خود اپنا آپ لکھواتے تھے۔۔۔ اندر سے طلب اٹھتی تھی لکھنے کی۔۔۔ اور اپنی سوچ کو لفظوں کا پیرا بن اور ڈھا کر روشنیاں بکھیرنے کو لکھ کر وہ پرسکون ہو جاتی۔۔۔

وہ باقاعدگی سے اخبار میں لکھ رہی تھی اور یہ ہی نہیں وہ ڈیجیٹلی اپنا ہر آرٹیکل اپنے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر بھی اپلوڈ کرتی تھی۔۔۔

ایک چیز اس نے شدت سے نوٹ کی تھی۔۔۔ پاکستان میں ہنوز اس قدر پسماندہ علاقے بھی تھے جہاں انٹرنیٹ کا نام و نشان تک نہ تھا۔۔۔ اگر تھا بھی تو ایزی ٹو ایکسزنا تھا۔۔۔ جیسے سندھ کے کئی فیوڈرل بیس علاقے اور بالخصوص تھر کا علاقہ۔۔۔ البتہ

وہاں کی یوتھ تک اخبار اور رسائل کے ذریعے اسکی آواز پہنچ رہی تھی۔۔ اور پاکستان کے زر اترقی یافتہ علاقے جہاں انٹرنیٹ ایزی ٹو ایکس تھا ان لوگوں کو موبائل اور انٹرنیٹ کی اسقدر اڈکشن تھی کے وہاں اخبارات اور رسائل کی طرف دیکھا تک نا جاتا۔۔ وہاں وہ اپنی آواز سوشل میڈیا کے ذریعے پہنچا رہی تھی۔۔۔ اسنے پلیٹ فارم کوئی بھی نا چھوڑا تھا۔۔ اور تقریباً ہر موضوع کو زیر بحث لانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

پھر چاہیے وہ بڑھتی ہوئی بجلی کی قیمتیں تھی۔۔۔ مہنگائی کی چکی میں پستا غریب تھا۔۔۔ خود شناسی کا سفر تھا۔۔۔ لڑکیوں کی مناسب وقت میں شادی تھی یا لڑکیوں کے ہنرمند ہونے پر آواز اٹھانا تھا۔۔۔ اسنے کم و بیش ہر ہر ٹاپک پر لکھا تھا۔۔۔ یہ ہی وجہ تھی کے اپنی محنت کی بنیاد پر اسنے بہت کامیا بیاں سمیٹی تھیں۔۔۔ ادبی حلقے میں اسکا نام تھا۔۔۔ لوگ اسے پہچانتے تھے۔۔۔

اسکے کالمز کے مجموعے پر اسکی دو کتابیں کامیابی سے ملک بھر میں سرکولٹ کر رہی تھیں جبکہ اسکی تیسری کتاب حال ہی میں پبلش ہوئی تھی۔۔۔

ابھی وہ میلز چیک کر کے فارغ ہوئی ہی تھی کہ نیچے ایک طوفان بد تمیزی بھرپا ہوا جو نشانہ ہی تھا کہ اسکے سپوت بالخصوص زوہان شامیر خان گھر آچکا ہے۔۔۔ اسکے گھر آنے کا سٹائل یہ ہی تھا کہ گھر آتے یا گھر سے نکلتے لوہے کا آہنی گیٹ اتنے ہی زور سے بند کیا جاتا کہ ایمان دہل کر رہ جاتی۔۔۔

ممی۔۔۔ ممی۔۔۔

ممی کہاں ہیں آپ۔۔۔

اوپر ہوں زوہاں اوپر ہی آجا دوںوں۔۔۔ اسنے ریلنگ سے جھکتے آواز لگائی تو ساتھ ہی سیڑھیاں چڑھنے کی دھپ دھپ کی آواز ابھرنے لگی۔۔۔

یہ شامیر کی بیٹی کی پیدائش سے دو سال بعد کا واقعہ تھا جب زوہان تیرہ جبکہ سبحان پندرہ سال کا تھا۔۔۔ اور سبحان نے فی بی بی بیک چلانا سیکھی تھی اور دونوں بھائی اب سکول وین کی بجائے بیک پر سکول جانے لگے تھے۔۔۔

مام بک فیر سپر ڈپر ہٹ گیا۔۔۔

یونو۔۔۔ وہاں سب کو کنزل الایمان کی خود سے خودی تک۔۔۔ کتاب چاہیے تھی۔۔۔

زوہاں کی خوشی دیدنی تھی وہ مسکراتا ہوا دھپ سے آکر ڈھیلے سے انداز میں کرسی پر بیٹھا۔۔۔ جبکہ سبحان بھی بہت خوش تھا۔۔

یس ممی۔۔۔ آپکی کتابوں پر لوگوں کا ریو یو سپر تھا۔۔۔

انفیکٹ یہ تو بول رہا تھا میں یہاں اناؤٹنس کر دیتا ہوں کے میں کنزل ایمان کا بیٹا ہوں۔ سبحان کے کہنے پر ایمان نے تعجب سے زوہان کو دیکھا۔۔

اور نہیں تو کیا ممی بالکل سٹار والی فیلنگز آنی تھی پھر۔ زوہان نے شانے اچکائے تو وہ سر نفی میں ہلاتی مسکرا دی۔۔۔

ممی ہمیں تو پتہ ہی نہیں تھا کہ آپ اتنا پیارا لکھتی ہیں۔۔۔

کبھی پڑھا جو نہیں۔۔۔ بے ساختہ سبحان نے زوہان کی بات کاٹی تو وہ خونخوار انداز میں اسے گھورنے لگا۔۔۔

اوکے اوکے۔۔۔ وہ جھٹ سے سیز فائر کر گیا۔۔

آج وہاں آپکے لکھے پر لوگوں کا فیڈ بیک پڑھا تو پتہ چلا۔۔۔

اور اسے پتہ ہے کیا کہتے ہیں۔ ایمان نے مسکراتے ہوئے لب دانتوں تلے

دبا۔۔۔ ٹھنڈی ہوائیں تیز ہواؤں میں بدلنے لگیں تھیں۔۔

جی پتہ ہے بالکل پتہ ہے۔۔ سبحان نے ماں کی بات اچکی۔۔

کیا کہتے ہیں۔۔ زوہان نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔

گھر کی مرغی دال برابر۔۔ سبحان کے کہنے پر تینوں مسکرا دیئے۔۔

لیکن مام جہاں سب لوگ آپکی تعریفیں کر رہے تھے وہاں کچھ لوگ تھے جو فضول کا

میس کریت کر رہے تھے کے اس رائٹر کے لکھنے میں ایسا کیا خاص ہے۔۔ ایسی

انفارمیشن سے تو انٹرنیٹ بھرا پڑا ہے۔۔ تو یہ رائٹر ایسا کیا خاص لکھ رہی ہے جو

یونیک ہو۔۔۔ یک لخت زوہان کو یاد آیا تو اسکے ہونٹوں کی مسکراہٹ سمٹی۔۔۔

ایمان اٹھتی اٹھتی واپس بیٹھ گئی۔۔۔

اس سے کیا ہوتا ہے زوہان۔۔۔ جو جو بولتا ہے بولتا رہے۔۔۔ ایسے میں قصور ان

لوگوں کا نہیں ہے۔۔۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کبھی خود کو بدلنے کی کوشش ہی

نہیں کی۔۔۔ اگر بدلنے کی اور دنیا کو ایکسپلور کرنے کی کوشش کی ہوتی تو انہیں پتہ

ہوتا کہ وہ کونسی چیز ہے جو انٹرنیٹ پر موجود نہیں۔۔۔

نیٹ پر سب موجود ہے۔۔۔ ہر چیز۔۔۔ جسکی بھی کھوج میں نکلو۔۔۔

چاہے وہ کسی کی کامیابی کی کہانی ہو۔۔۔ کوئی ڈائٹ پلان ہو۔۔۔ کسی سورت کا ترجمہ و تفسیر ہو۔۔۔ کسی بھی چیز کی کوچنگ ہو کوئی شکل ہو سب موجود ہے۔۔۔

لیکن کیا ہم سب تک ایکسز حاصل کرتے ہیں۔۔۔ وہ مسکرائی۔۔۔

وہاں سب کچھ ایکس میں ہے اتنا زیادہ کے معلومات کے ڈھیر کا پہاڑ بنا ہوا ہے۔۔۔

جب کوئی وہاں مطلوبہ چیز کی جستجو میں جاتا ہے تو کیا ہوتا ہے۔۔۔ اس قدر وافر مقدار میں انفارمیشن کے لوڈ میں اسے مطلوبہ چیز تلاش کرنا بھوسے کے ڈھیر میں سوئی ڈھونڈنے کے مترادف لگتا ہے۔۔۔

اور اپنی اپنی فیلڈ میں ایکسپرس کیا کرتے ہیں۔۔۔ وہ کوئی ڈائٹیشن ہے کوچ ہے رائٹر ہے یا کوئی کریٹر۔۔۔

وہ اپنی آڈینس کی ضرورت کے مطابق اس پہار میں کودتا ہے۔۔۔ وہاں سے مطلوبہ چیز تلاش کر کے نکالتا ہے۔۔۔ اسے تراشتا ہے اسکی نوک پلک سنوارتا ہے اور آسان اور جامع انداز میں اسے ایزی ٹو ایکس بناتا لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے تاکہ لوگ اس ریلیٹ کر سکیں۔۔۔ اس سے مستفید ہو سکیں۔۔۔ اور یہ ہی اصل آرٹ ہے۔۔۔ اب اگر کوئی بولے کہ اس میں کیا کمال ہے یہ تو پہلے ہی نیٹ پر

موجود ہے تو یہ ٹیلنٹ کی ناقدری ہے۔۔۔ اور ایسے لوگوں سے بحث بنتی ہی نہیں۔۔۔ ہم ایسے لوگوں کو سمجھا نہیں سکتے۔۔ کیونکہ سمجھایا اسے جاتا ہے جسے سیکھنے کی یا سمجھنے کی چاہ ہو۔۔۔

لفظ ایسے لوگوں کے لئے بے تاثر اور بے اثر ہوتے ہیں۔۔۔ ایسے لوگوں کا ایک ہی حل ہے۔۔۔ اور وہ ہے انکوریٹس۔۔۔ حد درجہ انکوریٹس۔۔۔

ماں کے سمجھانے پر زوہان کا غصہ جاتا رہا جبکہ وہ لب چباتا ماں کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

Ya you r right mom....

یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں۔۔۔

چلو اب اٹھو اور نیچے آ جاؤ۔۔۔ آثار بتا رہے ہیں کہ بارش ہونے والی ہے۔۔۔ اسنے آسمان پر تیزی سے چھاتی کالی گھٹا کو دیکھتے کہا۔۔۔۔۔

واومی کلاوڈز فلوٹینگ کر رہے ہیں۔۔۔ وہ مسکراتا ہوا خوبصورت قدرت کے نظاروں کی ویڈیو بنانے لگا تھا جبکہ ایمان مسکراتے ہوئے نیچے آ گئی۔۔۔

رات کا وقت تھا وہ سب ڈنر کر چکے تھے۔۔۔ ایمان ڈنر کے بعد کچن سمیٹ رہی تھی جبکہ شامیر صوفے پر نیم دراز دیوار گیر ایل سی ڈی پر کوئی ٹاک شو دیکھ رہا تھا۔۔۔ سامنے ہی سنگل صوفے پر سبحان بیٹھا انہماک سے لیپ ٹاپ پر نی نی سیکھی گرافک ڈیزائننگ پر اپنی کریٹیوٹی آزمارہا تھا۔۔۔ آج کل اسکی فرسٹ کسٹمر اسکی ماں تھی اور وہ تمام تجربے ماں کی ویب سائٹس اور مختلف اکاؤنٹس کے لوگو اور انٹرو آوٹرو بنا کر کر رہا تھا۔۔۔۔

البتہ زوہان اپنے کمرے میں کچھ کر رہا تھا۔۔۔ دفعتاً زوہان بعجلت کمرے سے باہر آیا۔۔۔

ڈیڈ پلیز اپنا موبائل دینا ایک کال کرنی ہے۔۔۔ اسکے ہر ہر انداز میں عجلت تھی جیسے کسی بنا پر اسکا بھی ابھی بات کے دوران کسی سے رابطہ دس کنیکٹ ہوا ہو۔۔۔ شامیر نے مصروف سے انداز میں اپنا موبائل ان لاک کر کے اسے تھمایا۔۔۔ وہ انہی قدموں پر کمرے میں واپس آگیا۔۔۔ دوست سے بات کر کے اسنے فون بند کیا جب اسکی توجہ ایک نوٹیفیکیشن نے اپنی جانب مبذول کروالی۔۔۔

وہ شامیر کو موبائل دینے واپس باہر آنے والا تھا جب کمرے سے نکلتا نکلتا رکھتا اور نوٹیفکیشن کھول بیٹھا۔۔۔

وہ ایک لڑکی کی ویڈیو کا چھوٹا سا کلپ تھا۔۔۔ زوہان چونکا۔۔۔ اور اسکے چونکنے کی سب سے بڑی وجہ اس لڑکی کی ڈریسنگ تھی۔۔۔ وہ سیلو لیس پاؤں کو چھوتے سنہری گاؤں میں ملبوس تھی ارد گرد بہت سے گورے اور گوریوں کا جگمگاٹا تھا۔۔۔ غالباً وہ کسی کلب کا کلپ تھا جہاں وہ مسکرا کر میوزک کی لے پر لہراتی ہاتھ میں گلاس تھامے ہوئے تھی۔۔۔ یہ کلپ غالباً کسی اور ملک کا تھا۔۔۔ نیچے کپشن تھا انجوائمنٹ آن پیک۔۔۔

باپ کے موبائل پر کسی غیر لڑکی کی ایسی ویڈیو دیکھ کر اس کا خون کھول اٹھا۔۔۔ اندر کہیں تجسس کے کیڑے نے سر ابھارا تو وہ نہایت غیر اخلاقی حرکت کرتا وائٹس ایپ کی اسی چیٹ کو سکروول ڈاون کرنے لگا۔۔۔

وہاں اسی لڑکی کی ویسی ہی ڈریسنگ میں بے شمار کلپس اور فوٹو گرافز تھیں۔۔۔ کہیں وہ جینز اور ٹاپ میں ملبوس سنو فالنگ میں گھوم رہی تھی اور کہیں پیچھے بہت خوبصورت نظارے تھے۔۔۔

کہیں وہ شارٹس میں تھی تو کہیں لانگ سکرٹ کے ساتھ شرٹ اتنی چھوٹی کے
آدھا پیٹ ننگا ہوتا۔۔۔

اسکی کنپیٹوں میں خون تو تب جوش سے ابالے کھاتے ٹھو کریں مارنے لگا جب اسی
لڑکی کے ساتھ اسکے باپ کی بھی تصویریں آئیں۔۔۔

وہ ابھی اتنی بے ہودہ ڈریسنگ میں اس لڑکی کی باپ کے ساتھ تصویریں دیکھ کر ہی
کھول اٹھا تھا کے دفعتاً نیچے کپشن پر نظر پڑی۔۔۔

نیچے کپشن تھا مسٹر اینڈ مسز شامیر۔۔۔

زوہان کو اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھاتا محسوس ہوا۔۔۔

وہ غصے سے کھولتا جبرے بھینچے وہیں بیٹھ گیا۔۔۔ اور فرصت سے اس معاملے کی تہہ
تک جانے لگا۔۔۔

وہاں گنی چنی تصویریں تھیں۔۔۔ لیکن اسے مکمل کہانی جانی تھی تبھی گوگل فوٹوز
میں آتا سالوں کے حساب سے پیچھے جانے لگا۔۔۔

وہاں شامیر کی ایک چھوٹی بچی کے ساتھ کئی تصویریں تھیں۔۔۔ وہ ٹھٹھکا۔۔۔ اندر
کہیں مزید کھد بھد شروع ہوئی۔۔۔

اسنے مزید سکرو ل ڈاون کیا

شامیر کے ہاتھ میں تھامی ایک دن کی بچی کو دیکھ اسکی سٹی گم ہونے لگی جسکے ساتھ ایڈیٹس میں مائے پر نس لکھا تھا۔۔۔ اسنے بچی کی پیدائش کی تاریخ اور سال نوٹ کیا۔۔۔ اور مزید بیک جانے لگا۔۔۔ جب لگا تار بیک جاتے جاتے اسکے سامنے باپ کی شادی کا البم آگیا۔۔۔۔

اور بس وہیں اسکی انتہا ہو گئی۔۔۔ اسنے بے ساختہ باپ کی دوسری شادی کی تاریخ نوٹ کی اور انگلیوں کی پوروں پر حساب لگانا چاہا۔۔۔۔ چھ سال۔۔۔۔ چھ سال پہلے اسکے باپ نے ان سب کو دھوکہ دیتے دوسری شادی کی تھی۔۔۔ اور یہیں اسکی انتہا ہوئی اور پھر زوہان شامیر خان کو تو غصہ وراثت میں اسکے دادا سے ملا تھا۔۔۔

What the Hell is this Dad...

غم و غصے سے چٹختے دماغ کے ساتھ وہ آندھی طوفان بنا کمرے سے باہر نکل کر باپ کے پاس آیا اور اسکا قیمتی موبائل کسی کھلونے کی مانند رکھ کر کانچ کی میز پر مارا۔۔۔

یوں کے چھنا کے کی آواز کے ساتھ وہ موبائل کانچ کے مضبوط میز پر ڈرائیں ڈالتا
زمین بوس ہوا۔۔

شامیر اسکے انداز اور لہجہ دیکھ لمحے کی تاخیر کئے بنا حیرت سے سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔ بھلا
اسکے اس بد تمیزانہ رویے کی وجہ کیا تھی۔۔۔ وہ تو اسکا بہت فرما بردار بیٹا تھا۔۔ ہاں
ضدی تھا مگر بد تمیز نہیں۔۔۔

جبکہ کچن سے چائے لے کر باہر آتی ایمان کے ہاتھ بیٹے کے اس روپ پر بے طرح
کپکپائے۔۔۔

سبحان سرعت سے لیپ ٹاپ چھوڑا اسکی جانب لپکا۔۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہے زونی۔۔۔۔

تم پیچھے ہو جاو بھائی۔۔۔ سبحان نے اسکی بازو تھامنی چاہی جب اسنے بے طرح اسکا
ہاتھ جھٹکا۔۔۔

کیوں کیا آپ نے ایسا ڈیڈ۔۔ کیوں دیا ہم سب کو دھوکہ۔۔۔ وہ حلق کے بل
چلایا۔۔۔ آنکھوں میں بے بسی اور کرب ہلکورے لینے لگا تھا۔۔۔ شامیر کے لئے
اسکی نا فہم باتوں کو سمجھنا خاصا مشکل تھا۔۔۔

کو نسا دھوکہ۔۔۔ سبحان نے پھر سے آگے بڑھنا چاہا جب بھائی کے الفاظ اسکے قدم
زنجیر کر گئے۔۔۔

کیوں دیا ہمیں دھوکہ۔۔۔ کیوں کی آپ نے دوسری شادی۔۔۔
ڈھرام ڈھرام ڈھرام۔۔۔ شامیر کے سر پر ساتوں آسمان ایک ساتھ ٹوٹ
پڑے۔۔۔

جبکہ ایمان کے کپکپاتے ہاتھوں سے چائے کا کپ چھوٹ کر زمین بوس ہو گیا۔۔۔
شامیر نے ایک بے بس نگاہ ایمان پر ڈالی۔۔۔

کیوں دیا میری ماں کو دھوکہ۔۔۔ ہم سب کو دھوکہ۔۔۔ اسکی آواز غم و غصے سے
پھٹ رہی تھی۔۔۔ کیا کمی تھی میری ماں میں۔۔۔ اسنے طیش سے آگے بڑھتے
باپ کو دھکا دیا۔۔۔

ایمان کے قدم گویا وہیں فریز ہو گئے تھے۔۔۔ جسم پر لرزہ طاری ہونے لگا۔۔۔
آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو چمکنے لگے۔۔۔ وہ منہ پر ہاتھ رکھے شدت سے سر
نفی میں ہلا رہی تھی۔۔۔

سب سوچ رکھا تھا۔۔۔ مگر یہ کہاں سوچا تھا کہ جب یہ حقیقت اسکی اولاد کے سامنے آئے گی تو کیا ہو گا۔۔۔

ایک قیامت اس دن اس گھر میں بھرپا ہونی تھی جس روز وہاں شامیر کی پہلی شادی کا خلاصہ ہوتا۔۔۔ جبکہ ایک قیامت آج یہاں اس گھر میں بھرپا ہوئی تھی جب اسکے بیٹے اس حقیقت سے روشناس ہوئے تھے۔۔۔

اور شامیر تو گویا پتھر کا ہو گیا تھا۔۔۔

سبحان نے حیرت و انبساط میں گھرے آگے بڑھ کر نیچے سے موبائل اٹھایا اور سرچ ہسٹری چیک کرنے لگا۔۔۔

آپکو کیا لگا کہ آپ میری ماں کے ساتھ اتنی نا انصافی کریں گے تو کوئی آپ سے پوچھنے والا نہیں ہو گا۔۔۔

زوہان کے چٹخنے پر وہ سرعت سے ہوش میں اتی آگے بڑھی۔۔۔

زوہان۔۔۔ زوہان۔۔۔

پیچھے ہٹیں مام۔۔ کیا سمجھا ہے آپ نے ہماری ممی کو۔۔۔

ہم ہمیشہ یہ سوچتے رہے کہ آپ بہت مصروف ہیں۔۔۔ بزنس کی مصروفیات ہیں جو آپ کی کئی دن گھر نہیں آتے مگر ہمیں کیا پتہ کہ آپ نے اپنی دوسری دنیا بسا رکھی اور دوسری بیوی کے ساتھ۔۔۔

چپ گستاخ۔۔۔ پیچھے ہٹو۔۔۔

ایمان کے جسم میں برقی رو ڈور گئی اسنے سرعت سے بیٹے کے منہ پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے اسکے کمرے کی جانب دھکا لگایا۔۔۔

مام پیچھے ہٹیں مجھے بات۔۔۔

چپ۔۔۔ ایک دم چپ۔۔۔ وہ بہتی آنکھوں سمیٹ اسے پوری قوت صرف کرتی پیچھے دھکیل رہی تھی۔۔۔
مئی وہ ایسا۔۔۔

بالکل خاموش۔۔۔ ایمان نے کمرے کا دروازہ وا کرتے اسے اندر بھیجا اور باہر سے کمرے کا دروازہ بند کرتے گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔۔۔ اسکا جسم اس ساری صورتحال پر بے جان ہونے لگا تھا۔۔۔

شامیر ہنوز پتھر کا بنا کھڑا تھا جبکہ سبحان بظاہر تو خاموش تھا لیکن اسکی آنکھوں میں گہرا ملال تھا۔۔۔

اور شامیر سب دیکھ سکتا تھا لیکن اس وقت بیٹوں کی نظروں میں ابھرتے احساسات و جذبات نہیں۔۔۔

وہ کسی شکست خوردہ شخص کی مانند بنا کسی جانب دیکھے گاڑی کی چابی اٹھاتا گھر سے نکلا۔۔۔

خنخ۔۔۔ خان۔۔۔ رکیں۔۔۔ کہاں جا رہے ہیں آپ۔۔۔ خان۔۔۔ ایمان دیوانہ وار اسکے پیچھے بھاگی۔۔۔

خان کا اس وقت ایسی مینیٹل کنڈیشن میں گاڑی ڈرائیو کر کے گھر سے جانا خطرے سے بالکل خالی نا تھا۔۔۔ وہ اسے ایسی حالت میں گھر سے نہیں جانے دے سکتی تھی۔۔۔

جب تک وہ اندھا دھند بھاگتی ہانپتی کانپتی ڈرائیوے تک آئی وہ گاڑی زن سے بھاگا لے گیا۔۔۔

سبحان۔۔۔ اسنے پیچھے مڑ کر بے بسی سے بیٹے کو دیکھا۔۔۔

مام یہ ڈیڈ نے بالکل ٹھیک نہیں کیا۔۔۔ بالکل بھی نہیں۔۔۔ ضبط سے کہتا وہ واپس
اندر چلا گیا۔۔۔ جبکہ ایمان سر تھامتی بھر بھری ریت کے تودے کی مانند وہیں
بیٹھتی چلی گئی۔۔۔۔۔

سینچ سینچ کر بنائے گئے گھر کا شیرازہ کیسے بکھرنے لگا تھا کہ باپ بیٹا ہی مد مقابل آ
گئے تھے۔۔۔ یہ سب نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔۔
وہ دکھتا سر داب کر رہ گئی۔۔۔

شامیر خطرناک حد تک گاڑی کی سپیڈ بڑھاتا ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔ چہرے پر
کربناک تاثرات تھے۔۔۔ جبکہ سرخی چھلکاتی نگاہوں میں وہی منظر جم گیا
تھا۔۔۔۔۔

کیوں دیا آپ نے ہمیں دھوکا۔۔۔ اسکی آنکھوں کے سامنے دھند چھانے لگی
تھی۔۔۔

کیوں کی اپنے دوسری شادی۔۔۔

سمجھ کیا رکھا ہے آپ نے ہماری مٹی کو۔۔۔ کے آپ جو بھی کریں آپکو کوئی پوچھنے والا نہیں ہوگا۔۔۔

اسنے یکدم گاڑی کو بریک لگائی۔۔۔

اذیت انگ انگ میں سرایت کرنے لگی تھی۔۔۔

بیٹوں کی بے اعتبار نگاہیں کسی تیز ڈھار آلے کی مانند اسکی رگیں کاٹ رہی تھیں۔۔۔

اندھیری رات میں وہ گاڑی سے نکل آیا۔۔۔ باہر نکلتے ہی شورید سر ہوائیں اس کے وجود سے ٹکرائیں۔۔۔ وہ ایک سائیڈ پر بنے چھوٹے سے پارک میں آگیا۔۔۔
باہر سڑک پر زندگی کی رونقیں رواں دواں تھیں۔۔۔ بس ویرانیاں تو اسکے اندر ہی ڈیڑے ڈالنے لگی تھیں۔۔۔

اسے لگا وہ دوبارہ کبھی بیٹوں کا سامنا نہیں کر پائے گا۔۔۔ باہر چلتی ٹھنڈی ہواؤں کے تھپیرے بھی اندر لگی آگ کو ٹھنڈا کر پانے میں ناکام ثابت ہو رہے تھے۔۔۔
خود سے ایک جنگ لڑتا وہ ڈھنکے انداز میں سمیٹ سے بنے بیچ پر آ بیٹھا اور

دونوں ہاتھ بیچ پر ٹکائے کرب زدہ چہرہ آسمان کی جانب اٹھائے آسمان پر چھاتی کالی گھٹاؤں کو دیکھنے لگا۔

کرب و اذیت کی انتہا تھی کہ وہ شفاف پانی کے قطروں کی مانند آنکھوں سے بہنے لگی تھی۔۔۔

دل غم سے پھٹ رہا تھا۔۔۔ ہاں اسے یہ قبول کرنے میں کوئی آڑ نہ تھی کہ شامیر خان ایک کمزور مرد ہے۔۔۔ مختلف طرح کی زنجیروں میں جھکڑا ایک بے حد کمزور مرد۔۔۔

قوتِ فیصلہ کی قوت سے محروم۔۔۔ وہ کمزور تھا۔۔۔ تبھی ڈٹ کر فیصلہ نہیں لے پایا تھا۔۔۔ ہر انسان کی طرح اس سوسائٹی میں اس کے بھی بہت سے خوف تھے۔۔۔

عزت کا خوف۔۔۔ بدنامی کا خوف۔۔۔ لائعلی کا خوف۔۔۔ سٹیٹس کا نشیش۔۔۔ تنہا رہ جانے کا خوف۔۔۔ خاندان سے کٹ جانے کا خوف اور ناجانے کیا کیا خوف تھے جو مختلف ناگوں کی مانند پن پھیلانے اسکے گرد اکٹھے ہو جاتے۔۔۔

یہ بچپن کی جڑیں ہوتی ہیں جو فیصلہ کرتی ہیں کہ ان جڑوں کے باعث ان پر بننے والا درخت کس قدر تنا آور اور مضبوط ہو گا یا کھوکھلا اور کمزور۔۔۔

جب جڑیں ہی مضبوط نا تھیں تو وہ مضبوطی کہاں سے دکھاتا۔۔۔

ہاں اسے یہ قبول کرنے میں کوئی عاڑ نا تھا کہ اگر اس کامیاب شادی کا انحصار اسکے ہاتھ میں ہوتا تو یہ شادی کب کی ختم ہو چکی ہوتی۔۔۔ وہ ایک پہاڑ کاٹ کر راستہ بنانے کی ہمت کبھی نا کرتا۔۔۔

اس کامیاب ازواجی زندگی کا سہرا جاتا تھا اسکی بیوی کے سر۔۔۔ جس نے بڑی مہارت سے پہاڑ کو کاٹ کر راستہ بنایا تھا اور اس راستہ پر چلنا شامیر کے لئے مشکل نا تھا۔۔۔ وہ ہمیشہ سے مشکلات سے نظریں چراتا آیا تھا۔۔۔ راہِ فرار حاصل کرتا۔۔۔ اس محاذ پر ڈوتا تھا تو محض ایمان کے صبر اور حکمتِ عملی کے باعث۔۔۔

پروشہ سے لا تعلقی کیوں اختیار کی تھی اسنے۔۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا وہ اسکی بات کبھی نا مانتی۔۔۔ فورس کرنے پر بحث جنم لیتی اور پھر یہ بحث روز روز کے جھگڑوں کی صورت اختیار کر جاتی۔۔۔ یہ ہی وجہ تھی کہ اسکی جانب سے بدلہ ہو کر اسنے اس طرف سے نگاہیں ہی پھیر لیں۔۔۔ ناروک ناٹوک۔۔۔ جو دل چاہے وہ کرو۔۔۔

سبحان بھی وہیں تھا۔۔۔ زوہاں بھائی کو کچھ بتا رہا تھا جب ماں کے دروازہ کھول کر اندر داخل ہونے پر یک لخت خاموش ہوا اور بے بسی بھری نگاہوں سے ماں کو دیکھا۔۔۔

ممی میں ڈیڈ کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔۔۔

نامیرا بیٹائیوں نہیں بولتے۔۔۔ ادھر آؤ میرے پاس۔۔۔ غصہ تھوک دو۔۔۔ غصہ انسان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں مفلوج کر کے انسان سے بہت سے غلط کام سرزد کروا جاتا ہے اسی لئے تو اسے اسلام میں حرام قرار دیا ہے۔۔۔ ڈیڈ نے بہت غلط کیا ہے مام۔۔۔ وہ کیسے ہمیں دھوکہ دے سکتے ہیں۔۔۔ وہ کسی طور قابو نہ آ رہا تھا۔۔۔ جبکہ سبحان تھا تو خاموش لیکن اسکے چہرے پر موجود غصیلے تاثرات اسکے اندر اٹھتے طوفان کے گواہ تھے۔۔۔

اور اگر میں کہوں کہ انہوں نے مجھے کوئی دھوکہ نہیں دیا تو۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔ کیا آپ اب بھی انہی کے فیور میں بولیں گی۔۔۔ زوہان کو تاسف ہوا۔۔۔

ایمان نے آگے بڑھتے اسکی بازو تھام کر اسے اپنے ساتھ بیٹھایا۔۔۔

بیٹا آپکے ڈیڈ نے مجھے کوئی دھوکہ نہیں دیا۔۔۔ میں انکی دوسری شادی سے آگاہ تھی۔۔۔ مجھے اعتماد میں لے کر ہی انہوں نے اتنا بڑا قدم اٹھایا۔۔۔ میں جانتی ہوں کہ انکی ایک دو سالہ بیٹی بھی ہے۔۔۔

وہ جانتی تھی اسکے بچے کم عمر نا سمجھ اور جذباتی ہیں یہ عمر ہی ایسی تھی ایسے میں انہیں نہایت پیار اور تحمل سے ڈیل کرنے کی ضرورت تھی۔۔۔ لیکن کیوں۔۔۔ بابا نے دوسری شادی کی کیوں۔۔۔ آپ میں انہیں کیا کمی نظر آئی۔۔۔

سبحان چٹخ اٹھا تھا۔۔۔
نہیں میری جان ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔ دوسری شادی کے لیے ان پر انکی فیملی بالخصوص انکے بابا کی جانب سے بہت دباؤ تھا۔۔۔
کیا مطلب انکے بابا۔۔۔

You mean our grand paa..

زوہان بو نچکارہ گیا۔۔۔ وہ جانتی تھی اب بات سے بات نکلے گی اور کئی کئی سوال جنم لینے لگے۔۔۔

وہ لب چباتی سرہاں میں ہلا لگی۔۔۔

انکی فیملی مطلب ہمارا دودھیال۔۔۔۔ سبحان بھی حیرت زدہ سماں کے پاس ہی آگیا۔۔۔

جی۔۔۔۔ کنزل کے پاس وضاحت کو الفاظ کا فقدان ہونے لگا۔۔۔

کدھر ہوتا ہے ہمارا دودھیال۔۔۔ اور ہم ان سے ملتے کیوں نہیں۔۔۔

ہم ابھی تک انکی اپیریٹس سے اسقدر نا بلد کیوں ہیں۔۔۔ دونوں کی جانب سے مختلف سوالات اٹھنے لگے تھے۔۔۔

ایمان ماتھا مسل کر رہ گئی۔۔۔ اب کیسے کرتی انکی تشفی۔۔۔

در اصل بیٹا وہ میری اور آپکے بابا کی شادی سے لاعلم ہیں۔۔۔ آپکے بابا کا تعلق اپر کلاس سے ہے جبکہ میرا تعلق مڈل کلاس سے تھا۔۔۔ وہ کبھی بھی اس رشتے کے حامی نا ہوتے اس لئے۔۔۔

پھر بابا نے آپ سے شادی کی کیوں مام۔۔۔ جب انکے پیرنٹس ہی راضی نا تھے تو۔۔۔ وہ دونوں حد درجہ معجب تھے۔۔۔

کنزل الایمان اس وقت خود کو حد درجہ شش و پنج میں مبتلا پارہی تھی۔۔۔

جو بھی تھا ایک بات تو طے تھی وہ اپنی زندگی کا ایک بھیانک راز جس پر مٹی ڈال کر وہ دفن کر چکی تھی کسی کے سامنے آشکارنا کرنے والی تھی۔۔۔ کے بحر حال اسے شوہر کی عزت اتنی ہی عزیز تھی۔۔۔ وہ جو بھی تھا اس شخص کی جوانی کی ایک نادانی تھی جسے اسنے سدھار تھا۔۔۔ اور جس راز پر اللہ نے ہی پردہ ڈال دیا تھا وہ کوئی نا ہوتی تھی اسے آشکار کرنے والی۔۔۔

باپ اولاد کا رول ماڈل ہوتا ہے۔۔۔ ایک ایسی شخصیت جس سے اولاد انسپریشن حاصل کرتی ہے۔۔۔ جسکی دل سے قدردان ہوتی ہے۔۔۔ جسکے احترام کے بیج سینے میں بو کر بڑی ہوتی ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ وہ بیج ایک قد آور درخت بن جاتا ہے۔۔۔ وہ کبھی نہیں چاہ سکتی تھی کہ اسکی اولاد کی نظروں میں باپ کا امیج خراب ہو۔۔۔ وہ بھی تب جب اس شخص نے بیوی اور اولاد کے فرائض پورے کرنے میں جی جان لگا ڈالی ہو۔۔۔

میرے کہنے پر۔۔۔ وہ گھر اسانس خارج کرتی گویا ہوئی۔۔۔ میرے ریکویسٹ کرنے پر وہ مجھ سے شادی کرنے پر مجبور ہو گئے۔۔۔ لیکن میں روز اول سے ہی جانتی تھی کہ خان کی فیملی ہماری شادی سے لاعلم ہے۔۔۔ اسی لئے جب انکی فیملی کی جانب سے انکی شادی کے لئے انہیں پریشرا نر کیا گیا تو انہوں نے مجھے اعتماد میں لیا اور میرے کہنے پر ہی دوسری شادی کر لی۔۔۔

حالانکہ انہیں آپکے لئے سٹینڈ لینا چاہیے تھا۔۔۔ انہوں نے ایسا کیوں نا کیا مام۔۔۔ کیا ہمارا حق نہیں کے ہمیں ہمارے باپ کے نام سے پہچان ملے۔۔۔ ہم اپنے دودھیال میں انکے حوالے سے پہچانیں جائیں۔۔۔

سب سے پہلے جذباتی زوہان ہی ہوا تھا۔۔۔ کیا مطلب ہوا اس بے تکی بات کا زونی۔۔۔ کیا آپ دونوں اپنے باپ کے نام سے پہچانے نہیں جاتے۔۔۔

کیا تمہارے باپ نے تمہاری شناخت چھپائی ہے۔۔۔ کیا وہ ہر پیرنٹ ٹیچر میٹنگز آپکے ساتھ اٹینڈ نہیں کرتے رہے۔۔۔ کہاں حق تلفی کی انہوں نے آپ دونوں کی جواب یہ سوال اٹھ رہے ہیں۔۔۔

رہ گئی بات دودھیال میں انٹروڈیوس کروانے کی تو یہ محض ضد ہے ورنہ خود بتاؤ اس سے کیا ہو گا۔۔۔

یہ سب باتیں تب اہمیت رکھتی جب تمہارا باپ تم لوگوں کو پوچھتا ہوتا۔۔۔۔۔ تمہاری خبر گیری نا کرتا ہوتا۔۔۔ تب کہا جاسکتا تھا کہ ہم اپنے دودھیال میں جائیں گے اور اپنا حق حاصل کریں گے۔۔۔

جب تمہارے باپ نے تم دونوں کے لئے سارا سیٹ اپ ہی یہاں بنا ڈالا ہے تو پھر

۔۔۔

نوڈ اوٹ بابا نے ہمارے لئے سب کیا ہے۔۔۔ ہماری چھوٹی سے چھوٹی خواہش پوری کی ہے۔۔۔ لیکن اسکے باوجود ہماری روٹس وہیں ہیں مئی۔۔۔ ہمارا اصل وہی ہے۔۔۔ ہم انہی میں سے ہیں۔۔۔ اور باپ کی وراثت میں ہمارا پورا حق

ہے۔۔۔ اسکے بچے شروع سے ہی ذہین تھے اور شروع سے ہی انہیں لاجواب کرنے کے فن سے آگاہ تھے۔۔

زونی۔۔۔ میں نے تم لوگوں کی تربیت ان پیمانوں پر تو نہیں کی کہ تم لوگ اسقدر میٹرل اسٹک ہو جاؤ۔۔۔ وہ تاسف سے بولی۔۔۔

میٹرل اسٹک ہونے کی کیا بات مہی۔۔۔ جو ہمارا حق ہے وہ ہمارا حق ہے۔۔۔ اور سبحان بھائی کا تو پتہ نہیں البتہ میں اپنا قانونی اور شرعی حق کبھی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ کسی صورت نہیں۔۔۔ نو۔۔۔ نیور۔۔۔

اپنی روٹس میں واپس بھی جاؤں گا۔۔۔ اور دھنکے کی چوٹ پر بتاؤں گا کہ میں زوہان شامیر خان ہوں۔۔۔

اسکی ذہانت سے بھرپور آنکھوں میں ایک عزم تھا۔۔۔

ایمان تیرہ سالہ بیٹے کے ارادے جان کر گم صم رہ گئی۔۔۔

ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا زوہان۔۔۔ کوئی کسی کا حق نہیں کھا سکتا۔۔۔ جو آپ

لوگوں کا حق ہے وہ آپ کو مل کر رہے گا۔۔۔ ہر حال میں انشا اللہ۔۔۔

آپ اپنے دودھیال میں بھی نہایت باعزت طریقے سے باپ کے حوالے سے
جانے جاو گے۔۔۔

کب میں یہ نہیں جانتی۔۔۔ لیکن ایک وقت ایسا آئے گا ضرور۔۔۔
لیکن اسکے ساتھ ساتھ اللہ نے قرآن میں ایک اور بات بھی فرمائی ہے۔۔۔
کیا۔۔۔ وہ ٹھٹھکا۔۔۔

یہ ہی کے اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔۔۔
غور کرنا اس آیت پر۔۔۔ زرا اچھے سے۔۔۔
اللہ کس کے ساتھ۔۔۔
اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔۔۔
اللہ غصہ کرنے والوں کے ساتھ نہیں۔۔۔
اللہ جذباتی لوگوں کے ساتھ بھی نہیں۔۔۔

اللہ جذباتیت اور غصے میں غلط فیصلے لینے والوں اور اپنی زبان اور ہاتھ کے شر سے دوسروں کو تکلیف پہنچانے والوں کے ساتھ بھی نہیں۔۔۔

اللہ محض صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔۔۔

اور ہمیں محض اللہ کا ساتھ ہی چاہیے۔۔۔ کیونکہ جب اسکا ساتھ نصیب ہو جائے تو بیڑے خود ہی پاڑ لگ جاتے ہیں۔۔۔

جیسے کہا جاتا ہے نا کے فلان کیس حل کرنے کے لئے وہ با اختیار شخصیت یا فلان ڈی ایس پی اگر ہمارے ساتھ مل جائے تو ہم جیت جائیں گے۔۔۔ بلکل ویسے ہی اگر اللہ ہمارے ساتھ ہے تو ہم زندگی کے ہر میدان میں فتح یاب ہونگے۔۔۔

مگر اسکی شرط صبر ہے۔۔۔

صبر سے اللہ کی حکمت کا انتظار کرنا۔۔۔ اسکی جانب سے آنے والی مدد کے منتظر ہونا۔۔۔

برے سے برے اور مشکل سے مشکل حالات میں بھی پاڑیٹوٹی دھونڈنا۔۔۔ ان حالات کے مثبت پہلو تلاش کرنا۔۔۔

آگر آج میں یہاں اپنے دو جوانی کی دہلیز کو چھوتے بیٹوں کے ساتھ ایک مضبوط حیثیت اور مضبوط شخصیت کے روپ میں کھڑی ہوں تو اس میں میرا کوئی کمال نہیں۔۔۔ یہ سب اس اللہ کا فضل ہے۔۔۔ کیونکہ میں نے زندگی کے ہر فیئر میں محض صبر ہی کیا ہے۔۔۔ اور یہ اسی صبر کا اجر ہے۔۔۔ اگر وہ اللہ ہمیں یہاں اس قدر مضبوط مقام تک لے آیا ہے نا تو یقین رکھنا وہ آگے کے مراحل بھی بہت ہموار طریقے سے طے کروادے گا۔۔۔

ہم نے نا اپنے حق کے لئے لڑنا ہے نا کسی کے مد مقابل جانا ہے۔۔۔ محض صبر کرنا ہے اور اللہ سے مدد طلب کرنی ہے۔۔۔۔۔

ماں کی باتوں پر دونوں بیٹوں کے غصے جھاگ کی مانند بیٹھ گئے۔۔۔ آج آپ نے اپنے ڈیڈ کے ساتھ جو رویہ رکھا وہ قطعی غیر اخلاقی تھا۔۔۔ کسی بھی فیئر میں آہکو تمیز اور تہذیب کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے تھا زوہان۔۔۔ یہ میری تربیت نہیں۔۔۔

اگر آپکے بابا نے میرے علم میں لائے بنا بھی دوسری شادی کی ہوتی۔۔۔ تو بھی یہ ہمارا پرسنل میسٹر تھا۔۔۔ اور آپکو جواب طلبی کا کوئی حق نہیں بنتا تھا۔۔۔ اور پھر اس جذباتی انداز میں۔۔۔ ایمان نے بہت لائٹلی بیٹے کو لٹا رہا۔۔۔

اسکی باتوں کا ہی اعجاز تھا کہ وہ اپنے رد عمل پر پشیمان دکھائی دے رہا تھا۔۔۔۔۔ میں ان سے ایکسکیوز کر لوں گا۔۔۔ اسنے منہ بسور ا۔۔۔

یہ اچھی بات ہے پہلے کسی کا دل توڑو اسے ہرٹ کرو اور پھر ایکسکیوز کر لو۔۔۔ بچوں کی جانب سے دل ہلکا ہوا تو اب اسے پھر سے خان کی فکر ستانے لگی تھی۔۔۔

یہ اچھی کہی آپ نے۔۔۔ اس حقیقت سے میرا بھی دل ٹوٹا تھا۔۔۔ میں بھی ہرٹ ہوا ہوں۔۔۔ اسکا کیا۔۔۔ وہ جرح پر اتر آیا۔۔۔

یہ دیکھو۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔۔ وہ حقیقتاً اسکے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔۔۔

قدر کرو باپ کی۔۔۔ آج اس مقام پر ہو تو باپ کی وجہ سے۔۔۔ اور باپ بھی وہ
جسنے اتنے کھٹن اور ٹف حالات میں بھی کبھی ہماری خبر گیری نہیں چھوڑی۔۔۔ اپنی
ذمہ داریوں سے منہ نہیں موڑا۔۔۔

میں قدر دان ہوں بابا کا۔۔۔

وہ موبائل اٹھاتے سکروول ڈاون کرنے لگا۔۔۔

مجھے فکر ہو رہی ہے انکی۔۔۔ باہر طوفانی بارش شروع ہو گئی ہے اور وہ ناجانے کہاں
ہیں۔۔۔

وہ حقیقتاً پریشان تھی۔۔۔

آپ فون کر لیں بابا کو۔۔۔ سبحان نے مشورہ دیا۔۔۔

کی دفعہ کیا ہے مگر وہ اٹھا نہیں رہے۔۔۔

ماں کی بات سن کر سبحان باہر آتا اپنے لیپ ٹاپ پر جھک گیا۔۔۔ اب اسکے ہاتھ
تیزی سے لیپ ٹاپ کی کیز دبا رہے تھے۔۔۔

ویسے مئی۔۔۔ کیا نام ہے میرے گرینڈ پاکا۔۔۔ اور کہاں ہوتے ہیں وہ۔۔۔ میں
انہیں نیٹ پر سرچ کروں گا۔۔۔ آخر دیکھوں تو سہی کیسی شخصیت ہے انکی جو
اسقدر گبر سنگ الف سٹیٹس کا نشیٹس ہیں۔۔۔ کہیں راہ چلتے ٹکراؤ بھی ہو سکتا
ہے۔۔۔

ایمان کو کمرے سے نکلتا دیکھ وہ بول اٹھا۔۔

خدا کا نام ہے زوہان۔۔۔ اپنے کام سے کام رکھو۔۔۔ انکی ٹوہ چھوڑ دو۔۔۔
ایسے کسیے چھوڑ دوں۔۔۔ زوہان شامیر خان نام ہے میرا۔۔۔ آگرا نہیں ٹکرا دینی ہے
تو ٹف مقابلے کے لئے تیاری بھی اس حساب سے کرنی چاہیے نا۔۔۔
اللہ ہی تمہارا حافظ ہے زوہان۔۔۔ وہ تاسف سے سر نفی میں ہلاتی کمرے سے نکل
گئی۔۔۔

مئی جلدی چلیں میرے ساتھ۔۔۔ دفعتاً سبحان بعجلت اسے کہتے بانیک کی چابی کی
جانب لپکا۔۔۔

کہاں اور اتنے خراب موسم اور طوفانی بارش میں۔۔۔

میری چھٹی حس کہہ رہی ہے مام کے کہیں کچھ گڑبڑ ہے۔۔۔

بابا کی لوکیشن ٹریس کی ہے وہ کیسی غیر گنجان علاقے میں ایک چھوٹے سے پارک کے پاس شوہر رہی ہے۔۔۔ اور پچھلے ایک گھنٹے سے وہیں کی ہے۔۔۔ وہ آگے تکھے کیوں نہیں جارہے۔۔۔ مزید براں نافون اٹھارہ ہیں اور ناہی وہاں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں اس طوفانی بارش سے بچا جاسکے۔۔۔

یو آر رائٹ وہ اس وقت مینٹلی ڈسٹرب ہیں۔۔۔ اللہ ناکرے کے وہ کسی مصیبت کا شکار ہو گئے ہوں۔۔۔

سبحان کے تجزے پر اسکا دل ڈوب کر ابھرا۔۔۔ ڈھرکا تو دل کو پہلے ہی لگا ہوا تھا۔۔۔ مزید سبحان کی باتیں۔۔۔

اسے اپنے بیٹوں کی ذہانت پر پہلے ہی کوئی شک نہ تھا۔۔۔ مزید براں اسکے کڑی سے کڑی ملانے پر وہ بنا مزید کوئی سوال کئے زوہان کو مطلع کرتی بجلت گھر سے نکلی۔۔۔

ایمان چھتری لئے سبحان کے ساتھ گھر سے نکلی تو گھر سے نکلتے ہی چھتری ہونے کے
باوجود طوفانی بارش کی پہلی بو چھارنے ہی انہیں سر تا پیر بھیگا دیا۔۔۔
ہوا کی شوریدہ سرلہریں جسم سے ٹکراتیں انہیں کپکپانے پر مجبور کر گئیں۔۔۔
الہی خیر۔۔۔ بے ساختہ ایمان کہہ اٹھی۔۔۔
بارش اسقدر تواتر سے برس رہی تھی کہ حد بصارت محدود ہو کر رہ گئی تھی۔۔۔
سڑک پر جگہ جگہ پھسلن ہونے لگی تھی۔۔۔
رہتی کس وقفے وقفے سے کرکٹی بجلی پوری کر رہی تھی۔۔۔
گھپ اندھیرے میں قد آور درختوں کی شاخیں ہوا کی شوریدہ سری کے باوجود یوں
لہرا رہی تھیں جیسے بدرو حیں ہوں۔۔۔
موسم کے تیور دیکھ ایمان گھبرا اٹھی۔۔۔ وہ بیٹے کے ہمراہ کبھی اسقدر طوفانی موسم
میں گھر سے باہر قدم نازکالتی جو معاملہ شوہر کا ناہوتا تو۔۔۔
سبحان نے بانیٹ سٹارٹ کی تو وہ لگاتار مختلف آیات کا ورد کرتی بیٹے پر اور خود پر
پھونکتی رہی۔۔۔۔

سبحان کو بانٹیک چلانے میں دشواری ہو رہی تھی۔۔۔ دو دفعہ بانٹیک سلپ ہوتے ہوتے پچی۔۔۔

تقریباً بیس منٹ کی خطرناک مسافت کے بعد سبحان نے ایک جگہ بانٹیک روکی۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ ایمان بوکھلائی تو پہلے ہی تھی مزید پریشان ہوا اٹھی۔۔۔

لوکیشن تو یہیں کی تھی مئی۔۔۔ وہ پر سوچ انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔۔۔ تیز بارش کے باعث دونوں ہی موبائل گھر چھوڑ آئے تھے۔۔۔

یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے سبحان۔۔۔ یہ ناہو کے وہ بارش کے باعث یہاں سے چلے گئے ہوں۔۔۔ ہمارے پاس دوبارہ لوکیشن ٹریس کرنے کو بھی تو کچھ نہیں۔۔۔ اس قدر دل لرزاتے موسم میں تن تنہا ایک ویران سڑک پر کھڑے ہونا ایمان کا دل دہلانے کو کافی تھا۔۔۔

ایک منٹ مئی۔۔۔

کہاں جا رہے ہو سبحان۔۔۔ سبحان پیدل آگے بڑھا تو وہ چلا اٹھی۔۔۔ کچھ نہیں مئی۔۔۔
آنننن۔۔۔

دفعۃً موسم کی ستم ظریفی اور شوریدہ سرہواؤں کے باعث ایک درخت لڑھک کر نیچے گرا تو ایمان چبختی ہوئی اُلٹے قدم پیچھے ہٹی۔۔۔ البتہ سبحان بھی اختیاطی طور پر کئی قدم پیچھے لے گیا۔۔۔ وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے اور درخت ان دونوں کے درمیاں گرا تھا۔۔۔ درخت گرتے ہوئے بجلی کی تار پر لگا تھا جسکے باعث وہاں سے آگ کے شعلے نکلنے لگے جو خطرناک آوازوں کے ساتھ بارش کے پانی میں دب گئے لیکن اسکے ساتھ علاقے میں دور دور جلتی چند ایک بتیاں بھی بند ہو گئیں۔۔۔

اس ساری صورتحال سے ایمان کا دل بے ہنگم انداز میں ڈھرنے لگا۔ گھپ اندھیرے میں ہاتھ کو ہاتھ سجائی نادے رہا تھا۔۔۔ اسقدر دہشتناک موسم میں دل وحشت سے بھر رہا تھا۔ بیٹے کے ہمراہ یہاں تک آتو گئی مگر اب اسے اپنے یہاں آنے کا فیصلہ غلط لگ رہا تھا۔۔۔ سب۔۔۔ سبحان۔۔۔ کہاں ہو تم۔۔۔ ایمان کی لرزتی آواز ابھری۔۔۔

دونٹ وری مٹی۔۔۔ یہیں ہوں۔۔۔ ایک منٹ آپکے پاس آرہا ہوں۔۔۔ وہ
اندازے سے درخت پھیلاؤنگ کرماں کے پاس آیا اور بائیک کو کک لگاتا سٹارٹ
کرنے لگا کے اسکی ہیڈ لائٹ ہی سے زراروشی پیدا ہو سکے۔۔۔
لیکن براہو۔۔۔ اسقدر پانی میں وہ بھی داغ مفارقت دے گی کے سٹارٹ ہونے کا
نام تک نالے رہی تھی۔۔۔
مائے گاڈ۔۔۔ اب کیا ہو گا سبحان۔۔۔ ہمیں اسقدر خطرناک موسم میں گھر سے نکلنا
ہی نہیں چاہیے تھا۔۔۔ اب کیا کریں گے ہم۔۔۔ ایمان روہانسی ہوا اٹھی۔۔۔
یا اللہ مدد۔۔۔ ساتھ ساتھ مختلف آیات کا ورد بھی جاری تھا۔۔۔
صورتحال سے سبحان خود بھی گھبرا اٹھا تھا۔۔۔ ارد گرد کوئی ایسا مقام نا تھا جہاں اس
موسم کی شدت اور سختی سے بچا جاسکتا۔۔۔ لگاتار اتنی دیر بارش میں رہنے کے
باعث دونوں پر کپکپی طاری ہونے لگی تھی۔۔۔
مام۔۔۔ وہ دیکھیں۔۔۔ دفعتاً بجلی کڑکی تو پیدا ہونے والی روشنی کے باعث سبحان کو
سرک کے دوسری طرف کافی دور ایک گاڑی کی جھلک دکھائی دی۔۔۔

میرے ساتھ چلیں وہ غالباً ڈیڈ کی گاڑی ہے۔۔۔ وہ متحرک ہوتا ماں کا ہاتھ تھامے
لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس جانب بڑھا۔۔۔ جبکہ ایمان ڈھرتے دل کے ساتھ اسکے
ساتھ گھسیٹتی جا رہی تھی۔۔۔

لگاتار ہوتی بارش انہیں مسلسل بھگور رہی تھی۔۔۔

ایگزیکٹولی یہ ڈیڈ کی ہی گاڑی ہے مگر وہ خود کہاں ہیں۔۔۔ وہ گاڑی کے پاس پہنچتا گاڑی
پہچان کر گاڑی پر ہاتھ مارتا گویا ہوا۔۔۔

ایمان نے تھوک نگلتے ادھر ادھر دیکھا۔۔۔ سبحان کی چوکس نگاہیں چاروں جانب کا
احاطہ کر رہی تھیں۔۔۔

آئی گیس وہاں کوئی ہے مئی۔۔۔ چلیں۔۔۔ دوبارہ بجلی کڑکنے پر اسے سڑک سے
کچھ دور چھوٹے سے پلے ایریا میں بینچ پر بیٹھے کسی وجود کا ہیولا سا محسوس ہوا تو وہ ماں
کا ہاتھ تھامے اسی طرف چل دیا۔۔۔

بگڑتے موسم کے باعث ایمان کی اپنی طبیعت خراب ہونے لگی تھی۔۔۔
مائے گاڈ۔۔۔ ڈیڈ۔۔۔

خان۔۔۔ دونوں دور سے ہی بجلی کڑکنے پر اسکی شناخت کرتے اسکی جانب لپکے۔۔۔

ایمان نے ٹرپ کر اسکے پاس جاتے اسے جھنجھوڑ ڈالا۔۔۔

شامیر کی حالت دیکھ اسکا دل پھٹ رہا تھا۔۔۔ وہ نیم غنودہ سا بے حس و حرکت وہیں پڑا موسم کی سختی خود پر جھیل رہا تھا۔۔۔

خان کیا ہے یہ سب۔۔۔ آپ اتنے خطرناک موسم میں یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔۔ وہ شوہر کی اس قدر شکستہ حالت دیکھ ہچکیوں سے رو دی۔۔۔

جبکہ اسے یوں اپنے سامنے اس حالت میں دیکھ شامیر کی بھی آنکھیں نم ہو اٹھیں۔۔۔ اسے ہی یاد کرتے اسکی آنکھیں بند ہوئیں تھیں اور آنکھیں کھولنے پر اسی کا بے ریا چہرہ اسکے سامنے تھا۔۔۔ کیا واقعی اللہ اتنی جلدی دل کی دعا سن لیتا ہے۔۔۔

ڈیڈا ٹھیں پلینز گھر چلیں۔۔۔ اسنے ویران آنکھوں سے جوانی کی دہلیز کو چھوتے بیٹے کو دیکھا۔۔۔

اٹھیں خان۔۔۔ دونوں نے مل کر اسے اٹھانا چاہا تو وہ گم صم سا اپنے بے جان ہوتے وجود پر وزن ڈالتا انکے ساتھ گھسیٹتا چلا آیا۔۔۔

زوہان نے باپ سے چابی لیتے گاڑی ان لاک کی اور انہیں بیک سیٹ پر بیٹھایا۔۔۔ گاڑی چلائے گا کون۔۔۔ ایمان اسکے خان کو بیک سیٹ پر بیٹھانے پر حیرت سے مستفسر ہوئی۔۔۔ ڈیڈ کی ہر گز کنڈیشن ایسی نہیں کے وہ ڈرائیو کر سکیں ممی۔۔۔ آپ انکے ساتھ بیٹھئے۔۔۔۔

اینڈ ڈونٹ وری۔۔۔ میرے ڈیڈ ورلڈ کے بیسٹ ڈیڈ ہیں۔۔۔ اسکے کہنے ہر شامیر نے کرب سے آنکھیں میچیں۔۔۔ دل سے ہوک سی اٹھی تھی۔۔۔ جبکہ وہ مزید بول رہا تھا۔۔۔

جنہوں نے آپکے پابندی لگانے کے باوجود مجھے اپنی زیر نگرانی اتنی ڈرائیونگ ضرور سیکھائی ہے کے میں آج آپکو سہی سلامت گھر تک پہنچا سکوں۔۔۔ اسنے سکون سے کہتے ڈرائیونگ سیٹ سمجھالی۔۔۔ باقی ڈیڈ آپ غور کیجئے گا۔۔۔ کہیں کوئی گڑبڑ کرنے لگوں تو گاائیڈ کر دیجئے گا۔۔۔ بارش رکتی ہے تو کسی مکینک کے ہمراہ آکر

بائیک لے جائیں گے امید تو ہے اتنے طوفانی موسم میں کوئی اس پر ہاتھ صاف نہیں کرے گا۔۔۔ اسکے باوجود اگر کوئی کر گیا تو اللہ ماک ہے۔۔۔

ایمان کو آج بیٹے پر فخر محسوس ہوا جسکے ہاتھ میں ڈرائیونگ کے لئے مہارت تو نا تھی لیکن پھر بھی وہ نہایت احتیاط سے گاڑی چلا رہا تھا۔۔۔

اللہ کر کے وہ لوگ گھر پہنچے تھے۔۔۔ گھر آتے ہی شامیر کی تو اچھی خاصی طبیعت خراب ہوئی ہی البتہ سبحان اور ایمان بھی بخار اور زکام کی زد میں آگے۔۔۔ شامیر کے کپڑے نکال کر سبحان کو کپڑے تبدیل کرنے کی ہدایت کرتی وہ خود چیلنج کر کے کچن میں آگئی۔۔۔ سب کے لئے سوپ بننا رکھا اور خود خان کو دیکھنے کمرے میں آگئی۔۔۔

ڈیڈیا یہ کیا۔۔۔ اتنے بڑے ہو کر بچوں کی طرح طبیعت خراب کروالی۔۔۔۔۔ وہ کپڑے تبدیل کر چکا تھا البتہ دونوں بیٹے بیڈ پر باپ کے پاس بیٹھے تھے جب زوہان نہایت دوستانہ انداز میں گویا ہوا۔۔۔ جبکہ شامیر شش و پنج میں مبتلا سر جھکائے نیم دراز تھا۔ ایمان کو اسکی خاموشی اور گم صم انداز کھلا۔۔۔

جانے کیا تھا وہ شوہر کو اس روپ میں نہیں دیکھ پارہی تھی۔۔۔
سبحان۔۔۔ زوہان۔۔۔ تم دونوں کا باپ ایک کمزور شخص ہے۔۔۔ اور مجھے یہ
اعتراف کرنے میں۔۔۔

شامیر کی باتیں سن کر ایمان کا دل پھٹ گیا اس سے پہلے کے وہ ٹرپ کر آگے بڑھتی
زوہان باپ کے پاؤں پکڑتا پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔۔۔
ایم سوری ڈیڈ۔۔۔ ریلی ریلی سوری۔۔۔ میں نے آپ کو بہت ہرٹ کیا ہے۔۔۔
شامیر بیٹے کے رد عمل پر کرنٹ کھا کر سیدھا ہوا جو دونوں ہاتھوں سے اسکے پاؤں
جھکڑے زار و قطار رو رہا تھا۔۔۔ اسکے آنسو باپ کے پاؤں بگھور رہے تھے۔۔۔

You are our role model..

آپ ایک نہایت مضبوط شخصیت ہیں۔۔۔ جس نے ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کرتے
اپنی فیملی کو ہمیں پڑوٹیکٹ کیا۔۔۔

شامیر کے ساتھ ساتھ ایمان کی آنکھیں بھی بہہ نکلیں۔۔۔

ایمان نے آگے بڑھ کر زوہان کا شاننا سہلایا۔۔۔ وہ کنزل الایمان کے بیٹے تھے۔۔۔
نہایت نرم دل۔۔۔ غلطی کا احساس ہونے پر فوراً اسے قبول کرتے معافی مانگ لینے
والے۔۔۔

شامیر نے اسے کھینچ کر سینے سے لگاتے دوسرے ہاتھ سے سبحان کو اپنے پاس بلایا
۔۔۔ وہ آکر اسکی دوسری کھلی بازو میں سما گیا۔۔۔

یہ دو جوانی کی حدود کو چھوٹے بیٹے اسکے بازو تھے۔۔۔ جنکے دم سے اسکی طاقت کی گنا
بڑھ جاتی تھی۔۔۔

میری دوسری شادی مجبوری کا ایک سودا تھا بیٹا۔۔۔ اپنی فیملی کی طرف سے بیوی اور
بچوں کی طرف سے سب کا دھیان بٹانے کو۔۔۔ شامیر نے گیلی سانس اندر
کھینچی۔۔۔

وہ سب تو ٹھیک ہے ڈیڈ۔۔۔ مگر کم از کم آپ اپنی سیکنڈ مسز کو اخلاقیات ہی سکھا
دیتے۔۔۔ اور کچھ نہیں تو پورے کپڑے پہننے کا شعور ہی دے دیتے۔۔۔
زوہان نے سر جھٹکا جیسے وہ ویڈیوز ویسے ہی اسکے دماغ میں جم گئی ہوں۔۔۔
شامیر نے بیٹے سے نگاہیں چرائیں۔۔۔

زوہان۔۔۔۔ جبکہ ایمان کی تنبیہی آواز پر وہ سادگی سے ماں کو دیکھ کر رہ گیا۔۔۔
ہم کسی کو جج کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔۔۔ واحد کام جو ہمیں کرنا ہے وہ خود کی
اصلاح کرنی ہے۔۔۔ ایمان نے اسے دے دے لفظوں میں سمجھانا چاہا۔۔۔
رونگ۔۔۔۔ لیکن کنزل الایمان بھول گئی تھی کے سامنے زوہان شامیر خان
ہے۔۔۔ جسکے سوالوں کے تسلی بخش جواب دے کر اسے مطمئیں کرنا اتنا بھی
آسان کام نہیں۔۔۔

یہ سہی بات کا استعمال ایک غلط جگہ پر ہے۔۔۔ یہ اصول لاگو ہوتا ہے پوری دنیا کے
لئے۔۔۔ کے باقی کسی بھی شخص کو جج کرنے کا ہمیں کوئی اختیار نہیں۔۔۔
البتہ اپنے رشتے سے وابستہ عورتوں کے ہر عمل کا ذمہ دار مرد ہوتا ہے۔۔۔
ماں بہن بیوی اور بیٹی یہ چار عورتیں وہ ہیں جسکے ہر عمل کا جواب دہ مرد ہو گا۔۔۔ اور
انہیں ایک قطعی مکروہ اور غلط کام سے روکنے کا اختیار مرد بالکل رکھتا ہے۔۔۔
اہمم۔۔۔ زونی۔۔۔ میں نے سوپ پکنے کے لئے رکھا تھا۔۔۔ پلیز وہ سرو کر کے
لے آو۔۔۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔ ایمان نے اسے فلوقت بامشکل وہاں
سے ہٹانے کو بولا۔۔۔

وہ سر بہاں میں ہلاتا اٹھ کر کچن میں چلا گیا۔۔۔
خان بچہ ہے وہ۔۔ اسکی کسی بات کو دل پر مت لیجئے گا پلیز۔۔۔
بچہ ہے وہ لیکن جھوٹ کچھ بھی نہیں کہا اسنے ایمان۔۔۔ شامیر اپنا دکھتا سر دابتا
پشت سے ٹیک لگا گیا۔۔۔
ایمان بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

ڈیڈ ایک بات پوچھوں۔۔۔ زوہان شامیر خان باپ کے ساتھ شام کی واک کے لئے
پارک آیا تھا جب راستے سے ہی بجائے پارک جانے کے اسے شاپنگ مال کھینچ
لایا۔۔۔ وہ بیٹے کی چالاکی پر مسکرا دیا۔۔۔
ہمم پوچھو۔۔۔ آپکے ڈیڈ اتنے گبر سنگ ٹائپ کیوں ہیں۔۔۔
اسکے سوال پر شامیر خاموش رہ گیا۔۔۔
نہیں وہ سخت گیر باپ نہیں ہیں زوہان۔۔۔ بلکہ اتنے ہی پولائٹ اور محبت کرنے
والے ہیں جتنا کہ میں تم لوگوں سے۔۔۔

ویٹ ویٹ ویٹ ڈیڈ۔۔۔ ایلویٹر پر اوپر جاتا وہ حیرت کی شدت سے باپ کو ٹوکتا
اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔۔

آپکے جیسے۔۔۔ مطلب فیوچر میں آپ بھی ویسے ہی بننے والے ہیں۔۔۔ مطلب
ہمارا مستقبل خطرے میں ہے۔۔۔ یومین یہ بات غور طلب ہے۔۔۔ سیکنڈ فلور پر
آتے وہ ایک برینڈ ڈشٹرٹ اور ہڈیز کے سیکشن پر آیا۔۔۔

شامیر کا دل چاہا اپنا ماتھا پیٹ لے۔۔۔

زونی۔۔۔ اولاد کے لئے وہ ویسے ہی مہربان باپ ہیں جیسا کہ کوئی بھی باپ ہوتا
ہے۔۔۔ مگر اپنے چند نظریات میں وہ کٹر ہیں۔۔۔

اور آپ۔۔۔ آپکا اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔۔۔ اسکی سوئی وہیں پر اٹک چکی
تھی کیونکہ یہ موازنہ اسکے باپ نے خود شروع کیا تھا۔۔۔

اگر اس معاملے میں میں اپنے باپ کے نظریات کا حامی ہوتا تو آج میری یہ اتنی
خوبصورت سی فیملی نا ہوتی۔۔۔

باپ کی بات پر وہ زرا پر سکون ہوا۔۔۔

مطلب مجھے مستقبل میں پسند کی شادی کا اختیار ہو گا۔۔۔ ورنہ ٹرسٹ می میں اس
معاہدے میں میں آپکے جیسا فرما بر دار بیٹا ہر گز ثابت نہیں ہوں گا۔۔۔
پھر مت مجھے بلیم کرنا۔۔۔ زوہان شامیر خان ایک ہی شادی کرے گا اور دھنکے کی
چوٹ پر کرے گا۔۔۔

اللہ۔۔۔ اللہ۔۔۔ زوہان۔۔۔ عمر دیکھو اپنی اور باتیں دیکھو۔۔۔ گھر جا کر تمہاری
ماں کو بتاتا ہوں کہ اسکا بیٹا کن چکروں میں پر رہا ہے۔۔۔ شامیر تو حیرت زدہ رہ گیا
تھا اسکے خیالات سن کر۔۔۔

میں جیسا ہوں میری مام مجھے بہت اچھے سے جانتی ہیں۔۔۔ ناہی میرا دماغ کسی غلط
طرف لگا ہے اور ناہی میں کسی غلط چکروں میں پڑا ہوں۔۔۔ محض اظہار رائے کا
اظہار کر رہا ہوں۔۔۔

شانے اچکا تا وہ ساتھ ساتھ مینگز الگ کر کے ٹی شرٹس دیکھ رہا تھا۔۔۔ جب دو
تین ٹی شرٹس منتخب کر کے وہ کاؤنٹر پر آیا۔۔۔

وہاں ہر سیکشن کی دیواریں گلاس کی تھیں تبھی کسی بھی شاپ میں کھڑے ہو کر
پورے پلازے میں نظر پڑتی تھی۔۔۔

باپ کے کریڈٹ کارڈ سے بل پے کر کے وہ باپ کے ساتھ وہاں سے باہر آیا۔۔۔
اب وہ گلاس وال سے بنی ایلویٹر کے ذریعے تیسرے فلور پر جا رہا تھا۔۔۔
او کے مجھے آپ سے ہو چھنا یہ تھا کہ آپ ہمیں ہماری سسٹر سے کب ملو رہے
ہیں۔۔۔

اسکے استفسار پر شامیر نے آنکھیں چند ہی کرتے اسے جانچتی نگاہوں سے
دیکھا۔۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں ڈیڈ سچ کہہ رہا ہوں۔۔۔
ارد گرد ویسی ہی ایلویٹر اوپر اور نیچے آ جا رہی تھی اور شیشے کی دیواروں کے پار ہر
منظر واضح تھا۔۔۔
ہماری سسٹر ہے وہ۔۔۔ سبحان بھائی کا تو پتہ نہیں البتہ مجھے اشتیاق ہے اس سے ملنے
کا۔۔۔ اور ویسے بھی ہمارے گھر میں کوئی چھوٹا بچہ نہیں۔۔۔ اسکے سادگی سے کہنے پر
شامیر گہری سانس خارج کر کے رہ گیا۔۔۔

دیکھتے ہی کوئی حساب کتاب لگا تو۔۔۔ اگر وہ لاہور آئی تو ملو اون گا۔۔۔
سے۔۔۔

اینجل۔۔۔ یہ کیسا نام ہوا بھلا۔۔۔ وہ معتجب ہوا۔۔
اینجل نام ہے اسکا۔۔۔ مگر ہم سب اسے پیار سے اینجل کہتے ہیں۔۔۔
اوہہ۔۔۔ زرا جلدی کیجئے گا ڈیڈ۔۔۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ میں زرا بے صبر
واقعہ ہوا ہوں۔۔۔

انفیکٹ ملنے کا دل تو میرا اپنے گرینڈ پا سے بھی بہت چاہتا ہے کہ انکے روبرو جا کر
ان سے پوچھوں کہ اپنی اولاد کے ساتھ اسقدر نا انصافی کیسے کر سکتے ہیں وہ
اسکی باتوں پر شامیر بونچکارہ گیا۔۔۔ اسکا بیٹا سر پھرا تھا اس میں کوئی شک نہ تھا۔۔۔
جانے کہاں سے وہ اتنے بڑے بڑے کاموں میں ہاتھ ڈالنے کا حوصلہ نکالتا تھا۔۔۔
ہر پنگے میں ملوث ہوتا۔۔۔
مگر بس مام کی تنبیہ پاؤں کی زنجیر بن جاتی ہیں۔۔۔ اسنے جھنجھلا کر ہاتھ پر مکارا تو
شامیر ہلکا پھلکا ہو گیا۔۔۔

صد شکر کے اس اتھرے گھوڑے کو سمجھانے والی اسکی ماں موجود تھی۔۔۔ اور
یقیناً وہ سب سمجھال ہی لیتی۔۔۔ ورنہ یقیناً یہ بچہ اسے ٹف ٹائم دینے والا تھا۔۔۔

جسکے پاس نادلیلوں کی کمی ہوتی نا وضاحتوں کا فقدان۔۔۔ جو ہر لمحہ سبھی کو
لا جواب کرنے کے یز سے اگاہ تھا۔۔۔

جسنے ڈرنا یا جھکنا نا سیکھا تھا۔۔۔ جو ہر حق بات پر ڈٹ جاتا یہ جانے بنا کے یہ چیز اسکے
لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔۔۔ اسے بس یہ پتہ ہوتا کہ وہ سہی کے ساتھ
ہے۔۔۔

عادتیں ساری سجان میں بھی یہ ہی تھیں بس دونوں میں فرق محض اتنا تھا کہ
سجان فطرتاً خاموش طبع تھا اور گھمبر سے گھمبر معاملے میں بھی خاموشی اختیار
کرتا ہمیشہ گہرا دوا کھلتا تھا۔۔۔ جبکہ زوہان جذباتی تھا۔۔۔ فوری طور پر رد عمل
دینے والا۔۔۔

وہ جو دل میں ہوتا لمحے کی تاخیر کئے بنا سامنے والے کے منہ پر مار دیتا۔۔۔
اور ایمان کا دل اسکی اسی عادت سے ہولتا تھا..... گھر چل کر تمہاری مام سے
پوچھتے ہیں پھر تمہاری تمہارے گرینڈ پا سے ملاقات رینج کروا دیتے ہیں۔۔۔
خدا کا نام لیں ڈیڈ۔۔۔ خبر دار جو ہمارے بیچ ہوئی کنور سیشن کا ذکر بھی آپ نے ممی
سے کیا تو۔۔۔ یہ ہمارا ٹاپ سکریٹ ہے۔۔۔

اسکے بعد زوہان نے اس ٹاپک پر مزید کوئی بات ناکی۔۔۔ اور شامیر نے بھی اسکے اس موضوع سے ہٹنے پر شکر ادا کیا۔۔۔

دوپہر ڈھلتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ سائے پلٹ چکے تھے۔۔۔ موسم میں خنکی اتر آئی تھی ایسے میں گاڑی لوہے کے آہنی گیٹ کو عبور کرتی ڈرائیوے پر آکر رکی تو گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ میں موجود بلیک ہائی ہیل پر بلیک ہی نیچے سے زرا کھلی جینز زیب تک کئے۔۔۔ گرے کلر کی مردانہ شرٹ سے متشبہ ڈائریکٹریز شرٹ زیب تن کئے جسکے سٹائلش بٹن فرنٹ پر لگے تھے۔۔۔ سٹائلش کارلر کے ساتھ سٹائلش ہی چنٹس والے کف تھے البتہ دائیں جانب پیٹ سے زرا اوپر ایک سائیڈ پر ڈوریاں بندھی تھیں۔۔۔ ساتھ ٹیل پونی بنائے عروشہ نہایت غصے میں گاڑی سے نکلی۔۔۔

وہیں کھری ہو کر اسنے چند گہرے سانس بھر کر خود کو کمپوز کیا اور اندر بڑھ گئی۔۔۔

اسلام علیکم آئی۔۔۔ سامنے ہی لاونج میں نعیمہ بیگم کو بیٹھے دیکھ وہ خوشدلی سے انکی جانب بڑھی۔۔۔

ارے میری بیٹی آئی ہے۔۔۔ ماں صدقے۔۔۔ وہ خوشدلی سے اٹھ کر اس سے ملیں۔۔۔

بیٹھو بیٹا میں تمہارے لئے جو س منگواتی ہوں۔۔۔

ناٹ ایٹ آل آئی۔۔۔ دراصل مجھے ارحم سے کچھ کام تھا کیا میں اس سے مل لوں۔۔۔ وہ بامشکل ہونٹوں پر مسکراہٹ سجاتی خوشدلی سے بولی ورنہ دل چاہ رہا تھا کے ابھی ارحم کے روبرو جاتی اور اسکا سر کھول دیتی۔۔۔

یہ رشتہ پچھلے دو سالوں سے نہایت خوش اسلوبی سے چل رہا تھا۔۔۔ کیونکہ ارحم اپنے قول کا پکا تھا۔۔۔ وہ اسکی یادوں اسکی سوچوں تک میں مغل نہ ہوا تھا۔۔۔ نا اسکی جانب سے کوئی ڈیمانڈ ہوئی تھی جو وہ انسکیور ہوتی۔۔۔ دونوں اپنی اپنی ذات کے خول میں بند تھے البتہ دونوں کے گھر والے بھی مطمئن تھے۔۔۔ لیکن اب کل سے اسنے پوری طرح سے عروشہ کاسکون واطمینان غارت کر رکھا تھا یوں کے وہ چلتے پھرتے جلتے انگاروں پر لوٹنے لگی تھی۔۔۔

وہ جلد از جلد ارحم کے روبرو جا کر جواب طلبی چاہتی تھی لیکن وہ تھا کہ بزنس ٹور پر
آوٹ آف سٹیشن تھا۔۔۔

اسے آج ہی خبر ملی تھی کہ وہ واپس آگیا ہے اس لئے وہ پہلی فرصت میں یہاں
موجود تھی۔۔۔

ہاں ہاں بیٹا کیوں نہیں۔۔۔ ضرور ملو۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں ہے۔۔۔ آج ہی دوپہر کے وقت واپس آیا ناٹور سے تو میرا خیال
ہے کہ وہ اس وقت سو رہا ہو گا۔۔۔

ماں کے سادگی سے بتانے پر وہ مسکرا دی۔۔۔ اُس اوکے آنٹی میں دیکھ لیتی ہوں

اسے۔۔۔
ویل اسکا کمرہ کونسا ہے۔۔۔ وہ جاتی جاتی رکی۔۔۔ اوپر جا کر دائیں طرف تیسرا کمرہ اسکا

ہے۔۔۔

اوکے آنٹی۔۔۔ وہ تیزی سے سیاہ ماربل لگی گولائی میں اوپر جاتیں سیڑھیوں کی
جانب بڑھی۔۔۔

وہ اس گھر میں پہلی دفعہ نہیں آئی تھی۔۔۔ پچھلے دو سالوں میں دنیا داری نبھانے کو وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے گھر فیملی فنکشنز میں شرکت کرتے رہے تھے لیکن ایک دوسرے کے کمرے تک رسائی کبھی ناہوئی تھی۔۔۔ وہ آج پہلی مرتبہ یوں دندناتی ہوئی اتنے حق سے اسکے کمرے میں جا رہی تھی۔۔۔

نیوی بلوپینٹ کوٹ میں ملبوس شامیر نہایت مصروف انداز میں ایک فائل تھامے بجلت بابا کے آفس میں داخل ہوا۔۔۔ بابا آپ اس فائل کو ایک مرتبہ چیک کر لیں پھر۔۔۔ بیٹھ جاو شامیر۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ اپنی بات مکمل کرتا بابا کے سنجیدگی سے کہنے پر وہ خاموش ہوتا وہیں کرسی کے کنارے ٹک گیا۔۔۔ انداز میں عجلت تھی جیسے وہ کہیں جانے کو آفس سے نکلنے والا ہو۔۔۔

بیوی کی حرکتوں پر نظر ہے تمہاری۔۔۔ بابا کے برہمی سے کہنے پر وہ گہرا سانس خارج کرتا خود کو ڈھیلا چھوڑ گیا۔۔۔ ماں اور باپ دونوں ہی آج کل اس سے نالاں نظر آتے تھے۔۔۔

وہ ایک بچی کی ماں ہے اب۔۔۔ اور حرکتیں دیکھی ہیں اسکی۔۔۔ اسکا بچپنا ہی ختم ہونے کو نہیں آتا۔۔۔ اسے ہے علم کے وہ ماں ہے اب۔۔۔ کیسے بیٹی کو لاورٹوں کی طرح نبی کے سہارے پھینکتے ہر دوسرے دن کسی ناکسی ٹور پر نکلی ہوتی ہے۔۔۔ اتنی ہی ڈھیل دے چھوڑی ہے تم نے اسے۔۔۔

بابا کی خفگی ہر گزرتے لمحے کے ساتھ بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔ گھر کی جگہ اتنی پر سنل گفتگو کے لئے آفس کا انتخاب بھی اسی لئے کیا گیا تھا کہ شامیر آفیشلی ٹورز کے باعث بہت کم گھر ملتا تھا۔۔۔ جبکہ وہ بے بس سا بیٹھا تھا مسلنے لگا کے کوئی آندھی طوفان کی مانند آفس کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔ شامیر آنکھیں میچ کر رہ گیا۔۔۔ اوہ تو ڈیر بابا یہاں بیٹھ کر یوں بیٹے کے کان بھرے جا رہے ہیں۔۔۔

سیاہ ٹائٹس پر مختلف رنگوں کی جھالروالی شارٹ گھٹنوں تک آتی سٹائش فرائک زیب تن کئے۔۔۔ بال سٹریٹ کر کے پشت پر پھیلائے سر پر سن گلاسز لگائے پروشہ شامیر خان آتش فشاں بنی واجد خان کے مد مقابل آئی۔۔۔ یوں کے ایک

بار تو واجد خان بھی چونک اٹھے۔۔۔ وہ بھلا یہاں کیسے۔۔۔ انہوں سے حیرت سے بیٹے کو دیکھا جو دونوں سے لا تعلق نظر آتا تھا۔۔۔

وہ پرورشہ کے ساتھ اسکی دوست کی شادی پر اسے لیجانے کے لئے آفس سے نکلنے والا تھا جب بابا کو فائل دینے کی خاطر کھڑا کھڑا وہاں آیا تھا۔۔۔

تو اتنی تکلیف کس بات کی ہو رہی ہے تمہیں لڑکی۔۔۔ تمہارے ہی کرتوت بتا رہا ہوں جو برداشت نہیں ہو رہے۔۔۔ سامنے واجد خان تھے جسکے سامنے بڑے بڑوں کی ناچلتی تھی۔۔۔

پرورشہ کے تو سر پر لگی تلوں پر بجھی۔۔۔

اوہ کم آن بابا۔۔۔ میری بیٹی کو نشانہ مت بنائیں۔۔۔ جتنا آپکو پیار میری بیٹی سے ہے نایہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔۔۔ اور ہماری کلاس کے بچے یو نہیں پلتے ہیں۔۔۔

آپ ہی شاید اپنی کلاس میں انٹر سٹ چھوڑتے مڈل کلاس میں انٹر سٹ لینے لگے ہیں۔۔۔ تبھی اب آپکے نظریات بھی ویسے ہی ہونے لگے ہیں۔۔۔

لڑکی۔۔۔ زبان کو لگام دو اپنی۔۔۔ وہ لمحے میں جلال میں اگئے تھے۔۔۔

افکوری اور یہ ڈل کلاس لوگوں کی ہی عادات ہوتی ہیں بیٹے کو بھر کا کر بہو اور بیٹے میں چپقلش کروانا۔۔۔

وہ تو میرا شوہرا چھا ہے۔۔۔۔

شامیر کرب سے آنکھیں میچ گیا۔۔۔

کے کانوں کا کچا نہیں۔۔۔ اور بیوی کے خلاف بات نہیں سنتا۔۔۔ ورنہ آپ نے تو میرا گھرا جاڑنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔۔۔ وہ تن فن کرتی واجد خان کو آگ کے تنور میں جھونک جیسے آئی تھی ایسے ہی باہر نکل گئی۔۔۔

شامیر۔۔۔ دیکھا ہے تم نے اس لڑکی کو۔۔۔ دیکھی تم نے اسکی زبان۔۔۔ یہ کس انداز میں میرے ساتھ بد تمیزی کر کے گئی ہے۔۔۔ واجد خان شاک کی کیفیت میں مبتلا تھے۔۔۔

اور اسے میرے لئے منتخب کس نے کیا تھا بابا۔۔۔ شامیر خان کا ایک ٹھنڈا سوال انہیں سن کر گیا۔۔۔

کس نے یہ ڈھول میرے گلے میں ڈالا بابا۔۔۔ جسے پیٹنے پر میں مجبور ہوں۔۔۔

شامیر کے لہجے میں گہرا ملال تھا۔۔۔

تم اتنے بے بس تو نہیں شامیر۔۔۔ ٹھیک ہے یہ میرا فیصلہ تھا۔۔۔ میرے کہنے پر تم نے اس لڑکی کو اپنی زندگی میں شامل کیا اب میرے ہی کہنے پر اسے اپنی زندگی سے نکال باہر کرو۔۔۔

بابا کے سفاکیت سے کہنے پر وہ سن رہ گیا۔۔۔ اسنے تاسف سے بابا کو دیکھا۔۔۔ کیا یہ اتنا ہی آسان ہے۔۔۔

ہاں کیوں نہیں۔۔۔ کیا تمہارے لئے رشتوں کی کمی ہے۔۔۔ بابا کے کہنے پر وہ تلخی سے سر جھٹک گیا۔۔۔

سوری بابا۔۔۔ اسے اپنی زندگی میں شامل تو میں نے آپ کی مرضی سے کیا تھا لیکن آپکے کہنے پر اسے اپنی زندگی سے نکالنے کا فیصلہ نہیں لے سکتا وہ گہرا سانس خارج کرتا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

کیونکہ وہ لڑکی محض میری بیوی ہی نہیں۔۔۔ بلکہ میری بیٹی کی ماں بھی ہے۔۔۔ چاہے جیسی بھی ہے۔۔۔

ایک وقت تھا جب میں نے آپ سے گڑ گڑا کر التجا کی تھی کہ میرے ساتھ یوں
مت کریں۔۔۔ میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ کیونکہ میں آگے کے سبھی
معاملات سے آگاہ تھا۔۔۔ لیکن تب آپ نے میری نہیں مانی۔۔۔
اب جو بھی ہے جیسا بھی ہے یہ دھول مجھے پیٹنا ہے میں آپ کی نہیں سن سکتا۔۔۔
ایم سوری۔۔۔ وہ باپ کو جواب دیتا گھر اسانس بھر کر انکے آفس سے نکلا۔۔۔
واجد خان لب بھینچے اسے جاتا دیکھتے رہے۔۔۔
شامیر خان سنجیدہ صورت لئے ایک سیدھ میں دیکھتا آفس کی راہداری میں آگے
بڑھتا جا رہا تھا۔۔۔ دماغ میں جھکڑ سے چل رہے تھے۔۔۔
وہ ہر چیز سے آگاہ تھا۔۔۔
پروشہ کے باپ سے بابا کی چپقلش چل رہی تھی اس لئے دوست کو تکلیف دینے کو
وہ یہ فیج کام کرنا چاہتے تھے جو انکی کلاس میں عام تھا۔۔۔
اور پھر آگے کیا ہوتا۔۔۔ اسکا دماغ چٹخنے لگا۔۔۔

وہ بزنس کی دنیا میں جس کامیابی اور شہرت کے مقام پر کھڑا تھا۔۔ لوگ اس سے
رشتہ داری کرنے کو ہر حربہ آزما لینا چاہتے تھے۔۔۔ حتکہ پرورشہ کی موجودگی کے
باعث اسے دوسری شادی کی آفرز آرہی تھی۔۔۔

نا اسکے پاس حسن کی کمی تھی نادولت کی ناشہرت کی تو ایسے میں کیسے نابزنس مینز اس سے رشتہ داری کرنے کی کوشش کرتے۔۔۔

وہ اچھے سے آگاہ تھا کہ اس ڈھول کو اسکے گلے سے اتار کر اسکا باپ ایک نیا ڈھول اسکے گلے میں ڈالنے کو تیار تھا۔۔۔ اور شامیر خان کیا اتنا ہی بے وقوف تھا۔۔۔ اس سے بہتر اسکے لئے وہی ڈھول پیٹنا تھا جسے وہ پچھلے چھ سالوں سے پیٹ رہا تھا۔۔۔ اسنے پارکنگ میں آکر ڈرائیونگ سیٹ سمجھالی تو پر وشہ پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔۔۔

For God sake shameer...

تم نے دیکھی اپنے باپ کی حرکتیں۔۔۔

بابا کے لئے بات کرتے ہوئے تمیز کے دائرے کو عبور مت کرنا پروشہ۔۔۔ اسنے پروشہ کو جتنی بھی دھیل دی ہو مگر وہ ماں باپ کے خلاف اس سے ایک لفظ ناسنتا

تھا۔۔۔ اور اس بات سے وہ باخوبی آگاہ تھی۔۔۔ تبھی اسکی ایک ہی سرد تنبیہ پر پیچ
و تاب کھاتی لب بھینچ کر رہ گئی۔۔۔

شامیر نے اگنیشن میں چابی گھماتے گاڑی کے انجن کو حرارت بخشی۔۔۔ فائن۔۔۔
وہ لہو چھلکاتی آنکھیں میچ کر رہ گئی۔۔۔ واجد خان کی ظنزیہ باتیں اسکے لئے برداشت
سے باہر ہو رہی تھیں۔۔۔

میں تمہارے ماں باپ کے ساتھ ایک گھر میں نہیں رہ سکتی۔۔۔ مجھے الگ رہائش
چاہیے۔۔۔ وہ اکڑ کر بولی۔۔۔ شامیر بنا کوئی تاثر ظاہر کئے سنجیدگی سے گاڑی چلاتا
رہا۔۔۔

بابا نے جو بنگلہ مجھے گفٹ کیا ہے ہم یہ شادی اٹینڈ کر کے وہاں شفٹ ہو جائیں
گے۔۔۔

سن رہے ہو تم شامیر۔۔۔
اسے ہنوز کوئی رسپونس نادیتے دیکھ وہ چیخ اٹھی۔۔۔
سن رہا ہوں۔۔۔ وہ بیزار سا گویا ہوا۔۔۔

پھر کچھ کہہ کیوں نہیں رہے۔۔۔

کیا کہوں۔۔۔ جو جی میں آئے وہ کرو۔۔۔ پہلے کبھی روکا ہے کیا۔۔۔

اسکی بے زاری عروج پر تھی۔۔۔ عجیب پھس کر رہ گیا تھا وہ۔۔۔

اوہ مائے ڈیئر ہنر بینڈ۔۔۔ یو آر سو سوئیٹ۔۔۔ وہ اسکے بازو میں بازو حائل کرتی اسکی

گال کھینچ کر لاڈ سے بولی۔۔۔

یہ ہم کس طرف جا رہے ہیں۔۔۔ وہ شامیر کو یوٹرن لیتے دیکھ جھنجھلا کر بولی۔۔۔ دماغ

کچھ کچھ سگنل دے رہا تھا کہ وہ کیا کرنے والا ہے تبھی وہ جھنجھلا رہی تھی۔۔۔

گھر۔۔۔ وہ یک لفظی گویا ہوا۔۔۔

نو پلیز۔۔۔ وہ کوفت زدہ سی ہو کر رہ گئی۔۔۔

شامیر نے سنی ان سنی کر دی۔۔۔

پلیز شامیر۔۔۔ اینجل وہاں میرا دو منٹ سکون سے رہنا دو بھر کر دے گی۔۔۔ اس پر

جھنجھلاہٹ سوار ہونے لگی تھی۔۔۔

شامیر پھر بھی خاموش رہا۔۔۔ پروشہ کے ساتھ ہوتے ہوئے وہ کم کم ہی بولتا

تھا۔۔۔ یہ سارا فریضہ وہ تنہا ہی انجام دیتی تھی۔۔۔

او کے پھر نینی کو بھی ساتھ لے لینا۔۔۔ تھک ہار کر وہ اس معاملے میں شکست قبول کرتی بولی۔۔

اسکی ضرورت نہیں۔۔۔ اینجل کا باپ اسکے ساتھ ہے۔۔۔ شامیر کے سر دوسپات انداز میں کہنے پر وہ مٹھی ماتھے پر مارتی جھنجھلا کر رہ گئی۔۔۔

عروشہ نے ارحم کے کمرے کے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر دروازے کو گھورا پھر ہلکا سا دروازہ ناک کرتی اندر داخل ہو گئی۔۔۔

کمرے میں فین سیلنگ میں لگی پیلی روپ لائٹ روشن تھی اور کمرے میں نیم تاریکی کا راج تھا۔۔۔ دبیز پردے کھڑکیوں کے آگے پھیلے تھے۔۔۔ زرد روشنی میں اسے ارحم بستر پر اوندھے منہ محو استراحت دکھائی دیا۔۔۔ وہ غالباً ٹراؤز شرٹ میں ملبوس تھا کمر تک کمفر ٹراؤڑھ رکھا تھا البتہ چہرہ دائیں جانب نرم سے کشن پر دھرا تھا۔۔۔ ایسا ہی ایک نرم سا کشن بازو تلے رکھا تھا۔۔۔

اسے دیکھ کر عروشہ کا خون کھول اٹھا۔۔۔ اسے بے سکونی کی نظر کر کے وہ یہاں کس قدر سکون سے سو رہا تھا۔۔۔

وہ قدم قدم اسکی جانب بڑھی۔۔۔ روئی سے مخملی کارپٹ پر اسکی ہیل کی ٹک ٹک
کہیں دب سی گئی۔۔۔

وہ عین اسکے سر کے پاس آکھڑی ہوئی اور غور کر اسکا خوب روچہراتنے لگی۔۔۔
ماتھے پر بکھرے بال اور ہلکی بڑھی شیو۔۔۔ یکدم اس کا سکون غارت کرنے کو
ایک سوچ اسکے دماغ میں ابھری۔۔۔

اسنے اپنے منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ادھر ادھر دیکھا۔۔۔ جب
اسکی نظر سائیڈ ٹیبل پر پڑے جگ اور گلاس پر پڑی۔۔۔

اسکی آنکھوں کی چمک بڑھی۔۔۔ اسنے جگ سے پانی گلاس میں انڈیلا اور بنا وقت
ضائع کئے سارے کا سارا گلاس ار حم کے چہرے پر انڈیل دیا۔۔۔

What the hell...

لمحے کے ہزار ویں حصے میں اسکی نیند ٹوٹی اور وہ بوکھلاہٹ جھنجھکاہٹ اور طیش میں
کچی نیند سے اٹھتا بنا اسے سمجھنے کا موقع دیئے نوار دپر ٹوٹ پڑا۔۔۔

بدلتا موسم اور بے خبری کی نیند متضادیوں ٹھنڈے پانی سے تواضع اسکے حواس
جھنجھنا اٹھے۔۔۔

کچی نیند سے اٹھنے کے باعث مزید نیم تاریکی میں اسے اپنے سامنے ایک ہیولہ سا دکھائی دیا۔۔۔

تبھی ایک جھٹکے میں لحاف پھینکتے وہ اٹھ کھڑا ہوا اور نوارد کو کسی بے جان چیز کی مانند بازو مڑو کر اسے دیوار کے ساتھ پٹھا اور دوسرے ہاتھ سے اسکا گلہ زور سے دبوچا۔۔۔

آہہہہ۔۔۔ عروشہ کے منہ سے گھٹی گھٹی سی چیخ بلند ہوئی نیز ایک صنف نازک کا احساس اسکے جھنجھنائے اعصاب مزید جھنجھناٹھے۔۔۔ اسنے آنکھیں زور سے میچتے سر جھٹک کر آنکھیں کھولیں۔۔۔

عروشہ مسلسل اپنے نازک ہاتھوں سے اسکی اپنے گلے پر موجود سخت گرفت کو توڑنے کی کوشیشوں میں ہلکان تھی۔۔۔ وہ اتنا شدید رد عمل دے گا اور یوں اس انداز میں کہاں جانتی تھی وہ۔۔۔

اسکا دل بے ہنگم انداز میں ڈھرک رہا تھا جبکہ آنکھیں خوف و دہشت نیز حیرت و انبساط سے پھٹی پڑیں تھیں۔۔۔ دفعتاً رحم نے کرنٹ کھا کر اپنا ہاتھ اسکے گلے سے

کھینچا اور ایک ہی جست میں سوئچ بورڈ تک جاتے ہاتھ مار کر کمرے کی ساری بتیاں روشن کر دیں۔۔۔۔

وہ حیرت سے واپس اسی جانب پلٹا جہاں وہ گلے پر ہاتھ رکھے کھانستی ہوئی دوہری ہو رہی تھی۔۔۔ البتہ اس تشدد کے باعث آنکھیں سرخی اور نمی سمیٹ لائی تھیں۔۔۔

تم۔۔۔ جنگلی بلی تم اس وقت یوں اس انداز میں میرے کمرے میں کیا کر رہی ہو۔۔۔ نیز یہ کیا بیہودہ حرکت ہے۔۔۔ وہ اسے خونخوار نگاہوں سے گھورتا چلا اٹھا اور ایک غصیلی نگاہ اپنے حلیے پر ڈالی۔۔۔ آنکھ منہ ناک کان اور بالوں کے ساتھ ساتھ آدھی شرٹ بھی گیلی ہو گئی تھی۔۔۔ عروشہ نے تاسف زدہ شکوں کناں نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔ میں جنگلی بلی تو خود کیا ہو جنگلی سانڈ۔۔۔

لڑکیوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں تمہیں جاہل انسان۔۔۔ یوں کون گلہ دباتا ہے۔۔۔ وہ بھی بل کھاتی پھاڑ کھانے والے انداز میں غرائی۔۔۔

لڑکیوں کو عزت کروانے کے گٹس بھی آنے چاہیے محترمہ۔۔۔ میرے کمرے میں یوں بنا اجازت تم کر کیا رہی ہو۔۔۔ وہ کہاں دبے والا تھا نیز ابھی تو اس پر غصہ ہی بے حد و حساب تھا۔۔۔

جسٹ شٹ آپ۔۔۔ مجھے کوئی شوق نہیں تم جیسے جاہل کے کمرے میں آنے کا۔۔۔

ہاں اور یہ بات تو تم یوں میرے کمرے میں آکر توجہ حاصل کرنے کی ایک چپ کو شیش کر کے ثابت کر ہی چکی ہو۔۔۔ وہ اسے آگ لگانے کو چڑاتی طنزیہ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے اپنی لفاظی سے حقیقتاً اسے آگ لگاتا وادروب سے کپڑے لیٹا و اش روم کی جانب بڑھا۔۔۔ توجہ حاصل کرتی ہے میری جوتی۔۔۔ یہ منہ اور مسور کی ڈال۔۔۔ ہو کیا تم لنگور کہیں کے۔۔۔ وہ بنا اسکی کوئی بات سنے و اش روم میں گھس گیا جبکہ عروشہ اسکی لگائی آگ میں بھڑ بھڑ جلتی پیچ و تاب کھا کر کمرے میں چکر لگاتی اسکے و اش روم سے باہر نکلنے کی منتظر تھی۔۔۔ ابھی تو پچھلا حساب ہی بے باک ناہوا تھا کہ وہ جاہل بد تمیز انسان مزید حساب نکال گیا تھا۔۔۔

ایئرپورٹ پر انکی فلائٹ لینڈ کی تو سامنے ہی شامیر کی اس شہر میں موجود برانچ کا ڈرائیور گاڑی سمیٹ وہاں موجود تھا۔۔۔ شامیر اسی نیوی بلو تھری پیس سوٹ میں ملبوس تھا البتہ باری فراک میں ملبوس دو سالہ اینجل اسکی گود میں تھی۔۔۔ شامیر نے شو فر سے جا کر گاڑی کی چابی پکڑی اور خود ڈرائیونگ سیٹ سمجھالی تب تک پر وشہ سن گلاسز آنکھوں پر ٹکاتی پیسنجر سیٹ سمجھال چکی تھی۔۔۔ نایہ شہر شامیر کے لئے اجنبی تھا نا ہی یہاں کے مکین۔۔۔ انفیٹ یہاں اپنائیت تھی سکون تھا۔۔۔ کہاں ڈراپ کروں تمہیں اپارٹمنٹ یا سیلون۔۔۔ او کم آن شامیر۔۔۔ اپارٹمنٹ کی خوب کہی تم نے۔۔۔ میں اپارٹمنٹ میں نہیں رک رہی۔۔۔

تم پلیز پی سی میں بکنگ کرو او۔۔ ایٹ لیسٹ سروسز کا مسئلہ تو نہیں ہو گا نا
وہاں۔۔۔ اتنے شارٹ نوٹس پر اپارٹمنٹ کے لئے ہیلپر کا انتظار کون کرے
گا۔۔

اسنے ناک سے مکھی اڑائی۔۔۔

اور ابھی کے لئے تم مجھے سیلون ڈراپ کر دو یہاں سے تیار ہو کر میں اپنی دوستوں
کے ساتھ وینو پہنچ جاؤں گی۔۔۔

شامیر نے اسکے کہے کے مطابق گاڑی اسکے مطلوبہ سیلون کے سامنے جا رو کی۔۔۔
آریو شیور۔۔۔ کے تم یہاں سے وینو چلی جاؤ گی۔۔۔ وہ حفظ ماتقدم پوچھ بیٹھا۔۔۔
یس افکوریس ڈونٹ وری۔۔۔ وہ گاڑی سے نکلتی نکلتی اسکی جانب جھکی اور اسکی گال
سے گال مس کرتی باہر نکل گئی۔۔۔

اب اینجل کا کیا۔۔۔ وہ جاتے جاتے کوفت زدہ سی بولی۔۔۔ کہا تھا شامیر۔۔۔ یہاں
یہ بھی بے سکون رہے گی اور میں بھی۔۔۔ اوپر سے تم نے نینی کو بھی ساتھ نہیں
لیا۔۔۔ وہ جھنجھلائی۔۔۔

ٹرسٹ می اتنے ہیوی ڈریس اور میک آپ کے ساتھ میں اسے کیری بالکل نہیں کر سکتی۔۔۔ اوپر سے بہت موڈی ہے یہ میرے پاس تو دو منٹ نہیں ٹکٹی۔۔۔

شامیر اسے کہہ ناسکا کے تم نے اسے اپنے لمس سے آشنا کروایا ہو تو وہ تمہارے پاس ٹکے۔۔۔ بے ساختہ اسکی آنکھوں کے سامنے دو بچوں کی شبیہ لہرائی جنہیں گھر میں داخل ہوتے ہی ماں کا چہرہ نادکھائی دے تو وہ اندھنے ہونے لگتے تھے۔۔۔ گھر میں داخل ہوتے ہی انہیں ماں چاہیے تھی۔۔۔ ہر حال میں۔۔۔

ایک ہوک سی اسکے دل سے اٹھی اور اسنے اپنی گود میں موجود ننھی سی شہزادی کو خود میں بھینچا۔۔۔

ڈونٹ وری پرووشہ یہ یہاں ہرگز بے سکون نہیں رہے گی۔۔۔ میں سمجھا لوں گا اسے۔۔۔ تم انجوائے کرو۔۔۔

شامیر نے آنکھوں کی نمی چھپانے کو سن گلاسز لگائیں اور بیٹی کے چہرے کا بوسہ لیا۔۔۔

اوہ تھینکیو شامیر۔۔۔

You are the best husband of the world...

پروشہ کے مسکرا کر کہنے پر وہ گاڑی سٹارٹ کرتا آگے بڑھالے گیا۔۔۔
گاڑی آگے بڑھتے ہی اسنے کب کا آنکھ کی نوک پر ٹکاپانی کا قطرہ انگلی کی پور سے
صاف کیا۔۔۔

زونی تم کر کیا رہے ہو۔۔۔ مجھے بتاؤ میں کر دیتی ہوں۔۔۔ ایمان روہانسی ہوتی اسکے
پیچھے کچن میں آئی۔۔۔
آج کل زوہان کو چھٹیاں تھیں اس لئے اس وقت وہ گھر میں پایا جاتا۔۔۔ اور بچوں
کہ گھر میں موجودگی خود بتاتی تھی کے بچے گھر پر موجود ہیں۔۔۔
یہ وقت ایمان کا آرٹیکل لکھنے کا ہوتا جس میں وہ پرسکون ہو کر اپنا کام کرتی۔۔۔
کیونکہ بچے گھر پر ناہوتے تو سکون ہی سکون ہوتا۔۔۔ آج بھی وہ حسب سابق اپنے
ورکنگ ایریا میں بیٹھی کافی سے لطف اندوز ہوتی اپنا کام کر رہی تھی جب جو سر کے
چلنے کی تیز آواز کے ساتھ کچھ نیچے گرنے کی آواز پر وہ بوکھلا کر سب وہیں ویسا ہی
چھوڑ باہر کو بھاگی۔۔۔
اور کچن میں آکر کچن کی حالت دیکھ کر چکرا کر رہ گئی۔۔۔

یہ کیا زونی۔۔۔ اسکی حیرت و انبساط میں گھری آواز ابھری۔۔۔

وہ می دراصل آپ اپنے کام میں مصروف تھیں ناتو میں نے سوچا کے کیا آپکو
ڈسٹرب کرنا۔۔۔ میں نے سمودی پینی تھی اس لئے یوٹیوب سے سرچ کر کے خود
ہی بنانے لگا۔۔۔ وہ جگ سے اب ٹھنڈی ٹھار سمودی کانچ کے گلاس میں ڈال رہا تھا
ساتھ میں شیف بھی اس سمودی سے مستفید ہو رہی تھی۔۔۔ ایمان لب چباتی
گہرے گہرے سانس لے کر خود کو کچھ بھی سخت سست بولنے سے روک رہی
تھی۔۔۔

یہ جتنا پھیلا وہ میرا شہزادہ پھیلا چکا ہے نا۔۔۔ دماغ کچھ ٹھنڈا کر کے وہ ٹھنڈے لہجے
میں بولی۔۔۔
وش تم مجھے ہی سمودی بنانے کے لئے بول دیتے یقیناً اس سارے پھیلاوے کو سمیٹنے
سے آدھا ٹائم لگتا مجھے۔۔۔ اسنے تاسف سے سر نفی میں ہلایا۔۔۔

ارے می چھوڑیں سب۔۔۔ سمودی ٹیسٹ کر کے بتائیں کیسی بنی ہے۔۔۔ وہ دوسرا
کانچ کا گلاس لئے ماں کی طرف بڑھا۔۔۔ ایمان نے اسکے ہاتھ سے گلاس لیتے ٹھنڈی
سمودی کے ساتھ غصہ بھی حلق سے اتارا۔۔۔

ہممم بہت اچھی بنی ہے۔۔۔۔۔ دفعتاً گیراج میں گاڑی آکر رکنے کی اور اسکا دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز پر زوہان کچن سے بھاگ کر باہر لاؤنج میں آیا اور دیوار گیر ایک سی ڈی پینل پر پڑے کیمرازمانیٹرنگ سکرین پر دیکھا

یا ہووووممی ڈیڈ آگئے۔۔۔ میں انہیں بھی اپنی سمودی ٹیسٹ کرواوں گا۔۔۔ وہ ہاتھ سے مکافضا میں بلند کرتالاؤنج کے داخلی دروازے کی جانب بڑھا۔۔۔ ایمان چونکی۔۔۔

تب تک شامیر بھی دروازہ کھول کر اندر داخل ہو چکا تھا۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔ با آواز بلند سلام کرتا وہ زوہان کے ساتھ ساتھ ایمان کو بھی ساکت کر گیا۔۔۔

اسکی گود میں اٹھائی ننھی پری ٹکڑ ٹکڑ ہر جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

مائے گاڈ ڈڈڈ۔۔۔۔۔

Our princess...

جلد ہی وہ شاک کی کیفیت سے نکلتا باپ کی جانب لپکا اور باپ کی گود سے اسے اپنی گود میں لیتے خود میں بھینچ کر اسکے مصوم گال کا بوسہ لیا۔۔۔

اوہ آپ زوہان شامیر خان کی پر نسز ہو بے بی۔۔۔
ایمان بھی مسکراتی ہوئی اسکے پاس آئی۔۔۔

Welcome to our home sweet baby...

ایمان نے اسے زوہان کی گود سے لیتے پیار کیا تو وہ محبتوں کو ترسی بچی اتنی ساری
محبتیں ایک ساتھ دیکھ کر انہیں اجنبی نگاہوں سے دیکھتی یکدم رونے لگی۔۔۔
الے لے لے لے لے لے لے۔۔۔ اسے کیا ہوا مُمی۔۔۔

زوہان اسے ماں کی گود سے لیتا پریشان حال ساماں سے مستنفسر ہوا۔۔۔
بیٹا یہ یہاں پہلی مرتبہ آئی ہے اس لئے اجنبی پن محسوس کر رہی ہے۔۔۔ اسے
اپنے ڈیڈ گودے دو۔۔۔ کچھ وقت بعد یہ ہمارے ساتھ گھل مل جائے گی۔۔۔
ایمان نے اینجل کی کیفیت سمجھتے زوہان سے کہا جو زوہان کی باہوں میں مچلتی باپ کی
طرف آرہی تھی۔۔۔

نوممی۔۔۔ ڈونٹ وری۔۔۔ میں اسے بیچ کر لوں گا۔۔۔ یہ میری پر نس ہے اتنی
جلدی تو میں اسے کسی کو نہیں دوں گا۔۔۔

ایمان ارے ارے کرتی رہ گئی جبکہ وہ اسے لئے اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔ ایمان نے شامیر کو بے بسی سے دیکھا۔۔

ڈونٹ وری ایمان۔۔۔ اس سے زیادہ وہ آئے دن چیخ ہونے والی نینی کے پاس جا کر روتی ہے۔۔۔ ایمان نے واضح شامیر کی آواز میں ننی کی آمیزش محسوس کی۔۔۔ ماں کے معاملے میں میری بیٹی میرے دونوں بیٹوں کی نسبت بد قسمت ٹھہری۔۔۔ وہ گہری سانس خارج کرتا وہیں صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔

ایسا مت بولیں خان پلینز۔۔۔ اور اب اسے آپ نے زوہان سے ملو ادیا ہے اب یہ بار بار اس سے ملنے کے لئے آپکا تنہا یہاں آنا دو بھر کر دے گا۔۔۔ اور ابھی تو وہ ایک بھائی سے ملی ہے دوسرا تو ابھی آتا ہو گا۔۔۔ ایمان نے وال کلاک پر ٹائم دیکھا سبحان بس پہنچنے والا ہی تھا۔۔۔ تبھی وہ ٹیبل پر رکھا سمودی کا گلاس شامیر کی جانب بڑھا گی۔۔۔ آپکے بیٹے نے پہلی مرتبہ سمودی بنائی ہے ٹیسٹ کریں۔۔۔ تب تک میں کھانے کا انتظام کر لوں۔۔۔

آوازیں تو بند ہو گئیں ہیں۔۔ لگتا ہے زونی نے اینجل کا دھیان بٹا ہی لیا۔۔ ایمان کچن میں کھڑی تندہی سے کھانا بنانے میں مصروف تھی جبکہ شامیر کچن کے دروازے میں کھڑا زوہان کے کمرے کا بند دروازہ دیکھتا گویا ہوا۔۔۔ ایگزیکٹولی۔۔ ایمان نے چولہے کی آنچ دھیمی کرتے دیکھی پر ڈھکن دیا اور خود کچن سے نکل آئی۔۔

آئیں دیکھتے ہیں۔۔۔ اسنے آگے بڑھ کر کمرے کا دروازہ کھولا تو سامنے کا منظر بڑا ہی غیر متوقع تھا۔۔۔

زوہان شامیر خان۔۔۔ جسنے اپنے بچپن کے کھلونوں میں سے اپنے فیورٹ کھونے وال شیلف پر سمبھال کر رکھے تھے اور وہ کسی کو ان کھلونوں کو ہاتھ تک نا لگانے دیتا تھا وہ سب کھلونے نیچے کارپٹ پر جا بجا بکھرے پڑے تھے۔۔۔ پاس ہی اسکے لیز اور چاکلیٹس پڑے تھے جن سے وہ پڑھائی کے دوران مستفید ہوتا تھا۔۔۔ جبکہ زوہان شامیر خان کارپٹ پر گھوڑا بنا ہوا تھا اور اینجل اسکی کمر پر سوار مزے سے چاکلیٹ کھا رہی تھی۔۔۔ ساتھ ساتھ چاکلیٹ والے ہاتھ اسکی شرٹ سے صاف بھی ہو رہے تھے۔۔

منظر دیکھ ایمان کی ہسی چھوٹ گی۔۔۔

کیا ممی۔۔۔ میری پرنس ہے۔۔۔ اور پرنس کے لئے کچھ بھی۔۔۔

اسنے سیدھے ہوتے اینجل کو گود میں بیٹھایا تو اسنے اپنے چاکلیٹ سے بھرے ہاتھ

اسکی گردن پر لگا دیئے۔۔۔

آہہہ۔۔۔ پرنس۔۔۔ گندے کام۔۔۔ وہ جھنجھلا اٹھا۔۔۔ جبکہ شامیر بھی مسکرا

دیا۔۔۔

خان آپ اینجل کا سامان نکال دیں گاڑی سے میں اسے ہاتھ دے کر چلیج کروادیتی

ہوں۔۔۔ ایمان زوہان کو کپڑے لے کر واش روم کی جانب بڑھتا دیکھ اینجل کی

جانب بڑھی کے جانتی تھی زرا سی گندگی بھی صاحب زادے کی نازک طبیعت پر

گراں گزرتی تھی۔۔۔

جب تک اینجل فریش ہو کر صاف ستھری ہوئی تب تک سبحان بھی گھر آگیا۔۔۔

اسکا رد عمل بھی زوہان سے مختلف نہ تھا۔۔۔ بہن پا کر دونوں بھائی بہت خوش

تھے۔۔۔ خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا۔۔۔

اور بچہ تو ہوتا ہی پیار اور توجہ کا بھوکا ہے۔۔۔ وہ وہاں بہت خوش تھی۔۔۔ جہاں
سبحان اور زوہان بیٹھے ہوتے دونوں کے درمیان گھس کر بیٹھ جاتی۔۔۔
سبحان لیپ ٹاپ پر کام کر رہا ہوتا تو اسکے لیپ ٹاپ سے چھیر چھاڑ شروع کر
دیتی۔۔۔

ڈیڈ۔۔۔ اینجل کو نیک لرنر نہیں ہے۔۔۔ بیٹھے بیٹھے زوہان نے انکشاف کیا تو شامیر کا
دل دھک سے رہ گیا۔۔۔
یکدم چہرے کی رنگت فق ہو گئی۔۔۔ اسے متوحش نگاہوں سے بیٹے کو دیکھا۔۔۔
زوہا ننننن۔۔۔۔

ایمان نے اسے ٹوکنا چاہا کہ یہ بات تو وہ بھی نوٹ کر چکی تھی۔۔۔
وہ ٹھیک کہہ رہا ہے مام۔۔۔ اسے بولنے دیں۔۔۔ شاید ڈیڈ نے اس پر غور نہ کیا ہو
لیکن اینجل دو سال کی ہونے کے باوجود عام بچوں کی طرح باتیں نہیں کر رہی۔۔۔
سبحان نے ماں کے ٹوکنے پر سادگی سے کہا۔۔۔
تو تلی زبان میں بھی نہیں۔۔۔

یہ ایکٹوپچی نہیں ہے ڈیڈ۔۔۔ بہت گم صم اور ڈری سہمی پچی ہے۔۔۔ کچھ بھی نیا
ٹرائے نہیں کرتی۔۔۔ عام بچوں کی طرح شرارتی نہیں ہے۔۔۔ یہ ہمارے ساتھ
بھی شرارتیں اب جا کر کرنے لگی ہے وہ بھی تھوڑی بہت۔۔۔
وہ دونوں ناصحانہ انداز میں شروع ہو چکے تھے۔۔۔ اور شامیر گم صم سا ان دونوں کو
دیکھتا اب بیٹی کی شخصیت پر غور کر رہا تھا۔۔۔ اور جیسے جیسے وہ بیٹوں کی باتوں پر غور
کر رہا تھا اس کا دل درد سے پھٹنے لگا تھا۔۔۔
تمہارا مطلب ہے کے کے کے کے۔۔۔ کیا ایاہ ابنار مل۔۔۔ اسکی زبان بے
ساختہ لڑکھرائی۔۔۔
اللہ نا کرے خان۔۔۔ کیا انکی فضول باتوں میں آرہے ہیں آپ۔۔۔ ایمان نے دہل
کر کہا۔۔۔
شامیر نے کرب زدہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔ بیٹوں کی باتیں اس کے اعصاب
مفلوج کر رہی تھیں۔۔۔
ہرنچے کی لرنینگ کیپیسٹی مختلف ہوتی ہے۔۔۔ ایمان نے پاس بیٹی ٹکڑ ٹکڑ سب کو
دیکھتی اینجل کے معصوم چہرے کا بوسہ لیا۔۔۔

رونگ مئی۔۔۔ بہت سے فیکٹرز میٹر کرتے ہیں۔۔۔

ضروری نہیں بابا کے یہ پیدائشی ایسی ہو۔۔۔

ڈسپینڈ کرتا ہے کے کس طرح کے ماحول میں اینجل رہ رہی ہے۔۔۔

دونوں پھر سے شروع ہو چکے تھے۔۔۔

بچہ جلدی بولنا تب سیکھتا ہے جب اسکے ارد گرد اس سے بات کرنے والا ہمہ وقت

موجود ہو۔۔۔ یا اسکے ارد گرد بہت سے لوگ آپس میں باتیں کر رہے ہوں۔۔۔

لائیک جب میں اپنی بچپن کی ویڈیوز دیکھتا ہوں تو ان میں مئی ہمارے ساتھ بہت سی

اوٹ پٹانگ باتیں کرتی تھیں ہر وقت۔۔۔ یہ دلیل سبحان کی جانب سے آئی

تھی۔۔۔

شامیر نے فوراً دماغ کو ریو اسٹڈ کیا۔۔۔

وہ بہت مصروف تھا زیادہ تر بزنس توڑ پر رہتا۔۔۔ اور پروشہ۔۔۔ پروشہ کی تو اپنی

ایکٹیویٹیز ہی بہت تھیں۔۔۔ رہ گئی اینجل تو وہ ہمہ وقت نینی کے ساتھ رہتی اور نینی کی

اسے سمجھانے کے ساتھ ہر انسان کی طرح فارغ وقت میں موبائل پر بہت سی

مصروفیات ہوتیں ایسے میں اس سے باتیں کون کرتا اور اسے بالخصوص وقت کون دیتا۔۔۔۔۔ شامیر کا دل ڈوب کر ابھرا۔۔۔

اور بچہ فی چیزیں سیکھتا ہے ماں باپ کو فالو کر کے۔۔۔ جیسے مجھے یاد ہے میں ممی کو لکھتا دیکھ کر بہت چھوٹی عمر میں ہی کاغذ پنسل سمجھا کر خوب خوب کاغذ پر گند مارا کرتا تھا۔۔۔ زوہان مسکرایا۔۔۔

قوی امکان ہے ڈیڈ کے اینجل کے ارد گرد کا انوائٹر منٹ بہت ٹاسک سا ہو۔۔۔ جس سے اسکی شخصیت ڈیولپ نہیں ہو پا رہی۔۔۔ اسکی شخصیت دہتی جا رہی ہے۔۔۔

یہ ماں کی بجائے زیادہ تر نینی کے پاس ہوتی ہے۔۔۔ شامیر نے گہری سانس خارج کیا۔۔۔

نوڈاؤٹ ڈیڈ کے ماں کی اپرینس بہت میٹر کرتی ہے۔۔۔ لیکن ریمبر۔۔۔ پل تو بن ماں کے بچے بھی جاتے ہیں۔۔۔ تو یہ جواز غلط ہے کہ یہ ماں کی بجائے نینی کے انڈر ہوتی ہے اس لئے ایسی ہے۔۔۔۔۔ یہ مدبرانہ انداز سبحان کا تھا۔۔۔

نہی اسکی کیر ٹیک فری میں نہیں کرتی اسے اسکا معاوضہ ملتا ہے۔۔۔ تو وہ اسکی کیر ٹیک کے بارے میں جوابدہ بھی ہے۔۔۔

بگاڑ تب پیدا ہوتا ہے جب بچوں کو نینی کے حوالے کر کے بے فکر ہو جایا جائے۔۔۔ آج کل تو ٹیکنالوجی نے ہر چیز آسان کر دی۔۔۔

جگہ جگہ کیمرے لگے ہیں۔۔۔ اسکی ممی کو چھوڑیں۔۔۔ بحیثیت باپ آپ پر بھی اس ہاں بھی پری کی بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں بابا۔۔۔

محض آسائشات باپ کی محبت کا نعل البدل نہیں ہو سکتی۔۔۔ اس عمر میں اسے آسائشات سے کیا غرض۔۔۔ اسے تو گود چاہیے۔۔۔ ماں کی میسر نہیں تو باپ کی سہی۔۔۔ لیکن اسکی اصل ضرورت یہ ہی ہے۔۔۔

اپنی ڈھیر ساری مصروفیات میں ہر آدھے گھنٹے کا ریما سنڈر لگائیں اور دنیا کے جس بھی کونے میں موجود ہوں آپ۔۔۔ بیٹی پر نظر رکھیں۔۔۔ چیک کریں کہ اس وقت اینجل کیا کر رہی ہے۔۔۔ کیا کھا رہی ہے کیا پی رہی ہے۔۔۔ نینی کا اس کے

ساتھ رویہ کیسا ہے۔۔۔ جہاں کوئی بگھاڑ دیکھیں جھٹ سے نینی کو کال کرتے اسکی

کلاس لیں تاکہ اسے بھی علم ہو سکے کہ وہ اینجل کے بارے میں مکمل باختیار نہیں اس پر چیک اینڈ بیلنس رکھا جا رہا ہے۔۔۔

اسکی روٹین بنائیں کے روزانہ اسے دو گھنٹوں کے لئے اینجل کو پارک لے کر جانا ہے جہاں وہ اپنی عمر کے بچوں کے ساتھ انٹریکٹ کر سکے۔۔۔ نیچر دیکھ کر نیچر سے سیکھ سکے۔۔۔

نوڈاؤٹ کے بچوں کی لرننگ کیسیٹی بڑوں کے مقابلے میں بہت تیز ہوتی ہے۔۔۔ وہ ارد گرد کے ماحول سے بہت جلد چیزیں پک کرتے ہیں۔۔۔ محض بچوں کو مہنگے سے مہنگے کھلونے دے کر ایک کمرے تک محدود کر دینا بچوں کے ساتھ زیادتی ہے ڈیڈ۔۔۔۔۔ خود اسے وقت دیں۔۔۔ جب آپ اسکے ساتھ ہوں اس سے انٹریکٹ کریں۔۔۔ باتیں کریں۔۔۔ اسے گھمانے لے کر جائیں۔۔۔

آج اسکی اولاد نے اسے جو سبق دیا تھا اتنی کامیابیوں اور شہرت کو پالینے کے بعد بھی کسی نے نادیا تھا۔۔۔ ایمان اس سے بات کرتے خاص خیال رکھتی تھی کسی

پہلو سے اسکی دل آزاری ناہو۔۔۔ جبکہ اسکی اولاد اس بندش سے آزاد تھی۔۔۔ وہ
درست بات منہ پر کہنے سے ناچوکتی۔۔۔

اپنے اس گھر کے مسائل روز روز کی پروشہ اور ماں باپ کی چیقلش اور بے سکونی
کے باعث وہ اس ننھے وجود پر توجہ ہی نادے سکا تھا۔۔۔

اسے آج اینجل کو یہاں لانے کا فیصلہ بالکل درست لگا۔۔۔

آج ان دونوں بھائیوں نے اینجل کی ذات کے اوراق پلٹتے اسے بہت سی چیزوں
سے آگاہ کیا تھا۔۔۔ ایک پورا دن بائیوں کے سنگ نہایت خوبصورت وقت گزار
کر سر شام ہی وہ باپ کے ہمراہ واپسی کو تیار تھی۔۔۔

سارا دن ایکٹولی کھیل کود کے بعد وہ اس وقت تھک کر ایمان کی آغوش میں سکون
سے سو رہی تھی۔۔۔ اور شامیر دور کھڑا سوچ رہا تھا کہ کب اسے ایسی میٹھی گود
سگھی ماں کی نصیب ہوئی تھی بھلا۔۔۔

ڈیڈ اسے پھر سے کب لائیں گے۔۔۔ زوہان سوئی ہوئی اینجل کو اٹھائے خود باپ
کے ساتھ اسے گاڑی تک چھوڑنے آیا تھا۔۔۔

انشا اللہ جلد بیٹا۔۔۔

میری بہن کا بہت خیال رکھیے گا بابا۔۔۔ اسنے پیسنجر سیٹ کو پیچھے کرتے ریلیکسنگ
موڈ میں کرتے اینجل کو لٹایا۔۔۔

اور ہاں اینجل کے روم کے کیمرہ کی ایک ایکس مجھ سے بھی شنیر کریں۔۔۔
میں خود گھر بیٹھے اپنی بہن کا خیال رکھ سکتا ہوں۔۔۔

اسنے جھک جبر سوئی ہوئی اینجل کے چہرے ہر پیار کیا تو بے ساختہ شامیر کی آنکھیں
بھر آئیں۔۔۔

وہ نم آنکھوں سمیٹ مسکرا کر سر ہاں میں ہلا گیا۔۔۔

ارحم فریش ہو کر سیاہ جینز پر سفید کائن کی شرٹ زیب تن کئے شرٹ کے اوپری دو
بٹن بند کرتا باہر آیا تو کمرے میں جلے پیر کی بلی کی مانند چکر کاٹتی عروشہ نے رک کر
اسے گھورا۔۔۔

تم ابھی تک یہیں ہو۔۔۔ وہ اسے اپنے کمرے میں ہنوز کھڑا دیکھ ٹھٹھکا اور کوفت
زدہ انداز میں کہتا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آ کر بال بنانے لگا۔۔۔

وہ تن فن کرتی کمر پر ہاتھ ڈھرے اسکے پاس آکھڑی ہوئی۔۔۔ اسکے چلنے سے ٹیل
پونی دائیں بائیں جھولتی تھی۔۔۔

مجھے بات کرنی ہے تم سے ارحم۔۔۔

ارحم ہیربرش ڈریسنگ ٹیبل پر پٹختا اسکی طرف پلٹا اور سینے پر ہاتھ باندھتے اسے
سنجیدگی سے دیکھنے لگا۔۔۔

خوبرو چہرہ اور ہلکی بڑھی شیو۔۔۔ دیکھنے والے کی نگاہ ٹھٹھکتی تھی اسے دیکھ کر مگر
سامنے کھڑی لڑکی کے پاس شاید آنکھیں نہیں تھیں۔۔۔
بولو۔۔۔

تم نے شادی کا کیا سوشا چھوڑا ہے۔۔۔ تمہیں لگتا ہے کہ میں تم سے شادی۔۔۔
وہ تنٹنا کر انگلی اٹھا کر کہتی چند قدم اسکی جانب بڑھی۔۔۔
ششششش۔۔۔

جب وہ اسے وارننگ دیتی نگاہوں سے دیکھتا انگلی اٹھا کر خاموش کروا گیا۔۔۔
یہ لڑکی اسکا پچھلے دو سالوں سے بنابنایا کھیل بگاڑنے پر تلی تھی۔۔۔

ارحم نے آگے بڑھتے اسکی کلائی تھامی اور تیزی سے کمرے کا دروازہ وا کر تاکمرے سے باہر نکلا۔۔۔

What the hell...

وہ جھنجھلائی سی کراہ کر رہ گئی۔۔۔

وہ بنا اسکی مزاحمت کی پرواہ کئے راہداری مڑ کر تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگا

نیچے ہال میں ماں کے ساتھ بابا کو بھی بیٹھے دیکھ عروشہ کی مزاحمت تھمی۔۔۔ اسنے بامشکل اس خطبی انسان کے ساتھ نیچے اترتے چہرے کے زاویے درست کئے اور

چہرے پر مسکراہٹ سجائی۔۔۔

اسلام علیکم انکل۔۔۔ عروشہ نے خوشدلی سے بابا کو سلام کرتے ایک خونخوار نگاہ

اپنی کلائی تھامی ارحم کے ہاتھ پر ڈالی جسنے یہاں آکر بھی اسکا ہاتھ ناچھوڑا تھا۔۔۔۔

بابا نے سر کے اشارے سے اسکے سلام کا جواب دیا۔۔۔

بیٹھو بیٹا چائے کا وقت ہو رہا ہے اور چائے بس آہی رہی ہے۔۔۔

عروشہ نے تو پہلے بھی کچھ نہیں کھایا پیا۔۔۔

ماں مسکرائی۔۔۔

اٹس اوکے مام۔۔۔ ڈونٹ وری۔۔۔ ہمارا باہر کا پلان ہے وہیں سے کھاپی لیں
گے۔۔۔ ارحم نے مسکرا کر ماں کی تشفی کروائی اور پھر سے اسکا ہاتھ کھینچتا اونچ سے
باہر نکل آیا۔۔۔۔

ڈرائیوے پر آکر اسنے عروشہ کا ہاتھ چھوڑا تو وہ تلما کر رہ گئی۔۔۔
تم بیہودہ انسان۔۔۔

گھر سے باہر نکلنے تک شعوری کوشش سے اپنا منہ بند رکھنا۔۔۔ وہ سنجیدگی سے کہتا
گاڑی ان لاک کر کے اندر بیٹھا تو عروشہ نے بھی پیچ و تاب کھاتے پیسجر سیٹ
سمبھالی۔۔۔

کیا بیہودگی ہے یہ مسٹر ارحم۔۔۔ اسے اپنی کلائی ہنوز جلتی محسوس ہو رہی تھی جسے
وہ مسلسل سہلاتی ارحم کو خونخوار نگاہوں سے گھور رہی تھی۔۔۔ بس ناچل رہا تھا
کے اسکا سر پھاڑ ڈالتی۔۔۔

گاڑی گھر سے نکلتے ہی وہ چلا اٹھی۔۔۔

ارحم اسکی بات سنی ان سنی کرتا گاڑی بھگاتا قریبی ریسٹورینٹ میں لے آیا۔۔۔

پارکنگ میں لا کر گاڑی روکی تو وہ ارحم کے ہمراہ گاڑی سے اتری۔۔۔

وہ لمبے لمبے ڈگ بھڑتا اندر داخل ہوا اور وہاں کھلے سے ہال میں بیٹھے مختلف لوگوں کو نظر انداز کرتا ایک فیملی کین کی جانب بڑھا۔۔۔

کچھ لوگ۔۔۔ اسے ویٹر کے آنے پر مینو کارڈ دیکھتے عروشہ سے پوچھا جو اسکی حرکتیں دیکھ لب بھینچ گئی۔۔۔ وہ شاید اسے جان بوجھ کر عاجز کر رہا تھا اور اسکے تمللانے سے خط اٹھا رہا تھا۔۔۔

اسکی جانب سے کوئی جواب ناپا کر ارحم نے شانے اچکائے اور ویٹر کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

دو کولڈ کافی۔۔۔ چیز سینڈویچ اور فروٹ سیلڈ۔۔۔

آرڈر نوٹ کروا کر وہ عروشہ کی جانب متوجہ ہوا جو نرم مخملی سنگل صوفے نما کرسی پر اسکی پشت سے کمر ٹکائے ٹانگ پر ٹانگ رکھے اسے بڑی فرصت سے دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھی۔۔۔

آہم۔۔۔ اب بتاؤ کیا بات کرنی ہے تمہیں مجھ سے۔۔۔۔ گھر کسی بھی قسم کی
پر سنل گفتگو کے لئے بہترین جگہ نہیں ہے۔۔۔ وہ اسکی جانب پوری توجہ سے متوجہ
ہوا اور مجھے بھوک اسقدر لگ رہی ہے کہ میں بنا کچھ کھائے تمہاری بات نہیں سن
سکتا۔۔۔

اچھا بھلا ہمارا رشتہ چل رہا تھا نا۔۔۔ پھر تم نے یہ بیچ میں شادی کا شوشہ کیوں
چھوڑا۔۔۔ اور تمہیں واقعی لگتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ مزید اس کھیل کا حصہ
بنتی یہ شادی کروں گی۔۔۔

لائیک سر یسلی۔۔۔ اسے اس وقت غصہ اتنا رہا تھا کہ اس جیسے میسنے اور پر سکون
انداز میں بیٹھے شخص کے سامنے خود کو کمپوز کرنا اسے دنیا کا مشکل ترین امر لگ رہا
تھا۔۔۔

فرسٹ آف آل شادی نہیں نکاح۔۔۔ وہ تحمل سے گویا ہوا۔۔۔

واٹ ایور۔۔۔ وہ درشتی سے اسکی بات کاٹ گی۔۔۔ انداز پھاڑ کھانے والا تھا۔۔۔

نمبر دو یہ میرا نہیں ہمارے گھر والوں کا متفقہ فیصلہ ہے۔۔۔ اسنے عروشہ کی بات کو اہمیت نادیے بات جاری رکھی تو اسکے اندر آتش فشان پھٹلے لگا۔۔

اس سے کیا ہوتا ہے۔۔۔ تم نے رضا مندی دی تو یہ بات آگے بڑھی۔۔۔ وہ پھاڑ کھانے کو دوڑتی اسکا جواز رد کر گئی۔۔۔ بس ناچل رہا تھا کہ اسکا گلہ دبا دیتی۔۔۔ جو نا صرف اپنے گھر والوں کو بلکہ اسکے ماں باپ کے سامنے بھی اس شادی کے لئے رضا مندی دے کر ہر کسی کی نظروں میں اچھا بننا اب یہاں مینا بن رہا تھا۔۔۔

تو تمہارے خیال میں میں کس بنیاد پر انہیں منع کرتا۔۔۔ پچھلے دو سالوں سے منع کر رہا ہوں۔۔۔ اب بھی منع کرتا تو ہمارے رشتے کی پول کھلنے کا خدشہ تھا۔۔۔ ارحم نے گہرا سانس خارج کیا۔۔۔

یہ میرا درد سر نہیں۔۔۔ میں بتا رہی ہوں مجھے یہ نکاح کسی صورت منظور نہیں۔۔۔ انفیکٹ میں۔۔۔ میں خود ہی اس رشتے کی حقیقت سب کے سامنے کھول دوں گی۔۔۔

وہ اس خبر سے فرسٹریٹڈ ہو رہی تھی۔۔۔

دفعتاویٹر کے آرڈر لے آنے پر وہ خاموش ہو گئی۔۔۔

گیلی سانس اندر کھینچتے وہ رخ موڑ گئی۔۔۔ غالباً خود کو کمپوز کر رہی تھی۔۔۔ یا کسی بھی پل چھلک کرنے کو بے تاب آنسوؤں کو روک رہی تھی۔۔۔ اسکا ہر انداز بتاتا تھا کہ وہ تکلیف میں ہے

ویٹر آرڈر سرو کر گیا تو ارحم رغبت سے کھانے سے انصاف کرنے لگا۔۔۔

اسے یوں کھاتے دیکھ عروشہ کی آنکھوں میں ملال اتر ا۔۔۔

شاید بے حس تھا یہ شخص جسے کسی دوسرے کی تکلیف نظر ہی نا آتی تھی۔۔۔

او کے فائن۔۔۔ تم گھر والوں کو اس رشتے کی اصلیت سے آگاہ کر دو گی تو آگے کیا ہو گا۔۔۔

لیٹ می ایکسپلیس۔۔۔ وہ عروشہ کو کچھ کہنے کو منہ کھولتا دیکھ سینڈویچ کھانے کے

بعد منہ صاف کرتا گویا ہوا۔۔۔ وہ عروشہ کی نسبت جذباتی طور پر کمپوز تھا۔۔۔

دوبارہ سے وہی ایک فریسٹریٹڈ پراس۔۔۔ جس میں تمہیں کسی لڑکے سے

ملاقات پر فورس کیا جائے گا۔۔۔ وہی چک چک۔۔۔ جو دو سال پہلے کی تھی۔۔۔ وہی

باتیں۔۔۔ شادی کے نام پر وہی مینٹلی ٹارچر۔۔۔ اور آخر میں تمہیں مجبور کرتے
کسی بھی ایکس وائے زیڈ کے ساتھ باندھ دیا جائے گا۔۔

وہ نہایت نرمی سے عروشہ کو کرب و اذیت کی بھٹی میں جھونکتا خود سیلڈ سے
انصاف کرنے لگا۔۔۔

میں یہ شادی نہیں کر سکتی۔۔۔ ابکی بار عروشہ کا انداز پسپا تھا نیز آواز میں گھلی
آنسوؤں کی آمیزش سے

ارحم دھیماپڑا

ریلیکس۔۔۔ تمہیں انسکیورٹی کس چیز کی ہے۔۔۔

ارحم کے کہنے پر اسنے بھرائی نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

وہ کرب زدہ سا مسکرا دیا۔۔۔ ٹرسٹ می۔۔۔ مجھے تم میں رتی برابر انٹرسٹ

نہیں۔۔۔ لحاظ میری جانب سے تو تم بے فکر ہو جاؤ۔۔۔ یہ بس میری کسی معصوم کا

گھر آباد رکھنے کی شعوری کوشیش ہے۔۔۔ اس ٹاپک ہر بات کرتے ہی ارحم کی

بھوک مر گئی۔۔۔ اسنے سیلڈ سے ہاتھ کھینچ لیا۔۔۔

آج بھی اس موضوع سے تکلیف اول روز والی ہوتی تھی۔۔۔

عروشہ عورت تھی اپنی تکلیف اور درد کا اظہار آنسوؤں سے کر رہی تھی۔۔

جبکہ وہ مرد تھا تبھی تکلیف و اذیت کو دل کے قبرستان میں دفن کئے پھوڑے کی مانند دکھتا دل لئے بظاہر نارمل چلتا پھر تاد کھائی دے رہا تھا۔۔۔

لحاظہ اس نکاح کو زیادہ سر پر سوار کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ ٹرسٹ می۔۔۔ میں رخصتی کو دوبارہ لٹکا دوں گا۔۔۔ اس لئے ریلیکس اور نارمل رہو۔۔۔

جیسے پچھلے دو سالوں سے تھی۔۔۔

تم پلیز کافی پیو پھر نکلتے ہیں۔۔۔ وہ اسکا شدت ضبط سے سرخی چھلکا تا چہرہ اور نم آنکھیں دیکھ نرمی سے گویا ہوا۔۔۔

نہیں میرا موڈ نہیں۔۔۔ اسنے بھرائی آنکھ کا کونا صاف کیا۔۔۔

ارحم نے شانے اچکاتے ویٹر کو بل لانے کا اشارہ کیا اور بل پے کر کے اٹھ کھڑا
کوا۔۔۔

آؤ تمہیں ڈراپ کر دوں تمہاری گاڑی ڈرائیور تمہارے گھر پہنچا دے گا۔۔۔

ارحم کے کہنے پر وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

البتہ دل ہنوز بوجھل تھا۔۔

یہ جو دل کے غم ہوتے ہیں ناعروشہ یہ دل پر ہی جھیلنے پڑتے ہیں۔۔ اس میں کسی دوسرے کا کوئی زور نہیں چلتا۔۔ میں صرف تمہارے معاملے میں یہ ہی فیور کر سکتا ہوں کے شعوری کوشیش کروں کے میری ذات سے تمہیں رتی برابر ایذا نہ پہنچے۔۔۔

اور ٹرسٹ میں جو انسان خود کرب واذیت کی بھٹی میں جل رہا ہونا وہ کسی دوسرے کو جان بوجھ کر اس بھٹی میں نہیں جھونک سکتا۔۔ ہاں لا شعوری طور پر کچھ سرزد ہو جائے تو کچھ کہا نہیں جاسکتا۔۔۔

گاڑی ڈرائیو کرتے اسنے سنجیدگی سے کہہ کر آنکھوں پر سن گلاسز لگائے تو عروشہ کو گمان گزر جیسے اسکی آنکھیں نم ہوں۔۔۔

پروشہ سیلون سے اپنی دوستوں کے سنگ وینو پہنچ چکی تھی۔۔۔ سیولیس پاؤں کو
چھوٹی ہیوی پریل میکسی میں میچنگ جو لری اور بہترین میک آپ اور ہئیر سٹائل کے
سنگ وہ خاصی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

شادی میں خوب ہلہ گلہ اور ہنگامہ تھا۔۔۔ انہوں نے بہت انجوائے کیا اور شادی
اٹینڈ کرنے کے بعد وہ دوستوں کے سنگ کافی پینے اور لاہور کی سڑکیں ایکسپلور
کرنے نکل پڑی۔۔۔

موج مستی۔۔۔ تیز میوزک اور بے فکری۔۔۔

کافی دیر کی لانگ ڈرائیو کے بعد وہ لوگ ایک کافی کورنر پر آگئے۔۔۔
افف اللہ ایک تو یہ نینی نے جان کھا رہی ہے۔۔۔

پروشہ کی ایک دوست نے کوفت سے موبائل پر بار بار آتا نینی کا فون کاٹا۔۔۔ دوپل
کا سکون نہیں۔۔۔

بائے داوے۔۔۔ تمہاری بیٹی کہاں ہے پروشہ۔۔۔

وہ پر وشہ سے گویا ہوئی۔۔۔ جو دوستوں کے سنگ کافی کی پکچرز کھینچتی انسٹا پر اپڈیٹ
دے رہی تھی۔۔۔ کبھی بال ایک شانے پر کرتی سیلفی لیتی تو کبھی مسکراتے ہوئے
دوستوں کے ساتھ گروپ سیلفی۔۔۔۔

اپنے باپ کے پاس۔۔۔ وہ بے فکری سے مسکرائی۔۔۔
واقعی۔۔۔ یار لکی ہو تم۔۔۔ جو ابھی تک کوئی ایک بھی فون کال نہیں آئی۔۔۔
وہ تفاخر سے مسکرا دی۔۔۔
یس آئی ایم۔۔۔

She is papa's doll...

اس لئے باپ کے ساتھ زیادہ کفر ٹیبل رہتی ہے۔۔۔۔

A perfect family picture...

ایک دوسری دوست کے کمنٹ کرنے پر اسکی گردن میں فٹ سرے کا قد کچھ مزید
اونچا ہوا۔۔۔

وش مجھے بھی شامیر بھائی جیسا لائف پار ٹرن ملے۔۔۔ مختلف طرح کے کمنٹس اسے مزید مغرور اور اپنی قسمت پر نازاں کروا رہے تھے۔۔۔

افس بہت تھک گئی میں تو۔۔۔ پر وشہ نے ہائی ہیل سے اپنا پاؤں باہر نکالتے اسے سہلایا اور خوبصورت کلچ سے موبائل نکالتی شامیر کو ٹیکسٹ کرنے لگی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں شامیر کی گاڑی باہر آکھڑی ہوئی اور وہ سب سے ملتی مسکراتی ہوئی گاڑی تک آئی۔۔۔

اوہ مائے بے بی۔۔۔ سوگی۔۔۔ اس نے جھک کر گاڑی کی پیسنجر سیٹ پر سوئی بیٹی کے چہرے کا بوسہ لیا۔۔۔

اور بیک ڈور کھولتی پر سکون ہو کر بیٹھ گئی۔۔۔

اسنے تمہیں تنگ تو نہیں کیا نا شامیر۔۔۔ ساتھ ساتھ موبائل بھی سکروول ڈاون ہو رہا تھا۔۔۔ جہاں تازہ اپلوڈ کی فوٹوز پر لوگوں کا فیڈ بیک آ رہا تھا۔۔۔

حسد و رشک بھرے کمنٹس۔۔۔ جنہیں مسکراتے ہوئے داد سمجھ کر وہ وصول کر رہی تھی۔۔۔

میری بیٹی مجھے تنگ نہیں کرتی۔۔۔

پروشنہ نے سرہاں میں ہلا دیا۔۔۔

پی سی کی پارکنگ میں آکر گاڑی رکی تو شامیر نے جھک کر سوئی ہوئی اینجل کو اٹھایا۔۔۔

ویٹ ویٹ ویٹ شامیر۔۔۔ ایک منٹ۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ آگے بڑھتا وہ بھاگ کر اس تک آئی۔۔۔ بال ایک شانے پر گرائے اور اسکی بازو میں بازو حائل کرتی اسکے شانے پر سر رکھ کر موبائل پر سلفی لینے لگی۔۔۔ سہائل پلیز۔۔۔

پھر پاس سے گزرتے ایک کپل کو روکا۔۔۔

ویٹ آمنٹ۔۔۔ ون فوٹو پلیز۔۔۔ شامیر نے ایک طرف بیٹی اٹھار کھی تھی جبکہ اسکی فرمائش پر دوسری بازو کے حلقے میں اسے لیا۔۔۔ وہ اسکے شانے پر سر ٹکاتی طمانیت سے آنکھیں موند گئی۔۔۔ کیمرے کی آنکھ نے اس منظر کو خود میں قید کیا۔۔۔

فوٹو بنتے ہی شامیر اینجل کو لئے اندر بڑھ گیا۔۔۔ آج کے انکشافات نے اسکے اعصاب خاصے جھنجھوڑ ڈالے تھے۔۔۔ جبکہ پروشہ پیچھے ان تصویروں کو گڈنائٹ کے کیپشن کے ساتھ اپلوڈ کرتی مصروف سے انداز میں اندر آرہی تھی۔۔۔

ایمان اپنا آج کا آرٹیکل اپلوڈ کر کے گھر کی سارے دروازے کھڑکیاں چیک کر کے لاؤنچ کا دروازہ بند کرتی اپنے کمرے کی جناب بڑھی۔۔۔ جہاں زوہان بیڈ کر اون سے ٹیک لگائے موبائل پر مصروف تھا۔۔۔ آج کل اسکا آف تھا جبکہ سبحان اپنے کمرے میں موجود لیپ ٹاپ پر اپنا کام کر رہا تھا۔۔۔

ریڈرز ایمان کے آرٹیکل کے منتظر ہوتے اور ایک فکس وقت پر ہر روز آرٹیکل اپلوڈ کرنے سے اسکی اپنے ریڈرز کے ساتھ ایسی بانڈنگ بنی تھی کہ اسکا آرٹیکل اپلوڈ ہوتے ہی وہ ملک بھر کے مختلف کونوں میں پڑھا جانے لگتا۔۔۔

ایسا ہی ایک کونا اس گھر سے کوسوں دور اسلام آباد کی ایلٹ کلاس کا ایک بنگلہ تھا جو اس وقت روشنیوں میں نہایا ہوا تھا مگر محض ایک کمرہ ہی ایسا تھا جسکے مخملی بستر پر

بیٹھے وجود کے چہرے پر محض لیپ ٹاپ کی سکرین سے نکلتی روشنی پر رہی تھی۔۔
کمرے میں گھپ اندھیرا تھا جبکہ اس کمرے میں اندھیرے کو توڑتی محض لیپ ٹاپ
کی روشنی تھی۔۔۔

ضروری نہیں کے حالات ہمیشہ آپکے موافق ہی رہیں۔۔۔ تبدیلی کائنات کا معمول
ہے۔۔۔ ہو سکتا ہے اس وقت آپکے حالات آپکی سوچ اور توقع کے بالکل برعکس
ہوں۔۔۔ اتنے برعکس کے آپ خود کو بے بسی کی انتہاؤں کو چھوتے محسوس کر
رہے ہوں۔۔۔ اتنے برعکس کے دل غم سے پھٹ رہا ہو۔۔۔ اتنے برعکس کے آپ
خود کو اندھیری کو ٹھہری میں بند پارہے ہوں۔۔۔ اتنے برعکس کے آپ کا دم گھٹ رہا
ہو اور آپ ہوا کے تازہ جھونکے کے شدت سے منتظر ہوں۔۔۔
حالات جتنے بھی کھٹن مشکل اور آپکی توقع کے برعکس کیوں نا ہو جائیں مگر آپ نے
حالات کو اتنی اجازت نہیں دینی کے وہ آپکو آپکے اللہ سے بدگمان کر دیں۔۔۔ کے
وہ حالات آپکے اور آپکے اللہ کے درمیان آتے اس رشتے میں دوریاں بڑھا
دیں۔۔۔ کے وہ آپکی امید آپکے اللہ سے ختم کر دیں۔۔۔

تبدیلی کائنات کا معمور ہے۔۔ اور وقت کی اچھی بات یہ ہے کہ یہ گزر رہی جائے گا۔۔ اگر آپکا اچھا وقت نہیں رہا تو یقیناً جائے رہے گا یہ برا وقت بھی نہیں۔۔۔ بس آپکو وہ نہیں بننا جو حالات آپکو بنانا چاہتے ہیں۔۔۔

واحد کام جو آپ نے کرنا ہے وہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لینا ہے۔۔۔ بس اس رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا۔۔۔ چاہیے کچھ بھی ہو جائے اس رسی کو نہیں چھوڑنا۔۔۔

بس اپنے اللہ پر بھروسہ رکھنا ہے کہ وہ کبھی آپکے ساتھ غلط نہیں ہونے دے گا۔۔۔

اس سے ہمیشہ اچھا گھمان رکھنا ہے کہ اللہ بندے کو اسکے گمان کے مطابق نوازتا ہے۔۔۔ جتنا اچھا آپ اللہ کے لئے گمان رکھیں۔۔۔ انعام بھی اتنا ہی بہترین ہو گا۔۔۔

اس سے امید ختم نہیں کرنی۔۔ بس صبر سے اپنے اچھے وقت کا انتظار کرنا ہے۔۔۔

اس سے کیا ہو گا۔۔۔ اس سے ہو گا یہ کہ جب آپ نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے
تھاما ہو گا تو پھر چاہے زندگی میں جتنے بھی چیلنجز آئیں۔۔۔ جتنی بھی مخالف ہوائیں
چلیں۔۔۔ جتنے بھی حالات سخت ہوں۔۔۔ مگر آپ کا اللہ آپ کو گرنے نہیں دے
گا۔۔۔ وہ آپ کو تھام لے گا۔۔۔

بس جس معاملے میں بے بس ہو وہ معاملہ اللہ کے سپرد کر دیں۔۔۔ اور یقین
رکھیں اسکی ذات پر وہ اس معاملے کو اتنی خوبصورتی سے حل کر دے گا کہ عقل
دھنگ رہ جائے گی۔۔۔ بلاشبہ وہ بہتر لے کر بہترین سے نوازنے والا ہے۔۔۔
آرٹیکل پڑھتے عروشہ کی آنکھوں سے سیل رواں جاری تھا۔۔۔
اور آرٹیکل ختم ہونے تک وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپاتی ہچکیوں سے رودی۔۔۔
کچھ دیر بعد اسکے ہاتھ تیزی سے لیپ ٹاپ کی کیز پر متحرک تھے۔۔۔

آپ نہیں جانتی کہ آپ ہم سے میلوں دور بیٹھی ہمارے لئے کیا کام کر رہی
ہیں۔۔۔ آپ کے لفظ ٹوٹے دلوں کے لئے مرہم ثابت ہوتے ہیں۔۔۔ مجھے آج بالکل
انہی لفظوں کی ضرورت تھی جو آپ کے توسط سے مجھ تک پہنچے۔۔۔ تھینکیو ویری

مچ۔۔۔ وش میں کبھی آپ سے مل سکوں۔۔۔ پلیز لکھنا کبھی مت چھوڑیے گا۔۔
کبھی بھی نہیں۔۔ زندگی کے کسی فیز میں بھی نہیں کے ہمیں۔۔ ان لفظوں کی
ضرورت ہے۔۔۔ فیڈبیک سینڈ کرتے ہی وہ آنکھیں رگڑ کر صاف کرتی لیپ ٹاپ
بند کر کے وہیں لیٹ گئی۔۔۔

وہاں سے میلوں دور بیٹھی ایمان کی آنکھیں اس فیڈبیک کو پڑھ کی جھلملا اٹھی
تھی۔۔۔

اسے آئے دن ایسے فیڈبیک موصول ہوتے رہتے تھے اور ہر بار ایسا فیڈبیک ملنے پر
وہ رب کے حضور سر بسجود ہوتی رو دیتی۔۔۔

اے اللہ میں اس قابل نا تھی بلاشبہ یہ میرے اللہ کا فضل ہے۔۔ میں تیری شکر
گزار ہوں میرے مالک جو تو نے مجھے اس قابل بنایا۔۔۔۔۔ بس مجھے چن لے امید
بانٹنے والوں میں سے۔۔۔ میری زندگی کی آخری سانس تک میرے ہاتھ سے خیر
بٹی رہے۔۔۔ مجھے زندگی بامقصد گزارنے کی توفیق عطا کر میرے مالک۔۔۔
اب بھی وہ جھلملاتی آنکھوں سمیت اپنے رب کے حضور سر بسجود تھی۔۔۔

اور بلاشبہ شکر گزاری نعمت کو بڑھا دیتی ہے۔۔۔

پھوپھو۔۔۔۔

میں مضمون نگاری میں فرسٹ آئی۔۔۔ لاونج کا دروازہ وا کر کے خولہ ہاتھ میں
ٹرائی تھا مے بھاگتی ہوئی کنزل کی طرف بڑھی۔۔۔
اوہ ماشا اللہ۔۔۔ کانگریجو لیشنز پر نس۔۔۔ ایمان نے اسکے ہاتھ سے ٹرائی پکڑتے
اسے اپنے ساتھ لگایا اور اسکے ماتھے کا بوسہ لیا۔۔۔
وہ ہو بہو ایمان کا پر تو تھی۔۔۔
سبحان اندر سے میرا ہینڈ بیگ لانا۔۔۔ وہ خولہ کو لئے صوفے پر ہی بیٹھ گئی جب باہر
سے حامد بھیاسلام کرتے اندر داخل ہوئے۔۔۔
آج اسکے دونوں بھائی بھابھیاں اور انکے بچے یہاں آنے والے تھے۔۔۔ وہ ایسے
ہی ہفتے دو ہفتے بعد یہاں پھوپھو سے ملنے آتے۔۔۔ بچے ویسے بھی یہاں آکر بہت
خوش ہوتے تھے۔۔۔

وہ دونوں غالباً پہلے پہنچ گئے تھے۔۔۔

یہ پکڑ و میری پرنس کا انعام۔۔۔ سبحان نے ماموں سے مل لرا سے لا کر اسکا ہینڈ بیگ تھمایا تو کنزل نے اندر سے پانچ ہزار کانوٹ نکالتے خولہ کو پکڑا یا۔۔۔
خولہ کی آنکھیں چمک اٹھیں۔۔۔ تھینکیو پھوپھو۔۔۔ وہ فرط جذبات سے پھوپھو سے لپٹ گئی۔۔۔

بری بات خولہ۔۔۔ یہ بہت زیادہ ہیں واپس کرو پھوپھو کو۔۔۔
حامد نے اسے بے ساختہ ٹوکنا چاہا۔۔۔

ہرگز نہیں۔۔۔ میرا انعام ہے یہ۔۔۔ اب میں سکول ٹرپ پر جاسکتی ہوں نا بابا۔۔۔ پیسوں کا مسئلہ حل ہو گیا۔۔۔ وہ معصومیت سے چہکتی انکے گھر کا پول کھول چکی تھی۔۔۔ حامد بیٹی کے انکشاف پر لب بھینچ گیا جبکہ ایمان گم صم رہ گئی۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ اسکا بھائی سفید پوش ہونے کے ساتھ ساتھ کس قدر خود دار ہے۔۔۔ اسنے بیگ سے ایک اور پانچ ہزار کانوٹ نکالا۔۔۔ یہ پھوپھو کی طرف سے آپکے سکول ٹرپ کے لئے۔۔۔

خولہ نے ایکساٹڈ ہوتے نوٹ تھام لیا۔۔۔

جاوا اپنی ٹرائی جا کر زوہان کو دکھا کر آو۔۔۔ وہ اپنے کمرے میں ہے۔۔۔
حامد کو تمللا کر پھر سے ٹوکنے کے لئے منہ کھولتا دیکھ اسنے بجلت بہانے سے خولہ کو
اپنے پاس سے اٹھایا۔۔۔

یہ کیا کر رہی ہو ایمان۔۔۔ یوں تو۔۔۔
کیا بھائی۔۔۔ کیا کر رہی ہوں میں۔۔۔ کیا وہ میری بیٹی نہیں۔۔۔ مت کیا کریں
آپ ایسا پلیز۔۔۔

ایمان کے برہمی سے کہنے پر وہ لب بھینچ گیا۔۔۔
تبھی گھر میں بچوں کا شور بھرپا ہوا۔۔۔
اسلام علیکم پھوپھو۔۔۔
وہ مسکراتی ہوئی ان سے ملنے کو اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

زونی بھائی۔۔۔ میں اندر آ جاؤں۔۔۔

خولہ نے اسکے کمرے کا دروازہ وا کرتے زرا سا سر اندر کر کے اجازت طلب کی۔۔۔ اور یہ پچھلی دفعہ زوہان کی برہمی کا نتیجہ ہی تھا جو وہ اس وقت شرافت سے اجازت طلب کر رہی تھی۔۔۔

بستر پر اپنے ارد گرد کتابیں بکھیرے نوٹس میں سر دیئے بیٹھے زوہان نے چونک کر سر اٹھایا۔۔۔

اگر میں کہوں گا نہیں تو کیا نہیں آو گی اندر۔۔۔ اسنے آئبر واچکائی۔۔۔
افلورس ناٹ۔۔۔ کاش آپ بھی حان بھائی کی طرح سویٹ ہوتے۔۔۔ خیر جانے دیں۔۔۔ یہ دیکھیں میں مضمون نگاری میں فرسٹ آئی۔۔۔
اسنے مسکراتے ہوئے اپنی ٹرافی اسکے سامنے کی۔۔۔
پچھلی دفعہ اسکے موبائل سے چھیڑ چھاڑ کرتی وہ رنگے ہاتھوں پکڑی گئی تھی۔۔۔ وہ بس تجسس کے ہاتھوں مجبور اسکے خوبصورت سے موبائل کو الٹ پلٹ کر دیکھتی اسکا موبائل ان لاک کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ جبکہ وہ جو اپنی چیزوں کے معاملے میں اسقدر چوڑی تھا اسے یوں اپنے موبائل کے ساتھ لگا دیکھ آسمان سر پر اٹھا گیا۔۔۔

ہممم گڈ۔۔۔ کانگریجو لیشنز۔۔۔ لیکن وش تم تقریری مقابلے میں فرسٹ آتی۔۔۔
اسنے خولہ کی کمزوری پر وار کیا کیونکہ سیٹج پر جاتے ہی اسکی بولتی بند ہو جاتی
تھی۔۔۔

اسکے لئے آپ جو ہیں۔۔۔ پٹر پٹر زبان چلتی ہے آپکی ہر جگہ۔۔۔
وہ منہ بناتی اسکے ہاتھ سے اپنی ٹرائی کھینچ گئی۔۔۔

وھاٹ۔۔۔ دوبارہ بولنا زرا کیا بولا ہے۔۔۔

دفعتا گھر میں ایک ہنگامہ بھر پا ہوا۔۔۔

شور شرابہ اتنا کہ وہ سر تھام گیا۔۔۔

اللہ۔۔۔ اس شور میں کوئی بھلا کیا پڑھ سکتا تھا۔۔۔ اسنے تنگ آکر کتابیں سمیٹ
دیں۔۔۔ خولہ ٹرائی لئے باہر بھاگ گئی۔۔۔

جس روز سبھی بچے اکٹھے ہوتے ان دونوں بھائیوں کی پرائیویسی ڈسٹرب ہو کر رہ
جاتی۔۔۔

ممیییییی۔۔۔ ممیییی۔۔۔

کچھ دیر بعد ہی اسکی آوازیں گھر میں گھونکنے لگی تھیں۔۔۔

کچن میں بھا بھيوں کے سنگ کھڑی ایمان بچوں سے انکی فرمائشیں پوچھ کر کھانے کا مینیوسٹ کر رہی اس آواز پر سب وہیں چھوڑ چھاڑ اسکے کمرے کی جانب لپکی۔۔۔ کیا ہو گیا زوہان۔۔۔

سبحان بھی وہیں موجود تھا۔۔۔

ممی اتنا شور یار میں۔۔۔

انف زوہان۔۔۔

خبردار جو میرے بھتیجے بھتیجیوں کو کچھ بھی کہا تو۔۔۔

انکی پھوپھو کا گھر ہے اور وہ تھوڑی ناروز روز آتے ہیں یہاں۔۔۔

وہ جو کرتے ہیں انہیں کرنے دو۔۔۔ شور برداشت کر سکتے ہو تو ٹھیک نہیں تو دوسرے فلور پر چلے جاو۔۔۔

ایمان کے تنبیہ کہنے پر وہ سر تھام گیا۔۔۔

ممی اتنے موبائل کنکیشنز ہو گئے ہیں وائے فائے کی سپیڈ ڈاون ہو گئی ہے۔۔۔ اسنے اگلی دو ہائی دی۔۔۔

میں پاسورڈ چینج کرنے لگا ہوں۔۔۔

ایمان نے اسے پھر سے گھورا۔۔۔

یار کیا مٹی۔۔۔ اچھا نہیں کرتا۔۔۔

باہر نکلو اور سب سے ملو۔۔۔ ایمان سختی سے کہتی باہر نکل گئی تو وہ مرتے کیا نہ کرتے
کے مصداق اٹھ کر باہر آیا اور سب کو سلام کرنے لگا۔۔۔

اسے مسئلہ بچوں سے نہ تھا اور ہی نینا مامی سے تھا۔۔۔ بس انسہ مامی کی کسی نا کسی بات
میں ایسا طنز ہوتا کہ بات اسکی برداشت سے باہر ہو جاتی۔۔۔ وہ خواہ مخواہ ہی انکی
زندگیوں میں انٹر فیر کرنے کی کوشش کرتی تھیں اس لئے وہ انکی موجودگی میں زرا
الگ تھلگ ہی رہتا۔۔۔

سب سے مل کر وہ واقعی اوپر آگیا۔۔۔ اوپر کے ڈرامینگ روم میں بیٹھ کر وہ صبح سے
کوئی بیسویں بار باپ کی دی ایکس کے ذریعے اینجل کو دیکھنے لگا۔۔۔

جب اسکی فوٹیج چلتے ہی اسکے ماتھے پر شکنوں کا جال بچھا۔۔۔

وہ اپنے نیم تاریک کمرے میں بستر پر تنہا سو رہی تھی۔۔۔

آس پاس کہیں نینی کا نام و نشان تک نہ تھا۔۔۔

البتہ وہ نیند میں خاصی بے چین تھی۔۔۔

بستر پر کروٹیں لیٹے لیٹے وہ یکدم ڈھرام سے بستر سے نیچے گری۔۔۔ اور نیچے گرنے سے پہلے اسکا ماتھا بے طرح سائیڈ ٹیبل سے ٹکرایا۔۔۔
کچی نیند ٹوٹی اور ساتھ ہی اسکی دلخراش چیخیں کمرے میں گھونج اٹھی۔۔۔
زوہان کا دل دہل اٹھا۔۔۔
مائے گاڈ اسکی نینی کہاں ہے۔۔۔

اینجل کی چیخیں اسکے دل میں ڈراں پیدا کر رہی تھیں۔۔۔ بے چینی حد سے سوا ہونے لگی تھی لیکن مجال تھی جو نینی اندر آ کر دے جائے۔۔۔
غم و غصے سے زوہان کا جسم کپکپانے لگا۔۔۔ بے بسی اتنی تھی کہ اس ننھی پری کی تکلیف پر اسکی آنکھیں نم ہواٹھیں۔۔۔ اسکی شہزادی تکلیف میں تھی۔۔۔ بے انتہا تکلیف میں اور ستم یہ کہ وہ اسے چپ نہیں کروا سکتا تھا۔۔۔ اسکی مجبوری یہ تھی کہ وہ کسی اجنبی بچے کو بھی روتا نہیں دیکھ سکتا تھا اور یہاں سامنے تو پھر بہن تھی۔۔۔

اسنے غصے سے کھولتے دماغ اور کپکپاتے ہاتھوں کے ساتھ باپ کا نمبر ملایا۔۔۔

دوسری جانب رابطہ استوار ہوتے ہی وہ زندگی میں پہلی مرتبہ بنا سلام دعا کے سیدھا مدے پر آیا۔۔۔

کہاں ہیں آپ ڈید۔۔۔ اسکی آواز میں کچھ اسقدر غیر معمولی پن تھا کہ ڈرائیو کر تا شامیر ٹھٹھک اٹھا۔۔۔

خیریت زوہان۔۔۔

کیا آپ نے اینجل کی فوٹیج دیکھی۔۔۔ ڈید وہ بستر سے گر گئی ہے۔۔۔ اسے چوٹ لگی ہے وہ درد سے تڑپ رہی ہے اور وہ وہاں کسی لاوارث کی طرح بے یار و مددگار ہے۔۔۔ کوئی اتنی چھوٹی بچی کی دل دہلوز چیخیں سن کر بھی آکیوں نہیں رہا۔۔۔

This is to much dad... To much...

غم و غصے سے بات کرتے اسکی رگیں پھولنے لگی تھیں۔۔۔ دفعتاً سبحان زوہان کا اسقدر غصیدہ لہجہ سن بھاگ کر وہاں آیا۔۔۔

میں دیکھتا ہوں۔۔۔ شامیر نے بوکھلاہٹ میں فون بند کیا اور فوٹیج دیکھ کی بجالت نینی کا نمبر ملانے لگا۔۔۔

مگر اسکا نمبر مسلسل مصروف آرہا تھا۔۔۔ اسنے لینڈ لائن ڈائل کیا۔۔۔ مگر بے سود کوئی ہو تو اٹھائے۔۔۔

شامیر نے گاڑی گھر کے راستے پر ڈالتے سپیڈ بڑھا دی۔۔۔ وہ گھر کے قریب ہی تھا۔۔۔

اسے سمجھ نا آئی کے اس وقت کس سے رابطہ کرے۔۔۔ اسے زندگی میں پہلی مرتبہ پروشہ کے کسی فیصلے سے اختلاف ہوا تھا۔۔۔ ابھی اگر وہ اس وقت اپنے ماں باپ کے گھر ہوتا تو یقیناً اب تک کوئی نا کوئی اینجل کی آواز سن کر اسے اٹھا چکا ہوتا۔۔۔

گاڑی گھر سے باہر ہی کھڑی کر کے وہ اندھا دھند گر تا پڑتا اندر کی جانب بڑھا۔۔۔ اسے سیڑھیاں چڑھتے ہی اینجل کی سسکیاں سنائی دینے لگیں تو دل درد سے پھٹنے لگا۔۔۔

نینی کا کہیں نام و نشان نا تھا۔۔۔ خیر یہ تو بعد کے معاملے تھے۔۔۔

شامیر ایک جھٹکے سے اینجل کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو تب سے سولی پر لٹکے اسکے بھائی زرا پر سکون ہوئے۔۔۔
اینجل کی حالت دیکھ شامیر کا دل کٹ گیا۔۔۔
ماتھے پر دوانچ جگہ خاصی پھول گئی تھی۔۔۔ نیز آنسوؤں سے تر چہرا اور بندھی ہچکی۔۔۔

شامیر نے بے ساختہ آگے بڑھتے اسے سینے سے لگایا اور خود بھی رو دیا۔۔۔
کچھ دیر بعد آنکھیں مسلتے وہ بیٹی کو واش روم میں لے گیا۔۔۔ اسکا چہرہ ادھلوا کر اسکے فیڈر میں دودھ ڈال کر اسکے منہ سے لگایا تو وہ اتنا رونے کے بعد تھک ہار کر دودھ پیتی ہچکیاں لیتی وہیں اسکی گود میں سو گئی۔۔۔
ڈیڈ میں کبھی اپنی زندگی میں یہ سات منٹ نہیں بھولوں گا۔۔۔ سات منٹ۔۔۔
پورے ساٹ منٹ میری پرنس لاوارثوں کی طرح روتی رہی۔۔۔ اور اس سے پہلے نا جانے ایسا کتنی مرتبہ ہوا ہو گا۔۔۔

ٹرسٹ می۔۔۔ اسکی نینی کو ان سات منٹوں کا حساب دینا ہو گا۔۔۔

زوہان کا غم و غصہ تھا کہ ختم ہونے کا نام تک نالے رہا تھا تبھی فوٹیج میں باپ کو دیکھتا کال پر گویا ہوا۔۔۔

اسکے پاس محض اینجل کے کمرے کی ایکسٹرنز تھی۔۔۔
دفعۃً اسکی نینی اپنے دھیان کمرے میں داخل ہوئی جب سامنے شامیر کو خوانخوار نگاہوں سے خود کو گھورتا پاٹھٹھک کر رہی۔۔۔

اپنے حساب سے ایک گیٹ ٹو گیڈرائیڈ کر کے پریشہ گھر واپس لوٹی تو شامیر کو بہت سنجیدہ انداز میں پکینگ کرتے پایا۔۔۔
ایک ہینڈ کیری تیار پڑا تھا وہ غالباً اینجل کا سامان تھا۔۔۔ جبکہ اینجل اسکے پاس ہی بیٹھی بسکٹ اور سلائیز سے مستفید ہو رہی تھی۔۔۔

What is this shameer...

کیا ہم کہیں جارہے ہیں۔۔۔ وہ تھکن زدہ سی آکر بیڈ پر ڈھنسنے کے انداز میں بیٹھی۔۔۔

ہاں۔۔۔

کہاں۔۔۔

اپنے گھر واپس۔۔۔ شامیر کی سنجیدگی ہنوز قائم تھی۔۔۔

وھاٹ۔۔۔ وہ بستر سے اچھل پڑی۔۔۔ لیکن کیوں۔۔۔ یہ بیٹھے بیٹھائے تمہیں کیا

ہو گیا۔۔۔ وہ تو دھنگ ہی رہ گئی تھی اس انکشاف پر۔۔۔

یہ بات مجھے تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں پڑنی چاہیے تھی پر وشہ۔۔۔ وہ ہینڈ

کیڑی کی زپ بند کرتا چلاتا ہوا اسکی جانب پلٹا۔۔۔

پر وشہ اسکے انداز دیکھ کھٹھکی۔۔۔

چھ سالہ ازواجی زندگی میں وہ پہلی مرتبہ اس پر برہم ہوا تھا۔۔۔

اینجل کے روم کیمرہ کی ایکس ہے نا تمہارے پاس۔۔۔ چیک اٹ۔۔۔

وہ غصے سے کہتا اینجل کو اٹھا کر اسکے چہرے کا بوسہ لیتا کمرے سے نکلا۔۔۔

پیچھے پر وشہ نے حیرانگی سے موبائل پر فوٹیج کھولی مگر جیسے جیسے وہ فوٹیج دیکھتی جا رہی

تھی اسکے دماغ کی رگیں پھولنے لگی۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔

وہ شامیر کے پیچھے ہی بھاگتی ہوئی لاونج میں آئی۔۔۔ لاونج بہت آرٹسٹک انداز میں سجاتھا جسکی دیواروں پر سیاہ اور گولڈن ریماڈلنگ ہوئی تھی اور اسی تھیم کے مطابق وہاں فرنیچر پڑا تھا۔۔۔

شامیر اینجل کو گود میں لئے صوفے پر بیٹھا اور جھک کر اسکی سوکس پہنانے لگا۔۔۔ شامیر میں اس نینی کو چھوڑوں گی نہیں۔۔۔ اسے اپنی اس حرکت کا حساب دینا ہو گا۔۔۔ مگر اس وجہ سے ہم یہاں سے جا کیوں رہے ہیں۔۔۔ ہم نینی چینیج۔۔۔

انف پر وشہ۔۔۔ انف از انف۔۔۔ اب یہ بہت زیادہ ہو گیا ہے۔۔۔ اینجل میری بیٹی ہے اور میں اسے ملازموں کے سہارے لاوارثوں کی طرب چھوڑ نہیں سکتا۔۔۔

پر وشہ نے زندگی میں پہلی مرتبہ اسے اسقدر غصے میں دیکھا تھا۔۔۔

اس گھر میں بھی وہ ملازموں کے سہارے ہی رہے گی۔۔۔ وہ چٹنی۔۔۔

رائٹ۔۔۔ لیکن وہاں اتنے سارے فیملی ممبرز کے درمیان نینی پر چیک اینڈ بیلنس رہے گا۔۔۔

وہاں ماں ہے بھائی ہیں بھابھی ہے بچیاں ہیں۔۔۔ وہاں نینی مکمل طور پر خود مختار
ہوتی میری بیٹی کو تنہا چھوڑ کر گھر سے نکلنے کا رسک نہیں لے گی۔۔۔
وہاں بوقت ضرورت میری بیٹی کو لاور ٹوں کی طرح اتنی دیر تک روتے رہنا نہیں
پڑے گا۔۔۔ جو اسکی آواز سنے گا ڈور کر اس تک آئے گا۔۔۔
سوری۔۔۔ مگر اپنی بیٹی پر میں مزید کمپر وائز نہیں کر سکتا۔۔۔
تم ہمارے ساتھ چلنا چاہو تو ٹھیک ورنہ میں اور میری بیٹی جارہے ہیں۔۔۔ شامیر کا لہجہ
دو ٹوک اور حتمی تھا۔۔۔ وہ لب بھینچ گئی۔۔۔

چٹاخ چٹاخ چٹاخ۔۔۔
تمہیں پیسے ہڈ حرامی کے ملتے ہیں۔۔۔ تمہاری جرات کیسے ہوئی میری بیٹی کو تنہا
چھوڑ کر گھر سے نکلنے کی۔۔۔
شامیر کا سارا غصہ ٹھپروں کی صورت اب نینی پر اتر رہا تھا۔۔۔ پر وشہ غصے سے
پاگل ہو رہی تھی۔۔۔ اسکا بس ناچل رہا تھا کہ نینی کا قتل ہی کر ڈالتی۔۔۔ اب یہ دو

ٹکے کی لڑکی انکے اتنے پر سنل فیصلوں کا موجب بنے گی۔۔ اسکی آنکھوں میں خون
اترا ہوا تھا۔۔۔

جبکہ وہ نیچے گری بلکتی ہوئی گڑ گڑا رہی تھی۔۔۔
معاف کر دیں بی بی جی۔۔۔ غلطی ہو گئی۔۔۔ میرے بیٹے کی طبیعت خراب تھی
اسے دوائی دینے۔۔۔

شٹ آپ۔۔۔ جسٹ شٹ آپ۔۔۔ مجھے تمہاری رام کہانیوں میں کوئی انٹرسٹ
نہیں۔۔۔

جو تم نے کیا ہے وہ ناقابل معافی جرم ہے۔۔۔ میں ابھی پولیس کو بلواؤں گی۔۔۔ وہ
غصے سے تن فن کرتی گہرے گہرے سانس لیتی نیچے گری پڑی نیننی کے ارد گرد چکر
کاٹ رہی تھی۔۔۔

اور تمہیں میرے گھر سے قیمتی زیورات اور رقم کی چوری کے الزام میں اندر
کرواں گی۔۔۔ پھر پوری زندگی سڑنا جیل میں۔۔۔ تم نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے
ہاں۔۔۔ تم ہو میری بیٹی کی نیننی بننے کے قابل۔۔۔ اوقات بھول رہی ہو تم
اپنی۔۔۔ دو ٹکے کی ملازمہ۔۔۔ تمہیں عزت راس نہیں۔۔۔

وہ مسلسل چلا رہی تھی۔۔۔ جبکہ اسکے خطرناک ارادے جان کر نینی کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔۔۔

نہیں بی بی جی۔۔۔ آپکو خدا کا واسطہ مجھے معاف کر دیں۔۔۔
وہ اسکے پاؤں جھکڑتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی جب پر وشہ نے زور سے پاؤں جھٹکا۔۔۔

یہ ایک سوشل فکر ہر دل عزیز لاکھوں فالونگ کی حامل بندی کی اصلی زندگی کی جھلک تھی جو سوشل میڈیا سے کوسوں دور تھی۔۔۔ وہاں تو وہ اپنے ملازمین پر محض عنایات کرتے کبھی عید گفٹس تو کبھی انکی مدد کرتی ہی دکھائی دیتی تھی۔۔۔
دفعۃ شامیر اینجل کو گود میں اٹھائے ہینڈ کیری گھیٹا وہاں سے گزرا۔۔۔ وہ اب ایک پل کو بھی اینجل کو خود سے الگ کرنے کے حق میں نہ تھا۔۔۔

جب نینی اس سے دلبرداشتہ ہو کر شامیر کی جانب بڑھی اور اسکے قدموں میں گرتی اسکے پاؤں جھکڑ گئی۔۔۔

صاحب جی معاف کر دیں۔۔۔ ایک مرتبہ معاف کر دیں مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔۔
رحم کریں مجھ پر میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں وہ رل جائیں گے۔۔۔

اسکی آہ و بکا پر شامیر ک دل دہل گیا۔۔۔ سر چڑھے غصے کا گراف کچھ نیچے آیا۔۔۔

او کے اٹھو یہاں سے کھڑی ہو۔۔۔ وہ قدم پیچھے لیتا سختی سے گویا ہوا۔۔۔

تمہارے بچے بچے ہیں جنکے رنے کی تمہیں فکر ہے اگر میری بیٹی کو اپنی بیٹی سمجھا ہوتا تو یہ نوبت نا آتی۔۔۔

وہ برہمی سے بولا۔۔۔

صاحب جی میر بیٹا بیمار تھا میں بھاگ کر اسے دوائی دینے گی تھی۔۔۔ مجھے تھا کہ میں اینجل بے بی کے سوئے سوئے ہی واپس آ جاؤں گی۔۔۔ وضاحت دیتی وہ پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

اٹس اوکے۔۔۔ تم یہ جاب کنٹینیو کر سکتی ہو۔۔۔ مگر خیال رہے تمہاری ہر حرکت پر میری نظر ہے۔ نیز ہم یہاں نہیں میرے پرانے گھر جارہے ہیں تم وہاں پر اپنی جاب کنٹینیو کر سکتی ہو۔۔۔

شامیر کے کہنے پر اسکے آنسو ٹھٹھکے اور وہ آسور گڑ کر صاف کرتی اٹھ کھڑی ہوئی جبکہ پر وشہ بے بسی سے ماتھے پر مکہ مار کر رہ گئی۔۔۔

اس روز کے بعد سے عروشہ نے خود کو کمپوز کرنے کی شعوری کوشش کی تھی۔۔۔
جیسے جیسے نکاح کا دن قریب آ رہا تھا اسکے اندر وحشت بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔
نوڈاؤٹ کے ارحم ایک سلجھی ہوئی شخصیت کا مالک تھا۔۔۔ ابھی تک اسنے ایسی کوئی
حرکت نا کی تھی جس سے وہ انسکیور محسوس کرتی۔۔۔ بس حارث سے بے وفائی کا
احساس تھا جو دل میں جڑیں پکڑتا جا رہا تھا۔۔۔

وہ اپنی زندگی میں حارث کی جگہ چاہ کر بھی کسی کو نہیں دے پارہی تھی۔۔۔
بقول اسکے وہ حارث کے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھا کر اب بے وفائی کی
مر تکب ہو رہی تھی۔۔۔ اور یہ ہی احساس اسے اندر سے کاٹ رہا تھا۔

بڑھتی بے چینی اور کرب سے نجات پانے کو وہ نماز پڑھ کر اللہ کے حضور اپنے
سکون کے لئے دعائیں کرنے لگی تھی۔۔۔

اس ساری صورت حال کے اثرات اسکی صحت پر بھی مرتب ہوئے تھے۔۔۔ وہ دو
دن تک ہاسپٹل انڈرہ کر آئی تھی۔۔۔

اس بیچ ار حم سب کی موجودگی میں اس سے ملنے بھی آیا تھا۔۔۔ اسنے ہر موقع کو کور کرتے ابھی تک انکے رشتے کی حقیقت کسی پر آشکار ہونے نادی تھی۔۔۔ وہ دنوں میں مر جھائی تھی۔۔۔

اب بھی وہ جینز پر لائٹ کلر کی شرگ زیب تن کئے بال ہاف کیچر میں مقید کئے اترے چہرے کے ساتھ لائبریری سے باہر نکلتی ار حم کی منتظر تھی۔۔۔۔

جب وہ بہت پریشان ہوتی تو لائبریری میں کتابوں سے دل بہلانے آجاتی۔۔۔ یہ عادت بھی اس میں تازہ تازہ ہی ڈویلپ ہوئی تھی کنزل الایمان کے آرٹیکلز پڑھنے کے بعد۔۔۔ شروع اسنے اسی کی کتابوں سے کیا تھا اسکے بعد وہ اسی کی سبجسٹ کی ہوئی کتابیں پڑھتی تھی۔۔۔

دفعۃً جینز پر براؤں شرٹ زیب تن کئے آنکھوں پر سن گلاسز لگائے ڈرائیو کرتے ار حم کی گاڑی آکر اسکے پاس رکی تو وہ چونک کر ہوش میں آئی اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر خود کو گھسیٹتی پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔۔۔

بعض اوقات ہماری زندگی میں ایسا ہوتا ہے کے ہم کسی کام کو بہت پہاڑ جتنا بڑا سمجھ لیتے ہیں۔۔۔ پھر اسی سوچ کو پر اسس کرنے کے تحت خود کو اس پہاڑ کے بوجھ تلے

دبتا محسوس کرتے رہتے ہیں۔۔۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ پہاڑ اور اسکا بوجھ اسقدر زیادہ ہو جاتا ہے کہ ہم اسکا بوجھ ناسہارتے اسکے اندر دبنے لگتے ہیں۔۔۔ ہمیں اس کام کی سوچ سے بھی وحشت ہونے لگتی ہے۔۔۔

گاڑی سٹارٹ کرتے ہی وہ عروشہ کا پزمردہ انداز دیکھ سنجیدگی سے بول اٹھا۔
وہ اسکی جانب متوجہ ہوتی غور سے اسکی باتیں سننے لگی۔۔۔

دل ایک دم زور سے ڈھرکا تھا۔۔۔ وہ بالکل ٹھیک کہہ رہا تھا۔۔۔
پھر ہوتا یہ ہے کہ ہم اس فیز میں تب تک بے چین و بے سکون رہتے ہیں جب تک وہ کام کرنا لیں۔۔۔

اور اس کام کے ہوتے ہی ہم ہلکے پھلکے ہوتے پر سکون ہو جاتے ہیں کہ ایک پہاڑ خود سے سرکا۔۔۔

کے یہ اتنی بڑی چیز تھی ہی نہیں جتنی بڑی ہم نے سوچ لی تھی۔۔۔
اور تمہارے معاملے میں میں جہاں تک سمجھ پایا ہوں۔۔۔ جب تک ہمارا نکاح ہو نہیں جاتا تم اسی فیز میں رہنے والی ہو۔۔۔ اس پہاڑ کا بوجھ تم پر سے ہمارے نکاح

کے بعد ہی سر کے گاجب تم یہ جانو گی یہ بظاہر اتنا بڑا پہاڑ تھا نہیں جتنا تم نے سمجھ لیا تھا۔۔

ارحم کے سنجیدگی سے کہنے پر وہ گہرا سانس خارج کرتی رخ سیدھا گر گئی۔۔۔
نکاح کے جوڑے کی خریداری کے لئے کس ڈنڈا نر کے پاس جانا ہے۔۔۔
کچھ دیر کے توقف کے بعد وہ پھر سے گویا ہوا۔۔۔

آج اس کا رخیر کونبٹانے کے لئے دونوں نے بڑی مشکل سے ہمت جٹائی تھی کے
دنیا داری بھی نبھانی تھی اور بھرم بھی قائم رکھنا تھا۔۔۔
کہیں بھی لے چلو۔۔۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔
او کے امل بتا رہی تھی کے نکاح کی تھیم سفید ہے اس لئے ہمیں جوڑے سفید۔۔۔
نووووو۔۔۔

سفید نہیں۔۔۔

ارحم بات کر رہا تھا جب وہ بدک کر شدت سے اسکی بات کاٹ گئی۔۔۔
ارحم اسکے رویے سے ٹھٹھکا۔۔۔

مجھے وحشت ہوتی ہے سفید رنگ سے۔۔۔ میں نہیں پہن سکتی وہ رنگ۔۔۔

یونو۔۔۔ حارث کے کفن کارنگ بھی سفید تھا۔۔۔ اور اور۔۔۔
بے ساختہ اسکا لہجہ بھر آیا۔۔۔
اٹس۔۔۔ اٹس او کے عروشہ۔۔۔ ریلیکس۔۔۔
تمہیں جس بھی کلر کا ڈریس لینا ہے لے لو۔۔۔ اسکے بعد میں انکی نکاح تھیم کا کلر چینج
کروا کرو ہی رکھو ادوں گا۔۔۔

ارحم اسکی کیفیت سمجھتا بجلت اسکی بات کاٹ گیا۔۔۔
وہ اسکے اتنی آسانی سے مان جانے پر اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

شامیر کیا ہے یہ سب بیٹا۔۔۔
پورے کاروباری حلقے میں باتیں ہونے لگی ہیں۔۔۔ ایسی ایکٹیویٹیز ایک دو روز تک
اچھی لگتی ہیں۔۔۔ لیکن روز روز نہیں۔۔۔
بچے پالنا تمہاری ذمہ داری نہیں۔۔۔
کیا تم یوں اچھے لگتے ہو آفس کے ٹائم پر بیٹی کو کھانا کھلاتے اسکے نکھرے
اٹھاتے۔۔۔

یہ بات اب پھیل کر طول پکڑنے لگی ہے۔۔۔ ارد گرد چہ مگوئیاں ہونے لگی ہیں۔۔۔
کچھ اپنی اور آفس کی ریپوٹیشن کا احساس کرو۔۔۔ یہ کام یہاں سوٹ نہیں
کرتے۔۔۔

شامیر اپنے آفس میں ریوالونگ چیئر پر بیٹھا تھا جبکہ اسکی گود میں ننھی اینجل بیٹھی
تھی سامنے میز پر لنچ پڑا تھا۔۔۔ یہ غالباً اسکا لنچ ٹائم تھا اور وہ اس وقت خود لنچ کرنے
کے ساتھ ساتھ بیٹی کو بھی سینڈویچ کھلا رہا تھا۔۔۔

جبکہ بابا روز روز اسکی یہ روش دیکھ آج تنگ آکر اسکے آفس میں آتے اس سے
دو ٹوک بات کرنے کی تھان چکے تھے۔۔۔

اس روز کے بعد سے وہ بیٹی کے معاملے میں بہت پوزیسو ہو گیا تھا۔۔۔
اس روز سے گھر واپس شفٹ ہونے کے بعد وہ جب جب گھر ہوتا اینجل کو ساتھ

سلاتا۔۔۔ اسے ہر دم اپنے ساتھ ساتھ رکھتا۔۔۔ اسکے کھانے پینے کا خیال

رکھتا۔۔۔ شام میں بلخصوص اسے اپنے ساتھ گھمانے لے کر جاتا۔۔۔

آفس ٹائم میں جب فری ہوتا یا بریک ٹائم میں اکثر ڈرائیور بھیج کر اسے وہاں بلوا
لیتا۔۔۔

یہ سب ایک دور ورتک تو ٹھیک تھا مگر مسلسل یہ کام کرتے وہ سب کی نظروں میں آنے لگا تھا۔۔۔

لیکن اس مرتبہ سب نے شامیر کا ایک الگ ہی روپ دیکھا تھا۔۔۔
بابا یہ میرا بہت پر سنل میٹر ہے۔۔۔ اور میں اس میں کسی کو بولنے کی اجازت نہیں دیتا۔۔۔ اینجل میری بیٹی ہے اور میں بہتر جانتا ہوں کہ مجھے اپنی بیٹی کے لئے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔۔۔

وہ بیٹی کی طرف ہی متوجہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔
دیکھو شامیر۔۔۔ بابا اسکے سامنے کرسی گھسیٹ کر بیٹھے۔۔۔ یہ سب ماؤں کے کرنے کے کام ہوتے ہیں جو تم کر رہے ہو۔۔۔ اسکی ماں کو کیوں نہیں کہتے۔۔۔
کیونکہ وہ ایک بہترین ماں نہیں۔۔۔ بلاخر وہ پھٹ پڑا۔۔۔ اور افسوس کا مقام یہ ہے کہ اسے آپ نے میرے لئے چنا ہے۔۔۔ وہ لفظ آپ پر زور دیتا چبا کر بولا۔۔۔
وہ جیسی بھی ماں ہے لیکن میں ایک اچھا باپ بننے کی پوری کوشش کر سکتا ہوں۔۔۔ وہ باپ کو لا جواب کر گیا۔۔۔ اور پھر محض یہیں نہیں وہ ہر مقام ہر ہر

اس شخص کو یونہی لا جواب کرتا گیا جس نے بھی اسے بیٹی کو اپنا اسقدر عادی بناتے دیکھ اس بات پر اعتراض اٹھاتے کوئی نا کوئی سوال داغا۔۔

اور شامیر کی دن رات کی قربت کے باعث اینجل باپ سے اسقدر مانوس ہوئی کے پھر اسکی دوری برداشت کر ہی ناپائی۔۔ جس روز اسے اٹھنے کے بعد باپ ناملا اس روز ضد میں مبتلا ہوتے باپ کو چاروں اوڑھ ڈھونڈتے کسی جانب باپ ناپا کر اسنے رورو کر آسمان سر پر اٹھالیا۔۔ پھر کیا ہی پروشہ اور کیا ہی باقی گھر والے وہ کسی کے قابو نا آئی اور بلاخر اس سب کے نتیجے کے طور پر اسے تپ تپا کر بخار چڑھ گیا۔۔ شامیر اس وقت بزنس ٹور پر تھا لیکن جیسے ہی اسے بیٹی کی تشویشناک حالت کا پتہ لگا وہ سب چھوڑ چھاڑ وہاں آ موجود ہوا۔۔۔ اب جسے اتنا سر چڑھا لیا ہے کیا اسکے لئے اپنا بزنس چھوڑ کر گھر بیٹھ جاو گئے۔۔ بابا کو اسکی حرکتیں دیکھ پھر سے بھر اس نکالنے کا موقع مل گیا۔۔۔ نہیں۔۔۔ اسے بھی اپنے ساتھ لے جاو گا۔۔ اسکا اطمینان قابل دید تھا۔۔

اور پھر اسنے واقعی ایسا ہی کیا۔۔۔ اگلے بزنس ٹور پر بنا کسی کی رائے لئے اسے ساتھ لے گیا جبکہ بابا کے ساتھ ساتھ باقی گھر والے بھی اسکی اس حرکت پر سر تھام گئے کے وہ بھلا وہاں اتنی چھوٹی بیٹی کو سمجھاتا یا بزنس سمجھالتا۔۔۔۔۔

زووو نیبی۔۔۔

آج اینجل کو اس گھر میں آئے تیسرا دن تھا۔۔۔ شامیر کا ٹور اس دفعہ لاہور کا تھا تو وہ بلا جھجک اینجل کو ساتھ لے آیا۔۔۔ اور اس گھر میں آکر اس کی گروتھ میں حیرت انگیز طور پر تبدیلیاں رونما ہوئی تھیں۔۔۔

وہ بہت جلد سب سیکھنے لگی تھی یہ ہی وجہ تھی کے وہ زوہان کے پاس لاونج میں بیٹھی کھلونوں سے کھیلتی بڑی کوشیشوں سے اسکا نام لے گئی۔۔۔

اوہ پر نسسس گریٹ۔۔۔ گیومی آہائی فائی۔۔۔ اسنے اینجل کے سامنے اپنا ہاتھ کیا تو وہ اسکے ساتھ سے اپنا ننھا سا ہاتھ ٹکرا گئی اور یہ بھی زوہان کی تین دنوں کی محنت کا نتیجہ تھا کیونکہ وہ بات بات پر اسکے ساتھ ہائی فائی کرتا تھا۔۔۔

اینجل میں کون ہوں۔۔۔ وہ مسکرایا

زوو و نیپی۔۔۔

ہم کہاں پر ہیں۔۔۔

گھر ررر۔۔۔ وہ اپنے دھیان کھیاتی بعل رہی تھی۔۔۔

وہ کون ہے۔۔۔ اسنے اپنے کمرے میں بیٹھے لیپ ٹاپ پر کام کرتے سبحان کی طرف
کھلے دروازے سے اشارہ کرتے کہا۔۔۔

حالا ان۔۔۔

اوہ مائے گاڈ۔۔۔ اسنے جھک کر اسکے چہرے کا بوسہ لیا۔۔۔ یہ بھی اسکے تین دنوں کی
محنت کا نتیجہ تھا۔۔۔

اس گھر کے ہر مکین نے اس بچی پر دل و جان سے محنت کی تھی یہ ہی وجہ تھی کہ وہ
مر جھایا پھول پھر سے کھلنے لگا تھا۔۔۔ وہ پورے گھر میں چہکتی پھرتی۔۔۔ ایک فرد
سے دوسرے فرد تک گھوم کر آتی پیار و صول کرتی۔۔۔

یہاں اسکی شرارتوں پر بھی اسے اپریشیٹ کیا جاتا تو وہ مزید شرارتوں پر آمادہ
ہوتی۔۔۔

ہیے اینجل یہ لو چیز۔۔۔ سبحان نے اندر سے کوکیز اور کینڈیز اسکے سامنے لہرائیں تو وہ اپنے کھلونے چھوڑ ایک سو بیس کی رفتار سے اسکی جانب بھاگی۔۔۔ ان دونوں بھائیوں کو کھیلنے کو کھلونا مل گیا تھا۔۔۔

ممیی نوڈلز زرز۔۔۔

ایمان کچن میں زوہان کے لئے نوڈلز بنا رہی تھی تبھی نوڈلز ابھی تک ناملنے پر وہ حسب عادت اونچی آواز میں ہانک لگاتا گویا ہوا۔۔۔

ممیی نوڈل دد لللل۔۔۔ سبحان سے چیزیں لے کر واپس باہر آتی اینجل نے بھی بھائی کو کاپی کرتے باریک سی آواز میں کہا تو جہاں دونوں بھائی اسے دیکھ شاک ہو گئے وہاں کنزل بھی مسکراتے ہوئے کچن سے نکل کر اسکی جانب لپکی۔۔۔
اوہ میلا پالا بیٹا۔۔۔ کیا چاہیے بے بی کو نوڈلز۔۔۔ اسنے آتے ہی اسے خود میں بھینچتے اس پر بے تحاشہ پیار لٹا ڈالا۔۔۔

دونوں بھائی بھی اسکی اس حرکت پر مسکرا دیئے۔۔۔

کیا بولا میری بیٹی نے۔۔۔ ممی نوڈلز۔۔۔

چلو آؤ پہلے ہماری ہر نس نوڈلز کھائے گی پھر زونی بھائی کو ملیں گے۔۔۔

کنزل اسے اٹھائے کچن میں آگئی۔۔۔

اینجل۔۔۔۔

پیچھے زوہان اسے متوجہ کرتا زبان چڑھانے لگا۔ جبکہ وہ بھی ہنوز اسے کاپی کر رہی تھی۔۔ اندر بیٹھا سبحان انکی حرکتیں دیکھ مسکرا دیا۔۔۔

شامیر ابھی ابھی آفس سے آکر فریش ہو کر لاونج میں آیا تھا جب ایمان اسکے لئے اور اپنے لئے چائے لئے وہیں آگئی۔۔۔

وہ دونوں چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے جب چہکتی ہوئی اینجل پنک فرائک

میں ملبوس اندر سے بھاگتی ہوئی باہر آئی۔۔۔

اوپر پرنس یہ مذاق نہیں کرنا ناٹی گرل۔۔۔ موبائل دو میرا۔۔۔ زوہان اسکے

پیچھے پیچھے دوہائیاں دیتا آ رہا تھا جو اندر سے اسکا موبائل اٹھائے سرعت سے باہر

بھاگی تھی۔۔۔

روکو پرنس۔۔۔ وہ ایک سو بیس کی سپیڈ سے بھاگتی آرہی تھی۔۔۔

جب تیزی سے آتی ایمان کی گود میں چہرا چھپاتی موبائل چھپانے کی تگ و دو د کرنے لگی۔۔۔

اسکی اس حرکت پر ایمان اور شامیر دونوں مسکرا دیئے۔۔

زوہان کے پاس آنے پر وہ چمکتی ہوئی مزید ایمان میں سمٹی تو ایمان نے اسے خود میں بھینچتے اسکے گرد اپنی باہوں کا حصار بنا لیا۔۔۔

کیا ہے زوہانی موبائل ہی ہے نادے گی ہماری پرنس۔۔۔ ایمان نے اسکے چہرے کا بوسہ لیا۔۔۔

مئی یہ بہت شرارتی ہو گئی ہے۔۔۔

اچھی بات ہے یہ تو۔۔۔

زوہان نے بہلا پھسلا کر اس سے موبائل لیا تو وہ سنگل صوفے پر بیٹھے لیپ ٹاپ پر کام کرتے سبحان کے پاس آگئی۔۔۔

سبحان کام کرتے کچھ یاد آنے پر اپنی جگہ سے اٹھتا کمرے کی جانب گیا تو وہ تیزی سے اسکی جگہ پر آتی اسی کے انداز میں تیز تیز لیپ ٹاپ کے کیز دبانے لگی۔۔۔

ارے ارے ارے ارے ارے ارے۔۔۔ کنزل اسے دیکھتی ارے ارے ہی کہتی رہ گئی۔۔۔

اوہ تیری۔۔۔ دفعتاً سبحان تیزی سے اسکی جانب پلٹا جو اسے اپنی طرف آتا دیکھ کھکھلا دی۔۔۔

اسنے ابھی اپنی فائل سیو بھی نہیں کی تھی کہ وہ وہاں اپنی کار گری دکھا گئی تھی۔۔۔ اسنے آتے ہی اینجل کو اٹھاتے صوفے پر دھکیلا اور ایک گھٹنا فولڈ کرتا اس پر جھک گیا۔۔۔

ٹھہر و تم۔۔۔ اب کرو گی ایسا ناٹی گرل۔۔۔ وہ مسلسل اسے گد گدی کر رہا تھا اور وہ مسلسل ہنس رہی تھی۔۔۔ اسے یہاں آکر ہوا لگ رہی ہے ڈیڈ۔۔۔ ساتھ ساتھ وہ باپ سے مخاطب تھا جسکی آنکھیں یہ منظر دیکھ کر نم ہوا اٹھی تھیں۔۔۔

کبھی کبھی میں سوچتا ہوں ایماں کے اگر میری دوسری شادی نا ہوئی ہوتی یا میری یہ بیٹی نا ہوتی تو شاید میں کبھی تمہیں سمجھ ہی نا پاتا۔۔۔ اسکے لہجے میں نمی کی آمیزش تھی۔۔۔ ایمان چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔

میں ہمیشہ سے تمہارا قدردان تھا لیکن اب اس قدردانی کا گراف مزید بڑھ گیا ہے۔۔۔ بہت زیادہ۔۔۔ وہ جیسے کہیں کھوسا گیا۔۔۔

تم نے اولاد کو جس طرح سینچ سینچ کر پالا ہے اس بات کا اندازہ مجھے کبھی ناہوتا جو اگر مجھے اینجل کے لئے جدوجہد کرنا پڑتی۔۔۔

باپ کا کام ہوتا ہے کما کر لانا۔۔۔ اور ماں کا کام ہوتا ہے گھر سمجھانے کے ساتھ اولاد کی بہترین تربیت کرنا۔۔۔ شاید تبھی اپنے اپنے کاموں میں مشغول ماں باپ اکثر ایک دوسرے کی جدوجہد کو ٹھیک سے محسوس نہیں کر پاتے۔۔۔ لیکن میری دوسری شادی کے تجربے اور اینجل کی بگڑتی کیفیت نے مجھے تمہاری اہمیت سے باخوبی واقف کروا ڈالا۔۔۔

ایک وفا شعار مخلص بیوی اور گھر کے سکون کی اہمیت کیا ہوتی ہے شاید میں یہ کبھی اتنے بہتر انداز میں سمجھنا پاتا جو اگر میرا پالا پر وشہ سے ناپڑتا تو۔۔۔

میں تمہارا قدردان ہوں ایمان تم میرے لئے اللہ کا عطا کردہ ایک بہترین تحفہ ہو اور میرے دونوں بیٹے میرے لئے اللہ کی عطا کردہ نعمت ہیں۔۔۔

وہ اسکا ہاتھ تھامتا گلو گیر لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

آئی لو یو۔۔۔ ایمان۔۔۔

آئی لو یو آلات۔۔۔۔۔

ایمان اسے نم آنکھوں سے دیکھتی رہی۔۔۔

عملی اظہار ہمیشہ سے تھا لیکن آج اس لفظی اظہار نے اسے ہلکا پھلکا کر دیا تھا۔۔۔ وہ

آسودگی سے مسکرا دی۔۔۔

زندگی نہایت سبک روئی سے چل رہی تھی۔۔۔ اینجل ان سب سے گھل مل گئی
تھی۔۔۔ اور ان تینوں کی بھی جان بسنے لگی تھی اینجل میں۔۔۔ وہ آئے دن باپ
کے ساتھ

سب اچھے سے چل رہا تھا مگر برا ہو جو اس روز اینجل کی موجودگی میں انسہ بھا بھی
اپنی بڑی بیٹی مہوش کے ساتھ وہاں آ گئیں۔۔۔ انکی آمد اچانک اور غیر متوقع
تھی۔۔۔ وہاں آتی۔۔۔ اور دو چار روز رہ کر چلی جاتی۔۔۔

اینجل لاونج میں زوہان کی گود میں بیٹھی اسکے ہاتھ سے نوڈلز کھاتی لیپ ٹاپ پر کارٹون دیکھ رہی تھی۔۔۔

جب انسہ مامی کو وہاں آتا دیکھ وہ سلام کا جواب دیتا اینجل کو لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

دفعۃ ایمان بھی بھا بھی کی آمد جان کر وہاں چلی آئی۔۔۔

ایمان یہ بچی کون ہے۔۔۔ بھا بھی نے زوہان کے اسقدر قریب اسے دیکھ حیرت سے پوچھا کیونکہ زوہان بہت کم کسی سے گھلتا ملتا تھا۔۔۔

میری بہن ہے یہ مامی۔۔۔ کھڑے کھڑے اسکے منہ میں نوڈلز کا آخری چمچ ڈالتا وہ سادگی سے گویا ہوا اور اسے لئے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔
یہ حوالہ زوہان شامیر خان کے لئے باعث فخر تھا وہ فخر یہ بہن کا تعارف ہر جگہ کرواتا تھا جبکہ یہ حوالہ سن کر انسہ بھا بھی صدے سے گنگ رہ گئی۔۔۔

یہ کیا بول کر گیا ہے ایمان۔۔۔

مہوش بیٹا فریج میں جو س پڑا ہے۔۔۔ آپ وہ تو سرو کر لاو۔۔۔ وہ مسکرا کر بھتیجی سے گویا ہوئی۔۔۔

جی پھوپھو۔۔ وہ تابعداری سے کہتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

جی بھابھی۔۔ یہ بہن ہے انکی۔۔ وہ مہوش کے منظر عام سے ہٹتے ہی شش و پنج میں مبتلا گویا ہوئی۔۔

کیا مطلب کس حیثیت سے بہن ہے انکی۔۔

کیا شامیر نے دوسری شادی کر لی ہے۔۔ اوہ میرے خدا۔۔

دوسری شادی۔۔ یہ پیسے والے مرد کسی سے وفابھائی نہیں سکتے۔۔

بھابھی کے لہجے میں اسقدر کاٹ اور حقارت تھی کہ بے ساختہ ایمان کا دل کر لال اٹھا۔۔۔ اسے شوہر کا ذکر ان الفاظ میں ہرگز پسند نہ آیا تھا۔۔

ایسی بات نہیں بھابھی۔۔

کیوں ایسی بات نہیں۔۔ وہ دوسری شادی کر کے بیٹھ گیا۔۔ اور تم نے اس سے

پوچھا تک نہیں۔۔ جواب طلبی تک نہیں کی۔۔

ارے جوان اولاد ہے تمہاری۔۔ پاؤں پر وزن ڈالتی۔۔ خود ہی بیٹے نکیل ڈال لیتے باپ کو۔۔

وہ بھابھی کی باتیں سنتی گم صم رہ گئی۔۔ ایک دم خاموش۔۔

وہ ہلکان ہو گئی تھی اپنے گھر کا شیرازہ بکھرنے سے بچاتے بچاتے۔۔ اور وہ ایک ہی لمحے میں باپ بیٹوں کو مد مقابل لانے کا مشورہ دے رہی تھی۔۔۔
صد شکر کے کنزل الایمان نے کبھی اپنے گھر کے معاملے میں دوسروں سے مشورے طلب نہیں کئے تھے۔۔

اور ستم تو یہ کہ وہ سوتن کی بیٹی لا کر تم پر مسلط کر گیا۔۔۔
اور بیٹے دیکھو سوتیلی لڑکی کو سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔۔ ارے کبھی سوتیلا بھی اپنا ہوا ہے بھلا۔۔۔ بھابھی شروع سے ہی لہجے کی تیز تھیں ابھی بھی یہ ہی ہوا تھا۔۔۔
ارے لعنت ہو ایسے عیش و عشرت پر جہاں وفا ہی ناہو۔۔۔ ایمان کے دل پر گھونسا لگا۔۔۔ دراصل یہ ایمان کے لائف سٹائل سے حسد تھا جو ان الفاظ میں باہر اُٹ رہا تھا۔۔۔

مامی آپکو نہیں لگتا کہ اب یہ بہت زیادہ ہو رہا ہے۔۔
دفعۃً کب سے اندر یہ ساری باتیں ضبط سے سنتا زوہان ضبط سے کڑے مراحل سے گزرتا سرخ آنکھوں سمیٹ باہر نکلا۔۔۔

جبکہ اپنے کمرے میں سوئے سبحان کی نیند بھی انکی باتوں سے ٹوٹ چکی تھی۔۔۔

کنزل نے دہل کر بیٹے کو دیکھا۔۔۔ اور چیل کی سی تیزی سے اس تک آئی۔۔۔ ظاہر
سی بات تھی وہ بچہ تھا۔۔۔ اور جذباتیت میں بد تمیزی کا مظاہرہ کر جاتا۔۔۔ بھابھی کی
باتیں تھیں بھی تو اس قدر کڑوی۔۔۔ ایمان کی جان پر بن آئی۔۔۔
زوہان اندر جاوے۔۔۔ میں بات کر رہی ہوں۔۔۔
ویٹ آمنٹ مام۔۔۔

یونومی۔۔۔ جہنم میں جانے والی عورتوں میں زیادہ تعداد کس کی ہو گئی۔۔۔
وہ ناصحانہ انداز میں ماتھے پر شکنوں کا جال لئے ماں کو پیچھے کرتا آگے بڑھا۔۔۔
کنزل کرب سے آنکھیں میچ گئی۔۔۔

زونی۔۔۔۔
ٹوہ لینے والی عورتوں کی۔۔۔ وہ مامی کے قریب آتا راز دراز انداز میں گویا ہوا۔۔۔
انسہ بھابھی کے سر پر لگی تلوں پر بجھی۔۔۔

مجھے کوئی ضرورت نہیں کسی کی توہ لینے کی۔۔۔ احساس ہے تم لوگوں کا میرے دل
میں۔۔۔ اس لئے تم لوگوں کی بھلائی۔۔۔

مت سوچیں ہماری بھلائی۔۔۔ پلیز آپ مت سوچیں ہمارا اتنا بھلا۔۔۔

کیونکہ میں اپنے باپ کے خاف ایک لفظ نہیں سن سکتا۔۔۔ وہ سنجیدہ و سرد لہجے میں
بولا۔۔۔

تمہارا باپ دوسری شادی کر کے تمہاری ماں کے سر پر سوتن۔۔۔
ہمیں اس سے کوئی اعتراض نہیں اور یہ قطعی ہمارا ذاتی معاملہ ہے۔۔۔ وہ مامی کی
بات کا ٹٹا انکی آنکھوں میں دیکھ کر چبا چبا کر بولا۔۔۔
اور جب ہمیں کوئی اعتراض نہیں تو پھر بات ہی ختم ہو جاتی ہے۔۔۔ آپ اعتراض
اٹھانے والی کوئی ہوتی ہی نہیں۔۔۔
لو بھی بھلائی کا تو کوئی زمانہ ہی نہیں رہا۔۔۔ زبان دیکھو زرا اس لڑکے کی۔۔۔ کوئی
جو بھلا بڑے چھوٹے کا لحاظ ہوا ہے۔۔۔
چلو مہوش۔۔۔ بھابھی اٹھ کھڑی ہو تیں غیض و غضب سے بیٹی کو آواز دیتی گویا
ہوئیں۔۔۔

بھابھی بیٹھیں بات سنیں پلیر وہ بچہ۔۔۔
ارے پڑے ہٹو۔۔۔

جیسا باپ ویسی اولاد۔۔۔

پالتی رہو سوتن کی اولاد۔۔ تمہاری تو بہتری سوچنے والا ہی پاگل ہے۔۔ وہ تن فن کرتیں بیٹی کا ہاتھ تھامے گھر سے نکل گئی جبکہ زوہان ضبط سے مٹھیاں بھنپتا خوشخوار نگاہوں سے انکی پشت کو گھورتا رہا۔۔

ممی آپ کی یہ بھابھی صاحبہ مجھے دوبارہ یہاں دکھائی نہیں دینی چاہیے۔۔۔
انف زوہان۔۔۔ بیٹے اتنی جلدی ہاپر نہیں ہو جاتے۔۔۔

میں ہاپر ہوا ممی۔۔۔ میں۔۔۔ آپ کو انکی لفاظی نہیں سنائی دی۔۔ اینڈ سوری ٹو سے ممی۔۔۔ میں اپنے باپ کے خلاف کسی بھی ایکس وائے زیڈ کے منہ سے ایک لفظ نہیں سن سکتا۔۔۔ چاہے میرے اور میرے باپ کے معاملات جو بھی ہوں۔۔۔
لیکن میں کسی تھرڈ پرسن کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ ہمارے پرسنل میٹرز میں انٹر فیر کرے۔۔۔

ایمان اپنا دکھتا سر داب کر رہ گئی۔۔ یکدم ہی سر پھوڑے کی مانند دکھنے لگا تھا۔۔۔
ریلیکس ممی۔۔۔ دفعتاً سبحان اسکے سامنے آکر کالج کی میز پر بیٹھتا ماں کے دونوں ہاتھ تھام گیا۔۔ ظاہر سی بات تھی اسکی چڑیا سادل رکھنے والی ماں اس سارے میس کاسٹریس لے رہی تھی۔۔۔

سبحان کی آنکھوں میں ہنوز نیند کی خماری اور سرخ ڈورے تھے جیسے وہ کچی نیند سے جاگا ہو۔۔۔

زوہان نے کچھ غلط نہیں کیا۔۔۔

نوڈاؤٹ آپ بہت اچھی ہیں۔۔۔ لیکن قطرہ قطرہ اگر پتھر پر بھی پانی ٹپکایا جائے تو وہاں بھی شگاف پیدا ہو جاتا ہے۔۔۔

جب تک دو لوگ رہے ہوں بگاڑ کبھی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔ بیگار ہمیشہ تب پیدا ہوتا ہے جب کوئی تھرڈ پرسن آپکے پرسنل میں انٹرفیر کرنے لگے۔۔۔ ایمان کھوئی کھوئی نگاہوں سے بیٹے کو دیکھتی رہی۔۔۔

زوہان نے کچھ غلط نہیں کیا۔۔۔ اس نے محض ایک شٹ آپ کال دی ہے کہ ہمارے پرسنل میں انٹرفیر نہیں کرنا۔۔۔

گھریوں نہیں اجڑتے مئی۔۔۔ گھر دوسروں کی بے جا مداخلت سے اجڑتے ہیں۔۔۔ یونودوسروں کی بے جا مداخلت سے کیا ہوتا ہے۔۔۔ وہ یکدم ہی جیسے اسکا بڑا بھائی بن گیا تھا بڑا اور مدبر اور وہ اس کے سامنے بیٹھی ٹکڑ ٹکڑ اسکا چہرہ دیکھتی جیسے اسکی چھوٹی بہن ہو۔۔۔ جسے وہ سمجھا رہا تھا۔۔۔

زیادہ کچھ نہیں یوں دوسروں کی بے جانٹرفیرنئیس اینجل کو آپکی بیٹی نہیں آپکی
سوتن کی اولاد بنادے گی اور پھر وہ ہماری بہن نہیں سوتیلی بن جائے گی۔۔۔
یہ دوسروں کی سوچ اگر خدا نخواستہ ایک پرسنٹ بھی ہمارے دماغوں میں گھر کر گئی
نامی۔۔۔ وہ تاسف سے سرنفی میں ہلانے لگا۔۔۔

تورشتوں کی خوبصورتی کھو جائے گی۔۔۔۔

دل یوں میلے نہیں ہوتے۔۔۔ یہ لوگ ہوتے ہیں جو ان ایکسیکڈ چیزیں دیکھ کر
ہمدری کے رپر میں چھپا کر کالک اور بغض ہمارے دلوں پر مل جاتے ہیں۔۔۔
ہمیں بیچارہ فیل کرواتے ہیں کے ہمارے ساتھ ظلم ہو گیا۔۔۔

نوڈاٹ ایک دفعہ ڈید کی دوسری شادی کاسن کر ہماراری ایکشن بھی وہی تھا جو مامی
کا تھا۔۔۔

لیکن میں نے اس واقعہ سے یہ سبق سیکھا کے ہمیشہ سکے کے دو پہلو ہوتے ہیں۔۔۔
کبھی بھی یک طرفہ کہانی سن کر فیصلے نہیں لے لینے چاہیے۔۔۔ کیونکہ جب ہم سکے
کے دوسرے پہلو کو دیکھتے ہیں تو کہانی یکسر بدل جاتی ہے۔۔۔ اس لئے کسی کی
زندگی کے سکے کا محض ایک پہلو دیکھ کر ہم انہیں جج نہیں کر سکتے۔۔۔

اور ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم دوسروں کی زندگیوں کا سکون نہیں دیکھ سکتے۔۔۔ اگر کوئی بڑے سے بڑے سانحے کے بعد بھی پر سکون ہو جیسا کہ ہم۔۔۔ ہم نے بابا کی دوسری شادی کو ایکسیپٹ کر لیا اور اینجل کو بہت پیار سے اپنا لیا جو کہ اس کا حق ہے کیونکہ وہ اس گھر کی بیٹی ہے۔۔۔ وہ کچھ توقف کو رکھا۔۔۔ اور چونکہ ہماری سوسائٹی کی سوچ یہ نہیں ہے۔۔۔ تو ہماری اور ہماری سوسائٹی کی سوچ کے درمیان ایک بڑا گپ آگیا۔۔۔ تو لوگ اس چیز کو قبول نہیں کر سکتے اور آسانی سے تو بالکل بھی نہیں۔۔۔۔۔ تبھی ہر حربہ آزما ڈالیں گے کہ ہمیں یہ فیل کروانے کو کہ ہمارا ظرف بہت بڑا ہے۔۔۔ ہمارے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہوئی وغیرہ وغیرہ۔۔۔ اور ٹرسٹ می می۔۔۔ یہ ہی صحیح وقت ہے وہی اصول اپنانے کا جو زونی نے اپنایا۔۔۔ ہمیں ہر اس شخص کو شٹ آپ کال دینی ہے جسے ہمارے گھر کا سکون کھٹکے اور وہ ہمارے پرسنل میں انٹر فئر کرنے کی کوشش کرے۔۔۔

کیونکہ جب یہ سوسائٹی ہماری سوچ کو قبول نہیں کر سکتی تو ہمیں انکی سوچ سننی بھی نہیں ہے۔۔۔ کیونکہ یہ جو ہماری سینسز ہیں نا جب یہ وہ چیزیں سننے لگی جو یہ ظاہر کروائیں گی کہ ہمارا ظرف بہت بڑا ہے اور ہم پر بہت ظلم ہو گیا وغیرہ وغیرہ تو یہ

اسکا مکمل ناسہی لیکن کچھ نا کچھ اثر ضرور قبول کریں گی۔۔۔ اور اگر ہم نے ان باتوں کا زرا سا بھی اثر قبول کر لیا تو رشتوں میں موجود مخلص پن جاتا رہے گا۔۔ پھر دل میلے ہونے شروع ہو جائیں گے۔۔

ہمارے باپ نے دوسری شادی کی۔۔۔ بالکل کی۔۔

ہماری اور اینجل کی ماں ایک نہیں۔۔۔ نہیں۔۔

اینڈ ڈیس اٹ۔۔۔ اینجل ہماری بہن ہے۔۔۔ نیز ہم اپنے باپ کے خلاف کسی کے منہ سے کوئی بات نہیں سن سکتے نا ہم کسی کو اپنے پر سنلزمیں انٹرفیر کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔۔۔

ڈیس اٹ۔۔۔ اتنی سی بات ہے جسے ہم بہت کمپلیکیٹڈ بنا دیتے ہیں۔۔۔

اینجل ہماری بہن ہے اور ہم فخر یہ اس رشتے کو دنیا سے متعارف کراتے ہیں۔۔۔

بیٹے کی باتیں سن کر بے ساختہ ایمان نے آگے جھکتے فرط جذبات سے اسکے ماتھے کا بوسہ لیا۔۔۔ اسے فخر تھا اپنی اولاد پر انکی سوچ پر۔۔۔ واقعی درست کہتے تھے لوگ

جو بوگئے وہی کاٹو گئے۔۔۔ اسنے بیچ ہی صبر تحمل اور اچھی سوچ کے بوئے تھے تو کاٹنا بھی تو وہی پھل تھا۔۔۔

البتہ دروازے کی چوکھٹ پر کھڑا شامیر نم آنکھوں سے بیٹے کی باتیں سن رہا تھا۔۔۔

دل میں ایک پکڑ دھکڑ شروع ہو چکی تھی۔۔۔ دل نے بے ساختہ اسے ایک موازنے پر اکسایا۔۔۔

وہ کیا چیز تھی جسنے ہمیشہ اسے ان دیکھے تحفظات کی زنجیروں میں جھکڑے رکھا اور وہ کھل کر کبھی ہر چیز کی مخالفت مول لیتا سیٹنڈ نالے سکا۔۔۔

اور وہ کیا چیز تھی بھلا جو اسکے پندرہ سالہ بیٹے کو بے خوف بناتی ڈٹ کر اپنی فیملی کے لئے سیٹنڈ لینے پر اکسارہی تھی۔۔۔ یوں کے اسے کسی کی پرواہ ہی نا تھی۔۔۔ یوں کے اسکے لئے اہم بہن کی ذات تھی باقی ثانوی باتیں نہیں۔۔۔

موازنہ بڑا تھا۔۔۔ بہت بڑا۔۔۔ لیکن فلحال اسے جواب کوئی نا سو جھ رہا تھا۔۔۔

ارحم کیا ہو گیا ہے تمہیں یا۔۔۔ ساری تھیم سلیکٹ ہو گئی ہے۔۔۔ کارڈز بٹ چکے ہیں۔۔۔ کارڈ پر تھیم مینشن ہے اور اب تم کلر سکیم چینج کروا رہے ہو۔۔۔ اتنے بڑے لیول پر تبدیلی وہ بھی اتنے شارٹ نوٹس پر کیسے ممکن ہے بھلا۔۔۔
خان ولا کے لاؤنچ میں محفل جمی تھی۔۔۔ سبھی لاؤنچ میں موجود لیڈر کے ایل شیپ صوفوں پر براجمان تھے جبکہ امل انکے بیچ و بیچ کھڑی ارحم کے شوشے پر اسے سمجھاتی ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔

کیا مطلب تھیم چینج نہیں ہو سکتی۔۔۔ اب یہ اتنا بھی مشکل نہیں جتنا کمپلیکسڈ تم بنا رہی ہو۔۔۔ وائٹ سے تھیم پنک ہی کرنی ہے کیونکہ عروشہ کے لئے مجھے نکاح کا جوڑا پنک کلر میں پسند آیا ہے سیمپل۔۔۔
ہم۔ اسی ڈزائن اسی فیرک میں سفید کلر لے لیتے ہیں۔۔۔ نہیں تو ڈزائنر سے آرڈر پر بنوا لیتے ہیں۔۔۔ یہ مشورہ رفیہ بھابھی کی جانب سے آیا تھا۔۔۔

تینوں بچیاں۔۔۔ میرب۔۔۔ ہادیہ اور رمشہ وہاں سے کچھ فاصلے پر فلورسٹنگ پر بیٹھیں چاچو کی شادی کے لئے تھیم کے مطابق اونلائن اپنے ڈریسز سلیکٹ کر رہی تھیں۔۔۔

نو۔۔۔ وائٹ نہیں پنک ہی۔۔۔ وہ دو ٹوک انداز میں بولا۔۔۔
ارحم یارب بات ٹھیک ہے ارینجمنٹس کمپیٹ ہیں۔۔۔ انٹریز فائنل ہو گیا۔۔۔ اوپن
انٹریز میں ہم عصر کے بعد دو بتے سورج کا وینیوسلیٹ کر کے انٹریز فائنل کر چکے
ہیں۔۔۔ ذوہیب بھائی نے اسے قائل کرنا چاہا۔۔۔
سب وہی رہے گا بھائی لیکن وائٹ پھولوں کی جگہ پنک لے لیں گے۔۔۔ سمپل۔۔۔
اسنے سادگی سے شانے اچکائے جبکہ سبھی سر تھام کر رہ گئے۔۔۔
اور ہمارے ڈریسز کا کیا۔۔۔ ہم لوگ اپنے ڈریسز کا آرڈر دے چکے ہیں۔۔۔ امل
نے دہائی دی۔۔۔
تو تم لوگوں کو ڈریس چیلنج کرنے کو کس نے کہا۔۔۔ دلہن کا ڈریس سب سے یونیک
ہونا چاہیے تم لوگ وہی ڈریس رکھو۔۔۔
امل اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔ جسنے بڑی خوبصورتی سے سارے میس میں سے عروشہ کا
نام نکالتے ہر بات ہی اپنے سر لے لی تھی۔۔۔
تمہیں تکلیف کیا ہے وائٹ سے۔۔۔ وہ چٹخی۔۔۔
مجھے وہ کچھ خاص پسند نہیں۔۔۔

عروشہ سے بھی مشورہ لے لینا تھا۔۔ بس اپنی ہی مرضیاں مت تھوپنی جاو اس پر۔۔۔ بھا بھی نے ناک بھوں چڑھائی۔۔۔
ڈونٹ وری بھا بھی۔۔۔ اسے میرے کسی فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔۔۔
ٹرسٹ می۔۔۔ وہ مسکرایا۔۔۔
وہ ہمیشہ یونہی اپنے رشتے کا بھرم رکھ لیتا تھا۔۔۔

اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے بلا آخر وہ دن بھی آگیا جس روز ارحم خان وہائٹ ڈائریکٹر
پینٹ کوٹ میں ملبوس شہر کے سب سے مشہور سیلون کے باہر کھڑا عروشہ کا انتظار
کر رہا تھا۔۔۔ البتہ ٹائی عروشہ کے ڈریس کے ہم رنگ لائٹ پینک کلر کی تھی
کچھ ہی دیر بعد وہ لائٹ پینک کلر کے ہیوی ڈائریکٹر لہنگا کرتی میں ملبوس بیوٹیشن
ماہر انہ بیوٹیشن کے ہاتھوں کئے گئے میک آپ اور ایک سائیڈ پر بنائے گئے ہئیر
سائل میں سوگوار سی آسمان سے اتری کوئی پڑی ہی لگ رہی تھی۔۔۔ آنکھوں کی
سرخی اسکے حسن کو مزید دو آتشہ بنا رہی تھی۔۔۔

نازک سی جیولری زیب تن کئے وہ خود بھی کوئی نازک سی گڑیا ہی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

بے ساختہ اسے دیکھتے ہی ار حم ہی نگاہ ٹھٹھکی جب کچھ توقف کے بعد وہ خود کو سرزنش کرتا سر جھٹک گیا۔۔۔

وہ اپنے بھاری لباس کو دونوں ہاتھوں سے اٹھائے سوگوار سی خود کو گھسیٹتی گاڑی تک آئی۔۔۔

سپید ہاتھوں پر مہندی کے نقش و نگار بہت بھلے لگ رہے تھے۔۔۔ البتہ وہ نروس تھی۔۔۔ آج کے موقع محل اور اپنی تیاری سے وہ بے حد نروس تھی۔۔۔

ار حم نے پیسنجر سیٹ کا دروازہ وا کیا تو وہ اپنا لباس سمیٹتی اس میں بیٹھی۔۔۔ اچھی لگ رہی ہو۔۔۔ گاڑی سٹارٹ کرتے وہ سامنے دیکھتا گویا ہوا۔۔۔

جبکہ عروشہ کے تو سر پر لگی تلوں پر بجھی۔۔۔ خوف مجسم حقیقت بنا سامنے آنے لگا تھا۔۔۔

وہ زخمی شیرنی بنی اسکی جانب پلٹی۔۔۔

ایکسیوزمی۔۔۔

ہاؤڈیو۔۔۔ ہمت کیسے ہوئی تمہاری میری تعریف کرنے کی۔۔۔ اسکا تنفس تیز
ہونے لگا۔۔۔ بے بسی سے دو آتشہ آنکھیں لبالب پانیوں سے بھرنے لگیں۔۔۔
ایک پل کے لئے بھی مت سمجھنا کہ یہ سنگھار میں نے تمہارے لئے کیا ہے۔۔۔ یہ
محض مجبوری کا۔۔۔

ہالڈ آن۔۔۔۔۔

تمہیں کس نے کہا کہ میں تمہاری تعریف کر رہا ہوں۔۔۔ وہ ایک پل میں پلٹا کھاتا
اجنبی بن گیا۔۔۔

میں نے تو بیوٹیشن کے ٹیلنٹ کو سراہا ہے۔۔۔
ورنہ یہ ہی صورت ہے جو آئے دن دیکھنے کو ملتی ہے۔۔۔ آج اسنے گویا اپنا سارا
ٹیلنٹ اسی پر آزما ڈالا۔۔۔ پلیز چہرہ ادا دھولے کے بعد کچھ دیر آئینہ مت دیکھنا ورنہ
کہیں خود ہی نا ڈر جانا۔۔۔

وہ بھی اس کی ہر غلط فہمی دور کرنے کو ہر مصلحت بالائے طاق رکھے حساب بے
باک کر گیا۔۔۔

وہ تلملا کر رہ گئی۔۔ مگر یک گونہ سکون ضرور ملا تھا۔۔ ورنہ آج کے دن کے حوالے سے وہ جس قدر زورس تھی ارحم نے اسکی تعریف کر کے اسکے خدشات بڑھا دیئے تھے۔۔

اس دن کے حوالے سے اسنے حادث کے ساتھ کتنی پلاننگ کی تھی۔۔ اس بات کو سوچتے ہی دل پھوڑے کی مانند دکھنے لگتا۔۔

وہ ڈھرتے دل کے ساتھ ہاتھ بے طرح مسلتی انتہائی بے چین حاکت میں بیٹھی تھی۔۔ دل کو پتنگے سے لگے تھے۔۔ اسے ہر چیز سے وحشت ہونے لگی تھی۔۔ دل چاہ رہا تھا کہ بس ابھی ہر چیز سے فرار حاصل کرتی وہاں سے بھاگ جائے۔۔

گاڑی آکر وینیو پرر کی تو عروشہ کی دوستیں امل پر وشہ اور رفیہ بھا بھی کے ساتھ ساتھ تینوں بچیاں بھی تھیم کے مطابق سفید دیدہ زیب لباس میں ملبوس وہاں آتیں پر وشہ کے چہرے پر پنک ہی جالی دار آنچل سے گھونگٹ اوڑھاتی اسے اپنے سنگ لے گئیں۔۔ وہاں سے نکاح کے لئے دونوں کی اینٹری الگ الگ ہونی تھی۔۔

وینیو کی انٹریز کے لئے شہر کے سب سے بڑے انٹریڈ نرائز بلوائے گئے تھے جنہوں نے حقیقتاً بہت اچھا وینیو سیٹ آپ کیا تھا۔۔۔ کھلے آسمان تلے گویا ہر طرف سفید اور گلابی پھولوں کی بہار اتری ہوئی تھی۔۔۔ سورج ڈوب رہا تھا البتہ عین اس منظر کے سامنے دائرے میں دائیں بائیں جانب نشستیں سیٹ کی گئی تھیں جہاں آنے والے سامنے دلہا دلہن کو بیٹھا کر نکاح پڑھوایا جانا تھا۔۔۔ البتہ دونوں کے درمیان خوبصورتی سے سفید اور گلابی تازہ پھولوں کی لڑیوں کی مدد سے بار بنائی گئی تھی۔۔۔ نکاح کے ارینجمنٹس بھی وسیع پیمانے پر کئے گئے تھے۔۔۔ کچھ دیر بعد پہلے دلہے کی اینٹری ہوئی اور اسکے کچھ دیر بعد ہی تمام لڑکیاں پھولوں کے بنائے گئے چوکھٹے کوچاروں جانب سے اٹھائے اسکے نیچے عروشہ کو لئے اسکی نشست تک آئیں۔۔۔ فوٹو گرافرز اور میو میکرز کا ایک جھمگھٹا سا تھا جوانی معیت میں ایک ایک قدم پیچھے لیتا ہر منظر کو بروقت کیمرے کی آنکھ میں مقید کرتا جا رہا تھا۔۔۔ دفعتاً عروشہ کو لا کر اسکی فرشی نشست پر بیٹھایا گیا تو اسے اس سارے ماحول سے مزید وحشت ہونے لگی۔۔۔ اسقدر ہجوم میں اسکا دم گھٹنے لگا تھا۔۔۔ جلد ہی ایجاب و قبول کا مرحلہ شروع ہوا تو اتنے زیادہ رش کے باعث قاضی صاحب مائیک میں نکاح

پڑھوانے لگے۔۔ عروشہ کے جسم پر کپکپی طاری ہونے لگی۔۔۔ وقت حالات اور ماں باپ کی عزت کا تقاضہ تھا کہ وہ پھٹتے دل پر مزہد بے دردی سے پاؤں رکھتی یہ نکاح قبول کر گئی۔۔۔ اب دوسری جانب ارحم سے ایجاب و قبول کے مراحل طے کروائے جا رہے تھے جبکہ عروشہ شدید خواہش کے باوجود بھی ایک آنسو آنکھ سے نازک پائی کے بظاہر یہ اسکی لومیرج تھی۔۔۔ ہر آنسو اندر ہی اندر اسکے دل پر گرتا اسکے اندر گھٹن بڑھاتا جا رہا تھا۔۔۔ **** نکاح کے بعد شامیر اور ذوہیب بھائی دونوں سب سے پہلے ارحم سے ملے۔۔۔ ننھی اینجل آج بھی سفید لباس میں ملبوس تتلی بنی باپ کے ساتھ ساتھ ہی تھی۔۔۔ نکاح کے بعد دونوں کو لا کر سٹیج کے سامنے سچی مخملی صوفوں کی پہلی قطار کی نشستوں پر بیٹھایا گیا جبکہ سامنے سٹیج پر اب ڈانس پر فارمینس شروع ہو گئی تھی۔۔۔ وہاں ہر جانب نیم اندھیرا تھا جبکہ سٹیج پر فینسی لائٹس اور فوگ کے درمیان پر فارمینس چل رہی تھیں۔۔۔ کانوں کو پھاڑتا میوزک اور ہوٹنگ کی آوازیں۔۔۔ مغرب کے بعد آسمان تاریک ہونے لگا تھا اور ساتھ ساتھ ہی محفل عروج پر جانے لگی تھی۔۔۔ غالباً ساری رات ہی یہاں یہ پروگرام چلنے والا تھا۔۔۔ ڈانس پر فارمینسز کے بعد وہاں لیٹ نائٹ بورن فائر کا

بھی انتظام کیا گیا تھا۔۔۔ عروشہ کا خود پر سے ضبط جواب دیتا جا رہا تھا۔۔۔ دفعتاً
سنجیدگی سے سامنے سیٹج کی جانب دیکھتے ار حم کو اپنی بازو پر ایک نرم سا لمس محسوس
ہوا تو وہ چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔ جہاں عروشہ نے اپنے کو مل حنائی
ہاتھوں سے اسکی بازو تھامی کم دبوچ زیادہ رکھی تھی۔۔۔ یکدم ار حم کی آنکھوں میں
تشویش کے رنگ اترے کیونکہ وہ اسکے حنائی ہاتھوں میں لغزش با آسانی محسوس کر
سکتا تھا۔۔۔ Is everything OK... تم ٹھیک ہو۔۔۔ وہ اسکی جانب جھکتا
اسکے کان میں سرگوشانہ گویا ہوا۔۔۔ مجھے اس ماحول سے وحشت ہو رہی ہے
ار حم۔۔۔ میرا دم گھٹ رہا ہے۔۔۔ مجھے یہاں سے جانا ہے۔۔۔ Please do
something... اسکی بھرائی کرب زدہ آواز میں ایک التجا تھی۔۔۔ وہ نامحسوس
انداز میں ہی ایک دوسرے کے راز دار بننے لگے تھے۔۔۔ ار حم لب بھینچ گیا۔۔۔
اسنے جانچتی نگاہوں سے ارد گرد دیکھا۔۔۔ محفل ابھی عروج پر جانا شروع ہوئی
تھی ایسے میں اگر چیف گیسٹ ہی وہاں سے چلے جاتے تو۔۔۔ ار حم نے بے طرح
سر جھٹکا اور عروشہ کا ہاتھ تھامتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ عروشہ نے بوکھلا کر اسے دیکھا
جبکہ وہ بنا کسی کی جانب دیکھتا اسے لئے اس حصے سے باہر آیا۔۔۔ ڈانس پر فار مینس

اور نیم تاریکی کے باعث ارد گرد بہت کم لوگ اسکی جانب متوجہ ہوئے تھے۔۔۔
جب شامیر اور بابا کے ساتھ ساتھ ماں انہیں باہر نکلتا دیکھ انکی جانب بڑھے۔۔۔
کہاں۔۔۔۔ بابا حیرت زدہ سے مستفسر ہوئے۔۔۔ کیا مطلب کہاں بابا۔۔۔ نکاح ہو
گیا۔۔۔ اب آفیشلی یہ میری بیوی ہے۔۔۔ اور نکاح کے بعد ہمارے اپنے کچھ پلانز ہیں
ہم جارہے ہیں۔۔۔ وہ ایک مرتبہ پھر سے ہر بات اپنے سر لے گیا۔۔۔ البتہ پہلے
سے نروس عروشہ اسکی بات پر ایک مرتبہ سن ضرور ہوئی۔۔۔ اسنے نامحسوس
انداز میں ارحم کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچنا چاہا مگر اسکی مضبوط گرفت سے ہاتھ چھڑا
تک ناپائی۔۔۔ یکدم ہی اسے ارحم سے بھی خوف محسوس ہونے لگا۔۔۔ کیا وہ اس پر
اعتبار کر کے درست کر رہی تھی۔۔۔ اس پر بھی نیا نیا حق ملکیت سوار تھا۔۔۔ دل
بے طرح ڈھرکا۔۔۔ کیا بکو اس ہے ارحم۔۔۔ اپنے پلانز کچھ دیر بعد کے لئے اٹھا
رکھو۔۔۔ ابھی تقریب جاری ہے۔۔۔ بابا برہم ہوئے۔۔۔ اس لڑکے کی ہر کل ہی
نرالی تھی۔۔۔ اوہ کم آن بابا۔۔۔ کیا ٹل کلاس والی باتیں لے کر بیٹھ گئے ہیں
آپ۔۔۔ اسنے بابا کے الفاظ ہی بابا پر الٹائے۔۔۔ انجوائے کریں اور کرنے
دیں۔۔۔ پلیز۔۔۔ ہوپ سو آپ سب میج کر لیں گے۔۔۔ وہ بنا انکی مزید کوئی بات

سنے عروشه کا ہاتھ تھام کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔***** گاڑی آکر فارم
ہاوس کے وسیع پارکنگ ایریا میں رکی تو عروشی نے سہم کر اسے دیکھا۔۔۔ آنکھوں
میں ہر اس خوف ہلکورے لینے لگا تھا۔۔۔ کچھ دیر پہلے کی کیفیات پر خوف غالب
آنے لگا تھا۔۔۔ ہم۔۔۔ ہم یہاں کیوں آئے ہیں۔۔۔ خود کو مضبوط ظاہر کرنے کی
کوشش میں ہلکان ہونے کے باوجود اسکی آواز لرزا اٹھی۔۔۔ میں نے کہا تھا کہ مجھے
میرے گھر ڈراپ کر دو۔۔۔ آنسو کسی بھی پل پلکوں کی بار پھیلاؤنگ کر بہہ نکلنے کو
تیار تھے۔۔۔ رحم نے اسے سنجیدگی سے دیکھا جو کسی طور گاڑی سے نکلنے کو تیار نا
تھی اور ہاتھ سے اسکا بازو تھامتے اسے باہر نکالا۔۔۔ وہ اسکی گرفت میں بن جل
مچھلی کی مانند تڑپ تڑپ گی۔۔۔ میری بازو چھوڑو گھٹیا انسان۔۔۔ نہیں آنا مجھے
تمہارے ساتھ۔۔۔ جبکہ وہ اسکی کسی بھی بات پر بنا کان ڈھرے اسے گھسیٹتا ہوا
اند رلیجا رہا تھا۔۔۔ ہر اٹھتے قدم کے ساتھ عروشه کو اپنا آپ بے دم ہوتا محسوس
ہوا۔۔۔ آنسو پلکوں کی بار پھیلاؤنگتے بہتے چلے گئے جبکہ نازک پنکھڑی کے لب کسی
انہونی کے خدشے کے تحت بے طرح کپکپانے لگے تھے۔۔۔ نازک بدن ہولے
ہولے لرز بے لگا تھا۔۔۔ رحم نے کمرے میں لا کر اسکا بازو چھوڑا تو وہ کرنٹ کھا کر

اس سے دور ہتی چہرہ اتوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔ یہ تمہارے
باپ کا گھر نہیں عروشه جہاں تم اپنی من مانی کرتی پھرو۔۔۔ اپنے رویے پر غور کرو
یہاں کئی ملازم موجود ہیں جو باہر تمہارا رویہ دیکھ کر ہماری کہانی کو اپنی زبان میں
زبان زد عام کر سکتے ہیں۔۔۔ اسکی بات سن کر اسکے آنسو ٹھٹھرے۔۔۔ دل کو کچھ
ڈھارس ہوئی۔۔۔ مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔۔۔ وہ اسکے رویے سے ہمت پا کر
غرائی۔۔۔ تمہیں اس وقت غم کی جیتی جاگتی تصویر بنا کر تمہارے گھر چھوڑ کر میں
اپنا بنانا کھیل برباد کرنے کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔۔۔ اس لئے وہاں نہیں
چھوڑا۔۔۔ وینیو میں سب کو ہم غالباً کوئی اور کہانی سنا کر نکلے تھے۔۔۔ ایسے میں میں
تمہیں تمہارے گھر نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔۔ لحاظہ تھوڑی سی عقل استعمال کرتے اس
سے کام لو۔۔۔ اپنا ماتم تم یہاں بیٹھ کر با آسانی پورا کر سکتی ہو۔۔۔ کوئی تمہیں
ڈسٹرب نہیں کرے گا۔۔۔ وہ سرد و سپات لہجے میں کہتا کرے سے نکل کر ڈھار
سے دروازہ بند کر گیا۔۔۔ جبکہ وہ کپکپاتے جسم پر مزید بوجھ نانبنتی وہیں زمیں پر
ڈھتی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔ اس وقت اسے بے تحاشہ رونے کی خواہش تھی
اور جیسے بھی سہی وہ شخص اسکی یہ خواہش پوری کر گیا تھا۔۔۔ * * * * ٹھیک دو گھنٹے

بعد وہ شخص واپس اسکے کمرے میں آیا۔۔۔ عروشه وہیں اسی کونے میں بے جان ہوتے جسم کے ساتھ گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی سسک رہی تھی۔۔۔ دروازہ چڑر کی آواز سے کھلنے پر بھی اسنے گھٹنوں سے سر تک نا اٹھایا تھا۔۔۔ وہ اپنا لباس تبدیل کر چکا تھا اور اس وقت جینز پر سکائے بلو کاٹن کی شرٹ زیب تن کئے ہوئے تھا۔۔۔

ارحم قدم قدم چلتا اسکے قریب آیا۔۔۔ اٹھو عروشه۔۔۔ اسکی سنجیدہ آواز پر عروشه کا ہچکیاں لیتا جسم ساکت ہوا۔۔۔ اسنے زرا سا سر اٹھاتے ارحم کو دیکھا۔۔۔ اسے دیکھ ارحم کو تاسف نے آن گھیرا۔۔۔ وہ خاصی قابل رحم حالت میں تھی۔۔۔

چہرے کا حشر ہوا پڑا تھا۔۔۔ پورا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔۔۔ شدت گریہ سے سرخ پڑتی آنکھیں اور چہرے سے چپکے بال۔۔۔ مزید ستم کے جیولری وہیں چھپتی اپنے نشان چھوڑ چکی تھی۔۔۔ اٹھو یہاں سے۔۔۔ ابکی بار وہ زرا سختی سے گویا ہوا۔۔۔ مگر وہ ٹس سے مس نا ہوئی۔۔۔ دیکھو عروشه میرے تمہارے ساتھ کا پریٹ کر رہا ہوں تو اخلاقیات کا تقاضا ہے کہ تم بھی میرے ساتھ تعاون کرو۔۔۔ ورنہ اگر میں نے تمہیں یہاں سے اٹھایا تو یقیناً تمہیں وہ پسند نہیں آئے گا۔۔۔ ارحم کی سنجیدہ وارننگ پر وہ بھرائی آنکھوں سے اسے دیکھتی مرتے کیا نا کرتے کے مصداق اسکی

ذات پر احسان عظیم کرتی اپنے بے جان ہوتے وجود پر وزن ڈالتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ جاو شباش فریش ہو کر آو۔۔ تب تک کھانا آرہا ہے۔۔۔ یہاں وارڈ روب میں میرے کپڑے پڑے ہیں فلحال ان میں سے کوئی ذیب تن کر کے ایزی ہو جاو۔۔۔ یہ ارحم کے نرم رویے اور اب تک اسکے ساتھ تعاون کرنے کا ہی اعجاز تھا کہ وہ بنا بحث کئے واڈ روب کی جانب بڑھی۔۔۔ وہاں سے ایک ٹراوڑ شرٹ لے کر واش میں گھس گئی۔۔۔ جب تک ارحم کھانے کا انتظام کر کے واپس کمرے میں آیا وہ فریش ہو کر خود کو جیولری اور ہیوی لباس کے بوجھ سے آزاد کر کے گرے ٹراوڑ پر سفید ٹی شرٹ زیب تن کئے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھی خلا میں کسی نادیدہ نقطے کو گھور رہی تھی۔۔۔ نم بال پشت پر پھیلے تھے۔۔۔ ٹراوڑ اسے لمبا تھا اس لئے نیچے سے فولڈ کر رکھا تھا البتہ سیلوز نے اسکے آدھے ہاتھ تک ڈھانپ رکھے تھے۔۔۔ ارحم کھانے کی ٹرے لائے اس تک آیا تو اسنے خالی خالی نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔ اخلاقیات کا تقاضا ہے کہ تمہیں اب چپ چاپ میرا ساتھ دیتے بنا کوئی واویلا مچائے یا سوال کئے میرے ساتھ کھانا کھانا چاہیے۔۔۔ ارحم نے کھانا اسکے سامنے سرو کیا تو وہ جسکے اعصاب پہلے ہی اسقدر مفلوج ہو رہے

تھے۔۔۔ نقاہت کے باعث وہ پہلے ہی خود میں بہت کمزوری محسوس کر رہی تھی
بھوک ناہونے کے باوجود خاموشی سے کھانا کھانے لگی۔۔۔ وہ کھانا کھا چکی تو ارحم
نے ایک گی اسکی ہتھیلی پر رکھی اب بنا کوئی سوال کئے اچھے بچوں کی طرح یہ بھی
کھا لو۔۔۔ اسکا لہجہ اسقدر نرم تھا کہ وہ یہ سوال پوچھنے کی شدید خواہش کے باوجود
کے یہ گولی کس چیز کی ہے خاموشی سے گولی نگل گئی۔۔۔ ارحم نے برتن سمیٹتے اسے
بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور بستر تک لایا۔۔۔ اب بنا کچھ بھی الٹا سیدھا سوچے یا مزید
دماغ پر کسی چیز کا بوجھ ڈالے پر سکون ہو کر کچھ دیر کی نیند لے لو۔۔۔ میں باہر ہی
تمہارے اٹھنے کا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔ تم مجھ پر اعتبار کر سکتی ہو۔۔۔ نا بھی کرنا چاہو
تو اس اوکے۔۔۔ تم اندر سے دروازہ لاک کر سکتی ہو۔۔۔ وہ اسکی انسکیورٹیز سمجھ
رہا تھا تبھی اسکے خدشات ختم کرنے کو نرمی سے گویا ہوا۔۔۔ اسکے دماغ پر گولی
کھانے کے باعث ویسے ہی گنودگی چھانے لگی تھی ارحم نے اسکی کیفیت دیکھ غالباً
اسے ذہنی سکون کی گولی دی تھی۔۔۔ وہ کھوئی کھوئی سی نگاہوں سے اسے دیکھتی
رہی۔۔۔ جو شخص قدم قدم پر اسکے کام آ رہا تھا وہ بھی تب جب اسے کسی مخلص
سہارے کی ضرورت تھی وہ ایسے میں اس پر اعتبار تو کر ہی سکتی تھی۔۔۔ وہ اسکی

جانب سے کسی جواب کا منتظر تھا جب وہ اسے دیکھتی ہی نیند کی گہری وادیوں میں اتر گئی۔۔ اس کے سوتے ہی ارحم لب بھینچتا کمرے کا دروازہ بند کر کے باہر فارم ہاوس کے کشادہ سے لان میں آگیا۔۔ وہ ایک لڑکی کا غم دیکھ کر آیا تھا۔۔ وہاں لان میں کین کی چئیر پر بیٹھا وہ آسمان پر ستاروں کے جھرمٹ میں تنہا چاند کو کرب زدہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔ اسے تو پر سکون کر کے سلا آیا تھا مگر اپنا کرب و اذیت کسے دکھاتا۔۔ آج ایک چہرہ یاد آیا تھا اور شدت سے یاد آیا تھا۔۔ ہسپتال کے بستر پر دراز وہ نیم مردہ وجود۔۔ کتنی حقارت تھی اس وقت اس کی آنکھوں میں ارحم کے لئے۔۔ کس قدر ٹوٹ کر بکھری تھی وہ اس کی بے وفائی پر۔۔ آج اسے عروشہ کے ٹوٹے اور شکستہ وجود میں عینا نظر آئی تھی۔۔ اور اس نے عروشہ کو پر سکون کر کے اس کا غم مٹانے کی شعوری کوشش کی تھی۔۔ ایک آنسو چپکے سے اس کی آنکھ سے ٹوٹا۔۔ یہ رات اس پر بھاری تھی۔۔ بے حد بھاری۔۔ دل نے چپکے اس معصوم کی دائمی خوشیوں کی دعا کر ڈالی تھی جو جانے انجانے میں ہی سہی مگر اس کی بے وفائی کی بھینٹ چڑھ گئی تھی۔۔ دل پر بوجھ بڑھنے لگا تھا قطرہ قطرہ رات سرکتی جا رہی تھی مگر اس کا دل بھاری ہوتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ صبح عروشہ کی آنکھ

خاصے دن چڑھے کھلی وہ ہڑبڑا کر اٹھی اور ارد گرد دیکھتے ہی رات کے سارے واقعات اسکی نگاہوں میں گھوم گئے۔۔ وہ بجلت فریش ہو کر باہر نکلی جب کچن سے کھٹ پٹ کی آتی آوازیں سن کر وہیں آگئی جہاں ارحم سنجیدہ صورت لئے کھڑا ناشتہ بنا رہا تھا۔۔ گڈ مار نینگ۔۔۔ اسے کچن کے دروازے میں کھڑا دیکھ وہ مصروف سے انداز میں گویا ہوا۔۔۔ مجھے گھر جانا ہے۔۔۔ وہ ہونٹ کچلتی ہاتھ مسلتی گویا ہوئی۔۔۔ دل اس شخص کی اچھائیوں کا معترف ہوا تھا۔۔۔ ناشتہ کر لو پھر چلتے ہیں۔۔۔ اسنے آملیٹ پلیٹ میں نکالتے بڑیڈ سینکے تو عروشه خاموشی سے آگے بڑھتی پین میں جوش سے ابالے کھاتی چائے کو کپوں میں چھاننے لگی۔۔۔ دونوں نے اسی خاموشی سے ناشتہ کیا اور واپسی کا سفر شروع ہوا۔۔۔ وہ ہنوز ارحم کے ٹراؤز شرٹ میں ملبوس تھی۔۔۔ البتہ ہلکے بھورے بالوں کی ڈھیلی سی پونی کر رکھی تھی۔۔۔ واپسی کا سفر بھی اسی خاموشی سے کٹا۔۔۔ البتہ وہ دل سے اس شخص کی اچھائیوں کی معترف ہوئی تھی۔۔۔ کم از کم وہ شخص قول کا ضرور پکا تھا۔۔۔ وہ اسکے لفظوں پر اعتبار کر سکتی تھی۔۔۔ وہ شدید خواہش کے باوجود ضرورت کے وقت اس شخص کے بھرپور مدد کرنے پر اسکا شکریہ تک نادا کر پائی وہ عروشه کو اسکے گھر چھوڑ کر اسکی ممی سے

مل کر واپس آیا تھا البتہ اسکے ڈیڈ آفس جا چکے تھے۔۔ البتہ ماں کی آنکھیں بٹی کو
ارحم کے لباس میں دیکھ کر ضرور چمکیں۔۔ ان جگر جگر کرتی نگاہوں نے نا جانے
بٹی کے حوالے سے کتنے خواب سجائے تھے۔۔ عروشہ خاموشی سے اپنے کمرے
میں آگئی۔۔ وہ نامحسوس انداز میں ارحم کے ہی بارے میں سوچ رہی تھی۔۔ اور
ایسا پچھلے تین سالوں میں پہلی مرتبہ ہوا تھا کہ وہ کسی بھی لحاظ سے سہی لیکن حارث
کے سوا کسی اور کو سوچ رہی تھی۔۔ اور ستم یہ تھا کہ اسے ابھی اس چیز کا احساس
تک نہات

وقت نہایت سبک روی سے گزرا تھا۔۔ لیکن گزشتہ ماہ و سال میں ہوا یہ تھا کہ
بیٹوں کی معیت میں شامیر نماز پڑھنے لگا تھا۔۔ اور یہ عادت اس میں یونہی پیدا
نہیں ہو گئی تھی۔۔ یہ عادت اسکی دل کی دنیا تہہ و بالا کر کے پیدا ہوئی تھی۔۔
اسے نہایت آکورد لگا تھا جب پہلے روز سبحان نے اراداً مسجد میں جاتے ہوتے باپ
کو ساتھ چلنے کو کہا۔۔

وہ کافی دیر گم صم سا سے دیکھتا رہا۔۔۔

پہلے وہ بچے تھے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کو خود ہی مسجد میں بھاگ جاتے۔۔۔ لیکن عقل و شعور کی مناظر طے کرنے کے بعد جب انہوں نے باپ میں یہ چیز نوٹ کی کہ وہ ان کے ساتھ مسجد نہیں جاتا تو سب سے پہلے ماں سے شنیر کی۔۔۔

ماں نے نہایت نرمی سے انہیں سمجھایا کہ نماز پڑھنے کی تلقین ہمیشہ چھوٹے کو کی جاتی ہے۔۔۔ بڑوں کے لئے ہمیشہ ہدایت کی دعا کی جاتی ہے کیونکہ اسلام کبھی بھی زور زبردستی سے تو پھیلا ہی نہیں۔۔۔

بچوں نے ماں کی بات ذہن نشین کی اور بات آئی گی ہو گئی۔۔۔ لیکن اس روز سبحان کے کہنے پر شامیر کا دل زور سے ڈھرکا۔۔۔

یس افکورس ڈیڈ اٹھیں ناپلیز آئیں ہمارے ساتھ اکھٹے مسجد چلتے ہیں۔۔۔ پیچھے ہی زوہاں وضو کے بعد ترچہ لائے قمیض کے بازو نیچے کرتا اپنے کمرے سے نکلتا گویا ہوا تو اسے ناچار انکے ساتھ اٹھنا پڑا۔۔۔

یہ اسکی زندگی کے لئے ایک ٹرنینگ پوائنٹ ثابت ہوا تھا۔۔۔

بے انتہا شرمندگی کے باعث وہ اپنی اولاد کو یہ تک نابتا سکا کہ وہ نماز بھول چکا ہے۔۔۔ کبھی پڑھی ہوتی تو یاد ہوتی۔۔۔ بچپن میں قاری صاحب نے قرآن پاک پڑھانے کے دوران سکھائی تھی۔۔۔ پھر قرآن پاک مکمل ہوا تو اس خوشی میں ایک شاندار سی تقریب دی گئی مگر اسکے بعد نا کبھی اس نے قرآن پاک کھولا نا کسی نے اس پر اصرار کیا۔۔۔ جیسے زندگی میں ایک مرتبہ قرآن پاک پڑھ لیا تو گویا فرض مکمل ہو گیا۔۔۔ تنہا عرصہ گزرا تھا کبھی عیدیں کی نماز پڑھ لی سو پڑھ لی ورنہ کبھی مسجد کی جانب گزرنا ہوا تھا۔۔۔

اس روز اس نے نماز جیسے تیسے ادا کر لی لیکن نماز کے بعد سجدہ ریز ہوتے وہ اپنے رب کے حضور زار و قطار روتا رہا۔۔۔

آج کسی اور کے سامنے نہیں اپنے رب کے سامنے شرمندگی حد سے سوا تھی۔۔۔

جس نے اتنا نوازا۔۔۔ اتنی عزت شہرت دولت۔۔۔ نیک اولاد پر ہیز گار بیوی جنت جیسا گھر۔۔۔ مگر اس رب کے لئے شامیر خان نے کیا کیا۔۔۔ یہ سوال کوڑے کی مانند دل و دماغ پر لگنے لگا تھا۔۔۔

دونوں بچے نماز پڑھ کر گھر واپس آ گئے مگر وہ عصر کا گیا مغرب تک وہیں بیٹھا رہا۔۔۔

جیسے راستہ اجنبی تھا مگر جب جیسے تیسے وہاں پہنچا تو پتہ لگا کہ منزل تو یہ ہی تھی۔۔۔ اس روز وہیں بیٹھے موبائل سے گوگل کر کے اسنے اتنے عرصے بعد زندگی میں پہلی مرتبہ نماز یاد کی اور نا صرف نماز یاد کی بلکہ نماز کا لفظی ترجمہ بھی پڑھا تو پتہ چلا وہ آج ہی اس سے آشنا ہوا ہے۔۔۔

اس روز کے بعد ہوا یہ کہ وہ بچوں کے ساتھ نماز پڑھنے آنے لگا تھا۔۔۔ بچے جاتے جاتے خود ہی اسے پکار ڈالتے۔۔۔ لیکن رفتہ رفتہ یہ عادت پختہ یوں ہونے لگی کہ اسنے شش و پنج میں مبتلا اپنا یہ مسلہ ایمان سے شئیر کر ڈالا۔۔۔ ایمان اگر نماز پڑھنے کو دل نا چاہے تو کیا کرنا چاہیے۔۔۔

وہ لیپ ٹاپ پر مصروف تھی اسنے شامیر کا سوال سن کر چونک کر اسے دیکھا اور مسکرا دی۔۔۔

یہ سوال وہاں پوچھا جاتا ہے خان جہاں چیزیں سانوی ہوں۔۔۔ نماز کوئی ثانوی چیز نہیں لازم و ملزوم ہے۔۔۔

اس کے لئے کوئی اگر مگر یا ایسے ویسے نہیں۔۔۔

ضروری ہے تو ہے۔۔۔

حکم ہے تو ہے۔۔۔

اور ہم پر لازم ہے۔۔۔

جیسے جسم کی ضرورت کھانا ہے۔۔۔ اسے کھانا ملے گا تو ہم چلیں پھریں گے۔۔۔

زندگی کی ضرورت آکسیجن ہے۔۔۔ ہم سانس لیں گے تو زندہ رہیں گے۔۔۔

ویسے ہی ہماری روح کی ضرورت نماز اور احکام الہی ہیں۔۔۔ جسے پڑھیں گے تو ہم

مسلمان ہونے کی تعریف پر پورا اتریں گے۔۔۔ مسلمان ہونے کا کلمہ پڑھنے کے

بعد پہلا سٹیپ ہی پانچ وقت کا نمازی ہونا ہے۔۔۔

اس میں ہماری چاہت یا دل کا ماننا یا نماننا اہم نہیں۔۔۔

یہ فرض ہے جسکی ادائیگی کرنی ہی کرنی ہے۔۔۔ ہر حال میں۔۔۔ جیسے کہیں جاب

کر رہے ہوں تو اٹینڈینس پوری کرنی پڑتی ہے بالکل ویسے ہی۔۔۔

اور اگر نماز میں دل نا لگے تو۔۔۔ وہ جیسے اسکے جواب سے مطمئن نہ ہوا۔۔۔

دل نا لگے تو بھی خود کو گھسیٹ کر اس در تک لیجانا ہے۔۔۔ اور یقین مانیں۔۔ آپکا
دل نماز میں نا لگے لیکن اسکے باوجود اگر آپ اپنے نفس سے جنگ لڑ کر خود کو
گھسیٹ کر جائے نماز تک لیجائیں تو اسکا ثواب زیادہ ہے۔۔ یہ دوہری مشقت ہے اور
اللہ کوئی سخت گیر ممتحن نہیں۔۔۔ وہ ریلیٹو مارکنگ دے دیتا ہے کیونکہ وہ ہے ہی
اسقدر رحیم۔۔۔ رحم کرنا جسکی صفت ہے۔۔۔ لحاظ انسان کے ہاتھ میں محض
کوشش ہے اور وہ کوشش کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔۔۔ جب انسان بار بار خود
کو اس درد تک گھسیٹ کر لیجانے لگتا ہے تو پھر خود باخود دل اس در پر جا کر ٹھہرنے
لگتا ہے۔۔۔

اس کے اور بہت سے فیکٹرز ہیں۔۔۔ نماز میں دل لگانے اور اللہ کے قریب ہونے
کے۔۔۔

جیسے۔۔۔ وہ بے چین ہوا اٹھا۔۔۔

جیسے خود کو قرآن سے جوڑ لیں۔۔۔ ایسا نہیں کے روزانہ کی بنیاد پر قرآن پاک
پڑھ لیا۔۔۔ قرآن پاک کو پڑھنے اور اسے سمجھنے میں بڑا فرق ہے۔۔۔ بہت بڑا
فرق۔۔۔

اور جس نے قرآن پاک کو سمجھ کر پڑھا ہی نہیں وہ شخص ایسا ہے جسکے پاس ایک خزانے کی چابی ہو اور وہ پوری زندگی اس چابی کی حفاظت کرتے اسے ہاتھ میں لئے پھر تار ہے لیکن اسے کھول کر اس خزانے سے مستفید نا ہو سکے۔۔۔

جو شخص قرآن پاک سمجھ کر پڑھتا ہے اللہ کا قرآن اس پر کھلتا ہے اور اس پر کائنات اور قدرت کے راز کھولتا رہتا ہے یوں کے انسان کی عقل دھنگ رہ جاگی ہے۔۔۔

اور آج کی تاریخ میں یہ مشکل نہیں۔۔۔

موبائل سبکے پاس ہے۔۔۔ بس ایک آٹھینٹک سی ترجمہ و تفسیر کی ایپ ڈاؤنلوڈ کریں۔۔۔ اور شروع اپنی کسی بھی پسندیدہ سورۃ سے کر لیں۔۔۔ روزانہ کی ایک آیت جسکی آپکو ترجمہ و تفسیر پڑھنی ہے۔۔۔ آیت ایک پڑھیں لیکن اسکی عادت نا ٹوٹنے دیں۔۔۔ آپ دنوں میں دیکھیں گے قرآن آپ پر کس کس انداز میں کھلتا آپکی زندگی نعمتوں اور برکتوں سے بھر دے گا۔۔۔ اور کچھ دنوں بعد آپ وہ انسان رہیں گے ہی نہیں جو کبھی تھے۔۔۔

یہ ایمان کی ہی باتوں کا اعجاز تھا کہ رفتہ رفتہ وہ اپنے رب کے قریب ہونے لگا تھا۔۔۔۔

ہاں بہت زیادہ نہیں لیکن ہر نماز کے محض فرض ادا کر لیتا۔۔۔ وہ خود کو ایک اچھا مسلمان نہیں سمجھتا تھا بس اس نے ایمان کی ایک بات پلے سے باندھ لی تھی کہ انسان کے ہاتھ میں کوشیش ہے اور وہ کوشیش کرنے کی کوشیش کرتا تھا۔۔

وہ اکثر و بیشتر سارا سارا دن ساونڈ پروف بلڈنگز میں گزار دیتا جہاں اذان کا ایک لفظ تک سنائی نہ دیتا۔۔۔ وہ غور و فکر کرنے لگا تھا تو جگہ جگہ لگزر ریز کے نام پر اپنی بد بختی کا احساس ہوتا۔۔۔ اپر کلاس کے راہ حق کے مسافر بننے کے چیلنجز زیادہ تھے۔۔۔ اس نے اس مسئلے کے حل کے لئے نماز ایپ ڈاؤن لوڈ کر رکھی تھی جو ہر اذان کے وقت اللہ اکبر کی آواز کے ساتھ اسے ریما سٹڈر دے دیتی۔۔۔

وہ جہاں بھی ہوتا۔۔۔ جس بھی میٹنگ میں ہوتا اسے کچھ وقت کے لئے ملتوی کرتا نماز کے فرائض لازماً ادا کرتا۔۔۔

بہت جلد اسکی یہ عادت لوگوں میں نمایاں ہونے لگی تھی۔۔۔

شروع میں سب اسکی اس عادت پر عادتاً مسکرائے بھی کے یہ چار دن کا فوبیا ہے
وغیرہ وغیرہ مگر اس مرتبہ اسے کم از کم اس معاملے میں کسی کی پرواہ نہیں
تھی۔۔۔ لوگوں نے نئے نئے اسلام قبول کرنے کا کہہ کر مذاق بھی بنایا مگر وہ ہر
مرتبہ ہنس کر ٹال گیا۔۔۔

انف یار۔۔۔ ٹھیک ہے تم نماز پڑھنے لگے ہو مگر اب گیٹ ٹو گیڈر چھوڑ کر بھی نماز
پڑھنے جاو گئے۔۔۔ مانا کے ہمیں نماز پڑھنی چاہیے مگر بندوں کے حقوق اللہ کے
حقوق کے معاملے میں زیادہ اہم ہیں۔۔۔ ہم سب بیٹھے ہیں اور تم جارہے ہو۔۔۔
سب سے پہلے اسکے ہر مقام پر نماز کے وقت اٹھ کر چلے جانے پر اعتراض پر وشہ
نے ہی اٹھایا تھا۔۔۔ اسنے محض نظریں اٹھا کر اسے دیکھا البتہ جواب دینے سے
احتراز ہی برتا۔۔۔

پس ثابت ہوا اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ہر شخص اپنی اپنی مرضی کا دین اپنی اپنی
جیب میں لئے پھرتا ہے جسے وہ اپنی مرضی کے مطابق نکال کر پیش کر ڈالتا ہے۔۔۔
ہر ایک نے سنت و حدیث کے اپنے اپنے مطابق مطلب نکال رکھے تھے۔۔۔ وہ
خود کو بہت کم علم و کم فہم سمجھتا تھا اس لئے لا حاصل بحث میں پڑتا ہی نا تھا۔۔۔

اسنے بس ایک ہی بات کو گانتھ باندھ لیا تھا۔۔۔

نماز فرض ہے یہ لازم و ملزوم ہے اور پڑھنی ہی پڑھنی ہے۔۔ چاہیے محض فرض پڑھو۔۔۔ چاہے ٹوٹی پھوٹی پڑھو لیکن پڑھو۔۔ قبول کرنے والی اللہ کی ذات ہے جو انسان کی کوشش دیکھتا ہے۔۔ اور بس یہاں آکر ہر بحث لا حاصل ہو جاتی تھی۔۔۔

اسنے کئی دفعہ اپنا یہ خیال ایمان سے شئیر کیا کے مجھے وسوسے آتے ہیں کے کیا مجھ جیسے حقیر انسان کی نماز قبول ہوتی بھی ہے۔۔۔ جس پر وہ بڑی خوبصورتی سے مسکرا دی تھی۔۔۔ قبول کرنے والی ذات اللہ کی ہے خان۔۔۔ اور اللہ کے بارے میں ہمیشہ اچھا گمان رکھیں۔۔۔ کیونکہ جیسا آپکا گمان اللہ کے لئے ہو گا اللہ آپکو اس گمان کے مطابق ہی ملے گا۔۔۔

بس ہر دفعہ اپنی نماز کو بہتر کرنے کی شعوری کوشش کرتے رہیں۔۔۔ باقی سب اس ذات پر چھوڑ دیں۔۔۔

شامیر کہاں جا رہے ہو۔۔۔ شامیر تیزی سے سیڑھیاں اترتے نیچے آتا کہیں جانے کو مکمل تیار تھا جب بابا نے آواز دیتے اسے روکا۔۔۔

ایک میٹنگ ہے بابا۔۔۔ وہ جاتے جاتے رکا۔۔۔

بیٹا اپنے ساتھ گارڈز کا انتظام کرو۔۔۔

وہ دورانی تمہارے ہاتھوں شکست کھا کر شکاری کتے کی مانند تمہاری بوسو نگھتا پھر رہا

ہے۔۔۔ جب سے تم نے انکے ہاتھ سے خاں زادہ والا جیتا جتوایا پڑا جیکٹ حاصل کیا

ہے وہ ہر لمحہ تمہاری کسی کمزوری کی طاق میں ہے بیٹا زرا دھیان سے رہنا۔۔۔

بابا پشت پر ہاتھ باندھے سنجیدگی سے اسے سمجھا رہے تھے۔۔۔ اس مرتبہ بیٹے کی

کامیابی نے دشمنی بڑی پالی تھی تبھی وہ فکر مند تھے۔۔۔

وہ ہولے سے مسکرا دیا۔۔۔

اٹس اوکے بابا۔۔۔ موت جب آنی ہے آکر رہنی ہے۔۔۔ موت کو کوئی ٹال نہیں

سکتا۔۔۔ اور اگر موت کا وقت مقرر نہیں تو کوئی کسی کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا

وہ مسکرا کر کہتا سن گلاسز لگاتا آگے بڑھ گیا جبکہ بابا نے دہل کر اسے دیکھا۔۔۔ جو کتنی آسانی سے مرنے مارنے کی باتیں کر گیا تھا۔۔۔ البتہ وہ اسکی کسی باتوں قائل ہوتے دکھائی نہیں دے رہے تھے۔۔۔

اسکے نکلتے ہی انہوں نے جیب سے فون نکالتے نمبر ڈائل کیا اور کان سے لگایا۔۔۔ ہاں افضل۔۔۔ شامیر پر بالخصوص نظر رکھو۔۔۔ کچھ بھی اسکے ارد گرد غیر معمولی دیکھو تو فوراً مجھے مطمع کرنا۔۔۔ رابطہ استوار ہوتے ہی وہ کنپٹی سہلاتے گویا ہوئے۔۔۔ وہ پریشان دکھائی دیتے تھے۔۔۔ شاید آنے والا وقت انہیں کسی انہونی کی پیشن گوئی کر رہا تھا۔۔۔

وہ ڈرائیوے پر آکر ابھی گاڑی کا ڈرائیونگ ڈور کھولنے ہی والا تھا جب چار سالہ اینجل ڈورتی ہوئی اسکے پاس آئی۔۔۔

ڈیڈ۔۔۔ ڈیڈ۔۔۔

ہیے ڈیڈ کی جان۔۔۔ میری پرنسز۔۔۔ وہ دوزانو بیٹھتا دونوں باہیں وا کر کے اسے سینے لگا گیا۔۔۔

ڈیڈ۔۔۔ مجھے حان بھائی اور زونی بھائی پاس جانا ہے۔۔۔ وہ منہ بناتی اسکے کان میں
راز درانہ انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

اوہ بے بی کولاہور جانا ہے۔۔۔ وہ بھی ہونٹوں کو اوشیپ دیتا اسی کے انداز میں گویا
ہوا۔۔۔ وہ ڈھیلا سامنہ بناتی سر اثبات میں ہلا گئی۔۔۔
او کے ڈن۔۔۔ چلیں گے۔۔۔

کب۔۔۔ باپ کے ڈن کرنے پر گویا اسکی تشفی نا ہوئی تھی۔۔۔
بہت جلد۔۔۔ وہ مسکرا دیا۔۔۔

لیکن تب تک میں کیا کروں گی۔۔۔ اسکے چہرے کی جوت بجھنے لگی تھی۔۔۔ جب
سے اسکی سکولنگ شروع ہوئی تھی اسکے لاہور کے چکر کم پڑ گئے تھے۔۔۔ وہ اس گھر
کو اور وہاں کے مکینوں کو مس کرنے لگی تھی۔۔۔

کال پر بات کر لو۔۔۔ شامیر نے اسکے مسئلے کا حل نکالا۔۔۔

اُمم۔۔۔ بھائی تو اس وقت گھر نہیں ہونگے۔۔۔ آئیڈیا۔۔۔ کنزل ممی سے بات
کر لیتی ہوں۔۔۔ وہ پھولی پھولی گال تلے انگلی رکھے مدبرانہ انداز میں سوچتی آخر
میں چہکی تو شامیر بھی مسکرا دیا۔۔۔

وہ ایک پر تعش آفس تھا جسکی تھیم سفید اور گولڈن تھی جسکی ریو الونگ چئیر پر ایک خوبرونو جوان سفید ہی پینٹ کوٹ میں ملبوس ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا پیپر واٹ کو ہاتھ میں گھماتا خلا میں کسی نادیدہ چیز کو گھور رہا تھا۔۔۔ چہرے کے اعضا ت تنے تھے جبکہ آنکھوں سے چنگاریاں سی پھوٹ رہی تھیں۔۔۔۔

شامیر خان یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔۔۔ شامیر کے بارے میں سوچتے ہی اسکے ماتھے کی رگیں پھولنے

گی۔۔۔ وہ مسلسل پیپر واٹ گھمارہا تھا کے دفعتاً اسکے موبائل کی رنگ ٹیون بجی۔۔۔

وہ چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوتا فون اٹھا کر کان سے لگا گیا۔۔۔

کیا خبر ہے۔۔۔ فون اٹھاتے ہی وہ سرد سے لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

سر شامیر خان کے خاندان والے پراجیکٹ کی کنسٹرکشن کے لئے مال کے ٹرک جا رہے ہیں۔۔۔

وہ یہ بات سنتا ہی الرٹ ہو بیٹھا۔۔۔ کیا سامان ہے ان میں۔۔۔

سر سیمٹ اور سریہ کے ساتھ ایلو مینیم کی بنیادی چیزیں۔۔۔

گڈ۔۔ گڈ۔۔ وہ ایکسائیٹڈ ہوا اٹھا۔۔

وہ مال کے ٹرک راستے میں ہی تبدیل ہو جانے چاہیے۔۔ خیال رہے کہ اس مرتبہ غلطی کی کوئی گنجائش نہیں۔۔ اسکی آواز میں غراہٹ تھی۔۔

ڈن۔۔۔ سر کام ہو جائے گا۔۔۔

فون بند ہوتے ہی اسکے چہرے پر ایک شاطرانہ مسکراہٹ ابھری۔۔۔ وہ بس اپنے خاص ملازم کی جانب سے کام ڈن ہونے کا منتظر تھا تا کہ خانزادہ برادرز کے سامنے شامیر کی اتنے بڑے لیول پر دو نمبری ظاہر کر سکے۔۔ ایک دفعہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا پھر وہ خانزادہ برادرز کی دھوکہ دہی سے نفرت سے باخوبی آگاہ تھا۔۔ یقیناً آگے اسکا کام آسان ہو جاتا۔۔ جس طرح کے دھوکہ دہی کے کیس میں وہ بھائی خان ولا کے سبھی لوگوں کو پھنساتے اسے شامیر خان کی ساکھ کو متاثر کرنے کے لیے مزید کچھ کرنے کی ضرورت ہی نا پڑتی۔۔

ہرپل اسکی آنکھوں میں شاطرانہ چمک بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔ یقیناً اپنی سالوں کی بنی ساکھ کے متاثر ہونے کے بعد شامیر خان کو دوبارہ سے سراٹھا کر مارکیٹ میں آنے کے لئے سالوں کا عرصہ درکار ہوتا۔۔۔

دفعۃً اس کے موبائل فون پر ڈن کا میسج شو ہوا تو وہ جی جان سے مسکرا دیا۔۔۔

اب اس کے ہاتھ تیزی سے خانزادہ برادرز کا نمبر ڈائل کر رہے تھے۔۔۔

اب وقت آگیا تھا شامیر خان کو بتلانے کا کہ اسے آخر دشمنی کس سے مول لی

ہے۔۔۔

دوسری جانب اسکا رابطہ استوار ہو گیا تھا۔۔۔ ہیلو خانزادہ برادرز۔۔۔ وہ مبہم سا گویا ہوا۔۔۔

آپکے لئے ایک نہایت اہم خبر ہے۔۔۔ جس شامیر خان کی ساکھ اور اس کے کام کے معیار سے متاثر ہو کر آپ نے مجھ پر اسے ترجیح دیتے اسے اپنا پڑا جیکٹ دیا ہے۔

پلیز ایک مرتبہ میرے کہنے پر ذاتی رسک لے کر اسکے کام کی نگرانی کروا کر دیکھ تو لیں کے کیا وہ آپکے اتنے بھروسے کے لائق ہے بھی کے نہیں۔۔۔۔۔

وہ ریوالونگ چیئر پر بیٹھا کرسی دائیں بائیں گھماتا آنکھوں میں مخصوص چمک لئے مسلسل پیپرواٹ ہاتھ میں گھماتا بول رہا تھا۔۔

آج آپکے پلازے کی کنسٹرکشن میں استعمال ہونے والا مال شامیر کے انڈر پینچ رہا ہے۔۔

پلیز آپ ایک دفعہ اس مال کی جانچ تو کروائیں کے وہ مال آپکی توقعات پر پورا اترتا بھی ہے یا شامیر خان محض باتوں میں ہی پورا اترتا ہے۔۔۔۔۔ باقی کی کہانی آپ پر خود ہی کھل جائے گی۔۔۔

وہ تیل چھڑک کر اس پر تیلی پھینک چکا تھا اب محض دھماکے کی آواز سننے کا منتظر تھا۔۔۔ کے آیا دھماکہ کتنا بڑا ہوتا۔۔۔۔۔

مگر ایک بات طے تھی کے وہ اس واقعہ کے بعد اسکی ساکھ بری طرح متاثر ہونے والی تھی۔۔۔۔

زوہان رف سے ٹراوز شرٹ میں ملبوس بستر پر بیٹھا محویت سے ہاتھ میں تھامے
موبائل پر پیب جی گیم کھیل رہا تھا۔۔۔ آج کل میٹرک کے امتحانات کے بعد فری تھا
تو اسنے نی نی دلچسپیاں پال لی تھیں۔۔۔

انٹر کے بعد سبحان کی ابھی یونیورسٹی شروع نہیں ہوئی تھی تو اسنے خود کو اور بہت
سے کورسز میں انرول کر لیا تھا۔۔۔ وہ گھر کم کم ہی ملتا البتہ زوہان کی آج کل
فراغت ہی فراغت تھی۔۔۔ اسنے ماں کے کہنے کے باوجود خود کو ابھی تک کہیں
باونڈنا کیا تھا۔۔۔

دفعۃً ایمان کھلے سے ٹراوز پر لانگ شرٹ زیب تن کئے جسکی آستینیں کہنیوں تک
چڑھا رکھی تھیں آنچل شانے پر ٹکائے بالوں کی ڈھیلی سے پونی بنائے ہاتھ میں شیک
کا گلاس تھامے اندر داخل ہوئی۔۔۔

زونی۔۔۔ اسنے شیک کا گلاس زوہان کی جانب بڑھایا جسنے مصروف سے انداز میں
گلاس تھام کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔۔۔

اسکا گیم میں اس وقت انہماک اسقدر تھا کہ وہ ارد گرد سے غافل ہو چکا تھا۔۔۔
ایمان نے تاسف سے اسے دیکھا۔۔۔

ہر وقت گیم میں گھسے رہنا کہاں کی عقلمندی ہے زونی۔۔۔ ہوا کچھ وقت کی انٹر ٹینمنٹ۔۔۔ کوئی بھی چیز اگر حد سے بڑھنے لگے تو بگاڑ پیدا کرتی ہے۔۔۔ محض وقت کا ضیاع۔۔۔ اس وقت کو آپ کتنے پروڈکٹوں کاموں میں صرف کر سکتے ہو۔۔۔ کرنے کو محض کیا یہ ایک فضول سا کام ہی رہ گیا۔۔۔ وہ بیٹے کو دیکھتی سنجیدگی سے گویا یونٹی۔۔۔

ممی ایک منٹ پلینز۔۔۔ گیم پیک پر ہے۔۔۔ ابھی سنتا ہوں آپ کی بات۔۔۔ وہ مصروف سے انداز میں موبائل کے ٹچ پیڈ پر تیزی سے انگلیاں چلا رہا تھا۔۔۔ ایمان کو حقیقتاً لگا کے اسکی باتیں واقعی اسکے دماغ کے اوپر سے گزر گئی ہیں۔۔۔ وہ گہرا سانس خارج کرتی وہیں صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتی بیٹھ گئی۔۔۔ ٹانگ پر ٹانگ جمائی اور صوفے کی ہتھی پر کہنی ٹکائے ہاتھ کی مٹھی گال تلے رکھے سنجیدگی و انہماک سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

جوار دگر دکا ہوش بھلائے گیم میں پوری طرح مہمک تھا۔۔۔ سیکنڈ منٹوں میں تبدیل ہوتے تیزی سے گزر رہے تھے۔۔۔ مگر ایمان بھی اپنا ہر کام چھوڑے وہیں بیٹھی فرصت سے بیٹے کو تک رہی تھی۔۔۔

اوہ۔۔۔ شٹ شٹ۔۔۔ شٹ۔۔۔ دفعتاً اسکی انگلیاں مزید تیزی سے موبائل کی ٹچ
سکرین پر چلنے لگیں۔۔۔۔۔ اوہ نووووو۔۔۔

جلد ہی وہ موبائل سامنے رکھتا سر تھام گیا۔۔

کچھ دیر توقف کے بعد اسنے منہ بناتے دوبارہ سے موبائل اٹھایا تو لاشعوری نظر
سامنے ٹک ٹکی باندھ کر خود کو دیکھتی ماں پر پڑی۔۔۔ وہ ہڑبڑا کر سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔
مم۔۔۔ ممی۔۔۔ جی۔۔۔ وہ خجالت آمیز انداز میں گویا ہوا۔۔۔

اپنے بیٹے کے فری ہونے کا انتظار کر رہی تھی بیٹا۔۔۔ کے آپری ہو تو ماں کو آپ
سے بات کرنے کا موقع مل سکے۔۔۔ وہ میٹھے ٹھنڈے انداز میں طنزیہ گویا
ہوئی۔۔۔

ممیسی۔۔۔ وہ موبائل پڑے رکھتا سائیڈ ٹیبل سے گلاس اٹھاتا منہ کو لگا گیا لیکن براہو
جوا تنی دیر میں شیک بھی گرم ہو گیا۔۔۔ اسنے کڑوا سا منہ بناتے ایک چورنگاہ ماں
پر ڈالی جو اسی کے انداز ملاحظہ کر رہی تھی اور دھیمے سے انداز میں گلاس واپس
سائیڈ میز پر رکھ دیا۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔ گرم ہو گیا۔۔۔ ایمان کا انداز ہنوز نرم اور طنزیہ تھا۔۔۔

اس گیم کو ڈیلیٹ کرو۔۔۔۔

ممیپی۔۔۔

ابھی کے ابھی۔۔

جو چیز دن رات کا فرق مٹا دے۔۔۔ ارد گرد کا ہوش مٹا ڈالے وہ ہے ہی نہیں
اچھی۔۔

او کے اب نہیں کھیلنا۔۔۔ وہ ڈھیلا پڑتا گویا ہوا۔۔۔

مطلب آپ ڈیلیٹ نہیں کر رہے اسے۔۔۔ ایمان ہنوز سنجیدہ تھی۔۔۔

اب بس فری ٹائم میں کھیلوں گامی۔۔۔ پکا۔۔۔ وہ معصوم سی صورت بناتا گویا ہوا

میں نے تمہیں بولا تھا کہ بھائی کے ساتھ جا کر کالج میں ایڈمیشن کروا آنا۔۔۔

کیوں وقت ضائع کر رہے ہو۔۔۔ یہ پڑھنے والے بچوں کا خاصا نہیں۔۔

وہ برہم ہوئی۔۔۔

میں نے ڈیڈ کے ساتھ جانا ہے ایڈمیشن کروانے مئی۔۔۔ وہ بات کرتا وہیں نیم دراز

ہو گیا۔۔۔ گیم کھیل کھیل کر سر آنکھوں میں درد ہونے کے ساتھ ساتھ کندھوں

میں بھی کھنچاؤ کی شکایت ہونے لگی تھی۔۔۔ لیکن وہ ابھی ممی کو یہ بات بتا نہیں سکتا تھا ورنہ ایک کلاس پکی تھی۔۔۔

آپکے ڈیڈ سے بات ہوئی ہے میری۔۔۔ ابھی وہ اپنے نئے پڑا جیکٹ کو لے کر مصروف ہیں۔۔۔ کام کا بڑا دن زیادہ ہے تو انکے آنے میں تاخیر ہو جائے گی۔۔۔ لحاظہ تم سبحان کے ساتھ جا کر اپنا ایڈمیشن کرواؤ۔۔۔ اور ماشا اللہ میرے بیٹے کے نمبر اتنے اچھے ہیں کہ کسی بھی کالج میں ایڈمیشن لینے کے لئے تردد کی تو ضرورت ہی نہیں۔۔۔

ماں کے کہنے پر وہ مسکرا دیا۔۔۔

اوکے ممی۔۔۔ میں خود ڈیڈ سے بات کر کے دیکھوں گا اگر انہوں نے کہا کہ وہ ابھی نہیں آسکتے تو پھر چلے جاؤں گا حان بھائی کے ساتھ۔۔۔ آپ پلیز اس میں آئس کیوب ڈال دیں۔۔۔ اسنے ماں کو کھڑا ہوتا دیکھ شیک کا گلاس اٹھا کر ماں کو پکڑا یا اور اسکے گھور کر دیکھنے پر کھسیا کر مسکرا دیا۔۔۔

ہاں جی خود تسلی کرنی بڑی ضروری ہے۔۔۔ ماں کی باتوں پر تھوڑی نا یقین ہے۔۔۔

می پلیز ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔ آپ سے زیادہ دنیا میں کسی پر یقین نہیں۔۔ آپ پلیز الٹی بات مت کیا کریں۔۔ ماں کے پیچھے ہی کچن میں اتا وہ ماں کی بات سن کر جھنجھلا اٹھا۔۔

ایمان نے مسکراہٹ دہائی۔۔۔

خود تسلی اس لئے کرنی ہے کہ بیٹے کی لاڈ سے کی جانے والی فرمائش پر ڈیڈ اپنا شیڈیول آگے پیچھے کر لیتے ہیں نا۔۔۔ اس لئے۔۔۔

وہ ماں کے پاس ہی کاونٹر ٹاپ پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔۔۔

ایمان نے فریج سے آئس کیوب نکالتے گلاس میں ڈالے اور گلاس اسکی جانب بڑھایا۔۔۔

می اینجل کو کتنا وقت ہو گیا نا یہاں آئے۔۔۔

I Miss her...

اچانک یاد آنے پر وہ بہن کی یاد میں اداس ہوا اٹھا۔۔۔

I also...

لیکن اب سکول شروع ہو گئے نا اسکے۔۔۔ اس لئے چکر محدود ہو گئے ہیں۔۔۔

آپکے ڈیڈ سے کہیں گے کے ویک اینڈ پر اسے لے آئیں۔۔۔
گڈ آئیڈیا۔۔۔ اسنے شیک پی کر گلاس کا ونٹر ٹاپ پر رکھا جب چہکتی ہوئی خولہ لاونج
کا دروازہ کھول کر پھوپھو پھوپھو کی آوازیں لگاتی اندر داخل ہوئی۔۔۔
اس آواز پر ایک مسکراہٹ کنزل کے لبوں پر ڈور گئی۔۔۔
لو آگئی ڈرامہ کوئن۔۔۔ زوہان ناک سکیڑتا کا ونٹر ٹاپ سے اترا۔۔۔
ایمان نے اسے گھور کر دیکھا جب وہ سیز فائر کرتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔ جبکہ
وہ بھی مسکراتی ہوئی خولہ سے ملنے کو کچن سے نکلی۔۔۔

✱ ✱ ✱ ✱

واجد خان اپنے آفس میں بیٹھے کوئی فائل دیکھ رہے تھے۔۔۔ آج کل انکی طبیعت کچھ خراب تھی جسکی وجہ سے وہ کچھ دنوں کی غیر حاضری کے بعد آفس میں آئے تھے۔۔۔ ویسے تو تینوں بیٹے انکا بزنس اچھے سے سمجھال رہے تھے لیکن پھر بھی وہ بد ذات خود چیک اینڈ بیلنس رکھتے۔۔۔ اب بھی وہ پچھلاریکارڈ نکلا کر سب خود سے چیک کر رہے تھے۔۔۔ جب انکے موبائل کی رنگ ٹیون بج اٹھی۔۔۔

انہوں نے الجھتے ہوئے فون سکرین کو دیکھا۔۔۔ فون انکے آفیشل لائبرکاتھا۔۔۔ وہ بنا توقف کے فون اٹھا گئے۔۔۔

ہیلو سر آپ کہاں ہیں۔۔۔ لائبرکی آواز میں تشویش تھی۔۔۔ اسکی آواز میں موجود سرا سیمگی محسوس کروہ فوراً لڑٹ ہوئے۔۔۔ کیا بات ہے خیرت۔۔۔

سر آپ پر اور آپکے تینوں بیٹوں۔۔۔ ذوہیب خان۔۔۔ شامیر خان اور ارحم خان پر خانزادہ برادرزکی جانب سے بہت بڑا دھوکہ دہی کا کیس فائر کیا گیا ہے۔۔۔ آپکے آفس اور گھر پر فوری طور پر ریڈ کی جانے والی ہے اس لئے وقت اور حالات کا تقاضا یہ ہی ہے کہ آپ چاروں اس وقت جہاں بھی ہیں کچھ وقت کے لئے روپوش ہو جائیں۔۔۔

بہت بڑے لیول پر میس کریٹ کیا گیا ہے سر۔۔۔ میڈیا لارٹ بیٹھا ہے۔۔۔ ہم سب ہینڈل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔۔ لیکن وقتی طور پر آپ سب میں سے کوئی گرفتار نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ اس امر کو یقینی بنائیں کہ آپ میں سے کسی کی

بھی گرفتاری یقینی نابنے۔۔۔ ورنہ آپکی ساکھ بہت بری طرح متاثر ہوگئی۔۔۔ اور
معاملہ مزید بگڑ جائے گا۔۔۔

فون سے آتی آواز سن کر وہ ایک پل کے لئے شاک میں رہ گئے۔۔۔ یہ سب کیسے
ہو گیا تھا بھلا۔۔۔ ایک دم اچانک سے۔۔۔ وہ بھی انکی ناک کے نیچے سے۔۔۔
پھر وہ وقت کی قلت کا احساس کر کے سرعت سے سمجھلے اور بیٹوں کو اکھٹا کرنے
لگے۔۔۔

ارحم اور ذوہیب دونوں آفس میں ہی تھے۔۔۔ اس لئے فوری طور پر مسئلے سے
آگاہ ہو گئے۔۔۔

ساری بات جان کر وہ بھی کئی پلوں کے لئے شاک زدہ رہ گئے۔۔۔
دھوکہ دہی کا کیس کیسے کر سکتے ہیں وہ ہم پر بابا۔۔۔

کیا کیا ہے ہم نے آخر۔۔۔ ارحم جھنجھلا اٹھا۔۔۔

پہلے یہاں سے نکلویہ سب باتیں چلتی رہیں گی۔۔۔

ذوہیب شامیر سے رابطہ کرو۔۔۔ جہاں بھی یے اسے بولور وپوش ہو جائے۔۔۔

بابا تیزی سے اپنا سامان سمیٹے وہاں سے نکلے۔۔۔

تینوں آگے پیچھے الگ الگ راستوں سے آفس سے نکلے تھے۔۔۔
ریڈ بہت بڑے لیول پر ہو رہی تھی۔۔۔ کمشنر تک وائر لیس چل چکی تھی البتہ
پولیس فورس میں موجود انکے کچھ آدمی انہیں منٹ منٹ کی رپورٹ دے رہے
تھے۔۔۔

ان تینوں کے آفس سے نکلے ہی آفس پر بھاری ریڈ ہوئی تھی۔۔۔
یہ خبر بریکنگ نیوز کے نام سے چینلز پر چل نکلی تھی۔۔۔
بیک وقت ایسی ہی ایک ریڈ خان ولا پر بھی ہوئی تھی جس نے ایک دفعہ خان ولا کے
ملکینوں کو ہلا ڈالا تھا۔۔۔

بابا غصے سے پیچ و تاب کھا رہے تھے۔۔۔
ایف آئی آر کی کاپی واٹس ایپ کرو مجھے۔۔۔ اور پتہ کرو معاملہ کیا ہے۔۔۔ اس
سارے میس کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے۔۔۔

وہ تینوں اپنے اپنے طور پر اپنے تمام کانٹیکٹس کنگال رہے تھے۔۔۔
البتہ شامیر کا نمبر مسلسل مصروف جا رہا تھا۔۔۔ اس سے ان تینوں میں سے کسی کا
رابطہ استوار نہ ہو پا رہا تھا۔۔۔

ناجانے وہ اس سارے ہنگامے سے آگاہ تھا بھی یا نہیں۔۔۔ پتہ نہیں کہاں تھا وہ۔۔
ان تینوں کو اپنے ساتھ ساتھ اسکی فکر بھی لاحق تھی۔۔۔

تینوں پہلی فرصت میں فارم ہاوس پہنچے۔۔۔ یہ فارم ہاوس انکے باقی فارم ہاوس کی
نسبت الگ تھلگ کونے پر تھا جس سے تقریباً بہت کم لوگ واقف تھے۔۔۔
شامیر کہاں ہے اس سے رابطہ کیوں نہیں ہو پارہا۔۔۔

بابا لاونج کی ایل سی ڈی کے سامنے پیدل مارچ کرتے چلا رہے تھے۔۔۔ بگڑتی
صورتحال کے باعث پریشہر پل بڑھتا جا رہا تھا۔۔۔ اور اس وقت تینوں کی پریشانی
کا موجب شامیر ہی تھا۔۔۔

وہ دونوں بھی وہیں اپنے اپنے فون پر مسلسل اپنے کانٹیکٹس کنگالتے اسکے ساتھ
رابطہ کرنے کی جستجو میں تھے۔۔۔

اوٹ داہیل۔۔۔

یہ کونسا مال ہے جس پر ریڈ ہوئی ہے۔۔۔ شامیر نے ناقص مال نہیں منگوا یا۔۔۔
ساری ڈیلنگز میرے سامنے ہوئی ہے پھر یہ سب۔۔۔ ذوہیب کال پر ساری کاروائی
کے بارے میں معلوم کرتا باپ کے پاس آیا۔۔۔

دیوار گیر کھڑکی کے پاس کھڑے فون پر نمبر ملاتے ار حم کے ہاتھ بھی ٹھٹکے۔۔۔۔
ٹریپ کیا جا رہا ہے ہمیں۔۔۔ بس اس ماسٹر مانیڈ کا پتہ لگ جائے ایک مرتبہ۔۔۔
واجد خان کا غیض و غضب سے برا حال تھا۔۔۔

بھائی سے رابطہ نہیں ہو رہا یقیناً وہ جو کوئی بھی ہے اسکا مین ہدف بھائی ہی ہے۔۔
کیونکہ یہ پڑاجیکٹ انہی کے انڈر ہے۔۔۔ ہماری پہلی ترجیح اس وقت بھائی کی سیفٹی
ہے۔۔۔ ار حم نے ان دونوں کی توجہ اصل مدعے کی جانب دلوائی۔۔۔

جینز کے ٹائٹس پر لانگ شرٹ زیب تن کئے سر پر آنچل جمائے بڑی بڑی آنکھوں
اور سرخ و سپید رنگت کی حامل خولہ نے پھوپھو کے کمرے میں آتے ایک چور نگاہ
ارد گرد ڈالی۔۔۔

پھوپھو کچن میں کھانا تیار کر رہی تھیں اور اسکا بھی کہیں کوئی نام و نشان تھا۔۔۔ وہ
اتنی دفعہ کی وارننگ کے باوجود اسے کہیں ناپا کر سکھ کا سانس خارج کرتی دے
قدموں سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھی اور آہستگی سے ہاتھ بڑھاتی اسکے لیٹسٹ ماڈل کا
آئی فون ہاتھ میں تھام کر اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگی۔۔۔

غزال سی آنکھوں میں اشتیاق بڑھا۔۔۔ پورے خاندان میں ایسا موبائل کسی کے پاس نہ تھا۔۔۔

پچھلی دفعہ وہ چوری چھپے ایمان کو اسکے موبائل کا لاک کھولتے دیکھ چکی تھی ورنہ وہ خود تو ہمیشہ فنگر پرنٹ سے لاک کھولتا۔۔۔ البتہ ایمان بوقت ضرورت جسکا موبائل سامنے ہوتا اٹھا کر کال کر ڈالتی۔۔۔ تبھی اسنے وہی لاک ذہن نشین کرتے لاک ٹائپ کر ڈالا۔۔۔ اسکی خوشی کی انتہا نہ رہی جب کلک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ لاک کھل گیا۔۔۔

اسکی غزال سی آنکھوں میں تجسس کے جگنو میزید جگمگا اٹھے۔۔۔
دفعتاڑ اوز شرٹ میں ملبوس سافٹی پہنے اپنے دھیان زوہان ماں کے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

باپ کی غیر موجودگی میں وہ زیادہ تر ماں کے کمرے میں ہی ڈیڑے جمائے رکھتا۔۔۔ وہ قد کاٹھ میں باپ کے برابر ہونے کے باوجود ماں کے لئے ابھی تک وہی دو سال کا بچہ تھا جسکے بالوں میں ماں انگلیاں چلاتی وہ تب ہی پر سکون ہو کر سوتا۔۔۔

کمرے میں قدم رکھتے ہی اسکی نظر اس ڈرامہ کوئیں پر پڑی اور اسے اتنی وارننگز کے باوجود اپنے موبائل کے ساتھ مصروف دیکھ اسکی آنکھوں میں چنگاڑیاں سی جلنے لگی۔۔۔

پورے جسم پر جیسے غم و غصہ ایک ساتھ حملہ آور ہوا تھا۔۔

What are you doing this silly girl... Are you crazy...

یکدم اپنے پیچھے سے ابھرتی ڈھار کی آواز سن کر خولہ خوف کے زیر اثر اچھلی۔۔ وہ بھلا یکدم کہاں سے آگیا۔۔ اور اسی دوران ہاتھ میں تھا ماسکا عزیز از جان موبائل ہاتھ سے چھوٹے زمین بوس ہوا۔۔۔

اور یہیں زوہان شامیر خان کی جان ہوا ہوئی۔۔۔
میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گا سلی گرل۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے موبائل کے ساتھ چھیر خانیاں کرنے کی۔۔ مینر زنام کے نہیں تمہارے اندر۔۔۔ وہ خطرناک تیور لئے اسکی جانب بڑھا۔۔ اسکی آواز میں اسقدر کاٹ اور تپش تھی کے خوف کے زیر اثر نیز اسے خطرناک تیوروں سے اپنی جانب بڑھتے دیکھ ایک دلخراش چیخ اسکے حلق سے برآمد ہوئی۔۔۔

سر شامیر کی گاڑی اس وقت ہائی وے پر ہے۔۔ ایک میٹنگ اٹینڈ کر کے باہر نکلتے
دورانی کو اپنے خاص آدمی کا فون موصول ہوا تو اسکی آنکھوں کی چمک کئی گنا بڑھ
گئی۔۔۔

تو پھر انتظار کس چیز کا کر رہے ہو۔۔۔ یہ سہی موقع ہے اپنے پلان کو عملی جامہ
پہنانے کا۔۔۔

ڈن سر۔۔ اسکی جانب سے حکم ملتے ہی وہ شخص فون کاٹ گیا۔۔ آصف درانی کی
آنکھوں میں شاطرانہ چمک ابھری۔۔۔

Your Time is up shameer khan..

Rest in peace...

اینڈ ٹرسٹ می تمہاری موت کو اسقدر دردناک بناؤں گا کہ یاد رکھو گے۔۔ اگر بیچ
بھی گئے تو یقین رکھنا تمہارے آخری وقت میں تمہارا کوئی اپنا تمہارے ساتھ موجود
نہیں ہو گا۔۔ میں حالات ہی اسقدر سنگین بنا ڈالوں گا۔۔ وہ قہقہہ لگاتا ہنس
دیا۔۔۔

شامیر اپنی ہی دھن میں گاڑی چلاتا جا رہا تھا۔۔۔ ابھی ابھی اسکی زوہان سے بات ہوئی تھی وہ بار بار اسکے گھر آنے پر اصرار کر رہا تھا کہ وہ اسی کے ساتھ اپنا کالج ایڈمیشن کروانے جائے گا۔۔۔ بڑی مشکل سے اسنے زوہان کو مطمئن کیا تھا کہ وہ اپنا شیڈیول مینج کر کے کل نہیں تو پرسوں تک آجائے گا۔۔۔ ابھی کال بند ہی ہوئی تھی کہ چاروں جانب سے اسکی گاڑی پر فائرنگ شروع ہو گئی۔۔۔

اس غیر متوقع فائرنگ پر وہ ایک لمحے کو بوکھلا کر رہ گیا۔۔۔ اسنے گاڑی سمبھالنے کی بہت کوشش کی لیکن فائرنگ مسلسل ہو رہی تھی۔۔۔ گاڑی کے ٹائروں میں فائر لگنے کے باعث گاڑی اسکے ہاتھوں میں بے قابو ہونے لگی۔۔۔

دفعۃً لگاتار ہوتی فائرنگ میں سے کئی فائر اسکی بازو اور سینے کو چیرتے گزر گئے۔۔۔ خون کا ایک سیلاب تھا جو اسکے ارد گرد اٹھ آیا۔۔۔ اسکے ہاتھ بے جان ہوتے سٹرینگ سے لڑھک گئے۔۔۔ تکلیف و اذیت حد سے سوا تھی۔۔۔

منہ اور ناک تک سے خون بہنے لگا تھا۔۔۔
دفعۃً گاڑی ہچکولے کھاتی سڑک پر الٹ گئی۔۔۔
شامیر کی حسیات کھونے لگی تھیں۔۔۔ اسے اپنے ارد گرد لوگوں کے ہجوم کی
آوازیں سنائی دینے لگی ساتھ ہی ہر جانب تاریکی چھانے لگی تھی۔۔۔
آخری چیز جو اسکے دماغ میں آکر رک گئی تھی کہ اسکا بیٹا اسے بلارہا تھا۔۔۔ اور بار
بار بلارہا تھا۔۔۔ اسنے بیٹے سے گھر آنے کا وعدہ کیا تھا۔۔۔ شاید وہ یہ وعدہ کبھی ایفانا
کر پاتا۔۔۔ ایک آنسو ٹوٹ کر اسکی آنکھ سے لڑکھا اور ساتھ ہی ہر چیز تاریک
ہو گئی۔۔۔

Novelistan

کچن میں کام کرتی ایمان بیٹے کی ڈھار اور خولہ کی چیخ سن کر سب کچھ وہیں چھوڑ چھاڑ
اندھا دھند کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔

کس کی اجازت سے تم نے میرے موبائل کو ہاتھ لگایا۔۔۔ وہ غضب ناک تیور لئے
اسکے سر پر کھڑا ڈھار رہا تھا جبکہ خولہ کی آنکھیں خوف سے پھٹی پڑیں تھیں۔۔۔
چہرے کی رنگت فق ہونے لگی تھی۔۔۔

کہاں جانتی تھی تجسس اسقدر مہنگا پڑے گا۔۔۔

دفعۃً ایمان کو کمرے میں آتا دیکھا وہ سرعت سے اسکی جانب لپکی اور اسکی پشت پر
چھپتی اسکی بازو اپنے دونوں کپکپاتے ہاتھوں سے مضبوطی سے تھام گئی۔۔۔
کیا ہے یہ سب زوہان۔۔۔

ایمان بہت حد تک معاملہ سمجھ چکی تھی۔۔۔ ایک طرف چلبلی اور شرارتی سی بھتیجی
تھی تو دوسری طرف سر پھر ا بیٹا۔۔۔
یہ آپ اپنی اس ہوتی سوتی سے پوچھیں۔۔۔ کیا کر رہی تھی یہ میرے موبائل کے
ساتھ۔۔۔

غصے سے اسکے گلے کی رگیں پھولنے لگیں تھیں۔۔۔ ابھی تو باپ سے فرمائش کر کے
لیسٹ ماڈل کا موبائل لئے جمعہ جمعہ آٹھ دن ناہوئے تھے اور ابھی تو اسکا شوق تک
پورا ناہوا تھا۔۔۔ وہ تو اسے سمجھاں سمجھاں کر رکھتا تھا۔۔۔ کجا کے وہ لڑکی اتنی بے

دردی سے اسے پھینک چکی تھی۔۔۔ وہ نیچے سے موبائل اٹھا کر اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔۔

تکلیف کیا ہے اسے مُمی۔۔ یہ کوئی ایک دفعہ کا نہیں۔۔۔ روز روز کا ہے اسکا۔۔۔

اسے ناپیار کی زبان سمجھ میں آتی ہے ناوار نینگ۔۔۔

اب کیا یہ چھوٹی بچی ہے۔ جسے روز روز سمجھایا جائے۔۔۔

خولہ مسلسل سر جھکائے کھڑی آنسو بہا رہی تھی جبکہ زوہان کا غصہ تھا کہ سر چڑھتا

ہی جا رہا تھا۔۔۔۔

انف زوہان۔۔۔۔

وہاٹ انف مُمی۔۔۔۔

وہ غصے سے بپھر اپھر سے اس جانب بڑھا جب ایمان خولہ کا بازو تھا مے کمرے سے

نکلی اور کمرے کا دروازہ بند کر گئی۔۔۔

اسے لے کر ڈرائیونگ روم میں آئی۔۔۔

اسے کیا ہوا۔۔۔ سبحان پہلے ہی وہاں بیٹھا اپنے لپ ٹاپ پر مصروف تھا۔۔۔

بس چپ کر جاو خولہ۔۔۔ غلطی تو آپکی بھی ہے نا۔۔۔ جب پتہ ہے کہ وہ اپنے
موبائل کے بارے میں پوزیسو ہے تو کیوں بار بار وہی حرکت کرتی ہو۔۔۔
ایمان نے اسے ساتھ لگاتے اسکے آنسو صاف کئے اور پیار سے گھر کا تو وہ شرمندگی
سے سر جھکا گئی۔۔۔

سوری پھوپھو۔۔۔ میں بس دیکھ رہی تھی۔۔۔ دوبارہ نہیں کروں گی۔۔۔ پکا
پر اس

وہ پشیمان تھی۔۔۔ آج کچھ زیادہ ہی بات بڑھ گئی تھی۔۔۔
بیٹا اب آپ بچی نہیں رہی۔۔۔ خود سے ان باتوں کا خیال رکھا کرو۔۔۔ اور یہ
ایکسیوز مجھ سے نہیں اسی سر پھرے سے کرنا۔۔۔
وہ اسے وہیں بیٹھا کر پھر سے بیٹے کے پاس گئی۔۔۔ کہ اسے تو سمجھا دیا لیکن ابھی
اس اتھرے گھوڑے کی کلاس باقی تھی۔۔۔

وہ غصے سے اپنے کمرے میں آئی۔۔۔ حسب سابق وہ وہیں ماں کے بیڈ پر براجمان
غصے سے موبائل دیکھ رہا تھا۔۔۔
ممی دیکھیں میرا موبائل۔۔۔

واٹ مئی۔۔۔ ہاں۔۔۔ کیا ہو گیا۔۔۔ موبائل ہی تھا نا۔۔۔ بچی نے پکڑ بھی لیا تو
کو نسی قیامت آگئی۔۔۔ وہ کم کم ہی غصے میں آتی تھی۔ مگر آتی تھی تو پھر کسی کی نا
سنتی۔۔۔

مئی اسنے میرا موبائل پھینک دیا۔۔۔ آپکی نظر میں کیا یہ کوئی چھوٹی بات ہے۔۔۔
میرا اتنا قیمتی موبائل۔۔۔ وہ انگشت بدنداں ماں کا رویہ دیکھ رہا تھا۔۔۔
یہ جتنا بھی قیمتی کیوں نا ہو زوہان۔۔۔ لیکن کیا اسکی قیمت انسان کے احساس و جذبات
سے بھی زیادہ ہے۔۔۔

مطلب چیزیں اہم ہے۔۔۔ انسان نہیں۔۔۔ پھر تو انسانیت مر ہی گئی۔۔۔
بلفرض اس سے موبائل گر بھی گیا تو کو نسی قیامت آگئی۔۔۔
یہ موبائل فون تم سے بھی گر سکتا تھا۔۔۔ اور تمہاری ماں سے بھی۔۔۔ بلفرض
اگر یہ مجھ سے گر جاتا تو تمہارا رویہ میرے ساتھ بھی یہ ہی ہوتا۔۔۔
ماں کی باتوں سے یکدم اسکا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھنے لگا۔۔۔
مطلب چیزوں کی قدر ہے انسانوں کی نہیں۔۔۔

مئی پلیز آپ بات کو غلط رنگ دے رہی ہیں۔۔۔ وہ پشیمان دکھائی دیتا تھا۔۔۔

میں غلط رنگ دے رہی ہوں۔۔۔ شبا بش بیٹا شبا بش۔۔۔
تمہیں احساس بھی ہے کہ تم نے اس معصوم کو کس قدر ہرٹ کیا ہے۔۔۔
وہ معصوم نہیں ہے مُمی۔۔۔ وہ منہ ہی منہ بڑبڑایا۔۔۔
کیا ہو گیا اگر بچی نے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر تمہارا موبائل پکڑ ہی لیا تو۔۔۔
اسے دھیمپڑتے دیکھ وہ بھی یکدم اپنا لہجہ نرم کر گئی۔۔۔
مُمی آپکی ساری باتیں ٹھیک ہیں لیکن کسی کے موبائل کو بنا اجازت پکڑنا۔۔۔ اسے ان
لاک کرنا۔۔۔ کس قدر غیر اخلاقی بات ہے۔۔۔ کیا وہ اس قدر اخلاقیات سے عاری
ہے۔۔۔ اسنے نیا نقطہ اٹھایا۔۔۔
ایمان لب بھیج گئی۔۔۔
کچھ بھی ہو بیٹا لیکن بات کرنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔۔۔ اور اگر غلط طریقے سے
سہی بات بھی کی جائے تو اپنا اثر کھو جاتی ہے۔۔۔۔
سوری مُمی۔۔۔ میں آئندہ خیال رکھوں گا۔۔۔ اسکی اچھی بات یہ تھی کہ غلطی
جلد ہی مان لیتا۔۔۔

یہ ایکسیوز مجھ سے نہیں اس سے کرو جسے محض ایک موبائل کے لئے تم نے اتنا ہڑت کیا۔۔۔

ڈونٹ وری می۔۔ اس سے بھی ایکسیوز کر لوں گا۔۔ اسے منانا تھوڑی نا مشکل ہے۔۔ ایک چاکلیٹ اور ایک آئس کریم سے مان جاتی ہے وہ۔۔۔ وہ سر جھٹکتا اب موبائل کو اچھے سے چیک کر کے اسکا کور چڑھا رہا تھا۔۔۔ ایمان اسے دیکھ کر سر نفی میں ہلاتی کمرے سے نکل گئی۔۔ اسے یقین تھا کہ اگر وہ کہہ رہا تھا تو یقیناً اس سے ایکسیوز کر ہی لیتا۔۔۔

واجد خان اپنے لائبر سے بات کرتے آگے کالائجہ عمل بنا رہے تھے جو انہیں سختی سے اپنے نمبرز آف کرنے کی ہدایت کر رہا تھا کہ انکی لوکیشن انکے نمبرز سے ٹریس کی جاسکتی ہے۔۔ اسی دوران وواجد خان کو کال کے دوران مسلسل کالز آنے لگیں۔۔ انہوں نے موبائل کان سے ہٹا کر دیکھا جہاں انکے خاص آدمی افضل کی کالز آرہی تھیں۔۔۔

انکا دل زور سے ڈھرکا۔۔ یہ شخص شامیر کی نگرانی پر معمور تھا۔۔۔

انہوں نے جلد از جلد بات سمیٹی اور اسکا فون اٹھایا۔۔۔

غضب ہو گیا سر۔۔۔ غضب ہو گیا۔۔۔

اسکی آواز میں ایسی ہو اس باخنگی اور کسی انہونی کے خدشات تھے کے واجد خان کا دل کانپ اٹھا۔۔

پہیلیاں مت بھجواو افضل سیدھی طرح پھوٹو کیا بات ہے۔۔۔

انکے جسم پر لرزہ طاری ہونے لگا تھا جب وہ غرا اٹھے۔۔۔

اپنے اپنے موبائلز پر کسی سے بات کرتے دونوں بیٹے باپ کی ڈھارسن فوراً سے پیشتر الرٹ ہوتے باپ کی جانب بڑھے۔۔۔

ذوہیب خان نے باپ سے موبائل لیتے بات جاننے کو فون سپیکر پر لگایا۔۔۔
سرکار۔۔۔ چھوٹے خان کی گاڑی پر بہت خطرناک قاتلانہ حملہ ہوا۔۔۔ دہشت کے زیر اثر اسکی آواز پر نم اور لہجہ خوف زدہ تھا۔۔

ان تینوں کو اپنے قدموں تلے سے زمین کھسکتی محسوس ہوئی۔۔۔

شامیر کیسا ہے ڈیم۔۔۔ ذوہیب خان چلا اٹھا۔۔۔ جیسے کسی نے دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ ڈالا ہو۔۔۔

چاروں طرف سے انکی گاڑی کو گولیوں سے بھون دیا گیا ہے۔۔۔

انکی گاڑی اس حادثے کی تاب نالائے الٹ گئی۔۔۔

کچھ کہا نہیں جاسکتا کے چھوٹے خان زندہ ہیں بھی یا نہیں۔۔۔

ڈھر ڈھر ڈھر واجد خان کو ساتوں آسمان اپنے سر پر ٹوٹے محسوس ہوئے۔۔۔

وہ وہیں دل تھامتے صوفے پر ڈھ گئے۔۔۔

ریسکیو ٹیم نے انکی گاڑی کاٹ کر انہیں باہر نکالا ہے۔۔۔ اب انہیں ہسپتال لیجا یا جا

رہا ہے۔۔۔ لیکن وہاں الگ ہنگامہ کھڑا ہے۔۔۔

میڈیا پہلے ہی ہسپتال کو چاروں اوڑھ سے گھیرے کھڑی ہے۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ دونوں بھائی سر تھام گئے۔۔۔

حالات ان پر تنگ سے تنگ ہو رہے تھے۔۔۔ ستم یہ کہ وہ شامیر کے پیچھے جاتک

نہیں سکتے تھے۔۔۔

جاتے تو فوراً گرفتار ہو جاتے۔۔۔ شامیر پھر پیچھے اکیلا رہ جاتا۔۔۔

ابھی کم از کم باہر تھے تو اپنے اور اسکے دفاع کو سدباب کر سکتے تھے۔۔۔

افضل ہم یہ نمبر زڈی ایکٹو کر رہے ہیں۔۔۔ فوراً تین فی سم اشو کروا کر یہاں
لاو۔۔۔ ارحم نے صورتحال کی سنگینی جانچتے فون کاٹا اور موبائلز سے سم نکالنے
لگا۔۔۔

ایمان لاونج میں بیٹھی ایل سی ڈی پر مسلسل چینل سرفنگ کر رہی تھی۔۔۔
جبکہ خولہ کو حامد لینے آنے والا تھا۔۔۔ صبح آفس جاتے وہ اسے چھوڑ گیا تھا اب
واپسی پر لیجانا تھا۔۔۔
دفعہً زوہان باہر سے اندر آیا اور ایک نظر انہیں دیکھ کر حسب سابق ماں کے
کمرے میں چلا گیا۔۔۔
اسکے کمرے میں جاتے ہی کچھ توقف کے بعد خولہ اٹھی اور مرے مرے قدم
اٹھاتی اسکے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔

ایمان نے اسے زوہان کے پیچھے جاتے دیکھا اور سر جھٹک کر پھر سے ایل سی ڈی کی
جانب متوجہ ہو گئی۔۔۔

جانتی تھی کہ وہ اب ایکسیوز کرنے کی ہے۔۔۔

میں اندر آ جاؤں زوئی بھائی۔۔۔ وہ دروازے میں کھڑی نظریں جھکائے مریل سے
آواز میں گویا ہوئی۔۔۔

زوہان نے سنجیدگی سے اسکا اتر اچھا دیکھا۔۔۔
کیوں پھر سے موبائل چرانا ہے۔۔۔
خولہ نے تڑپ کر اسے دیکھا۔۔۔

غزال سی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو چمکنے لگے۔۔۔
میں چور نہیں ہوں۔۔۔ ناہی موبائل چر رہی تھی۔۔۔ بس آپکا موبائل اچھا ہے
اس لئے دیکھ رہی تھی کہ یہ کیسا ہے۔۔۔ اور بس۔۔۔
ایم سوری۔۔۔ آئندہ سے میں کبھی آپکے موبائل کو ہاتھ نہیں لگاؤں گی۔۔۔ آپ
کہیں گے تب بھی نہیں۔۔۔ اسنے رگڑ کر اپنے آنسو صاف کئے۔۔۔
زوہان نے لب کترتے اسے دیکھا۔۔۔

Good girl & m also sorry...

غصے میں مجھے کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کیا بکواس کر رہا ہوں۔۔۔ بس کوشش کرنا آئندہ
میرے معاملات سے دور رہنا اور مجھے غصہ دلانے والا کوئی کام نا کرنا۔۔۔

وہ ایکسیوز کرتا تنبیہ بھی کر گیا۔۔۔

خولہ کے دل سے ایک بوجھ اتر ا۔۔۔

اسنے شکوہ کناں نگاہوں سے اسے تکا۔۔

یہ چاکلیٹس ہیں لینا چاہو تو لے سکتی ہو۔۔۔ وہ اسکی فیورٹ چاکلیٹس بیڈ پر رکھتا خود

فریش ہونے چلا گیا کے جانتا تھا ابھی وہ اسکے سامنے چاکلیٹس نہیں لے گی البتہ

اسکے جانے کے بعد ایک بھی نہیں چھوڑے گی۔۔۔

اور ہوا بھی یہ ہی۔۔۔ اسکے واش روم میں جاتے ہی خولہ کی آنکھوں میں چمک

ابھری اسنے جھک کر ساری چاکلیٹس اٹھائی اور باہر آ گئی۔۔

ایمان نے اسے مسکراتے ہوئے باہر آتے دیکھا تو مسکرا دی۔۔۔ ہاں جی ہو گئی
صلح۔۔

یس پھوپھو۔۔۔

ویسے آپکو پتہ ہے زونی بھائی حان بھائی جتنے اچھے نہیں۔۔۔ لیکن اتنے برے بھی

نہیں۔۔۔

وہ چہکتے ہوئے ایمان کے ساتھ آبیٹھی اور راز درانہ انداز میں گویا ہوئی۔۔۔ شروع سے ہی سارے بچے اسکے بہت قریب تھے لیکن خولہ سے دلی وابستگی ہی الگ تھی۔۔۔ ایک تو وہ لاڈلے بھائی کی بیٹی تھی دوسرا وہ خود بھی پیار لینا جانتی تھی۔۔۔ اور بچپن سے ہی اپنے گھر کم پھوپھو کے پاس زیادہ پائی جاتی تھی۔۔۔۔۔ کیا یہاں کسی نے میری تعریف کی۔۔۔ دفعتاً سبحان کچن سے کھیر کٹوری میں لاتا وہیں آگیا۔۔۔

افلورس ناٹ حان بھائی۔۔۔ آپکے کان بج رہے ہیں۔۔۔ وہ دانت نکالتی گویا ہوئی تو سبحان نے تاسف سے سر نفی میں ہلایا۔۔۔ اسکا سہی علان زونی ہی کرتا ہے۔۔۔ جی نہیں۔۔۔ اب ایسی بھی کوئی بات نہیں۔۔۔ صلح ہو گئی ہے ہماری۔۔۔ اور زونی بھائی نے مجھے چاکلیٹس بھی دی ہیں۔۔۔

وہ اترائی۔۔۔ دفعتاً حامد اسے لینے آیا تو وہ یونہی چہکتی پھوپھو سے مل کر اسکے ساتھ واپس آگئی۔۔۔

دفعتاً چینل سرفنگ کرتے ایک نیوز چینل پر ایمان کے ہاتھ رکے۔۔۔

وہاں بیڈلائز میں دو بزنس مینز کے درمیان چھڑی جنگ اور دھوکہ دہی کے
مقدمے کا بلٹن چل رہا تھا۔۔

ایمان نے غیر دلچسپی سے اسے دیکھا۔۔

ظاہر سی بات تھی کہ نیوز بزنس مینز کے بارے میں تھی۔۔۔ کسی سلیبرٹی کے
بارے میں نہیں جو ہر جانب چھاتی تھلکہ مچا جاتی۔۔۔

بزنس میز کی اس نیوز نے بلٹن میں اتنی ہی جگہ گھیری تھی جتنی آئے دن بزنس
کے حوالے سے خبریں جگہ گھیرتی ہیں۔۔۔

پاکستان میں سینکڑوں بزنس مین انڈسٹریل اور فیکٹری ہولڈرز ہیں جنکے نام تک
سوائے کاروباری حلقے کے کسی کو یاد نہیں رہتے۔۔۔

یہ خبریں کاروباری حلقے میں تو خاص اہمیت رکھ سکتی تھیں لیکن ایک عام انسان کی
زندگی میں محض اتنی ہی اہمیت رکھتی تھیں کہ وہ جن لوگوں کے نام تک سے نا آشنا
تھے انکے بارے میں بلٹن پڑھ کر آگے بڑھ جاتے۔۔۔

خانزادہ برادرز نے کیا خان کنسٹرکشنز پر دھوکہ دہی کا کیس۔۔۔

ایمان نے بلٹن دیکھتے ہی چینل بدل دیا۔۔۔

ممی۔۔۔ بابا کی کمپنی کا نام بھی خان کنسٹرکشنز ہی ہے نا۔۔۔ سبحان کھیر کا چچ منہ میں
ڈالتے اچھنبے سے مستنفر ہوا۔۔۔

ایمان مسکرا دی۔۔۔

یس۔۔۔

کہیں یہ انکے بارے میں تو نیوز نہیں۔۔۔ بیک کریں پلیز۔۔۔
پتہ نہیں پاکستان میں کتنی خان کنسٹرکشنز ہونگی سبحان۔۔۔ ایمان نے سادگی سے
شانے اچکائے۔۔۔

آپ بیک تو کریں۔۔۔ بڑینڈ ایک ہی ہوتا ہے۔۔۔ مطلب جیسے کوکا کولا ایک ہی
کمپنی ہے اسکی کاپیز بنیں گی بھی تو نام الگ رکھیں گے۔۔۔
ایمان نے بیٹے کی بحث سے مجبور ہو کر وہی نیوز چینل لگایا۔۔۔

خان کنسٹرکشنز کے چھوٹے بیٹے شامیر خان پر ہوا قاتلانہ حملہ۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ سبحان کے ہاتھ سے چچ اور کٹوری چھوٹ گیا۔۔۔

ناموں کی اتنی مماثلت نہیں ہو سکتی ممی۔۔۔

ہیڈ لائن چل رہی تھی لیکن ساتھ کوئی ویڈیو کلپ نہ تھا۔۔۔

دفعتا فریش ہو کر زوہان بھی باہر ہی آگیا۔۔۔
نہیں ایسا نہیں ہو سکتا بھائی۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو میری ڈیڈ سے بات ہو رہی
تھی۔۔۔

زوہان نے جیسے اس سے زیادہ خود کو جھٹلایا۔۔۔
وہاں موجود تینوں نفوس کی جان پر بن آئی تھی۔۔۔
زوہان نے آگے بڑھتے ماں کے ہاتھ سے ریمورٹ کھینچا۔۔۔
یہاں نیوز اتنی ہی آنی تھی۔۔۔ اصل معاملہ یہاں سے پتہ نہیں چل سکتا۔۔۔
اصل تہلکہ تو کاروباری حلقے میں مچا ہونا تھا۔۔۔
اسنے ایل سی ڈی وائی فائے سے کنیکٹ کرتے لنکڈ ان اور کاروباری سوشل
اکاؤنٹس کھولے یقیناً اصل بات کی تہہ تک وہیں سے جایا جاسکتا تھا۔۔۔
اور توقع کے عین مطابق کاروباری حلقے اور انکے تمام سوشل نیٹ ورکس میں یہ خبر
آگ کی طرح پھیلی ہوئی تھی۔۔۔

خان کنسٹرکشنز اور خانزادہ برادرز کے نام سے ہمیش ٹیگ ٹرینڈ چل نکلا تھا۔۔۔ وہ
ایک کے بات ایک سرچ کر تا گیا۔۔۔

ایمان اور سبحان سانس تک روکے بیٹھے تھے۔۔

سبحان ساتھ ساتھ باپ سے رابطہ کرنے کو مسلسل اسکا نمبر ملارہا تھا لیکن نمبر بند جا رہا تھا۔۔

دفعۃً ایک کلپ سامنے آیا جہاں گاڑی کاٹ کر اندر سے شامیر کی خون میں لت پت باڈی باہر نکالی جا رہی تھی۔۔۔

آہہہہ۔۔۔ ایمان کی دلخراش چیخ گھونج اٹھی۔۔۔ جبکہ تھرا تو وہ دونوں بھی گئے تھے باپ کی اس قدر قابل رحم حالت دیکھ کر۔۔۔۔

مائے گاڈ مئی یہ ڈیڈ ہی ہیں۔۔۔ خون میں لٹ پٹ ہونے کے باوجود وہ تینوں شامیر کو پہچان چکے تھے۔۔۔

ایمان کو اپنے جسم سے روح نکلتی محسوس ہوئی۔۔۔ اسکا جسم کپکپانے لگا جبکہ آنکھوں سے سیل رواں جاری ہو گیا تھا۔۔۔۔

یہ کیسے ہو گیا۔۔۔ کون ہے انکا دشمن۔۔۔ مائے گاڈ۔۔۔ میرا دل صبح سے گھبرا رہا تھا۔۔۔ خان کی جانب تو دھیان ہی ناگیا۔۔۔

اللہ جی میں کیا کروں۔۔۔ اسکی تو حسیات ہی مفلوج ہونے لگی تھیں۔۔۔

ابھی تک کچھ کہا نہیں جاسکتا کہ شامیر خان زندہ ہے یا۔۔ زوہان نے ریمورٹ پوری قوت سے ایل سی ڈی میں دی میں دے مارا۔۔ اور خود ہانپتا ہوا چکر اتا سر تھام کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔ باپ کی حالت دیکھ کر دل چاہ رہا تھا کہ ڈھارے مار مار کر رو دے۔۔۔

ہوش سے کام لو زوہان۔۔۔ یہ وقت جذباتیت کا نہیں۔۔۔
اسے کہتے یکدم سبحان کی نظر ماں پر پڑی تو چیل کی تیزی سے اسکی جانب لپکا۔۔۔
کچن سے پانی لاؤ زونی۔۔۔ جلدی۔۔۔ ماں کے ڈھتے وجود کو باہوں میں سمیٹتے وہ چلایا تو زوہان صورتحال کی سنگینی بھانپتا لپک کر کچن کی جانب بڑھا۔۔۔
پانی کا گلاس لا کر سبحان کو دیا جو اسنے لمحہ بالمحہ سفید پڑتی ماں کے لبوں سے لگایا۔۔۔
اسکے کچھ حواس بحال ہوئے تو وہ خالی خالی نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگی۔۔۔
زونی امجد چاچا کو فون لگاؤ۔۔۔ ان سے ڈیڈ کے بارے میں دریافت کرو۔۔۔
سبحان نے یاد آنے پر زوہان سے کہا تو ایمان کے بھی تن مردہ میں جیسے تحریک سی پیدا ہوئی۔۔۔ وہ فوراً الرٹ ہو بیٹھی۔۔۔ زوہان بے چینی سے ٹہلتا امجد کا نمبر ڈائل

کر رہا تھا جبکہ ایمان مسلسل کسی ناکسی آیت کا ورد کرتی مدھم پڑتی ڈھرنکوں کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

دوپہر سے شام ڈھلنے لگی تھی۔۔۔ سنہرے سورج کے کنارے ہلکے نارنجی ہوتے آسمان کے افق پر کہیں چھپنے لگے تھے۔۔۔ سردیوں کی طویل راتوں میں سر شام ہی سردی کی شدت بڑھنے لگی تھی اور اسلام آباد اور اسکے گرد و نواح میں لاہور کی نسبت ٹھنڈ کے اثرات زیادہ تھے۔۔۔

ایسے میں فارم ہاؤس کے وسیع سے ہال کی ساری بتیاں روشن تھیں البتہ ہال کی نسبت باقی ہر جانب اندھیرا تھا۔۔۔ یا تو کسی کا اس جانب دھیان ہی ناگیا کہ بتیاں روشن کی جائیں یا یہ ارادی طور پر تھا۔۔۔

ایسے میں واجد خان رحم اور ذوہیب تینوں الگ الگ نشستوں پر بیٹھے تھے البتہ سبکی ساکت نگاہیں دیوار گیر ایل سی ڈی پر جمی تھیں۔۔۔ چہروں پر طیش اور رگوں میں ابال اٹھ رہے تھے۔۔۔

سامنے ایل سی ڈی پر مستند ذرائع کے ذریعے سے ہسپتال کے اندرونی مناظر پوری
جزئیات سے چل رہے تھے۔۔۔

وہاں ایک ہنگامہ بھرپا تھا۔۔۔

ہال کی خاموشی کو توڑ بھی اس ہنگامے کی آوازیں ہی رہی تھیں۔۔۔

ناظرین شامیر خان کے جسم پر لگنے والی گولیوں کو نکال دیا گیا ہے۔۔۔ البتہ کئی
گولیاں انکے دل کے مقام کو چھو کر گزری ہیں البتہ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ ایک
گولی سر پر لگی ہے جسکی نوعیت خاصی خطرناک ہے۔۔۔

انہیں انتہائی نگہداشت میں رکھا گیا ہے۔۔۔ انکا کیس خاصا سیریس ہے اور
ڈاکٹروں کے مطابق انکا پر اپر علان جب تک شروع نہیں کیا جاسکتا جب تک انکے
گھر والے یہاں آکر اجازت نامے پر سائن نہیں کر دیتے۔۔۔

ایک ایک خبر وہاں بیٹھے تینوں افراد پر قیامت بن کر ٹوٹ رہی تھی۔۔۔
لیکن یہاں شاید خون سفید ہو گیا ہے۔۔۔ دھوکہ دہی کے کیس کے باعث خان
کنسٹرکشنز کے مالکوں کو شاید سانپ سو نگھ گیا ہے۔۔۔ کسی کو بیٹے یا بھائی کی زندگی

پیاری نہیں شاید۔۔۔ تبھی وقت تیزی سے گزرنے کے باوجود ابھی تک شامیر خان کے پیچھے کوئی نہیں پہنچا۔۔۔

آواز کسی تیز ڈھار آلے کی مانند انکی سماعت کے ساتھ ساتھ دلوں کو چیرتی جا رہی تھی۔۔۔

میں جا رہا ہوں بھائی کے پیچھے۔۔۔

This is to much...

ہم اس قدر بے بس نہیں ہو سکتے۔۔۔

ارحم کی رگوں میں طیش سے ابال اٹھ رہے تھے چہرہ شدت ضبط سے سرخ پڑ گیا

تھا۔۔۔ تبھی وہ مٹھیاں میچتا ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

بیٹھ جاوارحم۔۔۔ یہ وقت جذباتیت دکھانے کا نہیں۔۔۔

ہوش سے کام لینے کا ہے۔۔۔ ذوہیب خان نے پریشانی سے ماتھا مسلتے اسے

گھر کا۔۔۔

کیا مطلب ہوش سے کام لینا۔۔۔ میرا بھائی وہاں زندگی اور موت کی کش مکش میں

جھول رہا ہے اور ہم یہاں۔۔۔

یہ ٹریپ ہے ارحم۔۔۔ سمجھو اس بات کو۔۔۔

حالات ہمارے خلاف تنگ کئے جا رہے ہیں تاکہ ہم منظر عام پر آئیں۔۔۔ دشمن بہت شاطر ہے۔۔۔ لیکن ٹرسٹ می۔۔۔ تم وہاں چلے بھی گئے تو تمہیں ہسپتال کے اندر تک گھسنے نہ دیا جائے گا۔۔۔

باہر سے ہی گرفتار کر لیا جائے گا۔۔۔ لحاظ اس وقت جذباتیت کو چھوڑ کر عقل سے کام لو۔۔۔ اور اپنی تمام توانائیاں محض دو کاموں میں صرف کرو۔۔۔ نمبر ایک جلد از جلد ہمیں اپنی ضمانت کروانی ہے تاکہ بلا خوف و خطر ہم شامیر کے پاس جاسکیں۔۔۔ نمبر دو اپنے کانٹیکٹس استعمال کرو تاکہ ہم جلد از جلد شامیر کا علاج شروع کروا سکیں۔۔۔ ذوہیب نے اس بپھرے ہوئے طوفان کو مدبرانہ انداز میں سمجھانا چاہا۔۔۔

اور اس سارے پر اس میں وقت کتنا لگے گا۔۔۔

وہ مرتے کیا نہ کرتے کے مصداق بے چینی سے وہیں بیٹھ گیا۔۔۔

کچھ کہا نہیں جاسکتا۔۔۔

کیا مسئلہ کیا ہے افضل کیوں ابھی تک شامیر کا علاج شروع نہیں ہوا۔۔۔ دفعتاً بابا کی گرجتی آواز پر دونوں انکی جانب متوجہ ہوئے جو فون کان سے لگائے یہاں سے وہاں چکر کاٹتے گرج رہے تھے۔۔۔

وقت برا چل رہا ہو تو ہر چیز پلٹا کھا جاتی ہے۔۔۔ انسان کی پہچان ہوتی ہی برے وقت میں ہے۔۔۔ اچھے وقت میں تو سبھی چڑھتے سورج کے پجاری ہوتے ہیں۔۔۔ اور اس وقت جب انہیں سب سے زیادہ مدد کی ضرورت تھی تب سبھی ہاتھ چھڑا رہے تھے۔۔۔ سب چڑھتے سورج کے پجاری تھے۔۔۔ دو بتی ساکھ کے ساتھ کوئی سہارا فراہم کرنے کو بھی کھڑا ہونا پسند نہ کر رہا تھا۔۔۔

یہ بے بسی کا مقام تھا۔۔۔ ابھی وہ لوگ گرفتار نہ ہوئے تھے تو لوگ ہاتھ چھڑوا رہے تھے گرفتاری دے دیتے تو یقیناً کوئی پوچھنے بھی نہ آتا۔۔۔

بابا مسلسل افضل اور اپنے آفیشلی وکیل کے ساتھ رابطے میں تھے۔۔۔ وکیل انکی ضمانتوں کے لئے سر توڑ کوشش کر رہا تھا لیکن براہوا ایک تو عدالت کا وقت ختم ہو گیا تھا نیز اگلے دن اتوار تھا۔۔۔ اور بے بسی بھرا یہ وقت کاٹنا ہی دو دھاری تلوار پر چلنے کے مترادف تھا۔

What's wrong with you baba...

مانا کے آپکے اور واجد انکل کے کچھ بزنس کلیشز چل رہے ہیں۔۔ مگر شامیر میرا شوہر ہے۔۔۔ آپ کیوں ابھی تک اسکی خبر گیری کو وہاں نہیں پہنچے۔۔۔ کیوں اسکا پر اپر علاج ابھی تک شروع نہیں ہوا۔۔۔

پروشہ اس وقت ایک انٹرنیشنل ٹور پر تھی جب یہ خبر اس تک پہنچی تبھی وہ باپ کی عفت پر اب اس پر برس رہی تھی۔۔۔ شاباش ہے بیٹا۔۔۔

یہ تو وہی بات ہوئی۔۔۔ ہم تو ڈوبیں گے صنم تمہیں بھی لے ڈوبیں گے۔۔۔ اسکا سگا باپ اس وقت بل میں جا چھپا ہے اور تم مجھے کہہ رہی ہو کہ اوکھلی میں سر دینے چلا جاؤں۔۔۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ شامیر کے پیچھے جو بھی جائیگا اسے حراست میں لے لیا جائیگا۔۔۔

اس وقت محض تیل دیکھو اور تیل کی ڈھار دیکھو۔۔۔ یہ ہنگامہ چھوٹا نہیں۔۔۔ باپ کی باتیں سن کر وہ انگہشت بدنداں رہ گئی۔۔۔

آپ ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں بابا۔۔۔ میں پہلی فلائیٹ سے پاکستان پہنچ رہی ہو۔۔۔
غلطی سے بھی یہ غلطی مت کرنا پر وشہ۔۔۔ ابھی جہاں ہو وہیں بیٹھی رہو معاملے کو
زرا ٹھنڈا پڑنے دو۔۔۔ جلتی آگ میں کو دو گی تو سوائے خسارے کے کچھ ہاتھ نہ
آئے گا۔۔۔ وہ بھی تب جب شامیر کے بچنے کے چانسز بہت تنگ ہیں۔۔۔
بابا کی باتوں پر وہ ڈھرتے دل کے ساتھ سر تھام کر رہ گئی۔۔۔ چاروں اوڑھ اندھیرا
چھانے لگا تھا۔۔۔

اس گھر میں اس وقت موت کا سانسٹا اچھا یا تھا۔۔۔ کنزل اور سبحان تھری سیٹر
صوفے پر بیٹھے تھے جبکہ زوہاں انکے پاس نیچے بچھے بھورے رنگ کے رگ پر
دو زانوں بیٹھا تھا اسکے ہاتھ میں موبائل تھا ماتھا جسکا سپیکر اس وقت آن تھا۔۔۔ اور
وہاں سنائے کو چیرتی اور انکی روحوں کو مزید گھائل کرتی محض ایک دلدوز آواز ہی
گھونج رہی تھی۔۔۔ جو رگ رگ میں سرایت کرتی زہر کی مانند اندر ہی اندر انہیں
کاٹ رہی تھی۔۔۔

بہت برا ہوا ہے بیٹا۔۔۔ کسی آستین کے سانپ نے بہت غلط کیا اور خان کی پیٹھ پر وار کیا ہے۔۔۔

ایک طرف مال بدلو کر دھوکہ دہی کا کیس کروا دیا دوسری جانب ان پر قاتلانہ حملہ کر ڈالا ہے۔۔۔ خان کی حالت بہت تشویشناک ہے بیٹا ستم یہ کہ یہ لوگ انکا علاج تک نہیں کر رہے کہ جب تک انکے گھر سے کوئی اپنا آکر اجازت نامے پر سائن نہ کر ڈالے وہ اتنی سیریس کیس میں ہاتھ نہیں ڈال سکتے۔۔۔ امجد کی گلوگیر آواز ان تینوں کے دل دہلا رہی تھی۔۔۔

مئی ہماری پیکنگ کریں ہم جارہے ہیں ڈیڈ کے پاس۔۔۔ فون بند ہوتے ہی زوہان ایک دم کھڑا ہوتا غصہ ضبط کرنے کی کوششوں میں ہلکان پھڑپھڑایا۔۔۔ ایمان بونچکارہ گئی۔۔۔

ہوش میں تو ہو زوہان۔۔۔ جانتے بھی ہو کہ کیا کہہ رہے ہو۔۔۔

وہ ٹھیک کہہ رہا ہے مئی۔۔۔ سو فیصد ٹھیک۔۔۔ ہمیں ڈیڈ کے پیچھے جانا ہے۔۔۔

سبحان کے فیصلہ کن انداز میں کہنے پر اسنے دہل کر سبحان کو دیکھا جسکی آنکھوں میں پختہ عزم اور ارادہ اٹل تھا۔۔۔

وہ زوہان کی نسبت کم کم ضد پر اترتا تھا مگر اگر کسی چیز کا فیصلہ کر لیتا تو اسے اس بات پر سے ہٹا پانا ممکن ہو جاتا۔۔۔

سبحان اب تم بھی مجھے زونی کی طرح تنگ کرو گے۔۔ ایمان کا دل پھٹنے لگا۔۔ شوہر بستر مرگ پر پڑا تھا اور بیٹے بغاوت پر اتر آئے تھے۔۔۔

نومی۔۔۔ پہلے تو یہ بات کلئیر کر لیں کہ زوہان یا میں ضد نہیں کر رہے۔۔ ہمارے باپ کو ہماری ضرورت ہے اور ہم ہر چیز بالائے طاق رکھتے انکے پیچھے جائیں گے۔۔۔ اسکا لہجہ مضبوط اور اٹل تھا۔۔۔ ایمان اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

یہ داو بہت بڑے لیول پر کھیلا جا رہا ہے سبحان۔۔۔ اتنے بڑے لیول پر کے شامیر کے اونچلے شملے والا باپ اور بھائیوں تک کے ہاتھ باندھ دیئے گئے ہیں۔۔۔ وہ بے بس ہیں اس وقت۔۔۔ ایسے میں تم دونوں بچے ہو ابھی بیٹا۔۔۔ دودھ سے مکھی کی طرح نکال پھینکے گے اس دنیا کے باسی تم دونوں کو۔۔۔

میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں۔۔۔ میرے لئے مزید پریشانیاں مت بڑھاؤ۔۔۔ وہ زوہان کو طیش سے اپنے کمرے میں جا کر پیکنگ کرتا دیکھ بھاگ کر اسکے پیچھے آئی۔۔۔

دل کسی انہونی کے خوف سے ڈھرک رہا تھا۔۔۔

زو۔۔ زونی میری بات۔۔۔

دفعۃً سبجان کے بھی اسکے ساتھ پیکنگ کرنے پر اسے اپنا جسم کپکپاتا محسوس ہوا۔۔۔

جوان اولاد کے ہاتھوں وہ بے بس ہونے لگی تھی۔۔۔

تم دونوں اب اسقدر باغی ہو جاو گے کہ ماں کے خلاف فیصلے لینے لگو گے۔۔۔

وہ بے بس ہوتی ایک دم چلا اٹھی۔۔۔

مان کی کوئی قدر نہیں ہے تم دونوں کی نظروں میں۔۔۔ دشمن ہوں کیا تم دونوں

کی۔۔۔ آنسو تو اتر سے اسکی آنکھوں سے بہتے چلے جا رہے تھے۔۔۔ اپنی بے بسی پر

دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔۔۔

دل بے ہنگم انداز میں ڈھرکنے لگا تھا۔۔۔

دونوں بھائیوں نے بے بسی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا کہ یہ تو طے تھا ماں

کی آنکھوں میں آنسو کسی کو بھی گوارا نہ تھا۔۔۔

ممی آپ بات کو سمجھیں۔۔۔ دفعۃً سبجان اسکی جانب بڑھا۔۔۔

ایمان بے طرح اسکا ہاتھ جھٹکتی کمرے سے نکل آئی۔۔۔

دونوں کو پینگ بھول گئی وہ اسکے پیچھے ہی باہر آنکے۔۔۔

ممی آپ کیا چاہتی ہیں ہمارا باپ وہاں بے یار و مددگار لاوارثوں کی طرح بنا علاج کے پڑا رہے۔۔۔ زوہان کا چبھتا ہوا سوال کسی انی کی مانند اسکے دل میں آکر لگا۔۔۔

وہ تڑپ تڑپ گئی۔۔۔

کیوں چاہوں گی میں ایسا۔۔۔ لیکن بنا کسی بیک آپ پلان کے جوش میں ہوش کھونا کہاں کی عقلمندی ہے۔۔۔ ایمان نے گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔

چھوٹے بچوں کو سمجھانا ایک آسان امر تھا لیکن ماں کے قد سے قد نکالتے بچوں کو سمجھانا کس قدر مشکل امر تھا یہ آج ایمان نے جانا تھا۔۔۔

ممی میری بات سنیں۔۔۔ ہم شامیر خان کے بیٹے ہیں۔۔۔ ہم پر کوئی کیس نہیں۔۔۔ جب کیس ہی نہیں تو فکر کیسی۔۔۔ ہم باپ کی پشت پناہی کر سکتے ہیں۔۔۔ سبحان اسکے پاس دوزانو بیٹھتا اسکے ہاتھ تھام کر لہیمی سے بولا۔۔۔

جس راز کو تمہارا باپ اتنے سالوں سے چھپاتا رہا وہ لمحوں میں اشکار ہو جائے گا بیٹا۔۔۔

تمہارے باپ کی یہ حقیقت چھپانے کے پیچھے چند مصلحتیں تھیں۔۔۔ ہم اس وقت جب ہمارا مضبوط سہارا یعنی کے تمہارے ڈیڈ ہمارے ساتھ نہیں ایسے میں دریا میں آئی طغیانی کے مسافر نہیں بن سکتے بیٹا۔۔۔

اسکی منہ زور موجیں ہمارا سب کچھ لے اڑیں گی۔۔۔

خان کے بعد میرا کل سرمایہ تم دونوں ہو۔۔۔ کیسے تم دونوں کو داؤ پر لگا دوں۔۔۔ ایمان کے لہجے میں وہ خدشات پنپ رہے تھے جسکی الف ب سے بھی وہ دونوں بچے ناواقف تھے۔۔۔

اب آپ میری بات سنیں مئی۔۔۔

سب اللہ پر چھوڑ دیں۔۔۔ اس اللہ پر جو بڑا کار ساز ہے۔۔۔ جو مسبب الاسباب ہے۔۔۔ اس وقت سب بھول جائیں۔۔۔

اس دنیا کے لوگ۔

انکی طاقت۔۔۔

انکی دہشت۔۔۔

ہمارا اصل۔۔۔

ہمارا حق۔۔۔

ہمارا دودھیال۔۔۔ سب

محض یہ یاد رکھیں کہ وہاں بستر مرگ پر پڑا شخص ہمارا باپ ہے۔۔۔ وہ باپ جس نے آج تک ہمیں کسی چیز کی کمی نہیں آنے دی۔۔۔

وہ باپ جس نے ہماری ہر خواہش لبوں پر آنے سے پہلے ہوئی کی۔۔۔ وہ باپ جو اس زمانے کی سرد و گرم میں ہماری ڈھال بنا رہا۔۔۔

وہ باپ جس کے دم سے آج ہم یہاں اس مقام پر کھڑے ہیں۔۔۔
مئی اس باپ کو ہماری ضرورت ہے۔۔۔

ہم اگر اب انکے پاس ناگئے جب ہمیں تحفظ فراہم کرنے والی ڈھال خود ڈھ رہی ہے اور اسے ہماری ضرورت ہے تو ہم کبھی خود کو معاف نہیں کر پائیں گے۔۔۔

اس وقت انکے دونوں بیٹے انکا سہارا ثابت ہو سکتے ہیں۔۔۔ ایسے ستوں جو اگر انکے پیچھے کھڑے ہونگے تو اس ڈھتی ڈھال کو گرنے نہیں دیں گے۔۔۔

اس لئے ہمیں اللہ کی امان میں دیں اور اپنی دعاؤں تلے رخصت کریں۔۔۔ ہمیں
مت روکیں کیونکہ اگر ماں کا حق ہم پر سب سے زیادہ ہے تو باپ کے حقوق بھی
بہت ہیں ہم پر واجب الادا۔۔۔

ماں باپ کی اولاد سے بھلائی کا قرض تو اولاد کبھی چکا ہی نہیں سکتی۔۔۔ لیکن پلیز
ہمیں ہمارے فرض سے مت روکیں۔۔۔

ہمارے لئے محض دعا کریں۔۔۔

انکی باتیں سن کر ایمان گم صم رہ گئی۔۔۔ ایک طرف شوہر تھا تو دوسری طرف
اولاد۔۔۔ عجیب دور ہے پر لے آئی تھی زندگی۔۔۔

تمہارے بابا اس وقت ہوش میں نہیں۔۔۔ انکی حالت بہت کڑی ٹیکل ہے۔۔۔ وہ وہ
الفاظ منہ پر لانا بھی ناچاہتی تھی جس انہونی کا خدشہ دل بتلا رہا تھا۔۔۔

فائن مئی۔۔۔ موت اس دنیا کی اٹل حقیقت ہے۔۔۔ دفعتاً زوہان سرخ آنکھوں
سمیٹ اسکے قریب دوزانو بیٹھا۔۔۔

بری سے بری صورت حال بھی اس کیس میں کیا ہو سکتی ہے۔۔۔ بلفرض۔۔۔

اللہ ناکرے۔۔۔ اللہ ناکرے۔۔۔ میرے منہ میں خاک۔۔۔ یہ ہی کے ڈیڈنا
رہیں۔۔۔

ایمان کا دل دہل گیا۔۔۔ جس بات کو وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی وہ بات اسکے بیٹے
نے کر ڈالی تھی۔۔۔ دل بری طرح کپکپایا۔۔۔ تو ایسی صورت حال میں آپ کیا چاہتی
ہیں کے جو ان بیٹے باپ کو کندھا بھی نادینے جائیں۔۔۔

اسکی سرخ وحشت ناک آنکھیں نم تھیں۔۔۔ اور یہیں ایمان بے بس ہو گئی۔۔۔
دل کہہ رہا تھا کہ مسلسل کوئی انہونی انکے تعاقب میں ہے۔۔۔

ٹھیک ہے پر پھر میں بھی ساتھ چلوں گی۔۔۔ اسنے ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف
کئے۔۔۔
آپ ساتھ چل کر کیا کریں گی مئی۔۔۔ زوہان جھنجھلایا۔۔۔

بکو اس بند کرو۔۔۔ لمحے میں ٹمپر لوز کر دیتے ہو۔۔۔ جس قدر جذباتی ہو جاتے ہو
تم۔۔۔ تمہیں تمہاری جذباتیت سمیٹ تنہا منہ زور لہروں کے سپرد کر دوں۔۔۔

کنزل غضب ناک انداز میں گرجی۔۔۔ حواس پہلے ہی مختل تھے مزید براں کچھ سمجھنا آ رہا تھا کہ کیا کرے۔۔۔

اوکے مئی آپ تیاری کریں۔۔۔ میں اونلائن پہلی فلائٹ کے ٹکٹس بک کرواتا ہوں۔۔۔

سبحان کے کہنے پر وہ دل پر منوں بوجھ لئے اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔ ناجانے وہ ٹھیک کر بھی رہی تھی یا نہیں۔۔۔

سارے راستے ایمان مختلف آیات کا ورد کرتی بیٹوں اور شوہر کی سلامتی کی دعائیں کرتی خاموش آنسو بہاتی رہی تھی۔۔۔

دل اس قدر زور سے ڈھرک رہا تھا جیسے ابھی سینے کی دیواریں توڑ کر باہر آنکلی گ۔۔۔

وہ دونوں مسلسل امجد کے ساتھ رابطے میں تھے۔۔۔ صورتحال کی سنگینی دیکھ امجد نے انہیں وہاں آنے سے منع کرنا چاہا۔۔۔ لیکن وہ دونوں ہی اس بات کو خوبصورتی سے ماں سے چھپا گئے۔۔۔

ایئرپورٹ لینڈ کرتے ہی امجد ان سے پہلے ہی وہاں موجود تھا۔۔۔

ایمان بی بی آپکا ہسپتال آنا ابھی مناسب نہیں آپ خان کے اپارٹمنٹ میں رکیں۔۔۔ میں دونوں بچوں کے ساتھ ہسپتال جاتا ہوں۔۔۔ انہوں نے راستے میں ہی ایمان کو اپارٹمنٹ اتار دیا۔۔۔

ایمان کا بے قابو ہوتا دل سینے کی دیواروں سے سر پٹختے پاگل ہونے لگا۔۔۔ اس نے اپنے موبائل میں زوہان کے سرچ کئے گئے ہسپتال سے مخصوص مختص چینل کو ایل سی ڈی سے کنیکٹ کیا اور بے چینی سے مختلف آیات کا ورد کرتی ہسپتال میں بھرپا اس ہنگامے کو دیکھنے لگی۔۔۔ جہاں اینکرز گلہ پھاڑتے مسلسل صورتحال سے آگاہ کر رہے تھے۔۔۔ اور وہ صورتحال ایسی تھی جو مسلسل ایمان کا دل دہلا رہی تھی۔۔۔

ناجانے کیوں باغی دل بار بار خبردار کر رہا تھا کہ کچھ برا ہونے والا ہے۔۔۔ کچھ انتہائی برا۔۔۔

عشا کی اذانیں ہوئے کافی وقت ہو گیا تھا رات گہری ہو رہی تھی۔۔۔ اسنے اٹھ کر وضو کیا اور نماز ادا کرتے ہی سجدے میں گرتی سسک پڑی۔۔۔

بچوں تم دونوں کی ضد تم لوگوں کو یہاں تک لے تو آئی لیکن میں ابھی ابھی یہ ہی کہوں گا کہ یہ کسی صورت خطرے سے خالی نہیں۔۔۔

وہ انہیں سیدھے الفاظ میں یہ ناکہ سکا کہ شامیر کی حالت بہت نازک ہے۔۔۔ ڈاکٹر نے اسے بچنے کے چانسز بہت کم بتائے ہیں۔۔۔ ایسے میں اگر خدا نخواستہ اسے کچھ ہو گیا تو ایک حقیقت جسے اسنے اتنے سالوں سے سب سے چھپا کر پروان چڑھایا ہے اسے آشکار ہونے پر شامیر کے بعد انکی زندگیاں کس قدر مشکلات کا شکار ہو جائیں گی۔۔۔ وہ شاید اندازہ نہ رکھتے تھے۔۔۔

امجد چچا۔۔۔ ہمارے لئے محض دعا کریں۔۔۔ جب ہم یہاں تک آگئے ہیں تو پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔۔۔

ہمیں یہ بتائیں کے بابا کہاں ہے ہم ان تک کیسے جاسکتے ہیں۔۔۔
گاڑی سے نکلتے ہی سبحان سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔
امجد گہری سانس بھر کر رہ گیا۔۔۔

یہاں سے دائیں جانب آئی سی یو ہے۔۔۔ وہاں کسی بھی غیر متعلقہ فرد کو جانے کی اجازت نہیں سوائے فیملی ممبرز کے۔۔۔ حنکہ مجھے بھی نہیں۔۔۔

اور اس آئی سی یو کے باہر ہی میڈیا کا جھمگٹا ہے جہاں پر وہ ہر اندر جانے والے کے بارے میں فی سے فی خبر نشر کرنے کے لئے بے تاب کھڑے ہیں۔۔۔

ابھی یہاں آپ دونوں کی موجودگی جنگل میں اگ کی طرح پھیل جائے گی۔۔۔

آئی سی یو سے چند قدم کی دوری پر کھڑے ہو کر امجد نے انہیں ایک مرتبہ پھر سے صورتحال کی سنگینی سے آگاہ کرنا چاہا۔۔۔

وہ دونوں بات سمجھ کر سرہاں میں ہلاتے مضبوط قدم اٹھاتے اسے جھمگٹے کی جانب
بڑھے۔۔۔

اس وقت باپ کی ذات سب سے اوپر تھی باقی ہر چیز ثانوی تھی۔۔۔

بیٹے باپ پر نہیں گئے تھے۔۔۔ اور جب انہوں نے ماں کی نامانی تھی تو اسکی کیسے مان
لیتے۔۔۔ امجد انہیں خود سے دور جاتا دیکھ تاسف سے سوچتا رہا۔۔۔
کم از کم شامیر کی اچھی عادت یہ تھی کہ اس کے ملازم ہونے کے باوجود وہ اسکی رائے
کو اہمیت دیتا تھا۔۔۔ اور اس کے منع کرنے پر کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اسے کراس
چیک کر کے اس کے فائدے اور نقصانات ضرور چیک کرتا۔۔۔
مگر اولاد باپ کا لٹ تھی۔۔۔ یا تو وہ ضرورت سے زیادہ عقلمند تھے یا تھے ابھی بچے
جو آگے درپیش اونچ پنچ اور مشکلات کو دیکھ نہیں پارہے تھے۔۔۔

وہ دونوں بھائی جینز پر شرٹ زیب تن کئے اس پر بلیک لیڈر کی جیکٹ پہنیں سر اٹھائے اپنے مکمل سرو قد کے ساتھ با اعتماد قدم اٹھاتے ہسپتال کی تخبستہ راہداری میں آگے بڑھتے لمحہ بالمحہ اس ہجوم کے قریب ہوتے جارہے تھے جہاں انکے جاتے ہی ایک تھلکہ مچ جانے والا تھا۔۔۔۔۔

امجد کی آنکھوں میں موجود ملال و تاسف کے رنگ کچھ مزید گہرے ہوئے۔۔۔ کاش وہ اپنے خان کی اولاد کی پروٹیکشن کے لئے کچھ کر پاتا۔۔۔

دوپہر سے شام اور شام سے رات گہری ہونے لگی تھی۔۔ سردی کی شوریدہ سر ہوائیں بے لگام ہوتی ہڈیوں میں گھس رہی تھیں۔۔۔ وہ الگ بات کے اس فارم ہاؤس کا ہیٹنگ سسٹم بڑی دیدہ دلیری سے سردی کی ان شوریدہ سر اور سرد لہروں سے جنگ جیتتا اندر کا ٹمپرچر معتدل رکھے ہوئے تھا۔۔۔

اس ہال میں مقیم تینوں افراد کی بھوک پیاس نیند سب مرچکی تھی۔۔۔ وہ مسلسل اپنے اپنے کانٹیکٹس استعمال کر رہے تھے۔۔۔

واجد خان کا سارا فوکس اپنی ضمانتوں پر تھا لیکن صبح اتوار ہونے کے باعث یہ کام مسلسل ملتوی ہو رہا تھا۔۔۔

وہ دونوں بھائی بھی بھوک پیاس بھلائے بری طرح اپنے اپنے فونوں میں منہمک تھے۔۔۔ کبھی ایک سے بات کرتے تو کبھی دوسرے سے۔۔۔ تھک ہار کر کچھ پل سکون سے بیٹھتے تو پھر سے ایک نیا خیال سو جھنے پر مستند ہوتے موبائل پر نمبر ڈائل کرنے لگتے۔۔۔

جیسے دریا میں ڈوبتا شخص تیزی سے اور ہر اینگل سے ہاتھ پاؤں مارتا اپنے بچاؤ کی کوشش کرتا ہے اور یہاں مقصود محض بچاؤ نہ تھا بلکہ ڈوبتی ساکھ بچانے کے ساتھ ساتھ دشمن کو بھی ٹف ٹائم دینا تھا۔۔۔

ذوہیب خان صوفے پر سر جھکائے بیٹھا موبائل پر مصروف تھا جبکہ ارجم دیوار گیر کھڑکی کے پاس کھڑا کسی سے بات کر رہا تھا۔۔۔

دفعۃ ایل سی ڈی پر متحرک ہوتے ہنگامے اور اینکروں کی چیختی آوازوں نے یکدم سب کی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی۔۔۔

خان کنسٹرکشنز کے کیس میں آئی نی پیش رفت۔۔۔

شامیر خان کے پیچھے اسکے دعوے داروں میں آئے شامیر خان کے دو جوان بیٹے۔۔۔

جنکا دعویٰ ہے کہ شامیر خان انکا باپ ہے۔۔۔

خبر تھی یا آسمانی بجلی جو فارم ہاوس میں موجود ان تینوں مکینوں پر ٹوٹی تھی۔۔۔

واجد خان نے فون پر بات کرتے چونک کر پلٹتے ایل سی ڈی کی سکرین کو دیکھا۔۔۔

جبکہ دیوار گیر کھڑکی کے قریب کھڑے ارحم کو بھی فون پر بات کرنا بھول گئی۔۔۔

اسکی ساکت و جامد نگاہیں ایل سی ڈی کی روشن سکرین سے ٹکرائیں۔۔۔ ذوہیب خان

کی حالت بھی ان سے مختلف نہ تھی۔۔۔ حیرت و شاک کے تاثرات چہرے پر سجائے

اسنے اچھنبے سے فون سے سر اٹھاتے ایل سی ڈی کو دیکھا۔۔۔

What is this...

How is this possible...

اسکے لب پھڑپھڑائے۔۔۔

وہ تینوں بری طرح شاک زدہ تھے۔۔۔

وہاں سے سات سمندر پار اپنے لگزری سویٹ میں بیٹھی خبروں سے مستفید ہوتی
پروشہ کی رنگت بھی اس خبر کو سن کر یکدم ہی فق ہو گئی۔۔۔ جیسے کسی نے یکدم ہی
جسم کا سارا خون نچوڑ لیا ہو۔۔۔۔۔

What the hell...

کیا تھا یہ بھلا۔۔۔ شامیر کے قد کو پہنچتی اسکی جوان اولاد۔۔۔ نو نیور۔۔۔۔۔ بکو اس ہے
یہ سب۔۔۔ ایک نیا ٹریپ۔۔۔ اسنے بے ساختہ تھوک نگلتے شدت سے اس بات
کی نفی کی۔۔۔

یہ خبر پورے کاروباری حلقے کے لئے ایک دھچکا ثابت ہوئی تھی۔۔۔ جبکہ اسلام
آباد میں موجود شامیر کے اپارٹمنٹ میں ایل سی ڈی کے سامنے بیٹھی ایمان بہتی
آنکھوں اور کپکپاتے لبوں سے مسلسل بیٹوں اور شوہر کی سلامتی کی دعائیں کر رہی
تھی۔۔۔

بیٹے تن تنہا شیر کی کچھار میں چلے گئے تھے۔۔۔ دل کو مسلسل ڈھرکا لگا تھا۔۔۔

وہاں سے واپس فارم ہاوس پر آ تو اپنی جگہ پر ساکت و جامد کھڑے واجد خان کے ہاتھ سے موبائل فون چھوٹا۔۔۔ اسکی ساکت نگاہوں میں حیرت و شاک اور تاسف کے بعد اب شدید نا سمجھی اور حیرانگی کے تاثرات گویا ثبت ہو گئے تھے۔۔۔

وہ یقین و بے یقینی کی کش مکش میں گھرا کھڑا تھا۔۔۔

یہ کیسے ممکن تھا بھلا۔۔۔ اتنے سالوں تک کوئی چیز بالخصوص اسقدر اہم چیز اسکی زیرک نگاہوں سے پوشیدہ رہ جاتی۔۔۔ کیا یہ ممکن تھا۔۔۔ شامیر کی ساری زندگی تو اسکے سامنے ہی تھی۔۔۔

یہ سستی فیم حاصل کرنے کو کوئی گھٹیا سنٹ بھی ہو سکتا تھا۔۔۔ لیکن سامنے کھڑے نوجوانی کی دہلیز کو چھوتے ان نوجوان بچوں کے لباس انداز و اطوار شخصیت کے وقار۔۔۔ رعب و دبدبے اور نڈر انداز کے ساتھ ساتھ انکی شامیر کے ساتھ بے حد مشابہت نے انہیں بے طرح چونکایا تھا۔۔۔

ان ذہانت سے بھرپور نگاہوں میں کہیں خوف و ہراس کی کاشائے تک نہ تھا۔۔۔ ہاں باپ کے لئے پریشانی کے ساتھ ساتھ بے خوفی اور پختہ عزم و ارادہ ضرور تھا۔۔۔

کہیں یہ شامیر کی جوانی کی کوئی نادانی یا غلطی تو نہیں۔۔۔ جو اس موقع سے اب فائدہ اٹھاتے باپ کا نام حاصل کرنا چاہتے تھے۔۔۔ دل و دماغ میں ایک نئی سوچ ابھری۔۔۔

زوہان شامیر خان نڈر انداز میں ہاتھ پشت پر باندھے سر اٹھائے ایک مجمعے کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔ جبکہ سبحان کے انداز و اطوار شائستہ و مدبرانہ تھا۔۔۔
واجد خان نے بھی دنیا دیکھ رکھی تھی۔۔۔ وہ بچے کہیں سے بھی جھکنے والے یاد بنے والے نالگتے تھے۔۔۔ انکے ہر انداز میں بات کرنے کے ردھم میں بول چال کے اتار چڑھاؤ میں ایک کلاس تھی۔۔۔ وہ کہیں سے بھی احساس کمتری میں مبتلا یا موقع سے فائدہ اٹھا کر باپ کا نام حاصل کرنے والے نالگتے تھے۔۔۔ انکی ذات میں کہیں کوئی کمپلیکس نادکھائی دے رہا تھا۔۔۔ بلکہ وہ مجمعے میں کھڑے ہو کر پر اعتماد طریقے سے بات کرنا جانتے تھے۔۔۔

انکی ابتدائی گفتگو سے ہی وہ سب جان چکے تھے کہ بچے کسی کو بھی لاجواب کرنے کے ہنر سے آگاہ ہیں۔۔۔

آپ دونوں کس بنا پر یہ دعویٰ کر رہے ہیں کے آپ شامیر خان کے بیٹے ہیں۔۔
حالانکہ انکی محض ایک بیٹی ہے۔۔ ایک چرب زبان صحافی سوال دلغے میں سب
سے آگے تھا۔۔

سب سے پہلے تو آپ کو اس خوش فہمی میں کس نے مبتلا کیا کے ہم آپ کے سامنے
دعوے دار ہیں کے ہم شامیر خان کے بیٹے ہیں۔۔۔ صحافی کی بات پر تڑخ کر جواب
دینے والا یہ زوہان شامیر خان تھا۔۔۔

ہم یہاں اپنے باپ کے پیچھے آئے ہیں کوئی دعویٰ دائر کرنے نہیں۔۔۔ آواز میں
اتنی قطعیت تھی صحافی ایک بار کوشش و پنج میں مبتلا ہو گیا۔۔۔

بنا تصدیق کے ہم کسی کو بھی اندر نہیں جانے دے سکتے۔۔۔ ثابت کریں کے آپ
انکے بیٹے ہیں کیونکہ ابھی تک ایسی کوئی خبر ہمارے علم میں نہیں آئی۔۔۔

یہ آئی سی یو کے سامنے کھڑی پولیس فورس کے ایک اہلکار کی جانب سے سوال آیا
تھا۔۔۔

سراگر یہ خبر ابھی تک آپ کے علم میں نہیں آئی تو یہ آپ کی کم علمی ہے۔۔۔ ویل
۔۔۔ سبحان نے شائستگی سے کہتے اپنی جیکٹ کی جیب سے اپنا انڈر ہسٹین آئی ڈی کارڈ
نکال کر اس اہلکار کی جانب بڑھایا۔۔۔

اسنے شش و پنج میں مبتلا وہ کارڈ تھام لیا۔۔۔

ہر اینکر کے کیمرہ میں کارخ اس کارڈ کی طرف تھا جو اپنے اپنے کیمرے زوم کئے
اس کارڈ کی کوریج کر رہے تھے۔۔۔

ہر چھوٹی بڑی سکرین پر وہ کارڈ نمایاں نظر آ رہا تھا۔۔۔ جہاں سبحان شامیر خان کی
ولدیت میں شامیر خان درج تھا۔۔۔

واجد خان کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔
معاملہ وہ نا تھا جو وہ سمجھ رہا تھا۔۔۔

یقیناً معاملہ کچھ اور تھا۔۔۔ اور اسے جلد ہی اسکی تہہ تک اترنا تھا۔۔۔

وہ خود پر قابو پاتا آکر صوفے پر بیٹھا جبکہ ارحم بھی شاک کی کیفیت میں سنگل
صوفے پر آکر بیٹھا۔۔۔

ہال میں پن ڈراپ سائیلنس تھا۔۔۔ محض ایل سی ڈی کی آواز ہی اس خاموشی کو توڑ رہی تھی۔۔۔

شامیر نام کے بہت سے لوگ ہیں اس دنیا میں۔۔۔ اس آئی ڈی کارڈ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آئی سی یو میں موجود شامیر خان ہے آپکا باپ ہے۔۔۔ ایک صحافی نے چھتے ہوئے لہجے میں سوال داغا۔۔۔

آپکو صحافت کی ڈگری کس نے دی۔۔۔ مجھے آپکی ڈگری پر شبہ ہے۔۔۔ زوہان نے سر اٹھاتے اسی چھتے لہجے میں دوبارہ سوال کیا تو وہاں سے میلوں دور بیٹھی ایمان کا دل دہل اٹھا۔۔۔

نہیں زونی۔۔۔ نہیں میرے بچے ہائپر نہیں ہونا۔۔۔ کالم ڈاون۔۔۔ آنسو مزید شدت سے بہہ نکلے تھے۔۔۔ جسم سوکھے پتے کی مانند کپکپا رہا تھا۔۔۔ ریلیکس۔۔۔ سبحان نے اسکی بازو تھامی۔۔۔

میں ایک نمبر بولنے جا رہا ہوں جو نوٹ کرنا چاہے وہ کر سکتا ہے۔۔۔ سبحان کے یکدم سنجیدگی سے بولنے پر وہاں خاموشی چھا گئی۔۔۔

یہ میرے باپ کا آئی ڈی کارڈ نمبر ہے۔۔۔ وہ آئی ڈی کارڈ نمبر بول کر گویا ہوا۔۔۔

میرے بھائی نے آپکی صحافت کی ڈگری کو چیلنج اس لئے کیا کہ اتنے بڑے صحافی ہو کر آپ نے نہایت بودا سوال اٹھایا۔۔۔ آپکو یہ معلوم ہونا چاہیے تھا کہ آج کے دور میں کسی بھی شخص کی شادیوں کی تعداد یا اولاد کے بارے میں پتہ کرنا کچھ مشکل نہیں۔۔۔

اس آئی ڈی کارڈ نمبر کو یا کسی بھی شخص کے آئی ڈی کارڈ نمبر کو ایک مخصوص کورڈ 8009

پر سینڈ کرنے سے اس شخص کا میٹرل سٹیٹس واضح ہو جاتا ہے۔۔۔
کانڈلی چیک اٹ۔۔۔ تقریباً ہر شخص ہی اپنے اپنے موبائل پر مصروف ہو چکا تھا
حتکہ فارم ہاوس میں بیٹھا رحم اور سات سمندر پار بیٹھی پرورشہ بھی۔۔۔
زوہان نے سب کو اپنے اپنے موبائل پر مصروف دیکھا تو اسکی آنکھوں میں تاسف
کے رنگ اترے۔۔۔
آہ، مممم۔۔۔ وہ کنگارا۔۔۔

لیکن اسکی ایک شرط ہے یہ میٹرل سٹیٹس چیک کرنے کے لئے سم اسی شخص کے نام ہونی چاہیے جسکا میٹرل سٹیٹس آپ چیک کرنے والے ہیں۔۔۔ مطلب آئی ڈی کارڈ نمبر اور سم ہولڈر سم شخص ہونا چاہیے۔۔۔

زوہان کی تاسف زدہ آواز پر مختلف صحافیوں کے ہاتھ تھمے۔۔۔
ہجوم سے مختلف آوازیں گھونجنے لگی تھیں۔۔۔

It's trap...

بکو اس ہے یہ سب۔۔۔ محض کیس سے توجہ ہٹانے کو۔۔۔
شامیر کا موبائل لایا جائے۔۔۔
شامیر کا موبائل کہاں ہے۔۔۔
میں چونکہ انڈر ایٹین ہوں تو میرے زیر استعمال سم ڈیڈ کے نام پر اشو ہے۔۔۔ آپ لوگ چاہیں تو اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔۔۔
زوہان کی اکتاہٹ بھری آواز پر سرگوشیاں تھمیں۔۔۔
اسنے اپنی جیب سے لیٹسٹ ماڈل کا موبائل نکالا جو اسکی بات میں وزن قائم کرتا
اسکی امارت ظاہر کر رہا تھا۔۔۔

واجد خان کے ساتھ ساتھ ذوہیب خان بھی حیران کن دلچسپی سے سیدھا ہوتا ایل سی ڈی کی جانب مزید جھکا۔۔۔ حیرت زدہ نگاہیں ہنوز اس معصوم لیکن بے خوف چہرے پر ٹکیں تھیں۔۔۔ مجھے کی سرگوشیاں بھی جنکا سکون غارت ناکر پائی تھیں۔۔۔

وہی صحافی آگے بڑھا جسکی ڈگری کو زوہان نے چیلنج کیا تھا۔۔۔ زوہان نے بلا تردد موبائل اسے تھما دیا۔۔۔

اسکے ہاتھ تیزی سے موبائل کی ٹچ سکرین پر گردش کر رہے تھے۔۔۔ وہ دونوں بھائی پر سکون انداز میں پشت پر ہاتھ باندھے تن کر کھڑے تھے۔۔۔ کچھ ہی دیر میں لوڈنگ کے بعد موبائل کی ٹچ سکرین پر معلومات ابھر آئیں۔۔۔ ہر کیمرے کا محور وہ موبائل سکرین ہی تھی۔۔۔ سکرین پر نظریں پڑتے ہی خان ولا کے مکینوں کی سانسیں تھمنے لگی۔۔۔ جہاں دوشادیوں کا سٹیٹس شوہر ہاتھ تھا۔۔۔

بچوں میں سب سے پہلے سبحان شامیر خان پھر زوہان شامیر خان اور آخر میں امینجہ شامیر خان کے نام جلی حروف میں لکھے تھے۔۔۔

واجد خان پر گویا کسی نے ٹھنڈا پانی انڈیل کر اسے جامد کر دیا۔۔۔

گویا یہ حقیقت کبھی ڈھکی چھپی تھی ہی نہیں۔۔۔ شامیر خان کی اولاد باپ کے نام سے ہر جگہ متعارف تھی البتہ یہ بات پس منظر پر ضرور تھی لیکن اولاد اور شادی کو چھپایا نا گیا تھا۔۔۔ چھپایا ہوتا تو یوں اس کا سٹیٹس شونا ہوا اٹھتا۔۔۔

ہزاروں سوال بے موت مرنے لگے تھے۔۔۔ مجمعے میں آئی طغیانی اپنے آپ بیٹھنے لگی تھی۔۔۔ وہ دونوں سچے تھے۔۔۔ سچائی جنکی آنکھوں سے چھلک رہی تھی۔۔۔ یہ باپ کی پشت پناہی کا بخشا اعتماد تھا جو انکی ذات میں بول رہا تھا۔۔۔

شامیر خان کی دوسری شادی کے چرچے تو ہر جانب اٹھے تھے لیکن پہلی شادی کیوں چھپائی گئی۔۔۔ ایک صحافی کی جانب سے سوال آیا البتہ ابکی بار انداز شائستہ تھا۔۔۔

کیونکہ ہم اپنے پر سنلرینسبکی شیر کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔۔۔ اب اگر آپ سب کی تشفی ہو گئی ہو تو کانسڈلی راستہ چھوڑا جائے۔۔۔ کیونکہ آپ سب کے لئے اہم ہے آپکی ریٹنگ۔۔۔ ایک عام سی خبر کو بھی چٹ پی خبر بنا کر ہر جگہ نشر کرنا اور اس واقعہ سے پبلسٹی حاصل کرنا۔۔۔ اندر پڑے شخص سے کسی کو ہمدردی نہیں۔۔۔

کیونکہ ہمدردی ہوتی تو ہمیں بے جا یہاں کھڑا کر کے ہمارا وقت نابرباد کیا جاتا۔۔۔

اگر انسانیت زندہ ہوتی اندر موجود شخص کا پر اپر علاج شروع ہو چکا ہوتا۔۔۔

سب کے سب کو اپنی گروتھ کی فکر ہے۔۔۔

لیکن ریممبر۔۔۔ انگلی اٹھا کر سر دوسپاٹ لہجے میں وارن کرتے زوہان کی آنکھیں

سرخ ہونے لگی تھیں۔۔۔

اندر بستر مرگ پر لیٹا شخص ہمارا باپ ہے۔۔۔ اور ہمارے لئے سب سے اہم چیز انکی

زندگی ہے۔۔۔ اس لئے نومور کو نسچن۔۔۔

اسکی آواز میں تنبیہ تھی پولیس اہلکار نے خاموشی سے آئی سی یو کو جاتے

ڈیپارٹمنٹ کا دروازہ کھول دیا۔۔۔

دروازہ کھلتے ہی وہ دونوں اندر بڑھ گئے۔۔۔

اندر جاتے ہی ایک چھوٹی سی راہداری تھی جسکے دائیں جانب آئی سی یو کا وہ کمراتھا

جہاں بیٹوں میں جھکڑا شامیر انتہائی نازک حالت میں پڑا تھا۔۔۔

وہ دونوں ایک وارڈ بوائے کو روک کر ان سے انفارمیشن لیتے سیدھا سرجن کے

کمرے کی جانب بڑھے۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔

اوہ مائے گاڈ۔۔۔ ہال میں چھائے موت کے سے سناٹے کو ارحم کے قہقہے نے توڑا
تھا۔۔۔ بابا اور ذوہیب چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔

Ohhh my bro... You are great...

ہستے ہستے اسنے انگلی کی پور سے آنکھ کا کونا صاف کیا۔۔۔
آئی وش۔۔۔ وش کے بھائی کا مینسٹور میرا بھی مینسٹور ہوتا۔۔۔
مطلب کیا شاٹ دیا ہے بھائی نے۔۔۔ مطلب میں اور عدنان بھائی تو اس معاملے میں
بے وقوف نکلے۔۔۔
وہ مسلسل مسکرا رہا تھا جبکہ بابا اسے پر جلال انداز میں دیکھ رہے تھے۔۔۔
ہمیں پتہ نہیں کس بیوقوف نے کہہ دیا کہ محبت کو بے حس لوگوں میں ڈھنکے کی
چوٹ پر اعلانیہ اپناو۔۔۔

کامیاب ازواجی زندگی اور اولاد کا سکھ تو یوں اس انداز میں بھی برا نہیں۔۔۔ رائٹ
ذوہیب بھائی۔۔۔ اسنے یکدم گم صم بیٹھے بھائی کو مخاطب کیا۔۔۔

ذوہیب نے خشک مگر سرخی چھلکاتی نگاہوں سے بھائی کا چہرہ دیکھا۔۔۔
اوہ بابا یہ کیا ہو گیا۔۔۔ مائے گاڈ۔۔۔ وہ صوفے کی ہتھی پر ہاتھ مارتا ہنس ہنس کر
دہرا ہو گیا۔۔۔

امجد خان کو اسکی آواز اپنا مذاق اڑاتی محسوس ہوئی۔۔۔
ویسے ایک بات تو ہے بابا۔۔۔ بڑی خواہش تھی آپکو پوتوں کی۔۔۔ دیکھیں اللہ نے
کس انداز میں پوری کی۔۔۔ آپکو جوان پوتوں سے ملا دیا۔۔۔ مگر ایک بات
بتاؤ۔۔۔ وہ مسکراتا ہوا انکی جانب بڑھا۔۔۔
دیکھنے میں دونوں اتھرے لگتے ہیں۔۔۔ وہ باپ کے عین سامنے آتا رکا۔۔۔
ویسے میں منتظر ہوں کہ آپ بھائی کے اس راز سے آگاہ ہونے کے بعد انہیں کس
طرح بلیک میل کر کے اپنی روایات کی پاسداری کرواتے ہیں۔۔۔ اسکے چہرے پر
چیلنجنگ مسکراہٹ تھی۔۔۔

دیکھیں بابا آپ نا انصافی کے مرتکب نہیں ہو سکتے۔۔۔ ایک بیٹے کا گھر اور دل اجاڑ
کر دوسرے کا آباد نہیں کر سکتے۔۔۔ اگر آپ نے ایسا کیا تو ہمارے تو کلیشز چل

نکلیں گے۔۔۔ وہ چمکتی آنکھوں سے انہیں دیکھتا اپنی بے ساختہ اڈتی مسکراہٹ کو
ہونٹوں کے کناروں میں دابنے کو ہلکان مضبوطی سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

ویل سو باتوں کی ایک بات۔۔۔

اسکے چہرے پر دلکش مسکراہٹ ابھری۔۔۔ میں اپنے سر پھرے بھتیجیوں سے ملنے
کو بہت بے تاب ہوں۔۔۔ یونو ڈیڈ۔۔۔ واجد خان نے سرخ نگاہیں اٹھا کر اسے
دیکھا۔۔۔

ہماری گہری بننے والی ہے۔۔۔

وہ سیٹی کی لے پر دھن گنگناتا صبح سے اتنی سٹریس صورتحال میں اب زرار یلکس
ہوا تھا۔۔۔ اس خبر نے حواسوں پر خاصے اچھے اثرات مرتب کئے تھے۔۔۔ تبھی
وہ اب پر سکون ہو کر گنگناتا اپنے زیر استعمال کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔ جبکہ واجد
خان اپنی ڈھیروں ڈھیروں سوچوں کے بیچ وہاں تنہا بیٹھا تھا۔۔۔

اندر کے اسی روایت پسند شخص نے انگریزی لی۔۔۔ بستر مرگ پر لیٹے بیٹے سے
شکوے بڑھنے لگے تھے۔۔۔

انہوں نے تیزی سے نیچے گرا اپنا موبائل اٹھایا۔۔۔ اب انکے ہاتھ تیزی سے ایک نمبر ڈائل کر رہے تھے۔۔۔

شامیر کی گزشتہ زندگی کی ساری ڈیٹیل بشمول اسکے بیٹے اور دوسری بیوی۔۔۔ رابطہ استوار ہونے پر وہ بات کرتے کرتے رکے۔۔۔ بشمول پہلی بیوی پھر سمجھل کر بولے۔۔۔ ہر چیز کی ڈیٹیل صبح کا سورج طلوع ہونے سے پہلے میرے پاس موجود ہونی چاہیے۔۔۔

انکا انداز دو ٹوک اور قطعی تھا۔۔۔ جبکہ دماغ اب تیزی سے آگے کی پلاننگ کر رہا تھا۔۔۔

Novelistan ***

پروشنہ جینز پر کھلی سی ٹی شرٹ زیب تن کئے پاؤں میں نرم سی سکن کلر کی فروالی سوفٹی پہنے بالوں کا گول مول سا جوڑا بنائے کمر پر ہاتھ رکھے یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہی تھی۔۔۔

غصہ۔۔۔ بے چینی۔۔۔ حیرت۔۔۔ جھنجھلاہٹ۔۔۔ سب بیک وقت اس پر حملہ آور
تھے

اسنے لبوں پر زبان پھیرتے موبائل پر نمبر ڈائل کیا۔۔۔
کیا ہے یہ سب ڈیڈ۔۔۔ رابطہ استوار ہوتے ہی وہ چلا اٹھی۔۔۔ کون ہے یہ
بچے۔۔۔ انہیں بچے کون کہتا ہے۔۔۔ شامیر کے بچے اتنے بڑے کیسے ہو سکتے
ہیں۔۔۔ وہ بے چینی سے گہرے گہرے سانس بھرتی یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہی
تھی۔۔۔

یہ ٹریپ ہے۔۔۔ گمراہ کیا جا رہا ہے سب کو۔۔۔ شامیر کی بے ہوشی کا فائدہ اٹھایا جا
رہا ہے۔۔۔ اسکا بس ناچل رہا تھا کہ سب تہس نہس کر ڈالتی۔۔۔
سب تمارے سامنے ہے پر وشہ۔۔۔ دنیا ثبوت مانگتی ہے۔۔۔ اور ثبوت ہے انکے
پاس۔۔۔ شامیر کے میٹرل سٹیٹس میں صاف شو ہو رہا ہے کہ وہ بچے اسکے
ہیں۔۔۔ شامیر کی ولدیت درج ہے انکے بے فارم اور انڈر ایٹین آئی ڈی کارڈ
میں۔۔۔ کیسے یہ سب جھوٹ ہو سکتا ہے۔۔۔ وہ شاید دوسری جانب اس سے بھی

زیادہ بے زار اور جھنجھلائے ہوئے تھے۔۔ وہ بچے نا صرف منظر عام پر آئے تھے بلکہ ڈھنکے کی چوت پر خود کو منواتے سب کو خاموش کروا گئے تھے۔۔۔

بحر حال میں کوشش کر رہا ہوں۔۔۔ کچھ صحافیوں سے بات ہوئی یہ میری کے ان بچوں کو پریشاں کر کے کچھ اندر کے معاملات اگلوائے جائیں تاکہ کوئی قابل گرفت چیز ملے تو حالات اپنے لئے سازگار بنائیں جاسکیں۔۔۔۔ انکی آواز گہری سوچ کی عکاسی تھی۔۔۔ ایمان اگر بچے وہاں تنہا بھیجنے سے خوف زدہ تھی تو یہ اتنا بے جاں بھی نہ تھا۔۔۔ شامیر کی وہ دنیا منجے ہوئے سیاستدانوں کی تھی۔۔۔

مجھے کچھ نہیں پتہ میں بس آرہی ہوں پہلی فلائٹ سے۔۔۔۔

اسنے کوفت سے موبائل بند کرتے فون دور اچھالا اور خود سر ہاتھوں میں گرا گئی۔۔۔۔

سبحان شامیر خان اور زوہان شامیر خان اس وقت سرجن کے کیمین میں اسکے ہمراہ بیٹھے تھے۔۔۔ کیمین نفاست سے سجا تھا۔۔۔ جبکہ شیشے کی میز کے پار موجود کرسی پر

ایک معمر سا پچاس کے لگ بھگ سرجن وائٹ اور آل پہنے اور آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگائے براجمان تھا۔۔۔

دیکھو بیٹا میں آپ سے کچھ بھی چھپا نہیں سکتا آپکے والد صاحب کی حالت بہت سیریس ہے۔۔۔ باقی ساری گولیوں کو کور کر لیا گیا ہے۔۔۔ لیکن ایک گولی دل کے پاس سے گزری ہے جس نے دل کے قریبی ٹشوز کو بری طرح متاثر کیا ہے۔۔۔ جسکے لئے ہمیں فوری انکی ہارٹ سرجری جلد از جلد کرنی ہوگی۔۔۔

نیز ایک گولی سر کے پاس سے گزری ہے۔۔۔ اور معذرت کے ساتھ فلحال ہمارے پاس کوئی نیوروسرجن نہیں ہے جو اس چیز کو کور کر سکے۔۔۔ نیز سر کے پاس سے گزرنے والی گولی نے دماغ کا کونسا حصہ ڈیج کیا ہے یا اسکی انکی جسمانی صحت پر کیا اثرات مرتب ہونگے ہم فلحال اسکے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔۔۔ ہو سکتا ہے وہ اپنی یادداشت کھودیں۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی یادداشت کا کوئی ایک حصہ کھو دیں۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی مستقل معذوری انکے جسم کا حصہ بن جائے یا معجزاتی طور پر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ بالکل ٹھیک ہو جائیں۔۔۔

آپکو ساری صورت حال سے مطلع کرنے کا مقصد محض یہ ہی ہے کہ زندگی موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔۔۔ زندگی میں ایک مقام ایسا ہوتا ہے جہاں سرجری کا رسک نا لے کر مریض اپنی بیماری کے ساتھ سروائیو کر سکتا ہے جبکہ ایک مقام ایسا ہوتا ہے کہ جہاں رسک لینا ناگزیر ہو جاتا ہے۔۔۔

سرجری میں رسک ہے تو سرجری کے بغیر بھی رسک ہی ہے۔۔۔

وہ ڈاکٹر بہت مدلل انداز میں دونوں کو سمجھا رہا تھا۔۔۔

ہم یہ رسک لینے کو تیار ہیں۔۔۔ ہمیں جلد از جلد ڈیڈ کی سرجری کروانی ہے۔۔۔

باقی اللہ کی ذات بڑی مہربان ہے اور ہم اسکی رحمت سے مایوس نہیں۔۔۔

سبحان ڈاکٹر کی بات سمجھ کر سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔ البتہ باپ کی حالت کے بارے میں سن کر جہاں دل کا نپا تھا وہیں شدت ضبط سے آنکھیں سرخ ہوا اٹھی تھیں۔۔۔

اسکے لئے آپکو یہ پیپر سائن کرنا ہونگے اور ان پیپرزمیں صاف صاف لکھا ہے کہ سرجری کے دوران شامیر خان کی موت واقع بھی ہو سکتی ہے۔۔۔ زوہان نے دہل

کر ڈاکٹر کو دیکھا۔۔۔ اسے خود پر سے اختیار چھوٹا محسوس ہوا۔۔۔ اسنے نا محسوس انداز میں نم آنکھیں مسلتے گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔

ڈیڈیار مجھے نیو سپورٹ بائیک چاہیے۔۔۔ ہوا کے دوش پر آواز کان سے ٹکرائی تو اسے خود پر سے اختیار اٹھتا محسوس ہوا۔۔۔

اوہ ڈیڈیو آر گریٹ۔۔۔ وہ خوشی سے جھومتا باپ سے لپٹ گیا تھا۔۔۔ تخیلی تصور نے آنکھوں کے آگے دھند کی دبیز تہہ جمادی۔۔۔ ڈیڈ چھوڑیں اسے یہ شرٹ ٹرائے کریں۔۔۔

گزرے وقت اور یاد کے جھونکے ہوا کی مانند آکر اس سے ٹکرائے تو اسے اپنا دل پھٹتا محسوس ہوا۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ وہیں بیٹھے ڈھاریں مار مار کر رو دیتا وہ بعجلت کیمین سے باہر نکل آیا۔۔۔ البتہ اسکی نسبت سبحان نے خود کو کمپوز کر رکھا تھا۔۔۔ وہ اس وقت اپنے گھر کا سربراہ تھا۔۔۔ اپنے باپ کا بڑا بیٹا۔۔۔ اس لئے وہ بڑے حوصلے سے سب مینج کر رہا تھا۔۔۔

پیپر سائن کر کے اور باقی ساری فار میلیٹیز پوری کر کے وہ جس وقت باہر آیا سبحان زار و قطار روتا ہوا ماں سے بات کر رہا تھا۔۔۔

ممی ڈیڈ کے لئے دعا کریں۔۔۔ بہت بہت زیادہ دعا۔۔۔ انہیں اس وقت محض دعاؤں کی ہی ضرورت ہے۔۔۔ اسنے بچوں کی طرح آنکھیں مسلتے گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔

ممی انکی کنڈیشن بہت کڑی ٹکل ہے۔۔۔

سبحان نے زوہاں کے ہاتھ سے فون کھینچتے کان سے لگایا۔۔۔

ممی آپ بس دعا کریں۔۔۔ ابھی کچھ دیر میں انکی ہارٹ سرجری شروع ہو جائے گی۔۔۔ انشاء اللہ وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔ سبحان نے ماں کو حوصلہ دیتے فون بند کر دیا۔۔۔

کیا کرتے ہو زونی یار۔۔۔ ممی وہاں اکیلی ہیں پریشان ہو جائیں گی حوصلہ کرو ڈیڈ کو کچھ نہیں ہو گا انشاء اللہ۔۔۔

اسنے زوہان سے زیادہ خود کو تسلی دی۔۔۔ زوہان ضبط کے کڑے مراحل سے گزرتا بھائی کے گلے آگے۔۔۔ اسنے بھی بناتا خیر کئے بڑے بھائی کی طرح اسے خود میں سمیٹ لیا۔۔۔

کب تک ڈیڈ کی سرجری شروع ہو گئی۔۔۔ کچھ دیر بعد وہ خود کو کمپوز کر تاسیدھا
ہوا۔۔۔

بس کچھ دیر میں شروع ہو جائے گی۔۔۔ فیس جمع کروانی ہے پہلے۔۔۔ میں امجد چچا
سے کہنے جا رہا تھا۔۔۔

کال پر کہہ دو بھائی باہر پھر سے مجمع لگا پڑا ہے اور میں مزید ان صحافیوں کے بے تکے
سوالوں کے جوابات دینے کی فلحال سکت نہیں رکھتا۔۔۔
زوہان کے کہنے پر وہ سمجھ کر سر ہلا گیا۔۔۔

***"

اگلے دو گھنٹوں کے اندر اندر واجد خان کے سامنے شامیر خان کی زندگی کی پوری
کتاب کھلی پڑی تھی۔۔۔۔۔ وہ جیسے جیسے اس بارے میں معلومات حاصل کرتے جا
رہے تھے انکا دماغ غم و غصے سے پھٹتا جا رہا تھا۔۔۔ یہ انکے ہونہار سپوت نے کیا کیا
تھا بھلا۔۔۔

کس طرح سے انکی ناک کے نیچے پوری شان سے کھیل رچایا اور انہیں کان و کان
خبر تک ناہونے دی۔۔۔

شامیر خان کی پہلی شادی بہت کم عمری میں آج سے اٹھارہ سال پہلے اسکے یونیورسٹی کی دور میں ہوئی تھی۔۔۔

واجد خان نے کرب سے آنکھیں میچیں۔۔

اسکی پہلی شادی اس خاندان کی پہلی شادی تھی۔۔ حالانکہ انکے بڑے دونوں بیٹوں کی شادی کے وقت وہ ایک بچے کا باپ بن چکا تھا۔۔ اور وہ اس چیز سے قطعاً بے خبر تھے۔۔۔

تم اسقدر گہرے نکلے شامیر خان کے اپنی ایک الگ دنیا بسالی اور کسی کو کانوں کان خبر تک ناہونے دی۔۔

انکے اندر غم و غصے اور تکلیف و اذیت سے بھانجھر سے جلنے لگے۔۔
اولاد بالا ہی بالا اس قدر سرکش نکلی تھی۔۔۔۔۔

وہ واقعہ انکی آنکھوں کے سامنے پوری جزئیات سے گھوم گیا جب اسکے پروشہ سے شادی سے انکار کرنے اور بار بار لاہور کے چکر لگانے پر انہوں نے شامیر کو آڑے ہاتھوں لیا تھا۔۔۔

اففف۔۔۔ کس خوبصورتی سے وہ بات ہی پلٹا گیا تھا۔۔۔ حالانکہ اس وقت اسکا بیٹا بھی پیدا ہو چکا تھا۔۔۔ لیکن اس واقعہ کے بعد وہ اسقدر محتاط ہوا کہ واجد خان جیسے شاطر دماغ اور زیرک نگاہ رکھنے والے شخص کا گمان بھی اس جانب ناجاسکا۔۔۔ اور جاتا بھی کیسے۔۔۔ جاتا تو تب ناجب اسکی دوسری ازواجی زندگی میں کوئی جھول ہوتا۔۔۔ وہ پروشہ سے بیزار دکھائی دیتا یا اس شادی سے ناخوش لگتا۔۔۔ مگر اسنے تو بڑی مہارت سے شطرنج کے سبھی مہرے چلے تھے۔۔۔ کے شہ کس کے ہاتھ میں آئی اور مات کس کے ہاتھ میں وہ کبھی سمجھ ہی ناپائے۔۔۔ اب بیٹھ کر باریک بینی سے ہر پہلو کا احاطہ کر رہے تھے تو انکی عقل دھنگ رہ گئی تھی۔۔۔ کے عہ کس قدر خوبصورتی سے کھیلتا رہا تھا۔۔۔ ہمیشہ اصل سے سود پیارا ہوتا ہے۔۔۔ اور انہیں بھی اپنے پوتے عزیز تھے۔۔۔ وہ انکے شامیر کا خون تھے۔۔۔ انکی اگلی نسل۔۔۔ انکے وارث۔۔۔ ہاں انہیں پوتے عزیز تھے۔۔۔ مگر انکی ماں نہیں۔۔۔

صد شکر کے ابھی تک منظر عام پر محض پوتے ہی آئے تھے۔۔۔ انکی لوئر مڈل کلاس سے تعلق رکھتی انتہائی معمولی ماں نہیں۔۔۔ اور انہیں اسکے منظر عام پر آنے سے پہلے اسے صفحائے ہستی سے ہی مٹانا تھا۔۔۔

شامیر اور بچوں کی زندگیوں سے اسکا نام و نشان تک مٹانا تھا۔۔۔

ہاں پھر وہ انکی ماں کے حوالے سے کوئی بھی کہانی گھڑ کر پوتوں کو انتہائی عزت و تکریم کے ساتھ اپنے حوالے سے دنیا سے متعارف کرواتے۔۔۔

یہ سوچتے ہی انکے چہرے پر بڑی خوبصورت مسکراہٹ پھیلی۔۔۔

سرور روگ وپے میں سرایت کرنے لگا۔۔۔ وہ پرسکون انداز میں آنکھیں

مونڈتے صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے۔۔۔

وہ ایک ماسٹر مائنڈ اور بہترین پلانر تھے۔۔۔ لمحوں میں دماغ میں پورا منصوبہ تکمیل

دے چکے تھے۔۔۔

وہ بہت اچھے سے جانتے تھے کہ انہیں شامیر کی بچھائی بساط میں سے کونسا مہرہ چل

کر بازی اپنے حق میں کرنی ہے۔۔۔

تمام فار میلیٹر مکمل کر کے آپریشن ٹھیٹھر میں شامیر کا آپریشن شروع ہو چکا تھا۔۔۔

باہر دونوں بھائی ہسپتال کی تیج بستہ کاریڈور میں کھڑے تھے۔۔۔ بھوک پیاس تھکاوٹ نیند غرض ہر احساس مرچکا تھا۔۔۔ محض لبوں پر باپ کی زندگی کے لئے دعائیں تھیں۔۔۔

باہر سارا میڈیا لڑٹ بیٹھا تھا۔۔۔ پل پل کی کوریج کی جا رہی تھی۔۔۔ آپریشن ٹھیٹھر کی راہداری کے اختتام میں ایک گلاس ڈور تھا جس سے اس پار آنے کی اجازت سوائے مریض کے وارثوں کو کسی کو نا تھی۔۔۔ اس گلاس ڈور کے پیچھے کھلے ہال میں سارا میڈیا لڑٹ تھا حتکہ جب کسی ڈاکٹر یا وارڈ بوائے کے آنے جانے سے دروازہ کھلتا تو جھٹ سے اندر کے مناظر کیچ کرنے کی کوشش کی جاتی۔۔۔ زوہان شامیر خان۔۔۔ سبحان شامیر خان اور میڈیا کے درمیان حائل رکاوٹ وہ شیشے کا دروازہ تھا۔۔۔

اپنے اپارٹمنٹ میں جائے نماز پر بیٹھی ایمان کے لب مسلسل شوہر کی زندگی کے لئے رب کے حضور التجائیں کرتے ہل رہے تھے۔۔۔ ہاتھ دعائیہ انداز میں اٹھے

تھے۔۔۔ شہد رنگ آنکھیں اس وقت بند تھیں جن سے شفاف موتی بے دریغ
لڑیوں کی مانند بہتے جا رہے تھے۔۔۔ کپکپاتے لب مسلسل اپنے رب کے حضور دعا
گو تھے البتہ جسم ہچکولے کھا رہا تھا۔۔۔

دفعۃً سبحان کو امجد چچا کا فون آیا تو وہ فون اٹھاتا رہداری کے دوسرے سرے تک
چلا گیا۔۔۔ اندر کے معاملات دونوں بھائیوں نے سمجھالے تھے جبکہ باہر کے سبھی
معاملات امجد نے سمجھال رکھے تھے۔۔۔
دفعۃً آپریشن ٹھیٹھڑ کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر باہر نکلا۔۔۔

ارجینٹلی اس سامان کا انتظام کیا جائے۔۔۔ اسنے ایک پرچی زوہان کی جانب
بڑھائی۔۔۔ مائے گاڈ۔۔۔ پرچی ہر کچھ چیزیں درج تھیں۔۔۔ وہ بعجلت باہر
فارمیسی کی جانب بڑھا۔۔۔

لیکن اسنے ابھی شیشے کا دروازہ پار کرتے ہال میں قدم رکھا ہی تھا کہ صحافیوں کا
جھگڑا اسکی جانب بڑھا۔۔۔

طرح طرح کے سوالات داغے جانے لگے تھے۔۔۔

ایک پل کو وہ کنفیوز ہو کر رہ گیا۔۔۔

اندر باپ کا آپریشن چل رہا تھا اور یہاں انسانیت مری پڑی تھی۔۔۔ اس جھمگٹے کو
چیر کر فارمیسی تک جانا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔۔۔

اسے اس وقت سبحان کی کمی محسوس ہوئی۔۔۔ اسنے وہیں کھڑے کھڑے وہ نوٹ
امجد کو واٹس ایپ کر کے ساتھ ار جینٹلی لکھ کر سینڈ کیا۔۔۔

تب تک سبحان بھی اندر بھائی کی غیر موجودگی محسوس کر کے باہر آ گیا۔۔۔
سر آپکے باپ نے آپکی ماں کے ساتھ اپنی شادی کو کسی گناہ کی طرح کیوں چھپا کر
رکھا۔۔۔

سوال تھا یا کھولتا ہوا لاوہ۔۔۔ زوہان شامیر خان کو اپنا پور پور جلتا محسوس ہوا۔۔۔
غم و غصے کا ایک شدید طوفان اسکے اندر اٹھا۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ ضبط کھوتا اس
صحافی پر پل پڑتا سبحان نے بجلت اسکی بازو کھینچ کر اس بپھرے شیر کو قابو کرنا
چاہا۔۔۔

میری ممی کہتی ہیں کہ جس شخص کے پاس جتنی عقل ہوتی ہے وہ اسکا اتنا ہی
استعمال کرتا ہے۔۔۔

سبحان شامیر خان دانت پیسا ٹھنڈے لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

اگر آپ اس چیز کو گناہ کی طرح چھپانا کہہ رہے ہیں تو یہ سراسر اپنی محدود ذہنیت ہے۔۔۔ وہ کنزل ایمان کے بیٹے تھے وہ بگھو بگھو کر مارنا باخوبی جانتے تھے۔۔۔

گناہ کی طرح چھپایا جاتا اگر میرا باپ میری ماں سے نکاح نہ کرتا تو۔۔۔ گناہ کی طرح چھپایا جاتا اگر ہم باپ کے نام اور باپ کی شناخت سے محروم ہوتے تو۔۔۔ لیکن میں آپکو ایک بات بتاؤں دوسروں کے پر سنلزمیں انٹرفیر کرنے والے افراد اپنی زندگی میں اسقدر فارغ اور بے کار ہوتے ہیں کے انکے پاس کرنے کو کوئی دوسرا کام نہیں ہوتا۔۔۔ اسکا غم و غصہ لفظوں کی صورت شائستہ انداز میں نکل رہا تھا۔۔۔

اگر ابھی تک یہ خبر آپ کے علم میں نہیں آئی تو اسکا سیدھا سا مطلب یہ ہی ہے کے آپ لوگ ہمارے لئے اتنے اہم ہر گز نہیں کے ہم اپنے پر سنلزمیں آپ سے شئیر کریں۔۔۔ ہمارے پر سنلزمیں قطعی ہمارا معاملہ ہے۔۔۔ جیسے آپکے پر سنلزمیں آپکا معاملہ ہے۔۔۔

غصے سے اسکا دماغ جھنجھنارہا تھا مگر وہ زوہان کی طرح ٹمپر لوز نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

شامیر خان نے خانزادہ برادرز کے ساتھ دھوکہ کیا فراڈ کیا اسکے بارے میں۔۔۔
ایکسیوزمی۔۔۔ زوہان تیز لہجے میں دوسرے اینکر کی بات کاٹ گیا۔۔۔
میرے باپ پر دھوکہ دہی کا کیس دائر کیا گیا ہے۔۔۔ وہ لفظ دائر پر زور دیتا گویا
ہوا۔۔۔

ثابت نہیں ہوا ابھی۔۔۔ تو پھر آپ کس لحاظ سے جج بنتے ان کے لئے دھوکے اور
فراڈ کے الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔۔۔
ملزم اور مجرم میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔۔۔ غالباً آپ اس سے نابلد ہیں۔۔۔
وہ سرد لہجے لیکن معتدل انداز میں گویا ہوا۔۔۔ بھائی کا لہجہ اس پر اثر انداز ہوا تھا
تبھی وہ شعوری کوشش سے خود کو کمپوز کر گیا تھا۔۔۔
ابھی کیس دائر ہوا ہے پھر عدالت میں جائے گا اسکے بعد تفتیش شروع ہو گئی اور
فیصلہ تو پھر کہیں بعد میں ہو گا۔۔۔

اور کیس لوگوں پر ہی دائر ہوتے ہیں۔۔۔ اور لوگ ہی کیس لڑتے ہیں۔۔۔

خدا کے گھر میرے باپ کی زندگی ہو سہی۔۔۔ انشا اللہ وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہو کر آپکے سامنے ہر چیز کلئیر کریں گے اور آپکے ہر سوال کا جواب بھی دیں گے۔۔۔

دفعۃً سبحان کو دور سے امجد میڈیسنز لے کر آتا دکھائی دیا تو وہ مجمعے کو زوہان کی جانب متوجہ چھوڑ سائیڈ سے ہو کر اس تک گیا اس سے میڈیسنز پکڑیں اور سیدھا اندر چلا گیا۔۔۔

لحاظہ آپ سب سے اپیل ہے کہ وقت کی نزاکت کو سمجھیں اور میرے باپ کی زندگی کے لئے دعا کریں۔۔۔۔

وہ بنا مزید انکی کوئی بات سننے اندر چلا گیا۔۔۔ وہاں سے میلوں دور ایل سی ڈی کی سکریں پر نظریں جمائے بیٹھے واجد خان کی آنکھوں کی چمک بڑھی۔۔۔ وہ بچوں کی ذہانت کا قائل ہوا تھا۔۔۔

شامیر خان کا چھوٹا بیٹا جذباتی تھا۔۔۔ انکی زیرک نگاہیں اسے اندر تک پڑھ چکی تھیں جبکہ بڑا بیٹا سوبر سنجیدہ اور معاملہ فہمی سے کام لینے والا تھا۔۔۔

البتہ چھوٹے بیٹے کو ٹارگت کرنا زیادہ آسان امر تھا۔۔۔ اب وقت آگیا تھا اپنے
چھوٹے پوتے سے ملاقات کرنے گا۔۔۔ وہ گہرا مسکرائے۔۔۔

شامیر خان نے ناجانے اپنی زندگی میں کتنے راز پال رکھے ہیں۔۔۔ ویل مزا آئے گا
تمہارے ساتھ تمہاری جوان اولاد کو بھی تمہارے پاس ہی بھیجنے گا۔۔۔ درانی کی
آنکھوں کی چمک بڑھی۔۔۔ اسکا دماغ تیزی سے منصوبہ بن رہا تھا۔۔۔

بگڑتے حالات اور صورتحال کے پیش نظر امل بھی ماں بھابھی اور بچیوں کے پاس
خان ولایت ہی آگئی تھی۔۔۔ گھر میں مرد تو کوئی تھا نہیں وہ سب بھی خبروں
سے ہی اصل صورتحال سے مستفید ہو رہی تھیں۔۔۔

جہاں شامیر کے ایکسیڈینٹ کی خبر ان سب پر قیامت بن کر ٹوٹی تھی وہیں شامیر
کے جوان بچوں کی خبر نے انہیں انگشت بدنداں کر ڈالا تھا۔۔۔

ماں اور اہل کے بعد کسی نے رورو کر خود کو ہلکان کر ڈالا تھا تو وہ چچا کی لاڈلی میرب تھی۔۔۔

چودہ سالہ میرب کو اگر ماں اور باپ کی وفات کے بعد کہیں سے توجہ اور محبت ملی تھی تو وہ اسکے عزیز از جان چچا شامیر خان کی تھی۔۔۔

باپ کی موت کے بعد وہ بڑے نامحسوس انداز میں اسکا باپ بن گیا تھا۔۔۔
جہاں اس اپنے کام میں مگن اپنی اپنی ذات کے خول میں بند لوگوں کے ماحول میں توجہ اور محبت کو ترسی لڑکی فریسٹریشن میں جاتی چڑچڑی بد لحاظ اور منہ پھٹ ہونے لگی تھی وہیں چچا کی محبت اور وقت دینا اسکے زخموں پر پھاہے رکھنے کا کام کرتا تھا۔۔۔

اس پورے گھر میں محض شامیر تھا جس سے وہ بلا جھجک فرمائش کر ڈالتی۔۔۔ ورنہ ضرورت ہر جانب سے پوری ہو جاتی مگر مان سے لاڈ کوئی نا اٹھاتا تھا۔۔۔
اور جہاں بات آ جاتی رفیہ تائی کی بیٹیوں ہادیہ اور رمشہ کی تو وہاں تائی کا اس سے اللہ واسطے کا بیڑ آ جاتا۔۔۔

رفیہ بیگم کی شخصیت میں شروع سے ہی حاکمیت اور رعونت تھی۔۔۔ اور پھر بن
ماں باپ کے بچی کو کون سر آنکھوں پر بیٹھاتا ہے۔۔۔ وہ چچا کی شہ پر پورے
خاندان میں بد تمیز اور بد لحاظ ہونے کا خطاب پا چکی تھی۔۔۔۔
محض ایک شامیر تھا جو کسی سے اسکی شکایت سن کر بھڑکتا تھا۔۔۔ ورنہ اسکے
کارنامے سن سن کر رہ کوئی اسے دو چار باتیں سننا اپنا فرض سمجھتا تھا۔۔۔
ایسے میں عزیز از جان چچا بستر مرگ پر پڑا تھا میرب عدنان خان کو تو اپنی جان نکلتی
محسوس ہو رہی تھی۔۔۔
اور ان سب میں سب سے زیادہ نقصان ہو رہا تھا اس ننھی پڑی کا جسکی مان تو کبھی
پاس رہی ہی نہیں۔۔۔ لیکن ہر دم سینے سے لگا کر رکھنے والا باپ بھی اس وقت اس
سے دور ہو گیا تھا۔۔۔
اسکی الگ خرابی طبیعت نے سب کے ہاتھ پاؤں پھلادے تھے۔۔۔ باپ کی یاد میں
وہ دنوں میں کملا کر رہ گئی تھی۔۔۔

ہسپتال کے یک بستہ کاریڈور میں آپریشن کھیٹھیر کے باہر بیٹھے وہ دونوں بھائی
شدت سے اندر سے آنے والی کسی اچھی خبر کے منتظر تھے۔۔

وہ دونوں ماں سے مسلسل رابطے میں تھے۔۔۔

بھائی اگر ڈیڈ کو کچھ ہو گیا تو۔۔۔ زوہان کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ اسکا لہجہ بھی نرم
تھا۔۔۔

یار کتنے پلانز تھے ڈیڈ کے ساتھ بنائے ہوئے۔۔۔ زندگی کس قدر غیر متوقع چیز
ہے۔۔۔ اس پل یہاں تو اگلے پل کہاں لے جائے کون جانتا ہے۔۔۔

ہم رہتے اس دنیا میں ہیں اور موت برحق ہے کاراگ الاپتے الاپتے کہاں یہ تصور
کرتے ہیں کے ایک دن جس خاموشی سے آئے تھے اسی خاموشی سے یہاں سے
چلے بھی جائیں گے۔۔۔

ہمارے قول و فعل میں کس قدر تضاد ہے۔۔۔ ہم خود کو اللہ کی امانت کہتے ہیں اور
جب امانت لوٹانے کا وقت آتا ہے تو دل کیوں پھٹنے لگتا ہے۔۔۔ حالانکہ یوں تو

امانت میں خیانت ہوئی نا۔۔۔

اسکی آنکھیں چھلک پڑیں۔۔۔

ابھی مجھے ڈیڈ کے ساتھ اپنا ایڈمیشن کروانے جانا تھا۔۔۔ ڈیڈ کو منا کر سپورٹ کار
لینی تھی۔۔۔ ڈیڈ کے ساتھ ویکیشنز پر جانا تھا۔۔۔
بھائی انسان کتنا ناشکر ہے نا۔۔۔ دل کے غم کو آنکھوں کے راستے بہنے کا راستہ مل
گیا تھا۔۔۔

کس قدر فار گرانٹڈ لیتا ہے اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کو۔۔۔ اس قدر نعمتوں میں گھرا
بیٹھا ہو گا لیکن اسے اس چیز کا احساس ہی نہیں ہوتا۔۔۔ لبوں پر ہمیشہ شکوہ ہوتا
ہے۔۔۔ احساس تو تب ہوتا ہے جب وہ نعمت چھن جاتی ہے یا چھننے کے در پر ہوتی
ہے۔۔۔

ہسپتال کی راہداری ویران تھی۔۔۔ محض وہی دونوں وہاں بیٹھے تھے۔۔۔ یا وقفے
وقفے سے کوئی سوپر صفائی کرتا یا کوئی وارڈ بوائے وہاں سے گزر جاتا۔۔۔

جیسے ڈیڈ کی ہماری زندگی میں کیا اہمیت ہے یہ تو اس حادثے نے اچھے سے سمجھا دیا
نا۔۔۔ یار ڈیڈ کے بنا بھی کوئی زندگی ہے بھلا۔۔۔ اسنے بے بسی کے گہرے احساس
سے ہاتھ کی پشت سے آنکھیں رگڑیں۔۔۔ سبحان نے کپکپاتے لب بھینچتے
آنکھوں کی نمی اندر اتاری اور بھائی کو خود میں بھینچ لیا۔۔۔

پوری زندگی وہ ہمیں پروٹیکٹ کرتے رہے ہمارے لئے سب کچھ سٹیبلش کرتے رہے۔۔۔ کے اگر خدا نخواستہ مجھے کچھ ہو جائے تو میری اولاد نارل جائے۔۔۔ ہمیں کسی کا محتاج ناہونا پڑے۔۔۔

لیکن ڈیڈ کے بنا بھی بھلا ان چیزوں کی کوئی اہمیت ہے۔۔۔ مجھے بس اپنے ڈیڈ چاہیے یار۔۔۔ اور کچھ نہیں چاہیے۔۔۔

اللہ تعالیٰ مجھے میرے ڈیڈ لوٹا دے پلیز۔۔۔ بھائی کے سینے میں منہ چھپائے وہ سسک اٹھا تھا۔۔۔

اسے کبھی اندازا ہی نا تھا کہ وہ باپ سے اسقدر محبت کرتا ہے اب انکی حالت دیکھتی تو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی اسکا کلیجہ نوچ رہا ہو۔۔۔

بس زونی۔۔۔ حوصلے سے کام لو۔۔۔ اور محض دعا کرو۔۔۔ ڈیڈ کے لئے بے انتہا دعا۔۔۔ اور اسی بے بسی اور تڑپ کے ساتھ۔۔۔ انشا اللہ ہماری دعائیں مل کر ڈیڈ کو زندگی کی طرف لے آئیں گی۔۔۔

سبحان نے اسکا شاناسہلایا۔۔۔

مجھے تہجد کی نماز ادا کرنی ہے۔۔۔ دفعتاً زوہان کو وقت تیزی سے گزرنے کا احساس ہوا تو بول اٹھا۔۔۔

دائیں جانب ہسپتال کی مسجد ہے۔۔۔ جاو پہلے تم پڑھ آو پھر تم یہاں رکنا اور میں پڑھ آؤ گا۔۔۔ دونوں کو بیک وقت یہاں سے نہیں جانا چاہیے۔۔۔0

زوہان سمجھ کر سرہاں میں ہلاتا سبحان کی نشاہدی کی جانب چل دیا۔۔۔

دور سے ہی اسے مسجد کا خوبصورت شیشے کا دروازہ دکھائی دے گیا۔۔۔ وہ دروازہ دھکیلتا اندر داخل ہوا سامنے دیواروں پر خوبصورت خطاطی کی ہوئی تھی۔۔۔

اللہ کی رحمت سے مایوس نا ہو۔۔۔ آیت پر نظر پڑتے ہی اس کا دل بھر بھر آیا۔۔۔ نماز ادا کر کے لئے زمین پر مخملی کارپٹ بچھائے گئے تھے۔۔۔

اس نے وضو کر کے آکر نماز کی نیت باندھی۔۔۔ نماز پڑھ کر اللہ سے گڑ گڑا اپنی

بہتری اور باپ کی زندگی کی دعا کرتے اسے کتنا وقت لگا وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔

نماز ادا کر کے وہ جب جوتا پہنتا باہر نکلنے لگا تب یکدم ہی کسی نے آندھی طوفان کی مانند اسے دھکا دیتے واش روم کے ادھ کھلے دروازے کے اندر کھینچا۔۔۔

وہ واش روم کسی لگزری ہوٹل کاوش روم لگتا تھا جہاں قد آدم آئینوں کے سامنے
قطار میں واش بیسن تھے اور اسکے بعد دوسری طرف قطار میں واش روم بنے
ہوئے تھے۔۔۔

دھکا غیر متوقع تھا تبھی وہ نا سمجھتے جا کر واش بیسن سے ٹکرایا۔۔۔
غم و غصہ کی ایک شدید لہر اسکے جسم میں ڈور گئی۔۔۔

اسنے پھر کر پیچھے دیکھا جہاں نیلے اور اورنج رنگ کے مخصوص یونیفارم میں وہ کوئی
سوپر تھا۔۔۔ اسنے

جھریوں زدہ چہرے پر ماسک لگا رکھا تھا۔۔۔ سر کے بال سفید تھے۔۔۔ البتہ
آنکھوں میں عجیب سے تاثرات تھے۔۔۔

کیا بد تمیزی ہے یہ۔۔۔ اس شخص کی عمر کا لحاظ کرتے زوہان نے بامشکل خود کو کچھ
غلط کہنے یا کرنے سے روکا۔۔۔ البتہ آنکھوں سے بھسم کر دینے والی چنگاریاں
پھوٹ رہی تھیں۔۔۔

اپنے باپ کی زندگی چاہتے ہو تو اسے یہاں سے لے جاو۔۔۔

وہ شخص چور نگاہوں سے ارد گرد دیکھتا زوہان کے قریب آیا اور اسکی بازو سختی سے دبوچتا سرد بے تاثر نگاہیں اسکی آنکھوں میں گاڑتا گویا ہوا۔۔۔

زوہان کو ایک پھریری سے اپنے جسم میں ڈورتی محسوس ہوئی۔۔۔ وہ کپکپا کر رہ گیا۔۔۔ آنکھوں کی وحشت دوچند ہو گئی۔۔۔

لے جاوا اپنے باپ کو یہاں سے۔۔۔ اس شخص کی سرد آواز زوہان کے اعصاب منجمد کر رہی تھی۔۔۔

ان آنکھوں میں کچھ ایسا تاثر ضرور تھا کہ زوہان وہاں جھکڑا گیا تھا۔۔۔ اسکا دل زور زور سے ڈھرنے لگا۔ کسی انہونی کے خدشات تیزی سے اندر کہیں سر ابھرنے لگے تھے۔۔۔
کک۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔

اندر آپریشن کے نام پر جو بھی چل رہا ہے اسکے ختم ہوتے ہی بناتا خیر کئے باپ کو یہاں سے نکال لے جاو۔۔۔

یکدم اس شخص نے زوہان کی بازو سے گرفت ختم کی اور قدم قدم پیچھے ہٹنے لگا۔۔۔ زوہان تڑپ کر رہ گیا۔۔۔

کلک کیا مطلب۔۔۔ بات واضح کریں۔۔۔ آنکھوں میں بے چینی ہلکورے لینے لگی تھی۔۔۔ دل ڈوب ڈوب کر ابھر رہا تھا۔۔۔

یہ ہسپتال انسانوں کا نہیں درندوں کا ہے۔۔۔ اپنے باپ کو لے جاو۔۔۔ اس شخص کی نافہم باتیں دل و دماغ پر ہتھوروں کی مانند برس رہی تھیں۔۔۔ کوئی بھی ذاتی گفتگو یا کوئی بھی حکمت عملی ہسپتال کے کسی کونے میں مت کرنا۔۔۔ تم دونوں بھائیوں پر کئی لوگوں کی نظریں ہیں۔۔۔ سمجھ کر۔۔۔ وہ شخص بات مکمل کرتا ہی چھپاک سے باہر نکل گیا جبکہ زوہان پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس دروازے کو دیکھتا رہ گیا۔۔۔

حواس مختل ہو رہے تھے۔۔۔ اسنے فق پر تے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔۔ پھر حواس بحال کرنے کو واش بیسن کی جانب منہ کر تانل کھول کر چہرے پر چھپاکے مارنے لگا۔۔۔

کیا تھا یہ سب۔۔۔ دعائیں یوں بھی قبول ہو جایا کرتی ہے بھلا۔۔۔ ابھی چند لمحوں پہلے وہ اپنے رب سے اپنی بھلائی اور باپ کی زندگی کی دعائیں کرتا آیا تھا۔۔۔ اور لمحوں میں یہ کونسا انکشاف تھا جو اس پر ہوا تھا۔۔۔

دل و دماغ جھنجھٹا اٹھے۔۔۔

کیا مطلب تھا بھلا ان نا فہم باتوں کا۔۔۔ یہاں وہ باپ کو زندگی کی طرف لانے کی
تگ و دو میں حلقان تھے اور بالا ہی بالا اندر ناجانے کون کونسی سیاستیں چل رہی
تھیں۔۔۔

یہ کونسی دنیا تھی بھلا۔۔۔ وہ اس دنیا کے باسی نہ تھے۔۔۔

وہ بہت بے ریا مخلص اور رحم دل دنیا کے باسی تھے۔۔۔ انکی ماں نے انہیں محض یہ
ہی صفات سکھائی تھیں۔۔۔ دھوکہ دہی۔۔۔ ڈانچ دینا غلط نیت اور کسی کا برا چاہنا وہ
ان چیزوں کی الف ب سے بھی ناواقف تھے۔۔۔ بالکل کورے کاغذ کی طرح۔۔۔
مگر یہ دنیا بہت ظالم تھی۔۔۔
وہ گم صم سا باہر آ گیا۔۔۔

آتے ہی پہلی نظر دیواروں کے کونوں میں لگے مختلف کیمروں پر گئی۔۔۔
کوئی بھی ذاتی گفتگو یا کوئی بھی حکمت عملی ہسپتال کے کسی کونے میں مت کرنا۔۔۔
تم دونوں بھائیوں پر کئی لوگوں کی نظریں ہیں۔۔۔ سمجھل کر۔۔۔
اسکا دل زور سے ڈھرکا۔۔۔

کیا ہوا۔۔ زوہاں بھائی کے چہرے کے کھنچے اعضلات اور گم صم انداز دیکھ کر
چونکا۔۔۔

کچھ نہیں۔۔ تم نماز پڑھ آؤ۔۔۔

وہ وہیں بیچ پر بیٹھ کر اسکی پشت سے ٹیک لگاتا آنکھیں موند گیا۔۔۔

زندگی میں کوئی پریشانی آئے تو اسکی ماں نے کیا سکھایا تھا بھلا۔۔۔۔

وہ اب تحمل سے ہر چیز پر غور و فکر کر رہا تھا۔۔

مئی نے ہمیشہ قرآن سے رہنمائی لینا سکھائی تھی۔۔۔

اور کس چیز کا درس ہمیشہ دیا تھا۔۔۔

اسکے دل کی ڈھرکن سست پڑ رہی تھی لیکن یہاں اس مقام پر وہ منجے ہوئے

کھلاڑیوں میں بیٹھ کر جذباتی پن نہیں دیکھا سکتا تھا۔۔۔

حالات جیسے بھی ہوں صبر سے انہیں کاٹنا۔۔۔

اور رررررر۔۔۔۔

اسنے مزید دماغ پر زور دیا۔۔۔۔

ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنا۔

دل کی ڈھرنکیں مزید سست پڑنے لگیں۔۔۔

اور۔۔۔

اور اللہ پر ہمیشہ توکل رکھنا۔۔۔

اسکے اندر کھد بھڈ بڑھی۔۔۔

صبر۔۔۔ شکر۔۔۔ اور توکل۔۔۔ دماغ انہی تین لفظوں کو دہرا رہا تھا۔۔۔۔۔ جو اپنے

آپ میں مکمل تھے۔۔۔

لیکن کیا اسکے ساتھ کسی اور چیز کا بھی حکم تھا۔

کہیں کچھ تو مسنگ تھا۔۔۔ یہاں اس مقام پر محض شکر صبر اور توکل کام نہیں آ

سکتے تھے۔

اسنے کہیں پیچھے جھانکنا چاہا۔۔۔ اس شخص کی زندگی میں جنہیں چلتا پھرتا قرآن کہا

گیا ہے۔۔۔

جو رہتی دنیا کی انسانیت کے لئے رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔۔۔

ورق در ورق وہ پیچھے انکی زندگی کی گہرائیوں میں جاتا گیا۔۔۔

ایک دلدل تھی اس وقت اسکے ارد گرد جس میں وہ دھنس سکتا تھا۔۔۔

لیکن یہ تو کچھ بھی نہیں کیا اس جیسے خطرناک مقامات ہمارے نبی کی زندگی میں کبھی نہیں آئے۔۔۔

آئے تو انہوں نے کیا حکمت عملی اپنائی۔۔۔

اسے اس وقت اس مقام پر جہاں وہ تن تنہا دشمنوں کے بیچ گھرے کھڑے تھے رہنمائی چاہیے تھی۔۔۔ اور رہنمائی پارے نبی حضرت محمدؐ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔

کس چیز کا حکم تھا۔۔۔

دماغ میں کچھ سپارک ہوا۔۔۔

جنگ کا حکم تو انہیں بھی مل گیا تھا۔۔۔ کے اے ایمان والوں اپنی طاقت جمع کرو اور دشمن سے جنگ کرو۔۔۔

ٹک ٹک۔۔۔ کچھ مسلسل سپارک کرنے لگا تھا۔۔۔

یعنی صبر شکر اور توکل کے ساتھ کچھ اور بھی حکم ملا تھا۔۔۔

کس کا۔۔۔

جہد کا۔۔۔ کوشیش کا۔۔۔ کم اختیار اور دشمن کے سامنے کمزور ہونے کے باوجود
اللہ پر توکل رکھتے بلند حوصلے اور ہمت سے حق پر ڈٹ جانے کا۔۔۔ اسنے دماغ پر
زور ڈالا۔۔۔

ابوسفیان کی قیادت میں چار ہزار افراد کا لشکر مکہ سے مدینہ مسلمانوں پر حملہ کرنے
کے لئے نکلا تھا اور راستے میں مختلف قبائل کے لوگ جب اس لشکر میں شامل
ہونے لگے تو اسکی تعداد دس ہزار ہو گئی۔۔۔ مسلمان تعداد میں کم تھے۔۔۔ جنگی
ساز و سامان بھی آنکے معاملے میں بہت کم تھا لیکن اللہ پر توکل اور حوصلہ و عزم
بہت بلند تھا۔۔۔

اور جب حضرت محمد کو اس لشکر کے حملہ آور ہونے کے لئے مکہ سے چل نکلنے کی
اطلاع ملی تو انہوں نے کیا کیا۔۔۔ وہ ہنوز آنکھیں مونڈے ماتھے پر انگلیاں بجاتا
سوچ رہا تھا۔۔۔

گہری سوچ۔۔۔ بے انتہا گہری سوچ۔۔۔
نہیں انہوں نے سب اللہ پر چھوڑتے ہاتھ پر ہاتھ نہیں ڈھرا تھا۔۔۔
انہوں نے حکمت عملی تیار کی تھی۔۔۔

اسکے دماغ میں جھکڑ سے چلنے لگے۔۔۔

مدینے کو تین جانب سے پہاروں نے گھیر رکھا تھا محض ایک راستہ تھا جہاں سے دشمن ان پر حملہ کر سکتا تھا۔۔۔ انہوں نے باہمی مشاورت سے وہاں اپنے دفاع کے لئے خندق کھودنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔

اور جب دشمن وہاں پہنچا تو سامنے خندق دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ وہ خندق عبور کرنے کی کوشش کرتے تو مسلمان تیر انداز ان پر تیر برسا کر انکی کوششیں ناکام بنا دیتے۔۔۔

وہ کمزور ہونے کے باوجود اللہ پر توکل رکھ کر ڈٹ کر مقابلہ کر رہے تھے۔۔۔ اللہ کو شیش کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔۔۔ لیکن پھر کیا ہوا۔۔۔ اصل ٹوسٹ تو تب ہی آیا نا کہانی میں۔۔۔ اسنے بے طرح لب کترے۔۔۔ جب خندق کے پار دشمنوں کے علاوہ مدینے کے اندر سے بھی غدار دشمن اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔

ابھی دہری مصیبت میں گھڑے تھے مسلمان۔۔۔ دشمن باہر سے بھی حملہ آور تھے اور اندر سے بھی۔۔۔ اصل گھیر اب تنگ ہوا تھا انکے گرد۔۔۔

لیکن مسلمانوں کے حوصلے پست نہ ہوئے تھے۔۔ انکا مددگار اللہ تھا۔۔۔

اور یہاں اس مقام پر پھر کیا ہوا۔۔۔

جب مسلمانوں نے اپنی پوری قوت صرف کر دی۔۔۔ ڈٹ کر محاذ پر کھڑے رہے۔۔۔ اللہ پر توکل ختم نہ کیا مسلسل اللہ سے رحم کی دعائیں مانگتے رہے تو پھر

پھر اللہ نے ان باہمت اور پختہ عقائد کے مالک مسلمانوں کے لئے ایک طوفان کی صورت غیبی مدد بھیجی۔۔۔ جو کفار کے خیمے تک اکھاڑ لے گئی۔۔۔ انکے ہانڈیاں الٹ گئی چولہے بجھ گئے۔۔۔

یہ تھی اللہ کی مدد۔۔۔۔۔ کے کفار مکہ کے دلوں پر مسلمانوں کی اس قدر لرزہ خیز ہیبت طاری ہوئی کہ وہ لوگ اتنی سردی میں میدان چھوڑ کر واپس مکہ بھاگ گئے۔۔۔

اللہ کی مدد انکے لئے آئی تھی۔۔۔ لیکن مسلمانوں نے محض ہاتھ پر ہاتھ ڈھر کر اللہ کہ مدد کا انتظار نہیں کیا تھا۔۔۔ بلکہ جی جان لگا دی تھی۔۔۔ ڈٹ کر ہمت و حوصلے سے مقابلہ کیا تھا۔۔۔

نہیں۔۔۔۔ وہ یہاں اس مقام پر تنہا تھے کمزور تھے تو کیا ہوا۔۔۔ انکے ساتھ بھی انکار ب ہے۔۔۔ اسکا حوصلہ بڑھا۔۔۔

قرآن میں نصیحت ہے لیکن محض عقل والوں کے لئے۔۔۔ اور یہ ہدایت اور رہنمائی رہتی دنیا کے لوگوں کے لئے ہے اگر کوئی اس سے رہنمائی طلب کرنا چاہے تو۔۔۔

چاروں طرف سے اگر وہ دشمنوں میں گرے ہوئے ہیں تو بھی انکار ب انکا مددگار ہے۔۔۔

اللہ چاہے تو بڑے سے بڑے ماسٹر ماسنڈ کا پلان فیل ہو جائے۔۔۔ بساط الٹی پر جائے۔۔۔ حکمت عملی ڈھری کی ڈھری رہ جائے۔۔۔

وہ دونوں بھائی کمزور تھے۔۔۔ بے بس تھے۔۔۔ لوگوں کی چالاکیوں اور سیاستوں سے بے خبر تھے لیکن انکار ب کمزور نا تھا۔۔۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور ہر طرح کے حالات سے آگاہ ہے۔۔۔

قرآن سراپائے امید ہے۔۔۔ اس ذہنی عمل نے اسکے انگ انگ میں امید بھر دی تھی۔۔۔

اسنے آنکھیں کھولیں تو ان میں ایک واضح عزم تھا۔۔۔ جب اللہ نے عقل دی تھی تو اسے استعمال کرنا انکا کام تھا۔۔۔

اللہ مدد بھیج تو رہا تھا۔۔۔ وہ سو پیر اسی کی کڑی تھی۔۔۔ اگلا کام اسکا تھا۔۔۔

اسنے جیب سے اپنا لیٹسٹ ماڈل کا فون نکالا اور ایک سنجیدہ و سرد نگاہ چاروں جانب کیمروں پر ڈالی۔۔۔ وہ جان چکا تھا کہ وہ کئی نظروں کے حصار میں ہے۔۔۔

آشنائی لاعلمی سے بہتر ہے۔۔۔ بہت بہتر۔۔۔ انسان پھونک پھونک کر قدم رکھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔۔۔

۔۔۔ اسکے ہاتھ تیزی سے موبائل کی ٹچ سکرین پر چل رہے تھے۔۔۔

آگے کی حکمت عملی کے لئے اسے سکون درکار تھا۔۔۔ اسے حکمت عملی تیار کرنے کے لئے پہلے دشمن کے لیول کو جانچنا تھا۔۔۔ یہ قطعاً آسان نا تھا۔۔۔ لیکن حوصلے و

عزم سے مشکل سے مشکل کام بھی کیا جاسکتا ہے۔۔۔

دل ڈھرک رہا تھا۔۔۔ لیکن لب اس ذات کے حضور دعا گو تھے جسکے اختیار میں ہر چیز ہے۔۔۔

زوہان ہسپتال کی تخت بستہ راہداری میں تنہا سر جھکائے بیٹھا مسلسل موبائل کی
سکرین پر جھکا ہوا تھا۔۔۔

موبائل سکرین سے ابھرتی روشنی براہ راست اسکے چہرے پر پڑ رہی تھی۔۔۔
نا ابھی تک آپریشن ٹھیٹھر کا دروازہ کھلا تھا اور نا ہی ابھی سبحان واپس آیا تھا۔۔۔
آپریشن ٹھیٹھر کے باہر موجود سرخ بتی ہنوز جل رہی تھی۔۔۔ جواب اسے
کوئی خطرے کی گھنٹی ہی لگ رہی تھی۔۔۔

اسکی زہانت سے بھرپور نگاہیں سکرین پر ہی ٹکی تھیں۔۔۔
جن آنکھوں میں کچھ دیر پہلے باپ کے آپریشن کے لئے فکر مندی اور رب کے
حضور التجا تھی ان آنکھوں میں اس وقت غم و غصے کے ساتھ ساتھ تجسس کے
رنگ نمایاں تھے۔۔۔۔

وہ گوگل پر

Dark sides of Pakistan's famous hospitals

سرچ کر رہا تھا۔۔

وہ بلا کا ذہین تھا۔۔۔ کم عمری میں ہی ٹیکنالوجی کے درست استعمال نے اسے اس گہرے سمندر کا باریک بینی سے جائزہ لینے والا بنا ڈالا تھا۔۔۔

سرچ کے بعد وہاں کچھ اتنا خاص نہیں آیا تھا لیکن وہ عام سے خاص نکالنے کے فن سے آگاہ تھا۔۔۔

اسنے سارے عام سے آرٹیکلز اور ریسرچز سے سارے خاص الفاظ چنے اور ان الفاظ کی بیس پر مدعا بدل بدل کر سرچ کرنے لگا۔۔۔

وہاں سے کچھ مزید قابل گرفت فقرے اٹھائے اور اب وہ تمام ویب سائٹس جو پاکستان میں ممکنہ طور پر بین تھیں وی پی این کی مدد سے ان تک رسائی حاصل کرتا وہاں سرچ کرنے لگا۔۔۔

وہ ویب سائٹس خطرناک حد تک سچ بیان کرتی تھیں تبھی پاکستان میں بین تھیں۔۔۔

مسلسل ایک ہی پوزیشن میں گردن جھکائے بیٹھنے سے اسکی گردن میں کھنچاؤ پڑنے لگا تھا۔۔۔ جسم ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے لگا تھا۔۔۔

وہ کئی کئی گھنٹے سکرین کے آگے گزار دیتا تھا مگر ایسی تھکاوٹ کبھی ناہوئی تھی۔۔۔

ساری ساری رات پب جی کھیل لیتا تھا مگر اس قدر تھکاوٹ کبھی حواسوں پر سوار
ناہوئی تھی۔۔۔

مگر ابھی جسم و روح پر چھاتی تھکاوٹ کا سیدھا تعلق اس انفارمیشن سے بھی تھا
جسے وہ پڑھ رہا تھا اور جیسے جیسے پڑھ رہا تھا اسکے حواس صلب ہوتے جا رہے
تھے۔۔۔

وہاں کسی ہسپتال کا نام مینشن نا تھا لیکن مشہور پاکستانی ہسپتالوں کے انسانیت سوز
اقدامات کے نام سے وہ آرٹیکل تھا۔۔۔

جس کالب لباب یہ ہی تھا کہ پاکستان کے مشہور ترین ہسپتال جہاں لوگ اپنے
پیاروں کی زندگیاں بچانے کے لئے سر ڈھری بازی لگانے کو بھی تیار ہوتے
ہیں۔۔۔ وہاں سیریس کنڈیشن مریض جسکے سر پرست اسکی جان بچانے کو پیسہ
پانی کی طرح بہانے کو بھی تیار ہوں انکو وہاں بے وقوف بنایا جاتا ہے۔۔۔

مریض کی ڈیٹھ ہو جانے کے کئی گھنٹوں بعد بھی اسکے لواحقین کو اس چیز سے
ناآشنا رکھتے آپریشن اور دوسری میڈیکیشنز کے نام پر بھاری رقمیں حاصل کی
جاتی ہیں۔۔۔ نیز بالا ہی بالا مریض کے کئی قیمتی آرگن اسکی صحتیابی کے آپریشن

کے نام پر جسم سے چرا لیے جاتے ہیں۔۔۔ جسکے بعد لواحقین کو یہ ہی لگتا ہے کہ ڈیڈ باڈی کے جسم پر موجود آپریشن کے نشانات وہی ہیں جسکی سرجری کی جارہی تھی۔۔۔

پڑھتے ہی زوہان کے ڈونکھٹے کھڑے ہونے لگے۔۔۔ وہ ساری صورتحال سے خود کو ریلیٹ کرنے کا تھا تبھی جسم پر کپکپی طاری ہونے لگی تھی۔۔۔

باپ کی زندگی چاہتے ہو تو اسے یہاں سے لے جاو۔۔۔ یہ ہسپتال انسانوں کا نہیں درندوں کا ہے۔۔۔ ایک بھاری آواز مسلسل دل و دماغ پر ہتھورے برسانے لگی تھی۔۔۔ اندر بالا ہی بالا کوئی گیم چل رہی تھی تو ہی اسے آگاہ کیا گیا تھا۔۔۔ جیسے کہتے ہیں رائی ہو تو پہاڑ بنتا ہے۔۔۔ ناجانے اس آرٹیکل والی باتوں اور اس سوپیر کی باتوں میں کتنی سچائی تھی۔۔۔ مگر وہ پریشان ضرور ہوا اٹھا تھا۔۔۔ وہ شدت سے اس آپریشن کے مکمل ہونے کا منتظر تھا۔۔۔ اسے اپنے حواس بحال رکھنا اس وقت دنیا کا مشکل ترین کام لگا۔۔۔

وہ نہایت سوچ بچار کے بعد ایک مرتبہ پھر سے موبائل کی سکرین پر جھکا۔۔۔
اب وہ تیزی سے پاکستان کے ٹاپ ہسپتال سرچ کر رہا تھا جہاں اسکے باپ کا
بہترین علاج ہو سکتا تھا۔۔۔۔

ابھی تک آپریشن ختم نہیں ہوا تھا۔۔۔ اور نا ہی ابھی سجان واپس آیا تھا۔۔۔
اسے شدت سے بھوک کا احساس ہوا۔۔۔

اسے یاد آیا انہوں نے ڈنر بھی نہیں کیا تھا۔۔۔

پتہ نہیں مئی نے وہاں کچھ کھایا تھا بھی یا نہیں۔۔۔۔

جو صورتحال چل رہی تھی وہاں کہاں کھانا سو جھتا ہے۔۔۔ یقیناً ابھی وہ بھی بھوک
ہی ہو گئی۔۔۔۔

بحر حال بیک وقت ذہنی و جسمانی کئی محاذوں پر لڑنے کے باعث اسے اپنے ٹوٹتے
جسم اور چکراتے سر کے باعث بھوک کا احساس ہوا تو کچھ کھانے کی عرض سے
اٹھ کھرا ہوا۔۔۔۔

یقیناً سجان بھی بھوکا تھا۔۔۔۔ دفعتاً اسے راہداری سے سجان آتا دکھائی دیا۔۔۔
تم بیٹھو بھائی میں کھانے کو کینیٹین سے کچھ لاتا ہوں۔۔۔۔

وہ سبحان کے پاس رکتا گویا ہوا تو سبحان سرہاں میں ہلا گیا۔۔۔

بھوک سے سر اسقدر چکرا رہا تھا کہ اسنے کینٹین میں جاتے ہی اپنے لئے

سینڈوٹیج آرڈر کیا اور وہیں کھڑا کھڑا کھانے لگا۔۔۔

رات کے تیسرے پہر اس جگہ پر کسی کا گزرنا تھا۔ کینٹین والا بھی اس وقت

اونگ رہا تھا جب زوہان وہاں گیا۔۔۔ اسنے مندھی مندھی آنکھوں سے ہی

اسے اسکا آرڈر دیا۔۔۔

اسنے سبحان کے لئے شینڈوٹیج اور ٹین پیک کروایا اور بل پے کر کے اپنا ٹین

پیک پیتا کینٹین سے نکل آیا۔۔۔

ارد گرد ساری جگہ سنسان تھی۔۔۔ ابھی فجر کی ازانوں میں بھی وقت تھا۔۔۔

دفعۃً ناجانے کے کہاں سے تین لڑکے نکل کر سامنے آئے اور اپنے دھیان

جاتے جاتے زوہان سے بے طرح ٹکرائے۔۔۔ زوہان کے ہاتھ میں تھامائیں

پیک اور سینڈوٹیج کا ڈبہ زمین بوس ہو گیا۔۔۔

زوہان نے تعجب سے انہیں دیکھا جنکے چہرے پر شرمندگی نام کی نہیں تھی۔۔۔
بلکہ وہ اپنے اس فعل پر مسکرا رہے تھے۔۔۔

ارے یہ تو وہی نہیں جو بزنس مین شامیر خان کا بیٹا ہونے کا دعویٰ دار ہے۔۔۔
ان میں سے اس سے ٹکرانے والا لڑکا چونک کر طنزیہ مسکراتا ہوا زوہان کو
چرانے والے انداز میں دیکھتا اپنے ساتھیوں سے گویا ہوا۔۔۔

بالکل وہی ہے۔۔۔۔۔ باقی دونوں ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنس دیئے۔۔۔ زوہان کی
آنکھوں میں خون اترنے لگا۔۔۔ وہ دانت پیتا ضبط کے کڑے مراحل سے
گزر رہا تھا انہیں نظر انداز کئے آگے بڑھا کے یہ وقت نہیں تھا اپنی توانائیاں اور
فوکس کسی اور پر سرف کرنے کا۔۔۔
فلحال وہ انکے منہ نہیں لگ سکتا تھا۔۔۔

ابھی سرانجام دینے کو بہت بڑے بڑے کام پڑے تھے۔۔۔

وہ بنا انکے منہ لگے آگے بڑھ گیا۔۔۔

ارے لوگ پیسوں کے لئے کیا کیا حربے آزماتے ہیں۔۔۔ اپنی ماں تک کو بھی
کسی بھی ایرے غیرے کے ساتھ منسوب کر دیتے ہیں۔۔۔

ارے ایسوں کو کیا ماں بہنوں کی۔۔۔ انکے لئے ماں بہنیں کیش کروانے کا ذریعہ ہوتی ہیں۔۔۔

انکی آواز میں ایسی کاٹ اور حقارت تھی کے زوہان کے زوہان کی ضبط کی طنائیں لمحوں میں ٹوٹیں۔۔۔

بات اب ماں پر آگئی تھی۔۔۔ انہوں نے اچھا نہیں کیا تھا ماں کو بیچ میں گھسیٹ کر۔۔۔۔۔

وہ چیل کی سی تیزی سے پلٹا اور بھاگتا ہوا ان پر جھپٹا۔۔۔۔۔

اور ٹکرانے والے لڑکے کو دبوچتا اس پر پل پڑا۔۔۔۔۔

غصے سے اسکا چہرہ اسرخی چھلکانے لگا تھا۔۔۔۔۔

گردن اور بازوؤں کی رگیں تک ابھر کر واضح ہونے لگی تھیں۔۔۔۔۔ رگوں میں

بہتے خون کی گردش بہت تیز ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

اسکے سر پر کوئی جن سوار تھا۔۔۔ وہ پے درپے محض اسی لڑکے کو دھنک رہا تھا

جو اسکی ماں کو بیچ میں گھست لایا تھا۔۔۔۔۔

دوسرے دونوں لڑکے اسکے کندھے اور کمر پر دھمو کے جڑتے اسکی گرفت سے اپنے ساتھی کو آزاد کروانا چاہتے تھے۔۔۔ مگر اسکے سر پر اس وقت ایسا جنون سوار تھا کہ وہ اس لڑکے کو چھوڑنے کو تیار ہی نہ تھا۔۔۔

دفعۃً دیکھتے ہی دیکھتے وہاں پولیس آگئی۔۔۔ ناجانے ان میں سے کسی لڑکے نے کال کی تھی یا کیسے وہ وہاں پہنچی۔۔۔ اس بات پر غور و فکر کرنے کا ابھی ٹائم کہاں تھا اسکے پاس۔۔۔

اوے کیا ہو رہا ہے یہاں چھوڑو اسے۔۔۔ پولیس اہلکار نے آتے ہی زوہان کو اسکی جیکٹ کے کارلر سے گھسیٹ کر کھینچتے اس لڑکے سے جدا کیا۔۔۔

اس ہاتھ پائی میں زوہان کے ہونٹ کے کنارے سے خون نکلنے لگا تھا۔۔۔ شروعات اس نے کی تھی۔۔۔ یہ بد تمیزی کر رہا تھا۔۔۔ زوہان نے انگوٹھے کی مدد سے خون صاف کیا۔۔۔

بکو اس کر رہا ہے یہ۔۔۔

ہم یہاں پر کینیٹین سے کھانا لینے آئے تھے جبکہ یہ شخص ہمیں لوٹنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ اسنے میری سونے کی چین کھینچی اور میرے مزاحمت کرنے پر مجھے پیٹنے لگا۔۔۔ کے تب تک میرے ساتھی پیچھے سے آگے۔۔۔ اس لڑکے کی حالت قابل رحم تھی۔۔۔ زوہان نے لمحوں میں اسکی حالت بگاڑ کر رکھ دی تھی۔۔۔ خود اسکا بھی سانس پھول گیا تھا۔۔۔ البتہ وہ اس لڑکے کی فر فر جھوٹا گلتی زبان کے جوہر دیکھ گنگ رہ گیا۔۔۔ اس ساری کہانی کو سن کر اسکا دماغ بھک سے اڑا تھا۔۔۔ بکو اس کر رہا ہے یہ۔۔۔ وہ بلبلا اٹھا۔۔۔ یہ دیکھیں سر میری چین۔۔۔ اس لڑکے نے زوہان کی جیکٹ کی زپ کے ساتھ لٹکی چین کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ زوہان پھٹی پھٹی نگاہوں سے چین کو دیکھنے لگا۔۔۔ یکدم اسکے دماغ میں خطرے کے آلا ر م سے بجنے لگے۔۔۔۔۔۔ ٹریپ۔۔۔۔۔ اٹس ٹریپ۔۔۔۔۔

آپریشن ٹھیٹھر کے باہر جلتی سرخ بتی اسکی آنکھوں کے سامنے زور زور سے
جلنے بجھنے لگی۔۔۔

خطرے کی گھنٹی۔۔۔

اسکا دل زور سے ڈھرکا تھا۔۔۔

پری پلین۔۔۔

اسکا دماغ کام کرنے لگا تھا۔۔۔ کڑی سے کڑی ملنے لگی۔۔۔

باپ کی دنیا کی سیاستیں۔۔۔ اس کے دماغ میں جھکڑ سے چلنے لگے۔۔۔

وہ وہاں تنہا تھا اور یہ سب پری پلین ہو رہا تھا۔۔۔ شاید شامیر کی طاقت کو توڑنے

کے لئے۔۔۔

ورنہ وہ میڈیا جو پل پل کی کوریج کر رہا تھا ابھی اتنے بڑے ہنگامے پر کہاں جاسویا

تھا بھلا۔۔۔

اسکا دل زور زور سے ڈھرکنے لگا۔۔۔

اسنے بجلت جیب سے اپنا لیٹسٹ ماڈل کا فون نکالتے سبحان کو مطلع کرنا چاہا۔۔۔

جو بھی تھا اس وقت بھائی کا سہارا ہی بہت تھا۔۔۔ یقیناً اس تک خبر پہنچتی تو وہ امجد

چچا کے ساتھ مل کر کوئی سدباب کرتا۔۔۔ اس لئے اسے مطلع کرنا ضروری تھا۔۔۔

لیکن اس سے پہلے کے وہ سبحان کا نمبر ملا پاتا۔۔۔ پولیس اہلکار نے جھپٹ کر اس کے ہاتھ سے موبائل کھینچا۔۔۔

زیادہ تیز بنتے ہو۔۔۔ ابھی تھانے چل کر خاطر تواضع ہو گئی تو ساری ہوشیاری اور تیز طراری جاتی رہے گی۔۔۔ پولیس اہلکار غرایا۔۔۔ اور یہ موبائل کس کا ہے یہ۔۔۔ بولو۔۔۔ اسنے زوہان کی جیکٹ کے کارلر سے پکڑ کر اسے جھٹکے دیئے۔۔۔ وہ حیرت و استعجاب سے گنگ اس اہلکار کو دیکھ کر رہ گیا۔۔۔ وہ کیسی زبان استعمال کر رہا تھا۔۔۔ اعر اسقدر بد تمیزی میرا فون ہے یہ۔۔۔ وہ غصے سے چلایا۔۔۔

بکواس۔۔۔۔ یہ بھی چوری کا ہو گا۔۔۔ دوسرا اہلکار اس پر حاوی ہونے کو روب سے بولا۔

زوہان کا دماغ سائین سائین کرنے لگا۔۔۔ ظاہر سی بات تھی جب ہر چیز تھی ہی
پری پلین تو اسکی صفائیاں یا سچ کہاں اہمیت رکھتا تھا بھلا۔۔۔ اسکا دل ڈوبنے
لگا۔۔۔

ہم اس وقت جب ہمارا مضبوط سہارا یعنی کے تمہارے ڈیڈ ہمارے ساتھ نہیں
ایسے میں دریا میں آئی طغیانی کے مسافر نہیں بن سکتے بیٹا۔۔۔
اسکی منہ زور موجیں ہمارا سب کچھ لے اڑیں گی۔۔۔
ماں کی باتیں یاد آئیں تو وہ بے ساختہ ماں کی دور اندیشی کا قائل ہوا۔۔۔ مگر
افسوس صد افسوس تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔۔۔
وہ پولیس اہلکار اسے یوں کارلر س پکڑے گھسیٹتے لے جا رہے تھے جیسے وہ کوئی
عادی مجرم ہو۔۔۔ اس دنیا کی حقیقتیں بہت تلخ تھی۔۔۔

ایمان نے پوری زندگی انہیں بہت کچھ سکھایا تھا۔۔۔ بہت اچھے اقدار پر انکی
تربیت کی تھی۔۔۔ ہر دن انہیں کچھ نیا سکھاتی اور سیکھنے کی ترغیب دیتی۔۔۔ و
لیکن وقت اور حالات نے آج اسے جو سبق سکھایا تھا وہ سب پر بھاری تھا۔۔۔

قدرت نے اس دنیا کی تلخی کی ایک جھلک اس پر آشکار کی تھی اور اس پہلی
زبردست ٹھوکر سے منہ کے بل گر کر اس نے جو سبق سیکھا تھا یہ سبق دنیا کی کسی
کتاب نے اسے ناسکھایا تھا۔۔۔

وہ لمحوں میں ذہنی طور پر بہت بڑا ہو گیا۔ تھا۔۔۔
پولیس اہلکار اسے پولیس موبائل میں بیٹھا چکے تھے۔۔۔ موبائل کے چلتے ہی وہ
لمحہ بالمحہ ہسپتال سے دور ہوتا جا رہا تھا۔۔۔
بنا کسی کو بتائے بنا کسی کے نوٹس میں لائے۔۔۔

بے بسی سے اسکی آنکھیں سرخ ہونے لگی۔۔۔ بے بسی کا گہرا احساس اسے اندر
ہی اندر چٹکیاں کاٹنے لگا تھا۔۔۔
وہ بھائی سے رابطہ نہیں کرے گا تو اسے درپیش حالات سے آگاہ کیسے کرے

گا۔۔۔ یقیناً سے واپس آتا نپاک وہ پریشان ہو جائے گا۔ حءح
اود مئی۔ وہ سب سے آنکھیں میچ گیا۔۔۔

سبحان کو وہیں آپریشن تھیٹر کے باہر کھڑے ہو کر بھائی کا انتظار کرتے کافی وقت گزر گیا تو ناجانے کیوں کسی انہونی کے ڈر سے اسکا دل بے طرح ڈھرکا۔۔۔
اسنے جیب سے موبائل نکالتے زوہان کا نمبر ڈائل کیا لیکن اسکے ماتھے پر فکر مندی اور شکنوں کا جال اس وقت بچھا جب زوہان کا نمبر بند جانے لگا۔۔۔

اسنے بعجلت موبائل بند کرتے موبائل جیکٹ کی جیب میں رکھا اور باہر کی جانب بڑھا۔۔۔ ارادہ باہر جا کر بھائی کو دیکھنے کا تھا۔۔۔ لیکن وہ ابھی دو قدم ہی چلا تھا جب آپریشن ٹھیٹھر کے کھلتے دروازے نے اسکے قدم وہیں زنجیر کھائے۔۔۔ وہ ایڑھیوں کے بل واپس گھوما اور کمرے سے نکلتے ماسک لگائے ڈاکٹر کی جانب بڑھا۔۔۔

اسکی ذہانت سے بھرپور نگاہوں میں اس وقت تشویش اور آس و نرا اس کے رنگ تھے۔۔۔ دل بے طرح کسی اچھی خبر کا منتظر تھا۔۔۔

کانگریجو لیشنز مسٹر سبحان۔۔۔ آپریشن کامیاب رہا۔۔۔

بے ساختہ سبحان کے چہرے پر تشکرانہ مسکراہٹ ابھری۔۔۔

لیکن کتنے پرسنٹ رہا اسکا اندازہ پیشینٹ کے ہوش میں آنے کے بعد ہو گا۔۔۔

اور انکے ہوش میں آنے کا انحصار انکے دماغ کی سرجری پر ہے۔۔۔
جب تک انکے دماغ کی سرجری نہیں ہو جاتی وہ ہوش میں نہیں آئیں گے اور
جب تک وہ ہوش میں نہیں آئیں گے ہم اس آپریشن کی کامیابی کی نوعیت کے
بارے میں نہیں جان سکتے۔۔۔

ایک طرح سے یہ ہماری آدھی کامیابی ہے۔۔ پوری کامیابی کا انحصار دوسری
سرجری سے ہے لیکن معذرت کے ساتھ ہمارے پاس فلحال کوئی نیوروسرجن
موجود نہیں۔۔۔

ڈاکٹر کی ایکسپلینیشن سے سبجان کو اپنا دل رکتا محسوس ہوا۔۔ اسے اتنی ٹھنڈ میں
بھی ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔۔۔
ڈاکٹر اسکے ساتھ بات کرتا اپنے کیبن کی جانب بڑھا تو وہ بھی انکے ساتھ ہی ہو
لیا۔۔

انکی دوسری سرجری کب تک ہو جانی چاہیے۔۔ ڈاکٹر نے کیبن میں آتے
کر سی سنبھالی تو وہ بھی سامنے موجود کر سی پر ڈھتا خشک پڑتے لبوں پر زبان
پھیرتا مستفسر ہوا۔۔۔

جلد سے جلد۔۔۔ تب تک پیشینٹ ٹرینکولا نر پر ہے۔۔۔

سبحان نے بے طرح اپنا ماتھا مسلہ۔۔۔

کیا ہم انہیں کہیں اور شفٹ کر سکتے ہیں۔۔۔ مطلب کسی نیوروسرجن کے

ہسپتال۔۔۔۔

اٹس ویری ر سکی۔۔۔ وہ ٹرینکولا نر پر ہیں۔۔۔ اور سفر انکی صحت کے لئے بہت

خطرناک ہے۔۔۔ اتنا جتنا پٹرول کے لئے ایک چنگاری۔۔۔

سبحان سر تھام کر رہ گیا۔۔۔ وہ اپنے ذہین دماغ میں اب ایک ایک کر کے وہ تمام

ممکنہ صورت حال سوچ رہا تھا جو اسکے باپ کی صحتیابی کے لئے وہ اپنا سکتا تھا۔۔۔

اگر ہم نیوروسرجن کا انتظام کر کے اسے یہاں سرجی کے لئے راضی کر لائیں

تو۔۔۔ دماغ نے ایک نیا آئیڈیا سمجھایا تو وہ جھٹ پوچھ بیٹھا۔۔۔

اٹس گڈ۔۔۔

یہاں ساری جدید ٹیکنالوجی مکمل ہے۔۔۔ لحاظہ جھچشیاں سرجری ممکن ہے

بس ہمارے پاس نیوروسرجن نہیں۔۔۔ کیونکہ ہمارے ہاں موجود سرجن کسی

فیمیلی ایمر جنسی کے باعث اس وقت چھٹی پر فارن کنٹری گیا ہے۔۔۔

ڈاکٹر کے کہنے پر وہ سرہاں میں ہلاتا انکے کیبن سے نکل آیا۔۔۔

دماغ میں بہت ساری سوچیں ہوں تو وہ بہت سی چیزیں بھولنے لگتا ہے بہت کچھ
مس بھی کر جاتا ہے۔۔۔ تمام سوچوں میں سے فلٹر ہو کر نہایت ضروری اور
فوری طور پر سرانجام دیئے جانے والے کاموں کی سوچیں خود بخود سب سے
اوپر آ جاتی ہیں۔۔۔ باقی ساری سوچیں آپس میں گڈمڈ ہوتیں اس سوچ کے نیچے
تہہ در تہہ دہتی چلی جاتی ہیں۔۔۔

سبحان شامیر خان کے ساتھ بھی اس وقت کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔۔۔
باپ کی زندگی اسکی صحت اور اسکا بروقت علاج دماغ میں فلٹر ہو کر سب سے
اوپر آیا تو بھائی کی غیر موجودگی اور اسکا نمبر آف جانا کہیں نیچے دبنا چلا گیا۔۔۔
اسنے کیبن سے باہر نکلتے ہی سب سے پہلے امجد چچا کا نمبر ڈائل کیا اور باپ کے
حوالے سے ہر چیز اسکے گوش گزاری۔۔۔

چچا میرے باپ نے ساری زندگی نہایت فیئر طریقے سے کام کیا ہے۔۔۔

میں کچھ اور جانوں یا ناجانوں مگر اتنا ضرور جانتا ہوں کہ میرا باپ ایک محنتی انسان ہے اسنے کبھی ہمیں حرام کا نوالہ نہیں کھلایا۔۔۔ اپنی محنت کے بل پر میرے باپ نے نہایت عزت اور ایک مقام حاصل کیا ہے۔۔۔

مجھے قوی امید ہے کہ جلد از جلد کوئی اچھا نیوروسرجن میرے باپ کے علاج کے لئے راضی ہو کر یہاں سرجری کے لئے آجائے گا۔۔۔

ہم اسے اسکی ڈبل فیس پے کریں گے۔۔۔

آپ بس کسی اچھے نیوروسرجن سے بات کریں۔۔۔

میں ابھی سرچ کر کے آپکو پاکستان کے ٹاپ نیوروسرجن کی فہرست اور انکے رابطہ نمبرز سینڈ کرتا ہوں۔۔۔ آپ انہیں ڈیل کر کے یہاں سرجری کرنے کے لئے کنوینس کریں۔۔۔

سبحان اس وقت نہایت پریشان تھا۔۔۔ اور پریشانی اسکے لہجے سے عیاں تھی۔۔۔۔

وہ سب تو ٹھیک ہے بیٹا لیکن اب مزید میرے انڈر کوئی رقم نہیں ہے خرچ کرنے کے لئے۔۔۔ خان کے اکاؤنٹس رقم نکلوانے کے لئے خان کے محتاج

ہیں۔۔ جبکہ بڑے خان اور خان کے بھائیوں سے انکے نمبر زبند ہونے کے باعث میرا کوئی رابطہ نہیں۔۔۔۔

انکی باتیں سن کر سبحان لب بھیج گیا۔۔ ماتھے پر فکر مندی کی لکیریں کھینچنے لگیں۔۔۔

آپ ڈاکٹر سے بات کر کے انہیں کنوینس کریں۔۔ میں رقم کا انتظام کرواتا ہوں۔۔۔

وہ پرسوج انداز میں کہتا فون بند کر گیا۔۔۔

یہ کوئی اور دنیا تھی۔۔۔۔ یہ وہ دنیا تھی جس کا زوہان شامیر خان باسی تھا۔۔ اسے تھانے میں لا کر حوالات میں بند کیا گیا تو لمحوں میں اس تنگ و تاریک جگہ پر اسکا دل وحشت سے بھر گیا۔۔۔ جہاں قدرتی روشنی کا کوئی روزن تک نا تھا۔۔۔۔

مصنوعی روشنی کے نام پر وقفے وقفے سے بلب جل رہے تھے جنکی نہایت کم روشنی وہاں تک پہنچ رہی تھی۔۔۔

زوہان کا دل مکدر ہونے لگا۔

وہ اس وقت خود کو بے بسی کی انتہاؤں کو چھوتا محسوس کر رہا تھا۔

وہ جلد از جلد اس وحشت زدہ ماحول سے فرار چاہتا تھا۔

چیخ چیخ کر اور ان سے اپنا قصور پوچھ پوچھ کر وہ ہلکان ہو گیا تھا۔ اس کا گلہ درد کرنے لگا تھا۔

لیکن کوئی جواب آکر نادرے رہا تھا۔

تھک ہار کر وہ آنکھیں کرب سے بند کرنا حوالات میں دیوار سے ٹیک لگاتا سر

دیوار سے ٹکا کر بیٹھ گیا۔ ایک ٹانگ فولڈ کر کے کھڑی کر رکھی تھی جبکہ

دوسری ٹانگ سیدھی تھی۔

وہ صفائی کا اس قدر عادی تھا کہ کپڑے زرا سے گندے ہو جاتے تو فوراً تبدیل

کر ڈالتا۔

کمر اگند اسے گوارا نہ تھا۔ اس کے کمرے کی بیڈ شیٹس تک پر ایک شکن نا

ہوتی۔

یہاں اتنے سارے قیدیوں کے ساتھ ناجانے وہ کیسے موجود تھا۔

غصہ۔۔۔ بے بسی۔۔۔ فریٹریشن۔۔۔ جھنجھلاہٹ سب بیک وقت اس پر حملہ آور
تھے۔۔۔ اسکا دل چاہا سب تہس نہس کر ڈالے۔۔۔ وہ ماں باپ کا لاڈلہ کن
حالوں کو پہنچ گیا تھا۔۔۔

باپ ابھی مرانا تھا کہ دنیا والوں نے پہلے ہی یتیم سمجھ لیا تھا۔۔۔
اسکے اندر بھانپھر سے جلنے لگے۔۔۔

اسے حوصلے تحمل سے کام لینا تھا۔۔۔

سب سے پہلے اسے سبحان سے رابطہ بحال کر کے اسے اپنے ساتھ درپیش
صورتحال سے آگاہ کرنا تھا۔۔۔

اوئے لڑکے یہ تمہارے باپ کی حوالات نہیں ہے سیدھا ہو کر بیٹھ۔۔۔ ایک
آدمی نے اسکے قریب آکر اسے ٹانگ رسید کرتے رو بدار آواز میں کہا تو اسنے
اپنی سرخ وحشت زدہ آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔۔۔

وہ پرانے سے میلے کچیلے کپڑوں میں ملبوس بڑے بڑے بال اور لمبی سی داڑھی
رکھے شخص تھا۔۔۔ جو زوہان کے وحشت زدہ نگاہوں سے اسے تکتے پر اسے سر
تا پیر سکین کرتی نگاہوں سے گھورنے لگا تھا۔۔۔

مجھے اپنے بھائی کو فون کرنا ہے کیا تم میری کوئی مدد کر سکتے ہو۔۔
زوہان اسکے رعب دار لب ولہجے اور بگڑے سے حلیے کو نظر انداز کرتا مدعے کی
بات پر آیا۔۔

اس شخص نے غور سے اسے دیکھا۔۔

بچہ اسکی ٹھوکر اور رعب دار لہجے سے مرغوب نا ہوا تھا۔۔
کس جرم میں آئے ہو یہاں۔۔۔ لگتے تو اچھے کھاتے پیتے گھرانے سے ہو۔۔
وہ شخص تجسس کے ہاتھوں مجبور وہیں اسکے پاس بیٹھ گیا۔۔
اپنا جرم مجھے پتہ چلا تو تمہیں بھی بتا دوں گا۔۔ زوہان نے بیزاری سے کہتے اپنے
گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔
پیسے ہیں تمہارے پاس۔۔۔ وہ شخص چند پل آنکھیں چند ہی کئے اسے دیکھتا رہا
پھر اسکے قریب جھکتا راز دارانہ انداز میں گویا ہوا۔۔
زوہان نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔۔

کیوں۔۔

پیسے کے بنا کوئی کام نہیں ہوتا۔۔۔ بات کرنے کے لئے فون چاہیے تو پیسے دینا پڑیں گے۔۔۔

زوہان شش و پنج کی کیفیت میں اسے دیکھتا رہا۔۔۔

ایک ہی دن میں اس بے رحمی دنیا کے وہ اتنے رنگ دیکھ چکا تھا کہ اب تو اپنے سائے پر بھی اعتبار کرنے کو دل ناچاہتا تھا۔۔۔۔

لیکن دنیا امید پر قائم ہے تو اس نے اپنی زندگی کا ایک اور رسک لینے کا سوچا اور جیکٹ کی اندرونی جیب سے پانچ پانچ ہزار کے دو نوٹ نکال کر اسکے حوالے کر دیئے۔۔۔

نوٹ دیکھ کر اس شخص کی آنکھوں میں چمک ابھری۔۔۔
یہ تو بہت زیادہ ہیں شہزادے۔۔۔ سمجھو تمہارا کام ہو گیا۔۔۔

وہ اسکے ہاتھ سے نوٹ جھپٹ کر حوالات کی سلاخوں کی جانب مڑا۔۔۔
ادھر ادھر دیکھا اور سیٹی بجا کر اپنے قابل اعتبار کانسٹیبل کو اپنے پاس بلایا۔۔۔

دروازہ یوں ڈھر ڈھرا یا جا رہا تھا جیسے ابھی جرٹ سے اکھاڑ دیا جائے گا۔۔۔

جبکہ اس ساری صورتحال سے بوکھلائی ایمان وحشت زدہ سی کھڑی تھی۔۔ دل زور زور سے ڈھرک رہا تھا۔۔

کک۔۔۔ کون۔۔۔ اسنے لڑکھڑاتی آواز میں پوچھا جو کے دروازہ ڈھر ڈھرانے کی آواز میں کہیں دب گیا۔۔

باہر والے کہاں اسے پوچھتا چھ کی مہلت دے رہے تھے۔۔ انکا انداز تو یوں تھا جیسے یاد روازہ کھولو نہیں تو لمحے کی تاخیر کئے بنا توڑ ڈالا جائے گا۔۔ انداز وحشت طاری کرنے والا تھا۔۔۔ حاوی ہوتا ہوا۔۔۔

ایمان نے خود پر اوڑھا آنچل مزید اچھے سے خود پر اوڑھا اور اپنی کپکپاتی ٹانگوں پر وزن ڈالتی بامشکل کچھ آگے بڑھی۔۔۔ کپکپاتی ٹانگیں اسکے وجود کا بوجھ اٹھانے سے انکاری تھیں۔۔

یکدم درپیش اس صورتحال سے اسکا حلق خشک ہونے لگا۔۔ اس سے پہلے کے وہ دروازے تک پہنچتی دروازہ ڈھار کی آواز سے کھلا۔۔ آہ۔۔ وہ جی جان سے کانپتی چیختی ہوئی چند قدم پیچھے ہٹی۔۔ جسم خزاں رسید پتے کی ماند کپکپانے لگا تھا۔۔

دروازہ واہوتے ہی اسے قد آدم ایک جیسے یونیفارم میں ملبوس ریفلکس تھامیں
گارڈز نظر آئے۔۔۔

اسے اپنے سینے کے مقام پر دباؤ بڑھتا محسوس ہوا۔۔۔

دروازہ واہوتے ہی وہ گارڈز عزت و تکریم کے ساتھ دائیں بائیں قطار بناتے
درمیان سے راستہ چھوڑ گئے۔۔۔

ایمان سانس تک روکے فق ہوتی رنگت کے ساتھ وحشت زدہ سی اس جانب
دیکھ رہی تھی۔۔۔ کے آنے والا کون تھا اور اسکا مقصد کیا ہے۔۔۔

دفعۃً سفید کاٹن کی کلف لگی قمیض شلوار میں ملبوس گرم شال کندھوں پر اوڑھے
ہاتھ پشت پر باندھے تنی گردن سمیت ایک پر جلال اور رعب دار شخصیت اندر
داخل ہوئی۔۔۔

ایمان کو اپنی روح قفس عنصری سے پرواز کرتی محسوس ہوئی۔۔۔

ایمان پہلی نظر میں ہی اس شخص کو پہچان گئی تھی۔۔۔

وہ واجد خان تھا۔۔۔ شامیر خان کا باپ۔۔۔

دل کا خوف رفتہ رفتہ رینگتا ہوا پورے جسم میں سرایت کرنے لگا تھا۔۔۔

واجد خان دھرتی کے سینے پر احسان کرتا مضبوط قدم اٹھاتا ایمان کے مقابل آکر
کھڑا ہوا۔

یوں کے جیسے پورے ماحول پر محض وہی چھایا تھا۔ وہ جانچتی نگاہوں سے ایمان
کو سرتاپہ دیکھ رہا تھا۔

یوں کے ایمان کو اپنے جسم میں پھیری سی دورتی محسوس ہوئی۔
اسکی نگاہیں خود بخود جھک گئیں۔۔۔

وہ ایمان سے اتنے فاصلے پر کھڑا تھا کہ اسکی موجودگی کے باعث ایمان کو اپنا
آپ بے دم ہوتا محسوس ہوا۔

اسنے واجد خان کی سفاکیت کے قصے سنے تھے۔۔۔
اسکا اپنی روایات کے لئے کٹر ہونا سنا تھا۔۔۔

لیکن وہ اس شخص کی شخصیت کے جلال سے ناواقف تھی۔۔۔

واجد خان کی زیرک نگاہوں نے ایک ہی نظر میں کنزل الایمان کو اندر تک پڑھ
ڈالا۔۔۔

وہ اسے اپنا اب تک کا سب سے آسان حدف محسوس ہوئی۔۔۔

ان پوتوں کی ماں تو وہ کہیں سے نالگتی تھی۔۔۔

بلکہ وہ تو ایک کم عمر خاموش طبع اور صلح جو لڑکی دکھائی دی۔۔۔ جو بہت جلد
پسپائی اختیار کر جاتی۔۔۔

واجد خان نے گہر اسانس خارج کرتے ایمان کو نگاہوں کی زد پر رکھے دائیں ہاتھ
کی دو انگلیوں سے اشارہ کرتے گارڈز کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔۔۔

اسکا اشارہ سمجھتے ہی گارڈز خاموشی سے باہر نکل گئے۔۔۔

وہ گھوم کر تھری سیٹر صوفے پر پورے کروفر سے براجمان ہوا۔۔۔

یوں کے ٹانگ پر ٹانگ جمار کھی تھی آلبتہ بازو صوفے کی پشت پر پھیلا رکھا
تھا۔۔۔

ٹانگ پر رکھی ٹانگ کانوک دار جوتے میں مقید پاؤں مسلسل ہل رہا تھا۔۔۔ البتہ

نگاہیں ہنوز اسکے پاکیزہ چہرے پر ٹکی تھیں۔۔۔۔

تو تم ہو وہ جس نے میرے بیٹے کو بغاوت پر اکسایا۔۔۔

آواز میں اتنی کاٹ تھی کہ ایمان کو اپنی رگیں اس سے کٹتی محسوس ہوئیں۔۔۔

ایمان نے بھرائی نگاہیں اٹھا کر انہیں دیکھا۔۔۔

جسم یوں بے دم ہو رہا تھا جیسے وہ ابھی غش کھا کر گر جائے گی۔۔۔
تبھی کپکپاتا ہاتھ واجد خان کے مقابل پڑے سنگل صوفے پر رکھتی بامشکل اس
پر بیٹھی۔۔۔

واجد خان نے باریک بینی سے اسکی حرکات و سکنات کا مشاہدہ کیا تو ایک دلفریب
طنزیہ مسکراہٹ انکے ہونٹوں پر ابھری۔۔۔
ہدف توقع سے زیادہ آسان تھا۔۔۔
میں نے کسی کو بھی بغاوت پر نہیں اکسایا۔۔۔
اسکی گھٹی گھٹی سی آواز نکلی۔۔۔

گڈ۔۔۔ امجد خان سر اہنے والے انداز میں گویا ہوئے۔۔۔
پھر اتنے سالوں تک شامیر نے یہ حقیقت اپنے گھر والوں سے چھپائی کیوں۔۔۔
انکا انداز نہایت دوستانہ تھا۔۔۔

مجھے نہیں پتہ۔۔۔ یہ آپکا اور خان کا معاملہ ہے آپ انہی سے پوچھیں۔۔۔
واجد خان کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری۔۔۔ لڑکی اتنا آسان ہدف تھی نہیں جتنا
وہ سمجھے تھے۔۔۔

فائن۔۔۔ وہ ٹھیک ہو گا تو اس سے بھی پوچھ لیں گے۔۔

پہلے تمہیں کچھ بتانا ناگزیر ہے لڑکی۔۔

وہ ٹیک چھوڑ کر سیدھے ہوئے۔۔

گھٹنوں پر کہنیاں ٹکائیں اور ہاتھ باہم پیوست کئے۔۔۔

جانتی ہو تمہارا تعلق کس علاقے کس کلاس اور کس جگہ سے ہے۔۔

انکا انداز ٹھنڈا تھا۔۔

ایمان لب بھینچ کر رہ گئی۔۔

ابتدائی جھٹکے سے سنبھلتی وہ رفتہ رفتہ اپنا اعتماد بحال کرنے لگی تھی۔۔

ہمارے گھروں میں ملازم رکھنے کے لئے بھی انکے نسلی ہونے کا تعین کیا جاتا ہے۔۔ اور تم جیسی لڑکیوں کو ہم اپنے گھر میں ملازمہ کی حیثیت نہیں دیتے کجا

کے بہو کی حیثیت دینا۔۔

انکا لہجہ اسقدر سرد تھا کہ ایمان کو اپنا پور پور ان لفظوں کے سرد پن کے باعث

منجمند ہوتا محسوس ہوا۔۔۔

لیکن اب تو میں آپکی بہو بن گئی۔۔ ساری ہمت منجمند کر کے وہ بول اٹھی۔۔

زیادہ دیر کے لئے نہیں رہو گی۔۔۔ واجد خان کے بے ساختہ جواب نے اسے خاموش کر ڈالا۔۔۔

تمہاری شمولیت اپنے پوتوں اور بیٹے کی زندگی میں مجھے قطعاً گوارا نہیں۔۔۔ انداز چھتا سا تھا۔۔۔

آپکے پوتے پہلے میرے بیٹے ہیں۔۔۔۔۔ وہ چیخ اٹھی۔۔۔ بالکل ویسے ہی۔۔۔ جیسے میرا شوہر آپکا بیٹا ہے۔۔۔ اس کے اندر جذبات کا طلاطم سا برپا ہونے لگا۔۔۔ جیسے آپکو اپنے بیٹوں پر بہت مان ہے کہ وہ آپکی کوئی بات نہیں ٹال سکتے۔۔۔ ویسے ہی اپنے بیٹوں پر مجھے بہت مان ہے۔۔۔ وہ انکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی بے خوفی سے بولی۔۔۔ کہ وہ کبھی میری کوئی بات نہیں ٹالیں گے۔۔۔ واجد خان نے دلچسپی سے اس لڑکی کی اکڑ دیکھی۔۔۔

اور اگر وہ بیٹے۔۔۔ وہ شاطرانہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے گویا ہوئے۔۔۔ جن پر تمہیں بہت مان ہے۔۔۔ انکا لفظ لفظ طنز میں ڈوبا تھا۔۔۔ جنگی بنا پر تم اس قدر اچھل رہی ہو۔۔۔ وہ گہرا مسکرائے۔۔۔

اگر وہ ہی نار ہیں تو۔۔۔

کسی نے یکدم پوری قوت سے ایمان کا دل مٹھی میں میچتے بے دردی سے مسل
ڈالا۔۔۔ یوں کے اسکی کراہ نکل گئی۔۔۔

نہیں۔۔۔ آنکھوں میں وحشت کے باعث گلال اترنے لگا۔۔۔

آپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔ غم و غصے کے باعث اسکی آواز پھٹ پڑی۔۔۔ جسم
خزاں رسید پتے کی مانند کپکپانے لگا تھا۔۔۔

دیکھو تم مجھے بے ضرر سی لڑکی لگی ہو اس لئے میں تم پر کوئی ظلم نہیں کرنا چاہتا
۔۔۔

لحاظ تمہارے لئے بہت بہتر ہے کے چپ چاپ جس خاموشی سے میرے بیٹے کی
زندگی میں تم داخل ہوئی تھی۔۔۔

اسی خاموشی سے بنا کسی سے ملے بنا کسی کو بتائے بنا کسی کے لئے کوئی نشان

چھوڑے۔۔۔ وہ کچھ توقف کو رکے۔۔۔ یہاں سے چلی جاو۔۔۔ وہ پر سکون

ہوتے واپس صوفے کی پشت سے ٹیک لگا گئے۔۔۔

جبکہ ایمان انہیں پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھتی رہی۔۔۔ اسے اپنے ارد گرد

آکسیجن کی کمی ہوتی محسوس ہوئی۔۔۔

وہ پوتے میرے ہیں۔۔۔ اور مجھے انکے نام کے ساتھ تمہارا حوالہ منظور نہیں۔۔۔
وہ میرے بیٹے ہیں۔ میری سانس سے سانس لیتے ہیں۔۔۔ مجھے دیکھ دیکھ کر جیتے
ہیں۔۔۔ میں کیوں آپکی بات مانوں۔۔۔

اسنے بے دردی سے آنکھوں سے چھلک پڑتے آنسو گرے۔۔۔
اف یہ خوش گمانیاں۔۔۔ وہ گردن پیچھے پھینکتے قہقہہ لگا کر ہنس دیئے۔۔۔
ایمان اس سفاک انسان کو دیکھتی رہ گئی۔۔۔

پیاری لڑکی۔۔۔ ماؤں کے بہت سے لاڈلے بیٹے ہوتے ہیں جو ماؤں کے بنا نہیں رہ
سکتے۔۔۔ لیکن ٹرسٹ می۔۔۔ واجد خان نے سرسیدھا کرتے اپنی شاطر نگاہیں
اسکی وحشت زدہ نگاہوں میں گاڑیں؟۔۔۔
ماؤں کے مرنے کے بعد انہیں صبر آجاتا ہے۔۔۔

ڈھر ڈھر ڈھر۔۔۔ ایمان کو اپنے سر پر ساتوں آسمان گرتے محسوس ہوئے۔۔۔
بے انتہا محبت کے باوجود۔۔۔ یہ اس دنیا کی تلخ حقیقت ہے پیاری لڑکی کے پکوئی
بھی ماں کے ساتھ قبر میں نہیں لیٹ جاتا۔۔۔ یہ دنیا چلتی رہتی ہے۔۔۔ اس

لئے۔۔۔ تم انکی فکر چھوڑ دو۔۔ انہوں نے ابھی اس دنیا کی رنگینی نہیں
دیکھی۔۔۔ دیکھیں گے تو اس میں کھو جائیں گے۔۔۔
تم صرف اپنا معاملہ دیکھو۔۔
ایمان کو محسوس ہوا اسکی آنکھوں سے آنسو نہیں خون چھلک رہا ہو۔۔
اسے اپنے دل کے مقام پر دباؤ بڑھتا محسوس ہوا۔۔ جیسے کوئی پورے قد سے اس
پر چڑھا اسکا دل دبا رہا ہو۔۔۔
افیت حد سے سوا تھی۔۔۔ دل پر بڑھتے بوجھ کے باعث اسکا دم گھٹنے لگا
تھا۔۔۔ اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی جسکے واضح اثرات اسکے
چہرے سے واضح تھے۔۔۔
وہ سانس لینے کو ہلکان ہو رہی تھی۔۔
ماتھے پر اتنی ٹھنڈ میں بھی ٹھنڈے پسینے آنے لگے تھے۔۔
سامنے کروفر سے بیٹھا شخص بڑی دلچسپی سے اسکی حالت دیکھ رہا تھا۔۔
جیسے سامنے کوئی بہت دلفریب منظر چل رہا ہو۔۔ اسکا پاؤں ہنوز اسی انداز میں
ہل رہا تھا جیسے سامنے چلتا منظر اسے بہت لطف دے رہا ہو۔۔۔

یکدم اسکے سینے پر دباؤ مزید بڑھنے لگا۔۔۔
اسکی آنکھیں پلٹنے لگیں۔۔ منہ کھول کر سانس لینے کی اسکی کاوش بھی بے کار جا
رہی تھی۔۔۔ فضا میں شاید آکسیجن کی کمی تھی یا اسے ہی محسوس ہو رہی
تھی۔۔۔ واجد خان مزید بھی کچھ بول رہا تھا۔۔

یکدم اسکے سینے پر دباؤ مزید بڑھنے لگا۔۔۔
اسکی آنکھیں پلٹنے لگیں۔۔ منہ کھول کر سانس لینے کی اسکی کاوش بھی بے کار جا
رہی تھی۔۔۔ فضا میں شاید آکسیجن کی کمی تھی یا اسے ہی محسوس ہو رہی
تھی۔۔۔ واجد خان مزید بھی کچھ بول رہا تھا۔۔

جس اولاد کو وہ سینچ سینچ کر رکھتی دنیا کی ہر غلط راہ پر چلنے سے اور دنیا کی ہر سرد و
گرم سے بچاتی رہی۔۔۔ یہ شخص اس اولاد کو دنیا کی رنگینی میں کھونے کے لئے
چھوڑنا چاہتا تھا۔۔۔
رنگینی یاد دل۔۔۔

جس اولاد کی نیک تربیت کرنے کو وہ ہلکان ہو گئی۔۔۔ اس اولاد کو وہ دنیا کی رنگینی میں چھوڑتا ہے راہ روی کا مسافر بنانا چاہتا تھا۔۔۔

اس کا دل درد سے پھٹ رہا تھا۔۔۔ بے بسی حد سے سوا تھی۔۔۔

میرے پوتے میرے اور اپنے باپ کے ساتھ پوری شان سے رہیں گے۔۔۔

ایک بہترین زندگی جنیں گے ایسی زندگی جسکے وہ حقدار ہیں۔۔۔ وہ بھی اس

صورت اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو تو۔۔۔۔

اس ظالم شخص کی باتیں قطرہ قطرہ اسے ختم کر رہی تھیں۔

ایمان گویا پتھر کی کوئی مورت بن گئی تھی جو شاید اپنی زندگی کی آخری سانسیں

جی رہی تھیں۔۔۔۔

شامیر باپ کی سفاکیت سے آگاہ تھا اسی لئے اپنی فیملی کو تحفظ دینے کو اس بے

درد دنیا اور انکے سفاک مکینوں سے کوسوں دور لے گیا تھا۔۔۔ جہاں ان لوگوں

کی سفاکیت انہیں چھو کر بھی ناگزر سکتی۔۔۔

اس وقت اسے شوہر کی یاد آئی تھی اور بے تحاشہ آئی تھی۔۔۔ ممکن نہ تھا وہ اس

وقت اسکے پاس ہوتا اور اسے اس حالت میں تنہا چھوڑ دیتا۔۔۔۔

میرے آدمی تم پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔۔۔ اگر تو تم اگلے کچھ وقت تک بنا کسی کو بتائے خاموشی سے میرے پوتوں اور میرے بیٹے سے ہر ناطہ توڑ کر انکی زندگیوں سے چلی گئی تو میں تمہیں اتنا نوازوں گا کہ تمہاری سات نسلیں بیٹھ کر کھائیں گی۔۔۔

آہ۔۔۔ وہ سینے پر ہاتھ رکھتی دہری ہونے لگی۔۔۔ تکلیف حد سے سوا ہو رہی تھی۔۔۔۔

تم جہاں بھی رہو گی اچھے سے زندگی جی سکو گی۔۔۔ تم جوان ہو اور خوبصورت بھی۔۔۔ نیز ان دو چیزوں کے ساتھ دولت بھی مل جائے تو سونے پر سہاگا ہو جاتا ہے۔۔۔ یقیناً کوئی بھی مرد تمہارا ہاتھ تھام لے گا۔۔۔ ایمان کا سینے میں پھڑپھڑاتا دل سینے کی دیواروں سے سر ٹکرا نے لگا۔۔۔ وہ واحد خان کو خاموش کروادینا چاہتی تھی۔۔۔ اسے بتانا چاہتی تھی کہ کیسے اسکی زہریلی سفاکیت بھری باتیں اسکی رگ رگ میں زہر بھرتی جا رہی ہیں۔۔۔ اسے ان باتوں کے زہر کے زیر اثر اپنی رگیں ابل کر پھٹتی محسوس ہوئیں۔۔۔

لیکن اگر تم نے میرے ساتھ بغاوت کرنے کی ٹھانی۔۔۔ وہ کروفر سے اپنے
پورے قد و قامت سمیٹ اپنی جگہ سے اٹھا۔۔۔
ایمان کو لگا وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گی۔۔۔
تو تم میرے عتاب سے نہیں بچ پاؤ گی لڑکی۔۔۔
اور میرا عتاب تم پر کس صورت اترے گا وہاں تک ابھی تمہارا گمان بھی نہیں جا
سکتا۔۔۔

وہ قدم قدم چلتا تکلیف کی شدت سے دہری ہوئی ایمان کے پاس آیا۔۔۔
شاید اسے صدمے سے ہارٹ اٹیک آرہا تھا۔۔۔؟
یہ زیادہ بہتر چیز تھی۔۔۔ سانپ بھی مر جاتا اور لاٹھی بھی ناٹوٹتی۔۔۔ وہ بہت
سکون سے اسے ٹرپتا دیکھ رہا تھا۔۔۔
اسکی ایک ہلکی سی جھلک تم یہ دیکھ لو کے پہلے یہ پتہ کروا کر مجھے بتادو کے تمہارا
دلارا چھوٹا بیٹا زوہان شامیر خان کہاں ہے۔۔۔

واجد خان کے کہنے پر وہ اپنی ہر تکلیف بھلائے جھٹکے سے سفید پڑتی رنگت سرخ
مرتی نگاہوں اور خشک بنجر ہوتے ہونٹوں سمیٹ ویران نگاہوں سے اسے
دیکھنے لگی۔۔

اسکی آنکھوں کی چمک دیکھ وہ دہل اٹھی۔۔۔ وہ شدت سے سرنفی میں ہلانے
لگی۔۔

اور اگر ناپتہ کر پاؤ تو خاموشی سے میری بات پر عمل کر لینا پیاری لڑکی۔۔۔ ورنہ
تمہارا وہ بیٹا وہیں سے کہاں غائب ہو گا اور اسکے ساتھ کیا کیا ہو گا یہ تمہارے
گمان میں بھی نہیں۔۔۔

وہ مسکرا کر ایمان کا سر تھپتھپاتا مضبوط فاتحانہ چال چلتا وہاں سے نکل گیا۔۔۔
جبکہ ایمان کو لگا وہ شخص اسکے سر پر آخری تھپکی دے کر بے دردی سے اسکی
روح ساتھ ہی کھینچ لے گیا ہو۔۔۔

بے دم ہوتے اسکی گردن ایک طرف کو لڑھکنے لگی۔۔

ساکت پڑتی آنکھوں کی پتلیوں کے سامنے زوہان کی شبیہ ابھرنے لگی۔۔

اسکا معصوم بچہ۔۔۔

پھر پھڑاتا دل سے ہوک سی نکلی

چاروں طرف سے پریشتر سبحان پر ہی بڑھ رہا تھا۔۔۔
وہ افضل چچا کو ساری ڈیٹیلز دے کر انہیں سرجن سے رابطہ کرنے اور باپ کا
خیال رکھنے کو چھوڑ ہنگامی بنیادوں پر ڈور اڈور اگھر آیا۔۔۔
اسے فوری طور پر رقم کا انتظام کرنا تھا۔۔۔ اس کے سٹوڈینٹ اکاؤنٹ میں اتنی بڑی
رقم نہ تھی۔۔۔

اسے ماں سے رابطہ کرنا تھا۔۔۔
لیکن اپارٹمنٹ کے احاطے میں پہنچتے ہی اس کی چھٹی حس نے اسے کسی انہونی کا
خوشہ ظاہر کیا۔۔۔
سپیڈ سے اس کے قریب سے گزرتی پر اڈو اور آگے پیچے گارڈز کی گاڑیاں اس کے اندر
کھڑ بھڑ بڑھا گئیں۔۔۔۔۔

اندھیرا ہونے کے باعث وہ اسے دیکھ نہیں پائے تھے۔۔۔
دور کہیں سے فجر کی اذانوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں تھیں۔۔۔

وہ بھاگتا ہوا اپنے اپارٹمنٹ کی طرف بڑھا۔۔۔
لیکن دور سے ہی اپارٹمنٹ کا دروازہ مکمل طور پر کھلا دیکھ اسکا دل زور سے
ڈھرکا۔۔۔

نونیور۔۔۔ اسکی ماں اور فجر کی پہلی اذانوں کے ساتھ تن تنہا یوں دروازہ کھول کر
بیٹھتی ہو۔۔۔

اسکا دل کسی انہونی کے ڈر سے لرزا۔۔۔ وہ پوری قوت سے اپارٹمنٹ کی
جانب بھاگا۔۔۔

ممیییی۔۔۔ ممیییی۔۔۔ لرزتی آواز میں وہ دیوانوں کی مانند ماں کو پکار رہا تھا
جب نظر سنگل صوفے پر براجمان تکلیف سے دہری ہوتی ماں پر پڑی تو گویا دل
ڈوب کر ابھرا۔۔۔

وہ تھوک نکلتا ماں کی جانب بھاگا اور اس تک پہنچتا ہی دوزانوا سکے قریب بیٹھتا
اسکا زندگی کی رمتق سے عاری ہوتا سپید پڑتا چہرہ دیوانہ وار تپتھپانے لگا۔۔۔
ممی آنکھیں کھولیں پلیز ممی۔۔۔ اسنے خوفزدہ ہوتے ماں کو جھنجھوڑ ڈالا۔۔۔
وہ زندگی میں پہلی مرتبہ اسقدر خوفزدہ ہوا تھا۔۔۔

ہسپتال میں باپ بستر مرگ پر پڑا تھا اور یہاں ماں۔۔۔
وہ سب وہیں چھوڑ کچن کی جانب بھاگا اور ٹھنڈے پانی کی بوتل کا کر اس کے چہرے
پر پانی چھڑکنے لگا۔۔

ایمان نے کچھ ہوش پکڑتے سامنے بیٹھے کو دیکھا۔۔ آنکھیں بے بسی
بھرے آنسوؤں سے چھلک پڑیں۔۔۔

اس نے پانی کی وہی بوتل ماں کے منہ سے لگائی۔۔۔
چند قطرے پانی کے خشک بنجر ہوتے حلق سے نیچے اترے تو گویا وہ آب حیات کا
کام کرنے لگے۔۔۔

اٹھیں مئی۔۔۔ وہ بعجلت اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔
ایمان ہمت ہارے وہیں پڑی رہی۔۔۔

اٹھیں مئی۔۔۔ وہ ماں کو ٹس سے مس نہا ہوتے دیکھ چیخ اٹھا۔ ساتھ ہی اس نے
جیب سے موبائل نکالتے اسی کیب والے کو واپس بلا یا جو اسے یہاں ڈراپ کر
کے واپس تھا۔ اتنے تھوڑے سے وقت میں وہ زیادہ دور نہیں گیا تھا۔۔۔

اس وقت وہ اپنے گھر کا بڑا تھا۔۔۔ اور اس کا دماغ تیزی سے چل رہا تھا۔۔۔ اس وقت اسے ہی سمجھداری سے سارے سٹیپس اٹھانے تھے۔۔

اسنے بنا ماں کی کوئی بات سننے ماں کو کلاوے میں بھرتے کھڑا کیا۔۔۔ اس میں اس وقت اتنی ہمت نا تھی کے اٹھ کر کھڑی ہو پاتی۔۔۔ وہ اس وقت اپنے جوانی کی دہلیز کو چھوتے بیٹے کے سہارے کھڑی تھی۔۔۔

وہ ماں کے سر پر آنچل درست کرتا اسے بازوؤں کے حلقے میں لئے تیزی سے اپارٹمنٹ سے باہر نکلا۔۔۔

ایمان جو ہمت ہار بیٹھی تھی۔۔۔ بیٹے کے رد عمل سے زرا اسکی ڈھارس بندھی۔۔۔ وہ ابھی اتنی بھی کمزور نا تھی۔۔۔

وہ ماں کو لئے کیب تک آیا اور اسے گاڑی میں بیٹھا کر دوسری طرف سے خود آ کر گاڑی میں بیٹھا۔۔۔

اسنے سب کچھ آنا فانا کیا تھا۔۔۔ اتنی آنا فانا کے ایمان دیکھتی رہ گئی۔۔۔ وہ اسے لئے قریبی ہسپتال میں آگیا۔۔۔

ایمان کو فوری طور پر ٹریٹمنٹ ملا تو اسکی بگڑتی حالت پر فوری قابو پا لیا گیا۔۔۔

ڈاکٹر اسے بہت ساری ہدایات دیتا وہاں سے چلا گیا تو وہ سرد و سنجیدہ تاثرات لئے
ماں کے سامنے آیا۔۔

ہماری غیر موجودگی میں گھر کون آیا تھا مئی۔۔ اس کے لہجے میں اس قدر سرد مہری
تھی کہ ایمان کو بے ساختہ کچھ دیر پہلے ملاوا جہان یاد آ گیا۔۔

وہ بیٹے کو دیکھ کر رہ گئی۔۔ یہ اس کا بہت کول ماسنڈ ڈبیٹا تھا۔۔ غصہ کرنا تو زوہان کی
نچر تھی۔۔ اسے تو کبھی غصہ آیا ہی نہ تھا۔۔ کجا کے اتنا شدید۔۔

ایمان بھرائی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔۔

مئی آپکو خدا کا واسطہ ہے مجھ سے کچھ مت چھپائیں۔۔ ہر بات میرے گوش
گزاریں۔۔ ہمارے پیچھے سے وہاں کیا ہوا تھا۔۔

وہ عاجز آتماں کے پاس بیٹھتا اس کا آئی وی لائن لگا ہاتھ نرمی سے تھام گیا۔۔

ایمان چہرہ ہاتھوں میں چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔

سبحان بونچکارہ گیا۔۔

اسنے ماں کا اتنا شکستہ وجود کبھی نہ دیکھا تھا۔۔

میں نے منع کیا تھا حان کے یہاں مت او۔۔۔

ممی ہمارے باپ کو ہماری ضرورت ہے۔۔۔
تو بھائی کہاں ہے تمہارا۔۔۔ حان زونی کہاں ہے۔۔۔ اسنے روتے ہوئے بیٹے کو
جھنجھوڑ ڈالا۔۔۔

سبحان کا دماغ بھک سے اڑا۔۔۔ یکدم سب فلیش بیک میں چلنے لگا۔۔۔
زوہان کا کھانا لینے جانا۔۔۔ پھر اتنی دیر گزرنے کے بعد بھی اسکا واپس نا آنا۔۔۔
سبحان کا اسے کال کرنا مگر اسکا نمبر بند ملنا۔۔۔
اسکے بعد سے وہ باپ کے علاج کی خاطر تنگ و دود کرتا بھائی کو یکسر فراموش کر
گیا تھا اور زونی بھی تو واپس نا آیا۔۔۔
بے ساختہ اسکا دل ڈوب کر ابھرا۔۔۔
کہاں ہے زونی ممی۔۔۔ اور یہاں اسکا کیا ذکر۔۔۔ اسکی آواز تک کپکپا اٹھی۔۔۔
ایمان جو اسکے منہ سے اپنے خدشات کی نفی سننا چاہتی تھی۔۔۔ اپنے خدشات
درست ہوتے دیکھ مزید ہمت ہار گئی۔۔۔

میرے زونی کو لاؤ حان۔۔۔ جہاں سے مرضی لاؤ۔۔۔ تم اتنے غیر ذمہ دار کب
سے ہو گئے کے بھائی کا خیال تک نارکھ پائے۔۔۔

بے بسی میں وہ اسی پر چلا اٹھی۔۔۔

پلیز مئی۔۔ جب حالات اس قدر تنگ ہو چکے ہیں ہمارے گرد تو اس مقام پر آپ ہم سے کچھ بھی چھپائیں گی تو ہمارے ساتھ زیادتی کریں گی۔۔۔

حالات کا تقاضا ہے کہ ہمیں ہر صورتحال سے آگاہ کر دیا جائے۔۔ اسکا انداز دو ٹوک اور قطعی تھا۔۔۔

ایمان کو اسکی بات میں وزن لگا۔۔۔ تبھی وہ ساری بات اسکے گوش گزار گئی۔۔۔
چھپانے کو کچھ بچا بھی تو نا تھا۔۔۔

What the hell is this...

وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں مئی۔۔۔ اس قدر بے حسی۔۔۔
کیا انہیں لگتا ہے کہ وہ یوں ہمیں بلیک میل کر سکتے ہیں۔۔۔ وہاں بیٹا بستر مرگ پر پڑا وہ اسکے علاج کی بجائے یہاں سیاستوں کا بازار گرم کر رہے ہیں۔۔۔ وہ
بھڑک اٹھا۔۔۔ ہوں کہ ایمان کو اس سے بھی خوف محسوس ہوا۔۔۔
وہ بپھر رہا تھا۔۔۔

میں جاؤں گا انکے روبرو اب آمنے سامنے ہو گا جو ہو گا۔۔ انہیں جواب طلبی دینی ہوگی۔۔ ابھی اتنا اندھیرا بھی نہیں مچا دنیا میں۔۔۔

انف سبحان۔۔۔ وہ چیخ اٹھی۔۔۔ پہلے ہی تم لوگ میرے خلاف چل چکے۔۔ ہمارا سب سے مضبوط سہارا تمہارا باپ اس وقت ہمارے ساتھ نہیں۔۔ ہمیں قدم بھی پھونک پھونک کر رکھنے کی ضرورت ہے۔۔۔ ایسے میں اب اگر تم لوگ میرے خلاف چلے تو میرا مرا ہوا منہ دیکھو گے۔۔۔

پھر کرتے رہنا اپنی من مانیاں۔۔۔
ماں کے بے بسی بھری سختی سے کہنے پر وہ لب بھینچ گیا۔۔۔ صورتحال کے پیش نظر وہ پینک ہونے لگی تھی۔۔۔
ایک دفعہ زونی کی خیریت معلوم ہو جائے میں یہاں سے تم سب کی زندگیوں سے کہیں بہت دور چلی جاؤں گی۔۔۔

اسنے بے دردی سے آنسو صاف کئے۔۔۔
انف نف نف ممیی۔۔۔ وہ چلا اٹھا۔۔۔

اب اگر آپ نے دوبارہ یہ بات کی تو آپ میرا مرا ہوا منہ دیکھیں گی۔۔۔

جوان اولاد کے ہوتے ہوئے اگر ماں اتنی ہی بے بس ہونے لگی تو لعنت ہے پھر
اس اولاد پر۔۔

ہم ابھی اتنے بھی بے بس نہیں۔۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔۔ سب سے بڑی
اللہ کی ذات ہے اور ہمارا اللہ ہے ہمارے ساتھ پھر غم کس چیز کا۔۔
بیٹے کے جوش سے ہمت بڑھاتے الفاظ نے اس کے اندر دم ٹورتی ہمت کے سرے
آپس میں گانٹھنے شروع کر دیئے۔۔۔
دفعۃً سبحان کے موبائل کی گھنٹی بھی تو اس نے موبائل جیب سے نکالا۔۔ نمبر انون
تھا۔۔۔

اس نے الجھتے ہوئے فون اٹھا ڈالا۔۔۔
ہیلو۔۔۔

ہیلو بھائی۔۔۔

زوہان کی ٹرپ زدہ آواز سن کر وہ جھٹکے سے سیدھا ہو بیٹھا۔۔
زونی۔۔۔ زونی کہاں ہو تم۔۔۔

زوہان کا نام سن کر ایمان پیشنٹ بیڈ پر ٹرپ کر سیدھی ہوئی۔۔۔ امید کی کوئی
کرن دکھائی دی تھی۔۔۔ سیدھا ہونے پر ہاتھ پر لگی آئی وی لائن میں کھینچ سی
پڑی۔۔۔ اسنے ہاتھ ڈھیلا چھوڑ دیا۔۔۔

سبحان نے ماں کو دیکھتے فون سپیکر پر لگا دیا۔۔۔

بھائی پلیز مجھے یہاں سے نکالو۔۔۔

مجھے ٹریپ کیا گیا ہے۔۔۔ ایک ٹریپ کے ذریعے سے مجھے بنا کسی جرم کے

پولیس اریسٹ کر لائی ہے۔۔۔

مجھے نہیں پتہ یہ کونسا تھا نہ ہے۔۔۔ میں اس وقت حوالات میں بند ہوں۔۔۔ ان

لوگوں نے میرا موبائل بھی مجھ سے چھین لیا ہے۔۔۔

پلیز مجھے جلد از جلد یہاں سے نکالو میں مزید یہاں نہیں رہ سکتا۔۔۔ یہاں۔۔۔

وہ ایک ہی سانس میں بولتا جا رہا تھا جب یکدم اسکا رابطہ کٹ گیا۔۔۔

زوہان نے دیوار کے ساتھ کھڑے بات کرتے اچھنبے سے فون کان سے ہٹا کر

دیکھا۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔ فون کٹ گیا۔۔۔ وہی شخص اسکے پاس آتا گویا ہوا۔۔۔ اسنے
سادگی سے سرہاں میں ہلا دیا۔۔۔

اس میں اتنا ہی بیلنس ہو گا۔۔۔ چلو تم نے مطلع تو کر دیا نا۔۔۔ زوہان نے سرہاں
میں ہلا دیا۔۔۔ اسی بات کی تو تسلی تھی کے پیچھے خبر تو پہنچی۔۔۔ لیکن بات کر کے
ابھی تشفی نا ہوئی تھی۔۔۔ اب یقینا سبحان اسکے لئے ضرور کچھ نا کچھ کر ہی
لیتا۔۔۔

اسنے فون واپس اسی شخص کو دیا جسنے فون پکڑ کر حوالات کی سلاخوں تک پہنچتے
فون واپس کا انسٹیل کو پکڑ لیا۔۔۔
کانسٹیل نے فون پکڑا ہی تھا کے اس پر بیک کال آنے لگی۔۔۔
اسنے فور اکال کاٹ دی۔۔۔

جتنے اسنے پیسے دیئے تھے اسکے مطابق وہ بات کروا چکا تھا۔۔۔ اب بیک کالز اٹھا
کر اور بار بار قیدیوں کو فون کروا کر اسنے خود نوکری سے ہاتھ نہیں دھونے
تھے۔۔۔

ایمان اور سبحان سانس تک رو کے اسکی بات سن رہے تھے۔۔۔ جب یکدم فون کٹ گیا۔۔۔ سبحان نے تڑپ کر بیک کال کی لیکن فون مسلسل کاٹا جا رہا تھا۔۔۔ دیکھا سبحان میرے خدشات غلط نہیں۔۔۔

جو شخص بنا کسی بات کے میرے بیٹے کو اریسٹ کروا سکتا ہے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔۔ ایمان کے دل کو پتنگے سے لگ گئے تھے۔۔۔

ممی زرا حوصلہ کریں۔۔۔ ضروری نہیں کے یہ گرینڈ پانے ہی کیا ہو۔۔۔ مجھے چیک کر لینے دیں۔۔۔

اسکا دماغ تیزی سے چل رہا تھا۔۔۔

اسنے بعجلت امجد چچا کو فون کرتے انہیں وہیں بلا لیا۔۔۔

اپارٹمنٹ وہ واپس جانا نہیں چاہتا تھا۔۔۔ ممی کی ڈرپ ختم ہوتے ہی اسے اپنی رہائش کے لئے کچھ اور بندوبست کرنا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں امجد بھی وہاں موجود تھا۔۔۔

ساری بات سن کر وہ بھی سر تھام گیا۔۔۔

میں یہ سب جانتا تھا ایمان بی بی کے یہاں یہ ہی سب ہو گا۔۔۔ بڑے خان کو کسی صورت ہار قبول نہیں۔ میں نے انہیں وارن بھی کیا تھا۔۔۔ مگر بچوں نے میری بات نہیں سنی۔۔۔

ایمان نے چونک کر شکوہ کناں نگاہوں سے بیٹے کو دیکھا جو ماں کے دیکھنے پر نظریں چرا گیا۔۔۔

امجد نے وہیں بیٹھے بیٹھے اپنے کچھ کانٹیکٹس استعمال کر کے متعلقہ تھانے سے زوہان کی بابت دریافت کرنا چاہا۔۔۔

وہ سب اس وقت ہسپتال کے کمرے میں ہی موجود تھے جہاں سفید پیشینٹ بیڈ کے سامنے دیوار کے ساتھ ایک کاونچ پڑا تھا۔۔۔
سبحان ماں کے پاس بیڈ پر ہی بیٹھا تھا جبکہ امجد سامنے کاونچ پر بیٹھا تھا۔۔۔

ایمان کا چہرہ ایوں تھا جیسے کسی نے ایک ہی جھٹکے میں جسم کا سارا خون نچوڑ ڈالا ہو۔۔۔ وہ حالات کی چکی میں اچھی طرح پطسی تھی۔۔۔

اسنے ایک نظر سٹینڈ پر لٹکی ڈرپ کو دیکھا جس میں اب تھوڑا ہی محلول باقی تھا۔۔۔

امجد فون پر مصروف تھا جبکہ سبحان غور سے اسکی باتیں سن رہا تھا۔۔۔

فون بند کر کے وہ سیدھا ہوا۔۔۔

چہرے پر مایوسی کے تاثرات تھے۔۔۔

زوہان متعلقہ تھانے میں نہیں ہے۔۔۔ حنکہ کے آس پاس کے کسی تھانے میں
نہیں ہے۔۔۔

اب یہ پتہ کرنا بھی ایک محاذ ہے کہ وہ کس تھانے میں ہے۔۔۔

سبحان نے بے طرح ماتھا مسئلہ جبکہ ایمان کا دل ڈوب کر ابھرا۔۔۔ آنکھیں پانیوں
سے لبالب بھر آئیں۔۔۔

یا اللہ تو رحم کر ہمارے حال پر میرے مولا۔۔۔

تو ہی ہمارا مددگار ہے مالک۔۔۔ ہمیں ان مشکلات میں تنہا نا چھوڑ۔۔۔ اے مسبب

الاسباب ہمارے لئے سبب پیدا کر۔۔۔ ہمیں راستہ دکھا۔۔۔

وہ بے بسی کی انتہاؤں کو چھوتی اپنے رب کے سامنے دعا گو ہوئی۔۔۔

وقت نا کبھی رکا ہے نار کے گا۔۔۔ اب بھی وقت کی گھڑیاں سرکتی جا رہی تھیں
۔۔۔ آسمان پر پو پھوٹنے لگی تھی۔۔۔

چرند پرند آسمان کی وسعتوں پر پرواز کرتے اپنی اپنی آواز میں چہچہاتے رب کل
کائنات کی حمد و ثناء بیاں کرتے اپنے اپنے رزق کی تلاش میں تھے۔۔۔
ہسپتال کی کھلی کھڑکی سے رات کی تاریکی کو نگلتا ہلکانیلا ہٹیں بکھیرتا آسمان نظر آ
رہا تھا۔۔۔

ایک ایک لمحہ ایمان کے دل پر بھاری تھا۔۔۔
دل اپنے رب کے حضور سر بسجود تھا۔۔۔
ڈرپ ختم ہوئی تو اس نے سبحان سے کہہ کر ڈرپ اتر وادی۔۔۔
امجد چچامیرے پاس زوہان کی لوکیشن ٹریس کرنے کا ایک آئیڈیا ہے۔۔۔
واش روم کی جانب بڑھتی ایمان کے کانوں سے سبحان کی آواز ٹکرائی۔۔۔
اس نے واش روم میں آتے واش بیسن کانل کھول دیا۔۔۔
ٹھنڈا تخی پانی ایک ڈھار کی صورت بہنے لگا۔۔۔
وہ کیا۔۔۔ امجد سرعت سے سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔

ایمان نے تیخ ٹھنڈے پانی کی دھار کے نیچے ہاتھ کیا تو گویا جسم میں ایک پھریری سی دور گی۔۔۔ تیخ ٹھنڈے پانی کی ٹھنڈک ہاتھوں کے ذریعے پورے جسم میں سرایت کرتی رگوں میں خون تک جمانے لگی۔۔۔

جس نمبر سے زوہان کی کال آئی ہے میں اس نمبر کی لوکیشن ٹریس سکتا ہوں۔۔۔ وہ لوکیشن دیکھ کر یقیناً آپ سمجھ جائیں گے کہ یہ کس جگہ کی لوکیشن ہے۔۔۔ زوہان کی با اعتماد آواز ابھری۔۔۔

ناک کو پانی لگانے کے بعد وہ اب منہ پر پانی ڈال رہی تھی۔۔۔ وہ تیخ ٹھنڈے پانی سے وضو کر رہی تھی جبکہ چہرہ ابھی آنسوؤں سے وضو کرنے میں مصروف تھا۔۔۔ ہاں یہ بہت بہتر ہے۔۔۔ لوکیشن دیکھ کر میں سمجھ جاؤں گا کہ یہ کونسا تھا نا ہے۔۔۔

واش روم میں کھڑی ایمان با آسانی انکی آوازوں سے مستفید ہو رہی تھی۔۔۔ باہر آکر اسنے نماز پڑھنے کے لئے کچھ تلاش اچا ہا۔۔۔

ظاہر سی بات تھی کہ وہاں اسے کوئی جائے نماز نا ملنے والا تھا۔۔۔

سبحان اب اپنے موبائل پر جھکا بری طرح اس میں منہمک تھا۔۔۔
ذہانت سے بھرپور نگاہیں سکریں پر مرکوز تھیں جبکہ ہاتھ تیزی سے موبائل کی
ٹچ سکریں پر متحرک تھے۔۔۔

امجد نے ایمان کی تلاش دیکھی تو اپنی چادر اتار کر نیچے بچھا دی۔۔۔۔
ایمان اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

آپ نماز ادا کریں ایمان بی بی۔۔۔ اسکی نگاہوں کی حیرت سمجھ کر وہ سادگی سے
گویا ہوا تو ایمان بھرائی نگاہیں رگڑ کر جائے نماز پر کھڑی ہو گئی۔۔۔
نماز کے دوران مسلسل اسکے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔ نماز ادا کر دعا مانگتی وہ ارد
گرد سے غافل ہو گئی تھی۔۔۔۔۔
یہ رہی لوکیشن چچا۔۔۔ کچھ دیر کی سرچ کے بعد اسنے موبائل امجد کی جانب
بڑھایا۔۔۔

امجد نے اچھنبے سے موبائل تھام لیا اور لوکیشن دیکھ کر سر تھام گیا۔۔۔
یہ اس علاقے کا تھانہ نہیں ہے بیٹا۔۔۔

نیز یہ تھانہ اور اسکے اہلکار بڑے خان کے انڈر کام کرتے ہیں۔۔۔

دعا مانگ کر وہاں سے اٹھتی ایمان کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔

اب تو شک کی کوئی گنجائش ہی ناپچی تھی۔۔ اس سب کے پیچھے واجد خان کا ہی

ہاتھ تھا۔۔۔ خوف مجسم حقیقت بنا سامنے آنے لگا تھا۔۔۔

سبحان لب بھیج گیا۔۔۔

اٹھیں آپ چچا۔۔ ہم ابھی وہاں جائیں گے۔۔۔ کس بنیاد پر انہوں نے میرے

بے گناہ بھائی کو حراست میں رکھا ہے۔۔۔

وہ طیش سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

جبکہ ایمان وہیں بیڈ پر بیٹھ گی۔۔۔ اسے یکدم کمزوری اس قدر ہو گئی تھی کہ زیادہ

دیر کھڑے رہنے پر سر چکرانے لگتا۔۔۔

بیٹا ایک التجا میں نے آپ دونوں سے پہلے کی تھی کہ یہاں مت آؤ۔۔۔ یہاں

آنا خطرے سے خالی نہیں۔۔۔ وہ آپ نے نہیں مانی۔۔۔ اور دیکھ لو آپ کو یہاں

آئے چوبیس گھنٹے بھی نہیں ہوئے اور مشکلات نے کس آکٹوپس کی مانند سب کو

جھکڑ لیا۔۔ ایک التجا میں اب آپ سے کر رہا ہوں کہ وہاں مت جاؤ۔۔ شیر کی

کچھار میں ہاتھ ڈالنے سے ہمیں کچھ نہیں ملے گا۔۔۔ الٹا نقصان ہی ہو گا۔۔۔

امجد کے عاجزی سے کہنے پر وہ ششدر رہ گیا۔۔۔

کیا مطلب چچا۔۔۔ وہاں میرا بھائی تنہا اور بے گناہ قید ہے اور آپ کہہ رہے ہیں
کے میں اس کے پیچھے ناجاؤں۔۔۔

ایمان چکر اتا سر تھا مے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

ہاں آپکا جاں نامناسب نہیں۔۔۔

اس سے آپ بھی بڑے خان کی نظروں میں آجاؤ گئے۔۔۔ اور اس وقت ہم
انہیں چیلنج نہیں کر سکتے۔۔۔ ہماری پہلی ترجیح زوہان کو وہاں سے آزاد کروانا ہے۔۔۔

ہم جوش میں ہوش نہیں کھو سکتے۔۔۔

لحاظہ ابھی وہاں صرف میں ہی تنہا جاؤں گا اور صورتحال کی نوعیت جاننے کی
کوشش کروں گا۔۔۔

امجد بھائی ٹھیک کہہ رہے ہیں سبحان۔۔۔ امجد کے مدبرانہ انداز میں کہنے پر ایمان
نے اسکی تائید کی۔۔۔

ٹھیک ہے لیکن پلیز آپ جلدی جائیں پھر۔۔۔ زوہان اکیلا وہاں گھبرا جائے
گا۔۔۔

ہاں ٹھیک ہے آؤ پہلے نماز ادا کر لیں پھر چلتے ہیں۔۔۔ امجد کے کہنے پر سبحان سر
ہاں میں ہلاتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

سبحان نے ہسپتال کے بلز کلئیر کئے تو حفظ ماتقدم کے طور پر ماں کو سہارا دیئے باہر
گاڑی تک لانے لگا جہاں امجد پہلے ہی گاڑی سٹارٹ کئے انکا منتظر تھا۔۔۔
ہسپتال کے کاریڈور سے گزرتے بے ساختہ ایمان کی نظر اس آیت پر پڑی
جہاں چند مریضوں کے شفا یاب ہونے کے حوالے سے درج آیات کے ساتھ
ایک آیت نے شدت سے اسکی توجہ اپنی جانب کھینچی یوں کے اسکی نگاہیں اس
آیت پر ساکت رہ گئیں۔۔۔
بے شک ہم تمہیں آزمائیں گے کسی قدر خوف بھوک اور مالوں اور جانوں اور
پھلوں کی کمی سے۔۔۔

(2:155)

بے ساختہ ایمان کی سانسیں تھمنے لگیں۔۔۔

اس آیت کا یوں اسکی نظروں کے سامنے سے گزرنا ایک تسلی تھی کے اسکا رب
اسکے حالات سے آگاہ ہے۔۔۔ وہ ہر چیز سے باخبر۔۔۔

اور نا تمہارا رب تمہیں بھولا ہے اور نا اسنے تمہیں تنہا چھوڑا ہے۔۔

ایمان کا دل بھر بھر آنے لگا۔۔۔

سبحان نے اسے اختیار سے کار کی بیک سیٹ پر بیٹھایا اور گاڑی سڑک پر رواں
ہو گئی۔۔۔

وہ سر سیٹ کی پشت سے ٹکائے آنکھیں موندے ہوئے تھی۔۔۔ ارد گرد تیزی
سے زندگی رواں دواں تھی۔۔۔

اسکا رب ہر چیز پر قادر ہے۔۔۔ وہ جو چاہے وہ کر سکتا ہے۔۔۔ پھر ایسی کیا وجہ تھی
جو اسکے حالات اسقدر تنگ ہو گئے تھے کے بے بہاد عائنیں آہیں سسکیاں اور
فریادیں بھی ان حالات کو بہتر نہیں کر پار ہی تھیں۔۔۔

یہ سبھی سوالات جو کہیں نا کہیں اسکے اندر سر اٹھانے لگے تھے وہ اس ایک آیت
کے بعد اپنی موت آپ مرنے لگے تھے۔۔۔

بے شک ہم تمہیں آزمائیں گے کسی قدر خوف بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے۔۔

کیا اس کا رب چاہتا تو ایک چٹکی میں اسکے شوہر کو ٹھیک نہیں کر سکتا تھا۔۔۔
کیا یہ اس رب کے لئے مشکل تھا کہ وہ دشمن کی تدبیر کو ناکام بناتا اسکے بیٹے کو قیدنا ہونے دیتا۔۔۔

کیا اسکے تنگ پڑتے حالات بدلنا اس عظیم رب کے لئے کوئی مشکل امر ہے۔۔۔
مگر پھر آزمائش کیسے ہوتی۔۔۔ کیونکہ اس نے اس دنیا میں ہمیں بھیجا ہی آزمائش کے لئے ہے۔۔۔

ہمارے منصوبوں کا الٹ جانا۔۔۔ پلان ناکام ہو جانا۔۔۔ کامیابی کے آخری دہانے پر پہنچ کر سانپ سیڑھی کے کھیل کی مانند ننانوے سے نیچے گر جانا۔۔۔ اولاد کا دکھ ملنا۔۔۔ رزق کا تنگ پر جانا۔۔۔ انسان کا سب سے بڑا خوف جان کا خوف یہ سب آزمائشیں ہی تو تھیں۔۔۔

اس رب کی آزمائشیں تاکہ ہم آزمائے جاسکیں کے کون ہے وہ شخص جو اس قدر تنگ پڑتے حالات جب سب مخالف چل رہا ہو۔۔۔ وہ تکلیف جو دل چیر رہی

ہو۔۔۔ اس تکلیف سے گزرتے اسے سہتے بھی اللہ پر توکل رکھتا ہے۔۔۔ کے میرا مالک ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔۔۔

اولاد کا چھن جانا۔۔۔ عروج سے زوال آ جانا۔۔۔ تہی دامن رہ جانا۔۔۔ یہ وہ آزمائشیں تھیں جن پر حکم صبر کرنے کا ہے۔۔۔ صبر سے اپنے اللہ پر توکل رکھتے بس آگے سے آگے بڑھتے جانا۔۔۔

کے وہ بہترین پلانر ہے۔۔۔ اسکا کوئی منصوبہ غلط ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔ دعا کی قبولیت میں دیر ہونے پر بھی اس سے مایوس نا ہوتے غیر اللہ کے پاس نا جانا۔۔۔

محض ایک اسی کی ذات پر کامل یقین رکھنا۔۔۔ نبیوں میں اللہ کو سب سے زیادہ پسند حضرت ابرہیم کی قربانی تھی۔۔۔ کیوں۔۔۔ کیونکہ انکے لئے اہم محض اللہ کی ذات تھی۔۔۔ اللہ کی واحدانیت پر یقین رکھتے انہوں نے ہر چیز قربان کر دی۔۔۔

حتکہ بیٹے کی محبت بھی اس راہ میں حائل نا ہو سکی۔۔۔ وہ ہر طرح کی آزمائش پر پورا اترے۔۔۔

اے میرے مالک ہمارا ایمان ان جیسا کہاں۔۔ ہم تو انکے پاؤں کی خاک برابر
بھی نہیں۔۔۔۔

تو ہمارے حالوں پر رحم فرما۔۔ ہم پر اتنی آزمائش ناڈال کے ہمارا ایمان ڈگمگا
جائے۔۔ مالک تو بس ہمیں معاف فرما اور ہم پر رحم فرما۔۔ خاموش آنسو
پلکوں کی حدود توڑ کر بہہ نکلے جسے اسنے بہت نامحسوس انداز میں صاف کر
ڈالا۔۔۔۔ کے وہ اب مزید بیٹوں کے سامنے خود کو کمزور ثابت نہیں کر سکتی
تھی۔۔۔۔

ہاں اسکا رب بہت رحیم ہے اور مشکل پر لگاتار اور بار بار اس رب سے رحم کی
فریاد اور محض اسی رب سے رحم کی فریاد بیڑے پار کروا ہی دیتی ہے۔۔
وہ بھی بار بار اس رب کی رحمت کو آوازیں دے رہی تھی جسکے لئے قرآن میں
ذکر ہے کے اپنے رب کی رحمت سے مایوس مت ہو۔۔۔۔

گاڑی سڑک پر رواں دواں تھی۔۔۔۔ واجد خان گاڑی کی بیک سیٹ پر مسرور
سے انداز میں پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔۔۔۔

چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔۔۔ باہر ابھی پو نہیں پھوٹی تھی یہ ایمان کے
اپارٹمنٹ سے نکلتے ہی کا وقت تھا۔۔۔۔۔

افضل گاڑی تھانے کی جانب موڑو۔۔۔ انہوں نے روبدرانہ انداز میں حکم
صادر کیا۔۔۔

جی بڑے خان۔۔ لیکن چھوٹا منہ بڑی بات۔۔۔ ابھی آپکی ضمانت نہیں ہوئی تو کیا
ایسے میں تھانے جانار سکی نہیں۔۔۔ وہ ملتجاں گویا ہوا۔۔۔

واجد خان دلکشی سے مسکرا دیا۔۔۔ وہ متعلقہ تھانہ نہیں ہے افضل۔۔۔ مزید
بر آں وہاں سبھی اپنے بندے ہیں۔۔۔ میں جانچ کر چکا ہوں۔۔۔ جو کوئی ایک
آدھا مخالف ہے وہ اس وقت تھانے میں نہیں۔۔۔ لحاظ بے فکر ہو کر گاڑی
تھانے کی جانب موڑو۔۔۔

اب وقت آگیا ہے اپنے چھوٹے پوتے سے ملاقات کا۔۔۔
تمہیں پتہ ہے کسی کو اپنے حق میں ہموار کرنے کا سب سے بہترین وقت کونسا
ہوتا ہے۔۔۔ وہ دور خلاؤں میں گھورتے گویا ہوئے۔۔۔

کسی کی بے بسی لاچاری مجبوری اور بے کسی کے وقت اسکے زخموں پر پھاہے رکھنے کا وقت۔۔۔

جب وہ انسان ہر طرف سے مصیبت میں گھرا ہو۔۔۔ جب اسے بچنے کی کوئی سبیل نادکھے۔۔۔ جب ہر جانب اندھیرا ہو جب کوئی اپنا اسکے کام نہ آ رہا ہو۔۔۔ اس وقت ڈوبتے کو تنکے کا سہارا فراہم کرنے والا اور گھپ اندھیرے میں شمع روشن کر کے اسکے لئے روشنی پیدا کرنے والا اسکا سب سے بڑا محسن ہوتا ہے۔۔۔۔

ایسا محسن جسکی ہر بات پر پھر وہ اندھا اعتبار کرنے لگتا ہے۔۔۔ میرا اور میرے پوتے کا بھی کوئی ایسا ہی تعلق استوار ہونے والا ہے کے آج کے بعد اسکے لئے سب سے اہم میری ذات ہو جائیگی۔۔۔۔ وہ قہقہہ لگاتے ہنس دیئے۔۔۔

اب جس طرح سے میں اسکے کچے دماغ کو کنٹرول کرنے جا رہا ہوں۔۔۔ اسکے بعد اسکے دماغ سے پرانا ہر نقش مٹ جائے گا۔۔۔ وہاں محض ایک ہی نقش ان مٹنے والے کا اور وہ ہو گا اسکے رول ماڈل گرینڈ پا کا نقش۔۔۔۔

آج کے بعد وہ محض میرے گن گائے گا اور میرے کہے کو حرف آخر مانے گا۔۔۔

اسکی ماں کون ہے کہاں ہے۔۔۔ آج وہ ہر چیز فراموش کر جائے گا۔۔۔ آزادی اور کھل کر آزادی بڑے بڑوں کا ایمان ڈگمگاتی ہے یہ تو پھر ابھی بچہ ہے جسکے دماغ سے کھیلنا اور اسکی دوبارہ سے ٹیوننگ کرنا کچھ مشکل نہیں۔۔۔ انکی آنکھوں میں گہری چمک تھی اور شاطرانہ دماغ تیزی سے ایک جال بن رہا تھا۔۔۔ آخر کو وہ ایک ماسٹر مائنڈ تھے۔۔۔

اٹھو لڑکے تمہاری ملاقات آئی ہے۔۔۔ زوہان ہنوز دیوار سے ٹیک لگائے ایک ٹانگ فولڈ کر کے کھڑی کئے جبکہ دوسری ٹانگ سیدھی لٹائے آنکھیں موندے لیٹا تھا جب ایک اہلکار حوالات کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔

لوہے کے دروازے کی چڑڑڑ کی آواز پر بھی زوہان سیدھا نا ہوا۔۔۔ البتہ کانسٹیبل کی آواز پر اسنے تعجب سے آنکھیں کھولیں۔۔۔

چہرے پر حیرت و استعجاب کے رنگ ابھرے۔۔۔

یہ سبحان کو فون کرنے کے چند منٹ بعد کا وقت تھا۔۔ تو کیا سبحان اتنی جلدی آگیا۔۔۔۔۔

وہ سرعت سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔

وہ کانسٹیبل کے پیچھے ہی حوالات سے نکلا اور اسکے سنگ سفر کرتا تھا نے کی پچھلی سائیڈ پر بنے ایک کمرے کی جانب بڑھا۔۔

کمرے کے باہر ہی مؤدب سے انداز میں دائیں بائیں کافی کارڈز کھڑے تھے۔۔

اسکا دل زور سے ڈھرکا۔۔۔

نہیں یہ سبحان نہیں ہو سکتا۔۔۔۔

چہرے پر نا سمجھی کے تاثرات ابھرے جب وہ کانسٹیبل کے اشارہ کرنے پر نپے تلے قدم اٹھاتا کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ ٹھٹکا۔۔۔

یہ سبحان نہیں تھا۔۔۔

وہ ایک انتہائی بارعب شخصیت تھی جو وائٹ کاٹن کے کڑکڑاتے سوٹ میں
ملبوس شانوں پر شال لئے ہاتھ پشت پر باندھے کھڑا تھا۔۔

زوہان کی جانب اسکی پشت تھی۔۔۔

ایکسیوزمی۔۔۔ زوہان کے نا سمجھی سے کہنے پر وہ ہلکی مسکراہٹ چہرے پر سجائے
اسکی جانب پلٹے۔۔۔

انہیں دیکھتے ہی زوہان کے چہرے پر موجود نا سمجھی کے تاثرات یکدم ہی سردپن
کے تاثرات میں بدلے۔۔۔۔

وہ لمحے کی تاخیر کئے بنا انہیں پہچان گیا تھا۔۔۔۔

یہ وہ شخصیت تھی جن سے ملنے کی انکے روبرو جانے کی اسنے چاہ کی تھی۔۔۔
اوہ مائے گرینڈ سن۔۔۔ وہ گرمجوشی سے باہیں وا کئے اسکی جانب بڑھے۔۔۔

زوہان ہنوز انہی کے سٹائل میں ہاتھ پشت پر باندھے کھڑا رہا۔۔۔

اسکے انداز میں واجد خان جیسی گرمجوشی نا تھی۔۔۔۔

آپ یہاں اس وقت۔۔۔

میرے علم کے مطابق تو آپ پر کیس ہوا ہے نا۔۔۔ جسکی ابھی تک ضمانت بھی نہیں ہوئی۔۔۔ تو پھر آپ یہاں تھانے میں کیا کر رہے ہیں۔۔۔ وہ ماتھے پر شکنوں کا جال لئے اکھڑے انداز میں گویا ہوا۔۔۔ اسے خود سے لگا کر اسکا سر دسار سپانس دیکھ واجد خان پیچھے ہٹے اور اب غور سے اسکے بگڑے بگڑے سے تاثرات دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ قید نے اس پر اپنے نقش ناچھوڑے تھے یا وہ اپنے تاثرات چھپانے کے فن سے آگاہ تھا وہ سمجھ ناپائے۔۔۔ بالکل ایسا ہی ہے جیسا تم نے کہا۔۔۔ لیکن تمہارا گرینڈ پاپا بھی اتنا بے بس نہیں کے یہ کیس وغیرہ اس پر اثر انداز ہو سکیں۔۔۔۔۔ نیز جب مجھے تمہارے بارے میں پتہ چلا تو میں ہر چیز بالائے طاق رکھے پہلی فرصت میں یہاں چلا آیا۔۔۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے جو آپ اتنے طاقت ور ہیں کے یہ کیس وغیرہ آپ پر اثر انداز نہیں ہوتے۔۔۔۔۔

لیکن یہ طاقت تب کہاں تھی جب میرا باپ ہسپتال کے بستر پر بے یار و مددگار
علاج کا منتظر پڑا تھا۔۔۔ زوہان انکی باتوں سے مرغوب ہوئے بناتند ہی سے گویا
ہوا۔۔۔ لہجے میں واضح طنز اور سرد مہری تھی۔۔۔

وہ ہلکا سا مسکرائے۔۔۔

ہمیشہ اصل سے سود پیارا ہوتا ہے بیٹا اور۔۔۔

یہ بات تو کہیے گا ہی مت ڈئیر گرینڈ پا۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ اپنی بات مکمل
کر پاتے زوہان ہاتھ کھڑا کرتا انہیں سختی سے ٹوک گیا۔۔۔

واجد خان لب بھینچ گئے کے ایسی گستاخی اس سے پہلے کسی نے ناک کی تھی۔۔۔
اگر میں آپکو میرے باپ سے زیادہ عزیز ہوں تو یہ لمحہ فکریہ ہے۔۔۔ کے جو شخص
میرے باپ کا سگا نہیں وہ میرا سگا کہاں سے ہو گا۔۔۔

واجد خان اسکے کڑے نڈر اور بے باک انداز میں کہنے پر گم صم رہ گئے۔۔۔

وہ لڑکا خطرناک حد تک صاف گو اور منہ پھٹ تھا۔۔۔

اسکی آنکھوں میں بے خوفی تھی۔۔۔

واجد خان تھمے۔۔۔

تمہیں کس نے کہا کہ میں اپنے بیٹے سے غافل تھا۔۔۔ وہ اچھنبے سے گویا ہوئے۔۔۔

میں تمہیں ایک گر کی بات بتاؤں۔۔۔ وہ چند قدم اسکی جانب بڑھے۔۔۔ انداز پر اسرار تھا

میڈیا کی باتوں پر آنکھ بند کر کے یقین نہیں کرتے بیٹا۔۔۔ وہ اتنا ہی بتاتے ہیں جتنا دیکھ پاتے ہیں۔۔۔ انکے سر گوشانہ لہجے میں گہرے راز نہاں تھے۔۔۔ زوہان کا دل ڈوب کر ابھرا۔۔۔ کیا ابھی کوئی اور انکشاف بھی باقی تھا۔۔۔ اگر تم دونوں بھائی نا بھی آتے تو کچھ دیر تک شامیر کا علاج شروع ہونے والا تھا۔۔۔ یا پھر۔۔۔ وہ ر کے۔۔۔ پھر کچھ سوچ کر تصحیح کی۔۔۔ اگر میں یہ کہوں کہ اندر ہی اندر بنا میڈیا تک بات آئے اسکا علاج شروع ہو چکا تھا تو یہ بے جا نہیں۔۔۔

کیونکہ جس قدر سیریس کنڈیشن اسکی ہے ایک پل کی علاج سے دوری بھی اسے موت کے منہ میں دھکیل سکتی تھی۔۔۔ اور تمہیں لگتا ہے کہ میں اپنی اولاد سے بے خبر ہوں گا۔۔۔ اور واجد خان اتنا ہی بے بس ہو گا۔۔۔

وہ ہاتھ پشت پر باندھے سنجیدگی سے گویا ہوئے تو زوہان خاموش ہو گیا۔۔۔
کیا یہ واقعی سچ تھا۔۔۔ کیا سچ تھا کیا جھوٹ۔۔۔ کیا ٹریپ تھا۔۔۔ کیا چھل اور کیا
سچ۔۔۔ دماغ میں جھکڑ سے چلنے لگے۔۔۔ وہ لب بھینچ گیا۔

اب بھی شامیر کے علاج کے حوالے سے پہلی ایڈیٹ مجھ تک پہنچتی ہے پھر تم
لوگوں کو مطلع کیا جاتا ہے۔۔۔ انکی بات پر زوہان کو سانپ سونگھ گیا۔۔۔
پھر وہ سوپر کس چین کی کڑی تھا۔۔۔ وہ محض سوچ کر رہ گیا۔۔۔
آج کا دن۔۔۔ محض آج کا دن رکاوٹ ہے میرے سبکی میڈیا کے سامنے آنے
میں۔۔۔

کیونکہ آج سرکاری دفاتر کو چھٹی ہے۔۔۔
کل کا سورج طلوع ہوتے ہی سب سے پہلا کام ہماری ضمانتیں منظور ہونے کا ہو
گا۔۔۔

انکے لہجے میں ٹھہراؤ تھا۔۔۔

اسکے بعد میں خود اپنے بیٹے کا بہترین سے بہترین علاج کرواؤں گا۔

زوہان گم صم سے انداز میں انہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔

تم جانتے ہو تمہیں ڈکیتی کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہے۔۔۔ وہ پر سکون انداز میں گویا ہوئے۔۔۔

وہاٹ ریش۔۔۔ بکو اس ہے یہ۔۔۔ زوہان اچھل پڑا۔۔۔
تم نے شاید سنا نہیں گرینڈ سن۔۔۔ وہ ہاتھ کی دو انگلیاں ہلاتے اسکی تردید کر گئے۔۔۔

میں نے کہا ڈکیٹی کے جرم میں۔۔۔ انہوں نے الفاظ پر زور دیا۔۔۔

الزام میں نہیں۔۔۔۔ ان کا انداز گہرا پر اسرار تھا۔۔۔۔

زوہان کے ماتھے پر نا سمجھی کے بل پڑے۔۔۔۔

فرق جانتے ہو دونوں کا۔۔۔۔

وہ ہاتھ پشت پر باندھتے کمرے کی واحد کھڑکی کے پاس آئے۔۔۔۔

الزام ہوتا ہے جہاں کیس دائر کیا جائے پھر تفتیش ہو گواہ اکھٹے کئے جائیں اور پھر

ملزم مجرم ٹھہرایا جائے۔۔۔

انکی نافہم باتوں پر زوہان کے ماتھے کے بل گہرے ہوئے۔۔۔

اور جرم ہوتا ہے جو رنگے ہاتھوں پکڑا جائے جسکے گواہ بذات خود۔۔۔ وہ واپس
اسکی جانب پلٹے۔۔۔ پولیس ہو۔۔۔

زوہان اپنی جگہ ساکت رہ گیا۔۔

وہاں نا تفتیش ہوتی ہے نا گواہ بلائے جاتے ہیں۔۔۔ سیدھا سزا سنائی جاتی ہے۔۔۔
زوہان کا یکدم ہی رنگ فق ہوا۔۔۔

ایسے میں تم خود بتاؤ میں اپنے پوتے کو سزا کی نظر ہوتا کیسے چھوڑ دیتا۔۔۔ وہ
رقت آمیز لہجے میں کہتے قدم قدم اسکی جانب بڑھے۔۔۔

تم میرے شامیر کے بیٹے ہو۔۔۔ وہ مزید بول رہے تھے۔۔۔ جبکہ وہ گم صم کھڑا
تھا۔۔۔ ایک دم گم صم۔۔۔

کل کو وہ ٹھیک ہو کر مجھ سے پوچھے گا کہ بابا آپ نے میری اولاد کو مشکل میں
دیکھ کر ان کے لئے کیا کیا تو میں کیا کہوں گا۔۔۔ انکی آواز میں نئی گھلنے لگی۔۔۔
ایسی نئی جسکے زیر اثر زوہان کا دل پگھلنے لگا۔۔۔

میں تمہیں یہاں سے نکلوانے آیا ہوں میرے شہزادے۔۔۔ انہوں نے

ہمدردی سے زوہان کے شانے پر ہاتھ رکھا۔۔۔

لیکن اسکے لئے مجھے تمہارے تعاون کی ضرورت ہے۔۔۔ رفتہ رفتہ وہ اصل
مدد کی جانب آرہے تھے۔۔۔

کیسا تعاون۔۔۔

وہ چونکا۔۔۔

دشمن بہت شاطر اور میرے ٹا کرے کا ہے وہ میری اور شامیر کی کمزوری جان
چکا ہے۔۔۔ ایسے میں اگر تم رہا ہو کر باہر آزاد گھومے پھرے تو تمہارے لئے
خطرہ مزید بڑھ جائے گا۔۔۔

ان نا فہم باتوں پر وہ بے طرح الجھا۔۔۔

در حقیقت دشمن تمہیں ایذا پہنچا کر مجھے توڑنا چاہتا ہے۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔ اگر میں باہر آزاد نہیں پھر سکتا تو پھر قید میں تو میں ابھی بھی

ہوں۔۔۔ وہ اکھڑا۔۔۔

نو گرینڈ سن۔۔۔ نو۔۔۔

تم میری بات سمجھے نہیں۔۔۔

یہاں آزاد پھرنے سے مراد پاکستان ہے۔۔۔ انکے چہرے پر پراسراریت
بڑھی۔۔۔

تم میرے ساتھ تعاون کرو تو یہاں سے نکلتے ہی میں تمہیں پہلی فلائٹ سے
امریکہ بھیج دوں گا۔۔۔ تمہارا پیپر ورک چند گھنٹوں میں مکمل کروانا میرے
لئے کچھ مشکل نہیں۔۔۔

اور اس سے بھی آسان ہے میرے لئے تمہیں امریکہ جیسے ملک میں سیٹل
کروانا۔۔۔

وہاں تم اپنی پسند سے اپنی مرضی۔۔۔ بنا کسی روک ٹوک کے اپنی زندگی گزار سکتے
ہو۔۔۔ اپنی مرضی سے جیسے تم چاہو۔۔۔
وہ اب اسکے گرد چکر کاٹتے کچن ذہن سے کھیلنے لفظوں کے جال بن رہے
تھے۔۔۔

زوہان شامیر خان عمر کے اس حصے میں تھا جہاں پھسلنا بہت آسان ہوتا ہے۔۔۔
جہاں ہر چمکتی چیز سونا لگتی ہے۔۔۔ اور وہ زیرک انسان اسی چیز کا فائدہ اٹھا رہا
تھا۔۔۔

وہاں تمہیں ہاسٹلز کے دھکے نہیں کھانے پڑیں گے۔۔۔ تم اپنے اپارٹمنٹ میں
رہو گے۔۔۔ یہاں کی دوستیاں یہیں چھوڑ کر وہاں نئے دوست بنانا۔۔۔ اور چاہو
تو اپارٹمنٹ انکے ساتھ شنیر بھی کر لینا۔۔۔ وہ مبہم سا مسکرائے۔۔۔
زوہان کے چہرے کے الجھے تاثرات انہیں اپنے مش میں پہلی کامیابی کی نوعیت
سنار ہے تھے۔۔۔

وہاں تمہیں پبلک ٹرانسپورٹ کی بجائے تمہاری اپنی ذاتی گاڑی استعمال کے لئے
دی جائے گی۔۔۔

زوہان کا دل زور سے ڈھرکا۔۔۔ امریکہ جیسے ملک میں اپنی گاڑی۔۔۔۔۔ وہ اس کے
تاثرات دیکھ گہرا مسکرائے۔۔۔ جس پر تم جہاں چاہو جاسکتے ہو کالج کلب
دوستوں کے ساتھ آؤٹنگ۔۔۔

تمہیں روپے پیسے کی کوئی کمی ناہو گی۔۔۔ تمہارا اکاؤنٹ بھر دیا جائے گا جسے
دونوں ہاتھوں سے بھی لٹاؤ تو وہ کبھی ختم نہیں ہو گا۔۔۔۔۔

تصور میں زوہان کہیں اور ہی پہنچ چکا تھا اور واجد خان کی زیرک نگاہیں اس کا ایک
ایک انداز سمجھ رہی تھیں۔۔۔۔۔

تمہارا دایہ سب کر سکتا ہے۔۔۔ لیکن شرط یہ ہی ہے کہ اگلے ایک مہینے تک تم پاکستان میں سوائے میرے کسی سے کوئی رابطہ نہ رکھو گئے۔۔۔

وہاٹ۔۔۔ زوہان کا دماغ بھک سے اڑا۔۔۔

یہ کیسی شرط ہوئی بھلا۔۔۔ یکدم ہی وہ بے چین ہوا اٹھا۔۔۔ لفظوں کے بنے جال کی خماری جاتی رہی۔۔۔

واجد خان نے گہرا سانس بھرا۔۔۔

بیٹا جب تک یہاں معاملہ کچھ ٹھنڈا نہیں پڑ جاتا ہم بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ نہیں ڈال سکتے۔۔۔ انکا انداز مدبرانہ تھا۔۔۔

مگر آپ نے تو کہا کہ آپ بہت با اختیار ہیں۔۔۔واجد خان کو اسکا سوال خاصا چبھتا ہوا سا محسوس ہوا لیکن وہ اسے پی گئے۔۔۔

بالکل ایسے ہی ہے لیکن اس وقت میں اپنی توجہ مختلف چیزوں میں نہیں لگا سکتا۔۔۔ اس وقت میری توجہ کا حامل محض میرا بیٹا میرا شامیر ہے جسکا علاج فلحال سب سے ضروری ہے۔۔۔

وہ اسکی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ گئے یوں کہ وہ بلبلا اٹھا۔۔۔

آنکھوں میں نمی سمٹنے لگی۔۔۔

لیکن میں ممی اور سبحان کے بنا نہیں رہ سکتا۔۔۔

ان دونوں کے بارے میں تم بے فکر ہو جاؤ۔۔ وہ دونوں بھی میری حفاظت میں

ہیں۔۔۔

سبحان دبی کے لئے فلائے کر چکا ہے جبکہ تمہاری ماں بھی پوری عزت و تکریم

کے ساتھ اس وقت خان ولا میں موجود ہے۔۔۔

زوہان پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔۔۔ اس کے پیچھے سے کیا کیا کچھ ہو گیا اور وہ

اتنا ہی لاعلم رہا۔۔۔

یہ کیسے ممکن ہے بھلا۔۔۔

دشمن نے محض تم پر وار نہیں کیا بلکہ ان دونوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لینے کی

کوشش کی ہے۔۔۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اب دونوں محفوظ ہیں۔۔ اور دونوں

یہ بات جان چکے ہیں کہ اس حساس وقت کے تقاضے ہیں کہ ابھی کچھ وقت

تک آپس میں فاصلے بنا کر رکھے جائیں۔۔۔

زوہان کے گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔۔

دل زور زور سے ڈھرنے لگا۔۔ عقل سمجھ سب مفلوج ہو رہی تھی۔۔۔۔ وہ
عجیب شش و پنج میں مبتلا تھا۔۔۔۔

مائے ڈیر گرینڈ سن۔۔ اسے شش و پنج میں مبتلا دیکھ وہ نہایت محبت و اپنائیت
سے آگے بڑھے اور اسکے شانے پر تھپکی دی۔۔۔

ان ہاتھوں کے لمس سے عجیب سے احساسات اسکے اندر سرایت کرنے
لگے۔۔۔۔ جیسے وہ ہینا ٹائز ہو رہا ہو۔۔۔۔ جیسے وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے
محروم ہو رہا ہو۔۔۔۔

مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔۔

سبحان مجھ سے ملے بنا کیسے جاسکتا ہے۔۔۔ اور مئی۔۔۔ یکدم ہی سر بہت بھاری
بھاری ہونے لگا تھا۔۔

تمہیں کچھ سوچنے سمجھنے کی ضرورت نہیں میرے بچے۔۔۔

بس سب مجھ پر چھوڑ دو۔۔۔۔ کبھی اسکے گھنے بال اور کبھی اسکے شانے سہلاتے
وہ مسلسل اسے مسمرائز کر رہے تھے۔۔۔

بس جو جو میں کہتا جا رہا ہوں۔۔۔ وہی کرتے جاو۔۔۔ اور یقین رکھنا تمہارا دادا تمہیں کچھ نہیں ہونے دے گا۔۔

زوہان نے ایک بے بس نگاہ ان پر ڈالی اور دوسری اس قید پر جہاں چند گھنٹوں نے ہی اسے بوکھلا کر رکھ دیا تھا۔۔۔ پھر گہرا سانس خارج کرتے جیسے وہ خود کو وقت اور حالات کے دھارے پر چھوڑ چکا ہو۔۔۔

سبحان امجد کے ساتھ ماں کو اسکے گھر اسکی بیوی بچوں کے پاس چھوڑ کر امجد کے ساتھ زوہان کے پیچھے تھانے آیا تھا۔۔۔ امجد گاڑی کو تھانے سے کافی دور پارک کئے سبحان کو گاڑی میں ہی چھوڑ خود تنہا تھانے گیا تھا۔۔۔۔۔ پیچھے سبحان پر ایک ایک پل بھاری تھا۔۔۔ وہ بڑی مشکل سے امجد کی واپسی کا منتظر تھا۔۔۔۔۔

وہاں امجد کے گھر میں ایمان کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا تھا۔۔۔۔۔ لیکن اسکے باوجود اسکا دل کسی انہونی کے ڈر سے بے طرح دھڑک رہا تھا۔۔۔ وہ مسلسل اپنے رب کے حضور اپنی بہتری کے لئے دعا گو تھی۔۔۔

تقریباً آدھے گھنٹے کے جان گسل انتظار کے بعد سبحان کو امجد دور سے گاڑی کی
جانب آتا دکھائی دیا۔۔۔

امجد کے چہرے پر موجود غیر معمولی سنجیدگی اسے کسی انہونی کی نشان دہی کر
رہی تھی۔۔۔

کیا ہوا اچھا۔۔۔

امجد کے گاڑی میں بیٹھتے ہی بنا کوئی بات کئے گاڑی سٹارٹ کر لینے پر وہ
چونکا۔۔۔

وہ لب بھینچے بے انتہا سنجیدہ تھا۔۔۔

زوہان کیسا ہے ہم اسے کب تک رہا کروا سکتے ہیں۔۔۔ وہ بے چینی سے مستفسر
تھا۔۔۔

کبھی نہیں۔۔۔ گاڑی زن سے آگے بڑھ گی۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔ وہ الجھ الجھ گیا۔۔۔

امجد اپنا ماتھا مسل کر رہ گیا۔۔۔

بڑے خان آئے تھے وہاں ہم سے پہلے۔۔۔ وہ اسکے ساتھ ڈیل کر کے اسکے امریکہ سیٹل ہونے کا لالچ دے کر ساتھ لے گئے۔۔۔

کیا بکواس ہے یہ۔۔۔ سبحان پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔۔۔
اور وہ اسقدر آنکھوں کا اندھا اور کانوں کا کچا کے خاموشی سے انکے ساتھ چل دیا۔۔۔ اسکے اندر بھر بھر بھا بھر سے جلنے لگے۔۔۔

امجد سنجیدگی سے شانے آچکا گیا۔۔۔
کچھ دیر تک جب یہ خبر ایمان تک پہنچی تو وہ بے دم ہوتی صوفے پر ڈھ گئی۔۔۔
میرا بس نہیں چل رہا مئی۔۔۔ وہ میرے سامنے ہوا اور میں ہر لحاظ بالائے طاق رکھے اسکا دماغ درست کر کے رکھ دوں۔۔۔ غصہ طیش و اشتعال سے اسکی سپید رنگت میں سرخیاں چھلکنے لگی تھیں۔۔۔

آنکھوں میں کچھ کر گزرنے کے جزبات ابھر رہے تھے۔۔۔
میرے معصوم بچے کو کچھ مت بولو سبحان۔۔۔
وہ معصوم ہے۔۔۔ بچہ ہے۔۔۔ ایمان نے آنچل کے پلو سے نم آنکھوں کے
کو نے صاف کئے۔۔۔

سبحان نے تاسف سے ماں کو دیکھا۔۔۔۔
میرا معصوم بچہ قید کی صوبتیں نہیں جھیل سکتا تھا۔۔۔ ماں سے بڑھ کر اولاد کو
کوئی نہیں جان سکتا۔۔۔ میرے دل سے پوچھو جب تک وہ جیل میں تھا میرا دل
کر لا تار ہا تھا۔۔۔ اب کچھ۔۔۔

اسکا دل ٹرپا۔۔۔ لب کپکپا اٹھے۔۔۔ کچھ حوصلہ تو ہے۔۔۔۔۔ کے۔۔۔۔۔ اسنے
بامشکل آواز کی لغزش پر قابو پایا۔۔۔۔۔ کے وہ کچھ اچھے حالوں میں ہے۔۔۔۔۔
آپ سے کیا گلہ می۔۔۔ آپ ماں ہیں۔۔۔ اور ماں کی مجبوری ہوتی ہے ہر حال
میں اولاد کا بھلا چاہنا اور اسے ڈیفینڈر کرنا۔۔۔ لیکن میری ایسی کوئی مجبوری
نہیں۔۔۔۔۔
وہ بچہ ہے سبحان۔۔۔۔۔ اسے ٹریپ کیا گیا ہے۔۔۔۔۔

وہ ہنوز اپنی بات پر قائم تھی۔۔۔ اس سے پہلے کے سبحان کچھ کہتا اسکا فون بج
اٹھا۔۔۔ اسنے جیب سے موبائل نکالا۔۔۔ نمبر انون تھا۔۔۔ اسنے الجھتے ہوئے
فون اٹھایا جبکہ فون سنتے ہی وہ کمرے سے نکل گیا۔۔۔
ایمان نڈھال سے انداز میں صوفے کی پشت سے ٹیک لگائی۔۔۔

آنکھیں کسی نادیدہ نقطے پر مرکوز تھی۔۔۔ وہ ایک ہی رات میں صدیوں کی بیمار لگنے لگی تھی۔۔۔

اچھا اللہ۔۔ اگر یہ تیری رضا ہے۔۔ اسنے کرب سے آنکھیں بند کرتے گہری سانس بھری۔۔ تو میں تیری رضا میں راضی ہوں۔۔
بس تو مجھ سے راضی ہو جا۔۔۔

شوہر بستر مرگ پر پڑا ہے اور بیٹا بچھر گیا ہے مگر میں پھر بھی تیری شکر گزار ہوں کے میرا ایک بیٹا تو میرے پاس ہے۔۔ شدت ضبط سے لب کپکپا اٹھے تھے۔۔ جبکہ ایک باغی آنسو پلکوں کی باڑ پھیلا نکلتا آنکھ سے ٹپک پڑا جسے اسنے سرعت سے ہاتھ کی پشت سے رگڑ ڈالا۔۔۔

میں اس وقت اذیت میں ہوں۔۔۔ بے انتہا اذیت میں ہوں۔۔۔ اور تو میری تکلیف سے آگاہ ہے۔۔۔ بلاشبہ تجھ سے زیادہ کوئی میری تکلیف سے آگاہ ہو نہیں سکتا۔۔۔ اور وہ تو ہی ہے جو اس تکلیف کو راحت میں بدلنے پر قادر ہے۔
بلاشبہ میرا رب ہر چیز پر قادر ہے۔۔۔ وہ یونہی اپنے رب سے راز و نیاز کرتی نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔۔۔

مجھے میرا موبائل چاہیے۔۔۔ تھانے سے نکلنے سے پہلے زوہان واجد خان سے گویا
ہوا تو انکے اشارے پر اگلے کچھ ہی لمحوں میں ایک اہلکار اسکا فون لے آیا۔۔۔

زوہان نے سرعت سے اسے آن کیا۔۔۔

سم نہیں ہے اس میں میرے شہزادے۔۔۔ وہ اسے فون آن کرتا دیکھ گویا
ہوئے تو زوہان نے چونک کر سر اٹھایا۔۔۔

امریکہ جاتے ہی تمہاری فی سم اشوکروادی جائے گی۔۔۔ انکے کہنے پر زوہان
نے بے بسی سے موبائل جیب میں رکھا اور انکے سنگ باہر آگیا کھلی فضا میں
سانس لیتے اسے محسوس ہوا وہ ناجانے کب سے قید میں بند تھا۔۔۔
کچھ ہی دیر میں وہ دادا کی پراڈو میں انکے سنگ بیک سیٹ پر بیٹھا محو سفر تھا۔۔۔

واجد خان کے چہرے پر فاتحانہ تاثرات تھے۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ دادا کے سنگ ایک شیش محل میں موجود تھا۔۔۔ ایسا شیش
محل جو پچاس فیصد شیشوں کی دیواروں سے بنا تھا۔۔۔

اسکا انٹریز ایسا تھا جو نگاہوں کا خیراہ کرتا تھا۔۔۔

لگزریز اسنے بھی اپنی زندگی میں بہت دیکھی تھی۔۔۔ لیکن یہ کوئی اور ہی دنیا

تھا۔۔۔ زوہان کی دنیا سے الگ۔۔۔ یہاں کے ٹھاٹ ہی الگ تھے۔۔۔

یہاں کی ہر چیز سے مرغوب کرتی امارت چھلکتی تھی۔۔۔

ایک ایک چیز پر نگاہ ٹکتی تھی۔۔۔

دائیں جانب موجود سوئمنگ پول کاشفان نیلگوں پانی اور ارد گرد بیچ سے متشبہ

انٹریئر نگاہوں کو خیراں کرتا تھا۔۔۔

دادا کے سنگ وہ اس شیش محل میں داخل ہو گیا۔۔۔ گویا وہ کسی طلسماتی دنیا میں آ

گیا ہو جہاں داخل ہو کر پیچھے ہر دروازہ بند ہو گیا ہو۔۔۔

وہ کوئی بھول بھلیاں ہی تھی۔۔۔ جہاں کی رنگینیوں میں کھو کر وہ خود کو گم تو کر

سکتا تھا لیکن واپسی کا راستہ نہیں ڈھونڈ سکتا تھا۔۔۔

چمچماتے فرش۔۔۔ صفائی ایسی تھی کے فرش میں چہرا نظر آتا۔۔۔

مؤدب ملازمین قطار در قطار کھڑے تھے۔۔۔

ناصر ف مرد ملازمین حنکہ کے ینگ طرح دار خوبصورت لڑکیاں ایک جیسے

یونیفارم میں ملبوس وہاں اپنے فرائض سرانجام دے رہی تھیں۔۔۔

وہاں ہر چھوٹے سے چھوٹے کام کے لئے ملازمین موجود تھے۔۔۔

وہاں اسے ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔۔۔

یہ کونسی جگہ ہے۔۔۔ وہ مسمرائز سا اس حیرت کدہ کو دیکھتا گویا ہوا۔۔۔ کیونکہ

ایک بات تو طے تھی کہ وہ خان ولانا تھا۔۔۔ اسنے باپ کی دنیا کی ایک جھلک

دیکھی تھی اور اس ایک جھلک نے ہی اسکے دل میں پنچھے گاڑ دیئے

تھے۔۔۔۔

وہ تصوراتی ماورائی دنیا تھی۔۔۔

یہ ہمارا گیسٹ ہاؤس ہے زوہان۔۔۔ جہاں ہمارے اندروں اور بیرون ممالک سے

آنے والے گیسٹ سٹے کرتے ہیں۔۔۔

وہ اسے لئے جدید طرز کے ڈائیننگ ٹیبل پر آگئے۔۔۔ جہاں ملازمین تندہی سے

کھانا چن رہے تھے۔۔۔۔

اسنے دادا کے ساتھ بیٹھ کر بنا تر دسیر ہو کر کھانا کھایا۔۔۔ اسے ویسے بھی بھوک

بہت لگ رہی تھی مزید اشتہا انگیز کھانوں کے خوشبو نے یکدم ہی اسکی بھوک

بڑھادی۔۔۔

کھانے کھا کر وہ ہاتھ صاف کرتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔
میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں گرینڈ پا۔۔۔
ہاں ہاں کیوں نہیں۔۔۔ تمہاری فلائیٹ میں ابھی ٹائم ہے تم تب تک آرام کر
سکتے ہو۔۔۔ بلکہ تمہارے کمرے میں تمہاری ضرورت کی ہر چیز موجود ہے۔۔۔
پہلے فریش ہو کر چینج کر لو پھر آرام کرنا۔۔۔
انہوں نے انہی میں سے ایک ملازمہ کو آواز دیتے اسکی رہنمائی کو بھیجا۔۔
اسکے کمرے میں دنیا جہان کی ہر سہولت موجود تھی۔۔۔
نرم و ملائم مخملی کارپٹ جس میں پاؤں دھنستے تھے۔۔۔ جہازی سائز بیڈ قد آدم
آئینے لگزی وارڈروب دیوار گیری ایل سی ڈی کا پورا یونٹ۔۔۔ روم
ریفریجریٹر۔۔۔
وہ خاموشی سے وارڈروب کی جانب بڑھا۔۔۔
پوری الماری میں جوتے کپڑوں جیکٹس واپچ پر فیوم غرض ہر چیز کا الگ الگ
سیکشن تھا۔۔۔
اسنے اندر سے براؤن ٹوپس نکالا اور فریش ہونے چلا گیا۔۔۔

کچھ ہی لمحوں بعد وہ فریش ہو کر واپس کمرے میں آیا تو گلاس وال کے آگے سے بلا سنڈز ہٹا دیئے۔۔۔ باہر خوبصورت قدرتی نظارے تھے۔۔۔ دور تک پھیلے آسمانوں کی وسعتوں کو چھوتے سرمئی پیارجنکے دامن میں سبزے کی چادر بچھی تھی۔۔۔

لیکن اندر کا موسم خراب ہو تو باہر کی کوئی چیز اٹریکٹ نہیں کرتی۔۔۔ اسکا موبائل اسکے پاس تھا لیکن سم نا ہونے کی وجہ سے کسی کام کا نا تھا۔۔۔ اسکے دماغ پر بوجھ بڑھا تبھی بلا سنڈز واپس گرا کر مخملی بستر پر اوندھے منہ گر گیا۔۔۔

اس وقت ماں شدت سے یاد آئی تھی جسکے بستر میں جسکی آغوش میں سکون تھا۔۔۔ جو بالوں میں انگلیاں چلاتی تھی تو وہ پر سکون ہو کر سو جاتا تھا۔۔۔ وہ ویسے بھی سبحان کی نسبت ماں کے زیادہ قریب تھا۔۔۔ انہی یادوں میں گم چوبیس گھنٹوں کی تھکاوٹ نے اسے لمحوں میں غافل کر دیا۔۔۔

ایمان اسی بے چین حالت و کیفیت میں ڈرائیونگ روم کے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھی سو رہی تھی۔۔ پتہ نہیں اسے وہاں سوئے کتنا وقت گزر گیا۔۔ یکدم باہر سے تیز تیز بولنے کی آواز پر اسکی نیند ٹوٹی۔۔ وہ ڈر کر اٹھ بیٹھی۔۔ دل ایکدم گھبرانے لگا تھا۔۔ لگاتار ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے رہنے کے باعث اسکی کمر اور گردن میں کھنچاؤ پیدا ہونے لگا تھا۔۔

باہر سے آتی آوازیں اور قدموں کی چاپ لمحہ بالمحہ اسکی جانب بڑھتی جا رہی تھیں۔۔۔

اسکا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔۔ آوازیں جانی پہچانی سی تھیں لیکن دماغ انہیں کلیئر کر پانے میں بے طرح ناکام ہو رہا تھا۔۔ یہ غالباً دوائیوں میں موجود غنودگی کے باعث تھا کہ وہ اسقدر بے سدھ ہو کر سوئی تھی۔۔۔

ڈرائیونگ روم میں کھلتی واحد کھڑکی کے باعث اسے باہر کا منظر دکھائی دیا تو دل دھک سے رہ گیا۔۔۔

باہر شام اتر رہی تھی۔۔۔

دفعتا وہ سب ڈرائیونگ روم کے کھلے دروازے سے اندر داخل ہوئے۔۔۔
سبحان اور امجد کے ساتھ حامد بھائی تھا۔۔۔
حامد کو وہاں دیکھ وہ گنگ رہ گئی۔۔۔
بھائی آپ۔۔۔ اسکے لب کپکپا اٹھے۔۔۔ آنکھوں میں نمی جمع ہونے لگی۔۔۔
ناجانے وہ کیوں اسقدر کمزور دل ہو رہی تھی کہ بات بات پر رونے لگتی۔۔۔ یا
شاید اجنبیوں کی بھیڑ میں ماں جا یاد کھائی دیا تو دل بھرایا تھا۔۔۔
کیسی ہوا ایمان۔۔۔ انہوں نے آگے بڑھتے اسکے سر پر پیار دیا تو اسنے بامشکل
ہاتھوں کی انگلیوں سے اپنی آنکھیں رگڑیں۔۔۔
امجد نے آگے بڑھتے کمرے کی کھڑکی بند کرتے اس پر بلا سنڈز کھینچے اور کمرے کا
دروازہ بند کرتا باہر نکل گیا۔۔۔
ماموں سب کچھ مکمل ہے نا۔۔۔ سبحان ماں کے برابر اکر صوفے پر بیٹھا۔۔۔۔۔
یس آل ڈن۔۔۔ اسی لئے تو اتنی تاخیر ہو گئی۔۔۔

حامد نے ہاتھ میں تھا ماسیاء چرمی بیگ میز پر رکھا اور دوسرا سفید شاپر سبجان کو دیا

ایمان پہلے بھائی کے ہاتھ میں تھا ماسیاء سامان دیکھنا پائی تھی۔۔۔ اب جو دیکھا تو
حیرانگی سے انہیں دیکھنے لگی۔۔۔

انکے انداز بہت پر اسرار تھے۔۔۔

یہ سب کیا ہے سبجان۔۔۔ اسنے بے ساختہ تھوک نگلا۔۔۔

سبجان نے بنا جواب دیئے چرمی بیگ کی زپ کھول ڈالی۔۔۔ اندر نوٹوں کی کئی
گٹھیاں تھیں۔۔۔

ایمان کا دل بری طرح گھبرانے لگا۔۔۔

یہ سب کہاں سے آیا۔۔۔ وہ ابھی بھی نابولا تھا اسنے خاموشی سے گٹھیاں نکال نکال
کر میز پر رکھنی شروع کی تو۔۔۔

نیچے سے بیش بہا چمکتی دھمکتی جیولری نظر آنے لگی۔۔۔ ایمان لمحے کی تاخیر کئے بنا
اس جیولری کو پہچان گی۔۔۔ یہ اسکی جیولری تھی۔۔۔

لیکن یہ سب تو اسکے گھر کے لا کر میں تھا۔۔۔ پھر یہاں کیسے۔۔ اسکا بیٹا کیا کرتا پھر رہا تھا۔۔ اسکا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔۔

ڈونٹ وری ممی۔۔۔ یہ سب ہمارا ہی ہے گھر سے منگوایا ہے۔۔۔ ماموں کے ہاتھ۔۔۔

لیکن اسکی وضاحت نے ایمان کی تشفی ناک تھی۔۔۔

اسنے دوسرے شاپر کو کھولا۔۔۔ اندر تین ایک جیسے سیاہ شولڈر بیک تھے۔۔۔

وہ اور حامد تیزی سے ان تینوں بیگوں کو برابری سے پیسوں اور جیولری سے بھرنے لگے۔۔۔

تم یہ سب کرتے کیا پھر رہے ہو سبحان۔۔۔ تم نے یہ سب گھر سے کیوں منگوایا۔۔۔

وہ حواس باختہ سی ہونے لگی۔۔۔

کچھ نہیں ممی۔۔۔ آپ یہاں سائیں کریں پلیز۔۔۔

وہ بنا ماں کی بات کا کوئی جواب دیئے اسی چر مری بیگ سے اسکی چیک بکس نکالتا
انہیں دھرا دھرا فل کرتا چیک اسکے سامنے کرتا گیا۔ ایمان کے تین مختلف بینک
اکاؤنٹس تھے جنکے چیک وہ اس وقت فل کر رہا تھا۔۔۔

اور چیک پر فل ہوتی رقمیں دیکھ اسکا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔۔۔

یہ سب کک۔۔۔

ممی سائن کریں پلیز۔۔۔

لیکن تم یہ سب کر کیوں رہے ہو۔۔۔ کیوں بینک اکاؤنٹس خالی کر رہے ہو۔۔۔ اسکی
آواز لرز رہی تھی۔۔۔

کیونکہ واجد خان بہت جلد ہمارے اکاؤنٹس فریز کروانے والا ہے۔۔۔

بیٹے کی سٹریٹ فارورڈ بات پر اسکا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔ تمہیں کیسے پتہ۔۔۔ وہ جتنا حیران ہوتی کم تھا۔۔۔

ممی ہم ان سے ایک ہاتھ آگے چلیں گے تو انکی اس خود ساختہ جنگ میں جیتیں
گے۔۔۔

انہوں نے کسی بھی صورت ہمارے گرد حالات تنگ سے تنگ تر کرنے ہے۔۔۔
اور کسی کے گرد حالات تنگ کرنے کا اس سے بہترین طریقہ اور کوئی نہیں کے
اسے فنا نشلی بے بس کر کے اسکے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے بے بسی سے ٹرپنے کے
لئے آزاد چھوڑ دیا جائے۔۔۔

اسکے لہجے کا سنجیدہ و سر دین ایمان کو ٹھٹھرا گیا۔۔۔
وہ اب کمرے کے کونے میں موجود انکے ہینڈ کیری تک آیا۔۔۔
یہ سب سامان تو اپارٹمنٹ میں تھا یہاں کیسے آیا انکا سامان۔۔۔ یہاں کیا کیا ہو رہا تھا
اور وہ ہر چیز سے اسقدر بے خبر کیوں تھی۔۔۔
اسکا سر چکرانے لگا۔۔۔
مئی پلیز سائن کریں۔۔۔

ہینڈ کیری کھول کر اندر سے کچھ نکالتے وہ سختی سے گویا ہوا۔۔۔
ایمان آنکھوں کی نمی پیچھے دھکیلتی ان چیکس پر اپنے بے جان ہوتے ہاتھوں کے
ساتھ پنسل گھسیٹنے لگی۔۔۔ پتہ نہیں وہ ٹھیک کر بھی رہی تھی یا نہیں۔۔۔

عقل سمجھ سب مفلوج ہو رہی تھی۔۔۔

آپ یہ لباس لیں اور فریش ہو کر چینج کریں پھر ہمیں یہاں سے نکلنا بھی ہے۔۔۔
اسنے ماں کے آگے سے چیکس اٹھاتے اسکا ایک گرم لباس اسکی جانب بڑھا۔۔۔ وہ
ویلوٹ کے ٹائٹس کے ساتھ ویلوٹ کی ہی لانگ فرائڈ تھی۔۔۔

کہاں نکلنا ہے۔۔۔

ممی پلیز۔۔۔ وقت کم ہے ابھی آپ فریش ہوں راستے میں آپکو سب سمجھا
دوں گا۔۔۔

اسنے ماں کو لباس تھماتے چیکس ماموں کی جانب بڑھائے۔۔۔

ایمان بے جان ہوتے وجود پر وزن ڈالتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

ماموں آپکو واپس پہنچتے ہی سب سے پہلے یہ چیکس کیش کروانے ہیں لیکن زرا
سمجھل کریوں کے آپکی اپنی ایئر نینس کلئیر ناہو۔۔۔ ہم پیچھے کوئی بھی ہنٹ نہیں
چھوڑ سکتے۔۔۔۔

اسکے بعد وہ رقم آپکو اپنے پاس ہی رکھنی ہے تب تک جب تک ہم خود آپ سے
رابطہ نہ کریں۔۔۔

ایمان کا سر چکرار ہاتھ اوہ ڈرامینگ روم سے نکل کر واش روم کی جانب بڑھی تو آواز
کا سلسلہ خود بخود منقطع ہو گیا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ فریش سی ویلیوٹ کی لانگ فرائک پرویلوٹ کی ہی شال اوڑھے واپس
وہیں آئی تو پہلے سے قدرے بہتر تھی۔۔۔

اسی میز پر جہاں کچھ وقت پہلے پیسے اور جیولری کھلی پڑی تھی وہاں اس وقت گرما
گرم بھاپ اڑاتا کھانا لگا ہوا تھا۔۔۔ البتہ حامد وہاں نہیں تھا۔۔۔

بھائی کہاں ہے۔۔۔ وہ مضحکہ خیز سی وہیں آکر بیٹھ گئی۔۔۔

ماموں چلے گئے انکا ار جینٹلی واپس جانا ضروری تھا۔۔۔

وہاں کے لئے کھانا سرو کرنے لگا۔۔۔

تم نے انہیں سب کچھ بتا دیا۔۔۔

کمرے کے کھڑکی جس پر کچھ وقت پہلے بلا سنڈز گرا دیئے گئے تھے اس وقت بلا سنڈ
ہٹنے کے باعث وہاں سے باہر کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔۔۔ جہاں اس وقت بہت
دھیمے دھیمے چپکے سے دبے قدموں رات اتر رہی تھی۔۔۔

حالات کا تقاضا یہ ہی تھا می۔۔۔ میں ہنگامی بنیادوں پر آپکو تنہا یہاں چھوڑ کر لاہور
نہیں جاسکتا تھا۔۔۔

اسنے ایمان کے سامنے پلیٹ رکھتے اسے شروع کرنے کا اشارہ کیا اور خود بھی کھانے
لگا۔۔۔

ایمان کو وہ یکدم ہی بہت بڑا بڑا اور سمجھدار لگنے لگا۔۔۔

کھانا کھانے کے دوران اسکے ہر انداز میں عجلت تھی۔۔۔ وہ بار بار اپنی رسٹ وائچ
پر وقت دیکھ رہا تھا۔۔۔

کیا بات ہے سبحان اتنے بے چین کیوں ہو۔۔۔ جب رہانا گیا تو وہ پوچھ بیٹھی۔۔۔

می آپ جلدی کریں نا ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔ اسکے ہر انداز میں بے چینی
تھی۔۔۔

میرا ہو گیا بس۔۔۔ اسنے کھانے سے ہاتھ کھینچ لئے۔۔

پلیز ممی کھانا تو ختم کریں۔۔۔ مزید بھوک نہیں سجان۔۔۔ اسکے منع کرنے پر

سجان نے ماں کو اسکی دوائی دی اور بعجلت سب سمیٹا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

ایک شولڈر بیگ اپنے کندھے پر ڈالا جبکہ دوسرا ماں کی جانب بڑھایا۔۔۔

بسمہ اللہ پڑھ کر اسے پکڑیں ممی۔۔۔ اس میں ہماری جمع پونجی ہے اسے بہت دھیان سے رکھیے گا۔۔۔

اسکے مدبرانہ انداز پر وہ اسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔ وہ بھی فریش ہو کر لباس تبدیل کر

چکا تھا۔۔۔ البتہ سرخ آنکھیں بے آرامی اور رتجگے کی عکاسی کر رہی تھیں۔۔۔

ایمان کے شولڈر بیگ تھام کر شانے پر پہنتے ہی وہ ماں کا ہاتھ تھامے گھر سے نکلا۔۔۔

ایمان جاتے جاتے بامشکل امجد کی بیوی اور اسکی بیٹی سے مل سکی جنہوں نے مہمان نوازی میں کوئی کسر نا چھوڑی تھی۔۔۔۔

وہ ماں کا ہاتھ سختی سے تھامے تنگ و تاریک گلیوں سے تیزی سے نکلتا جا رہا تھا۔۔۔

ایمان کو اسکی رفتار سے ملنے کے لئے باقاعدہ بھاگنا پڑا رہا تھا۔۔۔

یہ وہ راستہ نا تھا جہاں سے وہ صبح آئے تھے۔ یہ تو کوئی اور ہی راستہ تھا پر اسرار سا اور رات کی تاریکی میں مزید خوفناک معلوم ہوتا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ تنگ و تاریک گلیوں سے نکلتے مین روڈ پر آئے جہاں دائیں جانب ایک سیاہ کار کھڑی تھی۔۔

سبحان جیب سے چابی نکالتا تیزی سے کار کی جانب بڑھا اور اسکے پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولنے پر ایمان بو نچکارہ گئی۔۔۔

یہ کس کی کار ہے سبحان۔۔۔

می پلیز اندر بیٹھیں۔۔۔ زرا جلدی۔۔۔ وقت نہیں ہے ہمارے پاس۔۔۔

وہ جھنجھلا رہا تھا۔۔۔ جیسے وقت سوکھی ریت کی مانند ہاتھوں سے پھسلتا جا رہا ہو

اسکی عجلت پر وہ تھوک نگلتی کار میں بیٹھی۔۔۔ سبحان نے گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ

سمبھالی ایک شولڈر بیگ کندھے پر لٹکا رکھا تھا جبکہ دوسرا شولڈر بیگ اسنے اپنے

قدموں کے پاس رکھا اور ایمان کے بیٹھتے ہی گاڑی زن سے بھگالے گیا۔۔۔

گاڑی کی سپیڈ اتنی تیز تھی کہ بے ساختہ ایمان کا دل دھنسنے لگا۔۔۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے دل ابھی سینے کی حدود توڑ کر باہر آنکے گا۔۔۔ وہ سینے کے مقام پر ہاتھ رکھتی حیرت و انبساط سے بیٹے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ سپیڈ سلو کرو سجان۔۔۔ اسے سپیڈ مزید بڑھاتے دیکھ وہ چیخ اٹھی۔۔۔ نہیں کر سکتا ممی۔۔۔ آپ بس دعا کریں وقت پر وہاں پہنچ جائیں۔۔۔ کوئی گڑبڑ نہ ہو۔۔۔ اس کے لہجے میں اندیشہ تھے۔۔۔ کہاں جانا ہے ہمیں۔۔۔ کیا مطلب ہے تمہاری نا فہم باتوں کا تم کرتے کیا پھر رہے ہو۔۔۔

وہ چیخ چیخ گئی۔۔۔

سجان نے بنا جواب دیئے ایک زوردار کٹ مارا۔۔۔ اور گاڑی دوسرے روڈ پر بڑھائی۔۔۔

ایک چیخ ایمان کے حلق سے برآمد ہوئی جب اس نے لوکیشن دیکھ کر گاڑی ایک سنسان جگہ پر کھڑی کی۔۔۔

ایمان نے خوفزدہ نگاہوں سے ارد گرد دیکھا جہاں کسی زی روح کا نام و نشان تک نا تھا۔۔۔

واجد خان ار حم خان کے ساتھ تیزی سے اپنے شیش محل میں داخل ہوا۔۔۔ ار حم باپ کے منع کرنے کے باوجود وہاں موجود تھا وجہ وہ بھتیجے سے ملنے کو بہت اکسائٹڈ تھا۔۔۔

زوہان اٹھ گیا کیا۔۔۔واجد خان نے موپنگ کرتی یونیفارم میں ملبوس ور کر سے پوچھا۔۔۔

نوسر۔۔۔وہ تو ابھی تک اپنے کمرے سے نہیں نکلے۔۔۔اور ہم میں سے کسی نے انہیں ڈسٹرب بھی نہیں کیا۔۔۔

وہ موپ سٹک پر ہاتھ ساکت کرتی مؤدبانہ انداز میں گویا ہوئی۔۔۔۔

واجد خان نے سمجھ کر سرہاں میں ہلایا۔۔۔

وہ مؤدب سے انداز میں وہاں سے ہٹی دوسری طرف موپنگ کرنے لگی۔۔۔

چلو میں۔ خود چلوں گا اپنے پوتے کو جگانے۔۔۔

کافی تھک گیانا تبھی ابھی تک آنکھ نہیں کھلی اسکی۔۔۔ ہے بھی تو ابھی بچہ۔۔۔ وہ
مسرور سے انداز میں فاتحانہ چال چلتے شفاف شیشے کی مانند ماربل لگی سیڑھیاں
چڑھتے بالائی منزل کی جانب بڑھے۔۔۔

اوپر آتے ہی وہ دائیں جانب مڑ کر اسکے کمرے کی جانب بڑھے۔۔۔ ارحم نے بھی
خاموشی سے اسکی تقلید کی۔۔۔

مطلوبہ دروازے کے پاس پہنچ کر واجد خان نے دروازے پر ہاتھ رکھا تو وہ کھلتا چلا
گیا گویا وہ لاک نہیں تھا۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے اندر بڑھائے۔۔۔

زوہان۔۔۔ میرے شہزادے۔۔۔

کمرے میں نیلگوں اندھیرا تھا محض سیلنگ میں لگی نیلی روپ لائٹ ہی روشن
تھی۔۔۔ شیشے کی حامل دیواروں پر اس وقت بلا سنڈز گرے تھے۔۔۔

واجد خان نے آگے بڑھتے کمرے کی سبھی لائٹیں روشن کر دیں۔۔۔

زوہان سامنے ہی محملی بستر پر سر تک لحاف اوڑھے چت لیٹا تھا۔۔

وہ مسکراتے ہوئے اسکی جانب بڑھے۔۔

زوہان۔۔ اٹھو بیٹا۔ تمہارا پیپر ورک مکمل ہے اور فلائیٹ میں بھی تھوڑی

دیر۔۔۔

انہوں نے لحاف ایک سرے سے پکڑتے زرا ساسر کا یا جب یکدم انکی تیزی سے چلتی زبان کو بریک لگا۔۔۔

چہرے پر الجھن زدہ تاثرات ابھرے۔۔ جب

کسی خدشے کے تحت انہوں نے ایک جھٹکے میں لحاف دور اچھال پھینکا۔۔۔
سامنے بستر پر موجود تکیے کی لمبی قطار دیکھ وہ چکرا کر رہ گئے۔۔۔

زوہان کہاں گیا تھا بھلا۔۔ انکے وجیہ چہرے پر کر خنگی پھیلنے لگی۔۔ وہ حفظاً مقدم کے طور پر بھاگ کر واش روم تک گئے۔۔ لیکن وہ بھی خالی تھا۔۔

انکی حالت دیکھ کمرے میں ارحم خان کا قہقہہ گھونج اٹھا۔۔ جو قہقہہ لگا کر دہرا ہوتا وہیں اونچی ٹیک والی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔

واجد خان کی نگاہوں میں خون اتر رہا تھا۔۔

وہ طیش سے کف اڑاتے ملازمین کو آوازیں دے رہے تھے۔۔

یہ تم نے اچھا نہیں کیا گرینڈ سن۔۔ تمہیں اسکی قیمت ادا کرنا پڑے گی۔۔

ہم یہاں کیوں رکے ہیں سبحان۔۔ اس وحشت ناک ماحول میں میرا دل وحشت سے بھر رہا ہے۔۔

ایمان گھبراتے دل کے ساتھ روہانسی آوازیں گویا ہوئی۔۔

تبھی اسے خاموشی کو چیرتی تیزی سے بھاگتے قدموں کی چاپ سنائی دی۔۔۔ وہ الٹ ہو بیٹھی۔۔ جبکہ الرٹ تو سبحان بھی ہوا اٹھا تھا جس نے ساتھ ہی گاڑی سٹارٹ کر ڈالی۔۔

عین اسی وقت کسی نے بیک دور کو زور سے کھولا تو ایمان کا دل اچھل کر حلق میں اگیا۔۔

کوئی دھپ سے اندر بیٹھا اور ساتھ ہی پوری قوت سے دروازہ بند کیا۔۔

مووفاست۔۔

وہ چلایا۔۔ ساتھ ہی سبحان نے اندھا دھند گاڑی چلا دی۔۔

ایمان کا دل دہل اٹھا۔۔

آواز پر وہ چونک چونک گی۔۔ حیرت کے سمندر میں غوطہ زن وہ لمحے کے ہزارویں

حصے میں پھٹی پھٹی آنکھوں سمیٹ پیچھے کو پلٹی۔۔

زونی۔۔ اس کے لب پھڑپھڑائے۔۔

چہار سو اندھیرے کے باعث اندر مناظر واضح نہ تھے۔۔۔ اس کی آنکھوں میں

مرچیں سی بھرنے لگیں۔۔۔

یس می آپکا زونی۔۔ اس نے ساتھ ہی گاڑی کی اندرونی لائٹ روشن کی۔۔

اندھیرے کے بعد یکدم روشنی سے متعارف ہونے پر اس کی حیرت کے سمندر میں

غوطہ زن نگاہیں چندھا گئیں اسی روشنی کی چمک میں روشن دمکتا چہرہ اس کے زونی کا

تھا۔۔ اس کے معصوم بیٹے کا تھا۔۔

لمحے کے ہزارویں حصے میں اس کی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئیں۔

اسنے بے ساختہ آگے کو جھکتے ماں کو بازو کے حصار میں لیا۔۔۔
لو یو مئی۔۔۔ لو یو آلاٹ۔۔۔ اسنے فرط جذبات سے ماں کے ماتھے کا بوسہ لیا تو وہ
جوان بیٹے کے سہارے پگل پگل گئی۔۔۔
اس اظہار اور اس معصوم لمس نے تن مردہ میں ایک نئی روح پھونک دی۔۔۔
وہ دونوں بازوؤں کا حصار اسکے گرد بناتی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔

کہاں گیا وہ۔۔۔ اسکی یہاں سے جانے کی کوئی فوٹیج کیوں نہیں۔۔۔ اتنی ٹف
سیکیورٹی اور اتنے ہائی فوٹیج سسٹم میں سے کیسے وہ بنا کسی کی نظروں میں آئے یہاں
سے غائب ہو گیا۔۔۔

واجد خان سیکیورٹی روم میں بیٹھا ایک کے بعد دوسری فوٹیج چیک کرتا ملازمین پر
برس رہا تھا جن میں سے کسی کے بھی علم میں اسکا کمرے سے باہر نکلنا تھا۔۔۔

دفعتا اسکے موبائل کی بپ بجی تو اسنے چونک کر موبائل نکالا۔۔۔ نمبر انکے سیکیورٹی
ہیڈ کا تھا۔۔۔ جو انکے بالکل سامنے بیٹھا تندہی سے لیپ ٹاپ پر جھکا تھا۔۔۔ پاس ہی
اسکا موبائل بھی پڑا تھا۔۔۔

واجد خان کو کسی گڑبڑ کا احساس ہوا تو بناوائس نوٹ کھولے سیکیورٹی روم سے باہر
نکل آئے۔۔۔

ارحم بھی اسکے پیچھے ہی تھا۔۔۔
کسی خدشے کے تحت اسنے اپنے کمرے میں اکروائس نوٹ کھولا۔۔۔
ڈیر گرینڈ پا۔۔۔

خدشہ آواز کی صورت مجسم حقیقت بنا انکے سامنے کھڑا تھا۔۔۔ وہ مٹھیاں بھینچ
ئے۔۔۔

آئی اپریشیٹ۔۔۔

آپ باتیں بہت اچھی کرتے ہیں۔۔۔ اور قائل اس سے بھی اچھا۔۔۔ آپکونا
ایڈوکیٹ ہونا چاہیے تھا۔۔۔

لیکن خیر کوئی بات نہیں۔۔

در اصل گرینڈ پا۔۔

فون سے آواز ابھر رہی تھی اور ہر گزرتے لمحے کے ساتھ انکے ماتھے پر موجود شکنوں کا جال گہرا ہوتا جا رہا تھا۔۔ البتہ ارحم کے تاثرات ان سے یکسر مختلف تھے۔۔۔

آپ نے ایک بہت اچھی لائف میرے گرد پورٹریٹ کی۔۔ امریکہ میں سیٹل ہونا۔۔ وہاں اپنی گاڑی۔۔ اپارٹمنٹ اور پیسے کی ریل پیل وغیرہ۔۔۔

لیکن۔۔ وہ رکا۔۔ اس میں ایک کمی تھی۔۔۔

واجد خان کے چہرے پر الجھن کے تاثرات بڑھے۔۔۔

وہاں ممی نہیں تھی۔۔۔

وہ غصے سے دانت پیس گئے۔

اینڈ یونواٹ۔۔ ممی کے بناد نیا کی ہر لگزری۔۔۔ ہیچ ہے۔۔۔

نو۔۔ نو۔۔ نو۔۔

ایک پل کے لئے بھی یہ مت سوچیے گا کہ زوہان شامیر خان بھاگ گیا۔۔۔
وہ ٹھٹھکے۔۔۔

ریکمبر۔۔۔ زوہان شامیر خان بھگوڑا نہیں۔۔۔

ٹھیک ہے آپ نے درست سوچا کہ میں کم عمر اور جذباتی ہوں۔۔۔ لیکن اسکے ساتھ ساتھ عقل نام کی چیز ہے میرے پاس اور خوش قسمتی سے اسے استعمال کرنا بھی آتا ہے مجھے۔۔۔

اسکی آواز میں ایک ٹھہراؤ تھا۔۔۔

بہت جلد میں واپس آوں گا اور آپ سے روبرو ملاقات ہوگی۔۔۔

اینڈ ٹرسٹ می۔۔۔ قید کے وہ چند گھنٹے میں بھولا نہیں۔۔۔ اینڈ آئی سوئیر بھولنے وہ میں آپکو بھی نہیں دوں گا۔۔۔

اسکی آواز میں ایک سرد سا تاثر تھا۔۔۔

اب وائس نوٹ اپنے سیکورٹی ہیڈ کے نمبر سے موصول ہونے پر یہ مت سمجھئے گا

کہ اسنے میری مدد کی ہے۔۔۔ وہ قہقہہ لگاتا ہنس دیا۔۔۔

بس یہ سمجھ لیجئے گا کہ آپکا گرینڈ سن۔۔ ایکسٹرا آردنری ذہین ہے۔۔۔ اسکا انداز
چڑانے والا تھا۔۔۔

ساتھ ہی وائس نوٹ ختم ہو گیا۔۔۔

واجد خان اسکی باتیں سن کر اپنی جگہ پر گم صم اور ساکت رہ گیا۔۔۔

جبکہ ارحم اتنی سیریس سچویشن میں بھی اپنی ہسی روکنے کی خاطر چہرہ نیچے جھکا گیا۔۔
یس۔۔۔ پلان یون بھی فیل ہو جایا کرتے ہیں۔۔ اور باپ کا غصے سے لال پیلا ہوتا
چہرہ دیکھنا جانے کیوں اسے اچھا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

گاڑی سنسان روڈ پر فڑاتے بھرتی جارہی تھی جبکہ ایمان کے آنسو مسلسل بہہ
رہے تھے۔۔ وہ اپنی سیٹ سے پیچھے کی جانب پلٹی دیوانہ وار بیٹے کا چہرہ ہاتھوں کے
پیالے میں بھرے اسے چھو کر محسوس کر رہی تھی۔۔۔

تم تو امریکہ جارہے تھے نا۔۔۔ اسکی آواز حیرت و انبساط سے لرز رہی
تھی۔۔۔

لائک سیر یسلی ممی۔۔۔ آپکو واقعی ایسا لگا۔۔۔ وہ پیچھے ہو کر بیٹھا۔۔۔ کے جو بچہ گھر
میں داخل ہونے پر ماں نالٹنے پر وبال اٹھا دے۔۔۔ جسے ماں کے بستر پر بھی تب
تک نیند نا آئے جب تک ماں اسکے بالوں میں انگلیاں نا چلائے۔۔۔ وہ بچہ ایک
ہی دن میں اتنا بڑا ہو گیا کہ ماں سے کوسوں دور چلا جائے گا۔۔۔
سٹریچ ممی۔۔۔۔

تم اپنے گرینڈ پا کے ساتھ چلے گئے تھے نا۔۔۔ ماں کی شاید تشفی نا ہوئی تھی۔۔۔
وہ ضروری تھا نا ممی۔۔۔ کیونکہ کسی کو الٹ کر کے مارنے کی بجائے اسکی بے
خبری میں مارنا زیادہ آسان ہوتا ہے۔۔۔ اسکا انداز نارمل اور لہجہ پر عزم
تھا۔۔۔
بھائی ماموں وقت سے پہنچ گئے تھے۔۔۔ اب وہ بھائی کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔
ہمممممم۔۔۔ وہ ساری توجہ ونڈ سکریں پر ٹکائے ہوئے تھا۔۔۔

تینوں بیگ تیار ہیں۔۔۔

یس۔۔۔ ممی یہ میرے پاؤں کے پاس پڑا بیگ زوہان کو دے دیں۔۔۔
انکی نا فہم باتیں ماں کے سر پر سے گزر رہی تھیں۔۔۔

اسنے آہستگی سے جھکتے وہ شولڈر بیگ اٹھا کر زوہان کو دیا جسے اسنے اٹھا کر چیک کرنے کے بعد کندھے پر ڈال لیا۔۔۔

آگے سب تیار ہے۔۔۔ وہ مزید گویا ہوا۔۔

آل ڈن۔۔۔

یہ تم دونوں کر کیا رہے ہو کوئی مجھے بتائے گا۔۔۔ وہ دونوں اندر ہی اندر کیا کچھڑی پکار رہے تھے کے ایمان سے اسقدر پردہ داری رکھی جا رہی تھی۔۔۔

ممی۔۔۔ زوہان ماں کی جانب متوجہ ہوا۔

کل کے واقعی کو لے کر ثابت ہوا کے میری ماں اپنے شوہر اور اولاد کے معاملے میں بہت حساس ہے۔۔۔ اتنی کے اولاد کی بہتری کے لئے انہیں چھوڑ جانے جیسا سخت اور حوصلہ شکن فیصلہ بھی لے سکتی ہے۔۔۔

وہ ماں کی جانب دیکھتا سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔۔

اس لئے آپ ہماری پلاننگ کے بارے میں جان کر ہمہ وقت دہلتی رہیں گی۔

اس لئے بہتر یہ ہے کے آپ پر سکون رہیں اور محض ہمارے حق میں دعا

کیجئے۔۔ کیونکہ بعض اوقات لاعلمی بھی ایک نعمت ہوتی ہے انسان پر سکون رہتا ہے۔۔۔ اور پھر ماں کی دعائیں تو ویسے بھی عرش ہلا دیتی ہیں۔۔۔ ایمان انکے انداز و اطوار دیکھ گم صم رہ گئی۔۔۔ تم دونوں واجد خان سے ٹکڑے لینے نکلے ہو۔۔۔ ہوش کے ناخن لو۔۔۔ عقل سے کام لو۔۔۔ ان کے ارادے جان وہ روہانسی ہوا اٹھی۔۔۔ کیا ہے یہ واجد خان ممی۔۔۔ انسان ہی ہے نا۔۔۔ خدا تو نہیں ہے نا۔۔۔۔۔ سبحان چرر رراٹھا۔۔۔ اینوی آپ سب نے اسے ہوا بنا ڈالا ہے۔۔۔ ٹھیک ہے اسنے ہمیں توڑنے کے بہت سے منصوبے بنائیں ہیں۔۔۔ لیکن ایک بات یاد رکھیں سب سے بڑا پلانر اللہ ہے۔۔۔ اور اسکی پلانینگ کے سامنے بڑے سے بڑے ماسٹر ماسنڈ کی منصوبہ سازی فیل ہو جاتی ہے۔۔۔ مجھے یہ بتائیں وہ اتنا بڑا ماسٹر ماسنڈ ہو کر ابھی تک کامیاب اپنے کس منصوبے میں ہوا۔۔۔

اسکا اسقدر کول ماسنڈ بیٹا تلخ ہو رہا تھا۔۔۔ چر رہا تھا۔۔۔ اسکے سادہ لوح بیٹے
انتقام پر اتر رہے تھے۔۔۔ ایک ہی رات میں یہ سب کیسے ہو گیا۔۔۔
کیا جو اس تلخ دنیا نے انہیں سکھایا وہ سیکھ ایمان کی ہر سیکھ سے بڑی تھی۔۔۔
اینڈیس ممی۔۔۔ میرا سو کا لڈ گرینڈ پاہم پر ہاوی رہا ہے صرف اور صرف ہماری
لا علمی کے باعث۔۔۔ کیونکہ ہم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ وہ ہمارے پیار
باپ پر توجہ دینے کی بجائے ہمارے پیچھے چل پڑے گا۔۔۔
اب اگر اللہ نے چاہا تو اسکی کوئی چال کامیاب نہیں ہونے والی کیونکہ آپ مانے یا
نامانے ہماری اور انکی سوچ میں پچاس سے ساٹھ سالوں کا فرق ہے۔۔۔ وہ بہت
بہترین پلاننگ کریں گے مگر ہم ڈیجیٹل دور کی پیداوار انہیں کہاں اور کس
انداز میں ڈانج دے جائیں گے وہ جب تک یہ سوچیں گے اگلے سے اگلا دھچکا
انکے لئے تیار کھڑا ہو گا۔۔۔
زوہان جو اسقدر جذباتی تھا اسکے لہجے میں موجود ٹھہراؤ ایمان کو ساکت کر
گیا۔۔۔

مئی اللہ کے ہاں ہماری شکست نالکھی ہو۔۔۔ ورنہ کسی واجد خان میں اتنا دم نہیں کے اب ہماری راہ کی رکاوٹ بنتا ہمیں ہر اسکے۔۔۔ انکے لہجے پر عزم اور ہر حد سے گزر جانے والے تھے۔۔۔ میں آپکی خرابی طبیعت کے وہ چند گھنٹے نہیں بھول سکتا مئی۔۔۔ جس حالت میں میں آپکو ہسپتال لے کر گیا ہوں وہ وقت میری نگاہوں کے سامنے ٹھہر گیا ہے۔۔۔

اللہ کسی دشمن کو بھی وہ وقت نادکھائے۔۔۔ آپ بس دعا کریں مئی واجد خان کو ہر چیز کا حساب دینا ہو گا۔۔۔

سر دو سنجیدہ لہجے میں آتش فشاں لئے یہ سبحان تھا۔۔۔

وہ حیرت زدہ سی باری باری دونوں بیٹوں کا چہرہ دیکھ رہی تھی جو پیچھے ہٹنے والے بالکل ناتھے۔۔۔ جنکے چہروں پر ایک عزم تھا۔۔۔

یہ وہ پودے تھے جسکے بیج اسنے اپنے ہاتھوں سے بوئے تھے۔۔۔ انہیں پانی دیا تھا وقت لگایا تھا۔۔۔ توجہ دی تھی یوں کے آج وہ گھنے سایہ دار شجر بنے ماں کو اپنے سائے تلے چھپا رہے تھے۔۔۔ وہ دونوں ماں کے سامنے ڈھال بنے کھڑے تھے۔۔۔ کیا یہ اسکے بچے تھے۔۔۔ ہاں اسنے ایمانداری اور حق سچ کا سبق تو دیا تھا۔۔۔

مگر یہ بے خوفی اور نڈر ہو کر حالات کا مقابلہ کرنا وہ انہی اسباق میں سے کہیں سے کشید لے گئے تھے۔۔۔

واجد خان لاکھ کہے کے ہمارے آنے سے پہلے ہمارے باپ کا علاج شروع ہو چکا تھا۔۔۔ ہو سکتا ہے ایسا ہو۔۔۔ ہو سکتا ہے ایسا نا ہو۔۔۔ میں اس شخص کی باتوں پر یقین نہیں کر سکتا جسکی زندگی میں جھوٹ کی آمیزش سچ سے زیادہ ہو۔۔۔ ایسا شخص قابل اعتبار ہوتا ہی نہیں۔۔۔ سو باتوں کی ایک بات ہم اپنے باپ کو اسکے باپ کے سہارے نہیں چھوڑ سکتے۔۔۔ زوہان گھر اسانس خارج کر تاسیٹ کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔۔۔

ریلیکس۔۔۔ تم وہاں سے نکلے تو کیا یہ بات واجد خان کے علم میں نہیں آئی۔۔۔ سبحان اب گاڑی کی سپیڈ سلو کر چکا تھا۔۔۔ پر سوچ نگاہیں ارد گرد کچھ تلاش کر رہی تھیں۔۔۔ مہیب اندھیرے میں گاڑی کی ہیڈ لائٹس کی روشنی میں اسے ابھی تک کچھ دکھائی نہ دیا۔۔۔

ابھی تک تو پتہ لگ گیا ہو گا اسے۔۔۔ نا بھی لگا ہو تو وائٹس نوٹ چھوڑ کر آیا ہوں اسکے لئے۔۔۔ زوہان نے سر جھٹکا۔۔۔

کیسا وائس نوٹ۔۔۔ ایمان اچھنبے سے اسکی جانب پلٹی۔۔۔ کیا اسکی اولاد پاگل ہو
گئی تھی جو بھروں کے چھتے میں جان بوجھ کر ہاتھ ڈال رہی تھی۔۔۔
کالم ڈاؤن مئی یار۔۔۔ وہ خود کو ڈھیلا چھوڑ تا منہ پر ہاتھ پھیر گیا۔۔۔
آپس میں بات کرتے وہ دونوں بھائی فراموش کر گئے تھے کے انکی چڑیا سادل
رکھنے والی مئی انکے پاس ہی ہے۔۔۔
کیسا نوٹ زونی۔۔۔ اسنے اپنی بات پر زور ڈالا۔۔۔
کچھ خاص نہیں مئی۔۔۔ بس بتا کر آیا ہوں کے بھاگ نہیں رہا۔۔۔ جلد ہم روبرو
ہونگے۔۔۔
اسکی بات سن کر ایمان سر تھام گی۔۔۔
مگر تم وہاں سے آئے کیسے اور سبحان کے ساتھ رابطہ کیسے استوار کیا۔۔۔
ایمان کے کہنے پر اسکا دماغ سوچ کی لہروں کے سنگ کہیں پیچھے سفر کرنے
لگا۔۔۔ چند گھنٹے پیچھے۔۔۔

گرینڈ پاس سے ساری ڈیٹیلز سننے کے بعد اس نے تھانے سے نکلنے سے پہلے حوالات جانے کی اجازت چاہی کے اسکی ایک اہم چابی وہاں رہ گئی ہے۔۔۔ واجد خان اس وقت اپنی فتح کے نشے میں چور اس قدر خوش تھا کہ اس نے زوہان کے رویے پر غور کرنے کی کوشش ہی نہ کی۔۔۔

حوالات میں آتا ہی وہ سیدھا اسی شخص کے پاس گیا جس نے اسکی بات زوہان سے کروائی تھی۔۔۔

اسکے پاس جاتے ہی اس نے اپنی ساری جیب اس شخص کے سامنے الٹ دی جس میں پانچ پانچ ہزار کے کئی نوٹ تھے۔۔۔

اس شخص نے اتنے پیسے ایک ساتھ اپنی گود میں دیکھ اچھنبے سے اسے دیکھا۔۔۔ مجھے ابھی اور اسی وقت ایک سم چاہیے۔۔۔ منع مت کرنا۔۔۔ اور بے فکر ہو جانا

کہیں اس سم کا نمبر شو نہیں ہو گا۔۔۔ میں استعمال کے بعد اسے ضائع کر دوں

گا۔۔۔ زوہان کی وضاحت پر اس شخص کی آنکھوں میں حیرت ابھری۔۔۔۔۔ لیکن کیوں۔۔۔

پلیز۔۔۔ کوئی سوال جواب نہیں۔۔۔ ابھی اور اسی وقت بنا کسی کے علم میں لائے مجھے ایک ایکٹو سم چاہیے کیونکہ میرے پاس وقت نہیں۔۔۔ بے چینی زوہان کے انگ انگ سے چھلک رہی تھی۔۔۔ وہ اپنی کوئی بھی حرکت فلحال گرینڈ پاکی نظروں میں لا کر انہیں الٹ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

اس وقت سب سے اہم اس قید سے چھٹکارا تھا جو اتنے کم وقت میں گرینڈ پاکی مدد کے بنا ممکن نہ تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں اس شخص نے زوہان کو لا کر سم دی۔۔۔ ایکٹو ہے نایہ۔۔۔ اس نے سم کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور حفظ ماتقدم کے طور پر پوچھا۔۔۔ بالکل چلتی ہے۔۔۔ اس کے کہنے پر زوہان نے سم احتیاط سے جیکٹ کی اندرونی جیب میں رکھی اور حوالات سے نکل آیا۔۔۔

اسے امید نہیں تھی کہ اسکے موبائل میں سم ہی نہیں ہوگئی۔۔۔ بلکہ وہ تو احتیاط اس سم سے کسی سے رابطہ نہیں کرنا چاہتا تھا کہ وہ سم اب واجد خان کی نظروں میں ہوگی لیکن موبائل میں سم ہی ناپا کر اسے دھچکا لگا۔۔۔

اس شیش محل میں جا کر وہ ایک ایک چیز کو غور سے دیکھتا وہاں اینٹری اور ایگزسٹ کے راستے حفظ کر رہا تھا۔۔۔

کمرے میں آتے ہی ہر طرف سے تسلی کر کے اسنے سب سے پہلے سم ایکٹو کرتے سبحان سے رابطہ استوار کیا۔۔۔ سبحان اس وقت ماں کے پاس ہی کھڑا تھا جب اسے انون نمبر سے کال موصول ہوئی۔۔۔

فون پر زوہان کی آواز اور خاص تنبیہ سن کر وہ نامحسوس انداز میں ماں سے الگ ہو گیا۔۔۔

زوہان نے ساری بات اسکے گوش گزار تے باہمی مشاورت سے آگے کی ساری پلاننگ طے کر ڈالی۔۔۔ اور ماں کی طبیعت کے پیش نظر ماں کو ہر چیز سے لاعلم رکھنا ہی طے پایا۔۔۔۔

ساری دوپہر اس شیش محل میں وہ ایک پل کو سونا پایا تھا۔۔۔ اسکی وہاں سے فرار کی پلاننگ مکمل تھی۔۔۔ گرینڈ پا بھی وہاں سے جا چکے تھے۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ وہاں کا سیکیورٹی سسٹم بہت ہائی ہے لیکن وہ ساری کشتیاں جلا چکا تھا۔۔۔ اگر پکڑا جاتا تو بھی خیر تھی۔۔۔ جو ہوتا دیکھا جاتا۔۔۔

لیکن انکی کہانی میں ایک ان ایکسیپیٹڈ ٹوسٹ تب آیا جب اسکے فرار سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ایک یونیفارم میں ملبوس ہاوس کیپر لڑکی اسکے کمرے میں آئی۔۔۔

سر مجھے سرنے آپکے پاس بھیجا ہے۔۔۔ آپ ٹھیک سات بجے یہاں سے نکلنے والے ہیں لیکن آپکو سات بجنے سے دس منٹ پہلے یہاں سے نکل جانا چاہیے۔۔۔

اس لڑکی باتیں سن زوہان کا دماغ بھک سے اڑا۔۔۔ اسکی پلاننگ کے بارے میں اور کون آگاہ تھا۔۔۔ اور اگر کوئی اور آگاہ تھا تو کیا گرینڈ پا بھی۔۔۔ وہ تھوک نکل کیا۔۔۔ کیا بکواس ہے یہ۔۔۔ تمہیں کس نے کہا کہ میں یہاں سے جا رہا ہوں۔۔۔ آٹھ بجے کی میری فلائٹ ہے تو۔۔۔ وہ شدت سے اسکی بات کی تردید کر رہا تھا جب وہ لڑکی تیزی سے اسکی بات کاٹ گی۔۔۔

سر پلیز میرے پاس ٹائم نہیں ہے۔۔۔ وہ رازدارانہ انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔۔۔

زوہان اس لڑکی پر یقین کرنے کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔۔
سات بجے سے دس منٹ پہلے ٹھیک دس منٹ کے لئے یہاں کا سیکورٹی سسٹم
ہیک کر دیا جائے گا۔۔

اور یہ۔۔۔ اسنے اپنے آنچل کے پلو سے ایک ٹیب نکالا۔۔
پلیز آپ یہ راستہ ایک دفعہ ذہن نشین کر لیں۔۔
اسنے ٹیبٹ اسکے سامنے کیا۔۔ آپکو اس بیک راستے سے بنا کسی کی نظروں میں
آئے یہاں سے نکلنا ہے۔ کیونکہ اگر آپ پکڑے گئے تو آپکا کچھ نہیں بگڑے گا
لیکن میرا بچے کا کچھ نہیں۔۔۔ اس لئے پلیز یہاں سے کسی بھی طرح نکل جائیے
گا۔۔۔ اس لڑکی کے لہجے میں خوف تھا۔۔
وہ ٹھٹھکا۔۔۔

تو تم یہ کر کیوں رہی ہوں۔۔۔ زوہان اسکے ہاتھ سے ٹیب پکڑتا راستے ذہن نشین
کرنے لگا۔۔۔

سر کے کہنے پر۔۔۔ اسنے تھوک نکالا۔۔۔
کون سر۔۔۔ زوہان ٹھٹھکا۔۔۔

سرپلیزیہ ٹیب مجھے جلد واپس کر دیں۔۔۔ باہر ابھرتے قدموں کی چاپ پر وہ بے چین ہوا اٹھی۔۔۔

زوہان نے جلد ہی سب ذہن نشین کرتے ٹیب اسکے حوالے کر دیا۔۔۔ یہ راستہ اتنا دشوار بھی نا تھا مگر اس سے الگ ضرور تھا جو اسنے یہاں سے نکلنے کے لئے چنا تھا۔۔۔ دس منٹ کے لئے اس راستے پر سکیورٹی نہیں ہوگی آپکو انہی دس منٹوں میں یہاں سے نکلنا ہے۔۔۔

وہ ٹیب ویسے ہی اپنے آنچل کے پلو میں چھپاتی چوکنے انداز میں واپس مڑی۔۔۔ سنو۔۔۔

جی۔۔۔ آواز پر وہ خوف سے اچھلی پھر اسکی جانب پلٹی۔۔۔ جہاں اتنی مدد کی وہاں ایک مدد اور درکار ہے مجھے۔۔۔ کیسی مدد سر۔۔۔ اسنے تھوک نکلا۔۔۔

پانچ منٹوں کے لئے مجھے تمہارے سکیورٹی ہیڈ کا موبائل چاہیے۔۔۔ اس ویری ر سکی سر۔۔۔ آپ مجھے مروائیں گے۔۔۔ اسکی آواز لرزا اٹھی۔۔۔

اُس اوکے اب تم نے جہاں میری اتنی مدد کی وہاں اتنی سی مدد بھی تو کر ہی سکتی ہو۔۔

اسنے سادگی سے شانے اچکائے۔۔

کوشیش کرتی ہوں سر۔۔۔

وہ خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتی وہاں سے نکل گئی۔۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ واپس اسکے کمرے میں تھی۔۔۔ یہ لیس سرپر پلیز زرا جلدی کریں۔۔۔ وہ اس وقت اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ مصروف ہے مجھے جلد

از جلد اسکا موبائل واپس وہیں رکھنا ہے۔۔۔ بڑی مشکل سے اسکا لاک پتہ چلا

ہے۔۔۔

زوہان نے سرعت سے موبائل تھاما اور اسکا ایک سپیشل بار کوڈ اپنے موبائل پر

سکین کرتے اسی وقت موبائل اسے واپس کر ڈالا۔۔

بسبسبس۔۔۔ وہ حیرت زدہ سی اسے دیکھتی رہ گئی۔۔

یسبس۔۔۔ زوہان مسکراتا ہوا اسی کے انداز میں گویا ہوا۔۔۔

آگے کے سبھی کے مراحل اسکے لئے بے حد آسان تھے۔

زوہان سے رابطے والی سم وہ اسکے ساتھ ساری ٹائم سیٹنگ کر کے نکال چکا تھا۔۔
البتہ اس شیش محل سے نکلتے ہی اسنے وائس ریکارڈ کیا اور سبحان اور ایمان کی
گاڑی میں اکر بیٹھنے سے پہلے اپنے موبائل پر حاصل کی اس سیکورٹی ہیڈ کے
موبائل کی ایکس کے ذریعے اسے واجد خان کو سینڈ کیا۔۔۔ اور اسکی ایکس
اپنے موبائل سے ختم کرتے اپنا موبائل سوئچ آف کر کے بھاگتا ہوا آکر گاڑی
میں بیٹھا۔۔۔

ایمان بیٹے کی زبانی ساری کہانی سن کر حیرت سے گنگ بیٹھی تھی۔۔۔
دور سے ہی انہیں کسی ایسبولینس کے ہوٹر کی آواز سنائی دے رہی تھی۔۔۔ وہ
آواز ایسی تھی جو ایمان کے دل میں ڈرائیں پیدا کر رہی تھی۔۔۔ یہ آواز اچھی
تھی ہی نہیں۔۔۔

کچھ آگے جانے پر انہیں وہ ایسبولینس دکھائی بھی دے گی۔۔

سبحان نے گاڑی ایک سائیڈ پر روک دی۔۔

دونوں بھائی چوکنے ہوتے گاڑی کے دروازے کھولنے لگے۔۔

ایمان نے انہیں اس ویرانے میں گاڑی روکتے اور باہر نکلتے دیکھ حواس باختگی سے انہیں دیکھا۔۔

ممی باہر نکلیں جلدی۔۔ اور شولڈربیک دھیان سے سنبھالیے گا۔۔۔
سبحان کی تیز آواز ابھرنے پر لاشعوری طور پر اسکے ہاتھوں میں تیزی آ گئی۔۔۔

ساتھ ہی زوہان نے زوردار آواز سے اپنی سائیڈ کا دروازہ بند کیا۔۔
یہ اسکی شروع سے عادت تھی گھر کا گیٹ بند کرنا ہوتا یا گاڑی کا وہ یونہی ایمان کا دل دھلاتا تھا۔۔ بالکل ایک طوفان کی مانند۔۔ اور اب بھی وہ آندھی طوفان کی مانند اسکی جانب بڑھا۔۔ اسے گاڑی سے نکال کر دروازہ بند کیا اور ماں کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے ایمبولینس کی جانب بھاگا۔۔
سبحان بھی انکے ساتھ ہی بھاگ رہا تھا۔۔
ہم کہاں۔۔۔

ایمان کے الفاظ درمیاں میں ہی دم ٹور گئے جب اسکے قریب جاتے ہی ایمبولینس کے دونوں دروازے کھل گئے۔۔

ایمان نے بے ساختہ تھوک نگلا۔۔۔

سب سے پہلے چھلانگ لگا کر زوہان ہی اندر داخل ہوا۔۔۔

اسنے ماں کا ہاتھ ہنوز تھام رکھا تھا۔۔۔

اسنے ماں کا ہاتھ کھینچا جبکہ پیچھے سے زوہان نے ماں کو سہارے سے اوپر

چڑھایا۔۔۔

وہ دیکھتی رہ گئی جبکہ اسکے اندر جاتے ہی سبحان بھی چھلانگ لگاتا اندر آ گیا۔۔۔

ساتھ ہی ایمبولینس کے دروازے بند ہوئے اور ایمبولینس ہواؤں کو چیرتی ہوٹ

بجاتی چل پڑی۔۔۔

ایمان حق دق رہ گئی

اسنے اب اندر کے ماحول پر غور کیا تھا۔۔۔

زوہان اور سبحان بھاگنے کے باعث اب سائیڈ پر لگے بیچ پر بیٹھے گہرے گہرے

سانس لے رہے تھے جبکہ درمیان میں ایک سٹریچر تھا جسکے ساتھ ڈریپ سٹینڈ

اور ایک چھوٹا آکسیجن سیلنڈر پڑا تھا۔۔۔

جبکہ سٹریچر پر امجد سفید چادر اوڑھے بیٹھا تھا۔۔۔

چہرا خون سے تر تھا جبکہ سفید شرٹ اور سفید چادر پر بھی جا بجا خون کے چھینٹے
تھے۔۔۔

ایمان کا دل سوکھے پتے کی مانند کپکپانے لگا۔۔۔
یہ کیا۔۔۔ وہ حواس باختہ سی بیٹوں کی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔ اسکی آواز کپکپا رہی
تھی۔۔۔

اس شیش محل میں اس وقت قیامت خیز منظر تھا۔۔۔
ملازمین تھر تھر کانپتے چھپتے پھر رہے تھے۔۔۔ ایسا آج تک کبھی نا ہوا تھا کہ کوئی
واجد خان کے خلاف چل نکلا ہو۔۔۔ آج ایک انہونی ہوئی تھی جسنے واجد خان کو
پاگل کر ڈالا تھا۔۔۔ وہ کل کا بچہ اسے ڈانج دے گیا تھا اور اتنی خوبصورتی سے۔۔۔
وہ آندھی طوفان بنا سیکیورٹی ہیڈ کے سر پر سوار ہوا۔۔۔

تمہارا موبائل کہاں ہے اور یہ وائس نوٹ تمہارے موبائل سے مجھے کیسے موصول ہوا۔۔۔

واجد خان نے غصے سے اپنا موبائل اسکے سامنے پٹخا۔۔۔
وہ حیرت سے گنگ انکا موبائل اٹھا کر وائس نوٹ چیک کرنے لگا۔۔۔ وہ واقعی اسی کے موبائل سے سینڈ کیا گیا تھا۔۔۔

اسنے حواس باختہ ہوتے اپنا موبائل چیک کیا۔۔۔
موبائل چیک کرتے ہی اسکے چہرے کی ہوائیاں اڑنے لگیں۔۔۔
سس۔۔۔ سر میرا۔۔۔ موبائل ہیک۔۔۔
بکو اس بند کرو اپنی بے غیرت انسان۔۔۔ تمہیں پیسے یہاں ہڈ حرامی کے ملتے ہیں۔۔۔

تم اسقدر غیر ذمہ دار کے کوئی بھی تمہارا موبائل ہیک کر جائے۔۔۔ اتنا ہی کمزور سیکیورٹی سسٹم ہے تمہارا تو تم یہاں کر کیا رہے ہو۔۔۔۔۔واجد خان بول نہیں ڈھار رہا تھا۔۔۔ ایسی ڈھار جس سے اس شیش محل کی درودیوار دہل اٹھیں۔۔۔ اسکے لہجے سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔۔۔

اس سکیورٹی ہیڈ کے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا اور ایک جارہا تھا۔۔۔
ڈونٹ وری سر۔۔۔ میں ابھی چیک کرتا ہوں کہ میرا موبائل کس ڈیوائس سے
ہیک ہوا ہے اور وہ ڈیوائس اس وقت کہاں زیر استعمال ہے۔۔۔ میں لوکیشن ٹریس
کر آپکو دے سکتا ہوں۔

وہ رنگ ارے چہرے پر ہاتھ پھیرتا تیزی سے کرسی گھسیٹ کر سسٹم کے سامنے
آیا۔۔

واقعی۔۔۔ واجد خان کو کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔ وہ بھی وہیں اسکے پاس بیٹھ گیا۔۔
بے چین نگاہیں سکرین پر ہی مرکوز تھیں۔۔۔

ٹھیک کہا تھا ان بھائیوں نے کہ وہ ڈیجیٹل دور کی پیداوار ہے انکا گرینڈ پاؤہاں تک
سوچ ہی نہیں سکتا جہاں سے وہ اسے ڈائج دے سکتے ہیں۔۔۔۔

اس سکیورٹی ہیڈ کی انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پر متحرک تھیں۔۔۔ جب کچھ دیر کے
بعد اسکے چہرے پر مایوسی و بے بسی کے تاثرات ابھرنے لگے۔۔۔
کیا ہوا۔۔۔ واجد خان اسکے چہرے کے مایوس کن تاثرات دیکھ کر جا۔۔۔

سر جس ڈیوائس سے میرا موبائل ہیک کیا گیا ہے وہاں سے اسکی ایکس ختم کر دی گئی ہے نیز وہ ڈیوائس اب سوئچ آف ہے جسکی وجہ سے ہم اسے ٹریس نہیں
سکتے۔۔۔

وہ سر جھکائے مناتے لہجے میں گویا ہوا کے واجد خان کی شعلے اگلتی نگاہوں کا مقابلہ کرنا اسکے بس کی بات نا تھی۔۔۔۔

ایمان کا دل سوکھے پتے کی مانند کپکپانے لگا۔۔۔
یہ کیا۔۔ وہ حواس باختہ سی بیٹوں کی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔ اسکی آواز کپکپارہی تھی۔۔۔
خون دیکھ کر اس پر وحشت سوار ہونے لگی تھی۔۔۔

کالم ڈاؤن مئی۔۔۔ زوہان نے ماں کا ہاتھ تھامتے انہیں اپنے ساتھ بیٹھایا۔۔
انکے خون نکل رہا ہے۔۔۔۔۔

مئی فیک ہے۔۔۔۔ یہ سارا ٹریپ ہے بس۔۔۔ امجد چچا بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔

سبحان کے پر سکون انداز میں کہنے پر اسنے حیرت سے اسے دیکھا۔

لیکن کیوں۔۔۔۔

یہ وہ سوال تھا جو وہ بارہا ان سے پوچھ چکی تھی۔۔۔

بھائی یار بھوک سے پیٹ کمر کے ساتھ لگ گیا ہے۔۔۔ صبح ناشتہ کیا تھا میں نے اپنے گرینڈ پا کے ساتھ۔۔۔ اسکے بعد سے اب تک بھوکا ہوں۔۔۔ ابھی یہاں کچھ کھانے کو ملے گا۔۔۔

زوہان معصوم سی صورت بنائے سبحان سے گویا ہوا۔۔۔

ایمان انکے نارمل انداز دیکھ کر رہ گئی۔۔۔ کئی سوال تھے جو دل میں جنم لے رہے تھے مگر وہ لوگ اسقدر گھنی تھے کہ ماں کو وقت سے پہلے کسی چیز کی بھنک تک نا لگنے دے رہے تھے۔۔۔

فلحال یہاں کچھ فروٹس ہیں۔۔۔

ان سے گزارا کر لو۔۔۔ اور الٹ رہنا ہم بس پہنچنے والے ہیں۔۔۔

امجد نے دائیں جانب موجود فروٹ باسکٹ کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

وہ تو کیا الرٹ ہوتے ایمان ہی ڈوبتے دل کیساتھ انکی باتیں سنتی الرٹ ہو بیٹھی۔۔۔
سبحان نے فروٹ باسکٹ سے ایک سیب اٹھاتے زوہان کی جانب اچھالا جسے وہ کھینچ
کر تادانتوں سے کترنے لگا۔۔۔

ویسے آپکو نہیں لگتا کہ آپ نے میرے ساتھ نا انصافی کی ہے۔۔۔ کم از کم آپ
لوگوں کو میرے لئے کھانا ضرور لانا چاہیے تھا۔۔۔
بھوکے پیٹ ویسے بھی میرا دماغ کم ہی چلتا ہے۔۔۔ اسکی دوہائیاں عروج پر تھیں
۔۔۔

ابھی کے لئے دماغ زرا زیادہ چلانا کیونکہ اس وقت ہمیں سب سے زیادہ تمہاری ہی
ضرورت ہے۔۔۔ درحقیقت ہم اس وقت تمہارے آسرے ہیں۔۔۔
سامنے نظر آتی ہسپتال کی بڑی سی عمارت کو دیکھ سبحان سیدھا ہوتا سنجیدگی سے گویا
ہوا۔۔۔

ایمبولینس ہوٹربجاتی کسی گولی کی مانند اس عمارت کے قریب سے قریب تر ہوتی جا
رہی تھی۔۔۔۔

مہی چہرہ کو رکریں۔۔۔ سبحان نے تیز آواز میں کہتے جیب سے ماسک نکال کر ماں کی جانب بڑھا یا دوسرا زوہان کی جانب جبکہ تیسرا خود لگانے لگا۔۔۔

جبکہ امجد خان نے مزید چہرے پر موجود سرخ محلول ہاتھ کی مدد سے چہرے پر پھیلا یا کے شناخت چھپائی جاسکے۔ اور سٹر پیچر پر چت لیٹا سفید خون آلود چادر خود پر لے گیا۔۔۔

زرا جلدی کرنا میرا سانس نا بند کر دینا۔۔۔

اوہ چچا۔ ٹینشن نالیں۔۔۔ سبحان الرٹ ہوتا سٹر پیچر کے سروالی جانب آیا۔۔۔ جبکہ تب تک ایمبولینس ایک جھٹکے سے رکی اور دھار کی آواز کے ساتھ اسکا ڈرائیونگ ڈور کھلا اور چھلانگ لگانے کی آواز آئی۔۔۔

مہی زرا ایکٹو ہو کر اس میں بیٹھیے گا اور ہماری کامیابی کے لئے بے شمار دعائیں کیجئے گا اگر اللہ نے چاہا تو ہم اپنے مقصد میں فتیاب ہوتے یوں گئے اور یوں آئے۔۔۔

زوہان نے فروٹ باسکٹ کے ساتھ پڑی ٹیبلٹ اٹھائی اور ایسبولینس کا دروازہ کھول کر چھلانگ لگاتا باہر نکلا اور ایمان کے دیکھتے ہی دیکھتے ایک طرف موجود اندھیرے کا حصہ بن گیا۔۔

ایمان کا دل خوف کے زیر اثر تیزی سے ڈھرکا۔۔

جبکہ تب تک بھاگتے قدموں کی آواز اسکی جانب بڑھی اور ایک اور شخص جو غالباً ایسبولینس چلا رہا تھا وہ تیزی سے چھلانگ لگاتا اندر داخل ہوا۔۔ وہ ایک نوجوان تھا اور اسنے بھی یونہی سیاہ ماسک لگا کر اپنی شناخت چھپا رکھی تھی۔۔

اسنے پاؤں کی جانب سے امجد جاسٹر پچر تھا جبکہ سبحان نے سر کی جانب سے سٹر پچر تھام رکھا تھا۔۔ وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے ایسبولینس سے اترے اور سٹر پچر تیزی سے بھگاتے ایمر جنسی۔۔ ایمر جنسی کا راگ الاپتے ہسپتال کی جانب بڑھے۔۔

ایمان خوف سے پھٹی پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھتی رہ گئی۔۔ دل دھڑک دھڑک گیا تھا۔۔

اگر وہ بلڈ فیک تھا تو یہ لوگ ہسپتال کیوں گئے تھے۔۔ اسکا سر چکرانے لگا تھا۔۔۔
ایمبولینس قدرے اندھیرے میں کھڑی تھی اسکا دل چیرتا ہوٹا بھی اس وقت بند
تھا۔۔ وہ خاموشی سے اسی اندھیرے کا حصہ بنے کپکپاتے ہاتھ باہم پیوست کئے
ہو نوٹوں سے لگائے بہتی آنکھوں سمیٹ انکے کامیابی سے لوٹنے کی دعائیں کرنے
لگی۔۔۔۔۔

زوہان ہسپتال کی بلڈنگ کے ارد گرد تاریکی میں کھڑا بری طرح اپنی ٹیب میں
منہمک تھا۔۔ وہ مسلسل تیزی سے اس پر کچھ کر رہا تھا۔۔ لیکن اسی تیزی سے
مسلسل ایرر شو ہو رہا تھا۔۔۔

تنگ آکر اسنے ماتھے پر مکہ مارتے ایک گہری سانس خارج کی۔۔ جتنا وقت کم تھا
اتنا ہی کام میں تاخیر ہو رہی تھی۔۔۔

اسنے چند گہرے سانس بھر کر خود کو کمپوز کیا اور دوبارہ سے سکرین پر جھک گیا۔۔۔

لیسس۔۔۔۔ کچھ دیر کی کاوش کے بعد اسکی پر جوش سی آواز ابھری اور ساتھ ہی اسنے دن کے میسج کے ساتھ سیکیورٹی سسٹم ہیک فار فو منٹس کا میسج سبجان کو سینڈ کیا۔۔۔

وہ ایک سیدھ میں دیکھتا مکمل اعتماد سے ہسپتال کی بلڈنگ کی جانب بڑھا۔۔

ایمر جنسی کیس۔۔۔ ایمر جنسی کیس۔۔۔ پلیز پیچھے ہٹ جائیں۔۔۔
وہ لوگ شور مچاتے ایمر جنسی تک جانے کا بیک راستہ استعمال کرنا چاہتے تھے۔۔۔
دوسری جانب کے راستے میں ہنوز میڈیا منتظر بیٹھا تھا۔۔۔
یہاں سے نہیں ایمر جنسی کا راستہ دوسری۔۔۔
پلیز ہٹ جائیں۔۔۔ ہٹ جائیں آگے سے۔۔۔ کیس بہت سیریس ہے۔۔۔
ایمر جنسی۔۔۔

اگر کسی نے انہیں اس جانب سے جانے سے روکنا بھی چاہا تو انکا دل دھلاتا شور
استقدر تھا کہ ایمر جنسی اور پیشنٹ کی سیریس نوعیت دیکھتے ہر گارڈ اور باقی سارا
عملا ان کے لئے جگہ چھوڑتا گیا۔۔

سپیڈ سلو کرو سجان۔۔۔ زوہان نے ابھی تک اپنا کام نہیں کیا۔۔ اور شامیر کا کمر اس
آنے ہی والا ہے۔۔۔ پتہ نہیں کہاں رہ گیا یہ لڑکا۔۔۔

سٹرچر کو پاؤں کی جانب سے تھامے وہ لڑکا دانت پیس کر گویا ہوا۔۔۔۔
پریشان تو سجان بھی ہوا اٹھا تھا۔۔ یہاں ایک ایک پل قیمتی تھا۔۔۔ ایسے میں اگر
زوہان کو تاخیر ہو گئی اور ڈاکٹر چیک اپ کے لئے امجد کے پاس آگئے تو فیک سارا
ڈرامہ کھل جاتا تھا۔۔ اور پھر اسکے بعد۔۔۔۔

سجان کے ماتھے پر اتنی ٹھنڈ میں بھی پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے۔۔۔
وہ لوگ اس وقت ایک بہت بڑے رسک پر تھے۔۔

ایمبولینس میں تنہا بیٹھی ایمان تینوں شو لڈریگ اپنے پاس رکھے متوحش نگاہوں
سے ایمبولینس سے باہر ہسپتال کی بلڈنگ کو دیکھتی انکے لئے دعائیں کر رہی تھی جو

کچھ وقت پہلے ہی کسی آندھی طوفان کی مانند اس بلڈنگ میں غائب ہوئے
تھے۔۔۔۔

ایک کاریڈور میں داخل ہوتے ہی زوہان نے متلاشی نگاہوں سے ادھر ادھر
دیکھا۔۔۔

جب وہاں کوئی دکھائی نہ دیا تو اسکے قدموں میں خود بخود تیزی آگئی۔۔۔
فوٹیج سکیورٹی سسٹم پہلے ہی ہیک تھا۔۔۔ اس نے تیزی سے ایک کاریڈور سے
دوسرے کاریڈور کی جانب بڑھتے اوپر کی جانب کچھ تلاشنا چاہا۔۔۔
جب یکدم ایک جگہ پر نظر پڑتے ہی اسکی تلاش تھمی۔۔۔ وہ تیزی سے بھاگتا ہوا
وہاں تک پہنچا۔۔۔
اسکے ہاتھ تیزی سے کام کر رہے تھے۔۔۔

ٹیپ وہ پہلے ہی جیکٹ کی اندرونی جیب میں اڑس چکا تھا۔۔۔۔
اس نے بجلت جیب سے ایک رول شدہ کاغذ نکالا اور ہاتھ سے تھپتھپاتے جیب کا تعین
کر کے دوسری جیب سے لائٹرن نکالا۔۔۔

پھر یہاں وہاں چوکنے انداز میں دیکھتے لائٹر کا شعلہ جلایا اور کاغذ کے سامنے کرتے کاغذ کو آگ لگائی۔۔۔

اس سارے عمل کے دوران اسکی نگاہیں۔ چوکس انداز میں چاروں جانب کا احاطہ کر رہی تھیں۔۔۔

وہ کسی کی نظروں میں نہیں آسکتا تھا۔۔۔

جیسے ہی کاغذ نے آگ پکڑی اسنے لائٹر واپس اپنی جیب میں رکھا اور آگ لگے کاغذ کو ہاتھ اونچا کرتے فائر الارم کے سامنے کر دیا۔۔۔

لمحوں کا کھیل تھا۔۔۔ جیسے ہی آگ کی تپش اور دھواں فائر الارم سے ٹکرایا ہسپتال کی وسیع بلڈنگ میں چہار سو فائر آلارم گھونج اٹھے۔۔۔

ساتھ ہی بھاگتے دوڑتے قدموں کی چاپ ابھرنے لگی۔۔۔

اسنے سرعت سے آگ بجائی اور ادھ جلا کاغذ بھی واپس جیب میں رکھا کہ وہ پیچھے کوئی ثبوت نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔۔۔

اور سرپٹ دور پڑا۔۔۔

ساتھ ہی ہسپتال میں افرا تفری کا ساما حول پھیل گیا۔۔۔

دھکم پیل جلد باہر نکلنے کی جستجو۔۔

ایسے میں سب کے الٹ ہوتے ہی سیکورٹی سسٹم زیادہ دیر تک ہیک نہیں رہ سکتا تھا۔۔

فائر آلارم کے بجتے ہی ہر جانب دھکم پیل شروع ہو گئی۔۔۔ افرا تفری ایسی کے ہاتھ کو ہاتھ سجائی نادیتا تھا۔۔۔

ایسے میں سبحان اور اس لڑکے نے موقع کا فائدہ اٹھاتے امجد کاسٹر پچر شامیر کے کمرے کے اندر داخل کیا اور دروازہ بند کر دیا۔۔

دوسرے لڑکے نے دروازہ بند کرتے ہی اپنے کندھے پر پہنا بیگ نیچے پھینکا۔۔۔ وہ اور سبحان شامیر کی جانب بڑھے۔۔۔

جبکہ امجد چھلانگ لگا تا سٹر پچر سے اتر ا۔۔ اور سیدھا واش روم میں گھس گیا۔۔

بجالت منہ دھو کر اسنے نیچے پھینکے گئے بیگ سے صاف لباس نکالتے ذیب تن کیا اور
خون آلود لباس واپس اسی بیگ میں ڈالا۔۔۔

تب تک وہ لڑکا جو کے غالباً ایک ڈاکٹر تھا اسنے اختیاط سے شامیر کے ساتھ اٹیچ
ساری مشینری اتاری۔۔۔

سریہ ر سکی تو نہیں۔۔۔ سبحان کے لہجے میں خدشے تھے۔۔۔

ر سکی تو بہت ہے لیکن ایمبولینس میں جاتے ہی ہم ٹریٹمنٹ ری سٹارٹ کر دیں گے
۔۔۔ بس خیال رہے کے زیادہ دیر نا لگے۔۔۔

انکے ہاتھ تیزی سے چل رہی تھے۔۔۔

دونوں نے مل کر شامیر کے پٹیوں میں جکڑے نیم مردہ وجود کو اٹھا کر سٹریچر پر ڈالا
تو امجد نے وہی خون آلود چادر اس پر اوڑھادی اور خود ماسک لگا تا وہ بیگ کندھے پر
ڈالے کمرے سے باہر نکلا اور چوکنے انداز میں ادھر ادھر دیکھتا انہیں باہر آنے کا
اشارہ دیا۔۔۔

جلدی بھاگو وقت بہت کم ہے۔۔۔ انہیں کہہ کر امجد خود سرپٹ بھاگا کے اس مرتبہ ڈرائیونگ کے فرائض اسے سرانجام دینے تھے۔۔۔

وہ ینگ ڈاکٹر اور سبحان پھولے سانسوں سمیٹ اختیار لیکن تیزی سے سٹریچر بھگاتے لا رہے تھے۔۔۔

ہسپتال میں آگ نہیں لگی۔۔۔ کسی نے ٹریپ کیا ہے۔۔۔ جلد ہی چاروں جانب سے آوازیں ابھرنے لگیں۔۔۔ افراتفری تھمنے لگی۔۔۔ لوگ واپس آنے لگے تھے۔۔۔

انکے بھاگتے قدموں میں مزید بجلی بھر گئی۔۔۔ ارے یہ کہاں جا رہے ہوا بھی تو آئے تھے۔۔۔

وہ ابھی ایمر جنسی سے نکلے نا تھے۔۔۔

جب وہاں کے گارڈ نے شور مچا دیا۔۔۔

وہ بنا انکی بات سنے آندھی طوفان کی مانند وہاں سے نکلے۔۔۔

یہاں اس مقام پر وہ رسک نہیں لے سکتے تھے۔۔۔

سائنس ڈھونڈنے کی مانند پھولنے لگا تھا۔۔۔

اندر سے مسٹر شامیر کی باڈی غائب ہے۔۔۔

سیکیورٹی سسٹم کو دوبارہ ایکٹو کرتے ہی سب سے پہلے لوگوں کا دھیان اسی جانب گیا۔۔۔

سر یہاں سے کچھ مشکوک لوگ ایک سٹرچر بھگاتے لے کر گئے ہیں۔۔۔

اندھا دھند بھاگتے سبحان کے کان سے مختلف فقرے ٹکرائے ساتھ ہی چند بھاگتے قدموں کی آوازیں۔۔۔

یہ راز جلد کھل جائے گا وہ جانتے تھے۔۔۔ مگر اتنی جلدی کھل جائے گا وہ اس سے لاعلم تھے۔۔۔

بڑی ہر آپ۔۔ سامنے ہی زوہان ایمبولینس کے کھلے دروازے سے انہیں جلدی اپنی جانب آنے کو زور زور سے پکار رہا تھا۔۔

امجد ایمبولینس سٹارٹ کئے کھڑا تھا۔۔

ایمان کا جسم اس ساری صورت حال سے خزاں رسید پتے کی مانند کپکپا رہا تھا۔۔۔
دھپ دھپ۔۔۔ ایمبولینس کے قریب آتے سبحان ایمبولنس میں چھلانگ لگاتا
چڑھا۔۔۔

دونوں بھائیوں نے مل کر پوری قوت سے سٹرچر اندر کھینچا اور ڈاکٹر کے اندر
چھلانگ لگاتے ہی ایمبولینس پوری قوت سے ہواؤں کو چیرتی بھاگ پڑی۔۔۔
چلتی ایمبولینس کے دروازے بند کئے گئے۔۔۔

سبحان کی سانس سے سانس نامل رہی تھی وہ ماں کے پاس ہی ڈھکیا جب زوہان نے
بجلیت پانی کی بوتل کھولتے ایک سبحان کی جانب بڑھائی جبکہ دوسری اس ڈاکٹر کی
جانب۔۔۔

اس مرتبہ ایمبولینس کا ہوٹر آف تھا جبکہ انکے پیچھے ہی کئی گاڑیاں پیچھا کرنے لگی
تھیں۔۔۔

چچا فاسٹ۔۔۔ زوہان چلایا۔۔۔

شامیر خان کے ہسپتال سے غائب ہونے کی بات جنگل میں آگ کی مانند پھیلی تھی۔۔۔

جبکہ وہ نوجوان ڈاکٹر پانی کا ایک گھونٹ پیتے ہی سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔

اسنے آکسیجن سلینڈر سیدھا کیا اور شامیر کے چہرے سے چادر ہٹائی۔۔۔

ایمان کی اس جانب نظر پڑی اور سٹرپچر پر پٹیوں میں جکڑے شوہر پر نظر پڑی تو ایک دلخراش چیخ اسکے حلق سے برآمد ہوئی۔۔۔

وہ ٹرپ ٹرپ گئی۔۔۔ ایکسیڈینٹ کے بعد وہ اب شوہر کو دیکھ رہی تھی اور جس حال میں وہ تھا اسے اس حال میں دیکھ کر ایمان کا دل پھٹ رہا تھا۔۔۔ وہ زار و قطار روتے ہوئے دیوانہ وار اسکے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگی۔۔۔

میم پلینز کام کرنے دیں۔۔۔ اٹس ارجنٹ۔۔۔ اس ڈاکٹر کے مؤدبانہ کہنے پر سبحان نے ماں کو سمجھالایا۔۔۔

ممی کالم ڈاون۔۔۔ ڈیڈ کو اس وقت ٹریمنٹ کی ضرورت ہے۔۔۔

تیزی سے بھاگتی ایمبولینس ہچکولے کھا رہی تھی تبھی اس ڈاکٹر کو شامیر کو
ٹریٹمنٹ دینے میں دشواری ہو رہی تھی۔۔۔

تبھی زوہان آگے بڑھا۔۔۔ اسنے باپ کا ہلتا سٹریچر دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے
تھاماتو

ڈاکٹر نے شامیر کے منہ پر اکسیجن لگاتے اسے ڈرپ لگائی اور خود ایک انجکشن
توڑنے لگا۔۔۔

گاڑیاں ہنوز اسی رفتار سے انکے پیچھے تھیں۔۔۔
جبکہ وہ ڈاکٹر ہر چیز سے توجہ ہٹائے مکمل فوکس شامیر پر رکھے ہوئے تھا۔۔۔

کیا بکواس ہے یہ۔۔۔ شامیر کی باڈی ہسپتال سے غائب کیسے ہو گئی۔۔۔
واجد خان اس وقت اسی سکیورٹی ہیڈ کے ساتھ موجود تھا جب فون پر اسے یہ خبر
موصول ہوئی۔۔۔ وہ تو بھر بھر جلنے لگا۔۔۔
ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔

وہ کل کے بچے اتنے تیز دماغ نہیں ہو سکتے کہ مجھ سے آگے چلنے لگیں۔۔۔
پیچھا کروانگا۔۔۔ چختے ہوئے اسکے گلے کی تھیں پھولیں لگی تھیں۔۔۔
وہ کف اڑا رہا تھا۔۔۔ وہ بچے اسے بے بس کر رہے تھے۔۔۔ اسکے پہلی آزادی
سے باہر گھومنے میں ابھی چند گھنٹے باقی تھے اور وہ بچے اسی کا فائدہ اٹھا رہے
تھے۔۔۔

یہ دونوں بچے ابھی مجھے جانتے نہیں۔۔۔ بہت ہلکا لے رہے ہیں مجھے۔۔۔
ہر ریلوے اسٹیشن ہر بس اڈے نیز شہر سے باہر آنے اور جانے والا ہر راستہ بند کر
کے وہاں ناکہ بندی لگا دی جائے۔۔۔
اگلے ایک گھنٹے میں شامیر سمیٹ وہ دونوں بچے میرے سامنے ہونے چاہیے۔۔۔
میں بھی تو دیکھوں کہ ان میں آخر کتنا دم ہے۔۔۔

وہ فون بند کر کے میز پر پٹختا صوفے پر بیٹھا گہرے گہرے سانس بھرنے لگا۔۔۔
لیکن اس مرتبہ وہ واقعی بھول گیا تھا کہ وہ بچے اسکی سوچ سے چار ہاتھ آگے
ہیں۔۔۔

#####

ایمبولینس تیزی سے اونچے نیچے راستوں پر بھاگتی جا رہی تھی۔۔۔ اور سپیڈ
ہونے کے باعث وہ بار بار ہچکولے کھا رہی تھی دونوں بیٹوں نے باپ کا سٹرچر بار
بار ہلنے کے باعث مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔۔۔

گاڑیاں ہنوز انکا پیچھا کر رہی تھیں۔۔۔
کاروباری حلقے سے متعلقہ نیوز چینلز پر اینکر اپنی چرب زبانی سے اس واقعی کو
مزید بڑھا چڑھا کر پیش کر رہے تھے۔۔۔ شامیر کی باڈی کا غائب ہونا ایک معمہ بن
کر رہ گیا تھا جس نے سوائے واجد خان کے سبھی کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا تھا کیونکہ
کوئی نا جانتا تھا کہ شامیر خان کی باڈی کے ہسپتال سے غائب ہونے کے پیچھے کس
کا ہاتھ ہے۔۔۔

حتکہ درانی اور خانزادہ برادرز بھی اس معمے میں الجھ الجھ گئے تھے۔۔۔
گاڑیاں مسلسل اس ایمبولینس کا پیچھا کر رہی تھیں۔۔۔

ہر جانب سے اس چیز پر ایکشن لیا جا رہا تھا۔۔۔ واجد خان اپنے شیش محل میں بیٹھا اپنے کانٹیکٹس استعمال کرتا فون پر مسلسل چلا رہا تھا۔۔۔ شہر بھر میں وائر لیس چل چکی تھی۔۔۔ پولیس موبائلز اس ایمبولینس کی تلاش میں سڑکوں پر نکل چکیں تھیں۔۔۔ ہر جگہ پر ناکہ بندی کر دی گئی تھی۔۔۔

امجد تیزی سے پیچھے آتی گاڑیوں کو ڈاج دیتا اندرون کچے کچے راستوں پر ایمبولینس ڈال چکا تھا جسکی وجہ سے وہ زیادہ ہچکولے کھا رہی تھی۔۔۔

جلد ہی ایمبولینس ہموار راستے پر آتی تیزی سے ایک کچے کھلے سے میدان میں آئی۔۔۔ اسکی سپیڈ اتنی تیز تھی کہ ارد گرد مٹی کے مرغولے اٹھتے دکھائی دینے لگے تھے جسکے باعث مناظر اور حد بصرات دھندلانے لگی تھی۔۔۔

ایمان سانس تک روکے سب دیکھ رہی تھے جب میدان کے درمیان میں جا کر ایمبولینس رک گئی۔۔۔

زوہان نے تیزی سے ایمبولینس کا دروازہ کھولا تو گڑگڑگڑگڑ کی تیز ناپسندیدہ کانوں کے پردے پھاڑتی آواز سنائی دی۔۔۔

ایسی آواز جس سے کان پڑتی ناسنائی دیتی تھی۔۔۔

ممی پہلے آپ اتریں نیچے۔۔۔ دونوں بھائیوں نے اپنے اپنے شولڈر بیگ کندھوں پر ڈالے۔۔۔ امجد نے نیچے اترتے انکا ہینڈ کیمری اتارا۔۔۔ سبحان نے سرعت سے ماں کو نیچے اترنے میں مدد کی۔۔۔ ممی اس طرف جائیں ہم آرہے ہیں۔۔۔ اسنے ماں کا شولڈر بیگ اسکے کندھے پر ڈالا۔۔۔

زوہان کے اونچی آواز میں چلانے پر اسنے نا سمجھی سے اس جانب دیکھا جہاں زمیں سے چند فٹ ایک پرائیویٹ جیٹ گول گول گھوم رہا تھا۔۔۔ یہ اسکے چلتے پروں کا شور تھا جو کان پڑی سنائی نادے رہی تھی۔۔۔ اسنے الجھ کر بچوں کو دیکھا جو اب باپ کا سٹرپیچر باہر نکال رہے تھے۔۔۔ وہ پوچھنا چاہتی کے وہ اس میں کہاں جانے والے ہیں۔۔۔ وہ لوگ باپ کو ہسپتال سے کیوں لائے ہیں سو طرح کے سوال تھے جو انکے جلدی مچانے پر اپنی موت آپ مرنے لگے۔۔۔

دونوں بھائیوں نے شامیر کا سٹر پیچر تھام رکھا تھا جبکہ اس ڈاکٹر نے آکسیجن سیلنڈر اور امجد نے ڈرپ سٹینڈ۔۔۔ وہ سب کچھ بیک وقت وہاں شفٹ کر رہے تھے۔۔۔

ایمان انکی تقلید میں اسی جانب ڈور پڑی۔۔۔

وہ پرائیویٹ جیٹ زمیں پر رکاتا تو اسکی سلائیڈ کے ذریعے سے سٹر پیچر اندر لیجایا گیا۔۔۔ شامیر کا سٹر پیچر اندر کر کے ایمان کو وہاں بیٹھا کر وہ چاروں واپس نیچے اترتے ایمبولینس کی جانب بھاگے۔۔۔

وہاں سے سب کچھ کلئیر کرتے اندر سے ہر نشان مٹایا اور امجد تندہی سے اس ایمبولینس میں چھپانے چلا گیا۔۔۔

باقی تینوں جیٹ پر سوار ہو گئے جب امجد اپنے کام سے فارغ ہو کر کال پر کسی سے رابطہ استوار کرتا اسے ایمبولینس کی لوکیشن بتا کر وہاں سے لیجانے کی تلقین کرتا تیزی سے اڑان بھرنے کو تیار کھڑے جیٹ کی جانب بھاگا اور بعجلت اس میں سوار ہوا۔۔۔

اسکے اندر آکر دروازہ بند کرنے کی دیر تھی کے جیٹ رفتہ رفتہ اوپر کو جاتا
آسمانوں کی وسعتوں کو چھونے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ واجد خان کے شہر اسکی
حکمت عملی اسکی ناکہ بندی اور تمام فورس کو کہیں بہت دور چھوڑتا تیزی سے
آگے بڑھتا چلا گیا۔۔۔۔

ایمان گم صم سی ہیلی کاپٹر کو آسمان کی وسعتوں کو چھوتا دیکھ رہی تھی۔۔۔
وہ ایک گلزری پرائیوٹ جیٹ تھا۔۔۔ اب سوچ سوچ کی اسکے دماغ کی نسیں
پھٹنے لگیں تھیں۔۔۔

امجد اور وہ ڈاکٹر وہاں موجود پارٹیشن کی دوسری جانب تھے جبکہ شامیر کے
سٹرپچر سمیٹ وہ تینوں پارٹیشن کے اس جانب صوفے سے متشبہ آرام دہ تھری
سیٹر سیٹنگ کے سامنے شامیر کا سٹرپچر تھا جبکہ خوبصورت پارٹیشن کے دوسری
جانب کیا تھا ایمان نہیں جانتی تھی۔۔۔

زوہان۔۔۔ سبحان۔۔۔ انف از انف۔۔۔ بہت ہو گئی پردہ داری۔۔۔۔۔ سیدھے
سے بکواس کرو کے ہم جا کہاں رہے ہیں اور اس پرائیویٹ جیٹ میں۔۔۔ وہ بھی
تمہارے ڈیڈ کے ساتھ۔۔۔

وہ ایک دم سے پھٹ پڑی۔۔۔ ناجانے اسکی اولاد بالا ہی بالا کیا کرتی پھر رہی
تھی۔۔۔

دونوں بھائیوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کی جانب دیکھا یقیناً
ساری بات ممی کے گوش گزار نے کے بعد ایک لمبی کلاس انکی منتظر تھی اور
بوقت ضرورت جوتے بھی پر سکتے تھے۔۔۔

ڈیڈ کے علاج کے لئے امریکہ جارہے ہیں ممی۔۔۔
وہاٹسٹ۔۔۔ سبحان کے نارمل انداز میں کہنے پر وہ شک سے اچھل پڑی۔۔۔
مجھے کچھ کھانے کو دے دو یا۔۔۔ کیوں مجھے مارنا چاہتے ہو آپ سب۔۔۔ کم از
کم بھی بیس اکیس گھنٹوں کی فلائٹ ہے میں تب تک کیا کروں گا۔۔۔

زوہان میسنے پن نے اپنی دہائیاں دیتا منظر عام سے ہٹنے کو فروٹ باسکٹ کی جانب
بڑھا۔۔۔

خدا گواہ تھا کہ فروٹ سے اسے کبھی لگاؤ نہ رہا تھا۔۔
زیادہ سے زیادہ کریم سیلڈ کھا لیتا یا شیک پی لیتا۔۔
مگر آج پیٹ کے ہاتھوں مجبور وہ پوری فروٹ باسکٹ اٹھاتا اپنی جگہ پر آ بیٹھا اور
چھڑی کی مدد سے سیب کا ٹٹا انہماک سے کھانے لگا۔۔
ممی نے اسے گھور کر دیکھا۔۔
کیسے۔۔

کیسے جا رہے ہیں ہم۔۔۔
الیگلی۔۔۔ تم لوگوں کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔۔
پاگل ہو گئے ہو کیا۔۔ خود کھسکے ہوئے ہواں کو بھی پاگل کرنا چاہتے ہو۔۔۔

How is that possible...

پپر ز کہاں ہیں ہمارے۔۔
پپر ورک کس نے مکمل کیا ہے۔۔ کیا اب تم دونوں اتنے بڑے ہو گئے ہو کہ
ماں سے مشورے کی ضرورت نہیں رہی تم لوگوں کو۔۔۔

چھوٹی مصیبت سے نکل کر بڑی مصیبت میں پھسنے کا شوق ہو رہا ہے تمہیں۔۔۔
وہ سبحان کو دیکھتی اس پر پھٹ پڑی۔۔ جو آنکھیں بند کئے گہرے گہرے سانس
لے رہا تھا۔۔۔

اسی لئے آپ سے کچھ شئیر نہیں کیا تھا کیونکہ حالات کے پیش نظر آپ بہت
جلد ہمت ہار رہی ہیں۔۔۔

اور سوری ٹو سے۔۔ کہتے ہیں جذبات کے رو میں بہہ کر کم ہمتی کا مظاہرہ کرنے
والے سے کبھی مشورہ نہیں کرنا چاہیے۔۔۔ وہ آپ کی ہمت بھی ٹور دے گا۔۔۔
بکو اس بند کرو اپنی بے وقوف انسان۔۔ اندازہ ہے تم ماں سے مخاطب ہو۔۔۔
سبحان خاموشی سے لب بھینچ گیا۔۔۔
جبکہ زوہان نے چہرہ مزید نیچے جھکا دیا۔۔۔

واجد خان خدا نہیں ہے مئی۔۔۔ آپ نے اسے ہوا بنا ڈالا ہے۔۔۔
جہاں جارہے ہو وہاں اس سے بھی بڑے گدھ ہونگے۔۔۔ وہ چٹخی۔۔۔
اور گدھوں سے ڈر کر زندگی نہیں گزرتی۔۔۔ وہ دو بدو بولا۔۔۔

مجھے تم دونوں عقل سے پیدل لگتے ہو۔۔۔ وہ روہانسی ہوتی گھرے گھرے سانس لینے لگی۔۔۔

امریکہ میں ہم کہاں جائیں گے۔۔۔ کون جانتا ہے تمہیں وہاں۔۔۔ کیسے کسی کی سپورٹ کے بنا تم باپ کا علاج اس ملک میں کروا گے۔۔۔
کالم ڈاؤن ممی یار۔۔۔ ماں کو روہانسا ہو تا دیکھ سبحان گہری سانس خارج کر گیا۔۔۔

ڈاکٹر ولیم سے بات کی تھی میں نے۔۔۔ ڈاکٹر ولیم نیوروسرجن جانتی ہیں نا آپ انہیں۔۔۔ جو چند ماہ پہلے ہماری یونیورسٹی ایک آفیشل ٹور کی غرض سے آئے تھے۔۔۔
سبحان نے ماں کو یاد کروایا جب بھولی بسری یاد اسکی دماغ میں ابھری۔۔۔
سبحان چونکہ میڈیکل سٹوڈینٹ نا تھا لیکن اسکے باوجود اسکی ڈاکٹر ولیم سے بہت اچھی جان پہچان ہو گئی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ اپنی بیٹی کے ساتھ پاکستان آئے تھے اور پاکستان آنے کے دوسرے ہی روز انکی بیٹی کا ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا اسے فوراً خون کی ضرورت تھی جو خوش قسمتی سے سبحان کے بلڈ گروپ سے میچ کر گیا تھا۔۔۔

تبھی اسنے بنا تر د کئے زندگی میں پہلی مرتبہ اسے بلڈ دونیٹ کیا۔۔ یہ بات ایمان جانتی تھی۔۔ کیونکہ اس روز سبحان بہت لیٹ گھر آیا تھا۔۔ اور گورے احسان مندی میں بہت آگے تھے تبھی سبحان کے باپ کی رپورٹس ڈاکٹر ولیم کو سینڈ کر کے باپ کے علاج کے بارے میں پوچھنے پر وہ فوراً ہامی بھر گئے۔۔۔

ساری بات سن کر ایمان سر تھام گی۔۔۔ سبحان بیٹا۔۔ انہوں نے علاج کی ہامی بھری ہے۔۔ امریکہ جیسے ملک میں ہم سب مینیج کیسے کریں گے۔۔۔ مئی سب ہو جائے گا۔۔ آپ فکر نہ کریں۔۔۔ کیسے ہو جائے گا۔۔ کیسے حان۔۔ کیا وہ ڈاکٹر جانتا ہے کہ ہم الیگی وہاں آرہے ہیں۔۔ وہ ہائپر ہونے لگی۔۔ سبحان ماں کو دیکھ کر رہ گیا۔۔

جبکہ زوہان ہر چیز سے بے نیاز کھانے میں مگن تھا یا تاثر ہی ایسا دے رہا تھا۔۔۔
جیسے ساری دانٹ بھائی کے حصے کی تھی کے جانتا تھا اگر اسنے زرا سا سبحان کی
حمایت میں بولا تو ماں کی ٹوپوں کا رخ بلا دریغ اسکی جانب ہو جائے گا۔۔۔
ممی پلیز دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں لحاظ اس بات کو بار بار مت دہرائیں
۔۔۔ سبحان یکدم ہی سنجیدہ ہوا اٹھا۔۔۔

ایمان کی آنکھوں میں نمی سمٹنے لگی۔۔۔
اگر ہم نارمل رہیں گے تو کسی کاشک ہم پر نہیں جائے گا۔۔۔ ہم وہاں محض ڈیڈ کا
علاج کروائیں گے اور سرجری ہوتے ہی واپس آجائیں گے۔۔۔ اتنے کم سے
وقت میں اتنا شو نہیں بنتا۔۔۔
ایک تو پیپر ورک مکمل کروانے کا وقت نہیں تھا۔۔۔ نمبر دو ہم اپنی ٹریول
ہسٹری پیچھے نہیں چھوڑ سکتے تھے۔۔۔ کے واجد خان کے لئے ہماری ٹریول
ہسٹری چیک کروانا اور ہمارے پیچھے امریکہ تک آنا کچھ مشکل امر نا تھا۔۔۔
لحاظ ابھی اسے زرا تمللانے دیں کے ہم غائب کہاں ہوئے ہمیں زمین کھا گئی یا
آسمان۔۔۔

وہ جو خدا بنا بیٹھا ہے اسے زرا اپنے سارے کانٹیکٹس استعمال کروا کر پورا
پاکستان چھان مارنے دیں کہ ہم آخر چھپ کہاں گئے۔۔۔ کیونکہ بیرون ملک
وہ بھی الیگلی جانے تک تو اسکی سوچ بھی نہیں جائے گی۔۔۔
اب ان سے ہماری ملاقات انشا اللہ ڈیڈ کے ساتھ ہی ہوگی۔۔۔ اسکی آنکھوں
میں پختہ عزم تھا۔۔۔

ایمان گم صم رہ گئی۔۔۔

اس بیچ اگر خدا خواستہ وہاں ہمارے ساتھ کوئی ہنگامی صورت پیش آگئی۔۔۔
کوئی حادثہ ہو گیا یا ہم پکڑے گئے تو۔۔۔ کون ہے ہمارے پیچھے
ابکی بار اس لہجہ پست تھا۔۔۔

ہمارا اللہ۔۔۔ سبحان کے دو بدو کہنے پر اس کے الفاظ ختم ہو گئے۔۔۔ کہنے کو کچھ بچا
ہی نا۔۔۔ اسنے بات ہی ختم کر دی۔۔۔

یہ پرائیویٹ جیٹ کس کا ہے۔۔۔ بچوں کی سوچ وہاں تک نہیں جا پارہی تھی
جہاں تک اسکی جارہی تھی۔۔۔ وہ تو باریک بینی سے ایک ایک چیز کا جائزہ لے رہی
تھی۔۔۔

پتہ نہیں امجد چچا نے بند و بست کیا ہے۔۔۔ سبحان نے سادگی سے شانے
اچکائے۔۔

کیسے۔۔۔ کہاں سے۔۔۔

اگر امجد تمہارے باپ کی موجودگی میں یہ انتظام کرتا تو بات سمجھ میں آجاتی۔۔۔
ابھی اسنے کیسے کر لیا اسکا انتظام۔۔۔ بنا کسی کی بیک سپورٹ کے۔۔

اس وقت وہ خود پانی پانی کے لئے خان کے سائن کا محتاج ہے۔۔۔ پرائیویٹ
جیٹ پر امریکہ جانا کوئی آسان امر ہے کیا۔۔۔۔

لیگلی ایک شخص کا امریکہ جانا ہی بہت ایکسپینسوز ہے کجا کے پرائیویٹ جیٹ کا
خرچہ۔۔۔

کون ہے اس سب کی پشت پناہی کے پیچھے۔۔۔ اور کیا غرض پوشیدہ ہے اسکی اس
سب کے پیچھے۔۔۔ کیونکہ ایک بات تو طے ہے کے بنافائدے کے آج کے دور
میں بے غرض مدد کوئی کسی کی نہیں کرتا۔۔۔

تو اس شخص کا کیا مفاد ہے اس سب میں۔۔۔۔

ایمان کے سوالوں پر دونوں کو سانپ سونگھ گیا۔۔۔

ان سب چیزوں کے بارے میں تو انہوں نے سوچا ہی نہ تھا۔
بس پلاننگ کی۔۔۔ چچا سے شنیر کی انہوں نے ہامی بھری تو دونوں بھائیوں نے
پلان پر عمل درآمد شروع کر دیا۔۔۔
بچوں ہمیں اس وقت سمجھل کر پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی ضرورت ہے
ہم ایسے میں کسی پر بھی اعتبار نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔
آپ رکیں ممی۔۔۔ میں ابھی چچا کو بلاتا ہوں ان سے سب کلئیر کر لیتے ہیں۔۔۔
ماں کی باتیں سن کر زوہان نے پہلی مرتبہ اس ساری گفتگو میں حصہ لیا۔۔۔ اسے
کھانا تک بھول گیا تھا۔۔۔
وہ ماں کی باتوں کو ہلکا نہیں لے سکتے تھے انہیں کم از کم ایک مرتبہ کر اس چیک تو
کر لینا چاہیے تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں امجد انکے پاس بیٹھا تھا جبکہ ایمان ایک ایک کر سبھی دماغ میں
کلبلا تے سوالات اس سے پوچھ رہی تھی اور وہ لب چباتا شش و پنج میں مبتلا سر
جھکائے ہوئے تھا۔۔۔

دونوں بچے بھی پاس ہی گم صم سے کھڑے تھے۔۔۔
امجد بھائی میں آپ سے کچھ پوچھ رہی ہوں۔۔۔ یہ جیٹ کس کا ہے۔۔۔ کون
ہے اس سب کی پشت پناہی کے پیچھے اور کیوں۔۔۔ وہ امجد کی خاموشی پر چٹ
اٹھی۔۔۔

امجد نے گم صم سے انداز میں نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔
کیا آپ کی تسلی کو اتنا کافی نہیں ہے کہ یہ سب میں کر رہا ہوں۔۔
نہیں۔۔۔ ہر گز نہیں۔۔۔ وہ دو ٹوک انداز میں بات ہی ختم کر گئی۔۔۔
خان کا عزیز دوست ہے ایمان بی بی جس کا یہ جٹ ہے اور جو ہماری مدد کر رہا ہے
۔۔۔
کو نسا دوست۔۔۔ وہ ٹرخ کر گویا ہوئی۔۔۔ بدترین خدشات حقیقت کا روپ
ڈھارتے سامنے آنے لگے تھے۔۔۔
آپ انہیں نہیں جانتی۔۔۔

جب ہم انہیں جانتے ہی نہیں تو انکی مدد کیوں قبول کریں۔۔۔ وہ چٹچٹ چٹ گئی۔۔۔
دل میں پکڑ دھکڑ شروع ہو گئی تھی۔۔۔ دونوں بچے پشت پر ہاتھ باندھے ماں
کے دائیں بائیں جانب کھڑے کبھی ماں اور کبھی امجد کو دیکھ رہے تھے۔۔۔
ایمان بی بی کیا آپ کو میری خان سے وفاداری پر شک ہے۔۔۔ امجد یکدم سنجیدہ ہو
اٹھا۔۔۔

امجد بھائی مجھے آپکے خلوص پر کوئی شبہ نہیں لیکن۔۔۔
تو پھر سب مجھ پر چھوڑ دیں اور سارے اگر مگر ختم کر دیں۔۔۔ اس وقت خان کا
علاج زیادہ ضروری ہے اور ہمیں اسی پر فوکس کرنا چاہیے۔۔۔
اپنی بات مکمل کر وہ اٹھ کر چلا گیا جبکہ ایمان گم صم سی اسکی پشت کو گھورتی رہ گئی
۔۔۔

اسکے جانے کے بعد دونوں بچے ماں کے دائیں بائیں بیٹھ گئے۔۔۔
یقیناً اچھی چیز ہے ضرور کرنا چاہیے۔۔۔
جب انہیں ماں کی کھوئی کھوئی سی آواز سنائی دی۔۔۔ وہ کسی گہری سوچ کی غمتیق
تھی۔۔۔ لیکن مرو اتا ہمیشہ اندھا یقین ہے۔۔۔

جب وقت برا چل رہا ہو اور حالات ہنس سے باہر ہوں تب اس وقت اپنے سائے پر بھی اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔۔۔ میں یہ نہیں کہتی کہ امجد پر یقین ناکرو۔۔۔ بس اندھے یقین سے بچو۔۔۔ سب اس پر چھوڑ کر ریلیکس مت ہو جاو۔۔۔ ہر چیز کو آبرو کرو دیکھو سمجھو بارکی بنی سے پھر کوئی سٹیپس اٹھاو۔۔۔ باقی میری دعائیں تم دونوں کے ساتھ ہے انشا اللہ اگر اللہ نے چاہا تو سب اچھا ہی ہو گا۔۔۔

ماں کی گہری باتوں پر دونوں مسکرا دیئے۔۔۔

رفتہ رفتہ وہ ابتدائی شک سے نکلتی سب قبول کر رہی تھی۔۔۔

یہ ناممکنات میں سے ایک امر ہے۔۔۔ وہ لوگ گئے تو گئے کہاں۔۔۔ انہیں زمین کھا گئی کے آسمان۔۔۔

پیر کا سورج پوری آب و تاب سے طلوع ہوا تھا۔۔۔ عدالتی وقت شروع ہونے تک کا انتظار واجد خان نے بہت مشکلوں سے کیا تھا۔۔۔

عدالتی وقت شروع ہوتے ہی سب سے پہلے ان سب کی ضمانتیں منظور ہوئیں تھیں۔۔۔ اس وقت واجد خان دونوں بیٹوں سمیٹ خان ولا میں موجود تھا۔۔۔

جہاں سبکی موجودگی کے باوجود موت کا سناٹا تھا۔۔
دونوں بھائی گم صم سے صوفوں پر بیٹھے تھے جبکہ ماں کی آنکھیں بھی رتجگوں اور
بے تحاشہ رونے کی غمازی تھیں۔۔۔
سنائے کو چیرتی محض واجد خان کی آواز تھی جو پورے ہال میں گھونج رہی
تھی۔۔۔

وہ فون پر کسی پر گرج رہا تھا۔۔۔
سارے راستے بند پڑے ہیں۔۔۔
وہ شہر سے باہر جا نہیں سکتے۔۔۔ نیز پورے شہر کا ہر چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے
سے بڑا ہسپتال کنگال لیا گیا ہے۔۔۔ پھر کہاں گم ہو گئے وہ لوگ۔۔۔ ظاہر سی
بات ہے باپ کو علاج کے بغیر مار تو نہیں سکتے وہ لوگ پھر۔۔۔
وہ ابھی بات کر رہا تھا جب اسکی نظر ہینڈ کیری گھسٹ کر اندر داخل ہوتی پر وشہ
پر پڑی تو اسکی چلتی زبان کو بریک لگا۔۔۔

وہ شہر سے باہر جا نہیں سکتے۔۔۔ نیز پورے شہر کا ہر چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا ہسپتال کنگال لیا گیا ہے۔۔۔ پھر کہاں گم ہو گئے وہ لوگ۔۔۔ ظاہر سی بات ہے باپ کو علاج کے بغیر مار تو نہیں سکتے وہ لوگ پھر۔۔۔

وہ ابھی بات کر رہا تھا جب اسکی نظر ہینڈ کیری گھسٹ کر اندر داخل ہوتی پروشہ پر پڑی تو اسکی چلتی زبان کو بریک لگا۔۔۔

پروشہ سیاہ جینز پر بٹنوں والی سفید شرٹ جو پیچھے سے آگے کی نسبت قدرے لمبی تھی زیب تن کئے فلفی سافلیٹ جو تاپہنے ہوئے تھی جو آگے سے بند اور پیچھے سے اوپن تھا۔۔۔

بالوں کی ٹیل پونی بنا رکھی تھی جن پر سن گلاسز ٹکے تھے البتہ چہرے کی نو میک آپ لک تھی۔۔۔

چہرے کے اعضا کھنچے اور سو گوار تھے۔۔۔

وہ ہینڈ کیری وہیں چھوڑ قدم قدم چلتی واجد خان کے مقابل آئی۔۔۔ اسے دیکھ وہ رابطہ منقطع کر چکے تھے۔۔۔

شامیر کہاں ہے انکل۔۔۔ وہ سینے پر ہاتھ باندھتی جرح پر اتری۔۔۔

ہو نہیں سکتا کہ تم خبروں سے مستفید نہ ہوئی ہو پھر اس بے تکے سوال کا مقصد۔
وہ پہلے ہی جھنجھلائے ہوئے تھے۔۔۔ دماغ مختلف طرح کی سوچوں کا اماں جگا بنا پڑا
تھا۔۔۔ مزید اسکے فضول سوال۔۔۔ وہ چڑاٹھے۔۔۔۔۔

کیا مطلب اس بے تکی بات کا۔۔۔ باپ کے اس قدر باختیار ہونے کے باوجود
بیٹے کی باڈی ہسپتال سے غائب ہو جائے۔۔۔ کیا یہ کوئی چھوٹی سی بات ہے۔۔۔
کہاں گئی آپکی ساری پاور۔۔۔ کیا کرنا ایسی پاور اور پوزیشن کا جو بیٹے کے کام نہ
آئے۔۔۔ وہ غصے سے کھولتی چیخ اٹھی۔۔۔

آواز نیچی۔۔۔ یہ تمہارے باپ کا گھر نہیں۔۔۔ واجد خان نے کبھی لحاظ رکھنا
سیکھا ہی نہ تھا پھر تلخ لہجہ کیسے برداشت کر جاتا وہ بھی تب جب وہ لڑکی اسکی
آنکھوں میں کھٹکتی تھی۔۔۔۔۔

باپ کا نا سہی شوہر کا تو ہے۔۔۔ وہ بھی کہاں دبنے والی تھی۔۔۔ فوراً دو بدو بولتی
مد مقابل آئی۔۔۔

وہی شوہر جسکے بستر مرگ پر ہونے کے باوجود تم دو دن بعد اسکی خبر گیری کو آئی
ہو منہ اٹھا کر۔۔۔

دو دن بعد ہی سہی آئی تو سہی اسکے باپ کی طرح بل میں تو نہیں جا چھپی۔۔۔ وہ
ٹرنی۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی ناہنجار لڑکی۔۔۔ وہ دھارتے ہوئے گرج اٹھے سامنے کوئی لڑکا
ہوتا تو ابھی تک انکا بھاری ہاتھ اسکی گال پر نشان چھوڑ چکا ہوتا۔۔۔
ماں نے بھاگ کر آتے دہلتے دل کیساتھ پروشہ کو سامنے سے ہٹانا چاہا۔۔۔ کے
شوہر کا غصہ آسمان چھونے لگا تھا۔۔۔

ان سخت باتوں اور کرخت لہجوں سے کسی اور کو ڈرایئے گا۔۔۔ جو ان سے ڈرتے
ہونگے۔۔۔ کسی کے باپ میں جرات نہیں کے پروشہ شامیر خان کو دبا سکے۔۔۔
وہ ماں کی بازوؤں میں جھپٹاتی جوابی وار کرنے سے باز نا آئی تھی۔۔۔
یہ شامیر ہی تھا جو تمہیں برداشت کرتا رہا ہے۔۔۔ میں لمحے کی تاخیر کئے بنا
تمہیں اس گھر سے یوں چلتا کروں گا۔۔۔ یہ گز بھر لمبی زبان میرے سامنے
نہیں چل سکتی۔۔۔ بیگم دور لیجائیے اسے ناہنجار لڑکی کو میری نظروں سے۔۔۔
وہ گہرے گہرے سانس بھرتے بولے یوں کے چہرے اور گردن کی رگیں
پھولنے لگی تھیں۔ جسم غصے سے ہچکولے کھانے لگا تھا۔۔۔

ذوہیب بھیانے بھاگ کر آتے انکی پیٹھ سہلانی اور بیوی کو پانی لانے کا کہا۔۔۔
ہنہ۔۔۔ خواب خیالی ہے آپکی۔۔۔ ایسا کر کے تو دیکھیں۔۔۔ کوئی گری پڑی
لڑکی نہیں ہوں میں۔۔۔ ایسا احتجاج کروں گی کے پوری میڈیا میں یہ ساکھ جو
پہلے ہی دو کوری کی ہوئی پڑی ہے مزید دو کوری کی ہو جائے گی۔۔۔ آپ کسی
بھول میں ہیں۔۔۔ ابھی پروشہ شامیر خان اور اسکی سوشل میڈیا کی طاقت سے
ناواقف ہیں آپ۔۔۔

وہ ماں کے ہاتھ بے طرح جھٹکتی بھرپور طنزیہ انداز میں آگ لگاتی تن فن کرتی
اپنے کمرے کی جانب بڑھی جبکہ پیچھے اس گستاخی پر واجد خان کا بی پی شوٹ
کرنے لگا۔

پروشہ غصے سے پیچ و تاب کھاتی اپنے کمرے میں دائیں سے بائیں پنڈولم کی مانند
چکر کاٹ رہی تھی۔۔۔

اس وقت فرسٹریشن حد سے سوا تھی۔۔۔ دماغ غصے سے پھٹ رہا تھا۔۔۔

وہ ایک لائٹ میں رہنے والی لڑکی تھی۔۔۔ چوبیس سو گھنٹے اسکا سوشل میڈیا سے واسطہ تھا۔۔۔ صبح کی مارننگ ٹی سے لے کر رات بستر تک جانے تک وہ اپنی ایک ایک اپڈیٹ سوشل میڈیا پر شئیر کرتی تھی۔۔۔

اسکا ایک ایک مومنٹ ٹریولنگ ہو ٹلینگ فن انجوائمنٹ ہر ہر چیز میڈیا پر شئیر ہوتا۔۔۔ اس خبر کے بعد سے وہ باؤنڈ ہو کر رہ گئی تھی۔۔۔ کیونکہ ہر جانب سے شامیر کی دوسری شادی کی تصدیق مانگی جا رہی تھی۔ لوگ اسکے تصدیقی یا تردیدی بیان کے منتظر تھے۔۔۔ اور اسکی جانب سے پچھلے دو دنوں سے خاموشی تھی۔۔۔ وہ اچھے سے سوچ سمجھ کر کوئی سٹیپ اٹھانا چاہتی تھی تاکہ اسکی بنی بنائی ساکھ متاثر نہ ہو۔۔۔ اسکے اکاؤنٹ کی ریچ مسلسل ڈاؤن ہو رہی تھی اسے کچھ اپڈیٹ کرنا تھا۔۔۔

کچھ ایسا جو تھلکہ مچا دیتا۔۔۔ کچھ ایسا جو اسکی ریننگ پھر سے بڑھا دیتا۔۔۔ لوگوں کی ہمدردیاں اسے حاصل ہوتی وہ یکدم پھر سے لائٹ میں آ جاتی۔۔۔ شامیر کی دوسری شادی اور جوان بچوں کی خبر نے اسے جذباتی طور پر بہت توڑا تھا۔۔۔

ایک ایک مٹ میں سینکڑوں میسج اسے اسکی تصدیق کے لئے موصول ہو رہے تھے۔۔۔ لیکن اسنے پچھلے دو دنوں سے خاموشی اختیار کر رکھی تھی۔۔۔ لیکن اس سے زیادہ ناوہ سوشل میڈیا سے دور رہ سکتی تھی اور نا ہی وہ اکاؤنٹ بند رکھ سکتی تھی۔۔۔

لوگوں کا ایک المیہ تھا اگر زیادہ دیر تک انہیں اپڈیٹ نا ملے تو وہ اس سوشل فگر کو بھولنے لگتے تھے اور اسے اپنی جگہ ہنوز وہاں قائم رکھنی تھی۔۔۔ آج کی دنیا میں اپنا کوئی مقام بنانا اگر جوئے شیر لانے کے مترادف تھا تو اس سے بھی مشکل ترین امر تھا اپنے مقام کو وہیں اسی جگہ سسٹین رکھنا۔۔۔۔۔ وہ اسی شش و پنج میں ابھی مبتلا تھی کہ سب سے پہلی اپڈیٹ کونسی دی جائے جو ہر جانب تہلکہ مچا دے کے دفعتاً اینجل کی نیننی کمرے کا دروازہ ناک کرتی اندر داخل ہوئی۔۔۔

اسے دیکھتے ہی پروشہ کے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔ یہ مداخلت نازک طبیعت پر گراں گزری تھی۔۔۔۔

پہلے ہی سفر کی تھکاوٹ اکاؤنٹ کی فکر اور ڈپریشن بابا کے ساتھ ہوئی چپقلش
مزید اوپر سے وہ نازل ہو گئی تھی کسی مصیبت کی طرح۔۔۔
کیا تکلیف ہے تمہیں کیا اس گھر میں دو گھڑی سکون کے نصیب نہیں مجھے۔۔۔ وہ
پھاڑ کھانے کو ڈوری۔۔۔

وہ میم۔۔۔ اینجل بے بی کی طبیعت پر سوں سے بہت خراب ہے۔۔۔ اب بھی
انہیں تپ تپا کر بخار چڑھا ہے وہ بخار کے باعث غنودگی میں مسلسل سر کو پکار رہی
ہیں۔۔۔۔

تو میں کیا شامیر ہوں یا ڈاکٹر ہوں۔۔۔ وہ اسی انداز میں گویا ہوئی۔۔۔ ڈاکٹر کو بلاؤ
ٹریٹمنٹ دلو اور اسے ابھی تو میں گھر میں داخل ہوئی ہوں فریش ہوتی ہوں تو دیکھ
لوں گی اسے۔۔۔

میم اگر آپ پہلے انہیں دیکھ لیں ایک دفعہ۔۔۔ وہ اٹک اٹک کر منمنائی۔۔۔
تو تمہیں کیوں رکھا ہوا ہے اگر اسے میں نے ہی دیکھنا ہے تو۔۔۔ تمہیں پیسے کس
چیز کے ملتے ہیں ہڈ حرامی کے۔۔۔

ہر دلعزیز نرم اور دلنشین لہجے کی پیکر رکھ رکھاؤ سبھاؤ اور ڈاؤن تو اڑھ لڑکی کا یہ
لب و لہجہ اور انداز و اطوار کیمرے کی آنکھ سے محفوظ تھے۔۔

نینی مزید عزت افزائی سے بچنے کو خاموشی سے کمرے سے نکل گئی۔۔۔
اسکے جاتے ہی وہ بستر پر ڈھ گئی۔۔

درد سے پھٹتا سر انگلیوں کی پوروں سے دابا اور چند گہرے گہرے سانس بھر کر
خود کو کمپوز کرنا چاہا۔۔۔

پھر کچھ سوچ کر اٹھی اور ڈریسنگ کے سامنے آئی۔۔۔
جدید طرز کے قد آدم آئینے نے اسے اسکا سر تا پیر عکس دکھا دیا۔۔۔ اسنے منہ
بناتے خود کا تنقیدی جائزہ لیا۔۔۔
چہر اٹھیک ٹھاک تھا لیکن ایسا نہیں کے وہ یونہی اٹھ کر کوئی اپڈیٹ دے دیتی۔۔
کیمرے کی آنکھ کے سامنے جانے سے پہلے سو سو جتن کرنے پڑتے تھے۔۔۔
ایک کلک کے بعد وہ پوری دنیا کے سامنے ہوتی۔۔۔ اسے خود کو رپریزنٹ بھی
اسی حساب سے کرنا تھا۔۔۔

اسنے ڈریسنگ کے سامنے کر سٹل کے مختلف آرگنائزرز میں سچے اپنے برینڈ ڈ
میک آپ پر نظریں ڈورائیں۔۔۔

ایک ریڈ پنسل اٹھا کر آنکھ کے اندر لگائی۔۔۔ پھر پنسل ہٹا کر چہرہ آئینے کے
سامنے کرتی دائیں بائیں اسکا جائزہ کیا۔۔۔

اب وہ ان سے مطمئن لگتی تھی۔۔۔ آنکھیں مزید نشیلی لگنے لگی تھیں۔۔۔
چہرے پر سوگواریت طاری کرتے اسنے ٹنٹ سے ناک کی نوک سرخ کی اور
گالوں کا اوپری حصہ۔۔۔

اب چہرہ اڈھیر سار روچنے کا غمازی لگتا تھا۔۔۔
اسنے گہرا سانس بھرتے خوب سوگواریت خود پر طاری کی۔۔۔ پھر کسی چیز کی
کمی محسوس ہوئی تو کچھ سوچتے مسکارا اٹھا کر کھولا۔۔۔ ابھی تصویر میں حقیقت
کے رنگ کچھ اتنے خاص بھی نا بھرے گئے تھے۔۔۔ اسے مزید محنت کی
ضرورت تھی۔۔۔

اسنے کھلے ہوئے مسکارے کے برش کوپ عجیب سے انداز میں دیکھا۔۔۔ اور
اختیاط سے اسکی زرا سی نوک آنکھ کے اندر سفید حصے سے ٹچ کی۔۔۔

آہہہ۔۔۔ غضب ہو گیا۔۔۔
آنکھ میں مرچیں سی لگنے لگی۔۔۔
اوہہہ۔۔۔ اسنے گہرے گہرے سانس لیتے آنکھیں بری طرح جھپکیں۔۔۔
پھر آنکھیں کھول کر آئینے میں دیکھا۔۔۔
نشیلی آنکھیں بری طرح سرخ ہو چکی تھیں۔۔۔ نیز پانیوں سے بھری آنکھیں
کسی بھی پل آنسو چھلکانے کو تیار تھیں۔۔۔ نازک مزاجی کی حد تھی کے ناک
تک سے پانی نکلنے لگا تھا۔۔۔
چہرے پر قدرتی تکلیف کے اثرات نمایاں تھے۔
پڑفیکٹ۔۔۔ وہ اب اپنی تیاری سے مطمئن تھی۔۔۔
سپیڈ چہرے پر یہ قدرتی سے تاثرات اور نشیلی آنکھوں کی سرخی متضاد
سوگواریت ویسے ہی سب کو اٹریکٹ کرنے والی تھی۔۔۔
اسنے اپنے آئی فون کا بہترین کیمرہ آن کیا۔۔۔
فلٹر سیٹ کیا اسنے ویسے ہی فیچرز مزید نمایاں کر دیئے۔۔۔

کیمرے کی آنکھ میں نظر آتا اسکا عکس اسے کانچ کی ایک گڑیا ثابت کر رہا تھا جو اس وقت تکلیف میں تھی بے حد تکلیف میں۔۔۔۔

وہ ڈھیلے سے انداز میں بیٹھتی کمرے کا فوکس خود پر کر گئی۔۔۔

اسلام علیکم ایوی ون۔۔۔

آواز میں مزید رقت طاری کی گئی۔۔۔

میں جانتی ہوں کہ آپ سب میری طرف سے کسی اپڈیٹ کے شدت سے منتظر ہیں۔۔۔ گیلی سانس اندر کھینچی گی۔۔۔

مگر یہ ایک وقت جو ہم سب پر آن پڑا ہے۔۔۔۔ خدا کسی دشمن پر بھی یہ وقت نا

لائے۔۔۔ تکلیف کی شدت سے ایک آنسو آنکھ سے ٹپکا۔۔۔

سٹریس لیول اتنا ہائی ہے اس وقت میرا کہ مجھے کسی چیز کا ہوش نہیں۔۔۔

میرا شوہر اس وقت بستر مرگ پر ہے اور وہ ابھی کہاں ہے کوئی نہیں جانتا۔۔۔

اسنے کرب سے آنکھیں میچیں۔۔۔ نشیلی آنکھوں سے آنسو سرخ و سپید

گالوں پر لڑھکتے چلے گئے۔۔۔

رہ گئی بات شامیر کی دوسری شادی کی۔۔۔ تو ہم ہر بینڈوائف میں بہت
انڈرسٹینڈنگ اور محبت ہے۔۔۔ وہ میری سانس سے سانس لیتا ہے۔۔۔ ہم
دونوں ایک دوسرے کو مکمل کرتے ہیں۔۔۔ ایک دوسرے کے بنا ہم دونوں
ہی ادھورے ہیں۔۔۔ جیسے اس وقت شامیر کے بنا میں بہت ادھوری ہوں۔۔۔
اور وہ جو لڑکی اسکی بیوی ہونے کی دعویٰ رہے ہیں اسکے بارے میں جانتی
ہوں۔۔۔ وہ ٹوسٹ دینے کو زور اسار کی۔۔۔
وہ ایک غریب اور یتیم لڑکی تھی یونوپور ار فن۔۔۔ جسے سہارے کی شدید
ضرورت تھی یہ کسی کی زندگی موت کا سوال تھا۔۔۔ حالات کچھ ایسے تھے کہ
شامیر نے مجھے اعتماد میں لے کر اسے اپنے نام کی امان دی تھی اور بس۔۔۔
مجھے اس لڑکی پر ترس آگیا تھا اس لئے میں نے شامیر کو اجازت دے دی۔۔۔
ورنہ میری اجازت کے بنا وہ ایسا کوئی کام کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں
سکتا تھا۔۔۔

باقی کو من سینس کی بات ہے شامیر کی اولاد اتنی بڑی کیسے ہو سکتی ہے۔۔۔ یہ
بکو اس ہے۔۔۔ جسکی تصدیق وہ خود انشا اللہ ٹھیک ہونے کے بعد کر دے گا۔۔۔
اور اسے اپنی دوسری شادی رکھنی ہے یا نہیں اس بات کی بھی۔۔۔
آپ سب سے محض اتنی سی التجا ہے کہ اس مشکل وقت میں مجھے اور میری فیملی
کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔۔۔ ہمیں اس وقت بری طرح آپکی سپورٹ اور
دعاؤں کی ضرورت ہے۔۔۔

روتے ہوئے اسنے انصاف کئے۔۔۔
کیونکہ اس وقت میں اور میری بیٹی بہت برے حالوں میں سفرینگ کر رہے ہیں
۔۔۔
مجھے آپ سب کے تعاون کی ضرورت ہے۔۔۔
تھینکس آلات۔۔۔

ویڈیو مکمل کر کے اپلوڈ کرتے ہی وہ تیزی سے اپنے ہینڈ بیگ کی جانب بڑھی۔۔۔
اندر سے آئی ڈراپ نکالا اور آنکھوں میں ڈال کر بستر ہرچت لیٹ گئی۔۔۔ یوں
کے ٹانگیں بیڈ سے نیچے لٹک رہی تھیں۔۔۔ ویڈیو بناتے وقت تک اسنے انتظار

بہت دقت سے کیا تھا۔۔۔ آنکھ میں جلن حد سے سواہور ہی تھی۔۔۔ شاید شام میں ہی اسے آئی سپیشلسٹ کو دکھانے کی ضرورت پڑ جاتی۔۔۔

سائیڈ ٹیبل پر پڑے موبائل پر لگاتار نو ٹیفکیشنز شو ہونے لگے تھے۔۔۔

ایک ایک سینڈ میں انکی تعداد سینکڑوں سے ہزاروں میں بڑھنے لگی تھی۔۔۔

اکاؤنٹ پر دوبارہ رونق لگ گئی تھی۔۔۔ ایسی رونق جس میں اسکا دل اٹکتا تھا۔۔۔

ویڈیو وائرل ہو رہی تھی ہمدردیاں سمیٹ رہی تھیں اکاؤنٹ کی ریچ بڑھ رہی تھی وہ گرو کر رہا تھا۔۔۔

موبائل کی سکرین مسلسل اور لگاتار بلنک کر رہی تھی۔۔۔ اور یہ ہی اسکی حقیقی خوشی تھی۔۔۔ وہ مسرور سے وہاں لیٹی گردن ترچھی کئے سائیڈ ٹیبل پر پڑے موبائل کی سکرین کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

اور جسے شہرت گلیمز اور نگاہوں میں رہنے کی لت لگ جائے تو پھر وہ اسکے بنا نہیں رہ سکتا بلکل جیسے کوئی ڈرگ ایکٹ اسکے بنا نہیں رہ سکتے۔۔۔

پچھلے دو دنوں سے وہ اسی چیز کو مس کر رہی تھی اور اب یہ ہی چیز قطرہ قطرہ کسی دوپامن کی طرح اسکی رگوں میں سرایت کرتی اسے پر سکون کر رہی تھی۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد وہ مسرور سی اپنی جگہ سے اٹھی۔۔۔ موبائل اٹھایا اسے چیک کیا۔۔۔

ویڈیو پر آڈینس کارسپانس اوور ویلنگ تھا۔۔۔ وہ مسرور ہو گئی۔۔۔ پھر فون اٹھا کر کمرے سے نکلی۔۔۔

سمجھدار انسان وہی تھا جو موقع پر چوکا مارتا۔۔۔ آڈینس اسکی طرف مائل تھی اسے مزید انہیں اپنے ساتھ انگیج رکھنا تھا۔۔۔۔۔

دنیا میں سب سے قیمتی چیز ہوتی ہے کسی بھی انسان کا وقت۔۔۔ اور اسقدر مصروف ترین بھاگتی دوڑتی دنیا میں اسے لوگوں کا وقت ہی درکار تھا۔۔۔ جسے حاصل کرنے کو محنت کرنی پڑتی ہے۔۔۔

اسکارخ اپنی لٹل ڈول اینجل کے کمرے کی جانب تھا۔۔۔

کمرے میں آکر وہ اسے دیکھ کر رہ گئی جو دنوں میں کملا گئی تھی۔۔۔

اس وقت وہ اپنے مخملی بستر پر محو استراحت تھی غالباً ڈاکٹر آکر اسے ٹریمنٹ دے گیا تھا۔۔۔ تبھی اسکے ہاتھ میں آئی وی لائن کی مدد سے ڈرپ لگی تھی۔۔۔

اسنے کیمرا آن کرتے پہلے زوم کرتے اینجل کے چہرے کی بجھی جوٹ اور اسکا کملا یا پن کیچر کیا اور پھر ڈرپ کہ فوٹج لی پھر گھوم کر اسکے دائیں جانب آئی اور جھک کر اسکے معصوم چہرے کا بوسہ لیا اور ویڈیو کی سٹوری لگادی۔۔۔ اور پھر بس یہی نہیں اگلے دو گھنٹوں میں کبھی اسکے بال سہلاتے تو کبھی اسکا چہرا صاف کرتے اسکے ہوش میں آکر تکلیف سے ڈیڈ ڈیڈ پکارتے اسے پچکارنے بہلانے اور پھر پیار سے سوپ تک پلانے کی ایک ایک چیز سٹوریز میں شمیر کی گئی۔۔۔

سٹوریز اپلوڈ کرنے کے بعد وہ سوپ۔ کا باؤل نینی کے حوالے کرتی اینجل کے چہرے کا بوسہ لے کر اپنے کمرے میں آگئی۔۔۔ اب وہ اپنی آج کی ایکٹیویٹیز سے مطمئن تھی۔۔۔ اب سارے دن کی تھکاوٹ کے بعد وہ ایک بھر پور نیند لینے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔

تبھی جلتی بجھتی بارہا بلنک کرتی سکریں کو سائیڈ ٹیبل پر رکھتی خود مخملی بستر پر اوندھے منہ ڈھیر ہو گئی۔۔۔

سو کر اٹھنے کے بعد اسے فریش دماغ کیساتھ ابھی اپنے طور پر شامیر کو ڈھونڈنے کی کوشش شروع کرنی تھی۔۔۔

تقریباً بیس اکیس گھنٹوں کی فلائٹ کے بعد جب ان سب نے امریکہ کی سرزمین پر لینڈ کیا اس وقت پاکستان میں دن ڈھل رہا تھا البتہ امریکہ میں رات کا چوتھا پہر تھا یعنی صبح نمودار ہونے والی تھی۔۔۔

انکے جیٹ نے کھلے سے میدان میں لینڈ کیا تھا۔۔۔ جیٹ سے اترتے ہی اجنبی ملک کی سرد ترین ہواؤں نے ان سے ٹکراتے انہیں ٹھرنے پر مجبور کرتے اپنی ملک میں ویلکم کیا۔۔۔

وہاں سردیوں میں درجہ حرارت منفی میں تھا۔۔۔ رات بھر برف باری ہوتی رہی تھی جسکے باعث ابھی روئی کے گالوں کی مانند برف زمین کو ڈھکے ہوئے تھی۔۔۔ ہ آگے سارے انتظامات مکمل تھے۔۔۔ شامیر کو جدید سہولیات سے مزین ایک ایمبولینس میں ہسپتال لیجا یا جا رہا تھا۔۔۔

ایمان خاموشی سے ایمبولینس کے شیشے کے پار رواں دواں زندگی کو دیکھ رہی تھی

--

پاکستان کی نسبت یہاں سکون تھا یا شاید یہ وقت تھا ہی پر سکون۔۔۔

وقفے وقفے سے بنے لوگوں کے ہٹ نما گھر جہاں ہر چیز کو برف نے اپنی دبیز تہہ

تلے داب دیا تھا۔۔۔

مشین تیزی سے سڑکیں صاف کرتی برف سائیدوں پر گرا رہی تھی۔۔ اکا دکا لوگ

صبح صادق کے وقت گھروں سے نکلے گھر کے باہر موجود تھے۔۔ کوئی اپنی گاڑی

صاف کر رہا تھا تو کوئی سیمنٹ کے بنے پیچ سے روئی کے گالوں کے مترادف برف

ہٹا رہا تھا۔۔۔

سڑکیں صاف اور پر سکون تھیں۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ لوگ ہسپتال پہنچ گئے۔۔۔

ہسپتال پہنچتے ہی شامیر کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔۔۔

ڈاکٹر ولیم بہت خوشدلی سے سبحان سے ملے۔۔۔

وہاں پہنچتے ہی شامیر کے ابتدائی ٹیسٹوں کے بعد ابتدائی ٹریمنٹ شروع کر دیا گیا تھا۔۔۔

ہسپتال کا ماحول بھی بہت صاف ستھرا اور پرسکون تھا۔۔۔ پاکستان کے ہسپتالوں سے بہت بہتر۔۔۔

ابتدائی بھاگ ڈور ساری سبحان کے ساتھ مل کر امجد نے ہی کی تھی۔۔۔ جبکہ وہ ڈاکٹر حسنین ایملو لینس میں شامیر کو ٹریمنٹ دیا تھا وہ بھی ساتھ ہی تھا۔۔۔ ایمان بی بی ہسپتال کے ساتھ ہی ایک چھوٹے سے کالج میں آپکی رہائش کا انتظام کیا گیا ہے۔۔۔ یہاں سبحان ہے ابھی۔۔۔ آپ اور زوہان میرے ساتھ آئیں میں آپ کو وہ دکھا دوں اپنا سامان وہاں شفٹ کر لیں اور چاہیں تو کچھ دیر ریست کر لیں۔۔۔

ابھی خان کا ابتدائی ٹریمنٹ چل رہا ہے جسکی رپورٹس کی بنا پر ڈاکٹر سرجری کا وقت متعین کریں گے۔۔۔ تب تک یہ اوپری کام نبٹائے جاسکتے ہیں۔۔۔ امجد کے مؤدبانہ کہنے پر وہ سمجھ کر سرہاں میں ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

ہماری رہائش یہاں سے کتنی دور ہے چچا۔۔ زوہان امجد کے ساتھ آگے آگے جا رہا تھا جبکہ وہ خاموش اور چپ چاپ سی انکے پیچھے تھی۔۔۔
واکنگ ڈسٹینس پر ہی ہے۔۔۔

ہسپتال سے نکلتے ہی چند منٹ کی دوری پر انکی رہائش تھی۔۔
یہ زیادہ بہتر تھا انہیں وہاں سے ہسپتال آنے جانے میں سہولت رہتی۔۔۔
چھوٹی سی باؤنڈری نما بار کراس کر کے وہ دو سٹیپس چڑھ کر کٹیج کے مین
دروازے تک گئے۔۔۔ وہ سفید رنگ کا دروازہ تھا۔۔۔

دروازہ وا کر کے وہ اندر داخل ہوئے تو اندر سفید ہی ٹائلز سے مزین اور سفید ہی
دیواروں کا حامل کٹیج انکا منتظر تھا۔۔۔
ہر چیز سفید تھی۔۔۔ غالباً گوروں کو یہ رنگ بہت اٹریکٹ کرتا تھا ایمان نے یہاں
زیادہ تر یہی رنگ دیکھا تھا۔۔۔

چھوٹی سی راہداری سے گزر کر چھوٹا سا سٹنگ ایریا تھا جسکی بڑی سی گلاس ونڈو سے
اس وقت بلاسٹڈ زبے تھے اور باہر کا سارا منظر وہاں سے دکھائی دے رہا تھا۔۔۔
رفتہ رفتہ صبح صادق کے اثرات وہاں نمودار ہونے لگے تھے۔۔۔

سٹنگ ایریا میں ہی سفید کاؤنٹر ٹاپ والا اوپن کچن تھا۔۔۔ غالباً اوپن کچن کی روایت یہیں سے چلی تھی کیونکہ یہ علاقے ٹھنڈے تھے اور اوپن کچن یہاں کے ٹمپرچر کو سوٹ کرتے تھے۔۔۔

سامنے سفید ہی کمر تھا جہاں دو سنگل بیڈ جن کا رنگ بھی سفید ہی تھا اور سفید ہی آئینہ تھا۔۔۔ ساتھ اسٹیج واش روم اور ساتھ ہی کاٹیج ختم ہو گیا۔۔۔ لیکن خیر وہ کونسا وہاں صدارتہ آئے تھے۔۔۔۔

اف فم۔۔۔ اپنے معصوم سے بچے کی بھوک کا کچھ کر دیں ورنہ میں نے بھوک کے ہاتھوں شہید ہو جانا ہے۔۔۔۔

آرام دہ بستر دیکھتے ہی زوہان کی تھکاوٹ اور بھوک انگڑائی لے کر بیدار ہوا اٹھی وہ ہینڈ کیری وہیں کمرے کے دروازے میں چھوڑ دھپ سے بستر پر آگرا۔۔۔

اوہ۔۔۔ ایمان لب کتر گئی۔۔۔ وہ سفر کے آغاز پر ہی بھوک بھوک کا راگ الاپ رہا تھا۔۔۔ اسنے تب بھی فروٹس پر ہی اکتفا کیا تھا جبکہ وہ لوگ نکلنے سے پہلے سیر حاصل کھا کر بھی اب بھوک محسوس کر رہے تھے۔۔۔

ایمان نے امجد کی جانب سوالیہ انداز میں دیکھا۔۔۔

پزا آرڈر کر لیتے ہیں یا پاستہ۔۔۔

زوہان نے جھٹ بیٹھتے تجویز پیش کی۔۔

ایمان اسے گھور کر رہ گئی۔۔ ایک تو اتنی صبح کے وقت تمہیں یہ سب نہیں ملے گا

دوسرا یہ امریکہ ہے تمہارا پاکستان نہیں۔۔۔

وہ دوسرے سنگل بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔ اتنی لمبی فلائٹ کے بعد تھک تو وہ بھی بہت گئی

تھی۔۔۔۔

کیا مطلب امریکہ ہے یہ پاکستان نہیں۔۔ زوہان کوماں کی نا فہم بات سمجھنا آئی تو

نا سمجھی سے سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔

مطلب یہ ہے یہاں پر ہر چیز میں حلال میٹ استعمال ہو گا اسکی گارنٹی نہیں۔۔۔

اوہ۔۔ وہ مایوس ہوا۔۔

آپ رکیں ایمان بی بی میں ابھی ناشتے کا انتظام کرتا ہوں۔۔۔

بھوک ابھی سب کو ہی لگ رہی تھی کیونکہ اتنی لمبی فلائٹ میں سبھی وقتاً فوقتاً

فروٹس ڈرائے فروٹس اور کوکیز وغیرہ سے ہی مستفید ہوتے رہے تھے۔۔۔

مئی میں یہاں کے روکھے پھیکے کھانے نہیں کھا سکتا۔۔۔

امجد چلا گیا تو وہ وہی چھوٹا بچا بنتا اپنے بیڈ سے اتر اور ماں کے بیڈ پر آتا اسکی گود میں سر رکھتا لاڈ سے بولا۔۔۔

ایمان اداسی سے مسکراتی اسکے گھنے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔۔۔
کل ایک دن میں وہ کتنا خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔۔

یہ احساس ہی کے اسکے جگر کا ٹکڑا اس سے دور جا رہا ہے کلیجہ نوچ رہا تھا۔۔۔
کتنا تسلی بخش تھا یہ احساس کے اسکا شہزادہ اسکا معصوم بچا اس وقت اسکی گود میں سر رکھے پر سکون سا لیٹا تھا۔۔۔

اسنے بھرائی نگاہوں سمیٹ جھک کر اسکی پیشانی کا بوسہ لیا۔۔۔
ڈونٹ وری۔۔۔ امجد بھائی سے کہہ کر حلال میٹ منگواتی ہوں پھر تمہیں جو کھانا
ہو امیں خود بنا کر دوں گی۔۔۔

اوہ می۔۔۔ یو آر دا گریٹ می آف داورڈ۔۔۔

وہ چہک اٹھا۔۔۔

پھر جب تک امجد ناشتہ لے کر آیا وہ تھکاوٹ سے چور ایمان کے بیڈ پر ہی سوچکا
تھا۔۔۔

ایمان نے امجد کے ہاتھ سے کافی کے ڈسپوزیبل کپس اور پیک چیز سینڈویچ پکڑے
اور کچن کا رخ کیا۔۔۔

سبحان اور ڈاکٹر کا ناشتہ ہسپتال میں ہی پہنچا دیا ہے میں بھی ابھی جا کر انہیں ہی جوائن
کروں گا آپ دونوں یہاں ناشتہ کر لیں۔۔۔ ناشتے کے فوراً بعد ہم اسی جیٹ میں
واپسی کے لئے نکلیں گے ایمان بی بی۔۔۔

اوہ۔۔۔ ناشتہ سرو کرنے کے لئے کیبنز کھول کر برتن تلاشتی ایمان کے ہاتھ
تھمے۔۔۔

وہ اس اجنبی ملک میں تنہا رہ جانے والے تھے۔۔۔ ابھی تک امجد نے جیسے دور
دھوپ کی تھی ایک سہارا سا بندھ گیا تھا انکے ساتھ۔۔۔
آپ میں سے کوئی بھی میرے ساتھ میرے نمبر پر رابطہ نہیں کرے گا ایمان بی
بی۔۔۔

سبحان کو یہاں کی سم ایکٹو کروادی ہے جب آپ سے رابطہ کروں گا میں خود ہی
کروں گا۔۔۔

ایمان نے خاموشی سے سر ہاں میں ہلا دیا۔۔۔

امجد بھائی جانے سے پہلے کچھ گروسری کر کے دے جائیے گا۔
میں بچوں کو باہر کسی بھی غرض سے بھیجنے کا رسک نہیں لے سکتی۔۔۔
اسنے سیٹ کی ٹرے اٹھائی اور کچن سے نکل آئی۔۔
جی بی بی۔۔۔

امجد پر سوچ سے انداز میں سر ہلاتا کٹیج سے نکل گیا۔۔۔

زوہان اسقدر تھک چکا تھا کہ ناشتہ کرتے ہی واپس وہیں سو گیا۔۔۔ ان بچوں نے
اسقدر جسمانی مشقت زندگی میں پہلی مرتبہ کی تھی۔۔۔ ایمان کو توقع نا تھی کہ وہ
جسمانی اور اعصابی طور پر اسقدر مضبوط نکلیں گے۔۔۔ وہ ہمیشہ سے اپنے بچوں کی
ذہانت کی قائل تھی لیکن اب انہوں نے اتنے بڑے بڑے سٹیپس اٹھا کر اسے پل
پل ورطہ حیرت میں دھکیلا تھا۔۔۔

وہ زوہان کو وہیں چھوڑ فریش ہو کر چینج کرتی کالج سے نکل آئی۔۔۔
باہر زندگی رواں دواں تھی۔۔۔۔

اس وقت برف بھاری تو نہیں ہو رہی تھی البتہ سرد ہوائیں ضرور چل رہی تھیں

یہاں کی زندگی پاکستان کی زندگی سے بہت مختلف تھی سب سے پہلے تو یہاں کی ٹھنڈ سے ہی نبرد آزما ہونے کو ابھی اسے مزید شاپنگ کی ضرورت تھی۔۔ وہ اس وقت سبز لباس پر سیاہ جیکٹ زیب تن کئے ہوئے تھی۔۔۔ سر پر حجاب کر رکھا تھا۔۔۔ چہرہ ہر طرح کی آرائش سے پاک تھا۔۔ اس کے باوجود اسے ٹھنڈ لگ رہی تھی۔۔۔

وہ ہسپتال میں داخل ہوئی تو مطلوبہ راہداری میں آتے ہی اسے سبحان دور سے ہی کسی لڑکی کے ساتھ کھڑا محو گفتگو دکھائی دیا۔۔۔ ل
غیر ارادی طور پر اس کے قدم سست پر گئے۔۔۔۔

وہ لڑکی سیاہ شرٹ پر ہائی ویسٹ پینٹ زیب تن کئے لانگ کوٹ میں ملبوس تھی جو آگے سے کھلا تھا۔۔۔۔

بھورے بال پشت پر بکھرے تھے جبکہ گلے میں مفکر تھا۔۔۔

ناک کی نوک اور گال سرخ ہوئی پڑی تھی پتہ نہیں اب یہ موسم کا اعجاز تھا یا میک
آپ لک تھی۔۔۔۔

بہر حال وہ ایک خوبصورت لڑکی تھی۔۔۔۔

اور ایمان کو ٹھٹھکانے کا باعث اسکی مسکارے سے لدی لانی آنکھیں اور انکا عجیب
ساتا اثر تھا۔۔۔۔

جن میں موجود چمک اور انکا پراسرار ساتا اثر جانے کیوں اسے چونکا رہا تھا۔۔۔۔

اسکا سبحان کو دیکھنے کا انداز۔۔۔۔ بات کرنا۔۔۔۔ مسکرا نا۔۔۔۔ جیسے وہ پہلے سے ہی
اسے جانتی ہو۔۔۔۔

کچھ غیر آرام دہ ساتا اثر تھا جو ایمان کو بے چین کر رہا تھا۔۔۔۔ اس لڑکی کے چہرے
سے سفر کرتی اسکی نگاہیں سبحان کے چہرے تک گئیں۔۔۔۔

جو سنجیدہ و سوبر سا ہاتھ پشت پر باندھے اسکی بات پر سر ہلارہا تھا البتہ اسکی نگاہیں اس
لڑکی کی بجائے سامنے دیوار پر تھیں۔۔۔۔

وہ قدم قدم چلتی سبجان تک آئی لیکن تب تک وہ لڑکی بات مکمل کر کے جاچکی تھی۔۔۔

کون تھی یہ لڑکی۔۔۔

اپنے پیچھے ابھرتی ماں کی آواز سن کر وہ چونکا پھر مسکرا کر پلٹا۔۔۔

ڈاکٹر ویلیم کی بیٹی۔۔۔

وہی بیٹی جسے تم نے بلڈ دونیٹ کیا تھا۔۔۔ ایمان کی نگاہیں ہنوز دور جاتی اس لڑکی کی پشت کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔

جی۔۔۔ انداز میں سادگی تھی۔۔۔

زونی کہاں ہے۔۔۔ اسنے ماں کے پیچھے دور تک خالی راہداری کو دیکھا۔۔۔

تھک گیا تھا اس لئے سو رہا ہے۔۔۔ میں نے اٹھانا مناسب نہیں سمجھا۔۔۔

تم بھی جا کر فریش ہو آؤ۔۔۔ چاہو تو کچھ دیر آرام کر لو تم بھی اتنی لمبی فلائٹ اور صبح سے بھاگ دور کرتے تھک گئے ہو۔۔۔

ارد گرد لوگ آ جا رہے تھے۔۔۔ لیکن رش نہ تھا۔۔۔

نہیں ممی میں ابھی ٹھیک ہوں۔۔۔ ڈیڈ کے ضروری ٹیسٹ چل رہے ہیں۔۔۔ کچھ ہو گئے ہیں کچھ باقی ہیں۔۔۔

ڈاکٹر ولیم نے شام میں انکے آپریٹ کا ٹائم دیا ہے۔۔۔
اوہ شکر۔۔۔ بے ساختہ اسکے لبوں سے ادا ہوا۔۔۔
کیا کہتی ہیں انکی رپورٹس۔۔۔

ممی ہم اللہ توکل رسک لے رہے ہیں۔۔۔ ایسا ہی رسک جیسا ہم نے انکی پہلی سرجری کے وقت لیا تھا آپ بس دعا کریں۔۔۔
وہ اس سرجری کے نقصانات یکسر ماں سے چھپا گیا۔۔۔
آپ نے اپنی میڈیسن لیں۔۔۔ وہ اسے بہت تھکی تھکی سی لگی۔۔۔
تھکن اسکے چہرے سے ہوا دیدہ تھی۔۔۔

وہ اسکی فکر مندی پر سادگی سے مسکراتی سرہاں میں ہلا گئی۔۔۔
دفعۃً امجد کے وہاں آنے پر وہ دونوں اسکی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔

ایمان بی بی۔۔ گروسری کر کے کالج میں رکھ دی ہے۔۔۔

نیز ٹھنڈ کے مطابق لانگ کوٹ وغیرہ بھی۔۔۔ یہاں پاکستان کی نسبت بہت ٹھنڈ ہے۔۔۔۔ آپ لوگوں کو سہولت رہے گی۔۔۔۔

میں رابطے میں رہوں گا۔۔۔ اب اجازت دیں۔۔۔ ہمیں نکلنا ہے۔۔۔ وہ عجلت میں تھا۔۔۔ جیسے کھڑا کھڑا اسے انفورم کرنے آیا ہو۔۔۔۔

ایمان نے اسے تشکر سے دیکھتے سرہاں میں ہلایا۔۔۔ سبحان آگے بڑھ کر اس سے ملا تو وہ الوداعی کلمات کہتا واپسی کو مر گیا۔۔۔۔

واجد خان محض تب تک بے بس تھا جب تک اسکی ضمانت ناہوئی تھی اور وہ بالکل آزادانہ ناگھوم سکتا تھا۔۔۔۔۔

ضمانت منظور ہوتے ہی وہ بپھرے ہوئے طوفان کی مانند زخمی شیر بنامیدان میں اتر ا تھا۔۔۔ یوں کے اسنے لمحوں میں ہواؤں کا رخ موڑ ڈالا تھا۔۔۔

شہر بھر میں اسقدر ہلچل مچا ڈالی تھی کے شامیر کا ذکر زبان زد عام ہو گیا تھا۔۔۔۔

میرا بیٹا اسقدر ٹف سکیورٹی میں غائب کیسے ہوا۔۔۔ اور کہاں۔۔۔ کیا وہ کوئی گرا پڑا شخص ہے یا لاوارث جسکا پیچھا کرنے والا کوئی نہیں۔۔۔۔

یہ کسی بہت اندر کے شخص کا کام ہے جو اتنی صفائی اور ہوشیاری سے ہوا ہے۔۔۔۔۔ وہ پریس پریس کا نفرینس کر رہا تھا۔۔۔ اور اسنے اتنا ہنگامہ مچایا تھا کہ فراڈ والی بات اس ہنگامے تلے کہیں دبنے لگی تھی۔۔۔ یہ سیاستوں کا شہر تھا یہاں سیاستیں ہی گرم رہتی تھیں۔۔۔

تعلقات استعمال کرتے اسنے شامیر کی گمشدگی کے بارے میں پہلا کیس خانزادہ برادرز پر دائر کروایا تھا۔۔۔

مجھے شک نہیں یقین ہے کہ میرا بیٹا خانزادہ برادرز کے قبضے میں ہے کیونکہ اسکا سب سے بڑا دشمن یہ بھائی ہی ہیں۔۔۔

اس دنیا کے باسیوں کو محض ایک کام ہی اچھے سے آتا تھا اور وہ تھا سیاستوں کا بازار گرم کرنا۔۔۔

موقع حالات اور وقت چاہیے جیسے بھی ہوتے رخ جس جانب بھی ہوتا انہیں ان حالات و واقعات کا رخ اپنی پسند کی متعین۔ کرتا سمت کی جانب موڑنا آتا تھا۔

اور واجد خان سیاست کے بل پر یہ کرچکا تھا۔۔

مقابلہ تو ٹا کرے کا تھا۔۔

کل اگر واجد خان بے بس تھا تو آج بالکل غیر متوقع خانزادہ برادرز پر کیس دائر کر کے اسنے انہیں بے بس کرنے کا ہر حربہ آزما ڈالا تھا

بابا آپ محض چیزوں کو مزید پیچیدہ بنا رہے ہیں۔۔۔ جب بھائی کی گمشدگی میں انکا کوئی ہاتھ ہے ہی نہیں پھر۔۔۔

ارحم انکے آفس میں انکے روبرو کھڑا برہم ہو رہا تھا۔۔۔

باپ کو مت سیکھاو کے اسے کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں۔۔۔ اگر شامیر کی گمشدگی

میں خانزادہ برادرز کا ہاتھ نہیں تو بتاؤ کیا شامیر نے اسکے ساتھ فراڈ کیا تھا۔۔ کیا

اس پر جھوٹا کیس نہیں ہوا۔۔

بابا ہم پر جھوٹے کیس کی وجہ وہ درانی ہے۔۔۔ یہ اسی کا کیا دھرا ہے مگر۔۔

اسکی بھی فکر مت کرو۔۔۔ جلد بہت جلد اسکے گرد بھی گھیرا تنگ ہونے والا ہے۔۔۔

ان سب نے واجد خان کو بہت ہلکا لے لیا ہے۔۔۔ وقت آگیا ہے انہیں انکی اوقات یاد کروانے کا۔۔۔

کہیں کا غصہ کہیں نکل رہا تھا۔۔۔ کہیں کی شکست کو کسی اور جگہ مس فٹ کیا جا رہا تھا۔۔۔ ارحم تاسف سے سر ہلاتا انکے آفس سے نکل گیا۔۔۔

مائے گاڈ بابا ابھی تک شامیر کا کچھ پتہ کیوں نہیں لگا۔۔۔ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔ پر وشہ خوبصورتی سے سبے لاؤنچ کے مخملی صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی انگلیوں کی پوروں سے دکھتا سرداب رہی تھی۔۔۔

باہر سب ٹھیک تھا۔۔۔ لیکن وہ پل پل ڈپریشن کا شکار ہو رہی تھی۔۔۔

جو بھی تھا شامیر کا کچھ اتہ پتہ نالگ رہا تھا۔۔۔ اینجل نے الگ رو کر جان ہلکان کی پڑی تھی۔۔۔

شامیر کے بنا اسکے گھر میں پرورشہ کی دوٹکے کی عزت نا تھی۔۔۔

پوری زندگی اسنے انہیں منہ نا لگایا تھا۔۔۔ اب اس برے وقت میں ان میں سے کوئی اسے منہ نا لگاتا تھا۔۔۔

ویل اس چیز کی اسکے جوتے کو بھی پرواہ نا تھی۔۔۔ یہ وہ تھپکی تھی جو وہ آج کل خود کو دیتی تھی۔۔۔ لیکن پھر سٹریس نا جانے کس چیز کا تھا۔۔۔

شاید شامیر کی دوری کا۔۔۔ جو بھی تھا اسنے اس شخص کی معیت میں ٹھاٹ سے زندگی گزاری تھی۔۔۔ بنا کسی روک ٹوک کے۔۔۔ ایک بہترین آئیڈیل زندگی۔۔۔ اب وہ اسے مس کر رہی تھی۔۔۔

دفعتا اسکی دوستوں کا شاپنگ کے لئے پلان بنانے کا میسج آیا تو وہ یہ سوچ کر اٹھ بیٹھی کے شاید ایسے ہی وہ ایک ڈپریسڈ فیر سے نکل سکتی ہے۔۔۔

باہر جاتی توئی چیزیں ایکسپلورر کرتی۔۔۔ نی چیزیں ایکسپلورر کرتی تو دھیان بٹتا۔۔۔ اور دھیان بٹتا تو یقینا ڈپریشن زرا کم ہو جاتا۔۔۔ اور وہ بہل جاتی۔۔۔

بابا اسکی بات سنی ان سنی کئے موبائل پر مصروف تھے۔۔۔ جبکہ وہ اینیٹی ڈپریشن کی گولی پھانکتی اپنا بیگ اٹھا کر گھر سے نکل گئی۔۔۔ دور دور تک اسکی ہیل کی ٹک ٹک سنائی دے رہی تھی۔۔۔

دوپہر کے وقت بھی وہاں سورج کا نام و نشان تک نہ تھا۔۔۔ گہرے بادلوں نے آسمان ڈھانپ رکھا تھا۔۔۔ ہوائیں بھی سرد اور ٹھٹھراتی سی بریلی محسوس ہوتی تھیں۔۔۔ ایسے میں سبحان دو گرم بھاپ اڑاتے کافی کے مگ لئے ماں کے پاس آیا جو ہسپتال کے کمرے میں پیشنٹ بیڈ پر جھکی ہوئی محبت و عقیدت کیساتھ شامیر کا چہرہ اوپٹ واپس سے صاف کر رہی تھی۔۔۔ جسکی آنکھیں ہنوز سختی سے باہم پیوست تھی۔۔۔

اسنے صبح سے ماں کو یونہی باپ کے چھوٹے چھوٹے کاموں میں مصروف دیکھا تھا۔۔۔

کوئی نا کوئی وار ڈبوائے بار بار اسکے بلڈ سیمپل لینے آتا۔۔۔ کبھی اسکے مختلف ٹیسٹ کئے جاتے۔۔۔ کئی دفعہ سٹی سکیں اور اے سی جی کے لئے اسے مختلف لیب میں بھی لیجا یا گیا۔۔۔ ہر جگہ وہ سبحان کے ساتھ پیش پیش تھی۔۔۔ لیکن درمیانے وقت میں کمرے میں آنے کے بعد وہ کبھی اسکا چہرہ صاف کرتی کبھی پیشنٹ گاؤن کی کھلی آستین سے جھانکتے اسکے ہاتھ اور بازو۔۔۔ اور کبھی اسکی پائنٹی پر بیٹھ کر واپس سے اسکے پاؤں صاف کرنے لگتی۔۔۔۔۔

حتکہ سبحان سے نیل کٹر تک منگوا کر اسکے ہاتھوں اور پاؤں کے ناخن تک کاٹ ڈالے۔۔۔

وہ نم آنکھوں سے ماں کا یہ عقیدت بھر انداز دیکھتا رہا۔۔۔۔۔

ممی کافی۔۔۔

بیٹے کی آواز پر وہ چونک کر پلٹی اسے دیکھ کر مسکرائی اور استعمال شدہ سارے وائپس اٹھا کر کمرے کے کونے میں پڑی ٹریش کین تک آئی۔۔۔ پاؤں سے اسکا لیور دبایا اور سارے واپس اس میں پھینکتی کمرے سے ملحق واش روم میں آئی

واش بیسن کانل چلا کر ہاتھ دھوئے اور ایک نظر واش بیسن کے اوپر لگے آئینے

میں نظر آتے اپنے عکس پر ڈالی۔۔۔ جس میں اسکا حجاب میں لپٹا چہرہ ایز مردہ اور
تھکا تھکا ساد کھائی دیتا تھا۔۔۔ آنکھوں کے گرد حلقے پڑنے لگے تھے۔۔۔ وہ نظر
انداز کرتی واپس کمرے میں آگئی۔۔۔ سبحان دیوار کے ساتھ لگے کاوچ پر بیٹھا
کافی پی رہا تھا۔ ایمان اپنا کپ اٹھاتی اسکے ساتھ ہی آکر بیٹھ گئی۔۔۔
جب ڈیڈ گھر آتے تھے نامی وہ دیوار پر کسی نادیدہ چیز کو دیکھتا کھویا کھویا سا بول رہا
تھا۔۔۔

تو آپکی پہلی ترجیح ہمیشہ سے ڈیڈ ہوتے تھے پھر ہم۔۔۔ آپکی فیملی۔۔۔۔
آپکا کام آپکے دوسرے سارے رشتے ماموں ممانیاں باقی ساری ایکٹیویٹیز سب
پس پشت چلے جاتے تھے۔۔۔
ہم حیران ہوتے تھے مئی۔۔۔ آپ اپنے کام کو لے کر اتنا سٹرکٹ ڈسپلن فالو
کرتی تھیں اپنے سبھی رشتوں کے ساتھ بہت اچھی تھیں۔ آپکے بھتیجے بھتیجیاں
سب آپ سے بہت اٹیچ ہیں۔۔۔

لیکن جب ڈیڈ گھر ہوتے آپکے لئے سب سے پہلی ترجیح انکا کفرٹ ہو جاتا۔۔۔

انکا کھانا پینا۔۔ انکے کپڑے۔۔ انکے چھوٹے بڑے کام۔۔ کئی دفعہ ڈیڈ کو تنگ کرنے پر ہمیں بھی آپ سے ڈانٹ پر جاتی وہ ہلکا سا مسکرایا جیسے تصور میں وہیں پہنچ گیا تھا۔۔ وہ بھی مسکرا دی۔۔

گرم کافی کے کپ کی فرمائش ہاتھوں کے ذریعے اس میں منتقل ہو رہی تھی۔۔۔ اسنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں اور ہتھیلیوں کے درمیان کپ تھام رکھا تھا۔۔ تمہارے ڈیڈ تم لوگوں کے لاڈ اٹھاتے تھے تو تم لوگ انہیں تنگ بھی بہت کرتے تھے۔۔ بنا انکی تھکاوٹ کا سوچے تم لوگوں کا فرمائشی پروگرام شروع ہو جاتا تھا۔۔ اور زونی زرا سی مزاج کے خلاف بات سننے پر آسمان سر پر اٹھالیتا تھا۔۔ وہ بھی کھوئی کھوئی سی بول رہی تھی۔۔ اور تمہارے ڈیڈ اپنی تھکاوٹ بھلائے تم لوگوں کا فرمائشی پروگرام پورا کرنے چل دیتے تھے۔۔ ایسے میں تم لوگ ڈانٹ کے حقدار ہوتے تھے۔۔۔۔

وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی۔۔۔

سبحان بھی مسکرا دیا لیکن حلق میں کچھ اٹکنے لگا تھا۔۔

آپ آج بھی وہی ہیں ممی۔۔ اسکی آواز بھرا گئی۔۔

آپ کے لئے آج بھی پہلی ترجیح آپ کے ہر بینڈ ہیں۔۔ اس چیز سے فرق نہیں پڑتا
کے وہ ہوش میں ہیں یا نہیں۔۔ آپ کو دیکھ رہے ہیں یا نہیں۔۔ آپ کے لئے
ابھی بھی پہلی ترجیح وہی ہیں اور آپ کی انکولے کر بے لوث محبت و خدمت بھی وہی
ہے مُمی۔۔ اسکی آواز بھر آئی۔۔

ایمان کا دل بھی بھر آنے لگا۔۔

وہ آنکھیں جھپکتی چیرا موڑ گئی۔۔۔

سامنی دیوار کے ساتھ کھڑکی تھی جس سے بلا سنڈز ہٹے ہوئے تھے۔۔ باہر پھر
سے برف بھاری شروع ہو گئی تھی۔۔۔ روئی کے گالے تیز ہواؤں کے
جھونکوں کے سنگ آ کر کھڑکی کے شیشے سے ٹکراتے اور وہاں بوند کی صورت
قطرے چھوڑتے پھسل جاتے۔۔۔

میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے مُمی یہ کیل یو نہی ہستا مسکراتا زندگی کی بہت سی
بہاریں ایک ساتھ دیکھے۔۔۔

ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا اور ایمان کی آنکھیں چھلک پڑیں۔۔ لب پھڑ پھڑا
اٹھے۔۔۔ اسنے بے ساختہ آ میں کہا۔۔۔

اسکے ہاتھ میں تھا مافی کا کپ ٹھنڈا ہونے لگا۔۔۔ اسنے ہاتھ بڑھا کر کپ سائیڈ میز پر رکھ دیا اور گیلی سانس کھینچتے آنکھیں مسلیں۔۔۔

انشا اللہ ایسا ہی ہو گا۔۔۔ جب اسنے رخ سبحان کی جانب موڑا تو خود کو کافی حد تک کمپوز کر چکی تھی البتہ آنکھیں سرخ تھیں۔۔۔۔

وہ گیلی سانس اندر کھینچ کر چہرے پر دونوں ہاتھ پھیرتا خود کو کمپوز کر رہا تھا۔۔۔

یہ اسکا بہت سوہرا خاموش طبیعت اور گہرا بیٹا تھا۔۔۔ اپنے درد اور اپنے

احساسات خود تک محدود رکھنے والا۔۔۔۔۔ اپنے کمفرٹ زون پر دوسروں کو

ترجیح دینے والا۔۔۔ لیکن وہ ماں تھی ہمیشہ اسکا چہرہ دیکھ کر اسے سمجھ جاتی۔۔۔

اسے اندر تک پڑھ لیتی۔۔۔۔

جیسے اب اندر تک پڑھ چکی تھی۔۔۔

وہ تھک چکا تھا۔۔۔ بے تحاشہ تھکاوٹ کا شکار تھا۔۔۔

اسکی سرخ پڑتی آنکھیں اور چہرے کے تھکاوٹ زدہ اعضا چنچ چنچ کر اس چیز

کی گواہی دے رہے تھے۔۔۔ مگر وہ اسکا زمرہ دار بیٹا تھا کبھی یہ بات منہ سے نا

کہتا۔۔۔۔

اور اسے یہ کہنا ہی فضول تھا کہ جاؤ کاٹیج جا کر آرام کر لو وہ ماں کو وہاں تنہا چھوڑ کر جانے کو کبھی راضی نہ ہوتا۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ اسے اب کیا کرنا ہے۔۔۔ اسکی فیملی اسکی پہلی ترجیح تھی۔۔۔ اگر وہ شوہر کا خیال رکھتی تھی تو نظر انداز تو اسنے کبھی بیٹے بھی ناکئے تھے۔۔۔ دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا اور فریش ساز وہاں اندر داخل ہوا۔۔۔

ان دونوں نے بیک وقت اسکی جانب دیکھا جبکہ اسے دیکھ کر ایمان سر تھام گی۔۔۔ آنکھوں میں گہرے ملال کے رنگ اترے۔۔۔

زوہان شامیر خان اور اسے ناکوں چنے ناچبوائے یہ ممکن تھا کیا بھلا۔۔۔۔۔ اسنے ایک نظر کھڑکی کے گلاس سے باہر جھانکا جہاں ہنوز بر فباری ہو رہی تھی دوسری پر تاسف نگاہ بیٹے پر ڈالی جو نیلی جینز پر وائٹ شرٹ زیب تن کئے اس پر سیاہ جیکٹ پہنے ہوئے تھا جسکی زپ کھلی تھی۔۔۔

البتہ نم بال سلیقے سے بنے تھے۔۔۔ جیکٹ سنو فالنگ کے باعث کچھ کچھ نم تھی۔۔۔

Is everything fine ...

مئی آپ مجھے یوں کیوں دیکھ رہی ہیں۔۔۔

وہ ماں کی تاسف زدہ نگاہیں دیکھ ٹھٹھکا جبکہ سبحان سمجھ کر مسکراہٹ دابتا چہرا
جھکا گیا۔۔

ایمان اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی قدم قدم اسکی جانب بڑھی اور عین اسکے سامنے
آر کی۔۔۔

قد میں وہ اس سے بھی کہیں اونچا تھا وہ اسکے شانے سے چند بالشت ہی اونچی
تھی۔۔

وہ ہنوز خفیف سا الجھا الجھا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

ایمان نے نگاہیں اسکی آنکھوں میں جمائے ہاتھ اس کی جیکٹ کے آخری سرے
پر رکھے اسنے چونک کر نیچے دیکھا جب لب اوہ شپ میں بناتا کھسیا کر سر کجھا کر
رہ گیا۔۔۔

ایمان نے اسے دیکھتے ہی جیکٹ کی زپ زور سے بند کی۔۔۔ یکدم زررر کی آواز
کمرے کی خاموشی میں کھونجی۔۔۔ وہ کھسیا کر مسکراتا یہاں وہاں دیکھ رہا
تھا۔۔۔

ہاٹ واٹر سے شاور لیا تھا میرے بیٹے نے۔۔۔

وہ لاڈ سے بولی۔۔۔ زوہان جانتا تھا یہ اچھی والی کلاس لگنے سے پہلے والا لاڈ

ہے۔۔۔۔

ممسیبی۔۔۔۔

یہ تمہارا پاکستان نہیں ہے زوہان۔۔۔ وہ یکدم سنجیدہ ہوا اٹھی۔۔۔ جو گرم پانی
سے نہاؤ جیکٹ کھلی چھوڑا اور اتنی سردی میں بانیٹ ہو اؤں میں اڑاتے باہر نکل
جاؤ۔۔۔

یہاں کی سردی وہاں کے مقابلے میں ویسے ہی دس گنا ہے۔۔۔ یہاں مجھے تنگ
مت کرنا ورنہ واپس پاکستان بھجوا دوں گی۔۔۔
ماں کے برہم ہونے پر وہ لب کترتا بھائی کو دیکھنے لگا جو کاوچ پر ریلیکس انداز میں
بیٹا سینے پر بازو باندھے مسکراہٹ دابتا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اگر یہاں بیمار پر گئے تو میں تمہارے باپ کی دیکھ بال کروں گی یا تمہاری۔۔۔
ریلیکس ممی۔۔۔ وہ ماں کو شانوں سے تھامتا اسکے کندھے پر سر ٹکا گیا۔۔۔

ایک دم ایمان کی زبان کو بریک لگا۔۔۔

اسکی اولاد کے پاس ماں کو زیر کرنے کے سبھی حربے تھے۔۔۔

دوبارہ آپکو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔۔۔

ایمان کے خاموشی سے اسے دیکھتے رہنے پر وہ سیدھا ہوتا معصومیت سے

بولا۔۔۔

سچی مٹی پکا پر اس اب موڈ ٹھیک کریں۔۔۔ وہ ماں کی گال کھینچتا بھائی کے مقابل آ کر دھپ سے بیٹھا۔۔۔

میں اور حان کا ٹیج جارہے ہیں۔۔۔ اپنے ڈیڈ کا خیال رکھنا اور کوئی کام ہوا تو کال کر لینا۔۔۔

امجد جانے سے پہلے دونوں کو یہاں کی سم ایکٹو کروا کر دے گیا تھا۔۔۔ دونوں سم ایمان اور سبحان کے موبائلز میں ایکٹو تھیں جبکہ زوہان کا موبائل ہنوز بند

تھا۔۔۔ البتہ ایمان کا موبائل اب زوہان کے زیر تصرف تھا۔۔۔

مٹی میں۔۔۔ سبحان نے کچھ کہنا چاہا۔۔۔ وہ کا ٹیج نہیں جانا چاہتا تھا۔۔۔

میرے ساتھ آو جان۔۔۔ وہ کہہ کر کمرے سے باہر نکل آئی۔۔۔ وہ ماں تھی اور بہتر جانتی تھی کہ اسے کیا کرنا ہے۔۔۔ جانا تو فلحال وہ بھی نہیں چاہتی تھی وہاں سے لیکن جانتی تھی یوں سبحان اکیلا نہیں جائے گا۔۔۔

ماں کو سب کا خیال رکھنا آتا ہے ایک نہیں آتا تو محض اپنا خیال رکھنا نہیں آتا۔۔۔

سب کی ضرورتیں پوری کرتے کرتے اور سب کا خیال رکھتے رکھتے وہ اپنی ضرورتیں اور اپنا خیال رکھنا ہی نظر انداز کر جاتی ہے۔۔۔ اور اس نفسا نفسی کے دور میں یہ محض ماں ہی کر سکتی ہے۔۔۔

وہ سبحان کے ساتھ ہسپتال سے نکل آئی۔۔۔ ہسپتال جدید سہولیات سے آراستہ تھا تبھی وہاں کا درجہ حرارت باہر کی نسبت معتدل تھا۔۔۔ وہاں سے نکلتے ہی سرد ہواؤں کے تھپڑوں نے ان سے ٹکراتے انہیں ٹھٹھرنے پر مجبور کر دیا۔۔۔

باہر ہنوز برف باری ہو رہی تھی۔۔۔

اتنی ٹھنڈ میں بھی ارد گرد بنے اوپن ریسٹورینٹ اور کافی شاپس آباد تھیں۔۔۔

برف کے گالے ان سے ٹکرا رہے تھے۔۔۔ وہ لوگ تیز تیز قدم اٹھاتے کانٹے
میں آئے۔۔۔

تم فریش ہو کر چینیج کرو سبحان۔۔۔ اسے کہتی ایمان سیدھا چکن میں ہی آگئی۔۔۔
چولہا جلا کر سامنے کھڑی ہوئی تو جسم کو کچھ حرارت ملی۔۔۔
وہ اب تیزی سے امجد کی لائی گرو سری چیک کر رہی تھی۔۔۔
پھر اسے چند چیزیں منتخب کر کے علیحدہ کی۔۔۔ اور کیبنٹ کھول کر کچھ پکانے کو
برتن نکالنے لگی۔۔۔

وہ تیزی سے کام کر رہی تھی۔۔۔
چکن کے چھوٹے پیسز کر کے اسے میرینٹ کیا اور دوسری طرف پاستہ بوائٹل
کرنے کو رکھا۔۔۔

پھر سامان سے تلاش کر کے بڑا اور دودھ پیک الگ کیا۔۔۔
فریش دودھ نہیں تھا تو وہ دودھ پیک سے ہی وائٹ ساس تیار کرنے لگی۔۔۔
جب تک سبحان فریش ہو کر باہر آیا وہ سارا پاستہ تیار کر کے اس پر چیز ڈالتی اسے
بیک ہونے کو رکھ چکی تھی۔۔۔

سبحان آکر لاونچ میں بیٹھا تو وہ بھی لاونچ میں پڑے شاپنگ بیگز تک آئی اور انہیں کھول کر امجد کی شاپنگ چیک کرنے لگی۔۔

ممی کب تک چلنا ہے۔۔۔ سبحان جینز پر جیکٹ زیب تن کئے صوفے پر بیٹھا موبائل سکروول ڈاؤن کر رہا تھا ہلکے نم بال ماتھے پر بکھرے تھے۔۔۔۔ یہ پہنوحان۔۔۔

ایمان نے ایک لانگ کوٹ نکالتے سبحان کی جانب بڑھا تو وہ کوٹ تھامتا آٹھ کر جیکٹ اتارنے لگا۔۔۔

واپس کچن میں آکر ایمان نے اپنے اور سبحان کے لئے پاستہ سرو کیا اور ٹرے لئے باہر ہی آگئی۔۔۔

واہ ممی۔۔۔ یہ کب بنالیا آپ نے۔۔۔ گرم گرم پاستہ دیکھ وہ کھل اٹھا۔۔۔ ماں کے ہاتھ کا ذائقہ ہی کچھ اور تھا۔۔۔ پھر پردیس کے کھانوں کی اتنی عادت بھی نا تھی۔۔۔

دونوں نے کھانا کھایا تو ایمان چائے بنا لائی۔۔۔

سبحان کو چائے کے ساتھ پین کمر دی اور خود چائے پی کر لانگ کوٹ زیب تن کرنے لگی تو وہ بعجلت چائے کے گھونٹ بھرتا کپ خالی کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔
سبحان کچھ وقت تک آرام کر لو۔۔۔ وہ سنجیدہ تھی۔۔۔
ممی۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ کچھ کہنے کو منہ کھولتا ایمان بے ساختہ اسے ٹوک گی۔۔۔۔
تم میرے بہت سمجھدار بیٹے ہو سبحان۔۔۔
زوہان بہت لا ابالی اور جذباتی ہے۔۔۔ نوڈا اوٹ وہ ذہین ہے عقلمند ہے لیکن لا ابالی ہے۔۔۔

سچویشن کو اس طرح ہینڈل نہیں کر سکتا جس طرح تم کر سکتے ہو۔۔۔۔
وہ دیوار گیر کھڑکی کی جانب بڑھی اور ہاتھ بڑھا کر اس پر بلا سنڈز ڈال دیئے۔۔۔
باہر سے آتی قدرتی روشنی کا راستہ رک گیا۔۔۔
لاونج نیم تاریک ہو گیا۔۔۔

ایسے میں مجھے تمہارا بہت حوصلہ ہے حان۔۔۔ اور تمہاری صحت پر میں کوئی
کمپر وائز نہیں کر سکتی۔۔۔ وہ پلٹی اور قدم قدم اسکی جانب بڑھی۔۔۔

تمہارے ڈیڈ کی سرجری شام میں ہے۔۔۔ وہ عین اسکے سامنے آرکی۔۔
ابھی دو بجے ہیں۔۔۔

اسنے کلائی پر بندھی رست وایچ پر نگاہ ڈورائی۔۔۔ اس لئے۔۔۔ وہ اسے بازو
سے تھامتی کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔

تب تک تم کچھ دیر ریست کرو۔۔۔ چند گھنٹوں کی نیند لے لو۔۔۔ کم از کم پانچ
بجے تک۔۔۔

رات میں تم نے ہی میرے ساتھ سب ہینڈل کرنا ہے۔۔۔ تو تمہارا فریش ہونا
ضروری ہے۔۔۔

اسنے زبردستی سبحان کو بیڈ پر بیٹھایا۔۔۔
اس سے پہلے کے وہ جھک کر اسکے شویس کھولتی۔۔۔ وہ سٹیٹاتا ہو خود ہی جھک
گیا۔۔۔

ممی آپ بھی نا۔۔۔ شولیسز کھولتا وہ جھنجھلا رہا تھا۔۔۔۔
پانچ بجے کا الارم لگاؤ اور اٹھ کر فریش ہو کر ہسپتال آ جانا۔۔۔ وہ دیوار گیر الماری
کی جانب بڑھی اور ایک لحاف اٹھا کر اسکے بیڈ پر رکھا۔۔۔

نرم بستر میسر آیا تو تھکاوٹ خود بخود انگڑائی کے کر بیدار ہوا اٹھی۔۔۔
اور آپ ممی۔۔۔ ریسٹ تو آپ نے بھی نہیں کی۔۔۔ نیند تو چند گھنٹوں کی آپکو
بھی لینی چاہیے۔۔۔ وہ لحاف کھول کر خود پر لیتا رکا۔۔۔
وہ ادا سی سے مسکرا دی۔۔۔
میں مینج کر لوں گی حاں۔۔۔ ماؤں کو ایسے سب مینج کرنے کی عادت ہوتی ہے۔۔۔
وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی۔۔۔
جب تم اور حان چھوٹے ہوتے تھے اور بیمار پڑ جاتے تھے۔۔۔
تب میں تم دونوں کے ساتھ رات رات بھر جاگتی تھی۔۔۔ دن میں بھی کبھی
آنکھ لگ جاتی کبھی نالگتی۔۔۔ اس لئے۔۔۔
اسنے نم آنکھ کا کونا صاف کیا۔۔۔
میں مینج کر لوں گی۔۔۔ وہیں کچھ دیر آنکھ لگا لوں گی۔۔۔ بس تمہارے ڈیڈ ٹھیک
ہو جائیں اور ہم خوشی خوشی واپس چلے جائے۔۔۔
اسکی آواز میں یاسیت اترنے لگی۔۔۔

لیٹ جاو۔۔ رخ مورتے وہ حجاب سیٹ کرنے لگی تو سبحان چٹ لیٹ کر سینے تک
لحاف اوڑھ گیا۔۔۔

وہ اسکے کمرے کی لائٹ آف کرتی زوہان کالنج کے کر کاٹیج کا دروازہ بند کرتی
کاٹیج سے نکل آئی۔۔۔

اسکی زندگی ہمیشہ سے ہی متحرک رہی تھی اسنے کبھی بھی سستی یا کاہلی سے دن
نہیں گزارا تھا۔۔۔ ہمیشہ ایکٹو رہی لیکن آج کل اسکی زندگی کچھ زیادہ ہی متحرک
ہو گئی تھی۔۔۔

وہ زوہان کالنج لئے ہسپتال کے کمرے میں پہنچی تو وہ ماں کے ہاتھ میں پسندیدہ
پاستہ دیکھ کھل اٹھا۔۔۔
واہ مئی ہو ر آر گریٹ۔۔۔ ویسے بھی بہت بھوک لگی تھی مجھے۔۔۔

دن ڈھل رہا تھا۔۔۔ ایمان کے موبائل میں موجود نماز ایپ کے مطابق یہ
مغرب کا وقت تھا۔۔۔ یہ پاکستان نا تھا جہاں نماز کے وقت چار سو اللہ اکبر کی
آواز گونجتی ریما سنڈر دے دیتی۔۔۔

وہ پہلی فرصت میں وضو کر کے نماز ادا کر آئی۔۔

زوہان اور سبحان دونوں اسکے ساتھ ہی تھے۔۔۔ شامیر کو آپریشن ٹھیٹھریلجایا جا رہا تھا۔۔۔

اسکے لب مسلسل اللہ کے حضور شامیر کی صحتیابی کے لئے دعا گو تھے۔۔۔

وہ کسی کام سے باہر آئی تھی جبکہ سبحان اور زوہان پریشان حال آپریشن ٹھیٹھر کے باہر رانداری میں کھڑے تھے۔۔۔

بھائی اگر اس سرجری کے بعد ڈیڈ کی میمری لاس ہو گئی اور انکی یادداشت سے ہم محو ہو گئے تو۔۔۔ زوہان کی آواز خدشات سے پر تھی۔۔۔

یکدم ایمان کے قدموں کو بریک لگی۔۔۔ دل زور سے ڈھرکا۔۔۔ اسکے چہرے کی رنگت فق ہونے لگی۔۔۔

اللہ ناکرے۔۔۔ لیکن اس سے بڑا سوئیرویہ ہے کہ ڈیڈ کو اس سرجری کے بعد

کوئی مستقل معذوری نا ہو جائے۔۔۔ سبحان کی پریشان حال آواز ابھری تو

ایمان کو لگا کوئی بے دردی سے اسکا کلیجہ نوچ لے گیا ہو۔۔۔ کیا ابھی بھی کچھ تھا

جس سے وہ لاعلم تھی۔۔۔

کیا فضول بول رہے ہو دونوں۔۔۔ وہ آواز کی لڑکھڑاہٹ پر قابو پائے بنا چیخ اٹھی
۔۔۔ ان دونوں نے چونک کر اپنے پیچھے دیکھا اور پیچھے ماں کو کھڑا دیکھ دونوں
مزید پریشان ہواٹھے۔۔۔

زوہان۔۔۔ سبحان۔۔۔ کیا ہے یہ سب۔۔۔ کیا ابھی بھی کچھ ہے جسکی مجھ سے
پردہ داری ہے۔۔۔ وہ دکھ اور ملال سے کہتی قدم قدم انکی جانب بڑھی۔۔۔
انداز میں شکستگی تھی۔۔۔ ناجانے ابھی مزید کتنے امتحان باقی تھے۔۔۔
وہ دونوں ماں سے نظریں چرا کر رہ گئے۔۔۔
ممی ڈیڈ کی زندگی کے لئے یہ رسک تو ہمیں لینا ہی تھا نا۔۔۔ سبحان نے گیلی سانس
اندر کھینچی اور ماں کے بے جان ہوتے وجود کو شانوں سے تھامتے بیچ پر
بیٹھایا۔۔۔

اسکی شہد رنگ آنکھوں میں پانی تیزی سے اکھٹا ہونے لگا۔۔۔ ان شہد رنگ آنکھوں میں جس پر اسکا شوہر دل ہارا تھا۔۔۔ ان شہد رنگ آنکھوں میں جسکا وہ دیوانہ تھا۔۔۔

کیا مطلب حان۔۔۔ دل سینے میں تیزی سے کروٹیں بدلنے لگا تھا۔۔۔
مئی آپ نے دوائی لی۔۔۔ وہ ماں کی فق پڑتی رنگت دیکھ تیزی سے اٹھا۔
چھوڑ دو اس بات کو حان۔۔۔ وہ جھنجھلا اٹھی۔۔۔
حان سرنفی میں ہلاتا تیزی سے اپنے مطلوبہ کمرے کی جانب بھاگا۔۔۔ وہ ماں کی صحت پر دوبارہ رسک نہیں لے سکتا تھا۔۔۔ ایک دفعہ وہ بہت بری حالت میں وقت رہتے انہیں ہسپتال لایا تھا۔۔۔ دوبارہ نہیں۔۔۔
وہ گہری گہری سانسیں بھرتا کمرے میں آیا۔۔۔ واٹر بوتل اٹھائی۔۔۔ جیب سے ٹول کر ماں کی دوائی نکالی جو وہ کاٹیج سے آتے ہوئے حفظاً مقدم کے طور پر ساتھ لے آیا تھا۔۔۔

بجلیت واپس باہر کو بھاگا۔۔۔

ممی آپ ٹھیک ہیں۔۔۔ جب تک وہ واپس ماں کے پاس آیا زوہان ماں کے ساتھ بیٹھا اسکی پشت سہلار ہاتھا۔۔۔

اسکی ماں نے چھوٹی سی عمر میں بہت بڑے بڑے روگ پال لئے تھے۔۔۔
چہرے کی شہابی جانے لگی تھی۔۔۔ اسکی صحت تیزی سے متاثر ہو رہی تھی۔۔۔
رنگت کملار ہی تھی؟۔۔۔ سبحان کو گمان گزرا کہیں باپ کے غم میں ماں کو مستقل
دل کا عارضہ نالاق ہو جائے۔۔۔

اسنے گولیاں ہتھیلی پر نکالتے پانی کی بوتل اور دوائی اسکی جانب بڑھائی۔۔۔ وہ
خاموشی سے دوائی لیتی نگل گئی۔۔۔
واقعی اسکی طبیعت خراب ہو رہی تھی۔۔۔ جسم سے روح پرواز کرتی محسوس ہو
رہی تھی۔۔۔

یکدم ہی کندھوں پر بہت سا بوجھ آگرا تھا۔۔۔
ایسا بوجھ جو کسی آکٹوپس کی مانند اسکے پورے جسم میں سرایت کرتا اسے مفلوج
کرنے لگا تھا۔۔۔

آخر کیوں تھی زندگی اسقدر غیر متوقع چیز۔۔۔

مجھ سے کچھ مت چھپاؤ حان۔۔۔ میں تل تل قطرہ قطرہ مرنے کی بجائے ایک ہی مرتبہ مرنا پسند کروں گی۔۔۔ اسے پر اذیت نابناو۔۔۔ وہ گیلی سانس اندر کھینچتی دیوار سے سر ٹکا گئی۔۔۔

زوہان ماں کا شکستہ انداز دیکھ تیزی سے انکے پاس سے اٹھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا رہداری کر اس کر کے باہر اوپن ایریا میں آ گیا۔۔۔

انکا کمر افرسٹ فلور پر تھا اور کورڈ ایریا کے باہر کھلی سی چھت نما رہداری تھی۔۔۔ جسکی ریلنگ سے جھانکو تو نیچے ہسپتال میں زندگی رواں دواں دکھائی دیتی تھی۔۔۔۔

وہ اس ریلنگ پر کہنیاں ٹکراتا لمبے لمبے سانس بھرنے لگا۔۔۔ سینے میں گھٹن کا احساس بڑھنے لگا تھا۔۔۔

ممی ٹھیک کہتی تھی۔۔۔ وہ جذباتی طور پر اتنا مضبوط تھا کہ ماں کو اسقدر شکستہ حالت میں دیکھ سکتا۔۔۔

دنیا میں سب سے زیادہ بے بس کن حالات و وقت وہی ہوتا ہے جب انسان ماں باپ کو بے بسی کی ان انتہاؤں کو چھو تا دیکھے جہاں وہ چاہ کر بھی انکے لئے کچھ کرنا

سکتا ہو۔۔۔۔۔ باوجود خواہش کے بھی انکی تکلیف کم نا کر پاسکتا ہو۔۔ تمام
ریسورسز استعمال کر کے بھی انہیں خود سے نکچھڑنے سے روک نا سکتا ہو۔۔ وہ
عجیب بے بسی کا مقام ہوتا ہے جب دل کسی آڑے سے کٹتا محسوس ہوتا
ہے۔۔۔۔۔

زوہان شامیر خان کی زندگی میں بھی یہ وہی مقام تھا۔۔۔ جہاں باپ بستر مرگ
پر تھا تو ماں کی ہمت جواب دے رہی تھی۔۔۔

انسان کی سب سے بڑی طاقت ہی اسکے ماں باپ ہوتے ہیں وہ ڈھنے لگیں تو
انسان کا حوصلہ خود بخود ٹوٹنے لگتا ہے۔۔۔ تب بہت ضبط سے وہ وقت کاٹنے کی
ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ اور اسی ضبط کا فقدان وہ خود میں محسوس کر رہا تھا۔۔۔
وہاں سے اندر داخل ہو تو سبحان شامیر خان ماں کے سامنے دوزانو بیٹھا رقت
آمیز لہجے میں تمام بات اسکے گوش گزار رہا تھا۔۔۔

ممی یہ اس سرجری کے سائیڈ ایفیکٹس ہیں۔۔ کیونکہ ڈیڈ کو لگنے والی گولی نکال
دی گئی تھی لیکن اسنے برین نروز کو بری طرح دیکج کیا ہے۔۔۔

اس سرجری میں متاثرہ حصے کو کور کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی۔۔۔ اور
سائید ایفیکٹس کے طور پر یہ تمام صورتحال سامنے آسکتی ہیں۔۔۔ شاید انکی
میسری کا کوئی پارٹ لاس ہو جائے شاید کوئی مستقل معذوری انکی ذات کا حصہ
بن جائے۔۔۔

ایمان کے لب کپکانے لگے تھے۔۔۔
لیکن ان سب کے ساتھ ایک صورتحال مزید بھی ہے۔۔۔ وہ گہری سانس بھرتا
اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

کیا۔۔۔ ایمان نے جھٹکے سے سر اٹھاتے اسے امید سے دیکھا۔۔۔

وہ ہلکا سا مسکرا دیا۔۔۔

ڈیڈ معجزانہ طور پر بالکل ٹھیک بھی ہو سکتے ہیں۔۔۔۔

ایمان کے دل کو ڈھارس ملی۔۔۔

اور معجزے اسی دنیا میں ہوتے ہیں۔۔۔ اور ہمارا رب ہر چیز پر قادر ہے۔۔۔

وہ مسکرا کر ماں کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔۔۔ ایمان نے وثوق سے سرہاں میں

ہلایا۔۔۔

انشا اللہ ایسا ہی ہو گا۔۔۔

انشا اللہ ممی۔۔۔

وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگاتا آنکھیں موندے گیا۔۔۔

انتظار طویل سے طویل تر ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

ان تینوں کی زبانوں پر زکرا الہی تھا۔۔۔ زوہان ہنوز باہر ہی کھڑا تھا۔۔۔ اس میں

اندر آنے کی اور ماں سے نظریں ملانے کی ہمت تک نہ تھی۔۔۔

آپریشن ٹھیٹھر کے باہر جلتی سرخ بتی ہنوز جل رہی تھی۔۔۔

فارم ہاؤس کے ڈرائیوے پر تیزی سے آکر رکتی کار کے ٹائر چرچرائے۔۔۔

پاکستان کا موسم امریکہ کے موسم کے مقابلے میں معتدل تھا۔۔۔

ٹھنڈ تھی مگر وہاں جتنی نہیں۔۔۔ ڈرائیوے گیلی تھی شاید کچھ وقت پہلے ہلکی کن

من ہوئی تھی۔۔۔ ل

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ذوہیب خان اور پیسنجر سیٹ پر بیٹھے ارحم خان نے تاسف سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور چیل کی سی تیزی سے کار کے دروازے کھولتے باہر نکل کر اندھا دھند اندر کی جانب بھاگے۔۔۔۔۔
دھپ دھپ بھاگنے کے باعث انکے بھاری بوٹوں کی دھمک پیدا ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

جیسے جیسے وہ اندرونی بلڈنگ کی جانب بڑھ رہے تھے اندر سے چیخ و پکار کا سلسلہ مزید بڑھتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔

ان چیخوں کی آوازوں نے انکے قدموں میں مزید بجلی بھر دی۔۔۔۔۔
چند راہداریاں تیزی سے پار کر کے وہ لکڑی کے منقش دروازے تک آئے۔
دونوں نے مل کر زوردار آواز کیساتھ دروازہ کھولا۔۔۔۔۔

انف ڈیڈ۔۔۔۔۔ بس کریں آپ۔۔۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔۔

ہال میں آتا ہی ارحم خان حلق کے بل چلا اٹھا۔۔۔۔۔

ذوہیب تیزی سے ہال کے وسط میں پڑی کرسی کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔

واجد خان نے غصے سے پلٹ کر باغی بیٹے کو دیکھا۔۔۔۔۔

میرے باپ مت بنوار حم خان۔۔۔ میرے ہر کام میں ٹانگ مت اڑایا کرو۔۔۔
انکی آواز گرجدار تھی۔۔۔

وہ ایک کھلا سا ہال تھا جسکی ساری بتیاں اس وقت روشن تھی۔۔۔

چند گارڈز دائیں بائیں مودب سے انداز میں ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔۔۔ جبکہ
ہال کے وسط میں کرسی سے امجد کو باندھ رکھا تھا۔ ایک جلادی شخص اس کرسی
کے پاس کھڑا ہاتھ میں تھامے چمڑے کے مضبوط بیلٹ کے ساتھ اسے روئی کی
مانند دھنک رہا تھا۔۔۔

امجد نے بند پڑتی آنکھیں کھول کر اپنے مسیحا کو دیکھا۔۔۔

ذوہیب خان تیزی سے امجد کی جانب بڑھا اور اسکی رسیاں کھولنے لگا۔۔۔
وہیں رک جاؤ ذوہیب۔۔۔ میں کہہ رہا ہوں میرے کام میں ٹانگ مت

اڑاؤ۔۔۔

واحد یہ غدار ہے جو مجھے شامیر تک پہنچا سکتا ہے۔۔۔ یہ سزا اسکی اپنی منتخب کردہ

ہے اگر یہ پیار کی زبان سمجھتے میرے ایک دفعہ پوچھنے پر منہ کھول دیتا تو ابھی

اسکی یہ حالت ناہوتی۔۔۔ واجد خان کف اڑا رہا تھا۔۔۔

شکر کرے یہ کہ ابھی جان سے نہیں گیا۔۔۔ اگر اسنے جلد منہ ناکھولا تو میں یہ بھی کر گزروں گا۔۔۔

ذوہیب لب سختی سے بھینچے باپ کی بات سنی ان سنی کرتا اسے کھولتا رہا۔۔۔
ارحم تاسف زدہ ساتھ کروہیں باپ کر چھوڑی اونچی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔
ٹانگ پر ٹانگ جمائی اور کہنی کرسی کی ہتھی پر رکھتے ہاتھ کی مٹھی ہونٹوں پر جمالی

آپ کیسے کہہ سکتے ہیں بابا کے یہ شامیر کے بارے میں جانتا ہے۔۔۔
ذوہیب ہال کی داہنی سائیڈ پر پڑے میز تک آیا پانی گلاس میں انڈیلا اور قدم
قدم واپس امجد تک آیا۔۔۔
سبحان اور اسکی ماں کو ہسپتال سے ڈسچارج کروا کر یہ ہی اپنے گھر لے کر گیا تھا

واجد خان کے کہنے پر امجد کرب سے آنکھیں میچ گیا۔۔۔
ہر جگہ اسقدر احتیاط کرنے کے باوجود وہ اس جگہ پر کیسے چونگ گیا۔۔۔

وہ کیسے اس بات کو نظر انداز کر گیا کہ یہ چیز بڑے خان کی نگاہوں سے بھلا کیسے پوشیدہ رہ سکتی ہے۔۔۔

ذوہیب نے پانی کا گلاس امجد کے لبوں سے لگایا تو وہ کانپتے ہاتھوں سے گلاس تھامتا غٹا غٹ پانی پی گیا۔۔۔

بابا آپ امجد کی نیت پر شک کر رہے ہیں۔۔۔

امجد اور ہمارا ساتھ بچپن کا ہے۔۔۔ پل پل سائے کی طرح رہا ہے شامیر کے ساتھ۔۔۔

یہ اپنے عمل کی وضاحت دے بس۔۔۔ واجد خان درشتی سے اسکی بات کاٹ گئے۔۔۔

ارحم چپ چاپ خاموشی سے سرخ آنکھوں سمیٹ انہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔

یہ ناحلف پہلے دن سے شامیر کی شادی کے بارے میں جانتا تھا لیکن لب سنیے رہا۔۔۔

بڑے خان گستاخی معاف۔۔۔ وہ کپکپاتے ہاتھ انکے سامنے جوڑ گیا۔۔۔ لیکن

میں نے خان کا نمک کھایا تھا۔۔۔ نمک حرامی کیسے کرتا۔۔۔ خان نے جب ایک

راز کو راز رکھنے کا بولا تھا تو مجھے اس راز کی حفاظت جان دے کر بھی کرنی تھی

--

سب پرانی باتیں ہو گئی امجد۔۔۔ پرانے قصوں کو چھوڑو۔۔۔ ارحم اپنی جگہ پر
سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔ سارا رونا ہی اس بات کا ہے کہ بھائی کی شادی والی بات اتنے
سالوں تک صیغہ راز کیسے رہی۔۔۔ اسکے لہجے میں گہری کاٹ تھی۔۔۔
واجد خان لب بھینچ گئے۔۔۔

نی بات بتاؤ۔۔۔ اب کی بات۔۔۔ جب سبحان اور بھابھی۔۔۔
ارحم کے بھابھی کہنے پرواجد خان غصے سے مٹھیاں بھینچ گیا۔۔۔
بھابھی نہیں ہے وہ تمہاری۔۔۔ اسنے دانت پیسے۔۔۔
ہم اس بحث میں بعد میں پڑیں گے بابا۔۔۔ وہ ایک سرد نگاہ باپ پر ڈال کر واپس
اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

تمہارے ساتھ تمہارے گھر گئے تھے تو پھر آگے کیا۔۔۔ اور تم ان دونوں کو اپنے
گھر کیوں لے کر گئے۔۔۔

ارحم بھائی۔۔۔ مجھے سبحان کا فون آیا تھا۔۔۔ اسکی ماں بیمار تھی۔۔۔ اسے میری مدد درکار تھی۔۔۔ اور میری مجبوری یہ تھی کہ میں اپنے خان کے بچوں کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔۔ اس لئے اسکے پیچھے گیا۔۔۔

وہ ماں بیٹا بہت خوفزدہ تھے۔۔۔

ہنہہہ واجد خان نے بے یقینی سے سر جھٹکا۔۔۔ خوفزدہ اور وہ افلاطوں کے باپ۔۔۔

واپس اپارٹمنٹ نہیں جانا چاہتے تھے۔۔۔ اس لئے میں انہیں اپنے گھر لے گیا۔۔۔

سبحان نے میرے ذریعے ہی اپارٹمنٹ سے اپنا سامان منگوایا اور کچھ دیر میرے گھر پر رک کر وہاں سے چلے گئے۔۔۔ یہ کہہ کر کہ وہ اپنی ماں کو گھر چھوڑنے جا رہا ہے۔۔۔

بکو اس۔۔۔ واجد خان غصے سے چٹختا پلٹا۔۔۔

تم زوہان کے پیچھے پولیس اسٹیشن گئے تھے۔۔۔

افف افف۔۔ کوئی ایک بات بھی اس بڑھے کے علم میں آئے بنا رہ سکتی تھی
کیا۔۔ امجد کو چہرے کے تاثرات درست رکھنے میں مشکل پیش آرہی
تھی۔۔ وہ زیرک انسان چہرے کے تاثرات سے ساری کہانی جان لیتا تھا۔۔
اسی چیز سے تو دل برداشتہ ہو کر وہ لوگ یہاں سے گئے تھے بڑے خان۔۔
واجد خان سنجیدگی سے اسکا چہرہ دیکھ رہا تھا گویا چہرے کے ذریعے سارے دل کا
حال جان لینا چاہتا ہو گا۔۔
وہ لوگ کہاں گئے ہیں کیسے اور کس کی سپورٹ سے۔۔ وواجد خان ایک
لفظ پر زور دیتا گویا ہوا۔۔
میں سب پتہ لگا لوں گا۔۔ اور اگر۔۔ وہ قدم قدم چلتا اسکے مقابل آیا۔۔
اس سب میں تمہاری ایک فیصد شمولیت بھی نکلی۔۔ وہ اسکی کرسی کی ہتھکیوں
پر دونوں ہاتھ ٹکاتا اس پر جھکا۔۔
تو تمہاری بوٹیاں اپنے ہاتھوں سے کروں گا۔۔ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال
کر کہتے وواجد خان کا سرد لہجہ امجد کی رگوں میں دوڑتا خون تک منجمد کر گیا۔۔

نا تو انکی کوئی ٹریول ہسٹری شوہور ہی تھی نا ہی وہ کسی طرح سے جگہ جگہ لگی نا کہ
بندیوں کے باعث شہر سے نکل سکتے تھے نیز انہوں نے شہر بھی پورا چھان مارا تھا
پھر۔۔۔۔

فائن بابا۔۔۔ لیکن آپ دوبارہ امجد کو کچھ نہیں کہیں گے۔۔۔ کم از کم تب تک تو
بلکل بھی نہیں جب تک شامیر واپس نہیں مل جاتا۔۔۔۔
بابا ذویب کو خونخوار نگاہوں سے دیکھتے پیچھے ہٹے جب اسنے سہارا دیتے امجد کو
کرسی سے اٹھایا۔۔۔

اور جب تک شامیر نہیں مل جاتا تم اپنے گھر پر آرام کرو گے یہاں تمہارا کوئی
کام نہیں۔۔۔ ذویب کے لہجے میں سختی تھی۔۔۔
ارحم ہنوز اسی انداز میں بیٹھا باری باری سب کے چہرے دیکھ رہا تھا۔۔۔
تم دونوں کو بھائی کی کوئی فکر نہیں۔۔۔ واجد خان تاسف سے انکی جانب پلٹے
۔۔۔

کس چیز کی فکر بابا۔۔۔ ارحم کالہجہ بے رحم تھا۔۔۔

وہ کل کے بچے بھائی کو ہسپتال سے لے جاسکتے ہیں یہ محض آپ کو لگتا ہے۔۔۔ میں اس بات سے متفق نہیں۔۔۔ کوئی بھی بڑا کام کرنے سے پہلے بیک اپ پلان ہونا ضروری ہوتا ہے وہ کہاں سے آیا انکے پاس۔۔۔ جو بھی ہو۔۔۔ وہ ہیں بچے ہی اتنے بڑے بڑے سٹیپس نہیں اٹھا سکتے۔۔۔

بھائی کہاں ہیں میں نہیں جانتا۔۔۔ لیکن میں انکی واپسی کا منتظر ہوں۔۔۔ وہ سنجیدگی و سر دلچے میں کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

میں انکی واپسی کا منتظر ہوں کیونکہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ جب گھر ٹوٹے ہیں تو لوگ کیسے اس تکلیف کو سنبھالتے ہیں۔۔۔ اسکے لہجے میں ٹوٹے کانچ کی کرچیاں تھیں اور سرد بر فلی بے تاثر نگاہیں باپ پر ٹکی تھیں۔۔۔ کیسے وہ ایک پچھتاوے اور احساس جرم کا بوجھ سینے پر لئے آگے بڑھتے ہیں۔۔۔ کیونکہ۔۔۔ وہ مسکرایا۔۔۔ گھر ٹوٹ بھی تو جایا کرتے ہیں۔۔۔ بالکل ویسے جیسے میرا گھر ٹوٹ گیا تھا۔۔۔ اور پھر گھر پھر سے بن بھی تو جایا کرتے ہیں۔۔۔ جیسے آپ نے میرا بنوایا۔۔۔ وہ عجیب سے انداز میں ہسا۔۔۔

واجد خان اسے دیکھ کر رہ گئے۔۔ اور یہاں تو بھائی کا دوسرا گھر پہلے سے بسا ہوا
ہی ہے۔۔۔

یقیناً بھائی کے آنے کے بعد مزہ آنے والا ہے۔۔۔ وہ بے تاثر نگاہوں سے
مسکراتا ہوا پلٹ گیا۔۔۔

جبکہ ذوہیب خان بھائی کی بے حسی دیکھتا رہ گیا۔
یہ انکا چھوٹا بھائی اس قدر بے حسی کب سے ہو گیا۔۔۔ وہ محض سوچ کر رہ گیا۔۔۔

وہاں سے میلوں دور امریکہ کے اس ننخ بستہ ہسپتال میں آو تو یہاں اس وقت
اندر کا درجہ حرارت باہر کی نسبت معتدل تھا۔۔۔
وہاں تین جانیں مسلسل پچھلے تین گھنٹوں سے سولی پر لٹکی ہوئی تھیں۔۔۔
آپریشن طویل ہوتا جا رہا تھا اور ہر گزرتا لمحہ ان ماں بیٹوں پر بھاری ہو رہا تھا۔۔۔
انہوں نے محض دوپہر میں پاستا کھایا تھا جو ایمان نے بنایا تھا اسکے بعد سے ٹینشن
کے باعث بھوک کسی کو بھی نا محسوس ہوئی تھی۔۔۔

سب اپنی اپنی سوچوں میں غرق تھے۔۔ ایمان کی سوچیں سب سے گہری
تھیں۔۔۔ جو اندر ہی اندر اسے کسی گھن کی مانند کھا رہی تھیں۔۔۔۔
جو خان ہوش میں آنے کے بعد انہیں پہچان ناپایا تو۔۔۔ اگر جو وہ انہیں بھول گیا
تو۔۔۔

تو کیسے ڈیفینڈ کرے گی وہ خود کو اور اپنے بچوں کو۔۔۔ پھر واجد خان۔۔۔
اففف۔۔۔ ہر سوچ کے ساتھ اسکے دل کی دھڑکنیں سست پڑتی جا رہی
تھیں۔۔۔

شامیر خان اسکا سب سے مضبوط سہارا تھا جسکی اس وقت اسے اور اسکی فیملی کو
شدید ضرورت تھی۔۔۔ یہ چھوٹی سی فیملی اس وقت سروائیونگ موڈ پر تھی اس
سروائیونگ موڈ پر جہاں شدت سے کسی سہارے کی ضرورت ہوتی ہے جو ہاتھ
بڑھا کر آپکو سہارا دیتا ہے۔۔۔ جو آپ کی پشت پر کھڑا ہوتا آپ کو گرنے نہیں
دیتا۔۔۔

یا اللہ ہم سے ہمارا یہ سہارا مت چھیننا۔۔۔ وہ مسلسل اپنے رب کے حضور دعا گو
تھی کہ یہ سرجری سو فیصد کامیاب ٹھہرے ورنہ وہ دیکھ سکتی تھی کہ آگے

حالات ان پر مزید تنگ پڑنے والے تھے۔۔ اگر خان کی میموری سے وہ اور اسکے بچے محو ہو گئے تو واجد خان کے لئے انہیں توڑنا بہت آسان تھا۔۔۔
دفعۃً پہلے آپریشن ٹھیٹھر کی بتی بند ہوئی اور پھر اسکے دروازے کھل گئے۔۔
یکدم وہ تینوں الٹت ہوا اٹھے۔۔۔

زوہان اور سبحان تیزی سے وہاں سے نکلتے ڈاکٹر کی جانب بھاگے جبکہ ایمان کو اپنے جسم سے روح نکلتی محسوس ہوئی۔۔۔ اس میں اتنی ہمت تک نہ تھی کہ اٹھ کر ڈاکٹر کی جانب بڑھ پاتی۔۔۔
اسکا دل بری طرح گھبرا رہا تھا۔۔۔ نا جانے ڈاکٹر اب کیا کہنے والا تھا۔۔۔
وہ ڈاکٹر کے چہرے سے اسکے تاثرات سے آپریشن کی کامیابی کا اندازہ لگانا چاہتی تھی۔۔۔ لیکن ندارد۔۔۔۔

ڈاکٹر انہیں کچھ کہہ رہا تھا ایمان کو اسکے ہلتے ہونٹ دکھائی دیئے۔۔۔۔
مگر کیا۔۔۔ وہ کیا کہہ رہا تھا۔۔۔ وہ سمجھنا پار ہی تھی۔۔۔

ارحم اس وقت وائٹ پینٹ اور وائٹ ہی شرٹ میں ملبوس بال جیک سے سیٹ کئے اپنے آفس کی ریوالونگ چیرپر موجود تھا۔ سفید ہی کوٹ کرسی کی بیک پر موجود تھا۔۔۔

اسکے سامنے اس وقت اسکالپ ٹاپ کھلا پڑا تھا جس پر وہ کوئی فائلز چیک کر رہا۔۔۔ سنجیدہ چہرہ او آنکھیں لیپ ٹاپ کی سکرین پر موجود تھیں۔۔۔ ارد گرد چند فائلز پڑیں تھیں جبکہ آفس میں موجود گلاس ونڈو کے بلاسٹنڈز ہٹے تھے جہاں سے باہر کا منظر جھلملا رہا تھا۔۔۔ اسلام آباد میں ان دنوں سردی تھی اور سورج بادلوں کی اوٹ میں کہیں چھپ بیٹھا تھا اس لئے دوپہر میں بھی شام کا گمان ہونے لگا تھا۔۔۔

دفعہ دار وازہ ناک کر کے اسکی سیکریٹری اندر داخل ہوئی۔۔۔ وہ سیاہ کھلے سے ٹراؤزر پر سیاہ ہی کھلی سی ٹاپ زیب تن کئے سر پر حجاب کئے ہوئے تھی۔۔۔

ارحم نے لیپ ٹاپ کی سکرین سے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا اور واپس لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہو گیا۔۔۔

یس مس مایا۔۔۔ آج کامیرا مزید کوئی شیڈیول تو نہیں۔۔۔ وہ ہنوز لیپ ٹاپ پر مصروف تھا۔۔۔

سر آپ نے آج اکاؤنٹنٹ کی سیٹ کے لئے انٹرویوز لینے ہیں۔۔۔ وہ میز کے دوسری طرف کھڑی شش و پنج میں مبتلا تھی۔۔۔

اوہ۔۔۔ ارحم خود کو ڈھیلا چھوڑ کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔۔۔ گہری سانس خارج کی اور چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔۔ وہ ذہنی طور پر اس سلیکشن کی محنت کے لئے تیار نہیں تھا۔۔۔

وہ دراصل مجھے آپ سے ایک بات کرنی تھی سر۔۔۔

وہ ہاتھ مرورتی مزید گویا ہوئی تو راحم ٹھٹھکا۔۔۔

جی بیٹھیں مس مایا اور کہیے۔۔۔ اس نے سیدھا ہوتے ہاتھ سے کرسی کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

سر دراصل آپ سے ایک فیور چاہیے اگر آپ دے سکیں تو۔۔۔

ارحم خان ہمیشہ سے ہی اپنے سٹاف کے لئے واجد خان کی نسبت بہت نرم دل واقع ہوا تھا۔۔۔ اور یہ انکے آفس کی اسلام آباد میں ہی دوسری برانچ تھی جسے وہ سنبھال رہا تھا۔۔۔

جی کہیے۔۔ وہ دونوں ہاتھ باہم پھنسا کر میز پر رکھتا قدرے آگے کوچھکا۔۔۔

سردر اصل میری ایک دوست ہے۔۔ اسکا اکیڈمک ریکارڈ بہت شاندار ہے اور

اور۔۔۔۔۔

مایا کے جھجھکنے پر وہ ہمہ تن گوش ہوا۔۔۔ جیسے اسکی تمہید سمجھنا پایا ہو۔۔۔

سروہ نیڈی ہے اس جاب کے لئے۔۔۔ اسکے ہر بینڈ کا ایک سیڈینٹ ہوا ہے

اور۔۔۔
مس مایا کم ٹو داپوائنٹ پلیز۔۔ وہ اس جذباتی ذاتیات سے اکتا گیا۔۔
سر پلیز اگر آپ مجھے یہ فیور دے دیں کے جاب میری دوست کو ہی مل جائے
تو۔۔۔ وہ جھجھکتی ہوئی بات مکمل کر کے لب کترنے لگی۔۔۔

ارحم نے سنجیدگی سے اسے دیکھا جو آنکھوں میں آس و نرا اس لئے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے آپ انہیں بلا لیں۔۔۔۔۔ کے آکر انٹرویو دیں۔۔ پھر دیکھتے ہیں۔۔۔۔۔
اگر وہ اہل ہوئیں تو انہیں جاب مل جائے گی۔۔۔ وہ بات مکمل کرتا لیپ ٹاپ پر
جھک گیا۔۔۔

لیکن سر سر سر سر سر۔۔۔۔۔

وہ جھنجھلا اٹھا۔۔۔ کیا ابھی کچھ اور بھی رہتا ہے کہنے کو مس مایا۔۔۔
یس سر سر سر سر۔۔۔ وہ دراصل۔۔۔ اسکے پاس اکاؤنٹینٹ کی ڈگری تو ہے
مگر۔۔۔ مگر ایکسپیرینس نہیں۔۔۔ یہ اسکا فرسٹ ایکسپیرینس۔۔۔
لیکن سر وہ بہت نیڈی ہے۔۔۔ آج کل اسکے گھر کے حالات بہت خراب ہیں تو
پلیز۔۔۔۔۔

وہ لب بھینچ گیا۔۔۔ ٹھیک ہے وہ انٹرویو دے۔۔۔ اگر وہ اپنے کام کو لے کر
پیشینٹ ہوئی اور مجھے اس پوسٹ کی اہل لگی تو اسے جاب مل جائے گی۔۔۔۔۔
اوہ ٹھیں کیو سر۔۔۔ وہ مسکرا اٹھی۔۔۔

عین اسی وقت اسکے کیمین کا دروازہ ناک ہوا اور دروازہ کھول کر بلیک جینز پر
میروں نیک شرٹ زیب تن کئے بالوں کی ٹیل پونی بنائے عروشہ اندر داخل

ہوئی۔۔۔ پاؤں میں کور شوز تھے البتہ ہلکی سے لپ اسٹک سے ہونٹ رنگے
ہوئے تھے۔۔۔

یوے گونا و مس مایا۔۔۔ اسے اندر آتا دیکھ وہ مایا سے گویا ہوا۔۔۔

ڈاکٹر کچھ کہہ رہا تھا جبکہ ایمان اسکی بات سن نہیں پار ہی تھی البتہ اسے اس ڈاکٹر
کے محض ہلتے ہونٹ دکھائی دے رہے تھے۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ چلا گیا تو دونوں بیٹے اسکے پاس آئے۔۔۔

اٹھیس ممی ڈیڈ کوروم میں شفٹ کیا جا رہا ہے۔۔۔

کیا کہا ڈاکٹر نے۔۔۔ سبحان نے اسے بازو سے تھامتے کھڑے کیا۔۔۔ وہ انکے
ساتھ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر چلتی مطلوبہ کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔

ڈیڈ کی سرجری ہو گئی ہے ممی۔۔۔ اور کس قدر کامیاب ہوئی ہے اسکا دار و مدار
ڈیڈ کے ہوش آنے پر ہے۔۔۔ انکے ہوش میں آنے کے بعد انکے پھر سے چند
ٹیسٹ ہونگے جسکے بعد اس سرجری کی کامیابی کے بارے میں بتایا جاسکے گا۔۔۔

وہ لوگ چلتے چلتے کمرے تک آگئے جہاں سٹاف ممبرز شامیر کو سٹر پیجر سے
پیشنت بیڈ پر منتقل کر رہے تھے۔۔۔

انہیں ہوش کب تک آئے گا۔۔

اسکی نگاہیں ہنوز شامیر پر ٹکی تھیں جسکا سر سارا پیٹوں سے جھکڑا تھا۔۔۔
انشا اللہ صبح تک۔۔

وہ کرسی گھسیٹ کر عین شامیر کے بستر کے پاس بیٹھ گئی۔۔ چند پل اسے بھرائی
نگاہوں سے دیکھا پھر زونی سے موبائل لیتی وہیں بیٹھ کر اونچی آواز میں سورت
الرحمن کی تلاوت کرنے لگی۔۔۔

سر جری سے فری ہوئے تو کھانے کا خیال سب سے پہلے سجان کو ہی آیا۔۔۔
وہ خاموشی سے کمرے سے نکلتا ہسپتال کی کینیٹین میں آگیا۔۔۔۔۔ وہاں سے

سینڈ ویچر اور کافی کے کپ خریدے اور واپس کمرے میں آیا۔۔۔

ایمان لگاتار بار بار اسی صورت کی تلاوت کر رہی تھی۔۔۔ کبھی تلاوت کرتے
آواز کانپ جاتی تو کبھی ہچکی بندھ جاتی۔۔۔ جیسے وہ اسی سورت کے ذریعے اپنے

رب کی مدد کو پکار رہی ہو۔۔۔ آنسو مسلسل آنکھوں سے بہتے جا رہے تھے۔۔۔
زوہان کا وچ پر ہاتھ سینے پر باندھے بیٹھا سر جھکائے لب چبار ہاتھا۔۔۔
سبحان نے سب کچھ لا کر کا وچ پر رکھا اور خود ماں کی سورۃ مکمل ہونے کا انتظار
کرنے لگا۔۔۔

جیسے ہی سورۃ مکمل ہوئی اس سے پہلے کے وہ سورۃ پھر سے شروع کرتی اسنے ماں
کے ہاتھ سے موبائل تھام لیا۔۔۔

ایمان نے اچھنبے سے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

اٹھیں مئی آئیں پہلے کچھ کھالیں۔۔۔

وہ نرمی سے کہتا ماں کا بازو پکڑ کر اسے اٹھانے لگا۔۔۔

وہ خاموشی سے اٹھ آئی۔۔۔

تینوں نے وہیں بیٹھ کر کھانا کھایا۔۔۔

مئی آپ اس کا وچ پر کچھ دیر سو جائیں ورنہ آپکی طبیعت بگڑ جائے گی۔۔۔

وہ دیکھ رہا تھا کہ ماں مسلسل اڑتالیس گھنٹوں سے بے آرامی کی نظر ہے۔۔۔

اور اسکی طبیعت بگڑنے کی وجہ بھی یہ ہی تھی۔۔۔

میں ٹھیک ہوں حان تم دونوں آرام کرو۔۔۔ وہ سنجیدگی سے کہتی واپس اسی کرسی پر آگئی۔۔۔

سبحان تاسف سے ماں کو دیکھ کر ہی رہ گیا۔۔۔

اور پھر اگلے دو گھنٹوں تک اس کمرے میں انکی ماں کی خوبصورت آواز میں تلاوت گھونجتی رہی۔۔۔ جب پڑھتے پڑھتے اسکی آواز موٹی ہونے لگی۔۔۔

زوہان نے چونک کر بھائی کو دیکھا۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتا سبحان نے انگلی ہونٹوں پر رکھتے اسے خاموش کروا دیا۔۔۔

اور پھر نیند تو سولی پر بھی آجاتی ہے۔۔۔ موبائل ایمان کے ہاتھ سے پھسلا اور وہ کرسی پر بیٹھی ہی شامیر کے بستر پر سر رکھے نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔
بھائی ممی کو جگا کر یہاں لٹا دیتے ہیں ورنہ یوں وہ بے آرام رہیں گی۔۔۔ زوہان بے چین ہوا اٹھا۔۔۔

نو۔۔۔ کم از کم ابھی وہ سو تو رہی ہیں اور یہ انکی صحت کے لئے بہتر ہے کہ وہ بے سکونی کی ہی سہی مگر چند گھنٹوں کی نیند لے لیں۔۔۔ اگر انہیں جگا کر یہاں لیٹانا چاہا تو وہ اٹھ جائیں گی اور پھر نہیں سوئیں گی۔۔۔

سبحان کے کہنے پر وہ لب بھینچ گیا۔۔۔ رات قطرہ قطرہ پھسل رہی تھی اور یہ
رات اپنے دامن میں کئی راز اور اس و امید چھپائے اس گھر کے سبھی مکینوں پر
بھاری تھی۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔ عروشہ سلام کرتی آگے آئی۔۔۔
ارحم نے مسکرا کر سلام کا جواب دیا اور ہاتھ کے اشارے سے اسے بیٹھنے کو
کہا۔۔۔

تب تک مایا آفس سے نکل گی۔۔۔
ارحم لیپ ٹاپ کی سکرین فولڈ کرتا اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔
کیسے ہوا رحم۔۔۔ وہ ہاتھوں کے ناخنوں کو دیکھتی کچھ کنفیوز سی تھی۔۔۔
شکر الحمد للہ۔۔۔ جب سے اسکے ساتھ یہ ٹریجڈی ہوئی تھی انکا سامنا اب ہو رہا
تھا۔۔۔

شامیر بھائی کا کچھ پتہ چلا۔۔۔

ارحم نفی میں سر ہلا گیا۔۔۔ کچھ لوگئی تم۔۔۔ چائے یا کافی۔۔۔ اسنے انٹر کام اٹھایا۔۔۔

نوا سکی ضرورت نہیں۔۔۔ اسنے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا۔۔۔
اٹس اوکے۔۔۔ ایک کپ کافی میرے ساتھ پی لو۔۔۔ وہ اسکے جواز کو رد کرتا
انٹر کام پر کافی کا کہنا لگا۔۔۔

عروشه لب چباتی اسے دیکھتی رہی۔۔۔ وہ دراز قد و قامت اور مضبوط ڈیل ڈول کا
حامل مردانہ وجاہت کا شہکار نا جانے ہمیشہ سے اتنا مکمل اور دل کو چھو جانے والا
تھایا عروشه کے دل کی حالت ہی اب بدلنے لگی تھی۔۔۔

پچھلے دو سالوں میں اسنے جسقدر ارحم کا کئیرنگ انداز اور زمہ دارانہ روپ دیکھا
تھا وہ بالکل غیر ارادی طور پر شب و روز اسے ہی سوچنے لگی تھی۔۔۔

ہر ہر مقام پر اس شخص نے اپنے رشتے کو اہمیت دیتے اسے مان بخشا تھا۔۔۔ ہر جگہ
پر اسے معتبر ٹھہرایا تھا۔۔۔

کوئی فیمیلی فنکشن ہوتا کوئی فرینڈ گیٹ تو گیڈر ہوتا وہ اسکی ایک آواز پر اپنے سو
کام چھوڑ کر پیش پیش ہوتا۔۔۔

پچھلے دو سالوں میں ار حم خان کی وجہ سے اسے ایک تنکے جتنی ایذا پہنچی تھی۔۔۔۔۔ ہاں یہ ضرور ہوا تھا کہ دونوں میں ایک حد تک دوستی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ ہاں کسی بھی ضرورت کے وقت عروشہ کو آواز دینے کے لئے سب سے پہلے ار حم کا نام سو جھتا۔۔۔ اور وہ بھی اسکی ایک آواز پر لبیک کہتا۔۔۔۔۔ لیکن اس مکمل سچویشن میں کچھ ادھورا تھا۔۔۔ اور وہ تھا ار حم خان کی ذات کے گرد چڑھا خول۔۔۔

وہ خود اسکی ہر ضرورت کے وقت پیش پیش ہوتا۔۔۔ فوراً اسے پیشتر اسکی کسی بھی تکلیف کا مداوا کرتا۔۔۔ اسکو درپیش مسائل کا حل نکالنے کو ہلکان ہوتا۔۔۔۔۔ لیکن وہ اسے اپنے کسی غم میں شریک ہونے کی اجازت نہ دیتا تھا۔۔۔ ار حم خان کی ذاتیات اسکے دکھ اسکے اپنے تھے۔۔۔۔۔

لاکھ کوشیش کے باوجود بھی انکی دوستی ایک حد سے آگے نہ بڑھ پائی تھی۔۔۔۔۔ کئی شعوری کوششوں کے باوجود بھی وہ ار حم کی ذات کے گرد بنا خول چٹھانا سکی تھی۔۔۔

وہ خود اسکی ہر سرد و گرم میں اسکے ساتھ ہوتا لیکن دوسری طرف ار حم خان کے دل تک آنے والا ہر دروازہ وہ بند کئے ہوئے تھا۔۔۔ اور باوجود کوشش کے بھی عروشہ وہ دروازہ ڈھونڈنے میں ناکام رہی تھی جس پر دستک دے کر وہ ار حم خان کی ذات کے گرد بنا خول چٹھا سکتی۔۔۔

وہ اول روز کی طرح اپنے کہے پر قائم تھا۔۔۔ دونوں میں عزت کا رشتہ تھا۔۔۔ وہ اسے مان دیتا عزت دیتا۔۔۔ اسکا خیال رکھتا۔۔۔ جبکہ عروشہ عورت ہو کر اسکے کئیرنگ انداز اور عزت و مان بھرے رویے کے باعث اپنے دل میں اسکے لئے ایک سو فٹ کا رنر رکھنے لگی تھی لیکن دوسری اور اس معاملے میں اول روز والی سرد مہری تھی۔۔۔ اور عورت ہو کر پہل وہ خود سے کرنا سکتی تھی۔۔۔ ایکچولی ار حم۔۔۔ مام کے کزن کے بیٹے کی شادی ہے۔۔۔۔۔ وہ جھجھکتی ہوئی میز کی سطح پر انگلی پھیر رہی تھی۔۔۔ اور وہ چاہتی ہیں کے ہم دونوں وہ شادی اٹینڈ کریں۔۔۔ اگر تم فری ہو تو۔۔۔ اسنے حفظ ماتقدم کے طور پر کہا۔۔۔

اُس اوکے۔۔۔ تم مجھے شادی کی ڈیس سینڈ کر دینا میں بیچ کر لوں گا۔۔۔ وہ
سادگی سے کہتا لیپ ٹاپ دوبارہ سے کھول گیا۔۔۔ عروشہ اسے دیکھ کر رہ
گئی۔۔۔

دفعۃً کافی آگئی۔۔۔ ارحم نے ٹرے سے کپ اٹھاتے پہلے اسکے سامنے رکھا پھر
خود گرم کافی کو گھونٹ گھونٹ اندر اتارنے لگا۔۔۔

آئی اور انکل ٹھیک ہیں۔۔۔ وہ لیپ ٹاپ پر کام کرتا اب اس سے معمول کے
سوال پوچھ رہا تھا جن کے وہ ہوں ہاں میں جواب دے رہی تھی۔۔۔
ارحم نے اسکی غائب دماغی نوٹ کی مگر ٹو کنا مناسب نا سمجھا۔۔۔
دفعۃً انٹر کام بجا تو اسنے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔۔۔
ہمم۔ ویٹ آمنٹ۔۔۔

وہ ریسیور پر ہاتھ رکھتا اسے سائیڈ پر کر گیا۔۔۔
ایکجولی مجھے چند انٹرویوز لینے ہیں۔۔۔ اگر تم کمفرٹیبل ہو تو میں بلا لوں انہیں۔۔۔
ادروائز میں بعد میں۔۔۔

نوں۔۔۔ اُس اوکے۔۔۔ تم کرو اپنا کام۔۔۔ وہ مسکرا دی۔۔۔

او کے بھیج دو۔۔۔ اس نے ریسپور پر اجازت دیتے ریسپور کریڈل پر رکھ دیا۔۔۔
جبکہ عروشہ کی آنکھوں میں نمی سمٹنے لگی جسے اس نے پلکیں جھپک جھپک کر اندر
اتار ا۔۔۔

اس شخص کا ہر انداز ہی اتنا پیارا اور عزت و احترام سے بھرپور ہوتا کہ وہ شخص
بلا اجازت ہی دل کو اچھا لگنے لگا تھا۔۔۔ وہ پہروں اسی شخص کو سوچتی رہتی پھر
جھنجھلا کر سارا غصہ دل کی اس بدلتی کیفیت پر ہی نکال دیتی جو اسے رسوا کرنے
پر تلی تھی۔۔۔

وہ شخص اسکا تھا۔۔۔ لیکن اسکا ہو کر بھی وہ میلوں کے فاصلے پر تھا نا جانے کیسے
پاٹتی وہ اس فاصلے کو۔۔۔
وہ لیپ ٹاپ سے کچھ دیکھتا اب فائلز کھول گیا۔۔۔

دفتدار وازہ ناک ہوا اور انٹرویو کے لئے پہلی کینڈیڈیٹ اندر داخل ہوئی۔۔۔
اسلام علیکم۔۔۔

سلام پر ار حم نے چونک کر سر اٹھایا اور سامنے موجود لڑکی کو دیکھ اسکی نگاہوں
کے سامنے زمین آسمان کے کلاپے گھوم گئے۔۔۔ فائل ہاتھ سے لڑھک گئی۔۔۔
اسے اپنے ارد گرد دھماکے ہوتے سنائی دیئے۔۔۔

دل کی حالت غیر ہونے لگی تھی۔۔۔

عروشہ نے اچھنبے سے ار حم کے پل پل بدلتی رنگت کو دیکھا اور دوسری نظر کینین
میں داخل ہوتی کینڈیڈیٹ کو۔۔۔ اسکا دماغ بھک سے اڑا۔۔۔

وہ لمحے کی تاخیر کئے بنا پہچان گئی کہ یہ ار حم کی وہی کلاس فیلو تھی۔۔۔ اسکی پہلی
بیوی عینا۔۔۔

جبکہ سب سے زیادہ قابل رحم حالت عینا کی تھی۔۔۔ سامنے باس کی کرسی پر
موجود ار حم خان کو دیکھ اسکی ذات جھٹکوں کی زد پر تھی۔۔۔ رنگت فق ہوتی جا
رہی تھی۔۔۔ اسنے بے ساختہ ہاتھوں کی کپکپی پر قابو پانے کو فائل زور سے
تھامی۔۔۔

کاش اسے کوئی منتر آتا جسے پڑھ کر وہ اس کمرے سے غائب ہو جاتی۔۔۔ یہ
قسمت اسے کس موڑ پر لے آئی تھی۔۔۔

عینا کسی بھی پل وہ سے بھاگ جانے کے در پر تھی۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ
اپنے دماغ میں چلتی سوچ پر عمل پیرا ہوتی وہ ابھی پلٹی ہی تھی کے ارحم کی
سیکریٹری مایا اندر داخل ہوئی۔۔۔

چلو فائل آگے رکھو سر کے۔۔۔ وہ اسے ہوں اپنی جگہ پر ساکت و جامد دیکھ اسکے
کان میں دانت پیس کر گویا ہوئی۔۔۔ عینا نے خالی خالی نگاہیں اٹھا کر اسے
دیکھا۔۔۔ چلو بے وقوف لڑکی اتنا اچھا موقع مس نہیں کرتے وہ اسے ہونق بنا
کھڑے دیکھ اسکی بازو زور سے جھکڑے مسکراتی ہوئی اسے لئے ارحم کی جانب
بڑھی۔۔۔

ارحم کو اس وقت اپنے حواس بحال رکھنا دنیا کا مشکل ترین امر لگا۔۔۔
وقت کی برس پیچھے چلا گیا۔۔۔ وہ خان ولا کے لان میں کھڑے تھے۔۔۔ بابا کا بلیک
میل کرنا۔۔۔ پریش کے باعث اسکا ایک نہایت غلط فیصلہ لے جانا۔۔۔ عینا کا
تیوراکر گر پڑنا اور پھر ہسپتال۔۔۔ سب گڈ مڈ ہونے لگا۔۔۔ دل کی حالت عجیب
ہو رہی تھی۔۔۔ اندر ہی اندر اسے کچھ کاٹنے لگا۔۔۔ افیت رگوں میں سرایت
کرنے لگی تھی۔۔۔

وہ اس سامنے کے لئے تیار نہ تھا۔۔۔ حقیقت تھی وہ خود اس وقت کوئی منتر پڑھ کر یہاں سے غائب ہو جانا چاہتا تھا۔۔۔

سریہ عینا کی فائل۔۔۔ اسکی سی وی اور اسکا اکیڈمک ریکارڈ۔۔۔
مایا نے اسکے ہاتھ سے فائلز جھپٹتے ار حم کے سامنے کھول کر رکھی۔۔۔
عینا گم صم سی سانس تک رو کے نگاہیں زمین پر ٹکائے بے حس و حرکت کھڑی تھی۔۔۔

بامشکل ار حم نے فائلز اپنے سامنے سیدھی کی۔۔۔ اسکے ہاتھ میں لغزش تھی۔۔۔

چند صفحے پلٹائے۔۔۔
مایا اسکے اکیڈمک ریکارڈ کی تعریفیں کر رہی تھی۔۔۔

ار حم سائیں سائیں کرتے دماغ کے ساتھ اسے سن رہا تھا۔۔۔
یہ بھلا اس سے بہتر کون جان سکتا تھا کہ عینا کا اکیڈمک ریکارڈ کس قدر شاندار رہا تھا۔۔۔ وہ ایک برائٹ سٹوڈینٹ تھی۔۔۔
مس مایا۔۔۔

وہ ابھی کچھ اور بھی کہہ رہی تھی جب ارحم نے تھک کر فائلز بند کر دی۔۔۔
یکدم مایا کی زبان کو بریک لگا۔۔۔

انکا اپارٹمنٹ لیٹر ٹائپ کروادیں۔۔۔ یہ کل سے جوائن کر سکتی ہیں۔۔۔
وہ ہاتھ سے فائلز انکی جانب دھکیلتا کر سی کارخ پلٹ گیا۔۔۔
کیا۔۔۔ سر واقعی۔۔۔ مایا کی خوشی دیدنی تھی۔۔۔

اتنی جلدی جاب مل گئی۔۔۔ ناباقاعدہ کوئی انٹرویو ناسوال جواب۔۔۔ اسے کیا
چاہیے تھا بھلا۔۔۔

تھینک یو سر۔۔۔ تھینک یو ویری میچ۔۔۔
وہ تشکرانہ طور پر کہتی فائلز اٹھاگی۔۔۔ میں پھر باقی کینڈیڈیٹس کو واپس بھیج
دوں۔۔۔

ہممم۔۔۔ وہ گہرے گہرے سانس بھرتا خود کو کمپوز کر رہا تھا۔۔۔
ایکسیکوزمی۔۔۔ عروشہ اس ساری صورتحال میں خود کو اکورڈ محسوس کرتی انکے
آفس سے نکلنے سے پہلے ہی تیزی سے اٹھی باہر نکل گئی۔۔۔

اور اس رشتے میں بندھے کے بعد دو سالوں میں یہ پہلی مرتبہ ہوا تھا کہ ارحم
اسکی آنکھوں میں ہلکورے لیتی تکلیف کو دیکھ ناپایا تھا۔۔۔ یا اسنے اسے یوں جانے
دیا تھا۔۔۔

بے خبری کا عالم یہ تھا کہ اس وقت وہ ماضی کی خاردار جھاڑیوں میں کہیں الجھتا
اپنی ذات تک فراموش کر گیا تھا۔۔۔

عروشہ تیزی سے ارحم کے آفس سے نکلی اور لفٹ کے سہارے نیچے آتی بنا کسی
کی جانب دیکھے آفس کی عمارت سے باہر نکل آئی۔۔۔۔۔
باہر ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکوں نے اسکا استقبال کیا۔۔۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی
ایک سیدھ میں چلتی جا رہی تھی۔۔۔ دماغ میں جھکڑ سے چل رہے تھے۔۔۔ ابھی تو
وہ خود اپنی زندگی میں سیٹل ناہو پائی تھی کہ عینا نامی لڑکی کی ارحم کی زندگی میں
دوبارہ سے مداخلت۔۔۔ اففففف دماغ سن ہونے لگا تھا۔۔۔

عروشہ کا سر بے طرح درد کرنے لگا۔۔۔ جسم سے توانائیاں نچھرتی محسوس ہوئی
تو وہ روڈ کنارے بنے ایک کافی شاپ میں آگئی۔۔۔ شیشے کا دروازہ دھکیلا اور
اندر داخل ہوئی۔۔۔ اندر کا ماحول باہر کی نسبت گرم تھا۔۔۔ وہ قریبی میز کی
کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔۔۔ سر ہاتھوں میں تھام لیا۔۔۔ سر پر بہت سا بوجھ آگر
تھا۔۔۔

اسنے آنکھیں زور سے میچیں۔۔۔

انکی شادی ایک سمجھوتا تھی۔۔۔ موو آن کرنے کی کوشش وہ کر رہی تھی۔۔۔
حادث کی یادوں کو بھلا کر ارحم کی جانب متوجہ وہ ہوئی تھی۔۔۔ ارحم تو وہیں کا
وہیں تھا۔۔۔ وہ لب چباتی اب ایک ایک بات پر غور کر رہی تھی۔۔۔

اففففف۔۔۔ ایسے میں اسکی پہلی ترجیح کون ہوتی۔۔۔ مجبوری کا سودا یا

محبت۔۔۔ سینے میں موجود دل کروٹیں بدلنے لگا۔۔۔ اور وہ ہی کیوں۔۔۔ اگر
ارحم کی جگہ وہ ہوتی اور حارث کہیں سے واپس آجاتا تو اسکا فیصلہ کیا ہوتا۔۔۔

دل دھک دھک کرنے لگا تھا۔۔۔ اور بحر حال اسنے یہاں اس مقام پر ارحم کو مار جن دیتے خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑنے کا پفیصلہ کیا۔۔۔ اور الجھی طبیعت کیساتھ جینز کی پاکٹ سے موبائل نکالتی ڈرائیور کو فون کرنے لگی۔۔۔

کافی دیر تک ایک ہی پوزیشن میں بیٹھ کر ماضی کے جھرو نکوں میں کھویا رہ کر خود کو پور پور زخمی کر کے وہ ہوش کی دنیا میں لوٹا تو چونک چونک گیا۔۔۔ یہ اسکے ساتھ کیا ہوا تھا بھلا۔۔۔

ابھی یہاں عینا آئی تھی۔۔۔ وہی عینا جسکی خوشیوں اور کامیاب ازدواجی زندگی کی خاطر اسنے ناچاہنے کے باوجود بھی شادی کر لی تھی۔۔۔۔۔ لیکن کیوں۔۔۔ وہ یہاں کیوں آئی تھی بھلا۔۔۔ وہ تو اپنی زندگی میں خوش تھی۔۔۔ آگے بڑھ چکی تھی۔۔۔ اسکا شوہر اچھا کھاتا کھاتا تھا۔۔۔ پھر بھلا اسے جاب کی کیا ضرورت آن پڑی۔۔۔

سر میری دوست اس جاب کے لئے نیڈی ہے۔۔۔ اسکے شوہر کا ایکسیڈینٹ۔۔۔

اففف۔۔ وہ سر تھام گیا۔۔ تب اسنے کسی کے پر سنلزنسنے سے گریز کرتے سختی سے مایا کو خاموش کروادیا تھا۔۔ اب پچھتا رہا تھا۔۔ کم از کم اسے ساری بات تو جان لینی چاہیے تھی۔۔۔

اسنے انٹرکام اٹھا کر سیکریٹری کو بلانا چاہا۔۔ جب انٹرکام اٹھاتے اٹھاتے ٹھٹھکا۔۔۔

کیا وہ آفس سے چلے گی ہوگی یا ابھی یہیں ہوگی۔۔ وہ شش و پنج میں مبتلا تھا۔۔ دل زور سے دھڑکا۔۔ اسنے سامنے موجود لپ ٹاپ کی سکرین پر سارے آفس کی فوٹیج کھولی۔۔ وہاں چھوٹے چھوٹے ڈبوں میں سارے آفس کے مختلف مقامات کی فوٹیج چلنے لگی۔۔۔ وہیں سکرین کے کونے میں مایا اور وہ دونوں پریروم میں موجود تھیں۔۔۔ اسنے ایئرپوڈز لگاتے اس سکرین پر ٹیچ کیا۔۔

باقی ساری جگہوں کی فوٹیج غائب ہوگئی۔۔ محض پریروم کی فوٹیج کھل گئی۔۔۔

وہ دونوں آمنے سامنے کھڑی تھیں جبکہ عینا کے چہرے پر آنسوؤں کے نشانات تھے۔۔

تمہیں سمجھ کیوں نے آتی مایا میں اس آفس میں کام نہیں کر سکتی یار۔۔ فار گاڈ سیک۔۔ میں کیسے تمہیں سمجھاؤں۔۔۔ وہ بے بسی کی انتہاؤں کو چھوتی اپنی بات اسے سمجھانے میں ناکام ہو رہی تھی۔۔۔

تم پاگل ہو گئی ہو عینا۔۔۔ شوہر تمہارا ایکسڈینٹ کے بعد علاج کے لئے ہسپتالوں میں رل رہا ہے۔۔۔

بٹی تمہاری بھوک سے مر رہی ہے۔۔۔ گھر میں اسے پلانے کو دودھ تک نہیں۔۔۔ ایسے میں تمہیں یہاں جواز سوجھ رہے ہیں۔۔۔

میری جان یہ سروائیول کی جنگ ہے۔۔۔ یا تو جاب کر کے اپنی بچی کو دو وقت کا کھانا مہیا کرو۔۔۔ یا پھر اپنے جوازوں اور آنا کے باعث اسے بھوکا مرنے کو چھوڑ دو۔۔۔ مایا کے بے رحم تبصرے پر اسکا دل کانپ اٹھا۔۔۔

کیونکہ جاب کے حالات تم دیکھ چکی ہو۔۔۔ پچھلے دو ہفتوں سے جگہ جگہ خوار ہونے کے بعد معجزانہ طور پر تمہیں یہاں جاب ملی ہے اور تم نکھرے کر رہی ہو۔۔۔

خاموش آنسو اسکی آنکھوں سے بہتے چلے گئے۔۔۔

مجھے نہیں پتہ کن وجوہات کی بنیاد پر تم یہاں جاب نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ لیکن میرا تمہیں مخلص مشورہ یہ ہی ہے عینا وہ وجوہات جو بھی ہیں۔۔۔ انہیں یہیں اسی جگہ دفن کر دو اور سر پھینک کر محض اپنا کام کرو۔۔۔

کیونکہ یہ جنگ سروائیول کر جنگ ہے اور یہاں جاب کرنا بحر حال بھیک مانگنے سے بہتر ہے۔۔۔ باقی تم خود سمجھدار ہو۔۔۔ جیسے تمہارا دل چاہے۔۔۔ مایا ہر چیز اسکے سامنے کھول کر بیان کر کے فیصلے کا اختیار اسے دیتی پرئیروم سے نکل گئی جبکہ وہ خود چہرہ ہاتھوں میں چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔ کانوں میں لگے ایئر پورٹ کی مدد سے یہ ساری گفتگو سنتے ارحم کی ذات سناٹوں کی زد میں رہ گئی۔۔۔

یہ دنیا گول ہے۔۔۔ اور گھوم پھر کر انسان کو اسی مقام پر لے آتی ہے۔۔۔

اگلے روز ارحم اپنے مقررہ وقت پر آفس آیا تو خاصا گم صم تھا۔۔۔۔۔
ورکنگ حال سے گزرتے ہی ورکرز نے اپنے ڈکسز سے اٹھ اٹھ کر اسے مارننگ
وش کیا وہ سنجیدہ ساسر کے اشارے سے سب کو جواب دیتا آگے بڑھتا گیا۔۔۔
حال میں داخل ہوتے ہی ایک لاشعوری نظر سے ہی وہ اکاؤنٹینٹ کی سیٹ پر
عینا کو بیٹھا دیکھ چکا تھا۔۔۔ ایک لاشعوری نظر کے بعد اس نے دوسری شعوری نظر
اس جانب ناڈالی اور ہوا کے جھونکے کی مانند اسکے پاس سے گزر گیا۔۔۔
اسکے گزرتے ہی عینا کی تب سے اٹکی سانس بحال ہوئی۔۔۔ وہ جو اس سامنے کو
خاصا مشکل سمجھ رہی تھی بحر حال یہ اس سے قدرے آسان واقعی ہوا تھا۔۔
اپنے آفس میں آتا ہی ارحم ریو الونگ چیئر پر ڈھ سا گیا۔۔ آنکھیں میچیں اور
بالوں پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔۔۔
اگر وہ ایسے کفر ٹیل تھی تو ایسے ہی سہی۔۔۔ کم از کم اپنی ذات سے وہ اسکے لئے
کچھ تو آسانی پیدا کر ہی سکتا تھا۔۔۔

دیار غیر میں موجود ہسپتال کے اس کمرے کا ماحول قدرے گرم تھا۔۔۔

وہاں صبح کی سرگرمیاں عروج پر تھیں۔۔ باری باری نماز ادا کرنے کے بعد سے وہ تینوں پھر سے اسی کمرے میں موجود تھے۔۔۔

شامیر کو ابھی ہوش نا آیا تھا۔۔ ایمان اسکے دائیں جانب کرسی پر بیٹھی ابھی تلاوت مکمل کر کے رکی تھی۔۔ جبکہ زوہان اور سبحان بائیں جانب موجود کاوچ پر بیٹھے تھے۔۔۔

دفعۃ شامیر کے جسم میں ہلکی سی حرکت ہوئی جیسے وہ کسمسایا ہو۔۔۔

بھائی۔۔ ڈیڈ۔۔ زوہان باپ کو دیکھ کر فوراً الرٹ ہوا۔۔ اسنے سبحان۔ کو بھی اس جانب متوجہ کیا۔۔ ایمان تو پہلے ہی ہمہ تن گوش تھی۔۔۔ تینوں سانس تک روکتے اس کے بیڈ کے قریب آ گئے۔۔۔ رفتہ رفتہ اسکے جسم میں حرکت ہو رہی تھی۔۔۔

بھائی میں ڈاکٹر کو۔۔ اس سے پہلے کے وہ بھاگ کر ڈاکٹر کو بلاتا سبحان نے نم آنکھوں سے باپ کو دیکھتے اسکا ہاتھ پکڑا سے روکا۔۔۔

وہ بھائی کا نا فہم رویہ دیکھ وہیں رک گیا۔۔۔

شامیر کی آنکھوں کی پتلیوں میں جنبش ہو رہی تھی۔۔۔

ایمان چند قدم مزید اسکی جانب بڑھی۔۔۔۔
اسنے ہلکا سا کراہتے آہستگی سے پلکوں کی چلمن کھولی۔۔۔ پلکوں کی چلمن ایک
دوسرے سے جدا ہوئی تو آنکھوں کے آگے دھند سی دکھائی دینے لگی۔۔۔ رفتہ
رفتہ سے وہ دھند چھٹنے لگی تو اسے اپنے ارد گرد چند ہیولے سے دکھائی دینے
لگے۔۔۔۔

دماغ رفتہ رفتہ سب پر اسس کرنے لگا تھا۔۔۔ کسی سکینر کی مانند پلکوں کی اٹھتی
گرتی چلمن شناخت کے مراحل طے کر رہی تھی۔۔۔ شامیر کا ہلکا سا رخ بیٹوں کی
جانب تھا۔۔۔

ایک ایک پل ان تینوں پر جان گسل تھا۔۔۔ سب کے حلق تک خشک ہوئے
پڑے تھے۔۔۔

دفعۃ شامیر کے سپاٹ چہرے پر احساسات و جذبات کی چند لکیریں ابھری۔۔۔
باہم پیوست لب زرا سا پھر پھڑائے۔۔۔ جیسے وہ دماغ پر زور ڈال رہا ہو۔۔۔
زوہان تیزی سے باپ کی جانب بڑھا۔۔۔ اتنا قریب کے وہ لب ہلاتا تو وہ انکی
جنبش سے باپ کی بات سمجھ جاتا۔۔۔

[illegible]

باپ کے منہ سے نکلنے والے الفاظ پر وہ وہیں گھٹنوں کے بل ڈھ گیا۔۔۔ جیسے ضبط کے بندھ ٹوٹ گئے ہوں۔۔۔

وہ باپ کالا ڈلا تھا اتنے سے التفات سے ہی بکھر بکھر گیا۔ پھر ہر چیز بھلائے جو باپ کے شانے پر سر رکھتا دھاریں مار مار کر رویا کے سجان اور ایمان چونک کر ہوش میں آئے۔۔۔

وہ ناجانے اپنی کس کس محرومی پر رورہا تھا۔۔۔

باپ سے جدائی کے خوف پر۔۔۔ دنیا کی ستم ظریفی پر یا اپنوں کے نام پر ڈسے جانے پر۔۔۔

اس سرجری کے سائیڈ ایفیکٹس کے نام پر جو دل کو دھڑکا لگا ہوا تھا جس نے ساری رات کسی کروٹ چیننا لینے دیا تھا کہ اگر اسکی میموری لاس ہو گئی تو۔۔۔۔۔ لیکن

اب باپ کے منہ سے سب سے پہلے اپنا نام سن کر ہی جیسے یکدم اسکے سر سے کوئی بوجھ سرک گیا تھا۔۔۔

جیسے وہ تپتے صحرا سے یکدم کسی گھنی چھاؤں تلے آگیا ہو۔۔۔۔۔ باپ کا سہارا ہی
بہت تھا۔۔۔

حان ڈاکٹر کو بلاو۔۔۔

شامیر کے چہرے پر شدید تکلیف کے تاثرات ابھرتے دیکھ ایمان بے چینی سے
چلا اٹھی۔۔ ابھی دو دن پہلے اسکی ہارٹ سرجری ہوئی تھی اور زوہان تو گویا دنیا
بھلائے بیٹھا تھا۔۔۔

زوہان ہٹو ڈیڈ کو تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔ وہ چلا کر کہتا ڈاکٹر کو بلانے باہر لپکا۔۔۔

زونی میری جان۔۔۔ سیدھے ہوا اپنے ڈیڈ پر وزن مت ڈالو۔۔۔

ایمان نے محبت سے آتے اسکا سر سہلاتے اسے پچکارا۔۔۔

اسنے باپ کے شانے سے سراٹھایا تو چہرا آنسوؤں سے تر تھا۔۔۔

ممی۔۔۔ میرے ڈیڈ۔۔۔ وہ بچوں کی مانند خوش تھا۔۔۔ میرے ڈیڈ ممی۔۔۔ وہ

نم آنکھوں سے مسکراتی سرہاں میں ہلا گئی۔۔۔

دفعۃً ڈاکٹر کے کمرے میں آنے پر وارڈ بوائے نے سب کو باہر نکال دیا۔۔۔

یکدم خوشی کی ایک لہر اس چھوٹی سی فیملی میں ڈور گئی۔۔۔ جیسے وہ ایک جنگ جیت چکے ہوں۔۔۔ جیسے وہ فتحیاب ہو گئے ہوں۔۔۔ زوہان روتے روتے ہس دیتا اور ہستے ہستے رو دیتا۔۔۔

ممی میں بہت خوش ہوں۔۔۔ بہت بہت خوش۔۔۔ وہ ماں کے ساتھ ہی بیچ پر آ بیٹھا۔۔۔

ایمان ڈھیلے سے انداز میں بیچ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔۔
دل سے بہت سا بوجھ اتر گیا تھا۔۔۔ انکی جس اور گھٹن زدہ تنگ و تاریک پڑتی زندگی میں اس رب نے ٹھنڈی ہوا کا جھونکا بھیجا تھا۔۔۔ ایسا جھونکا کے وہ اتنے دنوں کی کلفت دکھ تکلیف اور اذیت کے بعد مسرور ہو گئے تھے۔۔۔
سارے غم جاتے رہے تھے۔۔۔ یہ ایک خوشی سارے دکھوں پر بھاری پڑتی ہر چیز کا مداوا کرتی جا رہی تھی۔۔۔

یا اللہ تیرا شکر میرے مالک۔۔۔ تیرا کروٹ کروٹ شکر۔۔۔ بلاشبہ تو اپنے بندوں کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتا۔۔۔ بلاشبہ ہم انسان ہیں ہی ناشکرے۔۔۔

میرے مالک میں تیرے احسانوں کا بدلہ نہیں چکا سکتی۔۔۔ تو ہم گناہگاروں کو
معاف کر دے۔۔

ایمان اپنے آپ میں ہی کھوئی اپنے رب سے رازوں نیاز میں مصروف تھی۔۔۔
اس پر سجدہ شکر واجب تھا۔۔۔

زونی کہاں ہے حاں۔۔۔ کچھ دیر بعد اسے ارد گرد دیکھا تو زوہان کو موجود ناپا بے
چین ہوا اٹھی۔۔۔

وہ شکرانے کے نفل ادا کرنے گیا ہے مئی۔۔۔ سبحان کے بتانے پر وہ مسکرا
دی۔۔۔

دفعۃً اکڑ کرے سے باہر نکلا تو سبحان کے ساتھ ساتھ ایمان بھی تیزی سے اسکی
جانب بڑھی۔۔۔ چہرہ اندرونی خوشی کا غماز تھا۔۔۔

کانگریجو لیشنز۔۔۔ پیشنٹ کو ہوش آگیا ہے اور مجموعی طور پر سب ٹھیک لگ رہا
ہے۔۔۔ باقی انکے کچھ ٹیسٹس ہونگے جسکی بنیاد پر انکے بارے میں بہتر بتایا جاسکتا
ہے۔۔۔

ابھی وہ ٹرینکولا نر پر ہیں انہیں کچھ دیر تک ہوش آجائے گا تو آپ ان سے مل سکتے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر کے بتانے پر سبحان مسکرا کر سرہاں میں ہلا گیا۔۔۔

روازنہ کی نسبت آج موسم قدرے بہتر تھا۔۔۔

امریکہ کے شہر بالٹیمور میں جانز ہاپکنز ہسپتال کے کمرانمر ایک سو پانچ کی دیوار گیر کھڑکی سے باہر کا سارا منظر دکھائی دیتا تھا جہاں آج ہلکی دھوپ کی سنہری کرنوں نے گویا ہر چیز سونے جیسی کر دی تھی۔۔۔

ویسے ہی اس کمرے کی ہر چیز بھی نکھری نکھری سی معلوم ہوتی تھی۔۔۔ جیسے انکی زندگیوں میں موجود جمہود اور چھائی تاریکی کو بھی اس سنہری کرنوں نے روشن کر دیا ہو۔۔۔

کمرے کا ماحول کافی روح افزا تھا۔۔۔

شامیر پشینٹ بیڈ پر ہنوز لیٹا تھا۔۔۔ بیڈ سر کی جانب سے قدرے اونچا تھا۔۔۔ سر ہنوز پیٹوں میں جھکڑا تھا۔۔۔

اسکی دائیں جانب ایمان اسکا ہاتھ اپنے کپکپاتے ہاتھوں میں تھامے گاں سے لگائے خاموش آنسو بہا رہی تھی۔۔

جبکہ دوسری جانب زوہان باپ کے چہرے پر جھکا فرط جذبات سے وہاں پھول سے لمس بکھیر رہا تھا۔۔۔
اسکی آنکھیں نم تھیں۔۔۔

لو یو ڈیڈ۔۔۔ لو یو آلات۔۔۔ وہ باپ سے جدا ہونے کو تیار نہ تھا۔۔۔ جیسے چھوٹا بچہ کسی خوف کے زیر اثر ماں باپ کے پاس دب کر بیٹھتا ہے کے یہاں سے ہلا تو ماں باپ غائب ہو جائیں گے۔۔

لو یو آلات دیڈ۔۔۔
آپ نہیں جانتے کے آپ میرے لئے کیا ہیں۔۔۔ درحقیقت آپ کے ایکسیڈینٹ کے بعد میں نے جانا کے آپ کے بنا تو آپکا بیٹا کچھ ہے ہی نہیں۔۔۔
اسنے گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔

اگر خدا نخواستہ آپکو کچھ ہو جاتا تو میں بھی زندہ نارہ ہاتا۔۔۔
شامیر ادا سی سے مسکرا دیا۔۔

ابھی اسے بولنے میں تکلیف ہوتی تھی حتکہ مسکرا نے میں بھی۔۔۔
اسنے اپنا آئی وہ لائن لگا ہاتھ اٹھا کر زوہان کے سر پر رکھا۔۔۔
اور مسکرا کر ہاتھ کی زرا سی جنبش سے زوہان سے قدرے دور دیوار کے ساتھ
ٹیک لگا کر کھڑے اپنے فرما بردار بیٹے کو پاس بلایا۔۔۔ جو دیوار سے ٹیک لگائے
سینے پر بازو باندھے پاؤں قینچی کی صورت بنائے مسکراتا ہوا ان سب کو دیکھتا اپنی
باری کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

وہ جانتا تھا کہ زوہان اتنی جلدی باپ سے پیچھے نہیں ہٹے گا۔۔۔ ویسے بھی بقول
اسکے ممی اور ڈیڈ دونوں پر اسکا حق زیادہ تھا۔۔۔ چھوٹے ہونے کا وہ زیادہ حق
وصولتا تھا۔۔۔ جبکہ سبحان صبر سے انتظار کر لیتا۔۔۔
قدرتی طور پر وہ سمجھدار اور ٹھنڈے مزاج کا تھا۔۔۔

باپ کے اشارہ کرنے پر وہ اداسی سے مسکراتا ہوا اسکی جانب بڑھا۔۔۔
باپ کے قریب آکر ان پر جھکا اور عقیدت اور نرمی سے ماتھے پر بوسہ لیا۔۔۔
لو یو آلات ڈیڈ۔۔۔ پلیز جلدی سے ٹھیک ہو جائیں۔۔۔ بہت ضرورت ہے ابھی
آپکی۔۔۔ آپکے بنا بھی زندگی کوئی زندگی ہے۔۔۔

وہ ہلکا سا مسکرا دیا۔۔۔

ایمان نے ڈاکٹر کی بتائی پری کاشنرز کا خوب خوب خیال رکھا تھا۔۔۔

اسنے شامیر کی طبیعت کے زیر اثر دونوں بیٹوں کو سختی سے پچھلے دنوں ہوا کوئی بھی واقعی باپ کے گوش گزار نے سے منع کیا۔۔۔ بلخصوص واجد خان کی کوئی بھی کاروائی۔۔۔

اور دونوں نے ہی شرافت سے ماں کی بات مان لی تھی۔۔۔ کے بحر حال باپ کی زندگی سے بڑھ کر انکے لئے کچھ نہیں۔۔۔

ایمان کی زندگی بہت متحرک ہو گئی تھی۔۔۔

وہ ایک پل ہسپتال میں ہوتی تو دوسرے پل کالج میں۔۔۔ حد تھی کے تھکن کا احساس تک جاتا رہا تھا۔۔۔

وہ شامیر کے لئے تازہ سوپ اور فریش جوس بنا کر لاتی۔۔۔ وہ آج کل لیکوڈز پر تھا۔۔۔

چچ کے ذریعے سے خود اسے سب پلاتی۔۔۔ جو وہ پی لیتا بہتر باقی وہ خود یا بچوں کو دے دیتی۔۔۔

چاہیے وہ گھنٹے بعد ہی پھر سے کچھ مانگتا وہ جھٹ پٹ دوبارہ فریش ہی بناتی۔۔۔
دوسرے دن ہی ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق شامیر کو ہلکی پھلکی واک کروانا
شروع کرنی تھی۔۔۔

یہاں دونوں بیٹے پیش پیش تھے۔۔۔ دونوں صبح شام باپ کے ساتھ باپ کو
دائیں بائیں سہارا فراہم کرتے اسے چند منٹ کی واک کرواتے۔۔۔
جب وہ تھک جاتا تو اسے اختیاط سے واپس لا کر بستر پر بیٹھا دیتے۔۔۔
ماں انہیں گائیڈ کرتی جاتی۔۔۔ اور وہ ماں کی گائیڈ نیس پر ویسے ویسے ہی کرتے
جاتے۔۔۔

باپ کو سہارے سے واش روم لیجاتے۔۔۔ پھر واش بیسن کے قریب اپنے
سہارے کھڑا کر کے ٹوٹھ برش کرواتے۔۔۔ پھر منہ ہاتھ دھلواتے۔۔۔
واپس لا کر پیشینٹ بیڈ پر بیٹھاتے تو ایمان اسکا چہرہ خشک کرتی پھر اپنے ہاتھوں
سے اسے ناشتہ کرواتا۔۔۔

وہ نم آنکھوں سے انکی بے لوث محبتیں اور خد متیں دیکھتا رہتا۔۔۔
بلاشبہ نیک بیوی اور فرما بردار اولاد بھی اللہ کی عطا کردہ ایک نعمت ہے۔۔۔

یہاں اس آفس میں کام کرتے تقریباً ایک ہفتے سے زیادہ ہو گیا تھا۔۔۔ لیکن ابھی تک خیر رہی تھی۔۔۔ جو تحفظات وہ اپنے اندر پال کر بیٹھی تھی رفتہ رفتہ وہ زائل ہونے لگے تھے۔۔۔ ارحم سے اسکا ٹکراؤ بہت کم ہوتا۔۔۔ ہوتا بھی تو سری سا۔۔۔ آفس میں آتے یا جاتے وہ ہوا کے جھونکے کی مانند اس کے پاس سے گزر جاتا۔۔۔

اس نے عینا کو مخاطب کرنے کی یا بات کرنی کی کوشش تک نہ کی تھی۔۔۔ اور یہ چیز عینا کے لئے بہت حوصلہ افزا تھی۔۔۔ وہ محنت سے اپنا کام کر رہی تھی۔۔۔ اس کے ڈیسک پر پڑا انٹرکام ارحم کے آفس سے لنکڈ تھا۔۔۔ لیکن آج تک وہ بھی نا بجا تھا۔۔۔

اس چیز نے اسے پرسکون کر رکھا تھا۔۔۔ ابھی وہ فائل سے دیکھ کر ریکارڈ اونلائن سسٹم پر اپڈیٹ کر رہی تھی کے یکدم انٹرکام بجا اٹھا۔۔۔ انٹرکام کی آواز پر وہ اچھل کر رہ گئی۔۔۔ اطمینان جاتا رہا۔۔۔

وہ شش و پنج میں مبتلا لب چبانے لگی۔۔۔ بھلا یہ انٹرکام کیوں بج رہا تھا۔۔۔ جب اتنے دنوں سے اس شخص نے اسے مخاطب نہ کیا تھا تو پھر اب کیوں۔۔۔ وہ عجیب بے بسی محسوس کرنے لگی تھی۔۔۔

پھر ناچاہتے ہوئے بھی بھرپور ہمت مجتمع کر کے اسے انٹرکام کی چنگارتی آواز کا گلہ گھوٹنے کو رسیور اٹھانا پڑا۔۔۔ کے بحر حال وہ اس شخص کے انٹرکام کر رہی تھی۔۔۔ پ

ہیلو۔۔۔ وہ دقت سے حلق سے آواز نکال پانے کے قابل ہوئی۔۔۔ مس عینا پچھلے پورے ہفتے کے اکاؤنٹس کاریکارڈ مجھے میل کریں ایمچیٹلی۔۔۔ دوسری طرف سے اسکی سنجیدہ مگر پرو فیشنل آواز ابھری۔۔۔ مطلب کی بات کر کے وہ رسیور رکھ چکا تھا۔۔۔ عینا کو کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔ اسکا پرو فیشنل انداز اسے کمفرٹبل کر گیا۔۔۔

اسنے سارا کام چھوڑ کر سب سے پہلے ار حم کو میل کی اور پھر سے کام میں مشغول ہو گئی۔۔۔ لیکن اسکا سکون غارت تب ہوا جب انٹرکام دوسری دفعہ چنگار اٹھا۔۔۔

وہ لب کچلتی رسیور اٹھاگی۔۔۔

یس سر۔۔۔

مس عینا پچھلے پورے ہفتے کے ہارڈ کاپی ریکارڈ کے ساتھ میرے کیمین میں آئیں

۔۔۔۔

کال پھر سے کٹ گئی تھی لیکن اسکے ساتھ ہی عینا کو اپنا آپ بے دم ہوتا محسوس

ہوا۔۔۔

یہ سامنا اس کے لئے مشکل تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جائزہ پکنز ہسپتال کے ایک کمرے کا ماحول اس وقت خاصا پر سکون تھا۔۔۔
شامیر پیشنٹ بیڈ پر تکیوں کے سہارے بیٹھا تھا۔۔۔ وہ پہلے سے قدرے بہتر تھا

۔۔۔ سر کی پٹی بھی پہلے سے قدرے چھوٹی ہو چکی تھی۔۔۔ زوہان کا وچ پر بیٹھا

موبائل پر مصروف تھا سبحان کمرے میں نا تھا جبکہ ایمان اسکے پاس ہی کرسی

گھسیٹ کر بیٹھی قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی۔۔۔ اسکی آواز اسقدر

خوبصورت تھی کہ دل کے راستے روح میں اترتی محسوس ہوتی۔۔۔ شامیر

آنکھیں بند کئے تلاوت سن رہا تھا۔۔ اسکی شہد رنگ آنکھوں کے بعد وہ اسکی خوبصورت آواز کا ہی تو دیوانہ تھا۔۔۔

اور سب سے پیاری بات بھی یہ ہی تھی کہ دونوں بیٹے ایسی دل میں سرایت کرتی آواز شاید ماں سے چرا لے گئے تھے۔۔۔

اس گھر میں بھی انکی یہ ہی روٹین تھی فجر کی نماز کے بعد پورا گھر تلاوت کی آواز سے گھونج اٹھتا۔۔۔ تلاوت کا وقت وہی ہوتا تو گھر کے مختلف کمروں سے خوبصورت آواز میں تلاوت کی آواز سنائی دیتی۔۔۔

جن دنوں شامیر لاہور والے گھر میں ہوتا صبح کا وہ وقت اسے بہت خوبصورت لگتا۔۔۔

وہی روٹین انکی یہاں ہسپتال کے کمرے میں بھی تھی۔۔۔ فجر کی نماز کے بعد تینوں باری باری با آواز بلند تلاوت کرتے۔۔۔ اور ایمان کا تو معمول تھا وہ ہر نماز کے بعد شامیر کے پاس بیٹھ کر تلاوت کرتی۔۔۔

اب بھی اسنے تلاوت مکمل کر کے دعا مانگی اور پھونک شامیر کے چہرے پر ماری۔۔۔

وہ مسکرا کر آنکھیں کھول گیا۔۔۔ وہ تیزی سے روبائے صحت تھا۔۔۔ اور اس میں سب سے بڑا ہاتھ بھی ایمان کا ہی تھا۔۔۔ اس نے شامیر کی دیکھ بھال میں دن رات کا فرق مٹا ڈالا تھا۔۔۔

دفعۃً کمرے کا دروازہ وا ہوا اور سبحان کے ساتھ وہی اس روز والی لڑکی ہاتھ میں بکے تھانے مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔۔۔ اس نے جینز پر لانگ کوٹ زیب تن کیا تھا۔۔۔ بالوں کی ٹیل پونی بنا رکھی تھی۔۔۔

اس نے مسکرا کر شامیر کی طبیعت دریافت کرنے کے بعد وہ بکے اسے پکرایا۔۔۔ سبحان ہاتھ پشت پر باندھے اس سے چند قدم کی دوری پر کھڑا تھا اس نے حق میزبانی ادا کرتے وہاں تعارف کے مراحل طے کرائے۔۔۔ ڈیڈیہ ڈاکٹر ویلیم کی بیٹی ہے۔۔۔ اور یہ میرے ڈیڈ اور یہ مئی۔۔۔

واؤ یور مئی از سو کیوٹ۔۔۔ وہ سب سے ملتی خوشدلی سے گویا ہوئی۔۔۔ کچھ دیر بیٹھی وہاں گپ شپ لگاتی رہی پھر چلی گئی۔۔۔ سبحان اسے دروازے تک چھوڑنے آیا۔۔۔

اس لڑکی سے دور رہو سبحان مجھے اس سے اچھی وابستہ نہیں آتیں۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ چلی گئی تو ایمان سبحان کے پاس آتی سنجیدگی سے گویا ہوئی۔۔۔ اس لڑکی کی سبحان کی زندگی میں مداخلت بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔ ناجانے کیوں وہ ایمان کو کھٹکتی تھی۔۔۔

اسنے چونک کر ماں کو دیکھا پھر مسکرا دیا۔۔۔

ممی۔۔۔ آپ بھی نا۔۔۔ وہ جیسے جھینپ گیا۔۔۔ مزید چند دن ہیں یہاں ہم۔۔۔ اللہ خیر کرے۔۔۔ بابا کی رپورٹس کلئیر آئیں تو ہم چلے جائے گے۔۔۔ پھر ہم کہاں اور وہ کہاں۔۔۔ وہ سادگی سے بولا۔۔۔

ایمان سمجھ کر سر ہلا گئی۔۔۔ پھر بھی اختیاط لازم ہے۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ کسی کام سے کمرے سے نکلی تو سبحان ماں کی چھوڑی کرسی گھسیٹتا باپ کے پاس لے آیا۔۔۔

آہمم۔۔۔ گلہ کنگار کر باپ کو متوجہ کیا۔۔۔ اندازیوں پر اسرار تھا کہ زوہان بھی اسے دیکھ الٹت ہوا اٹھا۔۔۔

مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے ڈیڈ۔۔۔ اسنے ایک چورنگاہ دروازے کی جانب ڈالی۔۔۔

مجھے کیوں لگ رہا ہے کہ بات کوئی پر اسرار سی ہے۔۔۔
زوہان چھلانگ لگاتا کاوچ سے اتر کر اس تک آگیا۔۔۔ جیسے تجسس ہضم نہ ہوا
ہو۔۔۔

زراباہر نظر رکھنا جیسے ہی ممی اس طرف آئیں مجھے آگاہ کر دینا۔۔۔ سبحان نے
لب کچلے۔۔۔

اوہو۔۔۔ مطلب رازداری شرط ہے۔۔۔ سبحان نے اسے گھور کر دیکھا۔۔۔
اٹ میسز یہاں ممی کی غیبتیں ہونے لگی ہیں۔۔۔
سبحان کے تاسف سے دیکھنے پر وہ کندھے آچکا گیا۔۔۔ ایسی رازداری اور پردہ
داری وہیں پر ہوتی ہے نا۔۔۔
کیا بات ہے حان۔۔۔ سب خیریت۔۔۔ بیٹے کے رازدار انداز پر شامیر
الجھا۔۔۔

اسکی جگہ زوہان ہوتا تو شاید وہ بات کو اتنا سنجیدہ نالیتا۔۔۔ لیکن سامنے سبحان
تھا۔۔۔ اسکا سوہرا اور فرما بردار بیٹا۔۔۔ وہ کچھ کہنے والا تھا تو مطلب بات سیریس
تھی۔۔۔

نوڈیڈ خیریت ہی تو نہیں۔۔۔
آپ خود دیکھ رہے ہیں کہ مئی کیسے آپکی کئیر ٹیک کے لئے دن رات کا فرق
بھلائے ہوئے ہیں۔۔۔
اسنے تمہید باندھی۔۔۔
ہممم۔۔۔ شامیر نے ہنکارا بھرا۔۔۔ اس چیز سے تو شامیر خود بھی بخوبی آگاہ
تھا۔۔۔

حتکے سوتی تک وہ یہیں آپکے پاس ہیں۔۔۔ باوجود سب کے کہنے پر ایمان کا وچ پر
نا سوتی تھی بلکہ اول روز سے ہی شامیر کی پائنٹی کی جانب سمٹ کر لیٹ جاتی۔۔۔
وجہ یہ ہی تھی کہ شامیر کو بولنے میں دشواری ہوتی۔۔۔ وہ اونچی آواز میں بول
نا سکتا تھا۔۔۔ اور ایمان کو خدشہ لاحق تھا کہ کہیں ایسا ناہو کے تھکاوٹ کے
باعث اسکی ایسی آنکھ لگے کہ شامیر کی ہلکی سی آواز پر کھل ناسکے۔۔۔
اس لئے وہ اسکی پائنٹی کی جانب سمٹ کر لیٹ جاتی کہ وہ زرا سی جنبش سے
حرکت بھی کرتا تو اسکی آنکھ کھل جاتی۔۔۔ وہ جھٹ اٹھ بیٹھتی۔۔۔

خان آپ ٹھیک ہیں۔۔ آپکو کچھ چاہیے تو نہیں۔۔۔ اور وہ اسکی فکر مندی پر مسکرا دیتا۔۔ اسنے واقعی اسکے سکون کے لئے خود پر سکون حرام کر ڈالا تھا۔۔۔ آپکی بیماری کا بہت اثر لیا تھا مئی نے ڈیڈ۔۔ اتنا کہ انکی اپنی طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی۔۔۔ وہ ہاسپٹلائزڈ رہی ہیں۔۔۔۔

شامیر لب بھینچ گیا۔۔۔ جب سے اسے ہوش آیا تھا تب سے اب کوئی اسے اسکے بے ہوشی کے بعد کے معاملات سے آگاہ کر رہا تھا۔۔۔ بہت سے سوالات تھے دل میں۔۔۔ وہ اسلام آباد میں تھا پھر بابا اور پوری فیملی ہونے کے باوجود ایمان اور بچے اسکے ساتھ کیسے تھے۔۔۔ پہلے دن ہی ہوش سنبھالنے کے بعد ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ پاکستان میں نہیں۔۔۔ وہ ایمان اور بچوں کے ساتھ یہاں کیسے تھا۔۔۔ وہ ہر الجھن سلجھانا چاہتا تھا لیکن ان تینوں میں سے کوئی بھی اس موضوع پر بات نہ کرتا تھا اس لئے وہ خاموش تھا لیکن آج خود سے بیٹے کے بات شروع کرنے پر وہ ہمہ تن گوش ہوا۔۔۔

ڈیڈ آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ وہ اپنا بالکل خیال نہیں رکھ رہی۔۔۔ یا یہ کہا جائے آپکے سامنے انہیں کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا تو بے جا نہیں۔۔۔

شامیر ہلکا سا مسکرا دیا۔۔۔

وہ ہماری نہیں سن رہی ہیں ڈید۔۔۔ ہم کہہ کہہ کر تھک گئے کے ممی کا ٹیچ جا کر کچھ
دیر آرام کر لیں۔۔۔ چند گھنٹوں کی نیند لے لیں۔۔۔ مگر وہ نہیں مانتیں۔۔۔
اب انکی طبیعت پھر سے بگڑ رہی ہے ڈید۔۔۔ صبح انہیں چکر آرہے تھے۔۔۔
وہ کب کچلتا ایک نگاہ دروازے کی جانب بھی ڈال لیتا کہ کہیں ماں آ تو نہیں
گی۔۔۔

لیکن آپکی وہ کبھی کوئی بات نہیں ٹالتیں۔۔۔ آپ کہیں گے تو وہ آپکی بات سنیں
گی اور مانیں گی بھی۔۔۔

آپ ان سے کہیں گے وہ کا ٹیچ جا کر چند گھنٹوں کی نیند لے لیں۔۔۔ ہم ہیں یہاں
آپ کے پاس۔۔۔ لیکن وہ تو آپ کے معاملے میں ہم پر بھی اعتبار نہیں
کرتیں۔۔۔

شامیر بیٹے کی فکر مندی پر مسکرا دیا۔۔۔

زوہان جوں ب کچلتا سنجیدگی سے بھائی کی باتیں سن رہا تھا یکدم اسکے بازو دبانے پر
سبحان خاموش ہو گیا۔۔۔

ارے بھی کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔ کمرے میں داخل ہوتی ایمان دونوں بیٹوں کو
باپ کے پاس بیٹھا دیکھ مسکرا دی۔۔۔

بھی محفل جمی ہے ہماری یہاں مئی۔۔۔ آئیں آپ بھی ہمیں جوائن کریں زوہان
مسکرا کر اپنی جگہ سے اٹھتا ماں کے لئے جگہ چھوڑ گیا۔۔۔

جبکہ شامیر محویت سے اس بے ریا اور مخلص چہرے کو دیکھتا رہا جو اسکے پیچھے
کملانے لگا تھا۔۔۔

دروازہ ناک کر کے اجازت ملنے پر عینا مرے مرے قدم اٹھاتی اندر داخل
ہوئی۔۔۔ ہاتھ میں فائل سختی سے تھام رکھی تھی البتہ چہرہ اچھا ہوا تھا۔۔۔
ارحم نے لیپ ٹاپ پر کام کرتے ایک سرسری نگاہ اس پر ڈالی اور ہاتھ سے بیٹھنے
کا اشارہ کیا۔۔۔

وہ خود کو گھسیٹی آکر اسکے مقابل کر سی گھسیٹ کر بیٹھ گی۔۔۔
وہ ہنوز لیپ ٹاپ پر مصروف تھا۔۔۔

مس عینا اپنے سامنے فائل کھولیں۔۔۔ وہ مصروف سالیپ ٹاپ پر چند کیز دبا کر
اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔

وہ خاموشی سے فائل کھول گئی۔۔

ویسا ہی صفحہ اسکے لیپ ٹاپ کی سکرین پر بھی کھلا تھا۔۔

وہ اسکی فائل کی جانب متوجہ نا تھا اسکی نگاہوں کا مرکز لیپ ٹاپ پر کھلا صفحہ
تھا۔۔۔

فنڈز میں سے پچھلے ہفتے کمپنی کے اخراجات کے لئے انیس لاکھ کی گرانٹ منظور
ہوئی ہے رائٹ۔۔۔

اسکے پروفیشنل انداز میں بات کا آغاز کرنے پر وہ سرہاں میں ہلا گئی۔۔
ہمارے پاس موجود ریکارڈ میں کلئیرینس کے وقت ستر لاکھ کاریکارڈ ہے۔۔۔

جی سر۔۔ عینا نے فائل کے چند صفحات پلٹائے۔۔۔

دو لاکھ کا گیپ کیوں ارہا ہے۔۔۔ کہاں گئے یہ دو لاکھ۔۔۔

ارحم کے کہنے پر عینا کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ اسنے اچھنبے سے ارحم کو دیکھا

جسکی نگاہ اب براہ راست اس پر تھی۔۔۔

اسکا دماغ بھک سے اڑا۔۔۔ اسنے حواس باختگی سے ایک نظر ارحم کو دیکھا اور پھر تیزی سے فائل کے صفحات پلٹنے لگی۔۔۔

ٹیک اٹ ایزی۔۔۔ آپ آرام سے ریکارڈ چیک کریں اور اس گیپ کو مکمل کریں۔۔۔

وہ سنجیدگی سے کہتا واپس لیپ ٹاپ پر مصروف ہو گیا۔۔۔ جبکہ عینا کو اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔۔۔ یہ گیپ بھلا کہاں سے آرہا تھا۔۔۔ کہیں وہ یہ تو نا سمجھ رہا تھا کہ یہ گھپلا اسنے کیا ہے۔۔۔

اسکا سانس تک خشک ہونے لگا۔۔۔ وقت اور حالات خراب چل رہے ہوں تو ہر چیز ہی مخالف چلنے لگتی ہے۔۔۔ فائل کے صفحے پلٹاتے اسکے ہاتھوں میں واضح لغزش اترنے لگی تھی۔۔۔

دفعہ تادروازہ ہلکا ساناک ہوا اور پھر ساتھ ہی کھل گیا۔۔۔ اندر داخل ہوتی عروشه نے ٹھٹھک کر ارحم کے سامنے بیٹھی عینا کو دیکھا۔۔۔ اسکے قدم کچھ سست پڑے۔۔۔

آہٹ پر ارحم کے اس کی جانب متوجہ ہونے پر وہ بامشکل مسکراتی آگے
بڑھی۔۔۔

وہ اس کی تیاری دیکھ ٹھٹھکا۔۔۔

وہ اس وقت معمول سے ہٹ کر میرون پلازو پر لانگ ایمرانڈ ڈسٹرٹ زیب تن
کئے ہوئے تھی۔۔۔ آنچل شانے پر پڑا تھا ہلکا پھلکا سامیک آپ اور لائٹ سی
جیولری پہنے بال سٹریٹ کر کے کمر پر کھلے چھوڑے تھے۔۔۔

ہاتھ میں نفیس سا کچھ تھا اور دو دھیپاؤں نازل سی سینڈل میں مقید تھے۔۔۔
ارحم کے اندر کہیں خطرے کی گھنٹیاں بجی۔۔۔ کیا وہ کچھ مس کر رہا تھا۔۔۔
وہ لیپ ٹاپ کی سکرین فولڈ کرتا اس کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔ جو سلام کے بعد عینا
کے ساتھ رکھی کرسی سنبھال چکی تھی۔۔۔

عینا ایک نظر اسے دیکھ کر واپس فائل پر جھک گئی۔۔۔ ابھی جو اس پر پریشانی پڑی
تھی وہ ہر چیز سے اوپر تھی۔۔۔

کہاں کی تیاری ہے بھی۔۔۔ ارحم کا لہجہ خوشگوار تھا۔۔۔

اس نے ابھرواچکائی۔۔۔ لائیک سیر یسلی۔۔۔ جب ارحم کا رویہ نارمل تھا تو وہ بھی خود کو کمپوز کر چکی تھی۔۔۔

آئی گیس میں کچھ مس کر رہا ہوں رائٹ۔۔۔ اس نے خجالت سے سر کھجھایا۔۔۔ عروشہ نے ایک نظر عینا پر ڈالی جو سر جھکائے ماحول سے بے نیاز لگتی تھی۔۔۔ میرے خیال سے ہمیں کہیں جانا تھا۔۔۔ شاید کسی شادی پر۔۔۔ ارحم کا عینا کے سامنے اس سے نارملی بات کرنا اسے اہمیت دینا عروشہ کو اچھا لگ رہا تھا۔۔۔ مائے گاڈ۔۔۔ ڈونٹ ٹیل می کے ہمیں ابھی جانا ہے۔۔۔ وہ شاک سے اچھل پڑا۔۔۔

یسسس۔۔۔
نووو۔۔۔ عروشہ ایٹ لیسٹ مجھے ایک دن پہلے تو بتاتی۔۔۔ ابھی اتنی جلدی

شیڈیول کیسے مینج کروں۔۔۔ آدھے گھنٹے بعد کی میری میٹنگ ہے۔۔۔ عروشہ کے چہرے کی جوت مانند پڑنے لگی۔۔۔ کل رات ٹیکسٹ کیا تھا میں نے غالباً۔۔۔ وہ کلانی میں بندی گھڑی پر انگلی پھیرتی پہلے کی نسبت گم صم اور اداس معلوم ہوتی تھی۔۔۔

شاید۔۔۔ لیکن میں بڑی تھا اس لئے اتنی توجہ نادے سکا۔۔۔
اُس اوکے اگر تمہارا ٹائم میج نہیں ہو رہا تو۔۔۔ میں میج کر لوں گی۔۔۔ وہ مسکرا کر
کہتی اٹھ کھڑی ہو۔۔۔۔۔

نُونُونُو۔۔۔ اب ایسا بھی میں نے نہیں کہا۔۔۔ تم پلیز بیٹھو مجھے کچھ وقت تو دونا
چیزیں سیٹل آؤٹ کرنے کے لئے۔۔۔ اسنے بے طرح ماتھا مسلہ۔۔۔
عروشہ اس مان پر ہلکی پھلکی ہوتی مسکرا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔
وہ اب فون پر نمبر ملاتا فون کان سے لگا گیا۔۔۔ شاید میٹنگ کا کام کسی اور کے
زمہ لگانے والا تھا یا میٹنگ کینسل کرنے والا تھا۔۔۔
سر میں ریکارڈ چیک کر کے کچھ دیر بعد آپکور پورٹ کر دوں۔۔۔ دفعتاً اس
ساری صورتحال میں خود کو مس فٹ محسوس کرتی عینا کی منمناتی آواز
ابھری۔۔۔۔۔

یاشیور وائے ناٹ۔۔۔۔۔ یو مے گوناو۔۔۔
ارحم کے کہتے ہی وہ سرپٹ وہاں سے نکلی کے اپنے ڈیسک پر آکر ہی دم لیا۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔ سب ٹھیک ہے۔۔۔ مایا نے اپنے ڈیسک سے چیئر گھماتے اسکی جانب کی۔۔۔

ہممم ٹھیک ہے۔۔۔ وہ گم صم سی تھی۔۔۔ ایک بات تو بتاؤ۔۔۔ یہ لڑکی کون ہے جو سر کے کیبن میں گئی ہے ابھی۔۔۔ وہ ناجانے کیوں پوچھ بیٹھی تھی۔۔۔ سر کی مسز ہے۔۔۔ ابھی نکاح ہوا ہے رخصتی نہیں۔۔۔

مایا کی وضاحت پر وہ خاموش رہ گئی۔۔۔ تو اسکے اسقدر فارمل ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنی زندگی میں موو آن کر گیا تھا۔۔۔ خیر موو آن تو وہ بھی کر گئی تھی۔۔۔

زخم جتنے بھی گہرے کیوں نا ہو وقت انہیں بھر ہی دیتا ہے لیکن زخم بھرنے کے باوجود انکے نشان نہیں جاتے۔۔۔ وہ کسک بن کر صد ازندگی میں رہتے ہیں۔۔۔ پھر چاہے وہ نشان جسمانی زخموں کے ہوں یا روحانی زخموں کے۔۔۔ اسکے دل پر لگے ان زخموں کے نشان بھی ہنوز باقی تھی۔۔۔ ایک ہوک سی اسکے دل سے نکلی۔۔۔

کچھ دیر شامیر کے پاس بیٹھ کر ایمان نے وقت دیکھا اور اٹھ کر اسے اسکی
میڈیسن دینے ک
لگی۔۔۔

ایمان۔۔۔ وہ اسے میڈیسن کھلا چکی تو شامیر کے پکارنے پر ہمہ تن گوش
ہوئی۔۔۔

جی خان۔۔۔۔

بیٹھو۔۔۔ اسنے ایمان کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے پاس ہی پیشنت بیڈ پر بیٹھایا۔۔

ایمان نے ایک نظر بیڈوں کو دیکھا۔۔۔ زوہان موبائل میں مصروف تھا جبکہ

سبحان سرے سے کمرے میں تھا ہی نہیں۔۔۔

اسکے اندر کہیں کھڈ بھڈ مچی۔۔۔ یہ ہر کچھ دیر بعد سبحان آخر جاتا کہاں ہے اور

پھر اس لڑکی کی سبحان کی زندگی میں بے جا مداخلت۔۔۔ وہ اپنی اندرونی کیفیت

کو کوئی نام نادے سکی لیکن ماں کے دل کو ایک دھڑکا سا لگ گیا تھا۔۔۔ سب سے

پہلے اولاد کی زندگی میں آتا بدلا ویا غیر معمولی پن سب سے پہلے ماں ہی نوٹ

کرتی ہے۔۔۔ اسکی نگاہوں میں بھی کچھ کھٹکنے لگا تھا۔۔۔

تمہیں پتہ ہے میں ان شہد رنگ آنکھوں کا دیوانہ ہوں۔۔۔ شامیر کے غیر
متوقع طور پر کہنے پر ایمان نے چونک کر اسے دیکھا اور دوسری نظر خود سے کچھ
دور بیٹھے زوہان کو۔۔۔ دفعتاً دروازہ کھول کر سبحان بھی اندر آ گیا۔۔۔ وہ اس
سے پوچھنا چاہتی تھی کہ وہ کہاں سے آرہا ہے لیکن شامیر کی بات پر وہ اس سے
جواب طلبی کچھ دیر بعد پر چھوڑ گئی۔۔۔

کیا ہو گیا ہے آپ کو خان۔۔۔ شامیر کے اسکا ہاتھ تھامنے پر وہ دانت پیستی ایک چور
نگاہ بیٹوں پر ڈال کر اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے کھینچنے لگی۔۔۔
شامیر نے بامشکل اپنی مسکراہٹ دہائی۔۔۔

اور تم نے اپنی انہی آنکھوں کا حشر کر ڈالا ہے۔۔۔ اسنے نرمی سے ایمان کی
آنکھوں کے نیچے موجود سیاہ ہلکوں پر انگلی پھیری۔۔۔ وہ سٹیٹا اٹھتی اسے بے بس
نگاہوں سے دیکھنے لگی۔۔۔

اور اپنا یہ کیا حال بنا رکھا ہے تم نے ایمان۔۔۔ سیر یسلی آنکھیں ترس گئی ہیں میری
اپنی وہی ٹپ ٹپ ساہ مگر فریش سی ایمان کو دیکھنے کے لئے۔۔۔

آپ ایک دفعہ ٹھیک ہو جائیں پھر۔۔۔ اسنے آہستہ آواز میں کہنا چاہا کہ نہیں
چاہتی تھی بچے انکی گفتگو سے مستفید ہوں۔۔۔ جب وہ تیزی سے اسکی بات
کاٹ گیا۔۔۔

کیا مطلب پہلے ٹھیک ہو جاؤں۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔۔ اسنے لفظ ہوں پر زور
دیا۔۔۔

جی جی۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں۔۔۔ وہ فوراً سے تصحیح کر گئی۔۔۔ ساتھ ساتھ ایک نگاہ
بیٹوں پر بھی ڈال لیتی۔۔۔ جو بظاہر ان سے لاپرواہ دیکھائی دیتے تھے۔۔۔
ابھی تم کاٹیج جاؤ اور جا کر چند گھنٹوں کی نیند لو۔۔۔
شامیر کے مدعے کی بات پر آنے سے اسکا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔
مگر کیوں خان۔۔۔ میں ٹھیک۔۔۔

تم ٹھیک نہیں ہو سویٹ ہارٹ۔۔۔ اور مجھے میری بیوی فریش چاہیے۔۔۔ جسکا
چہرہ دیکھتے ہی انسان کی تھکن اتر جائے۔۔۔
وہ سر تھام گئی۔۔۔ آج خان کونا جانے ہوا کیا تھا۔۔۔

میں بھیں سو جاؤں گى آچكے پاس۔۔ اسنے لبوں پر زبان پھيرتے شامير كو قائل كرنا چاہا

ايمان۔۔۔ اسكى تنبيہى آواز پر وہ لب بھينچ گى۔۔۔

خان۔۔ ليكن يہاں آچكے پاس۔۔۔ وہ منمننائى۔۔۔

ميرے پاس ميرے بيٹے ہيں۔۔۔ اور پھر چند گھنٹوں كى توبات ہے۔۔۔

وہ بچے ہيں خان لا پرواہ ہيں۔۔۔۔ وہ خان كو سنجيدہ لہجہ اختيار كرتے ديکھ پسپائى اختيار كرنے لگى تھى۔۔۔ يہ ہى تو خاصيت تھى اسكى كے وہ خان كو خود پر غصہ تو ہونے ہى نا ديتى تھى۔۔۔

وہ ميرے بيٹے ہيں ايمان اور تم انكى نيت پر شك نہيں كر سكتى۔۔۔ باپ كا خيال ركھنا وہ باخوبى جانتے ہيں۔۔۔ وہ ہنوز سنجيدہ تھا۔۔۔

مير اوہ مطلب نہيں خان۔۔۔

تمہارا جو بھی مطلب ہے ايمان۔۔۔

The discussion is over...

خان کے سنجیدگی سے کہہ کر چہرہ موڑ لینے پر وہ ٹپ اٹھی۔۔۔ واحد چیز جو وہ کبھی برداشت نہیں کر سکتی تھی وہ خان کی سختی یا ناراضگی تھی۔۔۔۔

اچھانا خان جا رہی ہوں میں ناراض کیوں ہو رہے ہیں۔۔۔ وہ روہانسی ہوتی اسکا چہرہ اتھوڑی سے تھام کر اپنی جانب کر گئی۔۔۔ آواز خود بخود بلند ہو گئی۔۔۔

زوہان نے بے ساختہ چہرہ اچھکاتے مسکراہٹ دہائی۔۔۔۔
سبحان نے چونک کر اسے دیکھتے تاسف سے سر نفی میں ہلایا۔۔۔۔
انسان بن جاؤ زونی۔۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔ ابھی ممی کو بتاؤں کے ڈیڈ کے پاس آپکی شکایت گئی ہے اور شکایت لگانے والا کوئی اور نہیں آپکا لاڈلا اور فرما بردار بیٹا ہے۔۔۔۔
سبحان نے اسے بے طرح گھورا جیسے نظروں سے ہی کچا چبا جائے گا۔۔۔۔

اوکے اوکے سوری۔۔۔۔ زوہان جھٹ سیز فائر کر گیا۔۔۔۔

سبحان بیٹا جاؤ اپنی ممی کے ساتھ۔۔۔۔ شامیر سبحان کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔۔
نہیں حان نہیں۔۔۔۔ زونی آجائے میرے ساتھ۔۔۔۔ کیونکہ زوہان کے آسرے میں آپکو چھوڑ کر نہیں جاسکتی۔۔۔۔ یہ موبائل میں اتنا محو ہو جاتا ہے کہ ارد گرد کا

ہوش تک بھلا دیتا ہے۔۔۔ اسکا انداز نروٹھا سا تھا۔۔۔ زوہان اس عزت افزائی پر کان کچھا کر رہ گیا۔۔۔

اور تم ہر دوسرے منٹ غائب مت ہو جانا۔۔۔ ویسے تم بار بار جا کہاں رہے ہو۔۔۔ وہ جھنجھلا رہی تھی۔۔۔ اور اسکی جھنجھلاہٹ اب ڈانٹ کی صورت بیٹوں پر نکل رہی تھی۔۔۔

وہ فور اسیر نڈر کر تاسیز فائر کر گیا۔۔۔
بلکہ میں اکیلی جاسکتی ہوں۔۔۔ تم دونوں اپنے ڈیڈ کے پاس رکو۔۔۔ اور خبردار جو زر اسی بھی بھول چوک کی اپنے ڈیڈ کا خیال رکھنے میں۔۔۔
سبحان سینے پر ہاتھ رکھتا سر خم کر گیا۔۔۔ ٹرسٹ می می۔۔۔ آپکو میری کوئی شکایت نہیں ملے گی۔۔۔

بھلا شکایتیں لگانے والوں کی شکایتیں بھی ملا کرتی ہیں۔۔۔ زوہان نے پشت پر ہاتھ باندھے سر سری سے انداز میں کہتے درمیاں میں ٹانگ پھنسنائی۔۔۔

سبحان نے اسے یوں دیکھا جیسے آنکھوں سے ہی سالم نکل جائے گا۔۔۔ اپنے ہی ادھیر پن میں مصروف ایمان نے انکی بات پر زیادہ توجہ نادی اور کمرے سے نکل گئی۔۔۔

رفتہ رفتہ جامنی آسمان پر سیاہ مکیش لگی چادر چڑھنے لگی تھی۔۔۔ رات دبے قدموں اتر رہی تھی۔۔۔

ایسے میں ایک گاڑی روڈ پر فراٹے بھرتے جا رہی تھی۔۔۔ جسکی ڈرائیونگ سیٹ پر سیاہ تھری پیس سوٹ میں ملبوس ارحم خان بیٹھا کارڈرائیور کر رہا تھا جبکہ پیسنجر سیٹ پر عروشہ بیٹھی تھی۔۔۔ اسنے ایک چور نگاہ ارحم پر ڈالی۔۔۔ بال جیل سے سیٹ کر رکھے تھے۔۔۔ جبکہ چہرہ آفرشیو کی نیلا ہٹوں سے دمک رہا تھا۔۔۔ اور یہ رنگ اس پر جچتا بھی بہت تھا۔۔۔ عروشہ کو اپنی نگاہوں کو قابو رکھ پانا مشکل ترین امر لگا۔۔۔

اسنے سب جھٹ پٹ کیا تھا۔۔۔

آفس سے نکل کر وہ اسے لئے سیدھا گھر آیا۔ اور ٹھیک آدھے گھنٹے بعد وہ نکل سک سے تیار اسکے سنگ گاری میں بیٹھا گاڑی روڈ پر ڈال چکا تھا۔۔ اسکے وجود سے اٹھتی کلوں کی مہک عروشه کو اپنے حواسوں پر چھاتی محسوس ہوئی۔۔۔ وہ خود پر جتنا غصہ ہوتی کم تھا۔۔ دل یکدم سے ہی بغاوت پر اتر اٹھایوں کے وہ اسکے سامنے بے بس ہونے لگی تھی۔۔۔ ایک طرفہ محبت بھی کسی عذاب سے کم نہیں ہوتی جو سلگتی لکڑی کی مانند اندر ہی اندر جلا کر بھسم کرنے لگتی ہے۔۔ وہ بھی اس وقت بالکل ویسے ہی سلگ رہی تھی۔۔ انگاروں پر لوٹ رہی تھی۔۔۔ اور اس میں بھی بڑا ہاتھ اسی گھنے میسنے انسان کا تھا۔۔۔ اب اپنے ساتھ ساتھ اسے ارحم پر بھی غصہ آنے لگا۔۔۔ کیسے وہ اب بھی اس کے ایک دفعہ کہنے پر سب پس پشت ڈال ہر چیز بالائے طاق رکھے اسکے ہمقدم ہو گیا تھا۔۔۔ اس مان اور عزت پر کون قربان نا جاتا۔۔۔ پھر وہ ادھوری کیوں تھی۔۔۔

فریم مکمل کیوں نا ہو جاتا تھا۔۔۔ وہ اسے عزت دے سکتا تھا۔۔۔ مان دے سکتا تھا۔۔۔ تو محبت کیوں نہیں۔۔۔ وہ ہر چیز مکمل کر کے اس ایک معاملے میں ہاتھ

کیوں کھینچ لیتا تھا۔۔۔ ناخود ہاتھ بڑھاتا نارویے میں اتنی لچک چھوڑتا کہ وہ ہی ہاتھ بڑھا سکتی۔۔۔

کیا اسے محبت اس ہی نہیں تھی۔۔۔ حادثہ سے ہوئی تو قدرت نے وہ چھین لیا۔۔۔ بالکل غیر ارادی غیر متوقع طور پر یہ شخص اپنے اخلاق اور رویے کے باعث ایک محرم رشتے میں بندھ کر چپکے سے اسکے دل میں آ بسا تو اس میں اسکا کیا قصور تھا بھلا پھر اب وہ بھی لا حاصل کیوں لگتا تھا۔۔۔

ایک بات پوچھوں ارحم۔۔۔ اسنے بے طرح لب کترے۔۔۔
ہمممم۔۔۔ پوچھو۔۔۔ وہ جیسے چونکا۔۔۔

کیا انسان کو پہلی محبت کے بعد پھر سے محبت ہو سکتی ہے۔۔۔ وہ قمیض کی ایمرائیڈری پر انگلی پھیرتی قدرے کھوئی کھوئی سی تھی۔۔۔

وہ اداسی سے مسکرا دیا۔۔۔

تمہارا اس معاملے میں ایکسپیرینس زیادہ ہو گا۔۔۔ عروشہ کا دل دھک سے رہ گیا۔ کیا وہ اسکے دل کے چور سے آگاہ تھا یا یونہی سرسری سا بول رہا تھا۔۔۔

چلو سوال تبدیل کر لیتی ہوں۔۔۔ کیا پہلی محبت بھلائی جاسکتی ہے۔۔۔ اسنے پھر
سے ہمت کا سرا تھا۔۔۔

اگین۔۔۔ تم اس سوال کا بہتر جواب دے سکتی ہو۔۔۔ اسنے سادگی سے شانے
آچکائے جیسے بال گھما پھرا کر اسی کی کوٹ میں پھینکنا چاہ رہا ہو۔۔۔
عروشہ کو غصہ آنے لگا مگر ضبط کر گئی۔۔۔

لیکن یہاں بات میری نہیں ہو رہی میں تمہارے نظریات سننا چاہتی ہوں۔۔۔
تمہارا اس بارے میں کیا کہنا ہے۔۔۔۔۔
وہ سختی سے لب بھینچ گیا۔۔۔

میرا کہنا ہے کہ گھرے مردے نہیں اکھاڑنے چاہیے۔۔۔ راکھ کرید کر
چنگاری نکالی جائے تو اپنے ہاتھ بھی جل جاتے ہیں۔۔۔ وہ سنجیدہ تھا بے انتہا
سنجیدہ۔۔۔۔۔
عروشہ ٹھٹھکی۔۔۔

اور اگر میں کہوں کہ میں ہاتھ جلانا چاہتی ہوں تو۔۔۔ نا جانے وہ کیا چاہتی تھی جو
آڑیا پاڑ کا فیصلہ کئے بیٹھی تھی۔۔۔

وہ خاموش رہا۔۔۔ لب سختی سے آپس میں پیوست کئے۔۔۔ چہرے کے اعضا کھینچ سے کئے تھے جیسے وہ ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہا ہو۔۔۔۔۔
عروشہ گم صم سی اسے دیکھتی رہی
یکدم اسنے زور سے گاڑی کو بریک لگائی۔۔۔ گاڑی سنسان روڈ کے وسط میں رک گئی۔۔۔

عروشہ نے خوف سے یہاں وہاں دیکھا۔۔۔ اسنے گاڑی وہاں کیوں روک دی۔۔۔ پھر ارحم کو جو سٹرینگ مضبوطی سے تھامے اس پر جھکا گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔۔۔ سٹرینگ اتنی زور سے تھام رکھا تھا کہ سپید ہاتھوں کی رگیں تک ابھرنے لگی تھیں۔۔۔۔۔
عروشہ کو ارد گرد سے اور ماحول سے وحشت سی محسوس ہونے لگی
تمہیں یہ نہیں کرنا چاہیے تھا عروشہ۔ وہ سٹرینگ پر سر جھکائے بول رہا تھا۔۔۔۔۔
عروشہ ط

چونک چونک گئی۔۔۔۔۔

تمہیں یہ ٹاپک شروع نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔ یہ موضوع محض میرے لئے
باعث تکلیف ہے۔۔۔ اسنے گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔
میرے خیال سے پہلی محبت ہمیشہ انسان کے دل پر نقش رہتی ہے۔۔۔
عروشہ کا دل ڈوبنے لگا۔۔۔ آنکھوں کی سطح گیلی ہونے لگی۔۔۔
کبھی محبت کی صورت۔۔۔ کبھی خوبصورت تو کبھی دردناک یادوں کی
صورت۔۔۔ وہ مزید بول رہا تھا۔۔۔ اور کبھی پچھتاوے کے صورت۔۔۔ اسنے
دقت سے سانس خارج کی
اور بد قسمتی سے میرا واسطہ محبت کی تیسری قسم سے پڑا ہے۔۔۔ وہ کرب زدہ سا
ہسا۔۔۔
عروشہ کو اپنا دل ڈولتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔
تمہیں پتہ ہے جب کسی انسان کے جسم پر زخم ہو جائے تو اسکا علاج کیا جاتا ہے
۔۔۔ پر اپر علاج۔۔۔ وہ ٹھہرا۔۔۔ گہرا سانس خارج کیا۔۔۔

علاج سے اس زخم پر کھرند آنے لگتا ہے۔۔۔ لیکن ڈاکٹر زخم کی نوعیت کو سمجھتا ہے۔۔۔ وہ جانتا ہے کہ زخم اندر سے ابھی صحتیاب نہیں۔۔۔ وہ اندر سے بیمار ہے اس لئے وہ ڈاکٹر بڑی بے رحمی سے اس کھرند کو کھرچ دیتا ہے۔۔۔

عرشہ کے جسم پر چیونٹیاں سی ریگنے لگیں۔۔۔

اسکا کا دماغ کہیں پیچھے جانے لگا۔۔۔ وہ چھوٹی تھی اور دادی کی ٹانگ پر چوٹ سے زخم آگیا تھا۔۔۔ روز اس پر کھرند آتا روز شام میں ڈریسنگ کرنے آیا ڈاکٹر اسے کھرچ دیتا۔۔۔ دادی اسکی اس حرکت سے پینک ہونے لگتی کے اتنی مشکل سے آرام آ رہا تھا یہ ڈاکٹر پھر سے اسے کھرچ کر زخم ہرا کر جاتا ہے۔۔۔ تب بابا انہیں بڑے پیار سے سمجھاتے تھے کہ ڈاکٹر پاگل تو نہیں وہ بہتر جانتا ہے۔۔۔ کیونکہ ڈاکٹر جانتا ہے کہ جب تک زخم کو اندر سے آرام نہیں آئے گا یہ

شفایاب نہیں ہو گا۔۔۔ باہر سے بظاہر کھرند آنے کے بعد وہ صحتیاب ہو بھی گیا تو بھی وہ زخم اندر سے جان کا آزار بن جائے گا۔۔۔ ہمیشہ درد کرتا رہے گا اس لئے اس زخم کا پہلے اندر سے خشک ہو کر صحتیاب ہونا ضروری ہوتا ہے۔۔۔

اس لئے وہ ڈاکٹر طرح طرح کی دوائیاں تجویز کرتا ہے جس سے وہ زخم اندر سے
ٹھیک ہونے لگتا ہے۔۔۔ وہ رک کر گہرے گہرے سانس بھرنے لگا۔۔۔
میرے معاملے میں ایسا کچھ نہیں تھا عروشه۔۔۔ اسنے سرخ نگاہیں اٹھا کر
عروشه کو دیکھا۔۔۔ ان آنکھوں میں ہلکورے لیتے کرب کو دیکھ عروشه کا دل
ڈولنے لگا۔۔۔

میرے اس روح کو لگے زخموں کو دوا کبھی نامی۔۔۔
وہ تکلیف میں تھا۔۔۔ عروشه وہ تکلیف اپنے دل پر محسوس کر رہی تھی۔۔۔
میرے زخم اندر سے کچے ہیں باہر سے بظاہر وہ بھر گئے ہیں۔۔۔ لیکن اندر سے
انکا حال یہ ہے کہ اسکا محض ذکر بھی چھڑے تو وہاں سے خون رسنے لگتا ہے اور
ان زخموں کی تکلیف انگ انگ میں سرایت کرتی مجھے بے دم کرنے لگتی ہے
عروشه۔۔۔۔۔ میرے زخم ناسور بن چکے ہیں جن سے ہمیشہ خون رستہ ہے۔۔۔
اسکی آواز بھرا گئی۔۔۔ عروشه کو اس پر جی بھر کر ترس آیا۔۔۔ وہ زندگی میں
پہلی مرتبہ اس پر کھلا تھا۔۔۔ اسے اپنے درد سے آشنا کروا رہا تھا اور اس وقت وہ
اسے ایک معصوم سا بچہ ہی لگ رہا تھا۔۔۔

خاموش آنسو عروشه کی آنکھوں سے بہنے لگے۔۔۔
تمہیں یہ ٹاپک شروع نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔ یہ ٹاپک مجھے محض تکلیف دیتا
ہے۔۔۔

مجھے بتاتا ہے کہ میں ایک انتہائی کمزور شخص تھا جو محبت کو رسوا کر گیا۔۔۔ اس نے
دقت سے گہرا سانس بھرا۔۔۔

بے ساختہ اس کے آنسو بہہ نکلے۔۔۔ جو کسی کو بھی منجھدار میں تنہا چھوڑ گیا۔۔۔
اس کی تکلیف دیکھ عروشه کا دل کٹنے لگا۔۔۔

اس نے اپنا کپکپاتا ہاتھ بڑھا کر ارحم کے آنسو صاف کرنے چاہیے وہ اس کا وہی ہاتھ
تھام کر چہرے سے لگاتار ودیا۔۔۔ عروشه کا دل اتھل پٹھل ہونے لگا۔۔۔
مجھے خود سے نفرت محسوس ہوتی ہے عروشه۔۔۔ جب وہ واقعی میری آنکھوں
کے سامنے آتا ہے تو دل چاہتا ہے خود کو آگ لگالوں۔۔۔

ضمیر کا بوجھ اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ مجھ سے سانس تک لینا دو بھر ہو جاتا
ہے۔۔۔ مجھے لگتا ہے میں کبھی اس ان دیکھے بوجھ سے خود کو چھڑا نہیں سکوں گا

جو مجھے بے طرح جھکڑے کھڑا ہے۔۔۔ جو مجھے شرمندگی سے سر تک اٹھانے
نہیں دیتا۔۔۔ میں بظاہر آگے بڑھ آیا ہوں لیکن درحقیقت میں اسی ایک لمحے
میں قید ہو کر رہ گیا ہوں جہاں میں بے وفائی کا مرتکب ہوا تھا۔۔۔
اسنے ہاتھ کے انگوٹھے سے ناک کی نوک مسلی۔۔۔ میں شادی نہیں کرنا چاہتا
تھا۔۔۔ میں خود کو اس کا اہل سمجھتا ہی نہ تھا۔۔۔
تمہیں پتہ ہے میں شعوری کوشش کرتا ہوں کہ تمہیں میرے وجود سے کوئی
تکلیف نہ پہنچے۔۔۔ وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔
کے میری ذات تمہارے دکھوں کا کچھ مداوا کر سکے۔۔۔ کے کم از کم تمہاری
ذات کو مجھ سے کچھ آسانیاں مل سکیں۔۔۔ وہ آج اس پر کھل رہا تھا اور اس پر
کئی انکشافات کر رہا تھا۔۔۔ وہ جہاں کی تہاں رہ گئی۔۔۔ اس شخص کی قدر دل میں
مزید بڑھنے لگی۔۔۔
اسنے اپنی نم آنکھیں رگڑ کر صاف کیں۔۔۔
کمزور وقت کا ایک ریلہ آ کر گزر گیا۔۔۔

وہ خود کو کمپوز کرتا واپس اپنے خول میں سمٹنے لگا تھا۔۔۔ عروشہ کا دل چاہا یہ
وقت یہیں تھم جائے۔۔۔۔

ایم سوری۔۔۔ وہ سرعت سے خود کو کمپوز کر گیا۔۔۔

تمہیں اس وقت یہ موضوع شروع نہیں کرنا چاہیے تھا معذرت لیکن میں اس
وقت ذہنی طور پر اسقدر ڈسٹرب ہو چکا ہوں کہ ابھی کوئی فنگکشن اٹینڈ نہیں کر
سکتا۔۔۔ وہ بیچارگی سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

میں بھی نہیں کر سکتی۔۔۔ اسنے گہری سانس بھر کر خارج کی۔۔۔
ریلی۔۔۔ عروشہ کے دو بدو کہنے پر وہ ہلکا مسکرا دیا۔۔۔

یس۔۔۔۔
پھر اپنی مام سے کیا کہو گی۔۔۔ اسنے انگنیشن میں چابی گھماتے گاڑی کے انجن میں
حرارت پیدا کی۔۔۔ کچھ بھی کہہ دوں گی۔۔۔ ویسے بھی جب میں تمہارے ساتھ
ہوتی ہوں تو وہ بے فکر ہی رہتی ہیں۔۔۔ انکی آدھی ٹینشنیں ختم ہو جاتی
ہیں۔۔۔۔

لیکن اگر میں فنگشن نہیں اٹینڈ کر سکتی تو اس وقت گھر بھی نہیں جاسکتی۔۔۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم تمہارے فارم ہاؤس چلے جائے۔۔۔ وہ ناخنوں سے کھیلتی جھجھک کر گویا ہوئی۔۔۔

ارحم مسکرا دیا۔۔۔ وائے ناٹ۔۔۔

ویسے بھی نکاح کے روز کی طرح فارم ہاؤس انکے بہت سے عیب دھک لیتا تھا۔۔۔ دنیا کی نظروں میں انکا پردہ رکھ لیتا تھا۔۔۔

اگلے کچھ ہی وقت میں وہ لوگ فارم ہاؤس میں موجود تھے۔۔۔ نکاح کے روز کی طرح وہ اب بھی چیلنج کر کے ارحم کی ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس کچن میں آگئی۔۔۔ فرق صرف اتنا تھا کہ آج اسنے بڑے استحقاق سے یہ لباس خود سے اٹھا کر زیب تن کیا تھا۔۔۔ اور غیر متوقع طور پر وہ اس لباس میں بہت پرسکون محسوس کر رہی تھی۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد وہ دو کپ کافی کے بنا کر ٹیرس پر لے آئی۔۔۔ ارحم ریلنگ پر جھکا کھڑا تھا آہٹ پر اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

کافی۔۔۔ اسنے ار حم کا کپ اسکی جانب بڑھایا۔۔۔ ار حم نے اسے اپنے لباس میں
ملبوس دیکھا مگر بنا کچھ کہے کافی تھام کر واپس ریلنگ کی جانب رخ کر گیا۔۔۔
ہمدردی جتا رہی ہو مجھ سے۔۔۔۔

ہمدردی ہی کیوں۔۔۔ تم اسے محبت جتاننا بھی کہہ سکتے ہو۔۔۔ وہ دل کڑا کرتی
کہہ گئی۔۔۔

ار حم قہقہہ لگاتا ہنس دیا۔۔۔ ار حم خان کو محبت راس نہیں آتی۔۔۔ وہ سرنفی
میں ہلاتا وہاں سے پلٹ گیا۔۔۔
عروشہ اسے اداسی سے جاتا دیکھتی رہی۔۔۔

ایمان کاٹیج چلی گئی تھی۔۔۔ اسکے منع کرنے کے باوجود زوہان اسے کاٹیج تک
چھوڑنے آیا تھا۔۔۔ وجہ بڑی خاص تھی۔۔۔ جا کر ماں کو پر سکون بستر پر لٹا کر
اس پر لحاف دے کر وہ اسکے پاس ہی بیٹھ گیا۔۔۔

آپ سوئیں گی تو ہی میں جاؤں گا مئی۔۔۔ اسکی فکر مندی پر ایمان مسکرا
دی۔۔۔ اب جب یہاں تک اس غرض سے آہی گئی ہوں تو ناسونے کا تو سوال
ہی نہیں نا۔۔۔ اور ویسے بھی نرم گرم بستر پر کس کافر کو نیند نہیں اتی۔۔۔
آپکا کیا بھروسہ شوہر کی فکر آپکو سونے ہی نادے۔۔۔ وہ سادگی سے کہتا ماں کے
انداز میں ہی اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔۔۔ یہ لمس پر سکوں تھا اور وہ
تھک اسقدر گئی تھی کہ لمحوں میں غافل ہو گئی۔۔۔ وہ ماں کے سونے کی تصدیق
کر کے اس پر لحاف درست کرنا کٹہج سے نکل آیا۔۔۔۔۔
واپس ہسپتال کے کمرے میں آیا تو باپ کو اپنا منتظر پایا۔۔۔
آپکو کچھ چاہیے تو نہیں ڈیڈ۔۔۔ وہ ڈھیلے سے انداز میں کاوچ پر بیٹھ گیا۔۔۔ زوہان
بھی وہیں تھا۔۔۔

ہاں چاہیے نا۔۔۔ یہاں آدو دونوں میرے پاس۔۔۔ وہ مسکرایا۔۔۔ اسکا لہجہ
خوشگوار تھا۔۔۔

دونوں اٹھ کر باپ کے پاس آگئے۔۔۔ سبحان کر سی گھسیٹ کر بیٹھ گیا جبکہ
زوہان باپ کے ہی پیشینٹ بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔

تم دونوں کو یاد ہے نا کے ہماری زندگی کے کتنے ٹاپ سیکرٹس ہیں جن سے تمہاری ماں آگاہ نہیں۔۔۔ شامیر کے کہنے پر دونوں مسکرا دیئے۔۔۔

نہیں یہ نہیں کہا جاسکتا۔۔۔ یقیناً ممی کو پتہ چل جاتا تھا لیکن کام ہونے کے بعد پتہ لگنے پر وہ چپ کر جاتی تھیں۔۔۔ وہ بھی اس لئے کے ہمیں آپکی سپورٹ حاصل ہوتی تھی۔۔۔ ورنہ ہماری خوب درگت بنتی۔۔۔ سحان مسکرایا۔۔۔

ایگزیکٹ ڈیڈ۔۔۔ اب دسمبر کے مہینے میں آئسکریم کھانا اور خوب خوب کھانا۔۔۔ تھا تو عزت افزائی والا کام ہی۔۔۔ لیکن پھر بھی آپ کو قائل کر کے بات منو ممی کی نسبت آسان تھا۔۔۔ اسی لئے تو ہم کرائم پارٹنر ہیں۔۔۔ باپ سے باتیں کر کے زوہان کے چہرے کی بجھی جوٹ پھر سے جلنے لگی تھی۔۔۔

ایگزیکٹلی۔۔۔ اور کرائم پارٹنرز آپس میں جھوٹ نہیں بولتے اور نا ہی باتیں چھپاتے ہیں۔۔۔ وہ رفتہ رفتہ مدعے کی بات پر آنے لگا۔۔۔

دونوں بچے بلا کے ذہین تھے اس لئے باپ کی تمہید سے انکے اندر خطرے کی گھنٹیاں بجیں۔۔۔ کچھ سپارک ہونے لگا۔۔۔ کوئی ریڈ سگنل۔۔۔ دونوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔۔۔

آہمم۔۔ ڈیڈ آپ کافی دیر سے جاگ رہے ہیں۔۔۔ میرے خیال سے اب آپکو آرام کرنا چاہیے۔۔۔ زوہان نے کھسیا کر اسکے بیڈ سے اترنا چاہا جب اسنے سرعت سے ہاتھ بڑھا کر اسکی بازو تھامی۔۔۔

اس سے ایک ایک پل کی بات شنیر کرنے والے اسکے بچے اس سے کچھ چھپا رہے تھے تو اسکا مطلب تھا ضرور کوئی بڑی بات تھی جسکی پردہ داری تھی۔۔۔
اب میرا زونی اتنا بڑا ہو گیا ہے کہ اپنے ڈیڈ سے بھی سیکریٹ رکھے گا۔۔۔ اسنے پیار سے پچکارا۔۔۔

ڈیڈ یار کیوں ممی سے جوتے پروانے ہیں ہمیں۔۔۔ وہ بے بس دکھائی دینے لگا۔۔۔

شامیر نے سبحان کی جانب دیکھا۔۔۔ جو پریشان دکھائی دیتا تھا۔۔۔ سوری مگر میں جھوٹ نہیں بول سکتا۔۔۔ اور چونکہ ممی سے پراس کیا ہے تو سچ بھی نہیں بتا سکتا۔۔۔ میں مجبور ہوں۔۔۔ وہ سیز فائر کرتے سادگی سے بولا۔۔۔ شامیر کے ماتھے کی شکنوں میں اضافہ ہوا۔۔۔

زونی یہ ہمارا سیکریٹ ہو گا یا ر۔۔۔ تمہاری ممی کو پتہ نہیں چلے گا۔۔۔ اولاد بھی
قول کی پکی تھی۔۔۔ اب جب تک ماں اجازت نا دیتی منہ سے ایک لفظ نا
پھوٹتی۔۔۔

یقیناً تم نے تو اپنی ممی سے پر اس نہیں کیا نا۔۔۔ شامیر کا انداز جانچتا ہوا تھا۔۔۔
نووووو۔۔۔ وہ شدت سے سر نفی میں ہلا گیا۔۔۔

میرے اندر غصہ اس قدر بھرا تھا کہ مجھے خود پر شک تھا کہ میں کسی بھی وقت
پھٹ سکتا ہوں اس لئے میں نے اس چیز سے گریز ہی کیا۔۔۔ کیونکہ شروع سے
میرے اندر کہیں نا کہیں یہ تھا کہ جیسے ہی آپ کچھ بہتر ہوئے میں آپ کے
سامنے شکایتوں کے انبار لگا دوں گا۔۔۔ وہ جذباتی تھا اور اب بھی بھرپور طیش
میں آنے لگا تھا۔۔۔ شامیر بری طرح ٹھٹھا۔۔۔

زونی سبحان نے باپ کی حالت کے پیش نظر اسے سختی سے تنبیہ کی۔۔۔
وہ سر جھٹک گیا۔۔۔

یہ ہی بات ہے ڈیڈ۔۔۔ کے باتیں بہت ہیں اور اتنی چھوٹی بھی نہیں۔۔۔ لیکن
انکی بدولت اگر آپ کو کچھ بھی ہوا یا آپکی طبیعت زرا سی بھی بگڑ گئی تو ممی ہمیں

معاف نہیں کریں گی۔۔ انہوں نے ہمیں سختی سے منہ بند رکھنے کی تاکید کی ہے۔۔ اس لئے آپ پہلے زرا سٹیبل ہو جائیں پھر۔۔۔ وہ حقیف سا ہوتا اپنے اندر جلتے آتش فشان کے آلاؤ کو دبا گیا

کیا تمہیں اپنا باپ اتنا ہی کمزور لگتا ہے۔۔۔ وہ ضبط کے کڑے مراحل سے گزرتا بول رہا تھا جب شامیر پاسکی بات کاٹ گیا۔۔۔

زوہان لا جواب ہوتا لبپ بھیج گیا۔۔۔

میرے ہسپتال ایڈمت ہونے کے بعد کیا ہوا تھا زونی۔۔۔ تم لوگ مجھ تک کیسے پہنچے اور ہم یہاں اس ہسپتال تک کیسے آئے۔۔۔

وہ بے حد سنجیدہ تھا۔۔۔ زوہان لب بھیجے بیٹھا رہا۔۔۔ جیسے بہت ضبط کر رہا ہو۔۔۔ جیسے زرا سے لب ہلے تو اسکے اندر پلتا آتش فشاں پھٹ پڑے گا۔۔۔ اور پھر ہوا بھی یو نہی۔۔۔

زونی میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔۔

ڈیڈ۔۔۔ آپ ورلڈ کے بیسٹ ڈیڈ ہیں۔۔۔ ایک بہترین مثالی ڈیڈ۔۔۔ ایسے ڈیڈ جنکے وجود سے انکی اولاد خود کو دنیا کے خوش قسمت ترین بچے تصور کرتے ہیں۔۔۔

جنگے دم سے وہ خود کو مضبوط سمجھتے ہیں۔۔۔ ہم خوش قسمت ہیں کے آپ
ہمارے ڈیڈ ہیں۔۔۔

لیکن سوری۔۔۔ آپ اس معاملے میں بڑے بد قسمت ٹھہرے۔۔۔ وہ شانے
آچکا گیا۔۔۔

شامیر بیٹے کو دیکھ کر رہ گیا۔۔۔ یہ نئی بات نہیں تھی۔۔۔ وہ اس سے بھی سخت
باتیں اتنے ہی آرام سے کہہ جاتا تھا۔۔۔

ممی کہتی ہیں تم بہت منہ پھٹ اور بد لحاظ ہو۔ جاتے ہو۔۔۔
اور بالکل ایسا ہی ہے۔۔۔ میں حق بات کہنے سے رک نہیں سکتا پھر چاہے مجھ پر
فتوے ہی عائد کیوں نا ہو جائیں۔۔۔ ابھی یہاں ممی ہوتی تو شاید مجھے گستاخ اور
بد تمیز تک کہہ ڈالتیں لیکن سچ پھر بھی سچ ہی رہتا۔۔۔

زوہان کی نا فہم باتیں اسے الجھا رہی تھیں۔۔۔ وہ ہمیشہ سے سیدھی بات کرنے کا
قائل تھا آج کیوں اتنی تمہید باندھ رہا تھا۔۔۔

اور سچ کیا ہے۔۔۔ شش و پنج میں مبتلا شامیر نے اسے مزید بولنے پر اکسایا۔۔۔

اور سچ یہ ہی ہے کہ آپ اس معاملے میں بد قسمت ہیں کیونکہ آپکے ڈیڈ بالکل
بھی اچھے نہیں۔۔۔ وہ سر جھٹکتا بستر سے ٹانگیں نیچے لٹکا گیا۔۔۔ جبکہ شامیر کا دل
دھک سے رہ گیا۔۔۔

مطلب۔۔۔ اسکی آواز تک کپکپا گئی۔۔۔

Sorry dad if I hurt you...

مانتا ہوں وہ آپکے ڈیڈ ہیں اور کوئی انسان اپنے ڈیڈ کے خلاف بات نہیں سن
سکتا۔۔۔ بالکل ویسے ہی جیسے میں نہیں سن سکتا۔۔۔ یہ سچ ہے کہ ایسی باتیں
انسان کو ہرٹ کرتی ہیں اسے تکلیف دیتی ہیں۔۔۔
لیکن یہ تکلیف اس تکلیف سے پھر بھی کم ہو گئی جو میں نے بے گناہ ہوتے ہوئے
جیل کی چار دیواری کی قید میں رہ کر گزاری۔۔۔
اسکی آواز بھر آئی۔۔۔

ڈھر ڈھر ڈھر۔۔۔ شامیر کو کمرے کی چھت پورے قد سے اپنے اوپر گرتی
محسوس ہوئی۔۔۔

کیا مطلب زونی۔۔۔ کونسی جیل۔۔۔ وہ بے قرار ہوا اٹھا۔۔۔

ڈیڈ۔۔ میں نے کہانا آپکے ڈیڈ بالکل بھی اچھے نہیں۔۔۔ وہ برے ہیں بے حد
برے۔۔۔

انہوں نے ہمیں توڑنے کے لئے۔۔۔ مئی سے جدا کرنے کے لئے مجھے جھوٹے
ڈکیتی کے کیس میں اریسٹ کروایا۔۔۔

وہ بات کرتا رو دیا۔۔۔ شامیر جہاں کا تھاں رہ گیا۔۔۔

ایک۔۔۔ ایک منٹ زونی۔۔۔ پلیز میری جان مجھے شروع سے بات بتاؤ۔۔۔ بابا
کو تم لوگوں کے بارے میں پتہ کیسے لگا۔۔۔ اور تمہیں اریسٹ کیسے۔۔۔ اسکی
زبان لڑکھڑائی۔۔۔ سینے میں مقید دل کہیں پھڑپھڑا کر رہ گیا۔۔۔
سبحان آنکھیں۔۔۔ میچے بے بسی سے ہاتھ کی مٹھی مسلسل ماتھے پر مار رہا تھا۔۔۔
جبکہ زوہان ہاتھ کی پشت سے آنسو رگڑتے باپ کے گوش اسکے ایکسیڈینٹ کے
بعد کے سارے واقعات گزارتا گیا۔۔۔

انہیں شامیر کے ایکسیڈینٹ کے بارے میں پتہ چلنا۔۔۔ باقی سب پر کیس فائل
ہونے کے باعث اسکا علاج شروع نہ ہونا۔۔۔

ماں سے لڑ جھگڑ کر اسے منا کر ان دونوں بھائیوں کا اسلام آباد آنا۔۔۔ میڈیا کا سامنا۔۔۔ باپ کا علاج شروع کروانا۔۔۔ واجد خان کی سیاستیں۔۔۔ انہیں توڑنے کی کوشش کرنا۔۔۔ اسے جیل بھجوانا اور ماں کو حراس کرنا اتنا کہ وہ ہسپتال تک پہنچ گی۔۔۔

زوہان کا اسکے ساتھ جانا وہاں سے اسکا دادا کو ڈاج دے کر واپس ماں تک آنا اور پھر شامیر کو ہسپتال سے نکال کر یہاں تک آنے تک کی ہر ہر بات وہ اسکے گوش گزار تا گیا۔۔۔

زوہان کی زبانی سارے معاملات جان کر وہ اپنی جگہ ساکت و جامد رہ گیا۔۔۔ اسکے پیچھے اسکی معصوم سی فیملی نے کیا کیا سفر کیا تھا۔۔۔ کون کونسی صوبعتیں جھیلی تھیں۔۔۔

زوہان کے آنسو دیکھ اسکا دل کٹنے لگا۔۔۔ اسکی چڑیا سادل رکھنے والی بیوی اینوی تو نہیں اتنا کلا گئی تھی۔۔۔ وہ اپنے دل میں نا جانے کتنے بڑے بڑے غم لئے اسکے سامنے حوصلے کا مظاہرہ کرتی سب بیچ کر رہی تھی۔۔۔

اور آپکو پتہ ہے ڈیڈ۔۔۔

انف زونی۔۔۔ انف از انف۔۔۔ دفعتا باپ پر نظر پڑتے ہی سبحان چلا اٹھا۔۔۔
زوہان نے چونک کر باپ کی جانب دیکھا جسکی رنگت سپیڈ پر رہی تھی۔۔۔
مائے گاڈ۔۔۔ وہ جھٹکے سے بیڈ سے اتر ا۔۔۔

ڈیڈ آپ ٹھیک ہیں۔۔۔

اففف۔۔۔ اففف۔۔۔ اف۔۔۔ ڈاکٹر رر رر۔۔۔ سبحان سرعت سے باہر
بھاگا۔۔۔ جبکہ باپ کی حالت دیکھ زوہان کے ہاتھ پاؤں سرد پڑنے لگے۔۔۔
ممی نے کہا بھی تھا کہ باپ کو ٹینشن سے دور رکھنا۔۔۔ کیوں وہ غلط موقع پر منہ
کھول گیا۔۔۔

سبحان ڈاکٹر ولیم کے ساتھ فوری طور پر اندر داخل ہوا۔۔۔ شامیر کی کنڈیشن
دیکھ فوری طور پر اسے چند انجیکشن گائے گئے۔۔۔

فلفور ملنے والے ٹریمنٹ کے باعث اسکی کچھ حالت سنبھلی۔۔۔

ڈیڈ آپ اب کیسا محسوس کر رہے ہیں۔۔۔۔ ڈاکٹر کے چلے جانے کے بعد سبحان
اس پر جھکا۔ چہرہ اندرونی پریشانی کی عکاسی کر رہا تھا۔۔۔
وہ آہستگی سے مسکرا دیا۔۔۔

ڈیڈ بڑے ظالم ہیں آپ یار۔ پہلے خود اکسا کر سب کچھ پوچھ لیا اب ممی سے جوتے پروانے کافل پروف پروگرام بنا کر بیٹھے ہیں۔۔۔ زوہان اسکے قریب کرسی پر بیٹھا اسکی ہتھی پر کہنی ٹکائے ہاتھ کی مٹھی ہونٹوں پر جمائے سرخ آنکھوں سے باپ کو دیکھ رہا تھا۔۔ جسکے جسم سے جیسے کسی نے یکدم ہی سارا خون نچوڑ لیا ہو۔۔۔ دھچکا بھی تو چھوٹا نا لگا تھا۔۔۔

یونو۔۔۔ ممی نے واپس آ کر آپکو اس حالت میں دیکھنا تو دیکھ لینا تو ایک پل کے لئے آپکو تنہا چھوڑیں گی اور نا ہی ہمیں آپ کے پاس پھٹکنے بھی دیں گی۔۔۔ اسنے گیلی سانس اندر کھینچی

زونی میری جان۔۔۔ میں تمہاری ماں کا قدر دان ہوں۔۔۔ اسکی بے لوث محبت اور خدمت کا بھی۔۔۔

جو کچھ میری فیملی سہہ چکی وہ میری بے ہوشی کے باعث تھا۔۔۔ اب کسی کے باپ کی جرات نہیں کے وہ میرے بچوں کی جانب ٹیرھی آنکھ کر کے دیکھ جائے۔۔۔ یکدم پدرانہ محبت نے جوش مارا تھا۔۔۔

لو یو ڈیڈ۔۔۔ وہ فرط جذبات سے آکر اس سے لپٹا۔۔۔

مگر ہمیں کسی کے باپ کی ہمت کو نہیں۔۔ محض آپکے باپ کی ہمت کو پکڑنا ہے۔۔ اس کے گلے لگے بھی وہ بولنے سے باز نہ آیا۔۔ شامیر کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔ سبحان بھی نم آنکھوں سے مسکرا دیا۔۔

بس خدا کا واسطہ ہے مئی کے آنے سے پہلے پہلے جیسے فریش ہو جائیں۔۔ وہ شامیر سے الگ ہوتا بھی تنبیہ کرنا نہ بھولا۔۔

اگلے روز خلاف معمول عروشہ کی آنکھ جلدی کھل گئی۔۔ وہ ارجم کے اسی کمرے میں رات سوئی تھی جہاں نکاح کے روز اسے رکھا تھا۔۔

وہ خود نا جانے کس کمرے میں تھا۔۔ وہ اٹھ کر فریش ہوتی پھر سے اپنا رات والا لباس ہی زیب تن کر گئی۔۔ لیکن رات کی نسبت ابھی وہ بالکل سادہ تھی۔۔

نم بال پشت پر کھلے تھے جبکہ چہرہ ہر طرح کی آرائش سے پاک تھا۔۔

وہ کمرے سے نکل آئی۔۔ جس وقت ارجم نک سک سے تیار کمرے سے باہر نکلا وہ مصروف سے انداز میں کچن میں کھڑی ناشتہ تیار کر رہی تھی۔۔

ارے خیریت آج یہ سورج کہاں سے نکل آیا۔۔۔ وہ شرٹ کے کف موڑتا
مسکراتا ہوا بچن میں ہی آگیا۔۔۔ نم بال ماتھے پر بکھرے تھے۔۔۔ وہ رات سے
قدرے بہتر اور فریش معلوم ہوتا تھا۔۔۔

عروشہ نے ایک نظر اسے دیکھ کر بامشکل خود کو اسکی ساحرانہ شخصیت کے سحر
میں جھکڑنے سے بچایا۔۔۔ وہ اب ہمہ وقت اسے حواسوں پر چھاتا محسوس ہوتا
تھا۔۔۔

بس ایسے ہی دل چاہا تو بچن میں آگئی۔۔۔ تم بیٹھو میں سرو کرتی ہوں۔۔۔ وہ جھجک
سی گئی۔۔۔

ارحم خاموشی سے پین میں جوش کھاتی چائے کو کپوں میں انڈیلنے لگا۔۔۔
عروشہ نے ٹوسٹ اور فرائی انڈے نکال کر پلیٹ میں رکھے۔۔۔ دونوں نے
وہیں میز کے گرد بیٹھ کر ناشتہ کیا۔۔۔

ناشتے کے بعد وہ اسے اسکے گھر ڈراپ کر کے اپنے چند ایک کام نبھاتا رہا۔۔۔ کچھ
سائنس وزٹ کی اور لنچ ٹائم کے بعد آفس سے باہر ہی ایک ڈیلیکیشن کے ساتھ
میٹنگ اٹینڈ کی غرض آفس جاتے جاتے اسے بہت دیر ہو گئی۔۔۔ پہلے اسنے آفس

جانے کا ارادہ ملتوی کیا لیکن پھر خود ہی اس تجویز کو رد کر گیا کے آفس جانا بھی ضروری تھا۔ آفس میں بھی بہت سے کام غور طلب تھے۔۔۔ شامیر کے بعد وہ بزنس کی ڈوبتی ساکھ کو بچانے کے لئے بہت الرٹ ہو گیا تھا۔۔۔
دونوں بھائی مل کر الگ الگ برانچوں میں جان کھپا رہے تھے۔۔۔ ابھی شامیر ہوتا تو اتنے مسائل ناہوتے۔۔۔

انہی سوچوں میں گھرا وہ آفس آگیا اور حسب سابق عینا کے پاس سے ہوا کے جھونکے کی مانند گزر گیا۔۔۔
اسے آفس میں آتا دیکھ عینا کا حلق تک خشک ہو گیا۔۔۔ اس کے مطابق وہ آج آفس نہیں آنے والا تھا پھر اب۔۔۔ وہ ناخن کتر کر رہ گئی۔۔۔
دل میں کہیں چور تھا تبھی جان پر بنی ہوئی تھی۔۔۔

ارحم نے آفس میں آتے ہی مطلوبہ فائلز کنگالنی شروع کر دیں۔۔۔ آج کا دن مصروف ترین تھا اور کم وقت میں سارے کام نبٹانا نبٹاتے وہ بری طرح تھک گیا تھا تبھی آفس نہیں آنا چاہتا تھا۔ لیکن غور طلب کاموں کے باعث اسے مجبوراً

یہاں آنا پڑا۔۔۔ اسے ایک دور پورٹس فائل کر کے آگے بھیجی تھیں۔۔۔
ارادہ کام مکمل کرتے ہی آفس سے نکل جانے کا تھا۔۔۔ ویسے بھی آفس ٹائم ختم
ہونے میں کچھ ہی وقت تھا۔۔۔

اسکے ڈیسک پر فائلز مکمل ہوتیں تو وہ لمحوں میں رپورٹ تیار کر کے آگے بھیج
دیتا۔۔۔ لیکن اب اپنے ڈیسک پر سرے سے فائل ہی موجود ناپا کروہ جھنجھلا
گیا۔۔۔

جھنجھلاہٹ کوفت میں بدلنے لگی تھی تبھی وہ جھنجھلاتے ہوئے جلتی آنکھوں کو
انگلیوں کی پوروں سے سہلاتے انٹرکام اٹھا گیا۔۔۔

عینا اسی شش و پنج میں مبتلا بیٹھی آفس ٹائم مکمل ہونے کا انتظار کر رہی تھی کے
یہاں پانچ بجے اور وہاں وہ گدھے کے سر سے سینک کے مترادف غائب ہو۔۔۔
کم از کم فرار کو ایک دن اور مل جاتا۔۔۔ لیکن انٹرکام کی چنگارتی آواز نے یکدم
ہی جیسے اسکے جسم سے جان نکال دی۔۔۔
وہ کپکپاتے ہاتھ سے بامشکل رسیور اٹھاپائی۔۔۔

مس عینا اکاؤنٹس کی فائل فائل رپورٹ کریں پلیز۔۔ مصروف سانسجیدہ لہجہ
اور اسکے بعد کھڑا ک سے رسیور رکھ دیا گیا۔۔
رسیور رکھتے ہی وہ سر دونوں ہاتھوں میں گرا گئی۔۔
عقل سمجھ سے بالاتر تھا سب کچھ۔۔ اسکا دل چاہا کہ دھاریں مار مار کر رو
دے۔۔۔

کیا ہوا ہے ایسے کیوں بیٹھی ہے۔۔۔ سامان سمیٹو آفس آف ہونے والا ہے۔۔
دفعتمایا نے اپنے ڈیسک سے کرسی اسکی جانب موڑی۔۔۔
عینا نے بے بسی بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔
کیا ہوا اسکے رویے سے مایا کے آنکھوں میں نا فہمی اور استعجاب کے رنگ
ابھرے۔۔۔

بہت بھری گڑ بڑ ہو گئی ہے مایا۔۔۔ وہ نا محسوس انداز میں کرسی مایا کے پاس کھینچ
لے آئی۔۔

کیسی گڑ بڑ۔۔۔ عینا کی بھرائی آنکھوں اور خوف سے کپکپاتا لہجہ مایا کے اندر کہیں
خطرے کی گھنٹیاں بجانے لگا۔۔

اکاؤنٹس کی رپورٹ میں دولاکھ کاگیپ آرہا ہے۔۔۔ کہاں سے آرہا ہے سمجھ
نہیں آرہی۔۔۔ میں کل سے سوچ سوچ کر ہلکان ہو گئی لیکن کوئی سراہا تھ نہیں
رہا۔۔۔ فنڈ سے انیس لاکھ ہی موصول ہوئے تھے ریکارڈ میں سترہ لاکھ ہیں۔۔۔
رقم ختم ہو چکی ہے۔۔۔ رپورٹ میں دولاکھ کاگیپ آرہا ہے کیا کروں۔۔۔
مائے گاڈ۔۔۔ مایا اسکی توجیح سن کر معتجب رہ گئی۔۔۔
کیا بکواس ہے یہ عینا۔۔۔ تم اسقدر غیر ذمہ دار کیسے ہو سکتی ہو۔۔۔ وہ ارد گرد کا
خیال کرتی دبا دبا سا چلائی۔۔۔
جانتی ہو پچھلے اکاؤنٹینٹ کی چھٹی کیوں کروائی گی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ گھپلا کرتا
پکڑا گیا تھا۔۔۔ ارحم سر اپنے ورکرز کے ساتھ نہایت پولاٹیت ہیں لیکن یوں اپنی
جیب کے ساتھ ان فیئر اور ہیرا پھیری کرنے والوں سے سخت نفرت ہیں
انہیں۔۔۔ اس گیپ کو پورا کرو ورنہ سر تو یہ ہی سمجھیں گے نا کہ یہ گھپلا تم نے
کیا ہے۔۔۔

نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ وہ جی جان سے کپکپا اٹھی۔۔۔ وہ تو آج کل خود پائی پائی کی
محتاج تھی اتنا بڑا نقصان کہاں سے پورا کرتی۔۔۔

اور تم تو مجھے بھی اپنے ساتھ مرواؤ گی۔۔۔ آخر کو میری گارنٹی پر ہی تمہیں جاب ملی تھی۔۔۔ تم نے تو میری جاب بھی خطرے میں ڈال دی۔۔۔ مایا کو اس کے ساتھ ساتھ اپنی فکر بھی ستانے لگی۔۔۔ دفعتاً دوبارہ سے انٹرکام کر آواز گھونجی تو عینا کا دل چاہا بے ساختہ یہاں سے بھاگ جائے۔۔۔۔

انٹرکام بج بج کر بند ہو گیا۔۔۔ جبکہ عینا ہنوز یونہی خوفزدہ نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔۔ دفعتاً انٹرکام پھر سے چنگار اٹھا۔۔۔۔۔
تم اسے اٹھا کیوں نہیں رہی۔۔۔ مایا جھنجھلائی۔۔۔ کیا کروں۔۔۔ اٹھا کر سر کو کیا کہوں۔۔۔۔۔ مم۔۔۔۔۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔۔۔ وہ کسی بھی پل رو دینے کو تھی۔۔۔۔۔

آفس ٹائم ختم ہو گیا۔۔۔ سٹاف ممبرز رفتہ رفتہ اپنی چیزیں سمیٹتے جانے لگے۔۔۔

مم۔۔ میں جارہی ہوں۔۔۔ مجھے نہیں پتہ کچھ بھی۔۔ ناہی میں نے کچھ کیا ہے۔۔ وہ حواس باختہ سی بار بار بجتی انٹرکام کی بیل سے خوفزدہ ہو کر رنگ ارے چہرے پر ہاتھ پھیرتی اپنا بیگ اٹھا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ بیٹھ جاؤ خاموشی سے۔۔ مایا نے غصے سے اسے بازو سے پکڑ کر کھینچا یوں کے وہ دھپ سے کر سی پر بیٹھ گئی۔۔۔

تمہارے نزدیک یہ مسئلے کا حل ہے۔۔۔ تم یہاں سے گھپلا کر کے فرار ہو گئی اور سراتنے بے بس ہیں کے تمہیں ڈھونڈ نہیں پائیں گے۔۔۔ مایا آنکھیں نکال کر غرائی۔۔۔

میں نے کوئی گھپلا نہیں کیا۔۔۔ وہ بے بسی سے چلا اٹھی۔۔۔ آنسو پلکوں کی باڑ پھیلاؤنگ کر بہہ نکلے۔۔۔ سر یکدم ہی چکرانے لگا تھا۔۔۔

ثابت کرو۔۔۔ مایا کے دو حرفی الفاظ اسے لاجواب کر گئے۔۔۔

یہاں سے بھاگ کر تو تم مجھے بھی پھنساؤ گئی۔۔۔ کے تمہیں جاب یہاں میری سفارش پر ملی ہے۔۔۔ نیز ابھی معاملہ آفہام و تفہیم سے حل ہو سکتا ہے۔۔۔

بعد میں اندر پولیس شامل ہو گئی تو۔۔ تم جیل جاؤ گئی الگ۔۔۔ پورے محلے میں عزت دو کوٹی کی ہو گئی سوا الگ۔۔۔

اکیلی عورت کو ویسے بھی اس معاشرے میں کوئی جینے نہیں دیتا۔۔ لوگ تو یہ ہی کہیں گے نا کے شوہر ہسپتال کیا پہنچا سنے پیچھے سے غلط کاموں میں ملوث ہونا شروع کر دیا۔۔۔۔

مایا کا کھینچا نقشہ بہت بھیانک تھا اتنا کہ عینا کو واضح اپنے رونکھٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے۔۔

ہاتھوں میں لغزش اترنے لگی تھی۔۔۔ وہ مسلسل لب بھینچے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔

ایسے میں بیٹی تمہاری رلے گی سوا الگ۔۔۔ کون سنبھالے گا اسے۔۔۔

پھر میں کیا کروں مایا۔۔ خدا کی قسم میں نے کوئی گھپلا نہیں کیا۔۔ وہ آس سے اسکی بازو تھامتی اسے یوں دیکھنے لگی جیسے مصیبت کے وقت بچہ کسی بڑے کو دیکھتا ہے کے وہ لازماً اسے اس مصیبت سے نکال لے گا

--

تم نے یہ نہیں کیا۔۔۔ کیا اس چیز کی وضاحت تم سر کو دے سکتی ہو۔۔۔۔۔
مایا کے پوچھنے پر اس کے آنسو ٹھٹھرنے لگے۔۔۔ دل میں درد کی ٹھیس سی
اٹھی۔۔۔ وہ لب بھینختی چہرہ ہاتھوں میں چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

اپنے آفس میں بیٹھالیپ ٹاپ پر جھکا رحم بار بار انٹرکام پر عینا سے رابطہ کرنے
کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ اسکا باقی تقریباً سارا کام مکمل تھا محض عینا رپورٹ فائل
کرتی تو وہ کام مکمل کر کے آگے رپورٹ کر دیتا۔۔۔ مگر مسلسل انٹرکام بج رہا تھا
لیکن وہ اٹھا کر نادے رہی تھی۔۔۔

ارحم کی جھنجھلاہٹ بیزاری میں بدلنے لگی۔۔۔۔۔ حد تھی مطلب۔۔۔۔
کہیں چلی تو نہیں گئی۔۔۔ دفعتاً آفس ٹائم ختم ہونے کا احساس ہوا تو ایک فی سوچ
نے جنم لیا۔۔۔

لیکن ایسے کیسے چلی گئی جب میں نے کہا تھا کہ رپورٹ فائل کرے پھر۔۔۔۔۔ وہ
خود ہی اپنی تردید کرتا کوفت سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔
آفس سے نکلتے اسکا رخ عینا کے ڈیسک کی جانب تھا۔۔۔

باقی سارا سٹاف تقریباً جا چکا تھا لیکن وہ اپنی دوست کے ساتھ وہیں تھی اور حم دور سے ہی اسے دیکھ چکا تھا۔۔۔ لیکن پھر وہ انٹرکام کیوں نہیں اٹھا رہی۔۔۔ اشتعال کی ایک شدید لہر کہیں اندر جاگی۔۔۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اسکے سر پر آں پہنچا۔۔۔ عینا کی اسکی جانب پشت تھی۔۔۔

What is this miss Aina .. why you don't...

تلخی سے کہتے یکدم اسکی زبان کو بریک لگی۔۔۔ وہ بونچکا ہی تو رہ گیا تھا۔۔۔ عینا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رہی تھی۔۔۔ یکدم اسکے حواس جھنجھلا اٹھے۔۔۔ پہلا خیال ہی اسکے ذہن میں عینا کے شوہر کے حوالے سے ابھرا۔۔۔ وہ ہاسپٹل آؤٹ تھا۔۔۔ کیا کہیں اسے تو کچھ۔۔۔ اسنے بے ساختہ اپنا سر جھٹکتے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔۔۔

Is everything ok miss Maya...

ابکی بار وہ بولا تو آواز قدرے کمپوز تھی۔۔۔ کچھ دیر پہلے والی تلخی و کوفت کا کہیں نام و نشان تک نہ تھا۔۔۔ لحاظ اسنے بے طرح روتی عینا کی بجائے مایا کو مخاطب کرنا بہتر سمجھا۔۔۔

وہ سر۔۔۔ وہ دراصل۔۔۔ لب کترتے وہ جھجھکی۔۔۔

ارحم نے اسے نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔

سر دراصل۔۔۔ اکاؤنٹس میں دو لاکھ کا گیپ مکمل نہیں ہو پارہا۔۔۔ مایا سر جھکائے منمنائی۔۔۔

ارحم کو استعجاب نے گھیرا۔۔۔

مگر کیسے۔۔۔ کیوں پورا نہیں ہو پارہا۔۔۔ جب ڈیٹیلز موجود ہیں تو گیپ پورا ہونا چاہیے۔۔۔ اسکا لہجہ سادہ تھا۔۔۔

سر عینا نے چیک کیا مگر۔۔۔

میں نے کوئی گھپلا نہیں کیا۔۔۔ نا ہی مجھے پتہ ہے کہ پیسے کہاں گئے۔۔۔

وہ لمحے کی تاخیر کئے بنا کر سی ارحم کی جانب گھماتی بے بسی سے چٹخ اٹھی۔۔۔

ارحم نے اسے غور سے دیکھا۔۔۔ آنسوؤں سے ترچہرا۔۔۔ سرخ پڑتی آنکھیں اور
لرزتے لب۔۔۔ وہ لب بھینچتا سرت سے نظر پھیر گیا۔۔۔
حالانکہ آپکو پتہ ہونا چاہیے۔۔۔ وہ گہرا سانس خارج کرتا دوسرے ڈیسک کی
کرسی گھسیٹ کر اسے پاس ہی بیٹھ گیا۔۔۔
عینانے نامحسوس انداز میں اپنے کرسی کچھ دور کھسکائی۔۔۔
جب آپ یہاں اکاؤنٹینٹ کی حیثیت سے فائز ہیں تو آپکو یہ سب پتہ ہونا چاہیے
کیونکہ یہ ہی اپکی ڈیوٹی ہے۔۔۔ اور اپنے کام کو ایمانداری سے اور مکمل یکسوئی سے
نبھانے والا ہی اپنے کام کے ساتھ ایماندار ہوتا ہے۔۔۔
وہ اسکے ڈیسک پر پڑی ریکارڈ کی فائل کھولتا چیک کرنے لگا۔۔۔
میں نے کام ایمانداری اور یکسوئی سے ہی کیا تھا۔۔۔ وہ چیخ چیخ گئی۔۔۔ ایک نظر
اس بے نیاز شخص کو دیکھا جو اسکی طرف متوجہ نہ تھا۔۔۔
اگر کذیا ہوتا تو یہ گیپ نہ آتا۔۔۔ لیکن آگر آ بھی گیا ہے تو بری سے بری فیر میں
بھی انسان کو کم از کم حوصلہ تو نہیں ہارنا چاہیے۔۔۔

ہر مسئلے کا حل نکل آتا ہے مگر تحمل سے۔۔۔ پینک ہو کر نہیں۔۔۔ وہ مسلسل فائل کی۔ طرف متوجہ فائل کے صفحات پلٹتا سارا ریکارڈ چیک کر کے جمع تفریق کر رہا تھا کے آخر گپ آیا کہاں سے۔۔۔ عینا کے ساتھ ساتھ مایا کو بھی کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔ فائل میں تو کوئی قابل گرفت چیز نظر نہیں آئی۔۔۔ جلد ہی وہ فائل بند کرتا کر سی کارخ ان دونوں کی جانب موڑ گیا۔۔۔ عینا نے بے طرح لب چبائے۔۔۔ مجھے آج ہر حال میں یہ فائل آگے رپورٹ کرنی ہے۔۔۔ کمپنی کے اگلے مہینے کے اخراجات اور ورکرز کی سیلری کے لئے فنڈز سے گرانٹ منظور کروانی ہے اور یہ تب ہی ہو گا جب پچھلے ریکارڈ کی رپورٹ فائل کی جائے گی۔۔۔ ارحم نے ایک سنجیدہ نظر گھڑی پر ڈالی جسکی سوئیاں تیزی سے آگے بڑھتی جا رہی تھیں۔۔۔ اب تھکاوٹ کوفت اور جھنجھلاہٹ پر کسی کے آنسو غالب آنے لگے تھے۔۔۔

لحاظ یہ کام آج ہی مکمل کرنا ہے۔۔۔ تو مس عینا۔۔۔ اسنے براہ راست عینا کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔ پچھلے پورے ہفتے میں استعمال ہونے والی رقم کے واؤچرز اور سلیپز نکالیں۔۔۔

ارحم کے کہنے پر وہ تیزی سے مستعد ہوئی۔۔۔ امید نہیں تھی کے کام مکمل ہونے سے پہلے وہ انہیں یہاں سے جانے دے گا۔۔۔ اسکا ذہن بار بار بھٹک کر اپنی معصوم بچی کی جانب بھی جاتا جو یقیناً اس وقت اسکی منتظر ہوتی۔۔۔ تبھی اسکے ہاتھوں میں تیزی آتی جا رہی تھی۔۔۔

ایک ایک کر کے وہ اپنی ورکنگ ٹیبل کے دراز کنگالتی سارے واچرز اور سلیپز کا ڈھیر ٹیبل پر لگاتی جا رہی تھی۔۔۔ اتنا سار کام دیکھ کر ارحم کا پہلے سے درد کرتا سر مزید چکرانے لگا۔۔۔ لیکن لحاظ مروت آڑے آرہی تھی۔۔۔

مس مایا آپ انکی ہیلپ کروائیں تاکہ کام جلدی ہو سکے۔۔۔ مایا کو کہنے پر وہ سر ہاں میں ہلاتی عینا کے ساتھ واچرز اور سلیپس نکالنے لگی۔۔۔

ڈیڈیہ لیس کافی پیئیں۔۔ زوہان کمرے میں داخل ہوا اور باپ کے پاس آکر کافی کا کپ سائیڈ پر رکھا۔۔۔

شامیر نے بند آنکھیں وا کر کے اسے دیکھا جواب اسے سہارے سے بیٹھا رہا تھا۔۔۔ اسکی ضرورت نہیں تھی زونی۔۔۔

وہ بیٹے کی نوازش پر مسکرایا۔۔۔ ایسے کیسے ضرورت نہیں تھی ڈیڈ۔۔۔ ممی اپنے
ہنر بینڈ صاحب کو ہمارے بھروسے چھوڑ کر گئی ہیں۔۔۔ ظاہر سی بات ہے ہمیں آپکا
اچھا سا خیال رکھنا ہے۔۔۔ وہ کر سی گھسیٹ کر باپ کے پاس ہی بیٹھا اور کپ
اسکی جانب بڑھایا۔۔۔ یقیناً وہ یہاں ہوتیں تو آپکے لئے کافی خود سے بنا کر
لاتیں۔۔۔ زونی نے مسکرا کر اپنا کپ اٹھایا۔۔۔
سبحان کمرے میں نا تھا۔۔۔

ویسے ڈیڈ سچی سچی بتائیں۔۔۔ اب طبیعت کیسی ہے آپکی۔۔۔ وہ پریشان تھا شامیر
اسکی صورت دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا۔۔۔ باپ کو لگنے والے جھٹکے نے اسے اندر
ہی اندر پشیمان کر ڈالا تھا۔۔۔

شامیر نے مسکرا کر اس کے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔

جسکے پاس تم دونوں جیسے بیٹے۔۔۔ اور تمہاری ماں جیسی بیوی ہو میری جان وہ
کیسے نہیں ٹھیک ہو گا۔۔۔

ویسے آپکو راز کی بات بتاؤں۔۔۔ وہ یہاں وہاں دیکھتا راز دارانہ انداز میں باپ
کے پاس کھسکا۔۔۔

اپنے ڈیڈ کی فکر تو آپ کریں ہی مت۔۔۔ بس اپنی صحت پر دھیان دیں اور
ساری فکریں چھوڑ دیں۔۔۔ آپکے ڈیڈ کو سنبھالنے کے لئے میں ہوں نا۔۔۔ فل
پروف پلان ہے میرے پاس آپکے ڈیڈ کو ایک مرتبہ جھنجھوڑ کر رکھ دینے کا۔۔۔
اسکے راز دارانہ انداز میں کہنے پر شامیر قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔۔۔ ساری کلفت لمحوں
میں جاتی رہی تھی۔۔۔ بالکل ویسے ہی جیسے بچپن میں زوہان کوئی نا کوئی چٹکلا سنا
کر اسے ہسادیتا تھا۔۔۔

وہ سب تو بعد کی باتیں ہی زونی۔۔۔ انہیں بعد کے لئے ہی اٹھا رکھتے ہیں۔۔۔
بس مجھے ایک بات بتا دو۔۔۔ وہ مسکراتے ہوئے بیٹے کے بالوں میں انگلیاں چلا
رہا تھا اور زونی بھی بڑے پرسکون انداز میں کرسی پر بیٹھا دونوں کہنیاں اسکے
پیشنٹ بیڈ پر ٹکائے اس پر جھکا تھا۔۔۔

جی جی پوچھیں۔۔

اسنے سیدھا ہو کر اپنا کافی کا کپ اٹھایا۔۔

جب بابا نے اتنی پرفیکٹ اور گلیمرس لائف تمہارے ارد گرد پور ٹریٹ کی۔۔

مطلب۔۔ ایک ایسی لائف جیسی تم خود چاہتے ہو۔۔۔

یعنی کے تم پرینڈ کا نشینس ہو۔۔۔ سپورٹس کار۔۔ اچھا موبائل۔۔ برینڈڈ

کپڑے۔۔۔ یونو۔۔۔ ہر وہ چیز جسے خریدنے سے پہلے تمہیں اپنی ماں کی چار

باتیں سننی پڑتی ہیں۔۔۔ اخلاقیات پر ایک لیکچر۔۔۔

سمجھ پار ہے ہو میری بات کو۔۔۔ بات کرتے کرتے رک کر اسنے بیٹے کے

تاثرات جانچنے چاہے جو پر سکون انداز میں کافی پیتا سر ہلار ہا تھا۔۔۔

وہ لائف تمہیں بیٹھے بٹھائے مل رہی تھی۔۔۔ نیز انکا ہوم ورک اتنا مکمل تھا کہ

ماں تمہاری خان ولا میں ہے اور بھائی تمہارا ادبی کے لئے فلائے کر چکا ہے۔۔۔

پھر ایسے میں وہ کیا چیز تھی جسکے باعث نا تو تم نے اس زندگی کو ترجیح دی جو

تمہاری ڈریم لائف ہے اور نا ہی تم بابا کی باتوں میں آتے ٹریپ ہوئے۔۔۔

مطلب صحیح غلط کے درمیاں فرق کیسے کیا تم نے۔۔۔

سب سے زیادہ مجھے الجھایا ہی اس چیز نے ہے زونی۔۔۔
وہ کافی پیتا مسکرایا۔۔۔

پہلے کس سوال کا جواب دوں۔۔۔

میری ڈریم لائف بالکل وہی ہے ڈیڈ جو آپکے ڈیڈ نے پور ٹریٹ کی۔۔۔ پھر خود
ہی پہلا سوال منتخب کرتا گویا ہوا۔۔۔

لیکن اس ڈریم لائف میں ایک چیز مسنگ تھی۔۔۔

شامیر کافی پیتا غور سے بیٹے کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔۔ اور وہ تھی ممی۔۔۔

ممی کے بنا وہ ڈریم لائف ڈریم لائف نہ ہوتی نا۔۔۔ وبال جان بن جاتی۔۔۔

بھلا کیسے۔۔۔ وہ کچھ آگے کو ہوا۔۔۔ شامیر نے آنکھ اچکائی۔۔۔ جیسے پوچھ رہا ہو
کیسے۔۔۔

یار ہم جیسے ٹین ایجرز کی زندگی میں سب سے اہم کردار ہوتا ہے پیرنٹنگ کا۔۔۔

دیکھیں آپکے بچے ذہین ہیں۔۔۔ ڈسپلینڈ ہیں۔۔۔ ٹائم مینجمنٹ فالو کر رہے

ہیں۔۔۔ پڑھائی کے ساتھ ساتھ کھیلوں میں بھی اچھے ہیں۔۔۔ نمازیں وقت

سے پڑھ رہے ہیں تلاوت کر رہے ہیں۔۔۔ کسی سے لڑتے جھگرتے نہیں۔۔۔

اپنے معاملے معاملہ فہمی سے حل کر رہے ہیں۔۔۔ وہ انگلی کی پوروں پر گنتا بتا رہا تھا۔۔۔

یقیناً یہ بچے بہت اچھے ہیں اور گڈ بکس میں آتے ہیں۔۔۔ بظاہر ہمیشہ صرف یہ ہی دکھائی دیتا ہے۔۔۔

لیکن پس پردہ اسکی روٹ کا زچھ اور ہوتی ہے اور وہ روٹ کا ز ہوتی ہے پیر نٹنگ۔۔۔

میں یہاں لکھ کر دے سکتا ہوں کے اگر پیر نٹنگ نا ہو تو ہم کبھی اتنے پروڈکٹونا ہو سکیں۔۔۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنکے پاس اچھی پیر نٹنگ ہے۔۔۔ یا وہ پیر نٹس جو اپنے بچوں کی اچھی پیر نٹنگ کر رہے ہیں۔۔۔ اب پیر نٹنگ کیا ہے۔۔۔ اسنے کافی کا خالی کپ سائیڈ پر رکھا۔۔۔ چیک اینڈ بیلنس۔۔۔

کیسے۔۔۔ زوہان نے آنکھ اچکائی۔۔۔

بتاتا ہوں۔۔۔ وہ پیچھے کو ہوتا کر سی کی پشت سے ٹیک لگا کر بازو سینے پر باندھ گیا۔۔۔

دیکھیں۔۔۔ میں اگر اپنے بہت سے کام وقت پر کرتا ہوں تو اس میں میرا کوئی کمال نہیں۔۔۔

بعض اوقات میں فجر کے وقت نہیں اٹھ پاتا۔۔۔ وہ مئی ہی ہیں جو نماز کے وقت ہمیں چیک کرتی ہیں جو نہیں اٹھا اسے اٹھا دیا۔۔۔ اگر وہ ناہوں یا ہمیں چیک نا کریں تو یقیناً ہماری نماز مس ہو جائے۔۔۔

میں بہت دفعہ شوشل میڈیا سکروول ڈاؤن کرتے یا گیمز میں مصروف بہت کچھ بھول جاتا ہوں۔۔۔ یا یوں کہا جائے موبائل میں گم ہو کر وقت کا پتہ ہی نہیں چلتا تو وہ مئی ہی ہوتی ہیں جو پورے گھر میں آوازیں دیتیں متوجہ کروا تیں ہیں کے نماز کا وقت جا رہا ہے پہلے نماز پڑھو۔۔۔ کل تمہارا ٹیسٹ ہے پہلے وہ مکمل کرو پھر سب بعد میں۔۔۔

تم بھائی سے جھگڑے ہو۔۔۔ وہ بڑا ہے تم سے۔۔۔ غلطی مانو اپنی کے غلطی ماننے سے کوئی چھوٹا نہیں ہو جاتا اور بھائی سے اپالو جائز کرو۔۔۔ پانی پینے کا یہ کونسا طریقہ ہے زونی بیٹھ کر پیو۔۔۔

اس ہفتے میں یہ تمہارا چوتھا جنگ فوڈ ہے۔۔۔ لحاظ خیال کرو زیادتی اگر اچھی چیز کی بھی کرو گے تو وہ بری ہو گئی لیکن یہاں تو چیز ہے ہی نہیں صحت کے لئے اچھی۔۔۔

ابھی پچھلے ہفتے شاپنگ کی ہے اس ہفتے اسکی بالکل ضرورت نہیں کے اللہ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔۔۔

تمہارا فلاں دوست نیڈی ہے اسکی مدد کرو۔۔۔ وغیرہ وغیرہ ڈیڈ۔۔۔ ہماری زندگی اچھے سے چل ہی مئی کی گائیڈنس کی وجہ سے رہی ہے۔۔۔ یہ نہیں کے ہم کم عقل ہے ہمیں علم نہیں۔۔۔ ہمیں سب علم ہے۔۔۔ اور یہ ہی سب سے بڑا مسئلہ ہے کے ہمارے پاس علم بہت ہے۔۔۔ اتنا کہ ہم اسے فار گرائنڈ لینے لگتے ہیں۔۔۔ جیسے ہمیشہ سچ بولنا چاہیے۔۔۔ جھوٹ جتنا بھی صفائی سے بول لو لیکن پکڑا جاتا ہے۔۔۔ ایسی باتیں سب کو پتہ ہیں لیکن ان پر عمل کون کرتا ہے۔۔۔ نہایت کم لوگ۔۔۔

اسنے کھڑکی کی جانب دیکھا جہاں بلا سنڈز گرے تھے اور اٹھ کر اس جانب آ گیا۔۔۔

ممی ہمارے علم اور عمل کے درمیان ایک برتج ہے جو علم کے بعد ہاتھ پکڑ کر عمل کرواتی ہیں۔۔۔ اور یہ محض پیرنٹنگ سے ہی ممکن ہے۔۔۔ اور پیرنٹنگ کے لئے ماں یا باپ کو کتنا ایکٹور ہنا پڑتا ہے اس بات پر غور کریں ذرا۔۔۔ کے اپنے سو کاموں کے درمیاں ممی ہمارے کام نہیں بھولتیں۔۔۔ ہم پر چیک اینڈ بیلنس لازمی رکھتی ہیں۔۔۔ نارکھیں۔۔۔ یا ہمیں ناکھیں تو ہم علم رکھنے کے باوجود کبھی عمل ناکریں کے سوشل میڈیا اور گیمرز ایسے ہی ہمارا سارا وقت کھا جاتے ہیں۔۔۔

ایسے میں وہ لگژری لائف بھی ممی کے ہی سنگ ہے نا۔۔۔ انکے یا انکی پیرنٹنگ کے بنا ہم تو صفر ہیں۔۔۔ پھر ہم تو کچھ کریں ہی نا۔۔۔ خود کو زنگ لگالیں۔۔۔ یعنی ہمیں ہماری زندگیوں میں متحرک رکھنے والی چیز ممی ہے۔۔۔

مجھے یہ قبول کرنے میں کوئی عار نہیں کے میں ابھی تک پہلی فرصت میں اپنے سکول کا کام نبٹاتا رہا ہوں تو محض ممی کو رپورٹ کرنے کے خیال سے کے ڈن ممی کام مکمل ہو گیا۔۔۔ اور ایسے ہی بہت سے کام۔۔۔

تویہ بات تو سنتے ہی ریجیکٹ تھی کے ممی کے بغیر کوئی لکڑی لائف مجھے اپیل کر ہی نہیں سکتی۔۔۔ نوئیور۔۔۔

ایک بہترین لائف چاہیے لیکن ممی کے ساتھ۔۔۔ کیونکہ ممی کے ساتھ کھٹن سے کھٹن وقت بھی بہت اچھے سے کٹ جاتا ہے۔۔۔ میرے بالوں میں انکی چلتی انگلیوں کا لمس ہی میرا سب سے خوبصورت اثاثہ ہے جسکا کوئی نعل البدل ہی نہیں۔۔۔

رہ گئی بات دوسری کے میں نے درست اور غلط میں فرق کیسے کیا۔۔۔ اسنے ہاتھ بڑھا کر بلا سنڈز ہٹا دیئے۔۔۔ باہر خاصا اچھا موسم تھا۔۔۔ بر فباری ناہور ہی تھی لیکن سرد ہوائیں چل رہی تھی۔۔۔ موسم ابر آلود تھا۔۔۔
تویہ بھی ایک لمبی بات ہے بس اتنا جان لیں کے جن کا مددگار اللہ ہوتا ہے نا اور جو مدد قرآن و سنت سے لیتے ہیں وہ یونہی درست اور غلط میں چٹکیوں میں فرق کر لیتے۔۔۔

بوجھیں کیسے۔۔۔ وہ پلٹ کر قدم قدم باپ کی جانب آتا مسکرایا۔۔۔

شامیر نے یوں شانے آچکا ہے جیسے کہہ رہا ہو کہ مجھے پتہ ہوتا تو تم سے ہی
پوچھتا۔۔۔ وہ مسکراتا ہوا واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔

رہ گئی بات دوسری کے میں نے درست اور غلط میں فرق کیسے کیا۔۔۔ اسنے ہاتھ
بڑھا کر بلا سنڈز ہٹا دیئے۔۔۔ باہر خاصا اچھا موسم تھا۔۔۔ بر فباری ناہور ہی تھی
لیکن سرد ہوائیں چل رہی تھی۔۔۔ موسم ابر آلود تھا۔۔۔
تو یہ بھی ایک لمبی بات ہے بس اتنا جان لیں کہ جن کا مددگار اللہ ہوتا ہے نا اور
جو مدد قرآن و سنت سے لیتے ہیں وہ یونہی درست اور غلط میں چٹکیوں میں فرق
کر لیتے ہیں۔۔۔

پوچھیں کیسے۔۔۔ وہ پلٹ کر قدم قدم باپ کی جانب آتا مسکرایا۔۔۔
شامیر نے یوں شانے آچکائے جیسے کہہ رہا ہو کہ مجھے پتہ ہوتا تو تم سے ہی
پوچھتا۔۔۔ وہ مسکراتا ہوا واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔

آپکو پتہ ہے جب رسول اللہ نے اسلام کی دعوت دینی شروع کی تھی تب کفار مکہ نے انہیں روکنے کے لئے طرح طرح کے حربے آزمائے۔۔۔ وہ کہیں دور خلاؤں میں گھورنے لگا۔۔۔ لیکن جب انکی ہر طرح کی کوششوں کے باوجود حضرت محمد کی دعوت پھیلتی چلی گئی تب نصر بن حارث نے قریش کے لوگوں سے کہا کہ جس طرح سے تم لوگ اس شخص کا مقابلہ کرنے کی کوشش کر رہے ہو وہ طریقہ کبھی کام نہیں کرے گا۔۔۔

وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔۔
کیونکہ یہ جو ایک شخص ہے وہ تم لوگوں کے بیچ میں پلا بڑا ہے۔۔۔ لوگ گواہ ہے انکی صداقت امانتداری اور دیانتداری کے۔۔۔ تمام اختلافات سے بالاتر وہ شخص ہم سب میں سے سب سے زیادہ سچا ہے۔۔۔۔۔ ایسے میں اگر تم لوگ دوسرے لوگوں سے یہ کہو گے کہ ناوذا اللہ وہ جھوٹے ہیں مکار ہیں ساحر ہیں یا جادو گر ہیں تو وہ کبھی یقین نہیں کریں گے۔۔۔ کیونکہ لوگ جانتے ہیں کہ جھوٹے لوگ کیسے ہوتے ہیں اور ساحر کیسے سحر پھونکتے ہیں۔۔۔ وہ کچھ توقف کو رکھا۔۔۔

لحاظ یہاں کوئی دوسرا طریقہ ازماؤ۔۔

شامیر غور سے بیٹے کی باتیں سن رہا تھا۔۔

اسنے کہا یوں تم لوگوں کو اسکی طرف توجہ حاصل کرنے سے روک نہیں سکو

گے۔۔۔ ٹھہرو تم میں اسکا کچھ علاج کرتا ہوں۔۔۔

You know that what dad...

پھر اس شخص نے اس سب کا کیا حل ڈھونڈا۔۔۔ وہ مسکراتا ہوا باپ کی جانب

پلٹا اور پر اسرا ذہانت سے بھرپور نگاہیں اسکی نگاہوں میں ڈگائیں۔۔۔

پھر وہ شخص مکہ سے عراق گیا اور وہاں سے شام عجم کے قصے اور رستم و اسفندیار

کی داستانیں لا کر اسنے قصہ گوئی کی محفلیں سجانا شروع کر دیں۔۔۔ تاکہ

لوگوں کی توجہ قرآن و سنت سے ہٹے اور وہ اس جانب متوجہ ہو جائیں۔۔۔

اسی طرح پھر اسنے گانا گانے والی لونڈیاں بھی خریدیں۔۔۔ اور جس کسی کے

متعلق وہ سنتا کہ یہ نبی کی باتوں کی جانب راغب ہو رہا ہے اس پر وہ اپنی لونڈیاں

مسلط کر دیتا کہ انہیں خوب کھلاؤ پلاؤ اور گانے سنا کر اپنی جانب مشغول

کرو۔۔۔

بات کرتے وہ زرا توقف کو رکا۔۔۔ شامیر ساکت سا بیٹھا اسے سن رہا تھا۔۔۔
یونو واٹ ڈیڈ۔۔۔

آپکے ڈیڈ نے بھی ایگزیکٹ میرے ساتھ وہی کرنے کی کوشش کی۔۔ اسکا لہجہ
گہرا سرسرا تا تھا۔۔۔

شامیر جہاں کا تھاں رہ گیا۔۔۔ ایک دم ساکت۔۔۔ کے سانس بھی لیتا تو اسکا بھی
شور ہوتا۔۔۔

انہوں نے ایک خوبصورت لائف میرے گرد پور ٹریٹ کر کے میری توجہ
میرے بیمار باپ اور میری ماں کی جانب سے ڈائیورٹ کرنے کی کوشش
کی۔۔۔ لہجہ گہری سنجیدگی کی عکاسی کر رہا تھا۔۔۔ مجھے ٹریپ کرنے کی کوشش
کی۔۔۔ لگزریز میں محو کرنے کی کوشش کی۔۔۔

شامیر گم صم سا بیٹے کا چہرہ دیکھتا رہا۔۔۔

کہانا ڈیڈ۔۔۔ جسکا ساتھی قرآن ہو پھر وہ اس شخص کو تنہا نہیں چھوڑتا۔۔۔ کبھی
بھی۔۔۔ کسی بھی فیز میں نہیں۔۔۔ لوگ تنہا چھوڑ جائیں گے۔۔۔ رشتے ساتھ
چھوڑ دیں گے لیکن اللہ اور اسکی انسانوں کے لئے بھیجی گئی رہنمائی کبھی آپکو تنہا

نہیں چھوڑے گی۔۔۔ بس ضرورت محض اسکے احکامات سے دوستی کر کے ان سے رابطہ استوار رکھنے کی ہے۔۔

پھر وہ رہنمائی ہر مشکل میں آپکا ہاتھ تھام کر آپکے بیڑے پار کروادے گی کبھی صبر کی صورت کبھی درگزر کی صورت تو کبھی حکمت عملی کی صورت۔۔۔ مگر جب جب اس شخص کو رہنمائی کی ضرورت ہوگی۔۔۔ قرآن اسے رہنمائی دے گا۔۔۔ مختلف اشاروں سے اس پر آگاہی کے دروا کرے گا۔۔۔ جیسے اس نے مجھ پر اس وقت آگاہی کے دروا کئے تھاجب میں تنہا تھا۔۔۔۔۔ آپکے ڈیڈ کی باتیں سن کر یکدم ہی میرے دماغ میں سپارک ہوا کے یہ تو کوئی وہی بہت پرانی چال چلی جا رہی ہے میرے ساتھ۔۔۔ وہی کئی سو سالوں پہلی۔۔۔ وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔۔ کہ یہ تو ٹریپ کیا جا رہا ہے مجھے۔۔۔

تھنک زونی تھنک۔۔۔ کے اس وقت تم کیا حکمت عملی اختیار کر سکتے ہو۔۔۔ پھر جو حکمت عملی مجھے بہتر لگی میں نے وہ اختیار کی۔۔۔ میرے اللہ نے میرا ساتھ دیا اور میں اس وقت آپکے سامنے ہوں۔۔۔ وہ کھل کر مسکرایا۔۔۔

شامیر نے دقت سے سانس خارج کی۔۔۔ اسے فخر تھا اپنے بیٹوں پر انکی تربیت پر۔۔۔ وہ ہمیشہ اسے ایسے ہی مسمرانز کر جاتے تھے۔۔۔

کاٹیج کی دیواروں پر رات کے سائے پر پھیلانے لگے تھے۔۔۔ ایمان کی آنکھ کھلی تو وہ چونک کر اٹھ بیٹھی۔۔۔ بالوں کا رُف سا جوڑا بنایا اور ادھر ادھر دیکھ کر وقت کا اندازہ لگانا چاہا جب نظر لاونچ کی دیوار گیر کھڑکی سے باہر پڑی جہاں شام کے بعد رات اتر رہی تھی۔۔۔

وہ ہڑبڑا کر بستر سے اتر آئی۔۔۔ افسوس سا افسوس تھا کہ الارم لگانے کے باوجود اسکی مغرب مس ہو گئی تھی۔۔۔ اسنے فریش ہو کر لباس تبدیل کیا اور نم بال پشت پر کھلے چھوڑ کچن میں آگئی۔۔۔

اسے ہسپتال واپس جانے سے پہلے شامیر اور بچوں کے لئے کھانا بنانا تھا۔۔۔ البتہ ایک بھر پور نیند سے وہ اس وقت خود کو خاصا فریش محسوس کر رہی تھی۔۔۔ لیکن اس سب کے بیچ مغرب جاتی رہی تھی اس بات کا قلق ہی ناجار ہا تھا۔۔۔ اتنے دنوں کی بے سکونی کے بعد وہ اسقدر بے سدھ ہو کر سوئی تھی کہ آنکھ

کھل کر نادی۔۔۔ وہ اب عشا کے ساتھ اسکی قضا ادا کرنے کا ارادہ کئے تیزی سے اپنا کام بننا ہی تھی۔۔۔

فروزن چکن کا آخری پیکٹ بچا تھا۔۔۔ اسنے خان کے لئے سوپ بننا رکھا جبکہ بچوں کے لیے پلاؤ بنانے لگی۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد موبائل پر عشا کا ریمانڈر بجا تو وہ پلاؤ دم پر لگاتی کچن سے نکل آئی۔۔۔

وضو کر کے نماز ادا کی اور اتنے دنوں کے بعد زرا فراغت میسر آنے پر موبائل پر اپنا سوشل اکاؤنٹ کھول کر بیٹھ گئی۔۔۔

دماغ کچھ فریش تھا تبھی لفظ خود با خود اپنا آپ لکھوانے کو بے تاب ہو رہے تھے۔۔۔

لفظ دو ہی صورتوں میں اپنا آپ لکھوانے کو بے تاب ہوتے ہیں۔۔۔ ایک جب دل ٹوٹا ہو اور انسان بہت دکھی فیز میں ہو۔۔۔ دوسرا جب دل تشکر سے لبریز ہو اور آنکھ تشکر کے آنسو بہانے کو بے تاب ہو۔۔۔

اسکے ساتھ معاملہ دوسرا تھا۔۔۔

وہ عام روٹین میں فراغت کے لمحوں میں کچھ ایکسٹرا آرٹیکلز لکھ کر دن اور تاریخ کے لحاظ سے شیڈولڈ کرتی رہتی تھی یہ ہی وجہ تھی کہ وہ شیڈولڈ آرٹیکلز اسکی اکاؤنٹ سے عدم توجہی کے باوجود اپنے مقررہ وقت پر پوسٹ ہوتے رہے تھے۔۔۔

اکاؤنٹ پر فیڈبیک کی بھرمار تھی۔۔ وہی فیڈبیک جو نوے فیصد اسے موصول ہوتے تھے امید افزا۔۔ حوصلہ افزا۔۔ تحریک بھرپا کرتے۔۔ مزید لکھنے پر اکساتے۔۔ جنہیں پڑھ کر اسکا دل مزید تشکر سے لبریز ہو جاتا۔۔۔ ابھی چند روز پہلے ہی اسکے اکاؤنٹ پر سے وہ شیڈولڈ آرٹیکلز ختم ہوئے تھے اور اکاؤنٹ پر اسکی غیر حاضری کے باعث خیریت دریافت کرنے والوں کے ڈی ایمز کی بھی بھرمار تھی کہ انکی ہمیشہ مستقل مزاجی سے کام کرنے والی رائٹر بنا مطلع کئے کہاں غائب ہو گئی تھی۔۔۔ وہ ریڈرز کا پیار دیکھتی مسکرا دی۔۔۔

پھر دولا سنوں میں اپنی ذاتی مصروفیات کے باعث چند دن آف لینے یا بنا کسی تسلسل کے لکھنے کے بارے میں آگاہ کرتی وہ لکھنے کے لئے سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔

آج اندر سے کوئی چیز اسے لکھنے پر اکسار ہی تھی۔۔۔

سرایول کی جنگ۔۔۔

ہیڈنگ دیتی وہ مسکرا دی۔۔۔

کیا ہوتی ہے یہ سرایول کی جنگ۔۔۔ اسنے کچھ پلوں کو سوچا۔۔

ایک ایسی جنگ جہاں آپ اس بے رحم دنیا میں خود کو منوانے کی تگ و دو کرتے ہیں۔۔۔ ایک ایسی جنگ جسے لڑنے پر آمادہ آپ تب ہوتے ہیں جب ہاتھ میں کچھ باقی نہیں رہتا۔۔۔ ہر چیز اس بے رحم دنیا کی ظالم ہواؤں کے تھپڑوں کی زد پر آ جاتی ہے۔۔۔

تب آپ خالی ہاتھ خالی دامن خود کو پہاڑ کی چوٹی کے اس آخری سرے پر موجود پاتے ہیں جہاں سے نیچے گہرائی میں دیکھنے کا خوف ہی آپکو بے جان کر دیتا ہے۔۔۔

سوچ عقل سمجھ ہر چیز سے بالاتر ہو جاتی ہے یہ بات کے ہم اس فیر سے نکلیں گے کیسے جہاں پھنس چکے ہیں۔۔۔ ایک قدم کی دوری پر محض ایک قدم کی دوری پر دردناک موت دکھائی دیتی ہے۔۔۔

ایمان کے ہاتھ تیزی سے موبائل کی ٹچ سکرین پر حرکت کر رہے تھے کیونکہ لیپ ٹاپ تو وہ ساتھ لائی ہی نا تھی۔۔۔ آنسو تو اتر سے بہتے جا رہے تھے۔۔ ایک ایک لفظ اسکے دل کی عکاسی تھا۔۔ پس منظر میں کہیں واجد خان کے ساتھ ملاقات اسکی دھمکیاں اور بیٹے کا بچھڑنا گھوم رہا تھا۔۔۔

اور موت محض جسمانی تو نہیں ہوتی۔۔۔ اپنے پیاروں کے چھن جانے کا خوف۔۔۔ کسی کے بچھڑ جانے کا خوف۔۔۔ رزق کے تنگ پڑ جانے کا خوف۔۔۔ ہر طرح کا خوف جب انسان پر حملہ آور ہوتا ہے تو اسے بے موت مارنے لگتا ہے۔۔۔

یہ ہوتی ہے سروائیور کی جنگ۔۔۔ اس اونچی پہاڑی کے آخری دہانے پر کھڑے ہو کر سامنے دکھائی دیتی کھائی میں گرنے سے خود کو بچانے کی تگ و دو د میں مارے جانے والے ہاتھ پاؤں کہلاتے ہیں سروائیور کی جنگ۔۔۔

اور یہ جنگ لڑی جاتی ہے ایمان کی پختگی اور اس واحد ذات کی واحدانیت پر توکل سے۔۔۔

پھر ہوتا کیا ہے۔۔۔

پھر اگلا قدم اٹھانے پر انسان کھائی میں نہیں گر تا بلکہ وہ قدم کہیں ہوا میں ہی
معلق رہ جاتا ہے۔۔۔ پھر اس سے اگلا قدم اور اس سے اگلا قدم کے انسان کو خود
پتہ نہیں چلتا کہ اس نے کہاں کہاں پر کس کس انداز میں قدم رکھے اور وہ اس
کھائی کو پاڑ کر گیا۔۔۔ پھر پیچھے مڑ کر دیکھنے پر وہ خوف سے جان نکالتی پہاڑ کی
اونچی چوٹی اسکا دہانہ اور اسکے سامنے موجود گہری کھائی کہیں پیچھے چھوٹ جاتی
ہیں۔۔۔ کہیں بہت پیچھے۔۔۔

لیکن یہاں تو کل یہ نہیں کے ہمارا توکل اللہ پر مضبوط ہے تو ہمیں کوئی تکلیف
نہیں پہنچے گی۔۔۔
بس اس چیز کی تسلی کے اللہ کے حکم کے بنا کوئی تکلیف ہم تک نہیں پہنچے گی۔۔۔
آنسو مزید تیزی سے پھسلتے جارہے تھے۔۔۔

تکلیف بھی آئے گی اور دل چھلنی کر دینے والی تکلیف بھی آئے گی۔۔۔ درد بھی
ہوگا اور اسکی اذیت حد سے سوا بھی ہوگی۔۔۔ کچھ غیر معمولی نہیں ہوتا اللہ پر
توکل رکھنے والوں اور اس پر توکل نہ رکھنے والوں کی تکلیف میں۔۔۔

بس دونوں کی تکلیف کے رنگ کو منفرد بناتا ہے وہ توکل اور ایمان کی پختگی جو کوئی انسان اپنے رب کے لئے اپنے دل میں رکھتا ہے۔۔

پھر ہوتا کیا ہے جو تکلیف رب کی رضا سے آپ تک پہنچی ہوتی ہے وہ آپ کے توکل اور کی جانے والی مسلسل دعاؤں کے باعث اللہ کی رضا سے رخ موڑنے لگتی ہے۔۔۔ اور یوں اس انداز میں اور اس طریقے سے کہ پھر وہ اللہ کی رحمت میں بدل جاتی ہے۔۔۔ ایسے کے انسان دھنگ رہ جاتا ہے۔۔۔

پھر انسان پر اللہ کی رحمت برستی ہے ایسے کے پچھلے ہر درد کا مداوا ہو جاتا ہے ہر زخم بھر جاتا ہے۔۔۔ کیونکہ جس انسان کی آنکھ اللہ کے خوف سے نم ہوتی ہے ممکن ہی نہیں کے اس شخص پر اللہ کی رحمت نابر سے۔۔۔ لیکن یاد رہے یہ کسی بھی کہانی کی ہیپی اینڈنگ نہیں۔۔۔ یہ محض ایک فیر ہوتا ہے۔۔۔ جسے پار کر کے یہ سمجھنا حماقت ہے کہ آئندہ ایسا کوئی فیر نہیں آئے گا۔۔۔

کیونکہ یہ زندگی ہے۔۔ اور اس میں ایسے فیروز ہر کچھ وقت بعد آپکی زندگی میں
آئیں گے جہاں آپ پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہونگے اور سامنے گہری کھائی
ہوگئی۔۔۔

اور ایسے فیروز بار بار آئیں گے جب تکلیف حد سے سوا ہوگی۔۔۔ اذیت روح چھلنی
کرے گی۔۔۔ لیکن تب آپکو حالات سے ڈیل کرنا آجائے گا کہ جب اس رب
نے اس فیروز سے نکال دیا تو آگے بھی نکال دے گا۔۔۔

وہ لکھنے کے ساتھ ساتھ خود کو یقین دلارہی تھی۔۔۔۔۔ پختہ یقین۔۔۔ پس منظر
میں کہیں انکے پاکستان واپسی اور واجد خان کے ساتھ ملاقات کا تصور ابھر رہا
تھا۔۔۔۔۔ یقیناً زندگی پہلے بھی آسان نا تھی اور آگے بھی آسان نہیں ہونے والی
تھی۔۔۔ آگے اس سے بھی بڑے چیلنجز منہ کھولے کھڑے تھے۔۔۔

یہ سروائیول کی جنگ انسان نے زندگی کی آخری سانس تک لڑنی ہے۔۔۔ اس
جنگ میں ہم تھک نہیں سکتے۔۔۔ ہار نہیں سکتے۔۔۔ بس حوصلے تحمل صبر شکر اور
حکمت عملی سے اللہ پر توکل رکھتے آگے سے آگے بڑھنا ہے۔۔۔

کیونکہ زندگی سے بے زار اور مایوس ہو کر زندگی سے رخ موڑ لینا تو بزدلوں کا
شیوہ ہے۔۔۔

البتہ زندگی کی بری سے بری فیر میں بھی اپنے پاس موجود اللہ کی نعمتوں پر اسکا
شکر ادا کرتے زندگی کی ہر طرح کی فیر میں اپنے لئے چھوٹی چھوٹی خوشیاں کشیدنا
ہی زندگی گزارنے کا آرٹ ہے۔۔۔

خدا ہم سب کو اس آرٹ کو سیکھنے کی توفیق عطا کرے۔۔۔ آمین۔۔۔
آرٹیکل مکمل کر کے اسنے آنسو صاف کئے اور مسکراتی نگاہوں سے اسے ایڈیٹ
کرتی اپلوڈ کر کے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

پلاؤ اور خان کا سوپ تیار تھا۔۔۔ وہ دونوں چیزوں کو پیک کرتی لانگ کوٹ زیب
تن کر کے سر پر حجاب کرتی کٹیج سے نکل آئی۔۔۔

راستے میں اسنے جاتے جاتے ایک بیکری کے سامنے رک کر کیک لیا اور ساتھ
میں چاکلیٹ کا ڈبہ اور بل پے کر کے بیکری سے نکل آئی۔۔۔ اب اسکا رخ
ہسپتال کی جانب تھا۔۔۔

رات گہری ہوتی جا رہی تھی لیکن بالٹیمور میں موجود جان ہاپکنز ہسپتال میں اس وقت ہنوز زندگی یو نہی رواں دواں تھی۔۔۔

روشنیاں پوری طرح سے روشن تھیں اور لوگ آ جا رہے تھے۔۔۔ البتہ رش نا تھا لیکن لوگوں کا آنا جانا لگا ہوا تھا۔۔۔۔

باؤنڈری کے پار لگے سبزہ زار کو پار کر کے وہ سرخ اینٹوں سے بنی اس قدیم عمارت کے اندر داخل ہو گی۔۔۔

مطلوبہ فلور پر تیزی تیز قدم اٹھا کر اپنے مطلوبہ کمرے کی جانب بڑھتی وہ یکدم ٹھٹھک کر رکی۔۔۔ تیزی سے اٹھتے اسکے قدم سست پر گئے۔۔۔ اسکے ٹھٹھکنے کا باعث سبحان تھا۔۔۔ جو اسی لڑکی کے ساتھ ایک کمرے سے نکل رہا تھا۔۔۔۔

ایمان کی آنکھوں میں تشویش کے رنگ اترنے لگے۔۔۔

اس لڑکی کی آنکھوں میں موجود شاطرانہ چمک اور ہونٹوں پر ابھرتی فاتحانہ مسکراہٹ نا جانے کیوں ایمان کے اندر کہیں کچھ سپارک کر رہی تھی۔۔۔

اور اسکی تشویش کا باعث وہ لڑکی کم اور سبحان زیادہ تھا۔۔۔ وہ اسکا بہت گہرا بیٹا تھا۔۔۔ اپنی باتیں اپنے تک محدود رکھنے والا۔۔۔ لیکن وہ ماں ہی کیا جو اولاد کی صورت دیکھ کر اسے پہچان ناسکے۔۔۔

وہ اس وقت سنجیدہ نہ تھا۔۔۔ وہ پریشان بھی نہ تھا۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ اس وقت گھبراہٹ میں تھا۔۔۔

بے حد الجھا اور گھبراہٹ میں تھا۔۔۔ ایمان کا دل ڈوب کر ابھرا۔۔۔

حان۔۔۔ بیٹے کی حالت دیکھی ناگئی تو وہ پکار بیٹھی۔۔۔

اسنے چونک کر خود سے کچھ فاصلے پر موجود ماں کو دیکھا۔۔۔ ایک پل کو ٹھٹھکا

پھر پھیکا سا مسکرایا۔۔۔

Is everything ok...

وہ کڑے تیوروں سے اس لڑکی کو گھورتی سبحان سے مخاطب ہوئی جو مسکراتے

ہوئے اس دیکھنے کے بعد سبحان کو ہاتھ سے بائے کا اشارہ کرتی وہاں سے چلے

گی۔۔۔

یس ممی۔۔۔ آپ کب آئیں۔۔۔ وہ اب کچھ کچھ نارمل ہوتا ماں کے ہاتھوں سے
سامان تھام کر آگے چل پڑا۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہے تھے حان۔۔۔ اسکی تسلی نا ہوئی تھی۔۔۔ سبحان گم صم تھا وہ
جانتی تھی کہ وہ خود سے کبھی کوئی بات اس سے شنیر نا کرے گا۔۔۔

جی وہ ممی۔۔۔ دراصل ڈاکٹر ولیم کے پاس گیا تھا۔۔۔ ڈیڈ کی رپورٹس آگی
ہیں۔۔۔ اور معجزانہ طور پر اس سرجری نے کوئی سائیڈ ایفیکٹس نہیں
دکھائے۔۔۔ وہ مجموعی طور پر ٹھیک ہیں کچھ وقت تک مکمل ریکور کر جائیں
گے۔۔۔ وہ مسکرا کر تفصیلی جواب دیتا کرے کا دروازہ دھکیل کر اندر بڑھ
گیا۔۔۔ جبکہ ایمان گم صم رہ گئی۔۔۔ کہیں اس بات کی خوشی بھی دل اچھے سے
محسوس نا کر پایا تھا کیونکہ

سبحان نے بات کو رکی تھی۔۔۔ ورنہ یہ خوشی کی خبر تھی۔۔۔ یہ وہ خبر نا تھی جس
پر گھبرا یا جاتا یا بوکھلاہٹ کا شکار ہوا جاتا۔۔۔

کچھ تو تھا ایسا جسکی پردہ داری تھی۔۔۔ وہ گم صم سے انداز میں اسکے پیچھے ہی
کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

گم صم سی ایمان سبحان کے پیچھے ہی کمرے میں داخل ہوئی تو زوہان کو باپ کے پاس ہی کرسی پر بیٹھے پایا۔۔۔۔۔

سبحان نے ایمان کے ہاتھ سے تھاماسامان کاوچ کے پاس موجود چھوٹے میز پر رکھ دیا اور خود وہیں کاوچ پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

ایمان ایک سنجیدہ نظر اسے دیکھنے کے بعد مسکراتی ہوتی شامیر کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔

کیسی طبیعت ہے اب آپکی خان۔۔۔ ایمان کے خان کے پاس آنے پر زوہان کرسی سے اٹھتا اس کے لئے جگہ چھوڑ گیا۔۔۔ ایمان نے بنا توقف وہی کرسی سنبھال لی۔

اچھے سے چیک کر لیں ممی۔۔ ہم نے ان چند گھنٹوں میں آپکے ہر بینڈ کا کوئی آرگن کم نہیں کیا۔۔ زوہان کا لہجہ شریر تھا۔ ایمان نے بے ساختہ اسے گھورا جبکہ شامیر سے مسکراہٹ دا بنامحال ہوا۔۔۔۔۔

میڈیسن لی آپ نے خان۔۔۔۔ وہ فکر مندی سے اسکی میڈیسن چیک کر رہی
تھی جبکہ شامیر اسکی فکر مندی پر مسکرا کر اسے دیکھتا رہا۔۔۔
ممی کیا لائی ہیں آپ۔۔۔ خوشبو تو بہت زبردست آرہی ہے۔۔۔ زوہان نے بے
صبری سے ماں کا لایا سامان کھولنا شروع کیا۔۔۔
واہ ممی۔۔۔ مومگیمبو خوش ہوا۔۔۔ وہ خوشبودار بھاپ اڑاتے پلاؤ کو دیکھتا چہک
اٹھا۔۔۔

مجھے نیچے والا باکس دو۔۔۔ تمہارے ڈیڈ کو سوپ پلاؤں۔۔۔
مجھے سوپ کیوں بھی۔۔۔ اب اتنا بھی بیمار نہیں میں کے مسلسل مریضوں والا
کھانا ہی کھاتا رہوں اور خود تم لوگ دعوتیں اڑاؤ۔۔۔ مجھے بھی پلاؤ کھانا ہے۔۔۔
پھر سے سوپ کے نام پر وہ بدکا۔۔۔ ایمان نے تعجب سے اسے دیکھا۔۔۔
خان ضروری ہے۔۔۔

آج تو بالکل ضروری نہیں۔۔۔ میں نہیں پی رہا کوئی سوپ ووپ۔۔۔ اسکے
روٹھنے پر ایمان لب چباتی شش و پنج میں مبتلا ہو گئی۔۔۔

اوہ ممی یو آر گریٹ یار۔۔۔ دفعتاً وہان خوشی سے اچھلتا آکر ماں سے لپٹ گیا۔۔۔

اسے کیا ہوا۔۔۔ شامیر معتبہ ہوا جبکہ ایمان کھل کر مسکرا دی۔۔۔ آپکو اس سچویشن میں بھی یاد تھا ممی۔۔۔ اسکا لہجہ نرم ہو گیا۔۔۔ فرط جذبات سے آواز تک بھرا گئی۔۔۔

ممی کسی بھی سچویشن میں بھول نہیں سکتی میری جان۔۔۔ ہپی برتھ ڈے۔۔۔ پیار سے اسکے بال سہلاتے ایمان کے لہجے میں حلاوت تھی۔۔۔

سبحان بھی چونک کر سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔ وہ واقعی ان حالات میں بھول بیٹھا تھا۔۔۔

ابھی یہاں اسی کیک سے کام چلاتے ہیں تمہاری گرینڈ برتھ ڈے سیلبریشن واپس پاکستان جا کر منائیں گے۔۔۔ ڈن ہو گیا ممی۔۔۔

وہ کھل اٹھا تھا۔۔۔ کیک اٹھا کر باپ کے بیڈ پر ہی لے آیا۔۔۔ جس پر پیپی بر تھ
ڈے زونی لکھا تھا۔۔۔

سبحان بھی وہیں آ گیا۔۔۔

اس چھوٹی سی فیملی نے ہستے مسکراتے اسی ہسپتال کے کمرے میں کیک کاٹا۔۔۔
ایک دوسرے کے چہرے پر کیک لگاتے ہستے مسکراتے کیک کھاتے گفٹ کے
طور پر چاکلیٹ سے مستفید ہوتے انہوں نے اتنی سٹریس بھرے حالات سے
بھی اپنے حصے کی خوشیاں کشید لی تھیں۔۔۔ وہی خوشیاں جو ایسے ہی چھوٹی چھوٹی
باتوں میں پنہاں ہیں۔۔۔ زوہان نے موبائل کا کیمرہ آن کرتے ان خوبصورت
پلوں کو کیمرے کی آنکھ میں مقید کیا۔۔۔۔

ماں کی ناک کی نوک پر کیک لگا تھا جبکہ شامیر کی گال پر جبکہ ان دونوں نے تو
ایک دوسرے کے چہروں پر کیک کی بارش کر ڈالی تھی۔۔۔

ایمان اور شامیر ہستے کھکھلاتے انہیں مستیاں کرتے دیکھ رہے تھے۔۔۔

اوہ بس کر دے یار بس کر دے۔۔۔ دفعتاً سبحان ہی تنگ آ کر زوہان سے اپنا

آپ چھڑواتا دواش روم کی جانب بڑھا۔۔۔

وہاں سے میلوں دور اسلام آباد کے کمرشل ایریا میں موجود خان کنسٹرکشنز کے اس آفس میں شام دھل رہی تھی۔۔۔ ورکنگ ہال کی ساری بتیاں روشن تھیں۔۔۔ جہاں عینا اور مایا سارے واچرز اور سلیپس کھول کھول کر ارحم کی جانب بڑھا رہی تھیں جبکہ ارحم انہیں فائل کے ریکارڈ سے ٹیلی کر رہا تھا۔۔۔ وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔۔۔ لیکن ابھی تک کچھ بھی قابل گرفت نہیں ملا تھا۔۔۔ دفعتاً آخری واچر بھی ٹیلی کرتے عینا روہانسی ہونے لگی۔۔۔ کوئی سراہا تھ نالگا تھا کہ دولاکھ کاگیپ کہاں سے آرہا تھا۔۔۔

ارحم گہری سانس بھرتا سیدھا ہوا اٹھا۔۔۔

مس مایا آپ یہ سب سمیٹیں اور مس عینا آپ زرا یہاں سے باہر نکلیں۔۔۔

اسنے مایا کو کام پر لگانے کے ساتھ عینا کو اسکی جگہ سے ہٹایا اور خود ورکنگ ڈیسک پر جھک کر دراز کھنگالنے لگا۔۔۔ ایک بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا۔۔۔

عینا مسلسل لرزتے دل کے ساتھ اللہ کے حضور دعا گو تھی۔۔۔

دفعتاً آخری دراز چیک کر کے بند کرتے کرتے ارحم ٹھٹھکا۔۔۔

اسنے دراز پھر سے کھولا۔۔۔ کچھ لمحے سوچا پھر گہری سانس خارج کرتا دراز کی دیوار کے ساتھ چپکے دو واچرز باہر نکال لے آیا۔۔۔

یہاں سے اربا تھا گپ۔۔۔

اسنے واچرز کھول کر میز پر رکھے۔۔۔ مایا اور عینا سرعت سے آگے آئیں۔۔۔ یہ ڈیرھ لاکھ کا واچر کمپنی کی ریپرینگ کے لئے پاس ہوا ہے اور یہ پچاس ہزار کا واچر غالباً کسی ورکر کی سیلری کا کٹا ہے۔۔۔ لیکن مس عینا آپ غالباً اسے ریکارڈ میں لکھنا بھول گئیں۔۔۔

بے ساختہ عینا کی جان میں جان آئی۔۔۔ سانس کچھ بحال ہوا۔۔۔

اور یہ ایک نہایت غیر ذمہ دارانہ رویہ ہے۔۔۔ جس پوسٹ پر آپ ہیں وہاں کسی بھی بد مزگی سے بچنے کے لئے یہ چھوٹی چھوٹی باتیں بہت میٹر کرتی ہیں۔

وہ اب فائل کھول کر اس پر جھکاتند ہی سے ان واچرز کو ریکارڈ میں شامل کر کے حساب کلئیر کر رہا تھا۔۔۔

امید ہے کہ آپ آئندہ سے خیال رکھیں گی۔۔۔

فائل بند کر کے وہ سیدھا ہوا اور فائل اٹھالی۔۔ باقی کا کام وہ گھر جا کر کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

یس سر۔۔ میں پوری کوشش کروں گی۔۔ ٹینشن سر سے سر کی تو عینا اب قدرے بہتر محسوس کر رہی تھی۔۔

میں پارکنگ سے گاڑی نکال رہا ہوں۔۔ آپ دونوں باہر آجائیں رات بہت ہو گئی ہے میں آپ دونوں کو ڈراپ کر دیتا ہوں۔۔

اپنی بات مکمل کر کے وہ بنار کے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔ جبکہ عینا انکار کرنے کی شدید خواہش کے باوجود کچھ بول ناپائی۔۔

چلو۔۔ پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے۔۔ باہر عشا کی اذانیں ہو رہی تھیں جبکہ مایا اسے گھسیٹتے ہوئے ساتھ لیجا رہی تھی۔۔

وہ دونوں بیک سیٹ پر بیٹھی تھیں جبکہ مایا کی مطلوبہ لوکیشن آنے پر وہ بھی مایا کے ساتھ ہی اتر آئی۔۔

ارے تمہیں تو آگے جانا تھا نا۔۔ ارحم کی گاڑی کے آگے بڑھتے ہی مایا متفکر سی پوچھ بیٹھی۔

اُس اوکے میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔۔ عینا سرک سے رکشہ روکتی اس پر سوار ہو گئی جبکہ مایا شانے اچکاتی اپنے گھر کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

فجر کا وقت گزرے بھی کافی دیر ہو گئی تھی۔۔۔ باہر دن طلوع ہونے لگا تھا۔۔۔ ایمان کی آنکھ کھلی تو گردن میں کھنچا و سا پیدا ہونے لگا تھا۔۔۔ گردن سہلاتی وہ سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔ وہ فجر کی نماز کے بعد خان کے پاس کرسی پر بیٹھی تلاوت کر رہی تھی اور غالباً تلاوت کر کے وہیں بیٹھی بیٹھی اسکے بستر پر سر رکھے سو گئی تھی۔۔۔

شامیر دوائیوں کے زیر اثر ویسے ہی غنودگی میں تھا۔۔۔ البتہ زوہان بھی نماز پڑھ کر وہیں کاوتچ پر آ رہا ترچھا سورہا تھا۔۔۔

ایمان نے ایک فکر مندانہ نگاہ پورے کمرے میں ڈورائی۔۔۔ سبحان کہیں نا تھا۔۔۔

کرتا کیا پھر رہا ہے یہ لڑکا۔۔ دل نے کہیں اسے آڑے ہاتھوں لینے پر اکسایا۔۔
کس چیز کی اتنی پردہ داری تھی۔۔ کیا چھپا رہا تھا وہ اس سے۔۔ وہ ایک دم بہت
مضبوط بنتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ آریا پار۔۔

کنزل ایمان اپنے معاملے میں چاہے جتنی مرضی مفاہمت پرستی سے کام لیتی
درگزر کر جاتی۔۔۔ صبر سے وقت کاٹ جاتی لیکن اولاد کے معاملے میں وہ
یو نہی تھی۔۔۔ بے ڈھرک۔۔۔ انکے لئے ڈھال بن جانے والی۔۔ چیل سی نگاہ
رکھنے والی۔

وہ بنا شا میر یازونی کو مطلع کئے انہیں سوتا چھوڑ کرے کا دروازہ وا کرتی باہر نکل
آئی۔۔۔ ماتھے پر کہیں لکیریں نمایاں ہونے لگی تھیں جو اسکے غصے میں ہونے کی
نشانی تھی۔۔

اسکے قدم خود بخود تیزی سے اسی کمرے کی جانب بڑھنے لگے جہاں سے اسنے
کل سبحان کو نکلتے دیکھا تھا۔۔ وہ ابھی چند قدم کی دوری پر ہی تھی جب اسکے
شک پر یقین کی مہر ثبت ہو گئی۔۔ اسکے قدم خود بخود دست پڑنے لگے۔۔

حسب توقع سبحان اسی کمرے سے نکل رہا تھا۔۔۔ پیچھے کہیں جینز پر نیک شرٹ
میں ملبوس وہی لڑکی تھی۔۔

ایک تیز و تند سرد ہوا کا ریلہ کہیں اسکے اندر اٹھنے لگا۔۔ قدموں میں یکدم ہی
تیزی آگئی۔۔۔ پ

حان۔۔ وہ وہاں سے چند قدموں کے فاصلے پر آرکی۔۔ البتہ اسے دی جانے والی
آواز میں سختی کا عنصر نمایاں تھا۔۔۔

سبحان چونک چونک گیا۔۔ سر اٹھا کر سامنے غصہ ضبط کرتی ماں کو دیکھا۔۔ وہ
فوراً الرٹ ہوا اٹھا۔۔۔ سوچ کے گھوڑے دوڑائے مگر کوئی قابل گرفت چیز
ہاتھ نہ آئی کے آخر ماں کو غصہ آیا تو آیا کس بات پر۔۔۔
یس می۔۔۔ وہ متحرک ہوا اٹھا کے ماں کے تاثرات کو وہ انکے چہرے سے
پہچان لیتا تھا۔۔۔

میرے ساتھ آو۔۔۔ سختی سے کہتی وہ آگے بڑھ گئی جبکہ وہ بھاگتا ہوا اسکے پیچھے
لپکا۔۔۔

ماما زبوائے۔۔۔ پیچھے وہ لڑکی بھر بھرا کر رہ گئی۔۔۔

ہسپتال سے نکلتی ایمان تیز تیز قدم اٹھاتی کاٹیج کی طرف جارہی تھی۔۔۔ دماغ
میں کہیں دھماکے سے ہو رہے تھے۔۔۔ سبحان بھاگتا ہوا آکر ماں کی رفتار سے
ملا۔۔۔

مئی از ایوری تھنک اوکے۔۔۔ ماں کا رویہ اسے تشویش میں مبتلا کر رہا تھا۔۔۔
وہ دونوں بھائی کہاں ماں کی ناراضگی برداشت کر سکتے تھے۔۔۔
ایمان اسے اور اسکی بات دونوں کو نظر انداز کرتی تیزی سے کاٹیج کی جانب
بڑھتی گی۔۔۔

کاٹیج میں داخل ہوتے ہی وہ گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔۔۔
مئی کیا بات ہے۔۔۔ سب ٹھیک تو ہے نا۔۔۔ وہ بھی پیچھے ہی اندر آتا محتاط سے
انداز میں گویا ہوا۔۔۔

یہ ہی تو میں تم سے پوچھنا چاہ رہی ہوں حان۔۔۔ یکدم ہی وہ پھٹ پڑی۔۔۔
سبحان بونچکارہ گیا۔۔۔
کیا مئی۔۔۔

کیا چھپا رہے ہو تم مجھ سے۔۔۔ ہر کچھ وقت بعد کہاں جاتے ہو اور کیوں۔۔۔ کیا ہے ایسا جسکی پردہ داری ہے۔۔۔ ایمان کے غصیلے انداز پر پل پل اسکا چہرہ رنگ بدلنے لگا۔۔۔ سامنے کھڑا بچہ اسکے ہاتھوں میں پل بڑھ کر یہاں تک پہنچا تھا وہ اسکے سیکنڈ سیکنڈ کے موڈ سے آگاہ تھی۔۔۔ اسکی ذات کے سبھی رنگوں سے باخوبی آشنا تھی۔۔۔ ایسے میں اگر اسکی اولاد کو لگتا کہ وہ ماں کے سامنے کچھ چھپا سکتے ہیں تو یہ انکی خام خیالی تھی۔۔۔

کیا مئی۔۔۔ کچھ بھی تو نہیں۔۔۔ میں کیا چھپاؤں گا۔۔۔ وہ پھیکی سے ہسی ہستا صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔

ایمان نے تاسف سے اسے دیکھا۔ پھر گہرے سانس خارج کرتی خود کو کمپوز کرتی اسکے پاس ہی بیٹھ گئی۔۔۔

حان۔۔۔ میری جان۔۔۔ اسنے بڑی محبت سے بیٹے کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے۔۔۔ آپکو واقعی لگتا ہے بیٹا کے آپ اپنی مئی سے۔۔۔ مجھ سے۔۔۔ کچھ چھپا سکتے ہو۔۔۔ وہ ٹھہر ٹھہر کر بولی۔۔۔

میری جان آپ ڈپریسڈ ہو۔۔۔ پریشان ہو اور کچھ حد تک گھبرائے ہوئے بھی
۔۔ مٹی سے شنیئر کرو بیٹا۔۔ ورنہ میرا دل بند ہو جائے گا۔۔ سوچ سوچ کر دماغ
کی کوئی نس پھٹ جائے گی۔۔۔

وہ ماں کے اس قدر درست اندازوں پر بونچکارہ گیا۔۔۔

میں ماں ہوں تمہاری چہرہ دیکھ کر بتا سکتی ہوں کہ تم ٹھیک نہیں۔۔۔ پھر کیوں
تنگ کر رہے ہو مجھے۔۔۔ وہ نرمی سے اسکا چہرہ اتھام کر رہا اپنی جانب کرتی اسکی
آنکھوں میں دیکھ کر گویا ہوئی۔۔۔

وہ نگاہیں جھکا تالاب کتر کر رہ گیا۔۔۔۔

پھر یکدم ہی زوہان کی طرح اسکی گود میں سر رکھتا لیٹ گیا یوں کہ چہرہ اسکی گود
میں چھپا لیا۔۔۔ ایمان جہاں کی تہاں رہ گئی۔۔۔ یہ انداز اسکا نا تھا۔۔۔ یہ زوہان کا
انداز تھا۔۔۔ وہ اس وقت خود کو چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ یوں اسکی گود
میں چہرہ اچھپا کر ماں کی ایکسرے کرتی آنکھوں اور تیز سوالوں سے فرار کی
کوشش کر رہا تھا۔۔۔

حاں۔۔۔ اسکے لب پھڑ پھڑانے پھر وہ کپکپاتا ہاتھ اسکے گھنے بالوں پر رکھتی بالوں
میں انگلیاں چلانے لگی۔۔۔

کچھ دیر بعد اسے اپنی گود بھگتی محسوس ہوئی تو وہ تڑپ اٹھی۔۔۔

حان بات کیا ہے میری جان۔۔۔ میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔۔۔ اسنے بامشکل
سبحان کا چہرہ گود سے نکالا وہ آنسوؤں سے تر تھا۔۔۔

ممی آپ ٹھیک تھیں۔۔۔ اسنے ہاتھ کی پشت سے چہرہ گڑ ڈالا۔۔۔

ایمان سانس تک روکے بیٹے کو سن رہی تھی۔۔۔ ہر چیز گویا ساکت ہو گئی
تھی۔۔۔ یوں جیسے اسنے سانس بھی لیا تو شور بھر پا ہو گا اور بات کا ارتکاز ٹوٹ
جائے گا۔۔۔

ممی ڈاکٹر ویلیم کی بیٹی بالکل بھی اچھی نہیں۔۔۔ ایمان نے سختی سے لب بھینچ
رکھے تھے یوں کہ اگر وہ ایک لفظ بھی بولی تو سبحان رک جائے گا اور وہ اسے
سننا چاہتی تھی۔۔۔

اسنے مجھے پرپوز کیا ممی۔۔۔ سبحان نے گیلی سانس اندر کھینچتے دور خلاؤں میں
کہیں گھورا۔۔۔

ڈھر ڈھر ڈھر ایمان کو لگا گویا اس کا ٹیج کی ساری چھٹ ایک ہی بار میں اس پر
آن گری ہو۔۔۔

پھر۔۔۔ بامشکل اسکے لبوں میں جنبش ہوئی۔۔۔

ظاہر سی بات ہے مہی۔۔۔

She is not Muslim.. and how can it possible...

لیکن اس جواز کی اسکے نزدیک کوئی اہمیت نہیں وہ کہتی ہے کہ وہ میرے لئے
اسلام قبول کر لے گی۔۔۔ وہ جھنجھلایا ہوا تھا۔۔۔

ایمان نے ٹھنڈی سانس خارج کی۔۔۔ وہ اسے کہہ ناسکی کے اسلام کسی انسان
کے لئے قبول کی جانے والی چیز نہیں۔۔۔

اس میں اتنا گھبرانے والی کیا بات ہے حان۔۔۔ پرپوزل تو لائف میں آتے ہی
رہتے ہیں۔۔۔ ظاہر سی بات ہے اب ہم آنے والے سبھی پرپوزل سے شادی تو
نہیں کر سکتے نا۔۔ ایمان نے شفقت سے اسکے شانے پر ہاتھ رکھا۔۔

مہی آپ بات نہیں سمجھ رہی۔۔۔ وہ شش و پنج میں مبتلا تھا جیسے ابھی بھی کچھ باقی
ہو جس سے ایمان نا آشنا تھی۔۔۔

تم ہر کچھ دیر بعد جاتے کہاں ہو۔۔۔ اور ہر بار اسی کے ساتھ کیوں پائے جاتے
ہو۔۔۔ وہ الجھی الجھی سی دل کی الجھن پوچھ بیٹھی۔۔۔

سبحان نے بے طرح ماتھا مسلہ۔۔۔

ممی اسے ایک پراجیکٹ میں ہیلپ چاہیے تھی۔۔۔ کچھ ڈیزائنز بنوانے تھے۔۔۔
اور آپ جانتی ہیں کہ مجھے گرافک ڈیزائننگ آتی ہے۔۔۔ اسی لئے اسکے مدد
مانگنے پر اسکی ہیلپ کر رہا تھا۔۔۔ پر نہیں جانتا تھا کہ وہ ہیلپ کی آر میں کیا کیا
پلاننگ کئے بیٹھی ہے۔۔۔

اسنے خود کو کمپوز کرتے گہری سانس خارج کی۔۔۔

کیا مطلب کیسی پلاننگ۔۔۔ ایمان الجھی۔۔۔

جبکہ وہ جھجھکتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

حان کیا ابھی بھی تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو۔۔۔

وہ چیخ اٹھی۔۔۔

سبحان کے ہونٹوں کو گویا قفل لگ گئے۔۔۔ وہ گم صم سادیوار گیر کھڑکی میں آکھڑا

ہوا۔۔۔

سمجھ نا آيا كے ماں سے يہ بات كيسے شئير كرے۔۔۔
هان ميں كيا پوچھ رهي هوں۔۔ ايمان تيزي سے اسكي جناب لپكي اور اسے بازو
سے تھامتے جھنجھوڑ ڈالا۔۔۔

وه ضبط كے گھونٹ پيتا سرخ چہر ا جھكائے كھڑا رہا۔۔۔ كسي بے جان مجسمے كي
مانند۔۔۔

بيٹے كي حالت اسے ٹھٹھكار هي تھی۔۔۔
اب تم ماں سے بهي باتیں چھپاؤ گے۔۔۔ وه اسے چھوڑ تي شاكي سي چند قدم پیچھے
هٹی۔۔۔

سبحان كرب سے چہر امور گيا۔۔۔
ممي۔۔۔ اسكے لب كپكپا اٹھے۔۔۔

اسكے ہاتھ مي ري كمزوري لگ كي ہے يار۔۔۔ سبحان كي آواز شكستہ تھی۔۔۔
ايمان چونكي۔۔۔

وه مجھے بليك ميل كر رهي ہے۔۔۔

ايمان كا دل زور سے ڈھر كا۔۔۔ وه سرعت سے اسكے سامنے آئی۔۔۔

کیسی کمزوری حان۔۔۔ اسکی آواز میں اندیشے تھے۔۔۔

وہ دور خلاؤں میں کہیں گھور رہا تھا۔۔۔

ممی اسنے مجھے چوبیس گھنٹوں کا وقت دیا ہے۔۔۔ کے یا تو میں اسکا پرپوزل
ایکسیپٹ کر کے اس سے کورٹ میرج کر لوں یا۔۔۔۔۔ وہ دقت سے سانس
خارج کرتا رہا۔۔۔

ایمان ساکت رہ گئی۔۔۔ گویا سانس تک لینا بھول گئی۔۔۔

یا۔۔۔ اسکی ساکت آنکھوں کی پتلیاں بیٹے کے کرب زدہ چہرے پر ٹکی
تھیں۔۔۔۔

یا۔۔۔ اسکے لب پھڑپھڑائے جسے بات مکمل کرنے کے لئے اسے بہت ہمت
درکار ہو۔۔۔۔

یا کیا حان۔۔۔ وہ چلا اٹھی۔۔۔

یا تو میں اسکی بات مان لوں۔۔۔ نہیں تو وہ میرا راز آشکار کر دے گی۔۔۔ وہ لب
سختی سے میچ گیا۔۔۔

کو نسا راز حان۔۔۔

یہ ہی کے ہم امریکہ الیگلی آئے ہیں۔۔۔۔
ایمان کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ اسے اپنے ارد گرد زمین آسمان کے قلابے
گھومتے دیکھائی دیئے۔۔۔۔
یہ راز اس کے ہاتھ کیسے لگا تھا بھلا

ایمان سر تھامتی وہیں بیٹھ گئی۔۔۔۔ سبحان بھی گم صم سا اس کے پاس ہی آکر بیٹھ
گیا۔۔۔۔

کچھ پلوں کے لئے تو ایمان کا دماغ گویا فریز ہو گیا۔۔۔۔ سوچنے سمجھنے کی سبھی
صلاحتیں منجمد ہوئیں محسوس ہوئیں۔۔۔۔۔

اسکا بیٹا پریشان تھا گھبراہوا تھا۔۔۔۔ اسے اس بات کا پتہ لگ گیا تھا۔۔۔۔ لیکن
بات اس قدر گہری ہوگی اور وہ تنہا ایک محاذ پر ڈٹا کیا کیا فیس کر رہا ہو گا وہ اس بات
سے یکسر لاعلم تھی۔۔۔۔

جو بھی تھا وہ بچہ تھا۔۔۔ اور اس قسم کی صورت حال سے اسکا پالا پہلی دفعہ پڑا تھا اسکا گھبرا جانا فطری امر تھا۔۔۔ ورنہ عمر کے جس حصے میں وہ تھا وہ کبھی اسکی شادی کے بارے میں ناسوچتی۔۔۔

رفتہ رفتہ وہ حواسوں میں لوٹ رہی تھی۔۔۔ دماغ کام کرنے لگا تھا۔۔۔۔۔ پ اسکے بچے ٹیلنڈ تھے ذہین تھے اور اپنی ذہانت کو درست سمت میں لگانے کے ہنر سے آشنا تھے۔۔۔ انہوں نے کبھی کوئی بے راہ روی تو اختیار کی ہی نا تھی۔۔۔۔۔ اب وہ اس لڑکی کو اپنے بیٹے کے دماغ کے ساتھ کھیلنے نہیں دے سکتی تھی۔۔۔۔۔ بچوں کے دفاع کے لئے وہ یونہی کسی بھی حد تک جانے کو تیار ہو جاتی تھی۔۔۔۔۔ جیسے ابھی ابھی وہ اس راز کے افشاں ہونے کے بعد کے سبھی حالات و واقعات سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔

یہ راز کھل جاتا تو زیادہ سے زیادہ کیا ہو جاتا۔۔۔۔۔

اسنے پر سوچ انداز میں آنکھیں بند کیں۔۔۔ ظاہر سی بات تھی امریکہ کا قانون بہت سخت تھا وہ لوگ کافی مشکل میں پھنس سکتے تھے لیکن بحر حال ہر مسئلے کا کوئی

نا کوئی حل موجود ہوتا ہے۔۔۔ یقیناً اس مسئلے کا بھی کوئی حل نکل ہی آتا لیکن
ایک بات طے تھی وہ اپنے بیٹے کو مزید بلیک میل نہیں ہونے دے گی۔۔۔
دفعۃً سبحان کا موبائل بج اٹھا۔۔۔ اس نے جیب سے فون نکالا۔۔۔ فون کی سکرین پر
چمکتا نام و نمبر ایمان بھی پڑھ چکی تھی۔۔۔
سبحان شش و پنج میں مبتلا مسلسل سکرین پر بلیک کرتا نمبر دیکھ رہا تھا۔۔۔
ایمان نے ہاتھ بڑھا کر فون کاٹ دیا۔۔۔
ممی۔۔۔ اس کے لب پھڑپھڑائے۔۔۔
دفعۃً پھر سے فون بجنے لگا۔۔۔ ایمان نے دوبارہ فون کاٹ ڈالا۔۔۔
نمبر بلاک کروا سکا۔۔۔ اس کے لہجے میں تحکم تھا۔۔۔
لیکن ممی۔۔۔
حان بیٹے اس کرپٹ لڑکی کا نمبر بلاک کرو۔۔۔ ہم مزید اس کے ہاتھوں بلیک میل
نہیں ہونگے۔۔۔ ایمان کے لہجے میں پختگی تھی۔۔۔
لیکن ممی۔۔۔ اس کے پاس ہمارا راز ہے۔۔۔ وہ بے بس ہونے لگا تھا۔۔۔ ہم انکے
ہسپتال میں ہیں اس وقت۔۔۔

ویٹ آمنٹ حان۔۔۔

ایمان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ ہم انکے ہسپتال میں فی سبیل اللہ علاج نہیں کروا رہے۔۔۔ ابکی بار اسکا لہجہ ٹھہرا ہوا تھا۔۔۔ جیسے وہ خود کو کمپوز کر چکی ہو۔۔۔ علاج کے پیسے دے رہے ہیں۔۔۔

دوسری بات۔۔۔ اسکے ہاتھ ہمارا ایک راز ہو یا دس۔۔۔ لیکن ایک بات طے ہے۔۔۔ وہ بیٹے کے قریب ہوتی اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ٹھہر ٹھہر کر بولی۔۔۔

ہمممم۔۔۔ اسکے ہاتھوں۔۔۔ بلیک میل۔۔۔ نہیں ہونگے۔۔۔

گاٹ اٹ۔۔۔۔۔ ایمان کے لب و لہجے اور ہمت سے سبحان کو حوصلہ ہونے لگا۔۔۔ اسکا ڈھیروں خون بڑھ گیا۔۔۔

اس لئے اس لڑکی کا خوف دل و دماغ سے نکال دو۔۔۔ اور محض اللہ پر بھروسہ رکھو۔۔۔

جب ہم اتنے بڑے بڑے طوفانوں کو چیرتے ہوئے ہواؤں کی مخالف سمت میں
چل نکل کر یہاں تک پہنچ گئے ہیں تو اطمینان رکھنا آگے بھی ہمارا اللہ ہمیں اس
فیر سے نکال دے گا۔۔۔

وہ کچن میں آگئی اور ناشتے کے لئے چیزیں چیک کرنے لگی۔۔۔
ناشتہ کیا بناؤں۔۔۔ کیا کھاؤ گے۔۔۔ کچھ ایسا جو تمہارے ڈیڈ بھی کھا سکیں کیونکہ
جتنا انہیں میں جان چکی ہوں وہ اب مزید پرہیزی کھانا نہیں کھائیں گے۔۔۔
وہ مصروف سے انداز میں کینبٹ کھول کر چیزیں نکال رہی تھی۔۔۔
زوہان کو ماں کی حالت پر شبہ ہوا۔۔۔ وہ اتنی بڑی بات کو بہت ہلکا لے رہی
تھی۔۔۔
ڈیڈ کے لئے چیز سینڈویچ بنالیں اور ہمارے لئے چیز آملیٹ ساتھ پراٹھے۔۔۔
وہ بھی گم صم سا آکر ماں کے نکالے سامان سے پیاز نکال کر کاؤنٹر ٹاپ پر رکھتا
پیاز کاٹنے لگا۔۔۔

خاموشی کا ایک وقفہ درمیاں میں چپکے سے کود آیا۔۔۔

ایمان نے شامیر کے لئے چیز سینڈ ویچ بنا کر پیک کئے اور فروزن پڑا تھے بنانے لگی۔۔۔ تب تک وہ چیز آملیٹ کا مکسچر مکمل کر کے اسے پین میں ڈال چکا تھا اور اب چیز کرش کر رہا تھا۔۔۔

ممی اگر اسنے پولیس میں ہمارے خلاف رپورٹ کروادی تو۔۔۔ ماں کی باتوں سے گویا وہ مطمئن نہیں ہوا تھا البتہ اسے ایک واضح پلان چاہیے تھا۔۔۔ ایک حکمت عملی۔۔۔ جسکے تحت آگے کام کیا جاسکتا۔۔۔ تلخ تھی مگر حقیقت تھی محض باتوں کے سہارے سچویشن فیس نہیں کی جاسکتی۔۔۔ سچویشن بھی وہ جو سروائیول کی ہو۔۔۔

ایک پڑا تھا اتار کر اسنے دوسرا پراٹھا تو بے پروا لے بیٹے کو غور سے دیکھا جو گم صم سا چیز کرش کر رہا تھا۔۔۔

پھر گہرا سانس خارج کر گئی۔۔۔

ڈر کی سب سے خاص بات پتہ ہے کیا ہوتی ہے حان۔۔۔

سبحان نے زرا کی زرا نگاہ اٹھا کر ماں کو دیکھا۔۔۔ کے جب وہ حد سے بڑھ جاتا ہے تو ختم ہو جاتا ہے۔۔۔ میرے لئے اس راز کے کھلنے اور اپنے اگلے انجام سے

زیادہ خوفزدہ کر دینے والی بات یہ ہے کہ میں اپنے بیٹے کو ذہنی اذیت کا شکار نہیں دیکھ سکتی۔۔۔ کوئی میرے بچوں کو بلیک میل کر کے انکی توانائیاں نچوڑے اس سے پہلے میں اسکا منہ توڑ دوں گی۔۔۔ وہ خالص دیسی ماں بن چکی تھی۔۔۔ سبحان کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔۔۔

بالفرض اسنے چڑ میں آکر ہمارے یہاں الیگلی موجود ہونے کی رپورٹ پولیس میں کروادی۔۔۔ پھر کیا ہوا۔۔۔

جو ہو گا دیکھا جائے گا۔۔۔ کیس بھی انسانوں پر ہوتے ہیں اور ان سے نمٹ بھی انسان ہی لیتے ہیں۔۔۔ ڈونٹ وری۔۔۔ ماں کے ہلکا سا مسکرا نے پر وہ نم آنکھوں سے ماں کو دیکھتا رہا۔۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔۔۔ اسنے اپنا کام مکمل کر کے سبحان کے ہاتھ سے کرش چیز لی اور آملیٹ پر پھیلانے لگی۔۔۔

لو یو آلات ممی۔۔۔ وہ اسکے ہاتھ تھا متاعقیدت سے لبوں کو لگانے کے بعد آنکھوں سے لگا گیا۔۔۔ بلاشبہ ماں باپ اولاد کے لئے اللہ کی طرف سے عطا

کردہ ایک بہترین تحفہ ہیں جو لمحوں میں انکی ڈرین ہوئی انرجی وسکت بحال کر جاتے ہیں۔۔۔ ایمان نم آنکھوں سمیٹ مسکرا دی۔۔۔

ایک بات پوچھوں آپ سے۔۔۔ وہ سامان پیک کر کے کاٹیج سے نکل آئے اب انکارخ ہسپتال کی جانب تھا۔۔۔ کاٹیج سے نکلتے ہی سرد ہواؤں کے تھپڑوں نے انہیں اپنی لپیٹ میں لیا۔۔۔

ہممم پوچھو۔۔۔ آپ وہی می ہیں نا جو پاکستان میں اسقدر کم ہمت ہو رہی تھیں کے ہمیں باقاعدہ اپنا پلان آپ سے چھپانا پڑا تھا۔۔۔ اور اب آپ اتنی خطرناک سچویشن میں اسقدر ہمت کا مظاہرہ کر رہی ہیں کے مجھے آپ سے حوصلہ مل رہا ہے۔۔۔ کیا یہ کوئی مٹھ ہے یا فیکٹ۔۔۔ وہ شریر ہوا۔۔۔

ایمان مسکرا دی۔۔۔

فیکٹ۔۔۔

لگتا ہے امریکہ آپکو اس آگیا۔۔۔

نو۔۔ میں نے کہا تھا نا کے میری ساری طاقت میرے شوہر کے دم سے ہے۔۔ پاکستان میں وہ ساتھ نہیں تھے خود حال سے بحال تھے تو میرا گھبراہٹا تھا۔۔

اب وہ ٹھیک ہیں ہمارے ساتھ ہیں۔۔ اور الحمد للہ اپنی فیملی کو پروٹیکٹ کرنا باخوبی جانتے ہیں۔۔ تو میرا یا تمہارا گھبراہٹا نہیں بنتا۔۔ اب سب ہینڈل کرنا انکی ذمہ داری ہیں اور ٹرسٹ می۔۔ وہ چلتی چلتی رکی اور اسکی جانب دیکھا۔۔ وہ اپنی فیملی پر ایک آنچ تک نہیں آنے دیں گے۔۔۔

اوہ۔۔ وہ گہرا سانس خارج کر گیا۔۔ واقعی جب ڈیڈ ہیں تو پھر اسنے خود کو اتنا کمزور کیوں سمجھا۔۔

اب حوصلہ بہت بڑھنے لگا تھا۔۔ دل کو ڈھارس مل گئی تھی۔۔ سہی معنوں میں تو انایاں بحال ہونے لگی تھیں۔۔ آنکھوں کی بجھی جوٹ جلنے لگی تھی۔۔ جب ڈیڈ ہیں تو پھر کیوں گھبراہٹا۔۔ پیچھے سہارا ہے نا تو کوئی بھی دھکا دے کر انہیں گرا نہیں سکتا تھا۔۔

یہ اتنا آسان تو نا تھا۔۔

ہم وہاں جا کر کچھ سینسر لگا کر انہیں اپنے یہاں آنے کی روداد سنا دیں گے۔۔۔
وہ سب پہلے ہی جانتے ہیں وہ بھی بنا سینسر لگائے۔۔۔ سبحان کے یکدم کہنے پر وہ
حیرت و شاک سے یکدم اسکی جانب گھومی۔۔۔
اسکی آنکھوں میں ابھرتے شکوک و شبہات دیکھ وہ خفیف سا ہو گیا۔۔۔
سوری لیکن وہ آپکے ہر بینڈ ہیں۔۔۔ آپ انہیں بہتر جانتی ہو نگی۔۔۔ انہوں
نے ہمیں پیار سے پچکار کر زونی سے سارے حالات جان لئے۔۔۔ یوں نو تجسس
انسان کو سکون نہیں لینے دیتا۔۔۔
اور وہ آپکا بیٹا اسقدر بھرا بیٹھا تھا کہ وہ منتظر ہی تھا جیسے ادھر ڈیڈ کچھ پوچھیں
ادھر وہ انکے ڈیڈ کی شکایتوں کی پٹاری انکے سامنے کھولے۔۔۔
سبحان نے شانے اچکاتی سادگی سے کہا۔۔۔
وہ گم صم سی پھر سے چل پڑی۔۔۔
اگر خان ہر چیز سے آگاہ تھا تو اسکی خاموشی پھر کس چیز کی نشان دہی کر رہی
تھی۔۔۔ وہ کیا کرنے والا تھا۔۔۔ ایمان محض سوچ کر رہ گئی۔۔۔

ڈیڈ۔۔۔ یہ آپکی مسز کہاں گم ہیں یار۔۔۔

زوہان جھنجھلا یا سا باپ کے پاس کرسی پر بیٹھا تھا۔۔۔ چہرہ انم جبکہ بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا وہ غالباً ابھی ابھی فریش ہو کر آیا تھا۔۔۔ شامیر تکیوں کے سہارے نیم دراز تھا جبکہ کمرے کی کھڑکی سے بلا سنڈز ہٹے تھے۔۔۔ جہاں سے باہر سرد ہوائیں چلتی موسم کے سرد ہونے کا عندیہ دے رہی تھیں البتہ اندر ہیٹنگ سسٹم آن تھا۔۔۔

شامیر مسکرا دیا۔۔۔

کیا آپ سے کیوں یار۔۔۔ بھوک لگ رہی ہے اور انکا کوئی اتہ پتہ ہی نہیں۔۔۔

دفعتا وہ دونوں آگے پیچھے اندر داخل ہوئے۔۔۔

کیا می یار کہاں چلی جاتی ہیں صبح وہ نرو ٹھانرو ٹھاسا اسکے ہاتھ سے سامان پکڑ کر ناشتے کا جائزہ لینے لگا۔۔۔

ایمان نے سب کو ناشتہ سرو کیا اور برتن سمیٹ کر گلا کنگار اٹھی۔۔۔

جی مسز کوئی بات کرنی ہے کیا۔۔۔ شامیر اسکے انداز پر مسکرا دیا۔۔۔

وہ ہلکا سا مسکرا کر سر ہاں میں ہلاتی اسکے پاس ہی آکر بیٹھ گی۔۔۔

پیاری لگ رہی ہو۔۔۔ سکن بھی قدرے فریش ہے۔۔۔ البتہ آنکھوں کے
حلقے۔۔۔

افف خان۔۔۔ وہ جھنجھلا اٹھی۔۔۔

ہے ناڈیڈ۔۔۔ مجھے بھی ایسے ہی لگ رہا ہے۔۔۔ یونو۔۔۔ واپس جا کر نامیں ممی کی
ساری وارڈروب نئی کلکیشن کی سیٹ کرنے والا ہوں پھر۔۔۔ خان کے بعد زوہان
کو بھی شروع ہوتے دیکھ وہ اسے گھور کر رہ گئی۔۔۔

اور نہیں تو کیا۔۔۔ ہماری چھوٹی سے ممی کلا کر رہ گئی ہیں۔۔۔ سبحان نے
مسکراہٹ دابتے اسکے شانوں پر ہاتھ رکھا۔۔۔ وہ بے بس سی سر تھام کر رہ
گی۔۔۔

بہت دیر بعد ان تینوں کو اپنے پرانے مشغلے کو جاری رکھنے کا موقع ملا
تھا۔۔۔ تینوں باپ بیٹا مل کر یونہی ایمان کی ناک میں دم کرتے تھے۔۔۔
بات سیریس ہے۔۔۔ میں کر لوں۔۔۔ اسکے بعد ہم یہیں سے کنٹینینو کریں
گے۔۔۔

اسکے سنجیدگی سے کہنے پر یکدم وہاں سنجیدگی چھا گئی۔۔۔

اسنے رفتہ رفتہ سبحان کا سارا مسئلہ شوہر کے سامنے کھول کر رکھ دیا۔۔۔
شامیر خطرناک حد تک سنجیدگی اوڑھے بیٹھا تھا۔۔۔ لب بھیج رکھے تھے البتہ
آنکھوں سے شرارے پھوٹنے لگے تھے۔۔۔
البتہ زوہان پیٹ پکڑ کر جو ہنسنا شروع ہوا تو ہنس ہنس کر دہرا ہو گیا۔۔۔ گو کے
اسقدر سٹریس سچویشن میں یہ وہی کر سکتا تھا۔
ایمان نے تعجب جبکہ سبحان نے اسے کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھا۔۔۔
لائک سیریلی بھائی وہ فرنگن۔۔۔ مائے گاڈ۔۔۔ وہ ابھی بھی ہنس رہا تھا۔۔۔ اور
ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔۔۔
سچی سچی بتا دو بھائی مئی ڈیڈ کے سٹریس کے بغیر۔۔۔ دال میں کچھ کالا تو
نہیں۔۔۔ کہیں آگ دونوں جانب برابر تو نہیں۔
سبحان طیش سے آگے بڑھا اسکی ٹانگ پر ٹانگ مارتے اسے گھمایا تو وہ لڑکھڑا کر
نیچے جا گرا۔۔۔
وہ بنا توقف کے نیچے گرے زوہان کو دبوچ گیا۔۔۔
ایمان ارے ارے کرتی رہ گئی۔۔۔

اور یہ پڑا اسکے منہ پر گھونسا۔۔

آہماں

ایمان تڑپ کر اسکی جانب بڑھی۔۔۔ حال ہٹو۔۔۔

پہلے اسے بولیں اپنی بکواس بند۔۔۔

دل میں چور ہے۔۔۔ اسی لئے بلبش کر رہا ہے۔۔۔ وہ اس کے غمیض و غضب سے

سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ چوٹ کر گیا۔۔۔ دفعتاً وہ پوری طاقت سمو کر تا اسے

بھی اپنے ساتھ نیچے گرا گیا۔۔۔

زونی حان۔۔ جنگلیوں۔۔ دونوں لمحے میں گتھم گتھا ہو گئے تھے۔۔ ایمان

کی جان پر بن آئی۔۔۔

بے غیرتوں انسان بنو۔۔۔

تمہارا گھر نہیں یہ۔۔۔ ہسپتال میں موجود ہودو نوں۔۔۔ وہ چیخ چیخ مچی۔۔۔

سبحان زوہان۔۔۔ الف۔۔۔ انسان بن جاو۔۔۔ دفعتا شامیر سنجیدگی سے گویا
ہوا۔۔۔

کر بکواس بند اپنی۔۔۔

تمہارے دل میں۔۔۔

یو۔۔۔

ایمان نے بامشکل دونوں کو ایک ایک لگاتے ایک دوسرے سے الگ کیا۔۔۔
دونوں کا حلیہ بگڑ چکا تھا۔۔۔ انہیں چھڑوانے کی تگ و دو د میں وہ ہانپنے لگی۔۔۔
مئی یہ۔۔۔

تمہاری آواز نکلے زونی ورنہ منہ توڑ دوں گی۔۔۔ ایمان نے اسے خونخوار
نگاہوں سے گھورا تو وہ اپنا حلیہ درست کرتا شرافت سے کاوچ پر جا کر بیٹھ
گیا۔۔۔

البتہ اب بھی شریر نگاہوں سے بھائی کے تپے تپے چہرے کو دیکھ لیتا اور اسکا
دیکھنا ہی غضب ڈھا جاتا۔۔۔

ایمان سر تھام کر شامیر کے پاس ہی بیٹھ گی۔۔۔

خان۔۔۔ وہ روہانسی ہوتی شوہر کو دیکھنے لگی۔۔۔

ریلیکس ایمان۔۔۔ بالکل ریلیکس۔۔۔

سب سے پہلے اس بات کو دماغ سے نکال دو کہ ہم یہاں غیر قانونی طریقے سے

آئے ہیں۔۔۔

امریکہ کی سیکیورٹی اس قدر کمزور نہیں کہ کوئی بھی یہاں غیر قانونی طریقے سے

داخل ہو جائے۔۔۔

شامیر کی بات پر وہ بوچھاڑ ہو گئی۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔

واقعی ڈیڈ۔۔۔

زوہان اپنی جگہ سے اچھلتا ہوا باپ کے پاس آ گیا۔۔۔

مطلب ہماری کہانی میں ایک اور ٹوسٹ ہے۔۔۔

ایک لیگلی کیسے ہو گیا یا۔۔۔ اسکا اشتیاق دیدنی تھا۔۔۔ سبحان بھی تجسس کے

ہاتھوں باپ کے قریب آ گیا۔۔۔

یہ تو باپ نے ایک جھٹکے میں کہانی ہی الٹا ڈالی تھی۔۔۔

کیسے ڈید۔

ہم نے ناتو ویزا اشو کروایا۔۔۔ ناپا سپورٹ۔۔۔ پھر۔۔۔ وہ الجھ الجھ گیا۔۔۔
دیکھو بیٹا امریکہ آنے جانے کے لئے ہر کسی کو ویزے کی ضرورت نہیں
ہوتی۔۔۔ اور یوں الیگلی یہاں آکر ہسپتال میں میرا علاج شروع نہیں ہو سکتا
تھا۔۔۔ پہلے علاج کے لئے بھی ہسپتال میں سارا پیپر ورک مکمل ہونا تھا پھر ہی
علاج شروع ہونا تھا۔۔۔ یہ پاکستان نہیں یہاں کے قانون بہت سخت ہیں۔۔۔
ان تینوں نے نا سمجھی سے باپ کو دیکھا وہ کیا انہونی بات کر رہا تھا۔۔۔ انہوں نے
تو اسکا کوئی پیپر ورک مکمل نہیں کروایا تھا پھر۔۔۔
کیسے ڈیڈ یہ سب کیسے ممکن ہے بھلا۔۔۔ زوہان سب سے زیادہ بے صبر اواقف ہو
اتھا۔۔۔

تم لوگ بہت سے باتوں سے ناواقف ہو۔۔۔ شامیر کا لہجہ گہرا پراسر اتھا۔۔۔
ایمان کی ریڈھ کی ہڈی میں سنسی سی پھیل گی۔۔۔
مطلب۔۔۔ اسکے لب پھڑ پھڑائے۔۔۔

مطلب جنکے پاس سرکاری استثناء موجود ہو وہ بناویزے کے کسی بھی وقت یہاں آ جاسکتے ہیں۔۔

اب یہ سرکاری استثناء کیا ہوتا ہے اور کیا یہ آپکے پاس ہے۔۔۔
ز وہان کا تجسس پیک پر تھا اور محض اسی کا کیوں ایمان اور سبحان بھی تو سانس تک روکے پوری بات جاننے کے لئے ہمہ تن گوش ہوئے پڑے تھے۔۔۔
بعض اوقات، کچھ لوگوں کو خصوصی اجازت یا استثناء حاصل ہوتا ہے کہ انہیں ویزا کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسے کہ جن کے پاس سفارتی استثناء ہوتا ہے، وہ ویزا کے بغیر بھی سفر کر سکتے ہیں اور انہیں امیگریشن چیک سے مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے۔
اور سفارتی استثناء ہوتا کیا ہے۔۔۔

سفارتی استثناء ایک بین الاقوامی قانونی اصول ہے جس کے تحت مخصوص سرکاری اہلکاروں، خاص طور پر سفارتکاروں، اور بین الاقوامی تنظیموں کے اہلکاروں کو میزبان ملک میں بعض قانونی پابندیوں اور عدالتی کارروائیوں سے

استثنا حاصل ہوتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ اپنے فرائض بلا رکاوٹ ادا کر سکیں۔ اور انہیں اس غرض سے آنے جانے میں کوئی مسئلہ نہ ہو۔۔۔ اور میں ایک بین الاقوامی تنظیم کا کارکن ہوں اور میرے ساتھ ساتھ وہ بھی جو اس ساری کارروائی میں تم سب کی بیک پر رہا۔۔۔ وہ خلاؤں میں گھور رہا تھا۔۔۔

ہماری بیک پر کون تھا۔۔۔ سبحان کی نا فہم آواز ابھری مگر شامیر اپنے ہی دھیان بول رہا تھا۔۔۔

اتنے بڑے بڑے پلانز بنا کسی بیک آپ کے کامیاب نہیں رہتے۔۔۔ تم لوگوں کی بیک پر وہ تھا۔۔۔ اور قوی امکان ہے کہ اسی جیٹ میں وہ بھی ہمارے ساتھ یہاں آیا ہو۔۔۔ کیونکہ اسکے بنا ہم یہاں لینڈ نہیں کر سکتے تھے۔۔۔ جیٹ بھی اسی تنظیم کا تھا تبھی بنا کسی رکاوٹ کے امریکہ کی سر زمین پر لینڈ کر گیا۔۔۔ یہ انکشاف کا دن تھا۔۔۔ وہ تینوں حیرت و شاک سے اسکی باتیں سن رہے تھے۔۔۔

میرے علاج کے لئے پیپرورک مکمل ہے اور یقیناً وہی یہاں بالا ہی بالا میرا سارا
پیپرورک مکمل کروا کر گیا۔۔۔

اور اب بھی وہ یقیناً یہاں میرے پیچھے آئے گا۔۔۔ میں اسکا منتظر ہوں۔۔۔ اسی
لئے ابھی خاموش ہوں۔۔۔

شامیر کی باتیں انہیں ورطہ حیرت میں دھکیل رہی تھیں۔۔۔ مطلب ابھی بھی
کچھ تھا جس سے وہ لاعلم تھے۔۔۔

رہ گے تم تینوں۔۔۔ اسنے ان تینوں کی جانب دیکھا۔۔۔ تو تم لوگ ایک ایسے
شخص کی فیملی ہو جسکے پاس سرکاری استثناء ہے۔۔۔ تم لوگ بناویزے کے یہاں آ
تو نہیں سکتے لیکن آپ لوگوں کے پیپرورک میں بہت سی سہولتیں اور آسانیاں
رہیں گی۔۔۔ وہ یہاں بیٹھ کر بھی مکمل کیا جاسکتا ہے۔۔۔

اور قوی امکان ہے کہ وہ ابھی تک مکمل ہو چکا ہو۔۔۔ اور بہت سی چیزوں کی
بنیاد پر اسے ابھی خفیہ رکھا گیا ہو۔۔۔ کیونکہ وہ اتنا کم عقل اور نا فہم نہیں ہو سکتا
کہ اتنا بڑا رسک لے۔۔۔

اسکی آواز گہری سوچ کی عکاسی تھی۔۔۔ ایمان دم سادھے کھڑی تھی۔۔۔

اور حان۔۔ وہ لڑکی ہر بات سے آگاہ ہے۔۔۔

سبحان چونکا۔۔۔

وہ تمہیں ٹریپ کر رہی ہے تمہارے خوف کے بل پر۔۔ غ البا وہ جان چکی تھی

کے تم لوگ اس بات سے نا آشنا ہو کہ یہاں میرا پیپر ورک مکمل ہے۔۔۔

سبحان کے سامنے سوچوں کے کئی درواہ ہونے لگے۔۔۔ وہ اپنی ہر ملاقات پر

اس لڑکی کے انداز و اطوار گہرائی سے جانچنے لگا۔۔۔

۔۔ نیز تم نے اسکے بلیک میل کرنے پر کچھ تاثر ایسا دیا جو وہ مزید شیر ہوگی۔۔۔

باپ کے درست تجربے پر وہ تھوک نگل کر رہ گیا۔۔۔ پہلی دفعہ یہ بات اسکے

منہ سے سن کر اسکا دماغ بھک سے اڑا تھا اور یقیناً سنے سبحان کے تاثرات باریک

بنی سے نوٹ کئے تھے۔۔۔

اور ان بلیک میلز کی غذا ہوتا ہے خوف۔۔۔ جانے انجانے میں ہی سہی تم اسے

خوف کی غذا فراہم کر کے بڑھو او دے چکے ہو۔۔۔

اس لئے۔۔۔ اسنے سبحان کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

واپس جاؤ اسکے روبرو اور اسکی آنکھوں میں آنکھ ڈال کر بلا خوف و خطر اس سے بات کرو کے بحر حال تمہاری بیک پر۔۔۔

تمہارا باپ کھڑا ہے۔۔۔ شامیر کے سنجیدگی سے کہنے پر وہ مسکرا کر باپ سے لپٹ گیا۔۔۔

باپ کا سہارا ہی بہت تھا انکے لئے۔۔۔
دفتدار وازہ ناک کر کے کوئی اندر داخل ہوا۔۔۔ سب چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔

جبکہ نوار د کو وہاں کھڑا دیکھ شامیر کے ہونٹوں پر بڑی جاندار مسکراہٹ

ابھری۔۔۔
اوہ مائے ڈیر میں تمہارا ہی منتظر تھا۔۔۔ اسنے مسکرا کر باہیں وا۔ کیں جبکہ وہ تینوں حیرت و تعجب اور نا سمجھی سے نوار د کو دیکھ کر رہ گئے۔۔۔

دفتدار وازہ ناک کر کے کوئی اندر داخل ہوا۔۔۔ سب چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔

جبکہ نوار د کو وہاں کھڑا دیکھ شامیر کے ہونٹوں پر بڑی جاندار مسکراہٹ ابھری۔۔۔

اوہ مائے ڈیئر میں تمہارا ہی منتظر تھا۔۔۔ اسنے مسکرا کر باہیں واکیں جبکہ وہ تینوں حیرت و تعجب اور نا سمجھی سے نوار د کو دیکھ کر رہ گئے۔۔۔ وہ بھی مسکراتا ہوا آسودگی سے آکر پر جوش انداز میں اسکی کھلی باہوں میں سما گیا۔۔۔

کیسے ہیں آپ بھائی۔۔۔ کچھ دیر بعد وہ اس سے جدا ہوا تو اسکی آنکھیں نم تھیں۔۔۔

اسنے نامحسوس انداز میں آنکھوں کے نم گوشوں کو مسلا۔۔۔ بہت ڈرا دیا تھا آپ نے تو بھائی۔۔۔ قسم سے جان لبوں پر آگی تھی۔۔۔ میں حقیقتاً بہت خوفزدہ ہو گیا تھا۔۔۔ شامیر ادا سی سے مسکرا دیا۔۔۔

میری فیملی سے تو ملو یا ر۔۔۔ شامیر نے خاموش کھڑے ان تینوں کی جانب اسکی توجہ مبذول کروائی۔۔۔ جنکی آنکھوں میں استعجاب ہلکورے لے رہا تھا۔۔۔ سبحان تو نا سمجھی سے اسے دیکھ رہا تھا البتہ زوہان کی آنکھوں میں کچھ چھبتا سا تاثر تھا۔۔۔

اسنے مسکرا کر شامیر کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا۔۔۔ یہ میرا بڑا بیٹا سبحان اور یہ چھوٹا بیٹا زوہان۔۔۔ اور زونی حان۔۔۔ یہ میرا چھوٹا پیارا سا بھائی ارحم خان۔۔۔ ارحم مسکرا کر انکی جانب بڑھا۔۔۔ سبحان تو مسکرا کر خوشدلی سے اسے گلے ملا جبکہ زوہان ہاتھ پشت پر باندھے ہنوز آنکھیں چند ہی کئے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ شامیر نے بیٹے کے تیور ملاحظہ کئے۔۔۔ ایمان بھی حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ جسکا انداز اکھڑا اکھڑا اور تاثرات نافہم تھے۔۔۔

ڈونٹ ٹیل می ڈیڈ کے یہ آپکی پولیٹیکل فیملی کا ایک نیا کریکٹر ہیں۔۔۔ اینڈ ٹرسٹ می۔۔۔ میرے لئے آپکی پولیٹیکل فیملی کا کوئی ممبر بھی قابل اعتبار نہیں۔۔۔ اسکی آواز میں غصے کی آمیزش تھی۔۔۔

ارحم قہقہہ لگا کر ہس دیا۔۔۔ جیسے اسکے انداز سے محفوظ ہوا ہو۔۔۔
اسلام علیکم بھابھی۔۔۔ پھر اسے چھوڑ ایمان کی جانب بڑھتا سر خم کر کے احترام
سے گویا ہوا۔۔۔

واعلیکم سلام۔۔۔ اسکے انداز میں خوش دلی تھی۔۔۔۔
زونی بری بات بیٹا۔۔۔

شامیر نے اسے پیار سے ڈپٹا۔۔۔
ایک منٹ ڈیڈ۔۔۔ آپ غالب رشتے میں میرے چاچو ہیں رائٹ۔۔۔ وہ باپ کو
رکنے کا بول کڑے تیوروں سمیٹ اسکی جانب پلٹا۔۔۔
زونی۔۔۔ ایمان نے تنبیہ کی۔۔۔ یار ایک منٹ ممی۔۔۔ بات تو کرنے دیں۔۔۔
وہ جھنجھلایا۔۔۔

ارحم اسے دلچسپی سے دیکھتا کرسی گھسیٹ کی بھائی کے پاس ہی بیٹھ گیا۔۔۔ ٹانگ پر
ٹانگ جمائی اور کرسی کی ہتھی پر کہنی رکھے ہاتھ کی مٹھی ہونٹوں پر رکھ کر چمکتی
آنکھوں سے اسے بغور دیکھنے لگا۔۔۔

جی بالکل ایسے ہی یے۔۔۔ وہ مبہم سا مسکرایا۔۔۔

تو آپ تب کہاں تھے جب ڈیڈ ہسپتال میں بے یار و مدگار علاج کے لئے پڑے تھے۔۔۔

کیس دائر تھا مجھ پر اس لئے وہاں بروقت پہنچ نہیں سکا لیکن بالا ہی بالا بھائی کا ٹریٹمنٹ شروع ہو چکا تھا۔۔۔ وضاحت پر زوہان نے سر جھٹکایوں جیسے کہہ رہا ہو ناٹ انٹر سٹڈ۔۔۔

زونی بیٹا گڑھے مردے اکھاڑنے کا کیا مقصد بھلا۔۔۔ شامیر نے اسے پھر سے سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔

یو مین ڈیڈ آپکو اتنا بھی یقین نہیں کے میں اگر آپکے پیارے دلارے چھوٹے بھائی سے کونسچنگ کروں تو وہ جواب بھی دے پائیں۔۔۔ اس لئے آپ پہلے ہی انہیں ڈیفینڈ کرنا چاہ رہے ہیں۔۔۔

اسکے تاسف سے دیکھنے پر شامیر بے بسی سے سر ہاتھ میں تھام گیا۔۔۔ وہ زوہان

شامیر خان تھا اور اپنے ہر ہر انداز سے بتلا رہا تھا۔۔۔

ریلیکس بھائی۔۔۔ اسے اپنی تسلی کریں دیں۔۔۔

In fact m enjoying...

وہ مسکرایا۔۔۔

جب آپکے سازشی ابا سازشیں کر کے ہماری فیملی کو توڑنے کی کوشش کر رہے
تھے تب آپ کہاں تھے اور کہاں تھی آپکی یہ برادرانہ محبت۔۔۔ وہ ہنوز اسی
انداز میں اسے گھورتا چند قدم اس کے قریب ہوا۔۔۔
ارحم گہرا مسکرا دیا۔۔۔

وہیں تھیار۔۔۔ تمہارے آس پاس ہی کہیں۔۔۔ اسکا انداز گہرا پر اسرار
تھا۔۔۔

زوہان کے ماتھے پر شکنوں کا جال ابھرا۔۔۔
وہ سو پیر یاد نہیں جس نے تمہیں ریڈ سگنل دیا تھا۔۔۔
ارحم کے کہنے پر زوہان جہاں کا تھاں رہ گیا۔۔۔ دماغ میں جھٹ سے وہ واقع
گردش کر گیا۔۔۔ وہ سو پیر اور اسکی سرد ہڈیوں میں خون کی گردش کو منجمد کرتی
پر اسرار باتیں۔۔۔

پیارے بھتیجے وہ ایک ریڈ سگنل تھا کہ بھائی کو وہاں سے نکالنے کے بارے میں
سوچا جائے۔۔۔

اور پھر۔۔۔ وہ زوہان کے تاثرات کو انجوائے کرتا کچھ توقف کو رکھا۔۔۔
شیش محل میں وہ لیڈی ور کر جس نے تمہاری ہیلپ کی۔۔۔ ار حم کی ہر ہر بات اسے
چونکا رہی تھی۔۔۔

لیکن وہ سب آپکو کیسے پتہ چلا کہ میں وہاں سے فرار ہونے والا تھا۔۔۔
اسکے لہجے کے استعجاب پر ار حم گہرا مسکرایا۔۔۔ وہ اس وقت بلیک ٹوپس میں
ملبوس تھا۔۔۔ یہ رنگ اس پر ویسے ہی بہت کھلتا تھا۔۔۔ اسکے چہرے میں بہت
حد تک شامیر کی مشابہت تھی۔۔۔

میں امجد سے رابطے میں تھا۔۔۔ اسی کے ذریعے مجھے تم لوگوں کی پلاننگ کا پتہ چلا
اور میں آپکے بچوں کی ذہانت کا واقعی قائل ہوا ہوں بھائی۔۔۔ نیو رگیو آپ
ایڈیٹیوڈ۔۔۔ آئی لائنک اٹ۔۔۔ زوہان سے بات کرتے کرتے وہ شامیر کی
جانب متوجہ ہوا۔۔۔ وہ مسکرا دیا۔۔۔

اور پھر میں نے تو محض ان بچوں کی پلاننگ میں حقیقت کا رنگ بھرنے کو
تھوڑی سی مدد ہی کی۔۔۔

اب اگر تشفی ہو گئی ہو تو میں اپنے بھتیجے سے مل لوں۔۔۔ ویسے بھی مجھے اپنے بھتیجوں سے ملنے کا بہت اشتیاق تھا۔۔۔ وہ شیر سے انداز میں کہتا مسکراہٹ دابٹے اٹھ کھڑا ہوا تو زوہان مطمئن ہو کر سر کچھاتا اسکی جانب بڑھا اور ارحم کی کھلی باہوں میں سما گیا۔۔۔

ارحم نے اسے شدت سے خود میں بھینچا۔۔۔ ویسے ہماری گہری بننے والی ہے۔۔۔ کافی عرصے بعد ارحم کا موڈ خوشگوار تھا۔۔۔ وہ حقیقتاً بھائی کی اس خوبصورت سی فیملی سے مل کر خوش ہوا تھا۔۔۔

تم میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہے تم جانتے ہونا کہ میں تمہارے اس رویے پر تمہارے ساتھ کیا کر سکتی ہوں۔۔۔ وہ لڑکی اسی کمرے میں سبحان کو شہر بار نگاہوں سے دیکھتی اس پر بھڑک رہی تھی۔۔۔ صبح سے فون کر کر کے وہ پینک ہونے لگی تھی لیکن سبحان فون اٹھ آ کر نادے رہا تھا۔۔۔ ویسے بھی تمہیں سوچنے کو دیا وقت ختم ہونے والا ہے تو ہم یہاں سے سیدھے میرج رجسٹرار کے آفس جائیں گے اور۔۔۔

وہ بول رہی تھی جبکہ سبحان نیلی جینز پر میروں ٹی شرٹ زیب تن کئے ہاتھ پشت پر باندھے اسے سکون سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

آنکھوں کا تاثر سرد سا تھا جبکہ سرخ و سپید رنگت پر نی نی پھوٹی ڈارھی اور مونچھ اسکی معصومیت کی گواہ تھی۔۔۔۔۔ دراز قد و قامت نیز شاہانہ انداز و اطوار اسکی پریسنیلٹی کو چار چاند لگاتے تھے۔۔۔

سوری مگر تم وہ نہیں جسے میں لائف پارٹنر کے طور پر اپنی زندگی میں شامل کر سکوں۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ بولا تو لہجہ سرد تھا۔۔۔ وہ ٹھٹھکی۔۔۔
میری چوائس تم نہیں۔۔۔ کبھی ہو بھی نہیں سکتی۔۔۔
میری آئیڈیل ہمیشہ سے میری ممی رہی ہیں اور میری چوائس بھی انہی کی طرح ڈیسنت لڑکی ہی ایز آ لائف پارٹنر ہوگی۔۔۔

یا وحشت لڑکی۔۔۔ یہ کیا حشر کر رکھا ہے تم نے کچن کا۔۔۔ اسے صاف تمہارا باپ کرے گا۔۔۔

وہاں سے میلوں دور اسلام آباد کے اس خوبصورت سے گھر میں بنے اٹیلین
سٹائل کچن کا اس وقت حشر ہوا پڑا تھا۔۔۔

کھانا بنانے کی تگ و دو میں سارا کچن الٹا پڑا تھا۔۔۔ اور کچن کے بیچ و بیچ وہ کھڑی
تھی۔۔۔ سیاہ ماربل شیف لگی کاؤنٹر ٹاپ کے سامنے جہاں پھیلے خشک آٹے کے
باعث وہ اس وقت سفید رنگ اختیار کر چکی تھی سامنے کراہی میں کچھ ڈیب
فرائی ہو رہا تھا۔۔۔

نہیں۔۔۔ میرے باپ کے نوکر کریں گے۔۔۔ دفعتاً سنے اپنی بڑی بڑی
آنکھیں اسکی آنکھوں میں گاڑتے تندہی سے کہا۔۔۔
رکھ رکھاؤ والی۔۔۔ جو تمیز اور تہذیب جیسی چیزوں سے آگاہ ہو۔۔۔ مکمل ایک
مشرقی عورت۔۔۔ جسے پہننے اوڑھنے کا سلیقہ ہو۔۔۔ اپنی ویلیوز کی قدر ہو۔۔۔
اسقدر تم بد تمیز اور زبان دراز لڑکی۔۔۔ تمہیں کچھ چاہیے تھا تو ملازموں سے
بولتی۔۔۔ یہ کیا کیا ہے تم نے۔۔۔ وہ کیض اسکے پیچھے کھیتی ہلکان ہونے لگی تھی

--

وہ پنڈلیوں تک فولڈ کئے چیز اور اوپر کھلی سی ٹی شرٹ میں ملبوس سلیوز کہنیوں
تک فولڈ کئے بالوں کی ٹیل پونی بنائے صوفے پر آلٹی پالٹی مار کر بیٹھی اب نگٹس
کیچپ میں ڈبو ڈبو کر کھا رہی تھی۔۔۔

جسے بڑوں چھوٹوں سے بات کرنے کی تمیز ہو۔۔۔ جو بولے تو اسکے منہ سے
پھول جھریں۔۔۔

جتنی آپ میری سگی ہیں مجھے بھول نہیں۔۔۔ اتنی جو آپکو میری فکر ہے ناتو
میرے سکول سے واپس لوٹنے سے پہلے آپکو میرے لئے کھانا تیار رکھنا چاہیے تھا
۔۔۔ تب دیکھتی میں یہ محبت۔۔۔

اسکی زبان سے شعلے لپک رہے تھے۔۔۔ بات مکمل کرتے ہی وہ بنا اسکی سنے
دیوار گیر ایل ای ڈی کا والیوم مزید بڑھا گئی۔۔۔۔۔۔۔

سبحان تم جانتے بھی ہو کے کیا بکواس کر رہے ہو۔۔۔
تم مجھے ریجیکٹ کر رہے ہو مجھے۔۔۔ وہ غم و غصے سے اپنی جانب اشارہ کرتی پھٹ
پڑی۔۔۔ آواز میں تعجب ہی تعجب تھا۔۔۔

ایک دنیا مرتی ہے مجھ پر۔۔۔

لڑکے مجھ سے بات کرنے کو مجھ سے دوستی کرنے کو قطار میں کھڑے رہتے ہیں
اور تم۔۔۔ اشتعال کی شوریدہ سری سے اسکی آواز پھٹنے لگی۔۔۔

ہوتا ہو گا۔۔۔ بالکل ایسا ہی ہوتا ہو گا۔۔۔ نم
میں نے کب انکار کیا۔۔۔ لیکن سوری۔۔۔ میرا شمار ان لڑکوں میں نہیں ہوتا اور
ناہی یہ میری چوائس ہے۔۔۔

اسکے انداز میں ایک بے نیازی تھی۔۔۔
وہ چٹچٹگی۔۔۔ جانتے ہو اسکے بعد میں کیا کروں گی۔۔۔ وہ غراتی ہوئی دو قدم
اسکی جانب بڑھی۔۔۔

تمہارا جودل کرے وہ کرو مس و یلیئم۔۔۔
مگر ایک بات یاد رکھنا۔۔۔ سبحان کی آنکھوں میں شعلوں کی سی لپک تھی۔۔۔
اسے وہ بہت بدلا ہوا لگا۔۔۔ یکدم ہی بہت نڈر اور مضبوط شخصیت کا مالک۔۔۔
میری بیک پر میری فیملی ہے۔۔۔ اسنے لفظ چبا چبا کر ادا کئے۔۔۔ وہ تھوک نگل
کر رہ گئی۔۔۔

میں یہاں سے سیدھا پولیس اسٹیشن۔۔۔

استقدر سرد موسم میں ایمان جھٹ سے کافی بنالائی۔۔۔
دونوں سنگل بیڈ کے درمیاں چھوٹی گول میز پر کافی کے ساتھ ڈرائی فروٹس کی
پلیٹ رکی گی۔۔۔

احد بھائی کے بیڈ پر بیٹھا تھا جبکہ وہ تینوں ماں بیٹا دوسرے بیڈ پر تھے۔۔۔ سبحان تو
بیڈ کی پائنٹی کی جانب ٹانگیں لٹکا کر بیٹھا تھا البتہ زونی لحاف اوڑھے حسب سابق
ماں کی گود میں سر رکھے لیٹا تھا۔۔۔

بھائی آپکے فراڈ کے کیس کی ساری انویسٹیشن مکمل ہے۔۔۔ یہ سب درانی کا کیا
دھرا ہے۔۔۔ دفعتاً احد نے کافی کی چسکی لیتے ایک بادام اٹھا کر منہ میں ڈالا۔۔۔
پھر۔۔۔ بابا نے کیا ایکشن لیا۔۔۔ وہ ہمہ تن گوش ہوا۔۔۔
میں نے اور ذوہیب بھائی نے یہ بات بابا سے پوشیدہ رکھی ہے اسے جا کر آپ ہی
نے کلئیر کرنا ہے۔۔۔ کیونکہ بابا کے اپنے بہت سے طریقے ہیں اس کیس کو
ہینڈل کرنے کے۔۔۔ وہ سادگی سے شانے آچکا گیا۔۔۔

جیسے۔۔۔ شامیر کی حیرت فطری تھی۔۔۔

جیسے آپکے غائب ہونے پر انہوں نے اغوا کا کراس کیس خانزادہ برادر زپر کیا۔۔۔

بات لٹک رہی تھی اور دونوں کے کاروبار متاثر ہو رہے تھے تو لحاظ وہ دونوں آپس میں اب معاملات فکس کر رہے ہیں۔۔۔ لیکن ہم یوں معاملہ فکس نہیں کریں گے۔۔۔ درانی کو اسکا جواب دہ ہونے پڑے گا۔۔۔

شامیر سمجھ کر سرہاں میں ہلا گیا۔۔۔

زوہان وہیں لیٹا لیٹا ہاتھ بڑھا کر ڈرائے فروٹس سے مستفید ہو رہا تھا۔۔۔

ارحم میری اینجل کیسی ہے یار۔۔۔ یکدم یاد آنے پر وہ پدرانہ محبت سے مجبور حسرت زدہ لہجے میں پوچھ بیٹھا کہ ظاہر سی بات تھی وہ اسے مس کر رہا تھا لیکن یہاں کسی سے پوچھ نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ بھی اسکی طرح وہاں کے حالات سے لاعلم تھے۔۔۔

ارحم ایک دم خاموش ہو گیا۔۔۔

اسکی خاموشی تقریباً سبھی نے نوٹ کی۔۔۔

آپ تو جانتے ہیں بھائی کے وہ آپ سے کس قدر اٹیچ ہے۔۔۔ کہاں برداشت کرنی تھی اسنے آپ سے یہ دوری۔۔۔ زوہان بہن کے ذکر پر کرنٹ کھا کر اٹھ بیٹھا۔۔

کیسی ہے وہ چاچو۔۔۔

بہت بیمار ہے۔۔۔ اسنے تو باپ کا روگ سینے سے ہی لگا لیا۔۔۔ ماں تو پہلے ہی لا پرواہ تھی اوپر سے باپ بھی دور ہو گیا۔۔

کیا مطلب کیا پر وشہ اس نازک وقت میں اسکے ساتھ نہیں ہے۔۔۔ شامیر کے لہجے میں حیرانگی تھی۔۔

آپ اسے مجھ سے بہتر جانتے ہیں بھائی۔۔۔ اور اسکی اینجل سے اٹیچ منٹ بھی۔۔۔ ابھی تو وہ اپنا غم غلط کرنے کو پتہ نہیں سوشل میڈیا پر کیا کیا بیان دیتی پھر رہی ہے۔۔

کیسے بیاں۔۔۔۔۔ شامیر الجھا۔۔۔

چھوڑیں یار۔۔۔ بالکل بے وقعتی اور قطعی غیر مطلقہ۔۔۔ کے آپکی شادی مجبوری میں ہوئی اور اولاد تو سرے سے آپکی ہے ہی نہیں۔۔۔ اسنے سر جھٹکا۔۔

خیر ہر چیز کا عقدہ تو خود ہی کھل جائے گا۔۔۔
شامیر لب بھینچ گیا جبکہ زوہان قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔۔۔
ڈیڑ ڈیڑ۔۔۔ تیار ہو جائیں ڈی این اے ٹیسٹ کے لئے۔۔۔ اب میں رپورٹس جا
کر آپکی سیکنڈ مسز کے سامنے رکھوں گا کہ یہ لیں پروو۔۔۔
ایمان نے اسکا کان مڑورتے اسے بے طرح گھورا تو وہ شرافت سے منہ پر انگلی
رکھ گیا۔۔۔
ارحم۔۔۔

جی بھائی۔۔۔ اسکی سنجیدہ آواز پر وہ ہمہ تن گوش ہوا۔۔۔ یار میری بات اینجل
سے کروادو۔۔۔ کسی طرح۔۔۔ اسکے لہجے میں گہری بے بسی تھی۔۔۔
بھائی ایسے کیسے۔۔۔ وہ گھر پر ہے۔۔۔ کال کرنے سے پتہ چل جائے گا میں ابھی
کہاں ہوں اور پھر آپکا بھی۔۔۔ اور میں قبل از وقت یہ عندیہ کھلنے نہیں دے
سکتا۔۔۔ ارحم شش و پنج میں مبتلا تھا۔۔۔

ہم لوگ واپس کب جا رہے ہیں۔۔۔ بہن کے بارے میں سن کر زوہان کا موڈ
آف ہو چکا تھا۔۔۔

دو گھنٹوں تک نکلیں گے۔۔۔

پھر ایک ہی تو دن کی بات ہے بابا وہاں جا کر مل لیں گے اینجل سے۔۔۔ سبحان
نے بیچ کی راہ نکالی۔۔۔

نہیں۔۔۔ مجھے ابھی اسے دیکھنا ہے اسکی آواز سننی ہے۔۔۔ تم کوئی سبیل نکالو نا
ارحم۔۔۔ شامیر کسی صورت ماننے کو تیار نا تھا۔۔۔ بیٹی کی حالت کے بارے میں
سن کر دل کسی کروٹ سکون نالے رہا تھا۔۔۔ وہ اسکی ننھی شہزادی تھی۔۔۔
بھائی کے ہاتھوں ارحم بے بس ہونے لگا۔۔۔

ٹھیک ہے بھائی کچھ کرتا ہوں۔۔۔ وہ لب کترتے جیب سے موبائل نکال کر
کمرے سے نکل آیا۔۔۔ باہر لاؤنچ میں آکر اسکے ہاتھ تیزی سے موبائل فون کی
ٹچ سکرین پر ایک نمبر ڈائل کر رہے تھے۔۔۔

سروائیول کی جنگ۔۔۔۔

وہ ابھی ابھی کنزل الایمان کا تازہ رات ہی اپلوڈ ہونے والا آرٹیکل پڑھ کر اٹھی
تھی۔۔۔ اسکی آنکھیں نم اور دل اداس تھا۔۔۔

وہ اٹھ کر کمرے کی کھڑکی میں آگئی۔۔۔ کاش وہ بھی سروائیول کی یہ جنگ جیت جائے۔۔۔ یہ ایک طرفہ محبت کا روگ اندر ہی اندر اسے گھن کی مانند کھانے لگا تھا۔۔۔ وہ اپنی ہی سوچوں کہ منجدھار میں وہاں کھڑی تھی جب اسکا فون بج اٹھا۔۔۔ وہ آواز پر جھنجھلائی سی سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھی۔۔۔ تنہائی میں یہ خلل اسکی طبیعت پر گراں گزرا تھا۔۔۔ اسنے سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھایا اور اسکی سکرین پر چمکتا ار حم کالنگ کا نمبر دیکھ ایک پل کو ساکت رہ گئی۔۔۔ پھر ہڑبڑا کر ہوش میں آتی جھٹ سے فون اٹھاگی۔۔۔

اسنے سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھایا اور اسکی سکرین پر چمکتا ار حم کالنگ کا نمبر دیکھ ایک پل کو ساکت رہ گئی۔۔۔ پھر ہڑبڑا کر ہوش میں آتی جھٹ سے فون اٹھاگی۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔ سلام کر کے وہ واپس اسی کھڑکی میں آگئی۔۔۔

وعلیکم سلام کیسی ہو عروشه۔۔۔ ارحم کالہجہ مبہم اور پر سوچ تھا۔۔ وہ فوراً الرٹ
ہوا اٹھی۔۔۔

الحمد للہ۔۔۔ خیریت ہے سب۔۔ عروشه کے انداز میں کھوج تھی۔۔۔
وہاں سے میلوں دور کاٹیج کے لاونج میں سنگل صوفے پر بیٹھے ارحم نے ماتھا
مسلمہ۔۔۔

ایک مدد درکار تھی تمہاری اگر ممکن ہو سکے تو۔۔۔
عروشه ہمہ تن گوش ہوئی۔۔۔ وہ کہہ ناسکی کے تمہارے لئے توجان بھی حاضر
ہے۔۔۔

کیسی مدد۔۔۔ میں کر سکتی ہوئی تو انشاء اللہ ضرور کروں گی۔۔۔
کیا میں تمہیں اپنا راز دار بنا سکتا ہوں عروشه۔۔۔ کیا یہ ممکن ہے کے تم میرے
راز کی پاسداری کر سکو۔۔۔ ارحم نے شش و پنج میں مبتلا لب کچلے۔۔۔ عروشه
جہاں کی تہاں رہ گئی۔۔۔ ایک دم گم صم۔۔۔
یہ کیا بولا تھا اسنے بھلا۔۔۔ راز دار۔۔۔

ہر جانب محض ایک یہ ہی آواز گھونجتی سنائی دی۔۔۔

رازدار

رازدار

رازدار

اور کون ہوتا ہے یہ رازدار بھلا۔۔۔۔۔

کسی بھی انسان کا رازدار وہ ہوتا ہے جس پر اسے سب سے زیادہ بھروسہ ہو کے
یہ مر کر بھی اسکے راز کی پاسداری کرے گا۔۔۔ جو اس انسان کے لئے اہم
ہو۔۔۔ خاص ہو۔۔۔ جسکے سامنے وہ بلا جھجھک اپنا راز بیان کر سکے۔۔۔
عروشہ کا دل بے ہنگم انداز میں ڈھرکا۔۔۔ دل ناداں خوشگمانیوں کے پنگورے
میں جھومنے لگتا تھا۔۔۔ کیا وہ ارحم کے لئے خاص تھی۔۔۔ دل نے کہیں اندر
ہی اندر سرگوشی کی۔۔۔ پھر وہ سرعت سے ہڑبڑا کر سوچوں کے بھنور سے
نکلی۔۔۔

آزمائش شرط اول ہے۔۔۔ پورا ناپاؤ تو جو کالے چور کی سزا وہ میری۔۔۔
تمہارے راز کی حفاظت تو میں جان دے کر بھی کروں۔۔۔ عروشہ نے گہرا
سانس خارج کیا۔۔۔

ایک مبہم مسکراہٹ ارحم کے ہونٹوں پر ابھری۔۔ پھر وہ بڑے مدبر انداز میں بات بتا کر اسے سب سمجھانے لگا۔۔۔

وہ اس وقت سیاہ پلاز وٹائپ نیچے سے قدرے کھلی جینز پر کھلی سی سیاہ اور سبز رنگ کی شرٹ زیب تن کئے جسکے سامنے فینسی بٹن لگے تھے قمیض کی طرح گولائی میں چھوٹے چھوٹے کاج تھے البتہ شرٹ پیچھے سے آگے کی نسبت لمبی تھی۔۔۔ زیب تن کئے بال سٹریٹ کر کے پشت پر کھلے چھوڑ ہلکے سے میک آپ میں ملبوس خان ولا کی ڈرائیوے پر گاڑی سے اتر رہی تھی۔۔۔

گاڑی سے اترتے ہی اسنے سن گلاسز آنکھوں سے اتار کر سر پر لگائے اور اندرونی عمارت کی جانب بڑھی۔۔

لاونج میں ہی اسکا ٹاکرا پر وشہ سے ہوا۔۔ اسنے کلانی پر بندھی گھڑی پر وقت دیکھا جو شام کے چار بج رہی تھی۔۔۔ البتہ پر وشہ ہنوز سلک کے پاجامہ شرٹ نما سلیپنگ سوٹ میں ملبوس تھری سیٹر صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی جو س

پی رہی تھی۔۔۔ بال ڈھیلی سی ہونی میں مقید تھے۔۔۔ چند ریشمی لٹیں اطراف سے دائیں بائیں ملائی سے چہرے پر پھسل رہی تھیں۔۔۔

اسکا سر جھکا ہوا تھا اور نظریں ہاتھ میں تھا مے موبائل پر مرکوز تھیں جسے وہ جوس کے سپ لیتی مسلسل سکروول ڈاؤن کر رہی تھی۔۔۔ وہ غالباً اپنی حال ہی میں کی گئی پوسٹس پر آڈینس کا فیڈ بیک دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

وہ شاید ابھی ابھی سوکراٹھی تھی۔۔۔ یہ ہی وہاں کا المیہ تھا کہ ساری ساری رات وہاں جاگ کر گزرتی اور سارا سارا دن وہاں خواب غفلت میں غرق ملتا۔۔۔

ابھی وہ اٹھی تھی۔۔۔ اب وہ فریش ہوتی۔۔۔ اچھا سا تیار ہوتی اور حسب سابق اپنے کسی نا کسی پلان کے تحت گھر سے نکل جاتی۔۔۔ پھر اللہ عالم اسکی واپسی کے بارے میں حتمی کسی کو پتہ نہ ہوتا۔۔۔ کبھی رات دس بجے ہو جاتی اور کبھی آدھی آدھی رات کو۔۔۔

رات کے تیسرے یا چوتھے پہر سونے کے بعد اسکی اکثر و بیشتر آنکھ دن کے اسی وقت کھلتی۔۔۔ درحقیقت اسکی صبح کا آغاز اب ہی ہوا تھا۔۔۔

عروشه آگے بڑھ کر اس سے ملی۔۔۔ پر وشہ نے بھی خوشدلی سے اسکا ویکم کیا۔۔۔

کیا لوگی تم عروشه۔۔۔

ارے نہیں کچھ نہیں۔۔۔ ضرورت نہیں ان تکلفات کی۔۔۔ دراصل میں نا کافی بور ہو رہی تھی تو سوچا کیوں نا کچھ وقت اینجل کے ساتھ گزار لوں۔۔۔ دل بہل جائے گا۔۔۔ تو اگر تمہیں اعتراض نا ہو تو میں اسے کچھ دیر اپنے ساتھ لیجاؤں۔۔۔ عروشه نے بڑے سبھاؤ سے اپنا مدعا بیان کیا۔۔۔

ارے نہیں یار۔۔۔ مجھے کیا اعتراض ہو گا بھلا۔۔۔ اچھا ہے یوں اسکا بھی دل بہل جائے گا۔۔۔ اور ہر دم شامیر کی یادوں میں غرق ہو کر تو وہ بالکل مر جھاتی جا رہی ہے۔۔۔ پر وشہ کی آواز میں خود بخود ریاسیت گھلنے لگی۔۔۔

ویسے وہ ہے بھی باپ کی لاڈلی اور شامیر نے اسے لاڈوں میں بگاڑ بھی بہت رکھا ہے تو میں کچھ کہہ نہیں سکتی کہ وہ تمہارے ساتھ جانے کی ہامی بھرے گی بھی یا نہیں۔۔۔

پر وشہ نے اسے صورتحال سے آگاہ کرتے سادگی سے شانے اچکائے۔۔۔

اُس اوکے میں خود اس سے بات کر لیتی ہوں۔۔۔ بائے داوے وہ ہے
کہاں۔۔۔ عروشه کی متلاشی نگاہوں کے جواب میں اسنے اوپر اینجل کے کمرے
کہ جانب اشارہ اور خود پھر سے موبائل پر مصروف ہو گئی۔۔۔

چڑڑ کی آواز کیساتھ دروازہ کھلا اور اندر کا منظر واضح ہوا۔۔۔ اینجل سرخ
فراک میں ملبوس غصے سے بیڈ کے وسط میں بیٹھی تھی جبکہ اسکے سبھی کھلونے بیڈ
سے نیچے ادھر ادھر لڑھک رہے تھے سامنے ہی اسکی نینی ہاتھ میں کھیر کا پیالہ
پکڑے اسے پچکارتی ہوئی کھانا کھانے پر اکسارہی تھی۔۔۔
آپکو سمجھ نہیں آتا مجھے نہیں کھانا۔۔۔ جائیں یہاں سے۔۔۔ دفعتاً دروازہ کھلنے کی
آواز پر اسنے سرگھما کر دروازے کی جانب دیکھا اور سامنے عروشه کو کھڑا دیکھ
ہنوز اسی غصے سے منہ موڑ لیا۔۔۔

کیسی ہے میری ڈول۔۔۔ وہ مسکراتی ہوئی آگے بڑھی اور بیڈ پر بیٹھ کر باہیں وا
کنے اس سے ملنا چاہا جب وہ دونوں ہاتھوں سے اسکا ہاتھ جھٹکتی پیچھے ہوئی۔۔۔
انداز نہروٹھا تھا جیسے وہ پوری دنیا سے ہی روٹھی اور بے زار ہو۔۔۔

آج کل وہ یو نہی چڑچڑی ہو رہی تھی کے کسی کے قابو نا آتی۔۔۔

نہنی پریشانی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

اٹس اوکے۔۔۔ تم جاؤ بعد میں آکر کھلا لینا۔۔۔ عروشہ نے خجالت مٹانے کو اسے کمرے سے بھیجا۔۔۔

اوکے مت بات کرو مجھ سے لیکن چچی کے پاس آپکے لئے ایک بہت بڑا سرپرائز ہے آپکو نہیں چاہیے تو اٹس اوکے۔۔۔ وہ بیڈ کڑواں سے ٹیک لگاتی کن اکھیوں سے اینجل کے چہرے کے تاثرات نوٹ کرتی سنسنی پھیلا کر موبائل سکروں ڈاؤن کرنے لگی۔۔۔ سرپرائز کے نام پر اینجل کے کان کھڑے ہواٹھے۔۔۔ کیسا سرپرائز۔۔۔ تجسس نے کہیں سر ابھارا تو وہ اسکے زرا قریب کھسک آئی۔۔۔ اہمم۔۔۔ وہ منہ پر انگلی رکھے سوچنے کی اداکاری کرتی اسکی جانب کروٹ لیتی اوندھی لیٹ گی۔۔۔

سکریٹ ہے۔۔۔ اگر آپ سکریٹ رکھنے کا وعدہ کرو تو شیر کروں گی۔۔۔ عروشہ کا انداز مزید تجسس ابھار رہا تھا۔۔۔

میں سکریٹ رکھوں گی۔۔۔ نا محسوس انداز میں وہ مزید اسکے قریب کھسک
آئی۔۔۔

ڈیڈ سے بات کرو گی۔۔۔ اسنے اسقدر پراسر انداز میں کہا کہ وہ خوشی سے چیخ
اٹھی۔۔۔

ڈیڈ ڈیڈ۔۔۔

ہش۔۔۔ شششش۔۔۔

عروشه نے سرعت سے اسکے منہ پر ہاتھ رکھتے چورنگا ہوں سے ادھر ادھر دیکھا
کے کسی نے انکی بات سنی تو نہیں۔۔۔

سکریٹ ہے یہ۔۔۔
اوکے اوکے۔۔۔ اٹس سکریٹ۔۔۔ عروشه کے دبی آواز میں کہنے پر وہ بھی

راز دارانہ انداز میں آواز آہستہ کر گی۔۔۔

کروائیں بات ڈیڈ سے۔۔۔ ابکی بار انداز سر گوشانہ تھا۔۔۔

ہاں نا۔۔۔ لیکن یہاں نہیں۔۔۔ کہیں باہر چلتے ہیں۔۔۔

او کے۔۔ پھر چلیں۔۔۔ عروشہ کے کہنے پر وہ جھٹ چھلانگ لگاتی بستر سے اتر آئی۔۔۔

ارے ایسے نہیں پرس۔۔۔ یہاں آؤ میرے ساتھ۔۔۔ وہ اسے لئے واش روم میں گی اسکا چہرہ اداھلوا یا پھر ہاتھ۔۔۔ اندر واپس آکر اسکے بکھرے بال بنائے کپڑے گویا ابھی کچھ دیر پہلے ہی پہنے تھے۔۔۔ پھر اسکی تیاری سے مطمئن ہو کر اسکی انگلی پکڑتی کمرے سے نکل آئی۔۔۔

سیڑھیوں سے نیچے آتے ہال میں بیٹھی ٹوسٹ اور فرائی انڈے کا ناشتہ کرتی عروشہ نے دونوں کو ہس ہس کر باتیں کرتے تعجب سے انہیں دیکھا۔۔۔ یہ کیا پلٹ کیسے بھی۔۔۔ وہ ششدر سے بیٹھی سوچ رہی تھی کہ وہ دونوں آپس میں مگن ہوا کے جھونکے کی مانند اسکے پاس سے گزر گئیں۔۔۔ وہ شانے آچکا کر رہ گئی۔۔۔ اچھی بات ہی تھی کہ کسی کے ساتھ ہی سہی اینجل فرینک ہو کر گھومنے پھرنے کو راضی تو ہوئی۔۔۔

ابھی اسکی ایک سیلون میں اپائنٹ تھی یہاں سے ڈریس لے کر وہ وہیں جانے والی تھی۔۔۔ وہیں سے فریش ہو کر پھر این جی او کی طرف سے ایک ویل فیئر

پارتی اٹینڈ کرنی تھی اسے۔۔۔ ناشتہ کر کے ہاتھ صاف کرتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ اسکا شیڈیول خاصا مصروف ترین تھا۔۔۔ پ

عروشہ اسے لئے ایک قریبی ریسٹورینٹ میں آگئی۔۔۔ اسنے اوپن ایریا میں بیٹھنے کی بجائے فیملی کابین کو ترجیح دی۔۔۔ کابین کے اندر کا ماحول بہت خوبصورت اور پرسکون تھا۔۔۔ اونچی ٹیک والی مخملی کرسیاں اور انکے آگے موجود گلاس ٹیبل۔۔۔ لکڑی کے میز اور اسکے اوپر موجود گلاس کے نیچے عین درمیان میں سکیئر کا چوکھٹا تھا۔۔۔

عروشہ نے بیٹھتے ہی اس چوکھٹے کو موبائل پر سکین کیا۔۔۔ وہاں کی ساری مینیو لسٹ اسکے موبائل پر کھل گئی۔۔۔

اینجل بے بی کیا کھائے گی۔۔۔

مینیو لسٹ چیک کرتے اسنے پیار سے پچکارا۔۔۔

کچھ نہیں چچی۔۔۔ مجھے ڈیڈ سے بات کرنے ہے۔۔۔ اسکا انداز نروٹھا اور ضدی تھا۔۔۔

اوہ ہوا اینجل بے بی۔۔۔ اتنی دیر بعد ڈیڈ سے بات کرو گئی تو کیا یوں بھوکے پیٹ
کرو گئی۔۔۔ اور جب انہیں پتہ چلا کہ انکی ڈول بھوکی ہے تو انہیں کتنا برا محسوس
ہو گا نا۔۔۔ عروشہ نے تاسف سے اسے سمجھایا۔۔۔ وہ کچھ ڈھیلی پڑی۔۔۔
عروشہ سمجھ گئی تھی کہ وہ ضد میں بھوک کے باعث مزید چڑچڑا ہو رہی
ہے۔۔۔

اینجیل اور برڈز شپ کے ننگٹس۔۔۔ وہ منہ بسورے ڈھیلے سے انداز میں گویا
ہوئی تو عروشہ نے جھٹ وہیں سے اونلاٹ اسکا اور اپنا آرڈر بک کروایا اور ارحم
کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔۔۔

یار چاچو۔۔۔ آپ اور آپکے انتظام۔۔۔

گھنٹہ ہونے کو آیا ہے اور آپ نے ابھی تک اینجل۔۔۔ سے بات نہیں
کروائی۔۔۔ زوہان بستر پر آلتی پالتی مارے بیٹھا موبائل پر گیم کھیل رہا تھا۔۔۔
انتظار سے اسے شروع سے ہی کوفت تھی۔۔۔ وہ شروع سے ہی بے صبر واقع
ہوا تھا۔۔۔ اب انتظار کرنا اسکے لئے محال ہوا پڑا تھا۔۔۔ اسی بیڈ پر ہینڈ کیری

کھول کر رکھے اس میں چیزیں پیک کر کے رکھتے سبحان نے کام کرتے آنکھیں اٹھا کر تاسف سے اسے دیکھا اور پھر سے کام میں مشغول ہو گیا۔۔

وہ ممی کا پیار ابیٹا تھا۔۔ ہر دم اسکا ہاتھ بٹانے کو تیار۔۔ اور اگر ایسی ہی کوئی مدد زوہان سے درکار ہوتی تو وہ کھڑے کھڑے بے ہوش ہونے کو ہو جاتا۔۔ ایمان کچن میں کھڑی کھانا بنارہی تھی۔۔

پچھلی دفعہ اتنی لمبی فلائٹ کے حال سے وہ آگاہ تھی اس لئے اس دفعہ پہلے ہی وہ ساری تیاری مکمل کر کے کھانا ساتھ پیک کر کے رکھنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔ سارے کاٹیج میں دیسی کھانوں کی مہک پھیلی ہوئی تھی۔۔

شامیر کے ساتھ اسی کے بستر پر ٹانگیں لٹکا کر بیٹھے ارحم نے اسے دیکھا اور مسکرا دیا۔۔

یار تھوڑا صبر تو کرو۔۔۔

عروشہ کے گھر سے خان ولاکاراستہ ہی پندرہ سے بیس منٹ کا ہے۔۔ اب وہ وہاں جائے گی۔۔ ہماری موڈی سی پرنس کو منا کر گھر سے باہر لائے گی تو بات ہو گی نا۔۔

عروشہ کون۔۔۔ زوہان کے چہرے پر نا سمجھی کے تاثرات ابھرے۔۔۔
تمہاری چچی۔۔۔

اوہ۔۔۔

دفعتار حم۔ کے ہاتھ میں تھاماموبائل بج اٹھا۔
لو آگئی کال اسکی۔۔۔

واقعی۔۔۔ زوہان سرعت سے جھپ کر تاباپ کے بستر پر آگیا۔۔۔

ڈیڈ۔۔۔۔۔

ڈیڈ آپ کہاں ہیں۔۔۔ مجھے آپکے پاس آنا ہے۔۔۔
سکرین پر شامیر کا چہرہ ابھرتے ہی اینجل نے ضبط کا دامن چھوڑا اور اتنے وقت
بعد باب کا چہرہ دیکھنے پر بے ساختہ اونچی آواز میں رونا شروع کر دیا۔۔
یوں کے وہاں موجود عروشہ تو دور۔۔۔ اس کمرے میں موجود ہر نفوس تک
بونچکارہ گیا۔۔۔

روتے روتے وہ ہچکیوں پر آگے۔۔۔ سب کی جان پر بن آئی۔۔۔ سب سے برا
حال شامیر کا تھا۔۔۔ کوئی طفل تسلی اسکے کام نہ آ رہی تھی۔۔۔ جتنا وہ اس سے
کمیونیکٹ کر کے اسے سمجھانے کی کوشش کرتا کہ وہ بس اسکے پاس آ رہا
ہے۔۔۔ اتنا ہی وہ ہاتھوں سے پھسلتی جاتی۔۔۔

سمجھتی تو تب جب وہ باپ کی بات غور سے سنتی۔۔۔ وہ تو بس سکریں پر ابھرتے
باپ کے چہرے کو دیکھ باہیں اٹھائے یوں ہچکیاں بھرتی رو رہی تھی جیسے اسکا
باپ اسے موبائل میں سے ہی نکل کر اٹھائے گا اور سینے میں بھینچ لے گا۔۔۔
شامیر کا دل کٹنے لگا۔۔۔ شدید بے بسی کے گہرے احساس تلے وہ کپکپاتے لب
بھینچ گیا۔۔۔ آنکھیں اپنی شہزادی کی اس حالت پر کسی بھی پل بہہ نکلنے کو تیار
تھیں۔۔۔

ہیے پر نس۔۔۔ مائے ڈول۔۔۔ کیا ہو گیا میری جان کو۔۔۔
دفعۂ غارت خانہ نے باپ کے ہاتھ سے موبائل پکڑتے اسے پچکارنا چاہا۔۔۔
زونسیبی بھائیسیبی۔۔۔۔۔

لیکن اسے زندگی میں پہلی مرتبہ احساس ہوا کہ اسکی بہن ضد میں اسی پر گئی ہے۔۔۔ زوں بھائی۔۔ ڈیڈ میری بات نہیں مانتے آپ مجھے اپنے پاس لے جاؤ نا۔۔۔

اسکے معصوم سے چہرے پر موجود جا بجا آنسوؤں کے نشانات۔۔۔ سرخ
آنکھیں۔۔۔ کملا یا چہرا اور ہچکیاں لیتے وجود کو دیکھ بے ساختہ زوہان کا دل بھر
آیا۔۔۔

میں ابھی آتا ہوں اور آتے ہی یوں اپنی پرنس کو ساتھ لے آؤں گا۔
 زوہان نے اسے بھرپور پچکارتے چٹکی بجائی تو اینجل کے کچھ آنسو ٹھٹھکے۔۔۔
 دفعتاً ویٹر کھانا سرو کرنے لگا۔۔۔
 کب۔۔۔۔ کب آؤ گے آپ۔۔۔ اس نے معصوم ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے چہرہ
 رگڑا۔۔۔

ابھی کچھ دیر تک جب آپ کھانا کھا لو گی۔۔ اور میری پر نس مجھے بتائے میں اس کے لئے کیا لاؤں۔۔ کیا چاہیے میری پر نس کو۔۔۔

بچے بہت جلد بہل جاتے ہیں۔۔۔ اور زوہان کی میٹھی باتوں اور نرم جانثار لہجے سے وہ بھی بہل گئی۔۔۔ ارحم محبت سے اس بھائی کا چہرہ دیکھ رہا تھا جو سگے سوتیلے کا فرق بھلائے ہر چیز سے کٹا بے پناہ محبت الفت اور اپنائیت لہجے میں سموئے بہن میں مگن تھا۔۔۔ ہنس رہا تھا اسے ہسار ہا تھا۔۔۔ جیسے دنیا میں اس سے اہم کام کوئی اور ہو ہی نا۔۔۔

وہ دونوں آپس میں مگن تھے جب عروشہ اسی موقع کا فائدہ اٹھاتی باری باری اسکے منہ میں نگٹس ڈالتی اسے کھار ہی تھی اور زوہان سے باتوں میں مصروف وہ بھی بنا ضد کئے نامحسوس انداز میں کھار ہی تھی۔۔۔

زوہان کے بعد سبحان اور ایمان نے بھی اس سے بات کی۔۔۔ ان سب سے بات کر کے یکدم ہی اینجل کھل اٹھی تھی۔۔۔ جیسے ساری نچڑی تو انائیاں بحال ہو گئی ہوں۔۔۔۔

اینجل سے بات کرنے کے بعد اب ارحم عروشہ کا سب سے تعارف کروا رہا تھا۔۔۔

عروشہ کو شامیر کی یہ چھوٹی سی فیملی بہت پیاری لگی بالخصوص ایمان۔۔۔ جو وہاں
بھی لانگ کوٹ پر حجاب کئے کھڑی تھی۔۔۔
ویسے چچی آپ ہیں تو بہت پیاری۔۔۔ زوہان نے کن اکھیوں سے ارحم کو دیکھتے
اسکی تعریف کی۔۔۔ ارحم اسکی شیطانی سمجھ کر مسکرا دیا۔۔۔
تھینکیو۔۔۔

کیا کبھی چاچو نے آپکو یہ بات بتائی۔۔۔ اسکے رازدرا نہ انداز میں پوچھنے پر
عروشہ کھل کھلا کر ہنس دی۔۔۔
ارحم نے اسکے سر پر ایک چیت رسید کی۔۔۔
یہ فیملی تھی ہی ایسی جو بھی ان سے ملتا انکا انرجی لیول یکدم بوسٹ ہو جاتا۔۔۔
ہنس مکھ اور زندہ دل فیملی۔۔۔

ایمان ان سے بات کر کے واپس کچن میں جا چکی تھی۔۔۔ واپسی میں ٹائم کم تھا
اور کام زیادہ۔۔۔

اگر آپکو برا نا لگے تو آپ پر ایک کمنٹ پاس کر دوں چچی۔۔۔ زوہان ماں کے
کمرے سے نکل جانے کا تعین کرتا اس سے گویا ہوا۔۔۔

ویسے چاچو آپ سے ایک بات بولوں۔۔۔

وہ کھسک کر اسکے قریب ہو گیا۔۔۔ سبحان اور شامیر انکی جانب متوجہ نہ تھے۔۔۔

ہممم۔۔۔ اسکا انداز کھویا کھویا سا تھا۔۔۔ پتہ نہیں عروشہ نے زوہان کی بات کو

کس معنی میں لیا ہو۔۔۔

ابھی تک ڈیڈ اور میں کرائم پار ٹرنر تھے۔۔۔ اسکا انداز راز درانہ تھا۔۔۔

ارحم نے سر جھٹکا اور اسکی بات میں دلچسپی لیتے آنکھ اچکائی جیسے اسکی بات سے

متاثر ہوا ہو۔۔۔

سبحان بھی ہماری ٹیم میں تھا۔۔۔ لیکن ابھی کے لئے ایک پرابلم ہے۔۔۔

اسنے خجالت سے کان کھجایا۔۔۔

کیسی ہر ابلیم۔۔۔

ڈیڈ بیڈریسٹ پر ہیں ابھی میرے کرائم پار ٹرنر نہیں بن سکتے۔۔۔ اور حان نے اس

سچویشن میں ماننا نہیں ہے۔۔۔ نیز ابھی مجھے کرائم کے لئے کوئی مضبوط پار ٹرنر

چاہیے۔ جو بعد میں مجھے ممی کی گھوریوں اور صلواتوں سے بچا سکے۔۔۔ اسکا انداز

معصومانہ تھا۔۔۔

اوہ۔۔۔ ار حم نے سمجھ کر سر ہلایا۔۔۔

تو۔۔۔

تو یہ کے ابھی کے لئے آپ میرے کرائم پارٹنر بن جائیں۔۔۔ اسنے راز دارانہ

انداز میں کہتے ہاتھ اسکی جانب بڑھایا۔۔۔

ار حم اسے شش و پنج میں مبتلا دیکھنے لگا۔۔۔

کیسا کرائم پارٹنر باس۔۔۔ کونسا کرائم کروانا چاہتے ہو۔۔۔ اور پھر اگر مجھے پھسا کر

تم خود فرار ہو گئے تو۔۔۔ ار حم کا انداز غیر سنجیدہ تھا۔۔۔ زونی قہقہہ لگا کر ہس

دیا۔۔۔

پیکنگ مکمل کر کے کیری کی زپ بند کرتے سبحان نے مشکوک نگاہوں سے

انہیں دیکھا۔۔۔

فون کٹ گیا تھا لیکن عروشہ کو نہیں پتہ چلا کہ وہ کتنی ہی دیر گم صم سی حالت میں وہیں بیٹھی رہی۔۔ ایک دم ساکت و جامد۔۔ آنکھیں محض ایک ہی غیر مری نقطے پر جمائے۔۔۔

دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔۔ محض ایک ہی آواز بار بار ارد گرد گھونجتی محسوس ہو رہی تھی۔۔ وہی آواز جو مسلسل کانوں کے راستے اندر اترتی اسے بے دم کرتی جا رہی تھی۔۔۔۔

آپ بہت پیاری ہیں لیکن آپ اور بھی پیاری لگیں گی اگر حجاب لینے لگے تو۔۔۔۔

مسلسل یہ ہی آواز کسی ہتھورے کی مانند اسکے سر سے ٹکرا رہی تھی۔۔۔۔
دفعۃً اینجل کے متوجہ کرنے پر وہ ہڑبڑا کر ہوش میں آئی اور اسے خالی خالی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔۔۔۔

پھر مسکرا کر اسے پیار کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔

وہ اسے لئے ایک قریبی پارک میں آگئی۔۔۔ اینجل بہت خوش تھی۔۔۔ وہ وہاں اپنے ہم عمر بچوں کیساتھ کھیلنے لگی جبکہ عروشہ ہنوز اسی کیفیت میں مبتلا تھی دفعۃً

اسکا ارتکاز مسلسل فون کی بجتی رنگ ٹیون نے توڑا۔۔۔ وہ چونک کر فون کی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔

&

اندر سب اپنی اپنی تیاریوں میں مصروف تھے۔۔۔ ابھی کچھ دیر تک انہیں وہاں سے فلائے کرنا تھا دفعتاً رحم نامحسوس انداز میں کاٹیج سے نکل آیا۔۔۔ باہر آتے ہی سرد ہواؤں کے تھپڑوں نے اسکا استقبال کیا۔۔۔ وہ جینز پر جیکٹ زیب تن کئے ہوئے تھا جسکی اوپر سے زپ قدرے کھلی تھی۔۔۔

ہوا کے سنگ اس کے سلیقے سے جمائے بال بار بار ماتھے پر بکھر رہے تھے مگر وہ ان سب سے بے نیاز چلتا چلتا موبائل پر نمبر ڈائل کر رہا تھا۔۔۔۔۔ جلد ہی دوسری جانب اسکا رابطہ استوار ہو گیا۔۔۔

ایم سوری عروشہ۔۔۔ کاسنڈلی تم زونی کی باتوں کا برا مت ماننا وہ بچہ ہے۔۔۔ اور کچھ حد تک صاف گو اور منہ پھٹ بھی۔۔۔

وہ سڑک پر چلتا تھا مسلتا اسے وضاحت دے رہا تھا۔۔۔

اسکائیوں اچانک سے فون بند کر جانا رحم نے محسوس کیا تھا۔۔۔

جبکہ دوسری جانب بیچ پر بیٹھی عروشہ نے بے ساختہ لب کچلتے ضبط سے چھلکنے کو بے تاب آنکھوں کو چھلکنے سے روکا۔۔۔

نواٹس اوکے۔۔۔ میں نے برا نہیں منایا۔۔۔ جب وہ بولی تو آواز کمپوز تھی۔۔۔ وہ اسے کہہ ناسکی کے آج اس بچے نے ایک بات کہہ کر اسے اندر تک جھنجھوڑ ڈالا تھا آج سے پہلے کسی نے یہ بات پوائنٹ آؤٹ کر کے کیوں نا کہی۔۔۔۔۔ لیکن مجھے لگا جیسے تمہیں یہ بات پسند نا آئی ہوئی۔۔۔ سڑک پر رات کے اس پہر بھی لوگوں کا آنا جانا لگا تھا۔۔۔۔۔

وہ پھیکا سا مسکرا دی۔۔۔۔۔ ہاں مجھے تھوڑا سا محسوس ضرور ہوا کہ جس چیز کو پوائنٹ آؤٹ تمہیں کرنا چاہیے تھا وہ تمہارا بھتیجا کر گیا۔۔۔۔۔ اٹس ناٹ فائر۔۔۔ اداس مسکراتے لہجے میں کہتی وہ اسے منجمد کر گئی۔۔۔۔۔

فون کٹ چکا تھا لیکن ار حم کو سمجھ ہی نا آیا کہ یہ اسکے ساتھ ہوا کیا۔۔۔ یہ کیا کہا تھا بھلا اسنے۔۔۔ کیا یہ وہی لڑکی تھی جو اسکے مخاطب کرنے پر بھی کاٹ کھانے کو دوڑتی تھی۔۔۔ اور اب وہ یہ کہہ رہی تھی کہ وہ ایکسپیکٹ کر رہی تھی کہ ار حم اسے یہ بات کہتا۔۔۔ سٹریج۔۔۔

حیرت در حیرت تھی۔۔۔۔

دفعتا زوہان بھاگتا ہوا اسکے پیچھے آیا اور اسکے مقابل پہنچ کر اسکے شانے پر اپنا بازو
دراز کر گیا۔۔۔

ارحم نے بے طرح سر جھٹکتے گویا اس بات کا اثر زائل کرنا چاہا۔۔
ہم دونوں کراٹم پار ٹنر ہیں چاچو اور نکل آپ اکیلے اکیلے آئے۔۔۔
تمہارا ویٹ کر رہا تھا یار۔۔ مجھے پتہ تھا تم پیچھے آ جاؤ گے اکھٹے وہاں سے نکلتے تو یقیناً
بھائی یا بھابی کی نظروں میں آ جاتے۔۔

وہ مصروف سے انداز میں تیزی سے موبائل پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔۔۔
اچھوٹکی لیس۔۔۔ پوائنٹ۔۔۔
ہینجل کا کیا کرو گی۔۔۔ وہ بچی ہے اسے گھر واپس چھوڑ دو گی تو وہ یہ راز ہمارے
وہاں پہنچنے تک قطعاً دل میں نار کھ پائے گی بلکہ ایکسائٹمنٹ میں سب پر آشکار کر
دے گی۔۔۔۔

میسیج ٹائپ کر کے اسنے عروشه کو سینڈ کیا۔۔۔ اور ہوا کی لہروں کے سنگ وہ میسیج پرواز کرتا لمحے کے ہزار ویں حصے میں وہاں سے میلوں دور پارک کے بیچ پر بیٹھی عروشه کے موبائل پر بپ کی صورت موصول ہوا۔۔۔ میسیج پڑھ کر وہ مسکرا دی۔۔۔ پھر اسی تیزی سے رپلائے ٹائپ کرنے لگی۔۔۔ چاچو یار پہلے کچھ کھانا لیں۔۔۔

وہ دونوں ایک فوڈ سٹریٹ میں داخل ہو چکے تھے۔۔۔ فوڈ سٹریٹ میں داخل ہوتے ہی اشتہا انگیز چیزوں کی خوشبو سے یکدم ہی زوہان کی بھوک چمک اٹھی۔۔۔

ارحم نے چند لمحے اسے دیکھا پھر اوکے کا سگنل دیتا پہلی فوڈ شاپ پر آگیا۔۔۔ کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے اسکے موبائل پر بجتی بپ نے اسکی توجہ کھینچی۔۔۔۔۔

جانتی ہوں اسی لئے اسے لے کر پارک میں آگئی ہوں۔۔۔ یہاں سے جب وہ کھیل کود کر تھک گئی تو اپنے ساتھ گھر لے جاؤں گی اور جب وہ سو جائے گی تو اسے سوئی ہوئی کو خان ولا چھوڑ آؤں گی۔۔۔

اور یقیناً صبح تک وہ کچھ نا کچھ بھول جائے گی مزید تم لوگ بھی کل شام تک تو پہنچ ہی جاؤ گے۔۔۔

اسکے میسج سے مطمئن ہو کر وہ مسکرا دیا۔۔۔
ڈن۔۔۔ جلد ہی وہ اگلا میسج سینڈ کر چکا تھا۔۔۔

یہ زونی کہاں ہے حاں۔۔۔
ارحم نے کہا تھا کہ ہم ٹھیک دو گھنٹے تک نکل جائیں گے۔۔۔ اب تو تین گھنٹے ہو گے ہیں وہ ہے کہاں۔۔۔

ایمان جھنجلائی سی کمرے کے دروازے میں کھڑی تھی۔۔۔
شامیر لحاف اوڑھے سنگل بیڈ پر نیم دراز تھا۔۔۔

ایم ہنڈرٹ پرسنٹ شیور ممی یہ سب آپکے دلارے بیٹے کے خرافاتی دماغ کا کیا دھرا ہے۔۔۔ وہ یہاں چاچو کے ساتھ کوئی کچڑی پکا رہا تھا۔ مجھے ایسا فیل ہوا تھا مگر میرے متوجہ ہونے پر وہ دونوں خاموش ہو گئے۔۔۔

گیا ہو گا اپنے کسی ایڈونچر پر۔۔۔

زوہان شامیر خان ار حم کے سنگ مال کی چکنی راہداریوں پر ٹرائی گھسیٹتا مسلسل
اس میں سامان رکھ رہا تھا۔۔۔

خان آپ خاموش کیوں ہیں کیا آپ کچھ جانتے ہیں اس بارے میں۔۔۔ سبحان
سے مایوس ہو کر وہ جھنجھلائی سی خان کی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔

بھی تمہارا بیٹا ہے اور تم اسے مجھ سے بہتر جانتی ہو۔۔۔ جب اسکے دماغ میں کوئی
بات سما جائے تو تب تک نہیں نکلتی جب تک وہ اسے پورا ناکر لے۔۔۔

تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ وہ شاپنگ کا دلدادہ بالٹیمور میں آکر بنا شاپنگ کئے
واپس چلا جائے گا۔۔۔

اسنے بنا ہی لینا تھا اپنا نیا کراٹم پار ٹر۔۔۔ خان کے سادگی سے کہنے پر ایمان سر
تھامتی وہیں بیٹھ گئی۔۔۔ کوفت سے برا حال تھا۔۔۔

زوہان فٹ ویئر سے نکل کر سیدھا جنٹس کلاتھ شاپ کی طرف بڑھا۔۔۔
اسنے بہت کچھ خریدا تھا۔۔۔ ماں کے لئے اینجل کے لئے حان اور باپ کے لئے
اور سب سے بڑھ کر اپنے لئے۔۔۔

ارحم تیزی سے اسکے ہاتھ میں بڑھتے شاپنگ بیگز کی تعداد دیکھ رہا تھا۔۔۔ جیسے وہ بالٹیمور سے نہیں بلکہ پاکستان کی کسی شاپ پر سیل آفر سے شاپنگ کر رہا ہو۔۔۔۔

چاچو نکالیں کریڈٹ کارڈ۔۔۔۔

بل پے کرنے کے لئے کاؤنٹر پر آتے وہ استحقاق سے اسکی طرف ہاتھ بڑھاتا یوں گویا ہوا کے ارحم بونچکارہ گیا۔۔۔۔
اوہ بھائی کیا مطلب۔۔۔ اتنی ساری شاپنگ کا بل میں پے کرنے والا ہوں۔۔۔۔
افکورس۔۔۔ تو اور کس لئے میں نے آپکو اپنا کراٹم پارٹرن بنایا۔۔۔ وہ معصومیت سے آنکھیں پٹیٹا کر بولا۔۔۔۔
تو کیا مطلب تم نے اسے لئے مجھے اپنا کراٹم پارٹرن بنایا۔۔۔ ارحم نے تاسف سے اسے گھورا۔۔۔۔

اتنی کنجوسی مت دکھائیں مجھے۔۔۔ کچھ وضع داری ہوتی ہے چاچو۔۔۔ کوئی رکھ رکھاؤ ہوتا ہے۔۔۔ آپکے ابا حضور ویسے بڑے خاندانی ہونے کا راگ الاپتے ہیں۔۔۔ لیکن کیا انہوں نے آپکو یہ ویلیوز تک نہیں سیکھائیں۔۔۔

زندگی میں پہلی مرتبہ بھائی کی فیملی۔۔۔ بھابھی اور بھتیجیوں سے ملنے آئے وہ بھی خالی ہاتھ۔۔۔

تیج۔۔۔ تیج۔۔۔ کیا یہ انداز آپ جیسے خاندانی لوگوں کو ذیبت دیتا ہے۔۔۔ اسکے انداز میں ایسا تاسف تھا اور وہ وہاں وہاں سے باتیں نکال رہا تھا کہ ارحم کا سر چکرانے لگا۔۔۔

یہ لومیرے باپ۔۔۔ لیکن باپ تک مت پہنچو۔۔۔ ارحم نے تیج و تاب کھاتے اسے جیب سے ڈالر نکال کر تھمائے۔۔۔ تم تو بہت خطرناک لڑکے ہو۔۔۔ میں تو تمہیں لاسٹلی لیتا رہا۔۔۔ نوہر گز نہیں چاچو۔۔۔ میں آپکے ابا حضور جتنا خطرناک توہر گز نہیں۔۔۔ وہ تاک کروار کرتا مسکراتا ہوا بل پے کرنے لگا۔۔۔ پھر بچے ہوئے ڈالر زاختیاط سے واپس جیب میں رکھ گیا۔۔۔ ارے یہ تو واپس کر دو۔۔۔

وہ اسکے ساتھ ہی آدھے شاپنگ بیگز اٹھا کر واپسی کو ہوا۔۔۔

کس خوشی میں۔۔۔۔۔ ویسے بھی آپکے ابا کے پاس بہت مال ہے۔۔۔ اسکا انداز
راز درانہ تھا۔۔۔

وہ تو تمہارے ابا کے پاس بھی یے۔۔۔ ارحم نے فوراً حساب بے باک کیا۔۔۔
پتچ۔۔۔ انکے پاس تو حلال کا مال ہے نا۔۔۔
ارحم اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔ پس ثابت ہوا کہ وہ زوہان شامیر خان ہی تھا۔۔۔

کہاں سے آرہے ہو تم۔۔۔ تمہیں اندازہ تھا نا کہ کچھ ہی دیر میں ہم پاکستان
واپسی کے لئے نکلنے والے ہیں۔۔۔ پھر کہاں غائب ہو گئے تھے۔۔۔
وہ شاپنگ بیگز کے ساتھ لداچند اساکھر واپس آیا تو ایمان نے دروازے میں ہی
اسے پکڑتے آڑے ہاتھوں لیا۔۔۔

شامیر اور سبحان بھی لاونچ میں ہی بالکل تیار بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔۔۔ شامیر کے
پاس ہی سٹیل کی ایک فولڈنگ سٹک پڑی تھی جسکے سہارے وہ کمرے سے یہاں
تک آیا تھا۔۔۔
اوہ ممی۔۔۔

یہ ہی بات تو میں چاچو کو سمجھاتا رہا۔۔۔ لیکن یہ مانے ہی نہیں۔۔۔
وہ لمحوں میں بازی پلٹتا سارے شاپنگ بیگز سنگل صوفے پر ڈھیر کر تا باپ کے
ساتھ ہی بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔۔۔

اتنا کہا میں نے کے چاچو اٹس اوکے۔۔۔ لیکن کہتے ہیں وضع داری بھی تو کوئی چیز
ہوتی ہے نازونی۔۔۔۔۔ اب میں اپنے بھائی کی اولاد سے پہلی دفعہ ملا ہوں۔۔۔
چلو ساتھ تو کچھ نہیں لاسکا لیکن تم لوگوں کو یہاں سے شاپنگ تو کروا سکتا ہوں
نا۔۔۔ ویسے بھی میرا باپ بہت بڑا خاندانی ہے تو یہ چیز انکی خاندانی روایات کے
خلاف ہے۔۔۔

ساتھ ہی اسنے پانی کا گلاس بھرتے منہ کو لگا لیا۔۔۔ اب اپنے دادا کے خاندانی
ہونے والی بات حلق سے نیچے بھی تو اتارنی تھی نا۔۔۔

ارحم ایک آنکھ اچکا تا سینے پر ہاتھ باندھ کر عین اسکے سامنے آ بیٹھا۔۔۔
شامیر مسکراہٹ دابتے سر جھکائے کھانا کھانے میں مصروف رہا جبکہ ایمان
تاسف سے اسے گھورتی رہی۔۔۔ جیسے کہہ رہی ہو میں تو تمہیں جانتی ہی نہیں نا
۔۔۔

پھر زبردستی مجھے اتنی ساری شاپنگ کروادی۔۔۔
ممی میں نے کہا بھی کہ ہم تو بس نکلنے والے تھے۔۔۔ تو چاچو کہتے یہ تھوڑی نا
کوئی آفیشل فلائٹ ہے جہاں وقت اوپر نیچے نہیں ہو سکتا پراسیویٹ جیٹ
ہے۔۔۔ جب مرضی نکل جاو۔۔۔ آگے اپنا ہی ملک ہے جب مرضی پہنچ
جاو۔۔۔

اسکی زبان پٹر پٹر چل رہی تھی۔۔۔ اور ارحم پل پل ورطہ حیرت میں ڈکیاں لگاتا
اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

لیکن انہوں نے کہا وضع داری بہت ضروری ہے۔۔۔ ہمارا جانا آگے پیچھے ہو
سکتا ہے لیکن شاپنگ نہیں۔۔۔
کھانا کھا کر وہ ہاتھ سر سے صاف کرتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

اور یہ سب جھوٹ ہے۔۔۔ وہ چلتا ہوا واش روم کے دروازے تک گیا۔۔۔
شامیر اور سبحان نے بے ساختہ قہقہہ ضبط کرنے کو لب بری طرح بھینچے۔۔۔
جبکہ ارحم پل میں تولہ پل میں ماشہ والے اس بچے کے بار بار بدلتے رنگ دیکھ رہا
تھا۔۔۔

چونکہ زوہان شامیر خان جھوٹ نہیں بول سکتا اس لئے میں خود چاچو کو اپنا کرائم پارٹنر بنا کر ساتھ لے کر گیا اور وہاں اپنے اونچے شملے والے دادا کے چھوٹے بیٹے کو خوب خوب لوٹا۔۔۔ اتنا کہ چاچو بیچارے کی واٹ لگ گئی۔۔۔

وہ ایمان کو غصے سے اپنی جانب بڑھتا دیکھ چھپاک سے واش روم میں گم ہو گیا جبکہ اس مرتبہ شامیر نے اپنا قہقہہ ضبط کرنے کی کوشش بھی ناکامی۔۔۔ فضا میں اسکے قہقہے کے ساتھ سبحان کے قہقہے کی بھی آواز گھونج اٹھی۔۔۔۔۔

ارحم کی صورت دیکھنے لائق تھی۔۔۔۔۔ بھائی باقی سب تو ٹھیک ہے یار۔۔۔۔۔ یہ بات بات پر جو مجھے میرے ابا کے تانے ملتے ہیں یہ کام بہت خراب ہے۔۔۔۔۔ وہ مسکینیت سے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔۔۔

کوئی بات نہیں میری جان۔۔۔ تمہارا میرا دکھ سانجھا۔۔۔ یہ طعنے مجھے بھی ملتے ہیں۔۔۔ شامیر نے مسکراتے ہوئے آنکھ ماری۔۔۔

بھائی۔۔۔ ویسے بہت خطرناک بچہ ہے۔۔۔ مجھے واقعہ کننگھ کر کے بہت ہوشیاری سے لوٹ گیا۔۔۔ اوپر سے بہت معصومیت سے کہتا ہے میں آپکے ابا جتنا تو خطرناک نہیں۔۔۔ بات کرتے وہ خود ہی مسکرا دیا۔۔۔
کمرے سے سامان باہر لا کر رکھتی ایمان بھی مسکرا دی۔۔۔

اکیس گھنٹوں بعد بلاخرازاں جیٹ پاکستان کی سر زمین پر لینڈ کر گیا۔۔۔ وہ اسی کھلے میدان میں لینڈ کیا تھا جہاں سے وہ لوگ گئے تھے۔۔۔
جیٹ کی سیڑھیوں سے نیچے اترے کھلے سے میدان میں تیز ہوا کے جھونکوں اور سورج کی چمکیلی روشنی نے انکا استقبال کیا۔۔۔
ایمان کو بے ساختہ وہ وقت یاد آیا جب وہ شامیر کو سٹرچر پر لٹائے یہاں سے لے جا رہے تھے۔۔۔

تیز ہوا کے سنگ مٹی کے مرغولے بھی اٹھ رہے تھے۔۔۔
کچے میدان سے گزرتے وہ لوگ سامنے موجود گاڑی تک آئے جہاں مسکراتا ہوا امجد گاڑی سے ٹیک لگائے انکا منتظر کھڑا تھا۔۔۔

انکے اترتے ہی جیٹ واپس رفتار فتا اوپر کو جانے لگا۔۔۔ اسکے پروں کی
گڑ گڑاہٹ اور انکے باعث اٹھتی مٹی رفتہ رفتہ دور ہو رہی تھی۔۔۔
انہیں اپنی طرف آتا دیکھ امجد خوشدلی سے انکی جانب بڑھا جب شامیر باہیں وا
کرتے خوشدلی سے اسے گلے ملا۔۔۔
کیسے ہو میرے یار۔۔۔۔

بہت برے حال ہیں خان۔۔۔ بس آپکی وفاداری میں بڑے خان کے کورے
تک کھانے پڑے۔۔۔

وہ د لگرفتی سے بولا جبکہ شامیر بونچکارہ گیا اسنے سرعت سے سنبھلتے ساتھ ہی امجد
کا ہاتھ دباتے اسے خاموش رہنے کو کہا۔۔۔
جبکہ سبحان اور زوہان دونوں ہی کان کھڑے کر چکے تھے۔۔۔

کیا مطلب امجد چاچا۔۔ کیا گرینڈ پانے آپکو مارا۔۔۔ زوہان تیزی سے اسکی جانب
لپکا اور اسے بازو سے تھام کر اپنی جانب متوجہ کیا۔۔۔

نن۔۔۔ نہیں بیٹا۔۔۔ صورتحال بھانپ کر اسکی زبان لڑکھڑاگی۔۔۔

تھینک گاڈ۔۔۔ میرے باپ پر انکے باپ کا اثر نہیں آیا۔۔۔

وش کے کہیں سے ایک اور راز کھل جائے اور یہ ڈکٹیر ہو جائے کے شامیر خان
واجد خان کی سوتیلی اولاد ہے۔۔۔ وہ دکھ سے کہتا سر جھٹک کر سب سے پہلے
گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔۔ جبکہ پیچھے کچھ پلوں کے لئے سناٹا چھا گیا

--

اسکی بے باکی یونہی آپس میں نظریں چرانے پر مجبور کر دیتی تھی۔۔
خان۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ بچہ ہے۔۔ ایمان نے ار حم اور شامیر کی فق صورتیں دیکھ
خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے بات کو رکھ کر چاہیے۔۔
سوری می۔۔۔ لیکن واقعی میرے گرینڈ پاشاید مکافات عمل کو بھول بیٹھے
ہیں۔۔۔ بھول بیٹھے میں کے جو بوگے وہی کاٹو گے۔۔ اس وقت وہ اپنی طاقت
کے نشے میں چور ہیں لیکن وہ اپنی نادانی میں اس بات کو بھلا بیٹھے کے انسان کی
ذات تو تنکے سے بھی ہلکی ہے۔۔ اتنی ہلکی اور وہ اتنا بے بس ہے اگر اللہ اپنی
دراز کی رسی کھینچنے پر آئے تو ناک سے لکیریں تک نکل آتی ہیں۔۔۔ سبحان سرد
وسنجیدہ انداز میں کہتا ماں کا ہاتھ تھامے آکر گاڑی میں بیٹھا۔۔
واپسی پر سارا راستہ خاموشی چھائی رہی۔۔ کہنے کو کچھ بچا ہی نا تھا۔۔

شامیر انہیں لئے اپنے دوسرے اپار ٹمنٹ میں آیا یہ اپار ٹمنٹ پہلے والے
اپار ٹمنٹ جہاں پچھلی دفعہ ایمان رکی تھی سے قدرے بڑا اور جدید سہولیات
سے آراستہ تھا۔۔۔

اتنی لمبی فلائٹ سے آکر سبھی فریش ہوئے۔۔۔

جبکہ ایمان نے موقع دیکھتے ہی دونوں بیٹوں کو کمرے میں بلا لیا۔۔۔ دونوں ہی
جانتے تھے کہ اب ماں کے ہاتھوں کلاس لگنے والی تھی۔۔۔

بیٹا سچ بولنا اچھی بات ہے۔۔۔ لیکن وہ سچ جس سے دوسرے آگاہ ناہو۔۔۔ ناکے
ایسا سچ جس سے سبھی آگاہ ہو اور بار بار اسے دہرا کر دوسروں کو اذیت سے دو
چار کیا جائے۔۔۔

ایسی صورت میں وہ سچ سچ نہیں رہتا بلکہ ٹون مارنا کہلاتا ہے۔۔۔ اور میں قطعاً
نہیں چاہوں گی کہ میرے بچے ایسا کریں۔۔۔

وہ بول رہی تھی جبکہ دونوں گم صم سے کھڑے تھے۔۔۔

جب ابھی تک آپ لوگوں نے رہنمائی قرآن و سنت سے حاصل کی ہے تو میں
چاہوں گی کہ آگے بھی رہنمائی وہیں سے حاصل کی جائے۔۔۔ کے اسی میں
ہماری فلاح ہے۔۔۔

اسکا انداز ٹھہرا ہوا اور دل میں اترنے والا تھا۔۔

آپ لوگوں کو پتہ ہے کہ جب رسول اکرم فتح مکہ کے بعد واپس مکہ میں داخل
ہوئے تو عاجزی و انکساری کا مقام یہ تھا کہ انکا سراونٹنی کی گردن تک جھکا ہوا
تھا۔۔

تب سبھی دشمنوں کے دل میں یہ ڈر تھا کہ اب وہ ان سے برابر لے لیں گے۔۔۔
لیکن رسول اکرم نے فرمایا کہ اے مکہ والوں میں تم لوگوں کے ساتھ وہ
سلوک کروں گا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی بھائیوں کے ساتھ
کیا۔۔۔

زوہان پشیمانی سے لب کتر کر رہ گیا۔۔۔

اور یہ تاریخ میں پہلی مرتبہ ہوا تھا کہ دشمنوں کے ساتھ بھائیوں والا سلوک کیا
گیا۔۔۔

اور میں دل سے چاہتی ہوں کہ اس پاک ذات کی چھوڑی رہنمائی حاصل کرتے
اور انہی کے نقش قدم پر چلتے میرے بچوں میں عاجزی ہو۔۔۔
باپ کی سپورٹ حاصل کر کے تم لوگوں میں ریت کے ذرے برابر سرکشی نہیں
آنی چاہیے کہ یہ ہی چیز ہے جو ایمان کو نگل جاتی ہے۔۔۔
اسکا انداز گہرا مدبرانہ تھا کہ دونوں بچوں کے پاس بحث کو لفظ گویا ختم
ہو گئے۔۔۔

ہم ایک جنگ جیت کر آچکے ہیں تو اس میں ہمارا کیا کمال۔۔۔ یہ ہمارے رب کا
ہم پر کرم تھا۔۔۔ ناہم کل کچھ تھے نا آج کچھ ہیں۔۔۔
اور ہم کسی کو جج نہیں کر سکتے۔۔۔ کسی کی ذات کو یوں ڈیفائن نہیں کر سکتے کہ
اسی لاعلمی میں ہمارا کوئی بول یا کوئی حرکت مالک کل کائنات کی پکڑ میں نا
آجائے۔۔۔

ہمیں کسی کی ذات پر نظر ثانی کرنے کی بجائے محض خود کو دیکھنا ہے کہ اس
کوشیش میں کہیں ہم تلخ ہو کر اللہ اور اس کے رسول کی نافذ کردہ حدود کو پھیلاؤنگ
تو نہیں رہے۔۔۔ اور اگر ایسا ہے۔۔۔ تو جھک جاؤ اس ذات کے سامنے تو بہ

کر و اور دوبارہ کبھی بھی کسی بھی فیز میں کسی دوسرے کو جج کر کے اسکی ذات پر یوں تبصرہ نا کرنا۔۔۔ کہ بحر حال یہ اس بندے کا اور اسکے رب کا معاملہ ہے اور ہم اس میں انٹرفیر نہیں کر سکتے۔۔۔ نا ہی ہمیں اسکی اجازت ہے وہ بول رہی تھی جبکہ دونوں بیٹے پشیمانی سے سر جھکائے اسے سن رہے تھے۔۔۔ اور یہ ہی دونوں کی خاصیت تھی کہ ماں کے سمجھانے پر بڑی جلدی سمجھ جاتے تھے۔۔۔

اسلام آباد کا موسم سرد تھا لیکن یہ سردی بالٹیمور کی سردی کے مقابلے کچھ نا تھی۔۔۔ ایمان فریش ہو کر باہر آئی تو اپارٹمنٹ میں ہو کا عالم تھا۔۔۔ وہ جتنی حیران ہوتی کم تھا۔۔۔

ابھی تو سب یہیں تھے۔۔۔ وہ اسی نیت سے فریش ہونے لگی تھی کہ آکر چائے بنائے گی تاکہ سفر کی تھکان اتر سکتی۔۔۔ مگر اب سبھی کدھر گئے وہ بھی بنا بتائے۔۔۔ حیرت در حیرت تھی۔۔۔

وہ سفید چمکتی کالی دھاریوں والی ٹائلز سے مزید فرش پر قدم قدم آگے بڑھتی
سارا اپارٹمنٹ چیک کرنے لگی۔۔۔

وہ اس وقت کیپری پر لانگ قمیض زیب تن کئے ہوئے تھی۔۔۔ بال ہاف کیچر
میں مقید تھے۔۔۔ اپارٹمنٹ میں ہیٹنگ سسٹم آن تھا تو سردی محسوس ناہو
رہی تھی۔۔۔

دفعتا اسنے پہلے کمرے کا ہینڈل گھما کر اسے کھولا اور اندر دیکھتے ہی اسے کچھ
حوصلہ ہوا۔۔۔

نیند کا دلدادہ زوہان بستر پر اوندھے منہ لیٹا بے سدھ سو رہا تھا۔۔۔
لحاف کمر تک اوڑھ رکھا تھا۔۔۔ وہ مسکرا کر آگے بڑھی اور لحاف اس پر درست
کرتی کمرے کی لائٹ آف کر کے باہر نکل آئی۔۔۔

پھر اسنے سارا اپارٹمنٹ چیک کر ڈالا لیکن زوہان کے علاوہ وہ تینوں اپارٹمنٹ
سے غائب تھے۔۔۔

وہ پریشانی سے کچن میں آگئی۔۔۔ اپنے لئے چائے بننے رکھی کے اتنی لمبی فلائٹ
کے بعد تھکاوٹ سے برا حال تھا۔۔۔

خان کی طبیعت ابھی مکمل ٹھیک نہیں۔۔۔ پھر ایسے میں وہ کہاں گئے۔۔۔ انہی سوچوں میں الجھی وہ چائے کا کپ تھام کر کچن سے نکل آئی اور دروازہ سلائیڈ کرتی بالکنی میں آگئی۔۔۔

ابھی دوپہر کے دو بج رہے تھے لیکن موسم کے باعث باہر شام کا سماں محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

بالکنی میں آتے ہی سرد ہوا کے جھونکوں نے اس سے ٹکراتے اسے محسوس کروا دیا کہ پاکستان کی سردی بھی کچھ کم نہیں۔۔۔

نیز اس نے سردی سے بچنے کو پہن بھی کچھ نار کھا تھا۔۔۔ اپارٹمنٹ کے اندر یہ محسوس نہ ہوا لیکن بالکنی میں آتے ہی یہ بات شدت سے اسے محسوس ہوئی۔۔۔ اس نے آنچل سے خود کو اچھے سے کور کیا اور ریلنگ پر جھکتی چائے کی چسکیاں لیتی باہر کا نظارہ دیکھنے لگی۔۔۔

یہ کوئی کمرشل ایریا تھا جسکی باؤنڈری لائن کے باہر روڈ تھا اور روڈ کے عین دوسری جانب آفس بلڈنگز تھیں۔

یقیناً یہاں زیادہ تر وہ لوگ رہتے تھے جنہیں یہاں سے آفس واکنگ ڈسٹینس پر پڑتا تھا۔۔

اپارٹمنٹ غالباً ساؤنڈ پروف تھا جو اندر کسی قسم کا شور نہ جاتا تھا لیکن بالکنی میں کھڑے ہو کر باہر سے رواں دواں سڑک کا سارا شور سنائی دیتا۔۔

دفعۃً ہلکی ہلکی کن من شروع ہو گی۔۔۔ لپچ ٹائم میں آفس آنے جانے والوں کی ڈوریں لگ گی۔۔۔ وہ مسکرا دی۔۔۔ اسے ماں اور ماں کا گھریا یاد آیا۔۔

بارش ہونے پر یونہی انکے ہاتھ پاؤں پھول جاتے تھے۔۔۔

کبھی کھلے سے صحن سے ایک چیز اٹھا کر برآمدے میں رکھو تو کبھی دوسری۔۔

پھر بارش رکنے کے بعد ہر چیز کو اسکی اصل جگہ پر واپس رکھنے کی مشقت

الگ۔۔۔ ایسے میں بارش کے دوران برآمدے میں جگہ کا فقدان ہونے سے جو

میس کریٹ ہوتا اس سے جھنجھلاہٹ الگ۔۔۔

پر وہ بھی کیا دن تھے۔۔۔ بارش کے ساتھ ہی ماں کی بڑبڑاہٹیں شروع ہو

جاتیں۔۔۔ ایمان یہ اٹھالو۔۔۔ کپڑے تار سے اتار لو۔۔۔ گیلے ناہو جائیں۔۔۔

وہ مسکراتی ہوئی پرانے دن یاد کر رہی تھی جب دفعتاً باہر سے انہیں شامیر اور سبحان کے بولنے کی آوازیں سنائی دیں۔۔

وہ سائیڈ پر پڑے چھوٹے سے میز سے چائے کا خالی کپ اٹھاتی اندر آگئی۔۔
کہاں گئے تھے آپ لوگ۔۔ مگر انہیں دیکھتے ہی اسے اپنے سوال کا جواب مل گیا۔۔

یار بالکنی میں گئی تھی تو ڈور تو سلائیڈ کر دیتی۔۔ سارے ہیٹنگ سسٹم کا بیرہ غرق ہو گا۔۔

شامیر کے کہنے پر وہ زبان دانتوں تلے دابتی دروازہ سلائیڈ کر کے کپ کچن کے سنک میں رکھتی انہی قدموں پر واپس انکے پاس آئی۔۔
سبحان نے اتنے دنوں کے بعد ہئیر کٹ لیا تھا اس لئے مزید نکھر گیا تھا۔۔ جبکہ شامیر کی ہلکی بڑھی ڈارھی اب تراشیدہ تھی۔۔ سر پر تو ویسے ہی بال نا تھا البتہ وہ سٹیچرز کو رکرنے کو پی کیپ سر پر رکھتا۔۔
ارحم انکے ساتھ نا تھا۔۔

ایمان کی نگاہوں نے دور تک اسے تلاشنا چاہا۔۔

ڈیڈیا رہ کیا۔۔ مجھے ساتھ کیوں نہیں لے کر گئے مجھے بھی ہئیر کٹ لینا تھا۔۔۔
دفعتا زوہان مندی مندی آنکھیں مسلتا وہیں آگیا۔۔ اسکی نیند غالباً ان سب کی
آوازوں سے ٹوٹی تھی۔۔۔

تم سو رہے تھے نا اس لئے جگانہ مناسب نہیں سمجھا میں نے۔۔۔
مجھے ابھی کچھ دیر تک کہیں جانا ہے ایمان۔۔ میری واپسی ایک دو گھنٹوں تک ہو
جائے گی۔۔ وہ رسٹ و ایچ پر ٹائم دیکھتا اپنی سٹیل کی فولڈنگ سٹک کے سہارے
اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

ایمان نے کچھ کہنے کو لب کھولنے چاہے جب سبحان کے بولنے پر حیرت سے
اسے دیکھنے لگی۔۔۔

آپ اکیلے نہیں میں بھی آپکے ساتھ جا رہا ہوں۔۔۔ اینڈ ڈیڈ نو مور
آر گیو منٹس۔۔۔ یہ آپکی خام خیالی ہے کہ میں آپکو یوں اس کنڈیشن میں تنہا
جانے دوں گا۔۔۔

اینڈ داؤ سکشن از اوور۔۔۔

وہ موبائل پر کچھ سکروول ڈاؤن کرتا حتمی انداز میں کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ یوں
کے اسکی تردید کرنے کی شدید خواہش کے باوجود شامیر لب بھینچ گیا۔۔
اینڈ بھائی اکیلا نہیں۔۔۔ میں بھی آپکے ساتھ جا رہا ہوں۔۔۔ جسٹ ٹو منٹس۔۔
آج آپکے لئے بالخصوص آپکے لئے دیکھئے گا زوہان کیسے جھٹ پٹ تیار ہوتا
ہے۔۔۔

وہ چٹکی بجا کر اندر بھاگا۔۔۔

یہ یہاں چل کیا رہا ہے۔۔۔ کوئی مجھے بتائے گا۔۔۔

کہاں جانے کی تیاری ہے سب کی۔۔۔

ایمان حیرت کی عملی تفسیر بنی کھڑی تھی۔۔۔

ایک بہت ضروری کام سے جانا ہے ایمان۔۔۔ بس دعا کرنا کے سب کچھ ہمارے

حق میں بہتر رہے۔۔۔

شامیر نے اسے اسکے دونوں شانوں سے تھامتے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

اور بچے۔۔۔ ناجانے کیوں اسکا دل بے ترتیبی سے ڈھرنے لگا تھا۔۔۔ بالکل

ویسے ہی جیسے اس رات ڈھرنے کا تھا جس رات زونی آریسٹ ہوا تھا۔۔۔

جانے کیوں اسکی چھٹی حس اسے آگاہ کر رہی تھی کہ پھر سے کوئی انہونی انکے
تعاقب میں ہے۔۔۔

اندر پھر سے خدشات کا غبار سا اٹھنے لگا تھا۔۔۔

یہ ساتھ چلنا چاہیں تو چل سکتے ہیں کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔ اسنے شانے اچکائے۔۔۔
ایمان نے غور سے اسے دیکھا۔۔۔ جسکا چہرہ اب پہلے سے کافی بہتر اور فریش
تھا۔۔۔

بلیک پیٹ کوٹ میں ملبوس تیار سا وہ اسے بالکل پرانا شامیر لگا جو چلتا تھا تو لڑکیاں
رک رک کر اسے دیکھتی تھیں۔۔۔

شامیر سے سرانیت کرتی اسکی نگاہیں بیٹوں تک گئی۔۔۔ وہ دونوں بھی اسی کا پر تو
تھے۔۔۔

قد کاٹھ ڈیل ڈول کسی چیز میں بھی تو فرق نہ تھا۔۔۔ ہاں چہروں پر معصومیت
ضرور تھی۔۔۔ پر باپ کے ساتھ کھڑے وہ باپ بیٹا لگتے ہی نہ تھا۔۔۔

اوکے۔۔۔ ایک۔۔۔ ایک منٹ۔۔۔ میں ابھی آئی۔۔۔ وہ انہی قدموں پر اپنے
کمرے کی جانب بڑھی اور تیزی سے واپس آئی۔۔۔

اسکے ہاتھ میں کچھ پیسے تھے اسنے باری باری تینوں کے سر کا صدقہ دیا۔۔۔ وہ
تینوں مسکراتے ہوئے اسکے سامنے ہاتھ پشت پر باندھے کھڑے تھے۔۔۔
شامیر درمیان میں البتہ وہ دونوں دائیں بائیں کھڑے تھے۔۔۔
یہ راستے میں جاتے ہوئے کسی بھی ضرورت مند کو دے کر جایئے گا۔۔۔ کہتے
ہیں صدقہ سو مصیبتیں ٹال دیتا ہے۔۔۔

زوہان کو پیسے پکڑا کر اسنے آیت الکرسی پڑھ کر ان پر پھونکی کے مبادا اسکی اپنی
نظر ہی اسکی اس پیاری سے فیملی کو نالگ جائے۔۔۔

وش می بیسٹ آف لک می۔۔۔ جانے سے پہلے زوہان اسکے پاس آیا اور اسے
بازو کے حلقے میں لے کر اپنے ساتھ لگاتا اسکے سر کا بوسہ لے کر گویا ہوا۔۔۔
ایمان کا دل بھر بھر آیا۔۔۔ مگر اسنے بامشکل خود پر ضبط کیا۔۔۔

اپنا خیال رکھنا ایمان۔۔۔ زیادہ دیر بالکنی میں مت رہنا بیمار پر جاؤ گی۔۔۔ اور
سلائیڈنگ ڈور بھی بند رکھنا۔۔۔ شامیر کا ہدایت کرتا لہجہ مسکراتا ہوا تھا۔۔۔
جبکہ ایمان کے تو حلق میں نمکیں گولہ اٹک چکا تھا اسنے دقت سے مسکراتے
بھرائی نگاہوں سمیٹ سرہاں میں ہلایا۔۔۔

وہ تینوں اس سے ملتے باہر نکل گئے۔۔۔ وہ وہیں گم صم سے انداز میں کھڑی تھی
کے سبحان انہی قدموں پر واپس آیا۔۔۔

بیٹھ جائیں ممی۔۔ مجھے پتہ تھا آپ اسی شاکنگ سیٹ میں کھڑی ہونگی۔۔۔ اسنے
ماں کو شانوں سے تھامتے سنگل صوفے پر بیٹھایا اور ریمورٹ اٹھا کر دیوار گیر
ایل سی ڈی آن کرنے لگا۔۔۔

انداز میں عجلت تھی۔۔۔ اب سے ٹھیک آدھے گھنٹے بعد ہم آپکو یہاں سے
دکھائی دیں گے۔۔۔ آپ نے بس ہمارے لئے دعا کرنی ہے۔۔۔ وہ ریموٹ ماں
کے سامنے میز پر رکھتا سیدھا ہوا اٹھا اور عجلت سے باہر کی جانب بڑھا۔۔۔
ایمان نے بے ساختہ اسکا ہاتھ تھام لیا۔۔۔
جا کہاں رہے ہو حان۔۔۔ یہ تو بتا جاو۔۔۔ اسکی آواز خدشات سے پر تھی۔۔۔
پریس میں۔۔۔

یک لفظی جواب دے کر وہ اسے جہاں کا تھاں چھوڑتا اپارٹمنٹ کا دروازہ بند کر
کے باہر نکل گیا۔۔۔

خان ولا میں اس وقت معمول کی سرگرمیاں جاری تھیں۔۔۔

خلاف معمول آج بابا اور ذوہیب گھر پر ہی تھے۔۔۔ البتہ اہل بھی وہیں موجود تھی۔۔۔ اسے ہنگامی بنیادوں پر رحم نے وہاں بلوایا تھا۔۔۔ ماں بھی وہیں لاؤنچ میں موجود تھیں۔۔۔

جبکہ ارحم تھری سیٹر صوفے پر ریلیکس انداز میں بیٹھا ٹانگیں سامنے موجود کانچ کے میز پر رکھے ہوئے تھا۔۔۔ ہاتھ میں ریمورٹ تھا جس سے وہ ایل سی ڈی کی چینل سرفنگ کر رہا تھا۔۔۔ ساتھ ہی اسکے اینجل بیٹھی اسکے سینے پر الٹی لیٹی ہوئی آہستہ آواز میں اس سے راز و نیاز کر رہی تھی جسے وہ مسکرا کر سنتا اسی کے انداز میں جواب دے رہا تھا۔۔۔ نگاہیں سکریں پر ٹکیں تھیں البتہ کان ذوہیب بھائی اور بابا کی جانب لگے تھے۔۔۔

وہ شامیر کو اپارٹمنٹ چھوڑ کر واپس آ گیا تھا۔۔۔ اس کا کام وہیں تک تھا۔۔۔ وہ بیک پر تھا اسے بیک پر ہی رہنا تھا۔۔۔

دفعات کرتے ذوہیب نے ارحم کو دیکھا۔۔۔ دونوں کی نگاہوں کا تبادلہ ہوا اور ارحم نے نگاہیں پھر سے موڑ لیں۔۔۔

بابا ویسے آپکے اور خانزادہ برادرز کے درمیان کیا معاملات طے پائے۔۔۔ ہمیں
تو لگا تھا کہ بات آئی گئی ہوگی جبکہ اسنے تو آج پھر سے ہمارے خلاف پریس
کانفرنس رکھی ہے۔۔۔ چائے کی چسکی لیتے ذوہیب نے بات کا آغاز کیا انداز
باپ کو جانچنے والا تھا۔۔۔

بابا نے صبح کی پڑی اخبار سے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔
کرنے دو جو کرتا ہے وہ۔۔۔ ایسی پریس کانفرنس آئے دن ہوتی ہیں۔۔۔ اور
جس تیزی سے یہ ہوتی ہیں اسی تیزی سے لوگ انہیں بھول بھی جاتے ہیں۔۔۔
لیکن آج کی پریس لوگوں کو مدتوں یاد رہے گی۔۔۔ ارحم نے مسکرا کر باپ کو
دیکھتے سوچا۔۔۔
لیکن اگر آج اسنے شامیر یا ہمارے بزنس کو پوائنٹ آؤٹ کیا تو اگلی پریس ہماری
جانب سے ہوگی جس میں اسکی ذات اور اسکے بزنس کے بنیے ادھر دیئے جائیں
گے۔۔۔

بابا کے غضب ناک انداز میں کہنے پر ارحم تاسف سے سرنفی میں ہلا کر رہ
گیا۔۔۔ پھر اسنے مخصوص چینل لگا کر اسکی آواز تیز کر دی۔۔۔

بات کرتے بابا چونک کر اس جانب متوجہ ہوئے۔۔۔
سکرین پر خاندانہ برادرز کے چہرے نمودار تھے۔۔۔ ایک سیدھ میں پانچ سات
کرسیاں موجود تھیں جنکی درمیانی دو کرسیوں پر وہ دونوں بھائی بر اجماع
تھے۔۔۔

سامنے موجود میز پر کئی مائیکز سیٹ تھے۔۔۔ جبکہ صحافی اس میز کے سامنے
موجود قطار در قطار کرسیوں پر بیٹھے تھے۔۔۔ دائیں بائیں کرسیاں سچی تھیں البتہ
درمیان سے ایک روش کی صورت آنے جانے کے لئے راستہ چھوڑا گیا تھا۔۔۔
کیمرامینز نے حال کو چاروں طرف سے کور کر رکھا تھا تاکہ ہر چیز کی کوریج
کی جائے۔۔۔
جبکہ مائیک کے پار سے آواز ابھر رہی تھی۔۔۔

خان کنسٹرکشنز نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا۔۔۔ ہمیں غلط مال پہنچایا۔۔۔ پھر خود
ہی اپنے بیٹے کو غائب کر کے ہم پر اغواہ کا مقدمہ دائر کروایا۔۔۔ صرف اور
صرف اپنی ایک غلط غیر اخلاقی حرکت پر پردہ ڈال کر اسے کور کرنے کے
لئے۔۔۔

غم و غصے کا شدید طوفان واجد خان کے اندر سر ابھارنے لگا۔۔۔ طیش سے اس کے سر اور گردن کی رگیں پھولنے لگیں۔۔۔

سب لوگ اپنا اپنا کام چھوڑ مکمل یکسوئی سے سکریں کی جانب متوجہ ہو گئے تھے۔۔۔ اہل بھی اپنے کمرے سے نکلتی آکر رحم کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔۔

ڈیٹس داوکٹری۔۔۔ واجد خان کے ساتھ ایگزیکٹ یہ ہی ہونا چاہیے تھا۔۔۔ باپ کے گھر پر وشہ رف سے حلیے میں بالوں کا گول مول سا جوڑا بنائے مخملی صوفے پر ٹانگیں اوپر کر کے بیٹھی ہاتھ میں تھامی فروٹ کہ پلیٹ سے فروٹ کھاتی خانزادہ برادرز کے تبصرے پر کھل اٹھی۔۔۔

اسکی ساری حسیات و توجہ وہیں پر مرکوز تھی یقیناً آج یہاں واجد خان کی ذات کی دھجیاں اڑائی جانے والی تھیں۔۔۔

اور بھلا اس پریس کا کیا مقصد۔۔۔

ایسے ہی اپنے گھر کی سکریں کے آگے عروشہ کے ماں باپ بھی الٹ بیٹھے تھے۔۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی عروشہ اس کانفرنس میں دلچسپی لیتی وہیں آ بیٹھی۔۔۔

انکا بیٹا شامیر کہاں ہے۔۔۔ یہ کسی کو نہیں پتہ۔۔۔ کیا زمین کھا گئی اسے۔۔۔ یا
آسمان نکل گیا۔۔۔

میں اس پریس کے ذریعے سے شامیر خان اور اسکی پوری فیملی سے چند سوال
پوچھنا چاہتا ہوں کے۔۔۔ جب۔۔۔۔

اس پریس کے ذریعے سے ہی کیوں۔۔۔ آئے سائے کیوں نہیں۔۔۔
دفعۃً ہال میں گھونٹتی ایک روبرا نہ سحر انگیز آواز نے یکدم ہی خانزادہ برادرزکی
آواز کا گلہ گھونٹتے ہال میں کلبلی سی مچادی۔۔۔

سبھی صحافی حیرت و شاک سے منہ کھولے کر سیوں سے پیچھے کو چہرا گھماتے ہال
کے سرے سے ابھرتی اس آواز کا ماخذ تلاش کرنے لگے۔۔۔
جہاں اپنی پوری آن بان اور شان کے ساتھ شامیر خان اپنے دونوں بیٹوں کے
ہمراہ کھڑا تھا۔۔۔

حیرت سی حیرت تھی۔۔۔

یہ۔۔۔ یہ یہاں کیسے۔۔ اور دونوں بچے۔۔ واجد خان شاک سے منہ کھولے
کبھی اسے تو کبھی بیٹوں کو دیکھ رہا تھا۔۔ جو ارادہ تاساری توجہ سکرین پر مبذول
کئے ہوئے تھے۔۔

ہیے۔۔۔ ڈیڈ ڈیڈ۔۔ جبکہ اینجل تو آٹھ کراچھل ہی پڑی۔۔
مجھے ڈیڈ پاس جانا ہے ڈیڈ۔۔ اسکی دہائیوں پر وہاں پڑنے والے خلل کے باعث
واجد خان نے گرجدار آواز میں نینی کو بلاتے اسے وہاں سے لیجانے کو بولا۔۔ جو
روتی چیختی چلاتی اینجل کو اٹھا کر روم میں لے گی۔۔ میں آپکے روم میں جا کر یہ
ہی لگا کر دیتی ہوں۔۔ جاتے جاتے وہ اسے پچکار رہی تھی۔۔
جبکہ اس ساری پریس سے کافی خوش پر وشہ کے ہاتھ سے اس غیر متوقع
صورتحال اور سکرین پر ابھرتی شامیر کی صورت کے بعد فروٹ سے بھری
پلیٹ یکدم ہی زمین بوس ہو گئی۔۔

نفاست سے کٹے فروٹس اپنی اس حرمانصیبی پر ماتم کناں تھے۔۔ مگر سامنے
حیرت درحیرت تھی۔۔ مگر

زیادہ حیرت کا موجب شامیر نہیں بلکہ اسکے دائیں بائیں کھڑے وہ نوجوان بچے
تھے نہیں وہ سرے سے شامیر کی اولاد ماننے سے ہی انکاری تھی۔۔۔

اسکی گردن میں گلٹی سی ابھر کو معدوم۔ ہوئی۔۔۔

کیمر امینز اور صحافی بھاگ کر اسکے گرد آتے جھمگٹا بنا گئے۔۔۔

کئی فلیش لائٹس کی موجودگی میں کیمر امینز ڈھراڈھرا انکی فوٹوز کھینچ رہے
تھے۔۔۔۔

زوہان کے ہاتھ میں ایک فائل تھام رکھی تھی جبکہ شامیر کی گرفت اسکے ہاتھ
میں تھامی سٹک پر مضبوط تھی۔۔۔

سر۔۔ سر۔۔ آپ ابھی تک کہاں تھے۔۔

کیا آپ کو واقعی اغوا کیا گیا تھا یا آپ روپوش ہو گئے تھے۔۔

ہر جانب سے یکدم ہی سوالوں کی بوچھاڑ شروع ہو گئی۔۔۔ جیسے صحافی ایک ہی
جھٹکے میں ساری کہانی جان لینا چاہتے تھے۔۔

زوہان اور سبحان کو بے ساختہ وہ وقت یاد آیا جب وہ باپ کے پیچھے ہسپتال آئے
تھے۔۔۔

تب بھی انکا پالا ایسی ہی ایک صورت حال سے پڑا تھا۔۔۔

دیکھیں جب ہم یہاں تک آہی گئے ہیں تو آپ کے سبھی سوالات کے جوابات دیئے جائیں گے۔۔۔ کالمینڈلی آپ تحمل سے کام لیں اور ڈیڈ کی طبیعت کے پیش نظر زرا ان سے دوری بنا کر انہیں کمفرٹ مہیا کریں۔۔۔

زوہان کے سرد سے انداز میں کہنے پر وہ ان زرا سرگوشیاں تھمیں۔۔۔

میرے خیال سے پریس کے توسط سے ایک دوسرے سے کونسچنگ کرنا اور پھر جواب کا انتظار کرنا اس سے بہتر یہ ہے کہ آمنے سامنے بیٹھ کر سوال کا جواب کلئیر کر لیا جائے۔۔۔

شامیر بیٹوں کے سنگ متوازن چال چلتا عین خانزادہ برادرز کے سامنے آکھڑا ہوا۔۔۔ اسنے ایک متاسفانہ نگاہ پہلی رو میں بیٹھے درانی پر ڈالی۔۔۔ جسکے ماتھے پر شامیر کو وہاں دیکھ کر پسینے کی بوندیں چمکنے لگیں تھیں۔۔۔

یقینی بات تھی جب وہ وہاں تک آیا تھا تو خالی ہاتھ اور بغیر کسی پلان کے تو نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔

وہ سب اسی میز کے پار لگی کر سیوں پر بیٹھ چکے تھے۔۔۔ ایک طرف وہ دونوں بھائی اور باقی کر سیوں پر وہ تینوں باپ بیٹا ایک ہی قطار میں۔۔۔ سارا حال خاموشی سے انکے بولنے کا منتظر تھا۔۔۔ کئی فلیش لائٹس بارہا جل اور بج رہی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کے خاندانہ برادرز کچھ کہیں میں کچھ کلیر کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔ جانتا ہوں یہ سب کہنے کی درست جگہ یہ نہیں بلکہ عدالت ہے۔۔۔ مجھے عدالت سے رجوع کر کے سب تھرو پروپر چینل کرنا چاہیے تھا۔۔۔ انشا اللہ میں وہاں بھی جاؤں گا لیکن چونکہ عدالتی کاروائیوں میں بہت وقت لگتا ہے اور مجھے ہر چیز کلیر کر کے سراٹھا کر واپس مارکیٹ میں انٹری دینی ہے تو اس لئے میں نے پہلے یہاں ہر چیز کلیر کرنے کے بارے میں سوچا۔۔۔

پورا ہال بشمول خاندانہ برادرز غور سے اسکی بات سن رہے تھے۔۔۔ جبکہ درانی نے نامحسوس انداز میں وہاں سے کھسکنے میں ہی عافیت سمجھی۔۔۔

اسنے توپوری کوشیش کی تھی شامیر کو مار کر قصہ ہی ختم کرنے کی۔۔۔ اتنا برا
اٹیک ہوا تھا اس پر اسے تو اب تک مر جانا چاہیے تھا۔۔
مگر جسے اللہ رکھے اسے کون چکے سے مترادف وہ بالکل صحیح سلامت یہاں
موجود ہو گا یہ اسنے کب تصور کیا تھا۔۔۔ ایسے میں روپوش ہو جانا ہی بہتریں
عمل تھا۔۔۔

یہ اس مال کی ڈیلنگ اور ٹرانزکشن سلپ ہے جو ہم نے خانزادہ کنسٹرکشن میں
استعمال کرنے کے لئے آرڈر کیا تھا۔۔۔ اسنے ایک بیج سامنے لہرایا۔۔۔
ٹھک ٹھک کیمرامینز نے اسکی فوٹوز اور فوٹیج لی ساتھ ہی وہ تمام نیوز چینلز پر لائیو
چلنے لگی۔۔۔
شامیر نے وہ کاغذ اسکے بعد خانزادہ برادرز کی جانب بڑھا دیا۔۔۔

یہ اس مال کا ریکارڈ ہے جو فراڈ کے طور پر پکڑا گیا۔۔۔ ایک دوسرے پیپر کے
ساتھ بھی وہی طریقہ اختیار کرتے اسنے خانزادہ برادرز کی جانب بڑھایا جو
آنکھیں چند ہی کئے دونوں پیپر پر غور و فکر کرنے میں مصروف تھے۔۔۔
اور یہ رہی وہ فوٹیج جس میں مال کا ٹرک ہائی وے پر اچکھنچ ہوا۔۔۔

شامیر نے فائل سے ایک ڈرائیونگ کالتے ہوئے میز پر رکھی۔۔۔
فوراً ہی وہاں پر ہل چکی اور ہنگامی بنیادوں پر وہاں پر وجیکٹر کا انتظام کیا کیا۔۔۔
جہاں پر واضح طور پر ٹرک سے سامان تبدیل کیا جا رہا تھا۔۔۔
اس سے اگلی فوٹیج میں ان ٹرک ڈرائیوروں کا بیان ہے۔۔۔
وہ تحمل سے رفتہ رفتہ ہر ہر نقطہ کلئیر کر رہا تھا۔۔۔
ایمان یک ٹک سکریں کی جانب دیکھتی مسلسل سب باخیر و عافیت انجام پانے کے
لئے دعائیں کر رہی تھی۔۔۔
کیس میں ٹوسٹ ایسا آیا تھا کہ اپنے اپنے گھروں میں سکریں کے سامنے بیٹھے
سبھی نفوس دم سادھے اسے سن رہے تھے۔۔۔۔
اگلی فوٹیج میں ڈرائیوروں نے سیدھا سیدھا درانی کو پوائنٹ آؤٹ کر کے کہا تھا
کہ درانی نے انہیں پیسے کالا لچ دینے اور مجبور کرنے پر انہوں نے یہ فٹیج فعل
سرا انجام دیا۔۔۔

شاید یہ پراجیکٹ درانی کو نہیں ملا تو یہ اسی انتقام کی کوئی صورت ہے یا جو
بھی۔۔۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔۔۔

کیونکہ جن شوٹرز اور جن گنز سے مجھ پر فائرنگ ہوئی تھی انویسٹیگیشن کے مطابق ہم ان پر گرفت حاصل کرنے کے بہت قریب ہیں۔۔۔

اب اگر درانی صاحب کو اپنی صفائی میں کچھ کہنا ہے یا میری تردید کرنی ہے تو وہ بے فکر رہیں۔۔۔ کچھ دیر تک آپکو کورٹ کا نوٹس مل جائے گا۔۔۔ پھر وہاں آئے سامنے بات ہوگی اور جو دلائل دے کر آپ مجھے جھٹلانا چاہیں وہ دے سکتے ہیں۔۔۔

شامیر نے سادگی سے شانے اچکائے۔۔۔
سر آپ ابھی تک تھے کہاں۔۔۔ وہ بھی کسی کو بنا بتائے۔۔۔
یار میں سلیبرٹی ہوں کیا جو اپنا ہر کام آپ سب سے شئیر کر کے کروں۔۔۔ اور
پکنک منانے تھوری ناگیا تھا کہیں میں۔۔۔ مر رہا تھا اور میری فیملی میری آخری
سانسیں بچانے کی تگ و دو د میں تھیں۔۔۔

پھر بھی آپ تھے کہاں۔۔۔ وہ صحافی تھے جب تک بال کی کھال نا اکھاڑ لیتے اپنی
چرب زبانی بند نہیں کر سکتے تھے۔۔۔

علاج کی غرض سے امریکہ گئے تھے ہم۔۔۔ سنجیدہ سادو ٹوک جواب سبحان کی جانب سے موصول ہوا تھا۔۔۔

لیکن رات کے اندھیرے میں چوری چھپے ہی کیوں۔۔۔ آپ سب کے سامنے بھی تو باپ کو لے کر جاسکتے تھے نا۔۔۔
چھتے تیر بر سنا شروع ہو گئے۔۔۔

اس لئے کیونکہ اس ہسپتال کی سروسز ناکارہ تھیں۔۔۔ سوال اگر نوکیلا تیر تھا تو جواب بھی پتھروں کی صورت زوہان شامیر خان کی جانب سے موصول ہو ا تھا۔۔۔

شامیر نے چونک کر بیٹے کے تیور ملاحظہ کئے۔۔۔
ایک ایسا ہسپتال جسکی سکیورٹی اتنی ڈاؤن ہے اتنی ڈاؤن ہے کے وہاں سے پولیس آدھی رات کو مجھے بنا کسی جرم کے اریسٹ کر کے لے جائے نیز گھر والوں سے رابطہ تک نا کرنے دے اور ایسے ہنگامے کی وہاں کسی کو کانوں کان خبر نا ہو۔۔۔ سٹریٹج۔۔۔

وہ استہزائیہ ہسا۔۔۔ ایسے ناقص ہسپتال کے سہارے ہم اپنے باپ کو نہیں
چھوڑ سکتے تھے۔۔۔ وہ بھی تب جب انہوں کی دشمنیاں پال رکھی ہوں اور ان پر
مرڈر اٹیمپٹ بھی ہوئی ہو۔۔۔ وہ ہسپتال اسقدر قابل ہوتا تو ہمیں یوں ڈیڈ کو
وہاں سے لیجانا پڑتا۔۔۔

کیا مطلب آپکو اریسٹ کیا گیا تھا۔۔۔ کب اور کیوں۔۔۔۔
اس سوال پر زوہان کی آنکھوں میں چمک سی ابھری۔۔
یس۔۔۔ مجھے اس ہسپتال سے اریسٹ کیا گیا اور تب جب وہاں میڈیا کی بھیڑ لگی
ہوئی تھی۔۔۔ اس کے باوجود کسی کو اس بات کی خبر نہ ہوئی۔۔۔ کیا یہ ایک بلند
نہیں۔۔۔
وہاں سے دور خان والا کے لاؤنچ میں بیٹھا واجد خان یکدم گڑبڑایا۔۔۔ یہ بچہ کیا
بکو اس کر رہا تھا۔۔۔

کس نے کیا اور کیوں کیا۔۔۔ مجھ سے کونسی دشمنی لینے کی غرض سے کیا۔۔۔
میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔

لیکن ایک بات طے ہے۔۔۔ اتنی خاموشی اور رازداری سے کیا جانے والا کام کسی ایرے غیرے انسان کا نہیں ہو سکتا۔۔۔

ہر گزرتے لمحے کے ساتھ زوہان کی آنکھوں کی چمک بڑھ رہی تھی۔۔۔ وہ میز کے نیچے پاؤں مسلسل ہلارہا تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ وہ کیا کرنے جا رہا ہے اور یہ کام کرنے کا سب سے بہترین وقت اور جگہ اس سے بہتر کوئی ہو نہیں سکتی تھی۔۔۔ نا جانے اس وقت کا اسنے کتنی شدت سے انتظار کیا تھا۔۔۔

پتچ۔۔۔ گرینڈ پا۔۔۔ دوبارہ زوہان شامیر خان کو ہلکا لینے کی غلطی مت کرنا یار۔۔۔ اسنے سر جھٹکا۔۔۔

یقیناً یہ کسی پاور میں رہنے والا شخص کا کام تھا۔۔۔ اور مقصد کیا تھا۔۔۔ مقصود تو محض یہ ہی ہو سکتا تھا نا کہ ہماری توجہ ڈیڈ سے ہٹانا۔۔۔ اور یہ سارا کام اسی ہسپتال میں رازداری سے ہو رہا تھا جہاں میرے ڈیڈ کا علاج جاری تھا۔۔۔

وللہ عالم اس میں ہسپتال کا عملہ شامل تھا یا نہیں۔۔۔ یقینی بات کے شامل ہو گا۔۔۔ کیونکہ بنا اندر کے لوگوں کے شامل ہوئے اتنے بڑے لیول پر اتنی رازداری سے کام نہیں ہوتے۔۔۔

ہم کیسے یقین کریں گے یہ سب آپ کے ساتھ سچ میں ہوا ہے۔۔۔ آپ جھوٹ بول کر ٹریپ بھی تو کر سکتے ہیں نا ہمیں۔۔۔ محض ہسپتال کو بدنام کرنے کے لئے

۔۔۔

اینکر کی چرب زبانی پر واجد خان کو کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔
ایگزیکٹو۔۔۔ پوائنٹ۔۔۔ لیکن آپ کو لگتا ہے کہ میں بنا کسی ثبوت کے یہاں اس پریس میں کوئی بات کہوں گا۔۔۔ نہیں لائیک سیریسلی میں شکل سے اتنا ہی پاگل اور بے وقوف لگتا ہوں آپ کو۔۔۔

اب آپ سب مجھے سنیں مگر زرا غور سے۔۔۔ وہ پورے حال میں نگاہ دور اتا سیدھا ہوا۔۔۔

یہ میرا موبائل ہے۔۔۔ آئی فون لیسٹ ماڈل پی ٹی آئی پرو۔۔۔ اسنے اپنا موبائل ہاتھ میں لہرایا۔۔۔

نہیں میں شو آف نہیں کر رہا۔۔۔ وہ ہلکا سا ہنسا۔۔۔ بتا رہا ہوں کہ اس میں فیچر بہت زبردست ہیں۔۔۔ اور اسی لئے یہ مجھے پسند ہے۔۔۔

ویل اس پر میری لوکیشن آن پیے۔۔۔ اور اگر پچھلے مہینے کی وہی تاریخ نکال کر میری وہاں کی لوکیشن ٹریسی جائے تو یہاں شوہر رہا ہے۔۔۔ اسنے چند کیز دباتے موبائل پر وجیکٹر سے کنیکٹ کیا۔۔۔

سامنے بڑی سی سکرین پر موبائل کا سر فیز شو ہونے لگا جسے وہ اپنے ہاتھ میں تھامے موبائل سے کنٹرول کر رہا تھا۔۔۔

صبح تین بج کر پچاس منٹس پر میں ہسپتال میں تھا۔۔۔ اسنے ایک جگہ پر ڈاٹ کے گرد دائرہ لگایا۔۔۔

اور تین پچپن تک میں یہاں سے یہاں۔۔۔ اسکی انگلی ٹچ سکرین کی ایک جگہ سے دوسری جگہ تک حرکت کرتی آئی۔۔۔

یہاں اس جگہ پر پہنچا۔۔۔ اور یہ کونسی جگہ ہے۔۔۔ یہاں شوہر رہا ہے۔۔۔ یہ وہی تھانہ ہے جہاں مجھے اگلے کئی گھنٹوں تک رکھا گیا۔۔۔

اس دوران میں نے جو جو برداشت کیا وہ الگ داستان۔۔۔

خیر اس سے بھی زیادہ بہترین پروو ہے میرے پاس یہ پروو کرنے کے لئے کے اگلے چند گھنٹوں تک میں اسی تھانے میں رہا۔۔۔

اپنے لاونج بھی بیٹھے واجد خان نے سنجیدہ مگر تشویشناک نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔ یہ بچہ تھا یا کوئی بلا۔۔۔ لیکن خیر وہ کچھ بھی ثابت کرتا لیکن واجد خان کا نام ڈائریکٹ کیسے لے سکتا تھا۔۔۔ کیا یہ اتنا ہی آسان امر تھا۔۔۔ میرے حراست میں رہنے والے گھنٹوں کے دوران مجھ سے میرا موبائل تک چھین لیا گیا۔۔۔ لیکن آل رائٹ یہ چیز بھی میرے حق میں بہتر ہی رہی۔۔۔ وہ ہلقہ سا مسکرایا۔۔۔

کیونکہ اس دوران انہوں نے میرے موبائل کو ری سیٹ کرتے اس میں سے سارا ڈیٹا اڑانے کی کوشش کی۔۔۔ لیکن چونکہ وہ اسکا پاسورڈ نہیں جانتے تھے اور اپیل فونز کی سکیورٹی ہائی ہوتی ہے بانسبت اینڈ رائڈ فونز کے تو انہوں نے یہ کام سسٹم کے ذریعے کیا۔۔۔

لحاظہ۔۔۔ انہوں نے یہ کام جس آئی پی ایڈریس اور سسٹم کو استعمال کرتے کیا زوہان شامیر خان اس تک پہنچ گیا۔۔۔ اور یہ رہا وہ آئی پی ایڈریس اور زیر استعمال سسٹم۔۔۔

اور یہ رہی وہ ویری فلیکشن جو یہ ثابت کرتی ہے کہ یہ دونوں چیزیں اسی تھانے سے لنک ہیں۔۔۔

وہ تیزی سے موبائل کی کیز پر بٹن دباتا ایک کے بعد ایک سلائڈز کھول رہا تھا۔۔۔

لمحوں میں وہ وہاں اپنا ایک تاثر قائم کر چکا تھا کہ یہ بچہ نا صرف ذہین ہے بلکہ ایکسٹرا آرڈنری ذہین ہے۔۔۔

شامیر خان کرسی کی ہتھی پر کہنی ٹکائے انگلی گال تلے رکھے یک ٹک بیٹے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

ناجانے کب سے وہ اس موقع کی تلاش میں اپنی ساری ریسرچ مکمل کر کے سارا ہوم ورک مکمل کئے بیٹھا تھا۔۔۔ وہ زوہان شامیر خان تھا۔۔۔ غصے کا تیز اور

جذباتی۔۔۔ اتنی جلدی حراست میں کاٹے جانے والے پراذیت گھنٹے کیسے بھول جاتا بھلا۔۔۔

اس لئے چونکہ اس وقت اس لائیو فوٹیج کے ذریعے سے مجھے کم و بیش آدھے سے زیادہ اسلام آباد کے لوگ دیکھ رہے ہیں تو میری ان سب کو مخلص

ریکمنڈیشن یہ ہی ہے کے علاج کے لئے اپنے پیاروں کو کسی سرکاری ہسپتال لے جائیں لیکن اس قدر تھرڈ کلاس ہسپتال کا رخ نہ کریں۔۔

اور اگر۔۔۔ وہ کچھ توقف کو رکھا۔۔ گہرا سانس خارج کیا پھر سے گویا ہوا۔۔۔
اگر ہسپتال کی انتظامیہ میرے الزامات سے متفق نہیں اور خود کو کلئیر کرنا چاہتی ہے تو میں پورے ہسپتال کی انتظامیہ کو چیلنج کرتا ہوں۔۔۔۔

سبحان نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔ اب وہ کیا نیا شوشہ چھوڑنے والا تھا
بھلا۔۔۔۔

کے ایک ہفتے کے اندر اندر اپنی پوری جان لگا کر اس شخصیت کا نام پہنچا بلکہ اناؤنس کرین جس شخص نے دولت کے نشے میں چور یہ گھٹیا حرکت کی۔۔۔
واجد خان کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ کیا یہ بچہ پاگل تھا۔۔۔ وہ ان ڈائریکٹری کی اٹھارہویں کو اپنا آپ کلئیر کرنے کی خاطر اسکے پیچھے لگا رہا تھا۔۔۔ تب سے پہلی مرتبہ اسکے چہرے پر گھبراہٹ کے تاثرات نمودار ہوئے۔۔۔

چاہیے اس کے لئے انہیں سرچ ٹیم بلوانی پڑے یا کوئی بھی تدبیر کرنی
پڑے۔۔۔ لیکن اگر ایک ہفتے کے اندر اندر وہ اپنی اس کاوش میں ناکام رہے تو
ظاہر سی بات ہے وہ ایک تھرڈ کلاس ناقص ہسپتال گردانہ جائے گا۔۔۔
شامیر خان بے تاثر چہرے کے ساتھ بیٹھا تھا اس وقت وہ اپنا ماتھا تکنا مسل
تھانا ہی اپنے سپوت کو خاموش کروا سکتا تھا کیونکہ اس وقت اسکی چھوٹی سے
چھوٹی حرکت بھی کیمروں کی زد پر تھی۔۔۔
اچھا چلیں ٹھیک ہے پر سر ہمیں آپ سے یہ پوچھنا تھا کہ ہمارے علم میں آیا ہے
کہ آپکی پہلی شادی مجبوری کا سودا ہے۔۔۔ اور آپ نے مجبوری میں ایک بے
سہارا لڑکی سے شادی۔۔۔
ایکسیوزمی۔۔۔ سبحان غم و غصے کو بامشکل دابتا سرد سے انداز میں اینکر کی بات
کاٹ گیا۔۔۔ یوں کہ وہ خاموش ہو کر سبحان کا چہرہ دیکھنے لگا۔۔۔
فرسٹ آف آل۔۔۔ اسقدر پرو فیشنل گفتگو میں پرسنل گفتگو کہاں سے شامل
ہوگی۔۔۔

نمبر ٹو۔۔۔ میری ماں کا ذکر یوں پہلکی کسی بھی فیز میں استعمال ہو یہ مجھے قطعاً منظور نہیں۔۔۔ لحاظ آئندہ اختیاط سے کام لیں۔۔۔

کیونکہ یوں پہلکی انکی ذات کو ڈسکس کیا جاتا ہے جو خود اپنا سب کچھ پہلکی شئیر کرتے ہوں۔۔۔ جن لوگوں نے اپنی پرائیویسی کا خیال رکھا ہو تو ایسی صورت میں اس پرائیویسی کا ادب کرنا سب پر لازم ہوتا ہے۔۔۔

وہ ایسا ہی تھا خاموش گو۔۔۔ ٹھنڈی طبیعت کا مالک مگر جب بات کرتا تو دو ٹوک انداز میں سامنے والے کو شٹ آپ کال دے دیتا۔۔۔

ویسے یہ بہت بڑا خناس ہے میری ممی کے بارے میں جس نے بھی شئیر کیا۔۔۔

ویل میری ممی ایک پبلک فگر ہیں۔۔۔ لیکن وہ اپنی ذاتیات شئیر کر کے پہچانی جانے گی بجائے اپنے ٹیلنٹ سے پہچانی جاتی ہیں۔۔۔ زوہان نے آگے سے ٹکرا لگایا تھا۔۔۔

لاکھوں یوتھ کو متحرک کرنے والی ہر دلعزیز پاکستانی بیسٹ سیلر رائٹر کنزل الایمان ازمائے مدر۔۔۔

اینڈ ٹرسٹ می۔۔۔ وہ خود نہیں بولتیں۔۔۔ انکے لفظ بولتے ہیں۔۔۔

اور انکے لفظوں کی طاقت کو عام سمجھنے کی غلطی مت کیجئے گا۔۔۔ وہ لفظوں کے ذریعے بڑے بڑے کام کر سکتی ہیں۔۔۔

اینڈ آئی پر اوڈ آف مائے می۔۔۔ زوہان کی گردن فخر سے بلند ہوئی تھی۔۔۔ لیکن اس خبر سے جہاں ماں باپ کے ساتھ بیٹھی عروشہ ساکت رہ گئی۔۔۔ وہیں ساکت تو اپنے لاونج میں بیٹھی پروشہ بھی ہو گئی تھی۔۔۔ سانس تک روکے ایک ٹک سکرین کو دیکھتی۔۔۔

یہ کیا ہوا تھا بھلا۔۔۔ ابھی چند دن پہلے تو اس نے ایک بیان جاری کیا تھا۔۔۔ پھر اب۔۔۔

اسے اپنی ساکھ کی بے ساختہ فکر ہونے لگی۔۔۔ ساتھ ہی بپ پر بپ۔۔۔ اسکے نوٹیفکیشن کی بپ بار بار بجنے لگی تھی۔۔۔ وہ وہیں چکراتا سر تھام کر بیٹھ گئی۔۔۔

زونی حان۔۔۔ آپ دونوں اپارٹمنٹ پہنچو میں کچھ دیر تک آتا ہوں۔۔۔ پریس کانفرنس سے باہر نکل کر آنے تک کیمرامینز نے دور دور تک انکی کوریج کی تھی

تبھی وہ خاموش رہ کر گاڑی تک پہنچا اور گاڑی کے مین روڈ پر ڈالتے ہی شامیر
دونوں بیٹوں سے گویا ہوا۔۔۔

میں تم دونوں کو کیب کروادیتا ہوں۔۔۔

آپ کدھر جارہے ہیں ڈیڈ۔۔۔ زوہان چونکا

یار تم لوگ جاؤنا میں آجاؤں گا۔۔۔

لیکن جانا کہاں ہے آپ نے ڈیڈ۔۔۔ پریس ہی اہم تھی جو ہوگی۔۔۔ اب اس

حالت میں ہم آپکو کہیں نہیں جانے دیں گے۔۔۔ اس لئے چپ چاپ گھر

چلیں۔۔۔ مئی سے جوتے نہیں کھانے ہم نے۔۔۔

پینسجر سیٹ پر بیٹھے گاڑی کا ڈیش بورڈ چیک کرتے زوہان نے فوراً باپ کو ہری

جھنڈی دکھائی۔۔۔ وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

یار گھر چکر لگانا ہے ایک۔۔۔ کام ہے کچھ۔۔۔ میں کچھ دیر تک آجاؤں گا۔۔۔ وہ

شش و پنج میں مبتلا بکرتے گویا ہوا۔۔۔

اوہ واو۔۔۔ مطلب گرینڈ پا سے ملاقات کرنے جارہے ہیں آپ۔۔۔ میں بھی

چلوں گا ساتھ۔۔۔

زوہان ایکساٹڈ ہوا اٹھا۔۔۔

شامیر نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔۔

زوہان ضد مت کر ویا۔۔۔ جب صحیح وقت ہو گا میں تمہیں وہاں لے جاؤں

گا۔۔۔ ابھی تم دونوں۔۔۔

ڈیڈ وہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔۔ ہم آپکے ساتھ جائیں گے اور جیسے ہی آپکا کام ختم
ہوا آپکو واپس ساتھ لے کر آئیں گے۔۔۔ سبحان نے سنجیدگی سے باپ کی بات
کاٹی۔۔۔

کیا تم لوگوں کو مجھ پر بھروسہ نہیں۔۔۔ وہ جھنجھلا اٹھا۔۔۔ فوری طور پر وہ انہیں
ساتھ نہیں لیجانا چاہتا تھا۔۔۔ ابھی ایک حقیقت ان سب کے سامنے آئی تھی۔۔۔
ناجانے بابا کاری ایکشن کیا ہوتا پر وشہ کیارد عمل دیتی۔۔۔ ان سب کو ان
حقیقتوں کو ہضم کرنے میں ابھی وقت درکار تھا تو ایسے میں وہ ان دونوں کو ساتھ
کیسے لے جاتا۔۔۔

آپ پر اعتبار ہے ڈیڈ مگر آپکی فیملی پر نہیں۔۔۔ سبحان کا انداز دو ٹوک تھا۔۔۔

شامیر اسے کہہ ناسکا کے اسی ڈر سے تو تم لوگوں کو ساتھ نہیں لیجا رہا۔۔۔

اور ویسے بھی ہمیں اینجل سے بھی ملنا ہے۔۔۔
وہ ہاتھ کی مٹھی ماتھے پر مار کر رہ گیا۔۔۔ بلا آخر اسے مانتے ہی بنی۔۔۔ جلد ہی انکی
گاڑی خان ولا کے باہر تھی۔۔۔
واچ مین نے شامیر کو دیکھ جھٹ سے دروازہ کھول ڈالا۔۔۔ گاڑی زن سے خان
ولا کے ڈرائیور پر جا کر رکی۔۔۔

گاڑی کے ڈرائیور پر رکتے ہی تینوں باپ بیٹا اکھٹے گاڑی سے نکلے۔۔۔
جبکہ لاؤنچ میں لگے دیوار گیر ایل سی ڈی یونٹ کے نیچے موجود چھوٹی سی ایل سی
ڈی کی سکرین پر چلتے پورے گھر کی کوریج کرتے کیمرہ کی فوٹیج میں شامیر اور
ان دونوں کو وہاں دیکھ واجد خان غم و غصے سے اپنی نشست سے اٹھا۔۔۔
اسکی نگاہوں کے تعاقب میں کم و بیش سبھی شامیر کی وہاں موجودگی سے مطلع
ہوتے اپنی اپنی نشستوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔
ماں اور امل کے انداز میں بے ساختگی تھی۔۔۔

واجد خان طیش سے مضبوط قدم اٹھاتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب
بڑھا۔۔۔

ناٹ بیڈ ڈیڈ۔۔۔ گھر پیارا ہے آپکا۔۔۔ زوہان تھوڑی کچھاتا سکین کرتی نگاہوں
سے ارد گرد کا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔

بالکل ویسے ہی جیسے اسنے اس شیش محل میں داخل ہوتے اسکا جائزہ لیا تھا۔۔۔
انہونی تو کہیں بھی کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔۔۔ کم از کم انسان کو ارد گرد سے
باخبر تو ہونا چاہیے۔۔۔

کیا آپکے گھر میں اتنے خزانے دفن ہے ڈیڈ۔۔۔ یاد شمنیاں ہی اتنی پال رکھی ہیں
جو اتنے گارڈز رکھے ہیں۔۔۔
جگہ جگہ گارڈز کو تعینات دیکھ زوہان کی زبان میں کھجلی ہوئی۔۔۔

سبحان سنجیدہ تھا۔۔۔ اسکی بھی جانچتی نگاہیں ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھیں۔۔۔
البتہ وہ زوہان کی طرح چرب زبانی سے گریز کرتا تھا۔۔۔

البتہ شامیر لب بھینچے آگے بڑھتا اسکی کسی بات کا جواب نہیں دے رہا تھا۔۔۔

وجہ وہ صورتحال اور اسکے مرتب ہونے والے اثرات تھے جو ابھی کچھ دیر تک یہاں پیش آسکتے تھے۔۔۔ دل و دماغ کہیں وہیں اٹکا پڑا تھا۔۔۔ اسکا بچہ یہاں لانے کا فیصلہ غلط تھا وہ جانتا تھا۔۔۔ لیکن بچے بھی ضد کے معاملے میں وراثت چرالے گئے تھے۔۔۔

وہیں رک جاو شامیر خان۔۔۔

ڈرائیوے سے آگے بڑھ کر وہ لوگ لان کر اس کرتے داخلی دروازے سے اندر بڑھنے والے تھے جب یکدم داخلہ دروازے سے واجد خان باہر نکلا۔۔۔ گرجدار آواز میں وہ اگر انہیں نا بھی روکتا تو بھی وہ لوگ اسے سامنے دیکھ رک چکے تھے۔۔۔

سچویشن مزید ار تھی۔۔۔ یا شاید ایسی سچویشن محض زوہان شامیر خان کو ہی مزید ار لگ سکتی تھی۔۔۔

گرینڈ پاکا غصے سے لال بھبھو کا چہرہ دیکھ نا جانے کیوں اسے مسکراہٹ ضبط کرنا محال ہو رہا تھا۔۔۔

کم از کم وہ انہیں یہ وارننگ ضرور دینا چاہتا تھا کہ اس عمر میں اتنا غصہ کرنے سے
سیدھا یا تو ہارٹ اٹیک آجاتا ہے یا فالج کا اٹیک ہو جاتا ہے۔۔۔ دونوں ہی
صورتوں میں محتاجی بری بلا ہے۔۔ لحاظ چہرے کے ایکسپریشن ٹھیک کر
لیں۔۔۔

لیکن اپنی شدید خواہش کو کسی اور وقت کے لئے اٹھار کھتا وہ خاموش رہا۔۔۔
اسکی ایکسرے کرتی نگاہوں نے دور تک سب سکیں کیا۔۔۔
گرینڈ پا کے پیچھے ہی ار حم چاچو اور ایک اور شخص تھا۔۔۔ ایک ادھیر عمر عورت
غالباً اسکی گرینڈ مدر تھی۔۔۔ دو عورتیں اور تین اسی کی ہم عمر لڑکیاں تھیں۔۔۔
اس سے پہلے کے ماں اور امل ہر مصلحت بالائے طاق رکھتے بھاگ کر شامیر تک
آئیں واجد خان نے قطیعت سے ہاتھ اٹھاتے انہیں روکا۔۔۔
اور یہ اسی بات کی طرف اشارہ تھا کوئی شامیر کی جانب مزید ایک قدم مت
بڑھائے۔۔۔

البتہ ایک وجود جسے خاندان بھر میں باغی ہونے کا اعزاز حاصل تھا وہ ہر حکم بالائے طاق رکھے اندھا دھند بھاگتی ہوئی شامیر کی جانب بڑھی اور شدت سے اسکے سینے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

چاپو۔۔۔

[illegible]

سبحان نے ناگواری سے اس لڑکی کو دیکھا۔۔۔ وہ بلیک ٹراؤزر پر بلیک ہی ہڈی پہنے ہوئے تھی۔۔۔ ڈارک براؤن بال پشت پر پھیلے تھے البتہ وہ اسکا چہرانا دیکھ پایا تھا۔۔۔ لیکن اسے کوفت ہونے لگی تھی کہ کیا یہ لڑکی نہیں جانتی کہ ڈیڈ کی ہارٹ سرجری ہوئی ہے۔۔۔ نوڈاؤٹ وہ اب بہت بہتر تھے۔۔۔ لیکن سٹیچر ابھی بھی درد کرتے تھے۔۔۔

اسے باپ سے جدا کرنے کی شدید خواہش کے باوجود وہ لب بھینچتا نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔۔۔

بس میرا بیٹا۔۔۔ میں آگیا ہوں نا۔۔۔ گڈ گرلز روتیں نہیں۔۔۔

چاچو آلسو مس یو۔۔۔ شامیر نے محبت و عقیدت سے اسکا سر تھپتھپاتا تو وہ سوں
سوں کرتی شامیر سے جدا ہوئی۔۔
زو نیسی بی بھا نیسی بی۔۔۔

دفعتا

نیلی جینز پر میروں و وول کی نیک شرٹ زیب تن کیے اینجل نے دور سے زوہان
کو دیکھا اور ایکساٹڈ سی وہیں سے چلاتی اندھا دھند اسکی جانب بھاگی۔۔۔
واجد خان نے چونک کر پلٹتے غور سے پوتی کو دیکھا۔۔۔ کیا وہ بھی انہیں جانتی
تھی۔۔۔

مطلب بالا ہی بالا یہاں بہت سی کچھڑیاں پک چکی تھیں۔۔۔
وہ ہوا کے جھونکے کی مانندواجد خان کے پاس سے گزرتی اسکی جانب بڑھی۔۔۔
اور پھر سب کی نگاہوں نے بڑا غیر یقینی منظر دیکھا۔۔۔

وہ مغرور اور اکڑ باز لڑکا جو جب سے آیا تھا ہاتھ پشت پر باندھے عجیب سی نگاہوں
سے سب کو دیکھ رہا تھا اینجل کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ۔۔۔ مسکراتا ہوا دوزانو

بیٹھا۔۔۔ یوں کے گھٹنے ٹیکنے کی باقاعدہ آواز ابھری اور دونوں باہیں کھول
گیا۔۔۔

اینجل اندھا دھند بھاگتی ہوئی آکر اسکی کھلی باہوں میں سمائی تو زوہان اسے شدت
سے خود میں بھینچتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

مس یو آلات زونی بھائی۔۔۔

مس یو ٹو۔۔۔ مائے پرنس۔۔۔

لو یو آلات۔۔۔۔

محبت کے اس مظاہرے سے سب انگشت بدنداں رہ گئے تھے۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ ڈیڈ ڈیڈ ڈیڈ۔۔۔

اسکی غالباشامیر پر نظر ہی اب پڑی تھی تبھی زونی کے ہاتھوں سے مچل کر باپ
کی جانب بڑھی۔۔۔

شامیر نے مسکراتے ہوئے اسے گود میں اٹھا کر سینے میں بھینچا اور چٹا چٹائی
بو سے اسکے معصوم چہرے کے لے ڈالے۔۔۔

اتنے عرصے بعد بیٹی کا معصوم لمس محسوس کر کے اسکی آنکھیں بھر آئیں
تھی۔۔۔

اوہ کم آن پر نس۔۔۔ مجھ سے تو ملو یا رکھا مجھے مس نہیں کیا۔۔۔ دفعتاً سبجان
نے باپ کے چہرے پر ابھرتے تکلیف کے اثرات دیکھ سرعت سے اینجل کو
اسکی گود سے نکالا۔۔۔

فلحال وہ اس سے زیادہ اینجل کو نہیں اٹھا سکتا تھا۔۔۔
حان بھائی۔۔۔

لو یو آلاٹ۔۔۔ وہ اس کے شکوے پر جھٹ اس کے چہرے پر ایک پھول سا لمس
کھلاتی سب کلئیر کر گئی۔۔۔ جبکہ سبجان اسکی چالاکی پر مسکرا دیا۔۔۔
انف از انف۔۔۔

واجد خان سے محبت کے یہ نظارے مزید برداشت نا ہوئے تو غضبناک آواز میں
ڈھار اٹھا۔۔۔

شامیر نے آنکھ کے اشارے سے پاس کھڑی رملہ کو اینجل اندر لیجانے کا بولا۔۔۔

اور وہ اور کسی کی بات سنے یا ناسنے مگر لمحے کی تاخیر کئے بنا اسکی کہی بات پر عمل پیرا ہو گئی۔۔۔۔۔

غم و غصے سے واجد خان کی آنکھوں میں سرخی اترنے لگی تھی۔۔۔

ماں اور امل بے بس سی بہتی آنکھوں سمیٹ وہاں کھڑی شامیر کے پاس جانے کو مچل رہی تھی۔۔۔ اتنے وقت بعد بیٹے کو دیکھ کر دید کی پیاس ہی ناجتی تھی۔۔۔

بابا یار ملیں گے نہیں مجھ سے۔۔۔ موت کو شکست دے کر آپکے روبرو آیا

ہوں۔۔۔ شامیر نے بہت ضبط سے آواز کو بھینگے سے روکا۔۔۔ اور ہلکی

مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائی۔۔۔

زوہان نے چونک کر باپ کا چہرہ دیکھا جہاں تکلیف کے اثرات نمایاں تھے۔۔۔

اسکا دل چاہا یہاں سب تہس نہس کر ڈالے۔۔۔

بیٹا باغی ہو جائے تو اپنے پرائے کا فرق بھول جاتا ہے۔۔۔ جو ابھی لوٹا ہے وہ میرا

بیٹا نہیں وہ ایک باغی ہے

۔۔۔ جسے ایک پرانی لڑکی نے اسقدر باغی بنا ڈالا کہ وہ اتنے برسوں تک باپ کی

آنکھوں میں دھول جھونکنارہا۔۔۔ دھوکا دیتا رہا۔۔۔

طیش سے ہر لمحہ واجد خان کی آواز بلند ہوتی جا رہی تھی۔۔۔
شامیر کی آنکھوں میں نمی اکھٹی ہونے لگی۔۔۔

کیا سوچ کر یہاں آئے ہو شامیر خان۔۔۔ ایک چھٹانک بھر کی پرانی لڑکی کی اتنی
جرات کے وہ بیٹے کو باپ کے مد مقابل لا ڈالے۔۔۔۔

ممی کو بیچ میں مت گھسیٹیں گرینڈ پا۔۔۔ نہیں تو بات بہت بڑھ جائے گی۔۔۔
یہ توقع شامیر کو زوہان سے تھی جو ناجانے کیسے خود پر ضبط کئے باپ کے ہمراہ
کھڑا تھا۔۔۔ یہ سرد و سنجیدہ وار نینگ دیتی آواز انکے فرما بردار کول ماسنڈ بیٹے کی
تھی۔۔۔ جو ماں کے نام پر کٹنے مرنے کو تیار تھا۔۔۔

واجد خان نے چونک کر اسے دیکھ اور طنزیہ مسکرایا۔۔۔
پوری زندگی تم لوگوں کو میں نے ایک بہترین لائف اسٹائل دیا۔۔۔

وہ اسکی بات نظر انداز کرتے شامیر کی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔

وائٹ کاٹن کے کڑ کڑاتے سوٹ میں ملبوس شانوں پر مردانہ چادر اوڑھے ہاتھ
پشت پر باندھے وہ کروفر سے کھڑا تھا۔۔۔۔

پالا پوسا؟۔۔۔ اس قابل بنایا کے تم میرے سامنے یوں تن کر کھڑے ہو۔۔۔

کیا ان سب محبتوں کا صلہ یہ ہے شامیر۔۔۔ یہ۔۔۔
شامیر لب بھینچ گیا۔۔۔

دفعتا ایک گاڑی تیزی سے اندر داخل ہوتی کارپورچ میں کھڑی شامیر کی گاڑی
کے عین پیچھے جا کر رکی۔۔۔

شامیر سمیٹ سب کی نگاہوں نے اس کا تعاقب کیا۔۔۔
لیکن اندر سے نکلتی ایمان کو دیکھ یکدم شامیر کو اپنے قدموں تلے سے زمین
کھسکتی محسوس ہوئی۔۔۔

دل ایک دم زور سے ڈھرکا۔۔۔
یہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔۔
کوئی بہت بڑی انہونی انکے تعاقب میں تھی۔۔۔ ایک گلی سی اسکی گردن
میں۔۔۔ ابھر کر معدوم ہوئی

وہ یہاں کیوں آئی تھی بھلا۔۔۔ دفعتا ڈرائیونگ سیٹ سے نکلتے امجد کو دیکھ اور
اسکا جھکاسر اور پشیمان چہرہ دیکھ شامیر کی آنکھوں کے سامنے تارے ناچ گئے۔۔۔

بے ساختہ اسنے سرخی چھلکاتی گم صم نگاہوں سے باپ کو دیکھا جسکی بھسم کر
دینے والی نگاہیں ایمان پر ہی ٹکی تھیں۔۔۔

ممی آپ یہاں کیسے۔۔۔ اور کیوں۔۔۔

دفعتا دونوں بیٹھے ماں کی جانب بڑھے جو شش و پنج میں مبتلا کسی قدرے گھبرائی
ہوئی ان سب کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

یکدم شامیر کو تنہا رہ جانے کا احساس ہوا۔

دونوں بیٹے ایمان کے دائیں بائیں کھڑے تھے۔۔۔

شامیر کا دل بے ساختہ ڈوبنے لگا۔۔۔

ایمان یہاں کیا کر رہی ہو تم۔۔۔ فوراً واپس جاو۔۔۔ شامیر اپنی کیفیت پر قابو
پاتا ڈھارا۔۔۔

شوہر کو اس روپ میں ایمان نے کبھی نادیکھا تھا۔۔۔ ناہی کبھی اسکا کبھی یہ ہجاسنا
تھا۔۔۔ اسکی ڈھارا اور آنکھوں میں پینتی وحشت دیکھ وہ جی جان سے لرز
اٹھی۔۔۔

فوراً سے پیشتر حکم کی تکمیل کے لئے پلٹی لیکن رک جانا پڑا۔۔۔

یہ لڑکی ایسے یہاں سے نہیں جائے گی۔۔۔

دفترا واجد خان کی گرجدار آواز پر دونوں بچوں نے پلٹ کر سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔۔

فار گاڈ سیک بابا۔۔۔ مسئلہ میرا آپکا ہے۔۔۔ میری فیملی کو سارے میس سے دور رکھیں۔۔۔ وہ بے بسی سے چلایا۔۔۔ دل زور زور سے ڈھرک رہا تھا۔۔۔ تمہاری فیملی یہ ہے۔۔۔ واجد خان نے اپنے ارد گرد کھڑے لوگوں کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

وہ کبھی تمہاری فیملی تھی ہی نہیں۔۔۔

ہاں جی اس وقت آسمان کالا ہے۔۔۔ کیونکہ رات ہو چکی ہے۔۔۔ دیوار میں ٹکریں مار مار کر بھی یہ بات کہیں تو قسم خدا کی حقیقت نہیں بدلے گی۔۔۔ اس وقت شام ہے شام ہی رہے گی۔۔۔ حقیقتیں یوں نہیں بدلا کرتیں۔۔۔ انفیکٹ یہ تو محض انسان کی خوش گمانیاں ہوتی ہیں۔۔۔

زوہان شامیر خان اس سے زیادہ ناضبط کر سکتا تھا نابرداشت تبھی ٹھنڈے انداز میں بھرپور طنز سموئے سادگی سے شانے اچکا تا مقابل کو آگ ہی لگا گیا۔۔۔

ایمان نے دہل کر اسکی بازو دبوچتے اسے مزید گل فشانون سے روکا۔۔۔
تمہارا قصور نہیں ہے بیٹا یہ تربیت بول رہی ہے۔۔۔۔۔
آگے سے میٹھا طنز وصول ہوا تھا۔۔۔ سامنے والا تھوڑی نا کوئی کم تھا۔۔۔ اس
میدان کا منجھا کھلاڑی تھا۔۔۔ گویا وہ اس جذباتی بچے کو ہنڈل کرنے کے گر سے
باخوبی آگاہ تھا۔۔۔

تربیت پر بات نہیں لانی گرینڈ پا۔۔۔ ممی کے حوالے سے بات قابل برداشت
نہیں۔۔۔ وہ دھارتا ہوا انگلی اٹھا کر آگے بڑھا۔۔۔
زونی۔۔۔ ایمان نے سرعت سے آگے بڑھتے اسکی بازو دبوچ کر اسے کسی سخت
قدم سے روکا۔۔۔
شامیر ماتھا مسل کر رہ گیا۔۔۔

بس بیٹے کے ہاتھوں ذلیل کروانے کو ہی لائے تھے ان سب کو یہاں۔۔۔
وہ فور اپنیتر ابدل گیا۔۔۔ زوہان سر جھٹک کر رہ گیا۔۔۔
شامیر خان یہ ایک بیٹے کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہونا چاہیے۔۔۔۔۔ کے جسکے
سامنے اسکے باپ کو بے عزت کیا جائے۔۔۔ اور وہ خاموش کھڑا ہو۔۔۔۔۔

ایسی زندگی سے موت بہتر۔۔

واجد خان نے پرانا ہتھکنڈا استعمال کرتے بھرپور ایمو شنل بلیک میل کر کے پاس کھڑے گاڑد کے ہاتھ سے پستول تھامتے اپنے سر پر تانی۔۔۔ یہ سب لمحوں کا کھیل تھا۔۔۔

آہ۔۔۔ یکدم ہر جانب سے چیخ و پکار کی آواز گھونج اٹھی۔۔۔

ایمان نے تھرا کر منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔ یہ منظر دیکھ وہ تھر تھر کانپنے لگی تھی۔۔۔ اور ساکت تو ایک پل کو حان اور زونی بھی رہ گئے تھے۔۔۔ یہ سب انکی زندگی میں پہلی مرتبہ ہوا تھا۔۔۔ انکا بوکھلا جانا فطری تھا۔۔۔

دور رہو مجھ سے۔۔۔ خبردار جو کوئی میرے قریب آیا تو۔۔۔

وہ ارحم ذوہیب اہل اور بیوی کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ ڈھارے۔۔۔

آج میں دیکھنا چاہتا ہوں کے خون کس حد تک سفید ہو سکتا ہے۔۔۔

آج میرا خون تمہارے کاندھوں پر ہو گا شامیر۔۔۔

غم و غصے سے ڈھارتے انکا جسم کپکپانے لگا تھا۔۔۔ بے ساختہ خاموش آنسو شامیر

کی آنکھوں سے بہہ نکلے۔۔۔

بابا پلیز آپ یہ نا کریں۔۔۔ اسے نیچے کر دیں۔۔۔ وہ سسکا۔۔۔
آج تمہیں چننا ہو گا شامیر۔۔۔ باپ یا وہ لڑکی جس نے تمہیں باغی بنایا۔۔۔
انکے چلانے پر یکدم ہی زوہان کی کنپٹی کی رگ پھڑکنے لگی۔۔۔ ساری ہمدردی
کہیں جاتی رہی۔۔۔

چنو شامیر۔۔۔ یا تو اس لڑکی کو طلاق دے کر فوراً اس گھر سے نکال دو۔۔۔ یا
باپ کی میت لیجانا یہاں سے۔۔۔
ایمان کو اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھاتا محسوس ہوا۔۔۔ یکدم ہی دل کی
دھڑکن سست پڑنے لگی۔۔۔
یہ ہی وہ مقام تھا جس سے بچانے کے لئے اسکے شوہر نے اپنی اس فیملی کو ہمیشہ
چھپا کر رکھا۔۔۔

یہ ہی وہ اذیت تھی جس سے وہ اپنی فیملی کو بچانا چاہتا تھا۔۔۔
طلاق دو اسے ورنہ میں یہ گولی۔۔۔

زوہان نے زندگی میں پہلی مرتبہ اپنا بازو دبوچا ماں کا ہاتھ بے طرح جھٹکا۔۔۔
یوں کے وہ بے طرح لڑکھڑائی۔۔۔ یقیناً اگر اسکی دوسری جانب کھڑا سبحان اسے
نا تھا متا تو وہ زمین بوس ہو جاتی۔۔۔
فیصلے ایسے نہیں ہوتے گرینڈ پا۔۔۔
وہ شیر سی ڈھار لئے آنکھوں میں جنوں خیزی کا جہاں آباد کئے نڈر انداز میں
آگے بڑھا۔۔۔

فیصلے برابری کی سطح پر ہوتے ہیں۔۔۔
شامیر بے ساختہ بیٹے کی طرف بڑھا۔۔۔
آپ میرے باپ کے لئے فیصلہ مشکل بنا رہے لیکن کوئی بات نہیں۔۔۔ اس
سے پہلے کے شامیر اس بپھرے ہوئے طوفان کو تھا متا اسے کچھ سمجھاتا۔۔۔ وہ
چکنی مچھلی کی مانند اسکے ہاتھوں سے پھسلا۔۔۔

بات اب ماں پر آگئی تھی۔۔۔ اور ماں کے سامنے کوئی چیز نہیں۔۔۔
میں اس فیصلے کو اپنے باپ کے لئے آسان بنا دوں گا۔۔۔
وہ چیختا ہوا ایک گاڑد کی جانب اندھا دھند بھاگا۔۔۔

سب نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔ جب اسنے گارڈ کے سینے پر پوری قوت سے
ٹانگ رسید کرتے اسکے ہولسٹر میں لگی ریوالور جھٹ کی اتاری۔۔۔

یوں ہوتے ہیں فیصلے برابری پر۔۔۔

غم و غصے سے پاگل ہوتا وہ انہی قدموں پر دادا کی جانب بڑھا اور اسکے مقابل آکر
اپنے سر پر ریوالور تان لی۔۔۔

زونی۔۔۔

زوہان۔۔۔

ایمان کے منہ سے چیخوں کا ایک طوفان اٹھ آیا۔۔۔ چیختی چیختی وہ دوہری

ہونے۔۔۔
جیسے کوئی اسے پورے قد سے کچل رہا ہو۔۔۔

یہ اسکی پوری زندگی کا حاصل وجود اسکا کل سرمایہ تھے۔۔۔ کوئی اسکا دل زور سے
مسلم رہا تھا۔۔۔

نوزونی۔۔۔ وہ ٹپ ٹپ جاتی حلق کے بل چیخ رہی تھی۔۔۔

زوہان نیچے۔۔ نیچے کرو اسے۔۔ اس سے مختلف حالت تو شامیر کی بھی نا تھی جو
بیٹے کی جذباتی سے بہت اچھے سے آگاہ تھا۔۔
زوہان نہیں۔۔۔

ممی کو بیچ سے نکال دیں گرینڈ پا۔۔ مقابلہ برابری پر ہو گا۔۔ اور یوں ہی
ہو گا۔۔ کیونکہ جب تک ممی کے بیٹے زندہ ہیں ممی تک تو آپ پہنچ ہی نہیں
سکتے۔۔۔ مضحکہ خیز ہے یہ۔۔۔

وہ آڑیا پاڑ کرنے والے تاثرات سمیٹ واجد خان کی آنکھوں میں دیکھتا باقاعدہ
لکار رہا تھا۔۔۔

چنین اب ڈیڈ۔۔۔
باپ پیپ۔۔۔

یا بیٹا اااا۔۔۔ وہ حلق کے بل چیخا۔۔۔

ارحم نے کرب سے آنکھیں میچیں۔۔۔ یہ منظر پرانے زخم اڈھیرنے لگا تھا۔۔۔
زوہان۔۔ وہ دائیں بائیں یوں جا رہا تھا اور یوں اسنے ٹرگر پر انگلی رکھ چھوڑی تھی
کے شامیر چاہ کر بھی اسے ہینڈل نہیں کر پارہا۔۔۔

ہر لمحہ اسکا دل پاتال کی گہرائیوں میں اترتا جا رہا تھا۔۔۔ زرا سی بے اختیاطی۔۔۔
زرا ساٹر گر پر دباؤ بڑھتا اور گولی اسکے اڑ پار۔۔۔ وہ بے چین سافق پڑتی رنگت
اور آڑے ارے حواسوں سمیت اسکے پیچھے پیچھے اسکا غصہ قابو کرنے کو ہلکان ہو
رہا تھا۔۔۔ وہ کبھی زندگی میں کبھی اتنا خوفزدہ نہ ہوا تھا جتنا اس بچے نے ایک
انتہائی قدم اٹھا کر اسکا دل مٹھی میں بیچ کر اسے کر دیا تھا۔۔۔

وہاں جیسے پارٹیشن ہو گئی تھی۔۔۔ درمیاں میں واجد خان اور زوہان کھڑے تھے
واجد خان کے پیچھے اسکی فیملی جو انگشت بند اداں منہ پر ہاتھ رکھے یہ انہونی دیکھ
رہی تھی۔۔۔ جبکہ زوہان کے اس طرف اسکی چھوٹی سے فیملی جہاں ماں حال
سے بے حال ہو رہی تھی تو باپ بیٹے کو قابو کرنے کے لئے تڑپ رہا تھا۔۔۔
دفعۃً سبحان نے ہمت کی اور آگے بڑھ کر اسکی ریوالتور تھامی کلائی پر گرفت
مضبوط کی۔۔۔

چھوڑو اسے بے وقوف انسان۔۔۔ یہ کیا پاگل پن ہے۔۔۔۔۔ اسنے جیسے پھرے
بھائی کو جھنجھوڑنا چاہا۔۔۔

وہ مسلسل اسکے ساتھ ہاتھ پائی کرتا اسکے ہاتھ سے گن چھیننا چاہ رہا تھا۔

ایمان اور شامیر بھی لپک کر ان تک آئے۔۔۔

اس سے پہلے کے سبحان اپنی کاوش میں کامیاب ہوتا اسکے ہاتھ سے ریو الوور چھینتا
اس ہاتھ پائی میں یکدم زوہان کاٹر گر پر دباؤ بڑھا اور ایک ٹھاہ کی آواز کے ساتھ
وہاں خون کی ندیاں بہہ گی۔۔۔
آہہ۔۔۔

ایمان چیختی ہوئی دیوانوں کی مانند متوحش نگاہوں سے خون کے سیلاب کو دیکھتی
سر دونوں ہاتھوں سے تھام گئی۔۔۔
آنکھوں کے آگے تارے ناچ گئے تھے۔۔۔

Novelistan

ایمان بے دم ہوتی گرنے کو تھی۔۔۔ آنکھوں کے سامنے مسلسل اندھیرا چھا رہا
تھا۔۔۔ جبکہ شامیر کی سٹک لڑکھڑا کر ہاتھ سے چھوٹی اور جسم اسکا بوجھ سہارے
سے انکاری ہو گیا۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ اولاد کی اس حالت پر پورے قد سے

ڈھ جاتا ذوہیب ہر مصلحت بالائے طاق رکھے بھاگتا ہوا آیا اور گرتے بھائی کو مضبوطی سے تھاما۔۔۔

حالات نے سب کو خوفزدہ کر دیا تھا۔۔۔

خون کے سیلاب کے ساتھ زوہان کی درد کی شدت سے نکلتیں چیخیں بھی فضا میں گھونجتی دل دہلا رہی تھیں۔۔۔

گولی نادانستگی میں اسے ہی لگی تھی۔۔۔

ایمان کو اپنے حواس بحال رکھنا مشکل ترین امر لگا۔۔۔

سبحان نے ہی عقل سے کام لیتے لمحے کی تاخیر کئے بنا زور کی آواز کے ساتھ اپنی

جیکٹ کی زپ کھولی اور بھل بھل بہتے خون کے مقام پر جیکٹ رکھتے زور سے

دبایا۔۔۔ سبحان میں گاڑی نکال رہا ہوں۔۔۔ اسے لے کر جلدی آؤ۔۔۔ کوئیک

کوئیک۔۔۔

ذوہیب بھائی۔۔۔ شامیر بھائی کو لائیں جلدی۔۔۔

دفعتاار حم چیختا ہوا ڈرائیوے کی جانب بھاگا۔۔۔

اسکی پھرتیلی آواز نے گویا ایمان کے تن مردہ میں روح پھونکی۔۔۔

ذوہیب نے شامیر کو اسکی سٹک پکڑائی اور خود سبحان کے ساتھ مل کر نیم غنودگی میں جاتے زوہان کو سہارا دیتے گاڑی تک لیجانے لگا۔۔

ارحم ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا گاڑی سٹارٹ کئے انکے قریب لے آیا۔۔ جبکہ ذوہیب اور سبحان نے مل کر زوہان کو اندر بیٹھایا۔۔

آنا فانا ایمان اور شامیر کے اندر بیٹھتے ہی وہ گاڑی زن سے بھگالے گیا۔۔۔ پیچھے ہی ذوہیب دوسری گاڑی نکالتا انکے پیچھے ہی نکل گیا۔۔

ساکت کھڑے امجد خان کے بے جان ہوتے ہاتھ سے ریو الوور چھوٹا نیچے لڑھک گیا۔۔۔

تمام خواتین روتی بلکتی اندر چلی گئیں جبکہ وہ وہاں تنہا کھڑا خالی خالی نگاہوں سے ویران ڈرائیوے کو دیکھ رہا تھا جہاں سے آنا فانا سب نکل گئے تھے۔۔۔

یہ اس کل کے بچے نے کیسی بساط بچھا کر چال چلی تھی کے بازی ہی الٹ دی۔۔۔ انکے بچے باپ کی پرواہ کئے بنا اس کل کے بچے کے لئے وہاں سے جا چکے تھے۔۔۔

وہ ماتھا مسلتا آنکھیں میچ کر کھول گیا۔۔۔

پھر اسی کروفر سے ڈرائیوے کی جانب بڑھا اور ڈرائیور کو گاڑی نکالنے کا حکم دیا۔۔

ہسپتال میں پہنچتے ہی ایمر جنسی نافذ ہو گئی تھی۔۔۔ گاڑی عین ہسپتال کی عمارت کے اندرونی دروازے کے سامنے روک کر ارحم تیزی سے باہر نکلتا اندر کی جانب لپکا۔۔۔ جب تک سبحان اور ذویب نے زوہان کو نکالا وہ وارڈ بوائے کے ساتھ سٹریچر لئے اسی طرف بھاگا آیا۔۔۔

ہنگامی بنیادوں پر ڈاکٹر کو بلاتے زوہان کو ایمر جنسی میں لایا گیا۔۔۔

ایمر جنسی کے باہر کھڑی ایمان کو بار بار آنکھوں کے آگے اندھیرا چھاتا محسوس ہو رہا تھا مگر وہ بار بار سر جھٹک کر آنکھیں کھول جاتی۔۔۔

شامیر کی طبیعت خراب ہو رہی تھی۔۔۔ وہ ویسے بھی ابھی ریکورینگ فیز میں تھا۔۔۔ دو میجر سرجریز کے بعد اگر یہاں اس وقت کھڑا تھا تو اپنی ول پاور کی بنیاد پر۔۔۔ لیکن جگر گوشے اور جان سے پیارے بیٹے کا غم اسے پورے قد سے

ڈھے گیا تھا۔۔۔ وہ انکے گھر کی رونق تھا۔۔۔ اسکی کس کس شرارت کو چپکے سے نگاہوں کے سامنے آکر ٹھہرنے سے روکتے۔۔۔ دل تو ویسے ہی پھٹ رہا تھا تاؤ جی آپ ڈیڈ کو کمرے میں لے کر جائیں۔۔۔ انکی طبیعت بگڑ رہی ہے۔۔۔ میں امجد چاچا کو کال کر کے ڈیڈ کی میڈیسنز منگواتا ہوں۔۔۔ وہ ذوہیب کو باپ کی جانب متوجہ کر تا خود پر سوچ انداز میں امجد کا نمبر ملانے لگا۔۔۔ ایمان نے دھندلاتی بصارت کے ساتھ شوہر کو دیکھا جسکے چہرے پر واقعی تکلیف کے تاثرات تھے۔۔۔ اسے ہر چیز گول گول گھومتی محسوس ہوئی۔۔۔ ایمان نے حد بصارت درست کرنے کی خاطر بار بار زور سے پلکیں جھپکی۔۔۔ ذوہیب زبردستی شامیر کو کمرے میں لیجا رہا تھا۔۔۔ سبحان فون پر امجد کو اپارٹمنٹ سے شامیر کی دوائی لانے کا بول رہا تھا جب یکدم اپنے پیچھے سے ابھرتی ڈھرام کی آواز پر وہ بے ساختہ پلٹا۔۔۔ ممسیبی۔۔۔ موبائل اسکے ہاتھ سے پھسلتا نیچے جا گرا۔۔۔

جبکہ وہ ماں کو ہوش و حواس سے بیگانہ زمین بوس ہوئے وجود کو دیکھ چیتا ہوا
پوری شدت سے اسکی جانب لپکا۔۔۔

ارحم نے تیزی سے ایمان کی طرف آتے ہوئے اسے اٹھانا چاہا۔۔

ویٹ ویٹ ویٹ چاچو۔۔۔۔

مم۔۔ میں اٹھاتا ہوں۔۔۔ آپ پلیز ڈاکٹر کو بلائیں۔۔۔

وہ حواس باختہ سا جھنجھلائے حواسوں کو قابو کرتا ماں کے پاس دو زانو بیٹھا اور
اسے کسی نازک گریا کی مانند اٹھا کر پرائیویٹ کمرے کی جانب بھاگا۔۔۔
اس صورتحال کے باعث اتنی ٹھنڈ میں بھی سبحان کے ماتھے پر پسینے کے قطرے
نمودار ہونے لگے تھے۔۔۔۔
فوری طور پر ڈاکٹر نے ایمان کو ٹریٹمنٹ دیتے ڈرپ لگائی۔۔۔

پیشینٹ کا بی پی لیول خطرناک حد تک لوہو گیا ہے۔۔۔ ایسی صورتحال میں دیر کی
صورت پیشینٹ کی دیتھ تک ہو سکتی ہے۔۔۔ لوبی پی ہائی بلڈ پریشر سے زیادہ
خطرناک ہے لحاظ آئیندہ احتیاط کریں۔۔۔

وہ ایمان کے لئے میڈیسنز لکھ کر اور سبحان کو چند احتیاطی تدابیر کا بتاتی کمرے سے نکل گئی۔۔۔

جبکہ سبحان وہیں سر تھام کر بیٹھ گیا۔۔۔

دفعۃً امجد دوائی لے کر آگیا تو وہ دوائی لئے باپ کے پاس آگیا۔۔۔

ارحم اور ذوہیب دونوں باریک بینی سے اس چھوٹے مگر زمہ دار سے بچے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ جسکے لئے سب سے اہم اسکی فیملی تھی۔۔۔

&

باپ کو دوائی دے کر وہ باپ کو آرام کرنے کا کہتا ماں کے پاس آگیا۔۔۔ وہ الگ بات کے شامیر نے اسکی ایک نامانی۔۔۔ دوائی کھانے سے اسے کافی افاقہ ہوا تھا۔۔۔

تبھی اسکے سنگ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ایمان کے کمرے میں ہی آگیا۔۔۔ گویا یکدم نقاہت بہت زیادہ ہو گئی تھی اور سٹک تھامے ہاتھ میں لغزش اترنے لگی تھی۔۔۔

لیکن اس مقام پر اسکی فیملی کو سب سے زیادہ اسکی ضرورت تھی۔۔۔ وہ آرام نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

ایک طرف بیٹا اندر لیٹا تھا تو دوسری طرف بیوی۔۔۔
ایمان بے خبر بے سدھ بستر پر لیتی تھی۔۔۔ سفید چادر سینے تک اوڑھ رکھی تھی۔۔۔

ہاتھ پر آئی وی لائن کی مدد سے ڈرپ لگی تھی۔۔۔
دفعۃً سبحان آگے بڑھا اور اختیاط سے ماں کا سر سے ڈھلکا آنچل سر پر درست کرتے پھسل کر باہر آتے بالوں کو آنچل میں چھپایا۔۔۔
شامیر اسکی اختیاط پر مسکرا دیا۔۔۔
وہ وہیں سر کر سی کی پشت سے لگاتیک ٹک ایمان کو دیکھ رہا تھا۔۔۔
اس بیچ سبحان کئی چکر باہر کے لگا آیا۔۔۔ دفعۃً وہ زوہان کے بارے میں بھی مکمل آگاہی رکھ رہا تھا۔۔۔

دفعۃً ایمان نے کسمسا کر آنکھیں کھولیں کچھ پل لگے اسے ماحول سے مانوس ہونے میں۔۔۔ دفعۃً سب یاد آنے پر وہ کرنٹ کھا کر اٹھ بیٹھی۔۔۔

زونی۔۔۔ میرا زونی۔۔۔ میرا معصوم بچہ۔۔۔

اسکی حالت کسی دیوانی کی سی تھی۔۔۔ جو بیٹے پر بات آنے سے کملا سی گئی تھی۔۔۔

مم۔۔۔ ممی۔۔۔

دفعتا کمرے میں داخل ہوتا سبحان ماں کو دگرگوں حالت دیکھ سرعت سے اسکی جانب بڑھا۔۔۔

البتہ شامیر کو اٹھنے میں کچھ وقت لگا تھا۔۔۔

ممی کالم ڈاؤن آپکو ڈرپ۔۔۔

زونی۔۔۔ میرا زونی۔۔۔ وہ بن جل مچھلی کی مانند ٹرپتی ایک ہی جھٹکے سے اپنے ہاتھ پر لگی آئی وی لائن نوچ کر پھینک چکی تھی۔۔۔

یا خدااااا۔۔۔ ممیسیبی یا ارردر۔۔۔

سبحان نے صدمے سے پھٹتی آنکھوں سمیٹ جھٹ اسکے ہاتھ سے بھل بھل بہتے خون پر جیب سے رومال نکالتے زور سے رکھا۔۔۔

شامیر نے آگے بڑھ کر ڈرپ بند کی جسکا محلول ایمان کے جسم میں جانے کی بجائے سفید ٹائلز سے مزین فرش پر نقش و نگار بناتا جا رہا تھا۔۔۔
مجھے زونی کے پاس۔۔

وہ سبحان کے اسے قابو کرتے ہاتھ جھٹکتی بھرپور مزاحمت سے بستر سے اتری جب ابھی قدموں پر پورا وزن بھی نہیں ڈالا تھا کہ چکر اکر رہ گئی۔۔۔
اس سے پہلے کہ وہ تیور اکر زمین بوس ہوتی سبحان نے اسے شانوں سے تھامتے واپس بستر پر بیٹھایا۔۔۔

ممی۔۔۔ می یار سنیں تو سہی۔۔۔ پھر اسکا کملا یا آنسوؤں سے تر چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے عقیدت سے اس کے آنسو صاف کئے۔۔۔
وہ۔۔۔ وہ ٹھیک ہے۔۔۔ میں ابھی ڈاکٹر سے مل کر آ رہا ہوں۔۔۔ آپ ریلیکس ہو جائیں اور تسلی سے بات سنیں۔۔۔

وہ بڑے آرام سے ماں کو ہینڈل کر رہا تھا۔۔۔ جسکے ٹرپتے بلکتے دل کو کسی صورت سکون نامل رہا تھا۔۔۔۔

ممی ہاتھ پائی میں گولی اسکے بازو کو چھو کر گزری ہے۔۔۔ خطرے والی کوئی بات
نہیں۔۔۔ وہ ٹھیک ہے۔۔۔ بس ٹرینکولائز کے باعث غنودگی میں ہے۔۔۔
کچھ دیر بعد ہوش میں آجائے گا تو آپ اس سے مل لیجئے گا۔۔۔
وہ ان طفل تسلیوں کا کیا کرتی جب ماں کا دل سکون میں ہی نہ تھا۔۔۔
حان وہ سوئی چب جانے پر گھر سر پر اٹھالینے والا بچہ ہے۔۔۔ اتنی تکلیف کیسے
برداشت کر رہا ہے۔۔۔ میرا۔۔۔ میرا دل پھٹ رہا ہے۔۔۔ اسکے آنسو بے
دریغ بہتے چلے جا رہے تھے۔۔۔ دل کو عجیب گھبراہٹ سی لاحق تھی۔۔۔
ممی وہ ٹھیک۔۔۔

وہ ٹھیک نہیں ہے حان۔۔۔
خان یہ ٹھیک نہیں ہوا۔۔۔ بالکل ٹھیک نہیں ہوا۔۔۔
میری جان بسی ہے میرے بچوں میں۔۔۔ اگر انہیں کچھ ہوا تو کبھی معاف نہیں
کروں گی آپکو۔۔۔

اپنے بابا سے کہیں ہمیں بخش دیں۔۔۔ میری اولاد کو بخش دیں۔۔۔ اس ساری
صورتحال سے وہ پینک ہو رہی تھی۔۔۔ ط

اس کی حالت دیکھ شامیر کی اپنی آنکھیں نم ہونے لگیں۔۔۔
انہیں آپ چاہیے نا۔۔۔ انکا بیٹا۔۔۔
جائیں چلیں جائیں انکے پاس۔۔۔ میں آپکو بالکل نہیں روکوں گی۔۔۔ بس انکی
نظریں میرے بچوں سے ہٹالیں۔۔۔
میں اپنے بچوں کو ساتھ لے جاؤں گی۔۔۔ اپنے پروں میں چھپالوں گی
انہیں۔۔۔ یہ بالکل اچھا نہیں ہوا۔۔۔
میرا معصوم بچہ۔۔۔
وہ تڑپ تڑپ جاتی سک رہی تھی۔۔۔
جب شامیر نے سختی سے لب کچلتے ضبط کے کڑے مراحل سے گزرتے اسے
شدت سے خود میں بھینچا۔۔۔
وہ اسکی شرٹ مٹھی میں جھکڑتی مزید شدت سے رودی۔۔۔
زوہان نے رخ بدلتے سختی سے آہنی نم آنکھیں مسلیں۔۔۔
زوہان کو کچھ نہیں ہوگا ایمان آئی پر امس۔۔۔

تم تینوں پر آنچ تک نہیں آنے دوں گا۔۔ تمہاری فیملی ایسے ہی ہستی کھیلتی رہے گی۔۔ ٹرسٹ می۔۔ ایک دفعہ بھروسہ کر کے دیکھ لو۔۔ شامیر کے بے ساختہ آنسو ایمان کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے جب اسے محسوس ہوا کہ ایمان کا ہچکیاں لیتا وجود ساکت ہو چکا ہے تو اسنے نرمی سے اسے خود سے الگ کیا اور بستر پر لٹا دیا۔۔ حان سسٹر کو بلو او اور ایمان کے دوسرے ہاتھ پر آئی وی لائن لگوا کر ڈرپ کنٹیو کرواوا۔۔ اسکی کنڈیشن واقعی سٹیبل نہیں۔۔۔ وہ تھک کر کہتا کر سی پر گویا ڈھ سا گیا۔۔۔

&

زن سے ایک سفید کلر کی مرسڈیز کے ٹائر آکر خان ولا کی ڈرائیوے پر چڑھ چڑھائے۔۔ اور ایک جھٹکے سے ڈرائیونگ ڈور کھول کر آتش فشان بنی پر وشہ باہر نکلی اور ایک دھماکے سے دروازہ بند کیا۔۔۔

وہ سفید ہائی ویسٹ جینز پر گرے شرٹ زیب تن کئے ہوئے تھی۔۔ بال کرل کر کے پشت پر ڈال رکھے تھے۔۔ تنفس تیز تھا البتہ نو میک آپ لک چہرے پر غضب کا ہیجان تھا جو اندرونی غم و غصے کی باخوبی عکاسی کر رہا تھا۔۔۔

اندر آگ لگی پڑی تھا جس میں وہ ہر چیز باشمول شامیر کے سب کو بھسم کر دینا
چاہتی تھی۔۔۔

سوشل میڈیا پر ایک طوفان اٹھ آیا تھا۔۔۔

لوگ اسکے ایمان کے حوالے سے دیئے جانے والے کلیپس کو اٹھا کر۔۔۔ ساتھ
میں سبحان کے ماں کو انٹرویو کروائے جانے کلپ کو جوڑ کر جگہ جگہ پر اسکی
تذلیل کر رہے تھے۔۔۔

اسکی غلط بیانی نے اس واقعی پر مٹی کا تیل ڈالنے کا سا کام کیا تھا۔۔۔ پروشہ کے
لئے طرح طرح کے الفاظ استعمال کئے جا رہے تھے۔۔۔

جہاں ایک طرف یہ مسٹری بنی ہوئی تھی تو دوسری طرف ادبی حلقے میں یکدم
رائٹر کنزل الایمان کے شوہر اور بیٹوں کی انٹری نے تہلکہ مچا دیا تھا۔۔۔

اسنے جھٹ سے ایمان کے سارے سوشل میڈیا اکاؤنٹس کنگال ڈالے۔۔۔
اسکے مقابلے میں ایمان کی فالونگ آدھی بھی نا تھی۔۔۔ لیکن وہ لمحوں میں جان
گئی تھی کے جو اسکی فالونگ تھی وہ اس سے بے حد لائل سپورٹنگ اور اس سے
انسپائر تھی۔۔۔

اسکی فالونگ میں سے تو کئی ریڈرز نے اسکے بیٹوں کی اینٹری اور بالخصوص انکے بات کرنے کے سٹائل پر پریس میں بیٹھے اور اٹھنے تک کے کلپس اٹھا اٹھا کر ان پر سلومو بنا کر اور کئی کئی کونٹس لگا کر سوشل میڈیا پر پھیلانے شروع کر دیئے تھے۔۔۔

جہاں پر وشہ کے خلاف سوشل میڈیا پر طرح طرح کی باتیں ہو رہی تھیں وہاں ایمان کی فالونگ تو اسکے خلاف بات تک سننے کی روادار نا تھی۔۔۔ اسکے خلاف ہوتی ہر کنٹروسی کے جواب میں اسکے ریڈرز کا ایک ہی جواب تھا کہ وہ اپنی رائٹر کی وضاحت کے منتظر ہیں۔۔۔ جب تک وہ کوئی وضاحتی بیان نہیں دے دیتی ہم انہیں حج نہیں کریں گے۔۔۔ پر وشہ ورسز کنزل الایمان۔۔۔ کے نام سے سوشل میڈیا پر ایک سوشل جنگ چھڑ چکی تھی۔۔۔

پر وشہ کو سمجھ نا آیا کہ جس لڑکی کی سوشل میڈیا پر ایک تصویر تک نہیں لوگ کیسے اسکے پیچھے پاگل تھے۔۔۔ اسے تو باقاعدہ سٹائیلنگ کے لئے دن میں کئی

گھٹنے نکالنے پڑتے تب کہیں جا کر اس کی سٹائیلنگ کی بات ہوتی۔۔۔ اس بندی میں ایسا کیا تھا جسکے محض نام پر ہی اتنے تبصرے ہو رہے تھے۔۔۔

موٹلی یوٹیوب کے تھمب نیلز پر ایک طرف پروشہ کی جدید تراش خراش میں ملبوس فوٹو لگی ہوتی تو دوسری طرف محض کنزل الایمان کا نام لکھا آتا اور درمیان میں بجلی کڑکنے کا نشان لگا کر تھمب نیلز لگائے جا رہے تھے۔۔۔

یہ سب دیکھ دیکھ کر اسکا دماغ چٹخ رہا تھا۔۔۔

شامیر جب سے واپس لوٹا تھا اسنے پروشہ سے رابطہ تک نا کیا تھا مزید برآں اسکا نمبر تک سوچ آف تھا۔۔۔

پروشہ ایک ان دیکھی آگ میں بھر بھر جل رہی تھی تبھی آتش فشان بنے آندھی طوفان کی مانند وہاں آئی تھی۔۔۔

یہ طے تھا کہ وہ اب شامیر کے پیچھے نہیں جائے گی۔۔۔ بلکہ اب وہ سب کچھ تھس تھس کر دینے کے ارادے سے وہاں آئی تھی۔۔۔ چاہے اس کو شیش میں جتنے ہی خسارے اسکے ہاتھ کیوں نا آتے۔۔۔ مگر اب وہ شامیر کی دکھتی رگ پر ہاتھ نہیں رکھنے والی تھی۔۔۔ بلکہ اسے یوں اس انداز میں مسلنے والی تھی کہ وہ سر

کے بل چلتا ہوا اپنا ہر ضروری سے ضروری کام پس پشت ڈالتا پر وشہ کے پاس
آنے والا تھا۔۔۔

مگر اس بار پر وشہ اسے اپنی شرتوں کی بنیاد پر ملنے والی تھی۔۔۔۔
وہ ایک بھرے ہوئے طوفان کی مانند اندر داخل ہوئی اسکی آنکھوں سے شعلے
سے لپک رہے تھے جیسے وہ شعلے پوری دنیا کو جھلا کر بھسم کر دینا چاہتے
ہوں۔۔۔۔

آپی ڈیڈ کدھر ہیں مجھے ڈیڈ کے پاس جانا ہے۔۔۔۔ دفعتاً آگے بڑھتے اسے
میرب کے کمرے سے اینجل کی آواز آئی تو بے ساختہ اسکے آگے بڑھتے قدم
ٹھٹھکے۔۔۔۔
وہ انہی قدموں پر گھومی۔۔۔۔

باپ کی کیوں یاد ستار ہی ہے تمہیں۔۔۔۔ تم باپ کے پاس نہیں بلکہ میرے ساتھ
جاؤ گی۔۔۔۔ وہ جارحانہ انداز میں کمرے کا ادھ کھلا دروازہ دھکیلتی اندر داخل
ہوئی۔۔۔۔

میرب اور ایمان اسکے جارحانہ انداز اور بھاپ اڑاتا چہرہ دیکھ سہم گئیں۔۔۔۔

اسنے آگے بڑھتے اینجل کا معصوم بازو جھنجھوڑ کر اسے بستر سے نیچے اتارا۔۔۔

وہ معصوم جسے کسی نے پھول سے ناما راتھا اس سختی پر بے تحاشہ رودی۔۔

منہ بند کرو اپنا اور چلو میرے ساتھ۔۔۔ اسکے سر پر کوئی جنون سوار تھا۔۔۔

جیسے مر جائے گی یا مار دے گی۔۔۔

نہیں مجھے ڈیڈ پاس جانا ہے۔۔۔ وہ ہچکیوں پر آگئی تھی۔۔۔

چچی یہ آپ کیا کر رہی ہیں۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔

شٹ آپ۔۔۔ جسٹ شٹ آپ۔۔۔ اس سے پہلے کے میرب اسکی حالت دیکھ

آگے بڑھتی وہ اسکی طرف چہرہ کرتی انگلی اٹھا کر ڈھاری۔۔۔

خبردار جو ایک لفظ بھی کہنے کی کوشیش کی تو۔۔۔ زبان گدی سے کھینچ ڈالوں

گی۔۔۔ اور ہاں۔۔۔ بتا دینا اپنے سوکا لڈ چاچو کو کہ میری بیٹی۔۔۔ اسنے تنک کر

اپنے سینے پر انگلی سے دستک دی۔۔۔ میرے پاس ہے۔۔۔ پھر واپس اینجل کی

جانب پلٹی جو اسکی گرفت میں مچل رہی تھی۔

نہیں جانا مجھے آپکے ساتھ ڈیڈ پاس جانا ہے۔۔۔ آپ گندی۔۔۔

چٹاخ۔۔۔۔

اسکی معصوم باتوں کے جواب میں اسنے رکھ کر ایک تھپڑ اسکی پھول سی گال پر
رسید کیا تھا کہ وہ لڑکھڑاتی ہوئی مار بل لگے فرش پر اوندھے منہ گری اور ساتھ
ہی اسکی چیخوں سے خان ولا کے در و دیوار لرز اٹھے۔۔۔۔

ماتھا مار بل سے ٹکرانے پر ابھار سا بن گیا تھا۔۔۔

اسکی چیخ و پکار سن کر سبھی اپنے اپنے کمروں سے بھاگتے باہر آئے۔۔۔ مگر وہ بے
حس بنی بیٹی کا بازو جھکڑے اسے گھسیٹتی ہوئی ساتھ لیجا رہی تھی۔۔

اسکے چہرے کے سر دوسپاٹ سے تاثرات اور جارحانہ انداز دیکھ کسی کی ہمت نا
ہوئی اس بد زبان بد لحاظ کے منہ لگنے کی۔۔

جبکہ میرب آنسو بہاتی تیزی سے لینڈ لائن کی جانب بڑھی۔۔۔ ہاتھ کی پشت
سے آنسو صاف کئے اور رسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔۔۔ اسکے ہاتھ تیزی سے

شامیر کا نمبر ڈائل کر رہے تھے۔۔۔

ایمان گہری نیند میں تھی۔۔۔۔۔قطرہ قطرہ سفید محلول آئی وی لائن کی مدد سے اسکی رگوں میں اترتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔باہر اب رفتہ رفتہ شام کے سائے رات کی تاریکی میں بدلنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔۔۔شامیر اپنی سٹک پر وزن ڈالتا اٹھ کھڑا ہوا اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا زوہان کے کمرے میں آ گیا۔۔۔۔۔سبحان وہیں تھا بھائی کے پاس۔۔۔۔۔

شامیر خاموشی سے آکر کاوچ پر ڈھ سا گیا۔۔۔۔۔زوہان کی پلکیں آپس میں سختی سے پیوست دیکھ اور اسے یوں ان حالوں میں ہسپتال کے بستر پر دراز دیکھنا جانے شامیر کے دل کو کھینچ سی لگ رہی تھی۔۔۔۔۔وہ ہستا کھیلتا مستیاں کرتا ہی اچھا لگتا تھا یوں بستر سے لگا نہیں۔۔۔۔۔اسکے دل سے ہوک سی اٹھی۔۔۔۔۔

ڈیڈ آپ بیٹھیں میں کھانے کو کچھ لاتا ہوں۔۔۔۔۔ممی تو ابھی سو رہی ہیں لیکن۔۔۔۔۔مجھے بھوک نہیں حان۔۔۔۔۔وہ آہستگی سے سبحان کی بات کاٹ گیا۔۔۔۔۔

سبحان نے سختی سے لب بھینچ لئے۔۔۔۔۔پھر بولا تو آواز میں ٹھہرا ہوا تھا۔۔۔۔۔

ایسے نہیں چلے گا ڈید۔۔۔ آپکی طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔ آپکو دوائی بھی کھانی ہے۔۔۔ میں کینیٹین تک جا رہا ہوں اور آپ بنا بحث کئے میرے ساتھ کھانا کھانے والے ہیں۔۔۔

وہ دھونس بھرے انداز میں کہتا کمرے سے نکل گیا جبکہ شامیر سر ہاتھوں میں تھام گیا۔۔۔

دفعۃً آہٹ پر اسنے سر اٹھایا اور روبرو امجد کا پا کر اسکی آنکھوں سے چنگاریاں سی نکلنے لگیں۔۔۔

تم سے اس غداری کی توقع نہیں کی تھی میں نے امجد۔۔۔ لہجہ خود بخود سخت اور پتھر یلا ہو گیا۔۔۔ وہ شرمندگی سے سر جھکا گیا۔۔۔

آپ سے غداری کے بارے میں امجد سوچ بھی نہیں سکتا خان۔۔۔ آپکا نمک کھایا ہے نمک حرامی نہیں کر سکتا۔۔۔ اسکے انداز میں گہری ندامت پنہاں تھی۔۔۔ تو وہ کیا تھا جو تم نے کیا۔۔۔ کیوں لائے تم ایمان کو وہاں۔۔۔ شامیر غرا اٹھا۔۔۔ گو کے صحت اس چیز کی اجازت نہیں دیتی تھی لیکن غصہ حد سے سوا تھا۔۔۔۔۔

خان۔۔۔ گستاخی معاف۔۔۔ مگر مجھ پر حالات تنگ کر دیئے گئے تھے۔۔۔ امجد کی
آواز میں یاسیت کے ساتھ ساتھ نئی بھی گھلنے لگی۔۔۔
بڑے خان کے گارڈز میرے گھر پر تھے۔۔۔

میری بیوی اور جوان بچیاں انکی حراست میں انکی گن پوائنٹ پر تھیں۔۔۔ خان
میں مجبور تھا۔۔۔ اور ایسا۔۔۔ ایسا میں نے محض اس لئے کیا کیونکہ۔۔۔ کیونکہ بی بی
کو آپکے اور بچوں کے پاس ہی لانا تھا ورنہ باخدا میں اپنی بیوی اور بچیوں پر بھی انہیں
ہی ترجیح دے جاتا۔۔۔

اسکے گھگھیا کر حقیقت سے آشنا کروانے پر وہ کرب سے آنکھیں میچتا سر کاوچ کی
پشت سے ٹکا گیا۔۔۔
بابا یار اور کتنی سیاستیں۔۔۔

ابھی اسی ادھیر پن میں مشغول تھا جب اسکا سیل بج اٹھا۔۔۔ یہ موبائل فون بھی
اسنے کچھ دیر پہلے ہی آن کیا تھا۔۔۔
نمبر گھر کا تھا تبھی وہ بنا توقف کے اٹھا گیا۔۔۔

مگر آگے سے ابھرتی آواز نے گویا اسکے قدموں تلے سے زمین کھسکا دی۔۔۔

چاچو۔۔۔ چاچو پر وشہ چاچی آئی تھیں وہ بہت غصے میں تھیں اور اینجل کو گھسیٹتے ہوئے ساتھ لے گئیں۔۔۔

آگے سے رملہ کی روتی آواز نے اسے جی جان سے جھنجھوڑ ڈالا۔۔۔

شامیر کے ماتھے پر جا بجا شکنوں کا جال بچھا۔۔۔

چاچو اینجل نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔ اسنے مزاحمت کی تو چاچی نے اسے تھپڑ

مارا۔۔۔ وہ نیچے جا گری۔۔۔ اسے بہت بری چوٹ لگی چاچو۔۔۔ وہ وہ بہت رورہی

تھی۔۔۔ رملہ خود بھی زار و قطار روتے ہوئے اسے بات بتا رہی تھی۔۔۔

موبائل شامیر کے کپکپاتے ہاتھوں سے نیچے جا چھوٹا۔۔۔۔

امجد تیزی سے آگے بڑھا۔۔۔

خنخ۔۔۔ خان سب ٹھیک ہے نا۔۔۔

شامیر آگے سے بال مٹھی میں جکڑ گیا اس سارے میس میں وہ پر وشہ جیسی ضدی

اور ہٹ دھرم بندی کو کیسے بھول گیا۔۔۔

یقینا اسنے بھی اسکی پریس دیکھی تھی اور اسے کس انداز میں لیا تھا یہ اسکا رویہ بتا رہا

تھا۔۔۔

وہ اپنی ضد میں اس معصوم جان کے ساتھ ناکچھ غلط کر دے جس میں شامیر تو دور
اسکے دونوں بھائیوں کی بھی جانب بستی تھی۔۔۔

شامیر لب بھینچتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

اگر وہ واقعی شامیر کو اینجل کے ذریعے سے بے بس کرنا چاہتی تھی تو وہ اپنے مقصد
میں کامیاب رہی تھی۔۔۔۔

اگر وہ یہ توقع رکھتی تھی کہ یوں شامیر اپنا ہر کام پس پشت ڈال کر بل چلا آئے
گا تو وہ درست تھی۔۔ وہ واقعی بیٹی کے غم میں وہاں دوڑا جانے کو بے تاب تھا۔۔۔
امجد جب تک سبحان کینیٹین سے واپس نہیں آجاتا تم یہیں رکنا زوہان کے پاس

میں جلد واپس آنے کی کوشش کروں گا۔۔۔ اسکے انداز میں عجلت تھی۔۔۔ جیسے
کسی نے واقعی اسکی دکھتی رگ پر دباؤ ڈالتے اسے مسل ڈالا ہو اور وہ اپنی وہ رگ
اس ظالم سے آزاد کروانے کی تگ و دو میں ہلکان ہو رہا ہو۔۔۔۔

لیکن خان آپ جا کہاں رہے ہیں۔۔ اور یوں اس حالت میں۔۔ وہ بے چین ہو
اٹھا۔۔۔

پروشنہ کے پاس۔۔۔ اب اس سے ملاقات ناگزیر ہے۔۔۔ اسکی آواز میں ایک سرد پن تھا۔۔۔

خان میں ساتھ چلوں اس حالت میں میں آپکو تنہا نہیں جانے دے سکتا۔۔۔
امجد ددد۔۔۔ مجھ سے زیادہ یہاں میری فیملی کو تمہاری ضرورت ہے۔۔۔
میرے پیچھے انکا سایہ بنے رہنا۔۔۔ اور یاد رکھنا اس دفعہ ایک زرے برابر کوتاہی
میں برداشت نہیں کروں گا۔۔۔ اسکے لہجے میں ایسی سختی تھی کہ امجد لب کترتے
سر جھکا گیا۔۔۔

جو حکم خان۔۔۔ اور گارڈز کو بھی ایمان اور بچوں کا سایہ بنادو امجد۔۔۔ یہ امریکہ
نہیں جہاں وہ بلا خوف و خطر گھوم سکیں۔۔۔ یہ پاکستان ہیں اور بد قسمتی سے میری
فیملی میری سیاسی دنیا میں قدم رکھ چکی ہے۔۔۔ میں انکا زرے برابر نقصان برداشت
نہیں کروں گا۔۔۔

جی خان۔۔۔ ایسا ہی ہو گا۔۔۔

مجھے سبحان کے آنے سے پہلے یہاں سے نکلنا ہے وہ آگیا تو جانے نہیں دے گا۔۔۔

وہ گہرے گہرے سانس لیتا تھا سہلا کر کچھ دیر خود کو کمپوز کرتا رہا پھر سٹک پر وزن ڈالتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔

جانے سے پہلے وہ کچھ دیر کے لئے ایمان کے کمرے کے دروازے میں رکاوہ ہنوز غنودگی میں تھی۔۔۔ اور شاید ذہنی سکون کے لئے اسی میں اسکی بہتری تھی۔۔۔ گھنیری پلکیں آپس میں پیوست تھیں۔۔۔ یقیناً وہ ان شہد رنگ آنکھوں کے کھلنے سے پہلے اسکے سامنے ہوتا۔۔۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا رہا داری کی جانب بڑھ گیا۔۔۔ ابھی راہداری کے وسط میں تھا جب دوسری جانب سے واجد خان اور پیچھے موجود گارڈز کو کروفر سے اسی جانب بڑھتا دیکھ گویا وہیں ٹھٹھک کر رک گیا۔۔۔ جیسے قدم وہیں منجمد ہو گئے ہوں۔۔۔

واجد خان بھی اسے دیکھ چکا تھا تاہم وہ اسی انداز میں دھرتی کے سینے پر بھاری مضبوط قدم رکھتا قدم قدم اسکی جانب بڑھا اور عین اسکے مقابل آکر رک گیا۔۔۔

شامیر نے دیکھا الجھے الجھے سے دونوں بھائی بھی باپ کے پیچھے ہی تھی جیسے کسی
انہونی کو ہونے سے روکنے کی جستجو میں ہلکان ہوں۔۔۔

شامیر نے ہاتھ کے اشارے سے سارے گارڈ کو دور ہٹنے کا کہا۔۔۔

ہسپتال کی عمارت سے باہر بابا کا انتظار کرو۔۔۔ مجھے تم میں سے کوئی بھی ہسپتال کے
بلڈنگ میں بالخصوص میرے بیوی بچوں کے پاس دکھائی نہیں دینا چاہیے۔۔۔ وہ
بولا تو آواز پھنکارتی ہوئی سی تھی۔۔۔ اسکا مخاطب باپ نہیں تھا۔۔۔ البتہ باپ کی
سرد و سنجیدہ آر پار ہوتی نگاہیں اسی پر ٹکیں تھیں۔۔۔

گارڈ نے سوالیہ انداز میں واجد خان کو دیکھا۔۔۔ گویا اسکے حکم کے منتظر
ہوں۔۔۔

جاؤ بھی۔۔۔ اب میرے بیٹے کو ہر دوسرے شخص سے خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔۔۔
اسکا انداز تمسخرانہ تھا

شامیر لب بھینچ گیا البتہ گارڈز واپس پلٹ گئے۔۔۔

میں یہاں ہنگامہ نہیں چاہتا بابا۔۔۔ البتہ بیٹھ کر بات۔۔۔

اسکے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے جب واجد خان سمیٹ دونوں بھائیوں نے بھی
اسکی نگاہوں کے تعاقب میں پیچھے پلٹ کر دیکھا۔۔۔ جہاں سبحان ہاتھوں میں
کھانے کا کچھ سامان تھا مے اسی طرف سے چلا آرہا تھا۔۔۔
باپ کے ساتھ گرینڈ پا کو کھڑا دیکھ اسکی قدم سست پڑے البتہ چہرے پر عجیب سختی
سے اتر آئی تھی۔۔۔

شامیر لبوں پر زبان پھیرتا بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔۔۔
حان بیٹا آپ زونی اور اپنی ممی کے پاس جاؤ۔۔۔ میں کچھ دیر تک آتا ہوں۔۔۔
سبحان کے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر اس تک پہنچنے پر وہ نرمی سے گویا ہوا۔۔۔
میں چلا جاؤں گا دیڈ۔۔۔ مجھے کوئی شوق نہیں آپکی پرائیویسی میں انٹرفیر کرنے کا
لیکن اس سے پہلے آپ میرے ساتھ آئیں۔۔۔
وہ اسکی بازو تھام کر آگے بڑھا۔۔۔

حان بیٹا میں۔۔۔

ریلیکس ڈیڈ۔۔۔ آپکو اغوا کر کے نہیں لیجا رہا۔۔۔ یہ روم خالی ہے یہاں آجائیں۔۔۔
یوں ہسپتال کی راہداری میں کھڑے ہونا کسی صورت مناسب نہیں۔۔۔ اسکا انداز
سنجیدہ تھا شامیر ماتھا مسلتا اسکے ساتھ ہی اندر آگیا۔۔۔

بیٹھیں ڈیڈ۔۔۔ واجد خان اور شامیر کے دونوں بھائی پیچھے ہی اندر آگئے مگر اسے
کسی کی پرواہ نہیں تھی۔۔۔ اسنے باپ کو کاوچ پر بیٹھایا اور ایک سینڈوچ نکال کر
اسے دیا۔۔۔

میں کھالوں گا حان تم۔۔۔
نوڈیڈ۔۔۔ میرے سامنے کھائیں۔۔۔ میں آپکو میڈیسن دیئے بنا یہاں سے ہرگز
نہیں جاؤں گا۔۔۔

آپ صبح سے بھوکے ہیں۔۔۔ سبحان کے سنجیدگی سے کہنے پر وہ شش و پنج میں مبتلا
سینڈوچ کھانے لگا۔۔۔ وہ اسے بتانا پایا کہ صورتحال اسقدر غیر یقینی چل رہی ہو تو
بھوک پیاس کا ہر احساس اپنی موت آپ مر جاتا ہے۔۔۔

مگر وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا۔۔۔ تب تک ہر چیز سے لا تعلق باپ کے پاس بیٹھا رہا جب تک وہ بامشکل زہر مار کئے چند گھونٹ کافی کے پینے کے ساتھ ایک سینڈوٹیج کھا ناگیا پھر جیکٹ کی جیب سے گولیاں نکالتا اسے میڈیسن کھلا کر باقی سامان اٹھاتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

جلدی آئیے گا ڈیڈ۔۔۔ ہم آپکے منتظر ہیں۔۔۔ آپکو بھی سخت آرام کی ضرورت ہے۔۔۔ نیز زونی کو ہوش میں آتے ہی آپکا چہرہ ادکھائی نادیا تو پورے ہسپتال میں بھونچال لادے گا۔۔۔

وہ پس پردہ سنجیدگی سے بہت گہری بات وہاں کھڑے سبھی مکینوں کے گوش گزار تا مضبوط قدم اٹھاتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔

امجد خان کی گہری نگاہوں نے دور تک اسکا احاطہ کیا۔۔۔

وہ واپس زوہان کے کمرے تک آیا تو دور سے ہی پریشان سی ماں کو راہداری کے بیچ و بیچ کھڑے پایا۔۔۔

اپنے آپ ہی اسکے قدموں کی رفتار تیز ہو گئی۔۔

وہ ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی پشت تھامے کھڑی تھی۔۔ اس ہاتھ پر پہلے ہی آئی وی لائن نوچنے کے باعث زخم کے ساتھ ساتھ گہرا نیل بنا ہوا تھا جس پر سوزش ہو چکی تھی۔۔۔

ممی آپ نے پھر سے آئی وی لائن نوچ کے تو نہیں اتاری۔۔ وہ ماں کے قریب آتا فکر مندی سے ماں کا ہاتھ آگے کرتا دیکھنے لگا۔۔ جہاں آئی وی لائن لگی جگہ پر چھوٹا سا کاٹن کا پیس تھا۔۔۔
نہیں۔۔۔ سسٹر نے اتاری ہے۔۔۔

زونی کہاں ہے۔۔۔ اور خان۔۔۔ اسکے انداز میں بے تابانہ پن تھا۔۔۔
ڈیڈ یہیں ہیں۔۔۔ اور آئیں میں آپکو زونی کے پاس لیجاؤں۔۔۔ اسے ابھی ہوش نہیں آیا۔۔۔ آئیں تب تک ہم دونوں کچھ کھالیں۔۔۔ ڈیڈ کو کھلا کر میڈیسن دے دی ہے۔۔۔ مگر مجھے بھی بہت بھوک لگ رہی ہے۔۔۔ چلیں دونوں کھاتے ہیں۔۔۔ وہ ماں کے شانے پر بازو دراز کئے اسے لئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا

زوہان کے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔ ویسے نہیں یقیناً بیٹے کی بھوک کا سن کر اسکا ساتھ دینے کو وہ اسکے ساتھ ضرور کھاتی۔۔۔

اگر ہسپتال کے اسی کمرے میں واپس آؤ جہاں سبحان باپ کو چھوڑ کر گیا تھا تو وہاں شامیر اسی جگہ پر بیٹھا تھا جہاں سبحان نے اسے بیٹھا کر زبردستی سینڈو پیج کھلا کر میڈیسن دی تھی۔۔۔

دونوں بھائی گم صم سے سنگل کر سیوں پر بیٹھے تھے البتہ واجد خان ہاتھ پشت پر باندھے دیوار گیر کھڑی کی جانب چہرا کئے باہر اترتی رات میں ناجانے کیا تلاش کر رہا تھا۔۔۔

شامیر کی جانب اسکی پشت تھی۔۔۔ کمرے میں مہیب سناٹا تھا۔۔۔

تمہارا بیٹا بہت محبت کرتا ہے تم سے شامیر۔۔۔ دفعتاً کمرے کے سناٹے کو واجد خان کی تیز آواز نے کاٹا۔۔۔ بہت پرواہ ہے اسے تمہاری۔۔۔ اسکے لہجے میں ٹھہراؤ تھا۔۔۔ وہ بھی تو بیٹا ہی ہے نا۔۔۔ ویسی محبت اور باپ کی پرواہ تم کیوں نا کر سکتے شامیر۔۔۔

باپ کے شکوہ کناں ہونے پر پ ایک ہلکی سی اداس مسکراہٹ اسکے چہرے پر
رینگ گئی۔۔۔

اسے بے ساختہ زوہان یاد آیا۔۔۔ وہ اس وقت یہاں ہوتا تو بنا ماں کے منہ پھٹ
ہونے کے لقب کی پرواہ کئے بے ڈھرک انداز میں بول دیتا کہ پہلے میرے باپ
جیسا بن کر تو دکھائیں گرینڈ پا پھر یہ شکوہ بھی کر لینا۔۔۔

تم اتنے سالوں سے مجھے دھوکے پر دھوکہ دیتے آئے۔۔۔

بابا میں اپنے بیٹوں سے دستبردار نہیں ہو سکتا۔۔۔ اسے آپ میری مجبوری سمجھ لیں
۔۔۔ اسنے دانستہ فلحال ایمان کا نام نالیا۔۔۔

میں چاہتا بھی نہیں ہوں کہ تم اپنے بیٹوں سے دستبردار ہو۔۔۔ وہ شامیر کی جانب
پلٹے۔۔۔

وہ ہمارے خاندان کے وارث ہیں۔۔۔ میں خود انہیں انکا جائز مقام دینے کو تیار
ہوں۔۔۔

پھر مسئلہ کیا ہے بابا۔۔۔ اس کے ماتھے پر چند لکیریں کھینچ گئیں۔۔۔ یقیناً بابا کی اگلی بات غیر متوقع ہونے والی تھی۔۔۔

بس انکی ماں کو چھوڑ دو۔۔۔

شامیر کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ چند لمحے کچھ بولنے کی جستجو کے باوجود وہ خاموش رہ گیا۔۔۔

بابا میری جان میرے بچوں میں بستی ہے۔۔۔ اور کنزل الایمان وہ چڑیا ہے۔۔۔ جس میں میرے بچوں کی جان بستی ہے۔۔۔ وہ دونوں ماں کے بنا مجھے یا آپکو قبول کریں گے یہ کسی کی بھی محض غلط فہمی تو ہو سکتی ہے مگر حقیقت نہیں۔۔۔

میں بچوں کے بنا نہیں رہ سکتا تو وہ اپنی ماں کے بنا نہیں رہ سکتے۔۔۔ یہ ایک ٹرائی اینگل ہے۔۔۔ جو یو نہی بنتی ہے۔۔۔ اس میں سے اگر کوئی ایک سرا بھی مس ہو اتو یہ ٹرائی اینگل ادھوری ہے۔۔۔ اور ہم سب ہی بے سکونی کی نظر ہیں۔۔۔

واجد خان غم و غصے سے لب بھینچ گیا۔۔۔

وہ بچے ہیں شامیر اور باپ کے پاس بچوں کو قابو کرنے کے سو طریقے ہوتے ہیں۔۔۔

باپ کفالت سے ہاتھ کھینچ لے تو بچوں کی ناک کی لکیریں تک نکل آتیں ہیں۔۔۔ شاید تمہیں ہی باپ بنانا آیا۔۔۔ یا اس چھٹانک بھر کی لڑکی نے تمہیں قابو ہی اتنا کر رکھا ہے کہ تمہارے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں ہی مفلوج کر ڈالی ہیں اسنے۔۔۔ عورت کے سہارے مرد جینے لگے اسکے کہے مطابق فیصلے لینے لگے تو یہ ایک مرد کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہوتا ہے۔۔۔ عورت ایک کمزور ہستی ہے اسے اسکی اوقات میں رکھنا چاہیے۔۔۔

اور اپنے بچوں کے ہاتھ سے ماں کا پلو چھڑوا کر انہیں مرد کے بچے بناو۔۔۔ بابا کی زہریلی باتیں کسی نشتر کی مانند شامیر کا جسم چھلنی چھلنی کر رہی تھیں۔۔۔ زہر رگوں میں بہنے لگا تھا۔۔۔ غم و غصے کی شدید لہر اسکے اندر سرایت کرتی چلی گی مگر بولا تو آواز کمپوز تھی۔۔۔

بابا۔۔۔ وہ ویسے بچے ہیں ہی نہیں جیسا آپ انہیں ایکسپیکٹ کر رہے ہیں یا معذرت کے ساتھ جیسا میں بچپن میں تھا۔۔۔

یا وہ بچے جن پر سے اگر انکا باپ ہاتھ اٹھالیں یا کفالت سے ہاتھ کھینچ لیں تو وہ گھٹنوں کے بل ہر ضد چھوڑے باخوشی اس سونے کی قید کو قبول کر لیتے ہیں جہاں انکا دل تو مرجاتا ہے لیکن دنیا جہاں کی باقی ساری آسائشیں میسر آ جاتی ہیں۔۔۔۔۔ ارحم کرب سے آنکھیں میچ گیا۔۔۔۔۔ یہ کن الفاظ میں بھائی نے انکی پوری زندگی کی عکاسی کر دی تھی۔۔۔

وہ بچے بہت الگ ہیں ڈیڈ۔۔۔۔۔ نڈر۔۔۔۔۔ بہادر۔۔۔۔۔ بڑے سے بڑے خطرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بے خوف و خطر ڈٹ جانے والے۔۔۔۔۔ اور کبھی انکے سامنے آ کر یہ کہہ کر دیکھیں کہ یہ حماقت ہے اس مسئلے میں کود کر مصیبت اپنے سر مت لو۔۔۔۔۔

انکے پاس بڑا خوبصورت لاجواب کرنے والا جواب ہو گا بابا۔۔۔۔۔ کہ ڈیڈ ڈونٹ وری۔۔۔ جب آپکی نیت صاف ہے آپ سچے ہیں اور حق کے لئے ڈٹے ہیں تو آپکو

ڈرنے کی ضرورت نہیں۔۔ آپ اکیلے نہیں۔۔ اللہ ہے نا۔۔ اور جب اللہ ہے
اور آپ اللہ کی حفاظت کے حصار میں ہیں تو پھر ڈر کس بات کا۔۔ کیا آپ کو
ناعود با اللہ اللہ کے اختیارات پر شک ہے۔۔

ڈیڈ بلاشبہ وہ لگژری لائف جیتے ہیں لیکن برینڈ ڈکپڑے پہن کر فیکٹری میں لگی
دعوت عام میں مزدوروں کے ساتھ چٹائی پر بیٹھ کر ہاتھ سے کھانا کھاتے انہیں اپنی
شان گھٹنے کا کوئی احساس نہیں ہوتا۔۔

بلکہ میری لاہور والی برانچ میں دعوت عام میں وہ کھانا کھاتے ہی لیبر کے ساتھ بیٹھ
کر ہیں۔۔

اور ورک ہونے پر مزدوروں کے ساتھ سامان لوڈ کروانے پر انہیں کوئی قباحت
نہیں ہوتی۔۔

کسی ضعیف فقیر کا میلا کچلا ہاتھ تھام کر انہیں روڈ کر اس کروانے میں انہیں کوئی
مسئلہ نہیں۔۔

میں یا آپ انکی طاقت کو نہیں توڑ سکتا دیڈ۔۔

وہ بچے مہنگے ترین ہوٹلوں کا کھانے کھانے کے باوجود بوقت ضرورت فاقے تک
کاٹ جانے کی ہمت رکھتے ہیں۔۔۔

اور انکی کفالت سے ہاتھ اٹھالینے جیسی باتیں تو کریں ہی مت ڈیڈ۔۔۔ وہ حق بات پر
ڈٹ جانے والے ضد میں اپنے گرینڈ پا سے دو ہاتھ آگے ہیں۔۔۔

وہ زندگی کی لگز ریوں پر کمپر ومانز کر سکتے ہیں لیکن ماں کی آغوش پر نہیں۔۔۔

ڈیڈ۔۔۔ میرے دونوں بیٹے اتنی سی عمر میں خود کفیل ہیں۔۔۔ زوہان سے بہترین
ایڈیٹنگ سروسز کوئی نہیں دے سکتا۔۔۔ اسکے ہاتھ میں ایسی مہارت ہے کہ دیکھنے
والا اسکی ایڈیٹنگ کا معترف ہوئے بنا نہیں رہ سکتا۔۔۔

اور سبحان کا تو کوئی ثانی ہی نہیں۔۔۔

گرافک ڈیزائننگ میں تو جو وہ ماہر ہے سو ہے۔۔۔ غرض کوڈنگ ویب ڈویلپنگ
ایپ مینجمنٹ وہ کونسا ڈیجیٹل کام ہے جس میں اسنے اپنی ٹانگیں نہیں پھنسا رکھیں

--

میرے بچے بہت قابل ہیں ڈید۔۔۔ انہیں خود کفیل ہونے کے لئے نوکریاں کرنے کو جوتے نہیں گھسانے پڑیں گے۔۔۔ وہ ڈیجیٹل دور کی پیداوار ہیں بابا۔۔۔ وہ اونلین پلیٹ فارمز سے اچھا خاصا کمار ہے ہیں۔۔۔ وہ الگ بات کے ابھی وہ اس چیز کو لے کر بہت نان سیریس ہیں لیکن انکے پاس ٹیلنٹ ہے اور میرے ان سے ہاتھ کھینچنے پر وہ بہت آسانی سے اس چیز کو ایز آپرو فیشن اختیار کر لیں گے اور دوبارہ کبھی پلٹ کر مجھے یا میری دولت کی طرف دیکھیں گے نہیں۔۔۔

واجد خان دم بخود سا بیٹے کو سن رہا تھا۔۔۔

کچھ وقت پہلے تک میری سوچ بھی وہی تھی بابا۔۔۔۔۔ بالکل وہی جو آپ نے کہا کے عورت ایک کمزور مخلوق ہے۔۔۔ بے بس اور حقیر۔۔۔ جس کے بس میں کچھ نہیں۔۔۔ جو خود اپنے فیصلوں کے لئے دوسروں کی محتاج ہے۔۔۔

لیکن میں غلط تھا کیونکہ پچھلے چند سالوں میں میں نے جانا ڈیڈ کے عورت سے زیادہ طاقتور اس دنیا میں کوئی مخلوق نہیں۔۔۔ وہ مرد سے زیادہ زور آور

ہے۔۔۔ کیونکہ نڈر بہادر بے خوف اور شیروں سی صفات کے حامل دلیر نوجوانوں

کو پروان چڑھانے میں ایک باکردار مثبت سوچ کی حامل اور تعمیری صلاحیتوں والی ماں کا سب سے بڑا کردار ہوتا ہے۔۔۔

یہ شیر جوان بیٹے ایسی ماؤں کی آغوش سے ہی نکلا کرتے ہیں جو پھر تاریخ رقم کر دیتے ہیں۔۔۔

آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں۔۔۔

سلطان عزنوی۔۔۔ جلال الدین اکبر۔۔۔ صلاح الدین ایوبی۔۔۔ محمد بن قاسم یہ سب عظیم ماؤں کے شیر جوان بیٹے تھے۔۔۔ جو تاریخ رقم کر گئے۔۔۔

اس لئے ہمیں اس سوچ کو بدل لینا چاہیے کہ عورت کمزور ہے۔۔۔ اور بیٹوں سے زیادہ بیٹیوں کو مثبت اور تعمیری ماحول فراہم کرنا چاہیے کیونکہ وہ نسلوں کی امین ہوتی ہیں۔۔۔

معذرت لیکن میرے بیٹے میرے کم اپنی ماں کے زیادہ بیٹے ہیں۔۔۔ وہ باپ پر ماں کو ترجیح دے سکتے ہیں البتہ ماں پر باپ کو ترجیح کبھی نہیں دیں گے۔۔۔
اسنے گویا اس وضاحت سے واجد خان کی قوت گویائی ہی صلب کر ڈالی۔۔۔

رات کے سائے ہر سو پنکھ پھیلانے لگے تھے۔۔۔ ایسے میں شامیر منتشر دماغ کے ساتھ گاڑی ہواؤں میں اڑاتا لے جا رہا تھا۔۔۔ بابا کے ساتھ ہوئی آخری بحث کے اثرات ہنوز دماغ پر قائم و دائم تھے۔۔۔ وہ اثرات اتنی جلدی دماغ پر سے اپنا نقش مٹانے والے تھے بھی نہیں۔۔۔

ناجانے اینجل کیا کر رہی ہوگی۔۔۔ اسکی طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں تھی۔۔۔ اوپر سے پروشہ کی ضد نے ناجانے کیا دن دکھانے تھے۔۔۔ اسے زوہان کے فکر الگ تھی۔۔۔ واقعی ہوش میں آنے کے بعد اسے اگر باپ وہاں نادکھائی دیتا تو حقیقتاً بھونچال لا کھڑا کرتا۔۔۔

اور ایسا اس لئے نہ ہوتا کہ وہ باپ کو آنکھ سے او جھل نہیں ہونے دینا چاہتا تھا بلکہ ایسا اس لئے ہوتا کہ اب درمیان میں خاندانی ضد آگئی تھی۔۔۔

اب شامیر خان بقول زوہان کے واجد خان کا بیٹا کم اور زوہان شامیر خان کا باپ زیادہ تھا۔۔۔ اس پر سب سے زیادہ حق بھی اسی کا تھا۔۔۔ اور اسی چکر میں گولی

کھانے کے بعد بہت کم چانسز تھے کہ وہ واجد خان کو اپنے باپ کے آس پاس بھی برداشت کرتا۔۔۔

بالکل اس چھوٹے بچے کی مانند جن میں لڑائی ہی اس بات پر ہوتی ہے کہ یہ میرے ڈیڈ ہیں تمہارے نہیں۔۔۔

زوہان شامیر خان۔۔۔ اتنا بڑا ہونے کے باوجود بھی نخرے کرتا تھا کیونکہ اسکا باپ باخوشی اسکے نخرے اٹھاتا تھا۔۔۔

رات کی ہیبت ناکی میں دور سے ہی وہ عمارت زرد روشنیوں میں نہائی دکھائی دینے لگی جو فلحال اسکی منزل تھی۔۔۔

اور اسکی بیرونی جانب جلتی تمام فینسی لائٹس وہاں رہنے والے مکینوں کے امارت کی زندہ گواہ تھی۔۔۔

دفعۃً گاڑی کے ٹائر عین آہنی گیٹ کے سامنے چڑچڑائے تو گارڈ نے گاڑی اور شامیر کو پہچان کر جھٹ گیٹ وا کر دیا۔۔۔

وہ بناتا خیر کئے گاڑی اندر بڑھالے گیا جہاں پہلے ہی پرورشہ اور اسکے باپ کی گاڑیاں کھڑی تھیں۔۔۔

وہ گہری سانس خارج کرتا ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولتا باہر نکل آیا۔۔۔

&&&&& &&

ایمان اور سبحان نے ایک دوسرے کے لئے چند نوالے زہر مار کئے تو زوہان کی
کراہ پر دونوں ہی چونک اٹھے۔۔۔

وہ کراہ کر ہوش میں آ رہا تھا۔۔۔

ایمان سب کچھ وہیں چھوڑ چھاڑ تڑپ کر اسکی جانب بڑھی۔۔۔
کیسا ہے میرا شہزادہ۔۔۔

زوہان نے آنکھیں کھولیں تو اسنے ماں کو خود پر جھکے پایا جو نہایت محبت و عقیدت
سے اسکے گھنے بال سہلا رہی تھی۔۔۔

بے دریغ انمول شفاف موتی اسکی آنکھوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر بہتے زوہان کے
چہرے پر گر رہے تھے۔۔۔

بہت ظالم ہو زونی۔۔۔ لمحوں میں ماں کا دل دہلا دیتے ہو۔۔۔

وہ خاموشی سے ماں کو دیکھتا رہا۔۔۔ باز وہلانے پر وہاں سے درد کی ٹھیسیں اٹھتی

محسوس ہوئیں تو وہ لب بھینچتا کمرے میں نظر گھمانے لگا۔۔۔

سبحان برتن سمیٹ کر وہیں اسکے پاس آ رہا تھا۔۔
باقی پورا کمر خالی تھا۔۔
یکدم اسکے چہرے کے اعضا کھینچ سے گئے۔۔
ڈیڈ کہاں ہے۔۔۔ لہجے میں خود بخود سختی در آئی۔۔ اسکا مخاطب سبحان تھا۔۔
ایمان بیٹے کے تیور دیکھ گھبرائی۔۔
زونی۔۔
ڈونٹ مئی۔۔ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹا۔۔
آہہ۔۔۔ ساتھ ہی بازو سے اٹھتی ناقابل برداشت تکلیف اور آنکھوں کے
آگے چھاتے اندھیرے کے باعث اسکی کراہیں نکل گئی۔۔
زونی مت کرو تمہیں خدا کا واسطہ۔۔
وہ اسکی ضد کے آگے ہار مانتی سسک اٹھی۔۔
ڈیڈ کو بلائیں۔۔۔ ابھی کے ابھی۔۔۔ وہ ہیں کہاں۔۔ غصے سے اسکی آواز بلند ہو
رہی تھی جو اسکے لئے قطعاً اچھی نا تھی۔۔
ایمان نے بے بسی سے سبحان کو دیکھا۔۔

ریلیکس ہو جاو۔۔۔ ابھی وہ یہاں نہیں بات کرواتا ہوں تمہاری۔۔۔
سبحان نے باپ کا نمبر ملاتے فون اسکی جانب بڑھایا۔۔۔ وہ اسے کڑے تیوروں
سے دیکھتا فون تھام کر کان سے لگا گیا۔۔۔
دوسری جانب بیل جا رہی تھی۔۔۔
پروشنہ کے باپ کے گھر کے ڈرائیور پر شامیر کے آگے بڑھتے قدم فون کی رنگ
ٹیون کے باعث رکے۔۔۔
جیب سے فون نکال کر نمبر دیکھتے وہ گہری سانس خارج کر گیا۔۔۔
فون سبحان کا تھا یقیناً کوئی ضروری بات تھی تبھی وہ فون کر رہا تھا۔۔۔ شامیر بنا
توقف کے فون اٹھ گیا۔۔۔
میں زوہان شامیر خان۔۔۔ یہاں ہسپتال کے ایک کمرے میں پڑا مر رہا
ہوں۔۔۔ مجھے گولی لگی ہے۔۔۔ میری تکلیف حد سے سوا ہے اور شامیر
خان۔۔۔ مجھ سے پوری دنیا سے زیادہ محبت کے دعوے دار اس وقت یہاں سے
غائب ہیں۔۔۔ ڈیئر ڈیڈ۔۔۔ اس بات کا میں کیا مطلب لوں۔۔۔ وہ بنار کے

نان سٹاپ ٹرین کی مانند شروع ہوا تھا۔۔۔ لہجے میں گہری کاٹ تھی۔۔۔ کیا
باپ کی محبت بیٹے کی محبت پر غالب آگئی۔۔۔
نہیں بتادیں آپ۔۔۔ ایسی بات ہے تو کھل کر بات کریں نا۔۔۔ تاکہ ہمیں بھی
راستے جدا کرنے میں آسانی رہے۔۔۔
فون سے ابھرتی زوہان کی غصیلی ہٹ دھرم آواز یک لخت ہی اسکے چودہ طبق
روشن کر گئی۔۔۔
جبکہ دوسری طرف ایمان چکر اتا سر تھام کر وہیں سنگل کرسی پر بیٹھ گئی۔۔۔
ابھی کے لئے بیٹے کو منع کرنا مطلب اس بپھرے شیر کو مزید آگ بگولہ کرنا
تھا۔۔۔
ایسی کوئی بات نہیں میری جان۔۔۔ ڈیڈ کی بھی تو سنو نا۔۔۔ وہ اندر جاتا جاتا رہا اور
نرمی سے گویا ہوا۔۔۔ انداز پچکارنے والا تھا۔۔۔
ڈونٹ کال می جان۔۔۔ اس بات کی وضاحت آپ کی اس وقت یہاں غیر
موجودگی باخوبی دے چکی ہے مجھے۔۔۔ وہ مزید مشتعل ہوا۔۔۔

آپ بھی بیمار ہوئے تھے دیڈ۔۔ لیکن زوہان شامیر خان کی پہلی ترجیح اسکا باپ تھا
باقی ساری دنیا بعد میں۔۔ آپکے لئے میں کیسے دوسری ترجیح ہو گیا۔۔۔۔۔ وہ
دھونس بڑے شکووں پر اتر آیا۔۔۔

آپ اپنے ڈیڈ کے پاس ہیں نا۔۔ اسی ڈیڈ کے پاس جن کی وجہ سے ابھی میں
یہاں ہوں۔۔۔ غم و غصے سے اسکی آواز پھٹنے لگی۔۔ اور یہ ہی بات تو ناقابل
برداشت تھی۔۔۔ ملال تھا کہ جا ہی نارہا تھا۔۔

مجھے میرے شہزادے زونی کی قسم۔۔۔ اس وقت انکے ساتھ نہیں ہوں
یار۔۔۔ وہ گویا بے بس ہونے لگا۔۔

پلیز میرا بچہ میرا شہزادہ غصہ تھوک کر ڈیڈ کی بات بھی تو سنے نا۔۔۔ یار میری
بھی تو طبیعت خراب ہے نازونی اور یوں اس حالت میں اتنا غصہ کر کے مجھے بھی
ٹینشن دے رہے ہو تم۔۔۔

باپ کی ملتی آواز پر وہ کچھ دھیمپا پڑا۔۔۔

آپ ہیں کہاں اس وقت۔۔۔ ابکی بار آواز میں پہلے سی کر ختکی مفقود تھی۔۔۔

اینجل کے ننھیال آیا ہوں۔۔۔ اسکی طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔ اسکا اور اسکی ماں کا
کچھ اشو ہے جسکی وجہ سے مجھے ہنگامی بنیادوں پر یہاں آنا پڑا۔۔۔
ورنہ میں اور اپنے بیمار بیٹے کو چھوڑ کر آ جاؤں۔۔۔
وہ ماتھا بے طرح مسلتے وہیں کار کے آس پاس کھڑا بے چینی سے بات کر رہا
تھا۔۔۔

اوہ۔۔۔ زوہان کا غصہ جھاگ کی مانند بیٹھا۔۔۔
اب کیسی ہے وہ ڈیڈ۔۔۔ دن میں بھی اس سے اچھے سے ملاقات نہیں ہو پائی
تھی۔۔۔ ط۔۔۔

پتہ نہیں۔۔۔ جا کر دیکھوں گا۔۔۔ ابھی ملا نہیں
ٹھیک ہے پھر آپ جائیں اور میری بات بھی کروائیے گا اس سے۔۔۔
اور اگر ہو سکے تو اسے ملوانے بھی لے آئیے گا۔۔۔ واحد وہ ہستی جسکے نام سے وہ
ٹھنڈا پڑ گیا تھا اور بلا تردد باپ کو اسکے پاس جانے کی اجازت دے ڈالی۔۔۔
شامیر نے صد شکر ادا کرتے فون بند کر کے جیب میں ڈالا اور اندر کی جانب قدم
بڑھا دیئے۔۔۔

زوہان نے گہری سانس خارج کرتے موبائل سجان کو پکرایا اور کراہ کر بستر پر دوبارہ دراز ہونے لگا۔۔

سجان نے اسے سہارے سے لٹایا۔۔

اسنے پاس بیٹھی ناراض ناراض سی اور قدرے روٹھی ماں کا کوئل زخمی نیلاہٹ لئے ہاتھ پکڑ کر اپنے بالوں پر رکھا۔۔ اشارہ واضح تھا کہ وہ بالوں میں چلتے اسکے ہاتھوں کے لمس سے پرسکون ہونا چاہتا ہے۔۔ لیکن کافی دیر تک جب وہ ہاتھ بنا حس و حرکت ویسے ہی پڑا رہا تو اسنے چونک کر آنکھیں کھولتے ماں کی جانب دیکھا۔۔

جسکی شکوہ کناں بھرائی نگاہیں ہنوز اسی پر مرکوز تھیں۔۔۔
ناکریں ممی یار۔۔۔ اسکا دل گویا کسی نے پیسج ڈالا۔۔۔

ایمان کے آنسو بے ساختہ بہہ نکلے۔۔ تمہاری ضد ضرور کسی دن میرا دل بند کر وادے گی زونی۔۔

ایم سوری ممی اف آئی ہرٹ یو۔۔

لیکن اگین سوری۔۔۔ اس معاملے میں میں میں آپکی بات مان کر صبر نہیں کر سکتا۔۔۔ ڈیڈ میرے ہیں۔۔۔ تو ڈھنکے کی چوٹ پر میرے ہیں۔۔۔ وہ ماں کا آئی وی لائن کی بدولت زخمی ہاتھ لبوں سے لگا گیا۔۔۔

بس اس آخری حکم عدولی کے لئے معاف کر دیں۔۔۔ اسکے بعد آپکا ہر حکم سر آنکھوں پر۔۔۔۔

مانتا ہوں میں کم عقل ہوں اور زندگی گزارنے کا تجربہ آپکے پاس میری عمر سے بھی دو گنا ہے۔۔۔ لیکن اسکے باوجود میں محض اتنا جانتا ہوں۔۔۔ کے ہر چیز پر صبر و شکر سے قناعت نہیں کی جاسکتی۔۔۔

اپنے ماں اور باپ کے ساتھ رہنا میرا حق ہے۔۔۔ اور حق بات پر ڈٹنے کا حکم میرا مذہب بھی مجھے دیتا ہے۔۔۔

ظالم کے سامنے مظلوم بن کر ظلم ہوتے دیکھنا یا سہنا صبر نہیں ہوتا یہ ظلم کی ہی ایک قسم ہوتی ہے۔۔۔ اپنے حق کے لئے آواز نا اٹھانا بزدلی ہے۔۔۔ اور اللہ پر توکل رکھنے والے بزدل نہیں ہو سکتے۔۔۔

مجھے اگر میرا حق نہیں ملے گا تو میں اپنا حق چھین لوں گا۔۔۔ ڈھنکے کی چوٹ پر۔۔۔

ایمان بیٹے کانڈر لہجہ اور دو ٹوک انداز سن سر تھام گئی

واجد خان اپنے کمرے میں ریوالونگ چیئر پر بیٹھا تھا۔۔۔ کمرے میں نیم تاریکی کا راج تھا۔۔۔ اسکی آرام دہ کرسی عین کھڑکی کے سامنے تھی جہاں سے چاند کی چاندی اسکے چہرے پر براہ راست پڑنے کے ساتھ ساتھ ٹھنڈے ہوا کے جھونکے بھی اندر آرہے تھے۔۔۔۔۔

کرسی مسلسل آگے پیچھے جھول رہی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی پرسونل نگاہیں کسی اور ہی نادیدہ نقطے پر جمی تھیں۔۔۔۔۔ اور دماغ سوچ کی لہروں کے سنگ کہیں پیچھے پرواز کرنے لگا۔۔۔۔۔

چند گھنٹے پیچھے۔۔۔ جب وہ شامیر کے ساتھ ہسپتال کے اس کمرے میں موجود تھا۔۔۔۔۔

واجد خان کا رخ تبدیل ہو چکا تھا وہ اب کھڑکی جانب پشت کئے کھڑا تھا شامیر کی جانب اسکا چہرہ تھا البتہ پر سوچ اندر تک پہنچ کر ہر تحریر پڑھ لینے کا فن رکھتی آنکھیں اس وقت براہ راست شامیر پر مرکوز تھیں۔۔۔ جسکا سر جھکا ہوا تھا اور کرب زدہ آنکھیں سامنے پھیلی ہتھیلیوں پر مرکوز تھیں۔۔۔ جیسے وہ وہاں شاہد اپنی قسمت کے تانے بانے بن رہا ہو۔۔۔۔

ایم سوری بابا۔۔۔ میں شاید یہاں نافرمانی کا مرتکب ہو جاؤں۔۔۔ لیکن مجھے یہ قبول کرنے میں کوئی عار نہیں کے میں اپنی بیوی اور بچوں کے بنادھو رہا ہوں۔۔۔۔ میری زندگی انکے وجود کے بنا خالی ہے۔۔۔ میں انکے بنا نہیں رہ سکتا۔۔۔۔

اور۔۔۔ اسکی زبان زرا سی لڑکھڑائی۔۔۔ اسنے کرب زدہ آنکھیں میچ کر کھولیں۔۔۔ آنکھوں سے گرم سیال مائع چہرے پر بہتا چلا گیا۔۔۔

اور میں کسی قیمت پر انہیں نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔ اور اپنی اس بات کا پاس رکھنے کے لئے میں کوئی بھی قیمت چکانے کو تیار ہوں۔۔۔

اسنے گویا خود کو کمپوز کیا۔۔۔ کچھ وقت لگا تھا اسے خود کو کمپوز کرنے کو۔۔۔ پھر

اسنے سراٹھایا تو قدر بدلہ ہوا شامیر تھا۔۔۔

نڈر اور ہر خوف و خطر سے بالاتر۔۔۔۔

واجد خان اسکے انداز دیکھ کر ٹھٹھکا۔۔۔

ایسی سرکشی تو اس شخص میں اسنے کبھی نادیکھی تھی۔۔۔

بابا مجھے زندگی کے اس مقام پر کوئی فرق نہیں پڑتا کہ میرے اس انحراف سے

آپکا فیصلہ کیا ہو گا۔۔۔

آپ چاہیں تو مجھے اپنی وراثت سے عاق کر سکتے ہیں۔۔۔۔

مجھے کوئی اعتراض نا ہو گا۔۔۔واجد خان اس یکسر بدلے ہوئے شخص کو سن کر

بونچکا رہ گیا۔۔۔وقت کے کس حصے میں اسنے اپنی طنائیں اسکے ہاتھ سے چھڑوا

لیں تھیں کے وہ اب آزاد ہو گیا تھا۔۔۔

میں وہ سترہ اٹھارہ سال پہلے والا شامیر نہیں ہوں بابا۔۔۔جو اس وجہ سے

خاموش ہو جاتا تھا کہ اگر میرے سر سے باپ نے دست شفقت اٹھالیا تو کیا

ہو گا۔۔ اگر میرے باپ کا نام میرے ساتھ سے الگ ہو گیا تو میں اس بے رحم
دنیا میں رل جاؤں۔۔۔

خاندان سے کٹ کر۔۔ ایک ٹیگ خود سے الگ کر کے میں کیسے اس دنیا میں
سروائیو کروں گا۔۔۔

میں ایک کمزور مرد تھا بابا۔۔ جو صد ا مصلحتوں کی عار تلاش رہا۔۔۔
لیکن کہتے ہیں ناکے شیروں کی صحبت آپکو شیر بنادیتی ہے۔۔۔۔ اور گیدڑوں کی
صحبت شیر کو بھی گیدڑ بناڈالتی ہے۔۔۔

میرے بیٹوں کی صحبت نے مجھے اس خوف سے آزاد کر دیا بابا۔۔۔
میری بیوی کے ساتھ نے مجھے اس دنیا کے گلیمر کی حقیقت سمجھا دی۔۔۔
اور پھر میں نے اللہ پر توکل کرنا سیکھ لیا۔۔۔ اسنے ہاتھ چہرے پر پھیرتے گہرا
سانس لیا۔۔۔

اور جب انسان اللہ پر توکل کرنا سیکھ جاتا ہے ناتو۔۔۔ پھر وہ ان تمام دنیاوی
خوفوں سے بالاتر ہو جاتا ہے۔۔۔

وہ بھلا کونسی ذات ہے جو مجھے موت کے آخری سرے سے کھینچ کر دوسری جانب دھکیلاتی ہوئی بالکل آخری وقتوں میں زندگی کی لذت سے دوبارہ آشنا کروا گی۔۔۔

کیا میری رب کے سوا کسی میں ہے یہ کرنے کی طاقت۔۔۔
اسکی طرح اسکی باتیں بھی بہکی بہکی سی تھیں۔۔۔

یا واجد خان کو ہی ایسا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ میں اگر ابھی بیٹھ کر اگلے تمام حالات و واقعات سوچتا ہوں جو آپکے مجھے اپنی وراثت سے عاق کرنے کے بعد مجھے درپیش ہو سکتے ہیں تو زیادہ سے زیادہ کیا ہو گا اس میں بابا۔۔۔
آپ کے مجھے عاق کرنے کے بعد میرے ہاتھ سے ایک بڑی پاور چھن جائے گی۔۔۔

مجھے میرے ہی آفس سے بے دخل کر دیا جائے گا۔۔۔ چند دنوں کا سوشل میڈیا پر وبال سا اٹھے گا۔۔۔

طرح طرح کی باتیں ہونگی۔۔۔ میرے انڈر کام کرنے والے مجھے آنکھیں دکھانے لگیں گے۔۔۔

وہ یوں بات کر رہا تھا جیسے اپنے بارے میں نہیں کسی غیر کے بنجے اڈھڑ رہا ہوں۔۔۔

بالکل پیسے میں اتنی ہی طاقت ہوتی ہے۔۔۔ کل تک میرے ساتھ کام کرنے کے خواہشمند پھر شاید مجھے نوکری دینے میں بھی تامل محسوس کریں۔۔۔
مرسڈیز کی جگہ شاید میرے پاس کوئی ویگن آڑ ہو۔۔۔
مجھے شاپنگ کرنے کے لئے شاید مالز کی بجائے لوکل ایریاوز ٹ کرنے پڑیں۔۔۔

گھر میں لائٹیں اور پنکھیں چلانے کا شاید حساب رکھنا پڑے۔۔۔
ایک مقررہ وقت کے لئے ایئر کنڈیشن استعمال کرنا پڑے۔۔۔
وہ بڑے آرام سے آگے کا نقشہ کھینچتا جا رہا تھا اور محض واجد خان ہی نہیں دونوں بھائی بھی حق دق سے اسے بے رحمی سے اپنے بنجے اڈھڑتے دیکھ رہے تھے۔۔۔

آج جو پیسہ میں بے دریغ استعمال کر رہا ہوں کل وہ ہتھیلی پر آنے کے بعد سوچ سمجھ کر خرچ کرنا پڑے۔۔۔

کیا میں یہ سب کر سکتا ہوں۔۔۔ اسنے خالی خالی نگاہوں سے باپ کو دیکھا وہ گم
صم ساتھ پھر دونوں بھائیوں کو۔۔۔ انکی حالت بھی باپ سے مختلف نا تھی۔۔۔
شاید ہاں۔۔۔ میں اپنی بیوی اور بچوں کے تعاون سے یہ سب کر سکتا ہوں۔۔۔
لیکن وہ نہیں جو آپ کرنے کو کہہ رہے ہیں۔۔۔

پہلا آپشن دوسرے آپشن سے قدرے آسان ہے۔۔۔ اور انتخاب کے وقت
میری چوائس بلا دھرک پہلا آپشن ہی ہو گا۔۔۔

دوسرے اور آسان لفظوں میں اپنی اس فیملی کے لئے میں اپنا معیار زندگی گھٹا
کر اپر کلاس سے باخوشی مڈل کلاس میں شامل ہونا پسند کروں گا۔۔۔
لیکن۔۔۔ وہ بات کرتا اپنی سٹک پر وزن ڈال کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔
اپنی بیوی اور بچوں سے میں نے محض خوداری ہی سیکھی ہے۔۔۔

ایسی صورت میں جب میں مڈل کلاس میں شامل ہو گیا تو۔۔۔ وہ رخ خارجی
دروازے کی جانب کر گیا۔۔۔ تو مڑ کر کبھی دوبارہ اس جانب نہیں دیکھوں
گا۔۔۔

واجد خان کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔

کسی صورت نہیں کسی بھی قیمت پر نہیں۔۔۔ جب میں اس دنیا سے الگ ہو گیا۔۔۔ تو اس دنیا سے میرا کوئی لینا دینا نہیں۔۔۔ واجد خان کو اسکی آواز میں وہی سفاکیت اترتی محسوس ہوئی جو اسکی ذات کا خاصا تھی۔۔۔ آج تک پورے خاندان نے محض واجد خان کی ضد دیکھی ہے۔۔۔ پھر وہ شامیر خان کی ضد دیکھ لیں گے۔۔۔

وہ بے ڈھرک انداز میں کہتا کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔ جبکہ واجد خان پیچھے پتھر کا ہو گیا۔۔۔

ارحم خان کی نم آنکھوں نے دور تک اسکا پیچھا کیا۔۔۔ ایسی کیا چیز تھی جو اسی کے ساتھ پلے بڑے اسی کے ماحول میں رہتے بھائی کو مستقبل کے اندیشوں سے بے خوف کر گئی تھی۔۔۔

شاید جوان ہوتے بیٹوں کا ساتھ۔۔۔ اور اس سے بھی بڑھ کر نیک اور صالح اولاد کا ساتھ۔۔۔

واجد خان نے دقت سے سانس خارج کرتے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔۔۔ اسکی کرسی ہنوز جھول رہی تھی۔۔۔

آنکھوں میں سرخی اترنے لگی تھی۔۔۔ یہ اسکے بیٹے نے بہت گہری ضرب لگائی تھی اسکی کمر پر کے وہ کروفر سے رہنے والا شخص لمحوں میں صدیوں کا بیمار لگنے لگا تھا۔۔۔

اسکے ارد گرد تاریکی سی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ اور ایسی ہی تاریکی اسے اپنے اندر پھیلتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ اسے وقت رہتے کچھ نا کچھ تو کرنا ہی تھا۔۔۔

دفعتا اسکی بیوی کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔ اور اسنے بٹن دباتے کمرے کی بتی روشن کی۔۔۔

یکدم سارا کمراروشنیوں سے نہا گیا۔۔۔۔۔ یوں کے واجد خان کی آنکھیں چندھیا گئی۔۔۔

اسنے چونک کر اس جانب دیکھا جہاں اسکی بیوی صدیوں سی بیمار محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

چہر اپز مردہ ہونٹ پیٹری زدہ اور کندھے ڈھلکے ہوئے تھے۔۔۔

یہ ایک شکستہ خیز بیٹے کی دید کو ترسی ماں کا شبیہ تھی۔۔۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آکر بستر پر بیٹھی۔۔۔
واجد خان یک ٹک اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔
یکدم دماغ میں ایک کوند اسالپکا۔۔۔
بیگم۔۔۔ اسکی مبہم آواز نے کمرے کی خاموشی میں ارتعاش پیدا کیا۔۔۔
جی۔۔۔ ماں کی آواز نحیف تھیں۔۔۔ جیسے کسی بھی پل رو دیتیں۔۔۔ آج شامیر
کی ایک جھلک دیکھنے کے بعد سارا دن انہوں نے یہ ہی کام تو باخوبی کیا تھا۔۔۔
آپ شامیر سے نہیں ملی نا۔۔۔ ماں کو محسوس ہوا کہ جیسے وہ جان بوجھ کر انکا
ترپٹا بلکتا دل مسل رہے ہوں۔۔۔
انہوں نے لب بھینچتے سسکی کو لبوں سے ادا ہونے کی اجازت بھی نادی۔۔۔
اور بھرائی آنکھیں جھکائے بنا جواب دیئے خاموش بیٹھی رہیں۔۔۔
صبح امل کے ساتھ ہسپتال شامیر سے مل آئے گا۔۔۔
ماں نے ایک جھٹکے سے سراٹھاتے شوہر کو دیکھا۔۔۔ آنکھوں میں حیرت ہی
حیرت تھی۔۔۔ پھر وہ حیرت خوشی میں بدلنے لگی۔۔۔

جیسے انہیں یکدم ہی ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو۔۔۔ چہرے کی بھی جوٹ
یکدم ہی کھل اٹھی تھی۔۔۔
واقعی۔۔۔

وہ سرہاں میں ہلا گئے۔۔۔
اور اگر میں امل کے ساتھ ابھی چلی جاؤں تو۔۔۔ انکے لہجے میں آس کے دیے
ٹمٹمانے لگے تھے۔۔۔

وہ زندگی کی یہ نوعید سن کر گویا لمحوں میں متحرک ہوا اٹھی تھیں جیسے کسی نے
بستر مرگ پر پڑے شخص کو زندگی کی نوعید سناڈالی ہو۔۔۔
واجد خان نے وال کلاک کی جانب دیکھا۔۔۔ پھر شانے آچکا دیئے۔۔۔ جیسے
کہہ رہے ہوں تمہاری مرضی۔۔۔

ویسے بھی اس کلاس میں رات کے اس پہر گھر سے باہر جانا عام بات تھی۔۔۔
ماں ایک نئے جوش اور ولولے کے ساتھ کمرے سے نکلتی امل کے کمرے کی
جانب بڑھی۔۔۔

واجد خان کے چہرے پر ایک آسودہ مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔

شامیر خان تم جتنے بھی سر پھرے بن جاؤ لیکن ماں اور بہن سے قطع تعلق اختیار کر کے اس دنیا کے باسیوں سے ہاتھ چھڑانا اتنا آسان کام بھی نہیں۔۔۔۔

اور پھر تم ایک بات بری طرح بھول رہے ہو۔۔۔

تمہاری فیملی محض وہی نہیں جسکے لئے تم ایک دنیا چھوڑنے کو تیار ہو۔۔۔ انکے چہرے پر شاطرانہ مسکراہٹ ابھری۔۔۔

تمہاری فیملی میں ایک بیٹی اور اسکی ماں اور بھی ہے جو اسی گلیمر کی دنیا کی دیوانی ہے۔۔۔ کیا تمہارا یہ فیصلہ لینا اتنا ہی آسان کام ہے۔۔۔

وہ گویا اب رفتہ رفتہ مطمئن ہونے لگے تھے۔۔۔

Novelistan

باہر رات اتر رہی تھی کمرے میں انور ٹرائیر کنڈیشن ہاٹ موڈ پر آن تھا اسی لئے کمرے کا درجہ حرارت باہر کی نسبت معتدل تھا۔۔ ایسے میں کمرے میں جلتی زرد روپ لائنٹس کی مدہم روشنی میں پروشہ بیڈ کی پائنٹی کی جانب دائیں جانب

موجود ریو الونگ چیئر پر براجمان ٹانگ پر ٹانگ جمائے ہاتھ میں موبائل تھاے
اسے سکروول ڈاؤن کر رہی تھی۔۔۔

وہ کھلے سے پلازوپر اے شیب گھٹنوں تک آتی شارٹ کھلی سی شرٹ زیب تن
کئے ہوئے تھی۔۔۔

بال ٹیک پونی میں مقید تھے۔۔۔ اطراف میں ریشمی بالوں کی چند لٹیں ملائی سے
چہرے پر پھسل رہی تھیں۔۔۔

اسکی کرسی رفتہ رفتہ ہل رہی تھی وہ ایک اچھتی نگاہ بیڈ پر بیٹھی ہچکیاں لیٹی اینجل پر
بھی ڈال لیتی۔۔۔

اسکے ارد گرد چاکلیٹس بکھری پڑی تھیں۔۔۔
سائیڈ ٹیبل پر نوڈلز کا پیالہ پڑا تھا ساتھ ہی فیڈر بوتل میں دودھ تھا۔۔۔ مگر اسنے
کسی چیز کو ہاتھ تک نا لگایا تھا

جب سے وہ پر وشہ کے ساتھ آئی تھی اسنے رور و کر سر آسمان پر اٹھار کھا تھا۔۔۔
محض ایک ہی رٹ اسکی زبان پر تھی کے مجھے ڈیڈ پاس جانا ہے۔۔۔

اسنے اتنی سی دیر میں پر وشہ کو تگنی کا ناچ نچاڈا لا تھا۔۔۔ ناوہ اسکے قابو میں آتی نا
نینی کو کسی خاطر میں لاتی۔۔

جو بھی تھاماں دل تھا اسکی حالت دیکھ بار بار پسچ جاتا۔۔۔

تبھی وہ دو چار بار اسکے پاس پیار سے گئی۔۔۔ اسی پچکار ناچا ہا۔۔۔ گلے سے لگانا چاہا
اسے کچھ کھلانا پلانا چاہا لیکن وہ ایسی بگڑی تھی کے ہر بار چیختے چلاتے اسکے ہاتھ بے
طرح جھٹک ڈالتی۔۔۔

تھک ہار کر وہ بے بس ہوتی اسکے پاس سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

تم جاو۔۔۔ جب اسے بھوک لگے گی تو خود ہی کھا لے گی۔

وہ نینی کو کمرے سے بھیج کر اسے اسکی ہال پر چھوڑتی آ کر ریو الونگ چیئر پر بیٹھ
گی۔۔۔

ضد میں وہ بھی خاندان پر گئی تھی۔۔۔ مجال ہے جو اسکی بات مان جاتی۔۔۔

اب بھی پر وشہ نے اس پر توجہ نادی تو اسکی ہچکیاں کچھ تھمنے لگیں تھیں۔۔۔

رور و کر وہ نڈھال ہو گئی تھی۔۔۔ معصوم چہرا آنسوؤں سے تر تھا۔۔۔

روتے روتے وہ غنودگی میں جانے لگے تھی یقیناً ابھی کچھ دیر تک وہ سو جاتی تو وہ اسے سوئی ہوئی کو دودھ پلا دیتی۔۔۔ کم از کم کچھ تو اسکے خالی پیٹ میں جاتا۔۔۔ ہچکیاں بھرتے بھرتے وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گی۔۔۔ پروشہ نے ایک اچھتی نگاہ اس پر ڈالی۔۔۔ بس اب وہ سونے کے آخری مرحلے میں تھی۔۔۔

اینجل میری جان۔۔۔۔

دفعۃً ایک روح افزا آواز پر پروشہ نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا جہاں حیرت زدہ ساشامیر کھڑا تھا۔۔۔

وہ ناراضگی کے باوجود بوکھلا گئی۔۔۔ بھلا کہاں سمجھوتا کرتا تھا وہ بیٹی کے رونے

پر۔۔۔۔

ڈیڈ۔۔۔ گویا کسی نے اینجل کے تن مردہ میں نئی روح پھونک دی۔۔۔ وہ پھرتی سے اٹھتی بہتی آنکھوں سمٹ دونوں بازو اسکی جانب بڑھا گئی۔۔۔

ساشامیر ٹپ کر آگے بڑھا اور اسکے روتے بلکتے معصوم وجود کو سینے میں بھینچ گیا۔۔۔

اسنے ایک سخت نگاہ پر وشہ جو ڈالی جو اسے دیکھ کر واپس موبائل پر جھک چکی تھی۔۔۔

شامیر اسے اٹھا کر واش روم میں لے گیا تو پر وشہ نے گہری سانس خارج کی اور لب کترتے پلٹ کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔ جو واش بیسن پر جھکا بیٹی کا چہرہ ادھورہا تھا۔۔۔

وہ بلیک پینٹ پر سفید شرٹ زیب تن کئے ہوئے تھا۔۔۔ کوٹ ندارد تھا البتہ ٹائی تک اتار دی گئی تھی۔۔۔ بکھرے بال اور تھکان زرہ چہرا۔۔۔ جیسے ایک ہی دن میں اسنے نا جانے کیا کیا عذاب جھیلے ہوں۔۔۔ وہ اسکا منہ تولیے سے خشک کر تا سیدھا ہوا تو پر وشہ بھی گڑ بڑا کر سیدھی ہوتی پھر سے موبائل پر جھک گئی۔۔۔۔

شامیر اسکے معصوم چہرے کا بوسہ لیتے واپس اندر آیا۔۔۔ میری چھوٹی سی ڈول کو ڈیڈ پاس آنا تھا۔۔۔

وہ اس سے چھوٹے چھوٹے سوال کرتا نوڈلز کا باؤل روم اوون میں رکھتا گرم کرنے کے بعد اسے گود میں بیٹھا کر آہستہ آہستہ کھلا رہا تھا اور وہ بھی باپ کی آغوش میں بیٹھی سو سو کرتی اسے ماں کی شکایتیں لگا رہی تھی۔۔۔ اسکی معصوم گال پر چھپے انگلیوں کے نشان اور سر پر بنا ابھار شامیر کے اندر بھانپھڑ سے جلا رہا تھا۔۔۔

جلد ہی وہ نوڈلز کھا کر باپ سے باتیں کرتی اسکی گود میں ہی سو گئی۔۔۔ شامیر نے اسے نرمی سے بستر پر لٹایا اور اس پر لحاف اوڑھایا۔۔۔ پھر فرصت سے پرورشہ کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

جسکے خوبصورت چہرے کے کھینچے تاثرات اور ماتھے پر ابھریں لکیریں واضح اسکے خراب موڈ کی گواہ تھیں۔۔۔۔

ناراضگی مجھ سے ہے ناپرویشہ تو نارواں سلوک اس ننھی جان کے ساتھ کیوں۔۔۔

مانا میری جان بستی ہے اس میں اور مجھے تکلیف دینے کو یہ ایک نہایت تھرڈ کلاس حرکت ہے۔۔۔

لیکن کیا یہ تمہاری بیٹی نہیں۔۔۔

ماں نہیں ہو کیا تم۔۔۔ دل کو کھینچ نہیں لگی اسے ان حالوں میں ٹرپتا بلکتا دیکھ

کر۔۔۔ دل نہیں پھٹا تمہارا اسکے معصوم گال پر تھپڑ مارتے ہوئے۔۔

ضمیر نے جھنجھوڑا نہیں اسے اتنی بری حالت میں روتے تنہا چھوڑنے پر۔۔۔

اسکے لہجے میں ملال ہی ملال تھا۔۔۔ ناجانے کس ضبط سے وہ تحمل کا مظاہرہ کر رہا تھا

۔۔۔۔۔ یار ہاتھ ٹوٹ کیوں ناگئے تمہارے اتنی معصوم بچی پر اٹھاتے

ہوئے۔۔۔

یہ غصے کی کونسی قسم ہے پر وشہ جس میں اپنے ہی وجود کے حصے کو تکلیف دے کر

غصہ اتارا جائے۔۔۔ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اسکا ملال بڑھتا ہی جا رہا تھا۔۔۔

شکر کے تمہیں بیٹی کے ساتھ ہوتا نارواں سلوک دکھائی دے گیا۔۔۔۔۔ وہ

بھری شیرنی بنی موبائل میز ہر پٹختی اپنی جگہ سے اٹھی۔۔۔۔

بڑی تکلیف ہوئی تمہیں تو بیٹی کے ساتھ ہوئے غلط سلوک پر۔۔۔ تم تو تڑپ اٹھے

پر۔۔۔

کیا میں کسی کی بیٹی نہیں۔۔۔

تو پھر تم میرے ساتھ کیسے نارواں سلوک روارکھ سکتے ہو۔۔۔

اپنی بیٹی کے چہرے پر لگا تماچہ تمہیں دکھائی دے گیا۔۔۔ جو تماچے تم نے پوری دنیا کے سامنے میرے منہ پر رسید کئے انکا کیا۔۔

خود تم بیٹی کے لئے جواب طلبی کرنے بہت جلدی پہنچ گئے۔۔۔ میری جواب طلبی تم سے کون کرے۔۔۔ ل

شامیر لب بھیج گیا۔۔۔

تم دو غلط باتوں کو ملارہی کو پر وشہ۔۔۔

غلط کیسے۔۔۔ کیسے دو غلط باتیں شامیر۔۔۔

کتنی دیر سے تم نے مجھ سے رابطہ کرنا گوارا نہیں سمجھا۔۔۔ یاد کرو زرا۔۔۔

ہماری آخری ملاقات کب کی تھی۔۔۔ چلو اسے بھی چھوڑو۔۔۔

کب سے تمہاری واپسی ہوئی پاکستان میں کیا تمہیں ایک بار بھی میرا خیال آیا۔۔

بات بیٹی پر آئی تو تم بلبلاتے ہوئے کچی ڈور سے بندھے بھاگے چلے آئے۔۔۔

اسکی آواز میں گہری کاٹ تھی۔۔

کیا پنک منانے گیا تھا میں پر وشہ۔۔۔ جو تمہیں نہیں لے کر گیا۔۔۔ یا تمہیں بتایا نہیں۔۔۔

علاج کے لئے لیجایا گیا تھا نا مجھے۔۔۔ اور آج صبح ہی واپسی ہوئی ہے پاکستان میں میری۔۔۔ یکدم حالات بہت ناموافق ہو گئے تھے ورنہ میں تمہارے پاس ہی آنے والا تھا۔۔۔

وہ بستر سے اٹھتا اسکے مقابل آیا۔۔۔
اور تمہاری بے وفائی کا کیا شامیر۔۔۔ ابھی تو بہت کھاتے نکلتے ہیں تمہاری جانب۔۔۔

یکدم سے تم بائے ون گیٹ ون فری والی سروس کی طرح چپکے سے جو بیوی اور جوان اولاد کو نکال لائے ہو اسکی کیا وضاحت دو گئے مجھے۔۔۔

وہ جرح پر اترتی ہاتھ سینے پر باندھ گی۔۔۔
چہرے پر سختی اور کر خنگی تھی۔۔۔

شامیر نے ایک گہر سانس خارج کرتے خود کو کمپوز کیا اور اسے بازو سے کھینچتے اپنے قریب کیا۔۔۔

تعصب کی نگاہ سے نہیں پرورشہ۔۔۔ ایمانداری سے بتانا۔۔۔

دل پر ہاتھ رکھ کر۔۔۔

ایک پل کے لئے سب بھول جاو۔۔۔ ایمان کو بھی اور میرے بچوں کو

بھی۔۔۔۔

وہ اس سے چند انچ کے فاصلے پر کھڑی یک ٹک اسکا چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔۔

بالکل ایمانداری سے۔۔۔ جو اسکی آنکھوں میں دیکھتا ٹھہر کر کہتا اس پر گویا

کوئی سحر پھونک رہا تھا۔۔۔

پچھلے آٹھ سالوں میں۔۔۔ کوئی ایک لمحہ۔۔۔ کوئی ایک ایسا لمحہ جس میں تمہیں

مجھ سے کوئی شکایت ہوئی ہو۔۔۔

سوچو زرا اچھے سے دماغ پر زور ڈال کر۔۔۔ کوئی ایسا قابل گرفت لمحہ جس میں

میں نے تمہاری کوئی حق تلفی کی ہو۔۔۔ جہاں تم مجھ سے نالاں ہوئی ہو۔۔۔ جہاں

تمہیں لگا ہو کہ تمہارے شوہر نے تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے۔۔۔

پرورشہ گم صم سی اسے دیکھتی رہی۔۔۔

ہم نے بہت اچھی آٹھ سالہ ازدواجی زندگی گزاری ہے پر وشہ۔۔۔ تم نے جو چاہا وہ کیا۔۔۔

جیسی زندگی گزارنی چاہیے بنا کسی روک ٹوک کے گزاری۔۔۔
میں آج تب تک تمہارے لئے اپنے پوری فیملی کے سامنے سٹینڈ لیتا رہا۔۔۔
کبھی کوئی چیز تمہاری خواہش کے بنا نہیں کی۔۔۔ ہر مقام پر ہر جگہ تمہاری رائے کو اہمیت دی تمہاری خواہش کو مقدم جانا۔۔۔
کیا ایسا نہیں۔۔۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر یہ شکوے شکایات بھلا ہمارے بیچ کہاں سے آگئے۔۔۔

میں جانتا تھا کہ تمہیں تمہاری لاعلمی میں ایک بٹا ہوا شخص مل رہا ہے اور اسی چیز کی غرض سے میں نے اپنی بھرپور کوشیش کی کہ کبھی تمہیں مجھ سے کوئی شکایت نہ ہو۔۔۔ اور میں ابھی تک اس مقصد میں کامیاب رہا۔۔۔

ٹرسٹ می ہر وشہ۔۔۔ ہم نے ایک اچھی زندگی گزاری ہے اور آگے بھی ایسا ہی ہو گا۔۔۔ وہ اسکا کوئل چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام گیا۔۔۔

پروشنہ یک ٹک سا سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ الفاظ گویا کہیں گڈ مڈ ہونے لگے۔۔۔۔ یا وہ شخص لفظوں کا سحر پھونک کر اسکی قوت گویائی سلب کر گیا تھا۔۔۔

مانا کے میں دو دنیاؤں کا باسی ہوں۔۔۔ لیکن میری دونوں زندگیاں نا ابھی تک ایک دوسرے پر اثر انداز ہوئی ہیں نا آگے مستقبل میں ایسا ہو گا۔۔۔۔ کیا یہ اتنا ہی آسان کام ہے شامیر۔۔۔ وہ بولی تو لہجہ یکسر بدلہ ہوا اور آواز نرم تھی۔۔۔

ہاں۔۔۔ بالکل۔۔۔ یہ اتنا ہی آسان ہے۔۔۔۔ جب دو الگ الگ چیزیں اپنے اپنے محور میں سفر کریں تو آپس میں نہیں ٹکراتیں۔۔۔ ٹکراتیں وہ تب ہیں جب وہ اپنے محور بدلنے کی کوشش کریں۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔ وہ گہرا سانس خارج کرتی چند قدم پیچھے ہٹی۔۔۔ تمہاری سبھی باتیں درست۔۔۔

مجھے سب منظور ہے۔۔۔ تمہاری ہر بات۔۔۔۔۔
تمہاری وہ سو کالڈ بیوی بھی۔۔۔ اور اسکی اولاد بھی۔۔۔

شامیر اسکے اسقدر آسانی سے مان جانے پر ٹھٹھکا۔۔۔
سب ویسے ہی چلتا رہے گا جیسے پہلے چل رہا تھا۔۔۔ اسکی آواز میں کچھ عجیب سا
تاثر تھا۔۔۔

ان میں سے کوئی بھی میری زندگی میں انٹرفیر نہیں کرے گا۔۔۔ اور نا ہی میں
انکی زندگیوں میں انٹرفیر کروں گی۔۔۔
اسکے اسقدر آسانی سے مان جانے پر نا جانے کیوں شامیر کو کچھ بری طرح کھٹک
رہا تھا۔۔۔

پروشہ جیسی ضدی اور ہٹ دھرم لڑکی اتنی آسانی سے مان جاتی۔۔۔ یہ کیسے
ممکن تھا بھلا۔۔۔۔۔
وہ آنکھیں چند ہی کئے اسے دیکھتا رہا۔۔۔ گویا اسے سمجھنے کی کوشش کر رہا
ہو۔۔۔

لیکن اسکے لئے میری ایک شرط ہے۔۔۔
کیسی شرط۔۔۔ بے ساختہ شامیر کا لہجہ سرسرا اٹھا
۔۔۔ نا جانے کیوں اسے کسی انہونی کے ہونے کا خدشہ لاحق ہونے لگا تھا۔۔۔

+++++ _

زوہان تکیوں کے سہارے نیم دراز تھا ٹانگوں پر لحاف اوڑھ رکھا تھا البتہ ایمان
اسکے قریب ہی سنگل کرسی پر بیٹھی اسے رفتہ رفتہ فروٹ سیلڈ کھلا رہی
تھی۔۔۔۔

کھانے پینے کے معاملے میں وہ ویسے ہی بہت نخریلا تھا کجا کے بیماری میں۔۔۔
اوپر سے گولی دائیں بازو کو چھو کر گزری تھی جسکی وجہ سے اسے فلحال کھانے
پینے میں بھی محتاجی کا سامنا تھا لیکن ایمان یہ فریضہ با احسن انجام دے رہی
تھی۔۔۔

وہ فروٹ سیلڈ بھی یوں کھا رہا تھا جیسے منہ میں کڑوے بادام ہوں۔۔۔
سبحان کا وچ پر بیٹھا اسکے چہرے کے زاویے دیکھتا با مشکل اپنی ہسی دابے ہوئے
تھا۔۔

جبکہ ایمان کی گھوریوں کے باعث وہ یہ کھانے پر مجبور تھا۔۔۔
ممی وہ دیکھیں بھائی مجھے چڑا رہا ہے۔۔۔ جان بوجھ کر میرا مذاق اڑا رہا ہے۔۔
دفعتا زوہان نے شکایتی انداز میں اسکی جانب اشارہ کیا۔۔

وہاٹ۔۔۔ کیا بکواس ہے یہ۔۔۔ سبحان بونچکارہ گیا۔۔۔
ممی بکواس کر رہا ہے یہ۔۔۔ صرف آپکی اسٹینشن ڈائریورٹ کروانے کے
لئے۔۔۔۔ کے اسنے یہ سیلڈ نہیں کھانا۔۔۔
کیا آپ اسے جانتی نہیں۔۔۔ یہ اور اسکی ڈرامے بازیاں۔۔۔ سبحان بدک ہی تو
اٹھا تھا۔۔۔

کھاؤ ممی کی قسم کے تم مجھ پر ہنس نہیں رہے تھے۔۔۔ وہ ٹر خا۔۔۔
منہ بند رکھنا زونی۔۔۔ بستر پر پڑے ہو اسی لئے لحاظ کر رہا ہوں۔۔۔ لیکن
اپنے میرے معاملے میں ممی کو بیچ میں گھسیٹنے کی کوشش مت کرنا۔۔۔۔۔ سبحان
نے انگلی اٹھاتے تک کروارینگ دی۔۔۔
نہیں تم نا کرو لحاظ میرے بستر پر ہونے کا۔۔۔

کرو جو کرنا ہے تمہیں۔۔۔ دیکھ لیتا ہوں تمہیں بھی میں۔۔۔
انفنف۔۔۔۔ دونوں کی آوازیں یہیں بند ہو جانی چاہیے۔۔۔ جنگلی ہو پورے
کے پورے دونوں۔۔۔ ایک بھی اچھا نہیں دونوں میں سے۔۔۔ کوئی ایک ہی
اچھا نکل آتا۔۔۔۔

ایمان نے تاسف سے دونوں کو گھورا۔۔ جنکی دن میں ایک دوبار تو چونچ ضرور
لڑتی تھی اور اس وقت وہ دونوں چھوٹے بچوں کو بھی مات دے جاتے تھے۔۔۔
ممی آپ مجھے بھی کہہ رہی ہیں یار۔۔۔ زوہان کو تو صدمہ ہی لگ گیا۔۔۔
نہیں تم عرش سے اترے ہونا۔۔۔ سبحان نے سر جھٹکا۔۔۔
زیادہ فضول گوئی کی ضرورت نہیں۔۔۔ ممی دیکھ لیں اب یہ پہلے پنگے لے رہا
ہے۔۔۔ بعد میں پھر مظلوم بن جاتا ہے۔۔۔
چلو مظلوم ہی بتا ہوں نا کم از کم تمہاری طرح ڈرامے کر کے ممی کی سیمپھتی تو
گیں نہیں کرتانا۔۔۔
یوووو۔۔۔ اسنے طیش سے اپنے پیچھے سے تکیہ کھینچنا چاہا۔۔۔ ارادہ تاک کر اسے
مارنے کا تھا۔۔۔
زونی انف۔۔۔ جب ایمان اسکی حرکت پر تڑپ کر اٹھی اور اسے اسکی حرکت
سے باز رکھنے کو ایک ہاتھ تکیے پر جبکہ دوسرا ہاتھ اسکی بائیں بازو پر رکھ
گئی۔۔۔ ط۔۔۔ ورنہ اسکی اس حرکت کے باعث زخمی بازو کو زور کا جھٹکا لگنا تھا۔۔۔
اسنے خونخوار نگاہوں سے پہلے زونی کو پھر سبحان کو دیکھا۔۔۔

اسکے ان تیوروں سے دونوں ہی خاموش ہو گئے۔۔۔

ممی یہ۔۔۔

آوٹ۔۔۔ اس سے پہلے کے سبحان کچھ کہتا وہ دروازے کی جانب انگلی سے

اشارہ کرتی سختی سے گویا ہوئی۔۔۔

ممیسی۔۔۔ آوٹ حان۔۔۔ وہ پہلے ہی بہت ڈرامے باز ہے اسے سیلڈ مکمل

کھانے دو۔۔۔

ایمان کے تنبیہی انداز میں کہنے پر وہ رخ بدل گیا۔۔۔

او کے اب نہیں کرتا انفیکٹ میں اسکی جانب دیکھوں گا بھی نہیں۔۔۔ وہ زوہان

کے جانب پشت کر کے بیٹھ گیا۔۔۔

اور تمہارا منہ بھی فوراً فوراً اکلنا چاہیے۔۔۔ اب مجھے مزید غصہ مت دلانا۔۔۔

ایک تو پہلے ہی سوپ نہیں پی رہے۔۔۔ اوپر سے۔۔۔

ایمان کا لمبا لیکچر شروع ہو گیا تھا اسنے منہ کھولنے میں ہی عافیت جانی۔۔۔

ساتھ ساتھ وہ سائیڈ پر پڑا موبائل اٹھاتے وہ بھی سکروول ڈاؤن کرنے لگا۔۔۔

وہاٹ یہ کیا ہے یار۔۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ خالی باول۔ سائیڈ ٹیبل پر رکھتی ایمان زوہان کی قدرے پر جوش
آواز پر چونک کر پٹی۔۔۔ سبحان بھی متوجہ ہوا۔۔۔
کیا ہو گیا۔۔۔

بھائی میرا انسٹا اکاؤنٹ محض میرے فرینڈز کے لئے تھا نا۔۔۔ اس پر تقریباً ڈیرھ
سوفالونگ تھی۔۔۔ اب دیکھو یا ایک دن میں لاکھ سے اوپر فالونگ ہو گئی۔۔۔
وہ خود انگشت بند اداں تھا۔۔۔

سبحان بھی حیرت زدہ سا اٹھ کر اسکے پاس آ گیا۔۔۔
مائے گاڈ ڈڈ۔۔۔ ٹیگز تو دیکھو۔۔۔

کتنے لوگوں نے مینشن اور ٹیگ کیا ہے۔۔۔ دو دونوں حیرت زدہ سے سکرین پر
جھکے تھے کے آخر ماجرا کیا ہے۔۔۔

ایمان بھی اپنی اسی نشت پر بیٹھتی قدرے انکی جانب جھکی۔۔۔
اوہ خدا۔۔۔ کیپشن پڑھو بھائی۔۔۔

رائٹر کنزل الایمان کے بیٹوں کی پریس میں دبنگ اینٹری۔۔۔ کیپشن پڑھتے وہ
ٹانگ پر ہاتھ مارتا ہنس ہنس کر دہرا ہو گیا۔۔۔ مائے گاڈ۔۔۔

گویا اس یکدم کی بڑھی فالونگ کا عقدہ کھلا گیا تھا۔۔۔
یہ کوئیک فیم ممی کے بیٹے ہونے کے باعث ملی ہے ہمیں۔۔۔ مطلب اس پریس
میں ٹوسٹ ممی کے رائٹر ہونے کی وجہ سے آگیا۔۔۔
وہ دونوں تبصرے کر رہے تھے۔۔۔ سبحان نے بھی اپنا موبائل نکالتے اپنا
اکاؤنٹ چیک کیا۔۔۔ اس کے اکاؤنٹ کا حال بھی کچھ مختلف نہ تھا۔۔۔
ویڈیو میں ان دونوں کی کانفرنس میں اینٹری پر سلوموز بنے تھے۔۔۔ زوہان
شامیر خان اور سبحان شامیر خان کے ناموں کے ساتھ بہترین ایڈٹنگ کی گئی تھی
۔۔۔
ممی دیکھیں کتنی زبردست ایڈٹنگ ہے۔۔۔ جیسے ہم کہیں کے سپر اسٹار
ہوں۔۔۔ اس نے موبائل کی سکرین ایمان کی جانب کی۔۔۔ جو گم صم سی بیٹھی
تھی۔۔۔
واقعی یہ ایڈٹنگ ہے اس لئے ایسا لگ رہا ہے۔۔۔ ورنہ ہم جتنے پانی میں ہیں ممی
سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔۔۔

سبحان کے چٹکلا چھوڑنے پر دونوں ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہنس دیئے۔۔۔

تم دونوں کو یہ بات وہاں ریویل نہیں کرنی چاہیے تھی۔۔۔ ایمان کی گم صم اور
قدرے متفکر آواز ابھری۔۔۔

سوری ہم ان اینکرز کی فضول باتیں نہیں سن سکتے تھے۔۔۔
زونی شانے آچکا گیا۔۔۔

ارے یہ کیا زونی۔۔۔ یہ تو کوئی اور ہی کنٹروسی چل رہی ہے۔۔۔
زوہان شامیر خان نے دی پروشہ خان کو شٹ آپ کال۔۔۔
وہاٹ۔۔۔ یہ کب ہوا۔۔۔

ویڈیو پلے کرو۔۔۔ زوہان نے آگے بڑھتے پلے کا بٹن دبا دیا۔۔۔

جہاں پروشہ کے ایمان اور بچوں کے بارے میں جاری کردہ بیان جہاں وہ
دونوں بچوں کو شامیر کے بچے ماننے سے انکار کرتی ایمان کے بارے میں فضول
کمنٹس پاس کر رہی تھی۔۔۔ اس کلپ کے بعد زوہان کے ماں کے انٹرویو ڈکشن
کے ساتھ اسے کلئیر کرنے کا کلپ ایڈیٹ کیا گیا تھا۔۔۔

ہم نے یہ سب اس اسٹیشن میں نہیں کیا تھا می۔۔۔ وہ یکدم سنجیدہ ہوا اٹھا۔۔۔

یہاں کچھ اور بھی کنٹروسی چل رہی ہے۔۔۔

پروشنہ ور سز کنزل الایمان۔۔۔۔ ایمان ٹائٹل دیکھ کر گنگ رہ گئی۔۔۔
یہ اسکی اسقدر پڑاویٹیٹ لائف اسقدر سبکلی کیسے ہو گئی بھلا۔۔۔
بے ساختہ وہ اپنی کنپٹیاں سہلا کر رہ گئی۔۔۔

یقیناً اس شوشل میڈیا کے باعث کام مزید خراب ہو سکتا تھا۔۔۔ جو کام افام و
تفہیم سے ہو سکتا تھا اب اس میں پورا میڈیا نوالو ہو گیا تھا۔۔۔

ممی آپکی آڈینس آپکی وضاحت کی منتظر ہے۔۔۔ سبحان بول رہا تھا جبکہ ایمان سر
تھام کر بیٹھی تھی۔۔۔ صورتحال گھمبیر ہو گئی تھی۔۔۔ اور اس جیسی ڈپلومیٹک چیز
کے ساتھ اسکا پالا پہلی مرتبہ پڑا تھا اور نہ اسکی اب تک کی زندگی تو بڑی فیئر گزری
تھی۔۔۔ شوہر بچے گھر اور اسکے آرٹیکلز۔۔۔ مگر اب۔۔۔ وہ ہر پہلو کے بارے
میں محض سوچ کر رہ گئی۔۔۔۔

زوہان اور سبحان مسلسل شوشل میڈیا ایکسپلور کرتے اس پر چلتی کنٹروسی پر
تبصرے کر رہے تھے جبکہ ان دونوں کے برعکس ایمان خاموش تھی۔۔۔

ان دونوں کی نظر میں یہ کنٹروسی کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی۔۔۔
ممی آپکے ریڈرز آپکی طرف سے وضاحت کے منتظر ہیں۔۔۔ آپ کب اپڈیٹ
دے رہی ہیں انہیں۔۔۔ دفعتاً سبحان نے ماں کی سنجیدگی نوٹ کی تو پوچھ
بیٹھا۔۔۔

کیا کہیں گی آپ انہیں۔۔۔
کہنا کیا ہے۔۔۔ وہی جو سچ ہے۔۔۔ ڈیڈ کی دلاری مسز کو کس نے کہا جھوٹ پر
جھوٹ بولنے کو۔۔۔ زوہان نے سر جھٹکا
ویسے ممی کیا خیال ہے۔۔۔ فالونگ تو اسقدر بڑھ ہی گئی ہے میری ایک ہسپتال
کے بستر پر زخمی بازولنے اپڈیٹ میں بھی کردوں کے پرورشہ آنٹی کے خدشات
کو دور کرنے کے لئے میں جلد اپنا اور ڈیڈ کا ڈی این اے ٹیسٹ ایز آپروو پیش
کرنے والا ہوں۔۔۔

اسکی رگ ضرافت پھڑک اٹھی تھی۔۔۔
ایمان نے اسے خونخوار گھوری سے نوازا۔۔۔

انسان بن کر رہنا زونی۔۔۔ خبردار جو کوئی بھی فضول حرکت کرنے کی کوشش کی تو۔۔۔ پتہ نہیں کون فارغ لوگ ہیں جو فضول میں تمہیں فالو کر رہے ہیں۔۔۔

ہے نامی۔۔۔ ایگزیکٹولی میں بھی یہ ہی سوچ رہا تھا۔۔۔ پتہ نہیں کون مجھے فالو کر رہا ہے۔۔۔ وہ ماں کا موڈ بھانپتا لمحوں میں معصوم بچہ بنتا خاموش ہو گیا۔۔۔
دفتدار وازہ چڑڑڑ کی آواز سے کھلا اور تھکا ہار اشامیر تھکے تھکے قدم اٹھاتا اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر کچھ ایسا تاثر ضرور موجود تھا جو ایمان کو کھٹک رہا تھا۔۔۔ وہ پریشان تھا۔۔۔ بے حد پریشان۔۔۔
وہ مسکراتا ہوا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر نیم دراز زوہان کے پاس آیا۔۔۔
کیسے ہو میری جان۔۔۔ باپ کی جان لمحوں میں نکال دیتے ہو۔۔۔ وہ اس پر جھکتا اس کے ماتھے کا بوسہ لے کر سیدھا ہوا۔۔۔

فائن ڈیڈ۔۔۔ مچ بیٹر۔۔۔ لیکن اینجل کیسی ہے۔۔۔ مسکرا کر کہتے آخر میں اس کے لہجے میں فکر مندی در آئی۔۔۔

شامیر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا کاوچ تک آیا اور اس پر دراز ہو گیا۔۔۔ تھکن
اسکے انگ انگ میں سرایت کرتی جا رہی تھی۔۔۔
سبحان نے جھٹ لٹا کھولتے اس پر اوڑھا دیا۔۔۔
اور آپ اسے ساتھ کیوں نہیں لائے۔۔۔
سو گئی تھی وہ اس لئے۔۔۔ اسنے بے طرح اپنا ماتھا مسلا۔۔۔
آپ ٹھیک ہیں خان۔۔۔ ایمان شوہر کی طبیعت دیکھ پریشان ہوا اٹھی۔۔
نہیں۔۔ طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔ اسنے صاف گوئی سے کام لیا۔۔ لگتا
ہے تھکاوٹ زیادہ ہو گئی ہے۔۔۔
خان آپ سبحان کے ساتھ اپارٹمنٹ چلے جائیں۔۔ یا میں چلتی ہوں آپکے
ساتھ یہاں زونی کے پاس حان رک جائے گا۔۔ جب سے پاکستان آئے ہیں
ریسٹ تو کی ہی نہیں آپ نے۔۔ ایک کے بعد ایک مسئلے میں قدم رکھ رہے
ہیں۔۔ اپنی صحت سے اسقدر لا پرواہی اچھی نہیں۔۔۔
وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔
دفعتا کمرے کا دروازہ کھلا۔۔

شامیر

اپنے نام کی پکار پر وہ گنگ رہ گیا۔۔۔ پھر روتی ہوئی ماں اور بہن کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ سرعت سے اٹھ بیٹھا۔۔۔

ماں۔۔۔ اس کے لب سر سر اٹھے۔۔۔۔

ماں تیزی سے اسکی جانب لپکیں اور اسے اپنی ٹھنڈی میٹھی آغوش میں چھپاتیں
بے طرح سک اٹھیں۔۔۔

کیسے ہو میرے بچے۔۔۔ تمہیں پتہ ہے میں نے تمہارے پیچھے کتنی دعائیں
کئیں۔۔۔

رور و کر میری آنکھوں کے سوتے خوشک ہو گے تھے۔۔۔

پتہ نہیں اس لمس میں کتنا سکون تھا۔۔۔ اسے لگا تپتے بلکتے دل کو سکون میسر

آنے لگا ہے۔۔۔ شاید اپنوں کے یہ اپنائیت بھرے رویے ہی وہ مس کر رہا

تھا۔۔۔

بس آپ کی دعائیں ہی لگ گئی ماں۔۔۔۔

بھائی۔۔۔ اہل آنسو بھاتی شامیر کے کندھے سے جھول گئی۔۔۔ اسے لگا جیس زده
زندگی میں یکدم اللہ نے گویا باد صبا کے جھونکے بھیج دیئے ہوں۔۔۔ کچھ دیر پہلے
والی انگ انگ میں سرایت کرتی تھکن یکدم ہی جیسے کہیں مفقود ہونے لگی
تھی۔۔۔

بس کر دیں پلیز۔۔۔ ورنہ اس جذباتی منظر سے میں بھی سینٹی ہو جاؤں گا۔۔۔ ڈاکٹر
نے کہا ہے کہ اس حالت میں میرے لئے سینٹی ہونا بالکل بھی اچھا نہیں۔۔۔
دفعتا زوہان کی لاچاری بھری آواز سے سب ہوش میں آئے۔۔۔ ارحم نے
آگے بڑھتے اسکے سر پر چیت رسید کی جو آدھی رات کو ماں اور بہن کو وہاں لایا
تھا۔۔۔ جبکہ شامیر بھی مسکرا کر ماں سے الگ ہوا۔۔۔
کراٹم پارٹنر تم تو بہت خطرناک ہو یا۔۔۔ ارحم نے اسے لتا رہا۔۔۔
ہاں مگر آپکے ابا سے کم۔۔۔ وہ اسکے قریب ہوتا آواز دبا کر ارحم کو آنکھ مارتا گویا
ہو اتو وہ سرتاسف سے نفی میں ہلا گیا۔۔۔

خدا تمہاری زندگی دراز کرے بیٹا۔۔۔ تم مجھے کسی طور شامیر سے کم پیارے
نہیں۔۔۔

دفعتاں اٹھ کر زوہان تک آئی اور اسکا چہرہ ہاتھوں۔ کے پیالے میں تھام کر اسکے سر کا بوسہ لیتیں آبدیدہ ہو گئیں۔۔۔ وہ بس خاموشی سے انہیں تکتا رہا۔۔۔
ماشا اللہ میری بہو تو چاند کا ٹکرا ہے۔۔۔ پھر وہ اسی محبت سے ایمان کو ساتھ لگا کر خوش دلی سے ملی۔۔۔ وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی۔۔۔

پھر وہ ہاتھ پشت پر باندھے سنجیدگی سے انہیں دیکھتے سبحان کے پاس آئیں اور کے سر کا بوسہ لیا۔۔۔۔

خدا میرے شامیر کی بچوں کو صد سلامت رکھے۔۔۔ عمر دراز کرے۔۔۔ یہ یونہی ہستے کھلتے رہیں۔۔۔ وہ گلوگیر آواز میں کہتیں بار بار نم آنکھیں صاف کر رہی تھیں۔۔۔

کتناترسی تھی میں تمہاری اولاد دیکھنے کے لئے شامیر۔۔۔ حالانکہ مجھے تب کیا پتہ تھا کہ میرے اتنے پیارے پوتے اس دنیا میں موجود ہیں۔۔۔ اور تم چھپے رستم بھاپ تک نازکالی۔۔۔ ماں جی شکوہ کناں آواز پر شامیر خفیف سا ہو گیا۔۔۔ اہل بھی بھائی سے ملنے کے بعد خوشدلی سے ان سب سے ملی۔۔۔

ماں بابا کو پتہ ہے کہ آپ یہاں آئی ہیں۔۔۔

انہی کے اجازت دینے پر تو آئے ہیں ورنہ تو میں اسی غم میں گھٹ گھٹ کر مر جاتی۔۔۔ ماں کی آنکھیں پھر سے آبدیدہ ہو گئیں۔۔۔
شامیر گھر چلو بیٹے۔۔۔

یہ بات مت کریں گرینڈ مایلیز۔۔۔ ورنہ یہاں کا ماحول خراب ہو جائے گا۔۔۔
جہاں ماں زوہان کے سخت پتھر یلے لہجے پر گم صم رہ گئی وہیں شامیر نے ماں کا ہاتھ دباتے انہیں مزید اس بارے میں بات کرنے سے روکا۔۔۔
کب تک ڈسٹچارج ملے گا زونی کو بھائی۔۔۔ ارحم نے موضوع ہی بدل ڈالا
ایک دور ورتک۔۔۔

وہ لوگ کافی دیر تک وہیں بیٹھے خوشگوار ماحول میں گپ شپ کرتے رہے پھر تیزی سے گزرتی رات اور انکے آرام کا خیال کرتے وہاں سے اٹھ آئے۔۔۔۔

ارحم ماں اور بہن کو گھر ڈراپ کر کے بھوک کے باعث قریبی ریسٹورینٹ میں آیا تھا۔۔۔

ہوم ڈیلیوری کے بجائے اسنے وہیں آکر سروسز حاصل کرنے کو ترجیح دی۔۔۔

کھانا کھا کر وہ واپس گھر آ رہا تھا جب مین روڈ سے گزرتے اسے روڈ کنارے
اندھیرے میں کسی عورت کا ہیولہ دکھائی دیا۔۔

دفعتا آگے بڑھتا بڑھتا وہ ٹھٹھا کا جب گاڑی کی ہیڈلائٹس میں اسے اس ہیولے پر
عینا کا گمان گزرا۔۔۔

اسنے بے ساختہ کلائی پر بندھی رسٹ واچ پر وقت دیکھا جو رات کے ڈیرھ بج
رہی تھی۔۔۔

ارحم کی تشویش حقیقی تھی۔۔

قدرے غور سے دیکھنے پر اسے دکھائی دیا کہ وہ ایک بچی کو گود میں اٹھائے
ہوئے متوحش نگاہوں سے یہاں وہاں کچھ تلاش کر رہی ہے۔۔۔
وہ تیزی سے گاڑی چلاتا اسکے قریب آیا۔۔۔

عینا جو پریشانی سے یہاں وہاں کسی سواری کی منتظر تھی یوں ایک گاڑی کے عین
اپنے قریب ٹائر چڑچڑانے کی آواز پر خوف سے اچھلتی چند قدم پیچھے ہٹی۔۔

Is everything ok Aina...

ارحم نے شیشہ نیچے کرتے اسے غور سے دیکھا۔۔۔

وہ خاصی پریشان دکھائی دے رہی تھی۔۔۔ متوحش آنکھیں سرخ انگارہ ہوئی
پڑی تھیں۔۔۔ چہرہ رو کر سو جا ہوا تھا۔۔۔
ارحم کو سامنے دیکھ کر وہ سختی سے لب بھینچ گئی۔۔۔
یہاں اس صورتحال میں وہ کسی صورت اس سے سامنا نہیں چاہتی تھی مگر ہائے
رے قسمت۔۔۔

آؤ میں ڈراپ کر دیتا ہوں۔۔۔ تمہیں جہاں بھی جانا ہے۔۔۔ اس وقت وہ
آفس والے فارمل رویے سے یکسر منفرد تھا۔۔۔
بہت شکریہ۔۔۔ میں خود چلی جاؤں گی۔۔۔
وہ اسے بھرپور نظر انداز کرتی تیزی سے آگے بڑھی۔۔۔
کم آن عینا۔۔۔ آدھی رات کو تمہارا یوں تنہا کہیں بھی جانا بالکل سیو
نہیں۔۔۔ وہ رفتار فٹا گاڑی چلاتا اسکے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔۔۔
تم ضد میں اپنا کوئی نقصان کروا بیٹھو گی۔۔۔ میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔ اسکی
قدرے اونچی متفکر آواز ابھری تو عینا کے لب کپکپا اٹھے۔۔۔ وہ اس شخص کا

احسان کبھی مر کر بھی نہیں لینا چاہتی تھی۔۔۔ مگر ستم تو یہی تھا کہ اس وقت وہ جو بول رہا تھا وہ سو فیصد درست تھا۔۔۔

رات کے اس پہریوں یہاں تنہا کھڑے ہو کر کسی سواری کا انتظار کرنا کسی صورت خطرے سے خالی نہ تھا۔۔۔ خود ڈر سے اسکی اپنی حالت غیر ہو رہی تھی۔۔۔

وہ کسی بھی صورت رات کے اس پہر گھر سے نا نکلتی اگر جو معاملہ اسکی معصوم بیٹی کا نہ ہوتا تو۔۔۔

اسکی طبیعت شام سے ہی خراب تھی۔۔۔ عینا نے گھر میں جو بھی سیرپ موجود تھے اس سے بیٹی کا علاج کرنا چاہا لیکن اسکے ہاتھ پاؤں تب پھولے جب اسے آرام آنے کی بجائے رات گیارہ بجے کے قریب تپ تپا کر بخار چڑھ گیا۔۔۔

اسنے ہر حربہ آزما کر دیکھ لیا ٹھنڈے پانی کی پٹیاں تک کر ڈالیں لیکن اسکے بخار کا زور ٹوٹنے کی بجائے مزید بڑھتا ہی جا رہا تھا۔۔۔

وہ مسلسل روتے ہوئے اسکی صحت کے لئے دعائیں کر رہی تھی۔۔۔

لیکن جب دو گھنٹے گزرنے کے بعد اسے بخار سے جھٹکے لگنے لگے تب وہ ہر چیز بالائے طاق رکھتی حواس باختہ سی اسے لئے گھر سے نکل آئی۔۔

لیکن سنسان روڈ پر آکر اسے اپنی اس فاش غلطی کا بھی احساس ہو گیا۔۔

یہاں رات کے اس پہر کسی سواری کا کوئی نام و نشان تک نہ تھا۔۔ خوف سے کپکپاتے اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے جب رحم اس کے لئے کسی غیبی مدد کی صورت وہاں نازل ہوا۔۔۔

دل ناچاہنے کے باوجود وہ اس کنڈیشن میں نہ تھی کہ اسکی مدد کی پیشکش کو رد کر سکتی۔۔۔ معاملہ بیٹا کا ناہوتا تو شاید یہ بھی کر گزرتی لیکن ابھی بے بسی اور شدید ضرورت نے اسکی کمر توڑ ڈالی تھی تبھی ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کے مترادف تھوری سی پس و پشت کے بعد وہ گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔

گڑیا کی طبیعت ٹھیک نہیں مجھے ہسپتال جانا ہے۔۔۔

اسکی آواز پھر سے بھر آئی۔۔۔

رحم نے چونک کر اسکی گود میں موجود بچی کی جانب دیکھا جسکا چہرہ بخار سے تپ

رہا تھا اور اسکا جسم بخار کی شدت سے جھٹکے کھا رہا تھا۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ اسنے پریشانی سے بے ساختہ گاڑی کی سپیڈ بڑھا دی۔۔۔۔۔
اب آدھی رات کو عینا کے تنہا سڑک پر موجود ہونے کا عقدہ بھی کھل گیا
تھا۔۔۔

جلد ہی وہ ایک چائلڈ سپیشلسٹ ہسپتال کے سامنے گاڑی روک چکا تھا۔۔۔
ہسپتال دیکھ عینا کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئی۔۔۔
اتر۔۔۔

وہ اسے ہنوز جوں کاتوں بیٹھے دیکھ چونکا۔۔۔
یہاں نہیں پلیز مجھے کسی سرکاری ہسپتال اتار دو۔۔۔ میں اس ہسپتال کو فورڈ
نہیں کر سکتی۔۔۔
وہ سر جھکائے پشیمانی سے منمنائی۔۔۔

ارحم کے ماتھے پر شکنوں کا جال بچھا۔۔۔
تمہارے لئے تمہاری بیٹی کی زندگی زیادہ اہم ہے یا ہسپتال کا سٹینڈرڈ۔۔۔
دونوں۔۔۔ وہ بے بسی سے کپکپاتے لب کتر گئی۔۔۔
میں یہاں کی فیس۔۔۔

وہ بنا اسکی کوئی بات سنے گاڑی سے اتر اور اسکی طرف کا دروازہ کھولتا اسکی گود سے بچی اٹھا کر کندھے سے لگا گیا۔۔۔

یہ سب لمحوں کا کھیل تھا۔۔۔ عینا حق دق بیٹھی رہ گئی۔۔۔ سمجھ ہی نا آیا کہ اسکے ساتھ ہوا کیا ہے۔۔۔

دفعتا اسے لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہسپتال کے اندر جاتے دیکھ وہ چونک کر ہوش میں آتی بعجلت گاڑی سے اتری اور گاڑی کا دروازہ بند کر کے تقریباً بھاگتی ہوئی حواس باختہ سی اسکے پیچھے آئی۔۔۔

وہ شخص پاگل ہو گیا تھا۔۔۔ اسکے پاس واقعی اس ہسپتال کے بلز پے کرنے کے لئے پیسے نا تھے۔۔۔ اور اب تو اسکے پاس کوئی ایسی چیز بھی نا تھی جو بیچ کر ہی پیسے پوری کر سکتی۔۔۔

سارا قیمتی سامان حتکہ زیور تک بھی تو شوہر کے علاج کے لئے بک چکے تھے۔۔۔ اندر آتے ہی وہ اسے ریسپشنسٹ سے پوچھ کر سیدھا ایمر جنسی میں لے آیا۔۔۔ تیزی سے ساری بھاگ ڈور کرتے وہ اسکا علاج شروع کروا چکا تھا۔۔۔

عینا اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتی گڑیا کو چیک کرتے ڈاکٹر کے پاس کھڑی تھی۔۔۔

بچی کی طبیعت بہت خراب ہے۔۔۔ اگر آپ لوگ آنے میں مزید دیر کر دیتے تو کوئی ناقابل تلافی نقصان ہو سکتا تھا۔۔۔ ڈاکٹر کے کہنے پر عینا دل تھام گئی۔۔۔ فوری طور پر اسے ٹریمنٹ دے کر ڈاکٹر اسے ڈرپ لگا کر چلا گیا۔۔۔ جبکہ عینا تھکن سے چور گڑیا کے ہی بیڈ پر ڈھنکے انداز میں بیٹھ گئی۔۔۔ تمہارا بہت بہت شکریہ کے تم نے میری اتنی مدد کی۔۔۔ اب تم جاسکتے ہو۔۔۔ عینا پھوٹ پھوٹ کر رو دینے کی شدید خواہش دل میں دابے بڑے ضبط سے ارحم سے گویا ہوئی۔۔۔ حالات کی اس ستم ظریفی پر وہ کھل کر آنسو بہانا چاہتی تھی لیکن ارحم کے سامنے یہ ممکن نہ تھا۔۔۔ ارحم نے گہرا سانس خارج کیا اور بنا تامل کے وہاں سے چلا گیا۔۔۔ اسکے جاتے ہی خاموش آنسو عینا کی آنکھوں سے بہہ نکلے۔۔۔ ڈرپ قطرہ قطرہ کم ہو رہی تھی اور اس سارے عرصے میں وہ دیوار سے سر ٹکائے بیٹھی محض یہاں کے بلز کلئیر کرنے کی جوڑ توڑ کرتی رہی تھی۔۔۔ اس

سارے عرصے میں اسنے وہ سارے کانٹیکٹس دماغ میں کنگال ڈالے جہاں سے اسے قرض کے لئے کچھ رقم مل سکتی تھی۔۔۔

فجر کی اذانوں کے وقت کہیں جا کر اسکی ڈرپ ختم ہوئی۔۔۔ سسٹر نے آکر اسکی ڈرپ اتار دی۔۔۔ بخار کا زور ٹوٹ چکا تھا اسی لئے اسے ہسپتال سے ڈسچارج مل گیا۔۔۔

سسٹر ہسپتال کے بلز۔۔۔ وہ بات مکمل کرنے کو جوڑ توڑ کر رہی تھی جب سسٹر کی بات پر جہاں کی تہاں رہ گئی۔۔۔ وہ تو سب کلئیر ہو گئے۔۔۔

کلئیر ہو گئے۔۔۔ مگر کس نے کئے۔۔۔ اسے اپنی ہی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔۔۔

وہی جو آپکے ساتھ آئے تھے۔۔۔ سسٹر مصروف سے انداز میں سامان سمیٹتی وہاں سے چلی گئی جبکہ وہ ہنوز گم صم سی بیٹھی تھی۔۔۔ تو کیا وہ جانے سے پہلے بلز کلئیر کر کے گیا تھا۔۔۔

لیکن یہ عقدہ بھی جلد ہی کھل گیا جب وہ سوئی ہوئی بیٹی کو اٹھائے کمرے سے باہر نکلی تو سامنے ہی ار حم ہسپتال کی تیخ بستہ راہداری میں بیچ پر بیٹھا اونگھ رہا تھا۔۔۔
اسے وہاں اس حالت میں بیٹھے دیکھ وہ گنگ رہ گئی۔۔۔
تم گئے نہیں۔۔۔

نہیں میں ڈرپ ختم ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ وہ آنکھیں مسلتا اٹھ کر اسے پاس آیا اور بنا کچھ کہے سنے بچی کو اسکی گود سے لے کر کندھے سے لگاتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کو چل دیا۔۔۔ گویا اسے واپس چھوڑنے جانے کا فریضہ بھی وہی ادا کرنا چاہتا تھا

وہ ہڑبڑا کر اسکے پیچھے بھاگی۔۔۔
میں خود واپس چلی جاؤں گی۔۔۔

اس وقت تمہیں کوئی سواری نہیں ملے گی لحاظہ ضد چھوڑو اور بیٹھ جاو۔۔۔ میں ڈراپ کر دوں گا۔۔۔

عینالب بھیج گئی۔۔۔ گویا اسکی کہی بات غلط نہیں تھی۔۔۔ ابھی ہر طرف فجر کی اذانوں کی آوازیں گھونج رہی تھی۔۔۔

ناچار وہ ڈھیٹ بنتی گاڑی کی پیسنجر سیٹ پر بیٹھ گئی۔۔۔
جب بے بسی اور مفلسی نے عزت نفس روند ہی ڈالی تھی اور جہاں اسکے اتنے
احسان لے لئے وہاں ایک اور سہی۔۔۔ لیکن اسکا سر جھک چکا تھا۔۔
سوئی ہوئی بچی اسکی گود میں تھی۔۔۔
ارحم نے اس سے ایڈریس پوچھا اور مطلوبہ لوکیشن کی جانب گاڑی ڈال
دی۔۔۔

بس مجھے یہیں اتار دو۔۔۔ آگے میں خود ہی چلی جاؤں گی۔۔
وہ مین روڈ مکمل ہوتے ہی بول اٹھی۔۔۔ آگے سے چھوٹی بڑی کئی گلیاں اندرون
آبادی کی طرف جاتی تھیں۔۔۔
تم مجھے بتا دو میں تمہیں تمہارے گھر کے سامنے اتار دیتا ہوں۔۔۔ تم کہاں بچی
کے ساتھ اس وقت خوار ہوتی پھرو گئی۔۔۔ وہ جانچتی نگاہوں سے علاقے کا جائزہ
لے رہا تھا۔۔

ارحم صاحب۔۔۔ یہاں میری کچھ عزت ہے۔۔۔ جب ان تنگ گلیوں میں
اتنی بڑی بڑی گاڑیاں آنے لگی تو سب سے پہلی انگلی میرے کردار پر اٹھے

گی۔۔۔ اور شوہر کے بنا ویسے ہی زندگی کا ٹنڈا ب کے مترادف ہے۔۔۔ میں
مزید کوئی بدنامی سر نہیں لے سکتی۔۔۔
وہ بے بسی سے چیخ اٹھی تو ار حم گنگ رہ گیا۔۔۔
لحاظ بہتر ہے کے مجھے یہیں اتار دو۔۔۔
تمہارا شوہر کہاں ہے۔۔۔ آنکھیں چند ہی کئے اسے جانچتی نگاہوں سے دیکھتا وہ
خود کو یہ سوال پوچھنے سے روک ناسکا۔۔۔

تمہارا شوہر کہاں ہے۔۔۔
عینا گم صم بیٹھی تھی جب وہ دوبارہ پوچھ بیٹھا۔۔۔
ایکسیڈینٹ ہوا تھا انکا اس لئے سول ہسپتال میں ہاسپیٹلائزڈ ہیں۔۔۔ وہ آہستگی
سے کہتی گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی جبکہ ار حم گم صم سا وہیں بیٹھا اسے
جاتا دیکھتا رہا۔۔۔

دماغ میں بہت کچھ ایک ساتھ چلنے لگا تھا۔۔۔

ساری رات کی خواری کے بعد اس وقت وہ ایک بھرپور نیند کا خواہاں تھا۔۔۔
یکدم اسنے گاڑی سٹارٹ کی اور دیکھتے ہی دیکھتے گاڑی ہواؤں سے باتیں کرنے
لگی۔۔۔ لیکن حیرت انگیز طور پر گاڑی کارخ گھر کی بجائے سول ہسپتال کی جانب
تھا۔۔۔

یکدم ہی وہ ایک بہت بڑا فیصلہ لمحوں میں کر چکا تھا۔۔۔

+++++

ایمان فجر کی نماز پڑھ کر تلاوت قرآن پاک کرنے والی تھی جب وہ کسی خدشے
کے تحت شامیر کے کاوچ تک چلی آئی۔۔۔۔۔ سبحان رات میں اپارٹمنٹ چلا گیا
تھا البتہ وہ اور شامیر زوہان کے پاس ہی تھی۔۔۔۔۔
شامیر لحاف شانوں تک اوڑھے کروٹ کے بل سو رہا تھا۔۔۔

ایمان نے حفظ ما تقدم کے طور پر اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔
مائے گاڈ۔۔۔ پھر اسی تیزی سے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا گویا اسنے کسی جلتے کوئلے کو چھو
لیا ہو۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ حواس باخنگی میں ڈاکٹر کو لینے جاتی دروازہ دھکیل کر سبجان اندر داخل ہوا۔۔۔

وہ غالباً فجر کی نماز ادا کر کے اپارٹمنٹ سے نکل آیا تھا۔۔۔

کیا ہوا مئی۔۔۔ وہ ماں کا حواس باختہ چہرہ دیکھ چونک اٹھا۔۔

تمہارے ڈیڈ کی طبیعت بہت خراب ہے۔۔۔ انہیں بہت تیز بخار ہو رہا ہے۔۔۔ جلدی ڈاکٹر کو بلاو۔۔۔

آپ رکیں میں آتا ہوں۔۔۔ وہ انہی قدموں پر باہر نکل گیا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں اسکی واپسی ڈاکٹر کے ساتھ ہوئی۔۔۔

اسنے آتے ہی چیک آپ کے بعد شامیر کو ابتدائی ٹریٹمنٹ دیا۔۔۔ انہیں ریسٹ کی ضرورت ہے۔۔۔ دو میجر سر جریز کے بعض آپکو شکر ادا کرنا چاہیے کے انکی جان بچ گئی۔۔۔ ایسے میں انکی صحت کے ساتھ لا پرواہی آپ سب کو بہت مہنگی پڑ سکتی ہے۔۔۔

ڈاکٹر کے جانے کے بعد ایمان سر تھام کر رہ گئی۔۔۔

شامیر کے ہوش میں آنے کے بعد ایمان نے اسے کچھ ہلکا پھلکا کھلا کر دوائی دی۔۔۔

خان اٹھیں ہم گھر جا رہے ہیں۔۔۔

یہاں حان ہے زونی کے پاس۔۔۔ مزید برآں شاید اسے بھی شام تک ڈسچارج مل جائے پھر اسکا ہم ریگولر چیک اپ کرواتے رہیں گے۔۔۔

لیکن آپ میرے ساتھ چلیں۔۔۔ اور اپنا موبائل بھی بند کر دیں۔۔۔ جب تک مکمل طور پر صحتیاب نہیں ہو جاتے تب تک باہر کی دنیا سے اپنا رابطہ کاٹ دیں۔۔۔

جب ٹھیک ہو گئے تب جو دل میں آئے کرتے پھریں۔۔۔ لیکن اب میں آپکی صحت پر مزید کوئی رسک نہیں لوں گی خان۔۔۔

ایمان کا لہجہ دو ٹوک اور بے لچک تھا۔۔۔ جیسے اب وہ کسی کی نہیں سننے والی۔۔۔ ڈیڈ مٹی ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔۔ میں ہوں زونی کے پاس۔۔۔ اوہ ہویار میں ٹھیک ہوں ڈاکٹر کو کہیں کے چیک آپ کے بعد مجھے بھی ڈسچارج کر دیں پھر صبح شام گھر سے آکر چیک آپ کروالیں گے۔۔۔

زوہان تو ویسے ہی ہسپتال کے ماحول سے اکتا پڑا تھا۔۔

شامیر ماتھا مسل کر رہ گیا۔۔

ایمان یہ مت کرنا پلیز۔۔۔

وہ ایمان کو اسکا موبائل فون سوئچ آف کر تا دیکھا بے بسی سے بول اٹھا۔۔۔

پر اہلم کیا ہے خان۔۔۔

وہ ٹھٹھکی۔۔۔ وہ شش و پنج میں مبتلا بکرتے لگا۔۔۔

کیا بات ہے خان۔۔۔ آپ کس چیز کی پریشانی لے رہے ہیں۔۔

اسنے نرمی سے اپنا ہاتھ خان کے ہاتھ پر رکھا۔۔

دونوں بچے بھی چونک کر متوجہ ہوئے۔۔۔

ہینجل کی۔۔۔

مگر آپ تو کہہ رہے تھے کہ وہ ٹھیک ہے ڈیڈ۔۔۔ زوہان کے ماتھے پر فکر مندی

کا جال سا بچھا۔۔

ڈیڈ جو بات ہے کھل کر بتائیں نایار۔۔۔

مل کر مسئلے کا کوئی نا کوئی حل نکال ہی لیں گے۔۔۔ سبحان آکر اسکے پاس ہی کاوچ پر بیٹھ گیا۔۔۔

شامیر کا الجھا ذہن اور منتشر سوچیں دھند کے مرغولوں کے سنگ کہیں پیچھے پرواز کرنے لگا۔۔۔

اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے واپس اسی کمرے میں پہنچ گیا جہاں پر وشہ اسکی جانب پشت کئے سینے پر بازو باندھے کھڑی تھی۔۔۔

مخملی بستر پر اینجل لحاف اوڑھے سو گئی تھی۔۔۔
کیسی شرط پر وشہ۔۔۔

شامیر کے لب سر سرائے۔۔۔ وہ ایک جھٹکے سے پلٹی۔۔۔
سب کچھ اچھا چل رہا تھا شامیر۔۔۔

میں نے تمہاری اس سوکا لڈ بیوی کے بارے میں ایک بیان جاری کر کے بات کو ر کرنا چاہی تھی۔۔۔

میں ہر چیز کو ر کر رہی تھی۔۔۔ سوشل میڈیا پر سب یو نہی کو ر ہوتا ہے۔۔۔
لیکن۔۔۔ لیکن تمہارے بیٹوں نے ماں کا تعارف کروا کر سارا کھیل بگاڑ دیا۔۔۔

اسنے ہاتھ پر دوسرے ہاتھ کی مٹھی ماری۔۔۔
شامیر آنکھیں چند ہی کئے اسے دیکھتا رہا جیسے اسے جانچنا چاہتا ہو۔۔۔
سوشل میڈیا پر ایک کنٹرورسی جنم لے چکی ہے۔۔۔
اور مجھے وہاں اپنا آپ کلئیر کرنا ہے۔۔۔ اس کے بعد سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔
سب اپنے اپنے محور پر آجائیں گے۔۔۔
اور کیسے کلئیر کرنا ہے تمہیں اپنا آپ۔۔۔ شامیر کی آواز اور لہجہ محتاط تھا۔۔۔
دیکھو شامیر تم ینگ ہو وہ پلٹ کر اس تک آئی۔۔۔
آئینے میں اپنی لکس دیکھو۔۔۔ پھر اسکا ہاتھ تھام کر اسے آئینے کے ساتھ لے
گی۔۔۔ اور مجھے دیکھو۔۔۔ کیا میں تمہیں بوڑھی لگتی ہوں۔۔۔
پروشنہ کے سوالیہ لہجے پر وہ الجھ الجھ گیا۔۔۔ وہ اسکی نا فہم باتوں کا مفہوم سمجھنے سے
انکاری تھا۔۔۔
ہمارا کیل دیکھو۔۔۔ ہمارا شمار موسٹ ینگ اور آئیڈیل کیلنز میں ہوتا ہے۔۔۔
پروشنہ کہنا کیا چاہتی ہو۔۔۔ پلیز کھل کر کہو۔۔۔
اس سے مزید پہیلیاں نا سمجھ آئیں تو سیدھا سیدھا پوچھ بیٹھا۔۔۔

اففف شامیر۔۔۔ وہ بے بسی سے سر تھامتی ریو الونگ چیئر پر بیٹھ گئی۔۔۔ بے
چینی اسکے انگ انگ سے پھوٹنے لگی تھی۔۔۔

شامیر کے لئے اسکا رویہ نا فہم تھا۔۔۔

جنہیں تم اپنے بیٹے کہہ رہے ہو وہ کہاں سے تمہارے بیٹے لگتے ہیں بڑی۔۔۔
وہ قد میں تم سے بھی اونچے ہیں۔۔۔

تو۔۔۔ شامیر کے چہرے پر نا سمجھی کے تاثرات ابھرے۔۔۔
تمہاری وہ جوان اولاد ہمارے کیل کی گریس ختم کر رہی ہے۔۔۔
وہاٹ۔۔۔ وہ بو نچکارہ گیا۔۔۔

ان بچوں کے تمہارے ساتھ ہوتے ہوئے تمہارے اپنی عمر پر سوال اٹھیں
گے۔۔۔ عمر رسید کہیں گے لوگ تمہیں۔۔۔

اس سر پھری کی ہر کل ہی نرالی تھی۔۔۔ شامیر کا دل چاہا دیوار سے ٹکرجا
مارے۔۔۔

مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا۔۔۔ وہ سر جھٹکتا نرمی سے بولا۔۔۔

لیکن مجھے پڑتا ہے۔۔۔ وہ چٹختی ہوتی اپنی جانب اشارہ کر کے کہتی اٹھ کر جارحانہ اس کے مقابل آئی۔۔۔

مجھے فرق پڑتا ہے شامیر۔۔۔

میری ایک چھوٹی سی چار سالہ بیٹی ہے۔۔۔ ایسے میں تم اٹھارہ بیس سال کے بچوں کو اٹھا کر میرے مقابل لا کھڑا کرو کے یہ تمہاری اولاد ہے۔۔۔ اور وہ میرے سوتیلے بیٹوں کے نام سے جانے جائیں۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ لوگ میری عمر کے بارے میں کیا جھمنٹس لگائیں گے۔۔۔ تم پاگل تو نہیں ہو گئے۔۔۔

ہمارے کیل کی ساری گریس ساری خوبصورتی تمہاری جوان اولاد نکل جائے گی۔۔۔ ہم ینگ کیل کی کیٹگری سے نکل جائیں گے تمہیں اتنی سی بات سمجھ نہیں آرہی ڈیم۔۔۔

شامیر الجھا الجھا سا اسکے بگڑے تاثرات دیکھ رہا تھا۔۔۔

تمہارے ان بے بنیاد مسائل کا میں کیا کر سکتا ہوں پرورش۔۔۔

جو سچ ہے وہ ہے۔۔۔ حان اور زونی میری اولاد ہے تو ہے۔۔۔

اب دنیا چاہے کچھ بھی کہے۔۔۔

ینگ پیرنٹس بھی تو ہوتے ہیں نا۔۔۔ جنکی ینگ اولاد ہوتی ہے۔۔۔ اور میری

اولاد تو ہے ہی پھر میرے لئے باعث فخر۔۔۔

انکی ماں بھی تو ہے۔۔۔ جو ساتھ کھڑی ہو تو کوئی اسے انکی بڑی بہن بھی نا

مانے۔۔۔

پلیز فار گاڈ سیک۔۔۔ مجھے اس کرپٹ لڑکی کی مثالیں مت دو۔۔۔ وہ چیخ چیخ

گئی۔۔۔

مانڈیور لینگو تاج پر وشہ۔۔۔ اب یہ ناقابل برداشت ہو رہا ہے۔۔۔ تب سے پہلی

مرتبہ وہ ہائپر ہونے لگا تھا۔۔۔ یکدم ہی غصہ سر چڑھا تھا۔۔۔

فائن۔۔۔ یہ سب کر کے تم ٹریک سے ہٹ رہے ہو۔۔۔ وہ استہزائیہ ہسی۔۔۔

شامیر نے خونخوار نگاہوں سے اسے گھورا۔۔۔

میں ٹریک سے ہٹ رہا ہوں۔۔۔ بات غلط تم کرو اور پھر بلیم مجھے دو۔۔۔

سیدھے سیدھے بتاؤ تم چاہتی کیا ہو۔۔۔

تم نے سوشل میڈیا پر صرف ایک بیان دے کر میری پوزیشن کلئیر کرنی ہے۔۔۔
اسکے بعد میں تم سے کوئی شکوہ نہیں کروں گی۔۔۔ جیسا تم چاہو گے ویسا ہی
ہو گا۔۔۔

کیسا بیان۔۔۔

تم نے میڈیا پر محض یہ قبول کرنا ہے کہ وہ بچے تمہاری اولاد نہیں۔۔۔
وہاٹ۔۔۔ تم پاگل ہو کیا۔۔۔ وہ اس عورت کی سفاکیت پر گنگ رہ گیا۔۔۔ اتنا
گنگ تو اسے باپ کے رد عمل نے نہیں کیا تھا جتنا اس لڑکی کی سفاکیت کر گئی
تھی۔۔۔

اتنا اور ری ایکٹ کیوں دے رہے ہو۔۔۔
محض یہ ہی تو کہنا ہے۔۔۔ اس سے کیا فرق پڑ جائے گا۔۔۔
بس میری پوزیشن کلئیر ہو جائے گی۔۔۔

کہہ دینا کہ یہ بچے تمہاری اس سو کالڈ بیوی کی پہلی شادی سے اولاد ہے اور
تمہیں اپنے بچوں کی طرح عزیز ہے اس لئے تم نے انہیں اپنا نام۔۔۔

انف۔۔۔ از انف پر وشہ۔۔۔

مزید ایک لفظ نہیں۔۔۔۔ غصے سے کھولتا وہ ایک دم سے پھٹ پڑا۔۔۔ دماغ
میں چٹانے سے بجنے لگے تھے۔۔ گویا اس بندی نے ایک ہی جھٹکے میں اس کے
سیا تھ بمب لگا کر اسکی ذات کے پر نچے اڑا دیئے ہوں۔۔۔
مکھنم۔۔۔ تم ایک سفاک عورت ہو۔۔۔ وہ کف اڑانے لگا۔۔۔
واہ۔۔۔ میں سفاک اور تم کیا ہو۔۔۔

تم چاہتی ہو کہ میں تمہاری پوزیشن کلئیر کروانے کو اولاد کی نظروں میں مجرم
بن جاؤں۔۔۔ اس پوزیشن کو کلئیر کروانے کو جسے بگاڑا بھی تم نے خود اپنے
جھوٹ سے ہے۔۔ کیوں جھوٹے بیان دیتی رہی تم سوشل میڈیا پر جب تم کسی
بات سے آگاہ ہی نہیں تھی۔۔۔
غصے سے چٹختے دماغ کے ساتھ وہ جرح پر اتر آیا۔۔۔

کیوں فضول بکواس کرتی رہی۔۔۔
ہاں جو میں کروں وہ بکواس۔۔۔۔

اور جو تم کرتے رہے۔۔۔ پوری زندگی مجھے دھوکے میں رکھا۔۔۔ تم پہلے سے
شادی شدہ تھے۔۔۔ اسکے باوجود تم نے مجھ سے شادی کی۔۔۔ وہ بھی کہاں پیچھے
رہنے والی تھی۔۔۔

اور یہ ہی میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی پر وشہ۔۔۔ جسکا خمیازہ میں
ابھی تک بھگت رہا ہوں۔۔۔

ایک سو ایک دفعہ انکار کیا تھا میں نے اس شادی سے۔۔۔ بار بار بار بار۔۔۔
شادی سے عین پہلے بھی تمہیں دھکے چھپے الفاظ میں سمجھانا چاہا کہ بعد میں مجھ
سے کوئی شکوہ مت کرنا۔۔۔

مگر اسکے باوجود میں نے جہاں تک گھسیٹا جاسکا۔۔۔ اس رشتے کو گھسیٹا۔۔۔
میرا خدا گواہ ہے کہ میں نے کبھی اس رشتے میں کوئی کھوٹ نہیں رکھا۔۔۔
پوری ایمانداری سے اس رشتے کو نبھایا۔۔۔ اور آگے بھی نبھانا چاہتا ہوں۔۔۔
کیونکہ تم میری بیٹی کی ماں ہو۔۔۔ چاہے جیسی بھی ہو۔۔۔

اور خوش قسمتی سے ایمان سے میں نے محض رشتے نبھانا ہی سیکھا ہے۔۔۔

لیکن اسکے باوجود اگر تم ضد پر آتی ہو اور اس پر قائم رہتی ہو تو جو تمہاری خواہش۔۔۔

لیکن ایک بات طے ہے پروشہ میں کسی کے لئے بھی۔۔۔ وہ چبا چبا کر گویا ہوا۔۔۔

کسی کے لئے بھی اولاد کی رتی برابر حق تلفی نہیں کروں گا۔۔۔

اس بات کو تم جتنی جلدی سمجھ جاؤ تمہارے حق میں بہتر ہو گا۔۔۔

تو پھر ٹھیک ہے۔۔۔ رکھو اپنی وہی اولاد جس کے لئے تم کٹنے مرنے کو تیار ہو۔۔۔ اور میری بیٹی کو بھول جاو۔۔۔

تمہارا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔۔۔

بکو اس بند کرو اپنی پروشہ۔۔۔ وہ دروازے کی جانب بڑھتا بڑھتا ڈھار کر

پلٹا۔۔۔ اور آٹھ سالہ ازدواجی زندگی میں پہلی مرتبہ وہ پروشہ ہر ڈھارا

تھا۔۔۔

تم کچھ بھی کہو۔۔۔ اس سے میرا رشتہ نہیں بدل سکتا۔۔۔

وہ میری بیٹی ہے اور رہے گی۔ اور خبردار جو تم نے اس سے نارواں سلوک کرنا چاہا تو۔۔۔

وہ میری بیٹی ہے شامیر خان۔۔۔ جو میرے دل میں آئے وہ کروں گی۔۔۔
چاہوں سینے سے لگاؤں چاہے زندہ دفن کر دوں۔۔۔
وہ غصے سے پاگل ہونے لگی تھی۔۔۔

بکو اس بند۔۔۔ انگلی اٹھا کر تنبیہ کرتا وہ ہانپنے لگا۔۔۔
میری پیش کش پر سوچنا شامیر خان۔۔۔ تمہارا ایک بیان ہمارے بیچ سب ٹھیک کر سکتا ہے۔۔۔ ورنہ دوسری صورت تمہیں خلع کا نوٹس مل جائے گا۔۔۔ اور
ہاں ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا۔۔۔
ہماری علیحدگی کے بعد تمہیں اینجل کی صورت تک دیکھنے کے لئے ترسادیوں گی
یہ پروشہ کا وعدہ ہے تم سے۔۔۔

وہ غصے سے آتش فشان بنی تن فن کرتی وہاں سے نکل گی۔۔۔
جبکہ شامیر حق دق سا وہاں کھڑا اسے دیکھتا رہا۔۔۔

@@@@

کمرے میں مہیب سناٹا تھا۔۔۔ جیسے کہنے سننے کو کچھ بچا ہی ناہو۔۔

ایسی صورت میں شامیر کا سٹریس لے کر بیمار ہونا بنتا تھا۔۔

آپکی مسز کے ساتھ کوئی سائیکو لو جیکل پر اہلم ہے کیا ڈیڈ۔۔

دفعتا زوہان ریلیکس ہوتا بستر پر نیم دراز ہوا۔۔

ممی ناشتہ تو کروادیں زوہان نے سر جھٹکا اور اس ساری بات کا اثر زائل کرنا

چاہا۔۔۔

حان سب کے لئے چائے لے آو ساتھ کوئی لائٹ سے سینڈوٹیج یا کوکیز لے

آنا۔۔۔

ایمان پر بھی تھکاوٹ سرایت کرنے لگی تھی۔۔۔

جی ممی۔۔۔

ڈیڈ فکر مت کریں۔۔۔ سبحان باپ کے پاس ہی بیٹھ گیا۔۔ اور عقیدت سے اس کے

دونوں ہاتھ تھام لئے۔۔۔

یہ سب اتنا آسان نہیں جتنا آپکی مسز نے پور ٹریٹ کر کے آپکو ایمو شنل بلیک

میل کرنا چاہا ہے۔۔۔

وہ بہت ضدی ہے حان۔۔۔ شامیر بے بس ہوا۔۔۔
اور مجھے ڈر محض اینجل کا ہے۔۔۔ بہت معصوم ہے میری بچی۔۔۔
ایک طرف میرے جگر گوشے میرے بیٹے ہیں تو دوسری طرف وہ پھول سا
وجود ہے حان۔۔۔

زندگی نے بہت غلط دورا ہے پر لا کھڑا کیا ہے مجھے۔۔۔ دونوں صورتوں میں خسار
میرے ہی حصے میں آرہا ہے
سبحان کھل کر مسکرا دیا۔۔۔
آپکی محبت دیکھ کر بہت اچھا لگا دیڈ۔۔۔
اب میں آپکو ایک راز کی بات بتاؤں۔۔۔ وہ راز دارانہ انداز میں شامیر کے
قریب کھسکا۔۔۔ لہجہ پر اسرار جبکہ آنکھوں میں چمک تھی۔۔۔
اسکے راز دارانہ انداز میں جہاں ایمان چونکی وہیں زوہان کے بھی کان کھڑے
ہوئے۔۔۔

زرا اونچی بتانا اتنی رازداری مت رکھنا کہ مجھے تجسس کے ہاتھوں بستر سے اترنا
پڑے۔۔۔

سبحان نے مسکراتی نگاہوں سے بھائی کو دیکھا۔۔۔
جتنا آپکی مسز کو میں سمجھ چکا ہوں۔۔۔ انکی شخصیت نہایت ڈس بیلنس ہے
ڈیڈ۔۔۔ ڈری ہوئی خوف زدہ۔۔۔

شامیر نے الجھ کر اسے دیکھا۔۔۔
بہت سارے خوف پال رکھے ہیں انہوں نے اپنے ارد گرد۔۔۔ وہ نڈر اور حق
بات کہنے والی نہیں ہیں۔۔۔ وہ بڑے آرام سے پروشہ سے بنا ملے اسکی ذات کی
پر تیں کھول رہا تھا۔۔۔

اور ایسے انسان کو مینوپلیٹ کرنا کچھ مشکل نہیں۔۔۔
گو کے ایسے خرافاتی کام میرا وطیرہ نہیں۔ اسنے ساتھ ہی سیز فائر کرتے خود کو
کلئیر کروایا۔۔۔

لیکن آپ باپ ہیں۔۔۔ اور بقول آپکے آپکی مسز ہمیشہ گھر نہیں ہوتیں ہر دن کے
انہوں کے طرح طرح کے پلانز ہوتے ہیں۔۔۔ سو اینجل کی نینی سے بات کر کے
اسے یہیں بلوالیں۔۔۔ کچھ دیر اسکے ساتھ گزاریں اور پھر اسے واپس بھیج
دیں۔۔۔

آپ اپنے طور اپنا یہ پرسنل میٹر حل کر کے دیکھ لیں۔۔۔ اور اگر آپ سے یہ میٹر حل ناہو سکا تو ٹرسٹ می۔۔ پھر مجھے ایک ہفتے کا ٹائم دے دیں۔۔ اس ایک ہفتے میں آپ کی مسز خود۔۔ وہ رکا۔۔ اسکی آنکھوں کی چمک کچھ مزید بڑھی۔۔

شامیر جانچتی نگاہوں سے بیٹے کا انداز دیکھ رہا تھا۔۔
جی بلکل وہ خود اینجل کو آپکو دینے آئیں گی۔۔ نہایت تہذیب اور تمیز کے ساتھ۔۔

وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔۔
اس معاملے سے دور رہنا سبجان۔۔ یہ تمہارے ڈیڈ کا بہت ذاتی معاملہ ہے وہ خود دیکھ لیں گے۔۔ خوا مخواہ ہر جگہ اپنی ٹانگیں مت پھنسا یا کرو۔۔ ایمان کا انداز دو ٹوک تھا۔۔

یہ ہی تو می ڈیر۔۔ کے ڈیڈ ہمارے ہیں تو انکا پرسنل میٹر محض انکا کیسے ہوا۔۔
زوہان کی باتیں ہمیشہ ایسے ہی اسے سیخ پا کرتی تھیں۔۔ اسنے زوہان کو ایک زبردست گھوری سے نوازا۔۔

اور اسی کا نتیجہ ہے جو اس وقت تم بستر پر ڈھیر ہو۔۔۔

ممی۔۔۔ اس سے پہلے کے عام سی بات چیت کا اختتام ماں کی زبردست قسم کی کلاس لگانے پر ہوتا سبحان نے ماں کی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی۔۔۔

کیا آپکو مجھ پر یقین نہیں۔۔۔ یا آپ مجھے جانتی نہیں۔۔۔

میرے خیال سے آپ مجھے مجھ سے اچھے طریقے سے جانتی ہیں۔۔۔ سبحان کا لہجہ نرم تھا۔۔۔

تخریب کاریاں آپکے اس بیٹے کے شیطانی دماغ میں آتی ہیں۔۔۔ اسنے زوہان کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

ہاں جی آپکا تو بڑا روحانی دماغ ہے جہاں محض وظیفے ہی آتے ہیں۔۔۔ اسنے جل کر ٹکرا لگایا۔۔۔

سبحان اگنور کر گیا۔۔۔ اسکا مخاطب ماں تھی اور اسکی نگاہیں بھی اسی پر ٹکی تھیں۔۔۔

میں آپکے بہت ٹھنڈے دماغ کا بیٹا ہوں یہ بات آپ جانتی ہیں۔۔۔ وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔۔

اور میں بہت لائٹلی مسائل حل کر لیتا ہوں۔۔۔
ایمان ٹھٹھکی۔۔۔

اتنی لائٹلی کے دوسرے کان کو خبر بھی نہیں ہوتی۔۔۔
ٹرسٹ می۔۔۔ میں یہ مسئلہ بھی اتنے لائٹلی ہی حل کر لوں گا جسے آپ سب
لوگ ہوا سمجھ رہے ہیں۔۔۔۔۔ یوں۔۔۔۔۔ اسنے چٹکی بجائی۔۔
مگر کیسے۔۔۔ ایمان الجھی۔۔۔

کیسے اسکا بیٹا ایک سر پھری ضدی اور اڑیل بندی کو ہنڈل کرنے کا دعویٰ دے رہا تھا
جسے اسکا شوہر قابو نہ کر سکا۔۔۔ جو سگی اولاد کی سگی نا تھی۔۔۔ اسکا الجھنا فطری
تھا۔۔۔
یہ مت کریں ممی۔۔۔

عملی جامہ پہنانے سے پہلے اگر پلان لیک کر دیئے جائیں تو وہ اکثر ناکام ہو جاتے
ہیں۔۔۔

اوکے اگر میری کسی ہیلپ کی ضرورت ہوئی تو میں حاضر ہوں۔۔۔

لیکن یہیں بیٹھ کر کرنے والا کوئی کام ہوا تو کیونکہ اس حالت میں میں باہر نہیں جا سکتا

زوہان نے جھٹ اپنی خدمات پیش کیں۔۔۔

تم ٹھیک ہوتے تب بھی باہر جا کر کرنے والا کام تمہارے بس کا نہیں تھا۔۔۔۔
تمہیں محض سکرین چلانی ہی آتی ہے۔۔۔ کیونکہ سردیوں میں باہر سردی بہت ہوتی ہے اور گرمیوں میں گرمی۔۔۔

پتہ نہیں وہ کونسا موسم ہو گا جب زوہان شامیر خان باہر نکل کر زمانے کی سردو گرم کو فیس کرے گا۔۔۔

سبحان بنا لحاظ کئے کہتا ناشتہ لانے کو اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔
زوہان نے شانے اچکائے۔۔۔

جب تم ہو تو مجھے باہر جانے کی کیا ضرورت۔۔۔

شباباش۔۔۔ تم سے اسی توقع کی امید تھی۔۔۔ سبحان تاسف سے کہتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔ جبکہ جاتا جاتا وہ شامیر کا آدھا بوجھ ہلکا کر گیا تھا۔۔۔

اسکی اولاد ایسے ہی قدم قدم پر اسکا حوصلہ بڑھاتی تھی۔۔۔

اسکے کمرے سے نکلتے ہی یکدم ہی زوہان کے دماغ میں ایک سپارک ہوا۔ اور
اسکی آنکھیں چمک اٹھیں۔۔۔

انسانی دماغ ایک مشینری ہے اور یہ اس اصول پر کام کرتی ہے کہ اسے جس
طرف لگاؤ گے یہ اسی چیز میں آپکو اپنا بیسٹ دینے کی کوشش کرے گی۔۔۔
اسے مثبت اور کریٹو طرف لگاؤ گے تو یہ ہر دم ایک سے بڑھ کر ایک آئیڈیاز
جنریٹ کرے گی۔۔۔

اسے تخریب کاری میں لگاؤ گے تو یہ تباہی ہی مچائے گی۔۔۔
اسے ہمیشہ خالی رکھو گے تو اسے زنگ لگ جائے گا اسکی پروڈکٹیوٹی متاثر ہوگی
اور ویسے بھی کہا جاتا ہے کہ خالی دماغ شیطان کا گھر۔۔۔ اور اپنے گھر میں
شیطان وہی سب کچھ کھل کر کرتا ہے جو وہ کرنا چاہتا ہے۔۔۔ لحاظ اس مشینری کا
سہی مثبت اور تعمیری استعمال ہر انسان پر لازم ہے۔۔۔

بالکل ایسے ہی یکدم زوہان کے دماغ میں ایک کوند اسالپکا۔۔۔
سبحان نے تو پتہ نہیں کیا سوچ رکھا تھا۔۔۔ اور یقینی بات تھی اسے اپنی سوچ پر
عملدرآمد ہونے کے لئے مٹی اور ڈیڈ کی پرمیشن ریکوارڈ تھی۔۔۔

لیکن زوہان اس سب سے مبرا تھا۔۔

یہاں دماغ میں ایک بات سمائی وہاں اسنے وہ کر ڈالی۔۔ باقی بعد کی بعد دیکھیں
گے۔۔۔

زیادہ سے زیادہ ممی کی کلاس ہی تھی نا۔۔۔ لے لیں گے۔۔۔

یاممی کی ناراضگی۔۔ جو انہیں منانا اسکے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔۔

چلو بھی زونی شام تک ممی کی ایک اور زبردست کلاس کے لئے خود کو تیار کر
لو۔۔۔

اسنے چورنگاہوں سے ماں اور باپ کو دیکھا جو آپس میں کسی گھمبیر مسئلے پر گفتگو
کر رہے تھے۔۔۔
پھر اپنی سوچ پر عمل پیرا ہونے کو لائحہ عمل تیار کرنے لگا۔۔۔

@@@@

سبحان ناشتہ لے آیا تو سب نے ناشتہ کیا۔۔

البتہ ایمان ناشتہ کرنے کی بجائے زوہان کو ناشتہ کرواتی رہی۔۔

دائیں بازو کی بدولت اسکے زیادہ تر کام ایمان کے حصے میں آگئے تھے۔۔۔

ممی آپکی چائے ٹھنڈی ہوگئی ہے میں اور لاتا ہوں۔۔۔

سبحان سبھی ڈسپوزیبل گلاس اور باقی چیزوں کے ساتھ اسکا بھی چائے کا

ڈسپوزیبل گلاس اٹھا کر ٹریش کین میں پھینکنے کو لے گیا۔۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ بھاپ اڑاتی چائے اور سینڈوٹچ کے ہمراہ اسکے سامنے تھا۔۔۔

ایمان وہیں زوہان کے پاس سنگل کرسی پر بیٹھی ناشتہ کرنے لگی۔۔۔

شامیر اور سبحان کوئی بات کرتے کمرے سے نکل گئے۔۔۔

خان۔۔۔ اسنے پیچھے سے آواز دی لیکن وہ لوگ کمرے سے نکل چکے تھے۔۔۔

اففففف۔۔۔ اسنے آدھ کھایا سینڈوٹچ وہیں پر رکھا اور خان کی میڈیسنز کے

ساتھ پانی کی ڈسپوزیبل بوتل اٹھائی۔۔۔

کم از کم دوائی تو کھاتے جاتے۔۔۔ ناجانے کہاں جارہے ہیں۔ اور واپس کب

آئیں گے۔۔۔ زرا جو پرواہ ہو اپنی صحت کی۔۔۔ حالانکہ ابھی ابھی بخار کا زور ٹوٹا

ہے۔۔۔ وہ منہ ہی منہ بڑبڑاتی جھنجھلائے سی کمرے سے نکلی۔۔۔

یہ زوہان کے پاس بہترین موقع تھا۔۔۔

اسنے پاس پر اپنا موبائل اٹھایا اور اپنے سوشل اکاؤنٹس کنگالنے لگا۔۔۔

انسٹاگرام پر میسجز کی بھرمار تھی۔۔۔

جب سے اسکی آئیڈنٹی شوہوئی تھی کے وہ کنزل الایمان کا بیٹا ہے وہاں یو نہی اسکا

ڈی ایمز بھرار ہتا۔۔۔

اور زیادہ تر سوال تھے بھی ایمان کے بارے میں۔۔۔

چونکہ اسنے ابھی تک اپنے سوشل اکاؤنٹس سے کوئی اپڈیٹ نادی تھی تبھی لوگ

یہ جاننے کو بے تاب تھے کے وہ اتنی بڑی کنٹرورسی کے بعد بھی خاموش کیوں

ہے۔۔۔

بارہا اس سے پوچھا جارہا تھا کے کیا راسٹر کنزل الایمان ٹھیک ہیں۔۔۔

وہ کوئی اپڈیٹ کیوں نہیں کر رہی وغیرہ وغیرہ۔۔۔

اسنے ان ڈی ایمز میں سے چند ڈی ایمز سلیکٹ کئے جن میں ایمان کے بارے

میں بارہا پوچھا جارہا تھا۔۔۔

پھر کیمرہ آن کر کے خود پر سیٹ کر گیا۔۔۔

ایک چور نگاہ دروازے پر ڈالی اور مطمئن ہو کر کیمرے پر فوکس کرنے لگا۔۔۔

اسلام علیکم ایوری ون۔۔۔

This is me Zohan Shameer khan...

اسکی آواز میں انرجی تھی۔۔

آج کل میرا ڈی ایم بھرا پڑا ہے ان سوالوں سے اسنے اوپر کی جانب انگلی کی جہاں وہ ویڈیو مکمل کرنے کے بعد وہ سلیکٹ کئے گئے ڈی ایمز لگانے والا تھا کہ آج کل رائٹر کنزل الایمان سوشل میڈیا سے اسقدر ان ایکٹو کیوں ہیں اور وہ کوئی اپڈیٹ کیوں نہیں دے رہیں۔۔۔

اپڈیٹ تو وہ خود ہی آپکو دیں گی جب بھی دیں۔۔ خیر آتے ہیں اس سوال کی جانب کے وہ آج کل کوئی اپڈیٹ کیوں نہیں دے رہیں۔۔۔

تو آج کل وہ بہت مصروف ہیں۔۔ اتنی کے انہیں اپنا ہوش تک نہیں۔۔۔

انکے شوہر کی یعنی میرے ڈیڈ کی دو میجر سرجریز ہوئی ہیں۔۔ نیز انکا بیٹا ہاسپٹلائزڈ ہے۔۔ اسنے اپنی بازو کی جانب کیمرے کا فوکس کیا۔۔

تو ایسے میں انہیں تو اپنے کھانے پینے کا ہوش تک نہیں۔۔۔

اور اسکا ثبوت یہ ہے۔۔۔

اسنے کیمرہ ایمان کی ان چھوٹی چائے اور ادھ کھائے سینڈوٹیج کی جانب کیا۔۔۔
یہ انکا ناشتہ ہے۔۔۔ اور کھاتے کھاتے یاد آنے پر وہ ناشتہ چھوڑ ڈیڈ کو میڈیسن
کھلانے لگی ہیں۔۔۔

یہ ہے زندگی رائٹر کنزل الایمان کی آج کل۔۔۔ انکی رات یا تو اس سنگل کرسی
پر بیٹے کے پاس گزرتی ہے یا اس کا وچ پر۔۔۔
ایسے میں جب انکی زندگی ٹریک پر آئی یا انہیں فراغت ملی تو وہ ضرور اپنے ریڈرز
کو اپڈیٹ کریں گی۔۔۔
کیونکہ آج کل انہیں سوشل میڈیا پر چلتی کنٹروسی کی خبر بھی اتنی ہی ہوتی ہے
جتنا میں یا حان بھائی انہیں بتا دیں۔۔۔

کیونکہ یہ رہا انکا موبائل۔۔۔ اسنے ایمان کے موبائل پر فوکس دیا جو اسکے
ٹھنڈے ہو رہے ناشتے کے پاس پڑا تھا۔۔۔ اور ہم ممی کو اپڈیٹ کم کم ہی دیتے
ہیں۔۔۔

آج کل انکا موبائل انکے ہاتھ میں تب آتا ہے جب اسکی رنگ ٹیون بجتی ہے اور کوئی کال آتی ہے۔۔۔

تو آرام سے جب وہ فری ہو کر ہر چیز دیکھیں گی تو ضرور اپڈیٹ دیں گی۔۔۔
امید ہے کہ ممی کے ریڈرز کی تشفی ہو چکی ہوگی۔۔۔ دفعتاً دروازے کی ناب گھومی اور اسنے جھٹ سے ویڈیو بند کر ڈالی۔۔۔

ایمان زیادہ دور نہیں گئے تھے ہم۔۔۔
یہیں کینیٹین تک تھے۔۔۔ شامیر ماتھے پر ہاتھ مارتا اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ سبحان سر جھکائے مسکراہٹ ضبط کرنے کی ناکام کوششوں میں مصروف تھا۔۔۔
بات یہ نہیں ہے کہ آپ کہاں گئے یا کہاں نہیں گئے خان۔۔۔
ناہی آپکے کہیں جانے سے مجھے کوئی مسئلہ ہے لیکن کم از کم دوائی تو کھا کر جائیں۔۔۔

اب کھا تو لی ہے۔۔۔ وہ لب کترتے جیسے بے بس ہونے لگا۔۔۔

اور کیسے کھلائی ہے آپکو یہ میں جانتی ہوں۔۔۔ پتہ نہیں کیا میڈیسن فوبیا ہے
آپکو۔۔۔ وہ جھنجھلائی سی واپس ناشتے تک آئی۔۔۔
لیں پھر سے ٹھنڈا ہو گیا ناشتہ۔۔۔

ممی میں اور۔۔۔

نہیں اسکی ضرورت نہیں۔۔۔ اسنے نیم گرم چائے ایک ہی گھونٹ میں ختم کر
ڈالی اور ٹھنڈا ہوتا سینڈوٹیج کھانے لگی۔۔۔
دفعتا کمرے کا دروازہ کھلنے پر سب آواز پر چونک کر دروازے کی جانب متوجہ
ہوئے۔۔۔

&&

دروازے میں واجد خان پوری شان سے ایستادہ تھا۔۔۔ اسے یوں وہاں کھڑے
دیکھ ایمان کو گویا سانپ سونگھ گیا۔۔۔

سینڈوٹیج کہیں حلق میں ہی اٹکنے لگا تھا۔۔۔ زندگی ٹریک پر آتی نا تھی کے اس
میں ایک دفعہ پھر سے بھونچال آ جاتا تھا۔۔۔

البتہ انہیں وہاں دیکھ زوہان کی آنکھوں سے چنگاریاں سی پھوٹنے لگیں۔۔۔

یہ یہاں کیا کر رہے ہیں ڈیڈ۔۔ اسنے گرینڈ پاکی جانب اشارہ کیا البتہ اسکا مخاطب باپ تھا۔۔ جوب بھینچے سنجیدگی سے باپ کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔
زوہان کی ہٹ دھرم غصیلی آواز پر چونکا۔۔۔

زونی۔۔۔ ایمان نے قریب آتے اسکے شانے پر ہاتھ رکھ کر اسے سمجھانا چاہا
جب وہ ہاتھ اٹھا کر ماں کو کچھ بھی کہنے سے روک گیا۔۔ البتہ نگاہیں شامیر پر ہی
ٹکی تھیں جیسے وہ گرینڈ پا کو دیکھنا بھی نا چاہتا ہو۔۔۔

ڈیڈ انہیں کہیں یہاں سے جائیں۔۔۔ اگر نہیں تو میں چلا جاتا ہوں یہاں
سے۔۔۔ وہ جوش جذبات سے کراہتا ہوا اٹھ بیٹھا۔۔۔

ریلیکس۔۔۔ وہ ہاتھ سے بیٹے کو پر سکون رہنے کا اشارہ کرتا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا
ہوتا باپ کی جانب بڑھا۔۔۔

آئیے بابا ہم باہر چل کر بات کرتے ہیں۔۔ اسنے باہر کی جانب اشارہ کیا۔۔۔
واجد خان کی گہری پرسوج نگاہیں اپنے سر پھرے پوتے پر جمی تھیں جو انہیں
پہلی ملاقات میں اتنا سر پھراگا نہیں تھا کہ دوبارہ کسی چیز کی گنجائش تک نا
چھوڑے گا۔۔۔

زوہان بیٹا یہ سب کیا ہے۔۔۔ ایسے کون کرتا ہے بھلا۔۔۔ پیچھے ایمان نرمی و
حلاوت سے اسے سمجھا رہی تھی جسکا دماغ ابھی تک گرینڈ پا کو سامنے پا کر جھنجھنا
رہا تھا۔۔۔

کیا مطلب ہے تمہاری بات کا شامیر کیا میں اب اپنے پوتے سے مل تک نہیں
سکتا۔۔۔ اس سے بات تک نہیں کر سکتا۔۔۔

وہ دونوں ہسپتال کے اس کمرے سے باہر کمرے سے قدرے دور ایک
راہداری میں آنے سامنے کھڑے تھے۔۔۔

بابا کے اس حق جتاتے لہجے سے وہ بے چین ہونے لگا تھا۔۔۔
بابا وہ بچہ ہے۔۔۔ ابھی ناراض ہے کسی قدر غصے میں ہے۔۔۔ شامیر بات بڑھانا
نہیں چاہتا تھا تبھی آرام سے بات ہینڈل کر رہا تھا۔۔۔

تو اس سے بات کروں گا تو مسئلہ حل ہو گا نا۔۔۔ واجد خان کے لہجے میں بے یقینی
تھی۔۔۔ ایسی صورت حال زندگی میں پہلی مرتبہ سامنے آئی تھی۔۔۔ کے کوئی
اسکی طرف سے کی جانے والی پیش قدمی کو قبول نہ کرے

وہ ابھی آپکی کوئی بات نہیں سمجھے گا بابا۔۔۔

اسنے ہاتھ کی مٹھی ماتھے پر ماری۔۔۔

تو تم اسے سمجھاؤ۔۔۔ آمادہ کرو میری بات سننے پر۔۔۔ مجھے اس سے بات
وہ میری بات بھی نہیں سمجھے گا بابا۔۔۔ اس بپھرے ہوئے کو محض اسکی ماں ہی
ہینڈل کر سکتی ہے۔۔۔

اینڈ ٹرسٹ می وہ اسے سمجھالے گی۔۔۔ پھر آپ اس سے مل لینا۔۔۔ وہ جلد از
جلد اس بحث کو سمیٹنا چاہتا تھا۔۔۔
واجد خان گم صم سا اسے دیکھتا رہا۔۔۔

کچھ دیر بعد شامیر کمرے میں واپس آیا تو زوہان سو رہا تھا۔۔۔ البتہ ایمان ہنوز اسکے
بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھی گویا وہ اس بپھرے ہوئے کو شعوری کو شیش سے
سلا پانے میں کامیاب ہوئی ہو۔۔۔

شامیر نے دیکھا نیند میں بھی اسکے چہرے کے اعضا میں ایک تناؤ تھا۔۔۔

شامیر کو اندر آتا دیکھ ایمان نے ہونٹوں پر انگلی رکھتے چپ رہنے کا اشارہ کیا اور
پھر خود اسکے گہری نیند میں جانے کا تعین کرتی آہستگی سے اٹھ کر شامیر کے پاس
آئی۔۔

آپ دونوں باہر آئیں۔۔۔

وہ اسکی نیند خراب ہونے کے خیال سے ان دونوں کو باہر لے آئی۔۔۔
خان میرے ساتھ گھر چلیں مجھے وہاں کچھ کام ہے۔۔۔ شام میں واپس آجائیں
گے یہاں سبحان ہے زونی کے پاس۔۔۔ سبحان نے جھٹ سر خم کیا۔۔۔
اور پھر گھر میں آپ بھی کچھ دیر ریست کر لیں گے۔۔۔
حان بھائی کا خیال رکھنا۔۔۔
ارے می آپ فکر ہی مت کریں۔۔۔

ایمان مسکرا کر شامیر کے ساتھ ہسپتال سے نکل آئی۔۔۔

ہسپتال سے نکل کر وہ ابھی پارکنگ میں آئے ہی تھے کہ نا جانے کہاں سے چند صحافی مائیک تھامے اپنے کیمرامینز کے ساتھ تیزی سے انکی جانب بھاگتے آتے۔۔

پتہ نہیں وہ لوگ انہی کی تاک میں یہاں بیٹھے تھے یا کسی اور مقصد سے یہاں آئے تھے۔۔۔ اور اب انہیں وہاں دیکھ انکی جانب لپک پڑے تھے۔۔۔ شٹ۔۔۔ اندر بیٹھو ایمان۔۔۔ شامیر نے حالات بھانپتے تیزی سے ایمان کے آگے ہو کر اسے کور کیا اور پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولتے اسے اندر بیٹھایا۔۔۔ جب تک صحافی اس تک پہنچے ایمان اندر بیٹھ کر دروازہ بند کر چکی تھی۔۔۔ گاڑی کے سیاہ شیشوں کے پار اندر کا منظر واضح نا تھا۔۔۔ سر سر۔۔۔ آپ اپنی پہلی مسز کے ساتھ ہیں کیا۔۔۔ یکدم ہی سوالوں کی بوچھاڑ شروع ہو گئی۔۔۔

جی۔۔۔ اسنے مختصر جواب دیتے کسی طرح یہاں سے نکلنا چاہا۔۔۔ سر۔۔۔ کیا ہم آپکے ساتھ ان سے بھی بات کر سکتے ہیں۔۔۔

آنہہ۔۔۔ سوری۔۔۔ یہ ممکن نہیں۔۔۔ وہ شہادت کی انگلی سے ماتھارب کرتے
کھینچ تان کر مسکرایا۔۔۔

وہ اپنی پسلی اپڑینس او ائڈ کرتی ہیں۔۔۔ اور ہمیں انکی ویلیوز کا احترام کرنا
چاہیے۔۔۔

سر کیا آپ اپنی اس شادی سے خوش ہیں۔۔۔ اگلا سوال داغا گیا۔۔۔
الحمد للہ۔۔۔

اسکے جواب مختصر تھے جیسے جلد از جلد وہاں سے نکلنے کا طریقہ سوچ رہا ہو
۔۔۔۔۔

سر۔۔۔ آپکی پہلی شادی کب ہوئی تھی۔۔۔ ایک طرحدار صحافی نے سوال
داغا۔۔۔

یونیورسٹی لائف میں۔۔۔ یونیورسٹی کے لاسٹ ایئر میں۔۔۔ وہ مبہم سا مسکرایا
۔۔۔

لو میرج یا ریٹنج۔۔۔ اسکے جواب دیتے ہی دوسرے اینکر کا سوال تیار تھا۔۔۔

میں تو لو ایٹ فرسٹ سائٹ کا شکار ہوا تھا۔۔۔ اسنے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔۔۔ البتہ دوسری جانب معاملہ غالباً لو آفٹر میرج کا تھا۔۔۔ اسنے دھکے چھپے انداز میں بہت نا محسوس انداز میں اپنی کہانی بیان کرتے ایمان کی پوزیشن کلئیر کرنی چاہی۔۔۔ سر آپ اپنی پہلی مسز کے بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے۔۔۔ یہ ہی کے قسمت والوں کی ملتی ہے کنزل الایمان جیسی بیوی۔۔۔ جسکی موجودگی میں دنیا میں ہی آپکا گھر جنت ہو۔۔۔ اسنے مسکرا کر شانے اچکائے۔۔۔ ارادہ اب نکلنے کا تھا۔۔۔

اور دوسری مسز۔۔۔ کیا آپ انکے بارے میں بھی کچھ کہنا چاہیں گے۔۔۔ شامیر اندر سے جتنا بھی جزبر ہوا ہو مگر اسنے وہ سب چہرے پر سچی مسکراہٹ کے لبادے میں چھپالیا۔۔۔

وہ جانتا تھا یہاں اسکے کہے ایک ایک لفظ کے کئی کئی مطلب نکالے جانے والے تھے۔۔۔

پروشہ میری۔۔۔

دفعتا اسکی جیب میں پڑا موبائل چنگار اٹھا۔۔۔

اسنے صد شکر کرتے بجلت جیب سے موبائل نکالا۔۔۔
ایکسیوز می۔۔۔ وہ فون کا بہانا کرتا جلد از جلد وہاں سے ہٹ کر ڈائیونگ سیٹ کی
جانب بڑھا۔۔۔ آج اس فون کال نے اسکی ایک بہت بڑی مشکل حل کر دی
تھی۔۔۔

حقیقت یہ ہی تھی کہ پروشہ کی شان میں کہنے کے لئے اسکے پاس الفاظ کا فقدان
تھا۔۔۔ اور جو کچھ وہ کر چکی تھی اسکی اولاد کے بارے میں کہہ چکی تھی نا محسوس
انداز میں اسکی جانب سے شامیر کا دل کھٹا ہونے لگا تھا۔۔۔ اور ایسی صورت حال
میں دل جھوٹ بول کر بھی بھرم رکھنے کو آمادہ نہ تھا۔۔۔
گاڑی میں بیٹھتے ہی وہ گاڑی سٹارٹ کر تاپارکنگ سے نکال کر روڈ پر ڈال
گیا۔۔۔

خان کیوں اتنی لمبی گفتگو کی آپ نے ان سے۔۔۔ جلدی کیوں نہیں سمیٹ دی
تھی گفتگو۔۔۔ اور کیا ضرورت تھی سب کچھ اتنا اوپنلی بتانے کی۔۔۔ وہ خاصی
بے چین لگتی تھی۔۔۔

ایمان جو سچ ہے وہ ہے۔۔۔ جب تک بات چھی تھی ٹھیک تھا۔۔ اب جب بات کھل ہی چکی ہے تو کس چیز کی پردہ داری۔۔۔

مجھے تمہاری طرف سے سخت ہدایات ناہوتی تو اب تک تو ہماری شادی کا عقدہ بھی کھول چکا ہوتا کہ میں نے کس طرح سے تمہارے ساتھ شادی کی۔۔۔ اسکا انداز نا فہم سا تھا۔۔۔ ایمان کو اچھنبا ہوا۔۔۔

یہ کیا بول رہے ہیں آپ خان۔۔۔ میں نے آپ سے کہا تھا اس بات کو خود سے بھی نہیں دہرا نا۔۔۔ جو گزر گیا وہ گزر گیا۔۔۔ الحمد للہ میں نے آپکے ساتھ ایک بہت اچھی زندگی گزاری۔۔۔ پھر گڑے بے مردے اکھاڑنے کا کیا فائدہ

بھلا۔۔۔ وہ سخت خفا دیکھائی دینے لگی تھی۔۔۔

اسی لئے تو اس معاملے میں خاموشی اختیار کی رکھی یا۔۔۔ اب خفا تو نا ہو۔۔۔ اسنے ایمان کی گود میں دھرے اسکے ہاتھ کو نرمی سے تھاما۔۔۔ وہ خاموش مگر خفا خفا نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔۔۔

نا کرو یا۔۔۔ پھر میں ان شہد رنگ آنکھوں میں ڈوبنے لگتا ہوں۔۔۔

خان میڈیا پر ایک ایک بات کے کئی کئی مطلب نکال لیتے ہیں لوگ۔۔۔ بال کی
کھال اکھاڑ دیتے ہیں۔۔۔ ایسے میں آپکی دوسری ازدواجی زندگی متاثر ہوگی۔۔۔
اب جو جو متاثر ہونا ہے وہ ہو ہی جائے ایمان۔۔۔
کھڑے کھوٹے پہچان کر ہی لینی چاہیے اب تو۔۔۔
میں یہ ہی ہوں۔۔۔ جسے میری بیٹی ہوئی شخصیت قبول ہے۔۔۔ اسکے لئے میری
زندگی میں ویلکم۔۔۔ جسے نہیں قبول۔۔۔ تو ایسے میں نادیدہ بوجھ کو کندھوں
سے جھٹک دینا ہی بہتر ہے۔۔۔
اسکا لہجہ بے لچک اور انداز دو ٹوک تھا۔۔۔ کل اسنے واجد خان کو اپنے اسی انداز
سے شک کیا تھا۔۔۔ آج یہ ہی حال ایمان کا تھا۔۔۔
گویا وہ اب ہر سود و زیاں سے بے بہرہ ہو گیا ہو۔۔۔
تھک گیا ہوں میں اس چھپن چھپائی کے کھیل سے یار۔۔۔ اب زرا کھل کر کھیلنا
چاہتا ہوں۔۔۔ تاکہ آہستہ آہستہ کی بجائے ایک ہی دفعہ میں دنیا کی ساری
حقیقتیں کھلی آنکھوں سے دیکھ لوں۔۔۔
آج اسے شوہر میں سے بھی بیٹوں والی وائبر آرہی تھیں۔۔۔

وہ سر تھام کر رہ گئی۔۔

اس سے دوسرے دن سنبھلتے تھے۔۔ تین ہو جاتے تو وہ کیا کرتی۔۔

بھلا مصلحت بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔۔

لیکن شاید وہ ابھی آگاہ نہیں ہوئی تھی کہ شامیر خان اب ہر مصلحت بالائے

طاق رکھ چکا ہے۔۔

عینا شال سے اچھے سے خود کو کور کئے۔۔ ہاتھ میں ٹفن باکس پکڑے چوکنے

انداز میں ارد گرد بھانت بھانت کے لوگوں سے بچتی بچاتی سرکاری ہسپتال کی

مردانہ وارڈ کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔

گو کے اسکے شوہر کو اسکا وہاں آنا پسند نہ تھا۔۔ کیونکہ وہ مردانہ وارڈ میں تھا۔۔

اور جتنی دیر وہ شوہر کے پاس بیٹھتی ارد گرد موجود مردوں کی جسم میں چھید کرتی

آڑ پار ہوتی نگاہوں سے خود میں سمٹ سمٹ جاتی۔۔ اور یہ ہی چیز شدید بے بسی

کے باعث اسکے شوہر کے خون میں ابال اٹھا دیتی۔۔ اسی لئے وہ اسے وہاں آنے

سے سختی سے منع کرتا تھا۔۔

لیکن یہ عینا کی چوائس نہیں مجبوری تھی۔۔۔ اس کے علاوہ اس کے شوہر کا کوئی
ایڈیٹڈ نہیں تھا۔۔۔

سسرالی رشتوں نے تو خوب آنکھیں پھیریں تھیں اور مائیکے میں ماں باپ کے
بعد تھا ہی کون۔۔۔

یہ آزمائش اسی کے سرپڑی تھی اسے ہی کاٹنی تھی۔۔۔
لیکن وہ کوشش کرتی کے کم سے کم وقت وہاں رکے۔۔۔ اس لئے وہ ایک ہی بار
میں شوہر کے لئے تینوں وقت کا کھانا تیار کر کے لے جاتی۔۔۔

اس کے چھوٹے موٹے سبھی کام جیسے یورن بیگ تبدیل کرنا۔۔۔ اس کا منہ ہاتھ
دھلوانا وغیرہ سبھی بڑی تیزی سے مکمل کرتی وہاں سے نکلنے کی کرتی۔۔۔
مردانہ وارڈ شروع ہوتے ہی اس کی ٹانگیں خوف سے کپکپانے لگتیں۔۔۔ اتنے
مہینوں کے باوجود وہ ابھی تک یہاں کے ماحول کی عادی نہیں ہو سکی تھی۔۔۔
وہ جانتی تھی کہ اسے وہاں دیکھتے ہی اس کے شوہر کا اپنی بے بسی کے باعث طیش
سے برا حال ہو گا۔۔۔ وہ وہاں رہتے رہتے فریسٹریڈ ہونے لگا تھا۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔ اسنے شوہر کے قریب آتے سلام کیا اور لہجہ باکس بیڈ کی سائیڈ پر رکھا۔۔

غیر متوقع طور پر آج اسکے شوہر کا موڈ بہتر تھا۔۔۔
اسے اچھنسا ہوا۔۔۔ لیکن وہ نظر انداز کر گئی۔۔۔ کے یہ تو اچھی بات تھی۔۔۔
تم نے جاب شروع کر دی عینا۔۔۔ اور بتایا بھی نہیں۔۔۔
اسکی بات پر عینا کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ بھلا اسکا سورس آف انفورمیشن
عینا کے سوا اور کون تھا جسنے اسے یہ خبر دی تھی۔۔۔ اور غضنفر کو نابھتہ کا
مقصد محض اسے مزید خود کو بے بس محسوس نا کرنے دینا تھا۔۔۔
عینا سر جھکاتی لب کتر کر رہ گئی۔۔۔
مجبوری تھی غضنفر۔۔۔ گھر میں گڑیا کے دودھ کے لئے بھی لالے پڑ گئے تھے
تو۔۔۔

تھینکیو عینا۔۔۔ دفعتاً وہ عینا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھا متا فرط جذبات سے گویا
ہوا۔۔۔ تو عینا کے الفاظ وہیں کہیں درمیان میں اپنی موت آپ مر گئے
اسنے حیرت سے سراٹھا کر شوہر کو دیکھا۔۔۔

اسکے چہرے پر نا سمجھی کے تاثرات تھے۔۔۔ غضنفر کے چہرے پر اتنے عرصے
بعد ٹمٹماتے آس و امید کے دیئے دیکھ اسے اندر ہی اندر گھبراہٹ ہونے لگی

میں ایک دفعہ ٹھیک ہو گیا نا تو تمہارے سبھی دکھوں کا مداوا کر دوں گا۔۔۔ ان ماہ
و سال کی خواری کی یاد کو بھی تمہارے گرد بھٹکنے نہیں دوں گا عینا۔۔
عینا کے کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے۔۔۔ وہ کیا کہہ رہا تھا وہ کوئی ایک بات
بھی سمجھ پانے کے قابل نا تھی۔۔۔ یہ یکدم اسے ٹھیک ہونے کی اس قدر امید
کہاں سے مل گئی تھی بھلا۔۔

تمہارے آفس کے ٹیم ممبرز آئے تھے۔۔۔۔
عینا کا دل دھک دھک کرنے لگا۔۔۔۔

انہوں نے کہا ہے کہ اس کمپنی میں ہوئی تمہاری انشورینس کے باعث تمہاری
فیمیلی کو سیکیورٹی فراہم کرنے کے لئے وہ لوگ میرا علاج اچھے سے اچھے ہسپتال
میں کروائیں گے۔۔۔ اور میں جلد ٹھیک ہو جاؤں گا۔۔۔

عینا کو اپنے ارد گرد دھماکے سے ل ہوئے سنائی دینے لگے۔۔۔ آنکھوں کے
آگے اندھیرا چھانے لگا۔۔۔
یہ وہ شخص اب کونسی چال چل رہا تھا بھلا۔۔۔

ہسپتال کی عمارت سے نکلتے ہوئے عینا کے کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔۔۔
آنکھوں کے آگے دھند کی دبیز تہہ بنتی جا رہی تھی۔۔۔ وہ قدم رکھ کہیں رہی
تھی پڑ کہیں رہا تھا۔۔۔
غم و غصے سے اس کا جسم کپکپانے لگا تھا۔۔۔ سمجھتا کیا تھا وہ شخص اپنے آپ کو۔۔۔
ایک احسان کیا کر دیا اس نے عینا پر۔۔۔ تو کیا اب اسے انکی زندگیوں کو کنٹرول
کرنے کا پرمٹ مل گیا۔۔۔ وہ پہلے عینا کا جتنا نقصان کر چکا تھا کیا وہ کم تھا۔۔۔
آنکھوں میں ساون بھادوں کی جھری لگ گئی تھی۔۔۔
وہ جتنے آنسو صاف کرتی اتنے ہی ابھل ابھل کر بہتے چلے جا رہے تھے۔۔۔
غم و غصے کی انتہا تھی کے ہسپتال سے آفس تک کا راستہ اس نے پیدل کاٹ ڈالا۔۔۔

بچ میں کہیں رک کر گہرے گہرے سانس بھرتی خود کو کمپوز کر لیتی۔۔۔ آنسو صاف کر کے چہرہ اٹھپتھپا کر حواس بحال کرنے کی شعوری کوشش کرتی اور سائیں سائیں کرتے دماغ کے ساتھ پھر سے چل پڑتی۔۔۔

نہیں وہ اب ارحم خان جیسے رئیس زادے کو اپنی زندگی کو مزید کنٹرول کرنے نہیں دے گی۔۔۔ بس بہت ہو چکا۔۔۔

دور سے ہی اسے آفس کی بلڈنگ دکھائی دینا شروع ہو گئی اسکے خون میں طیش سے ابال سے اٹھنے لگے۔۔۔ چہرے کی سرخی کچھ مزید بڑھ گئی۔۔۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتی سامنے پوری شان سے ایستادہ عمارت کی جانب بڑھی۔۔۔

سر آگئے آفس میں۔۔۔

آفس میں داخل ہوتے ہی اسے ضبط سے گہرے گہرے سانس بھرتے ریسپشنسٹ سے پوچھا۔۔۔

یس۔۔۔ سر ابھی کچھ دیر پہلے ہی آئے ہیں اور ابھی اپنے آفس میں ہیں کچھ دیر بعد انکی میٹنگ۔۔۔۔

ریسیپشنسٹ کی بات اسکے منہ میں ہی رہ گئی جب وہ تیزی سے پلٹتی لفٹ کی جانب بڑھی۔۔۔۔

وہ آج اپنے ڈیسک کی جانب نہیں بڑھی تھی بلکہ اس کا رخ ارحم کے آفس روم کی جانب تھا۔۔۔۔

ارحم بلیک پینٹس سفید شرٹ میں ملبوس ٹائی لگائے نہایت فارمل انداز میں کرسی پر بیٹھالیپ ٹاپ کی سکرین پر جھکا کچھ کر رہا تھا۔۔۔۔ بال جیل سے سیٹ کر رکھے تھے البتہ کوٹ کرسی کی پشت پر لٹک رہا تھا جب عینا نے آندھی طوفان بنے آکر ایک جھٹکے سے بنا جازت طلب کئے اسکے آفس کا دروازہ واکیا اور اندر داخل ہوئی۔۔۔۔

مسٹر ارحم خان۔۔۔۔ تم آخر چاہتے کیا ہو۔۔۔۔

اندر داخل ہوتے ہی وہ گویا ضبط کھوتے پھٹ پڑی۔۔۔۔ ارحم نے بے طرح چونک کر لیپ ٹاپ کی سکرین سے سر اٹھاتے اسے دیکھا۔۔۔۔ اور ٹھٹھک کر رہ گیا۔۔۔۔ پ

وہ آتش فشان بنی اسکے سامنے کھڑی تھی۔۔ وہ گم صم سا اسے دیکھتا رہا۔۔۔ جیسے
اسکا یہ انداز توقع سے پڑے ہو۔۔

پھر اسکے جارحانہ انداز دیکھ ہوش میں آیا اور انٹر کام اٹھا کر سیکریٹری کو نو
ڈسٹر بنس کا آرڈر دیتے اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

اسکا آفس ساؤنڈ پروف تھا تو آوازیں باہر نہیں جاسکتی تھی۔۔ لیکن اگر کوئی
اچانک وہاں آجاتا تو اچھا خاصا میس کریٹ ہو سکتا تھا۔۔۔

اسے ابھی بھی اپنی نہیں سامنے کھڑی حالات کی چکی میں پستی اس لڑکی کی عزت
کی پرواہ تھی۔۔۔

ہم بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں عینا۔۔۔ اسنے تحمل کا مظاہرہ کیا۔۔۔
میں یہاں بیٹھ کر بات کرنے نہیں آئی۔۔۔

وہ دونوں ہاتھ زور سے اسکے میز پر مارتی قدرے جھکی اور سرخ انگارہ ہوتی
آنکھیں ارحم کی آنکھوں میں گاڑیں۔۔۔

بلکہ تم جیسے رئیس زادے سے دو ٹوک بات کرنے آئی ہوں۔۔۔ بھرپور
کوشش کے باوجود بھی آنسو ابل پڑے تھے۔۔۔

ارحم لب بھیج گیا۔۔۔

تم سنو مجھے مسٹر ارحم خان۔۔۔

مجھے لگا تھا کہ مجھ سے زندگی میں ایک غلطی ہو گئی جو میں نے تم جیسے شخص پر

اعتبار کیا۔۔۔ لیکن تم نے مجھے قدم قدم پر غلط ثابت کیا۔۔۔

غم صرف آنسو کی صورت اسکی آنکھوں سے نہیں بہہ رہا تھا بلکہ بارود کی

صورت لفظوں میں سے بھی بہہ رہا تھا جو بے رحمی سے ارحم خان کی ذات کے

پر نچے اڑاتا جا رہا تھا۔۔۔

مگر وہ کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا کہنی کرسی کی ہتھی پر رکھے ہاتھ کی گول

مٹھی ہونٹوں پر جمائے سرخ پڑتی نگاہوں سے اسے سن رہا تھا۔۔۔

ان پلوں کا انتظار اسنے شدت سے کیا تھا۔۔۔ اور کئی برسوں سے کیا تھا۔۔۔ یہ

ایک زندہ خواب تھا جسکی تعبیر وہ چاہتا تھا۔۔۔

وہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ اسکے بارے میں کیا سوچتی ہے۔۔۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ

نشتروں سے اسکے وجود کو چھلنی چھلنی کر ڈالے تاکہ احساسِ ندامت جو کئی

برسوں سے رگوں میں قطرہ قطرہ کسی تیزاب کی مانند بہہ رہا ہے اسے کچھ قرار آئے۔۔۔

وہ اسے کھل کر بھڑاس نکالنے کے موقع دینا چاہتا تھا۔۔۔ تبھی خاموش تھا ایک دم خاموش۔۔۔ لیکن اسکے سبھی اعضا وحیات کان بنے محض عینا کے زخمی الفاظ سن رہے تھے

یونیورسٹی میں میں تمہاری طرف متوجہ محض اس لئے ہوئی تھی کہ تم مجھے اپنی کلاس کے باقی مردوں سے الگ لگے تھے۔۔۔

اسنے گہرے گہرے سانس بھرے۔۔۔ عورتوں کی عزت کرنے والے۔۔۔ ان سے احترام سے پیش آنے والے۔۔۔ لیڈیز فرسٹ کے آداب سے آگاہ۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ وہ استہزائیہ ہسی۔۔۔ مجھے واقعی ایسا لگتا تھا ارحم۔۔۔ مگر تم تو اسکی الف ب سے بھی واقف نہ تھے۔۔۔ اسکے انداز میں تنفر تھا

محض اسی دھوکے کے باعث میں تمہاری پیش قدمی کو جھٹکنا سکی اور تم جیسے دھوکے باز شخص پر اعتبار کر ڈالا میں نے۔۔۔

مگر تمہاری۔۔۔ تمہاری بے وفائی کے بعد مجھے لگا۔۔۔ مجھے لگا۔۔۔ گلے میں اٹکا
نمکیں پانیوں کا گولہ اسے بات مکمل کرنے نادیتا تھا۔۔۔
میری دنیا ختم ہو گئی۔۔۔

لیکن میں نے خود کو سمجھالا۔۔۔ اپنے بوڑھے ماں باپ کے لئے۔۔۔
شادی کی مقررہ تاریخ پر غضنفر سے شادی کی۔۔۔ اسکی آواز بے طرح رنڈھی
الحمد للہ وہ میرے حق میں ایک بہترین شوہر ثابت ہوا۔۔۔ اسکی رفاقت میں
میں سب بھولنے لگی۔۔۔ سب۔

وہ کپکپاتے جسم کو گھسیٹتی گویا کرسی پر ڈھ سی گئی۔۔۔ کے جسم مزید اسکا بوجھ
سہارے سے انکاری ہو رہا تھا۔۔۔ وہ بے دم ہونے لگی تھی
مجھے لگا میرے ماضی نے میرا پیچھا چھوڑ دیا ہے۔۔۔ اسکے چہرے پر کرب کے
تاثرات تھے۔۔۔

لیکن میں غلط تھی۔۔۔ ماضی یوں پیچھا نہیں چھوڑا کرتا۔۔۔ وہ قبر تک آپکے
تعاقب میں رہتا ہے۔۔۔ قسمت کی ستم ظریفی نے ایک مرتبہ پھر سے مجھے
تمہارے در پر لاٹھا رہا۔۔۔

اس سب میں خسارہ تو محض میرے حصے میں آیا نا۔۔
تمہارا کیا گیا ارحم۔۔۔ تم کل بھی خوش تھے تم آج بھی خوش و خرم اور مطمئن
ہو۔۔

وہ اسکی بات پر مسکراتک ناسکا۔۔ باوجود کوشیش کے بھی نہیں۔۔۔ اپنا مذاق
اڑانے کے لئے بھی نہیں۔۔

یہ خوش فہمیاں بھی کتنا بھرم رکھ لیتی ہیں نا۔۔۔ نظر آتے چہرے پر سچی
مسکراہٹ سارے درد و غم اپنے اندر چھپا لیتی ہے۔۔۔
تم رئیس زادے کیسے کسی کے ساتھ اسقدر غلط کر کے مطمئن رہ لیتے ہو۔۔۔
کیا تم لوگوں کے دلوں میں خوف خدا نہیں ہوتا۔۔۔ ضمیر کیسے اتنے مطمئن
ہوتے ہیں تم لوگوں کے۔۔۔

اسکی آواز میں رنج تھا۔۔ ارحم دونوں ہاتھ چہرے پر پھر تاسیدھا ہو بیٹھا۔۔
اسکے حواس جھنجھنانے سے لگے تھے۔۔۔

اب پھر سے تم میری زندگی مینوپلیٹ کرنے کی کوشیش کر رہے ہو۔۔

ارحم نے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔ وہاں محض بے اعتباری ہی بے اعتباری تھی۔۔۔۔

وہ نظریں جھکا گیا۔۔ وہ اسی کے قابل تھا۔۔

کیوں میرے شوہر کو استعمال کرنا چاہتے ہو کیا بگاڑا ہے اسنے تمہارا۔۔ کیوں اسے جھوٹی امید دلارہے ہو۔۔ کیا ملے گا تمہیں یہ سب کر کے۔۔ وہ ہانپنے لگی تھیٹ

ارحم نے تھکن زدہ چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے عینا کے میں ایسا کیوں کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

اسنے دونوں ہاتھ میز پر رکھتے باہم پھنسنائیں اور قدرے آگے کو جھکا۔۔ محض مجھے تکلیف دینے کو۔۔ اسکے دودھ کو کہنے پر ارحم کے دل کو ایک ٹھیس سی لگی۔۔۔

اور میں ایسا کیوں کروں گا بھلا۔۔۔

وہ خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔۔

کیونکہ تم شروع سے یہ ہی کرتے آئے ہو۔۔۔ شاید یہ تمہارا پسندیدہ مشغلہ
ہے۔۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ وہ سر تھام گیا۔۔۔

اسقدر بے اعتباری۔۔۔ مگر جلد ہی سر جھٹک گیا۔ وہ اس بے اعتباری کے قابل
تھا۔۔۔

تم نے اپنی ساری باتیں مجھے سنا ڈالیں عینا۔۔۔ کیا تم مجھے ایک موقع دو گی اپنی
طرف کی بات رکھنے کا۔۔۔

اسکے لہجے میں عاجزی تھی۔۔۔ عینا نے تلخی سے سر جھٹکا۔۔۔

میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا عینا کے میں اپنی زندگی میں آنے والی اپنی من
پسند عورت کے ساتھ۔۔۔ کبھی بے وفائی کا مرتکب بھی ہونگا۔۔۔ اسنے لب
کترے۔۔۔

عینا دکھتی کنپٹیاں دا بنے لگی۔۔۔ اسے اسکی فضول داستان گوئی میں کوئی دلچسپی نا
تھی۔۔۔

لیکن میں ایک کمزور لمحے کی گرفت میں آ گیا۔۔۔ ایک ایسا جذباتی کمزور لمحہ جو ایک ہی جھٹکے میں مجھ سے میرا سب کچھ چھینتا پ میری بنیادیں تک ہلا کے گیا۔۔۔

اسکے لہجے میں کرب تھا لیکن سامنے وہ دل ناتھا جس پر وہ کرب اثر انداز ہو سکتا۔۔۔۔

اور میری بنیادیں اس انداز میں ہلیں کہ میں دوبارہ کبھی اپنے وجود کی ٹوٹی کرچیاں سمیٹ ہی ناسکا۔۔۔

اگر تمہیں یہ لگتا ہے کہ میں اپنی زندگی میں بہت خوش اور مطمئن ہوں اور بڑی آسانی سے آگے بڑھ چکا ہوں تو یہ میرے لئے خوشی کے لمحات ہیں وہ استہزائیہ ہسا۔۔۔

کے کم از کم میں دنیا ہر اپنا یہ تاثر اچھے سے چھوڑنے میں کامیاب ٹھیرا۔۔۔ لیکن۔۔۔ وہ رکا اور گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔

حقیقت یہ ہی ہے کہ میں اسی ایک لمحے میں قید ہو کر رہ گیا ہوں عینا جہاں میری بے وفائی نے ایک معصوم لڑکی کی زندگی کی ڈور کاٹنے کی ناکام کوشش کی۔۔۔

وہ جیسے خلاؤں میں کچھ ڈھونڈنے لگا تھا۔۔۔

عینا چونکی۔۔۔ اسی پتھرلی روش پر جہاں وہ بے دم ہوئی اور پھر ہسپتال کے اسی کمرے میں جہاں وہ میری صورت تک دیکھنے کی روادار نہ تھی۔۔۔

وہ تصور میں شاید وہیں پہنچ چکا تھا۔۔۔۔

وہ عینا کی جانب نہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔ لیکن عینا کی حیرت و انبساط سے ساکت پتلیوں کا مرکز وہی تھا۔۔۔

باقی کی پوری زندگی میں نے محض اپنی زندگی کے انہی دو لمحات کو کور کرنے کی تگ و دو میں بسر کر دی کے کوئی میرے اس راز کو جان ناسکے کے ارحم خان کی ذات ابھی تک کن لمحات کی قید میں مقید ہے۔۔۔۔
وہ خفیف سا ہنسا۔۔۔ کرب زدہ سا۔۔۔

میں شاید کبھی اپنے نکاح کے لئے راضی نہ ہوتا جو مجھے میرے باپ کی جانب سے دھمکی ناملتی کے میرے انکار کی صورت وہ کسی معصوم کی ہستی بستی ازدواجی زندگی برباد کر دیں گے کیونکہ بقول انکے میں اسی کے فراق میں ابھی تک شادی سے انکاری تھا۔۔۔

عینا کو لگا کسی نے ڈھیر سارا ٹھنڈا پانی اس پر انڈیل کر اسے برف کے مجسمے میں تبدیل کر دیا ہو۔۔۔ وہ ساکت رہ گئی۔۔۔

مجھے نہیں پتہ کے تمہاری زندگی کے چیلنجز کیا رہے عینا۔۔۔
لیکن میری زندگی کے چیلنجز نے مجھے دوبارہ پھر سے خود اپنے سامنے ہی نگاہیں اٹھا کر دیکھنے کے قابل ناچھوڑا۔۔۔

اسنے نم آنکھیں مسلیں۔۔۔ اور سر ہاتھوں میں گرا گیا۔۔۔
میں کبھی تم سے معافی مانگنے کے قابل بھی خود کو نہیں سمجھتا تھا۔۔۔ جی۔۔۔
ارحم خان اسقدر بری شخصیت کا نام ہے جسے محض معصوم دل اجاڑنے آتے ہیں۔۔۔ اسنے دقت سے آپنی آواز کی لغزش پر قابو پایا۔۔۔
اور جب میں ایک معصوم دل اجاڑ چکا تھا تو اسکے بعد مجھے کوئی حق نہیں بنتا تھا کہ میں اپنا دل آباد کروں۔۔۔ اور اس دل کی سزا یہ ہی تھی کہ یہ صدا اجڑا رہتا۔۔۔

عینا کو محسوس ہوا وہ اپنی ذات کے بارے میں بے حد سفاک اور ظالم بن چکا ہے۔۔۔

تمہاری نفرت بجا ہے۔۔۔ کے میں اسی کے قابل ہوں۔۔۔
لیکن اس روز تمہیں دوبارہ سے اپنے سامنے دیکھ میں پتھر کا ہو گیا تھا۔۔۔
مجھے سمجھ نا آئی ہمارے دوبارہ ٹا کرے کی وجہ۔۔۔۔
لیکن اس روز تمہاری بیٹی کی مدد کرنے کے بعد مجھے سکون ملا۔۔۔ ایسا سکون جو
میری زندگی کے اس ناقابل فراموش واقعی کے بعد مجھ سے بے طرح روٹھ گیا
تھا۔۔۔ میرے سینے پر دھری بھاری سلیں جو۔۔۔ جو مجھے سانس تک نالینے دیتی
تھیں ان میں حرکت ہوئی عینا۔۔۔
میں اس سکون کو محسوس کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ ایک عرصے سے بے سکون
ہوں۔۔۔ عینا نے دیکھا اسکی آنکھوں کی سطح پر نمی پھیلنے لگی تھی۔۔۔۔
اور پھر جب مجھے تمہارے شوہر کے بارے میں پتہ چلا تو فیصلہ کرنے میں مجھے
ایک لمحہ نا لگا کے مجھے کیا کرنا ہے۔۔۔
عینا میں جانتا ہوں میں برا ہوں ظالم ہوں سفاک ہوں۔۔۔ لیکن تم تو یہ سب
نہیں نا۔۔۔

آنکھوں کی نمی قطرے کی صورت اختیار کئے آنکھوں سے پھسل آئی تھی۔۔

اس قطرے میں کرب و اذیت کے سبھی رنگ تھے

یہ دیکھو میرے جڑے ہوئے ہاتھ عینا۔۔ وہ اپنے کپکپاتے مضبوط ہاتھ عینا کے

سامنے جوڑ گیا۔۔۔ وہ جی جان سے لرزا اٹھی۔۔۔

نہیں۔۔۔ معافی مانگ کر تمہیں امتحان میں نہیں ڈالوں گا۔۔۔ کے جانتا ہوں

میں معافی کے قابل ہوں ہی نہیں۔۔۔ وہ اس کے حواس باختہ ہونے پر خود ہی اپنی

تصحیح کرتا خود پر استہزاء سیہ ہسا۔۔۔ پھر ہاتھ کی پشت سے آنکھیں رگڑ

ڈالیں۔۔۔

لیکن ایک احسان کر دو مجھ پر۔۔۔ میں اس سکون کو محسوس کرنا چاہتا ہوں

۔۔۔ مجھے اس سکون کو محسوس کر لینے دو۔۔۔ تمہیں خدا کا واسطہ عینا میری مدد

کی پیشکش کو ٹھکرانا مت۔۔۔

میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں چکا سکوں گا۔۔

میری مدد کی اس پیشکش کو قبول کر لو۔۔۔ میں تا عمر تمہارے اس احسان کا

مقروض رہوں گا۔۔۔

عینا اسکے شکستہ خیز انداز اور عاجزی بھرے لہجے پر گنگ بیٹھی رہ گئی۔۔۔ اسکی آنکھوں میں حیرت و انبساط کا ایک جہاں آباد تھا۔۔۔
یہ وہ آج اسکے سامنے اپنی کونسی پر تیں کھول رہا تھا۔۔۔
گھٹ گھٹ کر میرا دل اندر ہی اندر فنا ہو رہا ہے عینا۔۔۔
اس گھٹن زدہ زندگی میں مجھے ایک روزن دکھائی دیا ہے۔۔۔ تمہاری مدد کر کے مجھے کچھ زرا سا سکون تو میسر ہو گا کہ میرے باعث تمہاری زندگی میں کچھ آسانی آئی۔۔۔

تمہارا شوہر ٹھیک ہو گیا تو ظاہر سی بات ہے تم یہ جاب چھوڑ دو گئی۔۔۔ میں تمہاری زندگی سے نکل جاؤں گا۔۔۔ تم اپنی زندگی میں خوش ہو گئی اور یہ چیز میرے اطمینان کے لئے کافی ہو گئی۔۔۔ جو اگر تم مجھے اسکی اجازت دو تو۔۔۔
وہ اپنا خالی کشول لئے آس و نر اس میں ڈولتا اسکے سامنے تھا۔۔۔ جبکہ وہ استعجاب زدہ سی خاموش آنکھوں کیساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔
ناجانے کیوں یہاں آنے سے پہلے والی بے بسی۔۔۔ غصہ۔۔۔ تنفر اور طیش۔۔۔
اس شخص کی بے بسی کرب پشیمانی اور شکستہ انداز دیکھ کہاں گیا تھا۔۔۔

شامیر بیڈ کر اوں سے ٹیک لگائے لحاف ٹانگوں پر اوڑھے نیم دراز تھا جبکہ اسکی نگاہوں کا مرکز ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی ایمان تھی جو ابھی ابھی فریش ہو کر آئی تھی اور سیاہ اور مسٹر دکلر کی ٹخنوں تک آتی لمبی فرائیڈ میں ملبوس مصروف سے انداز میں اپنے نم بال سلجھا رہی تھی۔۔۔

وہ یک ٹک سا اسکے نکھرے نکھرے روپ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

دفعۃً بال سلجھا کر اسنے چھوٹے سے کپچر میں اگلے چند بالوں کو پیچھے لیجا کر مقید کیا اور لائٹ سی لپ سٹک لگاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

پاس پڑا آنچل اٹھا کر شانے پر رکھا اور کمرے سے نکلتی نکلتی شامیر تک آئی۔۔۔

آپ چائے پیئیں گے خان۔۔۔

چھوڑو کیا کرنا ہے چائے پی کر تم یہاں بیٹھو میرے پاس۔۔۔ اسنے بے ساختہ ایمان کی کلائی نرمی سے تھام کر اسے اپنی جانب کھینچا۔۔۔ غیر متوقع رد عمل پر وہ دھپ سے اسکے ساتھ آگری۔۔۔

خاننسن۔۔۔ وہ اسکی جھنجھلائی آواز نظر انداز کرتا اسکا کوئل ہاتھ تھام کر اسکے
شانے پر سر ٹکاتا آنکھیں موندھ گیا۔۔۔

قسمت سے یہ پل میسر آئے ہیں ایمان۔۔۔ ورنہ پچھلے کچھ عرصے سے جسقدر
غیر متوقع زندگی چل رہی ہے ترس گیا ہوں تمہارے سنگ دو گھڑی سکون کے
گزارنے کو۔۔۔

ایمان نے گہری سانس خارج کرتے خود کو ڈھیلا چھوڑا اور اپنے شانے پر ٹکے
اسکے سر پر اپنا سر ٹکا گئی۔۔۔

انشا اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا خان۔۔۔

کب۔۔۔
بہت جلد۔۔۔ وہ مسکرائی۔۔۔

نا جانے کتنے ہی پل ایسے گزر گئے جب وہاں رقص کرتے سکون میں خلل شامیر
کے فون کی رنگ ٹیون نے ڈالا۔۔۔

وہ جھنجھلا اٹھا وہ سائیڈ ٹیبل سے فون ٹٹول کر اٹھایا۔۔۔ فون پر لکھے پر وشہ کالنگ
کے الفاظ پڑھ کر اسکا حلق تک کڑوا ہو گیا۔۔۔

فون کی رنگ ٹیون بند کرتے اسنے فون سائیڈ پر پٹھا۔۔ ایمان فون کی سکریں پر
لکھانا م پڑھ چکی تھی۔۔۔

آ آپ فون کیوں نہیں اٹھا رہے خان۔۔۔ اسے اچھنبا ہوا۔۔۔

کیونکہ دل نہیں چاہ رہا بھی اس سے بات کرنے کو۔۔۔ وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا
پھر سے بیڈ کر اؤن سے ٹیک لگا گیا۔۔۔ البتہ اسکے لہجے میں موجود بے زاری پر
ایمان شذر رہ گئی۔۔۔

ہو سکتا ہے کوئی ضروری کام ہو۔۔۔ فون دوبارہ سے بجنے لگا تھا۔۔۔

اور میں جانتا ہوں کہ وہ ضروری کام کیا ہے۔۔۔ یقیناً اسنے میری کچھ وقت پہلے
والی میڈیا کے ساتھ گفتگو سن لی ہو گئی۔۔۔ اور اس جواب طلبی سے بڑھ کر اسکا
ضروری کام کیا ہو گا۔۔۔

ہو سکتا ہے بات اینجل سے متعلق ہو۔۔۔ ایمان کا انداز محتاط تھا۔۔۔ وہ جب بھی
کسی بات سے اس طرح چڑھتا تھا وہ موضوع ہی بدل دیتی تھی۔۔۔ مگر آج اسکا
یوں چڑھنا۔۔۔ وہ حیران تھی آج سے پہلے اسنے پرورشہ کے لئے اسکا ایسا رویہ نا
دیکھا تھا۔۔۔

یہ ہی تو وہ کڑی ہے جو ابھی تک مجھے اسکے ساتھ جوڑے ہوئے ہے۔۔۔ وہ
بیزاریت سے کہتا فون اٹھا گیا جہاں فون بج بج کر بند ہو گیا تھا۔۔۔
یہ بندی میرے گلے میں اٹکی وہ ہڈی ثابت ہو رہی ہے جسے میں نانگل سکتا ہوں نا
اگل سکتا ہوں۔۔۔

خان ہو کیا گیا ہے۔۔۔ آپکو اتنا غصہ کس بات پر ہے۔۔۔
وہ اٹھتی اٹھتی وہیں بیٹھ گی۔۔۔۔

کیا نہیں ہونا چاہیے غصہ ایمان۔۔۔ ایک زندگی میں نے اس بندی پر صرف کر
دی۔۔۔ اس سے ایک رشتہ جوڑا تو میرا خدا گواہ ہے اسے پورے دل سے
نبھایا۔۔۔ حنکہ بابا اور پرورشہ کے باپ کے آپسی معاملات کی نظر تک نا ہونے دیا
اس رشتے کو۔۔۔ بابا کے اسے چھوڑنے کے بے بہا زور کے باوجود پوری کوشش
سے اس رشتے کو جاری رکھا۔۔۔ اس نے جو چاہا وہ کیا۔۔۔ میں نے ہر جگہ پر اس
کی بات کا مان رکھا اسے سمجھا۔۔۔ اور کیا وہ ایک مقام پر مجھے سمجھ نہیں سکی۔۔۔
اسکے لہجے میں بلا کی خفگی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے میری پہلی شادی کھلنے پر اسکا رد عمل دینا فطری تھا۔۔۔ میں سمجھ سکتا ہوں۔۔۔

اور میں تیار تھا۔۔۔ ہر چیز کے لئے۔۔۔ میری پہلی بیوی تم ہو اسے تم سے مسئلہ ہونا چاہیے تھا۔۔۔ اور میں اس کے تحفظات دور کرنے کو تیار تھا۔۔۔

لیکن نہیں۔۔۔ اسکی کل ہی نرالی ہے اسے مسئلہ تم سے نہیں میری اولاد سے

ہے۔۔۔ اور جو بھی ہوتا اسے میری اولاد کو ہمارے بیچ نہیں لانا چاہیے تھا۔۔۔

میرا دل اسکی جانب سے کھٹا ہو چکا ہے۔۔۔ میں کیسے سوچ سکتا ہوں کہ جو بندی

اپنی سگی بیٹی کی ناہو سکی وہ میری کسی اور سے اولاد کے بارے میں کچھ اچھا سوچے

گی۔۔۔

میں نے ایک عرصہ اس رشتے کو نبھایا ہے اب اگر وہ چاہتی ہے کہ یہ رشتہ مزید

چلے تو اس بار باری اسکی ہے۔۔۔ ضد چھوڑ دے گی تو بہتر ہے ورنہ جو اسکا جی

چاہیے کرتی پھرے۔۔۔

وہ سر جھٹکتا نیم دراز ہو کر آنکھوں پر بازو دھر گیا جیسے وہ سب سے ہی خفا ہو۔۔۔

ایمان لب کترتے اسے دیکھتی رہی حنکہ کے فون پھر سے بج اٹھا۔۔۔

فون دوبارہ بجنے لگا تھا لیکن شامیر نظر انداز کئے آنکھوں پر بازو دھر تاچت لیٹ گیا۔۔۔

ایمان شش و پنج میں مبتلا لب کترتی چند پل وہیں کھڑی رہی۔۔۔
اچھا ناب موڈ تو آف نا کریں۔۔۔ مجھ سے بھلا کس چیز کی ناراضگی۔۔۔ ایمان
نے نرمی و آہستگی سے اسکی آنکھوں پر دھر بازو ہٹایا۔۔۔

یار تم سے کیوں ناراض ہونے لگا بھلا میں۔۔۔ مجھے لگتا ہے اس دنیا میں محض تم
ہی ایک وہ واحد بندی ہو جس سے میں کبھی ناراض نہیں ہو سکتا۔۔۔ انفیٹ تم
مجھے خود سے ناراض ہونے کی کبھی کوئی وجہ دے ہی نہیں سکتی۔۔۔

بلکہ میری تو یہ حسرت ہی رہے گی کہ میں کبھی تم سے ناراض ہوں اور تم مجھے
مناتی پھرو۔۔۔ وہ لب دابتا مسکرایا

اللہ نا کرے خان وہ بے ساختہ کھکھلا دی۔۔۔

پھر موڈ کیوں آف کر رہے ہیں۔۔۔ دفعتاً دوبارہ سے بیل بجنے کی آواز پر اسکے چہرے پر کوفت کے تاثرات نمایاں ہوئے۔۔۔ وہ بندی دھن کی پکی تھی مجال ہے جو اسکے فون نا اٹھانے پر باز آئی ہو۔۔۔

شامیر نے فون اٹھاتے کال کاٹ کر فون ہی آف کر دیا۔۔۔

نہیں کر رہا موڈ آف۔۔۔ تم ایک کام کرو کچھ اچھا سا کھانے کو بناؤ۔۔۔ کچھ ایسا جو جھٹ پٹ بن جائے پھر مل کر لپچ کریں گے اور جاتے ہوئے زونی اور حان کے لئے بھی لے جائیں گے۔۔۔

یا ایک منٹ رکو تم رہنے دو کچھ آرڈر ہی کر لیتے ہیں۔۔۔ وہ کہتا کہ تار کا اور موبائل اٹھا کر آن کرنے لگا۔۔۔

نہیں رہنے دیں۔۔۔ میں خود بنالوں گی کچھ۔۔۔ اسنے بے ساختہ شامیر کے ہاتھ سے فون پکڑ کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔۔۔

اتنے دنوں سے باہر کا ہی کھانا کھا رہے ہیں۔۔۔ باہر کا کھا کھا کر اب تو دل بھی اوب گیا۔۔۔ اب کچھ گھر کا کھاتے ہیں۔

فائن تم بناو۔۔۔ اور بنا کر مجھے آواز دو تب تک میں کچھ دیر ریٹ کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

بستر پر دراز ہوتا وہ لحاف خود پر اوڑھ گیا۔۔۔ سچی بات تھی پر وشہ کا ذکر بھی اب سر درد بننے لگا تھا۔۔۔

ایمان جاتے جاتے لائٹ آف کر کے کمرے کا دروازہ بند کر گئی۔۔۔
اسے ہنوز یونہی لیٹے چند منٹ گزر گئے۔۔۔ نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔

سوچ کے کینوس پر کہیں بار بار پر وشہ کی شبیہ ہی ابھرا بھر کر مٹ رہی تھی۔۔۔ کیسی زندگی گزاری تھی اسنے اس بندی کے سنگ۔۔۔
جو اسکی زندگی میں ایمان یا بچے نا ہوتے تو کیا اسکی زندگی میں سکون کا کوئی لمحہ موجود ہوتا۔۔۔

نوے فیصد امید تھی کے تب وہ بھی اپنی کلاس کے بیشتر مردوں کی طرح میٹر یسٹک بناؤ پر یشن کا مریض بن چکا ہوتا۔۔۔

ایمان اور بچے اسکی تھیرپی تھے۔۔۔ جب وہ اپنی دنیا اور ان کے باسیوں سے فیڈ
آپ ہو تا جب انگزائی اور ڈپریشن ہونے لگتا بھاگ کر لاہور آ جاتا۔۔۔
اور اس گھر کی پازیٹور وائبرز میں آ کر وہ ایک دم تازہ دم ہو جاتا۔۔۔
پروشہ آئے دن اپنے ٹورز پر نگلی ہوتی اور اسکے جانے سے وہ مزید خود کو
پر سکون محسوس کرتا۔۔۔

وہ جسے آئیڈیلزم کہتی تھی اگر محسوس کرنے والا دل یا نظر رکھتی تو دیکھ پاتی کے
اسکا شوہر اس میں دلچسپی نہیں رکھتا۔۔۔ ہاں فرض کی ادائیگی وہ ضرور کرتا تھا
اور بنا کسی چوک کے کرتا تھا لیکن فرض کی ادائیگی کرنا اور دلچسپی رکھنا دو الگ
الگ امر تھے۔۔۔ بالکل ایسے ہی جیسا گلے پڑا ڈھول پیٹنا۔۔۔ ا
اگر وہ بیٹھ کر اپنی آٹھ سالہ ازدواجی زندگی کا محاسبہ کرتا تو بہت زور دینے پر
اسے گنتی کے چند لمحات بھی یاد نا آتے جن میں وہ پروشہ کے سنگ مطمئن اور
پر سکون رہا ہو۔۔۔

شامیر نے اسے جس کام سے روکنے کی کوشیش کی اسنے شامیر کی تردید کی۔۔۔

شامیر کو اسکی ڈریسنگ سے مسئلہ تھا۔۔۔ اسکے میل جول سے اسکی کمپنی اسکے آئے دن کے ٹورز سے مسئلہ تھا۔۔۔ شروع شروع میں روک ٹوک کے نتیجے میں پیدا ہونے والے کلیشز اور اختلافات کے باعث شامیر نے اسے اسکے حال پر چھوڑ دیا۔۔۔

وہ اپنی زندگی میں سکون چاہتا تھا اور سکون اسے اپنے لاہور والے گھر میں ہی نصیب ہوتا۔۔۔ تبھی اسنے اپنے سبھی حق اور فرمائشیں ایمان سے ہی مشروط کر دیئے۔۔۔

پروشہ میں دلچسپی رکھتا تو حق جتنا تایا فرمائشیں کرتا۔۔۔ اور پروشہ کو مان رکھنا آتا تو یہ سب ہوتا۔۔۔ اسے محض مرضی کرنی آتی تھی یا حکمرانی۔۔۔ اس لئے شامیر نے اسے یہ دونوں کام کرنے کے لئے اسکے حال پر چھوڑ دیا۔۔۔

حتکہ اسکے گھر والوں کو شامیر کی اولاد چاہیے تھی لیکن پروشہ اتنی جلدی اس جھنجھٹ میں نہیں پڑنا چاہتی تھی اس لئے شامیر نے گھر والوں کے پر زور اثرار پر اسے کبھی اس چیز کے لئے بھی فورس ناکیا۔۔۔ وجہ کہیں ناکہیں اندر ہی اندر باپ پر وہ غصہ یا ضد تھی۔۔۔ جسکے باعث پروشہ اسکی زندگی میں اس وقت

شامل تھی۔۔۔ کے جب میری بھرپور مزاحمت کے آپ نے یہ فیصلہ کیا ہے تو اسکے اثرات بگھتیں اب۔۔۔۔ اور کہیں نا کہیں پر وشہ کی خود سری پر روک ٹوک وہ اسی چڑ میں نہیں کرتا تھا کہ باپ کو یہ احساس دلانا نا گزیر تھا کہ انکا فیصلہ غلط ہے۔۔۔ اور پھر جب اسکے باپ کو یہ احساس ہو گیا تو بہت دیر ہو چکی تھی۔۔ پھر پر وشہ اسکی بیٹی کی ماں تھی اور پھر انکے فیصلہ نامانے کی وجہ بھی وہی چڑ تھی کہ جب اسکی بھرپور مزاحمت کے باوجود وہ پر وشہ کو اسکی زندگی میں شامل کر چکے ہیں تو وہ اب انکے کہنے پر بھی اسے اپنی زندگی سے نہیں نکالے گا۔۔۔ وہ اس بات پر اینٹھ گیا تھا۔۔۔ گویا اندر ہی اندر باپ کے فیصلے سے ناخوشی کا اظہار تھا۔۔۔۔ اور پر وشہ کو ہر بات میں چھوٹ دینا بالخصوص اولاد کے معاملے میں بھی اسکی بات پر انحراف نا کرنے کی وجہ یہ بھی تھی کہ اسکے پاس بہت پیاری خوبصورت اور فرما بردار اولاد موجود تھی۔۔۔۔

وہ چھوٹے تھے تو ہمہ وقت اسکے حواسوں پر وہی چھائے رہتے۔۔۔۔ انکی مستیاں۔۔ انکی فرمائشیں۔۔۔ اور انکے ساتھ گزرا بہترین وقت۔۔۔۔

اور بڑے ہوئے تو پھر تو تھے ہی ہر طرف وہ ہی وہ۔۔۔

وہ ابھی ماضی کے سودوزیاں میں مصروف تھا جب یکدم اسے باہر اپارٹمنٹ کے دروازے کے کھلنے کی آواز آئی۔

یکدم اسکی حسیات الرٹ ہوا ٹھیں اور کان کھڑے ہوئے۔۔۔ ایمان کچن میں تھی کچن سے آتی کھڑ پڑ کی آوازیں اس چیز کی گواہ تھیں۔۔۔ پھر باہر کون تھا بھلا۔۔۔

اسکی سبھی حسیات کان بن گئیں۔۔۔
دفعتا ہیل کی باریک ٹک ٹک کی آواز نے اسکے اندر کہیں خطرے کی گھنٹیاں بجائیں۔۔۔
وہم مجسم حقیقت بن کر سامنے آنے لگا تھا۔۔۔

اوہ۔۔۔ تو تم ہو کنزل الایمان۔۔۔ تمہاری یہ جرات کے تم اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی یہاں ڈھر لے سے میرے شوہر کے ساتھ موجود ہو۔۔۔
دفعتا اسکی ابھرتی آواز پر شامیر کا دماغ بھک سے اڑا۔۔۔
شٹ۔۔۔ شٹ۔۔۔ شٹ۔۔۔

یہ یہاں کہاں سے آگی۔۔۔ اور کیسے۔۔۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔۔۔ کم از کم وہ ایمان کے سامنے کوئی میس نہیں چاہتا تھا۔۔۔ وہ اس معاملے میں بہت حساس تھی۔۔۔

یہ اسکا وہم نہیں یقین تھا باہر پر وشہ ہی تھی جو غالباً اسکے فون نا اٹھانے پر اسکی ٹوہ میں نکلتی یہاں تک آپہنچی تھی۔۔۔

ایمان نے کچن میں آکر فوری طور پر کچھ پکانے کی غرض سے کیمینٹس کنگالنے شروع کئے۔۔۔ گروسری کا سامنا دیکھ کر اسنے جھٹ پٹ دال اور ابلے چاول بنانے کا فیصلہ کیا۔۔۔ اور جھٹ پٹ دال چڑھا کر چاول دھونے لگی۔۔۔ یہ کھانا اسکے گھر میں کم و بیش سبھی بہت شوق سے کھاتے تھے۔۔۔ حتکہ اسکا سب سے موڈی بیٹا زونی بھی۔۔۔

وہ ابھی چاول دھور ہی تھی جب باہر سے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی ہیل کی ٹک ٹک کی آواز ابھرنے پر وہ چونک کر اس جانب

متوجہ ہوئی اور چاول کاؤنٹر ٹاپ پر رکھتی ہاتھ آنچل سے خشک کرتی کچن سے
باہر آئی۔۔۔

جہاں داخلی دروازے سے اسے نیلی جینز پر نیک شرٹ زیب تن کئے پر وشہ آتی
دکھائی دی۔۔۔

اسکے بال پشت پر کھلے تھے البتہ چہرے پر نفاست سے میک اپ کیا گیا تھا جیسے ہر
حال ہر کنڈیشن میں اسے اپنی لکس پر کوئی کمپر وائز نہیں تھا۔۔۔

وہ اسے سامنے سے آتا دیکھ جتنا حیران ہوتی کم تھا۔۔۔ وہ یہاں کیسے بھلا۔۔۔ اور
کیوں۔۔۔

اوہ۔۔۔ تو تم ہو کنزل الایمان۔۔۔ تمہاری یہ جرات کے تم اتنا کچھ کرنے کے
بعد بھی یہاں ڈھر لے سے میرے شوہر کے ساتھ موجود ہو۔۔۔

وہ زخمی شیرنی بنی تمام اخلاقیات سائیڈ پر رکھتی یکدم اس پر جھپٹی۔۔۔

ارادہ اسکا چہرہ انویج کر بگاڑنے کا تھا۔۔۔

آہ۔۔۔ اسے بالکل غیر متوقع طور پر وہاں موجود دیکھ اور اسکے جارحانہ تیور دیکھ

ایمان کے حلق سے بے ساختہ چیخ نکلی۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ کیا بے ہودگی ہے یہ پروشہ۔۔۔
شامیر تیر کی تیزی سے کمرے کا دروازہ وا کر تا باہر نکلا اور اسکے جارحانہ تیور دیکھ
لپک کر اسکے اور ایمان کے بیچ آتا اسے روک گیا۔۔۔
تم۔۔۔ تم۔۔۔ غم و غصے کے باعث اسکے الفاظ ٹوٹنے لگے تھے۔۔۔
اس جاہل تھرڈ کلاس لڑکی کے باعث تمہاری دنیا جنت ہے۔۔۔ اسکی آنکھوں
میں خون اتر ا ہوا تھا۔۔۔ گویا وہ ابھی تک وہیں کہیں شامیر کے بیاں میں اٹکی
ہوئی تھی۔۔۔ اور ساری آگ ہی اسی چیز کی لگی تھی اسے۔۔۔
شامیر نے گہرا سانس خارج کیا۔۔۔
کوئی شک۔۔۔ اسکا دو ٹوک جواب پروشہ کو گنگ کر گیا۔۔۔
تم میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہے تھے شامیر۔۔۔ وہ مٹھیاں میچتی گہرے گہرے
سانس لیتی چٹنی۔۔۔

کیونکہ دل نہیں چاہ رہا تھا میرا۔۔۔ آج اسکے سامنے یکسر بدلہ ہوا شامیر کھڑا
تھا۔۔۔ جو اسے پل پل ورطہ حیرت میں دھکیل رہا تھا۔۔۔ صدا کا نرم اور دھیمے

مزاج کا شامیر کہیں غائب تھا جو اسکے بگڑے موڈ پر اس سے بحث کرنے کی بجائے جو جی میں آئے کرو کہہ کر سامنے سے ہٹ جاتا۔۔۔

اور اسے بھی تو اسی شامیر کی عادت تھی۔۔۔ جسکے سامنے وہ ڈٹ کر منمنائی کرتی۔۔۔ اسی لئے تو وہ یہاں تک بے ڈھرک چلی آئی تھی کہ جانتی تھی وہ ہر حال میں اسے ہی فیور کرے گا۔۔۔ اپنے اس عمل کی کوئی معافی تلافی یا پہلے کی طرح دھیمے لہجے میں وضاحت۔۔۔ لیکن یہ کیا یہ سامنے تو کوئی اور ہی اجنبی شامیر تھا جس سے اسکا پالا ہی اب پڑا تھا۔۔۔

یہ سب تم اس لڑکی کی وجہ سے کر رہے ہونا۔۔۔ اسکی موجودگی میں تم مجھے یوں نظر انداز کر رہے ہو میں۔۔۔ میں اسے۔۔۔ وہ جارحانہ ایمان کی جانب لپکی۔۔۔

فار گاڈ سیک پر وشہ۔۔۔ بی ہیو یور سیلف۔۔۔ شامیر نے اسے بازو سے جھکڑتے اپنے سامنے کیا۔۔۔

تم اس جاہل اور تھرڈ کلاس۔۔۔

فلحال حرکتیں تمہاری تھرڈ کلاس اور جاہلوں والی ہیں۔۔۔ وہ سختی سے اسکی بات
کاٹ گیا۔۔ انداز میں گہری کاٹ تھی۔۔۔

اور تم اندر جاو۔۔۔

ایمان کے حواس جھنجھنارہے تھے۔۔۔ وہ شامیر کی جنبش آبرو پر ہی سرعت
سے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔

ویسے بھی تلخ لہجے اور تیز آوازوں سے اسکی نہیں بنتی تھی۔۔۔

اسکی دوستی محض نرم لب و لہجے اور امن و سکون سے تھی۔۔۔

اسے بار بار بیچ میں مت گھسیٹو مجھ سے ڈائریکٹ بات کرو۔۔۔ اسنے بالوں میں

ہاتھ چلاتے خود کو کمپوز کرنا چاہا۔۔۔

میں بیچ میں گھسیٹ رہی ہوں اسے شامیر۔۔۔ میں۔۔۔ اسکا لہجہ روہانسا ہو

اٹھا۔۔۔

تم لائے ہو اسے میرے اور اپنے درمیان۔۔۔

اس بحث کو تم رہنے دو پر وشہ کیونکہ اسکا جواب پھر تمہیں پسند نہیں آئے گا۔۔۔ کے کون کس کے بیچ میں آیا۔۔۔ تم محض یہ بتاؤ کے یہاں کر کیا رہی ہو۔۔۔

متنفر نظریں اور بدلہ لہجہ پر وشہ جیسی کانفیڈینٹ لڑکی کے جملے آپس میں گڈمڈ ہونے لگے۔۔۔

تم میرے ہو شامیر۔۔۔ صرف میرے۔۔۔ اسنے آپا کھوتے شامیر کو اسکے گریبان سے جھکڑا۔۔۔

ایک طنزیہ مسکراہٹ شامیر کے ہونٹوں پر ابھری۔۔۔ اس چیز کا احساس اسے اب ہو رہا تھا ایک دہائی شامیر سے لا پرواہ رہ کر۔۔۔ شاید نعمت چھنے کے در پر ہو تو اسکی قدر ہو ہی جاتی ہے۔۔۔

میں ایک بٹا ہوا انسان ہوں پر وشہ۔۔۔ اور یہ ہی میری اصلیت ہے۔۔۔ جسے میری اس حقیقت سے اعتراض نہیں مجھے اسکا ساتھ قبول ہے۔۔۔ جسے میری اس حقیقت سے اعتراض ہے وہ بڑی آسانی سے مجھے چھوڑ سکتا ہے۔۔۔

میں وہ سب کروں گی شامیر جو تم کہو گے۔۔۔ جیسی بیوی تم۔ مجھے بننے کو بولو گے
میں تمہیں ویسی بن کر دکھاؤں گی بس تم۔۔

اور بس تم اس سے آگے کوئی فضول بات یا شرط مت رکھنا پر وشہ۔۔ کیونکہ وہ
میں سنوں گا بھی نہیں۔۔۔ ماننا یا اسے ماننے کے بارے میں سوچنا تو بہت دور کی
بات ہے۔۔۔ وہ ہاتھ اٹھاتا دو ٹوک انداز میں اسکی بات کاٹ گیا۔۔۔

اب اگر ہمارا رشتہ چلے گا تو بنا کسی اگر مگر یا شرط کے۔۔۔
تم۔۔۔ تم مجھے سو تن قبول کرنے کو بول رہے ہو شامیر۔۔۔
بے بسی غصے میں بدلنے لگی تھی۔۔۔ غصہ اپنے آپ پر تھا یا شامیر پر اسے سمجھنا
آیا۔۔۔

شامیر گہری سانس بھرتا چند قدم اسکے مزید قریب آیا۔۔۔
جو لڑکی اس وقت اندر کمرے میں ہے نا پر وشہ۔۔۔ اسنے سرخ پڑتی آنکھیں
جھپکاتے کمرے کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

میں اسکی قربانیوں کا مقروض ہوں۔۔۔ شامیر کے لہجے میں کچھ ایسا ضرور تھا جو
پر وشہ کو ٹھٹھار رہا تھا۔۔۔۔

اسکی وفا اور قدر دانی نے مجھے بے مول خرید اہوا ہے۔۔۔۔

تم آج پتہ لگنے پر ایک ٹرمپ کے طور پر اس پتے کو استعمال کرنا چاہتی ہو کے
میں سوتن برداشت کروں۔۔۔ حالانکہ کے کل تک تمہیں اسکی ذات سے کوئی
اشونا تھا۔۔۔ تمہارے تحفظات اور تھے۔۔۔ یہ صرف تمہاری ایک ٹرک ہے
مجھے بلیک میل کرنے کی۔۔۔

لیکن میں تمہیں بتاؤں۔۔۔ وہ کچھ توقف کو رکا۔۔۔ پھر گویا ہوا۔۔۔ اس عورت
نے تمہیں سوتن کے روپ میں اس وقت قبول کیا جس وقت وہ میری بیوی
ہونے کے ساتھ ساتھ میرے دو بچوں کی ماں بھی تھی۔۔۔

میری زندگی میں اتنی سٹر انگ پوزیشن رکھنے کے باوجود اور میرے بارہا تم سے
شادی سے انکاری ہونے کے باوجود اسنے محض میرے ذہنی سکون کی خاطر مجھے
بابا کی ضد کے آگے سیرنڈر کر کے تم سے شادی کرنے کی ناصرف اجازت دی
بلکہ باقاعدہ فورس کیا۔۔۔ اسکا لفظ لفظ آج پر وشہ کو ساکت کر رہا تھا۔۔۔ یا شاید
زندگی میں وہ پر وشہ پر کھلا ہی آج تھا۔۔۔

تم تو نہیں جانتی تھی میری پہلی شادی کے بارے میں۔۔ اس کے باوجود تمہاری
ایکٹیویٹیز بہت تھیں۔۔۔ تمہیں پتہ ہی نہیں ہوتا تھا میں کہاں ہوں کہاں نہیں
ہوں۔۔۔

لیکن وہ جانتی تھی میری دوسری شادی کے بارے میں۔۔۔ اور اسے یہ بھی پتہ
ہوتا تھا کہ میں اس وقت اپنی دوسری بیوی کے پاس جا رہا ہوں۔۔۔
اس کے باوجود اس نے کبھی میری اس زندگی میں جھانکنے کی کوشش نہ کی۔۔۔
روک ٹوک یا کوئی مطالبہ تو بہت دور کی بات۔۔۔
پروشنہ بنا پلکیں جھپکے بے حس و حرکت اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔
وہ ظاہر نہیں کرتی پروشنہ۔۔۔ لیکن نا میں اندھا ہوں نا بہرہ کے اس کے
احساسات و جذبات کو سمجھنا سکوں۔۔۔ صرف مصلحت کی خاطر خاموش
تھا۔۔۔ آج وہ مصلحت بھی جاتی رہی۔۔۔

تم اس چیز کی اندازہ اسی بات سے لگا لو کہ تم مجھ میں اس قدر عدم دلچسپی رکھنے
کے باوجود مجھے اس کے ساتھ ایک اپارٹمنٹ میں برداشت نا کر سکی۔۔۔ اور تم

اسکے ظرف کا سوچو جو بنا روک ٹوک کے مجھے سب جانتے ہوئے تمہارے پاس
بھیجتی رہی۔۔۔

کہانا میں اسکی قربانیوں کا مقروض ہوں۔۔۔ قسمت والوں کو ملتی ہیں ایسی
بیویاں۔۔۔ اسکی آواز میں ٹھہراؤ آنے لگا تھا۔۔۔

مجھے نہیں پتہ وہ میری کس نیکی کا صلہ ہے لیکن یہ بھول ہے تم۔ سمیٹ میرے
بابا کسی کی بھی کے میں کسی کے لئے بھی اسے چھوڑوں گا۔۔۔

میری خاموشی اور مصلحت کو لوگوں نے بہت غلط نام دے دیا۔۔۔ لیکن کیا
میرے ماتھے پر احمق عظیم کا ٹیگ لگا ہے۔۔۔ جو میں اسے چھوڑ کر اپنی ہستی بستی
جنت اپنے ہاتھوں سے اجاڑوں گا۔۔۔ اس لئے۔۔۔ یہ سوچ بھی دماغ سے نکال
دینا کے تم ایسی کوئی شرط رکھنے کے بارے میں سوچ بھی سکتی ہو۔۔۔ اسنے انگلی
اٹھا کر تنبیہ کی۔۔۔

پروشہ کے آنسو ٹھٹھڑنے لگے۔۔۔ شوہر کے منہ سے یہ اعتراف سننا آسان نا
تھا۔۔۔

تم جانتے ہو میں کون ہوں شامیر۔۔۔ اسنے تنک کر اپنے سینے پر انگلی سے دستک دی۔۔۔

ایک خود مختار بنا کسی کے سہارے کے اپنے پروں پر اڑنے والی لڑکی۔۔۔
کچھ لمحے پہلے والی بے بسی کہیں مفقود ہوگی۔۔۔ سامنے کھڑی لڑکی اب محاز پر ڈٹ چکی تھی۔۔۔

میرا کیرئیر برائٹ ہے۔۔۔ اور تمہیں لگتا ہے میں ایک بڑے ہوئے شخص کا ساتھ قبول کروں گی۔۔۔ اسنے لبوں پر زبان پھیرتے سرہاں میں ہلاتے خود کو کمپوز کرنا چاہا

کے تم میرے سامنے کھڑے ہو کر مجھے محبت کی انوکھی داستانیں سناؤں گے تو میں سنوں گی۔۔۔ اسکے لہجے میں استہزاء تھا۔۔۔

میں کسی تھرڈ کلاس محلے میں رہنے والی کوئی مڈل کلاس سی کنزل الایمان نہیں ہوں شامیر خان۔۔۔

میں پر وشہ ہوں پر وشہ۔۔۔ جسکی اپنی ایک پہچان ہے ایک ساخت یے۔۔۔
شامیر نے تاسف سے اسے دیکھا۔۔۔

اور اس نے اپنے شوہر کی دوسری شادی خود کروائی اور تمہیں میرے پاس
بھیجتی رہی کیونکہ۔۔۔۔۔ وہ رکی۔۔۔

کیونکہ وہ مجبور تھی۔۔۔ لاچار اور بے بس۔۔۔ اسکے پاس کوئی اور چوائس ہی
نہیں تھی۔۔۔

وہ یہ سب نا کرتی تو تمہاری نظروں میں اچھا بن کر اب تک تمہارے ساتھ رہتی
کیسے۔۔۔ کیسے تمہاری دئی گی لگزیز سے مستفید ہوتی۔۔۔ وہ پائی پائی کو ترسی
ہوئی بندی تھی۔۔۔ اسے یہ سب کر کے مہان بننا ہی تھا

یہ سب کرنا ان مڈل کلاس لڑکیوں کے ڈھکوسلے ہوتے ہیں۔۔۔ اپنی وفاؤں اور
قدر دانیوں کے ثبوت دینا۔۔۔ مائے فٹ۔۔۔

ایسی لڑکیوں کی اپنی کوئی پہچان نہیں ہوتی اور وہ تم جیسے امیر لڑکے پھانس کر
ایک اچھا لائف سٹائل مینٹین کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔۔۔ جو اس لڑکی نے
کیا۔۔۔ اسنے حقارت سے کمرے کی جانب اشارہ کیا۔۔۔ جہاں کنزل الایمان گئی
تھی۔۔۔

اور تم میرا موازنہ اس تھرڈ کلاس لڑکی سے کر رہے ہو۔۔۔ آواز میں استہزاء ہی
استہزاء تھا۔۔۔

شامیر مسکرایا۔۔۔ جیسے کسی چھوٹے بچے کی بات پر مسکرایا جاتا ہے۔۔۔
نہیں۔۔۔ تم غلط ہو پر وشہ۔۔۔ تمہارا اسکا کوئی موازنہ ہے ہی نہیں۔۔۔ اسنے
لا پرواہی سے شانے اچکائے۔۔۔

گڈ۔۔۔ اچھی بات ہے۔۔۔ اب جب سب کھل ہی گیا تو کھل کر کھیلتے ہیں نا
شامیر۔۔۔

وہ لبوں پر زبان پھیرتی ماتھا مسلتی اب ہر طرح کے نتائج سے بے پرواہ ہو گئی
تھی۔۔۔
اب تم۔۔۔ بذات خود۔۔۔ وہ چبا چبا کر گویا ہوئی۔۔۔ اس لڑکی کو چھوڑ کر اسنے
تنفر سے کمرے کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

میرے پاس آو گے۔۔۔ پھر تنک کر اپنے سینے پر دستک دی۔۔۔
میں تمہیں اتنا مجبور کر دوں گی۔۔۔ اور اب۔۔۔

اب یہ جنگ محبت کی نہیں آنا کی ہے۔۔۔ اسکی آنکھوں سے شرارے سے
پھوٹنے لگے تھے۔۔۔

شامیر سینے پر بازو باندھے اسکے پاگل پن پر بنا کوئی رد عمل دیئے سپاٹ چہرے
لئے کھڑا تھا۔۔۔

اور اگر ایسا ناہوا تو میں تمہاری بیٹی کے سو ٹکڑے کر۔۔۔

بکو اس بند کرو پر وشہ۔۔۔ وہ غضبناک آواز میں اس طرح ڈھاراکے آنکھیں
ابلنے کے ساتھ ساتھ گردن اور گلے کی رگیں تک ابھر آئیں۔۔۔ تنفس تیز تیز
چلنے لگا تھا۔۔۔

میری بیٹی کو بیچ میں مت گھسیٹنا ورنہ میں بھول جاؤں گا کے تم اسکی ماں ہو۔۔۔
تکلیف ہوئی ناشامیر۔۔۔ وہ قہقہہ لگاتی ہنس دی۔۔۔

شامیر سے خود پر ضبط کرنا محال ہوا۔۔۔ دل چاہا اس سفاک لڑکی کی ذات ابھی
مسح کر ڈالے۔۔۔

ابھی تم اس تکلیف کو محسوس کرو گے جب میں تمہاری بیٹی۔۔۔

اس سے پہلے میں تمہاری جان لے لوں گا۔۔۔

شامیر نے جارحانہ آگے بڑھتے انگلی اٹھا کر اسے تنبیہ کی۔۔۔

ماتھے کی رگ مسلسل پھڑکنے لگی تھی۔۔

یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ کیا ہوتا ہے۔

جسٹ ویٹ اینڈ وایج۔۔۔ وہ تنفر سے مسکراتی پلک کی نوک پر ٹکا انسو کا قطرہ

انگلی کی پور پر چنتی اسے ہوا میں اچھال کر کروفر کے ساتھ پلٹ گئی۔۔۔

پروشہ کے جانے کے بعد کافی دیر تک شامیر ایک ہاتھ کمر پر رکھے دوسرے ہاتھ

سے ماتھے کی پھڑکتی رگ دابتا شرر بارنگا ہوں سے اسی راستے کو تکتا جارہا تھا

جہاں سے ابھی ابھی پروشہ گئی تھی۔۔

اندر کہیں بھانبھر سے جل رہے تھے۔۔۔ آتش فشان پھٹنے کے درپر تھا۔۔۔

اس لڑکی کو اسے اسکی بیٹی کی دھمکی دیتے ہوئے کچھ ناکچھ شرم کرنی چاہیے تھی

کے بحر حال وہ محض شامیر کی ہی بیٹی نہیں۔۔۔

اندر دیوار کے ساتھ لگی کھڑی ایمان کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے جو کچھ شامیر نے اسکے لئے بولا وہ اسے اسکی اپنی نظروں میں معتبر کروا گیا تھا۔۔۔

پچھلی اٹھارہ سالہ زندگی کی مسافت کے باعث بننے والے چھالوں پر پھاہے رکھ گیا تھا۔۔۔

وہ اسکا قدر دان تھا۔۔۔ اور کنزل الایمان کی پوری زندگی کی ریاضتوں کا ثمر اس سے بڑھ کر اسکے لئے کچھ اور ہو ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔

اسکا شوہر اسے اون کر رہا تھا۔۔۔ اسے پرورشہ کی لفاظی سے فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔ ناہی وہ جذباتی طور پر اتنی کمزور تھی جو کسی کی بھی ذہنیت کو خود پر سوار کرتی پھرتی۔۔۔ ناہی اسے اس لڑکی کے اپروول کی ضرورت تھی جسکی اسکی زندگی میں کوئی اہمیت ہی نا تھی۔۔۔ ا۔۔۔

البتہ کچھ دیر بعد شامیر کی غیض و غضب سے ابھرتی آواز پر وہ جی جان سے کپکپا اٹھی تھی۔۔۔

اپنی اٹھارہ سالہ ازدواجی زندگی میں اسنے کبھی خان کو اسقدر غصے میں ڈھارتے نہیں سنا تھا۔۔۔

کچھ وقت بعد آوازوں کا سلسلہ تھا اور ہیل کی ٹک ٹک دور جاتی سنائی دی۔۔۔ تو وہ کچھ دیر انتظار کر کے باہر نکل آئی۔۔۔

شامیر پر نظر پڑتے ہی وہ تھوک نکل کر رہ گئی۔۔۔

غم و غصے اور غنیمت و غضب سے ناصرف اسکی آنکھیں شعلے اگل رہی تھیں البتہ چہرہ ابھی بھاپ چھوڑ رہا تھا۔۔۔

وہ ہنوز وہیں کھڑا اسی جگہ کو گھور رہا تھا جہاں سے پروشہ گئی تھی۔۔۔ جیسے وہ مینٹلی طور پر وہاں ہو ہی نا۔۔۔

خ

۔۔۔ خان آپ ٹھیک ہیں۔۔۔ ایمان نے بھاگ کر جا کر اسکی بازو ہلائی۔۔۔ وہ چونکا۔۔۔ پھر سر جھٹکا۔۔۔ جیسے کسی گہری نیند سے جاگا ہو۔۔۔

پھر دو تین گہرے گہرے سانس بھرتے بھاپ چھوڑتے چہرے پر ہاتھ پھیرے۔۔۔

بیٹھیں آپ میں آپکے لئے پانی لاتی۔۔۔

میرا موبائل لاو۔۔۔

وہ خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتا بولا۔۔۔

خان آپ۔۔۔ میرا موبائل لاؤ ایمان۔۔۔ یہ اسکے شدید زہنی انتشار کا ثبوت تھا
کے وہ ایمان پر بھی چلا اٹھا تھا۔۔۔

وہ تیزی سے کمرے کی جانب بھاگی۔۔۔ شامیر اس وقت بہت غصے میں تھا۔۔۔
ایمان کو اسے اس وقت نہیں چھیڑنا چاہیے۔۔۔ وہ یہ ہی سب سوچتی موبائل
تھامے واپس آئی اور خاموشی سے اسے موبائل پکڑتی کچھ فاصلے پر جا کر بیٹھ
گی۔۔۔

شامیر کے شعلے اگلتی نگاہیں موبائل پر ٹکی تھیں البتہ انگلیاں تیزی سے سکرین پر
چل رہی تھیں۔۔۔
نمبر ملا کر وہ فون کان سے لگاتا پینڈولم کی مانند لاونج میں دائیں سے بائیں
اضطراری کیفیت میں چکر لگانے لگا۔۔۔

ایمان کی نگاہیں ٹینس بال کی طرح اسکے ساتھ ساتھ سفر کر رہی تھیں۔۔۔ وہ
دونوں بازوؤں کی کہنیاں گھٹنوں پر ٹکائے ہاتھ باہم پیوست کئے ہونٹوں سے
لگائے مسلسل کچھ پڑھ رہی تھی۔۔۔

امجد ایک لمحے کی تاخیر کئے بنا ہسپتال جاو۔۔۔ فوراً۔۔۔
ایمان کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ اس جانب تو اسکا ذہن گیا ہی نہیں۔۔۔
اور گارڈز ساتھ لے کر جانا۔۔۔ وہ مزید بول رہا تھا۔۔۔ زونی اور حان کو ہر
طرف سے کور کرو۔۔۔ اور جب تک میں ہسپتال نہیں آجاتا سائے کی طرح ان
دونوں کے ساتھ رہنا۔۔۔

ایمان کا دل تیز رفتاری سے ڈھرنے لگا۔۔۔
مزید برآں زونی کے ڈاکٹر سے بات کرو۔۔۔ کے اگر وہ ٹھیک ہے تو اسے
ڈسچارج دے دے۔۔۔ ہم ریگولر چیک آپ کے لئے آتے رہیں گے۔۔۔
ہم ٹھیک ہے۔۔۔ ہسپتال پہنچ کر مجھے بتاؤ۔۔۔ رابطہ منقطع کرتے ہی وہ تیزی
سے دوبارہ موبائل پر کوئی نمبر ملانے لگا۔۔۔
جب سب کچھ کھل کر سامنے آگیا تھا اور وہ بندی اسے دھمکی دے کر جا چکی تھی
تو وہ اب چپ چاپ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر اسے من مانی کرنے کے لئے نہیں چھوڑ
سکتا تھا

اب اسے حکمت عملی اپنانی تھی۔۔۔

اسکا دماغ تیزی سے چل رہا تھا۔۔

نمبر ملا کر اسنے فون کان سے لگایا۔

ہاں سنو۔۔ اینجل کی انتہائی ضروری چیزوں کے ساتھ اسے فوری طور پر لے

کر گھر سے نکلو میں تم سے اس گھر کے قریبی پارک میں ملتا ہوں۔۔ فوری۔۔

وہ غالباً اینجل کی نینی سے بات کر رہا تھا۔۔۔

وہ سو رہی ہے تو سوئی ہوئی کو لے آو۔۔ مگر فوراً نکلو فوراً۔۔ بنا کسی کو کچھ

بتائے۔۔۔

میں بس پہنچ رہا ہوں۔۔ فون بند کر کے جیب میں رکھتا وہ تیزی سے کمرے کی

جانب بڑھا۔۔۔

ایمان گھرے گھرے سانس بھر کر خارج کرتی اسکے پیچھے پیچھے تھی۔۔۔ جیسے

اسکی حرکات و سکنات سے اسکے اگلے عمل سے آگاہی حاصل کرنا چاہتی ہو۔۔۔

کمرے میں آکر اسنے والٹ اور گاڑی کی چابی اٹھائی اور اسی تیزی سے واپس

پلٹا۔۔۔

اپارٹمنٹ کا دروازہ لاک کر لو ایمان۔۔

اینڈ ڈونٹ وری میں ابھی واپس آ جاؤں گا۔ جاتا جاتا وہ اسکا حواس باختہ چہرا دیکھ کر اسکے پاس زرا کی زرار کا اور اسکا چہرا تھپتھپا کر نرمی سے کہتا اپار ٹمنٹ سے نکل گیا۔۔۔

پیچھے ایمان وہیں بیٹھتی اپنے رب کے حضور سب کچھ خیر خیریت سے ہونے کے لئے دعائیں کرنے لگی۔۔۔

شامیر کو گھر سے نکلے کافی وقت ہو گیا تھا۔۔۔ ایمان ہنوز اسی صوفے پر بیٹھی تھی جب کافی جلنے کی سمیل سے چونک کر اٹھی اور سرپٹ کچن کی جانب بھاگی۔۔۔ جلدی سے چولہا بند کیا اور دال چیک کی۔۔۔ صد شکر کے زیادہ نہیں جلی تھی۔۔۔ اس چیز نے اسکی توجہ دوبارہ سے کھانے کی جانب مبذول کروادی۔۔۔ یقینی بات تھی کہ شامیر بھوکا تھا تبھی اسے کھانا بنانے کا بولا تھا اسنے اور ناشتے کے بعد سے بھوک تو اب اسے بھی لگی تھی۔۔۔

تبھی وہ جلدی جلدی ہاتھ چلاتی چاول بنانے لگی۔۔۔ چاولوں کا پانی چولہے پر رکھ کر اسنے ارد گرد کا بکھیرا سمیٹا۔۔۔ کچھ دیر کے بعد وہ چاول دم پر لگا کر کچن سے نکل رہی تھی جب اسے اپار ٹمنٹ کا دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنائی دی۔۔۔ وہ بنا سوچے سمجھے تیزی سے دروازے کی جانب لپکی۔۔۔ یقیناً باہر شامیر تھا۔۔۔ اس سب میں وہ یہ تک بھول گئی کہ شامیر کے پاس اپار ٹمنٹ کی چابی ہے۔۔۔ اسنے بھاگ کر جا کر اپار ٹمنٹ کا دروازہ کھولا۔۔۔ مگر سامنے بالکل غیر متوقع طور پر شامیر کی جگہ واجد خان کو ہاتھ پشت پر باندھے پورے طمطراق سے کھڑے دیکھ اسکا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔۔۔

چاچا۔۔۔ سب ٹھیک ہے نا۔۔۔ یہ آپ بالکل غیر متوقع طور پر یہاں کیسے آگئے۔۔۔ کوئی پر اہلم ہے کیا۔۔۔

کچھ دیر پہلے ہی امجد شامیر کے کہنے پر وہاں انکے پاس آیا تھا۔۔۔ ابتدائی سلام دعا اور حال چال کے بعد وہ وہیں انکے پاس بیٹھ گیا۔۔۔ البتہ گارڈز باہر سول

ڈریس میں ہر جانب پھیلے ہوئے تھے۔۔۔ وہ دونوں بھائی اس بات سے آگاہ نہیں تھے۔۔۔

تب سے باہر دوائی یا جو بھی کچھ لینے جانا ہوتا امجد خود ہی ہر جگہ پیش پیش تھا اس نے سبحان کو باہر نہیں جانے دیا تھا۔۔۔ وہ بھی آج کل اپنے کورسز کی اونٹلائن کلاسز لے رہا تھا۔۔۔ تبھی اب لیپ ٹاپ تھا مے ماحول سے کٹا ایک سائیڈ پر بیٹھا اس میں منہمک تھا۔۔۔

جب زوہان موبائل سکرول ڈاؤن کرتا امجد سے پوچھ بیٹھا۔۔۔ اسکی دی اپڈیٹ پر لوگوں کا رسپانس بہت اچھا تھا۔۔۔ زیادہ تر لوگوں نے ایمان کو دعائیں ہی دیں تھیں۔۔۔ لیکن ان میں چند ایسے بھی تھے جو اس سب کو ڈھکوسلے سے متشبہ دے رہے تھے۔۔۔

اس شوشل میڈیا اور وہاں موجود لوگوں کے ڈپلومیٹک چہروں سے اسکا دل مکدر ہونے لگا۔۔۔ وہ اب یہاں بیٹھ کر ایک ایک کو وضاحتیں دینے سے تورہا۔۔۔ جسے جو سوچنا ہے سوچے۔۔۔ تبھی وہ سر جھٹکتا دھیان بٹانے کو موبائل سکرول ڈاؤن کرنے لگا۔۔۔

کیوں کیا مطلب میں یہاں نہیں آسکتا کیا۔۔۔ کوئی پر اہلم ہے کیا میرے یہاں
آنے سے۔۔۔ وہ آنکھ اچکا تا سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔

نہیں آسکتے ہیں۔۔۔ بالکل آسکتے ہیں۔۔۔ لیکن ابھی تک آئے نہیں تھے نا اور
اب بالکل غیر متوقع طور پر آگئے تو کچھ کھٹک رہا تھا مجھے۔۔۔ وہ موبائل سکروں
ڈاؤن کرتا مصروف سے انداز میں بول رہا تھا۔۔۔ کیا آپکو ڈیڈ نے بھیجا ہے یہاں
اپنی غیر موجودگی میں۔۔۔

اسکے بے ساختہ کہنے پر امجد اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔۔۔ جب سب جانتے ہو تو
پوچھنے کا مقصد۔۔۔ پھر خود کو ڈھیلا چھوڑتا سیدھا ہو گیا۔۔۔
ارے واہ بھائی۔۔۔ یہ تو کمال ہی ہو گیا۔۔۔ کیا چوکا مارا ہے ڈیڈ کے بیان نے۔۔۔
دفعتا وہ چہک اٹھا۔۔۔ باپ کی میڈیا سے بات چیت اب اسکی نظروں کے سامنے
سے گزری تھی۔۔۔

سبحان اٹھ کر اس تک آیا اور سکریں پر جھکا۔۔۔ پھر باپ کی باتیں سن کر مسکرا
دیا۔۔۔

میں سوچ رہا ہوں۔۔۔ اس کے بعد ڈیڈ کی سیکنڈ مسز کارڈ عمل کیا ہو گا۔۔۔ زوہان نے چمکتی آنکھوں سے بھائی کو دیکھا۔۔

ایکچولی ایگزیکٹولی میں بھی یہ ہی سوچ رہا تھا۔۔۔ وہ دونوں ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہنس دیئے۔۔۔

خوامخواہ ڈیڈ نے اپنے لئے مشکلات بڑھالیں۔۔۔ بیچاری ایموشنلی سک سی تو بندی ہیں پر وشہ آنٹی۔۔۔

سبحان نے اسے گھورا۔۔۔ ابھی یہاں می ہو تیں نا تو بتاتیں تمہیں۔۔۔ وہ واپس اپنی جگہ پر آ گیا۔۔۔ اسی لئے تو اتنی آزادی سے اپنے خیالات سے آگاہ کر رہا ہوں۔۔۔ وہ ہوتیں تو کچھ کہتا۔۔۔

وہ سر جھٹکتا موبائل سائیڈ پر رکھتا بستر پر چت لیٹ گیا۔۔۔ نا جانے کب جان چھوٹے گی ہسپتال کے اس بستر تھے۔۔۔ بات کی ہے میں نے ڈاکٹر ڈے۔۔۔ شام تک تمہیں ڈسچارج مل جائے گا۔۔۔

واقعی۔۔۔ امجد کی بات پر وہ کھل اٹھا۔۔۔ اس بات نے ہی دماغ پر اچھے اثرات
مرتب کئے تھے۔۔۔

ایمان واجد خان کے سامنے حیرت و استعجاب سے پھیلی آنکھیں جھکائے ساکت
سی کھڑی تھی۔۔۔

مجھے اندر آنے کو نہیں بولو گی ایمان بیٹا۔۔۔ انکے نرم لہجے پر ایمان نے جھٹکے
سے سر اٹھاتے حیرت سے انہیں دیکھا۔۔۔ یہ نرم لہجہ اور اسکے لئے۔۔۔
اسکی حیرت پر واجد خان کے ہونٹوں کی تراش میں ہلکا سا تبسم ابھر کر معدوم
ہوا۔۔۔

نچ۔۔۔ جی۔۔۔ بابا جان۔۔۔ آئیں پلیز۔۔۔ وہ خشک لبوں پر زبان پھیرتی سامنے
سے ہٹتی انکے لئے راستہ چھوڑ گی۔۔۔ جیسے اگر وہ انہیں اندر آنے کو نا بولتی تو وہ
اندر نا آتے۔۔۔ وہ محض سوچ کر رہ گئی۔۔۔ پچھلی ملاقات پوری جزئیات سے یاد
آئی تھی۔۔۔

ایمان نے گہرا سانس بھرتے خود کو کمپوز کرنا چاہا۔۔۔

واجد خان پشت پر ہاتھ باندھے جا نچتی نگاہوں سے ارد گرد کا جائزہ لیتا آگے بڑھ رہا تھا۔۔

آج اندر وہ تنہا آیا تھا گارڈز ساتھ نہ تھے۔۔۔۔۔

ایمان مسلسل لب کتر رہی تھی۔۔۔۔۔ ناجانے وہ آج کس مقصد سے آیا تھا۔۔۔۔۔
اکیلی ہو اس وقت اپارٹمنٹ میں۔۔۔ وہ تھری سیٹر صوفے پر بیٹھتا ٹانگ پر ٹانگ
رسید کر گیا۔۔۔ ہاتھ صوفے کی پشت پر پھیلا رکھا تھا۔۔۔۔۔

ایمان کا دل ڈوب کر ابھرا۔۔۔۔۔ اسنے ایک چورنگاہ اپارٹمنٹ کے ادھ کھلے
دروازے پر ڈالی۔۔۔۔۔

نچ۔۔۔۔۔ جی۔۔۔۔۔ خان کسی۔۔۔۔۔ کسی کام سے گئے ہیں۔۔۔۔۔
ابھی آتے ہونگے کچھ دیر تک۔۔۔۔۔ کھانے بنانے کا بول کر گئے تھے مجھے۔۔۔۔۔ بس
پہنچنے والے ہونگے۔۔۔۔۔ اسنے کھینچ تان کر ہونٹوں پر مسکراہٹ سجاتے وضاحت
دی۔۔۔۔۔ مقصد محض یہ ظاہر کرنا تھا کہ وہ اکیلی نہیں شامیر کسی بھی وقت پہنچنے
والا ہے۔۔۔۔۔

اچھا۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔ اسنے سمجھ کر سر ہاں میں ہلایا۔۔۔۔۔

بیٹھو مجھے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔ انہوں نے مبہم انداز میں اپنے سامنے موجود
سنگل صوفے کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

خان ابھی آئے نہیں۔۔۔

مجھے شامیر سے نہیں تم سے بات کرنی ہے ایمان۔۔۔ بیٹھ جاو۔۔۔ انکا انداز نا فہم
تھا۔۔۔ وہ نا سمجھی سے صوفے کے کنارے ٹک گئی۔۔۔ ہاتھ سے سر پر جما آنچل
پھر سے درست کیا۔۔۔

دیکھو بیٹے۔۔۔ ماضی میں جو ہوا وہ سب بھول جاو۔۔۔۔۔ واجد خان نے گلہ
کنگارتے بات کا آغاز کیا۔۔۔

تمہاری میری پہلی ملاقات یا اس روز خان ولا میں جو کچھ بھی ہوا سب۔۔۔۔۔
ایمان کی حیرت تھی کے کم ہونے کا نام ہی نا لے رہی تھی۔۔۔

مجھے اپنی غلطیوں کا احساس ہے۔۔۔ اسی لئے۔۔۔ وہ رکاوٹ اور سیدھا ہو کر
بیٹھا۔۔۔

میں زندگی میں پہلی مرتبہ اپنے فیصلوں پر نظر ثانی کر کے یہاں تک آیا
ہوں۔۔۔ اس آس پر کے میری بیٹی کو مان رکھنا آتا ہے۔۔۔

ایمان ابھی تک انکی باتوں کا مفہوم سمجھنے سے نابلد تھی۔۔۔ وہ اب اس مقام پر
اس سے کیا چاہتے تھے بھلا۔۔

اور میں چاہتا ہوں کہ تم بھی سب بھلا کر شامیر اور بچوں کے سنگ خان ولا
آ جاو۔۔۔

ہم ایک فی ثروعات کریں گے۔۔۔
ایمان حیرت سے گنگ بیٹھی رہی۔۔۔ یہ کیا پلٹ بھلا کیسے۔۔۔ بات عقل سمجھ
سے بالا تر تھی۔۔

واجد خان اور جھک جائے۔۔۔ کیا ممکن تھا یہ بھلا۔۔
کہاں گیا اسکا اونچا شملہ۔۔۔ کیا یہ پھر سے کوئی ٹریپ تھا۔۔۔ وہ اتنی سی دیر
میں الجھ الجھ گئی۔۔۔

باباجان میں کیسے۔۔۔ آپ خان سے کہتے۔۔۔ اس سے بات بنانا محال ہوا۔۔
عجیب مشکل میں پھنس گئی تھی وہ۔۔۔

کی تھی بات میں نے شامیر سے۔۔۔ وہ سر ہلاتا ٹانگ سے ٹانگ ہٹا گیا۔۔

بقول اسکے بچے اسکی نہیں اپنی ماں کی بات جلدی سنتے بھی ہیں اور سمجھتے بھی ہیں۔۔۔

اور تم جانتی ہو کہ زوہان کس قدر جذباتی ہے۔۔۔

اس لئے۔۔۔ وہ کچھ توقف کو رکے۔۔۔

ایمان سانس تک روک گی۔۔۔

تم اسے سمجھاؤ۔۔۔ اسکا دل میری طرف سے صاف کرو۔۔۔

ایمان جہاں کی تہاں رہ گئی۔۔۔ تو گویا انکے پسپائی اختیار کر کے اس تک آنے کی

وجہ یہ تھی۔۔۔ کے اسکا اتھرا بیٹا کسی کے قابو میں نہیں آ رہا تھا۔۔۔

ایمان لب بھیج گی۔۔۔

اور اسے خان ولا چلنے کے لئے راضی کرو۔۔۔ ایمان نے بے ساختہ ماتھا

مسلا۔۔۔

تم کرو گی نا ایسا بیٹا۔۔۔ وہ نرمی سے گویا ہوئے۔۔۔ ایمان کی جان خاصی مشکل

میں آگئی تھی۔۔۔

مم۔۔۔ میں۔۔۔ کو شیش کروں گی بابا جان۔۔۔ وہ لب کچل کر رہ گئی۔۔۔ اور
بھلا کیا کہتی۔۔۔

کو شیش نہیں وعدہ کرو بیٹی۔۔۔

وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔ ناچار ایمان کو بھی اٹھنا پڑا۔۔۔ وہ بے بس سی لب
کچلتی انہیں دیکھتی رہی۔۔۔ الفاظ زبان تک آکر ساتھ چھوڑ جاتے۔۔۔

تو کیا میں اپنی بیٹی سے اس چیز کی توقع وامید رکھوں۔۔۔ انہوں نے اسکے قریب
آتے نرمی و شفقت سے اسکے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ مزید بے دم ہونے لگی۔۔۔ پھر
خود پر قابو پاتے بامشکل سرہاں میں ہلا گئی۔۔۔

گڈ۔۔۔ وہ مسکرا دیئے۔۔۔
میں اور خان ولا کے مکین اس گھر کے بہو بیٹے اور پوتوں کا رات ڈنر پر انتظار

کریں گے۔۔۔

اس جلد بازی پر وہ ششدر رہ گئی۔۔۔

آج کا ڈنر ہم سب اکٹھے کر رہے ہیں۔۔۔

واجد خان کے مسکرا کر وثوق سے کہنے پر وہ گم صم سی انہیں دیکھتی رہی حتیٰ کے
مسکرا کر سرہاں تک میں بھی ناہلا سکی۔۔۔

وہ مسکرا کر اسکا سر تھپتھپاتا پارٹمنٹ سے چلا گیا جبکہ اسکے جاتے ہی وہ بے دم
ہوتی صوفے پر ڈھ سی گئی۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ کیا تھا یہ سب۔۔۔ کوئی حقیقت یا گمان۔۔۔ اسنے اپنا چہرہ
تھپتھپاتے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور لبوں پر زبان پھیرتے محفل ہوتے حواس
بیدار کرنے چاہے۔۔۔۔

شامیر خان جھنجھنائے اعصابوں کے ساتھ نہایت ریش ڈرائیونگ کرتا پارک
پہنچا تھا۔۔۔ اسکے وہاں پہنچنے کے دو منٹ بعد اسے اینجل کی نینی سوئی ہوئی اینجل
کو شانے سے لگائے دوسرے ہاتھ میں اسکا منی بیگ تھا مے وہاں آتی دکھائی
دی۔۔۔

وہ تیزی سے گاڑی سے اترتا اسکی جانب بڑھا۔۔ اور سوئی ہوئی اینجل کو اپنے
شانے سے لگا کر واپس گاڑی تک آیا۔۔۔ اینجل کو پیسنجر سیٹ پر لٹا کر اس سے
اینجل کا بیگ تھاما اور ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھا۔۔۔
گھر جا کر اسکی ماں کو بتا دینا کہ اینجل میرے ساتھ ہے اور خود چھٹی کر لینا۔۔۔۔
جب ضرورت ہوئی تب تم سے دوبارہ رابطہ کر لیں گے۔۔۔
اسے آخری ہدایت دے کر وہ گاڑی سٹارٹ کر تا وہاں سے نکل آیا۔۔۔۔۔
جس وقت وہ اپارٹمنٹ کے احاطے میں گاڑی کھڑی کئے سوئی ہوئی اینجل کو
شانے سے لگائے دوسرے ہاتھ میں اسکا منی بیگ تھامے گاڑی سے نکل کر
اپارٹمنٹ بلڈنگ کی جانب بڑھا وہاں سے نکلتے واجد خان کو دیکھ ایک پل کے لئے
ساکت سا رہ گیا۔۔ آگے بڑھتے قدم یکدم گویا کسی نے فریز کر دیئے۔۔ وہ بھلا
اس وقت وہاں کیا کر رہے تھے۔۔۔۔
بے ساختہ اسکی نظر اپارٹمنٹ کی جانب اٹھی۔۔۔ کیا ایمان ٹھیک تھی
وہاں۔۔۔۔

یکدم ہی اسکے چہرے کی رنگت پھیکی پڑنے لگی۔۔۔ کہیں پھر سے بابا نے اسے کچھ۔۔۔ وہ سر جھٹک گیا۔۔

واجد خان کی نگاہ بھی اس پر پڑ چکی تھی تبھی وہ مسکراتا ہوا متوازن چال چلتا اسکے قریب آیا۔۔۔

بابا آپ یہاں۔۔۔ وہ بامشکل بول پایا۔۔۔ اگر کوئی کام تھا تو مجھے بتا دیتے۔۔۔ تم سے کام نہیں تھا شامیر۔۔۔ وہ بے ساختہ اسکی بات کاٹ گئے۔۔۔ شامیر لب بھینچ گیا۔۔۔ ایمان سے ملنا تھا سول لیا۔۔۔ وہ مسکرا کر کہتے شانے اچکا گئے۔۔۔

شامیر کی الجن دوچند ہوئی۔۔۔ خیر جاؤ تمہاری بیوی لہج پر تمہارا انتظار کر رہی ہے۔۔۔ اپنا لہج انجوائے کرو۔۔۔ انہوں نے ایک گہری نظر اسکے شانے سے لگی سوئی ہوئی اینجل پر ڈالی۔۔۔

شامیر نے آنکھیں چند ہی کرتے انہیں دیکھا۔۔۔ انداز پر سوچ تھا۔۔۔

اسکی ماں نے آنے دیا اسے تمہارے ساتھ۔۔۔ اینجل کی جانب اشارہ کرتے
انہوں نے اسکی معصوم گال پر پیار کیا۔۔۔

انکا نارمل انداز اور نرم و لب و لہجہ یہ سب شامیر کے نیا تھا۔۔۔ نیا اور عجیب۔۔۔
اسے آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔۔۔ اور جب جانتے ہیں تو یہ بھی توقع کر سکتے
ہیں کہ کیسے اور کن حالات میں اینجل کو میں اس سے لایا ہوں گا۔۔۔
سنجیدگی سے کہتا وہ آگے بڑھ گیا۔۔۔ اسے جلد از جلد ایمان کے پاس جانے اور
اسے دیکھنے کی جلدی تھی۔۔۔۔۔

شامیر اپارٹمنٹ کی راہداری میں پہنچا تو اپارٹمنٹ کا کھلا دروازہ دیکھ ایک پل کو
اسکا دل ڈوب کر ابھرا۔۔۔ شش و پنج میں مبتلا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپارٹمنٹ
کا ادھ کھلا دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوا۔۔۔
ایمان۔۔۔ اندر داخل ہوتے ہی وہ بے ساختہ پکار اٹھا۔۔۔

ایمان جو واجد خان کے جانے کے بعد ہنوز صوفے پر بیٹھی لب کترتی اس ملاقات کا مقصد سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی شامیر کی بے تابانہ آواز پر جھٹ صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

دفعۃ شامیر کی نگاہ اس پر پڑی تو اس نے بے ساختہ شکر کا سانس خارج کیا۔۔۔ شامیر کے شانے سے لگی سوئی ہوئی اینجل کو دیکھ ایمان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔

وہ تیزی سے اسکی جانب بڑھی اور ہاتھ بڑھا کر نرمی سے اینجل کو اپنی آغوش میں لیا۔۔۔

یہ بھی۔۔۔ شامیر کے اینجل کا بیگ اسکی جانب بڑھانے پر اس نے دوسرے ہاتھ میں بیگ تھاما اور سیدھا اپنے کمرے میں آئی۔۔۔

اینجل کو بستر پر لٹا کر اس کے جوتے اتارے اور لحاف اوڑھا کر اسکے معصوم چہرے کا بوسہ لیتی سیدھی ہوئی۔۔۔

پھر اسکا بیگ چیک کیا۔۔۔ اس میں چند کھانے پینے کی چیزوں کے ساتھ دو جوڑے کپڑوں کے اور اسکی فیڈر بوتل تھی۔۔۔

اسنے وہ نکالی اور بیگ بند کر کے وہیں رکھتی باہر آگئی۔۔۔

شامیر صوفے پر بیٹھا سر ہاتھ میں تھا مے اسی کا منتظر تھا مگر وہ اسکے پاس آنے کی بجائے سیدھا کچن میں گئی۔۔۔

اسکے فیڈر میں فریش دودھ انڈیلا اور واپس کمرے میں آئی۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ سوئی ہوئی اینجل کو دودھ پلا کر واپس باہر آئی۔۔۔

اور کھانا ٹرے میں سرو کئے کھانے کی ٹرے کیساتھ شامیر کے روبرو آئی۔۔۔

خان ہاتھ دھو آئیں۔۔۔ پہلے کھانا کھاتے ہیں۔۔۔ مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے اور یقیناً آپکو بھی لگ رہی ہوگی۔۔۔

شامیر جو کچھ پوچھنے کو لب کھولنے والا تھا لب بھیچتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

کچھ دیر بعد ہی وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل بیٹھے کھانے سے مستفید ہو

رہے تھے۔۔۔

گرم گرم کھانے نے دونوں کی ہی بھوک چمکادی تھی۔۔۔

بابا کس لئے آئے تھے ایمان۔۔۔ اور کیا کہہ کر گئے ہیں۔۔۔ کیا انہوں نے تمہیں

پھر سے دھمکایا۔۔۔

کوئی فضول سی شرط یا بلیک میلنگ۔۔۔

وہ چیخ سے پلیٹ میں موجود چاولوں سے کھیلتا خاصا الجھا الجھا سا تھا۔۔۔۔ ایمان
گہری سانس خارج کر گی۔۔۔

نہیں۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔

پھر۔۔۔ شامیر کو اچھنسا ہوا۔۔۔ پھر بھلا انکی آمد کا مقصد۔۔۔۔

ریکویسٹ کر رہے تھے وہ۔۔۔

وھاٹ۔۔۔ ایمان کے دھیمی آواز پر بتانے پر وہ حیرت و انبساط سے بونچکارہ
گیایوں کے منہ میں موجود چاولوں کے نوالے سے گلے میں پھنسا لگ گیا۔۔۔
یکدم اسے کھانسی کا دورا پڑا۔۔۔ حنکے کے آنکھوں سے پانی تک نکل آیا۔۔۔
بات تھی بھی تو ہضم ہونے والی نہیں نا۔۔۔

ایمان نے بعجلت جگ سے پانی گلاس میں انڈیلنے اسکی جانب بڑھایا۔۔۔۔
کیسی ریکویسٹ۔۔۔ ایک گھونٹ پی کر اسنے گلاس واپس میز پر رکھا۔۔۔
کچھ سمجھ نہیں آرہا خان۔۔۔ وہ خود بہت الجھی ہوئی تھی۔۔۔ پھر اپنے اور واجد
خان کے مابین ہوئی ساری بات شامیر کے گوش گزار تی چلی گئی۔۔۔

سن کر شامیر بھی گم صم رہ گیا۔۔۔
یہ یقیناً بابا کی کوئی فی چال تھی۔۔۔ گھی سیدھی انگلی سے نہیں نکل رہا تھا تو وہ انگلی
ٹیرھی کر رہے تھے۔۔۔ یقیناً انکے دماغ میں کچھ بڑا چل رہا تھا۔۔۔ کچھ بڑا اور
الگ۔۔۔ جہاں تک ان میں سے کسی کی سوچ تک بھی نا جاسکتی ہو ایسا کچھ۔۔۔
وہ یکدم پریشان ہوا اٹھا۔۔۔

اس میں پریشان ہونے والی کو نسی بات ہے خان۔۔۔
ابھی تو اتنا شکر ہے کے انہوں نے ہم سب کو گھر آج رات ڈنر پر انوائٹ کرتے
پرانی رنجشیں بھلا کر ایک فی شروعات کے لئے پہل کی ہے۔۔۔
پتہ نہیں کس نیت سے۔۔۔ وہ بڑبڑا کر کہتا کھانے سے ہاتھ کھینچ گیا۔۔۔
کسی بھی نیت سے کی ہو خان۔۔۔ لیکن جہاں زندگی میں اتنے رسک لئے وہاں
ایک یہ بھی لے لینا چاہیے۔۔۔ کسی کا سب بھلا کر بہتری کی جانب بڑھایا جانے
والا ہاتھ تھام لینا چاہیے نا۔۔۔ جھٹکنے کی غلطی نہیں کرنی چاہیے۔۔۔ وہ کھانا کھا کر
برتن سمیٹنے لگی۔۔۔

اور جو مقابل کی نیت کا ہی اندازہ نا ہو تو۔۔۔ اسکا انداز بے ساختہ تھا۔۔۔

تویہ ہی تو رسک ہے۔۔۔ اور پھر جب اللہ ساتھ ہے تو ڈر کس بات کا۔۔۔
وہ مسکرا کر کہتی برتن اٹھا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔
مطلب تم رات میں وہاں جانے کے لئے تیار ہو۔۔۔ شامیر حیران ہوا۔۔۔
جی بالکل اب میرے سر نے پہلی مرتبہ مجھے سسرال بلایا ہے جانا تو بنتا ہے
نا۔۔۔

اور اپنے سپوت کا کیا کرو گی جو یہ خبر سنتے ہی ہتھے سے اکھڑ جائے گا۔۔۔
شامیر ہاتھ باہم پھنسا کر سر کے نیچے رکھتے ٹانگیں لمبی کر گیا۔۔۔
اب ایسی بھی کوئی بات نہیں۔۔۔ انشا اللہ وہ میری بات سمجھے گا۔۔۔
ایمان نے سارے دھونے والے برتن سنک میں رکھے اور خود چائے بنانے
لگی۔۔۔

شامیر پر سوچ انداز میں اسے کچن میں کام کرتا دیکھتا رہا۔۔۔

-----+

ایمان چائے بنا کر کپوں میں ڈال رہی تھی جب شامیر کا فون بج اٹھا۔۔۔ اسنے جیب سے موبائل نکالتے سکرین پر لکھانا م و نمبر دیکھا اور وہاں پر وشہ کالنگ کے جگمگاتے الفاظ دیکھ وہ گہرا سانس خارج کر کے رہ گیا۔۔۔

یقیناً اسے اینجل کی گھر میں غیر موجودگی کے بارے میں پتہ چل گیا تھا۔۔۔
اسنے کچھ سوچتے ہوئے فون اٹھا کر کان سے لگایا۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی شامیر میری بیٹی کو یوں چوروں کی طرح ساتھ لیجانے کی۔۔۔

فون اٹھاتے ہی وہ غم و غصے سے پھٹ پڑی۔۔۔ آج اسکے حصے میں شکست در شکست ہی آرہی تھی۔۔۔ پہلا جھٹکا کیا کم تھا جو شامیر نے اسکے سب سے بڑے مہرے پر بڑے ڈھرلے سے ہاتھ ڈال لیا تھا۔۔۔ اسکا بلبلا نا تو بنتا تھا نا۔۔۔ شامیر نے فون زر اساکان سے ہٹاتے کوفت سے اسکی چنگارتی آواز سنی۔۔۔

چائے کی ٹرے کا کر میز پر رکھتے ایمان نے حیرت سے اسکا یہ انداز دیکھا۔۔۔
ہمت کی بات تم مت ہی کرو تو اچھا ہے پر وشہ۔۔۔ رہ گئی بات اینجل کی تو وہ محض تمہاری بیٹی ہی نہیں۔۔۔

اسنے سیدھے ہو کر بیٹھتے ٹرے سے چائے کا کپ اٹھایا اور صوفے سے ٹیک لگا گیا۔۔

پروشنہ کا نام سن کر ایمان بھی اپنا کپ اٹھاتی خاموشی سے آکر صوفے پر بیٹھ گئی اور اسکی کال مکمل ہونے کا انتظار کرنے لگی۔۔۔۔۔
تمہیں اسکا جواب دہ ہونا پڑے گا شامیر۔۔۔۔۔

تم اور تمہارا وہ سو کالڈ بیٹا جو کچھ کرتے پھر رہے ہونا۔۔۔ دیکھ لوں گی میں تم دونوں کو۔۔۔ فون اسے اسکی پھنکارتی آواز ابھری۔۔۔

کون۔۔۔ کس کی بات کر رہی ہو۔۔۔ وہ یکدم ٹیک چھوڑ سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔ یہ اسکے اور پروشنہ کے معاملے میں اسکا بیٹا کہاں سے آگیا بھلا۔۔۔
وہی جو ماں کا زیادہ لاڈلا بنتا پھر رہا ہے۔۔۔ اور فضول میں اسے ڈیفینڈر کرنے اور پارسا ظاہر کرنے کو ٹوٹی بازو کے ساتھ سوشل میڈیا پر بیان دے کر لوگوں کی سیمپھتی گین کرنے کی چیپ کو شیش کر رہا ہے۔۔۔
شامیر کے ماتھے پر شکنوں کا جال بچھا۔۔۔

لیکن میں تم دونوں کو دیکھ لوں گی۔۔۔ اینجل کو تو نہیں رہنے دوں گی تمہارے پاس شامیر۔۔۔

ترس جاؤ گے تم اسکی صورت دیکھنے کو بھی۔۔۔

بس میرے اگلے ایکشن کا انتظار کرو۔۔۔ یس جسٹ ویٹ اینڈ وائچ۔۔۔

تلملا کر کہتی وہ فون بند کر گی۔۔ جبکہ شامیر خاصا الجھ گیا تھا۔۔۔

کیا وہ زونی کی بات کر رہی تھی۔۔۔ کیا اسنے کچھ کیا تھا۔۔۔ کچھ ایسا جو اسے سیخ پا کر گیا۔۔۔ مگر کیا۔۔۔

خان کیا بات ہے۔۔۔ اسکے انداز اور نافہم تاثرات دیکھ ایمان کی بے چینی دو چند ہوئی۔۔۔ شامیر لب بھینچے انسٹا گرام کھولتا زوہان کا اکاؤنٹ چیک کرنے لگا۔۔۔

ایمان آنکھیں چند ہی کئے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ جب یکدم موبائل پر سے زوہان کی ابھرتی آواز سن وہ لمحے کی تاخیر کئے بنا چائے کا کپ میز پر رکھتی اچھنبے سے اٹھ کر شامیر کے ساتھ آ بیٹھی مگر جیسے جیسے وہ ویڈیو دیکھتی جا رہی تھی اسکی آنکھیں اور منہ حیرت کی زیادتی سے کھلتے جا رہے تھے۔۔۔

مائے گاڈ۔۔ کیا بکواس ہے یہ سب۔۔ ویڈیو ختم ہوتے ہی وہ حیرت و استعجاب کی عملی تفسیر بنی بیٹھی رہ گئی جبکہ شامیر کا جاندار قہقہہ اپار ٹمنٹ میں گونج اٹھا۔۔ خان آپ ہس رہے ہیں۔۔ اس لڑکے کا دماغ خراب ہو گیا ہے بس۔۔ ہسپتال کے بستر پر بیٹھ کر کیا کیا سوچ رہا ہے اسے۔۔۔

جبکہ شامیر مسلسل مسکرا رہا تھا۔۔۔

یونو واٹ ایمان۔۔۔

پروشنہ کے یہاں آکر ڈرامہ لگا کر جانے کے پیچھے زوہان کی یہ اپڈیٹ تھی۔۔۔ مائے گاڈ ڈڈ۔۔۔ میری میڈیا پر گفتگو نے تو بس سونے پر سہاگے کا کام

کیا تھا۔۔۔

اس میں اتنا خوش ہونے والی کیا بات ہے خان۔۔۔ جیسے ابھی کچھ دیر پہلے یہاں

میس کریٹ ناہوا ہو بلکہ بڑے خوبصورت مذاکرات رہے ہوں۔۔۔ وہ چڑ

گئی۔۔۔

خیر میں تو اپنے بیٹے کی انٹیلیجنس پر مسکرا رہا تھا۔۔۔ اسنے لا پرواہی سے شانے

اچکائے۔

جی بالکل۔۔ وہ آپکا بیٹا ہے نا اس لئے آپکو اسکی نان سینس میں بھی انٹیلیجنس دکھائی دے رہی ہے۔۔۔ وہ سر جھٹکتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔
دفعتا اندر سے اینجل کے رونے کی آواز آئی تو وہ تیزی سے کمرے کی جانب لپکی۔۔۔

عینا اپنی بیٹی کے ساتھ پرائیوٹ ہسپتال کے ایک سیمی پرائیویٹ کمرے میں موجود تھی۔۔۔ جہاں اسکا شوہر پہلے سے قدرے بہتر پشٹنٹ بیڈ پر تکیوں کے سہارے نیم دراز تھا اور وہ اسکے پاس بیٹھی اسے سوپ پلا رہی تھی۔۔۔۔
یہاں آکر ماحول بدلنے سے غضنفر کی موڈ اور صحت دونوں پر اچھے اثرات مرتب ہوئے تھے۔۔۔ اسے عینا کے یہاں آنے پر اعتراض نا تھا کیونکہ یہاں سرکاری ہسپتال کے جیسا ماحول ہرگز نا تھا بلکہ یہ ایک سہولیات سے آراستہ کمرہ تھا۔۔۔ یہاں عینا بیشتر وقت بنا کسی خوف و خطر کے شوہر کے پاس گزارتی تھی۔۔۔ اور اسکی بیٹی بھی اس دوران یہیں اسکے پاس ہوتی۔۔۔ اور تو اور وہ آفس سے واپسی پر گھر سے کھانا بنا کر یہیں لے آتی۔۔۔ رات میں یہیں سو جاتی اور صبح

آفس جانے سے کچھ دیر پہلے گھر سے چکر لگا جاتی۔۔۔ غضنفر کی ٹانگ کا آپریشن ہو گیا تھا۔ ایکسیڈینٹ میں ریڈھ کی ہڈی بھی متاثر ہوئی تھی جسکا آج کل علاج چل رہا تھا۔۔۔

غضنفر تیزی سے آج کل روبائے صحت تھا۔۔۔

اور اسے دن بادن صحتیاب ہوتا دیکھ عینا کے چہرے پر چھائی مرو دنی کہیں ار نچھو ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

یقیناً اچھے دن اسکے منتظر تھے۔۔۔ یہ ریاضت کے شب و روز بھی کٹ ہی جاتے۔۔۔ وہ پھر سے شوہر کے سنگ ایک اچھی زندگی گزارتی۔۔۔ آنکھیں ہلکی سی امید ملنے پر مستقبل کے سہانے خواب سجانے لگی تھیں۔۔۔۔۔ سازگار ماحول میں دونوں ملتے تھے تو جس چہرے پر پہلے عینا کو سینکڑوں مردوں کے درمیاں اپنے پاس بیٹھا دیکھ بے بسی و کرخت پن اتر آتا تھا اب عینا کو اپنے پاس دیکھ وہ بھی کھل اٹھتا۔۔۔ دونوں ڈھیروں بہترین وقت ایک دوسرے کے سنگ مستقبل کے سہانے خواب دیکھنے میں گزار دیتے۔۔۔

اس روز کے بعد سے اسکا رحم سے دوبارہ ٹاکرا نہیں ہوا تھا۔۔۔ اسکا دل چاہا تھا
کے وہ رحم کی پیشکش پر ٹانگ مار ڈالے۔۔۔ لیکن دل نے کہا یہاں آنا کو کچل کر
تھوڑا سا خود غرض بن جاو۔۔۔۔

اگر زندگی کی بساط پر چند پل خوشیوں کے میسر آرہے ہیں تو ڈھیٹ بن کر انہیں
چرا لو۔۔۔ آخر کو تمہارا بھی تو حق ہے خوشیوں پر۔۔۔ اور پھر وہ خود بھی تو پشیمان
تھا۔۔۔ تو عینا نے انا پر پاؤں رکھ کر اسے کچلنے کا فیصلہ کر ڈالا۔۔۔

وہ بھی اپنی بات کا پکا نکلا۔۔۔ اسنے خاموشی سے اپنے ورکرز کے ذریعے سے
غضنفر کو ایک بہترین پرائیویٹ ہسپتال میں شفٹ کروایا اور اس کا علاج شروع
کر وادیا۔۔۔ لیکن اسکے بعد وہ دانستہ عینا کے سامنے نہیں آیا کہ شاید جان چکا تھا
کے یوں وہ کمفرٹیبل نہیں رہتی۔۔۔۔

اسکی بیٹی سو گئی تھی۔۔۔ اسنے اسے اٹھا کر غضنفر کے ساتھ ہی لٹا دیا اور خود وہ
دونوں بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے جب دروازے پر دستک دے کر کوئی
اندرداخل ہوا۔۔۔ عینا نے سرعت سے غضنفر کے ہاتھ میں تھاما اپنا ہاتھ کھینچا اور
سر پر آنچل درست کیا۔۔۔

نوار د کو دیکھ اسکے ماتھے پر شکنوں کا جال سا بچھنے لگا۔ ایک دل چاہا کہ ہر مصلحت بالائے طاق رکھے اس خود غرض شخص سے اسکی یہاں آمد کا مقصد پوچھے لیکن پھر غضنفر کی طبیعت کا احساس کرتی لب بھینچ گئی۔۔۔

وہ اسکا جیٹھ تھا۔۔۔ غضنفر کا بڑا بھائی۔۔۔ جسے بھائی کی یاد تب تک بالکل نہیں آئی تھی جب تک وہ سول ہسپتال کی مردانہ وارڈ میں مر رہا تھا۔۔۔ لیکن جیسے ہی وہ ایک بہترین ہسپتال میں آیا وہ وہاں تک کھینچا چلا آیا۔۔۔

ارے غضنفر کیسے ہو بھی۔۔۔ وہ آگے بڑھتا خوشدلی سے غضنفر سے ملا۔۔۔ عینا خاموشی سے وہاں سے اٹھتی جا کر سنگل کرسی پر بیٹھ گئی۔۔۔ وہ ڈھرلے سے اسکی چھوڑی جگہ پر بیٹھ گیا۔۔۔

بھی کیا بات ہے بڑے مہنگے ہسپتال سے علاج ہو رہا ہے۔۔۔

کیوں کیا آپ ایکسپیکٹ کر رہے تھے کہ غضنفر کا کبھی علاج نہیں ہو گا۔۔۔ وہ مزید برداشت نا کر پاتے چٹ اٹھی۔۔۔ غضنفر لب بھینچ گیا۔۔۔

ارے نہیں نہیں۔۔۔ میں نے ایسا کب کہا۔۔۔ لیکن جب کام کے نام پر بڑی بڑی گاڑیوں میں گھوما جائے اور آدمی آدمی رات کو باس کے ساتھ بڑی بڑی

گاڑیوں میں واپس آیا جائے تب محض مہنگے ہسپتالوں میں علاج ہی نہیں ہوتے
اور بھی بہت کچھ ہوتا ہے۔۔۔ وہ خباست سے مسکرا دیا جبکہ عینا اپنی جگہ پتھر کی
بن کر رہ گئی۔۔۔

تو مطلب معاشرے نے اس پر عدسہ لگا رکھا تھا۔۔۔ اور اسکی ہر چھوٹی بڑی بات
کو بنا کسی کنٹکس کے عدسے سے بڑا کر کے دیکھا جا رہا تھا اور اپنی اپنی مرضی کے
رنگ دیئے جا رہے تھے۔۔۔

اسنے سانس تک روکے ساکت نگاہوں کی پتلیاں گھماتے شوہر کو دیکھا جو حیرت
زدہ سا ایک نظر بھائی کو دیکھ رہا تھا تو دوسری نظر عینا کو۔۔۔

عینا کو اپنا آپ فنا ہوتا محسوس ہوا۔۔۔
یہ لوگ اور معاشرتی جینے نہیں دیتا تھا۔۔۔ اور تنہا عورت کو سروائیو کرتے تو
بالکل نہیں۔۔۔

ایمان شامیر کے سنگ کچھ دیر بعد ہی ہسپتال کی لابی میں موجود تھی۔۔۔ اینجل ایمان کی انگلی تھامے اس سے چھوٹے چھوٹے سوال کرتی آگے بڑھ رہی تھی جب اسے دور سے ہی سبحان آتا دکھائی دیا۔۔۔

حان بھائیسیسی۔۔۔ وہ ایمان نے ہاتھ چھرواتی دیوانہ وار اسکی جانب بڑھی۔۔۔

سبحان نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔۔۔ اسے یوں اپنی جانب بھاگ کر آتا دیکھ اسکے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔ اسنے جھک کر اینجل کو اٹھایا اور اسکے معصوم چہرے پر پیار کرتے اسے خود میں بھینچا۔۔۔

یہ ہماری پرنس کہاں سے آرہی ہے۔۔۔
ممی اور ڈیڈ کے ساتھ۔۔۔ اسنے ہاتھ سے پیچھے کی جانب اشارہ کیا جہاں شامیر اور ایمان محبت کے اس مظاہرے پر مسکراتے ہوئے آرہے تھے۔۔۔

کیا کھائے گا ہمارا بے بی۔۔۔ چاکلیٹ کھائے گا۔۔۔ وہ محبت سے اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کرنے لگا۔۔۔

اینجل نے بے ساختہ سرہاں میں ہلایا۔۔۔

ممی ڈیڈ آپ اندر جائیں ہم زرا کینٹین سے ہو کر آئے۔۔۔
وہ ان دونوں کے قریب آنے پر ان سے کہتا اینجل کو لئے کینٹین کی جانب چل
دیا جبکہ وہ دونوں زوہان کے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔۔۔

اوہ تھینک گاڈ ممی آپکو میری یاد آگئی۔۔۔ ورنہ مجھے لگا شاید آپ اپنے ہر بینڈ کے
ساتھ جا کر بیٹے کو بھول ہی گئی ہیں۔۔۔ مجھے اتنی بھوک لگ رہی تھی۔۔۔ یقیناً
آپ کچھ اچھا بنا کر لائی ہیں۔۔۔ خوشبو تو بہت اچھی۔۔۔
ایمان کمرے میں داخل ہوئی ہی تھی جب بیڈ پر نیم دراز موبائل سکروول ڈاؤن
کر تازوہان موبائل بند کر تادہائیاں دینے لگا۔۔۔
ایمان نے بے ساختہ آگے بڑھتے اسکے کان مڑو راتو یکدم اسکی چلتی زبان کو
بریک لگا۔۔۔
ممی۔۔۔ می یہ کیا یار۔۔۔

کیا کیا فضول بول رہے ہو انسٹا پر ہاں۔۔۔ میری پرائیویسی کو یہ سبکی کر رہے
ہو۔۔۔۔۔ میرا آدھ کھایا کھانا دکھاؤ گے اب تم لوگوں کو۔۔۔ شرم نہیں آئی
نا۔۔۔

ارے یار ممی۔۔۔ اتنی ظالم کیوں بن رہی ہیں کان تو چھوڑیں۔۔۔۔
ڈیڈ یار بچائیں نا۔۔۔

شامیر اسکی دہائیوں پر مسکراتا ہوا کاوچ کی جانب بڑھا جہاں سے ابھی ابھی امجد
انہیں اندر آتا دیکھ اٹھ کر باہر گیا تھا۔۔۔

بولو۔۔۔ دوبارہ کرو گئے ایسی حرکت۔۔۔ اسنے ابھی بھی زوہان کا کان نا چھوڑا
تھا۔۔۔

ممی غلطی ہوگی۔۔۔ ایک بار معاف کر دیں۔۔۔ دوبارہ میرے باپ کی توبہ جو
ایسی حرکت کروں تو۔۔۔ ایمان نے اسکا کان چھوڑا تو وہ گہرے گہرے سانس
لیتا سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔

اللہ اکبر۔۔۔ ریڈرز کو دکھاؤں دارا سٹر کنزل الایمان کا اسقدر ظالم۔ اور جابر
روپ۔۔۔ اللہ اللہ۔۔۔ وہ مسلسل اپنا سرخ ہوا کان سہلا رہا تھا۔۔۔

ایمان نے اسے گھورا۔۔۔

مذاق کر رہا ہوں دوسرا مت ایسا کر دیجئیے گا۔۔۔ وہ فوراً ٹریک پر آیا۔۔۔ ایمان نے مسکراہٹ دہانی اور پلیٹ میں چاول نکالتے اسکے اوپر ہی دال ڈالی اور اسکے پاس بیٹھ کر اسے کھلانے لگی۔۔۔

اففف مہی۔۔۔ مزا آگیا۔۔۔ واقعی بہت اچھا بنا ہے کھانا۔۔۔ وہ پہلا نوالہ لیتے ہی بے ساختہ بول اٹھا۔۔۔

زونی بھائی۔۔۔ دفعتاً سبحان اینجل کے ہمراہ کمرے میں آیا تو وہ زوہان کو دیکھ بھاگتی ہوئی اسکے پاس آئی اور بستر پر چڑھنے لگی۔۔۔

ایمان نے اسے چڑھنے میں مدد دی جو ہاتھوں میں ڈھیروں چاکلیٹس سلامتی اور بسکٹ تھامے ہوئے تھی۔۔۔

ارے ہمارا پیارا بے بی۔۔۔ وہ بڑے مزے سے اسکی گود میں چڑھ بیٹھی۔۔۔ آرام سے بیٹھے بھائی کے چوٹ لگی ہے۔۔۔ ایمان نے حفظاً مقدم کے طور پر اسکی توجہ زوہان کے زخمی بازو کی جانب کرواتا۔۔۔

اوووو۔۔۔ زونی بھائی کیا ہوا۔۔۔ اینجل کا چہرہ دیکھنے لائق تھا۔۔۔ ہائی ہو رہی ہے۔۔۔ وہ اپنی ننھے ننھے ہاتھ اسکے خوب روچہرے پر پھیرتی معصومیت سے پوچھ رہی تھی۔۔۔ زوہان کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔۔۔

اب میری پرنس آگئی ہے ناب مجھے آرام آجائے گا۔۔۔

وہ بڑی مشکل سے اسکی توجہ اپنی بازو سے ہٹاپانے میں کامیاب ہوا تھا۔۔۔ جواب سلا نیٹ کھول کر کھاتی ایک اپنے منہ میں ڈال رہی تھی تو دوسری زوہان کے منہ میں۔۔۔ اور ماں کے بعد وہ محض اسی کے ہاتھ سے کھا سکتا تھا تبھی بڑے مزے سے کھا رہا تھا۔۔۔

پرنس اب ساری سلا نیٹ زونی کو ہی کھلاوگی کیا مجھے نہیں کھلانی کیا۔۔۔ ماں کے اشارے پر سبحان نے اینجل کو اپنی جانب متوجہ کیا۔۔۔

اوکے۔۔۔ وہ جھٹ اپنی چیزیں سمیٹتی کاوچ پر اسکے پاس آئی اور زونی کی طرح اسے بھی کھلانے لگی۔۔۔

زونی تمہیں کچھ دیر تک ڈسچارج مل جائے گا۔۔۔ اینجل کے جاتے ہی ایمان نے بات کا آغاز کیا۔۔۔ شامیر بھی اسکی بات کا پس منظر سمجھتا سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔

تھینک گاڈ می۔۔۔ ہسپتال کے فریسٹریڈ ماحول سے ہماری جان چھوٹے گی۔۔۔
ہممم اور ماحول بھی بدل جائے گا تو تم اچھا محسوس کرو گے۔۔۔

آج رات ہم تمہارے گرینڈ پاکی جانب سے خان ولا میں ڈنر کے لئے انوائٹڈ ہیں
تو ہمیں وہاں بھی جانا ہے۔۔۔

وھاٹ می۔۔۔ اتنی بڑی بات ماں کے اسقدر آرام سے کہہ دینے پر وہ حیرت
سے چلا اٹھا۔۔۔

کیا ہو گیا ہے آپ کو می۔۔۔ اپ۔۔۔ آپ جانتی بھی ہیں کہ کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔
سامنے بیٹھی لڑکی واقعی اسکی ماں تھی تبھی وہ اتنی نرمی سے بات کر رہا تھا اسکی جگہ
کوئی اور ہوتا تو یقیناً اس بات پر وہ اب تک بھڑک چکا ہوتا۔۔۔
جی بیٹا۔۔۔ اور۔۔۔

ایک منٹ۔۔۔ اور یہ انویٹیشن آپ کو کس نے دیا۔۔۔ اسکا انداز جانچتا ہوا
تھا۔۔۔

تمہارے گرینڈ پانے۔۔۔

اور مئی انہیں ایسا کیوں لگا کے ہم آئیں گے۔۔۔ یہ ڈیڈ کے بابا کی خوش فہمی
ہے۔۔۔ اور انسان کو خوش فہمی نہیں پالنی چاہیے۔۔۔ وہ سر جھٹکتا چہرہ موڑ
گیا۔۔۔

ایمان نے شامیر کی جانب دیکھا۔۔۔ وہ سادگی سے شانے آچکا گیا

کیا وہ تم نہیں تھے زونی جسے اپنے گرینڈ پا سے ملنے کی۔۔۔ خان ولا جانے کی بہت
جلدی تھی۔۔۔ اور میرے بارہا سمجھانے پر تمہاری ایک ہی رٹ تھی۔۔۔
کے نومئی۔۔۔ میرا حق۔۔۔ وہ تو میں کبھی ناچھوڑوں۔۔۔ وہاں جاؤں گا تو
ضرور۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔۔۔ پھر اب کیا ہوا تمہیں۔۔۔ وہ ٹانگ پر ٹانگ جماتی
پیچھے ہو کر بیٹھی۔۔۔

وقت وقت کی بات ہے مئی۔۔۔ اور پھر آپ سے کس نے کہہ دیا کہ زوہان
شامیر خان اپنا حق چھوڑنے والوں میں سے ہے۔۔۔ وہ تو میں کبھی نا

چھوڑوں۔۔۔ اینڈ ٹرسٹ می۔۔ میرا سب سے پہلا حق میرے ڈیڈ پر ہے۔۔۔
انہیں تو میں اپنی آنکھوں سے بھی اوجھل ناہونے دوں۔۔۔
ایمان کا دل چاہا دیوار میں ٹکرا جا مارے۔۔۔ اچھی سر پھری اولاد تھی
اسکی۔۔۔ چلو پھر ٹھیک میں تو جا رہی ہوں رات میں تمہارے ڈیڈ کے ساتھ تم
ناجانا چاہو تو۔۔۔

وہاٹ می آپ۔۔۔ ایمان کے سکون سے کہنے پر اسنے یوں ماں کو دیکھا جیسے
ماں کے ذہنی توازن پر شبہ ہو۔۔۔
وہ نظر انداز کرتی سبحان کی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔
بائے داوے حان۔۔۔ تم چل رہے ہو میرے ساتھ کے نہیں۔۔۔

Any time any where

ممی۔۔۔ آپکا حکم سر آنکھوں پر۔۔۔ وہ فوراً ہاتھ سینے پر رکھتا تا بعد اری سے
بولا۔ زوہان نے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورا۔۔۔

ممی یہ گرینڈ پا کا ٹریپ ہے۔۔۔ پھر سے ہماری فیملی کو ہارم پہنچانے کے لئے۔۔۔
آپ کیوں نہیں سمجھ رہیں۔۔۔ زوہان بے بس ہونے لگا تھا۔۔۔ ڈیڈ آپ
سمجھائیں ناممی کو۔۔۔ پھر آخری امید کے طور پر باپ کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔
وہ ہاتھ اٹھاتا سیز فائر کر گیا۔۔۔

کیا ڈیڈ یار۔۔۔۔

ممی۔۔۔

زونی بیٹا میں آپکے گرینڈ پا کو زبان دے چکی ہوں۔۔۔ وہ رات ڈنر پر ہمارا انتظار
کر رہے ہیں۔۔۔ اب میری عزت کا سوال ہے۔۔۔ میں آپکو فورس نہیں کروں
گی۔۔۔ جو آپکا دل چاہے وہ کرو۔۔۔ چاہے تو ماں کی زبان کا پاس رکھ لو چاہے تو
مت رکھو۔۔۔

ممی پلیز ایسے مت کریں آپ۔۔۔ آپکو پتہ ہے آپ ایمو شنل بلیک میلنگ میں
ہمیشہ مجھ سے جیت جاتی ہیں۔۔۔ اسکا انداز نہروٹھا تھا۔۔۔

اوکے اوکے۔۔۔ ہم محض ڈنر کریں گے اور ڈنر کے فوراً بعد واپس گھر اپنے
اپارٹمنٹ آجائیں گے اور کل صبح آپکے چیک آپ کے بعد واپس لاہور کے لئے

فلانے کر جائیں گے۔۔۔ باقی کا آپکا ٹریٹمنٹ وہیں سے کروائیں گے۔۔۔
۔۔۔ ٹھیک۔۔۔

ایمان نے محبت سے اسکے بال سہلائے۔۔۔ وہ ماں کی باتوں سے کچھ کچھ قائل
ہوا۔۔۔

کیا فرق پڑتا تھا۔۔۔ چند گھنٹوں کی تو بات تھی۔۔۔ پھر تو انہیں چلے ہی جانا
تھا۔۔۔ اسنے سر جھٹکا۔۔۔

مگر کون جانے آگے قسمت کے پنوں میں کس کے لئے کیا ہے لکھا۔۔۔

کیا فضول بول رہے ہیں آپ۔۔۔ آپکا دماغ درست ہے۔۔۔
کچھ دیر بعد عینا ہوش میں آئی تو چیخ اٹھی۔۔۔

لو بھی بات سنو اس لڑکی کی۔۔۔ ارے غضنفر تم خود بتاؤ بھلا ایسی کونسی کمپنی ہے
اور وہ ایسا کونسا مالک ہے جو جمعہ جمعہ آٹھ دن ناہوئے ہوں ملازمت کو اور لڑکی
کے شوہر کا لاکھوں میں علاج کرواتا پھرے۔۔۔ آخر کو تم نے بھی دنیا دیکھ رکھی
ہے۔۔۔ اور کچی گولیاں تو ہم نے بھی نا کھیلیں۔۔۔ کیا ہم سب تمہیں عقل کے

اندھے دکھائی دیتے ہیں۔۔۔ اب تم سب دیکھ کر سمجھ کر بے غیرت بنتے
آنکھیں بند کرنا چاہو اور آنکھوں دیکھی مکھی نگنا چاہو تو مرضی تمہاری ہے۔۔۔
وہ اپنے شانوں پر اوڑھی شال جھٹکتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

البتہ عینا کو اپنے جسم سے روح پرواز کرتی محسوس ہوئی۔۔۔ غضنفر وہ سب
جھوٹ بول کر گئے ہیں۔۔۔ بک۔۔۔ بکواس کر کے گئے ہیں۔۔۔
ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔ اسکے کمرے سے نکلتے ہی عینا ٹرپ کر شوہر کی جانب
بڑھی۔۔۔

بات کو غلط رخ دے کر آپکے سامنے پیش کیا ہے انہوں نے۔۔۔ کیا آپکو مجھ پر
یقین نہیں۔۔۔ وہ اسکے دونوں ہاتھ تھامے بھیگی پلکوں سمیٹ اسے اس سے
دیکھ رہی تھی۔۔۔

میں بھائی کی کسی بات پر یقین نا بھی کروں عینا۔۔۔ تو بھی سوال تو اٹھتا ہے نا جو
شاید میں فرط جذبات میں سوچ تک نا سکا۔۔۔

کوئی کیوں ہم ہر اتنا مہربان ہے کہ وہ میرا لاکھوں پر مشتمل علاج کروا کر رہا۔۔۔
غضنفر کا لہجہ سوالیہ تھا۔۔۔

ایک گلی سی عینا کے حلق میں ڈوب کر ابھری۔۔۔ آخر کیوں عینا۔۔۔ کیا جواب دیتی وہ اس سوال کا۔۔۔ یہ تو سوچا ہی نہ تھا کہ جلد یا بدیر یہ سوال بھی اٹھ آئے گا۔۔۔

رائی ہو تو پہاڑ بنتا ہے نا۔۔۔ ورنہ تم نے کبھی سنا ہے بنارائی کے پہاڑ بنتے۔۔۔ آپ مجھ پر شک کر رہے ہیں غضنفر۔۔۔ آنکھوں کی نمی شدید بے بسی کے تحت گالوں پر پھسل آئی۔۔۔۔

لائٹ بند کر دو عینا میرا سر درد کر رہا ہے میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ وہ سنجیدگی سے کہتا چٹ لیٹ کر آنکھوں پر بازو دھر گیا۔۔۔

جبکہ عینا کے اندر کچھ چھن سے ٹوٹا۔۔۔۔۔ شک کا بیج بہت برا ہوتا ہے۔۔۔ یہ اگر مرد کے دل میں پیدا ہو جائے تو بہت جلد جڑیں پکڑ کر تناور درخت کا روپ دھار لیتا ہے۔۔۔

عینا مرے مرے قدم اٹھاتی سوچ بورڈ تک گئی اور لائٹ آف کر دی۔۔۔ اس کے جیٹھ نے اس سے پرانی دشمنی نکالی تھی۔۔۔ وہ دعا گو تھی کہ وہ جلد اس کا اصل چہرہ شوہر کے سامنے لاپانے میں کامیاب ہو پائے۔۔۔

ممی اور کتنی دیر ہے آپکی تیاری میں۔۔۔ ایمان ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جھکی
لپسٹک لگانے کے بعد اب پشت پر بہتی شہد رنگ آبشار کو ڈھیلی سی پونی میں مقید
کرنے کی غرض سے دونوں ہاتھوں سے سمیٹ رہی تھی۔۔۔ جب سفید کرتا
شلوار میں ملبوس براؤں مردانہ چادر شانوں پر اودھے پشاور کی چپل پہنے نک
سک سے تیار سبحان اندر داخل ہوا۔۔۔

دومنٹ بس۔۔۔ ایمان نے ڈریسنگ سے سوٹ سے ہم رنگ پونی اٹھائی اور بال
اس میں مقید کرنے لگی۔۔۔

وہ اس وقت براؤن کیپری اور ایمبرائڈڈ قمیض میں ملبوس تھی۔۔۔ ہلکے سے میک
آپ اور لائٹ سی ڈائمنڈ جیولری پہنے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

بال بنا کر وہ جھک کر نازک سی سینڈل میں پاؤں مقید کرنے لگی۔۔۔ جبکہ آئینے
میں پیچھے صوفے پر بیٹھے براؤن ہی ڈنر سوٹ میں ملبوس شامیر کا عکس دکھائی
دے رہا تھا جو موبائل پر جھکا اپنی میلز چیک کر رہا تھا بھوری ڈارھی تراشیدہ تھی
البتہ اب تو سر پر بھی بال آنے لگے تھے جس نے اسکے سٹیچرز کے نشانات کو

ڈھانپ دیا تھا۔۔۔ ساتھ ہی باربی فراک میں ملبوس اینجل اپنے آپ میں مگن
سوفٹ ٹونز کیساتھ کھیل رہی تھی۔۔۔ ایمان نے اسے سب سے پہلے ہی تیار کر
دیا تھا۔۔۔

آپ تو تیار ہیں ناڈیڈ۔۔۔۔

یس افکوریس۔۔۔ وہ ایمان کو ڈوپٹہ سر پر لے کر شانوں پر شال اوڑھتا دیکھ
موبائل بند کر کے جیب میں رکھتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔
وہ چاروں ایک ساتھ کمرے سے نکلے ایمان جاتے جاتے بکھیرا سمیٹنے کے ساتھ
ساتھ اپنا کلچ اٹھتی اس میں موبائل رکھ کر باہر آئی۔۔۔
جہاں زوہان بلیک ٹوپس میں ملبوس بال جیک سے سیٹ کتے پھولے منہ کے
ساتھ لاونج میں بیٹھا تھا۔۔۔

بازو پر اندرونی جانب پٹی تھی جو شرٹ پر سے نمایاں ناہوتی لیکن اسنے ماں کے
بارہا کہنے کے باوجود بازو کے لئے بیلٹ استعمال ناکیا تھا۔۔۔
وہ سبھی آکر گاڑی میں بیٹھے تو شامیر نے گاڑی سٹارٹ کر کے روڈ پر ڈالی۔۔۔

میں آپکو بتا رہا ہوں مہی۔۔۔ وہاں پر اگر ریت کے ذرے برابر بد مزگی بھی
ہوئی ناتو میں واپسی کے لئے لمحے کی تاخیر نہیں کروں گا اور تب آپکو میری بات
سننی پڑے گی۔۔۔

جیسے جیسے خان ولا کار استہ کم پڑتا جا رہا تھا وہ بار بار ماں کو وارن کر رہا تھا۔۔۔
ٹھیک ہے زونی۔۔۔ جیسا تم کہو گے ویسا ہی ہو گا۔۔۔ لیکن پلیز اب پر سکون ہو
جاو۔۔۔ ایمان نے اسے نرمی سے ٹوکا۔۔۔

خان ولا کی پر شکوہ عمارت انہیں دور سے ہی دکھائی دے گی۔۔۔ مگر وہاں کا
ماحول دیکھ سب اپنی اپنی جگہ الجھ کر رہ گئے۔۔۔
خان ولا کی عمارت کو برقی قمتوں سے دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔۔۔
خان ولا کے آہنی گیٹ کے دائیں اور بائیں جانب قطار در قطار دیگیں چڑھائی
گئیں تھیں۔ گویا یہاں کوئی فیملی ڈرنا ہو بلکہ کوئی بہت بڑی تقریب منعقد
ہو۔۔۔۔۔

وہاں رات میں دن کا سامان تھا۔۔۔ اور وہاں ارد گرد پھیلے لوگ۔۔۔
ڈیڈ کیا یہاں کوئی فنگشن ہے۔۔۔ سبحان الجھا۔۔۔

مجھے ایسے کسی فنگشن کا نہیں معلوم۔۔۔ شامیر کا انداز پر سوچ تھا۔۔۔ لوگوں کے ہجوم اور قطار در قطار پکتیں دیگوں کے باعث شامیر نے گاڑی کی سپیڈ بہت حد تک سلو کر دی۔۔۔

وہ گاڑی گیٹ تک نہیں لیجا سکتا تھا تبھی گیٹ سے کچھ فاصلے پر ایک سائیڈ پر گاڑی روک دی۔۔۔

وہ سبھی حیرت زدہ سے گاڑی سے اترے۔۔۔ یہاں کا ماحول دیکھ ایک پل کو تو ایمان بھی شش و پنج میں مبتلا ہو گئی۔۔۔ پتہ نہیں اسنے بچے یہاں لانے کے فیصلہ درست کیا بھی کے نہیں۔۔۔ البتہ وہ اللہ کے حضور دعا گو تھی کے یہاں سب خیر خیریت رہے۔۔۔

انکے گاڑی سے نکلتے ہی وائچ مین شامیر کی طرف بھاگا آیا۔۔۔ اسکے قریب پہنچنے پر شامیر نے سمجھ کر گاڑی کی چابی اسکی جانب بڑھادی۔۔۔۔

شامیر ایمان کے ساتھ تھا اسنے اینجل اٹھار کھی تھی جبکہ دونوں بیٹے انکے دائیں بائیں تھے۔۔۔ وہ الجھے الجھے ابھی خان ولا کے گیٹ سے اندر داخل ہوئے ہی تھے

جب دائیں بائیں دونوں جانب سے ان پر پھولوں کی بارش ہوگی۔۔۔ ساتھ ہی
بیڈ بانجایوں اس انداز میں بجنے لگا کے کان پڑی سنائی نادیتی تھی۔۔۔
وہ سب حیرت زدہ سے وہیں قدم روک گئے کیونکہ سامنے کھڑی بینڈ باجوں کی
پوری ٹیم نے اگلا سارا راستہ روک ڈالا تھا۔۔۔

ڈیڈ یہ کیا ڈرامے بازی ہے یار۔۔۔ زوہان باپ کے کان میں جھکا منمنایا۔۔۔

Seriously I really don't know...

دفعۃً بینڈ باجوں کی آواز رکی اور بینڈ باجوں کی ٹیم سامنے سے ہٹی تو ماں اور بابا کے
ساتھ ہی دونوں بھائی بھائی اہل اور تینوں بچیاں دکھائی دیں۔۔۔
خان ولا کے بیٹے بہو اور پوتوں کو خان ولا میں خوش آمدید۔۔۔
بابا خوشدلی سے آگے بڑھے اور باہیں وا کرتے سب سے پہلے اپنے اتھرے پوتے
سے ہی بغل گیر ہوئے۔۔۔۔

سیریسلی گرینڈ پا۔۔۔ بہت برے ایکڑ ہیں آپ اور مجھے آپ میں سے خطرے
کی بو آرہی ہے۔۔۔ اس سے بغلگیر ہوتے زوہان انکے کان میں منمنایا تو وہ قہقہہ
لگاتے ہنس دیئے۔۔۔

شباباش میرے شیر۔۔۔ پھر اسکی پشت تھپتھپا کر شامیر سے ملے۔۔۔ ایمان کے سر پر ہاتھ رکھا اور سبحان سے بغلگیر ہوئے۔۔

ماں اور دونوں بھائیوں سے ملنے کے بعد ان سب کا رفیہ اور اسکی بیٹیوں سے تعارف کروایا گیا۔۔۔ اہل سے تعارف تو پہلے ہی ہو چکا تھا۔۔

آخر میں بلیک پلازہ پر گھٹنوں تک آتی فرنٹ پر لگے فینسی بٹوں سے مزین کھلی سی شرٹ میں ملبوس ہم رنگ سٹائلش سٹالر گلے میں پیچھے سے ڈالے یوں کے دونوں سرے آگے آرہے تھے رملہ سامنے آئی۔۔۔

اور یہ میری بہت پیاری سی بیٹی ہے ایمان۔۔۔ رملہ۔۔۔ رملہ عدنان خان۔۔۔ شامیر نے رملہ کے سر پر ہاتھ رکھتے بہت نرمی و محبت سے اسکا تعارف ایمان سے کروایا تو ایمان نے بے ساختہ آگے بڑھتے اس بن ماں کے بچی کو نرمی و محبت سے خود سے لگایا۔۔۔

یوں کے محبت کے اس نظارے پر وہ گم صم رہ گئی۔۔۔

خان ویلا کے ڈائیننگ حال میں طویل سی ڈائیننگ ٹیبل سجی تھی۔۔ کراکری ایسی کے دیکھ کر دل خوش ہو جائے۔۔ وہ ایک فیملی ڈنر تھا اور خان ولا کی ساری فیملی ماسوائے پرورشہ کے اس وقت وہاں موجود تھی۔۔

مستند ملازم تندہی سے بھاپ اڑاتا کھانا بہترین کٹلری میں وہاں سرو کر رہے تھے۔۔۔

ارے باہر تو دیگیوں کا انتظام ہو رہا تھا نا۔۔۔ شامیر میز پر موجود گرل فاش چکن اور مٹن سجی۔۔۔ باربی کیو ملائی بوٹی اور ایسی تمام چیزیں دیکھ خود کو پوچھنے سے روک ناسکا۔۔۔

ارے وہ۔۔۔ ماں مسکرا دی۔۔۔ وہ تو تمہارے بابا نے اتنے عرصے بعد خان ولا کی فیملی مکمل ہونے اور اس گھر میں تم لوگوں کی آمد کے باعث غریبوں میں دعوت عام دی ہے۔۔۔ جبکہ اس دعوت کا انتظام تو گھر کے بیک یار ڈی میں ہوا ہے۔۔۔۔۔ ایمان ششدر سی انہیں دیکھ کر رہ گئی۔۔۔ کہاں تو وہ اسکی شکل تک دیکھنے کے روادار نا تھے اور کہاں اس قدر اعلیٰ استقبال۔۔۔ عقل سمجھ سے بالاتر تھا سب کچھ۔۔۔

ایمان کے دائیں جانب زوہان تھا جبکہ بائیں جانب اینجل بیٹھی تھی۔۔۔ اینجل کے ساتھ شامیر تھے اور زوہان کی دوسری جانب سبحان۔۔۔
زوہان بیٹا آپ کچھ لے کیوں نہیں رہے۔۔۔ دفعتاً ماں کے پوچھنے پر وہ خفیف سا ہو گیا۔۔۔

ایمان جھک کر اینجل کو کھلا رہی تھی۔۔۔
در اصل ابھی تک اسکی بازو میں تکلیف ہے تو وہ خود سے کھا نہیں سکتا۔۔۔ اسے میں نے کھلانا ہے۔۔۔
اوہ۔۔۔ اچھا۔۔۔

اٹس اوکے مئی۔۔۔ آپ پہلے خود کھالیں مجھے بعد میں۔۔۔
اسکی بات درمیان میں رہ گئی جب ایمان نے چھری اور کانٹے کی مدد سے مٹن سبھی کا پیس کاٹتے اسکے منہ کی جانب بڑھایا۔۔۔

اففف مئی۔۔۔ وہ منمنا کر رہ گیا۔۔۔ اتنے لوگوں کے درمیاں ماں کے ہاتھوں کھانا خاصا اوکوڑ لگ رہا تھا۔۔۔ کیا سوچ رہے ہونگے سب۔۔۔ اتنا بڑا بچہ اور کھا ماں کے ہاتھوں سے رہا ہے۔۔۔ ایمان اسکی جھنجھلاہٹ پر محظوظ ہوئی۔۔۔

اٹس اوکے۔۔۔ سب کو پتہ ہے یہ میرا چھوٹا سا بے بی ہے۔۔۔ اور میں جانتی ہوں تم بھوک کے معاملے میں کتنے کچے ہو اس لئے اٹس اوکے۔۔۔ کھانا کھاؤ۔۔۔ وہ اسکے کان کے پاس آہستگی سے بولی تو اسے ناچار منہ کھولنا پڑا۔۔۔ وہ ایک نوالہ اینجل کو کھلاتی تو دوسرا زوہان کو پھر کہیں اسکی باری آتی۔۔۔ اففف کس قدر شو آف کر رہی ہیں۔۔۔ جیسے یہ بہت اچھی ہوں۔۔۔ کیا کبھی سوتیلا بھی اپنا ہوا ہے۔۔۔

رمشہ رانیہ کی جانب جھکتی سر جھٹک کر منمنائی جبکہ اسکی بات سن کر رملہ نے غور سے ایمان جو دیکھا۔۔۔

اور باتوں کی بات دونوں لڑکے ہیں بڑے ڈیشنگ۔۔۔ رانیہ کی آواز سے مستفید ہوتے رملہ نے نگاہ بھر کر دونوں بھائیوں کو دیکھا سبحان ذوہیب سے کوئی بات کر رہا تھا جبکہ زوہان ماں کے ساتھ مصروف تھا۔۔۔

کھانا کھانے کے بعد لاونج میں بیٹھ کر چائے کا دور چلا۔۔۔ اور چائے کے اختتام تک زوہان کو نیند سے جمائیاں آنے لگیں۔۔۔ البتہ اینجل ایمان کی گود میں ہی سوچکی تھی۔۔۔

مئی میرے خیال سے اب چلنا چاہیے بہت وقت ہو گیا ہے اور مجھے بھی نیند آرہی ہے۔۔۔ زوہان جمائی روکتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔

اشارہ صاف تھا کہ وہ مزید یہاں نہیں رک سکتا۔۔

ارے ایسے کیسے۔۔۔ اور کہاں جا رہے ہیں آپ کوگ۔۔

آپ سب کے کمرے تیار ہیں آپ لوگ کہیں نہیں جا رہے۔۔۔۔ گرینڈ پا کے

خوشدلی سے کہنے پر زوہان کے ماتھے پر شکنوں کا جال ابھرا۔۔

ایکسیوزمی۔۔۔ بات محض ڈنر کی ہوئی تھی نا۔۔۔ یہ کمروں والا کونسا سین

آگیا۔۔ ہم نے ڈنر کر لیا۔۔۔ اب ہمیں چلنا چاہیے۔۔۔ زوہان کا انداز اکھڑ

تھا۔۔۔ لاونج میں سناٹا چھا گیا۔۔۔

دیکھو بیٹے لگتا ہے آپ نے ابھی تک دل سے کدورت مٹائی نہیں۔۔۔ گرینڈ پا

نے رسائیت سے بات کا آغاز کیا۔۔۔

دیکھو اگر تم ابھی تک پچھلی باتیں لے کر بیٹھے ہو تو میں تم سے معذرت۔۔۔

پلیز گرینڈ پا یہ مت کریں آپ۔۔۔ وہ درمیان میں ہی انکی بات کاٹ گیا۔۔۔

ممی پلیز اٹھیں اب۔۔۔ ڈیڈ۔۔۔ اسکا مخاطب ماں اور باپ دونوں تھے۔۔۔
گرینڈ پاٹھ کر اسکے پاس آئے۔۔۔ جسکا انداز کھنچا کھنچا سا تھا۔۔۔
بیٹا اگر ابھی تم یہاں سے چلے گئے تو میں یہ ہی سوچوں گا کہ تم نے مجھے دل سے
معاف نہیں کیا اور ہماری طرف سے بڑھایا جانے والا صلح کا ہاتھ نہیں تھا۔۔۔
انہوں نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھتے رسائیت سے کہا تو وہ شش و پنج میں مبتلا ہوتا
ماں باپ اور بھائی کو دیکھ کر رہ گیا۔۔۔
اتنا بد تہذیب تو وہ تھا نہیں۔۔۔ اوپر سے ماں کی تنبیہی نگاہیں۔۔۔
ٹھیک ہے پھر پورے خان والا کے سیکورٹی سسٹم کی ایکس میرے موبائل پر
دیں۔۔۔
اور ممی آپ میرے ساتھ ٹھہریں گی۔۔۔
ڈیڈ آپ گرینڈ پا کے ساتھ کمر اسٹیر کر لیں یا حان بھائی کے ساتھ۔۔۔ یا کوئی
اور۔۔۔
سب کے درمیان اسکی اس بات پر ایمان نے اسے بے طرح گھورا۔۔۔ لیکن
سامنے بھلا کون تھا کیا اسے اثر ہونا تھا۔۔۔

شامیر اسکی بات کالب لباب سمجھ گیا البتہ گرینڈ پا کے ساتھ ساتھ باقی سب الجھ کر رہ گئے۔۔

اور ایسا کیوں بھلا۔۔۔ گرینڈ پا مسکرائے۔۔۔

کیونکہ مجھے آپ پر یقین نہیں گرینڈ پا۔۔۔

اسکی سٹریٹ فارورڈ بات پر یکدم لاؤٹینج میں سناٹا چھا گیا۔۔۔ ایمان ماتھا مسل کر رہ گئی۔۔

سوری۔۔۔ لیکن جو سچ ہے وہ سچ ہے۔۔۔

آپ یکدم سے اتنے اچھے کیسے ہو گئے بھلا گرینڈ پا۔۔۔ وہ انکے سامنے کھڑا نڈر

انداز میں جرح پر اتر آیا۔۔۔

باقی سب تو دور رملہ رمشہ اور رانیہ حیرت و تعجب سے اسکا نڈر انداز دیکھ رہی

تھیں۔۔۔

کوئی تو پلاننگ ہوگی نا آپکی۔۔۔ وہ مسکرایا۔۔۔

اور میں اپنی ممی پر کوئی رسک نہیں لے سکتا۔۔۔

ایک بات میری آپ سمجھ لیں گرینڈ پا۔۔ اگر ممی کو زرا برابر نقصان پہنچا
نا۔۔ تو ٹرسٹ می۔۔ میں سب بھول جاؤں گا۔۔
زونی۔۔ ایمان نے اسے روکنا چاہا جب گرینڈ پا نے ہاتھ اٹھاتے اسکی بات
روک دی۔۔

ٹھیک ہے ڈیر گرینڈ سن کرو تم اپنی ہر طرح سے تسلی۔۔۔
بھی تمہارا اپنا گھر ہے جو کرنے کو دل چاہے وہ کرو۔۔۔ جہاں رہنے کو دل چاہے
وہاں رہو۔۔ اور اگر تسلی ہو جائے تو دل سے سب بھلا کر آگے بڑھ آنا۔۔
گرینڈ پا کے مسکرا کر کہنے پر وہ آنکھیں چند ہی کئے انہیں دیکھتا رہا۔۔
لاؤ موبائل دو سیکیورٹی ہیڈ سے تمہیں کیمرہ کی ایکس دلو اوں۔۔۔
آنن نہیں رہنے دیں۔۔۔ آپ مجھے وہاں تک لیجائیں۔۔۔ میں خود ہی ایکس
حاصل کر لوں گا۔۔۔ وہ گویا کسی معاملے میں انکا اعتبار کرنے کو تیار نا تھا۔۔
ٹھیک ہے چلو۔۔ انہوں نے ہاتھ سے باہر کی جناب اشارہ کیا۔۔۔ اسنے جانے
سے پہلے سبحان کو اشارہ کیا وہ بھی اٹھ کر اسکے ساتھ آگیا البتہ ایمان ان دونوں
کی ملی بھگت دیکھ گھر اسانس خارج کر کے رہ گئی۔۔

آد میں تمہیں کمرے میں لے چلوں۔۔۔ شامیر نے سوئی ہوئی اینجل کو اٹھا کر
شانے سے لگایا تو ایمان بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

ایمان شامیر کے چھوڑے قدموں کی نشان دہی کرتی پہلی مرتبہ اسکے سنگ اسکے
کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

احساسات عجیب سے ہو رہے تھے۔۔۔ یہ گھر اسکے لئے شجر ممنوعہ تھا۔۔۔ لیکن
اسکا توکل اپنے رب پر مضبوط تھا۔۔۔ ایک طویل مسافت طے کرنے کے بعد بلا آخر
اسکا یقین جیت گیا۔۔۔ وہ نہایت عزت و احترام کے ساتھ آج اپنے اصل مقام پر
تھی۔۔۔

Novelistan

دل چاہا بھی سجدے میں گرتی پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔۔۔

شامیر اینجل کو اختیاط سے بستر پر لٹا کر پلٹا تو اسے شش و پنج میں مبتلا لب کرتے
بھرائی نگاہوں کے ساتھ کمرے کا جائزہ لیتے پایا۔۔۔

وہ ایک لگژری کشادہ کمرہ تھا۔۔۔ جہاں کی ہر چیز سے امارت چھلکتی تھی۔۔۔

کیا ہوا۔۔ کیسا محسوس کر رہی ہو ایمان۔۔۔ آج اپنے اصل مقام پر آکر۔۔۔ شامیر
نے اسے شانوں سے تھامتے چمکتی نگاہوں سے دیکھا۔۔۔
وہ بھرائی نگاہوں سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

I can't explain...

آواز سرگوشی سے زیادہ نا تھی۔۔۔ وہ ایمو شنل ہو رہی تھی۔۔۔
کبھی سوچا نہیں تھا۔۔۔ کے اللہ یہاں تک بھی پہنچا دے گا مجھے۔۔۔ اور وہ بھی اتنی
سمو دلی۔۔۔ اففف۔۔۔
آنسو آنکھوں سے بہہ نکلے۔۔۔
آپکو پتہ ہے۔۔۔ اس چیز کی دعائیں میں نے بارہا مانگی تھیں۔۔۔ میں آنا چاہتی تھی
اپنے سسرال میں۔۔۔ لیکن سوچتی تھی یہ کیسے ممکن ہو گا۔۔۔ میری عقل سمجھ سے
تو بالا تر ہے یہ سب۔۔۔ مگر اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔۔۔ تو میرے لئے سبب بنا
دے۔۔۔

اور میرے مالک نے کہاں کہاں سے اسباب بنائے کے میری عقل ہنوز دھنگ
ہے۔۔۔ بابا کورات و رات ہوا کیا۔۔۔

وہ نم آنکھوں سمیٹ مسکرا دی۔۔۔

انسان کی پلاننگ اور اسکی ٹائمنگ کبھی اللہ کی پلاننگ اور اسکی ٹائمنگ کا مقابلہ
نہیں کر سکتی۔۔۔ وہ بہتر جانتا ہے نا کے کس انسان کے لئے کونسا وقت کس کام کے
لئے بہتر ہے۔۔۔ تبھی وہ ایک مقام پر انسان کو روک دیتا ہے سٹک کر دیتا اس لئے
نہیں کے وہ ہمیں وہیں پر رکھنا چاہتا ہے۔۔۔ بلکہ اس لئے کے ابھی آگے بڑھنا
ہمارے لئے نقصان دہ ہے۔۔۔ اور وہ ہمیں نقصان سے بچانا چاہتا ہے۔۔۔ اسکی
ٹائمنگ پر فیکٹ ہوتی ہے جس ٹائمنگ پر وہ ہمیں اس فیز سے نکال کر یکدم اگلے
لیول میں پہنچا دیتا ہے یوں کے مجھ جیسے ایسے ہی دھنگ رہ جاتے ہیں۔۔۔

لیکن انسان جلد باز ہے نا اس لئے بہت جلد نا امید ہو جاتا ہے۔۔۔ حوصلہ چھوڑ دیتا
ہے۔۔۔ بلاشبہ وہ خود ہی خود کو تکلیف میں مبتلا رکھتا ہے۔۔۔ وہ ہنوز نم آنکھوں
سے مسکرا رہی تھی۔۔۔ جیسے ابھی تک کسی خواب کی سی کیفیت میں ہو۔۔۔

انشا اللہ آگے بھی سب اچھا ہی ہو گا۔۔۔ تھک چکی ہو تم۔۔۔ آرام کرو۔۔۔ میں آتا ہوں۔۔۔ اسنے نرمی سے ایمان کے آنسو صاف کرتے اسکا چہرہ اٹھپتھپایا تو وہ نم آنکھوں سے مسکراتی سرہاں میں ہلا گئی۔۔۔

To be very honest...

پیاری تو ہے لیکن بہت شو آف کرتی ہے یہ عورت۔۔۔ اپنے کمرے کی جانب جاتی راہداری میں چلتے رمشہ نے ایک جھٹکے سے بالوں سے ربر بینڈ کھینچا۔۔۔ سلکی بال کمر پر پھسلتے چلے گئے۔۔۔

اور نہیں تو کیا۔۔۔ بن کر ایسے آئی ہیں جیسے بہت ڈیسنٹ ہوں۔۔۔ اور اینجل کو ساتھ ساتھ یوں لگا رکھا تھا جیسے ان سے زیادہ کوئی اینجل کا خیر خواہ ہو ہی نا۔۔۔ بس سارا چاچو کی نظروں میں اچھا بننے کا ڈرامہ ہے۔۔۔ رانیہ سر جھٹکتے استہزائیہ ہسی۔۔۔ ان سب کے کمرے ساتھ ساتھ تھے تو سبھی اکٹھے ہی کمروں کی جانب رواں

تھے۔۔۔ جاتے جاتے ابھی ابھی ختم ہوئے ڈنر کی گوسپ بھی جاری تھیں۔۔۔
رملہ خاموش سے انہیں سن رہی تھی۔۔۔

ارے اسی خوبصورتی نے تو پھانس لیا شامیر کو۔۔۔ اور بیٹے تو دیکھو کس طرح سے
قابو میں کر رکھے ہیں اس لڑکی نے۔۔۔ توبہ توبہ۔۔۔ آج تک کسی کی جرات نا
ہوئی بابا کے سامنے بولنے کی اور وہ کل کا لڑکا کیسے تن کر کھڑا تھا۔۔۔ میری ممی۔۔۔
میری ممی۔۔۔ رفیہ نے نخوت سے سر جھٹکا۔۔۔

پوری جادو گرنی ہے جادو گرنی۔۔۔ سحر پھونکتی ہے۔۔۔ تبھی تو شوہر اور بچوں کو
مٹھی میں کر رکھا ہے۔۔۔ کے وہ تو اسکی اجازت کے بنا سانس تک نالیں۔۔۔
بھی ہم سے تو نا ہوئے اتنے ڈھکوسلے۔۔۔ ہمارا نا تو شوہر ہوا اور نا ہی اولاد۔۔۔
اسنے کینہ تو زنگاہ بیٹیوں پر ڈالی۔۔۔

خدا کا نام ہے اب ٹوپوں کا رخ ہماری جانب نا کر دینا۔۔۔ رانیہ نے ماں کے تیور دیکھ
زور درانہ انداز میں انکے سامنے ہاتھ جوڑ ڈالے۔۔۔

رفیہ اسے خونخوار نگاہوں سے دیکھتی تلملا کر اپنے کمرے میں گم ہو گئی۔۔۔

وہ تینوں بھی اپنے اپنے کمروں کی جانب بڑھی۔۔۔ بھی ہے تو بڑے موڈی ہمارے
دونوں کزنز۔۔۔

مجال ہے کے انٹر وڈکشن پر مسکرا کر دیکھاتک ہو۔۔۔ ہینڈ شیک کرنا تو دور کی
بات۔۔۔

اور بڑے والا جتنا ہنڈ سم اور گڈ لکنگ ہے اتنا ہی سڑا کر یلا۔۔۔ ہیلو کرنے پر محض
سر کو جنبش دے دی۔۔۔ اور چھوٹے والے نے تو یہ بھی زحمت ناک۔۔۔
رہش۔۔۔

رانیہ اور رمشہ آپس میں باتیں کرتی آگے بڑھ گئیں جبکہ اپنے کمرے میں داخل
ہوتے یہ الفاظ رملہ کے کانوں میں پڑے۔۔۔
وہ گہرا سانس خارج کر گئی۔۔۔

کہہ تو وہ دونوں ٹھیک ہی رہی تھیں۔۔۔ بہت ایسٹوڈ تھا دونوں لڑکوں میں۔۔۔ جیسے
کسی اور سیارے کی مخلوق ہوں۔۔۔ وہ سر جھٹک کر نائٹ ڈریس لیتی واش روم کی
جانب بڑھ گئی۔۔۔

سچی بات ہے بھائی میں ابھی تک بابا کے اس پاڑیٹو قدم سے شش و پنج میں مبتلا ہوں۔۔۔

اندر کہیں واقعی دل کو ڈھر کا بھی لگا ہوا ہے کے اس سب کے پیچھے بابا کی کوئی سازش ناہو اور وہ میری فیملی کو کوئی نقصان نا پہنچا دیں۔۔۔ شامیر دونوں بھائیوں کے سنگ اپنے کمرے کی جانب آرہا تھا۔۔۔ اپنے کمرے سے باہر چند قدم کے فاصلے پر وہ رکا بول رہا تھا۔۔۔ جیسے کوئی جاتے جاتے بات مکمل کرنے کو رک جاتا ہو۔۔۔

ایمان جیولری اتار کر فریش ہوتی کمرے کا دروازہ بند کرنے ارہی تھی جب شوہر کی بات سن کر وہیں رک گئی۔۔۔ ادھ کھلے دروازے کے ہینڈل پر موجود ہاتھ وہیں ساکت ہو گیا۔۔۔ وہ جس جگہ پر تھی وہاں سے شامیر اسے یا وہ اسے دکھائی نہیں دیتی تھی البتہ اسکی آواز ضرور سنائی دے رہی تھی۔۔۔ شوہر کے خدشات سن وہ لب بھینچ گئی۔۔۔

مجھے نہیں لگتا بھائی کے یہ انکا کوئی ٹریپ ہے۔۔۔ ہو سکتا ہے کے انہوں نے واقعی اس مرتبہ کچھ سوچ سمجھ کر شکست قبول کرنے کا فیصلہ کیا ہو۔۔۔

جواب ذوہیب کی بجائے ار حم کی جانب سے آیا تھا۔۔۔

وہ تینوں ریلنگ کے ساتھ کھڑے تھے۔۔۔

کیا مطلب وہ الجھا۔۔۔

مطلب یہ کے اس بار ہم دونوں بھائیوں نے نہایت ہمت کر کے ایک سٹرانگ قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا تھا شامیر۔۔۔ شاید یہ اسی کا اثر ہے کے بابا کے دل میں ایک نرم گوشے نے جنم لیا۔۔۔۔۔ یا شاید تم ٹھیک ہو۔۔۔۔۔ حتمی کچھ کہا نہیں جا سکتا۔۔۔۔۔

ذوہیب ریلنگ پر بازو ٹکاتا اس سے ٹیک لگا گیا۔۔۔ ریلنگ سے نیچے خان ولا کالونج دکھائی دیتا تھا۔۔۔۔۔

مطلب کیسا فیصلہ۔۔۔۔۔

مطلب یہ کے بھائی۔۔۔ میں نے بابا سے کہا تھا کہ میں پی ایچ ڈی کے لئے امریکہ جانا چاہتا ہوں۔۔۔ شاید میں رخصتی واپسی پر لوں یا جانے سے پہلے عروشہ کو رخصت کروا کر ساتھ لے جاؤں۔۔۔

اور میں نے بابا سے کہا تھا کہ میں اپنے اور بچوں کے بہتر مستقبل کے لئے باہر سیٹل ہونا چاہتا ہوں۔۔۔ جب جب شامیر اپنے بارے میں فیصلہ لے سکتا ہے تو مجھے بھی یہ حق حاصل ہے۔۔۔

ایک بیٹا وہ کھو چکے ہیں۔۔۔ تم انہیں سٹریٹ فارورڈ۔ بتا چکے تھے کہ تم اپنی فیملی نہیں چھوڑو گے بلکہ لاہور شفٹ ہو جاؤ گے۔۔۔

شاید اسی وجہ سے تنہا رہ جانے کے خوف کے باعث انہوں نے نچلے داؤ لینے کا سوچا اور اپنی ضد سے ہٹ گئے۔۔۔

اور بائے داؤے۔۔۔ زوہان نے جو پریس میں ہسپتال والا سوشہ چھوڑا تھا اسنے بھی بابا کی ناک میں دم کر رکھا تھا۔۔۔ ظاہر سی بات ہے اتنی بڑی بڑی اٹھار تیز جب بابا کے پیچھے لگی تھیں تو کہیں نا کہیں انکا نام آ ہی سکتا تھا۔۔۔

کافی ٹاف ٹاف دیا تمہارے بیٹے نے بابا کو۔۔۔ بڑی مشکل سے دے دلا کروہ خود کو اس معاملے سے نکال پانے میں کامیاب ہو پائے ہیں۔۔۔

لیکن بحر حال وہ واجد خان ہیں اور انکے بارے میں حتمی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔۔۔ کچھ دن انتظار کرو جس بھی مقصد کے تحت انہوں نے صلح کا ہاتھ بڑھایا ہے لگ پتہ جائے گا۔۔۔

ویسے بھی آپکو ٹینشن لینے کی کیا ضرورت بھائی۔۔۔ بیٹے ہیں نا آپکے۔۔۔ ماشا اللہ سے سٹرونگ بیک سپورٹ حاصل ہے آپکو۔ لگتے ہیں وہ کہیں سے دبنے والے یا جھکنے والے۔۔۔ اور اب تو وہ سیکیوریٹی ایکس بھی حاصل کر چکے ہیں۔۔۔ لٹس سی کیا ہوتا ہے آگے۔۔۔ ارحم نے بھائی کا شانہ تھپتھپایا۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتا دفعتاً باہر لان سے انہیں یکدم بہت سی آوازوں کا شور سنائی دیا جن میں سب سے زیادہ نمایاں رو بدار اور گر جدار آواز واجد خان تھی۔۔۔ تبھی وہ تینوں حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھتے تیزی سے باہر کو لپکے۔۔۔ جبکہ شور سن کر اور

انہیں دھپ دھپ سیڑھیاں اترتا دیکھ ایمان بھی گھبراتے دل کیساتھ شال اٹھا کر
اوڑھتی باہر آنکلی۔۔۔

اب تو خوش ہے میری جان۔۔۔ واجد خان ان دونوں کے سنگ سیکیورٹی روم سے
نکلا۔۔۔ زوہان موبائل پر ساری ایکس حاصل کرنے کے بعد اسے چیک کر رہا تھا
البتہ سبحان ہاتھ پشت پر باندھے سر اٹھائے چاروں جانب کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس
میں خوش ہونے والی کونسی بات ہے بھلا گرینڈ پا۔۔۔ وہ موبائل سے سر اٹھاتے
مسکرایا۔۔۔

دیکھیں یہاں کوئی نہیں۔۔۔ ناڈیڈ نامی۔۔۔
تو آپ کھل کر مجھ سے بات چیت کر سکتے ہیں۔۔۔

ٹرسٹ می کھلم کھلا کھیلنے میں مزا آئے گا۔۔۔ چھوڑیں اس چھپن چھپائی کے کھیل
کو۔۔۔ کیونکہ میں جانتا ہوں آپ اتنے آسانی سے اپنے موقف سے ہٹنے والے
نہیں۔۔۔ وہ صدا کا سٹریٹ فارورڈ تھا۔۔۔

گرینڈ پانے اسے دیکھنے کے بعد سبحان کو دیکھا۔۔۔

کیا تمہیں بھی یہ ہی لگتا ہے۔۔۔

وہ سادگی سے شانے آچکا گیا۔۔۔ میں اپنی رائے بعد کے لئے محفوظ رکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ لیکن جتنا ٹف ٹائم آپ میری ماں کو دے چکے ہیں اور جس حالت میں میں انہیں ہسپتال لیجا چکا ہوں۔۔۔ اسکے بعد آپ پر اعتبار تھوڑا مشکل ہے۔۔۔

واجد خان گہرا سانس خارج کر گیا۔۔۔

میں واقعی تم دونوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا ہوں۔۔۔ انکے کہنے پر دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔۔۔

لیکن۔۔۔

لیکن۔۔۔۔۔ زوہان صدا کا جلد باز ثابت ہوا تھا۔۔۔

واجد خان مسکرا دیا۔۔۔ لیکن تم دونوں کے مخالف نہیں۔۔۔ تم دونوں کے ساتھ۔۔۔

زوہان ماتھار گڑ کر رہ گیا۔۔۔ جیسے کہنا چاہتا ہو۔۔۔ اوور ایکٹنگ۔۔۔

دفعتا پولیس کی بھاری نفری گارڈز کو سائیڈ پر کرتی اندر داخل ہوئی۔۔۔

انہیں یوں بے ڈھرک انداز میں اندر آتے دیکھ واجد خان کے ماتھے پر شکنوں کا
جال بچھا۔۔۔

صد شکر کے باہر سارے ہنگامے سست پڑ گئے تھے۔۔۔ دعوت عام کے بعد سبھی
کھانا کھا کر جا چکے تھے۔۔۔

انسپیکٹر۔۔۔ اندر کیسے منہ اٹھا کر چلے آرہے ہو۔۔۔ کیا بھول گئے ہو کہ یہ کس کا
گھر ہے۔۔۔

واجد خان غضبناک انداز میں گرجدار ڈھار لئے گویا ہوا کے ایک پل کو تو وہ دونوں
بھائی بھی انہیں دیکھ کر رہ گئے۔۔۔ تھا تو وہ جی دار۔۔۔ اگر جو اندر سے فرعونیت
نکال دیتا تو وہ زوہان کا ہی ایک ورژن تھا۔۔۔ پر افسوس اسکا ہر کام ہی غلط
ڈائریکشن میں تھا۔۔۔

جو بھی تھا زوہان گرینڈ پاکی ڈھار پر انسپیکٹر کی حالت دیکھ انکے روب و دبدبے کا
قائل ہوا۔۔۔

معذرت چاہتا ہوں خان صاحب۔۔۔ لیکن ہمارے پاس وارنٹ پیپر ہیں۔۔۔ اور اوپر سے بہت سختی ہے اس لئے ہمیں مجبوراً ریڈ کرنے پڑی۔۔۔ ورنہ ہم اور ایسی غلطی کر جاتے۔۔۔

وارنٹ پیپر۔۔۔ کیسے وارنٹ پیپر۔۔۔ اور اس قدر نفری۔۔۔ واجد خان کے ماتھے پر شکنوں کا جال بچھا۔۔۔۔۔ وہ خان صاحب۔۔۔

دکھائیں وارنٹ پیپر۔۔۔ سبحان نے آگے بڑھتے ہاتھ اسکی جانب بڑھایا۔۔۔ اسنے ایک نظر اس لڑکے کو دیکھ وارنٹ پیپر اسکی جانب بڑھا دیا۔۔۔ دفعتاً شامیر کے ساتھ دونوں بھائی اور ایمان بھی باہر آ گئی۔۔۔ رفتہ رفتہ شور کی آواز سن کر سب باہر آ رہے تھے۔۔۔

خان صاحب آپکی چھوٹی بہوپر وشہ شامیر خان نے آپکے بیٹے شامیر خان پر خلع کا کیس دائر کیا ہے۔۔۔

وھاٹ۔۔۔ شامیر کے ساتھ ساتھ ہر شخص انگشت بدنداں رہ گیا۔۔۔

کسی کو پر وشہ سے اس چیز کی امید نا تھی۔۔۔ کہیں تو وہ ہر جگہ اپنے کپل کو ایک
آئیڈیل کپل کے طور پر متعارف کروا رہی تھی اور کہیں اس حد تک چلی گئی
تھی۔۔۔

شامیر بالوں میں ہاتھ چلا کر رہ گیا۔۔۔

وہ واقعی خود مختار تھی۔۔۔ اور نفع و نقصان سے پرے خود مختار انہ فیصلے لینا جانتی
تھی۔۔۔ پھر بھکے اس سب میں گھر بچتا یا اجڑتا۔۔۔ شاید یہ اسکی ترجیح نہیں
تھی۔۔۔ اسکے لئے اہم آنا اور فتح تھی۔۔۔

لیکن انسپکٹر کی اگلی بات نے اسکے قدموں تلے سے زمین کھینچی۔۔۔
مس پر وشہ نے شامیر خان کے خلاف رپورٹ درج کروائی ہے کہ وہ انکی بیٹی کو
زبردستی ان سے چھین کر لے گئے ہیں۔۔۔

آپ کے خلاف بچی کی کسٹڈی کا کیس بھی درج کروایا گیا ہے۔۔۔ جو کے یقینی بات
ہے کہ عدالت میں چلے گا۔۔۔ لیکن ابھی کورٹ کے اڈورز کے مطابق جب تک

اس کیس کا فیصلہ نہیں ہو جاتا تب تک بچی چونکہ ابھی چھوٹی ہے تو اسے ماں کی کسٹڈی میں دے دیا جائے۔۔۔

واٹ ریش۔۔۔ زوہان تلملا کر رہ گیا شامیر اور سبحان کی حالت بھی اس سے مختلف نا تھی۔۔۔

ہم بچی کی بازیابی کے لئے آئے ہیں خان صاحب۔۔۔ آپ سے التماس ہے کہ بچی ہمارے حوالے کر دیں ورنہ مجبوراً ہمیں خان ولا کی تلاشی لینی ہوگی۔۔۔۔

وہ انسپیکٹر مودبانہ بول رہا تھا۔۔۔ تمہاری یہ جرات۔۔۔ وہ غضبناک ہو اڑھا۔ اٹھا۔۔۔ واجد خان ابھی اتنا بے بس نہیں ہوا۔۔۔ لحاظ اپنی ٹیم کے ساتھ دفع ہو جاؤ یہاں سے اور جا کر بتادو اسے۔۔۔۔۔ بچی گھر میں نہیں۔۔۔ ان سب کو پیچھے کرتا وہ خود سامنے آچکا تھا۔۔۔

خان صاحب ہم نے آپ کا نمک کھایا ہے۔۔۔ اس لئے آپ کو غلط مشورہ کبھی نہیں دیں گے۔۔۔ آپ کے حکم پر ہم یہاں سے چلے بھی جائیں گے اور جا کر ایسا کہہ بھی دیں گے۔۔۔ لیکن اس سے حالات مزید خراب ہو جائیں گے۔۔۔

کیونکہ حالات پہلے ہی بہت خراب ہو چکے ہیں۔۔۔

کیا مطلب واجد خان الجھا۔۔

مطلب یہ کہ خان صاحب۔۔ آپکی بہونے بہت بڑی بڑی جگہوں سے سفارش کروائی ہے نیز انہوں نے میڈیا کو اس سب میں انوالو کیا ہے۔۔۔ اس سارے معاملے میں الیکٹرانک میڈیا اور سوشل میڈیا پر خاصی آگ لگی ہوئی ہے۔۔۔۔۔ میڈیا اس دکھاری ماں کے ساتھ بھرپور تعاون کر رہا ہے جسکے ساتھ اسکے شوہر نے بے وفائی کی اور وہ بیٹی کی جدائی میں تڑپ رہی ہے۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ شامیر اس عورت کی چال بازی پر ماتھا مسل کر رہ گیا۔۔۔ ایسے میں اگر آپ اس وقت بچی کو ہمارے حوالے نہیں کریں گے تو لوگ بھڑک اٹھیں گے۔۔۔

پروشنہ میم کا کیس مزید مضبوط ہو گا اور ہر انصاف پر مبنی ادارہ اور حقوق نسواں پر بولنے والے لوگ آپکے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔۔۔ مشکلات مزید بڑھ جائیں گی۔۔۔

اس لئے حالات اور وقت کا تقاضا ہے کہ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں اور بچی کو ہمیں دے دیں۔۔ بعد میں کیس عدالت میں چلے گا تو عدالت کے ذریعے لیگلی بچی کو حاصل کریں۔۔ نہیں تو نیا نیا شوشل میڈیا پر ہنگامہ ہے اس لئے ہر پلیٹ فارم متحرک ہے۔۔ چند دن گزرنے دیں یہ یکدم کا اٹھا و بال ہے آہستہ آہستہ بیٹھ جائے گا۔۔ لوگ کسی نئے ہنگامے کی جانب متوجہ ہو جائیں گے تب آپ حالات کو بہتر طریقے سے اپنے حق میں موافق کروا سکیں گے۔۔۔۔

انسپکٹر کی باتوں پر واجد خان سوچ میں پڑ گیا۔۔۔

شامیر مسلسل تلملارہا تھا۔۔ وہ گلیمر کی دنیا میں رہنے والی لڑکی تھی۔۔ ایک دفعہ پھر سے وہ لوگوں کی ہمدردی حاصل کرتی لوگوں کی توجہ اپنی جانب کھینچ گئی تھی۔۔ بنا سود و زیاں کا حساب کتاب کئے۔۔۔

شاید اسکے لئے کامیابی سوشل میڈیا پر اپنی موجودہ پوزیشن سسٹم رکھنا تھا۔۔ پھر اسکے لئے کیا کیا قربانی دینی پڑ رہی ہے اس سے اسے کوئی فرق نا پڑتا تھا۔۔۔

اینجل کی موجودگی اور شامیر کی بیٹی کے لئے تڑپ نے اسے دوبارہ سوشل میڈیا پر
بھاری ہنگامے کے ساتھ اسکی ری اینٹری کے لئے ایک چانس مہیا کر دیا تھا۔۔۔
غرض اسکے ہاتھ شامیر کی کمزوری لگ گئی تھی اب وہ اسکے ذریعے بہت اچھے سے
سب مینج کر سکتی تھی۔۔۔ کوفت و جھنجھلاہٹ سے شامیر کا برا حال تھا۔۔۔ دل چاہ رہا
تھا ہر چیز تھس تھس نہس کر ڈالے۔۔۔

وہ لوگ سوئی ہوئی اینجل کو بڑی اختیاط کیساتھ لیجا رہے تھے۔۔۔

آج پہلی دفعہ زوہان اور سبحان نے خاموش رہ کر بڑی شدت سے اپنا ضبط آزمایا
تھا۔۔۔ کے یہ ہی وقت کا تقاضا تھا۔۔۔ کبھی کبھار شیر سی ڈھار لے کر شکاری پر
جھپٹ کر ایک بار میں اسے زیر کرنے کو چند قدم پیچھے لینے پڑتے ہیں تاکہ پوری
قوت سے اس پر جھپٹا جاسکے۔۔۔

اس عورت نے محض شامیر کی ہی نہیں بلکہ ان دونوں بھائیوں کی بھی دکھتی رگ کو
مسلم ڈالا تھا۔۔۔ انکا بلبلانا بنتا تھا۔۔۔ تبھی وہ بلبلاتے ہوئے زخمی شیر بنے قدم
پیچھے لے رہے تھے۔۔۔

اگلے وار میں کیا ہونے والا تھا وہ اسکے بارے میں ابھی خود کچھ نہیں جانتے تھے۔۔
لیکن ایک بات طے تھی۔۔ بہن انکی تھی اور اسکی ذات کے ساتھ وہ کوئی سمجھوتا
نہیں کر سکتے تھے۔۔

رات قطرہ قطرہ پگھل رہی تھی اور یہ رات اس چھوٹی سی فیملی پر بے حد بھاری
تھی۔۔

ایمان کمرے میں بیڈ کراون سے ٹیک لگائے لب چباتی ماتھا مسل رہی تھی۔۔
یہ اسکے شدید اضطراب میں ہونے کی نشانی تھی
زوہان ماں کے پاس ہی نیم دراز مسلسل موبائل پر کچھ سرچ کر رہا تھا۔۔

آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔۔ البتہ چہرہ اغیض و غضب سے سرخ
ہو رہا تھا۔۔ سبحان بیڈ کی پائنٹی کی جانب بیٹھا تھا۔۔

دفعتا شامیر تھکے تھکے قدم اٹھاتا کمرے میں داخل ہوا تو انکے آرام کے خیال سے
دونوں بھائی اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے جو کچھ بھی ہوا تھا اسنے سب کے حواس جھنجھوڑ ڈالے تھے۔۔۔
سبحان اپنے کمرے میں جانے کی غرض سے دروازے کی جانب بڑھا جب شامیر
نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھتے اسے روکا۔۔۔

اسنے ٹھٹھک کر باپ کا چہرہ دیکھا۔
تم نے کہا تھا کہ تم اینجل کو واپس لے آؤ گئے۔۔۔ اسکی آواز میں سنجیدگی تھی
۔۔۔

ایمان نے چونک کر شوہر کو دیکھا۔۔۔
ایک ہلکا سا تبسم سبحان کے ہونٹوں کی تراش میں ابھر کر معدوم ہوا۔۔۔ میں
ابھی بھی اپنی بات پر قائم ہوں ڈیڈ۔۔۔ ٹرسٹ کر کے دیکھیں۔۔۔

تو پھر ٹھیک ہے تم نے ایک ہفتے کا ٹائم مانگا تھا۔۔۔ لیکن میں تمہیں اتنا لمبا وقت
نہیں دے سکتا۔۔۔ وہ رکا۔۔۔۔ میں اپنی بیٹی کو اسکی سگی ماں کے پاس ہی
چھوڑنے کا رسک نہیں لے سکتا سبحان۔۔۔ میرے دل کو ڈھرکا لگا ہوا ہے۔۔۔ وہ

اپنی ضد اور غصے میں اس معصوم کو نقصان پہنچا دے گی۔۔۔ اسکے لہجے میں
برسوں کی تھکن اتر آئی تھی۔۔۔

اسکے ہاتھ میری کمزوری لگ گئی ہے حان۔۔۔ اور اب وہ مجھے خوب خوب ٹرپانا
چاہتی ہے۔۔۔ چاہے اسکے لئے وہ کسی بھی حد تک جائے۔۔۔ اسکی انا مجروح ہوئی
ہے۔۔۔ وہ بلبلا رہی ہے۔۔۔ اور غصہ وہ اس ننھی جان پر نکالے گی۔۔۔
زوہان باپ کی بے بسی پر لب بھینچ گیا۔۔۔

میں اس معاملے میں بے بس ہو گیا ہوں۔۔۔ حان۔۔۔ اسنے بہت غلط داؤ کھیلا
ہے۔۔۔ یوں کے میرے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے ہیں۔۔۔ وہ بہت شاطر عورت
ہے۔۔۔ ایسے تخریبی خیال ناجانے اسکے ذہن میں آتے کہاں سے ہیں۔۔۔
مجھے اس کیس کو حل کرنے کا کوئی طریقہ نہیں سوچھ رہا۔۔۔ میری لائز سے بھی
بات ہوئی ہے۔۔۔ ابھی ابھی وہیں سے آرہا ہوں۔۔۔ بقول اسکے اینجل کا کیس
جیتنے کے چانسز ہمارے حق میں بہت کم ہیں۔۔۔

البتہ عدالت مجھے اینجل سے ملنے کی اجازت ضرور دے دے گی لیکن کسٹڈی
اسکی ماں کے پاس ہی رہے گی۔۔۔

تم سمجھ رہے ہو میری بات۔۔۔ شامیر کی آنکھیں بھگنے لگی تھی۔۔۔
وہ تینوں ہمہ تن گوش اسے سن رہے تھے۔۔۔ گویا وہ تب سے اسی سب میں
مشغول تھا اور اب ہر طرف سے خسارہ ہی خسارہ دیکھ شکست خوردہ سا اندر آیا
تھا۔۔۔

میں اچھے سے سمجھ رہا ہوں ڈیڈ۔۔۔ آپ بتائیں آپ کیا چاہتے ہیں۔۔۔
سبحان تحمل سے گویا ہوا۔۔۔
میں اپنے بیٹے کی انٹیلیجنس آزمانا چاہتا ہوں۔۔۔
اینجل۔۔۔ اینجل چاہیے مجھے۔۔۔ ہر حال ہر قیمت پر۔۔۔
دودن۔۔۔ میں تمہیں دودن کا وقت دیتا ہوں۔۔۔ ان دودنوں میں مجھے میری
بیٹی اپنے پاس چاہیے۔۔۔ اسکا انداز دو ٹوک تھا۔۔۔
اگر اللہ نے چاہا تو انشا اللہ ڈیڈ۔۔۔ دودن بعد اینجل ہمارے ساتھ ہو گئی۔۔۔ آپ
بس دعا کریں۔۔۔ اسکے لہجے میں وثوق تھا۔۔۔ شامیر بھی مضحکہ میں پڑ گیا۔۔۔
وہ رسائیت سے کہتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔ زوہان بھی اسکے پیچھے ہی ہو لیا۔۔۔
جسکے اندر بھائی کے وثوق سے کھڈ بھر بڑھ چکی تھی۔۔۔

یونوڈیٹ واٹ۔۔۔۔

میں نے سارے لازچیک کر ڈالے۔۔۔ زوہان سبحان کے پیچھے ہی اسکے کمرے
میں داخل ہو آیا۔۔۔۔

انفیکٹ تب سے یہ ہی کر رہا تھا۔۔۔۔ ہر ہر پوائنٹ اسی حوالے سے چیک کر رہا
تھا۔۔۔ لیکن ڈیڈ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔ انکی سیکنڈ مسز نے بہت گہری چال چلی
ہے۔۔۔۔

لیگلی کوئی ایک ایسا پوائنٹ سامنے نہیں آ رہا جسکی بنیاد پر ہم کہہ سکیں کہ ہمارا
کیس مضبوط ہو گا یا ہم اینجل کو واپس حاصل کر سکیں گے۔۔۔۔
وہ آتے ہی بستر پر دھپ سے بیٹھا۔۔۔ اسکی آواز میں پریشانی تھی البتہ سبحان
شیشے کے سامنے کھڑا مردانہ شال اتارنے کے بعد اپنے کف لنکس کھول رہا

۔۔۔۔۔

پھر اسنے گھڑی اتار کر ڈریسنگ پر رکھی اور زوہان کی جانب پلٹا۔۔۔

اور تمہیں کس نے کہا کہ ہم لیگی اینجل کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔۔۔
اسکے چہرے پر پر اسرار سی چمک ابھری۔۔
کیا مطلب زوہان ٹھٹھک کر اٹھ کھڑا ہوتا اسکے مد مقابل آیا۔۔۔
مطلب یہ کہ کس پاگل نے کہا کہ اگر ایک راستہ مشکل ہو تو اسی پر چلو۔۔۔ یہ
کوئی ہارڈ اینڈ فاسٹ رول تو نہیں کے اسی ایک راستے پر چل کر کیس لڑو۔۔
ویٹ۔۔۔ ویٹ آمنٹ۔۔۔

سبحان شامیر خان اور لیگی کچھ کرے۔۔۔ امپا سبل۔۔۔ زوہان حیرت زدہ سا
تھا۔۔۔

گاڈ۔۔۔ زونی۔۔۔ ڈونٹ وری۔۔۔ ہم لیگی بھی پوری ایمانداری سے لیگی
طور پر کریں گے۔۔۔ وہ مسکرا کر زوہان کا شانہ تھپتھپاتا واش روم کی جانب بڑھ
گیا۔۔۔ جبکہ وہ گم صم سا وہیں کھڑا رہ گیا۔۔۔ یہ اسکا بظاہر سیدھا دکھنے والا بھائی اتنا
سیدھا تھا نہیں۔۔۔ خیر وہ منتظر تھا اسکی پلاننگ کا۔۔۔

اگلی صبح ایمان حسب سابق فجر کے وقت آٹھ چکی تھی۔۔۔ وہ واش روم سے وضو کر کے کمرے میں آئی تو کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔۔۔ وہ اس دستک کو پہچانتی تھی تبھی بنا تردد آگے بڑھتے دروازہ وا کر دیا۔۔۔ باہر سبحان کھڑا تھا۔۔۔ ایزی سے ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس۔۔۔ انکے کپڑے کل رات ہی شامیر نے امجد کو کال کر کے اپارٹمنٹ سے منگوائے تھے۔۔۔ وہ اندر آگیا۔۔۔ کمرے میں روپ لائٹ کی نیلنگوں روشنی تھی۔۔۔ گو کہ ایمان نے لائٹ نہیں جلائی تھی۔۔۔ ڈیڈ ابھی تک اٹھے نہیں۔۔۔ اسنے ایک نظر بیڈ پر سوئے شامیر کو دیکھا پھر انکی جانب بڑھا۔۔۔ ڈیڈ اٹھیں پلینز پھر نرمی سے اسے بازو سے ہلاتے جگانے لگا۔۔۔ ایمان آنچل حجاب سٹائل میں لپٹی کمرے میں جائے نماز تلاشنے لگی۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ خیریت حان۔۔۔ شامیر نے مندی مندی آنکھیں کھولیں۔۔۔ اٹھیں یا۔۔۔ فجر پڑھنے مسجد میں جانا ہے۔۔۔ اور مجھے یہاں مسجد کا کوئی خاص اندازہ نہیں۔۔۔ آئیے اکھٹے چلتے ہیں۔۔۔

سبحان کی بات سن وہ گہری سانس خارج کرتا ڈھیلے سے انداز میں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا۔ اور زونی۔۔۔ اسنے آنکھیں مسلیں۔۔۔

اسکی بازو کا مسئلہ ہے تو وہ کمرے میں ہی نماز پڑھ رہا ہے۔۔۔ ایمان نماز شروع کر چکی تھی جب وہ کچھ ہی دیر بعد باپ کے ہمراہ خان ولا سے مسجد نماز ادا کرنے گیا۔۔۔

واپسی پر کافی سالوں بعد اس گھر کے درودیوار بیک وقت قرآن پاک کی تلاوت سے گھونج اٹھے تھے۔۔۔ نماز کے بعد تلاوت قرآن پاک ان سب کا معمول تھا۔۔۔

زوہان سٹڈی روم میں البتہ سبحان اپنے کمرے میں بیک وقت تلاوت کر رہا تھا۔۔۔ قرآن پاک کی تلاوت کی گھونجی اس خوبصورت آواز نے کہیں نا کہیں اس گھر کے سبھی مکینوں کو چونکا ڈالا تھا۔۔۔

شامیر نماز ادا کر کے واپس آکر سو گیا تھا البتہ ایمان کی یہ روٹین نا تھی تو وہ اپنے معمول کے اذکار کرنے کے بعد باہر آگے۔۔۔

ماشا اللہ ایمان بچوں کی تلاوت کی آواز سن کر بہت خوشی ہوئی۔۔۔ بہت پر تاثیر
آواز ہے انکی۔۔۔ مجھے فخر ہے کہ تم نے انکی بہترین تربیت کی۔۔۔ ماں اسکے
پاس آتیں اسکی تعریف کئے بنانا رہ سکیں۔۔۔
وہ مسکرا دی۔۔۔

البتہ ابھی ابھی کمرے سے نکل کر اس جانب آتی رفیہ ساس کی بات سن منہ بنا کر
رہ گئی۔۔۔

گھر میں معمول کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔۔۔
سکول کالج اور آفس جانے والوں کے لئے کک ناشتہ بنانا شروع کر چکا تھا۔۔۔
البتہ جو گھر میں ہوتے یا جنکا آف ہوتا انکے کھانے پینے سونے جاگنے کا شیڈیول
انکی مرضی پر منحصر تھا۔۔۔

کک صرف ناشتہ بنانا یا رات کا کھانا۔۔۔ اس کے علاوہ بیچ میں اگر کسی نے کچھ
کھانا ہوتا تو بڑی آسانی سے ہوم ڈیلیوری کروائی جاتی تھی۔۔۔۔

ایمان بچے نہیں اٹھے ابھی۔۔۔۔ مستند ملازمین ڈائمننگ ٹیبل پر انواع و اقسام کے ناشتے کے لوازمات چمنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔ باری باری سبھی اپنے اپنے کمروں سے آتے ڈائمننگ ٹیبل کے گرد کرسیاں گھسیٹتے بیٹھنا شروع ہو گئے۔۔۔ تینوں بچیاں سکول جانے کو بالکل تیار آچکی تھیں۔۔۔ وہ تینوں ہی میٹرک کی سٹوڈنٹس تھیں۔۔۔ البتہ بابا کے ساتھ ساتھ دونوں بھائی بھی آفس جانے کو بالکل تیار ڈائمننگ ٹیبل پر اپنی نشستیں سمجھال چکے تھے۔۔۔ جب شامیر آفس جانے کے لئے مکمل تیار بازو پر گھڑی باندھتا وہاں آیا۔۔۔۔۔ ایمان نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔

نہیں میں نے دیکھا نہیں انہیں ابھی۔۔۔ کیا آپ آفس جا رہے ہیں۔۔۔

ہمم۔۔۔ کافی عرصہ ہو گیا آفس چکر نہیں لگایا۔۔۔ اس لئے سوچ رہا تھا آج چکر لگاؤں۔۔۔ وہ کرسی گھسیٹ کر اسکے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔۔۔

رفیہ نے کوفت سے ان کو برڈز کو دیکھا۔۔۔

طبیعت کیسی ہے اب آپکی۔۔۔

بچ بیٹر۔۔۔ ٹھیک ہے پھر یاد سے میڈیسن کھا کر جائے گا اور جلدی واپس آ جائے گا۔۔۔

بہت اور ایکٹنگ کرتی ہیں سیریلی۔۔۔ جیسے ان سے زیادہ چاچو کی کسی کو پرواہ ہی ناہو۔۔۔ رانیہ نے تاسف سے سر جھٹکا اور بریڈ پر بٹر لگانے لگی۔۔۔

ایمان بچوں کو بلا لاؤ پھر اکٹھے ناشتہ شروع کرتے ہیں۔۔۔

شامیر کے کہنے پر ایمان سرہاں میں ہلا گئی۔۔۔

چاچو میں بلا کر لاتی ہوں۔۔۔ چاچی آپ بیٹھی رہیں پلیز۔۔۔

رمشہ نے جھٹ اپنی خدمات پیش کی اور اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

ایمان اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔ وہ اسے ضرور جانے دیتی جو اگر بیٹوں کی عادت

سے واقف ناہوتی۔۔۔ ایک اجنبی لڑکی کو یوں اپنے کمرے میں دیکھ کر سبحان تو

شاید کچھ مروت دکھا جاتا لیکن زوہان نے لمحوں میں حساب بے باک کر ڈالنا

تھا۔۔۔ وہ کہاں فرینک ہوتے تھے کسی سے۔۔۔ اور بالخصوص لڑکیوں سے دور

بھاگتے تھے۔۔۔

ارے نہیں بیٹا۔۔۔ آپ بیٹھیں پلیز میں بلا لاتی ہوں۔۔۔

اُس اوکے چاچی۔۔۔ میں جاتی ہوں نا۔۔۔ وہ بھی گویا ضد پر اتر آئی تھی۔۔۔
سب کھانے سے ہاتھ روک ان دونوں کو دیکھنے لگے۔۔۔

ارے نہیں بیٹا ایسی بات نہیں آپ ناشتہ کرو میں آتی ہوں۔۔۔
وہ بنا اسکی مزید کوئی بات سنے اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گی جبکہ رمشہ
اسے گھور کر دیکھتی وہیں بیٹھ گی۔۔۔

ایک نمبر کی ڈرامے باز عورت ہے یہ۔۔۔ بیٹوں کو پلو سے ہی باندھ لے۔۔۔
عجیب اجڑ بندی ہے۔۔۔ وہ غصے سے کھولتی ناشتہ زہر مار کرنے لگی جب کچھ ہی
دیر میں وہ دونوں آگے پیچھے وہاں آتے دکھائی دیئے۔۔۔
دونوں ہی جینز پرٹی شرٹ اور اوپر جیکٹ زیب تن کئے ہوئے تھے۔۔۔ سبحان
کی بلیک جیکٹ کی زپ بند تھی۔۔۔ البتہ زوہان کی براؤن سٹائلش جیکٹ کی زپ
کھلی تھی جہاں سے اسکی سفید ٹی شرٹ دکھائی دے رہی تھی۔۔۔

اسلام علیکم ایوری ون۔۔۔ وہ دونوں سلام کرتے نشستیں سمجھا لگئے۔۔۔
ممیی ناشتہ۔۔۔ زوہان پھر زوہان ہی تھا اس سے زیادہ مروت نہیں دکھا سکتا
تھا۔۔۔ تبھی حسب سابق کرسی گھسیٹ کر بیٹھتا اونچی آواز میں پکار اٹھا۔۔۔

ایمان نے اسکی بات سمجھ کر بھی نظر انداز کرتے بجلت ڈائیننگ سے لوازمات
اسکی جانب بڑھانا چاہے۔۔۔ کے شاید وہ کچھ مروت دکھا جائے
کیا ہے یہ ممی۔۔۔ جب وہ سنجیدگی سے ماں کو دیکھتے گویا ہوا۔۔۔ گویا اسکا مروت
نبھانے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔۔۔۔۔ ایمان اندر ہی اندر جزبر ہو کر رہ گئی۔۔۔
آپکو پتہ ہے ناشتہ میں آپکے ہاتھ کا ہی بنا کھاتا ہوں۔۔۔ پھر آپ نے ہمارا ناشتہ
بنایا کیوں نہیں۔۔۔ وہ بگڑ گیا۔۔۔ پ
اففف۔۔۔ اففف۔۔۔ اففف۔۔۔ زوہان کو لحاظ ہوتا ہے کوئی مروت ہوتی
ہے۔۔۔ وہ اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔۔۔
او کے میں بنالاتی ہوں۔۔۔ اسنے بات سمیٹنا چاہی۔۔۔
آئی جی میں کچن سے ناشتہ بنالاول۔۔۔ بس دونوں کو الٹی عادت ہے کھانا
میرے ہاتھ کا ہی کھاتے ہیں۔۔۔ اسنے ساس سے اجازت طلب کرنا چاہی۔۔۔
ورنہ اسے یوں کچن میں جانا بہت اکور ڈلگ رہا تھا۔۔۔
کیوں نہیں بیٹا تمہارا اپنا گھر ہے۔۔۔ وہ خوشدلی سے مسکرا دیں۔۔۔

پھر انہوں نے رات کیسے ڈنر کر لیا تھا۔۔۔ کھاتے تو یہ آپکے ہاتھ کا ہی بنا ہے۔۔۔ رملہ نے کانٹے کی مدد سے فروٹ کھاتے تیکھا سوال داغا جس پر کہیں نا کہیں رملہ رمشہ اور رفیعہ تینوں کے انڈر ٹھنڈ پڑ گئی۔۔۔

کیونکہ ہم اتنے بد تہذیب نہیں۔۔۔ وہ مروت تھی جو نبھائی گی۔۔۔ کیونکہ ایک دعوت قبول کی گی تھی۔۔۔ اور مروت ہم اس سے زیادہ نبھا نہیں سکتے۔۔۔ کیونکہ بقول ڈیڈ جب تک اینجل نہیں مل جاتی ہمیں یہیں سٹے کرنا ہے تو کیا اب مروت میں مرجائیں۔۔۔ تیکھا جواب سبحان کی جانب سے آیا تھا اسکے ہوتے ہوئے کوئی اسکی ماں کو بات سنا جائے کیا بھلا ممکن تھا۔۔۔ رملہ ایک نظر اسے دیکھ کر لب بھینچ گئی۔۔۔ کہاں توقع تھی اسے اسقدر سٹریٹ فارورڈ بے عزتی زیادہ کی۔۔۔

ارے نہیں نہیں بیٹا۔۔۔ تمہارا ہی گھر ہے۔۔۔ وارث ہو تم دونوں اس گھر کے۔۔۔ جو دل چاہے کرو۔۔۔ گرینڈ پا جوس پیتے گویا ہوئے انکا انداز خوشگوار تھا۔۔۔

ایمان کچن میں آتے جھٹ پٹ ناشتہ تیار کر رہی تھی۔۔۔

زوہان کے لئے چیز آملیٹ ٹوسٹ اور چائے جبکہ زوہان اور شامیر کے لئے گرما گرم خستہ لچھے دار پراٹھے فرائے انڈے اور چائے۔۔۔
البتہ دوسری طرف فریش جوس بنا رہی تھی۔۔۔ سبحان تو ناشتے سے پہلے جوس لازمی پیتا تھا۔۔۔

جھٹ پٹ ناشتہ بنا کر وہ سب سے پہلے اپنے بے صبرے بیٹے کا ناشتہ باہر لا رہی تھی جب ماں کو زوہان کا ناشتہ لاتے دیکھ سبحان اٹھ کر کچن کی جانب بڑھا اور باقی کی چیزیں باہر لانے لگا۔۔۔

بیٹھیں ممی میں لاتا ہوں۔۔۔ اسنے ماں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود سب وہاں رکھنے لگا۔۔۔
ارے بیٹا بیٹھو سائتمہ لاتی ہے۔۔۔ جاؤ سائتمہ جو کچن میں رہ گیا وہ لے آؤ۔۔۔

گرینڈ ما سے ڈائیننگ پر چیزیں رکھتا دیکھ ملازمہ سے گویا ہوئی۔۔۔ بھلا اس سے پہلے ایسا کب ہوا تھا اس گھر میں کے گھر کے لڑکے کام کرتے پھریں۔۔۔ پ

اُس اوکے گرینڈ ماجھے عادت ہے مئی کا ہاتھ بٹانے کی۔۔۔ نواشو۔۔۔ وہ زوہان
کے ساتھ ہی بیٹھنا نشہ کرنے لگا۔۔۔ آج اس گھر کے مکینوں نے وہاں وہ وہ کچھ
دیکھا تھا جو آج سے پہلے اس گھر میں کبھی ناہوا تھا۔۔۔
بالخصوص بیٹوں کا ماں کو اس قدر اہمیت و مان دینا ان سب کو ایمان سے رشک کم
اور حسد میں زیادہ مبتلا کر رہا تھا۔۔۔

ڈیڈ یار کدھر کی تیاری ہے۔۔۔ آفس جارہے ہیں کیا۔۔۔ زوہان باپ کو گھر سے
نکلتا دیکھ ڈائینگ ٹیبل سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ شامیر جو موبائل پر مصروف تھا
اسنے سکرین سے نگاہیں ہٹاتے بیٹے کو دیکھا اور سرہاں میں ہلایا۔۔۔
پھر مجھے بھی ساتھ لے جائیں۔۔۔ میں یہاں بھلا کیا کروں گا۔۔۔ خوا مخواہ سارا
دن بور ہو جاؤں گا۔۔۔ ایمان سر تھام کر رہ گئی زرا جو اس لڑکے میں لحاظ مروت
ہو۔۔۔ اسی بہانے آپکا آفس بھی دیکھ لوں گا۔۔۔

ارے بیٹا کیوں بور ہو گئے یہاں بھلا۔۔۔ یہاں دلچسپی کا بہت سامان ہے۔۔۔ اگر
کہو تو بچیاں چھٹی کر لیتی ہیں۔۔۔ انجوائے کرنا کنز آپس میں۔۔۔ اس قدر
خوبرو بچے دیکھ خود باخود ر فیہ کہ زبان میں چاشنی گھلنے لگتی۔۔۔
تھینکیو ویری مچ۔۔۔ اپنی اپنی چوائس ہوتی ہے۔۔۔ جسے آپ دلچسپی کہہ رہی ہیں
اس میں میرا انٹرسٹ نہیں۔۔۔ وہ لا پرواہی سے شانے آچکا گیا جبکہ ایک سایہ
سار فیہ کے چہرے پر لہرا کر رہ گیا۔۔۔
کیوں نہیں بیٹا۔۔۔ چلو ساتھ۔۔۔ آج میں پورے سٹاف سے اپنے پوتوں کو ملواں
گا۔۔۔ گرینڈ پا خوشدلی سے اسکی جانب بڑھے۔۔۔
آجا و حان بھائی۔۔۔ ورنہ تم نے مروت میں ہی مر جانا ہے۔۔۔ جاتے جاتے
اسنے چھٹکلا چھوڑا۔۔۔

کیوں بھئی۔۔۔ ابھی میرے اتنے بڑے دن نہیں آئے۔۔۔ میں ساتھ ہی آنے
والا تھا۔۔۔ اسکے کہنے پر زوہان قہقہہ لگاتا ہنس دیا۔۔۔
سبھی بیک وقت گھر سے نکلے تھے۔۔۔ تینوں بچیاں ایک ہی کار میں ڈرائیور کے
ہمراہ جاتی تھیں۔۔۔ جبکہ باقی سب آفس جانے کے لئے اپنی اپنی گاڑیاں

استعمال کرتے تھے۔۔۔ ارحم کی برانچ الگ تھی۔۔۔ باقی سبھی ایک ہی آفس میں تھے۔۔۔

شامیر اور بچے گرینڈ پا کے ساتھ ہی جا رہے تھے۔۔۔
طویل ترین ڈرائیوے سے گاڑیاں ایک ساتھ ہی نکلیں تھیں۔۔۔ اور گھر میں بھی اکٹھے ہی سناٹا چھا گیا۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد رفعیہ نک سک سے تیار کمرے سے نکلی اور لاؤنچ میں بیٹھی ساس اور ایمان کو نظر انداز کرتی ڈرائیو کو آوازیں دیتی ناک کی سیدھ میں باہر نکل گئی۔۔۔

بھا بھی کہاں گی۔۔۔ اسنے چونک کر ساس سے پوچھا۔۔۔
بیٹے گئی ہو گی اپنے کسی کام۔۔۔ وہ لاپرواہی سے بولیں جیسے یہ ایک عام سے بات ہو اور روزانہ کاشیڈیول ہو۔۔۔ جبکہ ایمان انہیں دیکھ کر رہ گئی۔۔۔ تو گویا اس گھر میں پرائیویسی کے نام پر ایسے اصول و ضوابط تھے۔۔۔

وہ گم صم سی بیٹھی تھی جب جینز پر کھلی سی ٹی شرٹ پہنے کھلے بالوں سمیٹ کہنی پر ہینڈ بیگ لٹکائے اٹل ماں کے پاس آئی۔۔۔

او کے ماں میں گھر جا رہی ہوں حادثہ کی بہت کالز آرہی ہیں۔۔۔ او کے بھابھی اللہ حافظ۔۔۔ وہ مسکرا کر جھکتی ان سے گلے ملی اور گھر سے نکل گئی۔۔۔

ایمان کی خاموش نگاہوں نے دور تک اسکا احاطہ کیا۔۔۔

بہت مس میچ تھا انکے لائف سٹائل میں۔

عروشہ اپنے کمرے میں صوفے پر نیم دراز تھی۔۔۔ وہ ابھی ابھی فریش ہو کر نکلی تھی۔۔۔ سرخ رنگ کی پاؤں کو چھوتی فراک میں ملبوس جسکی سلیوز فل تھیں۔۔۔ یہ رنگ اس پر بہت کھلا تھا۔۔۔ اتنا کہ ایک دفعہ آئینے میں اپنا عکس دیکھ کر وہ خود ہی مبہوت رہ گئی۔۔۔ بڑے عرصے بعد اسنے کوئی روایتی لباس پہنا تھا۔۔۔

نم بال صوفے کی ہتھی سے نیچے جھول رہے تھے پاؤں قینچی کی صورت بنا رکھے تھے اور پر سوچ نگاہیں کسی غیر مری نقطے پر جمی تھیں۔۔۔

پچھلے بہت سے دن اسنے دنیا سے کٹ کر گزارے تھے۔۔۔ ہر چیز سے کٹ کر محض اپنا محاسبہ کرتے ہوئے۔۔۔

کئی دفعہ بہت چھوٹی چھوٹی باتیں بہت بڑا سبق سمجھا جاتی ہیں۔۔۔ اور کئی دفعہ
بڑے سے بڑا واقعہ بھی دل کی دنیا بدلنے میں ناکام رہتا ہے۔۔۔
اسکے ساتھ بھی ایسا ہی کچھ ہوا تھا۔۔۔ زوہان کی اسے کہی جانی والی حجاب کے
متعلق ایک بات نے دل کی دنیا تہہ وبالا کر ڈالی تھی۔۔۔ اور پچھلے کئی دنوں سے
اسنے حجاب کی قدر و اہمیت سے آگاہی حاصل کرتے اپنا محاسبہ ہی کیا تھا۔۔۔
ارحم خان کی ایک ہی چیز اسکے انگاروں پر لوٹنے کا باعث بنتی تھی۔۔۔
وہ عروشہ کی طرف سے کی جانے والی پیش قدمی کو کبھی ٹھکراتا تھا۔۔۔ جتنا بھی
مصروف ہوتا اسکے پکارنے پر ارحم کی پہلی ترجیح وہی بن جاتی۔۔۔ وہ اسے اتنا
سپیشل فیل کروا دیتا کہ وہ ہواؤں میں اڑنے لگتی۔۔۔
مگر ظالم اتنا کہ کبھی خود سے پیش قدمی نہ کرتا۔۔۔ مجال تھی جو اتنے سارے
دنوں میں اگر عروشہ نے اس سے رابطہ نہ کیا تھا تو اسنے خود ہی اس سے رابطہ کیا
ہوتا۔۔۔ اسکا دل دکھنے لگتا۔۔۔
سنگدل بے حس بے مہر۔۔۔

لیکن تسلی اسی بات کی تھی کہ وہ ایک آواز دے گی تو وہ دور اچلا آئے گا۔۔۔
مگر بلانے پر ہی کیوں۔۔۔ خود سے کیوں نہیں۔۔۔ وہ لب چباتی مسلسل اسی کے
بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔

پتہ نہیں انکا یہ بے نام سارشتہ کبھی پایہ تکمیل تک پہنچ بھی پائے گا کہ
نہیں۔۔۔ لیکن ناجانے کیوں۔۔۔ بارہا سمجھانے کے باوجود یہ دل تھا کہ اسکی
ہمراہی کی خواہش کرتا تھا۔۔۔ اس میں غلط کچھ نہ تھا وہ اسی کا تھا۔۔۔ اسے اسی
کے پاس آنا تھا۔۔۔ لیکن ایک جھجک اور فطری شرم و حیا صد انچ میں آتی اسے
بھی کھل کر پیش قدمی سے روک جاتی۔۔۔ وہ ابھی تک اسکی جانب سے پیش
قدمی کی منتظر تھی۔۔۔ مگر اب تو اسے بھی لگنے لگا تھا کہ یہ حسرت دیوانے کا
خواب ثابت ہوگی۔۔۔

وہ گہری سانس خارج کرتی سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔ نم بال پشت پر جھول گئے۔۔۔
اسنے موبائل اٹھاتے ار حم کا نمبر ڈائل کر کے کان سے لگایا۔۔۔
دوسری جانب بیل جا رہی تھی۔۔۔

ارحم سگنل ریڈ ہونے پر ٹریفک کی قطار میں لگا ہوا تھا۔۔۔ وہ غالباً کوئی سائٹ عزت کرنے جا رہا تھا۔۔۔ جب اسکی افیون بج اٹھا۔۔۔

فون پر عروشہ کا نمبر دیکھ اسنے فون کان میں لگی بلو تو ٹھ سے کنیکٹ کیا۔۔۔

آل

سلام علیکم عروشہ کیسی ہو۔۔۔

فون سے ابھرتی اسکی بھاری مردانہ آواز کانوں کے رستے دل میں اترتی اسے ڈھیروں سکون فراہم کر گئی۔۔۔ لیکن اندر کہیں ن انہیں اس سوال سے شکووں

کے انبار نے جنم لیا۔۔۔ شدت سے دل چاہا کہ شکوہ کر ڈالے کہ تمہیں اتنی

میری فکر اسی لئے اتنے دنوں سے رابطہ ناکیا۔۔۔

لیکن کیا وہ یہ اختیار رکھتی تھی۔۔۔ اتنی گنجائش تھی انکے رشتے میں کہ وہ ناز

نخرے دکھاتی ناراض ہوتی شکوے کرتی اور وہ اسکے پیچھے پیچھے اسے مناتا

پھرتا۔۔۔

عروشہ۔۔۔ وہ کافی دیر خاموش رہی تو اسے سوچوں سے باہر لانے کا سبب ارحم

کی آواز ہی تھی۔۔۔

ہمممم۔۔۔ وہ بے طرح چونکی۔۔۔

R you okay....

ہمممم۔۔۔ کیا تم ابھی میرے گھر آ سکتے ہو۔۔۔ مطلب مصروف تو نہیں۔۔۔
بوکھلاہٹ میں وہ اسکے سلام کا جواب دینے کی بجائے ڈائریکٹ پوچھ بیٹھی۔۔۔
خیریت۔۔۔ اسکا انداز محتاط تھا۔۔۔ سگنل کھلنے پر وہ گاڑی آگے بڑھالے گیا۔۔۔
ہاں مجھے ایمان بھابھی اور بچوں سے ملنا ہے۔۔۔
اوہ۔۔۔ بچے تو آفس گئے ہیں۔۔۔ بھابھی گھر ہے۔۔۔ ٹھیک ہے تم تیار رہو میں
پانچ منٹ میں پہنچ رہا ہوں۔۔۔
وہ سائٹ پر جانا کینسل کرتا وہیں سے عروشہ کے گھر کی جانب جانے کو یوٹرن
لے گیا۔۔۔

عینانے جھک کر اپنے سامنے بیٹھی بیٹی کے منہ میں دلیے کا چمچ ڈالا۔۔۔ البتہ وہ کن
اکھیوں سے ادھ کھلے دروازے سے اندر بھی ایک نظر ڈال لیتی جہاں اسکا جیٹھ
بیٹھا اسکے شوہر سے باتیں کر رہا تھا۔۔۔

غضنفر کو ہسپتال سے گھر شفٹ ہوئے کافی دن ہو گئے تھے۔۔ وہ کافی بہتر تھا البتہ آج کل ویل چیئر استعمال کر رہا تھا۔۔ اس کے گھر جلد آ جانے کے پیچھے بھی اس کے جیٹھ کا ہی ہاتھ تھا۔۔ اس کی جانب سے سننے کو ملنے والی باتیں اور طرح طرح کے غیرت کے لحاف میں لپیٹ کر وقتاً فوقتاً دیئے جانے والے تانوں نے غضنفر کا دل ہسپتال اور اس رئیس زادے سے ملنے والی مراعات سے اس قدر بدزن کیا کہ اس کی زبان پر ایک ہی رٹ تھی کہ وہ مزید یہاں نہیں رکنا چاہتا۔۔۔

اب گھر آنے کے بعد بھی وہ شخص ہر دوسرے دن اس کے شوہر کے پاس آتا اور طویل ہوتی گفتگو کے باعث ہر دم عینا کے دل کو ڈھر کا سا لگا رہتا۔۔۔

ان کے رشتے میں بہت دوریاں آنے لگی تھیں۔۔۔ غضنفر کا موڈ اس قدر خراب رہتا کہ وہ عینا کو مخاطب تک نا کر تا زیادہ تر خاموشی کی بکل اوڑھے رکھتا۔۔۔

عینا کے لئے اس کا رشتہ اہم تھا اس لئے ان کے رشتے میں بڑھتے بگاڑ اور سرد مہری کے باعث اس نے آفس جانا بالکل بند کر دیا تھا۔۔۔ وہ غضنفر کو غصہ کرنے کا کوئی موقع فراہم نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔

جب بھی وہ شخص اسکے گھر آتا اسکی عجیب چھید کرتی نگاہوں اور شوہر کے ساتھ کمپنی اسے جی جان سے لرزادیتی۔۔۔۔ وہ ایک گھٹیا انسان تھا اس چیز کا اندازہ اسے شروع سے نہیں تھا۔۔۔

اس بات کا اندازہ اسے غضنفر کے ایکسڈینٹ ہونے کے بعد ہسپتال میں ایڈمٹ ہونے کے بعد پتہ چلا تھا۔۔۔ جب وہ اسے بے آسراو بے بس سمجھ کر ترنوالہ سمجھتارات کے اندھیرے میں اس پر نقب لگانے کو اس گھر میں داخل ہوا تھا۔۔۔

آج تک اسکے سامنے وہ شخص غضنفر کا بڑا بھائی تھا جس نے خود اپنی پوزیشن غضنفر تو دور پوری دنیا کے سامنے بڑی کلئیر رکھی ہوئی تھی لیکن اندر سے وہ کیا تھا یہ اس روز عینا نے اسکا وحشی روپ دیکھ کر جانا تھا۔۔۔

سکی نیت عینا پر خراب ہو چکی تھی۔۔۔

اس روز عینا نے جیسے تیسے اپنا دفاع کیا اور کسی شیرنی کی مانند مقابلہ کرتے اسے دھول چٹا کر باہر کا راستہ دکھایا کہ وہ دھنگ رہ گیا۔۔۔

بلاشبہ اگر ایسی خاندانی صورت حالوں میں عورت کی مرضی شامل ناہو اور وہ اپنے اندر شیر سی ڈھار رکھ لیں تو مرد کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔

وہ بھی اسکی ہمت اور شیر سی ڈھار سے ڈر گیا تھا۔۔۔ عزت کا خوف ہر چیز پر غالب آگیا۔۔۔ ڈبی جیسے مکان ایک دوسرے کے ساتھ تو جڑے تھے کے کوئی اونچی آواز میں کھانسنے بھی تو دوسرے گھر تک با آسانی آواز جائے۔۔۔ اسکے بعد وہ کھل کر عینا کے سامنے آیا۔۔۔ طرح طرح کی آفرز کروانے کے بعد بھی جب عینا نے اسے بے طرح دھتکارا تو وہ اسکے لئے حالات تنگ سے تنگ تر کر تا چلا گیا۔۔۔ اندر ہی اندر وہ اسکے بگڑتے معاشی حالات سے خوش تھا۔۔۔ گھر میں بچی کے دودھ تک کے لالے پر چکے تھے اور وہ جانتا تھا کہ اولاد کا دکھ ماں کو بے بس کروا دیتا ہے۔۔۔ وہ بڑی آسودگی سے منتظر تھا کہ اب یہ لڑکی اسکے قدموں میں گر کر اسکی ہر بات مانتی اس معاشرے میں سروائیو کرنے کو مدد چاہے گی۔۔۔

لیکن براہو اجواسے بروقت نوکری مل گئی۔۔۔ وہ دل مسوس کر رہ گیا۔۔۔

لیکن معاملہ یہیں ختم نہیں ہوا۔۔۔ اسے کسی بھی طرح عینا کو بے بس کر کے اپنے سامنے جھکانا تھا۔۔۔ اب جب وہ کھل کر اسکے سامنے آگیا تھا تو اسے اپنے مقصد میں کامیاب ہونا تھا لیکن یوں اس انداز میں کے پھر وہ اپنے مقصد کی کامیابی بھی اسے بھرپور بے بس کر کے اس پر احسان جتنا حاصل کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔

ناجانے کیوں اسے اپنے سامنے دیکھ اسکی ایک جھلک دیکھ ہی اس شخص کی رال ٹپک پڑتی۔۔۔

یہ ہی وجہ تھی کے اس روز اسنے سفاکیت کی ہر حد پار کرتے عینا کو بے بس کرنے کی خاطر بہت بڑی چال چلی اور جس پروسن کو عینا بیٹی کی ذمہ داری سونپ کر جاتی۔۔۔ جا کر اس سے ملا۔۔۔ بھتیجی سے محبت ظاہر کر کے اسے کچھ دیر کے لئے اجازت طلب کر کے اپنے ساتھ اپنے گھر لے آیا۔۔۔ اسکے بیوی بچے ننھیال گئے تھے تبھی گھر میں تنہائی تھی۔۔۔ اس روز موسم عام دنوں کی نسبت بہت سرد تھا۔۔۔

اسنے سکون سے بچی کی جیکٹ موزے ٹوپی غرض ہر وہ چیز اتاری جو اسے سردی سے محفوظ رکھے ہوئے تھی اور لیجا کر چھٹ کے ٹھنڈے تخی بستہ فرش پر اسے بیٹھا کر خود پاس ہی کر سی پر بیٹھتا سگریٹ سلگا کر سگریٹ پینے لگا۔۔۔
ٹھنڈ کی شدت کو برداشت نا کر پاتے بچی تڑپ تڑپ گی۔۔۔
کچھ دیر تک اسکی چیخوں سے بد مزہ ہونے کے بعد وہ ہینڈ فری نکال کر کانوں پر لگا گیا۔۔

وہ لپک لپک کر اس تک آئی اور ہاتھ بڑھا کر اسے گود میں اٹھانے کو التجائیں کرنے لگی مگر وہ بے حس بنا دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھے آنکھیں موندے سکون سے میوزک سے لطف اندوز ہوتا رہا۔۔۔ یہ ڈرامہ زیادہ دیر تک ناچل سکا کیونکہ وہ بچی تھی اور بہت جلد اسکا جسم سردی کی لپیٹ میں آیا اور اسے تپ تپا کر بخار چڑھنے لگا ساتھ ہی اسکی آنکھیں غنودگی سے بند ہونے لگی۔۔ اپنے جسم پر اسکی ڈھیلی پڑتی گرفت کے باعث اسنے آنکھیں کھولیں۔۔ پھر مسکراتے ہوئے ہینڈ فری اتار کر جیب میں رکھی اور بڑے سکون سے اسے اسی تخی بستہ

ہڈیوں کو ٹھٹھراتے فرش پر لٹا کر بڑے آرام سے اسکی جیکٹ اور دوسری چیزیں پہنانے لگا۔۔۔ غرض ٹھنڈ ہڈیوں تک میں رچ بس گئی۔۔۔

اسکے بعد وہ عینا کے واپس آنے سے پہلے پہلے سوئی ہوئی بچی کو بڑی محبت و عقیدت سے اس عورت کے پاس واپس چھوڑ گیا۔۔۔ اور بچی اسے پکڑانے کی بجائے جا کر لحاف میں لٹادی۔۔۔ یوں وہ عورت اس شخص کے کہنے کے مطابق یہ ہی سمجھتی رہی کہ وہ کھیلتے کھیلتے تھک کر سو گئی۔۔۔

اسکے بخار میں تپتپانے کا عندیہ تو عینا کے آنے کے بعد کھلا تھا۔۔۔ اس روز وہ بہت مسرور تھا کہ آج وہ اپنے ہر مقصد میں کامیاب ہو گا۔۔۔ تبھی تو اسی کی تاک میں آس پاس ہی تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ بچی بہت بیمار ہو گئی اتنی کے عینا کو اسے ہسپتال لیجاتے ہی بنے گی۔ ایسے میں کون تھا اسکے سوا عینا کا جو اسکی مدد کرتا۔۔۔ چاہتے نا چاہتے بیٹی کی زندگی کے لئے اسے اسکے پاس ہی آنا پڑتا۔۔۔

لیکن برا جو اس روز واقعی کسی غیبی مدد کر طور پر ارحم وہاں آگیا۔۔ اس روز اگر وہ بروقت اسے کسی اچھے ہسپتال میں نالے جاتا اور اسکا بروقت بہترین علاج نہ ہوتا تو یقیناً بچی کا بچنا مشکل ہو جاتا

۔۔۔ اور اسکے بعد یکدم ہی غضنفر کا علاج شروع ہونا اور اسکا تیزی سے روبائے صحت ہونا کہاں برداشت ہوا تھا اسے۔۔۔ تبھی تو اب اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آیا تھا۔۔۔

دفعۃً وہ شخص چادر جھٹکتا کمرے سے باہر نکلا اور ایک گہری آڑ پار ہوتی نگاہ باہر بیٹھی عینا پر ڈالی۔۔

وہ تنفر سے چہرہ موڑ گئی۔۔۔ لیکن اسکے چہرے پر کچھ ایسا تاثر ضرور تھا جو عینا کے اندر خطرے کی گھنٹی بجانے لگا تھا۔۔۔ وہ مسرور سا گھر سے نکل گیا۔۔۔۔۔ جیسے اپنے حصے کی چال چل چکا ہو۔۔۔۔۔

—

ارحم ٹھیک پانچ منٹ بعد عروشه کے گھر کے باہر کھڑا تھا۔۔ اسکا ٹیکسٹ دیکھتے ہی عروشه تیزی سے گھر سے باہر نکلی۔۔۔ ارحم کی بے ساختہ اسکی طرف اٹھتی پہلی ہی نظر گویا ٹھٹھک کر وہیں فریز ہو گئی۔۔۔

وہ فراق کے ہم رنگ ہی حجاب سر پر اوڑھے ہوئے تھی۔۔ اور اس وقت ایسا پاکیزگی کا ہالہ اسکے چہرے کے گرد بنا ہوا تھا کہ ارحم کو اس چہرے پر سے نگاہیں ہٹا پانا مشکل ترین امر لگا۔۔

اسکے گاڑی کے قریب پہنچنے پر وہ سر جھٹکتا سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔ آپنی اس بے خودی پر اسے جی بھر کر تاؤ آیا۔۔۔ بھلا کیا سوچتی ہو گی وہ اسکے بارے میں۔۔۔ ماضی کا اسکا خونخوار انداز و رد عمل یاد آیا تو خود کو کوس کر رہ گیا۔۔۔ کیا ضرورت تھی اس بے خودی کی ناجانے وہ کیا سوچ رہی ہو گی۔۔۔ اسنے سر جھٹکا۔۔۔ عروشه نے اسکی نگاہوں کا ٹھٹھکنا اور نظریں پھیرنا شدت سے نوٹ کیا۔۔۔ دوبارہ اسنے شعوری نگاہ عروشه پر ناڈالی۔۔۔

گاڑی جانے پہچانے راستوں پر رواں دیکھ وہ حیران ہوئی۔۔۔

بھابھی خان ولا میں ہیں کیا۔۔۔ وہ سر ہاں میں ہلا گیا۔۔۔

جس وقت اسنے عروشه کے ہمراہ ایمان کے کمرے کے دروازے پر دستک دی
وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ٹانگیں لمبی کئے کتاب پڑھ رہی تھی۔۔
دفعۃً دروازہ وا کر کے ارحم اندر داخل ہوا۔۔
میں نے آپکو ڈسٹرب تو نہیں کیا بھابھی۔۔۔
ارے نہیں۔۔ لیکن تم تو آفس گئے تھے نا اتنی جلدی واپس۔۔۔
اسکے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے جب اسکے پیچھے سے سرخ لباس اور سرخ ہی حجاب
میں ملبوس جھجھکتی ہوئی عروشه اندر داخل ہوئی۔۔
در اصل عروشه کو آپ سے ملنا تھا۔۔۔
ایمان کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ چھا گئی۔۔۔
اسکے سلام کرنے پر ایمان نے اسے خوشدلی سے گلے سے لگایا۔۔۔
عروشه کو لگا وہ گویا پتھر کی ہو گئی ہو۔۔۔
خاموش آنسو آنکھوں سے بہہ نکلے۔۔۔ احساسات و جذبات عجیب سے ہو رہے
تھے۔۔۔

ارے کیا ہوا۔۔۔ جہاں ایمان اسکے رد عمل پر شک ہوئی وہاں ارحم بھی
پریشان ہوا اٹھا۔۔۔

خاموشی سے بہتے آنسو بھل بھل بہتے آنسو میں بدل گئے۔۔۔
وہ یک ٹک مسمرائز سی اپنے سامنے کھڑی اپنی آئیڈیل کو دیکھ رہی تھی۔۔۔
جیسا اسکے لفظوں سے اسنے ایمان کا عکس دماغ میں بنایا تھا اسے اپنے سامنے اس
سے بھی بڑھ کر پایا تھا۔۔۔

عروشہ کیا ہو گیا ہے سب ٹھیک ہے نا۔۔۔ ارحم لب چباتا اسے جانچتی نگاہوں
سے دیکھتا دو قدم اسکی جانب بڑھا۔۔۔

آپکو پتہ ہے بھابھی۔۔۔ آپ میری رول ماڈل ہیں۔۔۔ میری فیورٹ رائٹر۔۔۔
وہ بہتی آنکھوں سمیٹ کپکپاتے ہاتھوں میں اسکے دونوں ہاتھ تھامے مسمرائز سی
اسے دیکھتی بول رہی تھی۔۔۔
ایمان ٹھٹھکی۔۔۔

آپ سے ملنے کی آپکو روبرو دیکھنے کی بہت خواہش کی تھی میں نے۔۔۔

اوہ۔۔ ایمان قدرے ڈھیلی پڑی۔۔

آپکو نہیں پتہ آپکے آڑ ٹیکلز میرے لئے کیا ہیں۔۔ اسنے گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔

مجھے زندگی کے مختلف مقامات میں ان سے بہت رہنمائی ملی ہے۔۔۔ بہت سی کلیریٹی ملی ہے۔۔۔ میرے لئے انرجی بوسٹر کا کام کرتے ہیں آپکے آڑ ٹیکلز۔۔۔ مجھے یقین نہیں آرہا کہ آپ میرے سامنے کھڑی ہیں اور میں آپ سے بات کر رہی ہوں۔۔۔ اسکی آواز میں غیر یقینی تھی۔۔۔ ایمان کی اپنی آنکھیں نم ہو اٹھیں۔۔۔

ایسے فیڈ بیک اسنے بارہا پڑھے تھے مگر براہ راست ایسا تجربہ پہلی مرتبہ ہوا تھا۔۔۔

آپکو اندازہ ہی نہیں ہے آپ گھر بیٹھے کیا کام کر رہی ہیں۔۔۔ لاکھوں ٹوٹے دلوں کو امید اور آس کا سہرا تھما رہی ہیں۔۔۔ معاشرے میں کس قدر خاموشی سے مثبت تعمیر اور امید کے بیج بورہی ہیں۔۔۔ آپ ایک خاموش اسپیکٹ کریٹ کر رہی ہیں۔۔۔ سوچ کو کلیریٹی اور ایک نیا رخ دے رہی ہیں۔۔۔ آپ

دیکھئے گا دیکھتے ہی دیکھتے یہ بچ جو آپ نے بوئے ہیں یہ کس قدر تناور درخت بنیں گے۔۔۔

مجھ جیسے کئی لوگ جو آپ سے انسپائر ہو کر آپ کی تحریروں سے متاثر ہو کر راہ حق کے مسافر بنیں گے وہ آپ کے لئے صدقہ جاریہ بن جائیں گے۔۔۔ ایمان نے ہاتھ بڑھا کر اسکے بہتے آنسو صاف کئے۔۔۔

میں ایک مرتبہ پھر سے آپ کے گلے لگنا چاہتی ہوں۔۔۔ کیا میں آپ سے گلے مل لوں۔۔۔

ایمان نے مسکراتے ہوئے اسے گلے سے لگایا۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ یہ تو ریڈرز رائٹر سپیشل ملاقات ہے۔۔۔

Something role model & inspirational type...

میں تو خواہ مخواہ میں پریشان ہوا تھا۔۔۔

اسکے سادگی سے کہنے پر دونوں مسکرا دیں۔۔۔

خیر بیٹھیں آپ دونوں۔۔۔ مجھے سائٹ دیکھنے جانا ہے۔۔۔ اور میں جاتا جاتا آپ کے

لئے ریفریشمنٹ بھیجتا ہوں۔۔۔

وہ مسکرا کر ان دونوں کو ایک دوسرے کے سنگ چھوڑ کر کمرے سے نکل گیا۔۔۔

غضنفر ویل چیئر پر بیٹھا برآمدے کے آخری کنارے پر موجود سامنے صحن میں برستی بارش کی بوندیں دیکھ رہا تھا جو فرش پر برستی تو بلبے بناتیں اور جلد ہی وہ بلبلا پھٹ کر غائب ہو جاتا۔۔۔ وہ غائب دماغی سے یہ کھیل دیکھ رہا تھا۔۔۔ جب عینا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہاں آئی۔۔۔

غضنفر آپ اتنے چپ چاپ کیوں رہنے لگے ہیں۔۔۔ پلیز کچھ تو بات کریں۔۔۔ وہ کرسی گھسیٹ کر اسکے پاس بیٹھی اور نرمی سے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ گئی۔۔۔

اسنے ایک خاموش نگاہ عینا کے چہرے پر ڈالی۔۔۔۔

آپ کو پتہ ہے میں نے آپکے ٹھیک ہو کر واپس لوٹنے کی کتنی دعائیں کی ہیں۔۔۔ وہ

مزید گویا ہوئی۔۔۔ اور اب جب قدرت نے مجھے یہ موقع دیا ہے تو ہمارے بیچ

اتنی دوریاں کیسے آگئی غضنفر۔۔۔ اسکا لہجہ لجاہت آمیز تھا۔۔۔ مجھ سے بات

کریں۔۔۔ اگر کوئی گلہ شکوہ ہے تو بتائیں نا۔۔۔ ہم مل کر اپنے مسئلے حل کر لیں گے۔۔۔

اتنے فاصلے تو ہمارے بیچ کبھی نہ تھے۔۔۔

کیونکہ اس سے پہلے تم بھی تو اتنی باغی کبھی نہ ہوئی تھی۔۔۔ اس کے سر سراتے لہجے میں کہنے پر عینا کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ وہ ایک ہی فقرے میں اس کی ساری باتوں کا جواب دیتا اسے خاموش کروا گیا

کک۔۔ کیا مطلب۔۔۔ نا جانے وہ شخص کیا سچ جھوٹ گھر کر گیا تھا اس کے سامنے۔۔۔ عینا کے دل کو ڈھر کا سا لگا۔۔۔

کیوں تم تھوڑے سے مشکل وقت پر قناعت کرتی اسے صبر سے کاٹنا سکی عینا۔۔۔ وہ دور خلاؤں میں دیکھنے لگا۔۔۔

جبکہ عینا کو لگا گویا وہ قطرہ قطرہ بڑے آرام سے اپنے لفظوں سے دھیرے دھیرے اس کی روح کھینچ رہا ہو۔۔۔ اس کے لب کپکپا گئے۔۔۔ آنکھیں بھر آئیں۔۔۔

یہ کیا کہہ رہا تھا وہ۔۔۔ وہ اس مشکل وقت میں اپنی عزت کی چادر سنبھالتے
سنبھالتے بے دم ہو گئی تھی اور اتنا قاری الزام۔۔۔۔۔

مم۔۔۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا غضنفر۔۔۔ زرا کھل کر کہیں۔۔۔

کیوں تم نے چودراستے اختیار کرنے لگی عینا۔۔۔ کیوں تم غلط راستوں کی مسافر
بن گئی۔۔۔

آنکھوں کی نمی پھسل کر گالوں پر بہہ نکلی۔۔۔ تو طے ہو احالات نے اسکے مخالف
ہی چلنا ہے۔۔۔ وہ شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

صفائی میں پیش کرنے کو ایک لفظ بھی ادا کرنے سے زبان انکاری ہو گئی۔۔۔۔

مثلاً۔۔۔ اسنے دقت سے سینے میں اٹکتی سانس خارج کی۔۔۔

تمہارے باس سے تمہارا پرانہ یارانہ تھا نا۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ اسکا دل کپکپا کر رہ گیا۔۔۔ وہ مزید جاننا چاہتی تھی کہ وہ اسکے ماضی

کے بارے میں کس قدر آگاہ ہوا ہے۔۔۔

اسکا جسم کپکپانے لگا۔۔۔

وہ تمہارا یونیورسٹی فیلو تھا۔۔۔

تھینک گاڈ۔۔۔ اسکے نکاح کا ذکر کہیں نہیں تھا۔۔۔ کیونکہ اسے صفحائے ہستی سے ہی مٹا دیا گیا تھا۔۔۔ دل کو زرا اسی ڈھارس بند ہی۔۔۔ میرے جانے کے بعد تم نے وہی یارانہ جاری رکھا اور راتوں کو۔۔۔ انف۔۔۔ انف غضنفر۔۔۔ اس سے زیادہ بالکل زبان سے کوئی لفظ مت نکالے گا۔۔۔

وہ شوہر کی آنکھوں میں رقم بے اعتباری کی داستاں بڑی آسانی سے پڑھ چکی تھی۔۔۔ اور بہت اچھے سے سمجھ چکی تھی مرد کے لئے بے اعتبار ہوئی عورت کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔۔۔ وہ ظالم۔۔۔ شخص اسکا رشتہ آخری نہج پر لے آیا تھا۔۔۔ وہ آنسو اندر ہی اندر پیتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ میں بے حیا۔۔۔ میں بے غیرت۔۔۔ میں ہلکے کردار کی۔۔۔ ٹھیک۔۔۔ دل ٹوٹا تھا اور تکلیف شدت کی تھی۔۔۔

اگر کئی سالہ ازدواجی زندگی میں آپ مجھے اتنا ہی سمجھے ہیں تو بالکل میں ایسی ہی ہوں گی۔۔۔ آنسو بھل بھل بہنے لگے۔۔۔ غضنفر نے اسے چونک کر دیکھا۔۔۔

لیکن میں اپنی صفائی آپکو نہیں دوں گی۔۔۔

آپکو میرے بارے میں جو سوچنا ہے سوچئے۔۔ اور جو آپکے اس غلیظ بھائی نے

میرے بارے میں آپ سے کہنا ہے کہتا رہے۔۔۔ وہ گھٹیا۔۔

زبان کو لگام دو اپنی عینا۔۔ خبردار جو میرے بڑے باپ سماں بھائی کے بارے

میں ایک لفظ بھی بولا تو۔۔۔

وہ انگلی اٹھاتا ڈھارا اٹھا۔۔۔

وہ طنزیہ مسکرائی۔۔۔ وہ میرے بارے میں جو مرضی بکو اس کرتا پھرے

ٹھیک۔۔۔ میں اسکی شان میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔۔۔ وہ زخمی ناگ بنی بل کھاتی

چلائی۔۔۔

ایسی غیرت آپ نے تب کیوں ناد کھائی جب وہ میرے بارے میں آپ سے

بکو اس کر رہا تھا۔۔۔

وہ سچ بول رہے ہیں انکے پاس ثبوت۔۔۔

انہوں نے کہا اور آپ نے مان لیا۔۔۔

اسکے پاس ثبوت۔۔۔

بھار میں جائے ایسے ثبوت۔۔۔ وہ چٹخ چٹخ گئی۔۔۔
اگر یہ رشتہ ختم ہونا ہی تھا تو یونہی مظلوم بن کر نہیں۔۔۔ اپنی بقا کو وہ سارے
ہاتھ پاؤں مارے گی۔۔۔
ٹھیک ہے میں ہوں بد کردار۔۔۔ بیٹھائیں مجھ پر پہرے۔۔۔ میں نہیں جاؤں
گی اس گھر سے باہر۔۔۔ قدم تک نہیں نکالوں گی۔۔۔
اور یہ فون۔۔۔ اسنے غصے سے میز پر پڑا فون اٹھا کر زور سے دیوار میں مارا۔۔۔
غضنفر حیرت سے اسکا یہ پاگل پن دیکھ رہا تھا۔۔۔
ٹوٹ گیا میرا دنیا سے رابطہ۔۔۔
میں خود کو آپ تک اور اس گھر کی چار دیواری میں محدود رہ کر ثابت کر سکتی
ہوں
لیکن اب دوبارہ میں اس گھٹیا شخص کی اپنے گھر میں شکل تک نہیں دیکھنا چاہوں
گی۔۔۔ اسے اپنی زبان میں منع کر دیجئے گا۔۔۔ ورنہ اگر وہ دوبارہ یہاں آیا تو
میں بہت برا پیش آؤں گی۔۔۔
بکو اس بند کرو اپنی۔۔۔ وہ آنکھیں نکالتا غرایا۔۔۔

تمہارے باپ کا گھر نہیں ہے یہ۔۔۔ میرا گھر ہے۔۔۔ اور جب انکا دل چاہے وہ یہاں آئیں گی۔۔۔ اور تم پر انکی عزت کرنا لازم ہے۔۔۔ وہ لمحوں میں اسے دو کوڑی کا کر گیا تھا۔۔۔

باپ کا ناسہی شوہر کا تو ہے گھر۔۔۔ اور میں اس گھر میں اس شخص کی موجودگی برداشت نہیں کروں گی۔۔۔ اسے آپ سے ملنا ہے تو آپ کو اپنے ساتھ لیجایا کرے۔۔۔ لیکن یہاں نہیں۔۔۔

اور رہ گئی بات اس کی عزت کرنے کی۔۔۔ تو عزت بھی انہی کی کی جاتی ہے جو عزت کے قابل ہوں۔۔۔ بے غیر توں کی نہیں۔۔۔

عینا میرا ہاتھ اٹھ جائے گا اب تم پر۔۔۔ تمہاری اتنی بکو اس سننے کے بعد اور بھائی کے ساتھ اس قدر نارواں رویے سے پہلے میں تم جیسی لڑکی کو طلاق۔۔۔ نانا غضنفر صاحب۔۔۔ نا۔۔۔ یہ غلطی مت کریئے گا۔۔۔ فلحال تو بالکل بھی

مت جب آپ اپنی ہر چیز کے لئے مجھ پر انحصار کر رہے ہیں ہیں۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ انتہائی طیش میں کوئی غلط قدم اٹھاتا وہ تیزی سے تیکھے لہجے میں اسکی بات کاٹ گی۔۔۔

نوا سے احسان مت سمجھئے گا کے میں آپکی خدمت کر کے کوئی احسان جتا رہی ہوں۔۔۔ یہ فرض ہے میرا۔۔۔ جسے میں باخوشی نبھار رہی ہوں۔۔۔ دوسری بات محض آپکی بیوی ہی نہیں میں آپکی بیٹی کی ماں بھی ہوں۔۔۔ اس لئے آپ زرا اٹھیک ہو لیں پھر کریں گے اس بارے میں بات۔۔۔ ٹرسٹ می اگر آپ نے جوش جذبات میں آکر ایسا کوئی فیصلہ کیا تو برباد محض میں نہیں ہوں گی۔۔۔ آپ بھی میرے بنا کچھ نہیں۔ اور پھر آپکی بیٹی اسکے بارے میں بھی سوچئے گا۔۔۔۔

اس لئے جہاں اتنا عرصہ انتظار کیا وہیں کچھ عرصہ اور سہی۔۔۔ ایک بدکردار بیوی کو چند دن مزید برداشت کر لیں۔۔۔ لیکن اس دوران اپنے بھائی کی باتوں عادات اور انکی شخصیت کا تعصب کی نگاہ سے ہٹ کر موازنہ ضرور کیجئے گا۔ وہ تن فن کرتی کہہ کر کچن میں آگی۔۔۔

جبکہ کچن میں آتے ہی چہرہ ہاتھوں میں چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔ وہاں تو خود کو بہت بہادر ثابت کر دیا۔۔۔ لیکن سچی بات یہ تھی کہ گھرا جڑنے کی بات نے اسے اندر سے ختم کر ڈالا تھا اور دل بے طرح کپکپا رہا تھا۔۔۔

بھا بھی آپ سے ایک بات پوچھوں۔۔۔۔
عروشہ اور ایمان صوفے پر آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔ سامنے میز پر چائے کے
ساتھ سنیکس پڑے تھے جو ابھی ابھی ملازمہ آکر سرو کر کے گئی تھی۔۔۔
ہم پوچھو۔۔ ایمان نے چائے کا گھونٹ بھرتے عروشہ کو دیکھا جو قدرے
شش و پنج میں مبتلا تھی۔۔۔

آپ کیسے ہر وقت اتنی پازٹیو رہ لیتی ہیں۔۔ اسنے لب کترے۔۔۔
ایمان مسکرا دی۔۔ ہمیشہ کوئی بھی پازٹیو نہیں رہ سکتا عروشہ۔۔۔
ہم انسان ہیں۔۔ اور ہم ہمیشہ ایک فیز میں نہیں رہ سکتے۔۔ یہ زندگی ہے اور
اس میں سب کچھ ہماری سوچ کے مطابق نہیں ہو سکتا۔۔۔

ہمارے چند دن بہت اچھے گزرتے ہیں۔۔ پر جوش۔۔ پروڈکٹو۔۔ ہر کام
وقت پر۔۔ ایک اچیور کی مانند۔۔ خوش و خرم۔۔۔

لیکن ہمارے چند دن بہت برے گزرتے ہیں۔۔ جب ہم ڈپریسڈ بھی ہوتے
ہیں۔۔ ہمارا ڈسپلن اور پروڈکٹیوٹی متاثر بھی ہوتی ہے۔۔ ٹائم ٹیبل خراب ہو

جاتا ہے۔۔۔ ہم سست اور کاہل ہو جاتے ہیں۔۔۔ کوئی بات کوئی واقعہ مینٹل
ہیلتھ پر اثر انداز ہو جاتا ہے۔۔۔ کام خراب ہونے لگتے ہیں۔۔۔ پلانز فیل ہو
جاتے ہیں۔۔۔ کم ہمتی کا غلبہ طاری ہونے لگتا ہے۔۔۔ ہم سب سے بلکہ اپنے
آپ سے بھی روٹھنے لگتے ہیں۔۔۔ بعض اوقات زندگی بہت مشکل بھی لگنے لگتی
ہے۔۔۔ اور ہم بیمار بھی پر جاتے ہیں۔۔۔

یہ سب قدرتی ہے۔۔۔ اور سب کے ساتھ ایسا ہوتا ہے۔۔۔ ہر انسان کے
ساتھ۔۔۔ کوئی بھی اس سے مبرا نہیں۔۔۔

وہ گم صم سی اسے سن رہی تھی۔۔۔

بالکل ویسے جیسے وہ اسکے آڑ ٹیکلز پڑھ رہی ہو۔۔۔

لیکن سب میں اور کچھ خاص لوگوں میں فرق ہوتا ہے نا۔۔۔ وہ اپنی شش و پنج کو

کوئی نام نادے پائی۔۔۔

ایمان مسکرا دی۔۔۔

سب میں اور کچھ خاص لوگوں میں جو فرق ہوتا ہے وہ محض سچویشن کو ڈیل

کرنے کی بیس پر ہوتا ہے۔

مطلب۔۔۔ وہ الجھی۔۔۔

مطلب ایک ہی سچو نشن کو مختلف لوگ مختلف طریقوں سے ڈیل کرتے ہیں۔۔
مثال کے طور پر آپ نے ایک نیابز نس شروع کیا۔۔ یا کوئی کھانا بنا شروع
کیا۔۔۔

اب آپ نے بہت محنت کی۔۔ لیکن آخر میں وہ کام چل ناسکایا کھانا خراب ہو
گیا۔۔ یا بنی بنائی چیز کسی وجہ سے ضائع ہوگی۔۔ اب ہر انسانی دماغ اس ایک
چیز کے بعد سب سے پہلے شک میں جائے گا۔۔

ظاہر سی بات ہے ہر ذی روح کو محنت ضائع ہونے پر قلق ہوتا ہے۔۔
یہاں تک سب میں رد عمل ایک جیسا ہوتا ہے۔۔ ٹھیک
لیکن اگلے فیروز کار د عمل مختلف انسانوں میں الگ الگ ہوتا ہے۔۔ اور یہ ہی
چیز ایک انسان جو دوسرے سے منفرد بناتی ہے۔۔۔

کچھ لوگ ہوتے ہیں جو ایسی صورت حال میں غلطی نہیں مانتے۔۔ وہ اس چیز کی
زمہ داری لینے سے ہی انکار کر دیتے ہیں۔۔ انکے لئے اس سے قدرے ایک

آسان کام ہوتا ہے ہر چیز کو کسی دوسرے سے نتھی کر کے الزام اسکے سر لگا دینے کا۔۔۔

جیسے یہ مجھ سے ٹکرایا تو یہ ٹوٹ گیا۔۔۔ فلاں شخص آیا تو میرا دماغ بٹ گیا اور کھانا اچھانا بنا۔۔۔

میں نے فلاں شخص کی سٹریٹجی پر عمل کیا تو بزنس فلاپ ہو گیا۔۔۔ وغیرہ
وغیرہ۔۔۔ وہ کبھی اپنا نام اندر نہیں آنے دیں گے کہ اس میں یہاں مجھ سے غلطی ہوئی۔۔۔

وہ ہلکا سا مسکرائی۔۔۔

دوسری قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جو کام خراب ہونے پر چیختے ہیں چلاتے ہیں۔۔۔ گھر میں بھونچال لا کھڑا کرتے ہیں۔۔۔ وہ نا صرف اپنی غلطی کسی دوسرے کے سنگ تھوپتے ہیں بلکہ دوسرے کو ڈی گریڈ کر کے خوب خوب اپنی فریسٹریشن دوسرے پر نکالتے ہیں۔۔۔

ایک قسم ان لوگوں کی بھی ہوتی ہے جو ایسی صورت حال میں بیٹھ کر رونا شروع کر دیتے ہیں اور قسمت کو کوستے ہیں کہ میری تو قسمت ہی خراب ہے۔۔۔ میں

کبھی کچھ اچھا کر ہی نہیں سکتی۔۔۔ میں کیوں اس خاندان میں پیدا ہو گئی یا ہو گیا۔۔۔ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا وغیرہ وغیرہ۔۔۔

اور کچھ لوگ ہوتے ہیں۔۔۔ اور وہ بہت نایاب ہوتے ہیں جو اپنے اینگر یعنی کے غصے کو میچ کرنا جانتے ہیں۔۔۔ انہیں ایسی سچویشن کو ڈیل کرنا آتا ہے۔۔۔ کچھ اس ڈیلنگ کے بالکل ابتدائی فیز میں ہوتے ہیں کچھ قدرے آگے۔۔۔ یعنی فیزز سب کی مختلف ہو سکتی ہیں۔۔۔

ایسے لوگ کام خراب ہونے پر بہت جلد ابتدائی فیز سے نکلتے ہیں۔۔۔ انکا نظریہ یہ ہوتا ہے کہ چلو کام خراب ہوا تو ہے اور اسکا دکھ بھی ہے۔۔۔ لیکن اس سے میں نے بہت کچھ سیکھا۔۔۔ یقیناً میں یہ غلطیاں دوبارہ نہیں کروں گا۔۔۔ اور اگر یہ کام خراب ہو گیا تو یقیناً اس میں اللہ کی کوئی مصلحت ہے۔۔۔ میں بار بار یہ کام کروں گا تو سیکھ جاؤں گا۔۔۔

ایسا نہیں کے ایسی قسم والے لوگوں کو دکھ نہیں ہوتا۔۔۔ لیکن پازٹیو باتیں خود سے دہرانے سے گرمی ہوئی انرجی واپس اٹھنے لگتی ہے اور وہ آپکو کھینچ کر ٹریک

تک لے آتی ہے۔۔ لیکن ٹریک تک واپس آنے کا سفر اسکا بھی تکلیف دہ ہوتا ہے لیکن وہ شخص شعوری کو شیش سے وہ فاصلہ کاٹ ہی لیتا ہے۔۔۔ اس لئے یہ تو ماغ سے ہی نکال دو کے کوئی انسان ہمیشہ پاز یٹو یا انرجائزر رہ سکتا ہے۔

نو نیور۔۔۔ سب ڈی موٹیویٹ ہوتے ہیں۔۔۔

بس ایک انسان کو اپنا لیول پہچان کر اپنی غلطیاں پوائنٹ آؤٹ کر کے اس میں بہتری لانے کی کوشش کرنی چاہیے۔۔۔ اور میں یہ ہی کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔۔۔ مایوسی اور کم ہمتی کے فیز کو توڑ کر امید اور آس کے دامن کو تھامنے کی کوشش کرتی ہوں۔۔۔ عروشہ اسکی باتیں سن کر گرم صم رہ گئی۔۔۔ اسکا انداز بیاں سیدھا دل پر اثر کرتا تھا۔۔۔

اگر آپ برانا منائیں تو ایک زر اپر سنل قسم کا سوال پوچھ لوں۔۔۔ اسکے لہجے میں ہنوز ہچکچاہٹ تھی؟۔

ہاں ہاں ضرور۔۔۔

پلیز ڈونٹ مائنڈ۔۔۔ مگر بس ایک کنفیوزن ہے جو میں دور کرنا چاہتی ہوں۔۔۔
ہمممم۔۔۔ ہممم۔ اسنے خالی کپ واپس میز پر رکھا۔۔

آپ شامیر بھائی کی دوسری شادی سے آگاہ تھیں نا۔۔ اور آپ یہ بھی جانتی
تھیں کہ بھائی پر وشہ بھابھی کے پاس آرہے ہیں۔۔ یہاں رہ رہے ہیں۔۔
مطلب۔۔۔ انسان جتنا بھی پا زیٹو ہو۔۔۔ جتنا بھی باہمت ہو۔۔۔ ایک انسانی
دل تو ہوتا ہے نا اسکے پاس۔۔۔ جو کسی بھی صورت کسی بھی کیفیت میں شراکت
برداشت نہیں کر پاتا۔۔ تو کیا ایسے میں کبھی آپکے اندر رقابت کا احساس نہیں
جاگا۔۔۔

وہ الجھی الجھی اور قدرے محتاط سی تھی۔۔۔ اسکے سوال پر ایمان کے چہرے کا
رنگ پھیکا پڑا۔۔۔ وہ اس سے اس سوال کی توقع نہیں کرتی تھی۔۔۔۔
ایم سوری اگر میں نے آپکو۔۔

ارے نہیں۔۔۔ بس مجھے کسی ایسے سوال کی توقع نہیں تھی نا۔۔۔ وہ تیزی سے
سمجھلی

دیکھو عروشه تکلیف ہمیشہ ان ایکسیپیٹڈ چیزیں دیتی ہیں۔۔۔ جب آپ چیزوں کو ایکسیپٹ کر لیتے ہونا تو پھر وہ اتنی تکلیف دہ نہیں رہتی۔۔۔
اسنے گہری سانس خارج کی اور انگلی سے ماتھا مسلہ۔۔۔

ہمارے اسلام نے ہمیں ایک بہت بہترین بظابطہ حیات دیا ہے۔۔۔ جس پر اگر ہم عمل کریں تو ہماری زندگی اتنی فریسیٹیڈ نار ہے۔۔۔

کونسا طریقہ۔۔۔ اسکے اندر تجسس ابھرا۔۔۔ اسلام نے ہمیں ایک دوسرے کی ٹوہ لینے سے منع کیا ہے۔۔۔ ٹوہ کا مطلب سمجھتی ہو۔۔۔ یہ میں محض سیکنڈ میرج کے حوالے سے نہیں کہہ رہی۔۔۔ کسی بھی انسان کی ٹوہ۔۔۔ خواہ اسکا آپ سے کوئی بھی رشتہ ہو۔۔۔ اسکی زندگی میں کیا چل رہا ہے۔۔۔ اسکا فیلٹر کا ہے۔۔۔ اسکی اچیومنٹس کیا ہے۔۔۔ اسنے کونسی برینڈ کی چیزیں لی۔۔۔ وہ کہاں کہاں گھومنے گیا۔۔۔

اسکا لائف سٹائل کیا۔۔۔ فلاں کے فلاں کے ساتھ کیسے مرا سم ہے وغیرہ
وغیرہ۔۔۔

اور یہیں سے بیگار پیدا ہوتا ہے۔۔۔ دوسروں کی لگزریز ہمیں بے سکون کرتی ہیں موازنہ بڑھتا ہے تو مینٹل ہیلتھ اشوز پیدا ہوتے ہیں۔۔

کسی کے فیئرز ہمیں سکون دیتے ہیں۔۔ ہم دوسروں کی خوشیوں سے حسد کرتے ہیں انکی اچیومنٹس ہماری آنکھوں میں کھٹکتی ہے۔۔ اور اگر ہم غلطی سے کسی کی باتیں سن لیں بالخصوص غیبت پر مبنی باتیں تو مزید بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔۔ اسی لئے اسلام نے ٹوہ لینے سے ہمیں منع کیا ہے۔۔۔۔ تاکہ خود بھی سکون میں رہو اور دوسروں کو بھی رہنے دو۔۔

دوسروں کی بجائے خود پر نظر ثانی کرو۔۔۔ اپنی نعمت چھپالو۔۔۔ دکھاو امت کرو۔۔۔ تاکہ آپکی چیز دیکھ کر کسی دوسرے کے دل میں حسرت نا جاگے۔۔۔ اپنے فلیئرز اپنی اچیومنٹس پر نظر رکھو۔۔۔ دوسروں کی بجائے اپنی خامیوں کو نوٹ کر کے ان میں سدھار لانے کی کوشش کرو اینڈ ڈیٹس اٹ۔۔۔

یہ ہی سپیس میں نے اپنے اور خان کے رشتے میں رکھی۔۔۔ میں نے ہمارے پرنسٹل ٹائم میں کبھی انکی سیکنڈ مسز کے ذکر کو بھی اپنے درمیان آنے کی اجازت نادی۔۔۔

میں نے ارادہ تاً کبھی انکافون چیک نہیں کیا۔۔۔ انکے ٹورز کی فوٹوز۔۔۔ انکی پر سنل ویڈیوز۔۔۔ ناکبھی ٹوہ میں رہ کر انکی آپسی گفتگو سننے کی کوشیش کی۔۔۔ کیونکہ میں جانتی تھی اگر میں یہ سب دیکھوں گی سنوں گی انکی اس لائف سے آپ ٹوڈیٹ رہتی آگاہ رہوں گی تو یقینی بات ہے میں برداشت نہیں کر پاؤں گی۔۔۔ میرے اندر رقابت کے جذبات پیدا ہونگے۔۔۔

اس لئے میں نے خان کی اس زندگی کے گرد دبیز پردے گرادیئے کے وہاں کی کوئی ہلکی سی جھلک بھی کسی جھری سے مجھ تک نا پہنچ پائے۔۔۔ اور ٹرسٹ می یوں میری مینٹل ہیلتھ محفوظ رہی۔۔۔ جو وقت ہمارا فیملی ٹائم ہوتا وہ ہم نے بھرپور جیا۔۔۔

زندگی میں پیچھے کوئی رگریٹ نہیں۔۔۔ خود کو تکلیف دینا یا خود کو تکلیف سے بچانا دونوں انسان کے اپنے ہاتھ میں ہوتا ہے۔۔۔ اور اپنے عقل اور شعور کی بنیاد پر یہ انسان پر منحصر ہوتا ہے کہ وہ بری سے بری فیر میں بھی اپنے لئے چھوٹی چھوٹی خوشیاں کشیدتا ہے یا اچھی سے اچھی فیر کو بھی ایک چھوٹے سے نقصان کے نام کرتے سب برباد کر دیتا ہے۔۔۔

بھا بھی میں چاہتی ہوں کے میں بھی آپکی طرح آرٹیکلز لکھوں۔۔ میری بڑی خواہش ہے۔۔۔ وہ مسمرا نر سی بول رہی تھی۔۔۔
ہاں تو لکھ سکتی ہو تم۔۔۔ یہ کچھ مشکل نہیں۔۔۔ دنیا میں کوئی ایسا کام نہیں جو کیا نا جاسکے۔۔۔

اپنا مطالعہ وسیع کرو۔۔۔

واصف علی واصف صاحب اور سر اشفاق احمد صاحب کو پڑھو۔۔۔ مختلف موضوعات پر کتابیں پڑھو تمہارے دماغ کی پوٹینشل ان لاک ہو گئی۔۔۔ نا لج بڑھے گا تو سوچ کو ایک نیا رخ ملے گا لفظ خود با خود تم سے اپنا آپ لکھوانے کو بے تاب ہونے لگیں گے۔۔۔
لیکن ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا۔۔۔ اپنے آئیڈیل سے انسپائریشن ضرور لینا لیکن کبھی کسی کے سٹائل کو کاپی مت کرنا۔۔۔ کام ہمیشہ اپنا ذاتی کرنا جو بعد میں تمہاری پہچان بنے۔۔۔ نا کے تم کسی کے سٹائل سے پہچانی جاو۔۔۔
تب سے اب پہلی مرتبہ وہ کھل کر مسکرائی۔۔۔

آپکو پتہ ہے بھابھی میں نے ایک جگہ سے پڑھا تھا کہ انسان کی خود پر کی جانے والی سب سے بہترین انویسٹمنٹ ہے کسی اچھے انسان کی کمپنی۔۔۔ آج یقیناً گیا۔۔۔ آج مجھے آپ سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔۔۔ آپکو پتہ ہے میری دوستیں بھی آپ سے ملنا چاہیں گی۔۔۔ وہ آپکی بہت پرانی ریڈرز ہیں۔۔۔ ابھی انہیں پتہ نہیں کے آپ میری بھابھی ہیں۔۔۔ اگر پتہ لگا تو میرا جینا محال کر دیں گی۔۔۔ اسکی آواز میں خوشی تھی۔۔۔

آپ ملیں گی نا ان سے۔۔۔ فرط جذبات سے بلند آواز آس و نراس میں گھری ہوئی تھی۔۔۔

افکورس کیوں نہیں۔۔۔ وہ کھل اٹھی۔۔۔ وہ کافی دیر اسکے ساتھ بہت اچھا وقت گزار کر گئی تھی اور جب وہاں سے نکلی تو وہ خود کو بہت بہتر محسوس کر رہی تھی۔۔۔

ہوتے ہیں ناپکچھ لوگ جو اپنی ٹاسک وائبرز سے آپکی ساری توانائیاں نچوڑ لیتے ہیں اور ہوتے ہیں ناپکچھ لوگ جو اپنے اندر موجود پاز یٹو وائبرز سے آپکو اندر تک امید سے بھر دیتے ہیں

مجال ہے جو سکول سے واپس لوٹنے پر اس گھر میں کبھی کچھ کھانے کو مل جائے۔۔۔ سارا دن اتنی خواری کے بعد گھر لوٹو اور گھر آ کر بھی پہلے کھانا بنانے کو جتن کرو پھر کچھ حلق سے اتارو۔۔۔

رملہ جھنجھلائی سی سکول بیگ بیڈ پر پٹخ کر جوتے تبدیل کرتی بنا یونیفارم چینج کئے کچن کی جانب آئی۔۔ ایک یہ ہی چیز زہر لگتی تھی اسے۔۔۔ سکول سے آتے ہی بھوک سے اسکا برا حال ہوتا۔۔۔ ویسے بھی وہ بھوک کے معاملے میں بہت کچی تھی۔۔۔

اور رفیعہ تائی کا اسکے ساتھ کوئی خاص بیڑ تھا۔۔۔ اپنی بچیوں کے لئے کچھ بنواتی یا آرڈر کرتی تو اسکی پہنچ سے کوسوں دور رکھتی۔۔۔ دونوں بچیاں ماں کا پر تو تھیں اسی لئے رملہ سے دونوں کی خاصی لگتی تھی۔۔۔ اور پھر وہ بھی تھوڑی نامک تھی لمحوں میں حساب بے باک کر ڈالتی تھی۔۔۔ اسی لئے یہ ان چاروں میں چلتی ایک عالمی جنگ تھی۔۔۔ تبھی ان چاروں میں ایک کھنچاوسی کیفیت صدا برقرار رہتی۔۔۔

اب بھی وہ دونوں تو آتیں ہی ماں کے کمرے میں گھس گئی تھیں۔۔۔ لیکن رملہ کو شدید جھنجھلاہٹ کے باوجود کچن کا رخ کرنا پڑا۔۔۔ وہ چیزیں پٹخ پٹخ کر غصہ و جھنجھلاہٹ نکالتی کچھ جھٹ پٹ بنانے کو ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔

چولہے پر پہلے ہی کچھ پکنے کو رکھا ہوا تھا۔۔۔ اسنے ڈھکن اٹھا کر چیک کیا۔۔۔ ایک طرف پانی ابل رہا تھا تو دوسری طرف مصالحہ بن رہا تھا۔۔۔ اسنے کوفت سے ڈھکن واپس رکھا اور فریج کنگالنے لگی۔۔۔ افسوس کے فروزن سارا سامان بھی ختم ہو گیا تھا۔۔۔ ورنہ وہ ننگٹس یا کباب ہی فرائی کر لیتی۔۔۔ وہ اب کیمینٹ کھول کر پٹخ پٹخ کر بند کرتی کچھ تلاش رہی تھی جب اپنے دھیان ایمان کچن میں داخل ہوئی۔۔۔

وہ بچوں کی کال آنے پر کے وہ کچھ دیر تک گھر آنے والے ہیں کچن میں انکے لئے کھانا تیار کر رہی تھی جب کچھ یاد آنے پر سب وہیں چھوڑ باہر گئی تھی۔۔۔

ارے بیٹا آپ یہاں۔۔ اور آپ نے تو ابھی تک یونیفارم بھی تبدیل نہیں کیا۔۔ اور فریش بھی نہیں ہوئیں پھر۔۔

رملہ نے اس بے وقعتی مداخلت پر گہرا سانس لیا اور زور سے کیبنٹ بند کرتے رخ انکی جانب موڑا۔۔

آپکو کوئی مسئلہ ہے کیا۔۔ اسکا انداز تیکھا تھا۔۔ ایمان اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔

مانا کے باپ مر گیا ہے میرا۔۔ لیکن گھر تو میرے باپ کا ہی ہے نا۔۔ تو کچن میں آسکتی ہوں نا میں۔۔ رہ گئی بات یونیفارم چینیج کرنے کی تو جب دل چاہے گا کر لوں گی۔۔ ابھی بھوک لگی ہے تو کھانے کا کچھ انتظام کرنے دیں۔۔ پلینز ڈسٹرب مت کریں۔۔ وہ ہاتھ جھلاتی پھاڑ کھانے کو دوری۔۔ یوں کے ایمان گم صم رہ گئی۔۔

رات سے اب تک اسنے اس گھر میں ایک چیز شدت سے نوٹ کی تھی۔۔ یہاں بظاہر کسی چیز کی کمی نا تھی۔۔ ہر چیز کی ریل پیل تھی۔۔ لیکن اسکے باوجود زندگی پر سکون نا تھی۔۔

وہاں ویلیوز کی شدید کمی تھی۔۔۔ وہ آپس میں بات بھی کرتے تو گویا پھاڑ کھانے کو دور رہے ہوتے۔۔۔ ملازموں سے رویہ خاصا ہتک آمیز ہوتا۔۔۔ ہر چیز میں برتری۔۔۔ اتنی برتری کے آپس میں بھی دوسرے کی ذات کو کم تر ثابت کرنے کو بڑی سے بڑی بات با آسانی کہہ دی جاتی۔۔۔ تلخ لہجے اور چبھتی باتیں۔۔۔

محض بڑوں میں ہی نہیں تینوں بچیوں کا بھی آپسی تعلق ایسا ہی تھا۔۔۔ آپ غلط سمجھ رہی ہیں بیٹا۔۔۔ میرا یہ مطلب ہر گز نہیں۔۔۔ میں کیوں روکنے لگی بھلا آپکو کچن میں آنے سے۔۔۔ وہ نرمی سے کہتی اسکے قریب آئی۔۔۔ رملہ کو کینبٹ سے نوڈلز کا پیکٹ مل گیا تھا وہ کینبٹ بند کرتی سیدھی ہوئی۔۔۔

آپ تھکتی نہیں اتنا اچھا بننے کا ناطک کرتی کرتی۔۔۔ نہیں مطلب بندہ تھک ہی جاتا ہے نا۔۔۔ اسنے تاک کروار کیا۔۔۔ وہی دوسرے کا موڈ لمحوں میں غارت کر کے آگ لگانے والی سٹریٹیجی۔۔۔ ایمان کھل کر مسکرا دی۔۔۔

نہیں۔۔۔ یک لفظی وہ بھی مسکرا کر دیئے جانے والے جواب نے رملہ کا جوش بیٹھا دیا۔۔۔

آپ سکول سے آئی ہو۔۔۔ تھکی ہوئی یو۔۔۔ جاؤ میرا بیٹا۔۔۔ جا کر یونیفارم تبدیل کرو اور فریش ہو جاو۔۔۔ میں زونی اور حان کے لئے کھانا بنا رہی ہوں آپ کے لئے بھی بناتی ہوں۔۔۔ اسنے محبت سے اسکا گال تھپتھپاتے اسے قائل کرنا چاہا۔۔۔

وہ مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔ سیریسلی مجھے آپکے اس ایکسٹرا اچھے انداز سے کوفت ہو رہی ہے۔۔۔ تھینکس لیکن میں اپنے کھانے کا انتظام خود کر لوں گی۔۔۔ میں نے کھانا بیٹا۔۔۔ جائیں آپ۔۔۔ میں بریانی بنا رہی ہوں۔۔۔ بس کچھ دیر تک بن جائے گی۔۔۔

آپ فریش ہو کر آئیں تب تک کھانا تیار ہو گا۔۔۔ اور اگر زیادہ بھوک لگی ہے تو ایک منٹ۔۔۔ اسنے جو سر کا بٹن دبایا سارے کچن میں اسکی گررررر کی آواز گھونج اٹھی۔۔۔

گویا وہ سارا مکسچر اس میں ڈال کر کچھ کام یاد آنے پر کچن سے نکلی تھی۔۔۔
آپ تب تک یہ سمودی پیو اور فریش ہو کر آؤ تب تک کھانا تیار ہو گا۔۔۔
اسنے سمودی گلاس میں انڈیلتے وہ رملہ کی جانب بڑھایا اور اسے بازو سے تھام کر
کچن میں پڑی چھوٹی گول میز کے گرد سے کرسی کھینچ کر اس پر بیٹھایا اور خود
تیزی سے کام سمیٹنے لگی۔۔۔

یہ رویہ رملہ کے لئے نیا تھا۔۔۔ پہلے کہاں کسی نے اتنی قدر کی تھی۔۔۔ وہ گم صم
سی خاموش نگاہوں سے ایمان کی پشت کو دیکھتی رہی۔۔۔ واقعی یہ بندی اچھے
بننے کا ڈرامہ کرتی تھی یا تھی ہی ایسی۔۔۔ وہ اچھا خاصا الجھ گئی۔۔۔
پھر ایک ہی سانس میں سمودی پی کر گلاس وہیں رکھتی کچن سے نکل آئی کے
سمودی پینے سے بھوک میں کچھ افاقہ ہوا تھا۔۔۔

&& &

رملہ جس وقت فریش ہو کر ٹراؤزر پر ہڈی پہنے کچن میں آئی سامنے ایک غیر
متوقع منظر دیکھ کر گویا وہیں ٹھٹھک کر رہی۔۔۔

خوبرو سا سبحان کچن کے دروازے سے ٹیک لگائے بازو سینے پر باندھے کھڑا تھا۔۔۔ اسکی نگاہوں کا رخ رملہ کی جانب نا تھا البتہ وہ مسکراتی اور چمکتی نگاہوں سے ماں کو دیکھ رہا تھا جو راستے میں نمک اور کالی مرچ ڈال کر پھینٹ رہی تھی۔۔۔ اس کا رخ چولے کی جانب تھا البتہ زوہان اسکے پیچھے کھڑا تھا اسکے شانے سے ٹکائے گویا کوئی فرمائش پوری کروانے کو فل بٹرنگ لگا رہا تھا۔۔۔

ممی مان جائیں نا پلینز۔۔۔

دفعتا آہٹ پر وہ تینوں اسکی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔ یکدم رملہ کو اپنا آپ وہاں مس فٹ لگا۔۔۔ اسے یوں وہاں دیکھ جہاں سبحان سمجھل کر سیدھا ہو کر کھڑا ہوا وہیں زوہان بھی سنجیدہ صورت لئے ماں سے قدرے کچھ فاصلے پر کھڑا ہوا۔۔۔

ارے رملہ بیٹا۔۔۔ آؤ۔۔۔ کھانا آلموسٹ تیار ہے۔۔۔ آپ بیٹھو میں سرو کرتی ہوں۔۔۔ محض ایمان کی مسکراتی اور حوصلہ افزا آواز پر اسے کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔

ممی کھانا آپ روم میں لے آئیں۔۔۔

زوہان بالوں میں ہاتھ پھیرتا کچن سے نکلا۔۔۔
ٹھیک ہے جا کر فریش ہو تم دونوں میں آتی ہوں۔۔۔
زوہان باہر نکل گیا البتہ سبحان جانے کی بجائے ماں کے ساتھ آکھڑا ہوتا۔۔۔
رائے باؤل میں ڈالنے لگا۔
وہ جانتی تھی وہ ساری ایکسٹرا چیزیں اور برتن اس کے ساتھ ہی کمرے میں لے کر
جائے گا۔۔۔
اس نے گرم گرم بھاپ اڑاتی بریانی پلیٹ میں ڈالی اور پلیٹ ڈش میں رکھی۔۔۔
ساتھ رائے اور سیلڈ رکھ کر پانی کا گلاس رکھتے ٹرے رملہ کی جانب بڑھائی۔۔۔
بریانی کی اشتہا انگیز خوشبو سے یکدم ہی اس کی بھوک مزید چمک اٹھی۔۔۔
تھینکس چاچی۔۔۔ گم صم سے انداز میں ٹرے تھامتے وہ گویا اسے اپنی زندگی
میں چاچی کا مقام دے گی۔۔۔
ارے تھینکس کس بات کا بیٹیاں تھینکس نہیں کہتیں۔۔۔ اس کے مسکرا کر اس کا چہرہ
تھپتھپانے پر وہ سرعت سے کچن سے نکل آئی۔۔۔

اگر کچھ دیر مزید وہاں رکتی تو محرومیاں شفاف پانی کا روپ دھارتے آنکھوں کے رستے نکل کر سب کچھ عیاں کر دیتیں۔۔۔

لیکن جو بھی تھا۔۔۔ رفیعہ تائی کی باتیں۔۔۔ رمشہ اور رانیہ کی ایمان کے بارے میں رائے۔۔۔ سب اس بندی کے محبت پاش لہجے اور اخلاق کے سامنے پس منظر میں جانے لگی تھیں۔۔۔

واہ مُمی۔۔۔ کھانا بہت اچھا بنا ہے۔۔۔
زوہان پہلا نوالہ لیتا ہی بے ساختہ بول اٹھا۔۔۔ وہ تینوں ماں کے کمرے میں بیڈ پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔۔۔
تمہارے ڈیڈ نہیں آئے ساتھ۔۔۔

میں نے کہا تھا انہیں مُمی۔۔۔ سبحان کھانا کھاتا ماں کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔ مگر انہیں کچھ کام تھا اس لئے وہ کچھ دیر تک آئیں گے۔۔۔

ایک بات بولوں تم دونوں سے۔۔۔ دفعتاً کھانا کھاتے وہ عام سے انداز میں
بولی۔۔۔ لیکن وہ دونوں ٹھٹھک گئے۔۔۔ یہ انداز عام تھا لیکن یقیناً ماں کی اگلی
بات عام ناہوتی۔۔۔ اتنا وہ دونوں ماں کو جانتے تھے۔۔۔
جی مئی۔۔۔

تم دونوں کو نہیں لگتا کہ آج کل تم دونوں بہت ہار ش ہونے لگے ہو۔۔۔ ہر
بات کا جواب اس قدر روڈی۔۔۔ ٹھیک ہے انسان کو صاف گو ہونا چاہیے مگر لحاظ
مروت کچھ ہوتا ہے یا نہیں۔۔۔ وہ صبح کی ناپسندیدگی مناسب الفاظ کی صورت باہر
نکال گی۔۔۔

دونوں یکدم خاموش ہوتے ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے۔۔۔
سوری مئی اگر آپ کا اشارہ صبح والی باتوں کی طرف ہے تو کیا آپ نے سب کے
انداز نہیں دیکھے۔۔۔ یا بات کرنے کے طریقے۔۔۔ جیسے پھاڑ کھانے والے
ہوں ہمیں۔۔۔ ہر بات میں طنز۔۔۔ اور ڈیڈ کی بھتیجی نے طنزیہ بات ہی کی تھی
۔۔۔ ایسے میں ہمارے منہ سے پھول کیسے جھڑیں۔۔۔ یہ وضاحت سبحان کی
جانب سے تھی۔۔۔

جو بھی ہے بیٹا لیکن کچھ تو کر ٹسی ہوتی ہے نا۔۔۔

ممی۔۔۔

We are feeling unfit here...

زوہان کھانا کھاتے کھانے ہاتھ کھینچ گیا۔۔۔ جیسے مینٹلی ڈسٹرب ہوا ہو۔۔۔
ہمیں واپس لاہور جانا ہے۔۔۔ جلد از جلد۔۔۔ میں خود محسوس کر رہا ہوں کہ
میرے اندر بدلاؤ آرہا ہے۔۔۔

ایمان نے ٹھٹھک کر زوہان کا چہرہ دیکھا۔۔۔ میں ہار شہور رہا ہوں۔۔۔ میں
چیزوں کو اتنا لاسٹلی نہیں لے سکتا۔۔۔ کیونکہ یہ میرا ماحول نہیں۔۔۔ اور اس
ماحول میں ڈھلنے کی میری کوئی خواہش نہیں۔۔۔
گرینڈ پاچھے نہیں ہو سکتے۔۔۔ اتنی جلدی کوئی انسان اچھا نہیں ہو جاتا۔۔۔
ٹھیک ہے بدلنے کو ایک لمحہ کافی ہوتا ہے اور انسان کی پوری زندگی بدل جاتی
ہے۔۔۔

لیکن یہاں ایسا معاملہ نہیں۔۔۔ میں خود بہت الجھا ہوا ہوں۔۔۔ گرینڈ پاچا اپنے
ورکرز کے ساتھ رویہ بہت متکبرانہ اور نامناسب ہے۔۔۔

ایسے رویے کے ساتھ کوئی بدل نہیں سکتا۔۔۔ وہ برتن کھسکا تا مانتا تھا مسلتا وہیں نیم دراز ہو گیا۔۔۔

اس لئے انکی ہر بات میں مجھے کسی نئی سازش کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔۔۔ اور میری اندر کی جھنجھلاہٹ لفظوں کی صورت باہر نکلتی ہے کے گرینڈ ہمیں ہلکالے کر ایک پل کو یہ ناسوچیں کے ہم نے انکی گھڑی کہانی پر یقین کر لیا اور اب وہ بڑی آسانی سے اپنی چال چل سکتے ہیں۔۔۔

کیونکہ جہاں تک میں نے جانا ہے۔۔۔ وہ تب تک اپنی چال نہیں چلیں گے جب تک وہ ہمیں یقین نہیں دلا لیتے کے وہ ہمارے خیر خواہ ہیں۔۔۔

لیکن اس سے پہلے ہم واپس اپنی دنیا میں چلے جائیں گے۔۔۔ ایمان گم صم سی بیٹے کا چہرہ دیکھ کر رہ گئی۔۔۔ نا جانے ہمہ وقت وہ کیا کیا سوچتے رہتے تھے۔۔۔ واقعی اس گھر میں آنے کے بعد زندگیاں تو ڈسٹرب ہوئی تھیں انکی۔۔۔

اور یہاں کی لڑکیاں ممی۔۔۔ ذوہیب تاؤ جی کی بیٹیاں۔۔۔ سبحان بے طرح جھنجھلایا جیسے اپنی جھنجھلاہٹ کو کوئی نام نہیں دے پارہا تھا۔۔۔ ٹھیک ہے ممی وہ

ہماری کزنز ہیں ہمارے لئے قابل احترام ہیں لیکن کچھ تو خیال کریں۔۔۔ وہ کچھ کہتا کہتا لب بری طرح بھیج گیا۔۔۔

اور نہیں تو کیا میں دیکھ رہا تھا صبح کا سین۔۔۔ زوہان مسکراتا ہوا پر جوش سا اٹھ بیٹھا۔۔۔ سبحان نے اسے بے طرح گھورا۔۔۔

کیا مطلب کیسا سین۔۔۔ ایمان ٹھٹھکی۔۔۔ وہ جا نچتی نگاہوں سے باری باری دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

کچھ نہیں ممی بکواس کر رہا ہے یہ۔۔۔ سبحان بری طرح جھینپ گیا۔۔۔
نوممی۔۔۔ صبح واک کے بعد بھائی آکر لان میں موجود بیچ پر بیٹھا تو ذوہیب تاؤ جی کی بیٹی آکر اسکے ساتھ بیٹھ گئی۔۔۔
زوہان کا انداز خط اٹھانے والا تھا جبکہ سبحان اسے مسلسل گھور رہا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کے یہ اٹھتا۔۔۔ وہ بڑے ڈھرلے سے اسکا ہاتھ تھام گئی۔۔۔ ہسی
روکنے کے چکر میں وہ دہرا ہورہا تھا۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ بیچاری کوئی بات کرتی
یہ جس طرح بدک کروہاں سے اٹھا۔۔۔

کر بکواس بند۔۔۔ سبحان نے رکھ کر کشن اسکے سر پر مارا۔۔۔

آہ مہی۔۔۔ دیکھ لیں اسے۔۔۔

اچھا بس۔۔۔ ایمان نے بیچ میں کودتے بات سمیٹ کر موضوع بدلا۔۔۔

اچھا زونی کھانا تو کھاو۔۔۔ ایمان اسکی ادھ کھائی پلیٹ دیکھ ٹوک گی۔۔۔

بھوک نہیں مہی۔۔۔ بس جتنی طلب تھی کھالیا۔۔۔ سر بہت درد کر رہا ہے آپ

پلیز سٹر انگ سی چائے پلا دیں۔۔۔ وہ فوراً سنجیدہ ہوتا واپس نیم دراز ہو گیا۔۔۔

وہ سرہاں میں ہلاتی برتن سمیٹ کر کمرے سے نکل گی۔۔۔

تمہارا کام کہاں تک پہنچا بھائی۔۔۔ کب تک اینجل آرہی ہے ہمارے پاس۔۔۔

ماں کے جاتے ہی وہ سبحان سے پوچھ بیٹھا جو بیڈ کراؤں سے ٹیک لگائے موبائل پر

مصروف تھا۔۔۔

انشا اللہ جلد۔۔۔

ویسے جس کام کو تم اتنی دیر لگا رہے ہو۔۔۔ وہ میں نے ٹین ایکس کی سپیڈ سے کر

لینا تھا۔۔۔ وہ کروٹ لیتا رخ سبحان کی جانب کر گیا۔۔۔

اور اسی لئے مجھے یہ کام تم سے نہیں کروانا۔۔۔ اسنے موبائل بند کرتے زوہان کو

دیکھا۔۔۔

کیونکہ مجھے گرم گرم کھا کر منہ نہیں جلانا۔۔۔ اور اس سیٹج پر ہم زرا سے بھی نقصان کے متحمل نہیں ہو سکتے مجھے ٹھنڈا کر کے کھانا پے۔۔۔
لیکن پلیر زرا جلدی کرنا بھائی۔۔ میں مزید اس ٹاکسک ماحول میں نہیں رہ سکتا۔۔
وہ منہ بناتا چہرہ اتکیے میں گھسا گیا۔۔

پروشنہ لانگ سکرٹ پر ٹاپ زیب تن کئے گلے میں موتیوں کی مالا کیسا تھ
مناسب سامیک آپ کئے لاؤنچ کے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی
تھی۔۔۔

بال سٹریٹ کر کے پشت پر پھیلے تھے البتہ نگاہیں ہاتھ میں تھامے موبائل پر
مرکوز تھیں۔۔۔

دفعۃً اینجل کی نینی کے آنے پر اسنے موبائل سے نگاہیں ہٹائیں۔۔۔
یہ اینجل کے لئے اسنے فی نینی رکھی تھی۔۔ پہلی نینی کو اسنے بے عزت کر کے
بہت برے طریقے سے جاب سے نکالا تھا۔۔۔

وجہ اسکی پروشہ کی نظر میں وہ غداری تھی جسکے باعث اسنے بنابتائے اینجل کو
شامیر کے ہینڈ اور کیا تھا۔۔۔

ہممم کیا رپورٹ ہے۔۔۔ اسنے موبائل بند کرتے میز سے فریش جوس کا گلاس
اٹھایا اور گھونٹ گھونٹ پینے لگی۔۔۔

جی میم۔۔۔ اینجل بے بی کے لئے سارے نئے کھلونے منگوائے گئے ہیں۔۔۔
انٹریڈیز انسٹر آکر سارا روم بھی ڈیکوریٹ کر گئے ہیں۔۔۔

اینجل بے بی سلائڈ اور دوسرے منی جھولوں اور طرح طرح کے دلچسپی کے
حامل کھلونوں سے مزین کمرے کو دیکھ بہل گئی ہے۔۔۔ وہ بہت خوش ہے اور
صبح سے کھیل رہی تھی لیکن ابھی کچھ دیر پہلے اسنے ڈیڈ پاس جانے کی ضد شروع
کر دی تھی۔۔۔

پروشہ کے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔

اتنے بے بہا خرچ اور بہترین پلاننگ کے بعد بھی وہ باپ کو یاد کر رہی تھی۔۔۔
ساتھ ہی ساتھ وہ روتے ہوئے زونی بھائی اور حان بھائی پکار رہی تھی۔۔۔

ربش۔۔۔ پروشہ نے غصے سے گلاس میز پر پٹخا۔۔۔

اب کیا کر رہی ہے وہ۔۔۔ غصے سے اسکے اعضا کھینچنے سے لگے۔۔۔
یہ بچی اسے ناکوں چنے چبوا رہی تھی۔۔۔ حالانکہ اس کے شامیر پر کیس کر کے
اسے دھول چٹوانے کی غرض سے اس نے اپنی جان توڑ کو شیش کی تھی اینجل سے
اپنے تعلقات بہتر بنانے کو۔۔۔

آؤٹنگ۔۔۔ ہو ٹلنگ۔۔۔ پلے لینڈ جانا۔۔۔ مہنگے سے مہنگا کھلونا۔۔۔ غرض ہر وہ
چیز جو ایک بچے کی دلچسپی کا باعث ہو سکتی ہے۔۔۔ اور اینجل بہل بھی جاتی لیکن
ایک مخصوص وقت کے لئے۔۔۔ اسکے بعد اسکی وہی رٹ شروع ہو جاتی۔۔۔
بالکل اس بچے کی طرح جو سارا دن جہاں مرضی رہے۔۔۔ جسکے ساتھ بھی رہے
لیکن رات میں سونے کے لئے وہ ماں کو ہی ڈھونڈتا ہے۔۔۔
ابھی تو وہ روتی روتی سو گئی ہے میم۔۔۔ نینی کے بتانے پر وہ گہرا سانس خارج کر
کے رہ گئی۔۔۔

اسے اس مسئلے کا کوئی مستقل حل ڈھونڈنا تھا۔۔۔ تاکہ وہ باپ اور اپنے سو کالڈ
بھائیوں کو سرے سے بھول ہی جاتی۔۔۔

اس چھوٹے سے گھر میں کھنچاوسی کی کیفیت تھی۔۔۔ دو لوگوں کی موجودگی کے باوجود وہاں خاموشی تھی۔۔۔ عینا اور غضنفر دونوں ہی اپنے اپنے خول میں سمٹ چکے تھے۔۔۔ دونوں میں مکمل بات چیت بند تھی۔۔۔

وہ خاموشی سے غضنفر کا ہر کام زمرہ داری سمجھ کر کرتی اور وہ بھی خاموشی سے اسے سب کرتا دیکھتا رہتا۔۔۔

گھر کے سنائے میں محض گڑیا کی کھکھلاہٹ یا اسکے رونے کی آواز ارتعاش پیدا کرتی۔۔۔

ایسے میں عینا ابھی ابھی گھر کی صفائی مکمل کر کے فریش ہو کر آئی تھی جب گلی کے دروازے پر ہوتی دستک کی آواز سن کر الجھتی ہوئی دروازے کی جانب بڑھی کے بھلا اس وقت وہاں کون آگیا۔۔۔

دفعۃً دروازہ کھولنے پر سامنے ارجم خان کو پوری شان سے براجمان دیکھ عینا کی آنکھوں کے سامنے زمین آسمان کے کلاپے گھوم گئے۔۔۔

اس شخص کے باعث اسکے گھر کے حالات آج کل جس قدر کشیدہ چل رہے تھے اسکا بوکھلا جانا فطری امر تھا۔۔۔

تم۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔ اسنے دبا دبا سا چلاتے ایک چور نگاہ کمرے کی جانب ڈالی جہاں اس وقت اسکا شوہر موجود تھا۔۔۔

دل کا خوف پوری شدت سے کسی زیر کی مانند پورے جسم میں سرایت کرتا اسے آنے والی صورتحال کے پیش نظر لرزنے پر مجبور کر رہا تھا۔۔۔
ارحم نے ٹھٹھک کر اسکی یہ حالت دیکھی۔۔۔

اسے شدت سے کسی گڑبڑ کا احساس ہوا۔۔۔

تم اتنے دنوں سے آفس نہیں ارہی تھی تو۔۔۔

جاؤ یہاں سے ارحم۔۔۔ تمہیں خدا کا واسطہ ہے۔۔۔ اس سے پہلے کے یہاں کوئی
انہونی ہو جائے۔۔۔ اسکی خدشات سے پر آواز میں لرزش تھی
۔۔۔

اوہ تمہارا گھر سے نکلنا بند ہو اتویار انے گھر تک پہنچنے لگے۔۔۔ امپر یسوعینا۔۔۔
امپر یسو۔۔۔

اسے اپنے پیچھے سے پھنکارتی ہوئی آواز سنائی دی تو وہ جی جان سے لرزا اٹھی۔۔۔
گویا کسی نے ایک ہی جھٹکے سے اسکے جسم سے روح کھینچ نکالی ہو۔۔۔

وہ بے جان ہوتے پتھر اے وجود کے ساتھ پلٹی۔۔۔ جہاں غضنفر غضبناک تیور
لئے ویل چمیر گھسیٹتا اسی جانب آ رہا تھا۔۔۔ جیسے اسکے ہر خدشے پر آج قدرت
نے یقین کی مہر ثبت کر دی ہو۔۔۔

گویا یہ آمد اسکے رشتے کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوئی ہو۔۔۔
عینا کی رنگت فق ہونے لگی جسے کسی نے جسم سے لہو کا آخری قطرہ بھی نچوڑ لیا
ہو۔۔۔

&

اوہ تو تم عینا کے شوہر ہو۔۔۔ ارحم سن گلاسز اتار تا عینا کی سائیڈ سے گزر کر قدم
قدم چلتا غضنفر کے مد مقابل آیا۔۔۔

عینا اسے یوں ڈھر لے سے اندر آتا دیکھ دہل اٹھی۔۔۔
یہاں کیا کر رہے ہو تم ارحم۔۔۔ جاؤ یہاں سے۔۔۔ وہ چیخ چیخ گئی۔۔۔ ارحم نے
ایک الجھی نگاہ اسکی جانب ڈالی جسکی سانسیں حلق میں اٹکی پڑیں تھیں۔۔۔

تمہیں سنائی نہیں دے رہا۔۔۔ کیا کہہ رہی ہوں میں۔۔۔ وہ کسی بھی پل اپنی
حرماں نصیب پر پھوٹ پھوٹ کر رو دینے کو تھی۔۔۔

مجھے تم سے کام نہیں۔۔۔ میں تمہارے شوہر سے ملنے آیا ہوں۔۔۔ اور مسٹر
غضنفر سے بات کر کے ہی جاؤں گا۔۔۔ اسکا انداز دو ٹوک تھا۔۔۔
ان سے کیسی بات۔۔۔ کونسی بات۔۔۔ وہ دبا دبا سا چلائی۔۔۔
عینا اندر جاو۔۔۔ غضنفر نے سختی سے اسے منظر سے ہٹنے کو بولا۔۔۔
لیکن غضنفر۔۔۔

تمہیں سمجھ آرہی ہے کے میں کیا کہہ رہا ہوں۔۔۔
غضنفر کے دوبارہ سختی سے کہنے پر وہ بھاگ کر کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔ اور
کمرے دروازے کے پاس ہی کرسی گھسیٹتی بے دم ہو کر اس پر گر پڑی۔۔۔
البتہ سبھی حسیات کان بنی باہر کی جانب ہی لگی تھیں۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد وہ دونوں برآمدے میں آمنے سامنے براجمان تھے۔۔۔ غضنفر
اپنی ویل چیئر پر البتہ ارحم پلاسٹک کرکری پر بیٹھا تھا۔۔۔ غضنفر کے چہرے پر
تناؤ تھا جبکہ ارحم کامزاج فلحال نہایت ٹھنڈا اور پرسکون تھا۔۔۔

عینا کافی دنوں سے آفس نہیں آرہی تھی تو مجھے اپنی سکرپٹری کو بلا کر اسکی اسقدر طویل ہوتی غیر حاضری اور بنا انفارم کئے غیر حاضری کے بارے میں پوچھنا پڑا۔۔۔ جسکی وجوہات میں اسنے دھکے چھپے انداز میں جو مجھے بتایا وہ مجھے یہاں تک کھینچ لانے کو کافی تھا مسٹر غضنفر کے کہیں نا کہیں میری ذات اس سب میں انوالو ہو رہی ہے۔۔۔ اسنے گہری سانس خارج کی۔۔۔

میں یہاں تم سے صرف ایک سوال پوچھنے آیا ہوں۔۔۔ کے تمہیں ایسا کیوں لگا کے تمہاری بیوی ایک ہلکے کردار کی لڑکی ہے ایک ایسی لڑکی جو اپنے باس کے ساتھ مراسم بڑھائے گی۔۔۔

وہ کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے پرسکون انداز میں براجمان تھا۔۔۔ ماتھے پر بل نمودار تھے البتہ لہجے میں ٹھہراؤ تھا۔۔۔

ایک پل کو غضنفر الجھ کر ٹھٹھکا۔۔۔

تم مجھے چند باتوں کی وضاحت دے دو۔۔۔ پھر سمجھل کر بولا۔۔۔ البتہ اب کی بار لہجے میں جارحانہ پن نا تھا۔۔۔

تم جو اتنی بڑی کمپنی چلاتے پھر رہے ہو۔۔۔ تو ایسے میں تم نے عینا کو بغیر کسی تجربے کے اپنے پاس اکاونٹینٹ کی جاب کیوں دی۔۔۔ اور پھر اسکے بعد اتنے مہربان ہو گئے کے اسکے شوہر کا علاج کرواتے پھرے۔۔۔ اور اس سب کی عینا نے کیا قیمت چکائی اس چیز کی بھی وضاحت کرنا کہ وہ تمہارے ساتھ ساری ساری رات اور ناجانے کتنی راتیں۔۔۔

مسٹر غضنفر کم از کم ایسی بات بولنے سے گریز کرنا کہ حقیقت کھلنے کے بعد کسی اور سے تو کیا آئینہ دیکھنے پر خود سے بھی آنکھیں نہ ملاؤ پاؤ۔۔۔ اسکے سر سے لہجے میں ایک عجیب سی چھب تھی۔۔۔

کمرے کے دروازے کے ساتھ لگی بیٹھی عینا جسم کی لغزش پر قابو پاتی کپکپاتے ہاتھ باہم پھنسا لیں انہیں لبوں سے لگائے بہتی آنکھوں کے ساتھ باہر سے ابھرتی آوازیں سن رہی تھی۔۔۔ ناجانے یہ ملاقات کیا رنگ لانے والی تھی۔۔۔

میرے خیال کے مطابق ایک شوہر سے زیادہ بیوی کو کوئی نہیں جان سکتا۔۔۔ کیونکہ ایک جانور بھی اگر پالا جائے تو کچھ عرصے بعد اسکی عادات و حرکات سے واقفیت ہو جاتی ہے۔۔۔

کجا کے ایک عورت۔۔۔۔ جس نے اتنے سال تمہاری رفاقت میں گزار دیئے اسکے
کردار کی وضاحت مجھے یا کسی بھی دوسرے کو تمہارے سامنے دینے کی ضرورت
نہیں ہونی چاہیے تھی۔۔۔ تم بہتر جانتے ہو گے اسکے بارے میں کے اسکا کردار
کیسا ہے۔۔۔۔۔

اور بائے داوے۔۔۔ میں یہاں وضاحت دینے آیا بھی نہیں۔۔۔ میں یہاں
صرف اپنا کردار کلیئر کرنے آیا ہوں۔۔۔

تمہارا پہلا سوال کے میں نے عینا کو جواب کیوں دی۔۔۔

کیونکہ عین انٹرویو والے دن میری سیکریٹری مایا میرے پاس آئی اور اس نے مجھ
سے ریکوئسٹ کی کہ اسکی دوست نیڈی ہے میں کسی طرح یہ جواب اسے دے
دوں۔۔۔ جسکے جواب میں میں نے اسے یہ ہی کہا کہ اپنی دوست کو انٹرویو کے
لئے بلوالو اگر وہ اس جواب کی اہل ہوئی تو جواب کے لئے پہلی ترجیح وہی ہوگی۔۔۔
تب مجھے نہیں پتہ تھا کہ اسکی دوست عینا ہوگی۔۔۔ یہ تو انٹرویو کے وقت اسے
دیکھ کر مجھے پتہ لگا۔۔۔

اور چونکہ میں عینا کو یونیورسٹی لائف سے جانتا ہوں۔۔۔ یہ کافی برائٹ
سٹوڈینٹ تھی تو مجھے پتہ تھا یہ اپنے کام سے پیشینیٹ ہوتی ہے۔۔۔ نیز اسکے
لئے میرے پاس سفارش بھی موجود تھی تو مجھے فیصلہ لینے میں آسانی رہی۔۔۔
اینڈ اس نیچرل۔۔۔ ویری ویری نیچرل۔۔۔
تم میری جگہ ہوتے تو کیا کرتے۔۔۔ اسکے سوالیہ مخاطب ہونے پر غضنفر نے
اسے غور سے دیکھا۔۔۔

افکورس تمہاری پہلی ترجیح وہی شخصیت ہوتی جسے تم تھوڑا بہت جانتے ہو اور جسکے
لئے تمہارے پاس پہلے سے سفارش موجود ہوتی کجا کے ایک اجنبی
کینڈیڈیٹ۔۔۔
اور رہ گئی بات عینا کے ساتھ راتوں کو گھومنے کی تو تصحیح کر لو۔۔۔ راتوں

نہیں۔۔۔ محض ایک رات۔۔۔ وہ آرام سے گویا ہوا۔۔۔
غصے کی شدت سے غضنفر کی رگیں پھولنے لگئیں آنکھیں ابل پڑیں۔۔۔ وہ کتنے
ڈھرلے سے ایک رات کی داستان سن رہا تھا۔۔۔

اور بھی کیوں۔۔۔ پہلے اس کی گہرائی میں چلے جاو۔۔۔

تم ہسپتال میں تھے۔۔۔ پیچھے گھر میں کون تھا۔۔۔ وہ گھٹنوں پر کہنیاں رکھے ہاتھ باہم پھنسائے قدرے آگے کوجھکا۔۔۔ وہ تنہا تھی۔۔۔ اور ایک سنگل مدر کی زندگی کس قدر مشکل ہوتی ہے تم اندازہ لگا سکتے ہو۔۔۔ کیونکہ تم بھی اس دنیا کے باسی ہو اور نگر نگر پھر کر گھاٹ گھاٹ کا پانی پی چکے ہو۔۔۔۔

اس رات عینا مجھے اپنی بخار میں تپتی جھٹکے کھاتی بیٹی کے ساتھ سنسان روڈ کنارے بے یار و مددگار کسی سواری کی تلاش میں ملی۔۔۔

اور میرا فرض بنتا تھا کہ ایک ایسی لڑکی کو جو کہ میری امپلائے بھی ہے اسکی مدد کروں اسے رات کے اس پہر تنہا بے یار و مددگار ناچھوڑ کر جاؤں۔۔۔ اور مجھے یہ بات ایکسیپٹ کرنے میں کوئی آڑ نہیں کے اس رات وہ میرے ساتھ ہی تھی۔۔۔ آدھی رات کو اسے وہاں سے پک کرنے کے بعد گڑیا کے طویل ترین ٹریمنٹ کے دوران میں ہسپتال کی تیخ بستہ راہداری میں اسکے پاس ہی رہا اور صبح فجر کے وقت ڈرپ ختم ہونے پر اسے یہاں ڈراپ کر کے گیا۔۔۔

اکیں۔۔۔ وہی سوال ایسی صورتحال میں تم میری جگہ ہوتے تو کیا کرتے۔۔۔
غضنفر لب بھینچ گیا۔۔۔

اس روز پہلی مرتبہ مجھے عینا کے اسقدر تنگ پڑتے حالات کا اندازہ ہوا اور
تمہارے بارے میں پتہ چلا۔۔۔ تب انسانی ہمدردی سے مجبور ہو کر میں نے
تھوڑی سے عینا کی مدد یوں کرنی چاہی کہ ہر سال ہماری کمپنی کی جانب سے تین
ایسے ورکرز کو شارٹ لسٹ کیا جاتا ہے جنکی فیملی میں اگر کسی کو سیریس سرجری
کی ضرورت ہو تو کمپنی کی طرف سے موجود انشورنس کے باعث اسکا علاج
کروایا جاتا ہے۔۔۔

لیکن یہ سلسلہ زیادہ تر سینئر ورکرز سے شروع ہو کر جونیئرز کی جانب آتا ہے۔۔۔
یہاں میں نے شعوری کوشیش سے عینا کا نام شارٹ لسٹ کروایا۔۔۔ کیونکہ
میری نظر میں ایک تنہا عورت اور سنگل مدر اس آفر کی زیادہ اہل تھی۔۔۔
کجا کے کسی دوسرے شخص کے۔۔۔

امید ہے کہ تمہیں تمہارے سارے سوالات کے جوابات مل گئے ہونگے اور
تمہاری تشفی ہو گئی ہوگی۔۔۔ نا بھی ہو تو مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا۔۔۔

لیکن ایک بات ضرور کہنا چاہوں گا۔۔۔ اگر ان باتوں میں صداقت ہوتی جو تمہارے دماغ میں ڈالی گئیں یا کسی ناکسی طریقے سے تمہارے دماغ میں آئیں تو میں یہاں اپنا آپ کلئیر کرنے نا آتا۔۔۔

وہ کوٹ جھٹکتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ میرے لئے یہ زیادہ آسان تھا کہ ایک گھر اگر ٹوٹ رہا ہے اور اس میں میرا کوئی فائدہ پوشیدہ ہے تو وہ ٹوٹ جائے۔۔۔ اسنے سادگی سے شانے اچکائے۔۔۔

اور چونکہ تم ایک مرد ہو اور دنیا دیکھ رکھی ہے تم نے تو اتنا تو تم جانتے ہو گئے کہ جھوٹوں کے لہجے اتنے پختہ اور بے ڈھرک نہیں ہوا کرتے۔۔۔

لحاظہ اگر اس بات کی وجہ سے تمہارے گھر میں کوئی بگاڑ پیدا ہو رہا ہے تو تمہیں اس پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔۔۔

ٹھیک ہے اگر تم نہیں چاہتے کہ تمہاری بیوی گھر سے نکل کر کام کرے تو بہت بہتر۔۔۔ سسنے سمجھ کر سر ہلایا۔۔۔ اسے واقعی گھر میں رہنا چاہیے۔۔۔ اور یہ ہی ایک غیرت مند مرد کی نشانی ہے کہ وہ زور بازو کما کر گھر بیٹھی اپنی بیوی کی

ہر ضرورت پوری کرے۔۔ اور پھر تمہاری بیٹی بھی تو بہت چھوٹی ہے اسے ماں کی ضرورت ہے۔۔۔

اب اگر تمہاری نگاہوں سے تعصب کی پٹی اتر چکی ہو تو میرے پاس تمہارے لئے ایک آفر ہے۔۔۔ قبول کرنا چاہو یا نہ کرنا چاہو سراسر یہ تمہارا فیصلہ ہے۔۔۔ کیسی آفر۔۔۔ وہ الجھا۔۔۔ آواز کا توں و دبدبہ جاتا رہا تھا۔۔۔

میری کمپنی میں سینئر مینجر کی پوسٹ خالی ہے جسکے لئے میں ویکینسی کا اشتہار دینے والا تھا۔۔۔ لیکن اگر تم چاہو تو اس کے لئے اپلائے کر سکتے ہو۔۔۔ کیونکہ اب تم بہت بہتر ہو اور تمہارے پاس پہلے سے اس کا تجربہ بھی ہے۔۔۔۔۔ اور اس پیج میں تمہیں پرکشش سیلری کے ساتھ رہائش اور پک اینڈ ڈراپ کی سروس بھی ملے گی۔۔۔

میری اس آفر کے بارے میں سوچنا۔۔۔ منظور ہوئی تو صبح آفس میں آ جانا۔۔۔ اور ہاں۔۔۔ وہ جاتا جاتا پلٹا۔۔۔

اپنی مسز کو بھی ساتھ لانا تاکہ انکے آفس میں جو واجبات وغیرہ ہیں وہ کلئیر کر کے ادا کئے جاسکیں۔۔۔ وہ سن گلاسز لگاتا مضبوط قدم اٹھاتا وہاں سے نکل آیا۔۔۔ جبکہ پیچھے غضنفر پتھر بنا وہیں بیٹھا رہ گیا۔۔۔

رملہ کافی باریک بینی سے اپنے گھر میں آئی اس فیملی کا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔ اور جیسے جیسے وہ اس چیز کا جائزہ لے رہی تھی اسے بہت کچھ دیکھنے کو اور سیکھنے کو مل رہا تھا۔۔۔

کیسے رہتے تھے وہ سب اتنے پرسکون۔۔۔ وہ پور ٹریٹ نہیں کر رہے تھے کیونکہ اس بات کی حقیقت کو جاننے کے لئے اسنے خفیہ بھی ان پر نظر رکھی لیکن جو بھی تھا وہ ان جتنے ہائپرنا ہوتے تھے۔۔۔ کسی بھی بات پر۔۔۔ ہوتے بھی تو بڑی جلدی معاملہ کو کر لیتے۔۔۔ انکی لڑائیاں اتنی طوالت نا اختیار کرتی تھیں۔۔۔ سبحان کا موبائل زوہان کے ہاتھوں چھوٹ کر نیچے جا گرا۔۔۔ سکریں پر سکریچز آ گئے۔۔۔

سو سو ری بھائی۔۔۔ اس مسٹیکن۔۔۔ وہ ہاتھ اٹھاتا سیز فائر کر گیا۔۔۔

سبحان نے ایک سخت تادیبی نگاہ زوہان پر ڈالی اور موبائل الٹ پلٹ کر دیکھنے کے بعد چند کیز دبا کر چیک کیا اور خاموشی سے جیب میں رکھ لیا۔۔۔

وہ الجھ الجھ گئی۔۔۔ ایسا اگر چلو وہ تو دور رانیہ اور ریشہ میں بھی ہوتا تو ایک بھونچال سا گھر میں آنا لازمی تھا۔۔۔

وہ کیوں ناہوا ہا پیر۔۔۔ اسنے اس بات کو اتنا ہلکا کیوں لیا۔۔۔۔

زوہان سبحان کو بہت تنگ کرتا تھا۔۔۔ ٹانگ کھینچنا۔۔۔ چھیرنا۔۔۔ لیکن وہ بہت کم رد عمل دیتا۔۔۔ دیتا تو ایک ہی بار میں اسکی گردن دبوچ جاتا جسکے بعد تو ایک جنگ چھرنابنتی تھی لیکن پتہ نہیں کہاں سے ایمان اندر آ جاتی اور اسکے غصہ کرنے پر وہ دونوں جھٹ سے سیز فائر کر جاتے۔۔۔۔

کیسے وہ دیتے تھے ماں کی بات کو اتنی اہمیت کے اس کے قد سے بڑے ہو کر بھی اسکی ایک گھوری ہر پسپائی اختیار کر لیتے۔۔۔

وہ جیسے جیسے انکا مشاہدہ کر رہی تھی گم صم ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

اپنی محرومیاں مزید بڑھ کر سامنے آنے لگتی۔۔۔ سب کہتے تھے کہ وہ اپنی ماں میرب کا پر تو ہے۔۔۔ اگر اسکی ماں ہوتی تو کیا انکی بھی اتنی ہی سٹر انگ بانڈنگ ہوتی۔۔۔ وہ بھی اسکے یو نہی لاڈاٹھاتی۔۔۔

ابھی کچھ وقت پہلے کی بات تھی زوہان لان میں لگی ٹو نیٹ پر پائپ چڑھائے پودوں کو پانی دے رہا تھا۔۔۔

ٹائم پاس کو یہ اچھا کام تھا۔۔۔ دفعتاً پائپ چھوٹا تھا لیکن اگلے پودوں کو پانی دینے کی غرض سے اسنے لاشعوری طور پر زور سے پائپ کھینچنا۔۔۔ پائپ اترنے کے ساتھ ساتھ ٹو نیٹ بھی اپنی جگہ سے اکھڑ گئی۔۔۔ یکدم ہی پانی کا فوارا پھوٹ پڑا۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ وہ حواس باختہ سا پائپ وہیں چھوڑا اسکی جانب لپکا اور ٹو نیٹ دونوں ہاتھوں سے پکڑے اسے فکس کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔

رملہ اپنے کمرے کی کھڑکی سے سب دیکھ رہی تھی۔۔۔

دفعتاً جلد ہی وہ کچھ فاصلے پر کھڑے فون پر بات کرتے بھائی کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔ جسکی زوہان کی جانب پشت تھے۔۔۔

حان بھائی۔۔۔ پلیز فکس اٹ۔۔۔ وہ یوں اسے بلارہا تھا جیسے وہ واقعی اسے فکس کر لے گا۔۔۔ رملہ مسکرائی۔۔۔ اسکی دلچسپی اس سب میں مزید بڑھی۔۔۔ وہ اسے کہنا چاہتی تھی کہ یہ پلمبر کا کام ہے۔۔۔

دفعتا سبحان چونک کر اسکی جانب پلٹا اور اسے پانی کی پھواروں سے نبرد آزما دیکھ فون بند کر کے جیب میں رکھتا تیز تیز قدم اٹھاتا اسکی جانب آیا۔ خود ٹونٹی کو دونوں ہاتھوں سے تھامتے اسنے زوہان کو پیچھے کیا جواب قدرے فاصلے پر کھڑا دونوں ہاتھ کمر پر رکھے بھائی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ رملہ نے قدم آچکا کر اسے دیکھا۔۔۔ جسنے واقعی بھائی کی پکار کا مان رکھا اور ٹونٹی اسکی جگہ پر رکھ کر پورے ہاتھ کا دباؤ ڈالتے اسے یوں گھمایا کہ وہ اسکے اندر فکس ہو گئی۔۔۔ لیک ابھی بھی کر رہی تھی لیکن بہت زیادہ ابھرتے پانی کی رفتار بہت مدہم پڑ گئی۔۔۔ اوہ ٹھیک گاڈ۔۔۔ سبحان بے ساختہ شکر ادا کر گیا۔۔۔

بس سینگے ہی لینا تم۔۔۔ وہ ایک نظر اسے دیکھ کر دوسری جناب سے آتے مالی کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

چاچا۔۔ عارضی طور پر فکس ہو گئی ہے ٹو نیٹ مزید آپ پلمبر کو بلوا کر فکس کروا لینا۔۔۔

جی بیٹا۔۔ وہ بوڑھا آدمی مسکرا دیا۔۔ ان بچوں نے ایک دن میں ہی اپنے نرم لہجوں ہمدردانہ فطرت اور اچھے اخلاق سے تمام ملازمین کے دل جیت لئے تھے۔۔۔

اب بھی رملہ لاونج کے صوفے پر بیٹھی بظاہر میگزین پڑھ رہی تھی لیکن درحقیقت وہ لاونج کراس کر کے کمروں کی جانب جاتی راہداری کے دہانے پر موجود استری اسٹینڈ کے سامنے کھڑے سبحان کو پوری دلجمعی سے کپڑے استری کرتا دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس چھوٹی سی فیملی کی بانڈنگ دیکھنا بھی کسی فلم کو دیکھنے سے کم دلچسپ نہ تھا۔۔۔

آج انہیں یہاں رہتے دوسرا دن تھا۔۔ آج سے پہلے اس گھر میں جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے لئے اتنا اہتمام کبھی نہ ہوا تھا۔۔ وہ بھی غالباً جمعہ کی نماز کے لئے اپنا کرتا شلووار استری کر رہا تھا۔۔۔

اسنے ایک بات شدت سے نوٹ کی تھی کہ یہ دونوں لڑکے اپنا نوے فیصد کام خود کرتے تھے

-- بہت کم کسی دوسرے کو اپنے کام کے لئے آواز دیتے یا کسی پر منحصر ہوتے -- زوہان پھر بھی بیچ میں ڈنڈی مار جاتا ایسے میں اسکا مخاطب ایک ہی ذات ہوتی ---

ممییییی --- وہ محض ماں کو ہی اپنے پیچھے ہلکان کئے رکھتا -- البتہ سبحان اپنا ہر کام خود ہی کرتا البتہ کوکنگ تک میں ماں کی مدد کرواتا تھا -- وہ اپنا لباس استری کر رہا تھا جب اسے کپڑے استری کرتا دیکھ سلمہ نے اپنی خدمات کی پیشکش کی لیکن وہ سہولت سے انکار کر گیا -- لباس استری کر کے ہینگ کرنے کے بعد وہ لباس وہیں لٹکاتا کسی کام سے اپنے کمرے میں گیا -- اسکے جانے کے کچھ ہی دیر بعد زوہان اپنا سفید کرتا شلوار لئے غالباً استری کرنے کی غرض سے ہی وہاں آیا --

ارے واہ -- لیکن پہلے سے وہاں سفید ہی استری شدہ کرتا شلوار دیکھ اسکی آنکھیں چمک اٹھیں -- یہ سمجھنے میں اسے زرا تا مل نا ہوا کہ یہ لباس کس کا

ہے۔۔۔ اسنے ایک چور نگاہ بھائی کے کمرے کی جانب ڈالی اور تیزی سے استری شدہ لباس اٹھا کر اپنے کمرے کی جانب بھاگا۔۔۔

رملہ اسکی چالاکی پر حیرت سے آنکھیں اور منہ کھولے اسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔ جو وہاں سے اٹھنے کا ارادہ رکھتی تھی سبحان کا رد عمل جاننے کو وہیں بیٹھی رہ گئی۔۔۔ ان دونوں بھائیوں کی مسٹری واقعی کسی فلم سے زیادہ دلچسپ تھی۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد سبحان کمرے سے نکلا اور وہاں سے اپنا ہینگ کیا استری شدہ لباس غائب دیکھ نیز وہاں استری اسٹینڈ پر موجود دوسرا لباس دیکھ اسکا ماتھا ٹھنکا گویا وہ بھائی کی رگ رگ سے واقف ہوا اسکا لال بھبھو کا ہوا چہرہ ادیکھ رملہ کی دلچسپی مزید بڑھی۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ دندنا تا ہوا زوہان کے کمرے میں جاتا زوہان نک سک سے تیار اس کا دلجمعی سے استری شدہ لباس زیب تن کئے پاؤں میں پشاور کی چیل پہنے کمرے سے نکلا۔۔۔ نم بال ماتھے پر بکھرے تھے۔۔۔ یو۔۔۔ اسے دیکھتے ہی سبحان غصے سے پیچ و تاب کھاتا اس پر پل پڑنے کرنے کو اسکی جانب لپکا۔۔۔

زوہان نے خفیف سا ہوتے راہ فرار حاصل کرنی چاہی جب سبحان نے ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے بے طرح اسکی گردن دبوچی۔۔۔

آہ۔۔۔ مہیسی۔۔۔

رملہ اس دینگا مشتی پر لب کترتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔
یو۔۔۔ اتار میرے کپڑے۔۔۔

مہی۔۔۔

زونی۔۔۔ حان۔۔۔ کیا بد تمیزی ہے یہ۔۔۔ دفعتاً انکا شور سن ایمان ننگے پاؤں
کمرے سے بھاگی آئی۔۔۔

بد تمیزوں۔۔۔

چھوڑو اسے حان۔۔۔ اسنے بامشکل زوہان کو اسکی گرفت سے چھڑایا۔۔۔ جواب
دونوں ہاتھوں سے اپنے بال سیٹ کر رہا تھا۔۔۔

مہی میں نے اتنی دیر لگا کر بہت محنت سے اپنا لباس استری کیا ہے اور یہ دیکھیں
اپنا لباس ادھر رکھ کر اسنے میرا لباس زیب تن کر لیا۔۔۔ اسے کہیں اتارے

میرے کپڑے میں نے پہننے ہے۔۔۔ سبحان کم کم ہی ضد پر اترتا تھا۔۔۔ لیکن جب اترتا تو پھر اسے بھی سمجھنا مشکل ہو جاتا۔۔۔

ایمان نے خونخوار نگاہوں سے اپنے شیطانی حرکتوں کے حامل شریر بیٹے کو دیکھا۔۔۔

جو معصومیت سے ماں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ مئی جمعے کا وقت ہو رہا ہے۔۔۔

ہاں جیسے میں نے تو جمعے کی نماز پڑھنی ہی نہیں نا۔۔۔

ایک نمبر کے بے شرم انسان ہو تم زونی۔۔۔

مئی پلیز ایسے نا کہیں۔۔۔ اس وقت گویا اس سے زیادہ معصوم کوئی دنیا میں۔ نا

ہو۔۔۔ مئی اسے بولیں میرے کپڑے۔۔۔

ایک۔۔ ایک منٹ حان بیٹا۔۔۔ اسنے ایک ہاتھ سبحان کے سینے پر رکھے اسے

زوہان کی جانب بڑھنے سے روکا جبکہ دوسرے ہاتھ سے استری کا پلگ لگایا۔۔۔

بچے آپ جاؤ فریش ہو میں ابھی یہ لباس استری کر کے آپکو دیتی ہوں۔۔۔ اسنے

سبحان کو پیار سے پچکارنا چاہا۔۔۔

اس بدلتی صورت حال پر رملہ دھنگ رہ گئی۔۔۔ لڑائیوں کا کلائمکس یوں بھی ہوا
کرتا ہے بھلا۔۔۔

ممی لیکن یہ میرا۔۔۔

حان بیٹا۔۔۔ آپ میرے پیارے بیٹے ہو۔۔۔ یہ نالائق ہے۔۔۔ جاؤ میرا بچہ ممی
کی بات مانو۔۔۔ میں ابھی آپکو دیتی ہوں یہ۔۔۔ جاؤ ورنہ پھر دیر ہو گئی۔۔۔
ایمان کے اس قدر پیار سے پچکارنے پر وہ غصہ پیتا اسے گھور کر دیکھنے کے بعد
کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔ جبکہ ایمان تیزی سے لباس استری کر رہی
تھی۔۔۔

ممی آپ نے مجھے نالائق کہا۔۔۔ سبحان کے جانے کے بعد وہ کسی روٹھے بچے کی
مانند اس کے پاس آیا۔۔۔ ایمان نے رکھ کر ایک چیت اسکی بازو پر رسید کی۔۔۔
نالائق بھی اور تخریب کار بھی۔۔۔

جائیں ممی کہہ لیں جو بھی کہنا ہے آپ نے۔۔۔ آپکو اجازت ہے۔۔۔ ہوں تو
آپکا پیارا بیٹا نا۔۔۔ وہ شاہانہ انداز میں کہتا قریب ہی موجود کنسول پر لگے گول
آئینے میں دیکھتا بال سیٹ کرنے لگا۔۔۔ ایمان نے اسے تاسف سے دیکھا۔۔۔

رملہ ہنوز گم صم سی اپنی جگہ کھڑی تھی۔۔۔ آج اسنے ایک بات جانی تھی۔۔۔
کے ماں کبھی بھی انصاف نہیں کرتی۔۔۔ ماں کا کام محض لڑائی ختم کر کے گھر
میں سکون کی فضا قائم کرنا ہوتا ہے۔۔۔ جو آج پڑیکٹکلی اسنے ایمان کو کرتے
دیکھا۔۔۔ شاید تبھی جب ماں نہیں رہتی تو زندگی اسقدر انتشار کا شکار ہو جاتی
ہے۔۔۔ وہ نم آنکھ کا کونا صاف کرتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گی۔۔۔

ارحم آفس کی لابی سے گزرتا تیز تیز قدم اٹھاتا سٹاف کے سلام کا جواب سر کے
اشارے سے دیتا اپنے آفس کی جانب بڑھا۔۔۔
جب تیزی سے آفس کا دروازہ کھول کر اندر بڑھتا یکدم ٹھٹھکا۔۔۔ پھر سمجھل
کر سلام کرتا آکر اپنی کرسی سنبھال گیا۔۔۔

تم یہاں اتنی صبح ہی صبح۔۔۔ اسکا مخاطب سامنے کرسی پر براجمان لائٹ گریں
کھر کی کیپری اور ایمبرائڈڈ شارٹ قمیض پر ہمہ رنگ حجاب کئے عروشہ تھی۔۔۔
جو اسی کی منتظر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی موبائل سکروول ڈاؤن کر رہی
تھی۔۔۔ اسکے سلام کا جواب دیتی سیدھا ہو بیٹھی۔۔۔

ہونٹوں پر لائٹ پنک سے کلر کی لپ اسٹک لگی تھی۔۔۔
ہاں کچھ کام تھا تم سے۔۔۔ لیکن تم اتنی لیٹ کیسے۔۔۔ تم تو غالباً نوبے تک آفس
پہنچ جاتے ہونا۔۔۔ اسنے موبائل بند کر کے بیگ میں رکھا۔۔۔
ہمم کام تھا کچھ۔۔۔ اسنے مصروف سے انداز میں اپنے سامنے لیپ ٹاپ
کھولا۔۔۔

اوہ۔۔۔ کہیں گئے تھے کیا۔۔۔ کیونکہ بھابھی سے بات ہو رہی تھی تو وہ بتا رہی
تھیں کہ تم تو اپنے وقت پر آفس کے لئے نکل گئے ہو۔۔۔
اففف۔۔۔ ابھی تو رخصتی بھی نہیں ہوئی اور ابھی سے بیویوں والی تفتیش
شروع۔۔۔ وہ لیپ ٹاپ کی سکرین زرا اسی فولڈ کرتا بے ساختہ ہنس دیا۔۔۔
عروشه خفیف سی ہو کر رہ گئی۔۔۔
نہیں ایسی بات تو نہیں میں تو بس ایسے ہی۔۔۔

عینا کے گھر گیا تھا۔۔۔ گہری سانس خارج کر کے وہ پھر سے سیدھا ہوتا لیپ
ٹاپ کھول گیا۔۔۔ لہجے میں یکدم ہی سنجیدگی اتر آئی تھی۔۔۔
عروشه بے ساختہ ٹھٹھکی۔۔۔

عینا کے گھر۔۔۔ خیریت تھی۔۔۔

نہیں خیریت نہیں تھی اسی لئے تو گیا تھا۔۔۔ اسکے شوہر کو ہمارے بارے میں
کچھ مس انڈر سٹینڈنگ ہو گئی تھی۔۔۔ وہی کلئیر کرنے گیا تھا۔۔۔

اسکا انداز مصروف سا تھا۔۔۔

عروشہ خود کو ڈھیلا چھوڑتی کرسی کی پشت سے ٹیک لگا گئی۔۔۔ جانچتی نگاہیں البتہ
ارحم پر ہی مرکوز تھیں۔۔۔

اگر تم برانا مانو تو تم سے زرا پر سنل سا سوال پوچھ لوں۔۔۔ اسکا انداز محتاط
تھا۔۔۔

تم ہر طرح کا پر سنل سوال پوچھنے کا حق رکھتی ہو۔۔۔ سادے سے لب و لہجے اور
انداز میں کہی جانے والی بات یکدم عروشہ کا دل ڈھرکا گئی۔۔۔

وہ یکدم جہاں کی تہاں رہ گئی۔۔۔ کیا تھا وہ شخص۔۔۔ وہ اسکی جانب متوجہ ہوتا تو

اسکے چہرے پر اترتے قوس و قزاح کے رنگ دیکھ اسکے اندر کے سارے بھید پا

جاتا۔۔۔ پر افسوس وہ اس وقت لیپ ٹاپ پر تیزی سے کچھ ٹائپ کرنے میں

بری طرح منہمک تھا۔۔۔

عروشہ نے چند گہرے سانس بھرتے خود کو کمپوز کیا اور سیدھی ہوتی ٹیبل پر موجود پیپرواٹ سے کھیلنے لگی۔۔۔

عینا تمہاری پہلی محبت ہے ارحم۔۔۔ وہ کچھ توقف کو رکھ کر اور ارحم کے چہرے کو دیکھتے اسکے تاثرات سے کچھ انداز لگانا چاہا جو ہنوز لیپ ٹاپ پر مصروف تھا۔۔۔ یقیناً گزشتہ ماہ و سال میں وہ اپنے تاثرات چھپانے کے ہنر سے آشنائی حاصل کر گیا تھا۔۔۔

اوکے۔۔۔۔ مصروف سے انداز میں اوکے کہتے گویا اسے مزید بولنے کی اجازت دی گئی ہو۔۔۔ جیسے وہ خود بھی اسکے دماغ میں چلتی کش مکش سے آگاہ ہونا چاہتا تھا۔۔۔

تو پھر تم نے اسکے شوہر کا علاج کیوں کروایا۔۔۔ انداز سوالیہ اور الجھن آمیز تھا۔۔۔ ارحم کے ہاتھ لیپ ٹاپ کی کیز پر زرا سار کے اور پھر سے متحرک ہو گئے۔۔۔

مطلب تمہارے لئے یہ آسان تھا نا کہ وہ ٹھیک نا ہوتا یا اب اگر اسکا گھر خراب ہو رہا تھا تو قدرت تمہیں ایک موقع دے رہی تھی اسی طریقے سے اپنی

ادھوری محبت کو تکمیل تک پہنچانے کا تو کیا تمہیں نہیں لگتا کہ قسمت والوں کو ملتا ہے ایسا موقع۔۔۔ اسکا انداز جانچتا ہوا سا تھا۔۔۔

تمہیں ہاتھ بڑھا کر اس موقع کو حاصل کر لینا چاہیے تھا۔۔۔ قسمت کے فریم سے اپنے حصے کی خوشیاں کشیدنے کے لئے اگر قدرت خود تمہیں ایک موقع فراہم کر رہی تھی تو تمہیں تھوڑا سا خود غرضی سے کام لیتے اپنے حصے کی خوشیاں وہاں سے کشید لینی چاہیے تھی۔۔۔ اسنے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیری اور بات مزید جاری رکھی

بنا تمہاری ایسی کسی اسٹینشن کے اگر عینا کا گھر ٹوٹا تو یہ تو ایک طرح سے تمہارے لئے قدرت کا انعام ہوتا نا۔۔۔ جذباتی طور پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار لڑکی کو تم بڑی آسانی سے سہارا فراہم کر سکتے تھے۔۔۔ پھر تم نے اس چانس کو مس کیوں کر دیا ارحم۔۔۔

اتنے دنوں سے جو ایک ڈھر کا سادل کو لگا ہوا تھا کہ ارحم کی عینا کے لئے ہمدردیاں اسکے نزدیک کیا کیا رنگ لا سکتی تھیں اب ارحم کی زبانی ایک قطعی الگ کہانی سن کر وہ یہ سب ارحم سے پوچھے بنا نہیں رہ سکی۔۔۔ وہ نہیں جانتی تھی

کے اسنے یہ سب پوچھ کر ٹھیک کیا یا نہیں یا ار حم کا جواب کیا ہو گا۔۔۔ وہ بس اب ڈھرتے دل کے ساتھ اسکے جواب کی منتظر تھی۔۔۔

اسکی بات مکمل ہونے تک لیپ ٹاپ کی کیز پر تیزی سے متحرک ار حم کے ہاتھ رک گئے تھے۔۔۔ عینانے جھٹکے سے اسکے رفوکئے گئے تمام زخم ادھیر ڈالے تھے۔۔۔ وہاں سے خون رسنا یقینی امر تھا۔۔۔ اسنے آہستگی سے آنکھیں اٹھا کر عروشه کو دیکھا۔۔۔ اسکی آنکھیں سرخ تھیں۔۔۔

ایم سوری اگر۔۔۔

وہ آنکھیں میچتا کر سی کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔۔۔

تمہیں ایسا کیوں لگا عروشه کے ار حم خان ہمیشہ خسارے اور پچھتاوے ہی اپنے ساتھ باندھنے کا فیصلہ کرے گا۔۔۔ پچھتاؤں کی زندگی بہت کھٹن ہوتی ہے

یار۔۔۔ یہ اندر ہی اندر آپکو داغتی ہے۔۔۔ یوں اس انداز میں کے انسان کو اپنی سسکیاں تک لبوں سے ادا کرنے کی بھی اجازت نہیں ہوتی۔۔۔

میں کاٹ رہا ہوں اس زندگی کو پچھلے کئی سالوں سے۔۔۔ اس نے اپنی جانب اشارہ کیا۔۔۔ لہجے میں اذیت ہی اذیت تھی۔۔۔ میں آشنا ہوں اسکی اذیت سے۔۔۔ یہ کسی کروٹ چین نہیں لینے دیتی۔۔۔ عروشہ لب کتر کر رہ گئی۔۔۔

تمہیں ایسا کیوں لگا عروشہ کے ارحم خان صدا بے وفا ہی رہے گا۔۔۔ کے وہ اپنی
زندگی میں آنے والی کسی بھی لڑکی سے وفا نہیں نبھاپائے گا۔۔۔ اسکی آواز میں
کچھ ایسا تاثر ضرور تھا کہ عروشہ تڑپ کر رہ گئی اس کا دل تیزی سے ڈھرنے
لگا۔۔۔

تضح کر لو عروشه۔۔۔ وہ ٹھہر ٹھہر کر بولا۔۔۔ آواز دھیمی تھی۔۔۔ پست اور
شکست خوردہ۔۔۔ تحمل آمیز۔۔۔

عینا میری محبت تھی۔۔۔ اسنے تھی پر زور دیا۔۔۔ دوبارہ یہ بات خود سے بھی
مت دہرانا۔۔۔ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہی۔۔۔

اب وہ میرے لئے قابل احترام ہے۔۔۔ بے حد قابل احترام۔۔۔ وہ شادی
شدہ ہے ایک بیٹی کی ماں ہے۔۔۔ اور میں کبھی نہیں چاہوں گا کہ اسکا گھر ٹوٹے
یا اسکی بیٹی بنا باپ کے پلے۔۔۔

میں اسکی خوشیوں کے لئے دعا گو ہوں اور اسکا گھر بچانے کو مجھے جو بھی کرنا پڑا
میں کروں گا۔۔۔

کیونکہ اس بندی نے اپنی زندگی میں بہت سفر کیا ہے۔۔۔ بہت تبت۔۔۔
ہر بار اسکا گھر ار حم خان کی وجہ سے برباد نہیں ہو سکتا۔۔۔
اور ہر بار ار حم خان اپنی زندگی میں موجود لڑکی کے ساتھ بے وفائی کا مرتکب
نہیں ہو سکتا۔۔۔ وہ گہرے ملال سے کہتا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا گیا جو کے
بھاپ چھوڑنے لگا تھا۔۔۔

ایم سوری ار حم اگر میں نے تمہیں ہرٹ کیا تو۔۔۔ ار حم خان اسے زندگی کی
سب سے بڑی نو عید سنا کر ایک نئی زندگی بخش چکا تھا۔۔۔ کم از کم جو ڈھر لے
جان کا آزار بن چکے تھے وہ جاتے رہے تھے۔۔۔

دیکھو عروشه ایم سوری۔۔۔ لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ ابھی تم مجھے کچھ دیر کے لئے اکیلا چھوڑ دو۔۔۔ ہم شام میں ملتے ہیں۔۔۔ پلیز۔۔۔

وہ اس وقت بے حد مینٹلی ڈسٹرب ہو چکا تھا اور شدت سے تنہائی کا خواہاں تھا۔۔۔ اس لئے نہایت عاجزانہ گویا ہوا۔۔۔

نہیں ہر گز نہیں۔۔۔ وہ ادا سی سے مسکرا دی۔۔۔
ارحم نے تعجب سے اسے دیکھا۔۔۔

ہم اچھے دوست ہیں ارحم۔۔۔ اور دوست ایک دوسرے کو برے وقت میں تنہا نہیں چھوڑتے۔۔۔ جب آج تک تم نے مجھے میری بری ترین فیروز میں تنہا نہیں چھوڑا تو پھر آج تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔

میں جانتی ہوں کہ تم مینٹلی ڈسٹرب ہو چکے ہو لیکن یہ بات بھی سائنٹیفیکی پرو ہو چکی ہے کہ ماحول بدلنے سے دل و دماغ پر اچھے تاثرات مرتب ہوتے

ہیں۔۔۔ اس لئے اٹھو ہم شاپنگ پر چلتے ہیں۔۔۔ شاپنگ تم کروا رہے ہو یا میں اپنے پیسوں سے کر رہی ہوں اسکا فیصلہ ہم راستے میں کریں گے۔۔۔ اس کے

مسکرا کر اٹھ کھڑے ہونے پر ناچاہتے ہوئے بھی ارحم کو اٹھ کھڑا ہونا پڑا۔۔۔

سر شام کا وقت تھا ایمان خان ولا کے لان میں بیٹھی رنگ برنگے پھولوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ سلمیٰ اسکے سامنے موجود میز سے چائے کے خالی برتن اٹھا رہی تھی۔۔۔ شامیر کے آفس سے واپس آنے کے بعد ابھی ان سب نے وہاں اکھٹی چائے پی تھی۔۔۔ اسکے بعد زوہان کی باپ سے وہی فرمائشیں۔۔۔ وہ جیسے تیسے باپ کو راضی کر کے اب شاپنگ کے لئے گئے تھے ار حم بابا ذوہیب خان۔۔۔ سبھی مرد حضرات اسکی فرمائش پر اکھٹے شاپنگ کے لئے گھر سے نکلے تھے جبکہ ان سب کے جانے کے بعد وہ اٹھ کر اندر جانے کی بجائے وہیں بیٹھ گئی۔۔۔ البتہ باقی سب کسی ناکسی کام کی غرض سے اٹھ کر چلے گئے۔۔۔ اسے وہاں بیٹھے کچھ دیر گزر گئی تھی جب رملہ آکر اسکے پاس بیٹھی۔۔۔ ایمان نے مسکرا کر اسے دیکھا۔۔۔ ط

آپکو پتہ ہے چچی سب آپکے بارے میں کیا کہتے ہیں۔۔۔ اسنے بات کا آغاز کیا۔۔۔

ایمان مسکرا دی۔۔۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی جسکے باعث آنچل کے ہالے میں
مقید اسکے بال آڑ کر چہرے پر آرہے تھے جسے وہ وقفا فوقفانوں کے پیچھے اڑس
رہی تھی۔۔۔

سب کہتے ہیں کے آپ وہ ہو نہیں جو آپ پریٹینٹ کرنے کی کوشیش کرتی
ہیں۔۔۔ مطلب ایک دکھاوا کرتی ہیں آپ ہر وقت۔۔۔
اسکی تلخ باتوں پر ایمان کی مسکراہٹ قدرے سمٹی اس نے اسے غور سے جانچتی
نگاہوں سے دیکھا۔۔۔ رملہ ٹھٹھکی پھے سرعت سے سمبھلتی خفیف سا
مسکرائی۔۔۔

نہیں مطلب میں نہیں کہہ رہی باقی سب کہتے ہیں۔۔۔ اسنے خود کو کلیئر کروانا
چاہا۔۔۔

کیسا دکھاوا۔ ایمان کی آواز میں الجھن تھی۔۔۔
مطلب ہر وقت نماز پڑھنا۔۔۔ اور یہ اسنے ایمان کی انگلی کی جانب اشارہ کیا۔۔۔
ہر وقت یہ ڈیجیٹل کاؤنٹر لے کر گھومنا کے میں بہت نیک ہوں۔۔۔ ہر وقت اللہ
کا ذکر کرتی ہوں وغیرہ وغیرہ۔۔۔ اسنے سادگی سے شانے اچکائے۔۔۔

ایمان مسکرا دی۔۔۔

اوکے۔۔۔ پھر سمجھ کر سر ہلایا۔۔۔ یہ تو باقی سب میرے بارے میں سمجھتے ہیں یا کہتے ہیں۔۔۔ آپ یہ بتاؤ رملہ عدنان خان۔۔۔ وہ قدرے اسکی جانب جھکی۔۔۔ کے آپ میرے بارے میں کیا کہتی یا سمجھتی ہیں۔۔۔ اسکی مسکراتی نگاہیں رملہ پر ہی ٹکی تھیں۔۔۔ جو یکدم اسکی بات پر بوکھلا گئی۔۔۔ پھر سرعت سے سمجھلی۔۔۔

مم۔۔۔ میں کیا کہوں گی بھلا میں تو آپ سے پوچھ رہی ہوں نا۔۔۔ پھر خفیف سی گویا ہوتی بڑی چالاکی سے بال واپس اسکے کوٹ میں پھینک گئی۔۔۔ کیا آپ کو ان سب باتوں سے فرق نہیں پڑتا۔۔۔ ایمان سر جھٹکتے مسکرا کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتی سینے پر ہاتھ باندھ گئی۔۔۔ تمہیں ایک راز کی بات بتاؤں رملہ۔۔۔ اسکا انداز پر اسرار سا تھا۔۔۔ جی۔۔۔ ضرور وہ متجسس ہوئی۔۔۔

برا انسان کو وہاں لگتا ہے جہاں کہنے والوں کی باتوں میں کچھ صداقت ہو۔۔۔ وہاں انسان کو برا بھی لگتا ہے اور سیلف ڈاؤٹ کے باعث وہ اس غلط فہمی کو کلیئر کرنے

کی کوشش بھی کرتا ہے۔۔۔ لیکن جہاں کہنے والوں کی باتوں میں رتی برابر صداقت ناہوتب وہاں برا نہیں لگتا بلکہ وہاں مسکرا کر سر جھٹکتے آگے بڑھ جایا جاتا ہے۔۔۔ بالکل ویسے ہی مسکراتے ہوئے جیسے بڑا بچے کی بات پر مسکراتے ہوئے سر جھٹک کر آگے بڑھ جاتا ہے۔۔۔

ایمان کے تفصیلی جواب پر وہ شش و پنج میں مبتلا حیرت سے اسے دیکھتی رہی۔۔۔ جیسے اسکی باتوں سے مطمئن ناہوئی ہو۔۔۔

کیا واقعی اس بندی کو دوسروں کی کہی باتوں سے فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔ لیکن ایسا کیسے ممکن تھا بھلا۔۔۔

اور رہ گئی بات دکھاوا کرنے کی۔۔۔ تو ایسے تو تم بھی ہر وقت اپنے ہیڈ فونز ساتھ ساتھ لئے پھرتی ہو یا رمشہ اور رانیہ بھی۔۔۔ میں نے تو نہیں کہا کہ یہ لوگ دکھاوا کر رہے ہیں۔۔۔ جان بوجھ کر شو آف۔۔۔

رملہ پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔۔۔ ہم لوگ تو وہ اس لئے ساتھ لئے پھرتے کیونکہ وہ ہماری ضرورت ہے۔۔۔ ہمیں کسی بھی وقت اسکی ضرورت۔۔۔

تو بیٹا یہ ہی بات ہے نا۔۔۔ وہ نرمی سے اسے ٹوک گی۔۔۔۔۔ کے انسان وہی چیز
ساتھ لئے لئے پھرتا ہے جسکی اسے اشد ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ جسکے بنا وہ نہیں
رہ سکتا۔۔۔ رملہ خاموش ہوتی لب بھینچ گئی

اور میں اپنے ڈیجیٹل کاؤنٹر کے بنا خود کو ادھورا تصور کرتی ہوں۔۔۔ کیونکہ مجھے
مختلف تسبیحات کرنی ہوتی ہیں۔۔۔ آتے جاتے۔۔۔ راستے میں گھر کے چھوٹے
بڑے کام کرتے فارغ بیٹھتے ہر وقت کچھ نا کچھ پڑھنا ہوتا ہے۔۔۔

اس لئے یہ میری اشد ضرورت ہے جسکے بنا میں نہیں رہ سکتی۔۔۔ یہ میری
عادت ہے۔۔۔ اب کسی کو اگر یہ دکھاوا لگتا ہے تو میں کیا کر سکتی ہوں۔۔۔
سوائے سر جھٹکنے کے۔۔۔

انسان ہر وقت یاد بھی تو اسی کو کرتا ہے ناجس سے محبت کرتا ہے۔۔۔ جسکی یاد
دل کو سکون فراہم کرتی ہے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھلا دیتی ہے۔۔۔

تو یہ انسان کی اسکے رب سے محبت کا ثبوت ہے کہ وہ ہر وقت اپنی زبان کو ذکر
الہی سے تر رکھے۔۔۔ یہ میرے قلبی سکون کا باعث ہے۔۔۔ اور رہ گئی بات نماز
کی تو اس پر تو بحث ہی فضول ہے۔۔۔ یہ وہ ٹاپک ہے جس پر بحث بنتی ہی نہیں۔۔۔

کسی صورت نہیں۔۔۔ کیونکہ یہ تو فرض ہے۔۔۔ سب پر۔۔۔ ہم سب پر فرض ہے یہ۔۔۔ اور ہر حال میں پڑھنا لازم ہے۔۔۔

ایک ایسی چیز جس پر کمپر و ماتز ہے ہی نہیں۔۔۔ کسی صورت نہیں۔۔۔ ایک مسلمان اور غیر مسلم میں فرق کرنے والی چیز محض نماز ہے۔۔۔ بالکل ایسے جیسے دو کمرے ہوں جن کو الگ کرنے کے لئے درمیان میں ایک دیوار کھینچ دی جائے۔۔۔ بالکل ویسے ہی نماز وہ دیوار ہے جو ایک مسلم اور ایک غیر مسلم کے درمیان فرق کرتی ہے۔۔۔

تو یہ تو سب کو پڑھنی چاہیے۔۔۔ سب کو۔۔۔ اس میں دکھاؤ کیسا۔۔۔ جب جہاں نماز کا وقت ہو گا میں نماز پڑھوں گی نا۔۔۔ اور ہر وہ شخص پڑھے گا جو اللہ اور اسکے رسول کے احکامات کو ماننے کا انکی پیروی کرے گا۔۔۔ یہ میرا لائف سٹائل ہے جو اگر کسی کو دکھاؤ لگے گا تو میں اسے سمپلی اگنور ہی کروں گی نا۔۔۔ بالکل ویسے جیسے بڑا کسی نا سمجھ چھوٹے بچے کی بات کو کرتا ہے۔۔۔ بنا بحث میں پڑے۔۔۔ کیونکہ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کے میں دکھاؤ نہیں کر رہی میں اللہ اور اسکے رسول کے احکامات سے پیچھے ہٹنے سے تو رہی۔۔۔

کیونکہ اگر پوری اسلامی تاریخ اٹھا کر دیکھ لی جائے اور باریک بینی سے بھی مشاہدہ کیا جائے تو کہیں بھی کسی بھی فیز میں نماز کی چھوٹ کی گنجائش نہیں دکھتی۔۔۔ نا بیماری میں نا پریشانی میں۔۔۔ نا سفر میں۔۔۔ نا شادی بیاہ یا تقریبات کے مواقع پر۔۔۔۔۔ کہیں بھی نہیں۔۔۔ سوائے ایک مقام کے۔۔۔

پوری اسلامی تاریخ میں محض ایک مقام جہاں نماز کی چھوٹ کی گنجائش نکل سکتی تھی۔۔۔

محض ایک مقام۔۔۔ وہ رکی

کربلا کا میدان ہو اور دشمن آپ پر بری طرح حاوی ہو لیکن نماز چھوڑنے کی گنجائش تو وہاں بھی نانگی۔۔۔ اس حالت میں بھی پختہ ایمان والوں نے نماز کے لئے صفیں قائم کیں اور مثالیں رقم کیں کہ اگر دشمن کی تلواریں نہیں رکیں گی تو نماز بھی نہیں چھوٹے گی۔۔۔ کسی تلوار میں اتنا دم نہیں ہے ایمان والوں کو اس فریضے سے روک سکے۔۔۔۔۔ توجہ وہاں گنجائش نہیں نکلی تو ایسے میں ہمارے لئے گنجائش پھر کہاں سے نکل آئی۔۔۔

مخلوں اور لگن ریز میں رہتے ہوئے بھی ہم گنجائش ڈھونڈتے ہیں۔۔۔

غلط بات۔۔۔

نماز چھوڑنے کی گنجائش نہیں ہے۔۔۔ یہ پڑھنی ہے اور ہر صورت پڑھنی ہے۔۔۔ دل چاہے یا ناچاہے۔۔۔ نماز میں دل لگے یا نا لگے۔۔۔ آپ مصروف ہوں آپ کہیں گئے ہوں۔۔۔ آپ کچھ کر رہے ہو۔۔۔ نماز نہیں چھوڑنی۔۔۔ اسکی اتنی ہی سخت تاکید ہے۔۔۔ اور ایک مسلمان شخص کا سارا شیڈیول نماز کے حساب سے سیٹ ہونا چاہیے۔۔۔

ہر کام یا نماز سے پہلے یا نماز کے بعد۔۔۔ لیکن نماز کے اوقات محض اسی کے لئے مختص ہونا چاہیے۔۔۔ اور افضل تو یہ ہی ہے کہ آذان کی آواز سنتے ہی ہر کام چھوڑ کر اس پاک ذات سے ملاقات کے لئے لپکا جائے۔۔۔

کیا میری کوئی بات تمہاری سمجھ میں آئی۔۔۔ ایمان اسکا لوز ہوتا فوکس اور عدم دلچسپی دیکھ ٹوک گئی۔۔۔

وہ نا سمجھی سے سرہاں میں ہلا گئی۔۔۔

نہیں آئی سمجھ۔۔۔ میری باتیں تمہاری سمجھ میں آنے کی بجائے تمہارے سر
کے اوپر سے گزر گئیں۔۔۔ ایمان گہرا مسکرائی۔۔۔ رملہ کا دل دھک سے رہ
گیا۔۔۔

آپکو کیسے پتہ۔۔۔ اسکے لبوں سے سرسراتے لفظ ادا ہوئے۔۔۔ وہ جتنا حیران ہوتی
کم تھا۔۔۔

ایسے میری باتیں تمہاری سمجھ میں نہیں آئیں گی بیٹا۔۔۔ دل میں باتوں کے
اترنے کے لئے دل و دماغ کے دروازے کھلے ہونا ضروری ہے۔۔۔ تعصب کا
چشمہ اتر اہوا ہونا ضروری ہے۔۔۔ تبھی تو آنکھ دیکھے گی دل قبول کرے گا دماغ
پرو سس کرے گا اور الفاظ کانوں کے رستے دل میں اترتے روح میں سرایت
کریں گے۔۔۔

سب سے پہلا کام جو آپکو کرنا ہے وہ تعصب کی عینک اتارنی ہے۔۔۔ پھر دل و
دماغ کے دروازے کھول کر دل کی زمیں کو نرم کر کے کوئی بات سنو گی تو وہ سمجھ
بھی آئے گی اور روح میں سرایت بھی کرے گی۔۔۔

اور تمہیں ایک راز کی بات بتاؤں۔۔۔ ایمان اسے پر اسرار نگاہوں سے دیکھتی
زرا سا مسکرا۔۔۔

اور رملہ وہ تو ہونق بنی بیٹھی تھی اس بندی کے اس قدر درست تجزیات پر۔۔۔
مزید تھوک نکل کر رہ گئی۔۔۔ عجیب پر اسرار سی شخصیت تھی اس بندی کی جیسے
دوسرے پر سحر پھونک کر اسے اپنی باتوں کے حصار میں جھکڑ رہی ہو۔۔۔ رملہ
کے ساتھ ایسی باتیں اور ایسی ملاقات زندگی کا پہلا تجربہ تھی جو اسکی اب تک کی
زندگی سے مکمل طور پر ہٹ کر تھیں تبھی دل و دماغ ان سب کو قبول کرنے کی
 بجائے ایک عجیب قسم کے ڈر و خوف کی لپیٹ میں آنے لگے تھے۔۔۔ اسکا دل
دھک دھک کر رہا تھا۔۔۔
یہ جنگ۔۔۔ پھر رک کر تصحیح کی۔۔۔ خود شناسی کی جنگ۔۔۔ یہ ہر انسان کی
انفرادی ہوتی ہے۔۔۔ اور یہ ہر انسان کو خود ہی لرنی پڑتی ہے شعوری کو شیش
سے۔۔۔

اور خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جو دل و دماغ کے بند قفل کھول کر خود شناسی
کا سفر طے کرتے ہیں۔۔۔

وہ مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی جبکہ رملہ ہنوز بت بنی وہیں بیٹھی تھی۔ جیسے وہ
بندی اپنی باتوں سے اسے ہپناٹا کر گئی ہو۔۔۔

&&

وہ سبھی مرد حضرات شاپنگ بیگز سے لدھے پھندے خان ولا میں داخل
ہوئے۔۔۔

سبھی خواتین لاؤنج میں ہی موجود تھیں۔۔۔

ڈنر کا وقت ہو رہا تھا اور ملازم ٹیبیل سیٹ کرنے لگے تھے۔۔۔

ایمان ماں کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔۔۔ رفیعہ ایک نظر تیار
ہو چکا ڈنر دیکھ کچن سے نکل رہی تھی۔۔۔ البتہ تینوں بچیاں الگ الگ بیٹھیں

اپنے موبائل پر مصروف تھیں جب وہ سب اکٹھے لاؤنج میں داخل ہوئے۔۔۔

اور حسب سابق سلام کرتے اپنا اپنا شاپنگ کا سامان لے کر اپنے کمروں کی جانب
بڑھ گئے۔۔۔

البتہ زوہان اپنا سارا سامان ماں کے سامنے موجود میز پر رکھتا خود بڑی فرصت سے ایمان کے سامنے کارپٹ پر بیٹھ گیا۔۔۔ یوں کے ایک ٹانگ فولڈ کر رکھی تھی البتہ دوسری ٹانگ گھٹنا موڑے کھڑی تھی ایمان کھٹھکی۔۔۔ جبکہ ٹھٹھکا تو وہاں موجود ہر شخص تھا جو اس وقت یہ غیر متوقع چیز دیکھ رہا تھا۔۔

زونی اوپر بیٹھو یہاں کیوں۔۔۔

زوہان اپنے ہاتھ میں موجود شاپنگ بیگ سے کچھ نکال رہا تھا۔۔۔
ممی یہ کلر آپکے پاؤں میں سوٹ نہیں کرتا آپ یہ پہنیں۔۔۔ اسنے بڑی نرمی سے ماں کے پاؤں سے مسٹرڈ کلر کی چیل اتاری۔۔۔
ایمان گہرا سانس خارج کر کے رہ گئی۔۔۔ جبکہ وہ اب جوتے کا ڈبہ کھول کر اندر سے سیاہ اور سفید امتزاج کی ڈیسینٹ سی سوفتی اسکے پاؤں میں پہنا رہا تھا۔۔۔
یہ سب غیر متوقع نا تھا۔۔۔ وہ ماں کے بارے میں یونہی کئیرنگ تھا۔۔۔ اسکی وارڈروب کھول کر اس کے لئے کپڑے سلیکٹ کرتا تھا۔۔۔ حتکہ جیولری اور

کچھ تک۔۔۔ پ لیکن باقی سب کے لئے یہ سب غیر متوقع تھا اور نہایت غیر متوقع۔۔۔

اٹس پرفیکٹ ممی۔۔۔ لیکن پلیرز آپ یہ کلر دوبارہ مت پہننا مجھے آپ پر یہ اچھا نہیں لگتا۔۔۔ ایمان نے مسکراہٹ دا بتے انگلی سے ماتھا مسلا۔۔۔

تینوں بچیاں بھی موبائل کی سکرین سے نگاہیں ہٹاتیں انہیں حیرت سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔

تھینکس بیٹا۔۔۔

نیورومینشن ممی۔۔۔ وہ ہاتھ جھارٹا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

گرینڈ مایہ آپکے لئے ہماری طرف سے۔۔۔ اور یہ ممی کے لئے۔۔۔ سبحان نے دوا یک سے شاپنگ بیگ ان دونوں کو تھمائے۔۔۔

گرینڈ مانے نم آنکھوں سے شاپنگ بیگ الٹایا جس میں سے آف وائٹ خوبصورت ایمبر انڈ ڈشال نکل کر انکی گود میں پھسل گئی۔۔۔

خود ہزاروں لاکھوں کی شاپنگ کرنے کے باوجود یہ انکے لئے ایک بہت سیشنل چیز تھی جو بار بار انکی آنکھیں نم کر رہی تھیں۔۔۔ کے انکے پوتے بالخصوص اتنی

چاہت سے انکے لئے کچھ خرید کر لائے تھے۔۔۔ کریڈیٹ کارڈ ملنے کیش ملنے اور اس انمول تحفے کے ملنے میں کیا فرق تھا اس احساس سے وہ آج آشنا ہوئی تھیں۔۔۔

ایمان کی شال سیم گرینڈ ماجیسی تھی بس اسکا رنگ میرون تھا۔۔۔ اسکے بیٹے جب بھی شاپنگ کرنے جاتے ماں کے لئے کچھ ناکچھ ضرور خریدتے تھے وہ یہ بات جانتی تھی۔۔۔ لیکن ایک بظاہر عام سی چیز سے وہ لوگ اس گھر کے مکینوں کو حیرت زدہ چھوڑ گئے تھے۔۔۔

ممی میں نے ڈھیروں ڈھیر شاپنگ کی۔۔۔

آپکو کمرے میں چل کر دکھاؤں گا۔۔۔ سیریلی آج ڈیڈ کو ہم نے خوب خوب لوٹا۔۔۔

زوہان ماں کے ساتھ ہی براجمان ہوتا اسکے شانے پر بازو رکھتے ایکسائٹڈ سا اسے شاپنگ کی روداد سنارہا تھا جو وہ مسکراتے ہوئے سن رہی تھی البتہ زوہان میز پر پڑے سارے شاپنگ بیگز سمیٹنے لگا تھا۔۔۔

وہ تم کب نہیں لوٹے۔۔۔ ہر وقت تمہارے دماغ میں محض ڈیڈ کو لوٹنے کی
پلانینگ ہی چلتی ہے۔۔۔ سبحان نے سر جھٹکتے شاپنگ بیگز اٹھائے۔۔۔
اچھا پلیز یہ میرے شاپنگ بیگز بھی ساتھ ہی لیجاو۔۔۔ اور سارے کے سارے
بیگز میرے روم میں رکھ دینا۔۔۔ پھر مئی کو دکھا کر ڈیسمینڈ کر لیں گے کہ کون
کون سی چیزیں کس نے لینی ہیں۔۔۔ اسنے سبحان کے کہے کانوٹس لئے بنا حسب
سابق اپنا کام بھی اسے ہی کہا۔۔۔۔۔
سبحان نے اسے گھور کر دیکھا تو وہ شانے اچکا تا ماں کے شانے پر سر رکھتا آنکھیں
موندے گیا۔۔۔

چاچو مجھے آپکی گاڑی کی چابی چاہیے۔۔۔ ایک ٹرائی لینی ہے۔۔۔ ڈنر کرنے کے
بعد لاونج میں بیٹھ کر چائے کا دور چل رہا تھا جب چائے کا کپ ختم کر کے میز پر
رکھتے سبحان ارحم سے مخاطب ہوا۔۔۔
سب سے پہلے ایمان نے اسے چونک کر دیکھا۔۔۔

تمہیں ٹرائی لینی ہے۔۔۔ اس وقت۔۔۔ اسکی آواز میں استعجاب تھا۔۔۔ یہ بات زوہان کہتا تو اتنی ان ایکسیکٹڈ ناہوتی مگر حیرت کی بات تو یہ ہی تھی کہ یہ کہہ سجان رہا تھا۔۔۔

کیا مطلب اس وقت۔۔۔ ابھی وقت ہی کیا ہوا ہے آخر۔۔۔ تم نے بچوں پر اسقدر پابندیاں کیوں لگا رکھی ہیں ایمان۔۔۔۔ انجوائے کرنے دوا نہیں۔۔۔ یہ ہی تو عمر ہوتی ہے انجوائے کرنے کی۔۔۔ گھومنا پھرنا دوستوں کے ساتھ مستیاں کرنا۔۔۔۔ رفیعہ نے ٹرخ کر گفتگو میں حصہ لیا۔۔۔ شام سے یہاں جو ڈرامہ لگا تھا اور بچے جس طرح سے ماں کو اہمیت دے رہے تھے وہ شام سے ہی ایک ان دیکھی آگ میں جھلس رہی تھی اب بچوں کی نظر میں ماں کو ایک روائتی اور تنگ نظر ماں ثابت کرنے کا اسے سنہرا موقع ملا تھا۔۔۔

ایمان کچھ کہنے کی چاہ میں لب بھینچ گئی۔۔۔ جانتی تھی الفاظ یہاں بے اثر ہونگے۔۔۔ اس کے بچے گھومتے پھرتے بھی تھے اور دوستوں کے ساتھ انجوائے بھی کرتے تھے لیکن یہ بات اسے یہاں ثابت کرنے کی ضرورت نہ تھی۔۔۔

ارے نہیں تائی جی۔۔۔ پابندیاں نہیں۔۔۔ فکر یہ مُمی کی ہمارے لئے۔۔۔
سبحان نے مسکراتے ہوئے بات ہوا میں اڑادی۔۔۔

بچوں کو اپنی لائف جینے دینی چاہیے۔۔۔ یہ کیا ہوا ہر وقت کی روک ٹوک اتنی
روک ٹوک تو میں اپنی بیٹیوں پر نہیں کرتی جتنی یہ بیٹوں۔۔۔ اسکی بات سے
حوصلہ پا کر وہ مزید گویا ہوئی جب سبحان انکی بات نظر انداز کر تاں کو مخاطب
کر گیا۔

مُمی ڈونٹ وری۔۔۔ زیادہ دور تک نہیں جانا۔۔۔ یہیں پاس ہی ہے۔۔۔ جلدی
واپس آ جاؤں گا۔۔۔

اپنی بات کاٹے جانے اور اس پر توجہ نہ دینے پر رُفہ کو یکدم سبکی کا احساس ہوا مگر
وہ لب بھینچ گئی۔۔۔

اوکے بیٹا دھیان سے جانا۔۔۔

یار تم میری کار لے جاو۔۔۔ ارحم نے چابی اسکی جانب بڑھائی جب شامیر ٹوک
گیا۔۔۔

ڈونٹ وری ڈیڈ۔۔۔ کہیں نہیں ٹھوکنے والا میں آپکے دلارے بھائی کی
گاڑی۔۔۔ چابی پکڑ کر وہ کہتا سیدھا ہوا تو شامیر جھینپ گیا۔۔۔ ایسی بات نہیں
ہے حان۔۔۔

آپکی گاری پر ٹرائی تو لیتا رہتا ہوں ابھی چاچو کی گاڑی پر لینی ہے۔۔۔ وہ مسکراتا
ہوا وہاں سے نکل گیا۔۔۔

ڈرائیوے پر آکر وہ ابھی ڈرائیونگ ڈور کھول کر اندر بیٹھا ہی تھا جب پینچر سیٹ
کا دروازہ کھول کر کوئی اسکے ساتھ آکر بیٹھا۔۔۔

سبحان کوفت سے آنکھیں میچ گیا۔۔۔
تکلیف کیا ہے تمہیں۔۔۔ اکیلا کیوں نہیں چھوڑ دیتے تم مجھے۔۔۔ وہ چیخ چیخ
گیا۔۔۔

یونو وھاٹ بھائی۔۔۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ تم ایک بہت بڑے
ایڈوینچر کے لئے جا رہے ہو۔۔۔ اور تمہیں پتہ ہے کوئی بھی ایڈوینچر زوہان
شامیر خان کے بنا تو ادھورا ہے۔۔۔

وہ پاؤں جھلاتا خط لینے والے انداز میں بول رہا تھا۔۔۔

آوٹ۔۔۔ نکلو یہاں سے ابھی کے ابھی۔۔۔
ارے میرا کیوٹ بھائی۔۔۔ زوہان نے لاڈ سے اسکے گال پر چٹکی کاٹی۔۔۔ وہ
سرعت سے اسکا ہاتھ جھٹک گیا۔۔۔
مجھے بھی پرورشہ آنتی سے ملاقات کا بہت شوق ہے۔۔۔ اسنے سبحان کی جانب
دیکھتے آنکھ ماری تو وہ غصے سے لب بھینچ گیا۔۔۔ گویا وہ ہر بات سے آگاہ تھا۔۔۔
پھر غصہ ضبط کرتے گاڑی سٹارٹ کرتے گیٹ سے باہر نکالی۔۔۔
کوئی چیز تمہارے افلاطونی دماغ سے پوشیدہ رہ سکتی ہے۔۔۔
ہممم۔۔۔۔ کم از کم تم سے ریلیٹڈ تو نہیں۔۔۔ اور بات جب اینجل کی ہو تب تو
بالکل بھی نہیں۔۔۔
وہ گال پر انگلی رکھے سوچ سوچ کر بولا۔۔۔
تم میرے ساتھ اندر نہیں جا رہے۔۔۔
ڈونٹ وری بھائی تمہیں کیا لگتا ہے تمہارے ساتھ میچنگ کر کے میں نے یہ بلیک
ہڈی کیوں پہنی ہے۔۔۔

تب سے پہلی مرتبہ سبحان نے چونک کر اسکا جائزہ لیا۔۔۔ مطلب وہ بہت پہلے سے اسے فالو کر رہا تھا۔۔۔

پھر گہری سانس خارج کرتے گاڑی مطلوبہ جگہ کی پارکنگ میں پارک کی۔۔۔
ویسے ڈیڈ کی گاڑی لانے کی بجائے چاچو کی گاڑی لانے کا فیصلہ درست تھا
تمہارا۔۔۔

بریلینٹ بوائے۔

۔ ڈیڈ کی گاڑی تو یہاں لمحوں میں سب کی نظروں میں آ جاتی۔۔۔ وہ پارکنگ کے
نیم اندھیرے میں بیٹھے چوکنے انداز میں چاروں جانب دیکھتے پروشہ کے وہاں
آنے کے منتظر تھے جسکے بارے میں سبحان کو اپنے مستند ذرائع سے پتہ چلا
تھا۔۔۔ وہ رہی پروشہ آنٹی کی گاڑی۔۔۔

دفعتا زوہان کی نظر دور سے آتی پروشہ کی گاڑی پر پڑی۔۔۔

وہ گاڑی آکر ان سے کچھ فاصلے پر رکی۔۔۔

اندر سے پروشہ نکلی تو وہ دونوں ٹھٹھکے۔۔۔ وہ سیاہ ہائی ویسٹ پر براؤن شرٹ

زیب تن کئے ہوئے تھی۔۔۔ لباس کی مناسبت سے میک آپ کر رکھا تھا اور

بال کرل کر کے پشت پر ڈال رکھے تھے جہاں سے کچھ بال شانے پر پڑے
ہوئے تھے۔۔۔

وہ سیاہائی ہیل پہنے ہوئے گاڑی سے نکلی اور کیو ٹکس لگی انگلی سے بال ماتھے
سے پیچھے کئے۔۔۔

دفعتا ڈرائیونگ ڈور سے ایک بلیک تھری پیس سوٹ میں ملبوس شخص باہر
نکلا۔۔۔

ان دونوں نے آنکھیں چند ہی کئے اسے دیکھا جس نے باہر نکلتے ہی پروشہ کی جانب
ہاتھ بڑھایا تو وہ ایک ادا سے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں تھما گئی۔۔۔

وہ دونوں گم صم رہ گئے۔۔۔
یہ تو وہ یوٹیوبر نہیں جو یکدم ہی وائرل ہو رہا ہے۔۔۔ کیا نام ہے اسکا

۔۔۔ زوہان نے دماغ پر زور ڈالا۔۔۔ ہاں۔۔۔ ظفر شاہ۔۔۔

یکدم یاد آنے پر اس نے چٹکی بجائی۔۔۔

جو بھی ہو یا۔۔۔ لیکن یہ پروشہ آنٹی کے ساتھ کیا کر رہا ہے اور یوں۔۔۔ سبحان

گم صم ساتھ۔۔۔ جیسے اس واقعے نے اسکی قوت گویائی صلب کر ڈالی ہو۔۔۔

کیا ہمیں یہ بات ڈیڈ کو بتانی چاہیے۔۔۔ جو بھی ہے آنٹی ڈیڈ کے نکاح میں ہیں اور انہیں یہ سب ذیب نہیں دیتا۔۔۔ زوہان لب کتر رہا تھا۔۔۔ جانچتی نگاہیں ان دونوں پر ہی ٹکی تھیں۔۔۔

ابھی نہیں زونی۔۔۔ ابھی ہمیں اس چیز پر فوکس کرنا ہے جسکے لئے ہم یہاں آئے ہیں۔۔۔ باقی سب بعد میں دیکھیں گے۔۔۔

سبحان کی پر سوچ نگاہیں بھی وہیں پر ٹکیں تھیں جہاں سے وہ دونوں اندر کی جانب بڑھے تھے۔۔۔

سبحان ہڈی سر پر گراتا چوکنے انداز میں گاڑی سے نکلا تو زوہان نے بھی اسکی تقلید کی۔۔۔

ارحم کے اس گھر سے جانے کے بعد کافی دیر تک غضنفر گم صم سے انداز میں وہیں بیٹھا رہا۔۔۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سردی کی شدت میں بھی اضافہ ہو رہا تھا لیکن اس میں اتنی ہمت تک نہ تھی کہ وہ ہیل چئیر کے پیسے گھماتا اسے اندر تک لے کر جاسکتا۔۔۔

ارحم سچ کہہ رہا تھا کیونکہ جھوٹوں کے چہرے اتنے روشن اور آوازیں اتنی نڈر نہیں ہوتیں۔۔۔

کہیں تو کچھ مسنگ تھا۔۔۔ اس ساری کہانی میں جو کسی ناکسی طرح اسکے گرد پور ٹریٹ کی جارہی تھی۔۔۔ وہ اب تحمل سے سبھی کڑیوں سے کڑیاں ملارہا تھا۔۔۔

عینا اسکی شریک حیات تھی اور اس سے بھی پہلے اسکی کزن تھی۔۔۔ اسکی آنکھوں کے سامنے ہی اسنے لڑکپن سے جوانی کی حدود میں قدم رکھا تھا۔۔۔ اور پچھلے کئی سالہ ازواجی زندگی میں بھی اسنے اسکے کردار میں کوئی جھول نادیکھا تھا۔۔۔ پھر کیا وجہ تھی کہ وہ اس پر شک کرنے لگا تھا۔۔۔ آنکھیں بند کئے وہ چھوٹی سے چھوٹی چیز کا بھی مشاہدہ کر رہا تھا۔۔۔

سب کچھ تو ٹھیک چل رہا تھا۔۔۔ اسکا علانج تک شروع ہو گیا تھا۔۔۔ پھر اسکے بھائی کی آمد اور وہ باتیں۔۔۔ اور اسکا بھائی کون تھا بھلا۔۔۔ اسکے لئے قابل احترام۔۔۔ اسکا خیر خواہ۔۔۔ ہر چیز میں اسکا بھلا سوچنے والا۔۔۔ اور اب سے نہیں بچپن سے۔۔۔ بقول اسکے عینا اسکے بناتنہا اتنا کڑیل

وقت کاٹنا سکی اس لئے کچھ پلوں کی آسانی کے لئے بے راہ روی کا شکار ہو گئی۔۔۔

پھر رات میں عینا کے ارحم کے ساتھ گاڑی میں جانے کی فوٹوز اور ویڈیو کلیپس

باتیں تو اب کھلی تھیں کہ وہ اس کے ساتھ کیوں گئی تھی۔۔۔ مگر سوال بھی تو اب ہی اٹھ رہا تھا کہ جب اس کا بھائی اس چیز سے آگاہ تھا کہ وہ رات کو ارحم کے ساتھ گئی تھی تو اس چیز سے آگاہ کیوں نہ تھا کہ اس کی بھتیجی بخار میں پھینکتی مر رہی تھی۔۔۔

واقعی مرد کے دل میں شک کا بیج آگ آئے تو بڑی جلدی تناور درخت بن جاتا ہے۔۔۔ پہلے اگر شک عینا کے لئے دل میں آیا تھا تو اب اس شک کے دائرے میں اس کا اپنا سگا بھائی آ رہا تھا۔۔۔ اور اس نا فہم دنیا میں شک کے دائرے میں آتے ہر شخص کا باریک بینی سے مشاہدہ کرنا اس کی مجبوری تھی۔۔۔

اور پھر عینا کا اس کے بھائی کے نام پر بد کننا۔۔۔ چڑنا۔۔۔ غلط الفاظ کا استعمال کرنا۔۔۔ اسے خونخوار نگاہوں سے گھورنا۔۔۔ سب بے مقصد نہیں ہو سکتا

تھا۔۔۔ کچھ تو تھا جو اسکی نگاہ سے پڑے تھے۔۔۔ کچھ ایسا جو عینا اسقدر سخت
رد عمل دے رہی تھی۔۔۔ یہ رد عمل بنا کسی مقصد کے نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔
ابھی تک تو وہ اس سب کو عینا کی چڑ سے نتھی سمجھ رہا تھا کہ اسکے بھائی نے عینا کی
پول کھولی ہے اس لئے وہ اس سے بد زن ہو رہی ہے۔۔۔
لیکن اب جب یہ عقدہ کھل گیا تھا تو دل میں نی کھڈ بھڈ لگ گئی تھی کہ پھر اس
سب کی وجہ کیا تھی بھلا

۔ کیوں عینا کا رویہ یکدم ہی اسکے بھائی کے متعلق بدل گیا تھا۔۔۔
سردی سے اسکی اجسام فریز ہونے لگا تھا مگر وہ ہنوز وہیں بیٹھا تھا۔۔۔ دماغی طور پر
ماحول سے وابستہ ہوتا تو اس چیز سے آگاہ ہوتا۔۔۔

کافی دیر تک اسی کرسی پر بے دم بیٹھے رہنے کے بعد عینا گڑیا کے رونے پر اپنی
تمام ہمت مجتمع کرتی وہاں سے اٹھی۔۔۔ وہ سوتے میں ڈر کر اٹھ گئی تھی۔۔۔ اسکا
فیڈر تیار کر کے اسکے ساتھ لیٹ کر اسے دودھ پلا کر پھر سے سلانے کے بعد وہ
بستر سے اٹھ آئی۔۔۔

کچن کی طرف جاتے اسنے ایک چورنگاہ غضنفر کی جانب ڈالی جو ہنوز اسی جگہ پر
اسی پوزیشن میں بیٹھا تھا۔۔

ناجانے اس ملاقات کا اسنے کیا اثر لیا تھا۔۔۔ پتہ نہیں ارحم کی باتوں کے باعث
اسکی بدگمانی دھلی تھی یا مزید بڑھ گی تھی۔۔۔

جو بھی تھا اسکا دل کسی خزان رسید پتے کی مانند مسلسل کپکپا رہا تھا۔۔۔

یا اللہ میرا گھر ٹوٹنے سے بچالے۔۔۔ میرا آشیانہ بکھرنے سے بچالے۔۔۔ میرے
شوہر کے دل سے میرے لئے موجود بدگمانی دھو ڈال۔۔۔ وہ چپکے سے کئی بات
اپنے رب سے دعائیں کرتے بار بار نم ہوتی آنکھیں پونچھ چکی تھی۔۔۔

کچن کے سارے کام نبٹا ڈالے۔۔۔ دوپہر کے لئے کھانا بنانا شروع کر دیا مگر غضنفر
کے پاس جا کر اسے مخاطب کرنے کی ہمت ابھی بھی ناجٹانا پائی تھی۔۔۔

جب کافی دیر بعد خود کو حوصلہ دے کر لب کترتی وہ کچن سے باہر آئی۔۔۔

سردی کی شدت بہت بڑھ گئی تھی جبکہ وہ ابھی بھی وہیں۔۔۔ بیٹھا تھا۔۔۔ عینانے
اندر جا کر اسکی گرم شال اٹھائی اور بڑی ہمت کا مظاہرہ کرتی آکر اسے غضنفر کے
گرد لپیٹا۔۔۔

غضنفر چونک کر ہوش میں آتا اسے دیکھنے لگا۔۔۔ جو گم صم اور خاموش سی پلکیں
جھکائے بنا اسے مخاطب کئے اسکی وہیل چیئر دھکیلتی اسے کمرے میں لائی۔۔
کمرے میں لا کر آتش دان جلایا اور کچھ ہی دیر بعد وہ کھانے کی ٹرے کے ہمراہ
اسکے سامنے موجود تھی۔۔۔

صد شکر کے غضنفر خاموشی سے کھانا کھانے لگا تھا۔۔۔ کھانا کھانے کے بعد وہ
برتن سمیٹ کر کمرے سے نکل رہی تھی جب غضنفر کے بولنے پر اسکے قدم
وہیں زنجیر ہوئے۔۔۔

جاتے ہوئے لائٹ بند کر جانا۔۔۔ اور دروازہ بھی۔۔
اگر بھائی صاحب آئیں تو انہیں باہر ہی بیٹھالینا کے میں سو رہا ہوں۔۔۔ مجھے کسی
صورت ڈسٹرب مت کرنا۔۔۔ اگر وہ انتظار کرنا چاہیں تو بہتر میں اٹھ کر ان سے
مل لوں گا۔۔۔ اور اگر وہ واپس جانا چاہیں تو بھی بہتر کے شام میں مجھ سے مل
لیں۔۔۔ لیکن مجھے ڈسٹرب مت کرنا۔۔۔

اسکی نافہم آواز سن کر عینا کا دل زور سے ڈھرکا۔۔۔ وہ کپکپاتے ہاتھوں سے لائٹ بند کر کے کمرے سے نکل گئی اور جاتے جاتے کمرے کا دروازہ بند کرنا بھولی تھی۔۔۔

جبکہ اندر وہ آنکھیں موند گیا۔۔۔ اسنے اپنی زندگی کا آخری قاری داؤ کھیلنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔

پروشہ کسی فرینڈز گیٹ ٹو گیڈر میں آئی تھی۔۔۔ ظفر شاہ کے ساتھ اسکی اسقدر انوالومنٹ ان دونوں کو کچھ کھڑکار ہی تھی۔۔۔ دونوں خاموشی سے اس پر نظر رکھے ہوئے تھے۔۔۔ جو دوستوں کے ساتھ ڈانسنگ فلور کی مدہم بٹیوں میں ڈانس کر رہی تھی۔۔۔

وہ تنہائی میں اس سے بات کرنے کے خواہاں تھے اور قدرت نے بہت جلد انہیں یہ موقع فراہم کر دیا جب ڈانسنگ فلور سے نیچے اترتے اسکی ایک دوست کے ہاتھ سے مشروب کے گلاس سے زرا سا مشروب اسکی شرٹ پر گرا اور وہ ہاتھوں سے اسے جھاڑتی صاف کرنے کے بعد ریسٹ روم کی جانب بڑھی۔۔۔

ریسٹ روم میں آکر وہ ابھی نرم مخملی صوفے پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھی
ہی تھی کے ڈانس کرنے کے باعث وہ خاصا تھک گئی تھی جب یکدم ہی ریسٹ
روم کا دروازہ کھلا۔۔۔

اسے لگا شاید ظفر اسکی غیر موجودگی محسوس کر کے وہاں اسکے پیچھے آیا ہو گا۔
لیکن اپنے سامنے ان دونوں لڑکوں کو دیکھ وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔۔
وہ لمحوں میں انہیں پہچان گئی تھی۔۔۔ یہ غیر متوقع تھا۔۔۔ بے حد غیر متوقع۔۔
یہ دونوں بھلا یہاں کیا کر رہے تھے۔۔۔

ارے ارے۔۔۔ آنٹی ریلیکس۔۔۔ ہمیں صرف آپ سے کچھ دیر بات کرنی
ہے اور کچھ نہیں۔۔۔
سبحان نہایت شائستگی سے کہتا ایک کرسی کھینچ کر اسکے مقابل بیٹھا۔۔
پروشہ کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔۔۔

اور تم لوگوں کو اتنی خوش فہمی کیوں ہے کے میں تم سے بات کروں گی۔۔۔
وہ غیض و غضب سے پھنکاری۔۔۔

ارے نہیں آئی۔۔۔ مجھے نہیں یہ خوش فہمی محض اسے ہی ہے۔۔۔ زوہان نے
سبحان کی جانب اشارہ کرتے سیز فائر کیا۔۔
میں ایسی خوش فہمیاں نہیں پالتا۔۔۔ ویسے کیا خیال ہے ایک سلفی ہو جائے۔۔۔
زوہان شامیر خان اپنی سٹیپ مدر کے ساتھ۔۔۔
آہیسی فیملی۔۔۔ زوہان نے سرعت سے اس کے صوفے کے پیچھے کھڑے ہوتے
ہاتھ لمبا کر کے ایک سلفی لی۔۔۔ اور مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ یہ
سب اس قدر جلد اور غیر متوقع طور پر ہوا کہ وہ ہتھاقاسی اسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔
یہ کیا بد تمیزی ہے۔۔۔ تم نے میری اجازت کے بنا میری تصویر کیسے لی۔۔۔

How dare you...

پروشنہ چیخ چیخ گئی۔۔۔ دماغ جھنجھنا اٹھا تھا۔۔۔ تم جانتے ہو یہ ہر اسمنٹ ہے اور
میں اس چیز کے لئے تم دونوں پر کیس کر سکتی ہوں۔۔۔ اشتعال سے اسکا برا

حال تھا۔۔۔ یہ بچے ابھی اسے جانتے نہ تھا۔۔۔ وہ جب انکے باپ کو دھول چٹا
سکتی تھی تو پھر یہ دونوں کیا چیز تھے۔۔۔
ارے آنٹی کالم ڈاون۔۔۔ اتنے غصے سے اس عمر میں بی پی ہائی ہو سکتا ہے۔۔۔
زوہان کرسی گھسیٹتا اسکے مد مقابل بیٹھا۔۔۔
شٹ آپ جسٹ شٹ آپ۔۔۔ یہ آنٹی کسے بولا ہے تم نے۔۔۔ اور اس عمر
سے کیا مراد ہے تمہاری۔۔۔
تمہاری ماں کی طرح بڑھی نہیں ہوں میں آئی بات سمجھ میں۔۔۔ اسکے لال
بھبھوکا ہوتے چہرے اور آنکھوں سے اشتعال کے باعث نکلتے شعلوں کو دیکھ
زوہان کو اپنی مسکراہٹ ضبط کرنا دنیا کا مشکل ترین امر لگا۔۔۔ اسے نہیں پتہ تھا
کے لفظ آنٹی سے وہ اتنا بھڑک اٹھے گی۔۔۔
جبکہ سبحان اس بدلتی صورت حال پر ماتھا مسل کر رہ گیا۔۔۔ بس اسی لئے وہ اس
افلاطون کے استاد کو ساتھ نہیں لانا چاہتا تھا۔۔۔
اوکے آنٹی نہیں بولوں تو کیا بولوں۔۔۔
ممی۔۔۔

پروشنہ نے چونک کر سبحان کو دیکھا۔۔۔ اسے یکدم ہی اس میں شامیر کی جھلک دکھائی دی۔۔۔

وہ شرافت سے اٹھ کر قدرے فاصلے پر پڑے صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔

ایم سوری مسز شامیر۔۔۔

یس ایگزیکٹولی۔۔۔ اس ساؤنڈ بیٹر۔۔۔ یہ میرے مائنڈ میں کیوں نا آیا۔۔۔۔۔
زوہان نے چٹکی بجاتے پر جوش انداز میں کہا تو سبحان نے پیچھے پلٹتے اسے گھورا۔۔۔
وہ لب بھینچتا اپنے موبائل پر جھک گیا۔۔۔

آپ ایک دفعہ پلیز تحمل سے میری بات سن لیں اسکے بعد جو بھی آپکا فیصلہ

ہو۔۔۔۔۔
اور تمہیں یہ خوش فہمی کیوں ہے کہ میں تمہاری بات سنوں گی وہ بھی تحمل سے۔۔۔
ابھی ظفروہاں میری غیر موجودگی محسوس کر کے یہاں آتا ہی ہو گا۔۔۔

ایگزیکٹولی آنٹی۔۔۔ زوہان کی زبان میں پھر سے کھجلی ہوئی۔۔۔

میں بھی یہ ہی سوچ رہا تھا کہ آپ دونوں کی اس پارٹی کی شرکت میں اکھٹی
تصاویر سوشل میڈیا پر شئیر کروں۔۔۔ اینڈ ٹرسٹ می آنٹی۔۔۔ اسکا انداز
پر اسرار تھا۔۔۔

ہماری یوتھ خود جو مرضی کرتی پھرے لیکن پبلک فیکر سے یہ پوچھنے بڑی جلدی
اور ہاتھ دھو کر آ جاتی ہے کہ کسی اور کے نکاح میں ہوتے ہوئے آپ کیسے کسی
نامحرم کے ساتھ ایز آکیل پارٹیز اٹینڈ کر رہی ہیں۔۔۔ اینڈ یونو وھاٹ آنٹی بڑی
ہی کوئی ججمنٹل قسم کی یوتھ ہے ہماری سیریسلی۔۔۔

اسکی پر اسرار اور بظاہر لا پرواہ باتوں میں چھپی دھمکی وہ بڑی آسانی سے سمجھ گئی
تھی۔۔۔ تبھی سامنے میز پر پڑے ٹشو باکس سے ٹشو نکال کر بے ساختہ ماتھے پر
اٹڈ تاپسینہ صاف کرنے لگی۔۔۔

جلدی کہو جو کہنا ہے۔۔۔ میرے پاس وقت بالکل نہیں ہے مجھے واپس گھر بھی
جانا ہے۔۔۔ کچھ پل لگے تھے اسے اپنا کانفیڈینس پھر سے بحال کرنے میں تبھی
وہ انکی سات نسلوں پر احسان کرتی ٹانگ پر ٹانگ جما کر بڑے پرسکون انداز میں
بیٹھی۔۔۔

دیکھیں مسز شامیر۔۔۔ آپ ڈیڈ کی مسز ہیں اور ہمارے لئے نہایت قابل احترام ہیں۔۔۔ وہ اپنے مخصوص ٹھہرے ہوئے انداز میں بات کا آغاز کر گیا۔۔۔ مجھے نہیں پتہ کہ آج کل آپ کے اور ڈیڈ کے درمیان کیا کلیشز چل رہے ہیں۔۔۔ اور میں جاننا چاہتا بھی نہیں ہوں۔۔۔ لیکن میری آپ سے ریکویسٹ ہے۔۔۔ کے آپ دونوں میں جو بھی کلیشز ہیں آپ پلیز وہ بیٹھ کر تحمل سے حل کر لیں۔۔۔ کیونکہ جو سب آج کل چل رہا ہے کورٹ میں کیس اور کورٹ ہئیرنگ وغیرہ۔۔۔ اس سب میں اینجل کی مینٹل ہیلتھ سب سے زیادہ متاثر ہوگی۔۔۔ افکورس وہ ہماری بہن ہے۔۔۔ اور ہم سب کو ہی بہت عزیز ہے۔۔۔ وہ آپ کی بیٹی ہے اور آپ سے اسکے رشتے کو پوری دنیا میں کوئی بھی قانون چیلنج نہیں کر سکتا۔۔۔

اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ ڈیڈ کے ساتھ اپنے معاملات فکس کر لیں تاکہ وہ ہم سب کے ساتھ رہ سکے۔۔۔

یا آپ اس پر سے رسٹر کشنز ہٹالیں۔۔۔ وہ آپکے پاس بھی رہے اور ہم سے بھی مل جایا کرے۔۔۔

یا اگر آپ کو لگتا ہے کہ آپ اپنے کلیشر ڈیڈ کے ساتھ اتنی جلدی سولو نہیں کر سکتیں یا اس بارے میں آپ نے جو بھی سوچا ہے وہ آپکا پرسنل میسر ہے آپ بہتر طریقے سے اسے حل کر سکتی ہیں تو پلیز آپ اینجل کی کسٹڈی ڈیڈ کو دے دیں۔۔۔

ٹھیک ہے آپ اسکی ماں ہیں۔۔۔ اس پر آپکا حق ہم سب سے زیادہ ہے۔۔۔ لیکن اسکے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ آپ بہت زیادہ سوشلائز ہیں۔۔۔ اور آپ زیادہ تر آؤٹ آف ٹاؤن مختلف ٹورز پر ہوتی ہیں تو ایسے میں میرے خیال کے مطابق اینجل کے لئے نینی یا ملازمین کے نسبت اسکی یہ فیملی ایک بیسٹ آپشن ہے۔۔۔ آپ جب اس سے ملنا چاہیں مل سکتی ہیں۔۔۔ یوں ہمارے تمام مسائل بہت خوش اسلوبی سے حل ہو سکتے ہیں۔۔۔

وہ بہت نرم انداز میں ایک کے بعد ایک چیز اسکے سامنے پیش کر رہا تھا جو صوفے کی ہتھی پر کہنی ٹکائے انگلی گال تلے رکھے بہت توجہ سے اسے سن رہی تھی۔۔۔

او کے بس یا کچھ اور بھی کہنا ہے۔۔۔ وہ سبحان کے خاموش ہونے پر سیدھی
ہوئی۔۔۔ پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ میں نے تمہاری سبھی باتیں سن لیں اور انکا
جواب دینا ضروری نہیں سمجھتی۔۔۔

ہمارا کیس عدالت میں چل رہا ہے اور انشا اللہ بہت جلد اسکا فیصلہ میرے حق
میں ہو گا۔۔۔ اب تم دونوں۔۔۔ اسنے تنفر سے ان دونوں کی جانب اشارہ
کیا۔۔۔

جاسکتے ہو۔۔۔ پھر جھٹکے سے پلٹی۔۔۔

او کے مسز شامیر۔۔۔ سبحان بھی گہری سانس خارج کرتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔
آپکے تعاون کا بے حد شکریہ۔۔۔ آپ نے اتنے تحمل سے ہماری بات سنی میں
اسکے لئے آپکا مشکور ہوں۔۔۔ آپکو ایک چھوٹا سا کلپ واٹس ایپ کر رہا ہوں
آپ پلیز اسے ایک نظر دیکھ لیں۔۔۔

سبحان نے وہیں کھڑے کھڑے موبائل پر چند کیزدبائیں۔۔۔ ساتھ ہی ہوا کے
دوش پر ایک بپ پر وشہ کے موبائل پر ابھری۔۔۔

آپکا نمبر ڈیڈ کے موبائل سے لیا تھا۔۔۔ اسنے وضاحت کرتے اپنا موبائل اپنی جیب میں ڈالا اور عین اسکے مد مقابل آکھڑا ہوا۔۔۔

پروشنہ جیسے جیسے وہ ویڈیو کلپ دیکھتی جا رہی تھی اسکی رنگت خطرناک حد تک فق ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

اس ویڈیو میں کی کلپس تھے۔۔۔ زیادہ تر کلپس اینجل کے کمرے کے تھے۔۔۔ وہ تنہا سوتی کبھی ڈر کر روتے ہوئے اٹھ بیٹھتی۔۔۔ تو کہیں بستر سے گر کر چوٹ لگواتی گلا پھار کر رو رہی تھی۔۔۔ کہیں وہ اسکی نینی پر بھڑاس نکالتی اسے ہر در پے تھپڑوں سے دھنک رہی تھی۔۔۔ کہیں اسکا لہجہ نینی کے ساتھ نہایت ہتک آمیز ہوتا۔۔۔ اور کی جگہ پر تو اسکے نہایت طیش میں اینجل کے بھی پھول سے گال پر تھپڑ رسید کرنے کے کلپس تھے۔۔۔ اور یہ کلپس آج کے نہیں تھے۔۔۔ گزشتہ کی ماہ و سال کے تھے۔۔۔

اسکے ہاتھ میں تھا موبائل لرزا اٹھایہ سب ریکارڈ اسکے پاس کیسے۔۔۔ اسکے تو فرشتوں کو بھی علم نہ تھا کہ اینجل کے بھائیوں کے پاس اسکے کمرے کی فوٹیج ایکس اسکی دو سال کی عمر سے تھی۔۔۔ اور اتنا تو وہ ماں ہو کر بیٹی کے

حالات و واقعات سے آگاہ نا تھی جتنے وہ بھائی آگاہ تھے۔۔۔ وہاں سے یہ ریکارڈ نکالنا انکے لئے کیا مشکل تھا بھلا۔۔۔

پروشنہ کے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا ایک جارہا تھا۔۔۔
یہ فیک ہے۔۔۔ جان بوجھ کر میری ساکھ تباہ کرنے کے لئے جھوٹا مواد گھڑا گیا ہے۔۔۔

اس چیز کو آپ کورٹ میں ثابت کیجئے گا پلیز۔۔۔ اینڈ ٹرسٹ می وہاں بھی کامیاب نہیں ہونگی کیونکہ یہ بات آپ بھی بہت اچھے سے جانتی ہیں اور میں بھی کے یہ ویڈیو حقیقی ہیں۔۔۔ کوئی فورینزک اسکی تردید نہیں کر سکتی۔۔۔
دیکھیں میں آپکو بلیک میل نہیں کر رہا۔۔۔ میں دوبارہ کہہ رہا ہوں کہ آپ میرے لئے نہایت قابل احترام ہیں اور میں کبھی نہیں چاہوں گا کہ ان واقعات کو بطور ثبوت عدالت میں اچھالا جائے۔۔۔

آپکو ان ویڈیوز کو دکھانے کا مقصد محض یہ ہی ہے کہ آپ یہ سوچ دماغ سے نکال دیں کہ ہم عدالت میں آپکو باآسانی یہ کیس جیتنے دیں گے کہ بحر حال ہمارے پاس بھی ٹھوس ثبوت موجود ہیں۔۔۔ لحاظ میں بنا کسی بکھیڑے کے اس

مسئلے کو حل کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تو آپ بھی بہت اچھے سے جانتی ہیں کہ ان سب چیزوں کا منظر عام پر آنا آپ افورڈ نہیں کر پائیں گی۔۔۔

کیونکہ یہ تمام حقائق سامنے آنے کے بعد کیا تباہی مچائیں گے کہ جو لوگ آج ہمدردی میں آپکے آگے پیچھے ہیں آپکے ساتھ کھڑے ہی ان ثبوتوں کے سامنے آنے کے بعد لمحے کی تاخیر کئے بنا اپنا پینتر ابدل لیں گے۔۔۔

اس لئے ان ناموافق سہاروں پر تکیہ کرنے کی بجائے زراہوش کے ناخن لیں اور عقلمندی کا مظاہرہ کریں۔۔۔

اور یہ سراسر اسکی سوچ ہے آنٹی میری سوچ اسکے سو فیصد الٹ ہے۔۔۔

بھلا کیا فائدہ اتنے لائٹلی کام کرنے کا جس میں نا کوئی تھرل ہونا دھماکا۔۔۔

زوہان اپنی جگہ سے اٹھتا متوازن چال چل کر بھائی کے پاس آکھڑا ہوا۔۔۔

اور نا ہی میں اتنا زیادہ وقت برباد کرنے کا حامی ہوں۔۔۔

میری ممی کہتیں ہیں کہ زوہان شامیر خان ایک بے صبر شخص ہے اور اس بات میں سو فیصد صداقت ہے آنٹی۔۔۔

میں تخریب کاروں کے ساتھ بڑا تخریب کار ہوں۔۔۔

سپیر یسلی۔۔۔ کیا بھائی کی طرح لائٹلی چیزوں کو حل کرنا۔۔۔ ٹھیک ہے میں
حان بھائی کی بات مان جاتا ہوں۔۔۔ لیکن ایک حد تک۔۔۔ جیسے اب انکی بات
مانوں گا زیادہ سے زیادہ امم۔۔۔ اسنے پر سوچ انداز میں گال تلے انگلی
جمائی۔۔۔ پر وشہ ہق دق سی الجھی الجھی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔
زیادہ سے زیادہ چوبیس گھنٹوں کے لئے۔۔۔ یہ بھی مجھ جیسے بے صبرے شخص کے
لئے بہت لمبا وقت ہے۔۔۔ لیکن چلیں خیر۔۔۔

لیکن اگر بھائی کے کہے مطابق اگلے چوبیس گھنٹوں تک اینجل بہت لائٹلی ہم تک
نا پہنچی تو میں وہ کروں گا جو میں کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ وہ مسکرایا۔۔۔ پر اسرار
مسکراہٹ۔۔۔

اور آپکو پتہ ہے میں کیا کروں گا آنٹی۔۔۔ پر وشہ نے خالی خالی نگاہوں سے اسکے
شریر انداز دیکھے۔۔۔

کل ٹھیک اسی ٹائم میں ہر چیز پہلکی کر دوں گا۔۔۔ بنا کسی وارننگ کے۔۔۔ اسکے
ایکسا ٹڈلی کہنے پر پر وشہ کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔
اور اس سے بھلا کیا ہو گا۔۔۔ اسنے آنکھیں پٹائیں۔۔۔

پروشنہ نے جانا۔۔۔ وہ اپنے بھائی کے بالکل الٹ تھا۔۔۔

ہماری یوتھ نابڑی ہی جذباتی ہے۔۔۔ ایک لمحے میں اٹھا کر سر پر بیٹھا ڈالتی ہے اور اگلے ہی لمحے کچھ پتہ چلنے پر ڈھرام سے سیدھا زمین بوس کر ڈالتی ہے۔۔۔

اسنے یوں سر جھٹکا جیسے واقعی کچھ سر سے زمین بوس کیا ہو۔۔۔

ظاہر سی بات ہے یہ سب سبکلی ہونے سے کیس تو ہمارے حق میں ہو گا ہی ہو گا اور اینجل ہمارے پاس آ ہی جائے گی۔۔۔ آٹو میٹکلی۔۔۔ لیکن اور کیا ہو گا

بھلا۔۔۔ اسنے مسکراتے ہوئے پوری آنکھیں کھول کر اچکائیں جیسے وہ پروشنہ کے شاک سے متاثر ہوا ہو۔۔۔

ظاہر سی بات ہے آنٹی آپکی ساکھ اتنی متاثر ہوگی کے آپکو اسے دوبارہ بنانے میں سالوں لگ جائیں گے۔۔۔ یوں۔۔۔ اسنے سلوٹ میں ہاتھ اوپر سے نیچے کی جانب کیا۔۔۔ جیسے جہاز نیچے کی جانب آرہا ہو۔۔۔ یوں آپکے سوشل اکاؤنٹس کی ریچ نیچے آئے گی اور اس واقعی کوئی دنوں تک اچھالا جائے گا۔۔۔

آنٹی کئی دنوں تک۔۔۔ اور اس سب میں میرا فائدہ کیا ہو گا بھلا۔۔۔ وہ کھل کر مسکرایا۔۔۔

اتنے تخریب کار کام کے بعد میرے انسٹا اکاؤنٹ کی ریچ یوں۔۔۔ اسنے ہاتھ
سلوٹ کی صورت نیچے سے اوپر کی جانب اٹھایا۔۔۔ یوں میرے چینل کی ریچ
اوپر کو جائے گی۔۔۔

نوڈ اوٹ کے مجھے اسکی طلب نہیں نا ضرورت ہے۔۔۔ لیکن فری میں پبلسٹی کسے
بری لگتی ہے۔۔۔ یونو۔۔۔ اسنے مسکرا کر شانے اچکائے۔۔۔

لیکن کہانا اگلے چوبیس گھنٹوں تک میں اپنے بھائی کے کہے کا پابند ہوں کاش یہ
چوبیس گھنٹے جلدی گزر جائیں۔۔۔ وہ آنکھیں پٹیٹا کر حسرت سے کہتا۔۔۔ سیٹی
کی لے پر دھن گنگنا تار یسٹ روم سے نکل گیا۔۔۔ جبکہ سبحان بھی ایک نظر پتھر
بنی کھڑی پر وشہ کو دیکھ اسکے پیچھے ہی نکل گیا۔۔۔
کیا بھلا بازیاں یوں بھی پلٹ دی جاتی ہیں۔۔۔ ط

-----*

عینا برآمدے میں سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھی تھی جب قدموں کی ابھرتی
چاپ پر اسنے بے یقینی سے سر اوپر اٹھا کر دیکھا۔۔۔

یہ اسکی زندگی کی فاش غلطی تھی کے اپنے بھولپن میں وہ ارحم کے جانے کے بعد
دروازہ لاک ہی نا کر سکی تھی۔۔۔ اب جو اس فرعون صفت شخص کو اپنے سر پر
سوار دیکھا تو دل ڈوب کر ابھرا۔۔۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ گھر پر اکیلی تھی لیکن غضنفر تو پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ کچھ بھی ہو
اسے ڈسٹرب نا کرنا۔۔۔

ارے عینا ڈیر یہاں یوں کیوں بیٹھی ہو۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ کیا ابھی تک غضنفر نے
تمہیں طلاق نہیں دی۔۔۔

اسکی آنکھوں میں موجود شیطانیت اور خباست دیکھ عینا ایک ان دیکھی آگ
میں بھڑ بھڑ جلنے لگی۔۔۔ خود پر ضبط رکھنا محال ہونے لگا۔۔۔ دل کی اس کے
اکر وہ چہرہ انوچنے کی شدید خواہش ابھری۔۔۔

ایک فضول لفظ مزید مت بولنا۔۔۔ ورنہ سب بھولتے تمہارا منہ تک نوچ ڈالوں
گی۔۔۔ وہ زخمی شیرنی بنی ڈھاری۔۔۔

ارے ارے۔۔۔ ابھی بھی اکڑ ہے تم میں۔۔۔ وہ اسکی حالت سے خط
اٹھاتا شیطانی ہسی ہسا۔۔۔

چلو کوئی بات نہیں۔۔۔ یہ اکڑ بھی توڑ ڈالیں گے۔۔۔ اور بہت جلد توڑیں گے۔۔۔ پہلے آج تمہیں زرا طلاق دلو اگر یہ معاملہ ختم کرے تمہارا دماغ تو درست کر لیں۔۔۔

عینا طنزیہ ہسی۔۔۔ گھر تم جیسے فرعونوں کے کہنے اور سوچنے پر ٹوٹنے لگتے تو اب تک دنیا میں کوئی گھر بسانا ہوتا۔۔۔ بے بس آنسو شدید ضبط کے باوجود بھی آنکھوں سے بہہ نکلے تھے۔۔۔

اتنا اور کانفیڈینس۔۔۔ اچھا چلو بتاؤ طلاق کے بعد میرے ساتھ کہاں چلنا پسند کرو گی۔۔۔

عینا کو لگا غیض و غضب سے اسکے دماغ کی کوئی نس پھٹ جائے گی۔۔۔ یہ شخص مسلسل اسکا ضبط آزما رہا تھا۔۔۔

تھو۔۔۔۔

اسنے بے بسی و طیش سے کھڑے ہوتے کمال جرات سے اس مکروہ چہرے والے حیوان نما انسان کے چہرے پر تھوکا۔۔۔

اسکے باہر آتے ہی اس شخص نے پوری قوت سے عینا کو اسکی جانب دھکیلا۔۔۔ وہ بیلنس برقرار نہ رکھتے ہوئے بے طرح اسکے قدموں میں گری۔۔۔ کہنیاں تک چھل گئیں۔۔۔

رنگ ہاتھوں اسے اپنے عاشق کے ساتھ معاشقہ کرتے پکڑا ہے میں نے۔۔۔ اب تو اس بد ذات کے معاشقہ گھر تک آنے لگے۔۔۔ میرے آنے پر وہ شخص بھاگ گیا اور۔۔۔

غضنفر نے غصے سے کانپتے ایک نظر نیچے گری بلکتی عینا کو دیکھا اور دوسری نظر بھائی کو۔۔۔

یہ بد کردار۔۔۔ اور یہیں اسکی بس ہوئی وہ کپکپاتے ہاتھ کا وزن بیساکھی پر ڈالتا خود کو گھسیٹا ہوا آگے بڑھا اور اپنی پوری قوت صرف کر کے زوردار گھونسا اس شخص کے جبرے پر رسید کیا۔۔۔

جرات کیسے ہوئی تمہاری میری بیوی کو ہاتھ لگانے گی۔۔۔ پوری قوت سے چلاتے اسکی رگیں پھولنے لگیں۔۔۔

عینا پھٹی پھٹی آنکھوں سے شوہر کا یہ روپ دیکھ رہی تھی۔۔ اور دھنگ تو وہ
شخص بھی رہ گیا تھا چھوٹے بھائی کے یہ انداز و اطوار دیکھتے ہوئے۔۔۔
یہ بد ذات۔۔۔

بکواس بند۔۔۔ غم و غصے سے غضنفر کا جسم کپکپانے لگا تھا۔۔۔
کون بد ذات ہے اور کون باکردار یہ میں اپنے کانوں سے سن بھی چکا ہوں اور
دیکھ بھی چکا ہوں۔۔۔ آج تم جیسے فرعون نے جسے میں باپ کا درجہ دیتا رہا اس
شخص نے میرا رشتوں پر سے اعتبار اٹھا دیا۔۔۔

بس بے غیرت انسان۔۔۔ تمہارے منہ میں بیوی کی زبان بول رہی تھی۔۔۔
اس شخص کی برداشت اتنی ہی تھی اگر غضنفر حقیقت سے آشنا ہو گیا تھا تو اسے
اب کسی بھی صورت اپنی پوزیشن کلیئر کر کے دبانا تھا۔۔۔

تم اپنے بڑے بھائی پر ہاتھ اٹھاؤ گے۔۔۔ مجھ پر۔۔۔ اسنے پوری قوت سے
غضنفر کو دھکا دیا۔۔۔ وہ بیساکھی کے سہارے کھڑا تھا بیلنس بگڑا اور وہ
لڑھکا۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ زمین بوس ہوتا اسنے سرعت سے پاس پڑی
کر سی کا سہارا لیا۔۔۔

عینا تڑپ کر شوہر کی جانب لپکی۔۔۔

ساتھ ہی بھاری قدموں کی آواز کے ساتھ پولیس اندر داخل ہوئی۔۔۔
یہ سب غیر متوقع دیکھ اس شخص کی رنگت فق ہونے لگی۔۔۔
وہ اور ہوتے ہوئے جو عزت کے نام پر چپ کر کے بیٹھ جاتے ہوئے بھائی
صاحب۔۔۔ آج تم جانو گے کہ میں وہ نہیں جو اپنے ہی گھر پر نقب لگانے
والوں کو یوں کھلا چھوڑ دوں۔۔۔۔ آواز کی ڈھار رگوں میں خون منجمد کر رہی
تھی۔۔۔

میں نے ہی بلایا ہے آپ کو انسپیکٹر صاحب۔۔۔ اریسٹ کریں اس شخص کو۔۔۔
میری بیوی کو ہر اس کرنے کے جرم میں میں اسے اریسٹ کرواتا ہوں۔
وہ شخص بے یقینی سے غضنفر کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ کسی بھی چیز کی توقع کر سکتا
تھا۔۔۔ لیکن یہ وہ واحد چیز تھی جسکی وہ غضنفر سے کبھی توقع نہ کر سکتا تھا۔۔۔

گھر میں اس وقت اتنا سناٹا تھا کہ سوئی بھی گرتی تو آواز بھرپا ہوتی۔۔۔

غضنفر پلاسٹک کی کرسی پر سر جھکائے بیٹھا تھا۔۔۔ آنسو تو اتر سے اسکے گال بھگوتے
اسکی گود میں گر رہے تھے۔۔۔ جبکہ عینا فرش پر بیٹھی آنسو بہاتی اپنی سسکیوں
کا گلہ گھونٹنے کی کوششوں میں ہلکان تھی۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے جو ہوا وہ ناقابل فراموش تھا۔۔۔ وہ غضنفر سے توقع تک نہیں
کر سکتی تھی کہ وہ حقیقت سے آشنا ہونے کے بعد اپنے بڑے بھائی۔۔ جسکی وہ
بے حد عزت کرتا تھا اسکے خلاف اتنا بڑا قدم اٹھائے گا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ اپنے کپکپاتے جسم پر وزن ڈالتی اٹھی اور غضنفر کے پاس آکر
دو زانو بیٹھتی اسکے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ گئی۔۔۔

غضنفر نے سرخ آنکھیں اٹھاتے اسے دیکھا جسکا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا اور لب
کپکپا رہے تھے۔۔۔

غضنفر نے لمحے کی تاخیر کئے بنا ہاتھ بڑھا کر اسے خود میں بھینچا اور شدت سے رو
دیا۔۔۔

ایم سوری۔۔۔ ایم سو سوری عینا۔۔۔ اس ذہنی اذیت کے لئے جو میرے باعث
تمہیں پچھلے دنوں سہنی پڑی۔۔۔

میں شرمندہ ہوں۔۔۔ تم سے کم خود سے ہی شرمندہ ہوں۔۔۔ وہ مسلسل اسکا سر سہلاتا ٹوٹے لہجے میں بول رہا تھا۔۔۔ آج اسکے اپنوں نے اسکی کمر میں چھڑا گھونپ کر اسے آٹھنے کے قابل تک ناچھوڑا تھا۔۔۔ عینا مسلسل اسکے ساتھ لگی سرنفی میں ہلا رہی تھی۔۔۔۔۔ نہیں غضنفر۔۔۔ آپکے سامنے حقیقت آگئی۔۔۔ آپ کی غلط فہمی دھل گئی مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔۔۔

دونوں کے آنسوؤں بے دریغ بہہ رہے تھے۔۔۔۔۔ مجھے اندازہ تک نہیں تھا کہ میرے پیچھے تمہیں کیا کیا فیس کرنا پڑا۔۔۔ میں بڑے آرام سے اس کہانی پر یقین کر رہا تھا جو میرے گرد پور ٹریٹ کی جارہی تھی۔۔۔ اور اس نقشے کو کھینچنے والا کون تھا بھلا۔۔۔ جس پر میں۔۔۔۔۔ بے بسی سے اسکے الفاظ منہ میں ہی دم توڑنے لگے۔۔۔۔۔

اففف۔۔۔۔۔

جو گزر گیا سو گزر گیا عینا۔۔۔ وہ گہری سانس بھرتا سیدھا ہوا۔۔۔۔۔ وعدہ کرتا ہوں تم سے کہ اب گرم ہوا کے جھونکے تک کو تم دونوں کو چھو کر گزرنے

نہیں دوں گا۔۔۔ اسکا لہجہ پختہ تھا۔۔۔ عینا مسلسل روتے سرہاں میں ہلا رہی تھی۔۔۔ اسے اسکی ہر بات پر اعتبار تھا۔۔۔ اسکی معذوری سے پہلے اسنے غضنفر کے سنگ ایک بہترین زندگی گزاری تھی۔۔۔ یہ تو بدلتے وقت پر ہر شخص آنکھیں پھیر گیا تھا۔۔۔

اور پھر اس سب کا اختتام یہیں نہیں ہوا۔۔۔ جیسے جیسے خاندان میں یہ بات پھیلتی گی شام تک دور پڑے کے رشتے دار بالخصوص اسکی جیٹھانی اپنے بچوں سمیٹ وہاں آتے جاتے رہے گویا وہاں آنے جانے والوں کا تنہا سا بندھ گیا۔۔۔

سب کا ایک ہی مطلوبہ تھا وہ غلط فہمی کا شکار ہے لحاظ ایسے مسئلے بیٹھ کر سلجھانے چاہیے وہ اپنے بھائی کے خلاف کیس واپس لے۔۔۔

عینا اس ساری صورتحال سے پینک ہونے لگی تھی۔۔۔ جتنے منہ اتنی باتیں بننے لگی تھی۔۔۔ لیکن وہ اب ڈٹ چکا تھا یوں کے عینا کے پسپائی اختیار کرنے پر اسنے عینا کو بھی جھڑک کر رکھ دیا۔۔۔ اسکے بھائی کی حرکت چھوٹی نا تھی جو وہ نظر انداز کر دیتا۔۔۔ آج بیوی کے ساتھ یہ سب ہوا تھا کل اسکی بیٹی نے بھی جو ان

ہونا تھا۔۔۔ پورے خاندان کو پتہ لگنا چاہیے تھا کہ دوبارہ کسی درندے نے
غضنفر کے گھر کی جانب آنکھ نہیں اٹھانی۔۔۔

پروشہ ظفر کو بناتائے ہی وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔ کان سائیں سائیں کر رہے
تھے اور دماغ مفلوج ہو رہا تھا۔۔۔ وہ کئی بار اس ویڈیو کو دیکھ چکی تھی جو ان بچوں
نے اسے سینڈ کی تھی۔۔۔ اور ہر بار ویڈیو دیکھنے پر اسکی پریشانی مزید بڑھنے
لگتی۔۔۔

وہ اس وقت سلک کے نائٹ پاجامہ سوٹ میں ملبوس اپنے کمرے کی روپ لائٹ
کی نیلنگوں روشنی میں ریو الونگ چیئر پر بیٹھی مسلسل کچھ نا کچھ سوچ رہی
تھی۔۔۔

عقل سمجھ سب ایک نقطے پر آکر رک جاتی۔۔۔ وہ بچے اسکا بنانا یا کھیل برباد
نہیں کر سکتے تھے۔۔۔ اسکی ساکھ کو چیلنج نہیں کر سکتے تھے۔۔۔ اس ساکھ کو
بنانے کی خاطر اسنے بہت محنت کی تھی۔۔۔

ایمان کے خلاف کہی بات کو کور کرنے کی خاطر وہ اتنا بڑا سٹیپ اٹھانے کو تیار ہوگی کے شامیر کو چھوڑنے تک کو تیار ہوگی۔۔۔۔۔ اسے اپنی میڈیا کی سوشل پاور کو ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دینا تھا۔۔۔ اسے اس واقعی کو کور کر کے ایسی ری اینٹری دینی تھی کے لوگوں کی ساری ہمدردیاں اسی کے ساتھ ہوتیں اور وہ ایک ہی جھٹکے میں ساری لائٹس واپس سمیٹ جاتی۔۔۔ اسنے بہت دماغ لڑایا تھا تب کہیں جا کر شامیر کو بے وفا کہتے اس پر خلع کا کیس کرتے ساتھ ہی اینجل کی کسٹڈی کا کیس کیا تھا۔۔۔ یوں کے ساری لائٹس سمٹ کر اس تک محدود ہو گئی تھی۔۔۔

لوگ اسکی ایک ایک اپڈیٹ کے منتظر رہنے لگے تھے۔۔۔ کے وہ اب اپنے حقوق کے لئے کونسا سٹیپ لینے والی ہے۔۔۔ پہلے سے بھاری تعداد میں اسکا وارم ویلکم کرتے اسکے قدم کو سراہا جا رہا تھا۔۔۔ ایسے میں ان بچوں کا گیم ہی پلٹا دینا۔۔۔

اسکے اعصاب مفلوج ہونے لگے تھے۔۔۔

اب اسے کوئی ایسا سٹیپ اٹھانا تھا کہ ہر صورت لائٹ صرف اسی کے گرد رہتی۔۔۔ لوگوں کی ساری ہمدردیاں صرف اسی سے مشروط ہوتیں۔۔۔ کچھ ایسا جو تہلکہ مچا دیتا۔۔۔ کچھ ایسا جو اسے زبان زد عام کر دیتا۔۔۔ ہر جانب محض پروشہ ہی پروشہ ہوتی۔۔۔

لیکن کیا۔۔۔ ریوالونگ چیئر مسلسل جھول رہی تھی۔۔۔ ساتھ ہی اسکا دماغ بھی مسلسل چل رہا تھا۔۔۔

اسے صبح ہونے سے پہلے اس مسئلے کا حل نکالنا تھا۔۔۔ ہر حال میں۔۔۔۔۔

عینا ابھی ابھی فریش ہو کر نکلی تھی جب دروازے پر ہوتی دستک کے باعث الجھتی ہوئی دروازے کی جانب بڑھی۔۔۔ غضنفر چند گھنٹے پہلے گھر سے نکلا تھا اور سختی سے تاکید کر کے گیا تھا کہ جب تک میں واپس نا آ جاؤں چاہیے کوئی بھی آئے دروازہ مت کھولنا۔۔۔ دن بادن پورے خاندان کی جانب سے بڑھتے پریشر کے باعث آج کل ہر دم اسے دھڑکا ہی لگا رہتا تھا۔۔۔

کون۔۔۔ دروازے کے قریب آ کر اسنے حفظ ماتقدم کے طور پر پوچھا۔۔۔

دروازہ کھولو عینا۔۔۔ غضنفر کی آواز پر اسنے جھٹ دروازہ کھولا۔۔۔۔

تم زرا سائیڈ پر ہو جاؤ عینا۔۔۔ میرے ساتھ لیبر ہے وہ سامان لوڈ کریں گے۔۔۔
غضنفر کے سنجیدگی سے کہنے پر وہ الجھ الجھ گی۔۔۔

لیکن کیوں۔۔۔ اور پھر۔۔۔ ابھی وقت نہیں ہے عینا ہم اس بارے میں بعد میں
بات کریں گے۔۔۔ تم سائیڈ پر ہو جاؤ میں انہیں اندر بلا رہا ہوں۔۔۔
عینا اسے خاموشی سے دیکھتی گم صم سی کچن میں آگی جبکہ باہر اب کھٹ پھٹ
شروع ہو گئی تھی۔۔۔ وہ لوگ سامان اٹھا اٹھا کر باہر لیجاتے اسے لوڈ کر رہے
تھے۔۔۔

وہ لوگ سامان کیوں لوڈ کر رہے ہیں غضنفر اور ہم کہاں جا رہے ہیں۔ کچھ دیر بعد
غضنفر کچن میں آیا تو وہ مزید خاموش نارہ سکی۔۔۔
وہ گہری سانس خارج کر کے رہ گیا۔۔۔۔

میں نے ار حم سر کی پیشکش قبول کر لی ہے عینا۔۔۔ اس لئے مجھے جاب کے ساتھ
رہائش بھی ملی ہے۔۔۔ ہم وہاں شفٹ کر رہے ہیں۔۔۔ سوائے ضروری سامان

کے وہاں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔۔۔ اس لئے میں نے باقی کا سامان بیچ دیا ہے۔۔۔

کیا ااا۔۔۔ بیچ دیا۔۔۔ لیکن کیوں۔۔۔ وہ حیران ہی تو رہ گئی اس منطق پر۔۔۔ اس بارے میں بھی تمہیں جلد پتہ چل جائے گا۔۔۔

غضنفر آپ اتنے پر اسرار کیوں بن رہے ہیں۔۔۔ بتا کیوں نہیں رہے۔۔۔ کیا آپ ارحم سر کے آفس میں کام کر رہے ہیں۔۔۔ اسکی حیرت تھی کے ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔۔

نہیں۔۔۔ میں نے انکے آفس میں جاب نہیں کی انکے ریفرنس سے انکے دوست کی برانچ میں جاب ملی ہے۔۔۔ وہ بیساکھی دیوار کے ساتھ لگتا کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔۔۔

کسی دوسرے پر اتنا تکیہ کیا کرنا غضنفر۔۔۔ کے گھر کا سامان تک بیچ دینا۔۔۔ ہماری وہاں رہائش محض تب تک ہے جب تک آپکی وہاں جاب ہوگئی۔۔۔ ایسے میں۔۔۔

میں نے پانچ سال کا کنٹریکٹ سائن کیا ہے عینا۔۔۔

اور۔۔۔ وہ رکا۔۔۔

اور۔۔۔ عینا کا تجسس مزید بڑھا۔۔۔

ہم یہ گھر ہی نہیں یہ ملک بھی چھوڑ رہے ہیں۔۔۔

وھاٹ۔۔۔ وہ غضنفر کے اتنی بڑی بات اتنے ہلکے انداز میں بتانے پر بونچکارہ
گئی۔۔۔

آج دن باقی دنوں کے نسبت قدرے روشن تھا۔۔۔ کئی دنوں کے دھند لکوں
کے بعد آج مطلع صاف تھا۔۔۔ سورج نے اپنی نرم گرم کرنیں زمین پر
بکھرتے ہر زی روح میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑادی تھی۔۔۔ ایسے میں شامیر
اپنے آفس کی سربراہی کر سی ہر بیٹھا تندہی سے لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔۔۔
دیوار گیر کھڑکی کے بلاسٹڈز ہٹے تھے جہاں سے قدرتی روشنی با آسانی اندر داخل
ہوتی اسکے آفس کو مزید روشن کر رہی تھی۔۔۔

ایسے میں بنادستک اسکے آفس کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا۔۔۔ ساتھ ہی ایک
سریلی آواز اسکے کانوں سے ٹکراتی اسے مسکرا نے پر مجبور کر گئی۔۔۔

ڈیڈ ڈیڈ ڈیڈ۔۔۔

مائے گاڈ۔۔ اسنے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا پھر تیزی سے ریوالونگ
چئیر گھماتا رخ اس جانب کیا جہاں سے جینز پر میروں نیک شرٹ زیب تن کئے
گول مٹول سی اینجل جوش و جذبات سے بھاگی چلی جا آرہی تھی۔۔۔

شامیر نے اپنی دونوں باہیں بے تابانہ وا کرتے اسے خود میں سمیٹا اور چٹاچٹ
کئے بو سے اسکے معصوم چہرے کے لے ڈالے۔۔۔

کیسی ہی ڈیڈ کی جان۔۔۔

مس یو آلا ٹٹٹ ڈیڈ۔۔۔ آلا ٹٹٹ۔۔۔

مس یو ٹو بے بی۔۔۔

شامیر نے اسے پھر سے خود میں بھینچا۔۔۔

کس کے ساتھ آئی ہے میری ڈول۔۔۔ شامیر کے پوچھنے پر اسنے ہاتھ سے اشارہ
دروازے کی جانب کیا جہاں سنجیدہ صورت لئے پروشہ کھڑی تھی۔۔۔ شامیر
اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

اسنے ایک نظر اسے دیکھا اور دوسری نظر اسکے ہاتھ کو۔۔۔

وہ آج عام دنوں کی نسبت قدرے ہٹ کر تیار ہوئی تھی۔۔۔
وہ ڈائریکٹ سٹائلش قمیض شلوار میں ملبوس تھی جسکا پرنٹڈ دوپٹہ سر پر لیتے سٹالر کی
صورت گلے میں ڈالا تھا۔۔۔ یوں کے سٹریٹ کئے بال کمر پر دوپٹے کی قید سے
نکلتے پھیلے ہوئے تھے۔۔۔ سامنے سے بال آنچل کی ہالے سے چہرے کے گرد
پھسل رہے تھے۔۔۔

سن گلاسز بالوں پر ٹکے تھے۔۔۔ اور چہرہ انومیک آپ لک کے ساتھ سو گوار سالگ
رہا تھا۔۔۔ آنکھیں ڈھیر سارا روچنے کی چغلی کھا رہی تھی۔۔۔
دودھی پاؤں میں ڈوپٹی کی سٹائلش سینڈل تھی۔۔۔
وہ قدم قدم چلتی شامیر کی جانب آئی۔۔۔
بیٹھو پر وشہ۔۔۔

میں یہاں بیٹھنے نہیں آئی مسٹر شامیر۔۔۔ میں آج پسپائی اختیار کرتے اینجل کی
کسٹڈی کا کیس واپس لے کر اسے تمہیں دینے آئی ہوں۔۔۔ شدت ضبط سے
اسکے ہونٹ کپکپا اٹھے۔۔۔ آنکھوں کی سطح گیلی ہونے لگی۔۔۔
اسنے گہری سانس اندر کھینچی۔۔۔

میں اسے تمہیں دینے آئی ہوں کے میں نے جانا کے اس سب کے دوران میری بیٹی کی مینٹل ہیلتھ بری طرح ڈسٹرب ہو رہی ہے۔۔۔

وہ باپ کو مس کر رہی ہے اور میں اپنی بیٹی پر اتنا ظلم نہیں کر سکتی۔۔۔ اس لئے میں نہایت افاہم و تفہیم سے اسکی کسٹڈی تمہیں دینے آئی ہوں کے میں جب چاہوں اپنی بیٹی سے مل سکتی ہوں۔۔۔ اور میں تمہاری جانب سے اسکی یروش میں رتی برابر کسی قسم کی کوتاہی برداشت نہیں کروں گی۔۔۔

شامیر گم صم سا اسے دیکھتا رہا۔۔۔

میں ہر چیز کو رٹ کے باہر حل کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ میں نے تمہارے کہنے پر اینجل کی کسٹڈی تمہیں دے دی۔۔۔ اب تم۔۔۔ اسنے ہاتھ میں تھامی نیلے رنگ کی فائنل میز پر رکھی۔۔۔ بنا کسی تردد یا بحث و مباحثہ۔۔۔ کے ان خلع کے پیپرز پر سائن کر دو۔۔۔

اسنے فائل کھولتے پیپرز پر انگلی رکھی۔۔۔

شامیر کا دماغ بھک سے اڑا۔۔۔ اسنے ایک نگاہ پر وشہ پر ڈالی اور دوسری پھر سے اسکے ہاتھ پر جس میں موبائل تھام رکھا تھا جسکی ریکارڈنگ آن تھی۔۔۔

وہ جب سے آفس میں داخل ہوئی تھی ایک ایک سین ایک ایک منظر ایک ایک ایکسپریشن شوٹ کر رہی تھی۔۔۔

تم پلیز اسے بند کرو پروشہ۔۔۔ ہم اس معاملے میں بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں۔۔۔
کوئی بات کیس بات شامیر۔۔۔ میں تم جیسے دھوکے باز شخص کے ساتھ نا کوئی
بات کرنا چاہتی ہوں اور نا ہی کوئی تعلق رکھنا چاہتی ہوں۔۔۔
وہ چیخ چیخ مچی۔۔۔

شامیر بے بسی سے ماتھا مسل کر رہ گیا۔۔۔
پروشہ پلیز کیمر آف کرو۔۔۔ ہم بیٹھ کر یہ مسئلہ سلجھالیں گے۔۔۔ وہ تحمل سے
گویا ہوا۔۔۔
یہ بند نہیں ہو گا شامیر۔۔۔ اور آج اس چیپٹر کو یہیں بند کر دو۔۔۔

میں نے پسپائی اختیار کرتے اینجل کی کسٹڈی تمہیں سونپ دی اب تمہاری باری
۔۔۔ ان پیپرز پر سائن کرو۔۔۔ اسکا لہجہ اٹل تھا۔۔۔

یہ میرا حق ہے اور میں تمہاری بے وفائی پر کمپر وائز نہیں کر سکتی۔۔۔
پروشہ۔۔۔

تم سائن کر رہے ہو یا میں اینجل کو لے جاؤں شامیر۔۔۔ وہ تلخی سے چبا چبا کر گویا ہوئی۔۔۔

شامیر گہرے گہرے سانس بھرتا کر سی پر ڈھ سا گیا۔۔۔ وہ جانتا تھا وہ اس وقت پر وشہ کے ساتھ تلخ نہیں ہو سکتا اسے جھنجھوڑ نہیں سکتا۔۔۔ اسے کسی طرح سمجھا نہیں سکتا کیونکہ وہ اسکا ایک ایک رد عمل شوٹ کر رہی تھی۔۔۔ بعد میں ایک ایک چیز کو جس جس انداز میں اچھالا جاتا یہ چیز اسکا سر درد بڑھا رہی تھی۔۔۔ وہ بندی انکے اتنے حساس اتنے پرسنل میٹر کو پبلک کر رہی تھی۔۔۔ بے چینی اسکے انگ انگ سے عیاں ہونے لگی۔۔۔

اسنے بڑی دقت سے خود کو کمپوز کرتے پین ہولڈر سے پین نکالتے اسکا ڈھکن کھولا اور نوک پیپرز پر رکھتے اسکے ہاتھ کپکپا گئے۔۔۔ چہرے پر کرب و اذیت کے تاثرات بڑی شدت سے ابھرنے لگے۔۔۔

گھریوں نہیں ٹوٹا کرتے۔۔۔ گھر ٹوٹنے بھی ہوں تو راستے الگ کرنے کے بہت سے طریقے ہوتے ہیں مگر یوں نہیں۔۔۔

لیکن حیرت کی بات تھی کہ اسکا کیمرا شامیر کے چہرے پر چھائے تاثرات
کیسچر نہیں کر رہا تھا۔۔۔ اس وقت اس کیمرے کا رخ یا تو پر وشہ کا چہرا تھا یا
سامنے پڑے کاغذات۔۔۔

پر وشہ میں پھر سے کہہ رہا ہوں ہم۔۔۔
یہاں سائن کرو شامیر۔۔۔ وہ چبا چبا کر کہتی انگلی سے کاغذات پر دستک دینے
لگی۔۔۔

شامیر نے گہری سانس خارج کی اور چند پل خود کو کمپوز کرتا رہا۔۔۔
کیمرے کا فوکس پر وشہ کا لال بھبھوکا۔۔۔ کمایا۔۔۔ تکلیف زدہ اور شکستہ چہرا
تھا۔۔۔
دفعۃ شامیر نے گہری سانس خارج کرتے تیزی سے ایک کے بعد ایک پیپرز
سائن کرنے شروع کئے۔۔۔

کیمرے کا فوکس اب وہ کاغذات اور شامیر کے چلتے ہاتھ تھے۔۔۔
پیپرز سائن کرتے ہی شامیر پین میز پر پھینکتا سر ہاتھوں میں گرا گیا۔۔۔ یکدم ہی
سر کا درد بہت بڑھ گیا تھا۔۔۔

ایک شاک زدہ آنسو پر وشہ کی آنکھ سے پھسلا جیسے کیمرے کی آنکھ نے ہر ہر
اینگل سے کیچر کیا۔۔ اور وہ تیزی سے وہ کاغذات اٹھاتی آفس سے نکل
گئی۔۔۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتی آفس کی بلڈنگ سے نکل کر پارکنگ میں آئی اور پیسنجر سیٹ
کا دروازہ وا کرتے فائل سیٹ پر پھینکتے دروازہ بند کر کے گاڑی سے ٹیک لگاتی
گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔۔۔ جیسے میلوں کی مسافت طے کر کے برہنہ
پاؤں یہاں تک پہنچی ہو۔۔۔

وہ یوں اس انداز میں کھڑی تھی کہ سورج کی چمکتی روشنی میں کیمرے کی آنکھ
کا فوکس اس کا چہرہ تھا جو قدرتی روشنی میں مزید سو گوار لگتا دمک رہا تھا۔۔۔ چہرہ
اس قدر اذیت ناک لگ رہا تھا کہ ہر دل اسکے دکھ میں ڈھرک اٹھتا۔۔۔

ایم سوری۔۔۔ بٹ اس ہارڈ۔۔۔۔۔ اسنے انگلیوں کی پوروں سے آنسو صاف
کئے۔۔۔

گھر ٹوٹنے کی اذیت کم نہیں ہوتی۔۔۔ یہ آپکو اندر سے مار دیتی ہے۔۔۔ میں نے اس تکلیف کو سہا ہے۔۔۔ اللہ نا کرے ایسی تکلیف کسی دشمن کو بھی ملے۔۔۔ وہ سرخ بھیگی نگاہیں گھماتی خود کو کمپوز کر رہی تھی۔۔۔

لیکن روز روز کی تکلیف سے بچنے کے لئے اور مستقبل میں مزید سٹر ونگ بننے کے لئے مجھے اس بے حد تکلیف دہ عمل سے گزرنا ہی تھا۔۔۔

یہ تکلیف بہت بہتر ہے روز روز کی تکلیف سے۔۔۔

اللہ نا کرے کہ کسی دشمن کا گھر بھی ٹوٹے۔۔۔ لیکن۔۔۔ اسنے آنکھ سے ٹپکتا آنسو پھر سے صاف کیا۔۔۔ کہتے ہیں نا کہ جو ہوتا ہے اچھے کے لئے ہوتا ہے۔۔۔ پھر آکر ڈرائیونگ ڈور کھولتی گاڑی میں بیٹھی۔۔۔

مجھے بھی امید ہے کہ آگے اللہ نے بھی میرے لئے کچھ بہت اچھا رکھا ہو گا۔۔۔ اور مجھے اپنی خود کی ذات کے لئے اپنے حق کے لئے یہ سٹیپ اٹھانا ہی تھا۔۔۔ اور میرے خیال سے اب وقت آگیا ہے جب دکھیااری غموں کی ستائی لڑکیاں بن کر ہر ظلم خود پر سہتے خود پر جبر کرنے کی بجائے اب ہمیں اپنے لئے سٹینڈ لینے کی ضرورت ہے۔۔۔ بنا سوسائٹی کے کسی پریشر کے۔۔۔

آج میں یہاں اپنے پیچھے اسے کیمرے کا فوکس شامیر کے آفس کی جانب کیا۔۔
یہاں سب کچھ بہت پیچھے چھوڑ کر جا رہی ہوں۔۔۔ جانتی ہوں کہ یہ مشکل
وقت ہے لیکن پر امید ہوں کہ یہ وقت بھی کٹ ہی جائے گا۔۔ ساتھ ہی
اسنے گاڑی سٹارٹ کرتے آگے بڑھا دی۔۔۔

بس آپ سب کی دعاؤں کی اور سپورٹ کی ضرورت ہے۔۔۔ ساتھ ہی اسنے
ویڈیو بند کرتے موبائل پیسنجر سیٹ پر پھینکا اور آنسو صاف کرتی سر جھٹک کر
میوزک آن کیا اور پوری یکسوئی سے گاڑی چلانے لگی۔۔۔
یقیناً وہ ایک مرتبہ پھر سے ایک دھماکے دار ری اینٹری دینے میں کامیاب ہونے
والی تھی۔۔۔

Novelistan



ایک فرنشڈ اپارٹمنٹ تھا جسکے چھوٹے سے لاؤنج میں اس وقت عینا سر پکڑے
صوفے پر بیٹھی تھی۔۔۔

وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی یہاں پہنچے تھے۔۔۔ عقل سمجھ سے سب بالاتر تھا۔۔۔ دفعتاً
میساکھی ٹیکنے کی آواز پر وہ سمجھل کر سیدھی ہوئی۔۔۔ غضنفر ابھی ابھی باہر سے آ
رہا تھا۔۔۔ اسنے آتے ہی کھانا میز پر رکھا جو وہ ابھی ابھی باہر سے لایا تھا۔۔۔
عینا اٹھ کھڑی ہوتی کھانا لئے کچن میں آگئی۔۔۔ وہ اسکی چھوڑی جگہ پر بیٹھ گیا۔۔۔
کچھ ہی دیر بعد وہ خاموشی سے کھانا سرو کئے وہیں واپس آئی پھر گڑیا کے ہاتھ
دھلوائے اور تینوں نے خاموشی سے کھانا کھایا۔۔۔ محض گڑیا ہی کھانا کھاتے کوئی
بات پوچھ لیتی تو وہ ہوں ہاں میں جواب دے دیتی
گڑیا تو نئے گھر میں آکر بہت خوش تھی اس لئے کھانا کھاتے ہی پھر سے کمرے میں
بھاگ گئی جبکہ وہ کھانا کھا کر برتن سمیٹی وہیں بیٹھی رہی گویا برتن بھی بعد میں
اٹھانے کا ارادہ ہو۔۔۔

اتنی گم صم سی کیوں ہو عینا۔۔۔ دفعتاً غضنفر کی بات پر اسنے شکوہ کناں نگاہیں اٹھاتے
اسے دیکھا۔۔۔

کیا نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ آپ نے بالائی ملک چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔۔۔ گھر کا سامان تک بیچ ڈالا۔۔۔ میں چپ بھی نار ہوں۔۔۔ اسکی آواز بھر آئی۔۔۔ جانتے ہیں کتنی مشکل سے بنتا ہے گھر۔۔۔ کیسے ایک ایک چیز کر کے میں نے اپنا گھر سنوارا بنایا۔۔۔ اور آپ نے۔۔۔ اسکی آواز بھر آئی۔۔۔ غصہ چہرے پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔۔۔

کیا تمہیں مجھ پر یقین ہے عینا۔۔۔ اسنے اپنا ہاتھ عینا کے ہاتھ پر رکھا۔۔۔ ایک صرف آپ پر ہی تو یقین ہے۔۔۔ اسکا انداز نہروٹھا تھا۔۔۔ غصہ مسکرا دیا۔۔۔

مجھے ایک بہتریں آفر مل رہی تھی عینا۔۔۔ ارجم سر کے دوست نے اپنی برانچ ملائیشیا میں کھولی ہے جہاں ایک تجربہ کار اور بھروسہ مند مینجر کی ضرورت تھی۔۔۔ سر کے مجھ سے ڈسکس کرنے پر میں نے جھٹ حامی بھر ڈالی۔۔۔

میں مزید اپنی بیوی اور بیٹی کو اس ٹاؤنک ماحول میں نہیں رکھنا چاہتا۔۔۔ قدرت نے میرے لئے ایک بہتریں دروا کیا تو میں نے فوراً اس موقع سے استفادہ حاصل کرنے کا سوچا اپنے اور اپنی فیملی کی بھلائی کے لئے۔۔۔

وہ سنجیدہ تھا۔۔۔ جو حالات آج کل چل رہے ہیں اور جس طرح سے مجھے بھائی کے خلاف کیس واپس لینے کے لئے پریشاں کر دیا جا رہا ہے ظاہر سی بات ہے کہ میں زیادہ دیر تک اپنی بات پر قائم نہیں رہ پاؤں گا۔۔۔ اور رہ بھی لوں تو ظاہر سی بات ہے جلد یا بدیر انکی ضمانت ہو ہی جائے گی۔۔۔ تو ایسے میں میں اس شہر میں بھی نہیں رہنا چاہتا۔۔۔ اپنوں پر سے اعتبار اٹھا ہے میرا میں انکے سائے تک سے اپنی فیملی کو دور کر لینا چاہتا ہوں۔۔۔

تمہیں پتہ ہے غیروں سے اپنی فیملی کو محفوظ رکھنا آسان ہے بانسبت اپنے گھر میں پلتے ناگوں سے۔۔۔ وہ بری طرح ڈستے ہیں۔۔۔ اسکا لہجہ بھر آیا۔۔۔ عینالب کتر کر رہ گئی۔۔۔ پاکستانی جوائنٹ فیملی سسٹم میں یہ بات جڑ پکڑتی جا رہی تھی۔۔۔ ایک ایسا مسئلہ جس پر کھل کر بات کرنے میں ہر دوسرا شخص ہچکچاہٹ کا شکار تھا۔۔۔

رہ گئی بات سامان بیچنے کی تو اتنے سالوں کے لئے گھر ہم کمپنی کے تھرورینٹ پر دے رہے ہیں تو اس سامان کی وہاں ضرورت نا تھی۔۔۔

دو ہی آپشن تھے میرے پاس ایک یا تو ہم اپنی غیر موجودگی میں وہ سامان اپنے مطلبی رشتہ داروں کے استعمال کے لئے چھوڑ دیتے یا نمبر دو ہم اسے اپنے ہاتھوں بچ دیتے۔۔۔ اور میرے لئے دوسرا آپشن بہتر تھا بانسبت پہلے کے۔۔۔ واپسی پر ہم پھر سے اپنا گھر بنائیں گے اسکی ایک ایک چیز بہت پیار اور محبت سے۔۔۔ اور ہاں یہاں ہمارا قیام بہت کم ہے چند روز کا جب تک ہمارا پیپر ورک مکمل نہیں ہو جاتا۔۔۔ اس لئے زیادہ سامان ان پیک مت کرنا پھر پیکنگ میں دشواری ہو گئی۔۔۔ انشا اللہ ہم ملائشیا جا کر ایک نئی زندگی کا آغاز کریں گے ماضی کی ساری تلخیاں یہیں لچھوڑ کر۔۔۔

غضنفر کے نرم لہجے میں سمجھانے پر وہ مسکرا کر سرہاں میں ہلا گئی۔۔۔ شکر الحمد للہ کے زندگی واپس ٹریک پر آنے لگی تھی۔۔۔ وہ برا وقت جو ہر دم کسی خوف کی مانند اسے ڈراتا تھا وہ اب دور جانے لگا تھا۔۔۔ ذہنی و قلبی سکون نصیب ہوا تھا اسکا دل ایک بھرپور نیند لینے کا خواہش مند تھا۔۔۔ ایک بھرپور اور پر سکون نیند۔۔۔

دل سے خدشے مٹے تھے اور سوچ کے کئی درواہ ہوئے تھے۔۔۔ یقیناً اس واقعے سے بہت سے سبق حاصل کرتے وہ مستقبل میں اپنی بیٹی کو اس قدر اعتماد دینا چاہتی تھی کہ وہ کوئی بھی ہر اس کرتی بات بلا جھجک ماں سے شنیر کر سکتی۔۔۔ ڈھنکے کی چوٹ پر خود کو پروٹیکٹ کر سکتی۔۔۔ بلاشبہ اس سب کا آغاز بنیاد ہی مضبوط اٹھانے سے ہوتا ہے۔۔۔ ورنہ دیکھا ہے کبھی کمزور بنیاد پر ایک عالی شان عمارت کو ٹکٹے۔۔۔

شامیر کو نہیں یاد کے وہ وہاں غیر دماغی کے عالم میں ایک ہی پوزیشن میں کتنی دیر تک بیٹھا رہا۔۔۔

اینجل کھیلتے کھیلتے تھک کر اسے متوجہ کرتی تو وہ چونک اٹھتا۔۔۔ سر درد حد سے بڑھ رہا تھا۔۔۔

وہ مسلسل سر دابتا وہیں بیٹھا تھا۔۔۔ گویا اعصاب مفلوج ہو رہے ہوں۔۔۔

جو آج ہو اوہ یوں کسی صورت نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔۔ دوپہر کی روشنی شام کے دھند لکوں میں بدلنے لگی تھی دفعتاً اسکے آفس کے باہر قدموں کی چاپ ابھری اور دروازہ کھول کر زوہان اور سبحان تیزی سے اندر داخل ہوئے۔۔۔

ڈیڈ آپ ٹھیک ہیں۔۔۔ سنجیدہ صورت لئے سبحان تیزی سے باپ کی جانب بڑھا۔۔۔ وہ خالی خالی نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔۔۔

زونی بھائی۔۔۔ اس سے پہلے کے زوہان بھی باپ کی جانب بڑھتا اینجل کی آواز پر ٹھٹھکا پھر مسکرا کر اسے پیار کرتے گود میں اٹھایا اور باپ کے قریب آیا۔۔۔

پروشنہ کے ویڈیو اپلوڈ کرتے ہی سوشل میڈیا پر ہر جانب تہلکہ مچ گیا تھا۔۔۔ وہ سچی تھی وہ پھر سے پوری لائٹ سٹیٹ لے گی تھی۔۔۔ اس وقت وہ پوری سوشل میڈیا کا ہاٹ ٹاپک بنی بیٹھی تھی جس نے بڑی جرات سے حقوق نسواں کے لیے اور اپنے حق کے لئے ایک مضبوط قدم اٹھایا تھا۔۔۔ ساری لائٹ اس وقت اسکے ساتھ تھی۔۔۔

وہ دونوں بھائی بھی اسی ویڈیو سے صورتحال سے آگاہ ہوتے باپ کے پاس دوڑے چلے آئے تھے۔۔۔

اٹھیے ڈیڈ گھر چلتے ہیں۔۔۔ وہ دونوں جیسے تیسے باپ کو لئے گھر آئے تھے۔۔۔ سرکا در در رفتہ رفتہ بخار کی صورت پورے جسم کو اپنی لپیٹ میں لینے لگا تھا۔۔۔

یہ پرورشہ آنٹی نے بہت غلط کیا ہے بھائی۔۔۔ انہیں یوں سب کچھ سبکی نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔ اور یوں اس انداز میں خلع۔۔۔ زوہان کا بس ناچل رہا تھا کہ باپ کی حالت پر سب تہس نہس کر ڈالتا۔۔۔

ہمیں انہیں اسکا جواب دینا چاہیے۔۔۔ وہ جذباتی ہو رہا تھا۔۔۔

کالم ڈاؤن زوہان۔۔۔ ڈیڈ نے پہلے ہی اس سب کا بہت سٹریس لیا ہے۔۔۔ مزید ہم کوئی بے وقوفی نہیں کر سکتے۔۔۔ اینجل ہمارے پاس آگئی ہے۔۔۔ ہمارے لئے یہ ہی بہت ہے۔۔۔ اب ہمیں یہاں کی ساری سیاستیں یہیں چھوڑ کر ڈیڈ کے سنگ واپس لاہور جانا ہے۔۔۔ بیک ٹور وٹین اپنی نارمل زندگی شروع کرنی ہے۔۔۔ افکوریس ڈیڈ وہاں جا کر بہتر محسوس کریں گے۔۔۔ سبحان کی باتوں سے زوہان کو سوچ کا ایک نیا درملا۔۔۔

ایگزیکٹولی تم ٹھیک کہہ رہے ہو بھائی۔۔۔ پھر دیر کس چیز کی۔۔۔ پیکنگ شروع کرتے ہیں اور کل صبح ہی ہم یہاں سے نکل جائیں گے زوہان کے کہنے پر سبحان سرہاں میں ہلا گیا۔۔۔

ایمان نے جیسے تیسے شامیر کو کچھ کھلا پلا کر دوائی دی اور اسے لئے زبردستی لاونج میں آگئی۔۔۔

ڈنر کے بعد چائے کا دور چل رہا تھا سبھی لاونج میں ہی تھے۔۔ اور یہ اسکی شعوری کوشش تھی شامیر کا دھیان بٹانے کی۔۔۔

ڈیڈ الحمد للہ اینجل ہمارے پاس آگئی یہ ہمارے لئے ایک وکٹری ہے۔۔۔ میرے خیال سے اب ہمیں واپس لاہور چلنا چاہیے پیچھے کافی حرج ہو رہا ہے۔۔۔ چائے پیتے سبجان نے سبھاؤ سے بات کا آغاز کیا۔۔۔

شامیر چونک اٹھا۔۔۔ جبکہ سب سے زیادہ شاک زدہ تو واجد خان تھا۔۔۔ لاہور کیوں۔۔۔ یہیں کیوں نہیں۔۔۔ پہلا اعتراض بھی اسی کی جانب سے اٹھا تھا۔۔۔

کیونکہ گرینڈ پاہمار اسب کچھ وہیں پر سیٹ ہے اور ہمیں آج نہیں توکل وہاں جانا تو ہے ہی نا۔۔۔

یہ تو شکر ہے کے حان بھائی نے اونلائن میرائیڈمیشن کروادیا تھا۔۔۔ ورنہ جس طرح کے حالات چل نکلے تھے یقیناً میرا سال مس ہو جانا تھا۔۔۔

--- زوہان نے خالی چائے کا کپ میز پر رکھا
میری سٹڈی کا بہت لاس ہو چکا ہے اور مجھے جا کر سب کو ر کرنے ہے۔۔۔ میں لکھ
کر دے سکتا ہوں کے ممی کا ہونہار بیٹا ساتھ کے ساتھ اپنا لاس کو ر کر تارہا ہے۔۔۔
اسنے سبحان کی جانب اشارہ کیا۔۔۔ جو کے باپ کے بیماری کے دنوں میں بھی وقت
نکال کر لیپ ٹاپ لئے کونے میں گھس جاتا تھا۔۔۔ تو اسے تو کوئی مسئلہ ہی نہیں
سارے مسئلے میری ہی معصوم جان کو چمٹنے ہیں جسنے کتابوں کی شکل تک نادیکھی۔ وہ
منہ بسور تاسب کو مسکرا نے پر مجبور کر گیا۔۔۔ اسکے اپنے بہت سے دکھڑے
تھے۔۔۔ ظاہر سی بات تھی۔۔۔ داگریٹ زوہان شامیر خان کسی صورت اپنی
پوزیشن پر کپروما تر نہیں کر سکتا تھا۔۔۔
تو بیٹا آپ دونوں بھائی چلے جاؤ لاہور۔۔۔ گھر میں رہنا چاہو تو ہم اپنے خاندانی ملازم
ساتھ بھیج دیتے ہیں نہیں تو ہاسٹل کا آپشن بھی برا نہیں۔۔۔ نیز لاہور میں ہمارے
بہت سے اپارٹمنٹ بھی ہیں تو۔۔۔
ویٹ ویٹ ویٹ۔۔۔ گرینڈ پا۔۔۔ کیا مطلب آپکی اس نا فہم بات کا ہم دونوں اکیلے
کیوں۔۔۔

زوہان انکی نافہم باتوں کا مطلب سمجھنے میں ناکام ہوتا حیرت و انبساط میں جھولتا
سرعت سے پوچھ بیٹھا۔۔۔

مطلب یہ بیٹا کے ہم نہیں چاہتے کے ہماری بہویا بیٹا واپس لاہور جائیں۔۔۔ وہ یہاں
ہونگے تو تم دونوں بھی کچی ڈور سے کھینچے یہاں چلے آؤ گئے۔۔۔ گرینڈ پاہلکاسا
مسکرائے۔۔۔

سوری گرینڈ پاہلکاسا لیکن می کے بنا میں نہیں رہ سکتا۔۔۔ نا انکے ہاتھ کے سوا وہاں کچھ کھا
سکتا ہوں۔۔۔ نارہ سکتا ہوں۔۔۔ انکے بنا سوا ایول زرا مشکل ہے۔۔۔ تو یہ ممکن
نہیں۔۔۔ زوہان نے کان کھجھاتے بے بسی سے کہا۔۔۔
اور بالفرض اگر کل کو تمہیں ہائی سٹڈی کے لئے امریکہ یا کسی اور ملک جانا پڑ گیا
تو۔۔۔۔۔

تو می ساتھ جائیں گی نا۔۔۔ وہ جھٹ بول اٹھا۔۔۔ ویسے بھی ہمارے بنا انہوں نے
یہاں کرنا کیا ہے۔۔۔ تو جہاں ہم جائیں گے وہ ساتھ ہونگی۔۔۔ واجد خان اسے دیکھ
کر رہ گیا۔۔۔

تو پھر ٹھیک ہے تم دونوں کی مائیگریشن یہیں کروالیتے ہیں۔۔۔ لیکن میں نہیں چاہتا
کے تم لوگ واپس جاؤ۔۔۔ واجد خان کی آواز میں سنجیدگی تھی۔۔۔

اس سے پہلے زوہان کچھ بولتا سبحان بول اٹھا۔۔۔

ہم نے آپکی ساری باتیں سن کی گرینڈ پا۔۔۔ اب آپ ہماری سنیں۔۔۔ بالخصوص
میری۔۔۔ وہ تحمل سے گویا ہوا۔۔۔ اور سمجھنے کی کوشش کریں۔۔۔

ہم یہاں کفر ٹیبل نہیں ہیں۔۔۔ اسکے اتنی آسانی سے اتنی بڑی بات بولنے پر واجد
خان نے اسے حیرت سے دیکھا۔۔۔

ٹھیک ہے یہ ہمارے گرینڈ پا کا گھر ہے ہم یہاں گھومنے پھرنے آسکتے ہیں۔۔۔ لیکن
اپنے گھر کی طرح یہاں نہیں رہ سکتے۔۔۔ ہماری پرائیویسی ڈسٹرب ہو رہی
ہے۔۔۔

کیسی پرائیویسی۔۔۔ واجد خان جتنا حیران ہوتا کم تھا۔۔۔ اسنے انہیں یہاں دنیا
جہان کی ہر آسائش مہیا کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ کوئی کسی دوسرے کی زندگی
میں جھانک کر نادیکھتا تھا پھر ایسے میں وہ کس پرائیویسی کی بات کر رہے تھے۔۔۔
اسکی حیرت بجا تھی۔۔۔

وہ ایسے کے۔۔۔ زوہان اپنی جگہ سے اٹھتا انکے ساتھ آکر بیٹھا۔۔۔ پتہ نہیں آپ
ان باتوں کو کس انداز میں لیں گے ہیں لیکن اہم یہ ہے کہ ہم کیا محسوس کرتے
ہیں۔۔۔ گھر میں تین تین جوان لڑکیاں ہیں رائٹ۔۔۔ وہ گرینڈ پا کے ساتھ بیٹھا
۔۔۔ دھیمی آواز میں بول رہا تھا گویا مقصد محض انہیں ہی سنانا تھا
ایسے میں جو مجھے عادت ہے لاؤنچ میں ٹی وی لائن میں کہیں پر بھی بے ڈھرک ممی
کی گود میں سر رکھ کر نیم دراز ہو جانا جہاں وہ بیٹھی ہوں ان سے لاڈ اٹھوانا۔۔۔
نکھرے کرنا۔۔۔ فرمائشیں پوری کرنا۔۔۔ انہیں تنگ کرنا۔۔۔ بھائی کی بینڈ
بجانا۔۔۔ تخریب کاریاں کرنا۔۔۔ وہ سب یہاں ممکن نہیں۔۔۔ ہم وضع داری اور
مروت نبھاتے اپنے خول میں بند ہو رہے ہیں۔۔۔ اور سب سے بڑھ کر وہ سب کر
کے ممی کی ایک لمبی کلاس لینا ڈانٹ سننا۔۔۔ یہاں سب کے سامنے۔۔۔ ممکن ہی
نہیں گرینڈ پا۔۔۔ آپ خود سوچیں گھر میں ممی جوتے بھی لگالیں تو سر آنکھوں
پر۔۔۔ سب کے سامنے تھوڑی نا۔۔۔ تو ہم اپنی پرائیویسی کو مس کر رہے ہیں۔۔۔
اسکی باتوں سے مستفید ہوتا سبحان مسلسل مسکرا رہا تھا۔۔۔۔۔

اب آپ یہاں یہ نہیں کہہ سکتے کہ ماں سے لاڈ کمرے میں اٹھوانا۔۔۔ وہ خود کو بہت سے کاموں میں مصروف رکھتی ہیں اس لئے وہ ہمارے لئے بہت سا ٹائم نہیں نکالتی بلکہ نکلوانا پڑتا ہے۔۔۔ زبردستی ضد کر کے۔۔۔ جیسے وہ کچھ بھی کر رہی ہوں انکے پاس جا کر چپکے سے انکی گود میں سر رکھ کر لیٹ جانا کے باقی سارے کام بعد میں یہ میرا ٹائم ہے۔۔۔ آپکو میری بات سمجھ میں آرہی ہے وہ مدبرانہ سمجھا رہا تھا۔۔۔ کھڑے کھڑے بھائی سے لڑ پڑنا اور دھینگا مشتی پر اتر آنا یہاں کہاں ممکن ہے گرینڈ پا۔۔۔

اس لئے آپ آیا کریں نالاہور انفیکٹ ہم بھی آتے جاتے رہیں گے لیکن یہاں مستقل رہائش نہیں۔۔۔ وہ وہیں پر ہوگی جہاں ہمارا سیٹ آپ ہے۔۔۔ اور پھر ہم اپنے ننھیال کو بھی مس کر رہے ہیں۔۔۔ کافی دیر ہوگی سب سے ملاقات کو۔۔۔ افکوریس فون کالز۔۔۔ روبرو ملنے کا نعمل البدل نہیں ہو سکتی۔۔۔ یہ وضاحت سبحان کی جانب سے تھی۔۔۔

انکی وضاحتیں سن کر واجد خان سوچ میں پڑ گیا۔۔۔

ٹھیک ہے چند دن رک جاؤ پھر چلے جانا۔۔۔ وہ بلاختر گہری سانس خارج کرتا پسپائی اختیار کر گیا۔۔

لیکن چند دن کیوں گرینڈ پاہم پھر آجائیں گے نا ابھی ہمارا حرج۔۔۔
اور پھر واجد خان نے جو انہیں چند دن وہاں رہنے کی وجہ تھمائی تو بے ساختہ دونوں کی آنکھیں چمک اٹھیں۔۔۔

ڈن گرینڈ پاہم دیکھئے گا ہم کیسی رونق لگاتے ہیں۔۔۔ زوہان یکدم چمک اٹھا۔۔۔
چند دن مزید کالج کالاس ہونے کا قلق کہیں پیچھے رہ گیا۔۔۔ جبکہ آنکھیں تو واجد خان کی بھی چمک اٹھیں تھیں۔۔۔ جو اس موقع پر کچھ اور بھی دلچسپ سوچے بیٹھا تھا

Novelistan

ارحم اپنے آفس میں بیٹھا فائلز چیک کر رہا تھا جب دروازے پر ہلکی سی دستک دے کر اجازت ملنے پر عین اندر داخل ہوئی۔۔۔

وہ اس وقت ہلکے نیلے اور سبز رنگ کے ڈیسنٹ سے شلوار سوٹ میں ملبوس پہلے سے بہت بہتر اور فریش محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

حالات بدلنے کے باعث آسودگی اسکے چہرے سے چھلک رہی تھی۔۔۔ کھلا چہرہ ادلی آسودگی کا گواہ تھا۔۔۔

ارحم اسے دیکھ کر چونک کر سنبھلا پھر ہلکا مسکرا کر سامنے کر سی کی جانب اشارہ کیا اور پھر سے فائل میں مصروف ہو گیا۔۔۔

تم غالباً اپنے واجبات کلئیر کروانے آئی ہو۔۔۔

ہممم۔۔۔ وہ نم آنکھوں سے سرہاں میں ہلا گئی۔۔۔ اسکی نم آنکھیں مسلسل ارحم پر ٹکی تھیں جو فائل میں گم تھا یا شعوری کو شیش سے خود کو مصروف ظاہر کر رہا تھا۔۔۔

۔۔۔ پھر ہو گئے کلئیر
ہممم ہو گئے۔۔۔

میں تمہارا شکریہ ادا کرنے آئی ہوں ارحم۔۔۔ میری ڈولتی ناؤ کو پار لگانے کے لئے تمہارا شکریہ۔۔۔ اسکی آواز بھر آئی۔۔۔

نو پلیز عینایہ مت کہو۔۔۔ اسنے جھٹکے سے سراٹھایا۔۔۔

میں نے جو کیا وہ ماضی کی اپنی غلطیوں کو سدھارنے کی ایک شعوری کوشش تھی۔۔۔ میں اپنی جان تک دے کر تمہیں دوبارہ اس اذیت سے گزرنے سے بچانے کو تیار تھا جس اذیت سے تم چند سال پہلے ارحم خان کی وجہ سے گزری۔۔۔ ہر دفعہ گھر ٹوٹنے کی اذیت تمہارے حصے میں نہیں آسکتی وہ بھی میری بدولت۔۔۔ شدت ضبط سے ارحم کی آنکھیں سرخ ہواٹھیں۔۔۔ لب ولہجہ گہرے کرب و اذیت میں ڈوبے اسکے ملال کے گواہ تھے۔۔۔

عینا کے لب کپکپا اٹھے۔۔۔ چند سال پہلے جو بھی ہوا ارحم۔۔۔ وہ دقت سے سانس خارج کرتی گویا ہوئی۔۔۔ اسے بھول جاو۔۔۔ ارحم جہاں کا تھاں رہ گیا۔۔۔ میں نے تمہیں معاف کیا۔۔۔ ایک آنسو عینا کی آنکھ سے ٹپکا۔۔۔ اور ارحم کو لگا گویا۔۔۔ وہ پتھر کا ہو گیا ہو

میں تمہیں آج ماضی کے اس بوجھ اور آکٹوپس سے آزاد کرتی ہوں جو تمہیں سالوں سے جھکڑے بیٹھا ہے۔۔۔ وہ ایک کمزور لمحہ تھا جو ہماری زندگیوں میں آیا اور سب کچھ تہس نہس کر لے گیا۔۔۔

ارحم کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔۔۔ اسے لگا اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی ہے۔۔۔ یہ بھلا وہ کیا کہہ رہی تھی۔۔۔ اسے زندگی کا ازن دے رہی تھی۔۔۔ کیا بھلا یہ ممکن تھا۔۔۔ دل توڑنے اور بے وفائی جیسے گناہ کا مرتکب ہونے کے بعد بھی۔۔۔ وہ حق دق تھا۔۔۔

اس میں شاید ہم دونوں کی غلطی تھی۔۔۔ تم اکیلے قصور وار نہ تھے۔۔۔ میں تمہاری بات نامانگی تو نوبت وہاں تک نہ پہنچتی۔۔۔ وہ گہرے سانس بھرتی خود کو کمپوز کر رہی تھی۔۔۔

میں پاکستان سے جا رہی ہوں ارحم اور جانے سے پہلے تم سے ایک مرتبہ ملنا چاہتی تھی۔۔۔ میں دعا گو ہوں کہ ہماری ملاقات زندگی میں دوبارہ کبھی نہ ہو۔۔۔ میں اپنے پیچھے اپنے راکھ ہو چکے ماضی کی راکھ تک کو دفنا جانا چاہتی ہوں۔۔۔ جیسے۔۔۔ وہ رکی۔۔۔ جیسے وہ کبھی ہو ہی نہ۔۔۔

میں آج تمہیں ماضی کے ہر غم سے آزاد کرتی ہوں۔۔۔ کے آج میرے جو بھی حالات ہیں میں آسودگی میں اس وقت تمہارے سامنے کھڑی ہوں تو اس سب

میں۔ اللہ کے بعد تمہاری کاوشوں کا ہاتھ ہے۔۔۔ جسکے لئے میں تمہاری شکر گزار ہوں اور احسان مند بھی۔۔۔

وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

ارحم ساکت سانس تک روکے بس اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

پیچھے جو بھی ہوا اسے بھول جاؤ اور دل سے ہر بوجھ جھٹک کر اپنی بیوی کے سنگ زندگی میں آگے بڑھ جاؤ۔۔۔ ایسے جیسے کبھی کوئی عینا تمہاری زندگی میں آئی ہی نہیں۔۔۔

وہ کسی خواب کی سی کیفیت میں بولتی قدم قدم پیچھے لے رہی تھی۔۔۔ ایسے جیسے میں اپنے شوہر اور بیٹی کے سنگ ماضی کا ہر قصہ یہیں دفنائے آگے بڑھ رہی ہوں۔۔۔

میں نے تمہیں معاف کیا۔۔۔ وہ قدم قدم پیچھے لے رہی تھی۔۔۔ میں نے تمہیں ماضی کے ہر بوجھ سے آزاد کیا۔۔۔ حتیٰ کہ پیچھے آفس کا دروازہ آگیا۔۔۔ تم بھی مجھے معاف کرنا۔۔۔ کہتے ہی وہ پلٹی اور آفس کا دروازہ وا کرتی باہر نکل گئی۔۔۔

یکدم باہر سے بہت سی روشنی اندر داخل ہوئی اور رفتہ رفتہ وہ دروازہ واپس بند ہو گیا۔۔۔ جیسے دو دنیاؤں کے درمیاں خلیج بن گیا ہو۔۔۔ جیسے دو راستوں کو الگ الگ کر کے اپنے اپنے روزن تک محدود کر گیا ہو۔۔۔

باہر عینا مسکراتی ہوئی نم آنکھ کا کونا صاف کرتی اپنا ماضی اور ماضی سے وابستہ ہر یاد بہت پیچھے چھوڑے اس بھاگتی دوڑتی دنیا کا حصہ بن گئی۔۔۔ جہاں آفس کے باہر اسکا شوہر اور اسکی بیٹی اسکے منتظر کھڑے تھے۔۔۔

رات کے تین بج رہے تھے اور رات کے اس پہر سردی کی شدت مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔ ایسے میں شامیر بستر پر لحاف سینے تک اوڑھے سو رہا تھا۔۔۔ کمرے کی پیلی روپ لائٹ آن تھی جسکی مدہم روشنی میں ایمان ابھی ابھی تہجد کی نماز پڑھ کر جائے نماز فولڈ کر رہی تھی۔۔۔

اسکی آنکھیں روئی روئی سی تھیں جیسے دعا میں اپنے رب سے لمبے راز و نیاز کئے گئے ہوں۔۔۔

جائے نماز اسکی مخصوص جگہ پر رکھ کر وہ صوفے پر آکر بیٹھتی سر ہاتھوں میں گرا گئی۔۔۔

پرویشہ کی اس حرکت نے ناصر ف شامیر کو بلکہ اسکی مینٹل ہیلتھ کو بھی بری طرح ڈسٹرب کیا تھا۔۔۔

شامیر خود اسے کچھ نا بھی کہتا مگر اس کی خاموشی بہت کچھ بیان کر رہی تھی۔۔۔ یقیناً انکی علیحدگی ہونی بھی تھی تو اس طرح نا ہوتی۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ اگر ایک جانور بھی پال لیا جائے تو اس سے بھی لگاؤ ہو جاتا ہے الفت ہو ہی جاتی ہے۔۔۔ اسکی جدائی دکھ دیتی ہے انسان کو اس کر جاتی ہے یہ ایک قدرتی امر تھا۔۔۔ ایک ایسی لڑکی جو پچھلے آٹھ سالوں سے اسکے ساتھ رشتہ ازواج میں منسلک تھی اسکے اس طرح علیحدہ ہونے پر شامیر ایفیکٹ ہوا تھا۔۔۔ وہ اسے سمجھ سکتی تھی۔۔۔ اور جلد اس فیز سے نکل آئے گا وہ یہ بھی جانتی تھی۔۔۔ بس صدمے کی پہلی چوٹ ہی گہری ہوتی ہے اور چوٹ بھی وہ جو غیر متوقع ہو۔۔۔ اسی لیے وہ گم صم ہو گیا تھا شاید اسکا دماغ اس سارے واقعے کو پراسس کر رہا تھا۔۔۔ لیکن ان سب میں

[illegible]

اسکے ہاتھ تیزی سے لیپ ٹاپ کی کیز پر متحرک تھے۔۔۔ اور سکرین سے ابھرتی
روشنی براہ راست اسکے چہرے پر پڑ رہی تھی۔۔۔

آپ میں سے بہت سے لوگ مجھے جانتے ہونگے۔۔ جو نہیں جانتے انکے لئے میں
اپنے تعارف دیتی چلوں۔۔۔

میرا نام کنزل ایمان ہے اور میں پچھلے کئی سالوں سے لکھنے کے فرائض سرانجام
دے رہی ہوں۔۔۔

میں ایک سادہ سی مشرقی لڑکی ہوں جسکی زندگی کا اہم محور اسکا گھر بچے شوہر مجھ
سے وابستہ رشتے اور میرا کام ہے جسکے ذریعے میں بساط بھر ٹوٹے دلوں کو انکے
رب سے جوڑنے کی کوشش کرتی ہوں۔۔۔

میری پہچان میرا کام ہے۔۔۔ میرے لفظ ہیں۔۔۔ کنزل ایمان اپنی تحریروں سے
پہچانی جاتی ہے۔۔۔ اور بس۔۔۔

اس سے زیادہ میرا کوئی تعارف نہیں۔۔ میں نے آج تک اپنی ذاتیات پہ سبکلی نہیں
کی جو لوگ مجھے شروع سے پڑھتے آرہے ہیں وہ باخوبی اس چیز سے آگاہ ہیں۔۔۔

لیکن پچھلے چند دنوں سے میرے خلاف چلتی کنٹروسی نے مجھے اس وقت یہاں بات کرنے پر مجبور کیا۔۔۔

الحمد للہ مجھے میری زندگی سے کوئی شکوہ نہیں میں نے ایک بہتریں زندگی گزاری اور گزار رہی ہوں۔۔۔

۔۔۔ پروشہ شامیر خان کون تھی۔۔۔ افکورس وہ میرے شوہر کی بیوی تھی میرے شوہر نے دوسری شادی کیوں کی کن حالات میں کی کس وجہ سے کی۔۔۔ یہ سب انکا بہت پر سنل معاملہ ہے جسے میں یہاں ڈسکس نہیں کروں گی پروشہ اور شامیر خان نے ماضی میں کیسی زندگی گزاری۔۔۔ یہ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں۔۔۔ اس سب سے آپ مس پروشہ کے پبلک اکاؤنٹ سے مستفید ہوتے رہے ہیں

چند دن پہلے تک بقول مس پروشہ کے وہ ایک آئیڈیل کپل تھے۔۔۔ انہوں سے ایک آئیڈیل زندگی گزاری۔۔۔ انہیں اپنے شوہر سے بہت محبت تھی وغیرہ وغیرہ۔۔۔ یہ سب وہ خود ڈھنکے کی چوٹ پر سب کو بارہا بتا چکی ہیں۔۔۔

۔۔۔ پھر ایسا کیا ہوا جو راتوں رات بات خلع تک جا پہنچی

کل اس ساری کہانی کا دی اینڈ ہو گیا۔۔ لیکن جس انداز میں ہوا وہ آپ سب نے دیکھا۔۔ سب کے پاس عقل ہے دماغ ہے تو اچھے سے ہر چیز پر نظر ثانی کرنے کی کوشش کریں۔۔۔

کل تک وہ شوہر ایک آئیڈیل شوہر تھا۔۔ راتوں رات وہ ولن بن گیا۔۔ اور اسقدر ولن کے خلع کی نوبت اس انداز میں آگئی کہ اسکی ایک ایک چیز پبلکی شئیر کی گئی۔۔۔

اپنی وے اگین یہ انکا بہت پر سنل معاملہ ہے میں اس بارے میں مزید بات نہیں کروں گی یہ سوال میں آپ سب کے لئے چھوڑتی ہوں۔۔ سب کے پاس عقل و شعور ہے۔۔۔ سب اس معاملے میں خود سوچیں۔۔۔ کیونکہ میری شادی کو اٹھارہ انیس سال ہو گئے۔۔۔ جب اتنے سالوں سے میں میں بقول مس پر وشہ کے ایک آئیڈیل کپل کی زندگی پر اثر انداز نا ہوئی تھی تو آگے کیسے ہوتی۔۔۔۔

میرا صرف اتنا کہنا ہے کہ میرا اس معاملے میں کوئی لینا دینا نہیں۔۔۔ نامیں نے کبھی اپنے شوہر کی دوسری زندگی میں جھانکنے کی کوشش کی تھی۔۔

ناشادی میرے کہنے پر ہوئی یا میرے کہنے پر رکی۔۔۔ ناہی اس علیحدگی میں میرا کوئی کردار ہے۔۔۔ یہ سراسر دو لوگوں کا اپنا ذاتی معاملہ ہے اور یہ علیحدگی کس طریقے سے ہوئی یہ سب کے سامنے ہے۔۔۔

۔۔ میں مس پر وشہ کے کسی عمل کو جج نہیں کر رہی

میں صرف یہ کہنے کی کوشش کر رہی ہوں کہ جب کسی کی فالونگ بہت زیادہ ہو۔۔۔ تو اسے اپنا ہر قدم بہت پھونک پھونک کر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ کیونکہ لوگ آپکو فالو کر رہے ہوتے ہیں آپ سے سیکھ رہے ہوتے ہیں آپ سے انسپائر ہوتے ہیں۔۔۔ ایسے میں آپکا کوئی بھی قدم ایک ٹرینڈ بن جاتا ہے۔۔۔ جسے پھر بہت سے لوگ عدم معلومات ہونے کی بنیاد پر اندھا دھند فالو کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔۔۔

اب جس طریقے سے یہ علیحدگی ہوئی۔۔۔ آگیاں میں کسی کے عمل کو جج نہیں کر رہی۔۔۔ جسے جو ٹھیک لگتا ہے وہ اپنے لئے وہی کرتا ہے۔۔۔

لیکن اس سے ہماری پوتھ کی لڑکیوں کے دل و دماغ میں علیحدگی کو لے کر کیا کنسیپٹ پیدا ہو گا۔۔۔

جب کوئی حکم اللہ کی طرف سے آتا ہے تو ہمیں اسے ایذاٹ از تھام لینا چاہیے۔
اسے ویسے ہی فالو کرنا چاہیے۔۔۔ کیونکہ جہاں ہم اپنی مرضی کی تبدیلیاں کریں
گے پھر وہاں بگھاڑ پیدا ہو گا۔۔۔ اور لازمی امر ہے کہ پیدا ہو گا ہی ہو گا۔۔۔

طلاق کا آپش اسلام میں ہے۔۔۔ خلع کا حق اسلام نے لڑکی کو دیا ہے۔۔۔ یہاں
تک سب ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن ساتھ یہ بھی بول دیا کہ یہ حلال کاموں میں سے اللہ
کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ عمل ہے۔۔۔ لیکن ہے یہ حلال کے اگر کوئی جوڑا
نبھانا کر پار ہا ہو تو اپنے راستے الگ کر لے۔۔۔

لیکن اسکی بھی چند کنڈیشنز بتائی گئی ہیں کہ پہلے اس جوڑے کو چاہیے کہ خود تحمل
سے بیٹھ کر آپسی بات چیت کر کے اپنے مسائل حل کرنے کی کوشش کریں۔۔۔
اگر لگے کہ مسائل حل نہیں ہو پارے پھر دونوں فریقین کی طرف سے گھر کا ایک

ایک بڑا بیٹھ کر انہیں بیٹھا کر مسئلہ حل کرنے کی کوشش کرے۔۔۔ ہو جائے تو بہت بہتر نا ہو پائے تو پھر بڑی سہولت سے علیحدگی کا آپشن موجود ہے۔۔۔

اور یہاں میں کسی کے عمل کو کریٹیسائز نہیں کر رہی۔۔۔ یہ صرف ایک وضاحت ہے ان لوگوں کے لئے جو کل کی ویڈیو دیکھ کر علیحدگی کو لے کر کش مکش کا شکار ہو چکے ہوں گے۔۔۔ لڑکیاں اپنی زندگی کی چھوٹی بڑی تلخیوں پر کل کے اس قدم سے انسپائر ہو کر حقوق نسواں کے نام پر اسے جرات کا مظاہرہ سمجھتیں ایک انتہائی قدم کے بارے میں سوچ رہی ہو گی۔۔۔

کیونکہ تلخیاں سب کی زندگیوں میں ہیں۔۔۔ مجھے مت سنیں اپنے ارد گرد دیکھیں۔۔۔ آئیڈیلزم کے نام پر دکھائی دیتے کپلز کی کبھی اندرونی زندگی کی کہانی دیکھنے کی کوشش کریں۔۔۔ دنیا میں بہت غم ہے۔۔۔ اور ہر غم کو صبر و تحمل کے ساتھ اللہ پر توکل رکھتے ہوئے بہترین حکمت عملی سے کاٹنے کا حکم ہے۔۔۔ اتنے حساس فیصلے یوں سیلف انڈیپنڈنٹ کے نام پر بے ڈھرک ہو کر نہیں لئے

جاتے۔۔۔ اسے درحقیقت سیلف انڈسپینڈنٹ ہونا نہیں بلکہ جذباتی ہونا کہتے ہیں۔۔۔

یہ وضاحت صرف انکے لئے ہے جو اپنی ازدواجی زندگی میں اس وقت کسی ناکسی -- چیلنج کا شکار ہیں ناکسی کے عمل کو جج کر کے اسے رگیڈنے کے لئے

یہ میرا میری ذاتی زندگی پر پہلا اور آخری وضاحتی بیان ہے۔۔۔ اسکے بعد اس حوالے سے میرا کوئی بیاں سامنے نہیں آئے گا۔۔۔

مجھے ناکسی کی ذاتی زندگی میں انٹرفیر کرنا اچھا لگتا ہے نا ہی میں کسی دوسرے کو اپنے معاملے میں اس چیز کی اجازت دیتی ہوں۔۔۔

لاحظہ کل سے ہم انشا اللہ بیک ٹور وٹین آئیں گے اور میرا ریڈر اسٹروالار شتہ پھر سے استوار کرتے انشا اللہ پھر سے اپنے آرٹیکلز کمٹینو کریں گے۔۔۔

شکریہ۔۔۔

بات مکمل کر کے یکدم ہی اسکے ہاتھ لیپ ٹاپ کی کیز پر رکے۔۔۔ اسنے ایک گہری سانس خارج کی اور پھر اسکی ایڈٹینگ کر کے اسے اپلوڈ کرنے لگی۔۔۔

ابھی اپلوڈ کر کے لیپ ٹاپ بند کیا ہی تھا کہ کہیں دور سے فجر کی اذانوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔۔۔

تھکاوٹ اس پر سوار ہونے لگی تھی۔۔۔ لیکن وہ اب فجر کی نماز ادا کر کے ہی ایک بھرپور نیند لینے کی خواہاں تھی۔۔۔

ارحم وہیں اسی کرسی پر بے حس و حرکت بیٹھا تھا۔۔۔ جبکہ عینا کو وہاں سے گئے چند منٹ ہو چکے تھے۔۔۔ جب بیٹھے بیٹھے یکدم ہی وہ غیر یقینی سے ہسا۔۔۔ ایسی ہسی جس میں حیرت ہی حیرت تھی۔۔۔ ساتھ یکدم ہی آنکھوں سے سیل رواں جاری ہو گیا۔۔۔ وہ خوشی کے آنسو تھے یا کس چیز کے وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔ بس اس وقت وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا چاہتا تھا۔۔۔ وہ روتے روتے ہس دیتا اور ہستے ہستے رو۔۔۔ دیتا۔۔۔ عجیب سی کیفیت تھی اسکی

سالوں سے سینے پر دھری پچھتاؤں کی سیلیں جو اسے سانس تک نالینے دیتی تھیں۔۔۔ وہ دھیرے دھیرے سرکنے لگی تھیں۔۔۔ یوں کہ کسی اندھیری

کو ٹھہری میں روشنی کا روزن کھلنے لگا ہوا اور تازہ ہوا کے جھونکے اندر آنے لگے
ہوں۔۔۔۔

ان سیلوں کے ہٹنے سے سینے سے بوجھ رفتار فٹا سرک رہا تھا۔۔۔۔

اسے سانس لینے میں آسانی ہونے لگی تھی۔۔۔۔

میں نے تمہیں معاف کیا۔۔۔۔ کانوں میں بس ایک ہی آواز گھونج رہی تھی۔۔۔۔

پچھتاؤں کے ناگ جو کسی آکٹوپس کی مانند اسے جھکڑے ہوئے تھے رفتہ رفتہ وہ

آکٹوپس اسے اپنی گرفت سے آزاد کرنے لگا تھا۔۔۔۔

اسے اچھے سے سانس آرہی تھی۔۔۔۔ وہ خود کو ایک ان دیکھے بوجھ سے آزاد

محسوس کرنے لگا تھا۔۔۔۔

میں نے تمہیں معاف کیا۔۔۔۔ وہ قدم قدم پیچھے لے رہی تھی۔۔۔۔ میں نے تمہیں

ماضی کے ہر بوجھ سے آزاد کیا۔۔۔۔

تم بھی مجھے معاف کرنا۔۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔۔ اسنے بے یقینی سے منہ پر ہاتھ پھیرتے چہرہ آسمان کی جانب اٹھایا۔۔۔۔

اور آنسو صاف کرتا بڑی تیزی سے آفس سے نکلا۔۔۔

کارپارکنگ میں آکر وہ کھلی فضا میں کھل کر سانس لے رہا تھا۔۔۔

اپنی بیوی کے سنگ زندگی میں آگے بڑھ جانا۔۔۔

اوہ میرے خدا۔۔۔ تیرا لاکھ لاکھ شکر۔۔۔ اس سے اپنی خوشی سمجھالے نا

سمجھل رہی تھی۔۔۔ اگر اسکا گھرار حم خان کی وجہ سے ٹوٹا تھا تھا تو بقول اسکے اسکی

ناؤ پار لگوانے میں بھی ار حم کا ہاتھ تھا۔۔۔

وہ خوش تھی۔۔۔ اپنے شوہر اور بیٹی کے سنگ۔۔۔ اور اسے اپنے زندگی میں خوش

دیکھ کر عرصے بعد وہ مطمئن ہوا تھا۔۔۔

اسنے کہا تھا کہ وہ یہ ملک چھوڑ کر جا رہی ہے اور وہ دعا گو ہے کہ زندگی میں انکا

آمناسا منادو بارہ کبھی نا ہو۔۔۔

وہ اسے بتانا سکا کہ غضنفر کو اپنے پاس جاب دینے کی بجائے اپنے دوست کے توسط

یہ جاب آفر کروانے کے پیچھے اس کا مقصد بھی یہ ہی تھا کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ انکا

ٹکراؤ دوبارہ ہو اور کسی بھی وجہ سے اسکے باعث دوبارہ عینا کی زندگی میں کوئی
بھونچال آئے۔۔۔

اسے یقین نا آرہا تھا کہ گناہوں کے بوجھ سے آزادی یوں بھی مل جاتی ہے۔۔۔
اسے اللہ کے غفور رحیم ہونے پر یقین تھا۔۔ اس نے یہ بھی سن رکھا تھا کہ اللہ
معاف کر دیتا ہے انسان معاف نہیں کرتے۔۔۔ آج ایک انسان کے ہاتھوں معافی
ملنے پر اسکی خوشی دیدنی تھی۔۔۔

اسنے جیب سے موبائل نکالتے عروشہ کا نمبر ملا نا شروع کیا۔۔۔ زندگی میں پہلی
مرتبہ وہ خود سے اسکی جانب ہاتھ بڑھا رہا تھا۔۔۔ وہ اپنی خوشی اسکے ساتھ سیلبریٹ
کرنا چاہتا تھا۔۔۔

اسنے نمبر ملا کر فون کان سے لگایا۔۔۔

دوسری جانب بیل جا رہی تھی۔۔۔

مائے گاڈ ابھی تک صفائی مکمل نہیں ہوئی۔۔۔ کیا کر رہی ہو آپ لوگ یار۔۔۔ اور
کھانا کہاں تک پہنچا۔۔۔ دیکھو کوئی کمی نہیں رہنی چاہیے۔۔۔

رف سے ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس بالوں کا گول مول سا جوڑا کئے عروشہ ایک ہاتھ
کمر پر ٹکائے دوسرے سے ماتھار گڑتی لاونج میں کھڑی خاصی حواس باختہ سی لگ
۔۔۔ رہی تھی

اسے ہر کام میں کچھ نا کچھ کمی لگ رہی تھی۔۔۔ ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے۔۔۔
بس نا چل رہا تھا کہ ہر کام پر فیکٹ کر ڈالے۔۔۔

ارے ارے ارے۔۔۔ وہ سوئچ بورڈ تو صاف کئے ہی نہیں تم نے۔۔۔ ایسے
میں ملازماؤں کی سہی شامت آئی تھی۔۔۔ اب بھی وہ ایک ملازمہ کو ڈسٹنگ کر کے
لاونج سے نکلتے دیکھ ٹوک اٹھی۔۔۔

وہ ملازمہ بے بسی سے واپس آتی سوئچ بورڈ صاف کرنے لگی۔۔۔ آج انکی مالکن کو
نا جانے ہوا کیا تھا۔۔۔

عروشہ بیٹا ریلیکس کیا ہو گیا ہے۔۔۔ وہ سب کر رہی ہیں نا۔۔۔ وقت پر سب ہو جائے گا۔۔۔ ماں نے اسکی حواس باختہ سی حالت دیکھ اسے بازو سے تھام کر صوفے پر بیٹھایا۔۔۔

ممی وقت دیکھیں کتنا کم رہ گیا ہے وہ لوگ آتے ہی ہونگے اور کام ابھی تک۔۔۔ ریلیکس۔۔۔ ریلیکس بیٹا۔۔۔ سب ہو جائے گا۔۔۔ میں دیکھتی ہوں تم تب تک کمرے میں جا کر خود تیار ہو جاو۔۔۔

اوکے ممی۔۔۔ پر میں پہلے کچن کا ایک چکر لگا لوں۔۔۔ وہ اٹھ کر کمرے میں جانے کی بجائے کچن کی جانب بڑھی جب اسکی ماں سر تھام کر رہ گئی۔۔۔ وہ ابھی کچن کے دروازے کے پاس آئی ہی تھی جب ملازمہ اسکا فون تھامے بھاگتی ہوئی وہیں آگئی۔۔۔

عروشہ باجی آپکا فون۔۔۔ وہ ہڑبونگ میں چونک کر پلٹی اور اسکے ہاتھ سے فون تھاما۔۔۔

اوہ ارحم۔۔ وہ فون اٹھا کر کان سے لگاتی کچن سے نکلتی اپنے کمرے کی جانب
بڑھی۔۔۔

کیسی ہو۔۔۔ سلام دعا کے بعد وہ مسکراتا ہوا گویا ہوا۔۔۔

کیا تم اس وقت فری ہو۔۔۔

کیوں خیریت۔۔۔ اپنی ہڑبونگ میں وہ اسکا مسکراتا لہجہ محسوس ہی نا کر پائی۔۔۔

کمرے میں آکر وہ الماری کھولے اپنے لئے کوئی لباس منتخب کر رہی تھی۔۔۔

ناجانے کیوں جلدی جلدی کرنے کے چکروں میں ہر کام غلط ہو رہا تھا۔۔۔

۔۔۔ لپچ کرنے چلیں کہیں باہر۔۔۔ دوسری طرف سے فرمائش جاری کی گئی

عروشہ شش و پنج میں مبتلا ہوتی بے بس ہو کر رہ گئی۔۔۔ ہاتھ وہیں وارڈروب پر تھم

سے گئے۔۔۔ اسنے یہ فرمائش کر کے اسے عجیب کش مکش میں ڈال دیا تھا۔۔۔ ہاں

کہتی تو کیسے۔۔۔ اور ناں بھی کیسے کہتی کے اسکی جانب سے پیش قدمی کا انتظار اسنے

بارہا کیا تھا۔۔۔ اللہ اللہ کر کے کفر ٹوٹا تھا اور یہ دن دیکھنے کو ملا تھا۔۔۔ اسے تو ہواؤں

میں اڑنا چاہیے تھا۔۔۔ مگر وہ یہ فرمائش کر بہت غلط وقت پر رہا تھا۔۔۔

ایم سوسوری ار حم۔۔۔ دراصل گھر میں گیسٹ آرہے ہیں۔ بس ابھی کچھ دیر تک۔۔۔ اور ابھی بہت کام ہے۔۔۔ اسکی آواز میں لجاہت بھی تھی پشیمانی بھی اور پسپائی بھی۔۔

اوہ۔۔۔ ار حم کا جوش مانند پڑا۔۔۔

سوسوری۔۔۔ پلیز ڈونٹ مائنڈ۔۔۔ وہ لب بری طرح کچل کر رہ گئی۔۔۔ دل اندر ہی اندر بیٹھنے لگا تھا۔۔۔

اٹس اوکے۔۔۔ ڈونٹ وری۔۔۔ آئی کین انڈر سٹینڈ۔۔۔

وہ فون بند کر گیا۔۔۔ جبکہ اس سب میں اسے آنے والے مہمانوں کے بارے میں پوچھنے کا بھی یاد نہ رہا کہ وہ کن مہمانوں کے لئے اسقدر ایکسائٹڈ ہے۔۔۔ کون ہیں وہ اتنے خاص مہمان۔۔۔

جبکہ دوسری جانب عروشہ کے دل پر بوجھ بڑھ گیا۔ کاش وہ ہر مصلحت بالائے طاق رکھے اس وقت اسکے بلانے پر بھاگتی ہوئی اسکے پاس جا پاتی۔۔۔

وقت کی قلت کا احساس کرتے وہ بھاری دل کیساتھ کپڑے لئے واش روم کی جانب
بڑھ گئی

&

واہ۔۔۔ ممی نے ثابت کر دیا کہ وہ میری ہی ممی ہیں۔۔۔ زوہان نک سک سے تیار
بلیک جینز پر سرمی شرٹ زیب تن کئے بال جیل سے سیٹ کئے پاؤں میں جو گرز
پہنے ریلیکس سا صوفے پر بیٹھا موبائل سکروں ڈاؤن کر رہا تھا خوب روچہرے پر بڑی
دلکش مسکراہٹ تھی۔ جبکہ سبجان بھی اسکے ساتھ ہی بیٹھا اسکے موبائل کی سکرین
پر جھکا ہوا تھا۔۔۔ دونوں کی ڈریسنگ غرض ہر چیز ایک جیسی تھی سوائے رنگوں
کے ہلکے سے فرق کے۔۔۔

دور کھڑی رانیہ نے پر سوچ انداز میں ان دونوں کو دیکھا۔۔۔ وہ شدید خواہش اور
کوشش کے باوجود بھی ان سے فرینک نہیں ہو پائی تھی۔۔۔ وجہ دونوں کی جانب
سے لحاظ اور کھنجی گئی ایک باؤنڈری تھی جسے ناوہ خود پار کرتے اور ناہی کسی کو پار

کرنے کی اجازت دیتے۔۔۔ وہاں ہمہ وقت نولفٹ کا بورڈ لگا رہتا تھا۔۔ فرینک
ہونا تو دور وہ مخاطب کرنے پر بھی کئی کترا کر گزر جاتے۔۔۔

جتنے ہنڈ سم ہیں ایسٹوڈ بھی اتنا ہی ہے دونوں میں۔۔ دفعتاً رمشہ اسکی نگاہوں کے
تعاقب میں دیکھتی اسکے پاس آئی۔۔۔

ایسٹوڈ ہے لیکن ہیں تو انسان ہی نا۔۔ گوشت پوشت اور جذبات و احساسات سے
بنے انسان۔۔ ناقابل تسخیر تو نہیں ہو سکتے۔۔ رانیہ کی آنکھوں میں چمک
ابھری۔۔۔

بہت مشکل ٹاسک ہے بھی۔۔۔۔۔ رمشہ نے مسکراتے ہوئے وارن کرنا چاہا۔۔۔۔
مشکل ہے ناممکن تو نہیں۔۔۔ وہ کھوئی کھوئی سی انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔
چھوٹا تو بے حد بے مروت ہے۔۔۔

یہاں ٹارگٹ چھوٹا ہے بھی نہیں۔۔ رانیہ نے اسے دیکھتے آنکھ ماری۔۔۔
وش یو آل دا بیسٹ۔۔۔ سبحان شامیر خان شاید تم سے تسخیر ہو ہی جائے۔۔۔ اسنے
رانیہ کے شانے پر تھپکی دی۔۔۔

وہاں سے واپس ان دونوں بھائیوں کی جانب آ تو وہ ہنوز سکرین پر جھکے ہوئے تھے۔۔۔

تم نے خوا مخواہ ہی ممی کو ہلکا لیا۔۔۔ وہ بہت کم شارٹ دیتی ہیں۔۔۔ مگر دیں تو کلین۔۔۔ بورڈ ہی کروا دیتی ہیں۔۔۔ سبحان کے کہنے پر وہ کھل کر مسکرا دیا

واقعی جو ایک سوال انہوں نے لوگوں کے لئے چھوڑا کہ اس بارے میں خود سوچیں۔۔۔ اب یہ لوگوں کی سوچ ہے کہ وہ طرح طرح کی سوچ کا اظہار کرتے اب پروشہ آنٹی کے خلاف ری ایکشن دینے لگے ہیں۔۔۔ وہ مسلسل موبائل سکرول ڈاؤن کر رہا تھا۔۔۔

چھوڑوا نہیں۔۔۔ یہ سوشل میڈیا پولیٹیکس ہے۔۔۔ انہیں آپس میں مصروف رہنے دو۔۔۔ چند دن کا وبال ہے چند دنوں بعد لوگ اس واقعے کو بھول جائیں گے۔۔۔ ابھی اس پر فوکس کرو جو ہم کرنے جا رہے ہیں۔۔۔ سبحان نے اسکی توجہ اہم کام کی جانب مبذول کروائی۔۔۔

ایگزیکٹولی میں تو بالکل تیار ہوں۔۔۔ زوہان نے جھٹ موبائل بند کرتے جیب میں رکھا۔۔۔

اور باقی سب۔۔۔

چیک کرنا پڑے گا۔۔۔ ویٹ میں دیکھتا ہوں۔۔۔ وہ سبحان کو انتظار کا کہتا خود آٹھ کر کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔

عروشہ گرے اور کھتئی رنگ کی فراک میں ملبوس سر پر نفاست سے حجاب کئے لاونج کی اینٹرس پر کھڑی ہاتھ بے طرح مسلتی کچھ پر جوش اور کچھ نروس سی مہمانوں کی منتظر تھی۔ اسکے ماں اور بابا مہمانوں کے استقبال کے لئے باہر کارپورچ میں جا چکے تھے۔۔۔ دفعتاً سے ڈرائیوے پر آگے پیچھے گاڑیوں کے رکنے کی آوازیں آئیں تو وہ بھی جھجھکتی ہوئی باہر آگئی۔۔۔ وہ سب آگے پیچھے ہی گاڑیوں سے اترے تھے۔۔۔

ایمان شامیر زوہان اینجل اور سبحان ایک گاڑی میں تھے جبکہ ماں و بابا کے ساتھ ساتھ رفیہ اور ذوہیب بھائی دوسری گاڑی میں تھے۔۔۔ بچیوں نے اسقدر بورنگ گیٹ ٹو گیڈر میں جانے سے صاف انکار کر دیا تھا۔۔۔

عروشہ باری باری سب سے ملتی خوشدلی سے ایمان سے گلے ملی اور انکے سنگ اندر آگی۔۔۔

لیکن انکے اندر آتے ہی جو ملازموں نے مٹھائیوں اور فروٹس کے ٹوکڑے لالا کر دیے وہاں لاونج میں رکھنے شروع کئے تو یکدم ہی عروشہ یہ سب دیکھ گھبرا اٹھی تبھی ان سب کو وہیں باتیں کرتا چھوڑ خاموشی سے کچن میں آکر کھانا چیک کرنے لگی جو تقریباً تیار ہی تھا۔۔۔ کچن سے ملازمائیں اس وقت مہمانوں ریفریشمنٹ سرو کر رہی تھیں تبھی وہ وہیں کھڑی انکی واپس کا انتظار کرنے لگی۔۔۔

آہم۔۔۔ دفعتاً اپنے پیچھے سے گلہ کنگارنے کی آواز پر وہ چونک کر پلٹی جہاں نک سک سے تیار زوہان شامیر خان سینے پر بازو باندھے اسے شریر سی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

ڈیر چاچی لنگ بیوٹیفل۔۔۔۔۔ اس کے مسکراہٹ داب کر کہنے پر وہ بے ساختہ
جھینپ گئی۔۔۔

حجاب کافی سوٹ کر رہا ہے آپ پر۔۔۔

تھینکیو۔۔۔ وہ واپس کاؤنٹر ٹاپ کی جانب پلٹتی کٹلری سیٹ کرنے لگی۔۔۔

تم یہاں کیوں آگئے وہاں جا کر بیٹھو نا۔۔۔ کیا تمہیں کچھ چاہیے۔۔۔ اچانک یاد آنے
پر بات کرتے کرتے وہ پوچھ بیٹھی۔۔۔

ایگزیکٹولی۔۔۔ آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے مجھے۔۔۔ اسکا انداز پر اسرار
تھا۔۔۔

ہممم کہو۔۔۔ وہ ہاتھ روکتی اسکی جانب ہمہ تن گوش ہوئی۔۔۔
آپ کو پتہ ہے ہم یہاں کیوں آئے ہیں۔۔۔ اسنے ہاتھ پشت پر باندھتے آنکھیں
اچکائیں۔۔۔

مجھ سے ملنے۔۔۔ اور کیوں وہ ہلکا سا مسکرائی۔۔۔

ملنے تو آئیں ہی ہیں چاچی لیکن کوئی خاص وجہ بھی ہے۔۔۔
کیسی وجہ۔۔۔ وہ کھٹھکی۔۔۔

چلیں گیس کریں آپ۔۔۔ وہ آگے بڑھتا ڈشز سے دھکن اٹھا کر کھانے کا جائزہ لینا لگا۔۔۔

ہممم خوشبو تو بہت اچھی آرہی ہے چاچی۔۔ کیا ان میں سے آپ نے بھی کچھ بنایا ہے۔۔۔ بالخصوص میرے لئے۔۔۔

اسکی نافہم باتوں پر الجھتی ہوئی بھی وہ اسکی شرارت پر مسکرا دی۔۔۔
سبھی کچھ بالخصوص آپ لوگوں کے لئے ہی بنایا ہے لیکن میں نے صرف کباب فرائی کئے ہیں۔۔۔ وہ تھوڑا سا خفیف ہوئی۔۔۔

تو چلیں یہیں سے بسمہ اللہ کرتے ہیں اسنے کباب کی ڈش سے کباب اٹھاتے توڑ کر کھانا شروع کیا۔۔۔
سوری پر مئی کہتی ہیں کے زوہان بہت بے صبر ہے۔۔۔ اسنے وضاحت دینا ضروری سمجھا۔۔۔

نظر آرہا ہے پرائس اوکے تم آرام سے کھاؤ۔۔۔
دفعہ ملازمائیں اندر آنے لگیں تو وہ انہیں ہدایت دیتی کچن سے باہر آگئی۔۔۔ زوہان نے بھی اسکی تقلید کی۔۔۔

آپ نے گیس نہیں کیا۔۔۔ زوہان نے کباب کھا کر ہاتھ جھاڑے۔۔۔

بائے داوے اچھے بنے ہیں۔۔۔

نو آئیڈیا۔۔۔

ہم یہاں آپکی رخصتی کی ڈیٹ فائنل کرنے آئے ہیں۔۔۔

وھاٹ۔۔۔ آگے بڑھتی بڑھتی وہ چونک کر رکی پھر اسکی جانب پلٹی اسے حیرت

سے دیکھنے لگی۔۔۔ دل دھک سے رہ گیا تھا

یسسس۔۔۔۔ وہ اسکی حیرت دیکھتا بعد اری سے سرہاں میں ہلا گیا۔۔۔ اسنے بے

ساختہ اپنا ماتھا مسلہ۔۔۔ ایسی کوئی چیز اسکے علم میں نا تھی نا ہی ارحم نے اسے ایسا کچھ

بتایا تھا۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو ارحم سے بات ہوئی تھی اسکی۔۔۔ وہ لب کتر کر رہ

گئی۔۔۔

۔۔ کیا ہوا چاچی آپ تو شاک میں ہی چلی گئیں

نہیں وہ۔۔۔ وہ سرعت سے سمجھلی۔۔۔ دراصل ارحم نے بھی اس بارے میں کچھ

نہیں بتایا تھا تو۔۔۔

وہ خود ابھی لا علم ہیں۔۔۔۔

کیا آا۔۔۔ وہ مزید الجھ الجھ گئی۔۔۔

یسس۔۔۔ یہ انکے لئے سر پرانز ہے۔۔۔ آپکے لئے بھی تھا لیکن مجھے آپکی پارٹی

۔۔ میں آنا تھا نا تو اس لئے آپ سے شئیر کر لیا

ابھی آپکاری ایکشن دیکھنا میں نے اس سر پرانز پر اب چاچوکاری ایکشن باقی

ہے۔۔۔ دیکھتے ہیں وہ کتنے شکا ہوتے ہیں اس نیوز کے بریک ہونے پر۔۔۔ پر

پر اس کریں جب تک ہم گھر واپس جا کر ان پر یہ سر پرانز کھول نہیں دیتے آپ

انہیں کال پر کچھ نہیں بتائیں گی۔۔۔۔

عروشہ مسکرا دی۔۔۔ وہ خاصا شیر اور چلبیل تھا۔۔۔

اس میں میرا کیا فائدہ ہو گا۔۔۔ پلان تو تمہارا کامیاب ہو جائے گا اور ارحم کاری

ایکشن بھی تم دیکھو گے تو مجھے اتنی رازداری رکھنے کا کیا ملے گیا۔۔۔ وہ بھی فوراً سے

سمجھلتی اسکے ساتھ اسی کے لیول پر آگئی۔۔۔

وہ ہاتھ سر پر مار کر رہ گیا۔۔۔

سہی میں آپ میری چاچی ہی ہیں۔۔۔ مطلب ہمارے اتنے گٹس ملتے ہیں۔۔۔ ایم

شاکڈ۔۔۔

وہ تم بعد میں ہو جانے۔۔۔ پہلے یہ بتاؤ مجھے کیا ملے گا۔۔۔
میں آپکو چاچو کاری ایکشن دکھاؤں گا۔۔۔ اور انکی وہ درگت بھی جو ہم انکی بنانے
والے ہیں۔۔۔

کیا ایا۔۔۔ کیا کرے والے ہو تم۔۔۔

بولانا آپکو دکھاؤں گا۔۔۔ ڈونٹ وری۔۔۔ اب آپکی پاڑتی میں ہوں تو بس ٹینشن
مت لیں۔۔۔ بس آپ نے ہمارا سر پرانز خراب نہیں کرنا۔۔۔
زونی تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔ دفعتا ایمان اچانک وہاں آئی تو اسے پروشہ سے
یوں باتیں کرتا دیکھ ٹھٹک اٹھی۔۔۔ وہ بہت کم کسی سے گھلتا ملتا تھا۔۔۔ نگارش کے
بعد یہ عروشہ تھی جسکے ساتھ وہ کھل کر بات کر رہا تھا۔۔۔
یقینا اس نے تمہیں بہت تنگ کیا ہو گا عروشہ۔۔۔ وہ فکر مند انہ سی اسکے پاس
آئی۔۔۔

زوہان توبہ توبہ کرنے والے انداز میں کانوں کو ہاتھ لگانے لگا۔۔۔
عروشہ بے ساختہ مسکرا دی۔۔۔ ارے نہیں بھابھی بہت پیارا بچہ ہے۔۔۔ زوہان
نے فخریہ کالراچکائے۔۔۔

شروع شروع میں سب کو ایسا ہی لگتا ہے۔۔۔ ایمان کے سر جھٹکنے پر وہ منہ بسور کر رہ گیا۔۔۔

کھانا بہت خوشگوار ماحول میں کھایا گیا تھا۔۔۔ اسکے بعد واجد خان نے بہت سبھاؤ سے اپنے آنے کا مقصد واضح کیا تو عروشہ کا باپ شش و پنج میں مبتلا ہو گیا۔۔۔ کل تک ایسی کوئی بات ہی نہیں تھی اور اب یکدم ہی سب سرسوں ہتھیلہ پر جمانے لگے تھے۔۔۔

لیکن اسکی ماں نے اندر پڑتے معاملہ فکس کروادیا کے ہر ماں کی طرح انکی بھی یہ ہی خواہش تھی کہ بیٹی جلد از جلد اپنے گھر کی ہو جائے۔۔۔ یوں زوہان کی دہائیوں پر ڈیٹ بہت شارٹ نوٹس پر ایک ہفتے کے اندر اندر ہی رکھی گئی کے واقعی اسکی پڑھائی کا بہت حرج ہو رہا تھا۔۔۔

لیکن اتنے شارٹ نوٹس پر کیسے سب مینج ہو گا۔۔۔ اگلا نقطہ بھی عروشہ کی ماں کی جانب سے ہی اٹھا تھا جو اتنی جلدی تاریخ رکھنے پر یکدم ہی بوکھلا اٹھی تھیں۔۔۔ اتنی تو تیا ریاں تھیں۔۔۔ سب کیسے مینج ہوتا۔۔۔

ارے آنٹی یہ مسئلہ اگر میری کلاس میں اٹھتا تو بات سمجھ میں آتی۔۔۔ یس میں خود کو مڈل کلاس ہی سمجھتا ہوں زوہان خفیف سا ہوتا مسکرایا۔۔۔ کے ہماری کلاس میں لڑکیوں کے ماں باپ کی سو طرح کی مجبوریاں ہوتی ہیں۔۔۔ بیٹی کے جہیز کی تیاری کا مسئلہ۔۔۔ فنگشن کی تیاری بالخصوص باراتیوں کے کھانے کا مسئلہ وغیرہ وغیرہ۔۔۔ اس کلاس میں کونسا مسئلہ ہے۔۔۔

ایونٹ مینجمنٹ نے ایونٹ مینج کر دینے ہیں۔۔۔ کیٹرنگ والوں نے فوڈ سیکشن دیکھ لینا ہے۔۔۔

گھر بیٹھے ایک کلک پر آپکی آدھے سے زیادہ شاپنگ ہو جانی ہے۔۔۔ پیچھے بچ گئی آدھی شاپنگ وہ دن رات ایک کر کے ہو ہی جائے گی نا آنٹی۔۔۔ پر پلیرز میری سٹی کا بہت لاس ہو گیا ہے۔۔۔ مجھے واپس جا کر سب کور بھی کرنا ہے۔۔۔ لیکن میں اپنے اکلوتے چاچو کی شادی کا کوئی ایک فنگشن بھی مس نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ مجھے سارے فنگشن انجوائے کرنے ہیں۔۔۔

عروشہ چاچی آپ سفارش کریں نا۔۔۔ سب کے بیچ یوں عروشہ کو مخاطب کر کے سفارش کا کہنے پر ایمان تو ایمان عروشہ تک سر تھام گئی۔۔۔

۔۔۔۔ اور پھر اسنے وہاں سب کو منا کر ہی دم لیا
آخری وقت تک وہ آتا آتا چاچی سے رازوں نیاز کرتا رہا تھا۔۔۔
بہت خوشگوار ماحول میں یہ چھوٹا سا قافلہ وہاں سے واپس خان ولا کو روانہ ہوا۔۔۔

خان ولا کے لاونج کا منظر ہی آج الگ تھا۔۔۔
اتنے شارٹ نوٹس پر شادی تھی۔۔۔۔ سبھی بھائی اور بابا ایکٹو ہو گئے تھے۔۔۔ کوئی
ایونٹ مینجمنٹ سے رابطہ کر رہا تھا تو کوئی کیٹرنگ والوں سے۔۔۔۔ شامیر چن چن
کر سبھی کو شادی کا انویٹیشن دے رہا تھا۔۔۔۔
سب کی ڈوریں لگ گئی تھیں۔۔۔
تینوں بچیاں الگ جہاں خوش تھیں وہیں انہیں اپنی شاپنگ کی فکر ستانے لگی
تھی۔۔۔۔

اہل بھی یہ خبر سن پہلی فرصت میں وہیں آگئی تھی۔۔۔ وہ آج ہی شوہر کے ساتھ
۔۔۔ کسی ٹور سے واپس لوٹی تھی

البتہ جسکی شادی کی تیاریاں چل رہی تھیں اسے کسی چیز کی خبر ہی نا تھی۔۔۔۔

اینجل ایمان کی گود میں بیٹھی اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کر رہی تھی جسکا ایمان مسکرا کر جواب دے رہی۔۔۔

دفعۃً حم کی گاڑی خان ولا میں داخل ہوئی تو زوہان اور سبحان نے آنکھوں ہی --- آنکھوں میں ایک دوسرے کو اشارہ کیا
بھائی تم کچن سے مٹھائی لے آؤ۔۔۔

آہمہمم ڈیڈ۔۔۔ زوہان کے گلہ کنگار کرباپ کو متوجہ کرنے ط پر تقریباً سبھی اسکی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔

ارحم چاچو آرہے ہیں ہم انہیں اپنے طریقے سے مبارکباد دینے والے ہیں تو پلینز آپ زرا اپنی مسز کو کمرے میں بھیج دیں۔۔۔ ہم نے تھوڑا سا فن کرنا ہے۔۔۔ وہ مسکراہٹ ہونٹوں کے کنارے میں دابتا ملتجانہ گویا ہوا۔۔۔ اور ممی نے بیچ میں ٹوک کر سارا کام بگھاڑ دینا ہے۔۔۔ وہ ماں کی حیرت زدہ نگاہیں خود پر مرکوز دیکھ بھی بنا اسے دیکھے باپ سے مانتی تھا۔۔۔

کیا چل رہا ہے تمہارے خرافاتی دماغ میں۔۔۔ وہ حیرت زدہ سی گویا ہوئی۔۔۔

سیریلی می جو بھی چل رہا ہے آج اس پر ہم نے بنا روک ٹوک عمل کرنا ہے۔۔ تو اگر تو آپ بنا ٹوکے رہ سکتی ہیں تو بیٹھ جائیں۔۔ اس وقت اسکی معصومیت انتہا پر تھی۔۔۔

بھی ایمان آج کسی صورت تم نے زوہان کو نہیں ٹوکنا۔۔ اسنے اپنے چاچو کو مبارکباد دینی ہے۔۔۔۔

شامیر بھی مسکراہٹ روکے اسکے ساتھ ملا تو ایمان نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔ خان آپ بھی۔۔۔

یا ہو ڈیڈ۔۔۔ یہ پکڑیں میرا موبائل آپ نے بس سب کچھ ریکارڈ کرنا ہے اسنے مسکرا کر باپ کا گال کھینچتے اپنا موبائل اسے تھمایا۔۔ ایمان سر نفی میں ہلا کر رہ گئی۔۔۔

دفعتا سبحان تھال میں سچی میٹھائی لے آیا۔۔۔۔

سبھی مسکراتے ہوئے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے جواب میٹھائی کا تھال میز پر رکھے خود لاونج کے دروازے کے دائیں بائیں ہاتھ باندھے مستند سے کھڑے تھے۔۔۔ دفعتا رحم اپنے دھیان اندر داخل ہوا۔۔۔

سبحان جھٹ مٹھائی کا تھا ل اٹھالا یا۔۔۔
واٹ دا ہیل۔۔۔ وہ اس ناگہانی آفت پر پوری طرح چلا بھی ناپایا تھا کہ سبحان نے
رس گلہ اسکے منہ میں ٹھونس دیا۔۔۔
بہت بہت مبارک ہو چاچو۔۔۔

شامیر پیٹ پکڑے ہس ہس کر دہرا ہو تا سب ریکارڈ کر رہا تھا۔۔۔
مائے گاڈ۔۔۔ کونسی مبارکباد۔۔۔

چاچو میری جانب سے بھی۔۔۔ وہ بامشکل رس گلہ نگلتا حیرت و شاک میں گھرا پوچھ رہا تھا جب زوہان نے دوسرا رس گلہ اسکے منہ میں ٹھونسا۔۔۔

اسنے پھولے منہ سے آنکھیں نکالتے اسے دیکھا اور جھپٹا کر اپنا آپ چھڑانا
چاہا۔۔۔ مگر وہ کہاں چھوڑنے پر آمادہ تھا۔۔۔

ابھی کہاں چاچو سارا اتھال خالی کرنا ہے ابھی آپکو مٹھائی کھلا کر۔۔۔۔۔ ہمیں اتنی
ہی خوشی ہے۔۔۔

ارحم کی مٹھائی سے فل پھولے منہ کے ساتھ آنکھیں بھی ابل پڑیں۔۔۔
جلدی ختم کریں اور مٹھائی۔۔۔

وہ مسلسل جھپٹاتا سر نفی میں ہلا رہا تھا۔۔۔

زونی انف۔۔۔ چھوڑو چاچو کو۔۔۔

ایمان کی زبردست تنبیہ پر وہ منہ بسورتا پیچھے ہٹا۔۔۔
کوئی مبارکباد۔۔۔

منہ زرا ہلکا ہوا تھا کہ ہلکی سی آواز نکلی اور سبحان نے پھر سے رس گلہ زبردستی
اسکے منہ میں ٹھونس دیا۔۔۔

ارحم اس غیر متوقع صورتحال پر چکراتا سر تھا متناہا مشکل اٹھا۔۔۔

آپکی شادی کی ڈیٹ فکس ہونے کی خوشی میں پیارے چاچو۔۔۔

اگلے ہفتے آپکی شادی ہے نا۔۔ زونی نے شدت سے اسکے چہرے کا بوسہ لیا۔۔۔
جبکہ مٹھائی ار حم کے حلق میں ہی کہیں اٹکنے لگی۔۔۔ وہ بری طرح کھانسا اور پھر
کھانستا ہی چلا گیا۔۔۔ جبکہ زوہان کا ہنس ہنس کر برا حال تھا۔۔۔
کھانس کھانس کر منہ میں ٹھونسی مٹھائی باہر گری تو وہ گہرے گہرے سانس لیتا آ کر
صوفے پر ڈھ سا گیا۔۔۔

سبحان نے جھٹ اسے پانی کا گلاس پیش کیا۔۔۔۔
ار حم نے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورتے گلاس تھام کر منہ کو لگایا۔۔
دونوں یاد رکھنا۔۔۔ ار حم خان اس چیز کا بدلہ لے گا۔۔۔
پانی پی کر اسنے گلاس میز پر رکھا۔۔۔
اور سیدھا ہوا۔۔۔

کونسی شادی۔۔۔ کونسی ڈیٹ۔۔۔ وہ حیران تھا۔۔۔ جب سبحان اسکے ساتھ بیٹھتا
اسکے شانے پر بازو دراز کئے اسے آج کے سارے کارنامے سے آگاہ کرتا چلا
گیا۔۔۔

زوہان نے باپ کے ہاتھ سے موبائل لیتے ویڈیو چیک کر کے سب سے پہلے عروشہ کو ہی سینڈ کی۔۔۔

موبائل عروشہ کے ہاتھ میں ہی تھا۔۔۔ ویڈیو ملتے ہی وہ ویڈیو میں بنتی ارحم کی درگت دیکھ ہس ہس کر دہری ہو گئی۔۔۔
سہی واٹ لگی تھی اسکی۔۔۔

ارحم پریشان حال سافریش ہو کر واپس لاؤنچ میں آیا۔۔۔ تو آج یہ مہمان آرہے تھے جس کی وجہ سے عروشہ نے لنچ کے لئے آنے سے انکار کر دیا۔۔۔ نا جانے اسکا اس بات پر ری ایکشن کیا ہو گا۔۔۔ اسے بے ساختہ عروشہ کا نکاح پر ری ایکشن یاد آیا تو لب کتر کر رہ گیا۔۔۔

کیا کروں اسے فون کر کے وضاحت دوں کے میں اس سب سے لاعلم تھا۔۔ کیا وہ سمجھے گی میری بات یا الٹا مجھے ہی غلط سمجھے گی۔۔۔ وہ شش و پنج میں مبتلا آکر صوفے پر بیٹھا۔۔۔ جو بھی تھا وہ اسے اپنے کسی عمل سے تکلیف نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔۔۔

ارحم کل صبح عروشه کے ساتھ جا کر شادی کا جوڑا پسند کر آنا۔۔ دفعتاً گرینڈ ماط کے
ارحم کو کہنے پر زوہان چونکا۔۔

چاچو کیوں گرینڈ ما۔۔ چاچی خود ہی لے لینگئی نا۔۔

گرینڈ مانے چونک کر اسے دیکھا۔۔ ہمارے ہاں لڑکا لڑکی کی خود جا کر شادی کا جوڑا
پسند کرتے ہیں۔۔ رفیہ نے اسے ٹوکا۔۔

ہر بار ایسا ہوتا ہے تو ضروری تھوڑی ناہے کے اس بار بھی ایسا ہی ہو گا۔۔ بس اس

بار میں ایک رول سیٹ کر رہا ہوں۔۔ چاچو چاچی کے لئے آپ خود اپنی پسند کا

جوڑا سلیکٹ کر لیں۔۔ اور سارے مرد حضرات اکھٹی شاپنگ کریں گے۔۔ اور

سبھی خواتین اپنی شاپنگ اکھٹی کر لیں۔۔

فن کا فن شاپنگ کی شاپنگ۔۔ رائٹ گرینڈ پا۔۔ اسنے گرینڈ پا کی منظوری

چاہی۔۔

جیسے میرا زوہان چاہے۔۔ وہاں سے منظوری ملتے ہی وہ کھل اٹھا۔۔

اور چاچو شادی آپکی ہے نا تو میری شاپنگ آپکے ذمہ۔۔ وہ دھپ سے اسکے ساتھ

آکر بیٹھا۔۔

یار یہ شادی ہو رہی ہے میری کے کوئی سزا مل رہی ہے مجھے۔۔۔ یہ میری کونسی قسم
کی شادی ہے۔۔۔ وہ مسلسل بنتی اپنی درگت پر دوہائیاں دینے لگا۔۔۔
ڈونٹ وری چاچو آپکی شادی بہت سپیشل ہونے والی ہے۔۔۔
سبحان جو س پیتا انکے پاس ہی آگیا۔۔۔
ہاں جی دکھائی دے رہا ہے وہ تو۔۔۔

ہم ایک کام کرتے ہیں چاچو۔۔۔ سبھی اکٹھے نکلتے ہیں۔۔۔ پہلے وینیو دیکھ آتے ہیں پھر
وہاں سے شاپنگ پر چلیں گے۔۔۔ ایک دو دن کا کام تو ہے نہیں یہ۔۔۔ سبھی فنگشنز
کے لئے شاپنگ کرنی ہے اور دن بہت کم ہے۔۔۔ ایک کام کرتے ہیں کل سے
ڈھولک کا فنگشن رکھتے ہیں۔۔۔ بھنگڑا آتا ہے نا آپکو چاچو۔۔۔ بولتے بولتے زوہان
یکدم ارحم سے مخاطب ہوا۔۔۔ وہ سیرنڈر کرتا اسکے سامنے ہاتھ جوڑ گیا۔۔۔
کوئی بات نہیں ہم سیکھا دیں گے نا آپکو۔۔۔

چلو چلو اٹھیں جلدی کریں۔۔۔ اٹھیں ڈید۔۔۔ ذوہیب تاؤ جی۔۔۔ چلیں سبھی
اٹھیں۔۔۔ اسنے ہاتھ کھینچ کر ارحم کو اٹھایا باقی سب بھی مسکراتے ہوئے اٹھ
کھڑے ہوئے۔۔۔

ایکجولی رائٹ۔۔۔ ہمیں بھی تو شاپنگ کرنی ہے اپنی۔۔۔ امل پھوپھو اپائنٹ فکس کروائیں نا ہماری سیلون میں۔۔۔ ظاہر سی بات ہے اب ہر فنکشن میں ہم سب ایک سیلون سے تو تیار نہیں ہو سکیں گی نا ٹائم کی شارٹج کی وجہ سے۔۔۔
تو گروپنگ کر لیتے ہیں۔۔۔ رمشہ اور رانیہ امل کے پاس کارپٹ پر ہی بیٹھ گئیں۔۔۔
رملہ ایمان کے ساتھ صوفے پر بیٹھی تھیں۔۔۔
میں رانیہ اور آپ ایک سیلون سے بکنگ کروا لیتے ہیں۔۔۔ رملہ ممی ایمان چچی اور گرینڈما کے لئے دوسرے سیلون کی بکنگ کروا لیتے ہیں ٹھیک۔۔۔
پرفیکٹ۔۔۔ پہلے سیلونز کی ڈیلز چیک کرتے ہیں۔۔۔ رملہ میرے کمرے سے میرا لیپ ٹاپ لاو۔۔۔ اسکے تو بھائی کی شادی تھی وہ تو خود بہت ایکسائٹڈ تھی۔۔۔ اسکے کہنے پر رملہ سرعت سے اسکے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔ یکدم ہی کام بہت بڑھ گیا تھا۔۔۔ اور ایکسائٹمنٹ لیول بھی۔۔۔ شامیر کے دونوں بیٹوں نے محفل کو چار چاند لگا دیئے تھے۔۔۔ یقیناً شادی بہت دلچسپ ہونے والی تھی۔۔۔

خان ولا میں دن رات کا فرق مٹ گیا تھا۔۔۔ شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں۔۔۔ ہمہ وقت کوئی نا کوئی شاپنگ پر جا رہا ہوتا۔۔۔
خواتین کی تیاریاں عروج پر تھیں تو مرد حضرات کے کاموں میں پاؤں پھنسنے پڑے تھے۔۔۔۔

ابھی ابھی وہ سبھی بھرپور شاپنگ کے بعد واپس لوٹے تھے۔۔۔ کھانے پینے کا شیڈیول تک ڈسٹرب ہو گیا تھا۔۔۔۔۔
جو جہاں ہوتا وہیں کچھ نا کچھ کھا لیتا۔۔۔۔

مئی چاچو کی شادی کے لئے میں نے اور حان بھائی نے سیم سیم ڈریسنگ کی ہے۔۔۔
وہ دونوں بھائی ماں کے کمرے میں موجود ماں کو اپنی شاپنگ دکھا رہے تھے۔۔۔
ایمان بستر پر نیم دراز اینجل کو سلار ہی تھی جو دن بھر اسکے ساتھ ساتھ مار کیٹس
۔۔ کے چکر لگاتی اب بری طرح تھکی ہوئی تھی

ایمان کو اچھی مصروفیت ملی تھی۔۔۔ اسے لگتا گویا وہ سبحان اور زوہان کا بچپن دوبارہ سے جی رہی ہو۔۔ اور پھر بچے تو ہوتے ہی محبت اور توجہ کے بھوکے ہیں۔۔۔ وہ بھی ایمان کی جانب سے اس قدر توجہ اور محبت ملنے پر ہمہ وقت اس سے چمٹی رہتی۔۔۔

کسی پل اسے چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوتی۔۔۔ وہ زرا آنکھوں سے اوجھل ہو جاتی تو
بھونچال لا کھڑا کرتی۔۔۔ کبھی کبھی ایمان کو لگتا وہ زوہان کی کاپی ہے۔۔۔ نیند کھلنے
پر اسے جو زرا ایمان کی صورت نادکھائی دیتی تو وہ بال اٹھا دیتی۔۔۔
پہلے وہ زوہان کی ایسی آوازوں سے ہر کام چھوڑ چھاڑا اسکی جانب بھاگتی تھی۔۔۔ اس
سب میں اینجل اس سے بھی سبقت لے گی تھی۔۔۔
اور کبھی جو دونوں بہن بھائیوں کا ٹکراؤ ہو جاتا۔۔۔ دونوں کو ایک ہی وقت میں اپنے
اپنے کاموں کے لئے ماں چاہیے ہوتی تو ایمان بلا دروغ اینجل کی جانب لپک
جاتی۔۔۔ جس پر زوہان کا چہرہ ادیکھنے لائق ہوتا۔۔۔
مجبوری تھی بہن کو کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔۔۔ لیکن وہ بھرپور ضبط کا مظاہرہ کرتا خفا
خفا چہرہ لئے دونوں ہاتھ کمر پر رکھتا آنکھیں چند ہی کئے اینجل کے روبرو آ جاتا۔۔۔
پرنس بہت بری بات۔۔۔ آپ میری پرنس ہونا تو مجھ سے فرمائشیں کیا
کرو۔۔۔ می کو میرے لئے چھوڑ دو۔۔۔ وہ میری می ہیں
نو۔۔۔ میری می ہیں۔۔۔ ماں کی توجہ پا کر تو وہ یوں کھلی تھی کے بھائی تک سے ٹکر
مول کے جاتی۔۔۔

زوہان عیش عیش کراٹھتا۔۔۔

کٹی۔۔۔ پکی والی کٹی۔۔۔ کوئی نہیں میں آپکا بھائی۔۔۔ میں اپنے لئے کوئی اور
پرنسس ڈھونڈ لوں گا۔۔۔ وہ اینجل کے ساتھ بچہ بنتا روٹھ کر واک آؤٹ کر
جاتا۔۔۔

چند لمحے ہی گزرتے کے بھائی کی ناراضگی کے باعث اینجل کی جان پر بن آتی۔۔۔
جھٹ وہ بھائی کے کمرے میں جاتی معصومیت سے سوری کہتی اسکی گود میں چڑھ
جاتی۔۔۔

دوبارہ ایسا کرو گی۔۔۔ پھر سے وعدے وعید کئے جاتے۔۔۔

نووو۔۔۔
گڈ گرل۔۔۔

لیکن ممی میری ہیں۔۔۔ وہ چالاکی سے کہتی زوہان کو ہسنے پر مجبور کر جاتی۔۔۔
اور میں کس کا ہوں۔۔۔ آپ بھی میرے ہیں۔۔۔ وہ اسکی چالاکی پر مسکرا دیتا۔۔۔
یہ منظر ہر کچھ وقت کے بعد ایمان کو دیکھنے کو ملتا۔۔۔

میں دس ازناٹ فیر۔۔۔ جب سے اینجل ہمارے پاس آئی ہے آپ مجھ پر توجہ ہی نہیں دیتیں۔۔۔ وہ شکووں کی پٹاری لئے ماں کے پاس آ جاتا۔۔۔

آپ میرے بڑے اور سمجھدار بیٹے ہو۔۔۔ وہ چھوٹی اور نا سمجھ ہے۔۔۔ پھر بیٹی ہے۔۔۔ اور بیٹیاں ویسے ہی ماؤں کو سب سے پیاری ہوتی ہیں۔۔۔ جب اس عمر میں آپ تھے میری سو فیصد توجہ کے مرکز آپ ہی تھے۔۔۔ ابھی اسے میری زیادہ توجہ چاہیے۔۔۔

۔۔۔ وہ بات ہی ختم کر دیتی
اب بھی اینجل نیند میں ڈوبی آنکھوں سمیٹ اس سے گلے ملے لیتی تھی جبکہ وہ بیٹوں کی شاپنگ دیکھتی بڑی محبت سے اسکے بال سہلا رہی تھی۔۔۔
ممکن تھا وہ جلد ہی گہری نیند کی وادیوں میں اتر جاتی جب دروازے پر دستک دے کر ملازمہ اندر داخل ہوئی۔۔۔

زوہان اور سبحان بیڈ پر پھیلائی شاپنگ سمیٹنے لگے۔۔۔
بی بی جی آپکو بڑے صاحب اپنے کمرے میں بلا رہے ہیں۔۔۔
کون گرینڈ پا۔۔۔ زوہان ٹھٹھکا۔۔۔

جی بڑے صاحب اور چھوٹے صاحب سبھی وہیں ہیں۔۔۔ وہ مودب سی کہتی
خاموش ہو گئی۔۔۔

ٹھیک ہے آپ چلو میں آتی ہوں۔۔۔ ایمان الجھی الجھی سی اٹھ بیٹھی۔۔۔ ساتھ ہی
نیم غنودگی میں اینجل بھی اٹھ بیٹھی۔۔۔

آپر انس آپکو میں سلاتا ہوں۔۔۔ سبحان ماں کی کش مکش دیکھ اینجل کے پاس
آیا اور اسے نرمی سے بستر پر لٹایا اور ماں کے سٹائل میں اسکے بال سہلانے لگا۔۔۔
آپ جائیں ممی میں اسے سلاتا ہوں۔۔۔ اسکے کہنے پر ایمان اسے مسکرا کر دیکھتی
آنجل سر پر درست کرتی کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔

ایمان دستک دے کر کمرے میں داخل ہوئی تو سبھی وہاں پہلے سے ہی موجود
تھے۔۔۔

رفعیہ ذوہیب ار حم شامیر ماں اور بابا۔۔۔۔

اسے اندر آتا دیکھ شامیر نے اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔ وہ آکر اسکے ساتھ ٹو
سیٹر صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

ایمان بیٹا مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔ واجد خان گلہ کنکار کر گویا ہوا۔۔۔
جی بابا جان۔۔۔ اسنے ایک الجھی نگاہ شوہر کو دیکھنے کے بعد انہیں دیکھا۔۔۔
میں شامیر سے بات کر چکا ہوں۔۔۔ مگر اسکا صاف کہنا ہے کے بچوں پر زیادہ حق
انکی ماں کا ہے۔۔۔ لحاظ مجھے اس معاملے میں جو بھی بات کرنی ہے وہ میں تم سے
کروں۔۔۔

بچوں کے بارے میں بات۔۔۔ وہ خود کلامی کے انداز میں گویا ہوئی۔۔۔ جی بابا جان
حکم کیجئے آپ۔۔۔

بیٹا مجھے بہت عرصے بعد پوتے ملے ہیں۔۔۔ اور میری دلی خواہش ہے کے وہ اس گھر
سے جڑے رہیں۔۔۔ انکا تعلق اس گھر سے مضبوط ہو۔۔۔ ایمان شش و پنج میں مبتلا
انکی باندھی گئی تمہید سے مطلب اخذ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

اس لئے میں چاہتا ہوں کے دونوں بچوں کی شادیاں آپس میں اسی گھر میں کی
جائیں۔۔۔

وہاٹ۔۔۔ اسے جھٹکا ہی تو لگا تھا۔۔۔

ابھی بابا جان۔۔۔ ابھی تو سب بچے ہیں۔۔۔

وہ حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھی۔۔۔ ایسا تو اسنے کچھ سوچا تھا۔۔۔
ابھی ہم رشتہ پا کر سکتے ہیں۔۔۔ زیادہ سے زیادہ نکاح کر دیں گے۔۔۔ رخصتی بچوں
کی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد سہی۔۔۔ اسے تم میری درخواست سمجھو۔۔۔ وہ گویا
بات ہی ختم کر گئے

ایمان نے شش و پنج میں مبتلا الجھ کر شوہر کو دیکھا۔۔۔
گھر کی تینوں بچیاں تمہارے سامنے ہیں اور انکے ماں باپ بھی۔۔۔ اس لئے میں
۔۔۔ چاہتا ہوں کہ اس چیز کے بارے میں فیصلہ ابھی ہو جائے
اب تم بتاؤ کہ کیا تم ہماری بات کا ماں رکھو گی یا نہیں۔۔۔
کیسی باتیں کر رہے ہیں باباجان۔۔۔ میں بھلا کیوں آپکا مان توڑوں گی لیکن۔۔۔
تو پھر بتاؤ کہ سب سے پہلے تم سبحان کے لئے کسے چننا پسند کرو گی۔۔۔ وہ اسکی لیکن
کو نظر انداز کرتے گویا ہوئے تو یکدم ہی اس غیر یقینی صورت پر ایمان کا سر درد
کرنے لگا۔۔۔

شامیر تو گویا ہر فیصلہ اس پر چھوڑے سیز فائر کئے بیٹھا تھا۔۔۔
جیسا ایمان کہے۔۔۔ جو وہ چاہے۔۔۔۔

آنسن باباجان در اصل بات یہ ہے کہ۔۔۔ اسنے ٹھہرے ہوئے لہجے میں بات کا آغاز کیا۔۔۔

کے زندگی کے کسی بھی معاملے میں میں نے بچوں سے ناتو کبھی زبردستی کی ہے اور نا ہی کبھی اپنا فیصلہ ان پر تھوپا ہے۔۔۔ اسنے شہادت کی انگلی سے ماتھا مسلہ۔۔۔ وہ خود کو کمپوز کر چکی تھی۔۔۔

ہمیشہ ان کے سامنے آپشنز رکھ کر انکی رائے جانی ہے اور انکی چوائس کا احترام کیا ہے۔۔۔

آپکا حکم سر آنکھوں پر باباجان۔۔۔ ماشا اللہ تینوں بچیاں بہت پیاری ہیں۔۔۔ لیکن میں کوئی فیصلہ نہیں لے سکتی۔۔۔۔۔ حتمی فیصلہ بچوں کا ہی ہو گا۔۔۔ اسنے انتہائی باوقار طریقے سے خود کو درمیان سے کلئیر کروایا۔۔۔

رفعیہ اور باباجان لب بھینچ کر رہ گئے۔۔۔

ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ میں ابھی یہاں دونوں کو بلواؤں اور آپکے سامنے ہر بات کلئیر ہو جائے۔۔۔

جیسا وہ کہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔ اسنے مسکرا کر بات سمیٹی۔۔۔
واجد خان خاموشی سے اسکا چہرہ دیکھتا رہا۔۔۔
بیگم۔۔۔ سلمیٰ سے کہہ کر بلوائیں دونوں بچوں کو۔۔۔
کچھ دیر بعد انہوں نے بیوی کو مخاطب کرتے بحث سمیٹی۔۔۔

دروازے پر دستک دے کر زوہان اور سبحان دونوں آگے پیچھے کمرے میں داخل ہوئے۔۔۔

خیریت گرینڈ پا۔۔۔ آج لاؤنچ کی بجائے یہاں محفل سچی پے۔۔۔
مجھے کیوں معاملہ کسی سنجیدہ نوعیت کا لگ رہا ہے۔۔۔۔۔ زوہان اندر داخل ہوتا ہی
آبز رو کر کے حسب سابق پوچھ بیٹھا۔۔۔

گرینڈ پا کے اشارے پر دونوں انکے دائیں بائیں آکر بیٹھ گئے۔۔۔
ایمان نے نہایت مدلل اور جامع انداز میں گرینڈ پا کا مدعا ان تک پہنچایا۔۔۔
جسے سن کر سبحان تو خاموش تھا جبکہ زوہان کو کھانسی کا ایسا پھندا لگا کہ وہ کھانس
کھانس کر دہرا ہو گیا۔۔۔

گرینڈ پاکیا یار۔۔۔ اچھا مذاق کرتے ہیں آپ بھی۔۔۔ سبحان بھائی کا تو پتہ نہیں پر
میں ابھی بچہ ہوں۔۔۔ ننھا منا معصوم سا بچہ۔۔۔۔

وہ بے دریغ ہنس رہا تھا۔۔۔ حتکہ اسنے شامیر اور ارحم کو بھی مسکراہٹ دابنے پر
مجبور کر دیا۔۔۔

ہاں جی یہ ابھی فیڈر پیتا ہے۔۔۔ ارحم نے ٹکرا لگایا۔۔۔
زوہان سر کھجھا کر رہ گیا۔۔۔

بیٹا یہ میری خواہش ہے اور ابھی تھوڑی ناہم شادی کر رہے ہیں۔۔۔
شادی نا بھی کریں تب بھی گرینڈ پاکوئی ذہنی مطابقت بھی تو ہونا۔۔۔ آپکے اور
ہمارے ماحول میں بہت فرق ہے۔۔۔ اور پھر۔۔۔ سبحان جھنجھلا اٹھا۔۔۔ یہ تھوڑی
ناکوئی ایک دودن کا معاملہ تھا۔۔۔ پوری زندگی کا روگ تھا۔۔۔

حان بیٹا۔۔۔ تینوں بچیاں معصوم ہیں۔۔۔ کم عمر۔۔۔ بالکل کورے کاغذ کی
مانند۔۔۔ انہیں پیار سے جس جانب گائیڈ کیا جائے وہ ہو جائیں گی۔۔۔ اور یہ کوئی
زبردستی نہیں صرف ایک پہلو بتا رہی ہوں میں آپکو آپکے جواز کے نتیجے میں
۔۔۔۔ ایمان نے نرمی سے اسکی اصلاح کی۔۔۔

سب سے بڑا مسئلہ تو مئی انکی ڈریسنگ کا ہی ہے۔۔۔ میں نہیں کہتا کہ وہ ایسی بے حجاب ڈریسنگ کیوں کرتی ہیں۔۔۔ مجھے صرف اعتراض اس بات پر ہے کہ مجھ سے واسطہ لڑکی ایسی بے حجابانہ ڈریسنگ نہیں کر سکتی۔۔۔ یہ مجھے قبول نہیں۔۔۔ اسکا لہجہ ہمیشہ کی طرح دو ٹوک اور پختہ تھا۔۔۔

ڈریسنگ کا مسئلہ نہیں سب جان۔۔۔ تمہاری بیوی شادی کے بعد تمہاری پسند کی ہی ڈریسنگ کرے گی۔۔۔ گرینڈ پاکی بات پر وہ گم صم ساما تھا مسل کر رہ گیا۔۔۔۔ یہ سب غیر یقینی غیر متوقع اور اچانک تھا۔۔۔

اتنی جلدی کس بات کی ہے آپکو گرینڈ پا۔۔۔ ابھی چاچو کی شادی تو بخیر وعافیت ہو جانے دیں۔۔۔

بس میرے دل کو ڈھر کا لگا ہے۔۔۔ میں ارحم کی شادی کے ساتھ ہی یہ نکاح بھی سرانجام دینا چاہتا ہوں۔۔۔

وہاٹ نکاح۔۔۔ ابھی بات رشتہ طے کرنے کی ہو رہی تھی۔۔۔ ابھی یہ نکاح کہاں سے آگیا۔۔۔ وہ بونچکا ہی تو رہ گیا۔۔۔

کوفت سے ماں اور باپ کو دیکھا پھر گرینڈ پا کو۔۔۔

منگی یا بات پکی کرنے کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہوتی۔۔۔ تو نکاح رشتہ مضبوط کرنے کے لئے باقی چیزوں سے بہتر نہیں۔۔۔ گرینڈ پاکی وضاحت سن کر وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔۔۔ گویا انہیں قائل کرنے کو وہ اپنا ہوم ورک مکمل کئے بیٹھے تھے۔۔۔

ویسے تو ذوہیب کی بیٹی رانیہ سب سے بڑی ہے لیکن جیسا تم چاہو۔۔۔ انہوں نے دبے لفظوں میں اپنی خواہش کے اظہار کیا تو رفیعہ کے چہرے پر مسکراہٹ کھل اٹھی۔۔۔

یہ تو اسکی بھی شدید خواہش تھی۔۔۔
گرینڈ پا اگر مجھے آپکی بات کا مان رکھتے آپکی خواہش کا احترام کرنا ہی ہے۔۔۔ وہ ٹھہرا۔۔۔ پھر گہری سانس خارج کی۔۔۔ تو۔۔۔

تو پھر ڈیڈ کی منہ بولی بیٹی کیوں نہیں۔۔۔ کوئی اور ہی کیوں۔۔۔ اسکا انداز پر سوچ تمام سود و زیاں کا حساب کتاب لگاتا ہوا سا تھا۔۔۔

اسکی بات سن کر جہاں شامیر کے چہرے پر مسکراہٹ کھل گئی وہیں رفیعہ بے ساختہ ٹھٹھکی۔۔۔

یہ خواہش تو شامیر کی بھی تھی لیکن بچوں پر کوئی زبردستی نہیں چاہتا تھا۔۔۔ عزیز از جان بھائی کے سامنے سر خرود ہونے کے لئے اس سے بہتر آپشن بھلا کیا ہو سکتا تھا کے وہ انکی سوچی امانت کو اپنے سب سے ہونہار اور قابل بیٹے کو سونپتا۔۔۔ اور پھر جسکے حصے میں بھی اسکا صوبر اور فرما برادار بیٹا جاتا وہ یقیناً خوش قسمت ہوتی۔۔۔

لو بھلا اس میں منہ بولی بیٹی والی کونسی بات۔۔۔ رانیہ بڑی ہے۔۔۔ اور پھر رملہ کو اس گھر میں کس چیز کی کمی۔۔۔ سبحان کی اس توجیہ سے رفیعہ مزید خاموش نارہ پائی۔۔۔ تبھی فٹ سے ناگواری ظاہر کر گئی۔۔۔ بڑی چھوٹی سے کیا فرق پڑتا ہے تائی جان۔۔۔ یہ تو میں ڈیڈ اور انکی بھتیجی کی آپسی انڈرسٹینڈنگ دیکھ کر کہہ رہا ہوں۔۔۔

کیونکہ اگر جذباتی باتیں چھوڑ کر حقیقت کی دنیا میں واپس لوٹا جائے۔۔۔ وہ اپنے مخصوص انداز میں بات کی گہرائی میں اترنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔ تو یہ مجھ سمیت آپ سب باخوبی جانتے ہیں کہ یہ سب اتنا آسان نہیں جتنا اس وقت جہاں پر نقشہ کھینچنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔۔۔

ایک بندی جس نے شروع سے ایک نہایت آزادانہ زندگی گزاری ہے وہ یکدم سے اپنا ٹریک نہیں بدل سکتی۔۔ اس سب میں کلیشز ہوں گے اور لازمی ہونگے۔۔ ایسے میں میری زندگی میں کوئی ایسا ہونا چاہیے جسکی باتوں کو وہ ویلیو دیتی ہو سنتی ہو انہیں سمجھتی ہو۔۔۔۔

ہو پ سو آپ سب سمجھ رہے ہونگے میرا پوائنٹ آف ویو۔۔۔۔۔
کیونکہ مجھے شامیر اور پرورشہ کی زندگی دہرانے میں کوئی دلچسپی نہیں۔۔۔ اور ان سب نے جانا کہ یہاں محض زوہان ہی نہیں سجان شامیر خان بھی خطرناک حد تک سٹریٹ فارورڈ تھا۔۔۔ بس وہ بات کرنے کے سلیقے سے آگاہ تھا۔۔۔ وہ لمحوں میں نچوڑ نکال کر سب کے سامنے رکھتا سب کی قوت گویائی صلب کر چکا تھا۔۔۔ اور وہ شخص میری لائف میں ڈیڈ ہونگے جنکی بات انکی منہ بولی بیٹی مانتی ہے۔۔۔ اور نو ڈاٹ صرف انہی کی مانتی ہے۔۔ گویا وہ اس گھر اور اس گھر کے مکینوں سے اتنا بے خبر بھی نہ تھا۔۔۔ اسکا آبرو ویشن لیول زوہان سے تیز تھا بس وہ منہ پر مارنے کی بجائے نظر انداز کر جاتا تھا۔۔۔۔۔
لیکن۔۔۔

گرینڈ پانے اسے حیرت سے دیکھا کیا ابھی بھی کچھ باقی تھا۔۔۔
لیکن اس کی بھی چند کنڈیشنز ہے۔۔۔ اس سب کے لئے اسکی رضامندی لازمی
شرط ہے۔۔۔

وہ مسئلہ نہیں ہے بیٹا۔۔۔ اسے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔۔۔ گرینڈ پانے اسکا جواز رد
کیا۔۔۔

یہ ہی تو مسئلہ ہے گرینڈ پا۔۔۔ آپ ایک کام کریں اسے بھی یہیں بلائیں اور سب
کے سامنے اسکی مرضی جانیں۔۔۔ کیونکہ سوری۔۔۔ بعد میں اسے پریشرا نز کر
کے بھی راضی کیا جاسکتا ہے۔۔۔ گرینڈ پا کو اس میں زوہان کی جھلک نظر آئی۔۔۔
اور اسکا لہجہ دو ٹوک اور حتمی ضرور ہوتا لیکن گستاخانہ نا تھا۔۔۔
گرینڈ پالپ بھینچ گئے۔۔۔

کچھ ہی دیر میں رملہ انکے روبرو تھی۔۔۔
ٹراؤزر پر گول گلے والی کھلی سی ٹی شرٹ زیب تن کئے۔۔۔ ریشمی بال ڈھیلی پونی
میں مقید تھے۔۔۔ آنکھیں نیند کا خمار لئے ہوئے تھیں جیسے ابھی سو کر اٹھی
ہو۔۔۔

جی گرینڈ پا۔۔۔

میرے پاس آویٹا۔۔۔ شامیر کے بلانے پر وہ اسکی جانب بڑھی۔۔۔

ایمان نے کھسکتے ہوئے اسکے لئے جگہ بنائی۔۔۔ وہ شامیر اور ایمان کے درمیان میں بیٹھ گئی۔۔۔

سبحان نے ہونٹوں پر ہاتھ کی مٹھی جماتے نگاہوں کا رخ موڑ لیا۔۔۔ ناجانے کیسے نبھنی تھی انکی۔۔۔ اسے اپنے حوالے سے سوچ کر اس لباس میں دیکھ اندر بھانپھڑ سے جلنے لگے تھے کجا کے نکاح کے بعد یوں دیکھنا۔۔۔

بیٹا آپکو پتہ ہے نا آپ مجھے عدنان بھائی اور میرب بھابھی کے حوالے سے کتنی عزیز ہو۔۔۔

شامیر نے مسکراتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔۔۔

یہاں انکا کیا ذکر چاچو۔۔۔ وہ سر جھکاتے ہلکی آواز میں گویا ہوئی۔۔۔ یہ موضوع ہمیشہ ہی اسے دکھی کر جاتا تھا۔۔۔ دل سے ہوک سی نکلنے لگتی۔۔۔

میرا خدا گواہ ہے بیٹا۔۔۔ بھائی کے بعد میں نے تمہیں اپنی بیٹی مانا ہے۔۔۔ شامیر نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

میرے لئے بھی آپ میرے بابا سے کسی طور کم نہیں چاچو۔۔۔ کیا آپ کو میری آپ سے محبت پر شبہ ہے۔۔۔ اور بلاشبہ پوری دنیا میں آپ ہی ہیں جنہیں میں اپنے بابا کا نعل البدل سمجھتی ہوں۔۔۔ وہ سر اٹھاتی مضبوط لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

سبحان نے ٹھٹک کر اسے دیکھا۔۔۔

شامیر مسکرا دیا۔۔۔

مجھے اس سب میں کوئی شک نہیں۔۔۔ میں ہمارے باپ بیٹی کے منہ بولے رشتے کو آفیشلی بنانا چاہتا ہوں۔۔۔

کیا مطلب چاچو۔۔۔ وہ الجھی۔۔۔

مطلب یہ کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ میری بیٹی بن کر ہمیشہ کے لئے ہمارے ساتھ میرے گھر چلیں۔۔۔

وہ یکدم ہی کھل اٹھی۔۔۔ مجھے اور کیا چاہیے چاچو۔۔۔ میں تیار ہوں۔۔۔

چلیں۔۔۔ وہ پر جوش سی گہرا مسکرائی۔۔۔۔

سبحان اور زوہان نے اسکی جلد بازی پر اپنی بے ساختہ اڈتی مسکراہٹ بامشکل دہرائی۔۔۔

ڈیر کزن انکی پوری بات تو سن لیں پھر رضامندی دینا۔۔۔

زوہان کے بے ساختہ ٹوکنے پر رملہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔ جب سے وہ اس گھر میں آیا تھا پہلی مرتبہ وہ بھی اسقدر خوشگوار موڈ میں اسے مخاطب کر رہا تھا۔۔۔ اسکی حیرت بجاتھی۔۔۔

بیٹا میں آپکی شادی اپنے بیٹے سبحان سے کروا کر آپکو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی بیٹی بنا کر اپنے ساتھ لیجانا چاہتا ہوں۔۔۔

وہاٹ چاچو۔۔۔ اسکی شک زدہ آواز اتنی بلند ضرور تھی کہ وہ دونوں بھائی۔۔۔ چونک اٹھے

یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ چاچو۔۔۔ وہ ایک چودنگاہ سبحان کو دیکھتی شامیر کے کان میں گھستی سرگوشانہ گویا ہوئی۔۔۔

زوہان نے مسکراہٹ دالی۔۔۔

آپکی برائیاں ہو رہی ہیں بھائی۔۔۔ سبحان نے اسے بے طرح گھورا۔۔۔

کیا آپکو میری بیٹی بننے پر اعتراض ہے۔۔۔ شامیر بھی سرگوشانہ گویا ہوا۔۔۔

وہ بے ساختہ سرنفی میں ہلا گئی۔۔۔ پھر ہمارے ساتھ چلنے پر اعتراض ہے۔۔۔

نو چاچو۔۔۔ اسکی صورت دیکھنے لائق تھی۔۔

آپ بہت اچھے ہیں اور چاچی بھی۔۔۔ اسنے منہ بسورا۔۔

پھر پر اہلم کیا ہے۔۔۔

آپکا بیٹا بہت کھروس ہے۔۔۔ وہ ابھی ابھی سے اصل مدعا بیان کر گی۔۔۔ وہ یہ ناکہ سکی کے اس سے تو وہ بالخصوص کھار کھاتا ہے۔۔۔

شامیر کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔ اسکی فکر نا کرو تم بیٹا۔۔۔ میں آپکی ٹیم میں ہوں مل کر سیدھا کر لیں گے۔۔۔ ابکی بار شامیر کی آواز آہستہ نا تھی۔۔۔ اتنی ضرور تھی کے سبھی اس سے با آسانی مستفید ہو سکتے۔۔۔

۔۔۔ پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔ وہ سر جھکاتی منمنائی لیں بابا جان۔۔۔ میری بیٹی کو کوئی اعتراض نہیں رشتہ پکا سمجھیں مٹھائی منگوائیں۔۔۔

شامیر کے مسکرا کر کہنے پر سوائے رفیقہ کے سبھی مسکرا دیئے۔۔۔ شامیر کی خوشی دیدنی تھی۔۔۔

ماں نے سلمیٰ کو آواز دیتے میٹھائی منگوائی۔۔۔

میری خواہش ہے کہ ارحم کی مہندی کے روز نکاح کی رسم بھی ادا کر دی جائے۔۔۔

یاہوووو۔۔۔ اب تو میرے بھائی کی شادی ہے دلہے کے بھائی کی سپیشل تیاری بنتی ہے۔۔۔ زوہان نعرہ لگاتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

ناجانے کیا ہوا کہ خود کو اتنا پر اعتماد سمجھتی رملہ خاموشی سے وہاں سے سرک آئی۔۔۔ دل الگ ہی انداز میں ڈھرنے لگا تھا۔۔۔
اپنی دوسری کزنز کی طرح وہ بھی چپکے سے کئی مرتبہ سبحان دیکھ چکی تھی۔۔۔ اسکی پر سنیلٹی اتنی ہی غضب کی تھی۔۔۔ متضاد اسکا سینس آف ہیومر اور پولائٹ انداز اس پر پڑتی نظر بے ساختہ ٹھٹھک جاتی۔۔۔

دلہے کے بھائی کی کیوں۔۔۔ خود دلہے کی کیوں نہیں۔۔۔ میری خواہش اپنے
دونوں پوتوں کے سر پر سہرا سجا دیکھنے کی ہے۔۔۔۔
زوہان ٹھٹھکا۔۔۔

اوہ پلیز گرینڈپا۔۔۔ ابھی آپ محض بھائی کا نکاح انجوائے کریں۔۔۔ اور مجھے بھی
کرنے دیں۔۔۔۔ ابھی تو میں چھوٹا بچہ ہوں۔۔۔ مہی کے سسلانے پر سوتا ہوں
۔۔۔ اسکا انداز شریر تھا۔۔۔۔ تو میرا خیال تو آپ چھوڑ دیں۔۔۔ اور ویسے بھی
رشتے مضبوط کرنے کو محض دودھیال ہی تو نہیں رہ گیا۔۔۔ بھائی کا ہو تو گیا
یہاں۔۔۔۔

اس امر کے لئے ننھیال بھی تو ہے نا۔۔۔۔ اسنے لا پرواہی سے شانے آچکائے۔۔۔
واقعی۔۔۔۔

تم کس کی بات کر رہے ہو۔۔۔ ایمان حیرت زدہ سی چونکی۔۔۔ یہ کیا بول رہا تھا وہ بھلا
۔۔۔

آپکے چھوٹے بھائی کے پٹانے کی۔۔۔ مسکراہٹ اسکے ہونٹوں کے کنارے پر مچل
رہی تھی۔۔۔ اور شریر آنکھیں ماں پر جمی تھیں

مائے گاڈ زونی۔۔۔ یہ سب کیا یے۔۔۔ اسے خوشگوار حیرت نے گھیرا۔۔۔
جو بھی ہے مئی آئی نو قبل از وقت ہے۔۔۔ اور ہمارا ٹاپ سیکریٹ ہے۔۔۔ وقت
آنے پر ریویل کھینے گا۔۔۔ ابھی جو جیسا چل رہا ہے چلنے دیں۔۔۔ اسنے دو ٹوک
انداز میں کہتے رفیعہ کے ساتھ ساتھ گرینڈ پاکی بھی امیدوں پر پانی پھیرا۔۔۔ اور
اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ کے وہ بحر حال زوہان شامیر خان تھا۔۔۔ ارادوں کا اٹل۔۔۔ نڈر
اور بہت حد تک منہ پھٹ۔۔۔ اسکے فیصلے کی نفی کرنا مطلب اسے گلے پڑوانا۔۔۔
تبھی گرینڈ پامصلحت کے تحت لب بھینچ گئے۔۔۔
سبحان نے بھی اسکی تقلید کی۔۔۔
ایسے کیسے اور کدھر بھینچے۔۔۔ مبارکباد تو وصول کرتے جاو۔۔۔ دفعتاً رحم نے
ٹانگ سبحان کے سامنے گھماتے۔ اسکی ٹانگوں سے الجھائی اور پوری قوت سے سبحان
کو اپنے شکنجے میں کستے بیڈ پر گرایا۔۔۔
ڈھرام کی آواز کے ساتھ دونوں بیڈ پر گرے۔۔۔
مائے گاڈ چاچو۔۔۔ وٹ دا ہیل۔۔۔ سبحان اس اچانک افتاد پر بوکھلا اٹھا۔۔۔

بھائی اب بنائیں بیٹے کی اور میری موی۔۔۔ ار حم نے شامیر کی جانب چہرہ موڑا۔۔۔
شامیر کھل کر مسکرا دیا۔۔۔ ایسے اتنی جلدی کون بدلا لیتا ہے چاچو بھلا
۔۔۔ پلیز لیو۔۔۔۔۔ سبحان کی دہائیاں عروج پر تھیں۔۔۔
لاؤ میٹھائی زوہان۔۔۔ جلدی اور ڈھیر ساری۔۔۔ وہ سبحان کی ساری کوششیں ناکام
بناتا چلا یا۔۔۔

زوہان نے جھٹ مٹھائی کی پلیٹ سے ہاتھ بھرے اور زبردستی سبحان کا بھینچا نفی
میں مسلسل ہلتا منہ کھول کر زبردستی اس میں رس گلے ٹھونسے۔۔۔
اوں اوں۔۔۔ وہ انکی گرفت میں بے طرح مچل رہا تھا۔۔۔
زوہان ار حم کا پورا پورا ساتھ دے رہا تھا۔۔۔
سوئیٹ بھتیجے بہت بہت مبارک ہو۔۔۔ سبحان کی درگت بننے دیکھ کمر اقبہتہوں سے
گھونج اٹھا۔۔۔

وہ بامشکل تیزی سے ار حم کی گرفت سے نکلتا اٹھ کھڑا ہوا جب زوہان نے تیزی
سے اسکی دونوں بازوؤں کو قابو کرتے پشت سے لگایا۔۔۔

یورر ٹرن چاچو۔۔۔۔۔ موو و فاسٹ۔۔۔ وہ چلا یا۔۔۔

ایمان ارے ارے ہی کرتی رہ گئی۔۔۔ ارحم نے اسکے بامشکل خالی ہوتے منہ میں
مزید مٹھائی ٹھونس۔۔۔ وہ پوری قوت صرف کئے خود کو انکے شکنجے سے چھڑانے کو
بیچ و تاب کھا رہا تھا۔۔۔

شامیر نے آگے بڑھتے اسکی جان خلاصی کروائی۔۔۔
وہ کھانستے ہوئے مٹھائی منہ سے باہر نکال گیا۔۔۔
کھانس کھانس کر اسکا برا حال تھا۔۔۔

میک شور زونی۔۔۔ تمہارا وقت آنے پر اس سے برا حال ہونے والا ہے تمہارا۔۔۔
وہ ٹشو سے منہ صاف کرتا زونی کو خو خوار انداز میں دیکھتا پدھمکی لگاتا کرے سے نکلا
کے چاچو نے تو حق پر بدلہ لیا تھا مگر بھائی نے بے وفائی کرتے پارٹی ہی بدل لی
تھی۔۔۔ زوہان بھی مسکراتا ہوا اسکے پیچھے ہی لپکا۔۔۔

یاریہ دلہا سپیشل ٹریٹمنٹ ہے نا۔۔۔ اسنے آچک کر بھائی کے گلے میں بازو حائل
کئے۔۔۔

خود بھی تم اس ٹریٹمنٹ کے لئے تیار رہنا۔۔۔

جلد۔۔۔ بہت جلد۔۔۔ انشا اللہ۔۔۔ سبحان کی آنکھوں میں واضح چیلنج تھا۔۔۔

میرا وقت آنے میں ابھی بہت دیر ہے۔۔۔ اسنے بے فکرے پن سے شانے

اچکائے۔۔۔

دیکھتے ہیں۔۔۔۔

ایمان ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جھکی اپنے ہینڈ بیگ میں چیزیں ڈال رہی تھی۔۔۔

اینجل نیلی جینز پر براؤن لانگ کوٹ پہنے پاؤں میں جو گرز اور سر پر ٹوپی پہنے ماں کے ساتھ جانے کو بالکل تیار سی بیڈ پہ پانتی پر بیٹھی تھی۔۔۔

زوہان بیڈ کروان سے ٹیک لگائے نیم دراز تھا جبکہ سبحان صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ

جمائے بیٹھا تھا۔۔۔۔

می بھائی کی صورت تو دیکھیں زرا نکاح کی خوشی میں کیسے گلو کر رہی ہے۔۔۔ دفعتاً

زوہان نے لب دانتوں تلے دابتے شوشا چھوڑا۔۔۔

سبحان چونکا۔۔۔ پھر بڑی دلکش مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر ابھری۔۔۔ اسکا

رد عمل غیر متوقع تھا۔۔۔ ایسا کم کم ہی ہوتا تھا۔۔۔

زوہان کے گرد خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی۔۔۔ وہ کیا کرنے والا تھا۔۔۔

بائے داوے مسمیسی۔۔۔۔ اسنے زوہان کو نظروں کے حصار میں لئے ماں کو

پکارا۔۔۔

ہنمتم۔۔۔ وہ مصروف سی بولی۔۔۔

اسکے انداز و اطوار دیکھ زوہان سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔

ویسے ہمارے گھر میں سب سے زیادہ ڈرامے باز اور چھپار ستم کون ہے بھلا۔۔۔۔

آپ نے نوٹ کیا۔۔۔ میری آڑ میں اپنے کون کون سے ارمان بتائے جارہے ہیں۔۔۔

حیرت سے زوہان کا منہ کھل گیا۔۔۔

ایمان نے زور سے ہینڈ بیگ کی زپ بند کرتے اسے ڈریسنگ پر پٹخا اور کڑے تیور

لئے زوہان کی جانب پلٹی۔۔۔

اور نہیں تو کیا۔۔۔ بے حد ڈرامے باز ہے۔۔۔ کوئی ایسا ویسا۔۔۔

گھنا مینسا۔۔۔

مئی آپ بھی۔۔۔ وہ خفیف سا ہوا۔۔۔

ہمہ وقت میری معصوم بچی کی جان ہلکان کئے رکھتا تھا۔۔۔ ہمیشہ میرے دل کو یہ

ڈھرکا لگا رہتا تھا اس بد تمیز سے کہ خولہ آئی ہے یہ اب اس سے بھڑایا تب۔۔۔۔

وہ بیچاری تو پھوپھو کی محبت میں ڈوری چلی آتی تھی۔۔۔ اور اسکے مزاج ہی نہیں ملتے تھے۔۔۔ اور کتنے آرام سے ایک انہونی بات نکال کر میرے سامنے رکھ دی۔۔۔ جو ناکسی نے سوچی نا سمجھی۔۔۔ اس شخص کی ہر کل ہی نرالی ہے۔۔۔ بلکہ یہ خود ہی نرالہ ہے۔۔۔

ایمان نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔۔۔ وہ خفیف ساماں اور بھائی کو دیکھ کر رہ گیا۔۔۔ ان سب باتوں کا اس بات سے کیا تعلق کے میں اسے اپنے لئے منتخب نہیں کر سکتا۔۔۔

پھر جلد ہی خود کو کمپوز کر تا واپس بیڈ کر اوں سے ٹیک لگا گیا۔۔۔ اس سے بھرتا اس لئے ہوں کے اسکی حرکتیں ہی ایسی ہیں۔۔۔ لمحے میں دماغ آوٹ کروا جاتی ہے۔۔۔ وہ ریلیکس سا بول رہا تھا۔۔۔ ایمان نے تاسف سے سر نفی میں ہلایا۔۔۔

اور اسے اپنے لئے منتخب اس لئے کیا ہے کے وہ بہت حد تک آپکا پر تو ہے۔۔۔ نائس کیوٹ۔۔۔ صوبر اور تحمل والی۔۔۔ اسنے لا پرواہی سے شانے اچکائے۔۔۔

اوہ ریلی۔۔۔ ایمان نے ڈریسنگ پر ہاتھ کا وزن ڈالتے ٹیڑھے ہوتے چند ہی آنکھوں اسے دیکھا۔۔۔ اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں اپنی اتنی معصوم اور پیاری سی بیٹی کو تمہارے حوالے سے دیکھوں گی یا سوچوں گی۔۔۔ کیا اسکے لئے رشتوں کی کمی ہے۔۔۔ آج وہ ماں کی عدالت میں آکھڑا ہوا تبھی بولنے سے پہلے لفظوں کا چناؤ کر رہا تھا۔۔۔ اسکے لئے اسکا لائف پارٹنر بھی تو صوبر اور پولائٹ سا ہونا چاہیے نا۔۔۔ تمہیں ایسا کیوں لگا کہ وہ اتنی آسانی سے تمہیں مل سکتی ہے۔۔۔ ماں کی سخت باتوں پر وہ کچھ لمحے ماں کو دیکھتا رہا۔۔۔ پھر گہری سانس خارج کر گیا۔۔۔

جب میرے ڈیڈ کو آپ جیسی نائس بندی مل سکتی ہے می۔۔۔ تو پھر مجھے کیوں نہیں۔۔۔ وہ ایک ہی بار میں حساب بے باک کر گیا۔۔۔

سبحان قہقہہ لگاتا ہنس دیا۔۔۔

ایمان اسے گھور کر رہ گئی۔۔۔

میں تو اپنی بیٹی کا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں دینے سے رہی۔۔۔ نا ہی بھائی سے اپنے جذباتی بیٹے کے حوالے سے ایسی کوئی بات کرنے والی ہوں۔۔۔ ایمان بھی آج

سبحان کے ساتھ مل کر اسے خوب خوب تنگ کرنے کے موڈ میں تھی جس نے اسے اتنی اچھی خبر سنائی تھی۔۔۔ وہ ہمہ وقت سب کی ناک میں دم کئے رکھتا تھا۔۔۔ آج انہیں موقع ملا تھا۔۔۔

وہ نڑو تھے پن سے چند پل ماں کو دیکھتا رہا پھر بھائی کو۔۔۔

کوئی بات نہیں مئی۔۔۔ آپ نے اتنا تکلف کیوں کرنا ہے بھلا۔۔۔ حامد ماموں سے

میری اپنی بہت انڈر سٹینڈنگ ہے۔۔۔ اور پھر نینا مامی سے بھی۔۔۔۔ میں

ڈائریکٹ ان سے بات کر سکتا ہوں۔۔۔ اس کے اعتماد سے کہنے پر ایمان کا دل چاہا

دیوار میں جا کر سر دے مارے۔۔۔۔

اس سر پھرے سے کچھ بعید بھی نا تھا۔۔۔ جو بولتا پہلے تھا سوچتا بعد میں تھا۔۔۔ وہ یہ بھی کر گزرتا

تم سے یہ ہی توقع ہے۔۔۔

اور تو اور مئی اپنی بھتیجی کی ٹینشن بھی چھوڑ دیں۔۔۔۔ اسے آپکے پاس آنے کی جتنی

جلدی اور ایکساٹمنٹ ہوتی ہے نا وہ دن گن گن کر سنڈے کا انتظار کرتی ہے۔۔۔

اسے پتہ چلانا پکا پکھو پھو کے پاس رہنے کا موقع مل رہا ہے۔۔۔ اس نے بنا دماغ کا

استعمال کئے یوں۔۔۔ زوہا ان نے چٹکی بجائی۔۔۔ یوں حامی بھرنی ہے اس رشتے پر۔۔۔

ایمان بے ساختہ مسکراتی اسکی جانب بڑھی۔۔۔
پھر جھک کر اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتی اسکے ماتھے کا بوسہ لے گئی۔۔۔
اللہ میرے بیٹے کو صدا خوش رکھے۔۔۔

میں تمہارے انتخاب سے بہت خوش ہوں زونی۔۔۔ بس اپنی جذباتیت پر تھوڑا
کنٹرول کرنا سیکھ لو۔۔۔

یہ ہوئی نا اچھی ممی والی بات۔۔۔ ورنہ مجھے تو محسوس ہو رہا تھا کہ آج آپ حان بھائی
کی ممی ہیں۔۔۔ اسنے ماں کے گرد بازوؤں کا حصار بناتے سر اسکے شانے پر رکھا۔۔۔
وہ اسکا سر تھپتھپاتی سیدھی ہوا اٹھی۔۔۔

دفعۃً ملہ اپنے دھیان کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

چاچی وہ۔۔۔

بے ڈھرک کمرے میں داخل ہو کر ان دونوں کو وہاں دیکھ وہ کچھ جھجھکی۔۔۔

جی بیٹا خیریت۔۔۔ ایمان کا نرم لہجہ ہمیشہ ہی اسکی ہمت بندھاتا تھا۔۔۔

وہ چاچی سب تیار ہیں شاپنگ کے لئے جانے کو۔۔۔ آپکو کتنی دیر لگے گی۔۔۔
بس میں تیار ہوں بیٹا آپ چلو میں آتی ہوں۔۔۔ انفیکٹ اینجل کو بھی لے جاؤ میں
بس ابھی آئی۔۔۔

۔۔۔ اسے کہنے کے ساتھ ہی ایمان الماری کی جانب بڑھی
چلیں اینجل۔۔۔ اسنے مسکرا کر اینجل کا ہاتھ تھاما تو وہ جھٹ چھلانگ لگاتی بیڈ سے اتر
آئی۔۔۔

۔۔۔ سبحان کی نا فہم نگاہوں نے دور تک اسکا پیچھا کیا
آہمم۔۔۔ چلی گئی وہ۔۔۔ ابھی سے اتنی بے خودی اچھی نہیں۔۔۔ زوہان نے اسکی
نظروں کا ارتکاز دیکھ اسے گھر کا۔۔۔
وارڈروب سے اپنی شال نکالتی ایمان نے چونک کر بیٹے کو دیکھا پھر اسکے چہرے پر
چھائی سنجیدگی کو۔۔۔

مئی گھر کی حد تک پھر بھی کچھ قابل قبول ہے۔۔۔ لیکن باہر مارکیٹ میں آپکی
ہونے والی بہو اس حلیے میں نہیں جانی چاہیے۔۔۔ یہ میری غیرت کو گوارا

نہیں۔۔۔ اگر وہ میرے ساتھ اس بندھن میں بندھنے کو تیار ہے تو اسے اس چیز کا خود خیال کرنا چاہیے۔۔۔۔

بیٹے کے دو ٹوک انداز پر ایمان خاموش رہ گئی۔۔۔ وہ غلط نہ تھا۔۔۔ پر۔۔۔
ڈونٹ وری حان۔۔۔ میں دیکھتی ہوں۔۔۔ پھر ہلکا سا مسکرا کر پلٹی اور وارڈروب سے دوسری شال بھی نکالتی کمرے سے نکل گئی۔۔۔

ٹچ ٹچ ٹچ۔۔۔ رمشہ نے کمرے میں آتے ہاتھ مار کر ساری بتیاں ایک ساتھ ہی روشن کر ڈالیں۔۔۔

اسے بند کرو اور دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔ رانیہ نے شدت گریہ سے سرخ پڑتا چہرہ اکشن میں گھسایا اور چلا اٹھی۔۔۔

کب تک سوگ منانے کا ارادہ ہے محترمہ۔۔۔ وہ شخص تمہارے تسخیر کرنے کی پلاننگ جانے بنا ہی بنانا ننگے کسی اور کی قسمت کا ستارہ بن گیا۔۔۔ اب کیا اسکا روگ لے کر چاچو کی شادی کے فنگشنز بھی انجوائے نہیں کرو گی۔۔۔

رمشہ اس کے سر پر آکھڑی ہوئی۔۔۔

حالانکہ تم جانتی ہو کہ مام نے اپنی سی ساری کوشش کر کے دیکھ لی مگر نہیں بات
بنی۔۔۔

ایسا کیا ہے اس رملہ میں جو مجھ میں نہیں۔۔۔ وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں جھٹکے
سے اٹھ بیٹھی۔۔۔

۔۔ کیوں لیا سبحان نے اسکا نام۔۔۔ جب اسکا نام لے سکتا تھا تو میرا کیوں نہیں
ارے اوقات کیا ہے اسکی میری نظروں میں۔۔۔ ماں باپ مر گئے۔۔۔ اور اسے
پوری زندگی کے لئے ہماری زندگیوں میں ہماری قسمت پر گراہن لگانے کو چھوڑ
گئے۔۔۔

یہ بھی مر کیوں ناگئی اپنے ماں باپ کے ساتھ ہی۔۔۔ وہ اپنے سے باہر ہوتی چیخنے لگی
تھی۔۔۔

شششش۔۔۔ آہستہ بولو۔۔۔ کوئی سن لے گا تمہارا پاگل پن تو مسلہ ہو جائے گا۔۔۔

رمشہ محتاط انداز میں کمرے کا دروازہ بند کرتی اسکی جانب بڑھی۔۔۔

اس خود ساختہ سوگ سے نکلوا اور باہر آو سب شاپنگ کے لئے جارہے ہیں۔۔۔

تم مجھے میرے حال ہر چھوڑ دو اور دفعہ ہو جاو یہاں سے۔۔۔

وہ چلاتے ہوئے واپس تکیے میں چہرہ اگھسا گئی۔۔۔ رمشہ نے اس پر دو حرف بھیجے اور تیزی سے کمرے سے نکلی۔۔۔ اسکے چکر میں وہ اپنی شاپنگ مس نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ وہ جانتی تھی دو دن کا فوبیا تھا تیسرے دن وہ خود ہی ٹھیک ہو جاتی۔۔۔ لیکن کہاں جانتی تھی کہ وہ کیا کیا تھانے بیٹھی ہے۔۔۔

رملہ بیٹا۔۔۔ سب لاونج کے داخلی دروازے میں کھڑے باہر نکلنے کو تیار تھے جب ایمان نے رملہ کو آواز دی۔۔۔ وہاں سوئے ایمان کے کم و بیش سب کا حلیہ ایک سا ہی تھا۔۔۔ رفیعہ نے قمیض شلوار پہن رکھی تھی لیکن آنچل اسکا بھی رسی کی مانند شانے پر جھول رہا تھا۔۔۔ جی چاچی۔۔۔ ایمان اتنے پیار سے مخاطب کرتی تھی کہ اسے جواب دیتے رملہ کا لہجہ آپ و آپ ہی نرمی سمیٹ لاتا۔۔۔

بیٹا باہر ٹھنڈ ہے آپ یہ شال اوڑھ لو۔۔۔ اسنے نہایت مدلل انداز میں کہتے چادر اسکی جانب بڑھائی۔۔۔

وہ اس وقت حسب سابق ٹر اور زر پر کھلی سی شرٹ پہنے گھر کے رف ٹف سے حلیے میں تھی بال پشت پر کھلے تھے۔۔۔

ارے نہیں چاچی اس اوکے۔۔۔ مجھے اتنی ٹھنڈ نہیں لگتی۔۔۔ اسنے بنا بات کی تہہ میں جائے جھٹ انکار کیا۔۔۔
ارے ایسے کیسے بیٹا۔۔۔

اتنی نازک سی تو ہو۔۔۔ اور میں بالکل نہیں چاہتی کہ تم اپنے چاچو کی شادی کے فنگشنز سے پہلے یا بالخصوص اپنے نکاح کے فنگشن سے پہلے بیمار پڑو۔۔۔
ایمان نے مسکرا کر کہتے شال کھول کر نرمی سے اسکے گرد پھیلائی۔۔۔

او۔۔۔ ہو۔۔۔ تو اصل میں بات یہ ہے۔۔۔ بھابھی۔۔۔ ایسے کہیں ناب یہ آپکی فیملی ممبر بن رہی ہے تو آپکو بہو کی فکر ہو رہی ہے۔۔۔ سہی بات ہے بھئی۔۔۔

اٹل نے بات کو مزاح کا رخ دیا تو ایمان مسکرا دی۔۔۔ رملہ نے بھی مسکراتے ہوئے شال سیٹ کی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں شال سر سے سرک گئی یوں کہ پشت پر بکھرے بال شال کے ہالے میں مقید ہو گئے۔۔۔ البتہ اس شال نے مجموعی طور پر اسکے حلیے کو کور کر دیا تھا۔۔۔

اوپر کھڑے ریلنگ پر کہنیاں ٹکائے نیچے دیکھتے سبحان نے سکون کا سانس خارج کیا۔۔۔

گو کے شال سر سے ڈھلک چکی تھی لیکن فلحال اسکے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ وہ خود کو کور کئے گھر سے نکل رہی تھی۔۔۔ یقیناً ممی کی معیت میں وہ سب جلد ہی سیکھ جاتی۔۔۔ وہ گہری سانس خارج کرتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

شاپنگ مال میں ایمان نے سب سے پہلے اینجل کی ہی شاپنگ مکمل کی۔۔۔ اسکی خوبصورت فراک میچنگ جوتے۔۔۔ چھوٹی چھوٹی جیولری ہئیر پنز اور نا جانے کیا کیا۔۔۔ شروع سے ایک بیٹی کی حسرت جواب پوری ہوئی تھی تو وہ اپنے سارے ارمان پورے کر رہی تھی۔۔۔۔

اپنی شاپنگ کرتے اسنے رملہ کی شاپنگ میں بھی اسکی بھرپور مدد کروائی۔۔۔ یہ نہیں رملہ یہ آپ پر زیادہ سوٹ کرے گا۔۔۔

اس طریقے سے اسے مشورے دیتے ایمان نے رملہ کی شاپنگ کے دوران خاص خیال رکھا کہ فنگشنز کے لئے اس کے سارے لباس مناسب اور ہر لحاظ سے مکمل

ہو۔۔۔ وہ اس موقع پر بیٹے کی جانب سے کوئی شکوہ نہیں سننا چاہتی تھی۔۔۔ ابھی رملہ کی کاؤنسلنگ کر کے اسے اپنے مذہب کے احکامات کے مطابق ڈھالنے کے لئے اسے وقت درکار تھا۔۔۔ لیکن اس سے پہلے بھی وہ سارے معاملات افام و تفہیم سے ہینڈل کرنا چاہتی تھی

آئی تھینک ہمیں رملہ کے نکاح کا جوڑا بھی یہیں سے خرید لینا چاہیے۔۔۔ کافی اچھی کلکیشن ہے انکی۔۔۔

اٹل نے برائیڈل کلکیشن دیکھ ایمان کی توجہ اس جانب مبذول کروائی۔۔۔

فائدہ۔۔۔ وہ تو دلہے کی پسند کا ہوتا ہے نا۔۔۔ ڈپلے پر لگی دیدہ زیب کلکیشن دیکھتی

رملہ نے ایسے کاٹ دار انداز میں کہا کہ لمحے میں رملہ کا چہرہ اچھکا پڑ گیا۔۔۔

ارے نہیں بیٹا۔۔۔ رملہ کے لئے برائیڈل ڈریس تو کل رات ہی سبحان نے اون لائن

بک کروا دیا تھا۔۔۔ بقول اسکے باقی ساری شاپنگ رملہ کی پسند کی لیکن برائیڈل

ڈریس اسکی پسند کا ہو گا۔۔۔

آوہو و۔۔۔ مجھے امید نہیں تھی کہ میرا کم گو سا بھتیجا اتنا رو مینٹک بھی ہو سکتا

ہے۔۔۔ اٹل بے ساختہ چہک اٹھی۔۔۔

ست رنگی رنگ خود با خود رملہ کے چہرے کا احاطہ کر گئے۔۔۔ ایسی کوئی توقع تو اسے بھی سبحان سے نا تھی۔۔۔

ایمان مسکرا دی۔۔۔ وہ بتانا سکی کے یہ فیصلہ سبحان نے اس کلاس کی ساری ویڈنگ کلیکشنز دیکھ کر ہی کیا تھا۔۔۔ ان ساری نیم برہنہ کلیکشنز میں سے کوئی ایک بھی اس کے معیار پر پورا نہ اترتا تھا۔۔۔ تبھی وہ رملہ کا برائیڈل ڈریس خود ڈیزائن دے کر آرڈر پر تیار کروا رہا تھا۔۔۔

وہ اگر برائیڈل ڈریس بک کروا ہی رہا تھا تو رملہ کو دکھا کر اسکی بھی رائے لے لیتا۔۔۔ یا محض حاکمیت ہی جتانی تھی۔۔۔ رفیعہ نے بے طرح سر جھٹکتے سلگتے لہجے میں کہا۔۔۔ ایمان ٹھٹھکی۔۔۔

حاکمیت کیسی بھا بھی۔۔۔ سچی بات ہے اسنے تو ڈریس مجھے تک نادکھایا۔۔۔ کہتا ہے می سر پر انز ہے۔۔۔ آئے گا تو دیکھئے گا۔۔۔

رملہ کی رائے لے تو لیتا مگر پھر سر پر انز کہاں رہتا۔۔۔ ایمان نے سبحان کی کہی بات من و عمل انکے گوش گزاری۔۔۔

وہ سر جھٹک گئی۔۔۔

آج رملہ کا موڈ بہت خوشگوار تھا۔۔۔ اتنا تھا کہ مسکراہٹ آپنے آپ ہی ہونٹوں کا احاطہ کئے جارہی تھی۔۔۔

ایمان کی کہی باتیں دل کو بہت بھلی لگی تھی۔۔۔ اسکے نکاح کا جوڑا سبحان کی پسند کا تھا۔۔۔ یہ احساس ہی اندر تک سرشاری کر رہا تھا اب تو اسے بھی اپنے نکاح کا جوڑا دیکھنے کی بے حد ایکسائٹمنٹ تھی۔۔۔

سارے دن کی خواری کی بعد وہ بے حد تھک گئی تھی۔۔۔
تھکاوٹ سے اسے شاید بخار ہو رہا تھا جو اسے ٹھنڈ محسوس ہونے لگی تھی۔۔۔
صد شکر کے ایمان نے اسے شال اوڑھادی تھی۔۔۔

سارے شاپنگ بیگز یونہی بستر پر ڈھیر کئے اور شال اچھے سے اوڑھتی چائے بنانے کی نیت سے کمرے سے نکلی۔۔۔

چائے پی کر وہ ایک بھر پور نیند لینا چاہتی تھی۔۔۔ اٹھنے کے بعد وہ شاپنگ سنبھالنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔

اسنے چہرے پر پھسلتے بال کانوں کے پیچھے اڑ سے اور کچن میں داخل ہوئی۔۔ لیکن
سامنے دیکھتے وہیں دروازے میں ٹھٹھک کر رکی۔۔۔

کچن میں وہ دونوں بھائی گویا پوری فرصت سے کھڑے تھے۔۔

زوہان کا ونٹر ٹاپ سے ٹیک لگائے سینے پر بازو باندھے کچھ کہہ رہا تھا۔۔ جبکہ
سبحان بیٹر سے کافی پھینٹ رہا تھا۔۔۔

چولہے پر ایک پین میں دودھ گرم ہو رہا تھا۔۔

رملہ کا دل چاہا یہیں سے پلٹ جائے۔۔ لیکن ان دونوں کی نگاہ اس پر پڑ چکی
تھی۔۔ اور اس پر نگاہ پڑتے ہی دونوں کی زبان کو بریک لگی۔۔۔ رملہ کو ناچار اندر
جانا پڑا۔۔۔

رملہ پہلے جھجھکی پھر ان دونوں بھائیوں کو نظر انداز کرتی کچن میں داخل ہو

آئی۔۔۔ کے اب جب وہ دیکھ ہی چکے تھے تو وہیں سے پلٹ آنا کم ہمتی ہوتی۔۔۔

انہیں نظر انداز کرنے کی وجہ بڑی سادہ سی تھی۔۔ وہ بڑا فرینک تھے اسکے ساتھ۔۔۔ سیدھے منہ بات تک تو کرتے نا تھے کسی تھی۔۔۔

رانیہ اور رمشہ تو پھر پہل کر کے کوشیش کر کے تھک گئی تھی۔۔۔ اسنے تو ایسی کوئی کوشیش بھی ناکی تھی اور کنارہ کشی اختیار کر گئی تھی۔۔۔

وہ فریج کھول کر اندر سے دودھ نکالنے لگی۔۔۔

اسے دیکھ بے ساختہ زوہان کی آنکھیں چمکیں۔۔۔ اسنے ایک نظر مصروف سے بھائی کو دیکھا جو کافی بھیٹ کر کے اب گرم گرم دودھ کپوں میں انڈیل رہا تھا۔۔۔

آہم۔۔۔ ڈیر بھا بھی جان۔۔۔۔

زوہان کے اس انداز میں مخاطب ہونے پر رملہ کے ہاتھ سے دودھ چھوٹے چھوٹے بچا۔۔۔۔

کجا کے وہ مخاطب ہی نا ہوتا تھا اور اب خود سے وہ بھی اس انداز میں۔۔۔۔

ایکسیوزمی۔۔۔ یہ بھا بھی کسے بولا تم نے۔۔۔

وہ حیرت زدہ سی دودھ کی پتیلی کاؤنٹر ٹاپ پر رکھتی اسکی جانب پلٹی۔۔۔

سبحان جہاں زوہان کے طرز تخاطب پر ٹھٹھکا تھا وہیں مقابل کی آواز پر چونکا۔۔۔

سبحان کی اسکی جانب پشت تھی۔۔۔

اسنے بے ساختہ اپنی ہسی دابی۔۔۔ پتہ نہیں اس فیملی کی عورتوں کے ساتھ کوئی
سپیشل مسئلہ تھا۔۔۔ پہلے پروشہ آنٹی بلائے جانے پر چڑ گئی تھی۔۔۔ اور اب وہ۔۔۔
افکورس آپکو بولا بھا بھی جان۔۔۔ آپ ہی تو میری واحد اکلوتی ہونے والی بھا بھی
ہیں۔۔۔ زوہان شریر ہوا۔۔۔

وہ یکدم ہی اسے سبحان کے حوالے سے عزیز ہو گئی تھی۔۔۔ تبھی تو اسے ابھی سے
اپنی فیملی کا حصہ مانتے اور اپنے گرد چڑھا خول چٹھائے اسکے ساتھ شرارت پر آمادہ
تھا۔۔۔

تم سے بھی ایک سال چھوٹی ہوں۔۔۔ اور تم مجھے بھا بھی بلاو گے۔۔۔ وہ حیرت زدہ
سی تھی۔۔۔

مجھے سے چھوٹی ہیں لیکن رشتے میں تو بڑی ہیں نا بھا بھی جان۔۔۔

سبحان نے کافی بنا کر اسکا کپ زوہان کے پاس پٹخنے کے انداز میں رکھتے اسے تنبیہ
کرنا چاہی۔۔۔ کے باز آ جاو۔۔۔

وہ کمال مہارت سے اسے نظر انداز کر گیا۔۔۔

اچھانا بھابی جان۔۔۔ اب ایسا مت کریں آپ۔۔۔ آپکو پتہ ہے بھابی۔۔۔
وہ جتنا چڑرہی تھی زوہان کو اسے چڑا کر مزا آرہا تھا۔۔۔
دیور جی۔۔۔ بالکل نہیں پتہ مجھے پلیر بتائیے نا۔۔۔ دیور جیسی سی۔۔۔
وہ سینے پر ہاتھ باندھتی یوں دانت پیس کر بولی کے ایک پل کو زوہان شک زدہ سا
اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

سبحان نے بے ساختہ مسکراہٹ دہائی۔۔۔ سیر کو سوا سیر ملا تھا۔۔۔
۔۔۔ وہ ان دونوں کو انکے حال پر چھوڑتا اپنا کپ اٹھا کر باہر آگیا
۔۔۔ آئی گیس یہ کچھ زیادہ ہو رہا ہے۔۔۔ نہیں
زوہان سر کھجا کر رہ گیا۔۔۔ جبکہ رملہ سبحان کی چھوڑی جگہ پر آکر چولہے پر چائے
بننا رکھنے لگی۔۔۔

نہیں ہر گز بھی زیادہ نہیں ہو رہا۔۔۔ انفیکٹ اگر تم چاہو تو ہم اس بھابی اور دیور کی
تکرار کو رات بھر کھینچ سکتے ہیں۔۔۔ صبح اٹھ کر دیکھ لیں گے کون جیتا کون ہارا۔۔۔
رملہ نے لمحوں میں حساب بے باک کرتے کیمنٹ کھولتے چینی پتی باہر نکالی۔۔۔

ایکجولی اس میں برائی کوئی نہیں۔۔۔ لیکن آخر میں تم نے ہار جانا ہے نا۔۔۔ اور
چونکہ تم اب ہماری فیملی ممبر ہو تو۔۔۔ چھوڑو اس مقابلے بازی کو۔۔۔ کام کی بات
پر آتے ہیں رملہ۔۔۔

وہ بنا معاملہ لمبا کھینچے شرافت سے لائن پر آیا۔۔۔
رملہ مسکرا دی۔۔۔

ان دونوں بھائیوں کے بارے میں دماغ میں بنا کنسیپٹ کے دونوں بہت اکڑ باز اور
مغرور ہیں اس میں ڈرار پڑنے لگی تھی۔۔۔
بتاؤ تمہاری شاپنگ مکمل ہو گئی۔۔۔ وہ کاؤنٹر ٹاپ سے ٹیک لگائے کافی کی چسکیاں
لینے لگا۔۔۔
آلموسٹ ڈن۔۔۔ کافی ہو گئی ہے کچھ رہتی ہے۔۔۔

چائے جوش کھانے لگی تو اسنے چولہا بند کیا اور چائے کپ میں چھاننے لگی۔۔۔
سارے ایونٹس کے ڈریسر مکمل ہو گئے۔۔۔ وہ بڑی فرصت سے پوچھ رہا تھا۔۔۔
خیریت۔۔۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔۔۔ وہ ٹھٹھکی۔۔۔

اگر مکمل ہو گئے ہیں تو ایونٹ کے ساتھ ساتھ اپنے ڈریسز کے کلرز مجھے واٹس ایپ کر دینا۔۔۔ اور اگر نہیں ہوئے تو جب خریدو تو ساتھ کے ساتھ کلر واٹس ایپ کرتی جانا۔۔۔

وہ ناجانے اپنے دماغ میں کیا کیا کچھڑی پکار رہا تھا۔۔۔
کیوں۔۔۔ وہ بے طرح ٹھٹھکی۔۔۔

بھائی کے ساتھ تمہاری میچنگ کروانی ہے نا۔۔۔ نکاح تو پہلے ہی ہو چکا ہو گا۔۔۔
پھریوں فوٹو شوٹ اچھا ہو گا نا۔۔۔ یا ایک کام کرتے ہیں تم نے جو ڈریسز خرید لئے
ہیں انکی ڈیٹیل سینڈ کرنا میں بھائی کی کئی گئی شاپنگ کی سینڈ کر دوں گا۔۔۔ جو
تمہارے ڈریسز رہتے ہیں وہ تم اس کلرنگ سے میچنگ خریدنا ٹھیک۔۔۔
اسکی باتیں سن رملہ کا دل زور سے ڈھرکا۔۔۔

۔۔۔۔ یہ نئے رشتے اسے پسند آرہے تھے۔۔۔ اسے سپیشل محسوس کروارہے تھے
ایسے کے اسے اپنا آپ اہم لگنے لگا تھا۔۔۔
اوکے۔۔۔ وہ آہستگی سے کہتی کچن کے دروازے کی جانب بڑھی۔۔۔

وہ کیوں بھلا۔۔۔ وہ ایک سٹائلش کرتا شلووار دیکھتا ٹھٹھکا۔۔۔ وہ کرتا اسے پسند آیا تھا۔۔۔

کیونکہ میں نے ممی کے لئے بلیک میکسی آرڈر کی ہے۔۔۔ آپکی ڈریسنگ میچنگ ہوگئی نا پھر۔۔۔ وہ مسکرایا۔۔۔

آج کل اسے بس سب کی ڈریسنگ میچ کروانے کی فکر تھی۔۔۔ ایسی ہی وہ ایک زمہ داری عروشہ کو ارحم کی ہر اپڈیٹ دے کر نبھاتا تھا۔۔۔

۔۔۔ شامیر گیری سانس خارج کر کے رہ گیا

لاؤ بھی اس میں اگر بلیک کلر ہے تو دکھاو۔۔۔ وہ سیل بوائے سے مخاطب ہوا۔۔۔

۔۔۔ لکی پرسن مین۔۔۔ ارحم نے بھائی کے شانے پر ہاتھ مارا

مجھے بھی ایسی ہی اولاد چاہے۔۔۔ ارحم مسکراتا ہوا باپ بیٹے کی جوڑی کو دیکھ رہا

تھا۔۔۔

سوری چاچو اس کے لئے آپکو چاچی سے رابطہ کرنا چاہیے ڈیڈ سے نہیں۔۔۔ رونگ چوائس۔۔۔ اسنے منہ بنایا۔۔۔

وہ بولنے سے پہلے کب سوچتا تھا۔۔۔ جہاں ارحم نے آنکھیں نکالتے اسے گھورا
سبحان نے اسے گدی سے پکڑتے کھینچ کر دوسرے سیکشن کی طرف کیا۔۔۔
کیا ہے یار ر۔۔۔

بکو اس کم کرو اور وہ کرو جو کرنے آئے ہو۔۔۔
سبحان نے اسکا دھیان شاپنگ کی جانب مبذول کروایا۔۔۔
یہ دیکھو یہ مجھے چاچو کی بارات کے لئے پسند آرہا ہے۔۔۔ اسنے ایک لباس اسکے
سامنے کیا۔۔۔

زوہان نے آنکھیں چندھیا کرتے اسے دیکھنے کے بعد جیب سے موبائل نکالا اور
ایک نظر اسے دیکھنے کے بعد واپس سبحان کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔
اچھا ہے لیکن تم بارات کے لئے نیوی بلو کلر کایا تو کرتا شلواریا پھر پینٹ
کوٹ۔۔۔ اور مہندی کے لئے براؤں کلر کا۔۔۔

سبحان کے کان کھڑے ہوئے۔۔۔ اسکی حرکتیں مشکوک تھیں۔۔۔
۔ اور ایسا کیوں بھلا

۔ وہ مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

کیونکہ میں کہہ رہا ہوں۔۔۔ عجیب انسان ہو۔۔۔ ہونے والے دلہے اتنا نہیں
بولتے انکی شاپنگ انکے بھائی ہی کرتے ہیں۔۔۔ وہ لا پرواہی سے بولا۔۔۔
اپنی باتیں ذہن نشین رکھنا زونی ڈیر۔۔۔ کیونکہ جلد تمہارا وقت بھی آنے والا
ہے۔۔۔ اور میں تمہیں یہ سب بھولنے نہیں دوں گا۔۔۔
سبحان کے لہجے میں چیلنج تھا۔۔۔

ڈونٹ وری برو۔۔۔ اپنا ہر کام میں بذات خود کر لوں گا۔۔۔ پھر چاہے وہ میچنگ کا
ہی کیوں نا ہو۔۔۔ آخری بات وہ زیر لب کہتا آگے بڑھ گیا۔۔۔ جبکہ سبحان اسکی
پشت کو گھور کر رہ گیا۔۔۔

ڈیڈ آپ نے دونوں ماموں کو نکاح کے لئے انوائٹ کر دیا ناوڈ فیملی۔۔۔ یکدم یاد
آنے پر وہ باپ کے پاس آتا پوچھ بیٹھا۔۔۔

افکورس بیٹا۔۔۔ اسی روز کر دیا تھا۔۔۔ اور تو اور تمہاری ممی نے بھی الگ سے کر دیا
تھا۔۔۔

باپ کی بات پر وہ قدرے مطمئن ہوا۔۔۔ وہ ان لوگوں کو اپنی کسی خوشی میں
بھول نہیں سکتا تھا جو انکے ہر غم انکے ساتھ کھڑے رہے تھے

خان ولای میں ڈھولکی کا آغاز ہو گیا تھا۔۔۔ سر شام ہی ڈھولکی کا آغاز کر دیا جاتا اور رات گئے تک فنگشن جاری و ساری رہتا۔۔۔ اس بیچ بارہا چائے کا دور چلتا تھا۔۔۔ ڈھولکی کا انتظام گھر کے کشادہ لان میں کیا گیا تھا۔۔۔ کھلے آسمان تلے دسمبر کی ٹھنڈی بخ بستہ راتوں میں ارد گرد آگ جلا کر منظر مزید مسحور کن بنایا جاتا۔۔۔۔۔ زیادہ تر فیملی کے لوگ تھے یا تینوں بچیوں کی دوستیں ہوتیں۔۔۔۔۔ خوب ہلہ گلہ ہوتا۔۔۔۔۔ وہ ڈھولکی بجاتی تھک جاتیں تو ڈیک چلا لیا جاتا۔۔۔۔۔ کل ارحم کی مہندی تھی اور دن کے وقت سبحان کا نکاح تھا۔۔۔۔۔ ایسے میں ایمان کی ڈوریں لگی پڑی تھیں۔۔۔۔۔ ابھی صبح ہی اہل زبردستی اسے اپنے ساتھ سیلون لے کر گئی تھی۔۔۔۔۔ سب اپنا اپنا ٹریمنٹ کروا رہے تھے۔۔۔۔۔ جبکہ ایمان نے جاتے ہی سب سے پہلے ایمان کو بے بی ہئیر کٹ دلوا یا اور پھر جو جو سروسز اہل اسے دلواتی گی وہ خاموشی سے بیٹھی لیتی رہی تھکہ کمر تختہ بن گئی۔۔۔۔۔ البتہ آئی برو بنوانے کے وقت وہ نرمی سے ٹوک گئی۔۔۔۔۔

آج امل نے اسکا خاصا وقت سیلون میں لگوایا تھا۔۔۔ تقریباً عصر کے وقت وہ لوگ
۔۔۔ واپس گھر آئے

آتے ہی کچھ یاد آنے پر ایمان شاپنگ بیگ اٹھائے لاؤنج میں آگئی۔۔۔ جہاں ار حم
اور زوہان سر جوڑے بیٹھے تھے۔۔۔

زوئی بیٹا تمہارے ڈیڈ کہاں ہے۔۔۔ اسنے متلاشی نگاہوں سے شامیر کو ہر جانب
تلاش کیا۔۔۔

یوکلنگ بیوٹیفل ممی۔۔۔ ڈیڈ آپکی تعریف فرصت سے کریں گے ابھی وہ مصروف
ہیں۔۔۔ وہ ایمان کے تازہ تازہ کئے ٹریڈمنٹ کے اثرات دیکھتا خوشدلی سے گویا ہوا
۔۔۔ ایمان نے اسے آنکھیں نکالتے بے طرح گھورا۔۔۔ اس سے پہلے کے ار حم کے
سامنے اسکی اس گلفشانی پر ایمان کا ہاتھ جوتے تک رینگتا وہ شرافت سے سیدھا ہو
گیا۔۔۔

ڈیڈ ذوہیب تاؤ جی کے ساتھ وینیو پر ایونٹ آرگنائزر سے ملنے گئے ہیں۔۔۔
ارینجمنٹس میں کچھ تبدیلیاں کروانی تھیں اس لئے۔۔۔

اور حان کدھر ہے۔۔۔۔

ابھی تو یہیں تھا کسی کی کال آئی تو باہر نکل گیا۔۔۔

کیوں خیریت۔۔۔۔

ہاں دراصل کل اینجل کے جوتے لاپٹی تھی تب پتہ نہیں چلا لیکن اب اسے ٹائٹ ہیں سائز چینج کروانا ہے۔۔۔ دیر ہو رہی ہے۔۔۔ رات میں پھر سے فنگکشن شروع ہو جائے گا اور کل وقت ملنے کا تو سوال ہی نہیں۔۔۔ وہ بے طرح جھنجھلائی۔۔۔

آئیے میں لے چلتا ہوں ممی۔۔۔ اور پلیز۔۔۔ اب میری ڈرائیونگ کونج مت کرنا آپ۔۔۔ چاچو سے ٹرائی لیتا رہتا ہوں۔۔۔ چاچو بتائیں نامی کو میں اچھی ڈرائیو کرتا ہوں نا۔۔۔ اسنے چاچو کی بازو کھینچتے اسے ماں کی جانب متوجہ کیا۔۔۔ جی بھا بھی ڈرائیو تو ٹھیک کرتا ہے اور آپ ساتھ ہو نگی تو یقیناً سنبھل کر کرے گا۔۔۔۔

چلیں پھر نکالیں چابی۔۔۔ وہ اٹھ کھڑا ہوتا اسکے سامنے ہاتھ پھیلا گیا۔۔۔ ارحم نے چابی اسے تھمائی۔۔۔

اینجل کہاں ہے ممی۔۔۔ وہ باہر نکلتا بہن کی غیر موجودگی محسوس کر کے پوچھ بیٹھا۔۔۔

تھک گئی تھی تو سو گئی ہے۔۔۔ حان کو کال کر دو کے جہاں بھی آکر میرے روم میں
چلا جائے۔۔۔ یہ ناہو کے اینجل اٹھ جائے اور مجھے تلاش کرتی روتی رہے
او کے مئی۔۔۔ اسنے گاڑی کا ڈرائیونگ ڈور کھولتے سبحان کا نمبر ملا کر فون ایمان کی
جانب بڑھایا۔۔۔

ایمان مال میں بچوں کے جو توں کی شاپ سے جوتے کا سائز تبدیل کروا کر شاپنگ
بیگ پکڑتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔
زوہان شاپ کی گلاس وال سے باہر کھڑا موبائل پر مصروف تھا جب ایک نسوانی
آواز پر ٹھٹھکا۔۔۔
ایکسیوزمی۔۔۔ آپ زوہان شامیر خان ہیں نا۔۔۔
آواز میں تعجب تھا۔۔۔ کچھ بے یقینی بھی۔۔۔
اسنے ٹھٹھک کر سر اٹھایا۔۔۔ اتنا وہ رہتا کہیں کا سپر سٹار کے راہ چلتے لوگ اسے
پہچان کر اسے روکنے لگیں۔۔۔

سامنے ایک فرہہ مائل نفیس سی عورت کے ساتھ دو لڑکیاں تھیں۔۔ وہ الجھ الجھ گیا

--

جی۔۔ مگر آپ کون۔۔ وہ بے طرح الجھا تھا۔۔

زونی بیٹا چلیں۔۔ اینجل نا اٹھ گئی ہو۔۔ دفعتاً ایمان اپنے دھیان شاپ سے باہر

نکلی۔۔ جب وہ لڑکی حیرت زدہ سی ایمان کے پاس آئی۔۔

آپ رائٹر کنزل الایمان ہیں نا۔۔

اسکے لہجے میں اس قدر حیرانگی تھی کہ ایمان ٹھٹھکی۔۔۔ اور زوہان گہری سانس

خارج کر کے رہ گیا۔۔

یقیناً یہ عقدہ بھی کھل ہی گیا۔۔ وہ لڑکی ممی کے حوالے سے اسے پہچان گئی

تھی۔۔۔ اور اب اسکے حوالے سے ممی کو۔۔۔

یہ آپکا بیٹا ہے نمز وہان شامیر خان۔۔۔ ہے نا۔۔ دوسری لڑکی بھی ایمان کی جانب

بڑھی۔۔۔

ایمان مسکرا دی۔۔۔

میری بہت درینہ خواہش تھی آپ سے ملنا۔۔۔ جو آج یوں پوری ہو گئی۔۔۔ ایم دا
لکی ون۔۔۔ کیا میں آپ سے گلے مل سکتی ہوں۔۔۔
بے ساختہ پہلی لڑکی کی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔
آہنہ مم۔۔۔ مہی یہ راستہ ہے۔۔۔ لوگ آ جا رہے ہیں۔۔۔ یہ ساتھ ہی ایک فوڈ
کورٹ ہے۔۔۔ کائنات لی آپ لوگ وہاں بیٹھ کر بات کر لیں۔۔۔ زوہان نے گلہ
کنگارتے فوڈ کورٹ کی جانب اشارہ کیا۔۔۔
میں باہر گاڑی میں آپکا انتظار کر رہا ہوں مہی۔۔۔ آپ فری ہو کر کال کریں۔۔۔ وہ
ماں سے کہتا مال سے نکل کر پارکنگ کی جانب آ گیا۔۔۔
جبکہ وہ عورت نم آنکھوں سے اسے نظروں سے دور جاتا دیکھتی رہی۔۔۔
ماشا اللہ بہت پیارا بیٹا ہے آپکا۔۔۔ فوڈ کورٹ میں بیٹھتے ہی وہ عورت حسرت زدہ لہجے
میں گویا ہوئی۔۔۔
ایمان مسکرا دی۔۔۔

قسمت والوں کو ملتی ہے اتنی فرما بردار اولاد۔۔۔ دونوں لڑکیاں جزبر ہوتیں پہلو بدل گئی۔۔۔

ورنہ آج کل کے بچے کہاں ماں باپ کو اہمیت دیتے ہیں۔۔۔ اس عورت کے لہجے میں گہرا ملال تھا بے ساختہ کسی نے ایمان کا دل مٹھی میں لے کر مسلا۔۔۔ امی پلیز۔۔۔ کیا ہو گیا ہے آپکو۔۔۔ ہر جگہ بس شروع نہیں ہو جاتے۔۔۔ اس عورت کے ساتھ بیٹھی لڑکی نے دانت پیستے مان کے کان کے پاس چہرہ کرتے سرگوشی کی۔۔۔ مگر وہ سرگوشی اتنی بلند ضرور تھی کہ ایمان با آسانی اس سے مستفید ہو گئی۔۔۔

۔۔۔ یکدم ہی اس عورت کے لبوں پر گہری بے بسی کے کفل لگ گئے دونوں لڑکیاں مسکرا کر اسکی تعریفیں کرتیں اپنی اسکی تحریروں سے وابستہ عقیدت بیاں کر رہی تھیں۔۔۔ لیکن ایمان کی نظریں اس ماں کے چہرے پر چھائے یاسیت کے بادلوں میں ہی کہیں اٹک گئیں۔۔۔

تم دونوں سے ایک بات کہوں۔۔۔ یکدم ہی وہ ایک نتیجے پر پہنچتی گلہ کنگار کر مسکراتی ہوئی انکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔

جی۔۔۔ بالکل۔۔۔ وہ دونوں کھل اٹھیں۔۔۔ آپکو پتہ ہے ہم نے جیسا آپکی تحریروں کو پڑھ کر آپکا سکیچ دماغ میں بنایا تھا آپکو اس سے بڑھ کر پایا۔۔۔

پہلی لڑکی جوش جذبات سے گویا ہوئی۔۔۔ ایمان نے گہری سانس خارج کرتے کچھ کہنے کو لب واکئے۔۔۔

میں اپنی پوری زندگی کا انچور نکال تم دونوں کو دینے والی ہوں۔۔۔ کچھ توقف کے بعد ایمان کے سنجیدہ انداز میں گویا ہونے پر وہ دونوں لڑکیاں ہمہ تن گوش ہوئیں۔

ماں کا دل دکھا کر آج تک کوئی خوش نہیں رہ سکا۔۔۔

دونوں لڑکیوں کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ جبکہ اس خاتون کی آنکھوں میں سرعت سے نمی سمٹی۔۔۔

آج کے فاسٹ دور میں ہم ان باتوں کی اہمیت بھول گئے ہیں۔۔۔ لیکن ہمارے
بھولنے یا نا بھولنے سے کیا ہوتا ہے۔۔۔ دستور کائنات وہی ہے۔۔۔ اور وہی رہے
گا۔۔۔

اگر آپکی ماں کا دل آپ سے خوش ہے تو آپ بڑی سے بڑی منزل کو بھی پا جاؤ
گے۔۔۔ میٹر نہیں کرتا کے سفر کتنا لمبا ہے۔۔۔ لیکن اگر ماں ہی نا خوش ہے تو دنیا
کی کوئی کامیابی کامیابی نہیں۔۔۔۔

ایمان گویا بنا سنے بنا دیکھے ہی اس ماں کا دل پڑھ گئی تھی۔۔۔۔
ہم مانتے ہیں کنزل آپی آپکی ہر بات ٹھیک ہے۔۔۔ ہم ان سب چیزوں کے بارے
میں جانتے بھی ہیں لیکن۔۔۔۔
یہ ہی تو بات ہے بیٹا۔۔۔ کے ہمارے پاس علم اتنا ہے کے ہم سب جانتے ہیں۔۔۔ اور
اتنا جانتے ہیں کے اس سارے علم کے بوجھ تلے ہمارا عمل دبے لگا ہے۔۔۔
ہمارے پاس علم تو بہت ہے لیکن عمل کا فقدان ہونے لگا ہے۔۔۔ ہم ان تمام
چیزوں کو فار گر انڈ لینے لگے ہیں۔۔۔ اور ہم اسی وجہ سے آج خساروں میں ڈوبے
ہوئے ہیں۔۔۔

ایمان کا انداز اور لب و لہجہ نرم تھا۔۔۔

آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ۔۔۔ لیکن کیا ماں کے کوئی فرائض نہیں۔۔۔ کیا بیٹیوں کی کوئی عزت نفس نہیں۔۔۔ ماں جب چاہے جو مرضی بولتی رہے۔ نادان دیکھے نارات۔۔۔ نایہ کہ کوئی مہمان آیا ہوا ہے۔۔۔ بس ہر کسی کے سامنے شکایتوں کی پوٹری کھول کر بیٹھ جائے۔۔۔

وہ لڑکیاں بھی جیسے بھری بیٹھی تھیں۔۔۔ بولتے بولتے اس لڑکی کی آواز بھر آئی۔۔۔ ایمان گم صم سی اسے دیکھتی رہی۔۔۔

جب انسان چالیس سال سے اوپر کا ہو جاتا ہے نابیٹا۔۔۔ تو یہ ہمہ وقت نکتہ چینی کرنا اور ہر بات پر روک ٹوک کرنا اس میں بڑھنے لگتا ہے۔۔۔ اسکی قوت برداشت کم ہو جاتی ہے۔۔۔ یہ قدرتی عمل ہے۔۔۔ میں ابھی فورٹیز کی نہیں۔۔۔ لیکن یہ چیز ابھی سے میرے اندر پائی جانے لگی ہے۔۔۔ میں خود اپنے بچوں کی ہر چیز میں

روک ٹوک کرتی ہوں۔۔۔ یہ ماں کی مجبوری ہے۔۔۔ اولاد پر روک ٹوک کئے بنا وہ نہیں رہ سکتی۔۔۔ کیونکہ اولاد ماں کی ہے اور روک ٹوک کرنا اور بھلائی بھی اپنی ہی چیز کی جاتی ہے۔۔۔ اور یہ فیر ہر کسی پر آتی ہے۔۔۔ آج آپکی ماں اس فیر پر

ہے چند سال بعد ماں کی فیر پر جب آپ ہونگی تب احساس ہو گا۔۔۔ مگر احساس وقت رہتے ہو جائے تو بہتر ہے خساروں اور پچھتاؤں کی صورت ہو احساس احساس نہیں احساس زیاں کہلاتا ہے۔۔۔

بڑھتی عمر کے ساتھ انسان کی قوت برداشت کم ہوتی جاتی ہے۔۔۔ لیکن اولاد کو بالخصوص ماں کے بارے میں اپنی قوت برداشت بڑھالینی چاہیے۔۔۔ کیونکہ ماں کون ہے۔۔۔ جس نے آپ کو پیدا کیا۔۔۔ چلنا سکھایا۔۔۔ سر اٹھانا سکھایا۔۔۔ رہن سہن پہننا اوڑھنا۔۔۔ کھانا پینا۔۔۔ حتکہ بولنا بھی ماں نے سکھایا۔۔۔ دن رات اولاد سے وابستہ خواب بنتی رہی ماں۔۔۔ اور اولاد اسی ماں کے ہاتھوں پل بھر کر۔۔۔ بولنا سیکھ کر اسی ماں پر چلائے تو اس سے زیادہ بد بختی اولاد کے لئے کچھ ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔

دفعتاویٹر آرڈر لینے آیا تو ایمان نے چار جوس آرڈر کر دیئے۔۔۔ دونوں لڑکیاں لب بھینچے سر جھکائے بیٹھی تھیں

اور ماں کے نافرمان کے لئے بہت سخت وعید ہے بیٹا۔۔۔ ماں کبھی بد دعا نہیں دیتی۔۔۔ نافرمان سے نافرمان اولاد کو بھی نہیں۔۔۔ لیکن اس دکھی دل کی فریاد

اللہ بنا کہے ہی سن لیتا ہے۔۔۔ پھر ہوتا کچھ نہیں بس ماں کے ساتھ کی جانے والی
چھوٹی چھوٹی نافرمانیاں جو ہمارے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔۔۔ جسے ہم
فار گر انڈ لیتے ہیں جیسے ماں کے ساتھ تلخ لہجے میں بات کر جانا۔۔۔

ماں سے ایک بات سن کر دوسنا جانا۔۔۔ ماں کے کوئی کام کہنے میں بعد کا کہہ کر ٹال
جانا۔۔۔ ماں کے کچھ پوچھ گچھ کرنے یا روک ٹوک کرنے پر جھنجھلا کر مس بیہیو کر
جانا۔۔۔ یہ سب عام ہے ناہم میں۔۔۔ لیکن یہ سب نافرمانیاں ہیں۔۔۔ کیونکہ
ہمیں حکم تو ماں باپ کے آگے آف تک کرنے کا نہیں۔۔۔ تو اس آف کے حساب
سے ان سب چیزوں کو ترازو کے پلڑے میں تولا جائے تو کونسا پلرا بھاری ہو گا۔۔۔
اور کتنا بھاری ہو گا۔۔۔ جتنا نافرمانیوں کا پلرا بھاری ہو گا اسی حساب سے پھر یہ
نافرمانیاں ہمارے راہ کی رکاوٹیں بننے لگیں گی۔۔۔

ماں نے بد دعا نہیں دینی۔۔۔ نا اولاد کا برا سوچنا ہے نا چاہنا ہے۔۔۔ لیکن ایک خود
کار نظام کے تحت ہماری آزاد نہ چوائس سے منتخب کردہ یہ نافرمانیاں خود با خود ہم
میں اور ہماری دنیاوی و آخروی کامیابیوں میں رکاوٹیں بننے لگتی ہیں۔۔۔

اور یہ ہی سب سے بڑی وجہ ہے آج ہماری زندگیوں میں پائی جانے والی فرسٹریشن کی۔۔۔ بے سکونی کی۔۔۔

وہ دونوں لڑکیاں ساکت سی بیٹھیں ایمان کا چہرہ تک رہی تھیں۔۔۔ جبکہ اس خاتون کی آنکھوں سے سیل رواں ہو گیا تھا۔۔۔

ویٹرانکا آرڈر لے کر آیا تو اس عورت نے نامحسوس انداز میں اپنی نم آنکھیں پونچھی۔۔۔

ایمان نے جو سب کے آگے رکھا۔۔۔

صرف ایک اصول اپنالو بیٹا۔۔۔ دنیا بھی آپکی آخرت بھی آپکی۔۔۔

زبان کو کنٹرول کرنا سیکھ لو۔۔۔ انسانی دماغ بہت شارپ ہے۔۔۔ یہ اس چیز کو بہت جلد سیکھ لیتا ہے جسے انسان قوت ارادہ سے اسے سیکھانے کی کوشش کرے۔۔۔

محض ایک بات اس دماغ کو اچھے سے ذہن نشین کروادو۔۔۔

کے چاہے کچھ ہو جائے۔۔۔ ماں کے سامنے زبان نہیں کھولنی۔۔۔ ماں کا پاراجتنا

بھی ہائی ہو۔۔۔ وہ جتنا بھی لتار لے۔۔۔ ماں سے تکرار نہیں کرنی۔۔۔ پلٹ کر

جواب نہیں دینا۔۔۔ ماں کے سامنے بحث یا تکرار کے لئے آپکے ہونٹ نہیں ہلنے چاہیے۔۔۔

ماؤں کے دل بہت نرم ہوتے ہیں۔۔۔ بہت۔۔۔ پوری دنیا سے زیادہ نرم۔۔۔ چند پلوں کا غبار ہوتا ہے نا۔۔۔ غصہ اترے گا تو آپکی قدر ماں کے دل میں بڑھے گی۔۔۔ وہ دل جو آپکی زبان درازی سے ہرٹ ہونا تھا وہاں سے آپکی فرما برداری اور برداشت کے مظاہرے پر دعائیں نکلیں گی۔۔۔ وہی دعائیں جو خود باخود اب تک کی ہمارے راہ میں بچھی رکاوٹوں کو رفتہ رفتہ چننیں لگے گئیں۔۔۔

کیونکہ آج آپ جو بھی ہو۔۔۔ یا میں جو بھی ہوں جس بھی مقام پر ہوں۔۔۔ ماں کی بدولت ہی ہوں۔۔۔

ہم اپنی زندگی میں جہاں بھی پہنچتے ہیں وہ اپنی کوششوں اور اللہ کی مدد کے ساتھ۔۔۔۔۔ ماؤں کی دعاؤں کی بدولت ہی پہنچتے ہے دونوں لڑکیوں کی آنکھیں ہوا ٹھیں تھیں۔۔۔

ہم دوبارہ ماں کے ساتھ بد تمیزی نہیں کریں گئیں۔۔۔ وہ پشیمان تھیں۔۔۔

لیکن ایک سوال جو میرے دماغ میں گردش کر رہا ہے میں آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں۔۔۔ دوسری لڑکی اپنی نم آنکھیں پونچھتی ایمان سے گویا ہوئی۔۔۔ ہمہم۔۔ ایمان نے جو س کا گلاس لبوں سے لگاتے گویا اسے اجازت دی۔۔۔ آپ نے اپنے بیٹوں کی تربیت بہت اعلیٰ پیمانوں پر کی۔۔۔ میں جانتی ہوں کیونکہ اس حوالے سے آپ کچھ نا کچھ شئیر کرتی رہتی ہیں۔۔۔ اسنے رک کر جیسے صفائی دی۔۔۔ بچوں کو گھر کا ایک مثبت ماحول فراہم کیا۔۔۔ نرم لہجے اور انسانی ہمدردی وغیرہ۔۔۔ اس لئے آج وہ آپکے فرما بردار ہیں اور اچھے انسان ہیں۔۔۔ لیکن ہمیں ایسا کوئی ماحول ناملا۔۔۔ ہم نے تلخ لہجوں میں آنکھ کھولی۔۔۔ جہاں سب کے لہجے ایک دوسرے کے ساتھ تلخ تھے۔۔۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دینا۔۔۔ برداشت کا فقدان اور طنز کے تیر برسانا وغیرہ۔۔۔ ایسے میں اگر اس سارے ماحول سے ہم نے یہ ہی اڈاپٹ کیا تو اس میں ہمارا کیا قصور ہوا۔۔۔

ہماری تربیت تو اس پیمانے پر نہیں ہوئی نا۔۔۔ نا ہمیں وہ ماحول ملا۔۔۔

ایمان اداسی سے مسکرا دی۔۔۔ میں تمہاری ہر بات سے متفق ہوں بیٹا۔۔۔ بالکل ایسا ہی ہوا ہو گا جیسا آپ کہہ رہی ہو۔۔۔ اور یہ جواز اس وقت تک قابل قبول تھا جب تک آپ نا سمجھ تھیں۔۔۔ اس وقت آپ باشعور ہیں۔۔۔ آپ کو پتہ ہے کہ کونسا لہجہ درست ہے یا کونسا غلط۔۔۔ آپ باخوبی آگاہ ہیں کہ آپ کی کونسی بات کسی کو ہرٹ کر سکتی ہے یا کونسی نہیں۔۔۔ یا آپ کے کون سے عمل سے آپ کی ماں خوش ہوگی یا دکھی۔۔۔

اور میں ہمیشہ ایک بات اپنے بہت سے آرٹیکلز میں بھی کہہ چکی ہوں کہ خود شناسی کا سفر ہر انسان کو تنہا ہی کرنا ہوتا ہے۔۔۔ آپ کو وہ ماحول نہیں ملا اٹس اوکے۔۔۔ مجھے بھی نہیں ملا تھا۔۔۔ اب آپ کا فرض یہ ہے کہ آپ شعور کی منازل طے کرنے کے بعد شعوری کوشیش سے خود شناسی کا سفر طے کریں۔۔۔ تاکہ آج جس ماحول اور تربیت کو لے کر آپ کے دل میں کچھ شکوے ہیں کل آپ کی اولاد کو آپ سے وہ شکوے نا ہوں۔۔۔

ماں غلط نہیں ہوتی۔۔۔ ہر ماں بساط سے بڑھ کر اولاد کی تربیت کرنا چاہتی ہے۔۔۔ لیکن بعض اوقات بہت سے فیکٹرز میٹر کرتے ہیں جس کے باعث اس معاملے میں کچھ

فاصلہ رہ جاتا ہے۔۔۔ آپ نے اس فاصلے کو جان لیا اب ماں کو بلیم کرنے کی بجائے اس فاصلے کو پائنے کی کوشش کرو تا کہ کل وہی فاصلے آپ کی اولاد کی تربیت میں نارہیں۔۔

جیسی زندگی اور جیسا ماں کا رویہ آپ اپنے لئے چاہتی تھیں لیکن بقول آپ کے آپ کو نہیں ملا وہ سب آگے چل کر اپنی اولاد کو مہیا کرنے کا عزم کر لو۔۔۔ لیکن یہ سب ممکن کب ہو گا۔۔۔

یہ محض عزم کر لینے سے ممکن نہیں ہو جائے گا۔۔۔ ایمان جو س کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لے رہی تھی۔۔۔

یہ تب ممکن ہو گا۔۔۔ جب آپ میں قوت برداشت بہت بڑھ جائے گی۔۔۔ جب آپ باادب بن جائیں گی۔۔۔ جب آپ خود کو اسی چیز

میں ڈھالیں گی جیسا آپ اپنی اولاد کو چاہتی ہیں۔۔۔ جب آپ ایک بہترین بیٹی بنیں گی اور آپ کی ماں کا دل آپ کی طرف سے خوش ہو گا۔۔۔

اگر آپ اپنی اولاد کو ایک رول ماڈل اور مثالی بنادیکھنا چاہتی ہیں تو پہلے آپکو خود کو مثالی اور رول ماڈل بنانا ہوگا۔۔ ماضی کو بھول جائیں۔۔ اور ان فاصلوں اور کمیوں کو بھی جو آپکی تربیت میں رہ گئیں۔۔۔

سب سے بڑی بات ہے شعور۔۔۔ آپکو شعور مل گیا۔۔ آگاہی حاصل ہوگی۔۔۔ ڈیٹس اٹ۔۔۔ آج سے خود پر کام شروع کر دیں۔۔۔

ماں کی ہر بات ہر حکم ماننے کا حکم ہے سوائے اس حکم کے جو اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کے خلاف ہو۔۔۔ اور ماں غلط بھی ہو تو بھی اس سے بد تمیزی کرنے کا حکم نہیں وہاں بھی بحث اور تکرار سے بچتے خاموشی اختیار کر لینا بہتر ہے امر ہے کیا آپکو میری کوئی بات سمجھ میں آئی۔۔۔ ماں کا تعارف آپکے لئے باعث فخر ہونا چاہیے۔۔۔۔

وہ دونوں لڑکیاں رو دیں۔۔۔ مجھے لگتا ہے کہ ہماری آج کی ملاقات اللہ کی طرف سے فکس تھی۔۔۔ ورنہ ہم اس معاملے میں بہت فرسٹریٹڈ ہو چکیں تھیں۔۔۔ ماں کی تلخ باتیں ہمیں کسی انتہائی قدم پر اکسار ہی تھیں۔۔۔

امی ہمیں معاف کر دیں۔۔۔ وہ ایمان سے بات کرتیں یکدم ماں کی جانب متوجہ
ہوئیں۔۔۔ ماں پھوٹ پھوٹ کر رہ دی۔۔۔ ایمان نے نم آنکھیں صاف کرتے
انہیں بازو کے حصار میں لیتے خود سے لگایا

مجھے خوشی ہے بیٹا کے تم دونوں نے میری بات سنی۔۔۔ کیونکہ بہت کم لوگ ہوتے
ہیں جنہیں یہ ہدایت نصیب ہوتی ہے۔۔۔ جب کسی ذریعے سے یہ ہدایت کسی بھی
الفاظ کی صورت یا کسی بھی صورت آپ تک پہنچے تو اسے تھام کر ان پر عمل کرتے
ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل ہو جانا چاہیے۔۔۔ ایمان مسکرا دی۔۔۔
خدا تم دونوں کے نصیب اچھے کرے۔۔۔

اور تم دونوں کی طرف سے تمہاری ماں کا دل صدا ٹھنڈا رکھے۔۔۔ کیونکہ کوئی کہے
یا نا کہے لیکن بیٹیاں ہمیشہ سے ماؤں کو زیادہ پیاری ہوتی ہیں کیونکہ انکا پر او اس گھر
میں بہت کم ہوتا ہے۔۔۔ پھر اس آنگن کی چڑیا نے کہاں اڑ جانا ہوتا ہے کسے پتہ
ہوتا ہے۔۔۔

تمہاری ماں بہت خوش قسمت ہے بیٹا جسے تم جیسی اولاد ملی۔۔۔ اس عورت کے
کہنے پر بے ساختہ ایمان کی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔

ماں کس موقع پر یادنا آتی تھی۔۔۔ ماں تو وہ تھی جو تب بھی ڈٹ کر اسکے ساتھ کھڑی تھیں جب سب ساتھ چھوڑ گئے تھے۔۔۔

وہ پھیکا سا مسکرا دی۔۔۔ اولاد کی چرب زبانی اور نافرمانی سے ماں کے دل کو کتنی تکلیف پہنچتی ہے اگر ماں سینہ چاک کر کے اولاد کو دکھا سکتی تو اولاد دوبارہ ماں سے بد تمیزی کرنے سے پہلے سودفعہ سوچتی۔۔۔

وہ عورت بار بار اپنی نم آنکھیں پونچھتی ایمان کی شکر گزار تھی جو بنا اسکا مسلے سنے ہی جان گئی تھی اور بہت بہترین انداز میں اسے حل بھی کر گئی تھی۔۔۔

جوس کا گلاس ختم کر کے بل پے کرتی ایمان ان تینوں سے خوشدلی سے ملتی دونوں لڑکیوں کو انکی فرمائش پر آٹو گراف دے کر اٹھ کھڑی ہوئی کے اب اتنی دیر ہونے پر زوہان کی باقاعدہ کالز آنے لگی تھی۔۔۔

آج کا دن۔۔۔ بہت۔۔۔ بہت مصروفیت بھرا تھا۔۔۔ آج کنزل الایمان کے دلارے بیٹے کا نکاح تھا۔۔۔ وہ آج فجر کے لئے بھی معمول سے پہلے اٹھ گئی تھی۔۔۔

نماز پڑھ کر قرآن پاک پڑھا اور اپنی روٹین کے ازکار کرتی شال اپنے گرد لپیٹ کر کمرے سے نکل آئی۔۔۔

باہر کھر کی دھند اتری ہوئی تھی۔۔۔ سردی معمول سے زیادہ تھی۔۔۔
خلاف توقع آج ایک دن میں دو دو فنگشنز ہونے کے باعث گھر میں صبح ہی صبح خاصی چہل پہل تھی۔۔۔

کچن میں صبح صبح ہی کھانے پینے کی سرگرمیاں شروع ہو گئی تھیں۔۔۔۔
ہر کسی کو کسی نا کسی غرض سے کہیں جانا تھا۔۔۔ تبھی چلتے پھرتے بھاگ ڈور میں ناشتے کے فرائض سرانجام دیئے جا رہے تھے۔۔۔۔

دفعہ تازو ہان اور سبحان جینز اور شرٹ پر جیکٹ پہنیں فریش سے کمرے سے نکلیں۔۔۔

ارے ابھی تم دونوں گئے نہیں۔۔۔ انہیں لاؤنج میں دیکھ ایمان ٹھٹھکی۔۔۔۔
بس ممی ابھی نکل ہی رہے ہیں۔۔۔ وہ دونوں ایئر پورٹ پر اپنے ننھیال والوں کو رسیو کرنے جا رہے تھے۔۔۔

رکو۔۔ وہ انہیں جاتا دیکھ بے ساختہ پکار کر انکے پیچھے لپکی۔۔۔

تم نے صرف ماں کو تنگ کرنا ہی سیکھا ہے زونی۔۔۔ باہر ٹھنڈ دیکھو کس قدر ہے اور
تم نے بھائی کے نکاح والے دن بیمار ہو کر بیٹھنا ہے۔۔۔
ایمان نے اسے خفگی سے گھورتے اسکی جیکٹ کی کھلی زپ زر زر کی آواز سے بند
کی۔۔۔

ارے ممی کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ وہ مسکرا کر ماں کے سر کا بوسہ لیتا باہر نکل گیا۔۔۔
ایمان سر جھٹکتی مسکرا دی۔۔۔ بے ساختہ اسے اپنی کل کی ان لڑکیوں کے ساتھ
ملاقات یاد آگئی۔۔۔ اولاد کی ہر چیز میں روک ٹوک ماں کی مجبوری تھی۔۔۔ کاش
یہ بات اولاد سمجھ جاتی۔۔۔

وہ سر پر ہاتھ مارتی یاد آنے پر بے ساختہ رملہ کے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔
رملہ۔۔۔۔۔ رملہ بیٹا اٹھو۔۔۔۔۔ کمرے میں آکر اسنے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارتے کمر
روشن کیا اور رملہ کے پاس آتے اسکے سر سے زرا سا کمفرٹر ہٹایا۔۔۔

وہ اچھے سے اپنے گرد کمفرٹر لپیٹے سو رہی تھی۔۔۔

رملہ اٹھو بیٹا ورنہ دیر ہو جائے گی۔۔۔

ایمان اسکے پاس بیٹھتی پیار سے اسے اٹھانے لگی۔۔۔

رملہ نے اپنی مندی مندی سرخ آنکھیں کھول کر ایمان کو دیکھا۔۔

چاچی۔۔۔ تھوڑی دیر سونے دیں نا۔۔۔ سر بہت درد کر رہا ہے۔۔۔

وہ پھر سے بلینکٹ میں گھسی۔۔۔

رات ڈھولک کے فنگشن کے بعد وہ صبح فجر کی اذانوں کے ساتھ تو سوئیں تھی۔۔۔

پھر اتنی صبح اٹھتے جان جا رہی تھی۔۔۔ مزید اسکی سرخ آنکھیں اور سردی کی

شدت سے کپکپاتا جسم۔۔۔

ایمان گہری سانس خارج کر کے اٹھتی پہلے کمرے سے باہر گئی۔۔۔ سلمیٰ کو ناشتہ

لانے کا کہہ کر اسنے وارڈروب کھولی اور وول کی جرسی اور شال لئے پھر سے اسکے

پاس آئی۔۔۔
اٹھو شاباش۔۔۔

کمر ٹرہٹا کر اسے زبردستی اٹھاتی جرسی پہنانے لگی۔۔۔

چاچی۔۔۔۔

اٹھو بیٹا منہ ہاتھ دھو کر آو اور آکر ناشتہ کرو۔۔۔ پھر میں آپکو ٹیبلٹ دیتی ہوں مجھے

آپکی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔۔

پھر آپکو سیلون بھی جانا ہے ورنہ پھر دیر ہو جائے گی۔۔۔

اٹھو شاباش۔۔۔

ایمان نے اسے اٹھا کر ہی دم لیا۔۔۔ وہ فریش ہو کر تویلیے سے چہرہ اٹھتھپاتی باہر آئی
تو ایمان نے آگے بڑھتے اس پر شال اوڑھائی۔۔۔ وہ شال درست کرتی آکر بستر پر
بیٹھی۔۔۔۔

ہاتھوں پر کہنیوں تک بنے نقش و نگار الگ ہی چھب دکھلا رہے تھے۔۔۔

اسے اس معصوم سی بچی پر ٹوٹ کر پیار آیا۔۔۔

اسنے آگے بڑھتے اسے خود میں بھیر پختے اسکے ماتھے کا بوسہ لیا۔۔۔ اللہ تمہارے
نصیب اچھے کرے۔۔۔ اور تمہیں اور سبحان کو ایک دوسرے کے حق میں بہترین
ہمسفر۔ ثابت کرے۔۔۔۔

بے ساختہ رملہ کی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔

ارے ارے ارے ارے رونا نہیں۔۔۔

چلو ناشتہ کرو شاباش۔۔۔ ایمان کے یوں ٹوکنے پر وہ بے ساختہ مسکرا دی۔۔۔

وہ ایمان کو بتانا سکی کے اسکا لہجہ اسکی محبت اسکا کثیر کرنا رملہ کو کس قدر اچھا لگتا ہے۔۔۔

اسنے خاموشی سے ناشتہ کیا جب ایمان نے اسے ٹیبلٹ دیتے اسکی جیولری اور جوتے والا بیگ اسے ہینڈ اوور کیا اور اسے لئے کمرے سے نکلی۔۔۔

تمہارے نکاح کا جوڑا کچھ دیر تک سیلوں میں ہی پہنچ جائے گا۔۔۔ ویسے تو امل ہوگی وہاں تمہارے ساتھ لیکن اگر تم چاہو تو اپنی فرینڈز کو وہیں بلا لینا۔۔۔ ایمان اسکی شال درست کرتی اسے لئے ڈرائیوے پر آئی ایمان گاڑی میں بیٹھاتے۔۔۔ بیٹھاتے اسے کہہ رہی تھی جو آج اسے قدرے نروس سی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ چاچی میرا دل گھبرا رہا ہے۔۔۔ رملہ بے ساختہ ہاتھ مسلنے لگی۔۔۔ بی ریلیکس۔۔۔ اینڈ ٹیک اٹ ایزی۔۔۔ ایمان نے اسے ساتھ لگاتے تھکی دی۔۔۔

تم اپنی فرینڈز کو بلا ہی لو۔۔۔ انکی کمپنی میں خود کو فریش محسوس کروگی اور میں کوشیش کروگی گیسٹ کورسیو کر کے اور اینجل کو تیار کر کے اپنے کام نبٹا کر تمہارے پاس آ جاؤں۔۔۔

جی چاچی۔۔۔ وہ آہستگی سے سر ہلاتی گاڑی میں بیٹھ گی۔۔۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی اسنے اپنی دونوں دوستوں کو کال ملانا شروع کیا جو دونوں ہی اپنے اپنے فیملی ٹورز پر گئی ہوئی تھیں لیکن انہوں نے اسکے نکاح کے روز لازمی پہنچنے کا وعدہ کیا تھا۔۔۔

ارے یہ کیا ماموں۔۔۔ آپ دونوں اکیلے آئیں ہیں باقی سب کہاں ہے۔۔۔

ایئر پورٹ کے احاطے سے دونوں ماموں کو رسیو کرتے زوہان انہیں اکیلا آتا دیکھ ٹھٹھک کر گویا ہوا۔۔۔

حامد کے بعد سجاد بھی ان دونوں سے خوشدلی سے ملا۔۔۔ بہت بہت مبارک ہو

دلہے راجا۔۔۔ حامد ماموں کے چھیڑنے پر سبحان جھینپ گیا پھر اس نے ان سے

انکا مختصر سا سامانے کر گاڑی میں رکھا اور ان سب کے گاڑی میں بیٹھتے ہی

ڈرائیونگ سیٹ سمبھال لی۔۔۔

آپ سے کچھ پوچھا ہے میں نے ماموں۔۔۔ زوہان کے نروٹھے پن سے حامد سے گویا ہونے پر وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔۔۔

زونی اور حامد بیک سیٹ پر بیٹھے تھے۔۔۔ جبکہ سجاد سبحان کے ساتھ پینجر سیٹ پر بیٹھا تھا۔۔۔ وہ دونوں بائے ایروہاں پہنچے تھے۔۔۔ ارادہ سبحان کے نکاح کی تقریب مکمل ہوتے ہی شان تک واپس چلے جانے کا تھا۔۔۔

تم تو جانتے ہو کہ تمہارے دودھیال اور ننھیال کی کلاس میں زمین آسمان کا فرق ہے زونی۔۔۔۔

اسکا کیا مطلب ہوا بھلا ماموں۔۔۔ اس نا فہم بات پر زوہان کے ماتھے پر شکنوں کا جال بچھا۔۔۔

مطلب یہ بیٹا کے تم باخوبی آگاہ ہو کہ ہماری گھر کی بیٹیاں مکس گیڈرنگز اٹینڈ نہیں کرتیں۔۔۔ یہ ہمارا ماحول نہیں۔۔۔

ایسے میں ہمیں انہیں ایسی مکس گیڈرنگز میں لانا قطعاً مناسب نا لگا۔۔۔ جہاں فنکشن میں ہر طرح کا مرد موجود ہو۔۔۔ پھر اگر ایسے میں کوئی ان میں سے کسی کے ساتھ چھیڑ خانی کر جاتا یا ٹونٹ مار جاتا تو کام برداشت سے باہر ہو جانا تھا سب کچھ۔۔۔ اور

پھر تمہاری تقریب میں کیا ہوتا یہ بتانے کی مجھے ضرورت نہیں۔۔۔ رنگ میں
بھنگ ڈل جاتا۔۔۔ مزید برآں وہ سب چونکہ اس ماحول کی پروردہ نہیں ہیں تو
یہاں خوا مخواہ ان کمفر ٹیبل رہتیں۔۔۔۔

اس لئے عقل و شعور کا تقاضا یہ ہی تھا کہ اختیاط سے کام لیا جائے تاکہ سبحان کے
نکاح کا فنگشن باخیر و عافیت مکمل ہو پائے۔۔۔

دونوں بھائی انکی باتوں سے متفق ہوتے لب بھینچ گئے۔۔۔

پھر دونوں نے شعوری طور پر اس موضوع پر بات ناک کی۔۔۔

دونوں بھائیوں کو وہاں دیکھ ایمان کھل اٹھی تھی۔۔۔ بلاشبہ خوشیوں کے رنگ

دوبالا اپنوں سے ہی ہوتے ہیں۔۔۔

دونوں بھائیوں کے ساتھ ساتھ اسنے زوہان اور سبحان کو بھی اکھٹے ہی ناشتہ

کروایا۔۔۔

شامیر تو صبح سے کسی ناکسی ارینجمنٹس میں مصروف تھا۔۔۔ اسکے ناصر ف بھائی کی

مہندی تھی آج بلکہ بیٹے کا نکاح بھی تھا۔۔۔

وہ درمیان میں وقت نکال کر ان دونوں سے ملنے آیا اور بالخصوص سب سے انکا تعارف کروایا۔۔۔

دفعۃً اینجل کی آواز پر وہ اسکی جانب بڑھی تاکہ سب سے پہلے اینجل کو تیار کر کے فارغ ہو سکے اور بعد میں خود سکون سے تیار ہو سکے۔۔۔۔

واؤ مہندی تو بہت پیاری لگی ہے رملہ۔۔۔۔ انفیکٹ تمہارے ہاتھوں پر زیادہ پیاری لگ رہی ہے۔۔۔ رملہ کی دونوں دوستیں روبی اور رومی وہیں سیلون پہنچ گئی تھیں جن سے بھرپور ناراضگی دکھانے کے بعد بلاآخر رملہ مان ہی گئی تھی۔۔۔ واقعی انکی کمپنی میں اسکی گھبراہٹ بہت کم ہو گئی تھی۔۔۔ اسی لئے وہ اس لگژری سیلون میں لگے صوفوں پر بیٹھی اس وقت چائے پی رہی تھی۔۔۔ ابھی بیوٹیشن نے اسے کچھ۔۔۔ ٹریمنٹ دیا تھا اور اب وہ ٹی بریک لے رہی تھی

دفعۃً سیلون کی ایک ورکر بڑا سا ڈبہ لئے انکے سیکشن میں آئی۔۔۔ سبھی سیکشنز میں گلاس وال کی پارٹیشن تھی

یہ آپکا برائیدل ڈریس آگیا ہے۔۔ اسنے ڈبہ لا کر صوفے پر رکھا۔۔ دوسرے سیکشن میں امل تیار ہو رہی تھی۔۔ گلاس وال سے اسے تیار ہوتے دیکھا جاسکتا تھا۔۔۔

رومی اور روبی بے تابی سے اس ڈبے کی جانب لپکیں اور بے صبری سے اسے کھولا۔۔۔

رملہ بھی لب چباتی وہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔
واوووو۔۔۔ اس سوپر ہیٹ رملہ۔۔۔ وہ مسمرائزی آواز میں کہتیں برائیدل ڈریس شانوں سے پکڑتی سیدھا کر گئیں۔۔۔
وہ آف وائٹ کلر کی پاؤں کو چھوتی دیدہ زیب میکسی تھی جس پر گولڈن پرل کا کام تھا۔۔۔۔۔ نا بہت زیادہ ہیوی اور نا بہت لائٹ۔۔۔۔۔
فل سیلوز اور ساتھ بالکل میکسی جیسا خوبصورت سا آنچل۔۔۔ ساتھ وائٹ ہی سٹون کی نفیس سی جیولری جسکے نیچے سبز موتی لگے تھے۔۔۔

امیزنگ چوائس۔۔۔ میکسی کی خوبصورتی آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔۔۔ رملہ
مسکراتی نگاہوں سے دوستوں کے ہاتھوں میں تھامے لباس اور جیولری کو دیکھ رہی
تھی۔۔۔ ارے ارے۔۔۔ یہ کیا ہے۔۔۔

رومی نے جھک کر ڈبے سے آخری چیز نکالی وہ پنک خوبصورت سانیٹ کا آنچل تھا
جسکے کناروں پر گولڈن ہی خوبصورت سا بارڈر تھا۔۔۔
یہ کس لئے بھلا۔۔۔ ایسے نیٹ کے دوپٹے تو شادیوں پر برائیڈلز کے لئے ہوتے
ہیں نا۔۔۔

ارے بے وقوف وہ ریڈ کلر کے ہوتے ہیں۔۔۔ یقیناً یہ نکاح کی مناسب سے کلر
۔۔۔ بریک کر کے لیا گیا ہے

By the way Ramla your husband's choice and

colouring scence is osam...

بالکل ڈیسینٹ سی۔۔۔

بائے داوے فوٹو تو دکھاؤ اسکی۔۔۔ محترم کی شخصیت ہے کیسی۔۔۔ وہ سب کچھ

بیوٹیشن کے ہینڈ اوور کرتی واپس اسکے پاس آئیں۔۔۔

میرے پاس اسکی کوئی فوٹو نہیں ہے۔۔۔ رملہ سیدھی ہوئی۔۔۔ اور خالی چائے کا کپ میز پر رکھا۔۔۔

ارے ایسے کیسے نہیں ہے۔۔۔ تمہارے چاچو کا بیٹا ہے نا وہ۔۔۔ ایک ہی گھر میں رہ رہے ہو دونوں۔ بات وہ کرو جس پر یقین آئے ہمیں چلو دکھاؤ فوٹو۔۔۔ وہ دونوں کمر پر ہاتھ رکھے اسے گھورنے لگیں۔۔۔ رملہ بے بسی سے سر تھام کر رہ گئی۔۔۔

واقعی نہیں ہے یا۔۔۔ میں بھلا جھوٹ کیوں بولوں گی۔۔۔ اتنی کوئی انڈر سٹینڈنگ نہیں ہے میری اسکے ساتھ۔۔۔ ویسے بھی وہ بڑا ریزروڈ سا شخص ہے۔۔۔

رملہ نے صفائی دینی چاہیے جب وہ سرعت سے اسکی بات کاٹ گئیں۔۔۔ ہمیں نازیادہ باتیں سنانے کی ضرورت نہیں۔۔۔ فوٹو نہیں ہے تو دلہا بھائی سے منگوا کر دکھاؤ۔۔۔ اب یہ تو کہنا ہے ہی مت کے اسکا نمبر بھی نہیں ہے تمہارے پاس۔۔۔ کیونکہ تم موہن جوڈو کے زمانے کی نہیں ہو اوکے۔۔۔ رملہ ہاتھ کی مٹھی بنا کر ماتھے پر مار کر رہ گئی۔۔۔

جس کلاس سے وہ تعلق رکھتی تھیں وہاں کہاں ان جوازوں کو سچ سمجھا جاتا تھا جہاں
منگنی سے بھی پہلے لمبی لمبی ملاقاتیں ہوتی ہوں۔۔۔ وہاں وہ مزید انہیں وضاحتیں
نہیں دے سکتی تھی۔۔۔

اسنے لب کترتے زونی سے ہیلپ لینے کا سوچا۔۔۔ کے آج کل وہ ہی اسکے زرا
قریب تھا۔۔۔ سبحان سے فوٹو مانگنے کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔۔۔ کیا سوچتا وہ
بھلا اسکے بارے میں۔۔۔

وہ پہلے ان چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال نہ کرتی تھی۔۔۔ وہ بے ڈھرک اور بہت حد
تک بے باک تھی۔۔۔ لیکن اس ڈیسینٹ سی فیملی سے متعارف ہونے کے بعد جگہ
۔۔۔ جگہ فطری شرم و حیا اسے گھیرنے لگی تھی
۔۔۔ زوہان سے بھی سبحان کی فوٹو مانگتے ایک جھجک سی آڑے آرہی تھی
وہ اسکا واٹس ایپ نمبر کھولے بیٹھی شش و پنج میں مبتلا تھی جب اسکی ڈی پی کے گرد
بنے دائرے کو دیکھ اس پر کلک کر گئی۔۔۔

ساتھ ہی زوہان کے تازہ اپڈیٹ کئے سٹیٹس کھل گئے۔۔۔

وہ رات انکے ہلہ گلہ کرنے کی تصویریں تھیں جہاں وہ ارحم چاچو کے چہرے پر
--- زبردستی ہلدی مل رہا تھا

سٹیٹس مکمل ہونے پر خود بخود اگلا سٹیٹس کھل گیا۔۔۔

باز آ زوہان۔۔۔ خبردار جو ایسی حرکت میرے ساتھ کی تو۔۔۔ وہ ایک ویڈیو کلپ
تھا جس میں سبحان زوہان کو ہلدی لگے ہاتھوں سمیٹ اپنی جانب آتا دیکھ چلاتا ہوا
اٹے قدم بھاگ رہا تھا۔۔۔

میں تمہیں وارن کر رہا ہوں زونی رک جاو۔۔۔ جب اٹے قدم بھاگتے پیچھے سے
ارحم نے اسے دبوچا اور زوہان نے سرعت سے اس پر جھپٹتے اسکا پورا چہرہ ہلدی سے
بھر دیا۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ مائے گاڈ۔۔۔ وہ جھپٹا کر رہ گیا

ساتھ ہی ویڈیو ختم ہو گئی۔۔۔ اسنے وہی ویڈیو ان دونوں کو دکھادی۔۔۔ صد شکر کے
اللہ نے عزت رکھ لی۔۔۔ اسے زوہان سے سبحان کی فوٹو نہیں مانگنی پڑی۔۔۔ ورنہ
اسنے بھی بڑی ٹانگ کھینچنی تھی رملہ تھی۔۔۔

Wao they are so cute...

کیوٹ کے ہند سم۔۔۔ روبی کے بے ساختہ کہنے پر رومی نے ٹکرا لگایا۔۔

ہاں وہی۔۔ وہی۔۔۔۔

۔۔ بٹ ویٹ۔۔۔ یہ تو زوہان شامیر خان اور سبحان شامیر خان نہیں

یکدم رومی ٹھٹھکی۔۔۔۔

ہاں لیکن تم انہیں کیسے جانتی ہو۔۔۔ رملہ ٹھٹھکی۔۔۔

ارے یہ رائٹر کنزل الایمان کے بیٹے نہیں۔۔۔ انہیں کون نہیں جانتا۔۔۔ وہ یکدم ہی بہت پر جوش ہو گئی۔۔۔

کیا ٹاپ کلاس رائٹر ہیں وہ یار۔۔۔۔ مطلب تمہاری شادی رائٹر کنزل الایمان کے

بیٹے سے ہونے جارہی ہے۔۔۔ مائے گاڈ ڈیڈ۔۔۔ مطلب کے آج میں رائٹر کنزل

الایمان سے بھی ملنے والی ہوں۔۔۔ مائے گاڈ۔۔۔ مجھے یقین میں آرہا۔۔۔ اسکا بس

چلتا تو خوشی سے بھنگڑے تک ڈالنے لگتی۔۔۔۔

ایکجولی پہلے تمہارے نکاح کی ایکسائٹمنٹ تھی۔۔۔ اب کنزل آپنی سے ملنے کی

ایکسائٹمنٹ اس سے بھی زیادہ ہو گئی ہے۔۔۔

آپ جلدی کریں پلیر اسے جلدی تیار کر دیں۔۔۔ وہ اب بیوٹیشن کے پیچھے پڑ چکی تھی۔۔۔

بھائی کتنی دیر ہے تمہیں میں تو بالکل تیار ہوں۔۔۔ زوہان آف وائٹ کرتا شلواری پر بلیک واسکٹ پہنے بال جیل سے سیٹ کئے بجلت سبحان کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔ آج اسکے بھائی کا نکاح تھا اسکی چھب ہی نرالی تھی۔۔۔ سبحان آف وائٹ کرتا شلواری پر آف وائٹ ہی کوٹ زیب تن کئے جس پر آف وائٹ ہی نفیس سا ورک ہوا تھا۔۔۔ ڈریسنگ کے سامنے کھڑا خود پر پر فیوم سپرے کر رہا تھا۔۔۔ ماشا اللہ۔۔۔ لنگ ہینڈ سم برو وہ والہانہ کہتا دونوں باہیں وا کرتا سبحان کی جانب بڑھا جب یکدم ایک آواز پر اسکے قدم ٹھٹھکے۔۔۔

ہاں بس یہ ہی سب کچھ انہیں کرنا آتا ہے۔۔۔ کتنے خوش ہیں یہ تنہا بھائی کا نکاح اٹینڈ کرتے ہوئے۔۔۔

صدا سے ایسے ہی ہیں یہ۔۔۔ کھڑوس۔۔۔

ایک قطعی غیر متوقع آواز سن کر وہ کرنٹ کھا کر پلٹا۔۔۔

ڈریسنگ پر سبحان کا موبائل سیٹے سے ٹیک لگائے سیدھا کھڑا تھا جہاں پر روئی روئی
سی سرخ آنکھوں والی خولہ ویڈیو کال پر بھری بیٹھی تھی گویا اسکے آنے سے پہلے وہ
سبحان کے سامنے شکووں کی پوٹری کھولے بیٹھی تھی۔۔۔
جنگلی بلی تم کیا کر رہی ہو۔۔۔

کیا فائدہ آپ جیسے بھائیوں کا زونی بھائی جب آپ بابا کو ہمیں یہاں لانے پر قائل
ہی بنا کر سکے۔۔۔

کتنے ارمان تھے میرے اس حوالے سے۔۔۔ ایک تو اس قدر غیر متوقع نکاح اوپر
سے میرے بنا۔۔۔
جائیں نہیں بولتی میں آپ سے۔۔۔ ویسے بھی اب آپکو غریب رشتہ داروں کی کیا
ضرورت اب تو آپ لوگ۔۔۔

انف خولہ کیا بد تمیزی ہے یہ۔۔۔ زوہان یکدم چٹخ اٹھا۔۔۔
خولہ چہکوں پہکوں رونے لگی۔۔۔

حان بھائی آپکے نکاح میں آنا ہے مجھے۔۔۔ آپ میرے بنا نکاح نہیں کر سکتے۔۔۔

وہ سوں سوں کرتے ہاتھوں کی پشت سے آنسو گر گئے لگی۔۔۔

زوہان نے بے بسی سے بھائی کو دیکھا جو خود اسے یوں روتا دیکھ لب بھینچ گیا۔۔۔

جائیں سب سے کٹی ہوں میں۔۔۔۔

خولہ۔۔۔ خولہ گڑیا ایم سوری۔۔۔ اگر مجھے پہلے پتہ ہوتا کہ ماموں تم سب کو ساتھ

نہیں لا رہے تو شاید میں کچھ نا کچھ کر ہی لیتا۔۔۔ لیکن اب۔۔۔ وہ بے بس سا

خاموش ہوا۔۔۔ لیکن ڈونٹ وری۔۔۔ پراس واپسی پر بہت اچھی سی ٹریٹ

دوں گا تم سب کو۔۔۔ جہاں آپ لوگ چاہو۔۔۔ سبحان نے کسی طرح اسے قائل

کرنا چاہیے۔۔۔ وہ اتنا نرم دل تھا کہ وہ خولہ تو کیا کسی کے بھی آنسو برداشت نہیں

کر سکتا تھا۔۔۔

اور جنگلی بلی پکامیں تمہیں بھائی کے نکاح کی ساری لائیو کور تین دوں گا۔۔۔ ساتھ

کے ساتھ۔۔۔ گو کہ یہ ایک بڑی ذمہ داری اور مشکل ترین امر ہے لیکن پراس

ساری اہم چیزیں کور کروں گا۔۔۔ بس اب تم رونا مت۔۔۔ رو کر تم مزید

خوفناک لگنے لگتی ہو۔۔۔

زونی کے کہنے پر خولہ جو زرارہ یلیکس ہو رہی تھی اس نے زونی کو خونخوار نگاہوں سے گھورا۔ دیکھنا آپ پھوپھو سے شکایت کروں گی آپکی۔۔۔۔
پھوپھو سے شکایت کروں گی۔۔۔ اور کچھ آتا بھی ہے تمہیں۔۔۔ اسنے منہ بناتے خولہ کی نکل اتاری۔۔۔

وہ دانت پیس کر رہ گئی۔۔۔ آپ تو دشمن اول ہیں میرے۔۔۔
کوئی شک۔۔۔ وہ سٹائل سے کہتا کال کاٹ گیا۔۔۔

ایمان نے پہلے ہی اینجل کو تیار کر کے باہر بھیج دیا تھا۔۔۔ آج کے سارے پرہجوم ہنگاموں میں وہ بھی بہت خوش تھی۔۔۔ جبکہ اب ایمان خود تیار ہو کر اپنے بال بنا رہی تھی جب یکدم دروازہ کھول کر شامیر اندر داخل ہوا۔ اور اندر داخل ہوتے ہی بے ساختہ ٹھٹھک کر گویا وہیں فریز ہو گیا۔۔۔

آنکھوں کو بڑے عرصے بعد اسقدر تروتازہ سا منظر دیکھنے کو ملا تھا۔۔۔
ایمان پاؤں کو چھوتی بلیک کلر کی میکسی میں لائٹ سامیک آپ کئے کھڑی تھی۔۔۔

شہد رنگ ریشم سے بال جو کے جوڑا کرنے کو ہاتھوں میں سمیٹ رکھے تھے شامیر کو اندر آتا دیکھ بے ساختہ اسکے ہاتھوں سے چھوٹے جابجا کمر پر پھسلتے چلے گئے۔۔۔۔۔ وہ شیشے میں نظر آتے شامیر کے عکس کو دیکھ جھٹکے سے اسکی جانب پلٹی سیاہ میکسی اسکی دودھیار نگت پر عجیب چھب دکھلا رہی تھی کے رنگت مزید نکھر گئی تھی۔۔۔۔۔

وہ مسمرانز سا قدم قدم اسکی جانب بڑھا۔۔۔۔۔ نکاح تمہارے بیٹے کا ہے مسر۔۔۔۔۔ یہ تم کس خوشی میں قیامت ڈھا رہی ہو۔۔۔۔۔ وہ اس سے دوانچ کے فاصلے پر آکر رکا۔۔۔۔۔ ایمان نے سٹیٹا کر رخ موڑنا چاہا جب وہ سرعت سے اسکی بازو تھامتا اسے روک گیا۔۔۔۔۔

تمہیں پتہ ہے ہماری شادی کو کتنا عرصہ ہو گیا۔۔۔۔۔ وہ مخمور سا اسکے صبح چہرے کو نظروں کے حصار میں لئے گویا ہوا جہاں اتنی قربت پر قوس و قزاح کے سبھی رنگ اتر آئے تھے۔۔۔۔۔

اٹھ۔۔۔ اٹھارہ سال۔۔۔ انیس ہونے والے ہیں۔۔۔ وہ بامشکل زبان تر کرتے
گو یا ہوئی۔۔۔

اور اتنے سالوں کی قربت کے بعد بھی تم بلش پہلے زور جیسا کرتی ہو۔۔۔
اففف۔۔۔ خان۔۔۔ وہ شرمیلیں نگاہیں چراتی اسکے سینے پر مکہ جھڑتی رخ موڑ
گئی۔۔۔

شامیر نے اسکے شہد رنگ ریشم سے بال مٹھی میں جھکڑتے آنکھیں بند کر کے گہرا
سانس بھرا۔۔۔

تمہاری شہد رنگ آنکھوں کے بعد میں تمہارے بالوں کا ہی دیوانہ ہوں ڈیر
مسز۔۔۔ اسکے لہجے کا خمار ایمان کے ہاتھ پاؤں پھلا رہا تھا۔۔۔ اسے شامیر میں
شادی کے ابتدائی روز والے شامیر کی جھلک دکھائی دی۔۔۔

۔۔۔ کیا ہو گیا ہے آج آپکو خان

ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ اسنے کپکپاتے ہاتھوں سے ایر رنگز پہنتے اٹھتی گرتی
پلکوں کے رقص کے درمیاں آئینے سے اسکے خوب و سراپے پر نگاہ دورائی جو خود

بلیک ہی کرتا شلواری میں سفید واسکٹ پہنے کسی ریاست کا مغرور شہزادہ ہی لگ رہا تھا۔۔

مجھے لگتا ہے۔۔۔ وہ اسے شانوں سے تھامے اسکا رخ اپنی طرف کر گیا۔۔۔

مئی آپ تیار۔۔۔ جب حسب معمول زوہان آندھی طوفان بنا ایک جھٹکے سے کمرے کا دروازہ وا کئے اندر داخل ہوا۔۔۔

ایمان بھی اتنی ہی تیزی سے شامیر سے دور ہٹتی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آکر دوسرا ایئر رنگ پہننے لگی۔۔۔

شامیر گہری سانس خارج کر کے رہ گیا۔۔۔

واؤ مئی یو لکنگ گور جس لیڈی۔۔۔ کیا یہ بات آپکو ڈیڈ نے بتائی۔۔۔ وہ شریر سا ہوتا ماں کے پاس آیا۔۔۔

میں بتانے ہی والا تھا لیکن تم بن بلائے مہمان کی طرح خود بخود ٹپک پڑے۔۔۔

زوہان قہقہہ لگاتا ہنس دیا۔۔۔ کوئی بات نہیں ینگ مین۔۔۔ بعد میں آپکو پورا پورا موقع دیا جائے گا۔۔۔

ایمان نے ڈریسنگ سے اپنا کلچ اٹھاتے زوہان کے شانے پر جڑا۔۔۔

افف مئی۔۔۔۔

خوبصورت لوگوں کو غصہ دکھانے کا کوئی حق نہیں۔۔۔ اور آج کے دن تو بالکل
بھی نہیں۔۔۔۔ وہ ماں کے ہاتھوں سے کلچ تھام کر واپس ڈریسنگ پر رکھتا ماں کو بازو
کے حصار میں لئے دوسرے ہاتھ سے سیلفی بنانے لگا۔۔۔

پرفیکٹ مئی۔۔۔

مسٹر شامیر پلینز آپ بھی آئیں نا۔۔۔ زوہان کے بلانے پر وہ مسکراتا ہوا قریب آ کر
اسکا ہاتھ ایمان کے شانے سے ہٹاتا خود رکھ گیا۔۔۔

ایمان کی ایک طرف شامیر تھا جبکہ دوسری طرف زوہان اور کیمرے کی آنکھ نے
تیزی سے یہ منظر ہر ہر اینگل سے اپنی آنکھ میں محفوظ کیا۔۔۔
حان تیار ہے کیا زونی۔۔۔

جی مئی بس۔۔۔

دفعتا سبحان دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔

ماشا اللہ۔۔۔ اللہ میرے بیٹے کو نظر بد سے بچائے۔۔۔ اسکایوں خوبروساروپ دیکھ
بے ساختہ ایمان کی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔ اسنے آگے بڑھ کر سبحان کا چہرا ہاتھوں
کے پیالے میں بھرا اور پاؤں اوپر اٹھاتے اسکی صبح پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔
وہ آسودگی سے مسکرا دیا۔۔۔

خان پیسے نکالیں جتنے بھی ہیں آپکی جیب میں۔۔۔ ایمان نے شامیر کی جانب ہاتھ
بڑھایا تو شامیر نے والٹ سے کی لال اور ہرے نوٹ نکال کر اسکے حوالے کئے جسے
بیٹے کے سر سے وارتی وہ واپس شامیر کی جانب بڑھا گئی۔۔۔ یہ وینیو جانے سے پہلے
کسی ضرورت مند کو دے دیجئے گا۔۔۔ شامیر نے پیسے پکرتے سر خم کیا۔۔۔
میری میرے بیٹے کے ساتھ تصویر بناؤ زونی۔۔۔
شیور ممی۔۔۔ آپ بھی آئیں ڈیڈ۔۔۔ وہ ان تینوں کی تصویر کھینچ کر خود بھی ساتھ آ
کر کھڑا ہوتا سیلفی لینے لگا۔۔۔

بائے داوے اینجل کہاں ہے پھر یہ فیملی فوٹو ہوتی نا۔۔۔ چلیں خیر وینیو پر پہنچ کر
لیں گے کمپلیٹ فیملی فوٹوز۔۔۔

چلو جلدی کرو دیر ہو رہی ہے ہمیں۔۔۔ شامیر کے جلدی جلدی کا شور مچانے پر ایمان نے بعجلت بالوں کا جوڑا بنا کر حجاب سیٹ کیا اور میکسی کا ہم رنگ آنچل دائیں شانے اور بازو پر پھیلا کر لیا۔۔۔

اور بعجلت جو تار سٹی کلچ اٹھا کر ان سب کے پیچھے ہی کمرے سے نکل گئی۔۔۔

ماشا اللہ۔۔۔ اللہ نظر بد سے بچائے میرے بیٹی کو۔۔۔ رملہ اس دیدہ زیب برائیدل ڈریس میں ملبوس تیار سی کوئی معصوم سی گڑیا ہی لگ رہی تھی۔۔۔ کم عمری کی معصومیت ہر چیز پر غالب تھی۔۔۔ مزید غزال سی آنکھوں میں تیری نمی اور سرخ ڈوروں نے حسن مزید دو آتشہ بنا دیا تھا۔۔۔ یہاں پھر سے اسکی برائے نام فیملی اسے دغا دے گئی تھی۔۔۔

اسکی دوستیں سیلون میں اسکے ساتھ ہی رہی تھیں تبھی انکے تیار ہونے کی باری لیٹ آئی۔۔۔ رملہ امل کے ساتھ وینیو پہنچ چکی تھی جبکہ وہ دونوں کچھ دیر تک پہنچنے والی تھیں۔۔۔ لیکن یہاں آکر جیسے ہر کوئی اسے بھول گیا تھا۔۔۔ رفیعہ رانیہ اور رمشہ نے تو یہاں رسم دنیا نبھانے کو بھی اسے ناپو چھا تھا۔۔۔

یوں برائیڈل روم میں تنہا بیٹھنے کے باعث اس موقع پر اسکا دل بھر بھر آرہا تھا۔۔۔ حالت عجیب سی ہو رہی تھی۔۔۔ کچھ دیر پہلے ہی امل کے ساتھ فوٹو گرافر آیا تھا جو اسکا تنہا تھوڑا سا فوٹو شوٹ کر کے گیا تھا وہ بامشکل خود کو کمپوز کئے بیٹھی تھی اور اب جو گرینڈ ماں نے آکر اسے والہانہ اپنے ساتھ لگایا تو اسکا دل چاہا کہ ہر مصلحت بالائے طاق رکھتی پھوٹ پھوٹ کر رو دیتی۔۔۔

دفعتارومی اور روبی شور مچاتی وہیں آگئیں۔۔۔

ان دونوں کے وہاں آجانے سے اسے بہت حوصلہ ہوا۔۔۔

بھی لڑکے والے آگئے۔۔۔ دفعتا باہر سے اٹھتے شور پر گرینڈ ماٹھ کر باہر آگئی۔۔۔

باقی سب سیلون سے تیار ہو رہے تھے تو وہیں سے وینیو وقت پر پہنچ گئے تھے مرد حضرات انتظامیہ ہونے کے باعث پہلے ہی وہاں موجود تھے۔۔۔ البتہ شامیر کی فیملی وہاں اب پہنچی تھی۔۔۔۔

رملہ بے ساختہ ہاتھ مسل کر رہ گئی۔۔۔۔

ایمان وینو پر پہنچتے ہی باہر سب سے مل کر سیدھی رملہ کے پاس ہی آئی۔۔۔۔
برائیڈل روم کا دروازہ وا کر کے اندر داخل ہوتے اسکی نگاہ رملہ کے معصوم
دلہنپے کے روپ پر پڑی تو لب خود بخود مسکرا اٹھے۔۔۔۔

ماشاء اللہ۔۔۔ اللہ میری بیٹی کو نظر بد سے بچائے۔۔۔ وہ مسکراتی ہوئی رملہ کی جانب
بڑھی جب رملہ اسے دیکھ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ ایمان نے نرمی سے
اسے اپنے ساتھ لگاتے اسکا سر تھپکا۔۔۔۔
آپ ٹھیک ہونا بیٹا۔۔۔ کچھ کھایا آپ نے۔۔۔ ایمان کے فکر مندی سے پوچھنے پر وہ
۔۔۔ آہستگی سے سرہاں میں ہلا گئی

رملہ نے اسکا تعارف دونوں دوستوں سے کروایا۔۔۔۔
۔۔۔ ایمان ان سے خوشدلی سے ملی

مائے گاڈ۔۔۔ یہ تمہاری مدران لائیں۔۔۔۔

She is so young....

روبی کی حیرت انگیز آواز پر ایمان مسکرا دی۔۔۔ ایسی باتیں اسے اکثر و بیشتر سننے کو
۔۔۔ ملتی رہتی تھی

آپ رائٹر کنزل الایمان ہیں نا۔۔۔ رملہ سے اسکی مدد ان لاکا تعارف سن کر رومی اپنی جگہ سے اٹھتی کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکی جانب بڑھی۔۔۔

My God... It's unbelievable....

Can I hug you mam ... Please...

اسکی بھرائی آواز میں کہنے پر ایمان نے بے ساختہ آگے بڑھتے اسے ساتھ لگایا۔۔۔ پہلے اسے ایسے فیڈبیک ملا کرتے تھے۔۔۔ لیکن جب سے دونوں بچوں نے پریس میں ماں کا تعارف کروایا تھا۔۔۔ لوگ ان دونوں کی بدولت اسے پہچان جاتے تھے۔۔۔

اور پھر یہ سوشل میڈیا کا دور تھا۔۔۔ رومی نے جھٹ نکاح کی اینجمنٹس کے سامنے کھڑے ہوتے اپنی فوٹوز بنائی اور انسٹا پر اپلوڈ کر ڈالی۔۔۔

I am the luckiest one who attended the Nikah ceremony of writer kinzul Emaan's son Subhan Shameer khan..

اور اسکے ساتھ ہی چند اینٹری کے ویڈیو کلپس جہاں سبحان زوہان باپ اور چاچو کے ساتھ اندر داخل ہو رہا تھا۔۔۔

جلد ہی ایمان کے ریڈرز کے باعث یہ واقعہ سوشل میڈیا پر گردش کرنے لگا تھا۔۔۔

رملہ کو اسکی دوستوں اور فیملی میمبرز کے سنگ باہر اس احاطے میں لایا گیا جہاں نکاح کی اینجمنٹس کی گئی تھیں۔۔۔

نکاح چونکہ دن کے وقت کا تھا اور موسم آبر آلود تھا اسی لئے آف وائٹ پھولوں سے کی گئی اینجمنٹس پر موسم کے باعث اترے مدہم رنگ اسے مزید پرکشش بنا رہے تھے۔۔۔

نکاح کے لئے نیچے فرشی نشستوں کا انتظام کیا گیا تھا۔۔ جسکے درمیاں سفید پھولوں کی لڑیوں سے ہی پارٹیشن کی گئی تھی۔۔۔

کیمر امینز اور فوٹو گرافرز پل کی کورتج کر رہے تھے۔۔۔۔۔ رملہ کو لا کر اسکی نشست پر بیٹھایا گیا تو پھر سبحان کو سبھی مرد حضرات کی معیت میں وہاں لایا گیا۔۔۔۔۔

ایم سوا ایکساٹڈ بھائی۔۔۔۔۔ یہ واقعی تمہارا نکاح ہو رہا ہے نا۔۔۔۔۔ زوہان اسکے کان میں منہ گھساتا سر گوشانہ گویا ہوا۔۔۔۔۔ اتنے کیمر امینز کے نرغے میں بھی اسکی رگ ضرافت پھڑک رہی تھی۔۔۔۔۔ سبحان نے بامشکل مسکراہٹ دالی۔۔۔۔۔

یہ سہی ہے بابا۔۔۔۔۔ سب بہن بھائیوں میں سے آپکا یہ سیکنڈ لاسٹ پیس سب سے تیز نکلا۔۔۔۔۔

اسے ہمیشہ ہر کام کی جلدی رہتی تھی۔۔۔۔۔ تبھی بالا ہی بالا اولاد پیدا کر کے چپکے سے جوان اولاد سب کے سامنے پیش کر دی۔۔۔۔۔ اور اب چھوٹے بھائی کی شادی پر ساتھ ہی بیٹے کے سر پر سہرا سجا دیا۔۔۔۔۔ بھلا اسکی جلد بازیوں کا کوئی انت ہے۔۔۔۔۔ ذوہیب بھائی کی بات پر یکدم ہی وہاں مشترکہ قہقہہ گھونج اٹھا۔۔۔۔۔ شامیر تو باقاعدہ ہستا ہوا دہرا ہو گیا۔۔۔۔۔

باقی سبھی انکی باتوں سے مستفید ناہو سکے تھے تبھی یکدم انہیں آگے بڑھتے بڑھتے
یکدم رکنا اور قہقہہ لگاتا دیکھ سبھی حیرت سے انہیں دیکھنے لگے۔۔۔

تاؤ جی۔۔ ڈیڈ کی باقی کی ٹانگ ہم مل کر لیکن بعد میں کھینچے گے۔۔۔ یہ ناہو ہمارے
ہسی مزاق میں دلہا صاحب کہیں غائب ہو جائیں۔۔۔ زوہان کے کہنے پر سبحان نے
بنا کسی کی پرواہ کئے یکدم اسکی گردن دبوچی۔۔۔

مائے گاڈ برو۔۔ دیکھو تو سہی یار یہاں کتنی حسیں لڑکیاں ہیں۔۔۔ سب کے
سامنے اب تم یوں میری درگت بناؤ گے۔۔۔ سب کیا کہیں گے دلہا کتنا ظالم ہے
اور پھر رملہ۔۔۔ وہ کیا سوچے گی کے سب نے مل کر اسکے ساتھ زیادتی کر دی۔۔۔
کول برو کول۔۔۔
زوہان کی نان سٹاپ دہائیوں پر سبحان نے اپنی بازو اسکی گردن سے نکالی تو وہ لباس
درست کرتا بال سیٹ کر کے رہ گیا۔۔۔ ہر ہر کیمرے کی آنکھ ان ہسی مزاق کے
لمحوں کو اپنی آنکھ میں سرعت سے محفوظ کر رہی تھی۔۔۔
حسد و رشک سے بھری کئی نگاہیں انہی پر ٹکیں تھیں۔۔۔

حان زونی خدا کا نام ہے بنا کوئی پنگا ڈالے اس تقریب کو بخیر و عافیت مکمل ہو لینے
دو۔۔ باقی کی تم دونوں کی کلاس میں گھر جا کر لے لوں گی۔۔۔

اینٹری چونکہ لڑکوں کی ہو رہی تھی تبھی دوسری سائیڈ پر قدرے فاصلے پر سبھی
خواتین کے ساتھ کھڑی ایمان نے دانت پیستے بڑے پیار سے انہیں وارن کیا۔۔۔
ساتھ ہی وہاں سب کا اجتماعی قہقہہ چھوٹ گیا۔۔۔۔ سبحان تو فوراً الرٹ ہو گیا البتہ
زوہان توبہ توبہ کرنے والے انداز میں کانوں کو ہاتھ لگا تا سب کے قہقہوں کا
دورانیہ طویل کر گیا۔۔۔۔۔

مائے گاڈیار۔۔۔ دونوں پر سے نظر نہیں ہٹ رہی۔۔۔ کوئی اتنا مکمل اور اتنا پیارا کیسا
لگ سکتا ہے۔۔۔۔۔
رانیہ سلگتی آنکھوں سے یہ سارے منظر دیکھ رہی تھی۔۔۔ جب پاس کھڑی اپنی ہی
دوست کی حسرت زدہ آواز سن کر پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔۔۔

۔۔۔ اب اتنے بھی کوئی شہزادہ گلہام نہیں دونوں
یہ تو ناکام حسرتیں بول رہی ہیں نا ورنہ حقیقت تو اسکے بالکل الٹ ہے اور یہ بات تم
۔۔۔ بھی باخوبی جانتی ہو

سبحان کو لا کر اسکی جگہ پر بیٹھایا گیا تو نکاح کی کاروائی باقاعدہ شروع کر دی گئی۔۔۔

۔۔۔۔۔ سب سے پہلے رملہ کا نکاح پڑھوا کر اسکی رضامندی لی گی

اسکی میکسی کی سیلیوز فل تھیں جسکے آگے تازہ گجرے پہن رکھے تھے۔۔۔ چہرے پر

اسی پنک نیٹ کے دوپٹے کا گھونگٹ تھا۔۔۔ حنائی ہاتھوں میں تھاما پین نکاح نامے پر

دستخط کرتے بارہا کچپارہا تھا۔۔۔

اسکے نکاح نامے پر دستخط کرتے ہی ایمان نے بے ساختہ اسے ساتھ لگاتے اسکے سر

کا بوسہ لیا۔۔۔

دوانجان دل ایک پاکیزہ رشتے میں بندھ کر ایک دوسرے کے لئے ڈھرنے لگے
تھے۔۔ نکاح مکمل ہوتے ہی سبحان اور سبھی مرد حضرات اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا
ہوئے۔۔۔

سر اب آپ یہ پھولوں کی لڑیاں ہٹا کر دوسری جانب آئیں اور میم کا گھونٹ اٹھا کر
انکے ماتھے کا بوسہ لیں۔۔۔

وہاٹ۔۔۔ ایکسیوزمی۔۔۔ کیمرامین کے ہدایت دینے پر وہ تعجب زدہ سا بولا۔۔۔
سر یہ ٹرینڈ ہے۔۔۔

Sorry m not interested to follow such a stupid trend...

Also not interested to share my private moments
publicly like this...

وہ قطعی انداز میں یوں گویا ہوا کہ چندپلوں کے لئے کیمرامین بھی خاموش رہ
گیا۔۔۔

اوکے سر پھر آپ پارٹیشن کے اس طرف آکر میم کا گھونٹ اٹھا دیں تک کے
ویڈیو اور فوٹوز کے لئے آسانی ہو سکے۔۔۔ وہ خفیف سا گویا ہوا۔۔۔

ٹرسٹ می وہ یوں زیادہ پیاری لگ رہی ہے اور اس وقت یوں کیچڑھ کی گئی میموریز
زیادہ پیاری ہونگی۔۔۔۔۔ سبحان کے کہنے پر یکدم ہی زوہان نے ہوٹنگ شروع کر
دی۔۔۔

سب باری باری سبحان سے ملنے لگے تھے گرینڈ پا اور شامیر کے مل کر اسے نکاح
مبارک کہنے کے بعد زوہان کی باری آئی۔۔۔
میں پہلے کس کروں گا۔۔۔ پھر ہگ۔۔۔ شرارت اسکی آنکھوں میں ناچ رہی
تھی۔۔۔

خدا کا نام ہے زونی۔۔۔ انسانوں والی حرکتیں کرو۔۔۔
سبحان بدک کر پیچھے ہٹا۔۔۔
نہیں نامیرے بھائی کا نکاح ہوا ہے مجھے زیادہ خوشی ہے۔۔۔ وہ شریر مسکراہٹ
چہرے پر سجائے اسکی جانب بڑھا۔۔۔

غضب خدا کا۔۔۔ وہیں۔۔۔ وہیں رک جاو۔۔۔ درمیان سے پھولوں کی پارٹیشن ہٹا
دی گئی۔۔۔ سبھی مسکراتے ہوئے اس نظارے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔۔

بھائی مجھ سے جلدی مل لو ابھی پوری لائن پیچھے انتظار میں کھڑی تھی۔۔۔ زوہان
نے اسکے جانب بڑھتے وارن کیا۔۔۔

جوالٹے قدم لے رہا تھا۔۔۔

جاؤ نہیں ملتا تم سے۔۔۔

پارٹنر ہیلپ۔۔۔۔۔ زوہان کے ارحم کو آواز دینے پر سبحان بوکھلایا۔۔۔

اس سے پہلے کچھ سمجھتا ارحم نے اسے پیچھے سے آتے دبوچا۔۔۔

فضاقہتوں سے گھونج اٹھی۔۔۔

حتکہ گھونٹ کی اوٹ سے یہ سب دیکھتی رملہ تک ہس ہس کر دہری ہو گئی۔۔۔۔

چاچو دس ازناٹ فیر۔۔۔ آپ ہر بار اسکا ساتھ نہیں دے سکتے۔۔۔

زوہان نے اسکا چہرہ ہاتھ میں تھامتے منہ کا پاوٹ بنایا۔۔۔

کیمرامیز دھرا دھرا انکی فوٹوز لے رہے تھے۔۔۔

ایک طرف سے زوہان نے اسکے چہرے کا بوسہ لیا اور دوسری جانب سے ارحم

نے۔۔۔ کیمرامیز نے ایک ایک پل کو یادوں کی صورت قید کیا۔۔۔

ان دونوں کے زوہان کو چھوڑنے پر وہ گہری سانس خارج کرتا چہرہ دونوں جانب سے رگڑتا انہیں گھور کر رہ گیا۔۔۔

بہت برا کیا آپ دونوں نے یہ پہلے بھا بھی کا حق تھا۔۔۔ کسی منچلے نے چٹکلا چھوڑا تھا محفل میں پھر سے قہقہے چھوٹ گئے۔۔۔ مجھ سے دس فٹ کے فاصلے پر رہنا۔۔۔

سبحان نے زوہان کو وارن کیا جو جھٹ فاصلہ پاٹا اسکے قریب آتا اسکے گلے میں بازو حائل کر گیا۔۔۔

اور ایسا بھلا کیوں برو۔۔۔ بلاخر میرے بھائی کی شادی ہے۔۔۔ وہ ہر پل ثابت کر رہا تھا کہ وہ زوہان شامیر خان ہے۔۔۔ اور وہ زوہان ہی کیا جو کسی کی وارننگ مان جائے۔۔۔

صرف صورت ہی اچھی ہے باقی تو ہر چیز روائتی مردوں جیسی ہی ہے۔۔۔ دقیانوس کہیں کا۔۔۔ کیا جاتا جو ایک چھوٹے سے ٹرینڈ کو فالو کر لیتا تو۔۔۔ یہ تو ہر جگہ عام ہے۔۔۔

باہر کھلے ایریا سے اندر حال میں آتے رانیہ نے بلخصوص رملہ کو سناٹے کی خاطر
زہریلے انداز میں کہا۔۔۔ وہ سب دوستوں کے سامنے رانیہ کے اس گھٹیا پن پر
دانت پیس کر رہ گئی۔۔۔

ایکسیوزمی۔۔۔ وہ رائٹر کنزل الایمان کا بیٹا ہے۔۔۔ ایسے فضول ٹرینڈ فالو نہیں کر
سکتا۔۔۔ بلکہ انکے بیٹے جو کرتے ہیں وہی ٹرینڈ بن جاتا ہے۔۔۔
کسی نے ان ڈائلاگز کی ویڈیو سوشل میڈیا پر اپلوڈ کر دی نا۔۔۔ تو ہر جگہ یہ ڈائلوگ
ہی ٹرینڈ بن جائے گا۔۔۔

Sorry m not interested to follow such a stupid trend...

Also not interested to share my private moments
publicly like this...

رومی نے جھٹ بدلہ اتارتے سبحان کی ہو بہو نقل اتارتے روپی کے ہاتھ پر ہاتھ
مارا۔۔۔۔

اسے کہاں برداشت ہوا تھا فیورٹ رائٹر کی فیملی کو نشانے کی زد پر رکھنا۔۔۔

رانیہ غصے سے پیچ و تاب کھاتی ایک قہر برساتی نگاہ ان پر ڈال کر وہاں سے واک
آوٹ کر گئی۔۔۔

رملہ ہمیں تمہاری فوٹوز بنانی ہیں سبحان بھائی کے ساتھ۔۔۔ باہر اوپن ایریا میں
چاروں جانب بونے سیٹ تھا جہاں انواع و اقسام کی ڈشز خوبصورتی سے سجی ہوئی
تھیں۔۔۔ زیادہ تر لوگ وہیں اوپن ایریا میں ہی بیٹھے کھانے پینے سے لطف اندوز ہو
رہے تھے۔۔۔ اندر گئے چنے لوگ ہیپ تھے یا تینوں لڑکیاں اور انکی دوستیں۔۔۔
رملہ روبی اور رومی کے ساتھ ایک جانب موجود منجلی صوفوں پر بیٹھی کریمی سیلڈ کھا
رہی تھی۔۔۔ ان سے کچھ فاصلے پر ہی رانیہ اور رمشہ اپنی دوستوں کے ساتھ بیٹھیں
کھانے کے بعد اب تصویریں بنا رہی تھیں جب رومی رملہ سے گویا ہوئی۔۔۔
سیلڈ منہ میں ڈالتے اسکے ہاتھ ٹھٹھکے اور اسنے یوں رومی کو دیکھا جیسے اسنے کوئی
انہونی بات کر ڈالی ہو۔۔۔۔

رانیہ اپنی تصویر بنا کر دیکھتے طنزیہ ہسی۔۔۔ جیسے بہت حد تک وہ ان دونوں کھڑوس
بھائیوں کی عادات سے واقفیت حاصل کر چکی ہو۔۔۔

ہاں ناچلو سبجان بھائی کو بلا کر لاتے ہیں۔۔۔ رومی کا ہاتھ تھامتی بنا رملہ کی کوئی بات سننے حال کے دروازے کی جانب بڑھی۔۔۔

رملہ شدید پیچ و تاب کھاتی سر تھام کر رہ گئی۔۔۔

جبکہ رانیہ اور رمشہ ہاتھ پر ہاتھ مارتی ان دونوں کی متوقع بے عزتی لائیو دیکھنے کو الرٹ ہو بیٹھیں۔۔۔ ایسی کوششیں کر کر کے وہ خوب عزت افزائی کروا کر بیٹھی تھیں۔۔۔

زوہان اور سبجان حال کے دروازے کے پار ہی کھڑے آپس میں کوئی بات کر رہے تھے جب وہ دونوں وہاں پہنچیں۔۔۔

اسلام علیکم سبجان بھائی۔۔۔ رومی کی آواز پر وہ دونوں بھائی ٹھٹھکے۔۔۔ سبجان نے سر کے اشارے سے جواب دیتے سوالیہ نگاہیں ان پر ٹکائیں۔۔۔ جی۔۔۔

جہاں رملہ رانیہ اور رمشہ بیٹھیں تھیں وہاں سے یہ سارا منظر باخوبی دیکھا جاسکتا تھا۔۔۔

ایکچولی ہم رائٹر کنزل الایمان کی ریڈرز ہیں اور۔۔۔ آہم آہم۔۔۔ آپکی کیوٹ سی مسز کی فرینڈز بھی۔۔۔ رومی کا انداز شیر تھا۔۔

اوہ۔۔۔ سبحان کے تاثرات ڈھیلے پڑے جبکہ زوہان ہسی داب کر رہ گیا۔۔۔ ایکچولی ہمیں آپکی اور رملہ کی چند فوٹوز لینی ہیں۔۔۔ وہ فوراً مدعے پر آئی۔۔۔ اوکے۔۔۔ ابھی کچھ دیر میں فوٹو شوٹ ہو گا تو تب لے لیجئے گا۔۔۔ اسنے نکاح سے پہلے فوٹو شوٹ کروانے سے انکار کر دیا تھا۔۔۔ اب کچھ دیر تک انکا فوٹو شوٹ ہونا تھا۔۔

ارے ایسے کیسے۔۔۔ روبی چلا اٹھی۔۔۔ ہم کیوں بھلا فوٹو گرافر کے ساتھ ساتھ فوٹوز لینے لگے۔۔۔ ہم دلہن کی۔۔۔ نونو۔۔۔ سوری۔۔۔ ہم رائٹر کنزل الایمان کی بہو کی دوستیں ہیں۔۔۔ ہمیں سپیشل ٹریمنٹ ملنا چاہیے۔۔۔

۔۔۔ سبحان اس ایموشنل بلیک میلنگ پر شہادت کی انگلی سے ماتھا کچھ کر رہ گیا اسنے ایک نگاہ زوہان کو دیکھا جو شانے اچکا گیا۔۔۔

اوکے چلیں۔۔۔ سبحان نے گہری سانس خارج کی۔۔۔

زوہان نے مسکرا کر اسے تھمبز آپ کیا۔۔۔

چلو تم بھی ساتھ۔۔۔ آگے بڑھتے بڑھتے وہ رکا۔۔۔

ایکسیوزمی۔۔۔ وہاں دلہا اور دلہن کی فوٹوز بنانی ہے انہوں نے۔۔۔ اور میرے

خیال سے ناتو آج میرا نکاح ہوا ہے اور نہ ہی وہاں میری دلہن موجود ہے۔۔۔ وہاں

بھلا میرا کیا کام۔۔۔۔۔ زوہان کے ہری جھنڈی دکھانے پر وہ اسے گھور کر دیکھتا

آگے بڑھ گیا۔۔۔۔۔

جبکہ اسے رومی اور رومی کے ساتھ آتا دیکھ۔۔۔ رمشہ اور رانیہ تو دور خود رملہ تک

حیرت و شاک میں مبتلا ہو گئی۔۔۔ آج یہ شخص اپنی نیچر کے الٹ کیوں چل رہا تھا

بھلا۔۔۔۔۔

رومی نے آگے آگے بھاگ کر آتے رملہ کے سر پر موجود گلابی نیٹ کے آنچل کا

۔۔۔ واپس گھونگٹ اڑایا

سبحان کے قریب پہنچتے ہی رملہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ وہ ہاتھ پشت پر باندھے پنے

تلے قدم اٹھا کر وہاں آتا گویا پورے ماحول پر چھایا ہوا تھا۔۔۔

رمشہ اور رانیہ سمیٹ انکی سبھی دوستوں کی نگاہیں یک ٹک اسی پر مرکوز تھیں۔۔۔
اور وہ سب سے بے نیاز بس ان دونوں کی جانب متوجہ تھا جو اسے وہاں لائی تھیں
آممم سبحان بھائی وہاں تو نہیں مگر اب یہاں رملہ کا گھونگھٹ اٹھائیں اور بالکل
سر کے لیول پر لا کر سٹک ہو جائیں اس پوز میں آپکی ایک فوٹو لینی ہے۔۔۔۔

رومی کے ڈکٹیٹ کرنے پر سبحان نے ایک سنجیدہ نظر اسے دیکھا پھر رملہ کو۔۔۔
اٹھائیں نا سبحان بھائی۔۔۔ رومی نے بھی کہتے سبحان کے اسکی طرف دیکھنے پر آنکھ
سے رملہ کے گھونگھٹ کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

اسنے گہری سانس خارج کرتے رملہ کا گھونگھٹ تھاما اور آہستگی سے اسے اوپر اٹھا
دیا۔۔۔ اسکے معصوم کلیوں کی مانند کھلتے چہرے پر پڑتی پہلی نظر ٹھٹھکا دینے والی
تھی۔۔۔ مگر وہ جلد خود کو کمپوز کر گیا۔۔۔۔

رومی اور رومی نے جھٹ سے انکی کئی ایک تصویریں کھینچیں۔۔۔

زوہان بھائی اب رملہ کے شانے پر ہاتھ رکھیں۔۔۔ زرا جلدی کریں پلیز۔۔۔ وہ
کلانی میں باندھی گھڑی پر نظر دور اتانکے کہنے پر رملہ کے شانے پر ہاتھ رکھ
گیا۔۔۔

اسکے لمس پر رملہ سانس تک روک گئی۔۔۔

گویا وہ اتنا بے مروت بھی نہ تھا۔۔۔ اپنے سے وابستہ رشتوں سے مروت نبھانا

خوب جانتا تھا۔۔۔

تھینکس سبحان بھائی۔۔۔ لیکن آپ کدھر۔۔۔ تصویریں بنا کر انہوں نے سبحان کا

شکریہ ادا کیا لیکن اسے باہر جاتا دیکھ دو نوں چلا اٹھی۔۔۔

بن گئی نافوٹوز پھر اب۔۔۔ وہ الجھا۔۔۔

پھر یہ کے آپ اور رملہ ہمیں اپنے نکاح کی ٹریٹ دے رہے ہیں۔۔۔ انکی جھٹ

اگلی فرمائش حاضر تھی۔۔۔ رملہ ماتھاپیٹ کر رہ گئی۔۔۔

وہ اتنے ریزروڈ بندے کے سامنے پھیلتی ہی جا رہی تھی۔۔۔ وہ پتہ نہیں کیسے اتنی

خوش اخلاقی کے ساتھ مروت نبھا رہا تھا۔۔۔ کیا اب وہ دونوں رانیہ رمشہ اور انکی

دوستوں کے سامنے عزت افزائی کروا کر ہی دم لینا چاہتی تھیں۔۔۔

رملہ انکے قریب آکھڑی ہوئی ارادہ انہیں اشاروں کناروں میں منع کرنے کا

تھا۔۔۔

اور باہر وہ جو اتنا لمبا بونے لگا ہے۔۔۔ وہ کیا ہے۔۔۔ کیا آپ نے کھانا نہیں
کھایا۔۔۔ وہ ہمارے نکاح کی دعوت ہی ہے۔۔۔ وہ پھر سے ہاتھ پشت پر باندھتا
متانت سے گویا ہوا۔۔۔

ارے وہ ہہہہہہ۔۔۔۔ وہ تو دعوت عام ہے نا۔۔۔ سب کے لئے۔۔۔ لیکن ہم نے
ابھی آپ کو باہر بتایا نا کہ ہم خاص ہیں۔۔۔ تو ہمیں سپیشل نکاح ٹریٹ بھی چاہیے۔۔۔
آپ دونوں کی طرف سے بتائیں کب دے رہے ہیں۔۔۔
سبحان انگلی سے ماتھا مسل کر رہ گیا۔۔۔ میں کیوں دینے لگا آپ کو ٹریٹ بھی۔۔۔ آپ کو
ٹریٹ آپ کی دوست دے گی نا۔۔۔
اور ہماری دوست اب آپ کی بیوی ہے نا تو آپ۔۔۔
سوری آپ کو ٹریٹ آپ کی دوست ہی دے گی۔۔۔ میں ایسی گیڈرنگز جو خالصتاً لیڈرز
کی ہوا ٹینڈ نہیں کرتا۔۔۔

اسکے صفا چٹ جواب پر رانیہ اور رمشہ کے چہروں پر طنزیہ مسکراہٹ ابھری۔۔۔
البتہ رومی اور رونی کے چہرے پھیکے پر گئے۔۔۔

رملہ لب چبا کر رہ گئی بس وہ یہ ہی نہیں چاہتی تھی کہ ان دونوں چڑیلوں کو کوئی قابل تسکین منظر دیکھنے کو ملتا۔۔۔ لیکن افسوس۔۔۔

ویل۔۔۔ یہ لورملہ ہماری طرف سے اپنی دوستوں کو خود ہی ٹریٹ دے دینا۔۔۔

۔۔ اسنے جیب سے والٹ نکالتے کچھ نوٹ رملہ کی جانب بڑھائے

رملہ نے چونک کر اسکی جانب دیکھا جو بہت استحقاق سے چند نوٹ اسکی جانب بڑھائے کھڑا تھا۔۔۔

روبی اور رومی کی چہرے یکدم ہی کھل اٹھے۔۔۔

ارے سبحان بھائی اسے کیوں پکڑا رہے ہیں۔۔۔ ہم ہیں نا۔۔۔ ہم خود ہی ٹریٹ

لے لیں گے۔۔۔ اس سے پہلے کہ رملہ شک سے نکلتی پیسے تھامتی رومی جھٹ

اسکے ہاتھ سے پیسے تھام گئی۔۔۔ وہ شانے اچکا تا باہر نکل گیا جبکہ رملہ حیرت و انبساط

میں گھری اسے دیکھتی رہی۔۔۔ کیا واقع اس شخص کو مان رکھنا آتا تھا۔۔۔

چھوڑو منگتیوں۔۔۔۔ میرے پیسے ہیں۔۔۔ سبحان کے آنکھوں سے او جھل ہوتے

ہی رملہ نے جھٹ سے انکے ہاتھ سے پیسے جھپٹے۔۔۔ وہ جو مست سے انداز میں

پیسے گن رہی تھیں اس اچانک اور غیر متوقع افتاد پر چلا اٹھیں۔۔۔

-- یہ ہماری ٹریٹ کے پیسے

میں دو نگنی ناٹریٹ۔۔۔ سارے پیسوں کی تھوڑی نادینی ہے ٹریٹ یہ تو بہت زیادہ ہیں۔۔۔ رملہ نے جھٹ پیسے اپنے پاؤچ میں رکھے جب ایک زوردار قہقہے پر اس پر گھڑوں پانی پڑا۔۔۔

سہی ہے ڈیر بھا بھی۔۔۔ سو فیصد سہی ہے۔۔۔ اپنے سامنے زوہان کو شیر سہی نگاہوں سے خود کو تکتا پاوہ آنکھیں میچ کر رہ گئی۔۔۔ دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔

ویسے دیکھو تو کتنی کیوٹ لگ رہی ہو اپنی دوستوں سے ہاتھ پائی کرتی۔۔۔ دیکھنا بھائی کو دکھاؤں گا تو انہیں کتنی پسند آئے گی یہ ویڈیو۔۔۔ وہ نجانے کہاں سے نکلا تھا جو اسکا ایسا کارنامہ جھٹ سے ریکارڈ کر گیا تھا۔۔۔ اپنے سامنے چلتی ویڈیو دیکھ رملہ شرم سے پانی پانی ہو گئی۔۔۔ دیکھو زوہان پلیز اسے ڈیلیٹ کرو

-- ارے ایسے کیسے۔۔۔

زوہان۔۔۔ زوہان۔۔۔ زوہان۔۔۔ وہ چلاتی رہ گئی جبکہ زوہان جھٹ وہاں سے باہر نکل گیا۔ وہ ان دونوں کو خونخوار نگاہوں سے دیکھتی وہیں سر تھام کر بیٹھ گئی۔۔۔

نکاح کا فنگشن ختم ہوتے ہوتے بھی تین بج گئے تھے۔۔۔ شام میں ہی ار حم کی مہندی کا فنگشن تھا۔۔۔ تو کافی مہمانوں نے تورات کے فنگشن کی تیاری کے لئے۔۔۔ وینیو سے ہی سیلون کا رخ کر لیا۔۔۔ رانیہ اور رمشہ بھی گھر سے شام کے فنگشن میں پہننے کے لئے اپنا سامان اٹھاتیں وہیں سے سیلون چلی گئیں۔۔۔ تیاری نے لمبا پراسس لینا تھا اور پھر فنگشن سے دو تین گھنٹے پہلے تیار ہوتیں تو اپنا پراپر فوٹوشوٹ کروا کر بے فکری سے فنگشن اٹینڈ کرتیں۔۔۔ البتہ رملہ گزشتہ پوری رات کے رتجگے اور پھر صبح ہی صبح اٹھ کر سیلون جانے اور اتنی دیر تک ہیوی ڈریس اور جیولری کا بوجھ برداشت کر کے بری طرح تھک گئی تھی۔۔۔

اسی لئے گھر آکر چینج کرنے کے بعد وہ بے سدھ ہو کر یوں سوئی کے پھر پانچ بجے ایمان کے اٹھانے پر ہی اٹھی۔۔۔۔

رملہ بیٹا اٹھ جاؤ کیا تمہیں رات کے فنگشن کے لئے تیار نہیں ہونا۔۔۔

افف چاچی۔۔۔ وہ ایک دم ہڑبڑا کر اٹھی۔۔۔ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتی چہرے پر اڈے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے ہٹاتی گہرا سانس خارج کر کے رہ گئی۔۔۔

تھکاوٹ اتنی ہو گئی تھی کہ کسی چیز کا ہوش ہی نہیں رہا۔۔۔ اسنے ہاتھ کی پشت سے جمائی روکی۔۔۔

تم فریش ہو جاؤ میں تمہارے لئے چائے اور سنیکیس بھیجتی ہوں۔۔۔ ایمان مسکرا کر اسکا سر تھپتھپاتی کمرے سے نکل گی جبکہ رملہ چائے پیتے ہی اپنا ڈریس اور جیولری لے کر گھر سے نکل گئی۔۔۔ یہ ڈریس اسنے بالخصوص مہندی کے لئے اونلایں منگوایا تھا۔۔۔

افف بھائی۔۔۔ کسی نے تمہارے نکاح کی ویڈیوز سوشل میڈیا پر شیئر کر دی ہیں۔۔۔ اور اب میرا انسٹا اکاؤنٹ دیکھو تصدیق کے لئے بھرا پڑا ہے کہ کیا واقعی

یہ نیوز سچی ہے یا فیک۔۔۔ زوہان سبحان کے کمرے میں اسکے بیڈ پر اوندھا لیتا تھا آج اسنے نکاح کی لائیو فوٹیج خولہ کو دیکھانے کے ساتھ ساتھ باقی سارے نکاح کی تمام میموریز بھی ساتھ کے ساتھ ویڈیوز کی صورت اسے بھیجی تھیں جو رہ گئی تھیں وہ ابھی ابھی اسے بھیج کر ہی اپنا انسٹا اکاؤنٹ چیک کرنے لگا تھا۔۔۔ جبکہ سبحان ریوالونگ چیئر پر بیٹھا کافی پی رہا تھا۔۔۔ مہندی کے فنگشن میں جانے کے لئے ابھی وقت تھا اس لئے وہ بعد میں تیار ہونے کا ارادہ رکھتے تھے۔۔۔ ویسے بھی انہیں تیار ہونے میں تھوڑی نا کوئی بہت وقت درکار تھا۔۔۔ فریش ہوئے کپڑے جوتے اور گھڑی پہنی بال سیٹ کئے اور پرفیوم چھڑکا ہو گئی تیاری مکمل۔۔۔

آج کے فنگشن کے ہنگاموں کے باعث مہی نے تو اپنا کوئی سوشل اکاؤنٹ چیک نہیں کیا ہو گا۔۔۔ نا ایسی کوئی اپڈیٹ شئیر کی ہوگی تبھی تصدیق کے لئے انکے ریڈرز کو میرا رخ کرنا پڑا۔۔۔ وہ مسلسل موبائل سکروول کر رہا تھا۔۔۔ سبحان خالی کافی کاگ میز پر رکھتا اسکے پاس ہی آگیا۔۔۔ جہاں وہ اب اپنے انسٹا اکاؤنٹ پر سبحان کی نکاح نامے پر دستخط کرنے کی تصویر لگا کر کے نکاح مبارک ڈیئر برو کے کیپشن کے ساتھ سٹوری لگانے کے ساتھ سبحان کو ٹیگ بھی کر گیا۔۔۔ اگلی تصویر

سبحان سے گلے ملنے کی اپڈیٹ کر کے وہ موبائل بند کر گیا تھا۔۔۔ ہو گئی
تصدیق۔۔۔ وہ مسکرایا۔۔۔

آئی تھینک مہندی کے فنگشن میں وقت کم رہ گیا ہے سو ہمیں تیار ہونا چاہیے۔۔۔
سبحان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

ایگزیکٹولی ورنہ میرے پارٹنر نے مجھ سے ناراض ہو جانا ہے زوہان اسے شریر سی
نگاہوں سے دیکھتا اسکے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

تمہارا پارٹنر تم سے ناراض ہو ہی جائے۔۔۔ آپ دونوں نے مل کر جو میرے
ساتھ تخریب کاریاں شروع کی ہوئی ہیں۔۔۔ گن گن کر بد لے لوں گا دیکھ
لینا۔۔۔

اچھا چھوڑو بھائی۔۔۔ مجھے ناچاچو کے پاس انکے سٹائلیسٹ کے پاس ڈراپ کر آؤ
کیونکہ اگر میں گاڑی لے گیا تو پھر آپ لوگ کیسے آو گے حال میں۔۔۔ گھر میں
۔۔۔ اس وقت صرف ایک ہی گاڑی ہے

تم وہیں سے تیار ہو رہے ہو۔۔۔ سبحان نے ڈریسنگ سے اٹھا کر اپنی ریسٹ وائچ پہنی
۔۔۔

ہاں نا پھر وہیں سے چاچو کے ساتھ وینیو میں پہنچ جاؤں گا۔۔۔
دومنٹ ہے تمہارے پاس اپنا سامان لے کر ڈرائیوے پر آ جاو۔۔۔ کھڑے
کھڑے بال بنا کر سبحان کمرے سے نکل گیا۔۔۔ زوہان نے بھی پیچھے ہی ڈور لگا
دی۔۔۔

ممی آپ تیار ہیں۔۔۔ سبحان براؤن کرتا شلواری پر براؤن ہی واسکٹ زیب تن کئے
نک سک سے تیار دروازہ ناک کر کے ماں کے کمرے میں آیا۔۔۔ جو گرین کلر کے
ڈیزائننگ شرٹ اور پلازو میں ملبوس حجاب کرنے کے بعد شانے پر آنچل سیٹ
کر رہی تھی۔۔۔
یس میں ریڈی ہوں۔۔۔ زونی ہو گیا تیار۔۔۔ وہ جھک کر سینڈل پہننے لگی جبکہ اینجل
ایمان کے ہم رنگ لہنگا کرتی میں ملبوس تھی۔۔۔ یہ بے بی ہئیر کٹ اس پر بہت
سوٹ کیا تھا۔۔۔

وہ چاچو کے پاس ہے مئی۔۔۔ اور ڈیڈ گرینڈ پا کے ساتھ پہلے ہی وینیو پہنچ چکے ہیں
انہیں ارینجمنٹس دیکھنی تھیں۔۔۔ اس لئے آپ جلدی کریں کیونکہ بس ہم ہی رہ
۔۔۔ گئے ہیں

او کے او کے ڈن۔۔۔۔ اسنے کلچ میں موبائل رکھا اور اینجل کے شوز کے سٹیپ بند
کر کے اسے بیڈ سے اتارتی اسکی انگلی پکڑ کر سبحان کے ساتھ ہی کمرے سے نکل
آئی۔۔۔۔

وینیو پر فنکشن اپنے عروج پر تھا۔۔۔۔ فنکشن وسیع پیمانے پر ارینج کیا گیا تھا اور ہر
طرح سے اپنی کلاس کی نمائندگی کر رہا تھا۔۔۔۔
مہندی کے لحاظ سے ڈیکوریشن میں بھی فینسی لائٹس استعمال کی گئی تھی۔۔۔۔
بہترین انتظام اور لکٹری ڈیکوریشن۔۔۔۔

مکس گیڈرنگز متزاد اپر کلاس کی ڈریسنگ۔۔۔ شادی وغیرہ کے فنکشنز میں تو سب
الاؤڈ تھا تبھی سب کی ڈریسنگ مزید مختصر ہو گئی تھی۔۔۔

وہاں کھل کر انجوائے کیا جا رہا تھا۔۔۔ ہائی وائیوم میں چلتے ڈی جے میوزک کے کان پڑتی سنائی نادیتی تھی۔۔۔ ایسے میوزک پر خود بخود ہر کوئی تھرک تھرک جاتا۔۔۔

سب کی تیاری ہی خاص ہی۔۔۔ رفیعہ بلیک ساڑھی میں ملبوس پہچانی ہی نا جا رہی تھی۔۔۔ مختصر سیلو لیس اور ڈیپ گلے کے حامل بلازو میں اسکی رنگت مزید دمک رہی تھی۔۔۔

اٹل نے مختلف رنگوں کے لہنگے پر لانگ اوپن شرٹ پہنی تھی جسکا کٹ ناف سے شروع ہو جاتا۔۔۔ سیلوز البتہ مکمل تھیں لیکن باریک نیٹ سے دودھیابازو نمایاں ہو رہے تھے۔۔۔۔۔ وہاں رنگ و بو کا سیلاب اُٹ آیا تھا۔۔۔ ہسی مزاق قہقہے۔۔۔

ہر کوئی کچھ نا کچھ فاصلے پر کسی نا کسی فوٹو گرافر کو گھیرے مختلف پوز میں فوٹو بنوا رہا تھا۔۔۔۔۔

کوئی میوزک کی لے پر تھرکتے ہوئے ریلیز ریکارڈ کروا رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ کلاس ہی نہیں ماحول ہی اور تھا۔۔۔۔۔ میوزک کا شور

--- مکس گیڈ رنگ --- قمقمے --- گلاسوں کے ٹکرا نے کاشور --- ہسی

مذاق --- میل دوستوں کے ساتھ فوٹو شوٹس --- مستیاں ---

ایسے میں وہاں عروشہ کی اینٹری ہوئی تو اس کلاس میں برائیڈل نے حجاب لے کر

سب کو شاک زدہ کر دیا --- لیکن یہ کوئی بڑی بات نا تھی یہاں ہر کوئی خود کو

نمایاں کرنے اور اسٹینشن گریپ کرنے کو کچھ نا کچھ الگ ٹرائے کرتا ہی رہتا تھا ---

تو عروشہ کے اس قدم کو بھی اسی سے مشروط سمجھا گیا ---

دفعۃ ایمان سبحان کے سنگ وہاں پہنچی تو سب سے ملتی ملاتی عروشہ کے پاس آکر بیٹھ
گی ---

اینجل پورے ہال میں مستیاں کرتی پھر رہی تھی ---

حال سے باہر باپ کو اسٹینجمنٹس دیکھتے دیکھ سبحان انکے پاس ہی آ گیا --- کچھ دیر

تک ار حم اور زوہان بھی پہنچ گئے --- انکے سنگ کسی بات پر مسکراتا ہوا سبحان حال

میں داخل ہوا ---

جہاں دلہے کی اینٹری پر ساری فلیش لائٹ اور ساری گلیم یکدم اسکی جانب متوجہ ہو گئی۔۔۔ وہیں سبحان کی اٹھی ایک غیر ارادی نظر نے گویا ایک جھٹکے سے اس کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ نوچ کھینچی۔۔۔

یکدم ہی اسکی کیفیات تبدیل ہو گئیں۔۔۔

۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے مسکراتی آنکھوں میں وحشت ناچنے لگی

یکدم اندر ایک ایسا ابال اٹھا کہ ماتھے کی رگیں تک پھول گئیں۔۔ آنکھوں سے شعلے سے لپکیں مارنے لگے تھے۔۔۔ اندر اٹھتے وبال کے باعث چہرہ ابھاپ چھوڑنے لگا۔۔۔

اسنے شدت سے مٹھیاں بھینچیں۔۔۔

کچھ نوٹس کر بھائی کے کان میں سرگوشی کرنے کی خاطر زوہان اسکی جانب متوجہ ہوا تو اسے غصے میں کھولتا دیکھ یکدم ٹھٹھکا۔۔ اسنے آج تک اپنی پوری زندگی میں سبحان کو اسقدر غصے میں آوٹ ہوتے نہ دیکھا تھا۔۔ اسنے فوراً سبحان کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا۔۔ اور لمحے کی تاخیر کئے بنا اسے سارا معاملہ سمجھ میں آ گیا۔۔۔

وہاں سے کچھ فاصلے پر کھڑی رملہ مختلف پوز بناتی فوٹو گرافر سے اپنی تصویریں بنوا رہی تھی۔۔۔

نوڈاؤٹ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔ وہ اس وقت براؤن کلر کے دیدہ زیب لہنگا کرتی میں ملبوس تھی۔۔۔ جسکی سٹون ورک سے مزین کرتی محض ناف تک تھی نیچے دوانچ تک اسکی آدھے فٹ کی دودھیا کمر دمک رہی تھی۔۔۔ سلیوز ناہونے کے برابر تھیں البتہ آنچل بڑی خوبصورتی سے فولڈ کر کے دائیں شانے پر رکھتے۔۔۔ پیٹ کے مقام پر سٹائلش بیلٹ لگا کر سیٹ کیا گیا تھا

ایک نظر اسے دیکھنے کے بعد زوہان نے بھائی کی خون چھلکاتی نگاہوں کی جانب دیکھا۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ اسے کچھ کہتا سبحان کی برداشت کی انتہا ختم ہوئی اور وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا رملہ کی جانب بڑھا۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ زوہان نے حواس باختگی میں ارد گرد دیکھا۔۔۔ اتنے بڑے مجمعے میں۔۔۔ اگر غصے میں بے قابو ہوتا وہ کوئی ہنگامہ کر دیتا تو بات بہت بڑھ جاتی وہ تیزی سے اسکے پیچھے لپکا۔۔۔

سبحان بھاری قدم اٹھاتا تیزی سے رملہ کے پاس آیا۔۔۔ وہ کمر پر ہاتھ رکھے
مسکراتے ہوئے فوٹو کے لئے پوز سیٹ کئے کھڑی تھی۔۔۔ فوٹو گرافر کیمرہ آنکھ
سے لگائے فوکس کئے ہوئے تھا جب سبحان نے آکر سختی سے اسکی بازو دبوچا اور
اسے بنا سنبھلنے کا موقع دیئے اپنے ساتھ کھینچتا ہوا ایک جانب کو بڑھا۔۔۔
واٹ دا۔۔۔۔ غصے سے ادا ہوتے الفاظ رملہ کے ہونٹوں میں ہی کہیں رہ
گئے۔۔۔۔

۔۔۔ مائے گاڈ۔۔۔ زوہان بھائی کا جارحانہ انداز دیکھ سر پر ہاتھ پھیرتا وہیں رک گیا
اسکی پریشان نگاہیں تیزی سے حال میں کسی کو تلاش کر رہی تھیں۔۔۔ اس یوں ان
دونوں کے پیچھے جانا بالکل مناسب نہ لگا۔۔۔

کیا بد تمیزی ہے یہ چھوڑو میرا ہاتھ۔۔۔۔۔ وہ سبحان کی سخت گرفت میں تھامی بازو
۔۔۔ چھڑوانے کو حلقان ہوتی اسکے ساتھ گھسیٹتی جاتی بے طرح چٹخی
زوہان نے برائیڈل روم میں آتے ایک جھٹکے سے اسکی بازو چھوڑی یوں کہ وہ بے
طرح لڑکھڑاگی۔۔۔۔

اور خود وہ آنکھیں سختی سے میچے دونوں ہاتھوں سے سر تھامے گہرے گہرے سانس
لیتا آندر جلتے آتش فشاں کو بجھانے کی سر تور کو شیش کر رہا تھا۔۔۔ جو رملہ پر نگاہ
۔۔۔ پڑتے ہی پھر سے سلگ اٹھتا

یہ کیا بے ہودگی ہے سبحان۔۔۔۔۔ رملہ اپنی سرخ ہو چکی بازو سہلاتی بے بسی سے چلا
اٹھی۔۔۔۔۔ بے بس آنسو آنکھوں سے چھلکتے بہہ نکلے۔۔۔

شٹ آپ۔۔۔۔۔ جسٹ شٹ آپ۔۔۔۔۔ وہ اتنی زور سے ڈھار کے گلے اور ماتھے کی
رگیں مزید ابھر آئیں۔۔۔

رملہ اسکی وحشت بھری آنکھوں میں دیکھتی خوف سے چند قدم پیچھے ہٹی۔۔۔

یہ کیا پہن رکھا ہے تم نے۔۔۔ کیا تم میں تھوڑی سی بھی شرم و حیا باقی ہے۔۔۔
انفنف۔۔۔۔۔ تم یوں مجھے ڈی گریڈ نہیں کر سکتے۔۔۔ کیا خرابی ہے میرے لباس

میں۔۔۔۔۔ میری مرضی ہے میں جو مرضی پہنوں جو دل کرے گا میں وہ۔۔۔۔۔ وہ ہاتھ
کی پشت سے آنسو رگڑتی غرائی۔۔۔

یووو۔۔۔ وہ سامنے موجود ٹیبل کو زوردار ٹانگ رسید کر تاجار حانہ اسکی جانب
بڑھا۔۔۔

آہ۔۔ خوف سے اسکی آنکھیں ابل پڑیں۔۔۔

۔۔ دفعتاً جھٹکے سے برائیدل روم کا دروازہ وا کرتی ایمان ہانپتی کانپتی وہاں پہنچی

غالباً زوہان وہاں سے سیدھا ماں کے پاس ہی گیا تھا۔۔۔

سبحان۔۔۔ سبحان۔۔۔ وہ تیزی سے لپکتی ان دونوں کے درمیان آئی۔۔۔

بیٹے کے جارہا نہ تیور اور طیش زدہ انداز دیکھ وہ خود جی جان سے کانپ اٹھی تھی
۔۔۔۔ یہ اسکا کول ماسنڈ بیٹا تھا۔۔۔۔ بری سے بری فیر میں بھی تحمل سے کام لینے

۔۔ والا۔۔۔ وہ ہی آپے سے باہر ہو گیا تھا تو وہ اسے کیسے سنبھالتی

کیا ہو گیا ہے حان بیٹا۔۔۔ کالم ڈاون۔۔۔ پلیز کالم ڈاون۔۔۔ اسنے اپنا کپکپاتا ہاتھ

سبحان کے سینے پر رکھتے اسے آگے بڑھنے سے روکا۔۔۔

مئی یہ لڑکی۔۔ اسنے خون رنگ آنکھوں سے ماں کو دیکھتے اسکی جانب اشارہ کیا۔۔۔

نہیں یہ اسکا کول ماسنڈ سا بیٹا نہیں تھا۔۔۔

یہ لڑکی مجھے اس حلیے میں باہر فنگشن میں دکھائی نہیں دینی چاہی۔۔۔ وہ لفظ چبا چبا کر

وارنینگ دیتا گویا ہوا۔۔۔

نہیں تو یا میں اسے مار دوں گا۔۔۔ یا خود کو شوٹ کر ڈالوں گا۔۔۔

مائے گاڈ حان۔۔ کیا ہے یہ۔۔۔ ایمان کی رنگت فق ہو گئی۔۔ بتا رہا ہوں میں
ممی۔۔ یہ بے غیرتی مجھے ناقابل قبول ہے۔۔ اور نکاح سے پہلے میں کلئیر لی یہ
بات سب کے سامنے کلئیر کر چکا تھا۔۔ میں دوسرا شامیر نہیں بن سکتا۔۔ وہ
اٹے قدم اٹھا رہا تھا۔۔ میری بیوی شمع محفل نہیں ہو سکتی۔۔ نونیور۔۔ وہ جلتی
آنکھوں سے انہیں دیکھتا سر مسلسل نفی میں ہلا رہا تھا۔۔ ایمان کو واضح اسکی
آنکھوں میں نمی چمکتی محسوس ہوئی۔۔ وہ بے بسی سے لب بھیج کر رہ گئی۔۔
وہ سرعت سے باہر نکل گیا۔۔ ایمان اسکے پیچھے جانا چاہتی تھی۔۔ ایسی حالت میں
اسنے کبھی اپنی اولاد تنہا نہیں چھوڑی تھی۔۔ لیکن پیچھے کھڑی لڑکی بھی اسکی اولاد
تھی جو چہرہ ہاتھوں میں چھپائے اب پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔
ایمان کے دل پر گھونسا پڑا۔۔
وہ سرعت سے اسکی جانب پلٹی۔۔
رملہ۔۔۔۔۔

رملہ اسکے ساتھ لگتی مزید شدت سے رو دی۔۔

بس رملہ۔۔۔ بس میری جان۔۔۔ ایمان اسے لئے صوفے پر بیٹھی جسکا جسم آب
ہچکولے کھا رہا تھا۔۔۔ وہ اسے کسی طور سبحان سے کم پیاری نا تھی۔۔۔
چاچی وہ برا ہے۔۔۔ بے انتہا برا ہے وہ شخص۔۔۔ میں تو چاچو کی مروت میں ماری
گئی۔۔۔

مجھے نہیں رہنا اس شخص کے ساتھ۔۔۔۔
ایمان نے اسکی کمر سہلاتے بامشکل اسے پانی پلایا۔۔۔
رملہ بچے یہ۔۔۔ یہ ڈریس کب لیا آپ نے۔۔۔ جب جب ہم شاپنگ کرنے گئے
تھے تب تو نہیں لیا تھا۔۔۔ ایمان نے تو بالخصوص اس چیز کا خیال رکھا تھا پھر۔۔۔
یہ میں نے اون لائن منگوایا تھا۔۔۔ اسنے ہاتھ کی پشت سے آنسو رگرے۔۔۔
اوہ۔۔۔ وہ گہری سانس خارج کر گی۔۔۔

چاچی اب میں کپڑے بھی اسکی پسند کے پہنوں گی۔۔۔ نکاح ہوا ہے یا خرید لیا ہے
اسنے مجھے۔۔۔ وہ اس قدر دقیا نوس ہے۔۔۔۔ کل کو کہے گا سانس بھی میری
اجازت سے لو۔۔۔ اسکے لہجے میں اذیت ہی اذیت تھی۔۔۔

شششش۔۔۔ اتنی نیگو باتیں نہیں سوچتے بیٹا۔۔۔ وقت دو کچھ اسے بھی اور اپنے
رشتے کو بھی انشا اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ یہ سب مس انڈر سٹینڈینگز
ہیں۔۔۔ ایک دوسرے کو ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھنے لگو گے تو سب ٹھیک
ہو جائے گا۔۔۔

آپ اٹھو میں آپکا آنچل سیٹ کر دیتی ہوں۔۔۔ پھر باہر آو مہندی کی رسم شروع
ہونے والی ہے۔۔۔ ایمان نے اسکا دھیان بٹانا چاہا۔۔۔

نہیں۔۔۔ مجھے نہیں کرنا کوئی فنگشن اٹینڈ۔۔۔
مجھے گھر جانا ہے آپ پلیز مجھے کسی کے ساتھ گھر بھجوا دیں۔۔۔ ایسی حالت میں
فنگشن اٹینڈ کرنا ممکن تھا ہی نہیں۔۔۔
ایمان اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

او کے رسم ہو لینے دو پھر چلی جانا۔۔۔ ایمان نے اسے پچکارنا چاہا۔۔۔
نو چاچی۔۔۔ مجھے ابھی جانا ہے گھر۔۔۔ وہ بچوں کی مانند ضد پر اتر آئی۔۔۔ بس
ایڑیاں رگڑنے کی کسر رہ گئی تھی۔۔۔ دل بری طرح ٹوٹا تھا۔۔۔ دل میں سبجان کے
لئے محبت کے بیج پھوٹنے سے پہلے ہی اسکی جگہ نفرت نے لے لی تھی۔۔۔ نکاح

ہوئے کوئی بہت دیر نہیں ہوئی تھی۔۔۔ اور نکاح کے پہلے روز ہی یہ سلوک۔۔۔۔۔
اس وقت وہ شخص اسے انتہائی برا لگ رہا تھا۔۔۔

ایمان بے بسی سے لب بھیج کر رہ گئی۔۔۔

او کے آو۔۔۔ ایمان نے کھڑے ہوتے اسکا آنچل کھول کر اسکے گرد لپیٹا اور اسے
لئے بیک ڈور سے پارکنگ میں آئی۔۔۔

ارادہ اسے کسی کی بھی نظروں میں لائے بنا زوہان کے ساتھ گھر بھیجنے کا تھا۔۔۔
پارکنگ سے کچھ فاصلے پر اسے دونوں بھائی کھڑے دکھائی دے گئے۔۔۔۔۔ زوہان
سبحان سے کچھ کہہ رہا تھا جو اس وقت ٹھنڈا پانی پی کر گویا اپنا غصہ ٹھنڈا کرنے کی
کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔۔

ایمان رملہ کا ہاتھ تھامے وہیں آگئی۔۔۔ وہ دونوں انہیں اپنی جانب آتا دیکھ
ٹھٹھکے۔۔۔۔۔ سبحان نے خالی پانی کی بوتل دور اچھالی اور بالوں میں ہاتھ چلاتے خود کو
۔۔۔ کمپوز کیا

زوہان بیٹا رملہ کو گھر چھوڑ آو۔۔۔ اسنے گھر جانا ہے۔۔۔ زوہان نے ایک خاموش
نظر ماں کو دیکھا اور پھر بنا کچھ بولے ہاتھ بھائی کی جانب بڑھا دیا۔۔۔

اشارہ صاف تھا وہ گاڑی کی چابی مانگ رہا تھا۔۔۔ رملہ سر جھکائے لب کترتی آنسو
پینے کی کوششوں میں حلقان تھی۔۔۔

نہیں تم رہنے دو۔۔۔ چلو میں ڈراپ کر دیتا ہوں۔۔۔
سبحان نے چابی دینے کی بجائے اپنی خدمات پیش کیں۔۔۔ اس کا لہجہ پہلے سے
بہت کمپوز تھا۔۔۔

نہیں۔۔۔ ہر گز نہیں۔۔۔ چاچی مجھے اسکے ساتھ بالکل نہیں جانا۔۔۔ رملہ جھٹکے
سے سراٹھاتی چٹچٹ گئی۔۔۔

ایمان بے بسی سے ماتھا مسل کر رہ گئی۔۔۔ جبکہ سبحان اسے سنجیدگی سے دیکھتا لب
بھینچ گیا جو تنفر زدہ نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

اُس اوکے سبحان۔۔۔ تم زونی کو چابی دے دو وہ ڈراپ کر دے گا ایمان نے مفاہمتی
۔۔۔ انداز اختیار کرتے بات کو رفع دفع کرنا چاہا

سبحان نے ایک نظر ماں کو دیکھا اور دوسری نظر تنفر زدہ کھڑی رملہ کو۔۔۔

پھر آگے بڑھتے اسکی بازو تھامی اور گاڑی کی جانب بڑھا۔۔

How dare you...

چاچی۔۔۔ چاچی دیکھیں اسے۔۔۔

رملہ اسکی حرکت پر حق دق رہتی اپنی نازک کلائی اسکی گرفت سے چھرواتی روہانسی
ہو کر ایمان کو آوازیں دینے لگی۔۔۔

گو کے سبحان کی گرفت پہلے سی جارحانہ اور سخت نا تھی لیکن اسکے باوجود وہ اپنی
کلائی چھڑوا پانے میں ناکام رہی تھی۔۔۔

سبحان۔۔۔۔۔ حان سنو۔۔۔

سنو میری بات حان۔۔۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔۔

ایمان بے بسی سے اسے آوازیں دیتی چند قدم اسکے پیچھے لپکی۔۔۔۔۔ لیکن وہ رملہ کو

۔۔۔ گاڑی میں بیٹھاتے تیزی سے گاڑی بھگالے گیا

ایمان ہاتھ کی مٹھی ماتھے پر مارتی آنکھیں میچ گئی۔۔۔

ریلیکس ممی۔۔۔ زوہان نے ایمان کے شانے پر ہاتھ رکھا۔۔۔ وہ لب کترتی اسے

دیکھنے لگی۔۔۔

اتنا پاگل نہیں ہے وہ یہ آپ بھی جانتی ہیں۔۔۔ سچویشن ہینڈل کر لے گا وہ۔۔۔ ویسے بھی غصہ بہت حد تک اتر چکا ہے اسکا۔۔۔

ایمان اپنی دکھتی کنپٹیاں سہلا کر رہ گئی۔۔۔ وہ بچی ہے ابھی۔۔۔ پیار سے ڈیل کرنے پر سمجھ جائے گی۔۔۔ لیکن اس رویے سے باغی ہو جائے گی۔۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا مئی۔۔۔۔۔ آپ پلیز ٹینشن نالیں پلیز۔۔۔ اندر آئیں اندر رسم شروع ہو چکی ہو گئی۔۔۔ وہ ماں کے شانے پر ہاتھ رکھے اسے لے کر اندر

بڑھا۔۔۔ وہ اسے کہہ ناسکی کے وہ ریلیکس کیسے رہے جب ذہن ہی ان دونوں میں اٹکا پڑا تھا۔۔۔۔

گاڑی روڈ پر فرائے بھرتی جا رہی تھی۔۔۔ رات کے اس پہر روڈ پر ٹریفک نا ہونے کے برابر تھی۔۔۔

گاڑی رو کو مسٹر سبھاں۔۔۔ ابھی کے ابھی گاڑی رو کو۔۔۔ نہیں جانا مجھے تم جیسے۔۔۔ اجڈ اور گنوار شخص کے ساتھ

سمجھتے کیا ہو تم خود کو۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔ایک روائتی دقیانوس اور حاکمیت پسند

مرد۔۔۔۔

وہ جب سے گاڑی میں بیٹھی تھی اپنی کلائی سہلاتی مسلسل اسے کوس رہی تھی اندر پلتا لاوا۔۔۔اسکے سخت جملوں کے باعث اندر سے نکل رہا۔۔۔رملہ کا تنفس ہرپل غصے کے باعث بڑھ رہا تھا۔۔۔آنکھیں بے تحاشہ شدت گریہ کے باعث سرخ ہو گئی تھیں اور جسے وہ سنار ہی تھی وہ سختی سے لب بھینچے سنجیدہ نگاہ سامنے سکمرین پر جمائے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔جیسے ناپاس کان ہوں جس سے وہ اسے سن سکتا تھا اور گویا منہ میں زبان ہو ہی نا۔۔۔۔۔رملہ بھی اسے ایسا ہی سمجھ جاتی اگر کچھ دیر پہلے اسنے اس شخص کی زبان کے جوہر نا دیکھے ہوتے تو۔۔۔زندگی برباد ہو گئی میری جو تم جیسے جاہل شخص سے نکاح کے لئے حامی بھر بیٹھی۔۔۔بے بسی کے آنسو تو اتر سے اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔۔۔چلووووو وہ تو برباد ہو گئی۔۔۔پھر اب کیا کرنا ہے۔۔۔۔

کافی دیر بعد سبحان نے لب کشائی کی تھی اور منہ کھولتے ہی اسے مزید جھلسا دیا تھا۔۔۔۔

وہ پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔۔۔۔

مجھے نیچے اتارو مسٹر۔۔۔ ابھی کے ابھی۔۔۔

میس کریٹ مت کرو رملہ۔۔۔ خاموش ہو جاو۔۔۔ وہ بڑے ضبط سے خود کو مزید کچھ سخت سست کہنے سے روکے ہوئے تھا۔۔۔

واہ جو میں کروں وہ میس ہے۔۔۔ اور اپنے بارے میں تمہارے کیا نادری خیالات ہیں۔۔۔ اور کس خوش فہمی میں ہو تم۔۔۔ کیوں مانو میں تمہاری کوئی بات۔۔۔ زر خرید ہوں کیا میں تمہاری۔۔۔ خرید لیا ہے کیا تم نے مجھے جو مجھ پر حکمرانی چلاؤ کے۔۔۔ وہ آنکھیں نکالتی غرائی۔۔۔

اٹس یور فالٹ۔۔۔ اگر تم نکاح جیسے مقدس رشتے کے بارے میں کچھ ایسا سوچتی ہو تو۔۔۔

مجھے ایسا سوچنے پر تم نے مجبور کیا ہے۔۔۔ سوچنا بھی مت کے میں تمہاری حکمرانی قبول کروں گی۔۔۔ تمہاری باتیں میری جوتی کی نوک پر۔۔۔ اسنے ہاتھ کی پشت سے چہرے پر پھیلی نمی صاف کی۔۔۔

Who are you by birth....

اپنی اتنی تلخ باتوں کے جواب میں سبحان کی جانب سے ایک قطعی غیر متوقع سوال سن کر اسنے حیرت سے سبحان کو دیکھا۔۔۔ کچھ دیر پہلے سمندر کی منہ زور لہروں کی مانند بپھرا شخص کیسے اس وقت پر سکون بیٹھا تھا۔۔۔ رملہ کو اسکے دو غلے پن پر رونا آیا۔۔۔

بتاؤ کیا مذہب ہے تمہارا یا یہ بھی نہیں پتہ۔۔۔
شٹ آپ۔۔۔ آئی ایم آ مسلم۔۔۔ الحمد للہ۔۔۔ اسنے نخوت سے ناک سکوڑا۔۔۔
شکر اللہ۔۔۔ ورنہ مجھے لگا تھا یہ بات بھی تمہیں یاد دلوانی پڑے گی۔۔۔
ڈس از ٹوچ مسٹر سبحان۔۔۔ رملہ کے تو سر پر لگی تلوؤں پر بجھی۔۔۔
تم نے نہیں سننی نامیری کوئی بات۔۔۔ تو۔۔۔
مت سنو میری کوئی بات۔۔۔ مت مانو۔۔۔ لیکن ایٹ لیسٹ اپنے تخلیق کار کی تو سنو۔۔۔

اسکے اتنے ٹھنڈے انداز میں کہنے پر رملہ جہاں کی تہاں رہ گئی۔۔۔ اسے اس شخص کی ذہنی حالت پر شبہ ہوا۔۔۔

میرا کہا کچھ بھی مت مانو۔۔۔ لیکن اپنے اللہ اور اسکے رسول کے احکامات تو مانو۔۔۔
وہ سنجیدہ تھا بے حد سنجیدہ۔۔۔۔

نان پڑیکٹیسنگ ہی سہی مگر مسلمان تو ہونا۔۔۔ زندگی موت۔۔۔۔ حلال
حرام۔۔۔ فانی ابدی۔۔۔ جنت دوزخ جیسے بیک کنسیپٹ سے تو آگاہی رکھتی ہی
ہو گئی نا۔۔۔

تو جا کر زرا سرچ کرو۔۔۔۔ کے کیا احکام ہی اسلام میں ایک عورت کے بارے
میں۔۔۔۔

کیا تمہارا مذہب تمہیں اجازت دیتا ہے کے یوں نیم برہنہ ہو کر تم سینکڑوں نا
محرموں کی آنکھیں سینکے کے لئے شمع محفل بنی پھرو۔۔۔ کیا تمہارا مذہب تمہیں۔
اجازت دیتا ہے اس چیز کی کے تم خود کو اتنا گرا لو کے لوگوں کے لئے سستی
انٹر ٹینمنٹ بن جاو۔۔۔ لوگ تمہارے نیم برہنہ جسم پر کمینٹس پاس
کریں۔۔۔۔

اسکی باتوں سے رملہ کا چہرہ ابھاپ چھوڑنے لگا۔۔۔ شدت سے بھیچے لب کپکپا
اٹھے۔۔۔

کسی بھی لڑکی کو اتنا سستا تو نہیں ہونا چاہیے کہ وہ کسی بھی شخص کے لئے ایزی تو
ایکس ہو۔۔۔ کوئی بھی اسے چھو سکے۔۔۔ اس سے ہاتھ ملا سکے۔۔۔ اس سے اپنا
دل بہلا سکے۔۔۔

کم از کم اتنا ور تھی تو ایک لڑکی کو ہونا ہی چاہیے نا کہ اسکی جانب اٹھی مرد کی ایک
نگاہ عزت و احترام سے جھک جائے۔۔۔ کے اسے دیکھ کر پتہ لگے یہ بندی ایزی تو
ایکس نہیں۔۔۔۔

کون کہتا ہے تم میری سنو۔۔۔ لیکن
یار جو رب تم پر تمہاری ستر ماؤں سے زیادہ رحیم ہے ایٹ لسٹ اسکی تو سنو۔۔۔
کسی سبحان کی مت سنو۔۔۔ میری ذاتی کوئی بات نامانو۔۔۔ اٹس اوکے۔۔۔ مجھے
کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔ ہر چیز میں اپنی من مانی کر لو۔۔۔ مرضی چلا لو۔۔۔ بس وہ مان
لو جسکا حکم تمہارا تخلیق کار تمہیں دے رہا ہے۔۔۔۔
رملہ نا سمجھی سے آنکھیں چند ہی کئے اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔

اور وہ تمہیں کیا حکم دے رہا ہے یہ میں تمہیں کھول کر ایکسپلین نہیں کروں
گا۔۔۔ تم خود باشعور ہو۔۔۔ خود سرچ کرو جا کر۔۔۔ سارے احکام نہیں ماننے تو کم
از کم کسی ایک دو سے تو شروع کرو۔۔۔

کیونکہ ٹرسٹ می۔۔۔ اسنے چہرا گھماتے رملہ کو دیکھا۔۔۔
جو شخص۔۔۔ وہ کچھ توقف کو رکا۔۔۔ اس ذات سے وفا نہیں نبھا سکتا۔۔۔ جو پوری
دنیا میں اس پر۔۔۔ سب سے زیادہ۔۔۔ مہربان ہے۔۔۔ وہ اسے کبھی۔۔۔ کسی
بھی فیر میں۔۔۔ تنہا نہیں چھوڑتا اگر کوئی انسان اس بے حد رحیم ذات سے۔۔۔
وفا نہیں نبھا سکتا۔۔۔

وہ ٹھہر ٹھہر کر لفظوں کو ادا کرتا گویا ہوا۔۔۔
تو وہ کسی سے بھی وفا نہیں نبھا سکتا۔۔۔

ایسا شخص کسی کا وفادار ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔

سبحان کی آنکھوں میں کچھ ایسا تاثر ضرور موجود تھا کہ رملہ کا دل دھک سے رہ گیا
اگر تمہیں اپنی زندگی میں سکون چاہیے۔۔۔ تو محض اللہ کی ہو کر دیکھ لو۔۔۔
صرف اس ایک رشتے میں مخلص ہو جاؤ۔۔۔

اگر زندگی میں ابھی تک کوئی چیز تم نے نہایت فئیر انداز میں نہیں کی۔۔ تو اللہ سے
اپنے رشتے کی بنیاد نہایت فئیر طریقے سے رکھ کر دیکھ لو۔۔۔

میری نامانو۔۔۔ دنیا میں کسی انسان کی نامانو۔۔۔
تمہیں میرے تابع نہیں ہونا۔۔۔

اٹس اوکے۔۔۔ کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔ میرے الٹ چلنا ہے۔۔۔ چلو۔۔۔ اپنی
مرضی کرنی ہے کرو۔۔۔ جو دل چاہے وہ کرو۔۔۔ بس اپنے اللہ سے مخلص ہو
جاو۔۔۔ اسکے احکام مان لو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں جیسی زندگی تم گزارنا چاہو گی
میں تمہیں اس میں سپورٹ کروں گا۔۔۔۔

رملہ حیرت زدہ نگاہوں سے اس پل میں تولہ پل میں ماشہ شخص کا چہرہ دیکھ رہی
تھی۔۔۔ اس شخص کا کونسا روپ اصلی تھا۔۔۔۔۔ حال والا یا یہ۔۔۔۔۔

غصہ تو کہیں جھاگ کی مانند بیٹھ گیا تھا کیونکہ یہ شخص اسے اپنی باتوں کے جال میں
بری طرح الجھا چکا تھا۔۔۔۔

گاڑی گھر کے گیٹ کے سامنے رکی تو رملہ چونک کر سیدھی ہوئی اور پیسنجر سیٹ کا
دروازہ کھولنے لگی۔۔۔

کل کے فنگشن میں اپنے لباس کا خاص خیال رکھتا۔۔۔ وہ سنجیدگی سے سٹرینگ
تھامے ونڈ سکرین کو دیکھتا تنبیہ گویا ہوا۔۔۔

سارا واقع رملہ کو پھر سے حرف با حرف یاد آنے لگا۔۔۔ میرے پاس سارے
ڈریسز ایسے ہی ہیں۔۔۔ وہ دانت پیس کر کہتی زور سے دروازہ بند کر کے اندر
بھاگ گئی۔۔۔۔۔

سبحان کی نگاہوں نے تب تک اسکا پیچھا کیا جب تک وہ اینٹرس سے گزر کر بلڈنگ
میں داخل نا ہو گئی۔۔۔

رملہ اس وقت ٹرواز پر کھلی سی شرٹ زیب تن کئے بستر پر چو کری لگائے بیٹھی
تھی۔۔۔ چہرے پر حیرانی اور نا سمجھی کے تاثرات تھے۔۔۔ سامنے لیپ ٹاپ بیڈ
ٹرے پر کھلا پڑا تھا جسکی روشنی براہ راست اسکے چہرے پر پڑ رہی تھی۔۔۔۔۔ چہرا
کچھ دیر پہلے والی فنگشن کی آرائش و زیبائش سے پاک تھا۔۔۔ البتہ شدت گریہ کی
سرخی ہنوز آنکھوں اور چہرے پر موجود تھی۔۔۔۔۔

بال ڈھیلی سی پونی میں مقید تھے۔۔۔

وہ پچھلے دو گھنٹوں سے بناریسٹ کئے لیپ ٹاپ پر مصروف تھی۔۔ دن میں دو دو فنکشنز کے باعث اور بالخصوص تازہ تازہ ملے سبحان سے ٹریٹمنٹ کے باعث جسم پھورے کی مانند دکھ رہا تھا۔۔ سر آنکھوں۔۔ پر بوجھ تھا۔۔ کمر تختہ بن گئی تھی اسکے باوجود اسکی کی جانے والی ریسرچ اس قدر معلوماتی بند قفلوں کو کھولتی اور انٹر سٹنگ تھی کہ وہ سکرین پر سے نظریں نہیں ہٹا پارہی تھی۔۔۔ وہ الفاظ دل کی سرزمین پر موجود نفرت کینہ بغض حسد اور تلخی کی تہیں جو پرت در۔۔ پرت چڑھتی چل جا رہی تھیں انہیں رفتہ رفتہ ہٹا رہی تھی یوں کہ ساری گرد و غبار بھری وہ تہیں ہٹی تھیں تو اندر سے دل آئینے کی مانند شفاف نکلتا شروع ہو گیا تھا۔۔۔ ایسا شفاف کے اسکا عکس رملہ کی حالت غیر کر رہا تھا۔۔ آنکھوں سے سیل رواں تھا۔۔۔ دل سے کینہ نفرت اور بغض نکلا تھا تو وہ خالی ہو گیا تھا۔۔۔ خالی دل بھائیں بھائیں کر رہا تھا۔۔ اسنے متوحش ہو کر یہاں وہاں دیکھا۔۔ کیا وہ تنہا رہ گئی تھی۔۔ اسکا کوئی نہیں۔۔ ناماں ناباں۔۔ اور پھر شوہر۔۔۔ دل ڈوب کر ابھر رہا تھا۔۔۔ وہ دل کی دھڑکن سنبھالتی

پھر سے لیپ ٹاپ پر جھکی جب ایک آیت کے آنکھوں کے سامنے آنے پر مٹھٹھک
گی۔۔

اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو میں قریب ہوں،"
"میں پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے
(186 سورہ بقرہ، آیت)

دل کی حالت عجیب ہونے لگی تھی۔۔۔
اسنے گیلی سانس اندر کھینچتے مزید پڑھا۔۔۔
تنہائی کے اس لمحے سے بہترین لمحہ انسان کی زندگی میں کوئی نہیں ہو سکتا جو لمحہ
انسان کو اسکے رب کے قریب لے آئے۔۔۔ اگر دنیا کے زیادہ تر گناہ تنہائی اور
رات کے اندھیرے میں ہوتے ہیں تو اللہ کا قرب بھی بلخصوص تنہائی اور رات کے
گہرے اندھیرے یعنی کے رات کے تیسرے پہر میں ہی نصیب ہوتا ہے۔۔۔ انسان
پر سب سے زیادہ حق اسکے اللہ کا۔۔۔ جو اسے کبھی بھی کسی فیر میں تنہا نہیں
چھوڑتا۔۔۔

ہم اسکی محبت کا حق ادا نا بھی کر پائیں تو کم از کم ہمارا محور اور ٹریک وہی ہونا چاہیے۔۔۔ پھر چاہیے ہم اس پر رینگ ہی کیوں نارہے ہوں۔۔۔

یہ جو دل ہے نا اس میں پہلے نمبر پر انسان کے اللہ کی محبت ہونی چاہیے۔۔۔ سب سے زیادہ بھاری پر تاثیر اور ہر جانب چھا جانے والی۔۔۔ باقی ہر چیز کی محبت کا لیول اسکے بعد۔۔۔

اور سچی محبت تو وہی ہے جس میں محبوب کے رنگ میں رنگ جایا جائے۔۔۔

اسکے کہے کو حرف آخر مانا جائے۔۔۔ اسکے احکامات پر بنا دیر کئے سر جھکا دیا جائے۔۔۔

خاموش آنسو رملہ کی آنکھوں سے بہتے چلے جا رہے تھے۔۔۔

سارا مسئلہ ہی آگاہی کا تھا۔۔۔ وہ مل جائے تو اپنا محاصرہ خود با خود شروع ہو جاتا ہے

میرے اللہ مجھے معاف کر دے۔۔۔ دل سے ہو ک سی اٹھی تھی۔۔۔ آج سے پہلے کسی نے تیرایوں تعارف کروایا ہی نہیں۔۔۔ جیسا اس ظالم شخص نے کروایا

اللہ اور اسکی محبت۔۔۔۔ وہ پوری زندگی ماں باپ کی محبت کو ترستی رہی۔۔۔ خود ترسی کا شکار رہی۔۔۔ خود کو اتنے بڑے گھر میں بھی تنہا تصور کرتی رہی۔۔۔ کسی نے یہ تعارف کروایا ہی نہیں کے محض ایک اللہ کی محبت ہر محبت پر بھاری ہے۔۔۔ کیوں کسی نے اللہ سے ایسی ملاقات نہیں کروائی کے جسکے بعد دنیا کی ہر چیز ثانوی لگتی۔۔۔ کے جسکے بعد دل سے یہ قلق ختم ہو جاتا کے وہ تنہا ہے۔۔۔ وہ تنہا نہیں ہے۔۔۔ اسکا اللہ ہے نا اسکے ساتھ۔۔۔ اور جب اللہ ہے تو پھر کس چیز کا غم۔۔۔ بلکل ویسے ہی جیسے اولاد ماں کی پشت پناہی پا کر شیر ہو جاتی ہے۔۔۔ تو جب پشت پناہی ہی اللہ کی ہو تو اسے کس چیز کا غم رہتا۔۔۔ وہ جیسے جیسے آگاہی حاصل کرتی جا رہی تھی دل ہلکا اور سر بھاری ہوتا جا رہا تھا۔۔۔ عورت کا مقام اور پردے کے احکام پڑھے تو دل چاہا کے زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔۔

بے ساختہ ایمان کے اس گھر میں گزرے شب و روز آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے۔۔۔

اسنے اس چیز کو عملی طور پر اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا تھا۔۔۔

ایمان کا ہر شیڈیول اسکی نماز کے حساب سے سیٹ ہوتا۔۔۔ شادی کی شاپنگ کے دن رفتہ رفتہ اسکی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے۔۔۔ ہر شاپنگ کے پلان کو وہ کچھ دیر کے لئے ڈیلے کر دیتی۔۔۔ بس دس منٹ تک چلیں گے۔۔۔ ظہر ہونے والی ہے میں اسکی نماز ادا کر لوں پھر نکلیں گے تو مجھے بے فکری ہوگی۔۔۔ عصر کا وقت ہوتا تو وہ نکلتی نکلتی بھی عصر ادا کر کے جاتی۔۔۔

وہاں بھی اسکا دھیان رسٹ واپس پر ہی رہتا۔۔۔

بس آج کے لئے اتنا کافی ہے باقی کل۔۔۔ مغرب کا وقت ختم ہو رہا ہے۔۔۔ اور بھاگنے بھاگ گھر آنے کے بعد بھی وہ ہر چیز ویسے ہی رکھتی سب سے پہلے وضو کر کے نماز ادا کرتی باقی ہر چیز بعد میں۔۔۔

وہ کیوں نا اتنی مصروفیت میں بھولتی تھی اپنے اللہ کو۔۔۔ اسے کیوں فرق نا پڑتا تھا کے لوگ اسکی اس عادت سے چڑتے ہیں۔۔۔ اسکے بارے میں کیا کہتے ہیں۔۔۔ اگر ایمان یہ سب کر سکتی تھی تو وہ کیوں نہیں۔۔۔

موازنہ لمبا ہوتا جا رہا تھا۔۔۔ وہ رفیعہ چاچی یا کسی کی بھی اسکی ان حرکات پر ناک منہ چڑھانے پر سادگی سے مسکرا کر آگے بڑھ جاتی۔۔۔ جیسے بڑا کسی چھوٹے نا سمجھ کی۔۔۔ بات پر مسکراتا ہے اور بس

شاید اسکے لئے سب سے اہم اسکے اللہ کی ذات تھی۔۔۔ اس لئے وہ لوگوں کی ایسی فضول باتوں کا اثر قبول کرتی ہی نا تھی۔۔۔

وہ نیل پالش نہیں لگاتی تھی کے پھر وضو نہیں ہوتا۔۔۔ وہ شو آف نہیں کرتی تھی تو بہت پر سکون رہتی تھی۔۔۔ انکی طرح ایک ایک پوز میں دس دس تصویریں کھینچوا کر ان میں سے بہترین فوٹو نکال کر سٹیٹس لگانے کی خواری کو وہ درد سر نہیں بناتی تھی۔۔۔

فنگشنز کے دنوں میں بھی وہ نماز کے لئے وضو کر کے میک آپ کرتی۔۔۔ ظہر کی نماز ادا کرتی اور اسی وضو کے ساتھ عصر کی پہلی اذان کے ساتھ ہی نماز ادا کر لیتی۔۔۔

مغرب کی نماز ادا کر کے میک آپ پھر سے ری فریش کر لیتی اور عشا اپنی سہولت سے فارغ ہو کر ادا کرتی مگر اسنے اپنی نمازوں کو یوں تھام رکھا تھا اور وہ اپنی نمازوں

کی حفاظت یوں کرتی تھی کہ اگر ایک بھی مس ہوگی تو بہت بڑا خسارہ ہو جائے گا۔۔۔

اور صرف وہ ہی کیوں۔۔۔ اسکے دونوں بیٹوں کے حالات بھی یہ ہی تھے۔۔۔
شامیر تو رہتا ہی زیادہ تر باہر تھا اس لئے وہ اسکی روٹین سے اتنی واقفیت حاصل نہیں کر پائی تھی۔۔۔

تھک ہار کر وہ لیپ ٹاپ بند کر کے وہیں بیڈ کر اؤن سے ٹیک لگاتی رو دی۔۔۔
مگر یہ آگاہی کے آنسو بھی اب سکون دے رہے تھے۔۔۔ اللہ کے حضور اپنی غلطیوں کی نشان دہی کر کے وہ اپنا رشتہ اللہ سے استوار کر رہی تھی۔۔۔ اور یہ واقعی بہت پر سکون سا عمل تھا۔ اتنا کہ اس ملاقات کو ختم کرنے کا دل ہی ناچاہ رہا تھا۔۔۔

بہت شاطر تھا سبحان شامیر خان۔۔۔ بڑی آسانی سے اسکا اسکے اللہ سے رابطہ استوار کروا گیا۔۔۔

کیا کہا تھا اسنے کہ میری مت مانو اپنے اللہ کی ہی مان لو۔۔۔ اور اسکے اللہ کے احکام کیا تھے وہی جو وہ شخص کہہ رہا تھا۔۔۔

اللہ نے تو شوہر کو مجازی خدا کہہ دیا تھا۔۔۔ اور یہ بھی کے عورت پر سب سے زیادہ حق ہی اسکے شوہر کا ہے۔۔۔ نہیں میں اللہ کا ہر حکم مانوں گی مگر یہ نہیں۔۔۔

اور پھر سبحان نے بھی تو کہا تھا نا کے سارے ناسہی ایک دو ہی احکام ماننا شروع کر دو۔۔۔ وہ اللہ کے ہر حکم پر سر جھکانے کا عہد باندھ چکی تھی۔۔۔ مگر نہیں۔۔۔ وہ اس شخص کے لئے اپنے دل میں کوئی نرم گوشہ نہیں رکھتی تھی جس نے نکاح کے پہلے روز ہی اسکے ساتھ اتنا غلط رویہ رکھا۔۔۔ اسنے صرف بیوی کے ہی نہیں بلکہ شوہر کے بھی حقوق پڑھے تھے۔۔۔ اگر بیوی کو شوہر کی اطاعت کا حکم تھا تو بیوی بھی شوہر کی ذمہ داری تھی۔۔۔ جس سے محبت سے پیش آنے نرمی سے بات کرنے اور اس پر دل کھول کر خرچ کرنے کا حکم تھا۔۔۔

کم از کم اس آگاہی کے بعد اسکے پاس اپنے دفاع کے لئے کچھ تھا۔۔۔ وہ بڑا اسکے ساتھ نرمی سے پیش آیا تھا جو وہ اسکی عزت کرتی۔۔۔

ہاں اسکے دماغ میں محض حال والا واقع ہی چھپ گیا تھا۔۔۔ وہ یہ تک یاد نہیں کرنا چاہتی تھی کہ جس راستے پر چلنے کا عزم وہ کر چکی ہے اسے اس راستے سے متعارف کس نے کروایا ہے۔۔۔

دفعہ داروازہ کھول کر ایمان اندر داخل ہوئی۔۔۔ وہ غالباً فنکشن سے واپس آگئی تھی۔۔۔

اسے دیکھتی ہی رملہ سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔
ایمان نے ہاتھ میں تھامی ٹرے میز پر رکھی اور اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔۔

میری بیٹی بہت بہادر ہے۔۔۔ یوں چھوٹی چھوٹی باتوں پر دل چھوٹا نہیں کرتے۔۔۔
آپ نے کچھ کھایا نہیں نا۔۔۔ وہ نرمی و شفقت سے کہتی اسکے آنسو صاف کرنے لگی۔۔۔
رملہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

میں جانتی تھی۔۔۔ تبھی آپکے لئے چائے اور سینڈوچز لائی ہوں۔۔۔ یہ کھاؤ اور اوپر
سے میڈیسنز کھا کر ایک پر سکون سی نیند لو۔۔۔ آپ دیکھنا میں سبحان کی بھی اچھی
کلاس لوں گی۔۔۔

ایمان نے ڈش اسکے سامنے رکھتے چائے کا گلاسے پکڑ لیا۔۔۔

آپ اسکی کلاس کیوں لیں گی بھلا۔۔۔ وہ تو آپکا بیٹا ہے۔۔۔ رملہ نے ناک سکوڑتے سینڈوٹیج کا پیس اٹھایا۔۔۔

ایمان مسکرا دی۔۔۔ بلاشبہ وہ میرا بیٹا ہے لیکن آپ بھی تو میری بیٹی ہو۔۔۔ ایمان نے محبت سے اسکے چہرے پر پھسلتی بالوں کی لٹیں اسکے کان کے پیچھے کیں۔۔۔ جبکہ وہ ایمان کو دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

بیٹا وہ دل کا برا نہیں ہے۔۔۔ کہانا اپنے رشتے کو کچھ وقت دو۔۔۔ اسکی ذات کی ساری اچھائیاں کھل کر تمہارے سامنے آجائیں گی۔۔۔ میرا بہت فرما بردار اور نیک بیٹا ہے وہ۔۔۔ ایسا بیٹا جسکے لئے ہر دم دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔۔۔ دعائیں تو زونی کے لئے بھی نکلتی ہیں۔۔۔ لیکن نیچر وائر وہ بہت سوفٹ ہے۔۔۔ اسکی بات ٹھیک سہی لیکن اسکا طریقہ غلط تھا۔۔۔ اور میں وہ ماں نہیں جو محض اپنا بیٹا سمجھ کر اسے مار جن دے جاؤں۔۔۔ میں اسے سمجھاؤں گی۔۔۔ اور آپ بھی میری بیٹی ہوں اس لئے آپکو بھی سمجھانا میں اپنا فرق سمجھتی ہوں۔۔۔ دوبارہ شوہر کے ساتھ تلخ لہجے میں بات مت کرنا بیٹا۔۔۔ یوں رشتے سلجھتے نہیں مزید الجھتے

اُس اوکے بیٹھو تم۔۔۔ مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔
ایمان صوفے پر بیٹھتی بیڈ کی جانب اشارہ کر گئی۔۔۔ وہ لب کترتے بیڈ کی پائنٹی پر
بیٹھ گیا۔۔۔

جیسے ماں کے موضوع گفتگو سے آگاہ ہو۔۔۔
آج جو کچھ بھی ہوا سبحان۔۔۔ سچی بات ہے میں وہ آپ سے ایکسپیکٹ نہیں کرتی
تھی۔۔۔ ایمان کا لہجہ نرم مگر نڑو تھا سا تھا۔۔۔ سبحان لب بھینچ گیا۔۔۔
سہی بات اگر غلط طریقے سے کی جائے تو اپنا اثر کھو جاتی ہے۔۔۔ جو طریقہ آج
آپ نے اپنایا۔۔۔ اس سے کوئی باغی تو ہو سکتا ہے لیکن راہ حق کا مسافر نہیں بن
سکتا۔۔۔
سبحان بے طرح ماتھا مسل کر رہ گیا۔۔۔

اصلاح اگر سختی سے کی جاسکتی ہوتی تو دنیا میں کوئی بیگار پیدا ہوتا ہی نا۔۔۔
ایم سوری مئی۔۔۔ بس اسے یوں شمع محفل بنے دیکھ میں غصے سے آوٹ ہو گیا
تھا۔۔۔

گھر کی حد تک ٹھیک تھا مگر یوں سینکڑوں مردوں کے درمیاں۔۔۔ اف
ممی۔۔۔

I can't explain my feelings....

اسنے آنکھیں میچتے انگلی کی پوروں سے سردا با۔۔۔ جیسے اسنے خود اس واقع کا بہت
اثر لیا ہو۔۔۔

مطیں مانتی ہوں بیٹا بالکل ایسا ہی ہوا ہو گا۔۔۔ لیکن یہ ہی بات اگر تم اسے طریقے
سے اپنائیت سے اور محبت سے سمجھاتے تو وہ شاید اسی وقت سمجھ جاتی۔۔۔ میں
نہیں کہتی آپ غلط ہو۔۔۔ لیکن آپ کا طریقہ غلط ہے۔۔۔

سوری ممی۔۔۔ وہ اعتراف کر تا معذرت کر گیا۔۔۔
لیکن آپ یہ سب اس لئے کہہ رہی ہیں کیونکہ آپ نے اس محترمہ کے زبان کے
جوہر نہیں دیکھے۔۔۔ اللہ۔۔۔ اللہ۔۔۔ مجھے لگتا ہے اسنے اپنی پوری زندگی میں
محض زبان چلانا ہی سیکھا ہے۔۔۔

سبحان۔۔۔ ایمان ششدر سی اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

جھوٹ نہیں ہے مئی۔۔۔ حقیقت بیان کر رہا ہوں۔۔۔ ماشا اللہ سے اسکی وکیبلری
اتنی بہترین ہے کہ اچھے بھلے انسان کا دماغ آوٹ ہو جائے۔۔۔
ایمان سر تھام کر رہ گئی۔۔۔ سبحان وقت دو کچھ خود کو بھی اور اپنے رشتے کو
بھی۔۔۔ انشا اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔
مئی وقت ہی تو دے رہا ہوں۔۔۔ وہ گویا بے بس ہوا۔۔۔
اچھا چھوڑو یہ سب بتاؤ چائے پیو گئے۔۔۔ ایمان کو اسکی طبیعت ٹھیک نا لگی تو آٹھ
کر اسکے پاس آگئی۔۔۔
نومئی ڈونٹ وری۔۔۔ ضرورت ہوئی تو میں خود بنالوں گا۔۔۔ ابھی صرف سونا
چاہتا ہوں۔۔۔ وہ پھیکا سا مسکرایا۔۔۔ اللہ تمہیں ذہنی و قلبی سکون نصیب
فرمائے۔۔۔ آمین۔۔۔ ایمان اسکے بال سہلاتی اداسی سے مسکرا کر کمرے سے نکل
آئی۔۔۔

تم مانو یا نا مانو۔۔۔ اس نیولی کپل میں کچھ ان بن چل رہی ہے۔۔۔

رانیہ ریوالونگ چئیر پر بیٹھی پر سوچ انداز میں گویا ہوئی وہ ابھی تک فنگشن والے
حلیے میں ہی تھی۔۔۔ جبکہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی اپنی جیولری اتارتی
رمشہ نے اسے تاسف سے دیکھا۔۔۔

اور تم یہ اتنے یقین کے ساتھ کیسے کہہ سکتی ہو۔۔۔۔۔ ایر رنگز اتار کر وہ اب رنگز
اتار رہی تھی۔۔۔

مجھے سو فیصد یقین ہے کہ رملہ اور سبحان میں جھگڑا ہوا ہے۔۔۔ رملہ نے آج کا
فنگشن اٹینڈ ہی نہیں کیا۔۔۔ ورنہ وہ اسقدر ایکسائٹڈ تھی اس فنگشن کو لے کر۔۔۔
اور تو اور اسنے تو اپنی ڈانس پرفارمنس بھی مس کر دی۔۔۔
نیز پارکنگ سے سبحان اسے گھسیٹتا ہوا ساتھ لے جا رہا تھا جبکہ وہ اس سے اپنا آپ
چھرواتی بھرپور مزاحمت کر رہی تھی۔۔۔۔

اتنی دور سے میں انکی باتیں تو نہیں سن سکی۔۔۔ البتہ معاملہ کچھ زبردستی کا تھا۔۔۔
رملہ رو رہی تھی۔۔۔۔۔ اور اب بھی گھر آ کر ایمان چچی کی ڈوڑیں لگی پڑیں ہیں۔۔۔
کبھی بہو کے کمرے میں ٹرے سیٹ کئے جا رہی ہیں تو کبھی بیٹے کے کمرے میں۔۔۔
یقیناً بیٹے کی جارحیت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہی ہیں۔۔۔ آخر کو نکاح کے پہلے

روز ہی یہ سب۔۔۔ کوئی چھوٹی بات تو نہیں۔۔۔ پر ڈونٹ وری۔۔۔ میں انکی
ساری کوششیں اچھے سے ناکام بناؤں گی۔۔۔ رملہ غصے میں ہے۔۔۔ بے انتہا غصے
میں۔۔۔ ایسے میں اسے مزید بھڑکا کر حسب منشا کام کروانا کونسا مشکل ہے۔۔۔
وہ قہقہہ لگاتی ہسی۔۔۔

میک آپ ریہو کرنے کے بعد چہرے پر کلیزننگ کرتی رملہ نے اسے حیرت سے
ریکھا۔۔۔

بیسٹ آف لک۔۔۔ دیکھتے ہیں تم اپنے مقصد میں کامیاب ہوتی ہو یا منہ کی کھاتی
ہو۔۔۔ وہ شانے اچکاتی پھر سے چہرے پر کلیزننگ کرنے لگی۔۔۔

اگلے روز رملہ خاصی دیر سے اٹھی تھی۔۔۔ یہ پچھلے کئی دنوں کی تھکاوٹ کے باعث
تھا۔۔۔ اسنے فریش ہو کر ڈریسنگ کے لئے وارڈروب کھولی تو نگاہوں کے سامنے
کوئی ایک دھنگ کا سوٹ ناسمایا۔۔۔ جینز ٹاپ ٹراؤزر شرٹ۔۔۔ اور جوڈیزائنر
جوڑے تھے وہ بھی بنا آستین کے اور دوپٹے ندارد۔۔۔

اس گھر میں ڈوپٹہ لینے کا تصور تھا ہی نہیں۔۔ ڈوپٹہ محض ایز آفار میلٹی لیا جاتا یا سوٹ کی گریس بڑھانے کے لئے۔۔ ناروک ٹوک ناما حول۔۔ ناسہی غلط کی پہچان۔۔ گھر والے اپر کلاس۔۔ دوستیں اپر کلاس۔۔ گھر سے سکول۔ سکول سے مالز اور مالز سے پارٹیز۔۔ اسکی دنیا تو یہ ہی تھی۔۔ آنکھ کھولتے یہ ہی سب سیکھا۔۔ ناسہی غلط کی پہچان تھی ناراہ حق کا پتہ۔۔ کے ایسا کوئی راستہ بھی ہوتا ہے۔۔ ہاں وہ مسلمان ہے اور ایک اللہ اور ایک رسول کی پیروی کا رہے۔۔ نماز فرض ہے لیکن اسکی کلاس میں کوئی نہیں پڑھتا۔۔ ساؤنڈ پروف بلڈنگز میں شاپنگ ہو یا پارٹیز یا فنگشن اذان کی آواز تک نہیں آتی۔۔ پھر ایسے میں کونسی نماز۔۔۔

ہاں وہاں کا سارا مذہب چیرٹیز میں تھا۔۔ جو جتنی چیرٹی کرتا وہ اتنا نیک کہلاتا۔۔۔

رمضان میں محرم ربیع الاول میں دل کھول کر چیریٹی کی جاتی۔۔۔

بڑے بڑے کیمراز سیٹ کئے جاتے اور غریبوں میں راشن اور کپڑے جوتے دل۔۔۔ کھول کر تقسیم کئے جاتے

باقی ساری سرگرمیاں وہیں کی وہیں رہتی لیکن چیریٹیز بڑھ جاتی۔۔۔ وہ بھی تو کرتی تھی چیرٹی اور خوب انسٹاگرام پوسٹس لگاتی تھی۔۔۔ کیونکہ یہ ہی وہاں کا اصول تھا۔۔۔

اسنے تو بس اتنا ہی مذہب سیکھا تھا۔۔۔

اسکی تو گفتگو تک محض کپروں برانڈر پارٹیز پنک اور آؤٹنگ تک محدود تھی۔۔۔ فیشن کی ہر نیو آپ ٹوڈیٹ تھی اسے۔۔۔ جو مرضی پوچھ لو۔۔۔

کل جو اسنے لباس پہنا تھا کل رات دل کی دنیا بدلنے سے پہلے تک بقول اسکے اور اسکی کلاس کے اس میں کوئی خرابی نہ تھی۔۔۔

کیونکہ وہ اسی ماحول کی پروردہ تھی۔۔۔ اور یہاں اسی طرح کے لباس میں گریس تھی۔۔۔ ماڈر نزم تھی۔۔۔ کلاس تھی۔۔۔ اسی لئے تو سبحان کے جارحانہ رویے پر

وہ آوٹ ہوئی تھی۔۔۔ لیکن بہت لائٹ سیبحان شامیر خان نے اسے جس راستے کی نشان دہی کروائی تھی۔۔۔ اور اللہ سے اپنا رشتہ استوار کرنے کو جو کڑی تھمائی تھی

وہ سب اسکے لئے نیا تھا۔۔۔ اتنا نیا جیسے ان سب سے متعارف ہی کل رات ہوئی

ہو۔۔۔ تبھی تو تجسس کے مارے اسکی جستجو میں نکل پڑی تھی۔۔۔ شاید اسے اسی

ایک پیش کی ضرورت تھی۔۔۔۔ اللہ تو مل گیا اور اسنے اس راہ پر پہلا قدم بھی رکھ لیا۔۔۔ لیکن اس کلاس میں رہتے ہوئے یہ سفر لگ بہت مشکل رہا تھا۔۔۔

وارڈروب دیکھتے وہ شدید کوفت کا شکار ہوئی۔۔۔ پہلے ہی مرحلے پر دشواری کا سامنا تھا۔۔۔ آگے نا جانے کیا کیا مشکلات پیش آنے والی تھیں۔۔۔۔

دل مسوس کر اسنے ٹراؤزر کے ساتھ کھلی سی شرٹ زیب تن کی اور اپنے گرد شمال اور ہتی باہر آگئی۔۔۔ ہاتھوں پر مہندی کے نقش و نگار ہنوز بہت خوبصورت چھب دکھلا رہے تھے۔۔۔ ڈھیلی پونی سے نکلتی ریشمی بالوں کی لٹیں کومل سے چہرے کے اطراف میں پھسل رہی تھیں۔۔۔ رات سے ہی دل کی دنیا بدل چکی تھی۔۔۔ وہ فجر ادا نہیں کر سکی تھی اسے اس کا قلق تھا۔۔۔ سالوں کی روٹین تھی شاید تبدیل۔۔۔ ہوتے ہوتے بھی وقت لگتا

وہ لاونج میں داخل ہوئی جب لاونج کے داخلی دروازے سے جینز پر سیاہ جیکٹ زیب تن کئے سبحان اندر داخل ہوا۔۔۔ وہ نکھر انکھر اساپورے ماحول پر چھایا ہوا محسوس ہوتا تھا۔۔۔ فون پر کسی سے بات کرتے اسکی ایک سرسری نگاہ رملہ پر پڑی اور وہ اسے نظر انداز کرتا آگے بڑھ گیا۔۔۔

رملہ کھول کر رہ گئی۔۔۔ پتہ نہیں سمجھتا کیا تھا خود کو۔۔۔ وہ منہ بناتی کچن میں آگئی اور برتن پٹخنے کے انداز میں شلیف پر رکھنے لگی۔۔۔

فنگشن رات کا تھا اس لئے دوپہر کے بارہ بجنے کے باوجود بھی ابھی گھر میں سکون تھا۔۔۔ شادی کے ہنگامے تقریباً تین چار بجے جاگنے والے تھے۔۔۔ تبھی سبھی تیار یوں کے لئے سیلون کا رخ کرتے۔۔۔

ارے ارے ارے ارے ارے۔۔۔ اتنا غصہ۔۔۔

دفعہ تارا نیہ جینز پر شرٹ زیب تن کئے وہیں آئی اور فریج سے ٹین پیک نکال کر منہ کو لگاتی شاطرانہ چمکتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

رملہ نے آنکھیں چندھی کرتے اسے دیکھا۔۔۔ جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو تمہیں کیا تکلیف ہے۔۔۔

سبحان شامیر خان ایک دقیانوس اور حاکمیت پسند انسان ہے۔۔۔ میں بہت جلد یہ بات جان گئی تھی تبھی تو کنارہ کشی اختیار کر گئی۔۔۔ وہ ٹین پیک کے گھونٹ بھرتی آکر شلیف سے ٹیک لگائی۔۔۔

۔۔۔ رملہ کا دل دھک سے رہ گیا

وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

خالی شکل کا اچار ڈالنا ہے کیا جب انسان میں ایک اچھے شوہر والے گٹس ہی نا ہوں۔۔۔

یکدم شدید ناگواری کی لہر رملہ کے اندر اٹھی۔۔۔ اور اسنے جانا کے کل رات یہ ہی باتیں سبحان سے کہنا آسان تھا۔۔۔ کوئی مسئلہ نا تھا۔۔۔

لیکن کسی اور سے اسکے بارے میں یہ ہی باتیں سننا آسان نا تھا۔۔۔ اس پر انکشاف ہوا کے وہ کسی اور کے منہ سے شوہر کی برائی نہیں سن سکتی تھی۔۔۔۔

وہ مزید بھی نا جانے کیا کیا بول رہی تھی لیکن رملہ کے اندر غم و غصے کا شدید طوفان اٹھنے لگا۔۔۔

ایکسیوزمی۔۔۔ کیا تم جانتی ہو کے تم میرے شوہر کے بارے میں بکواس کر رہی ہو۔۔۔ وہ آنکھیں نکال کر اپنے مخصوص انداز میں غرائی۔۔۔

رانہ ٹھٹھکی۔۔۔ ٹین پیک وہیں شلف پر رکھ کر سیدھی ہوئی۔۔۔ اور اس سر پھری لڑکی کے رویے کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ کل تک یہ سبحان سے شدید

بدزن تھی ابھی کیا ہوا اسے۔۔۔ کیا یہ پاگل ہو گئی ہے۔۔۔ حیرت در حیرت
تھی۔۔۔

وہ میرا شوہر ہے۔۔۔ رملہ نے سینے پر انگلی سے دستک دی۔۔۔ میں بہتر جانتی ہوں
وہ کیسا ہے۔۔۔۔

تم کون ہوتی ہو اسکے بارے میں فضول گوئی کرنی والی۔۔۔ یہ تو وہی بات ہوئی۔۔۔
انگور مل ناسکے تو کھٹے ہیں۔۔۔ اسکا انداز اسقدر تضحیک آمیز تھا کہ رانیہ کا چہرہ ابل
۔۔۔ بھر میں سبکی کے احساس سے سرخ ہوا

آئندہ میرے شوہر کے بارے میں۔۔۔۔ اس نے لفظ میرے پر زور دیا۔۔۔۔
بات کرنے سے پہلے سو بار سوچنا۔۔۔ کیونکہ اپنے شوہر کے خلاف میں بات
برداشت نہیں کر سکتی البتہ اسکے بارے میں فضول بولنے والی کی زبان گدی سے
کھینچ ضرور سکتی ہوں۔۔۔

شعلے اگلے لہجے میں کہتی وہ ہاتھ میں تھامگ وہیں کاؤنٹر ٹاپ پر پٹخ کر کچن سے نکل
گئی۔۔۔ جبکہ رانیہ اس لڑکی کے بدلے بدلے انداز و اطوار دیکھ اپنی جگہ ششدر رہ
گئی۔۔۔

اسکا کونسا روپ درست تھا۔۔۔ رات والا یا اب والا۔۔۔

یا یہ واقعی کھسکی ہوئی تھی۔۔۔

کمرے میں آتے ہی رملہ نے دروازہ زور سے بند کیا اور بستر پر بیٹھتی سر دونوں ہاتھوں میں گرا گئی۔۔۔ وہ اسے جو مرضی کہے۔۔۔ مگر کوئی اور کون ہوتا تھا اسکے بارے میں کچھ کہنے والا۔۔۔ رانیہ کی باتوں سے اندر ایک آگ سی لگ گئی تھی۔۔۔ شام تک اسکی دوستیں بھی وہیں آ گئیں۔۔۔ انہیں ابھی کچھ دیر تک سیلوں کے لئے نکلنا تھا۔۔۔ مگر مسئلہ وہی اب وہ اپنی کسی بھی ڈریسنگ سے مطمئن نہیں تھی۔۔۔ اس لئے نہیں کے اسکی پھر سے ویسی کوئی اوٹ پٹانگ ڈریسنگ دیکھ کر اسکا شوہر بھڑک اٹھتا۔۔۔

بلکہ اس لئے کے وہ اب اپنے اللہ کو راضی کرنا چاہتی تھی۔۔۔ لیکن وہی بات ایک جھجک آڑے آرہی تھی۔۔۔ اسی کلاس میں پل بھر کر ایک ہی رات میں اسے کیا ہو گیا تھا کے وہ ساری کی ساری شاپنگ تبدیل کرنے لگ جاتی۔۔۔ لوگ کیا کہتے۔۔۔ وہ لوگوں کی باتوں سی ڈر گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ مسلسل لب کتر رہی تھی۔۔۔

یا اللہ مدد کر دے۔۔۔ تو تو بڑے سے بڑے مسئلے کا حل نکال دیتا ہے نا۔۔۔ جب اس راستے تک تو لے ہی آیا ہے تو آگے بھی آسانیاں پیدا فرما۔۔۔ کچھ ایسا ہو جائے کے میرا مسئلہ بھی حل ہو جائے اور لوگوں کے منہ بھی بند ہو جائیں۔۔۔ کوئی مجھ پر فقرے نہ کہے۔۔۔ وہ دل ہی دل بھرائی آنکھوں سے اللہ کے حضور دعا گو تھی۔۔۔

عین اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔ اسکا ارتکاڑ ٹوٹا اور وہ چونک کر اس جانب متوجہ ہوئی۔۔۔ کیا اسکے لئے اللہ کی طرف سے مدد آگئی تھی۔۔۔

دروازہ ناک ہونے کی آواز پر رملہ کے ساتھ ساتھ بیڈ پر اسکی جیولری پھیلا کر دیکھتیں روبی اور رومی بھی دروازے کی جانب متوجہ ہوئیں جہاں سبحان آہستگی سے دروازہ وا کر کے اندر داخل ہوا۔۔۔

اسے یوں پہلی مرتبہ اپنے کمرے میں آتا دیکھ رملہ سمجھلی۔۔۔۔۔ رات کے سبھی واقعات پوری جزئیات سے آنکھوں کے سامنے گھوم گئے۔۔۔ اسنے سلام کرتے ایک ناقدانہ نگاہ پورے کمرے پر ڈالی۔۔۔

روبی اور رومی بھی اسے دیکھ سیدھی ہو بیٹھیں۔۔۔

رملہ نا سمجھی سے اسے دیکھتی اسکے کمرے میں آنے کا مقصد جاننا چاہ رہی تھی۔۔۔ ایکجولی یہ تمہارے لئے کچھ شاپنگ کی ہے میں نے بارات اور ولیمے کے فنگشنز پر یہ ہی پہننا۔۔۔ اسنے ہاتھ میں تھامے چند شاپنگ بیگز اسکی جانب بڑھائے جو حیرت و انبساط میں گھری ماتھے پر بل ڈالے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ کچھ توقف کے بعد جھجھکتی ہوئی ہاتھ بڑھا کر شاپنگ بیگز تھام گئی۔۔۔ اسکے شاپنگ بیگز تھامتے ہی وہ کمرے سے نکل گیا۔۔۔

اسے رملہ کے کمرے میں آتا دیکھ ٹوہ لینے کی خاطر دیوار سے چپکی کھڑی رانیہ اسے باہر آتا دیکھ سرعت سے پیچھے ہٹی۔۔۔

۔۔۔ مائے گاڈ۔۔۔ دکھاؤ بھی کیا خرید ہے تمہارے لئے تمہارے شوہر نامدار نے ٹھاٹ ہیں تمہارے تو رملہ۔۔۔

وہ دونوں شاپنگ بیگز بیڈ پر الٹائے اب دیدہ زیب ملبوسات دیکھ رہے تھے۔۔۔

۔۔ ہمیں تمہارے شوہر کی چوائس اور کلرنگ سینس پر کوئی شک نہیں

وہ دونوں لباس کو ہر جانب سے دیکھ رہی تھیں رملہ اس شاپنگ کا محرک سمجھتی تھی۔۔۔ وہ لباس ہر لحاظ سے فنگشن کے مطابق تھے لیکن ہر لحاظ سے مکمل اور

ڈیسنٹ سے۔۔۔ شاید اگر وہ خود بھی شاپنگ کرنے جاتی تو اس معاملے میں اسکا اتنا

دماغ ناچلتا کے پردہ اور فنگشن کی نوعیت دونوں کو مد نظر رکھتے شاپنگ کر سکتی۔۔۔

کیونکہ اس معاملے میں اسکا کوئی خاص تجربہ نہ تھا۔۔۔

ان دونوں کو اسکی چیزیں اشتیاق سے دیکھتا پارملہ کے دل کی حالت عجیب سی ہونے لگی۔۔۔

دل میں اپنے اللہ سے رشتہ مزید مضبوط ہونے لگا۔۔۔ ابھی اسنے دعا مانگی تھی اور

اسکے اللہ نے اتنی جلدی قبول کر کے اسکے لئے سبب بھی بنا دیئے۔۔۔ جو چیز اسے

پہاڑ کے مترادف لگ رہی تھی وہ چٹکیوں میں حل ہو گئی۔۔۔

اتنی جلدی تو منت سماجت پر لوگ اس مسئلے کی جانب نظر ثانی کرنے کی کوشش بھی نہیں کرتے جتنی جلدی اسکے اللہ نے اسکی سن بھی لی تھی۔۔۔ بے ساختہ اسکا دل اپنے رب کے حضور جھکنے کو چاہنے لگا۔۔۔

ساری بات ہی توفیق کی ہوتی ہے۔۔۔ جسے مل جائے جب مال جائے تب ہی دنیا یکسر بدل جاتی ہے۔۔۔

لیکن یہاں قابل غور تو سبحان کا رویہ بھی تھا۔۔۔ وہ تو اسکا حال والا جارحانہ رویہ ہی بھلا نہیں پار ہی تھی۔۔۔ آنا کی اتنی بڑی دیوار اپنے اور اسکے بیچ کھڑی کر بیٹھی تھی۔۔۔ حالانکہ کم تو اسنے بھی ناکیا تھا۔۔۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی بھرپور کوشش تھی۔۔۔ غصے میں اسے بہت غلط بولا تھا جسکا احساس بعد میں ہوا تو تھا مگر وہ مسلسل کروٹیں بدلتے ضمیر کو یہ ہی کہہ کر تھپکیاں دیتی سلا رہی تھی کہ یہ سب شروع سبحان نے کیا تھا۔۔۔ اسکا رویہ میرے ساتھ غلط تھا میں نے تو بس عمل کا رد عمل دیا تھا۔۔۔ اب تک تو ان میں ایک سرد جنگ چھڑ جانی چاہیے تھی۔۔۔

جتنی بڑی انا کی دیوار اسنے اپنے اور سبحان کے درمیان سیلف ریسپیکٹ کے نام پر کھینچی تھی اتنی ہی بڑی ایک دیوار تو سبحان کو بھی کھینچ لینی چاہی تھی۔۔۔

ہمیشہ پہل ہی تو مشکل ہوتی ہے۔۔۔ پھر وہ شخص اتنی آسانی سے پہل کیسے کر رہا تھا وہ بھی پچھلی ہر بات کا حوالہ بھلائے۔۔۔

کیا بھلا یوں بھی ہوتا ہے۔۔۔ کل تک جو سبحان کے ایک عمل کے باعث دماغ میں غصے کا لاوا پک رہا تھا کے کیا وہ سبحان کی جانب سے اس رویے کی مستحق تھی وہ بھی نکاح کے ہی روز۔۔۔ ٹھیک ہے وہ اسکی تعریف نا کرتا۔۔۔ اسے نکاح کا تحفہ نا دیتا۔۔۔ حالانکہ یہ قلق تو جاتا ہی نا تھا۔۔۔ کیا اسقدر اخلاقیات نبھانے والے کو یہ تک نہیں پتہ تھا کے بیوی کو ایک عدد نکاح کا تحفہ بھی دیا جاتا ہے۔۔۔ ٹھیک ہے وہ نا دیتا۔۔۔ وہ خود کو سمجھا لیتی۔۔۔ لیکن اتنا برا رویہ تو اختیار نا کرتا۔۔۔ وہ الگ بات کے رملہ غصے میں ٹھیک ٹھاک بدل لے چکی تھی لیکن باز وہ پر پڑے اسکی سخت جارحانہ گرفت کے نشان دیکھ اپنا سب کچھ تو بھول بھال جاتا بس اسی کا رد عمل یاد رہ جاتا۔۔۔

لیکن اس پہل سے وہ دل سے پرانا ہر نقش مٹاتا پھر سے اپنی جانب اسکا دل گداز کرنے لگا تھا۔۔۔ وہ یکدم اسکی ساری توجہ اپنی جانب مبذول کروا گیا تھا۔۔۔ پتہ نہیں کیوں مگر وہ مسلسل اسی کی ذات کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔

اس روز زندگی میں پہلی مرتبہ اسنے سیلون جانے سے پہلے عصر کی نماز نہایت خشوع و خضوع سے پڑھی۔۔۔ اور یہ اسکی زندگی کا سب سے بہترین ایکسپیرینس تھا۔۔۔

رملہ تیار ہونے کے بعد سیلون کے دیوار گیر قد آدم آئینے کے سامنے مسمرائز سی کھڑی اپنا جائزہ لے رہی تھی۔۔

سنہرے جھلملاتے پاؤں کو چھوتے کھلے سے گاؤں میں اسکا عکس چاند نیاں بکھیر رہا تھا۔۔۔

فل سیلوز اور ہر لحاظ سے باوقار اور فنگشن کی مناسبت سے بہترین لباس ساتھ سیاہ جھلملاتا حجاب تھا۔۔۔

پاؤں میں سیاہ سٹائلش کور شوز۔۔ اور ہاتھ میں تھا ما سنہری تتلی کی مانند کلچ۔۔ یہ ساری کی ساری سبحان کی اسکے لئے کی گئی شاپنگ تھی۔۔۔ اور لباس کی مناسبت سے کئے گئے میک آپ پر حجاب اس پر اسقدر خوبصورت لگا تھا کہ وہ کئی ثانیوں سے یک ٹک آئینے میں جھلملاتے اپنے عکس کو ہی مسلسل دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہاں سے وہ اپنی دوستوں کے سنگ وینو پہنچی تو اسے اس روپ میں دیکھ ایمان نے
بے ساختہ خود میں بھیر پختے پیار کیا۔۔۔

ماشا اللہ میری بیٹی تو چاند کا ٹکرا لگ رہی ہے۔۔۔

وہ ایمان کے والہانہ انداز پر جھینپ گئی۔۔۔۔

اوہ تو مسٹر دقیا نوس نے سر پر تین من کا تنبوڈ لٹوا ہی دیا۔۔۔

وہ کسی کام سے حال کے اندر جا رہی تھی جب پیچھے سے ابھرتی رانیہ کی طنزیہ بات پر
بے ساختہ اسکے قدم ٹھٹھکے۔۔۔ وہ اس روپ میں لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی کہ
رانیہ سے یہ سب برداشت کرنا محال ہو رہا تھا۔۔۔ تبھی تو اپنے ازلی انداز میں اسے
زچ کر کے اسکا اطمینان اور چہرے کی آسودگی بھری مسکراہٹ چھیننی چاہی
تھی۔۔۔۔

رملہ ایروں کے بل اسکی جانب گھومی۔۔۔ یوں کے اسکا جھلملاتا گاؤں سمندر کی

لہروں کی مانند بل کھاتا اسکے ساتھ ہی گھوما۔۔۔

ایکسیوزمی۔۔۔ تمہیں کس نے کہا کہ یہ میں نے اسکے لئے لیا ہے۔۔۔ رملہ نے

حیرت سے اپنے حجاب کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

رانہ کھٹھکی اسکا چیلنج کرتا انداز ہی ٹھٹھکار ہا تھا۔۔۔

تو پھر۔۔۔ وہ ابھی۔۔۔

تو پھر یہ کہ یہ میں نے اپنے اللہ کے لئے لیا ہے۔۔۔۔۔ رملہ کے چہرے پر بڑی

خوبصورت مسکراہٹ کھلی۔۔۔

رانہ ہاتھ پر ہاتھ مارتی جو قہقہہ لگا کر ہسی کے ہس ہس کر دہری ہو گئی۔۔۔۔۔ مائے

گاڈ۔۔۔۔۔

اپنے اللہ کے لئے۔۔۔۔۔ فی فی مسلمان ہوئی ہو کیا۔۔۔۔۔ یا اللہ سے تعارف ہی اب ہوا

تھا۔۔۔۔۔ اسکا انداز تضحیک آمیز تھا۔۔۔۔۔

رملہ ہلکا سا مسکرا دی۔۔۔۔۔ بس کچھ یو نہی سمجھ لو۔۔۔۔۔ وہ شانے اچکاتی بنا بحث میں

پڑے آگے بڑھ گی۔۔۔۔۔ جیسے سمجھ چکی ہو جو بات اسے سمجھ میں آگئی وہ رانہ کو ابھی

سمجھ میں آجائے گی اسکی گارنٹی نہیں۔۔۔۔۔

ابھی اسی لمحے اسنے جانا تھا کہ ایمان کیسے ہر فضول بات پر سر جھٹکتی آگے بڑھ جاتی

۔۔۔۔۔ تھی

باہر بارات آگئی تھی۔۔۔ بینڈ باجوں کا شور اتنا کے کان پڑی سنائی نادی تھی۔۔۔
قطار میں آتی دور تک گاڑیوں کی کورتج دراون کیمر از سے کی جارہی تھی۔۔۔
گاڑیوں کے رکنے کے بعد سبھی گاڑیوں سے باہر نکلے۔۔۔ سبھی خواتین اپنے اپنے
سیلون سے سیدھی وینیو پہنچ چکی تھیں۔۔۔

بارات چونکہ رات کی تھی لیکن لائٹنگ کا انتظام اتنا بہترین تھا کہ رات میں دن کا
گمان ہوتا۔۔۔

سبھی خواتین حال کے دہانے پر کھڑی انہیں مستیاں کرتے دیکھ رہی تھیں جو ارحم
کو درمیان میں کھڑا کئے خود اسکے گرد دائرے میں بھنگڑا ڈال رہے تھے۔۔۔
یہ سب زوہان کی پلاننگ تھی جس نے اب اپنے اور بھائی کے ساتھ ساتھ شامیر اور
۔۔۔ ذوہیب کو بھی دائرے میں کھینچ لیا تھا

کافی دیر کی ہسی مذاق کے بعد وہ لوگ ہستے کھکھلاتے اندر داخل ہوئے تو سامنے ہی
عروشہ کی کزنز راستہ روکے کھڑی تھیں۔۔۔

۔۔۔ پورے پانچ لاکھ نیگ دیں ارحم بھائی۔۔۔ پھر اندر جانے کا راستہ ملے گا

سیریس لی۔۔۔ اتنے میں تو بیک سائڈ سے باقاعدہ راستہ دریافت ہو جائے گا۔۔۔
عروشہ کی ایک کزن کے کہنے پر سبحان کے مدبرانہ انداز میں بتانے پر محفل
زعفران کارنگ پیش کرنے لگی۔۔۔

تو پھر آپ دوسرا راستہ دریافت کر ہی لیں۔۔۔ کیونکہ یہاں تو ایک روپیہ کم نہیں
ہو گا۔۔۔ وہ سب اترائیں۔۔۔

چاچو یار۔۔۔ عروشہ چاچی ابھی سیلون میں ہی ہیں۔۔۔ وہاں سے نکلی نہیں۔۔۔
روہان کی رگ ظرافت پھڑک چکی تھی۔۔۔ ارحم چونکا۔۔۔
پھر۔۔۔۔

پھر چھوڑیں یار یہاں کی خواری۔۔۔ نکاح تو پہلے ہی ہو چکا ہے۔۔۔ ہم انہیں وہیں
سے اڑالے جاتے ہیں۔۔۔

مائے گاڈ زونی۔۔۔ ارحم اسکے ہاتھ پر ہاتھ مارتا محظوظ ہوا۔۔۔
پھر کیا خیال ہے گرلز۔۔۔ کچھ کمی بیشی ہو سکتی ہے یا ہم زونی کی تجویز پر عمل
کریں۔۔۔ شامیر نے ٹکرا لگایا۔۔۔

۔۔۔ ارے ایسے کیسے وہ وہیں سے چلی جائے گی۔۔۔ وہ ہماری بہن ہے

اور آپکی بہن چاچو کی مسزہیں اور انہیں اپنے ہر بینڈ سے بہت محبت ہے۔۔۔ ایسے
دعوے مت کریں جس میں پھر ہار جائیں۔۔۔ سبحان کی دلیل پر وہ منہ کھولے
انہیں دیکھنے لگیں۔۔۔

چھوڑیں چاچو دیں پیسے یا۔۔۔ سبحان اور زوہان نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک
دوسرے کو اشارہ کرتے ارحم سے کہا۔۔۔

ارحم نے جیب سے لاکھ کی کاپی نکالی جبکہ وہیں دوسری طرف سبحان نے جیب میں
ہاتھ ڈالا۔۔۔ زوہان نے ارحم کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما۔۔۔

ارحم کے پیسے آگے بڑھانے پر اس لڑکی نے ہاتھ آگے بڑھا۔۔۔

یہ پانچ۔۔۔ سبحان نے پانچ روپے کا سکہ اسکی ہتھیلی پر رکھا۔۔۔ اور یہ لاکھ۔۔۔
ارحم نے ہاتھ میں تھامی رقم اس سکے پر رکھ دی۔۔۔

وہ نا سمجھی سے انہیں دیکھنے لگی۔۔۔

اور ہو گے پورے پانچ لاکھ۔۔۔

زوہان ارحم کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے انکی بنائی باڑتور تا تیزی سے آگے بڑھا۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ یہ سب کیا ہے۔۔۔۔۔ جب تک انہیں کچھ سمجھ آتی وہ سب آگے
بڑھ گئے تھے۔۔۔

ایمان بیٹوں کے کارناموں پر مسلسل مسکرا رہی تھی۔۔ جو چاچو کے ساتھ ہر ہر رسم
میں پیش پیش مرکز نگاہ بنے ہوئے تھے۔۔۔

-----+

عروشہ کی اینٹری بڑی شاندار تھی۔۔۔ آج اسنے برائیڈل کے روپ میں بھی حجاب
کر رکھا تھا۔۔۔ اور اس روپ میں وہ واقعی بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔ دودھ
پلائی کی رسم کے دوران بھی دونوں بھائیوں نے عروشہ کی کزنز کے ناک میں دم
کر رکھا تھا۔۔۔ اللہ اللہ کر کے یہ رسم مکمل ہوئی اور فوٹو شوٹ شروع ہوا تو وہ
دونوں باقی سب کو موقع دینے کی خاطر سیٹج سے اتر آئے۔۔۔۔۔

سبحان کی اچانک رملہ پر پڑتی ایک لاشعوری نظر ٹھٹھک کر رہی۔۔۔ وہ اسکے
خریدے لباس میں لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی۔۔۔ صد شکر کے وہ اسکامان رکھتی
اسکا خرید لباس پہن چکی تھی ورنہ اس روز کی لفاظی کے بعد تو سبحان کو اس سے اتنی
توقع بھی نا تھی۔۔۔

وہ مگن سے انداز میں اینجل کے ساتھ اپنے موبائل پر تصویریں بنا رہی تھی۔۔۔
آہم آہم۔۔۔ کوئی چیز جو زوہان کی نظروں سے پوشیدہ رہ جاتی۔۔۔ اس کے گلہ
کنگار نے پر سبحان سمجھلا۔۔۔

اتنی بے خودی بھی اچھی نہیں برو۔۔۔ نوڈاؤٹ میری بھابھی پیاری لگ رہی
ہیں۔۔۔ لیکن اسکا مطلب اب یہ تو نہیں کے۔۔۔

سبحان کی زبردست گھوری پر اسکی زبان کو بریک لگا۔
چلو فیمیلی فوٹوشوٹ کروائیں۔۔۔ زوہان مسکراہٹ داب کربات بدلتا اسے لئے
آگے بڑھا۔۔۔

می۔۔۔ ڈیڈ۔۔۔ اینجل ادھر آو۔۔۔ وہ آوازیں دیتا سبھی فیمیلی ممبر زپورے کر رہا
تھا۔۔۔

فوٹوشوٹ کروانا ہے۔۔۔ ایک۔۔۔ ایک منٹ۔۔۔ میں اپنی بھابھی کو تولے
آؤں۔۔۔ فوٹو گرافر کو فوٹ کھینچنے کو تیار دیکھ وہ اسے روکتا سرعت سے رملہ کی
جانب بڑھا۔۔۔

وہ اپنی دوستوں کے ساتھ کھڑی تھی۔۔۔

آہمحم۔۔۔ ایکسکیز می رملہ۔۔۔ زوہان کے متوجہ کرنے پر سب یکدم چونکی۔۔۔

رملہ ایک منٹ زرا میرے ساتھ آنا۔۔۔ ہمیں فیملی فوٹو شوٹ کروانا ہے۔۔۔

زوہان کے بلانے پر وہ سب سے ایکسکیز کرتی اسکے ساتھ چل دی۔۔۔

دور سے یہ منظر دیکھتی رانیہ ہاتھ پر دوسرے ہاتھ کی مٹھی مار کر رہ گئی۔۔۔ عجیب

خاندان تھا۔۔۔ اپنی غلطیاں یوں سمیٹتا تھا جیسے ہیرے ہوں۔۔۔ اسکی بیگار پیدا

کرنے کی ہر کوشیش ناکام جا رہی تھی۔۔۔ عقل سمجھ سے بالاتر تھا سب۔۔۔

می آپ یہاں آئیں۔۔۔ اسنے رملہ کے ساتھ سبحان کو کھڑا کیا۔۔۔ سبحان کے

ساتھ شامیر تھا پھر ایمان اور وہ خود ایمان کے شانے پر بازو پھیلانے مسکراتا ہوا

کھڑا کیمرے پر فوکس کئے ہوئے تھا۔۔۔

اینجل کو اسنے سب سے آگے دونوں ہاتھوں سے وکٹری کا سائن بناتے کھڑا کر رکھا

تھا۔۔۔

اب ڈیڈ آپ پیچھے آئیں۔۔۔ فوٹو کلک ہوتے ہی وہ خود سبحان اور شامیر کو پیچھے کھڑا

کئے آگے ایمان اور رملہ کو کھڑا کر گیا۔۔۔ اینجل پھر سب سے آگے تھی

اور ایسے ہی بہت سے پوزز میں اسنے فیملی فوٹو شوٹ کروا تھا۔۔۔

گھر واپسی پر عروشہ کا بہت شاندار استقبال کیا گیا تھا زوہان۔ نا جانے کون کونسی
رسمیں نکال بیٹھا تھا۔ دودھ میں سے انگوٹھی ڈھونڈنے کی رسم میں اس نے عروشہ کا
پورا پورا ساتھ دیا تھا۔۔۔

کم آن چاچی۔۔۔ جیتنا آپکو ہی ہے۔۔۔ وہ لگاتار اس کا حوصلہ بڑھا رہا تھا۔۔۔ لیکن
آخر میں ارحم کو انگوٹھی نکالتے دیکھ منہ بسور کر رہ گیا۔۔۔

رات گئے کہیں جا کر عروشہ کو اسکے کمرے میں بیٹھایا گیا۔۔۔
جبکہ وہاں امل کے ساتھ سبھی بھتیجیوں کو کمرے کا دروازہ روکے کھڑا دیکھ ارحم
ٹھٹھکا۔۔۔

۔۔۔ اب اور کتنی رسمیں باقی ہیں بھی۔۔۔ وہ بے بس سا ہو کر رہ گیا

زوہان قہقہہ لگاتا ہنس دیا۔۔۔

چاچو یہ رسم تو ادا کرنی ہی پڑے گی آخر کو سامنے میری پھوپھو ہیں۔۔۔ یہاں آتے
ہی وہ آنکھیں پھیرتا پارٹی بدل گیا تھا۔۔۔

تم میرے پار ٹنر ہو۔۔۔ ار حم کو تو صدمہ ہی لگ گیا تبھی حیرت سے اسے یاد کروانا چاہا۔۔۔۔۔ یار اب آپ چاچو ہو تو وہ بھی تو پھوپھو ہیں نا۔۔۔۔۔ پلڑا تو دونوں طرف سے ہی بھاری ہے۔۔۔ اور پھر پھوپھو کا پلر از یادہ بھاری ہو گیا کیونکہ وہ زیادہ کیوٹ ہیں۔۔۔ اسکی اپنی ہی منطق تھی۔۔۔۔۔ امل تو اسکے واری صدقے جاتی نا تھک رہی تھی۔۔۔۔۔ بلاخر اس سے ایک بھاری رقم ہتھیانے کے بعد اسے اندر جانے کی اجازت ملی تھی۔۔۔

اور یہیں سے تو اسکا اصلی امتحان شروع ہوتا تھا۔۔۔۔۔ اتنے عرصے سے اس سے ملاقات اوائڈ کر رہا تھا۔۔۔ مگر اب سامنا تو ناگزیر تھا۔۔۔ نا جانے وہ کیا سوچتی ہوگی اس اچانک کی رخصتی کے بارے میں۔۔۔۔۔ وہ گہرا سانس خارج کرتا دل کڑا کر کے دروازہ آہستگی سے کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔

دل کی دنیا تو اسکی بدلی تھی۔۔۔ ارحم تو ہنوز وہیں تھا۔۔ کیا وہ اس نئے رشتے کو قبول کرتا۔۔ وہ بھی بارہا عروشہ کے اس رشتے کو جھٹلانے کے بعد۔۔ اسنے تو آج تک ایک قدم بھی عروشہ کی جانب نا بڑھایا تھا۔۔

اس پر بے چینی حد سے سوا تھی۔۔۔

-- دفتداروازہ چڑڑ کی آواز کے ساتھ کھلنے پر وہ چونک کر سمجھلی

--- جہاں بھاری قدموں کی آواز اسے اپنی جانب آتی ہی محسوس ہو رہی تھی

ارحم بھاری قدم اٹھاتا کمرے میں داخل ہوا تو پہلی نگاہ ہی خوبصورتی سے سچی سیج پر گئی۔۔۔ جسے خالی دیکھ وہ ایک گہرا سانس خارج کر کے رہ گیا۔۔۔ وہ اسی چیز کی توقع رکھتا تھا۔۔۔ نظر پورے کمرے میں سفر کرتی آکر صوفے کی درمیانی نشست پر گویا تھم سی گئی۔۔۔ جہاں وہ اسکے نام پر پور پور سچی سر جھکائے بیٹھی کسی گہری سوچ

کی عمتیق تھی۔۔۔ ار حم کے دل پر گھونسہ سا پڑا۔۔۔ وہ یہ سب ایسے نہیں چاہتا تھا۔۔۔

عروشہ بے طرح طرح ہاتھ مسلٹی شش و پنج میں مبتلا تھی۔۔۔ اسکی دلی خواہش پوری ہوئی تھی۔۔۔ اسنے جسے ٹوٹ کر چاہا آج اسکی بن کر اسکے کمرے میں موجود تھی لیکن اسکے باوجود دونوں میں میلوں کا فاصلہ تھا۔۔۔ وہ پاس ہو کر بھی پاس نا تھا۔۔۔ اور ان دوریوں کی وجہ بھی تو وہ خود ہی تھی۔۔۔ شروع سے اس رشتے کے لئے حد بندیاں اسنے متعین کی تھی ار حم نے تو کبھی ان کھینچی گئی حدود کو پار کرنے کی کوشیش تک نا کی۔۔۔ ہاں وہ اسے مان دیتا تھا۔۔۔ اسکا کہا ماننا تھا۔۔۔ ہر جگہ اسکی بیک سپورٹ تھا لیکن اسکے باوجود دونوں کے درمیاں عروشہ کی متعین کردہ حدود بندیاں تھیں۔۔۔ اب خود سے اسے اپنی کھینچی گئی حدود بندیوں کے اس پار بلانا جان جو کھم کا کام تھا۔۔۔

اتنی نروس تو وہ زندگی میں کبھی نا ہوئی تھی جتنی اس وقت تھی۔۔۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اسکے قریب آیا۔۔۔ ار حم کے اٹھتے ہر قدم پر عروشہ کو اپنا دل کانوں میں بجتا محسوس ہوا۔۔۔

وہ اسکے قریب آکر رکا پھر اس سے کچھ فاصلے پر اسی صوفے پر بیٹھ گیا۔۔

ایم سوری۔۔۔ اف آئی ہرٹ یو۔۔۔

ارحم کی نرم دھیمی اور پر تاثر آواز پر عروشہ نے جھٹکے سے نم آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔ جہاں حیرتوں کا سمندر آباد تھا۔۔۔

لیکن ارحم اسکی جانب متوجہ کہاں تھا وہ تو دونوں گھٹنوں پر کہنیاں رکھے ہاتھ باہم پیوست کئے سنجیدہ نگاہیں ان پر ٹکرائیں بول رہا تھا۔۔۔

عروشہ کا دل کہیں اندر کروٹیں بدلنے لگا۔۔۔ وہ بھلا کہاں ہرٹ کرتا تھا اسے۔۔۔ میں جانتا ہوں کہ یہ رخصتی تمہارے لئے ان ایکسیکٹڈ ہے۔۔۔ میرے لئے بھی تھی۔۔۔ وہ کچھ توقف کو رکا۔۔۔

عروشہ کا دل کسی ضدی بچے کی مانند ایڑیاں رگڑتا اسے چپ تورنے پر مجبور کرتا ضد پر اترنے لگا پتھا۔۔۔ مگر پہل کہاں آسان تھی۔۔۔ زبان پر تو مشرقی حجاب کے قفل لگے پڑے تھے۔۔۔

لیکن میں خاموش ہو گیا تھا۔۔۔ بچوں کی ایکسائمنٹ۔۔۔ بھابھی اور گھر والوں کی خوشیاں سب مل کر میری زبان پر قفل لگا گئے۔۔۔

لیکن۔۔۔۔۔ اسنے گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔ پلیز تم سٹریس مت لو۔۔ اور یہ ہی سوچو جیسے یہ رخصتی ہوئی ہی نہیں۔۔۔

اسکا دل اندر کہیں بین کرنے لگا تھا وہ زور زور سے اسے جھنجھوڑ رہا تھا۔۔۔ دل کی اس بغاوت پر وہ بے دم ہونے لگی تھی۔۔۔

یہ تمہارا گھر ہے اور تمہارا کمرہ۔۔۔ تم جیسے چاہو یہاں رہ سکتی ہو۔۔۔ میری ذات سے تمہیں کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔۔۔ وہ اپنی بات مکمل کر کے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

اسکے دل نے سینے کی دیواروں سے یوں سر پٹخنا شروع کیا جیسے اسکی مراد بھرنا آئی تو یہیں سسک سسک کر بند ہو جائے گا۔۔۔ اسے حقیقتاً سینے کے مقام پر تکلیف ہونے لگی تھی۔۔۔

ارحم۔۔۔ سسکی کی صورت اسکے کپکپاتے لبوں سے لفظ ادا ہوا۔۔۔ ساتھ ہی ایک آنسو پلکوں کی بار پھیلا نکلتا بہہ نکلا۔۔۔ یہ مشکل تھا۔۔۔ بے حد مشکل۔۔۔

وہ ٹھٹھک کر رکا اور اسے یوں حالت غیر میں دیکھ پریشانی سے وہیں بیٹھ گیا۔۔۔

از ایوری تھنک اوکے عروشه۔۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔۔ اسکی آواز خدشات سے لرز رہی تھی۔۔۔

عروشه سختی سے لب بھینچتی سرنفی میں ہلا گئی۔۔۔
کیا ہوا۔۔۔

وہ کیوں اسے اس مشکل سے نکال نہیں لیتا تھا۔۔۔ ہر مشکل سے اسے باہر نکال لانے والا کیوں بنا کہے اسکا مسئلہ سمجھ نہیں پارہا تھا۔۔۔

ارحم میں۔۔۔۔۔ اسنے تھوک نگلا۔۔۔ ارحم ہمہ تن گوش بے چین سا بیٹھا تھا۔۔۔
میں پوری دلی آمادگی سے تمہارے سنگ۔۔۔ یہ رشتہ نبھانا چاہتی ہوں۔۔۔ الفاظ تھے یا بم۔۔۔ اسکا دماغ بھک سے اڑا۔۔۔
وہ عروشه سے ہر چیز کی توقع رکھ سکتا تھا۔۔۔ مگر اس چیز کی نہیں۔۔۔

میں بہت ہمت مجتمع کر کے زندگی میں پہلی اور آخری مرتبہ پہل کرتی تمہاری جانب ہاتھ بڑھا رہی ہوں۔۔۔ اسے جھٹکنا مت۔۔۔ ورنہ میں پوری زندگی کبھی دوبارہ یہ ہمت نہیں جٹا پاؤں گی۔۔۔

کپکپاتے لہجے میں بلا آخر اسنے آخری داؤ کھیلتے دل کی مان لی تھی اور اپنا لرزتا ہاتھ
اسکی جانب بڑھایا۔۔۔

ارحم حق دق سابس اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ کیا کہہ رہی تھی وہ بھلا۔۔۔ دماغ ہر چیز
بہت آہستگی سے پراس کر رہا تھا۔۔۔ کب ہوا بھلا یہ سب۔۔۔

ارحم کو ویسے ہی بنا حس و حرکت حیرت زدہ سا بیٹھا دیکھ عروشه کے اندر کچھ چھن
سے ٹوٹا

۔۔۔ دل سہم کر ایک کونے پر بیٹھتا آس سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

جب وہ آپستگی سے اپنے پھیلے ہاتھ کو بند کرتی نیچے کر گئی۔۔۔ گویا وہ یہ بازی ہار
گئی۔۔۔ یہ سودے زبردستی کے تھوڑے ناہوتے ہیں۔۔۔ یہ تو دل کے فیصلے ہوتے
ہیں۔۔۔ اور دل اسکا بدلا تھا۔۔۔ سامنے بیٹھے شخص کا تھوڑی نابدلہ تھا۔۔۔

ارحم چونک کر ہوش میں آیا اس سے پہلے کے اسکا ہاتھ مکمل طور پر بے جان ہوتا
اسکی گود میں گرتا ارحم نے تیزی سے اسے اپنی مضبوط ہاتھ کی گرفت میں تھام کر
دبایا۔۔۔

عروشہ نے ایک جھٹکے سے نگاہیں اٹھاتے اسے دیکھا۔۔۔ دونوں کی نگاہیں ملیں اور دونوں کی ہی نگاہوں میں صدیوں کی مسافت کی تھکن تھی۔۔۔

ارحم نے اسکاٹخ ٹھنڈا ہاتھ پکڑ کر اپنی گال سے لگایا تو ہر بار کی طرح اس مقام پر بھی ارحم کی جانب سے بخشتے جانے والے ماں پر بے ساختہ کئی آنسوؤں اسکی آنکھوں سے پھسلے چلے گئے۔۔۔ ارحم نے نرمی سے اسے سمیٹتے خود میں بھینچا۔۔۔

کئی صدیوں کی تھکن زدہ مسافت کے بعد کہیں جا کر دو مسافروں کو منزل۔ نصیب ہوئی تھی۔۔۔ یوں کے ہر فرد کا مدوا ہوتے وہ پر سکون ہو گئے تھے۔۔۔

ولیمے کی تقریب بہت پر سکون تھی۔۔۔ تقریب بہت بڑے پیمانے پر منعقد کی گئی تھی۔۔۔ بیک گراؤنڈ پر چلتا ہلکا ہلکا میوزک ماحول کو پر سوز بنا رہا تھا۔۔۔

ارحم اور عروشہ سیٹیج پر بیٹھے تھے جہاں ابھی سبھی فرینڈز اور فیملی کا باری باری فوٹو شوٹ چل رہا تھا۔۔۔

رملہ نے لائٹ پنک فرائڈ کی تھی جو گھنٹوں سے نیچے تک کروشیپ میں تھی البتہ پیچھے سے اسکی ٹیل قدرے لمبی تھی۔۔۔ فل سیلیوز کی ساتھ ہم رنگ

سکارف۔۔۔ وہ ایک ڈیسنٹ سالباس تھا۔۔۔ وہ واقعی سبحان کی چوائس کی قائل ہوئی تھی۔۔۔ ساتھ سلور شوز اور سلور ہی ہارٹ شپ کلچ تھا۔۔۔۔۔

وہ اینجل کے ساتھ اپنی تصویریں بنا رہی تھی جو ابھی ابھی اپنے دونوں بھائیوں کے پاس سے اسکے پاس آئی تھی۔۔۔ اسنے ایک بات شدت سے نوٹ کی تھی دونوں بھائیوں کی جان تھی اس میں۔۔۔ شادی کے فنکشنز کے دوران بھی زیادہ تر وہ ان دونوں کے پاس ہی پائی گئی تھی۔۔۔ کبھی ایک بھائی اسے کھانا کھلاتا تو دوسرا اسکا منہ صاف کرتا۔۔۔ اسکے جوتے کے سٹیپس کھل جاتے تو جھک کر اسے بند کرتے۔۔۔

وہ بھی ایک سے دوسرے کی گود میں سرایت کرتی اور خوب خوب فرمائشیں کرتی تھی۔۔۔

انہوں نے واقعی سکے سوتیلے کا فرق مٹا ڈالا تھا۔۔۔

وہ انکی بہن تھی ایسی بہن جس میں پوری فیملی کی جان تھی۔۔۔ اس فیملی نے مل کر اس بچی کو اتنی اہمیت دی تھی کہ وہی اینجل جو اسی گھر میں رہتے ہوئے نینی کے ہاتھوں پل رہی تھی اور گھر والے اسکی موجودگی کے بارے میں ہی لاعلم ہوتے کے

وہ گھر میں ہے بھی کے نہیں۔۔۔ اب سب ہی اسکی ایک چیخ پر الڑت ہوتے
تھے۔۔۔ کے جانتے تھے یہ آواز اسکے بھائیوں تک چلے گئی تو گھر میں ادھم مچ
جائے گا۔۔۔ ایمان تو ہوتی ہی ہمہ وقت اسکے ساتھ ساتھ تھی۔۔۔ شامیر اسے یوں
سب کے ساتھ اٹیچ دیکھ پر سکون تھا۔۔۔

دفعتا بونے سیٹ ہوا تو سب کھانے کی جانب متوجہ ہو گئے۔۔۔ ایمان اور شامیر سیٹ
پر تنہا بیٹھے آپس میں باتیں کرتے ار حم اور عروشہ کے پاس آگئے۔۔۔
۔۔۔ کل کی نسبت عروشہ آج مزید پیاری لگ رہی تھی

عروشہ بھی منہ دکھائی کا کیا تحفہ ملا تم نے تو دکھایا ہی نہیں۔۔۔ ایمان نے اسکے کھلے
۔۔۔ کھلے روپ کو دیکھ مسکراتے ہوئے استفسار کیا
بدلے میں وہ کھل کر مسکرا دی۔۔۔ یہ تو آپ اپنے دیور سے پوچھیں بھابھی۔۔۔
کے انہوں نے مجھے کیا تحفہ دیا۔۔۔

سوری میں خریدنا بھول گیا تھا۔۔۔ ایمان کی نظروں کا رخ اپنی جانب آتا دیکھ وہ سر
کھجھا کر رہ گیا۔۔۔

وھاٹ۔۔۔ ایمان بو نچکارہ گئی۔۔ شادی کی تیاریاں اتنی ذوق و شوق سے کرنے والا
منہ دکھائی کا تحفہ بھول گیا تھا سٹریج۔۔۔۔
گھونچو۔۔۔ منہ دکھائی کا تحفہ خریدنا بھول گئے۔۔۔ خود کمرے میں جانا کیوں نا
بھولے۔۔۔ شامیر نے اسکی کمر پر ایک دھموکہ جڑا تو وہ کراہ کر رہ گیا۔۔۔
اچھانا ادھار رہا بھابھی۔۔۔ پکا دے دوں گا۔۔۔
عروشہ جب اسنے تحفہ دیا تو مجھے ضرور دکھانا۔۔۔ نہیں دیا تو بتانا لازمی میں اسکے کان
کھینچوں گی۔۔۔ عروشہ ایمان کی دھونس پر مسکرا دی۔۔۔
بھابھی کو بتانے کی کیا ضرورت تھی یا۔۔۔ تم بات کو رہی کر سکتی تھی۔۔۔ کچھ دیر
بعد وہ دونوں سیٹیج سے چلے گئے تو ارحم مصنوعی خفگی بھرے انداز میں بولا۔۔۔
ارررے۔۔۔ میں کیوں بھلا جھوٹ بولتی۔۔۔ جو سچ تھا بتا دیا۔۔۔ اسنے اپنے
چوریوں سے کھیلنے شانے اچکائے۔۔۔ اتنا خیال تھا تو خریدنا چاہیے تھا نا منہ دکھائی کا
تحفہ۔۔۔

میں تو تمہارے رد عمل کو لے کر اتنا پریشان تھا کہ نجانے تم کیا سوچ رہی ہو
گی۔۔۔ مجھے کیا پتہ تھا کہ لڑکی تو پہلے ہی راضی ہے۔۔۔ زراہٹ تو دیتی۔۔۔ وہ
۔۔۔ شریر ہوتا لب دانتوں تلے داب گیا
ایکسیوزمی۔۔۔ کیا مطلب لڑکی راضی تھی۔۔۔ تمہاری صورت پر ترس آگیا تھا
مجھے اور بس۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔۔۔۔۔ وہ جھٹ ہری جھنڈی دکھا گئی۔۔۔
اور وہ کل رات کیا تھا بھلا سم تھنگ لائک ڈیٹ کے میں تو۔۔۔
اب تم مجھے رات کے حوالے سے تنگ کر و گئے۔۔۔ وہ رخ ار حم کی جانب کرتی
ماٹھے پر بل لئے خفگی سے بولی۔۔۔
میرے باپ کی توبہ یار۔۔۔ اتنی مشکل سے نیا پار لگی ہے میں نے ڈوبنا ہے کیا۔۔۔
اسکا انداز اتنا بے ساختہ تھا کہ عروشہ لب داب کر مسکراہٹ روکتی رخ موڑ
گی۔۔۔

بائے داوے۔۔۔ رات گفٹ نہیں خرید سکا تھا اس لیے صبح اٹھتے ہی پہلے سب سے
یہ ہی کام کیا ہے۔۔۔ اسنے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک خوبصورت سا کیس
نکالا۔ عروشہ کی نگاہیں جگر جگر کرنے لگیں۔۔۔

واقعی۔۔۔

نہیں مذاق ہے۔۔۔ ارحم نے کیس کھولتے اندر سے خوبصورت سا بریسلٹ

نکالا۔۔۔

نائس۔۔۔ بہت پیارا ہے یہ۔۔۔

ریلی تمہیں پسند آیا۔۔۔ عروشہ زور و شور سے سرہاں میں ہلا گئی۔۔۔

پھر لاؤ ہاتھ۔۔۔

اسنے جھٹ سے اپنا حنائی ہاتھ سامنے کیا۔۔۔ ارحم نے نرمی سے بریسلٹ اسکی

نازک کلائی میں ڈالتے اسکا لاک لگایا۔۔۔

کک کک۔۔۔ کیمرے کی فلیش لائٹ کی ساتھ کک کک کی آواز نے وہ منظر قید کرتے ان دونوں کی توجہ اپنی جانب کھینچی۔۔۔

وہ شیر ساز وہاں تھا۔۔۔ جو شاید ایسے ہی تمام مناظر کیپچر کرنے کے لئے تقریب

میں آیا تھا۔۔۔

میں نے سوچا نیولی میرڈکیل کا کوئی لو برڈ والا سین مس نہیں کرنا چاہیے نا۔۔۔ وہ سر

کھجھاتا وہاں سے بھاگ نکلا جبکہ ارحم اور عروشہ مسکرا کر رہ گئے۔۔۔

شامیر نے ار حم اور عروشه کو شادی کے گفٹ میں ہنی مون کے لئے سوئٹز لینڈ کے ٹکٹس دیئے تھے۔۔۔ انکی فلائٹ آج شام کی تھی اس لئے وہ شامیر اور ایمان سے مل کر اس وقت عروشه کے ملائیکے گئے ہوئے تھے۔۔۔

شادی ختم ہوئی تو وہ سب بھی لاہور واپسی کے لئے بالکل تیار کھڑے سب سے مل رہے تھے۔۔۔

امل بھی ابھی تک وہیں تھی۔۔۔ اب دوبارہ کب آو گئے وہ دونوں بھتیجیوں سے ملتی آبدیدہ ہوئی۔۔۔ انشاء اللہ جلد پھوپھو۔۔۔ لیکن اس سے پہلے اب آپ سب لاہور آئیں گے ہمارے پاس۔۔۔ زوہان محبت سے کہتا اب گرینڈ ما سے مل رہا تھا۔۔۔ ایمان نے رملہ کو ساتھ لگا رکھا تھا جو انکے جانے کا سن کر خاصی اداس تھی۔۔۔

آپکے میٹرک کے سپر ز ہو جائیں تو آپ بھی آنا لاہور بیٹا۔۔۔ وہ آپکا سسرال بعد میں پہلے چاچو کا گھر ہے۔۔۔ ایمان کے محبت سے کہنے پر وہ اداسی سے مسکراتی سر ہاں میں ہلا گئی۔۔۔

او کے ڈیر بھا بھی ٹیلیفونک رابطہ تو بحر حال ہمارا رہے گا ہی۔۔۔ زوہان اسکے سامنے
آتا شیر ہوا تو وہ بھی ہس دی۔۔۔ دلی وابستگی ہو گئی تھی اس فیملی سے اس لئے وہ
انہیں مزید وہاں رک کر الوداع نہیں کہہ سکتی تھی۔۔۔ تبھی جلد لاونج میں
آگئی۔۔۔ اسنے کتنا کچھ سوچا تھا کہ جانے سے پہلے سبحان سے ایکسیوز ضرور کرے
گی۔۔۔ ہاں اسنے سبحان کو بہت کچھ غلط کہا تھا جسکا اسے اندازہ ہو گیا تھا لیکن وقت
نے مہلت ہی نادی۔۔۔ دل پر بہت بھاری بوجھ آگرا تھا۔۔۔ کم از کم وہ جانے سے
پہلے ملتا تو سہی۔۔۔ چاہے رسمی طور پر ہی ملتا۔۔۔ وہ لب کترتی اندرونی احساسات پر
قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی جو عجیب سے ہو رہے تھے۔۔۔
اسکی جانے کی خبر سے سینے میں مقید دل کروٹیں بدلنے لگا تھا۔۔۔
وہ صوفے پر بیٹھی تھی جب کوئی ہوا کے جھونکے کی مانند آکر اسکے ساتھ بیٹھا۔۔۔
وہ چونک کر متوجہ ہوئی جب اپنے ساتھ بیٹھے خوشبوؤں میں نہائے سبحان شامیر
خان کو دیکھ اسکا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ یہ اتنا غیر متوقع تھا کہ وہ شاک کی سی
کیفیت میں اسے دیکھتی رہی۔۔۔ جب وہ نرمی سے اسکا کوئل ہاتھ تھام گیا۔۔۔
اسکے لمس سے رملہ کو اپنا آپ پگھلتا محسوس ہوا۔۔۔

تمہیں پتہ ہے رملہ۔۔۔ جب کوئی شوہر اپنے پیچھے گھر میں اپنی بیوی چھوڑ کر جاتا ہے ناتو۔۔۔ اسنے نرمی سے رملہ کا ہاتھ کھولا۔۔۔

تو اپنی عزت مان اور اپنا سب کچھ۔۔۔ اسکی مٹھی میں قید کر کے اسکے سپرد کر جاتا ہے۔۔۔ اسنے اسی نرمی سے رملہ کے ہاتھ کی مٹھی بند کی۔۔۔ اور بیوی کا فرض بنتا ہے کہ وہ شوہر کی غیر موجودگی میں وہ مٹھی مضبوطی سے بند رکھتی شوہر کی عزت کی حفاظت کرے۔۔۔

وہ سنجیدگی سے اسکے ہاتھ کی بند مٹھی کی جانب دیکھ رہا تھا جبکہ رملہ یک ٹک اسکے خوب رو چہرے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

میں تم سے عاجزانہ ریکویسٹ کرتا ہوں رملہ کے اس مٹھی کو ہمیشہ بند رکھنا۔۔۔ سبحان نے اسکے ہاتھ کی مٹھی تھپتھپائی۔۔۔

میری عزت کی صدا لاج رکھنا۔۔۔ اسنے نگاہ اٹھاتے رملہ کو دیکھا۔۔۔ ایک گلٹی سی اسکی گردن میں ابھر کر معدوم ہوئی۔۔۔ کیونکہ اگر تم نے یہ مٹھی کھول دی۔۔۔ وہ کچھ توقف کو رکا۔۔۔ رملہ سانس تک روک گئی۔۔۔

تو میرے پاس کچھ نہیں بچے گا۔۔۔

اور پھر وہ جس خاموشی سے آیا تھا اسی خاموشی سے چلا گیا۔۔ جبکہ رملہ ابھی تک اسی لمحے کی قید میں مقید گم صم بیٹھی تھی۔۔ ہاتھ پر اسے ہنوز سبجان کا دہکتا لمس محسوس ہو رہا تھا۔۔

کچھ دیر بعد وہ اٹھ کر کمرے میں آئی تو سامنے بستر پر چند شاپنگ بیگز دیکھ کر حیرانگی سے انکی جانب بڑھی۔۔ یہ بھلا یہاں کہاں سے آئے۔۔ اسنے سارے شاپنگ بیگز ایک ایک کر کے بستر پر الٹائے۔۔ وہ مختلف رنگوں اور ڈیزائنز کے مکمل لباس تھے۔۔ دل زور سے ڈھرکا۔۔ اسے یہ سمجھنے میں دیر نا لگی کہ انہیں لانے والا کون ہے۔۔

ساتھ ہی خوبصورت ہینڈ راینٹنگ میں ایک نوٹ پڑا تھا جس نے ساری الجھن دور کر دی۔۔۔

یہ شاپنگ میں نے تمہارے لئے کی ہے رملہ۔۔۔ اور میری دلی خواہش ہے کہ تم یہ شاپنگ میں نہ پہنو۔۔۔ مجھے بہت امید ہے کہ تم میری خواہش کا احترام کرو گی۔۔۔

رملہ ہاتھوں میں وہ لباس تھامتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔ ٹھیک کہا تھا ایمان نے رفتہ رفتہ اس پر سبحان شامیر خان کی سبھی پر تیں کھل رہی تھیں۔۔۔ وہ شخص واقعی دلوں کو تسخیر کرنے کے ہنر سے آگاہ تھا۔۔۔

ہاں وہ لوگ گھر سے نکل چکے ہیں۔۔۔ واجد خان اپنے کمرے کی دیوار گیر کھڑکی کے سامنے کھڑا فون کان سے لگائے محو گفتگو تھا۔۔۔ ابھی ابھی شامیر اور اسکی فیملی خان ولا سے نکل چکی تھی۔۔۔

نہیں۔۔۔ ابھی کچھ نہیں کرنا ابھی محض خاموشی سے انکا پیچھا کرو۔۔۔ اسلام آباد کی حدود سے وہ جب نکل جائیں اور اگر کہیں سٹے کریں تب ایکشن لینا ہے اور وہ بھی میرے کہنے پر۔۔۔ اور یاد رکھنا ٹارگٹ محض لڑکی ہونی چاہیے۔۔۔ اور کسی کا بال بھی بریکا نہیں ہونا چاہیے۔۔۔

اور یہ ہر طرح سے محض ایک حادثہ ثابت ہونا چاہیے کے تحقیق بھی کچھ ثابت نا کر پائے۔۔۔ اسکی محض آنکھوں میں ہی نہیں بلکہ لفظوں میں بھی سفاکیت تھی۔۔۔

ہمم انتظار کرو میری اگلی کمانڈ کا۔۔۔ وہ کروفر سے فون بند کرتا کمرے سے تو کیا گھر سے ہی نکل گیا۔۔۔ اس کا رخ اپنا شیش محل تھا جہاں سبھی ورکرز کو وہ پہلے ہی چھٹی دے چکا تھا۔۔۔ آج وہ اپنے کام میں کوئی خلل نہیں چاہتا تھا۔۔۔

اسلام آباد سے لاہور کا سفر بہت خوشگوار گزر رہا تھا۔۔۔ اتنے عرصے بعد واپس اپنے گھر جانے کی خوشی ہی الگ تھی۔۔۔ انکے ننھیال والے انکی واپسی سے آگاہ تھے اس لئے وہاں انکا بے صبری سے انتظار ہو رہا تھا۔۔۔

گھر کی چابیاں ایمان کے بھائیوں کے پاس تھی جو اسنے ابھی سبحان کے نکاح سے واپسی پر انہیں دیں تھیں۔۔۔ تبھی نورین سے رابطہ کر کے گھر کھلوادیا گیا تھا تاکہ اتنے عرصے تک گھر بند رہنے کے باعث صاف کروایا جاسکے۔۔۔

اینجل باری باری سب کے پاس منتقل ہو رہی تھی۔۔۔ راستہ طویل تھا تو کبھی وہ سو جاتی کبھی اٹھ جاتی

خان میں بہت تھک گئی ہوں اس لئے کہیں سٹے کریں۔۔۔ چائے پینی ہے۔۔ ایمان نے اپنی گود میں سوئی ہوئی اینجل کو اختیاط سے درمیانی سیٹ پر لٹاتے اسکا سر سجان۔۔۔ کی گود میں رکھا اور خود زرار یلیکس ہوئی

اوکے۔۔۔ آگے کچھ فاصلے پر سیالکوٹ موٹروے پر طعام و قیام ہے وہاں کچھ دیر سٹے کرتے ہیں۔۔۔۔

یس ڈیڈ کچھ منچنگ کا سامان بھی لینا ہے۔۔۔ زوہان نے ڈیش بورڈ پر انگلیاں بجائیں۔۔۔۔

ایک سفید کرولا بڑی رازداری سے اسلام آباد سے اب تک انکا پیچھا کر رہی تھی۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں گاڑی طعام و قیام پر رکی تو سب باری باری نیچے اترے۔۔۔۔

ایمان فریش ہونے کی نیت سے واش روم کی جانب بڑھی۔۔۔ عصر کا وقت ہو رہا تھا۔۔۔ ارادہ وہیں نماز ادا کرنے کا تھا۔۔۔

واجد خان اپنے شیش محل کے فرسٹ فلور پر اپنے کمرے میں ریو الونگ چیئر پر بیٹھا تھا۔۔۔ سامنے ساری دیوار گلاس کی تھی جسکا بلائینڈ اس وقت ہٹا تھا اور باہر ہلکی چمکتی دھوپ میں نیچے سے نظر آتا پول کاشفاف نیلنگوں پانی بھی چمک رہا تھا۔۔۔ شیش محل میں ہو کا عالم تھا۔۔۔ وہ آج یہاں اپنی سیلبریشن کھل کر منانا چاہتا تھا۔۔۔ تبھی سب ملازمین کو آج چھٹی دے رکھی تھی سوائے اسکے وفادار ملازم۔۔۔ افضل کے

ریو الونگ چیئر مسلسل جھول رہی تھی اور اسکی سفاک نگاہیں گلاس وال پر ٹکی تھیں۔۔۔ اگر کسی کو لگتا تھا کہ واید خان بدل گیا ہے یا وہ بدل سکتا ہے تو یہ اسکی بھول تھی۔۔۔ بہت بڑی بھول۔۔۔ بعض اوقات بہت بڑے بڑے داؤ کھیلنے کے لئے کچھ قدم پیچھے لینے پڑتے ہیں تاکہ اپنا ہدف آسانی سے اور بہترین طریقے سے حاصل کیا جائے۔۔۔ گھی سیدھی انگلی سے نانکلے تو انگلی ٹیرھی کرنی پڑتی ہے۔۔۔

شامیر کے دونوں بچے اتھرے تھے قابو میں نا آرہے تھے تو اسنے بھی الٹے قدم لیتے نامحسوس انداز میں انگلی ٹیرھی کی تھی۔۔۔ گو کے دونوں ہی بہت تیز تھے کسی۔۔۔ صورت اس پر یقین کرنے کو تیار نا تھے لیکن وہ بھی پھر انکے باپ کا بھی باپ تھا ان بچوں کے باعث اسنے نا جانے کس ضبط سے انکی ماں کو اب تک قبول کیا تھا۔۔۔ اپنے گھر میں برداشت کیا تھا۔۔۔ اسے عزت دی تھی مان دیا تھا۔۔۔۔۔ لیکن اب اسکا انتظار ختم ہونے والا تھا۔۔۔ اسے اسکے پوتے مکمل چاہیے تھے۔۔۔ اسکے پاس۔۔۔ اور یہ اسی صورت ممکن تھا جب انکی ماں کا دم چھلا انکے ساتھ سے ہٹا۔۔۔

دفعتا اسکے فون کی مخصوص رنگ ٹیون بجی تو وہ چونکتا ہوتا سیدھا ہوا اور فون اٹھا کر کان سے لگا گیا۔۔۔

سرا نہوں نے سیالکوٹ موٹروے پر سٹے کیا ہے۔۔۔۔۔ اب آگے کیا حکم ہے۔۔۔ ایک پر اسرا مسکراہٹ واجد خان کے ہونٹوں پر ابھری۔۔۔

رکو مجھے شامیر سے بات کر کے کنفرم کر لینے دو۔۔۔ پھر میرا اگلا حکم ملتے ہے اپنے پلان پر کام کرنا۔۔۔

یاد رہے کے ڈکیٹی کی واردات میں ایمان سے ہاتھ پائی کے دوران گولی چلانی ہے۔۔۔ یہ سب بالکل ایک غیر متوقع حادثہ لگنا چاہیے۔۔۔ اسکی آواز سرد تھی

۔۔۔۔

ڈن سر۔۔۔

فون بند ہوتے ہی واجد خان اپنی جگہ سے اٹھتا شامیر کا نمبر ملانے لگا۔۔۔۔
دوسری جانب بیل جا رہی تھی۔۔۔

اینجل اٹھ گئی تھی۔۔۔ ان سب نے وہاں عصر کی نماز ادا کی اور وہیں بیٹھ کر چائے اور سنیکس سے لطف اندوز ہونے کے بعد ایمان اینجل کو لئے گاڑی میں آکر بیٹھ گئی۔۔۔ جبکہ شامیر کے ساتھ دونوں بچے ٹک شاک کی شاپ سے منچنگ کے لئے چیزیں خریدنے آگے۔۔۔

دفعۃ شامیر کا فون بج اٹھا۔۔۔ فون بابا کا تھا وہ مسکراتا ہوا فون اٹھا کر شاپ سے نکل آیا۔۔۔ وہ دونوں بھائی وہیں چیزیں نکلا رہے تھے۔۔۔

جی بابا کیسے ہیں آپ۔۔۔

واجد خان مسرور ساریلنگ پر کہنیاں ٹکائے کھڑا تھا۔۔۔

۔۔ میں بالکل ٹھیک تم سناؤ سفر کیسا جا رہا ہے۔۔۔ کہاں تک پہنچے ہو

جی بابا سفر بہت اچھا گزر رہا اور ابھی تو کچھ دیر کے لئے راستے میں سٹے کیا ہے۔۔۔

شامیر کے لہجے میں بابا کے لئے محبت ہی محبت تھی۔۔۔

ہممم۔۔۔ اینجل کیسی ہے۔۔۔ اسنے تنگ تو نہیں کیا۔۔۔ بات کرو او اس سے ذرا میری

۔۔۔ وہ رفتہ رفتہ مدعے پر آتا ان ڈائریکٹری انکی ایکٹیویٹیز جاننا چاہ رہا تھا۔۔۔

ارے نہیں بابا۔۔۔ ایمان اور بچوں کے ساتھ وہ کہاں تنگ کرتی ہے۔۔۔

ابھی وہ ایمان کے ساتھ گاڑی میں ہے اور ہم تینوں زراٹک شک کی شاپ پر

ہیں۔۔۔۔۔

شامیر کے بتانے پر اسکی آنکھوں میں شاطرانہ چمک ابھری۔۔۔ ساتھ ہی وہ جلد از

جلد رابطہ منقطع کر تا فون پر دوسرا نمبر ملانے لگا۔۔۔

ایمان اس وقت اکیلی تھی اور اس سے بہتریں چانس انہیں کوئی دوسرا نہیں مل سکتا

تھا۔۔۔

وہ دونوں مشکوک انسان ویل ڈریسڈ اور ماسک لگائے وہیں ایمان کے ارد گرد فاصلے پر مصروف سے انداز میں گھومتے واجد خان کے اگلے حکم کے منتظر تھے۔۔
ایمان گاڑی میں بیٹھی اینجل کے ساتھ مصروف تھی جب اسکے گاڑی کے شیشے پر
۔۔ دستک ہوئی

وہ چونک کر متوجہ ہوئی۔۔۔ آنکھوں کے راستے شناخت کے مراحل طے ہوئے تو
دماغ میں سپارک سا ہوا۔۔۔ آنکھوں کے ساتھ ساتھ اسکا منہ بھی حیرت سے کھل
گیا۔۔۔

اوہ مائے گاڈ۔۔۔۔ وہ جھٹکے سے دروازہ کھولتی باہر نکلی۔۔۔
گاڈ ڈڈ۔۔۔ زخرف یہ تم ہو۔۔۔ آفریچ آ لانگ ٹائم۔۔۔ تم یہاں۔۔۔ وہ حیرت و
انبساط سے اپنے سامنے کھڑی مسکراتی ہوئی زخرف کے گلے لگی۔۔۔
بس دیکھ لو ایمان۔۔۔۔ دل کو دل سے راہ۔۔۔ میں چند دن پہلے تمہیں یاد ہی کر رہی
تھی۔۔۔ بائے داوے۔۔۔۔ کیسی ہو تم۔۔۔

وہ ٹخنوں تک آتے کیپری پر ساٹلس شرٹ پہنے ہوئے تھی آنچل دائیں شانے پر ٹکا تھا۔۔۔ جبکہ سٹریٹ کئے بال پشت پر پھیلے تھے جن پر نزاکت سے سن گلاسز ٹکے تھے۔۔۔

وہ اس زخرف سے بہت مختلف تھی جو چند سال پہلے ہوا کرتی تھی۔۔۔
میٹ مائے ڈاٹر حیا۔۔۔ ایمان۔۔۔ اسکے ساتھ ہی اسکی بیٹی تھی جو کم و بیش رملہ ہی کی ہم عمر تھی۔۔۔ ایمان اس سے خوشدلی سے ملی۔۔۔ وہ سیاہ جینز پر براون سٹائلش کف اور کارلروالی کھلی سی شرٹ زیب تن کئے ہوئے تھی جسکے بٹن آگے تھے۔۔۔ گلے میں سکارف اور بینگنز میں کٹے بال۔۔۔۔
کہاں ہوتی ہو تم آج کل زخرف۔۔۔۔ دفعتاً دور سے اسے سبحان زوہان اور شامیر اپنی جانب آتے دکھائی دیئے۔۔۔

میرے ہر بینڈ کی پوسٹنگ کراچی ہو گئی تھی۔۔۔ ابھی چند ماہ پہلے ہی ہم نے لاہور شفٹ کیا ہے۔۔۔ ابھی تو ہم حیا کی فرمائش پر نادراں ایریاز کا ٹور کرنے جا رہے ہیں۔۔۔

اوہ گڈ۔۔۔ واپس لاہور آؤ تو گھر چکر لگانا۔۔۔ ایمان کے لہجے میں خلوص تھا۔۔۔

شیور وائے ناٹ۔۔۔۔۔ وہ لوگ نمبر ایکسیج کر رہے تھے جب ان تینوں کے آنے پر ایمان نے زخرف اور حیا کا ان سے تعارف کروایا۔۔

دونوں بچے سلام کر کے گاڑی میں بیٹھ گئے۔۔۔ جلد ہی ایمان بھی الوادعی کلمات ادا کر کے گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔ البتہ حیا کی نگاہیں زوہان اور سبحان پر ہی ٹکی تھیں۔۔۔

امپریسوما۔۔۔ آپکی فرینڈ کے دونوں بیٹے ہیں بہت خوبصورت ماں کے ساتھ دوسری طرف جاتے حیا نے مسکراہٹ دابتے ماں کے ایکسپریشن نوٹ کئے۔۔۔ وہ مسکراتی ہوئی اسکی بازو پر چیت رسید کر کے شوہر کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

واجد خان ایمان کے پیچھے لگائے اپنے آدمیوں کا نمبر ڈائل کر تاسیڑھیوں کی جانب بڑھا۔۔۔ اسکی چال میں تفاخر تھا اور آنکھوں میں ایمان کے لئے تحقیر۔۔۔ اس سے پہلے کے نمبر ڈائل کر کے کال یس کرتا بے ساختہ سیڑھیوں سے اترتے تفاخر سے اٹھتے قدموں کا توازن بگڑا۔۔۔

وہ بے طرح لڑکھڑایا۔۔۔۔۔ ہاتھ سے موبائل زمین بوس ہوتا سیڑھیوں سے
لڑھکتا دور تک گیا اسنے پھٹی پھٹی آنکھوں سے سہارے کی تلاش میں ماربل کی بنی
جدید طرز کی سیڑھیوں کے گرد لگی ریلنگ کو تھامنے کو ہاتھ بڑھانا چاہا۔۔۔ مگر وقت
نے مہلت نادی اور ریلنگ گرفت میں آنے سے پہلے ہی توازن بگڑنے کے باعث
وہ بے طرح لڑھکتا کسی فٹ بال کی مانند ہر سیڑھی سے ٹکر کھاتا بے رحمانہ طریقے
سے نیچے گرتا چلا گیا۔۔۔ گلے سے دلخراش چیخوں کا سلسلہ جاری ہوا تھا۔۔۔
عروج سے زوال کا یہ سفر وہ بقاء و ہوش و حواس ناصرف دیکھ رہا تھا بلکہ محسوس بھی
کر رہا تھا۔۔۔ گویا ہر چیز سلوموشن میں ہو رہی تھی۔۔۔
ساتھ ہی نیچے آتا وہ دھڑام سے پاس پڑے شیشے کے میز سے ٹکرایا۔۔۔ جب گنتی ہی
الٹی گئی جارہی ہو تو ہر چیز ہی الٹ جاتی ہے۔۔۔۔۔ میز پر لگنے والی ضرب سے قریب
قریب پڑی سبھی بیش بہا قیمتی مگر نازک ڈیکوریشن آئٹمز کنسول۔۔۔ کنسول مرز
۔۔۔ خوبصورت واز سبھی کا توازن بگڑا اور وہ سب ایک ساتھ زمین بوس ہوئے۔۔۔
ڈھرام ڈھرام کی آوازیں پیدا ہوئیں۔۔۔ گویا کوئی عمارت ہی پورے قد سے زمین
بوس ہو گئی ہو۔۔۔

کو نسی چیز واجد خان کے اوپر کس جگہ گری یکدم ہی ابھرتی تکلیف کے باعث یہ فرق تک مٹ گیا۔۔۔۔۔

وہ بن جل پانی کی مچھلی کی مانند ٹرپٹا مدد کے لئے پکار رہا تھا۔۔۔ لیکن شیش محل بھائیں بھائیں کرتا اسکا منہ چڑا رہا تھا کوئی ہوتا تو پوچھتا۔۔۔ افضل بھی نا جانے کہاں مر گیا تھا۔۔۔

یہ انسان کی بھول ہے کہ وہ کوئی چیز اپنے پلان کے مطابق ترتیب دیتا ہے۔۔۔ ایک چال انسان چلتا ہے اور پھر ایک چال اللہ چلتا ہے۔۔۔ اور بلاشبہ اللہ کی ضرب سب سے قاری ہوتی ہے۔۔۔

اپنے ارد گرد پھیلتی خون کی ندی کو دیکھ زندگی میں پہلی مرتبہ واجد خان جیسے شخص کے چہرے پر خوف کے سائے لہرائے۔۔۔

وہ بے بہا طاقت کا مالک تھا۔۔۔ کئی ملازمین گن میسز اور گارڈز ہمہ وقت اسکی سیفٹی کے لئے پیش پیش ہوتے۔۔۔

وہ جس چیز کو چھوتا کندھن بنا ڈالتا۔۔۔ جو چاہتا وہ پالیتا۔۔۔ اسکا کہا حرف آخر ہوتا۔۔۔ فیصلہ سناتا اور حکم کی تعمیل ہوتے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتا۔۔۔ جسکے

چہرے پر تفاخر اور آنکھوں میں غرور تھا۔۔۔ جو اپنی دنیا کا کنگ تھا۔۔۔ بہتریں دماغ۔۔۔ اور سیاست کی دنیا کا بادشاہ۔۔۔

اس وقت بے طرح تکلیف سے چلاتا مدد کو پکار رہا تھا۔۔۔ خوف رفتہ رفتہ اسکے پورے جسم میں خون کی مانند سرایت کرنے لگا تھا۔۔۔ چلا چلا کر رگیں پھولنے لگیں تھیں۔۔۔ ابھی اسکا کوئی بیٹا یہاں ہوتا تو لمحوں میں کھیل پلٹ دیتا۔۔۔ وہ اتنا بے بس تو کبھی نا تھا۔۔۔ لیکن یہ ہی تو مسئلہ تھا۔۔۔ کوئی وہاں ہوتا تو پوچھتا۔۔۔ نہیں یہ گڑھا وہ ایمان کے لئے نہیں کھود رہا تھا۔۔۔ یہ گڑھا اسی کے ہاتھوں اس کے لئے بڑی مہارت سے کھدوایا جا رہا تھا۔۔۔ یہ شیش محل کے در و دیوار نے یہاں ایمان کی بے بسی نہیں دیکھنی تھی۔۔۔ انہوں نے واجد خان کا تختہ پلٹ ہونے کے بعد اسکی بے بسی کے نظارے دیکھنے تھے۔۔۔ یہ سب طے تھا اور بہت پہلے سے طے تھا۔۔۔ بس انسان ہی غفلت میں مارا جاتا ہے۔۔۔۔

اسکے چیزوں تلے دے مضبوط اور طاقت ور ہاتھوں میں اتنی سکت نا تھی کے خود سے چند انچ دور پڑے موبائل کو اٹھا کر کسی سے رابطہ کر سکتا۔۔۔

اپنی پوری دل پاور استعمال کر کے بھی وہ ہاتھ تک ہلانے میں کامیاب نہیں ہو پارہا تھا۔۔۔ اور بس جب اللہ کا حکم آتا ہے تو ہر طاقت مٹی ہو جاتی ہے۔۔۔

آنکھوں سے بے بسی کے تحت لہو ٹپکنے لگا تھا۔۔۔ بے تحاشا بہتے خود اور ناقابل برداشت ہوتے درد کے باعث اسکی آنکھیں بند ہونے لگی تھیں۔۔۔ وہ بامشکل آنکھیں کھولے ہوئے تھا۔۔۔ واجد خان جیسے سٹون مین کی کہانی کا اختتام یوں نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔ وہ دھرتی کے سینے پر تفاخر سے قدم رکھتا چلتا تھا تو دھرتی کو بھی پتہ چلتا تھا کہ واجد خان چل رہا ہے۔۔۔ نہیں وہ اتنی خاموشی سے اسی دھرتی کے سینے میں دفن نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔۔

اسنے پوری قوت صرف کر کے آنکھیں کھولنا چاہیں مگر ان پر بوجھ اسقدر تھا کہ وہ کھل کر نادیں۔۔۔۔

رفتہ رفتہ ہر طرف اندھیرا چھانے لگا۔۔۔ اسے وہاں نیم تاریکی میں چند ہیولے سے دکھائی دینے لگے۔۔۔ وہ بھرپور کوشیش سے ان ہیولوں کو پہچاننے میں کامیاب ہو پارہا تھا۔۔۔

۔۔۔ عدنان۔۔۔ تم

دماغ غنودگی میں جا رہا تھا۔۔۔

نہیں بابا میں شادی کروں گا تو محض اپنی کلاس فیلو سے نہیں تو نہیں۔۔۔ اسکی آواز میں رقت تھی

عد

۔۔۔ عدنان۔۔۔ نہیں وہ عدنان نہیں تھا یکدم اسکی صورت ارحم میں بدل گئی۔۔۔

طلاق دو اس بد ذات کو ارحم۔۔۔ ابھی کے ابھی۔۔۔ نہیں تو۔۔۔

نہیں کسی صورت نہیں بابا۔۔۔ وہاں ایک محشر کا میدان لگا ہوا تھا۔۔۔ کس وقت پر اسے کیا کچھ یاد آرہا تھا۔۔۔

دماغ مزید غنودگی میں جانے لگا تھا۔۔۔ ارحم نالیوں اور مشینوں سے جھکڑا ہسپتال کے کمرے میں تھا۔۔۔ وہ زندگی سے روٹھ رہا تھا۔۔۔ یا زندگی اس سے روٹھ رہی تھی۔۔۔ وقت نے سوچنے کی مہلت نادی اور ہر جانب تاریکی چھا گئی۔۔۔

ویلم بیک ٹوہوم۔۔۔۔۔ وہ سب ابھی گھر میں داخل ہوئے ہی تھے جب ہر جانب

سے پارٹی پوپرز پھٹنے کی آواز کے ساتھ ہی انکا پر جوش استقبال کیا گیا۔۔۔

ایمان اس خوبصورت استقبال پر مسکرا دی۔۔۔

اتنے عرصے بعد اپنوں میں آکر وہ کھل کر مسکرائی تھی۔۔

دونوں بھائی اور انکی فیملیز انکے منتظر یہیں تھے۔۔۔ خولہ بھاگتی ہوئی آکر اس سے

لیٹی۔۔ ساتھ ہی مہوش تھی۔۔۔ مس یو آلات پھوپھو۔۔۔ ایمان باری باری

دونوں سے ملی۔۔۔

آپ سے ناراض ہوں میں حان بھائی پکے پکے والا۔۔۔ خولہ نے تولادونج میں آنے

تک کا انتظار نہ کیا تھا جھٹ وہیں ناراضگی ظاہر کر ڈالی۔۔۔

ازالے کے لئے ہم حاضر ہیں۔۔۔ فکر نہیں کرو خولہ گڑیا۔۔۔ وہ اسکا سر تھپتھپاتا اندر

بڑھ گیا۔۔۔

نینا نے نورین کے ساتھ مل کر پر تکلف ڈنر کا انتظام کیا تھا۔۔۔

بڑے خوش گوار ماحول میں ڈنر اکھٹے کیا گیا۔۔۔ اینجل جو راستے میں سو گئی تھی

اسقدر ہنگامہ دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

بھئی ایمان بالا ہی بالا بیٹے کا نکاح بھی کر آئی ہو۔۔۔ پہلا شکوہ ہی آنسہ بھا بھی کی

جانب سے آیا تھا۔۔۔

ایمان اداسی سے مسکرا دی۔۔۔ وقت کی ضرورت تھی وہ بھابھی۔۔۔۔
او کے ایوری ون۔۔۔ نکاح کی ٹریٹ کا وعدہ تھا میرا خولہ سے۔۔۔ تو کل کا ڈنر آپ
سب کا ہماری طرف سے۔۔۔ جہاں خولہ ڈیسائنڈ کرے۔۔۔ کھانا کھا کر سبحان نے
سب کو متوجہ کرتے اعلان کیا تو سبھی بچے خوش ہواٹھے۔۔۔
زوہان تو گھر کا سکون میسر آتے ہی کھانا کھا کر اینجل کو لئے کمرے میں آ گیا تھا۔۔۔
لیکن اس ٹریٹ کے لئے تو میں نے شاپنگ کی ہی نہیں حان بھائی۔۔۔ خولہ کی اگلی
فرمائش پر وہ اسے مصنوعی گھوری سے نواز کر رہ گیا۔۔۔
وہ ایسی ہی تھی پھوپھو کی بیٹی۔۔۔۔ ماں باپ سے زیادہ پھوپھو سے فرمائشیں کرنے
والی۔۔۔
کئی بار ماں باپ سے ڈانٹ کھا چکی تھی۔۔۔ وہ دونوں ہی اس کی اس عادت سے چڑتے
تھے۔۔۔ مگر وہ چپکے سے آکر پھوپھو کے کان میں فرمائش نوٹ کر دیتی۔۔۔ بعد
میں اسے پھوپھو کی جانب سے گفٹ ڈکلیئر کر دیتی۔۔۔ پر نینا اور حامد تو جیسے اپنی
اولاد کو جانتے ہی نہ تھے۔۔۔

کبھی سبحان کا کوئی ٹور ہوتا تو چپکے سے اسکے کان میں اپنی خواہش نوٹ کروادی جاتی۔۔۔ بھائی وہاں کی فلاں چیز بہت مشہور ہے آتے ہوئے کے کر آئے گا

ممی۔۔۔ اسے صبح ٹریٹ کے لئے شاپنگ کروادیں۔۔۔ بلکہ مہوش آپی اور باقی سبھی بچوں کو بھی۔۔۔ وہ ماں سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

یہ لڑکی پاگل ہو گئی ہے حان۔۔۔ وارڈروب بھری پڑی ہے اسکی۔۔۔ نینا چیخ چیخ گئی۔۔۔ وہ چپکے سے ایمان کے پیچھے چھپ گئی۔۔۔

انکی سوتیلی اولاد ہوں میں پھوپھو۔۔۔ اسکی گوہر فشانی پر ایمان نے مسکراہٹ دابتے اسکا کان کھینچا۔۔۔

اٹس اوکے مامی۔۔۔ اسکے بھائی کے نکاح کی ٹریٹ ہے۔۔۔ انجوائے کرنے دیں اسے۔۔۔ وہ متانت سے کہتا اپنے کمرے میں آگیا۔۔۔

کافی دیرو ہیں گزار کر سب واپس اپنے گھروں کو روانہ ہوئے تو ایمان بھی سبھی لاسٹیں بند کر کے کھڑکیاں دروازے بند کرتی کمرے میں آگئی۔۔۔ جہاں شامیر عجلت میں کہیں جانے کو تیار کھڑا پایا۔۔۔

از ایوری تھنگ او کے خان۔۔۔ آپ اس وقت کہاں۔۔۔
در اصل ایک بہت ارجینٹ کام سے مجھے جانا پڑ رہا ہے ایمان۔۔۔
وھاٹ۔۔۔ ابھی۔۔۔ ابھی تو اتنے لمبے سفر سے آئے ہیں اور ابھی پھر سے۔۔۔
اسکی حیرت بجا تھی۔۔۔

مجبوری ہے ایمان بہت ضروری کان ہے
۔۔۔ شامیر کا چہرہ ہی نہیں آواز بھی سنجیدہ تھی۔۔۔
سب خیریت ہے نا خان۔۔۔ ایمان کو کچھ کھٹکا۔۔۔ ہمہممم اپنا خیال رکھنا۔۔۔ وہ مبہم
انداز میں کہتا اسکا چہرہ اٹھتھپا کر آگے بڑھ گیا۔۔۔
واپسی کب ہوگی۔۔۔ وہ بھی اسکے پیچھے ہی لپکی۔۔۔
ابھی کچھ کہہ نہیں سکتا۔۔۔ اسے الوداع کہہ کر وہ بنا گاڑی لئے گھر سے نکل
گیا۔۔۔ وہ اس وقت اسقدر جلدی میں اور سنجیدہ تھا کہ ایمان کی ہمت ہی نا ہوئی
مزید پوچھ گچھ کرنے کی۔۔۔ مگر شامیر کے یوں کیب سے جانے کی دوہی وجوہات
ہو سکتی تھیں۔۔۔ نمبر ایک وہ یہیں کہیں آس پاس ہی جا رہا تھا نمبر دو وہ بائے ایئر
جانے والا تھا۔۔۔

جو بھی تھا ایمان گم صم سی اندر آگئی۔۔۔ وقت آنے پر اسے پتہ چل ہی جاتا۔۔۔

اگلی صبح بہت پر رونق اور روشن تھی۔۔۔۔

ایمان تند ہی و تیزی سے ناشتہ تیار کر رہی تھی۔۔۔۔ ایک طرف سبحان کی سمودی کے لئے مکسچر جو سر میں ڈال رہی تھی تو دوسری طرف زوہان کا ناشتہ تیار ہو رہا تھا۔۔۔

ایسے میں اسکی بڑھتی مصروفیت اینجل تھی۔۔۔ جو صبح صبح ہوتے گھر میں ہنگامے کے باعث نیند سے بھری آنکھیں ملتی ریں ریں کرتی ایمان کے پاس کچن میں ہی آگئی۔۔۔

ایمان اسے یوں روتا اور ننگے پاؤں کچن میں آتا دیکھ چکرا گئی۔۔۔۔
خدا کا نام ہے زونی انسانوں والی حرکتیں کرو۔۔۔ مانا کے تم کالج جا رہے ہو کیا اب اسکا دھندورا پوری کالونی میں پیٹو گے۔۔۔ آہستہ کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔ اتنے ہنگامے میں بچی کی نیند خراب کر دی۔۔۔ ایمان نے اسے کچن سے ہی لتارتے

ممی میری ٹائی کہاں ہے یار۔۔۔ مل نہیں رہی۔۔۔ مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔۔ لمحے کی
تاخیر کئے بنا کمرے سے آتی انٹخٹخ کی آوازوں کے ساتھ زوہان کی تیز آواز
ابھرنے لگی۔۔۔

تمہارا اللہ ہی ہے زونی۔۔۔ مجال ہے جو تمہیں کوئی چیز اپنی جگہ سے مل جائے۔۔۔
دفعتا یونیورسٹی جانے کو مکمل تیار سبحان کچن میں آیا۔۔۔

ممی آپ اسے سلا دیں اور اسکی ٹائی بھی دیکھ دیں میں یہ کر لیتا ہوں۔۔ اسنے کچن میں آتے ہی سمودی بنانے کے لئے جو سر چلایا۔۔۔

ایمان نے اسے مشکور نگاہوں سے دیکھا۔۔ زونی کا ناشتہ آلموسٹ تیار ہے

---حان۔۔۔بس انڈہ فرائی کردو

او کے مہی میں دیکھ لیتا ہوں۔۔۔

وہ اینجل کو لئے کچن سے نکل آئی۔۔۔

اس بچے کا اسے بہت سہارا تھا۔۔۔۔۔

کمرے میں لیجا کر اینجل کو لحاف میں لٹا کر کچھ دیر تھپتھپایا تو وہ فوراً کی نیند کی وادیوں
میں اتر گئی۔۔۔

ممی ٹائیسیبی۔۔۔

ایمان گہری سانس خارج کرتی آہستگی سے بستر سے اتری اور کمرے کی روپ لائٹ
آن کر کے دروازہ بند کرتی باہر نکل گئی۔۔۔۔

اسے گھورتے ہوئے جا کر مطلوبہ جگہ سے ٹائی اٹھا کر دی۔۔۔ تو وہ کھسیا کر رہ
گیا۔۔۔

سوری ممی مجھے نظر نہیں آئی تھی۔۔۔

۔۔۔ آجاو حان بیٹا آپ بیٹھو میں ناشتہ لگاتی ہوں

کچن میں آتے ہی وہ تیزی سے ناشتہ ٹرے میں رکھنے لگی۔۔۔ سبحان اپنی سمودی لئے
ڈائیونگ ٹیبل پر آگیا۔۔۔

ایمان نے زوہان کا ناشتہ اسکے سامنے رکھا اور خود بھی اسکے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔۔۔

ممی آج اچکے بیٹے کا کالج میں پہلا دن ہے۔۔۔ وہ لاڈ سے کہتا ایمان کی بازو میں بازو
حائل کئے اسکے شانے پر سر رکھ گیا۔۔۔ جیسے کہنا چاہ رہا ہو آج میرا سکول کا پہلا
دن ہے اور وہ چھوٹا سا بچہ ہے۔۔۔۔

ہاں جی آدھا سال گزرنے کے بعد یہ ممی کے دلارے کا کالج میں پہلا دن ہے۔۔۔
سبحان نے تاسف سے سر نفی میں ہلایا۔۔۔

زوہان نے اسے گھورا۔۔۔ ایمان محبت سے اسکے بال سہلاتی اسکی کشادہ پیشانی کا
بوسہ لے گی۔۔۔

اللہ میرے بچوں کو کامیاب کرے۔۔۔
ممی ڈیڈا اتنی ایمر جنسی میں کیوں چلے گئے۔۔۔ سبحان خالی سمودی کا گلاس میز پر رکھتا
اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

پتہ نہیں اب ان سے بات ہوگی تو تفصیل پوچھوں گی۔۔۔

ممی۔۔۔ یکدم زوہان ایکساٹڈ سا بولا۔۔۔ ایمان اور سبحان دونوں چونکے۔۔۔ یہ
اسکا فرمائشی انداز تھا جس سے وہ دونوں ہی آگاہ تھے۔۔۔

خیریت ہے نازونی۔۔۔ ایمان کا انداز محتاط تھا۔۔۔

مى مى آج كالج ڈيڈ كى گاڑى لے جاؤں۔۔ پليز اب تو مجھے اچھے سے چلانى بهى آگى
هے۔۔ اور پھر مى كونساهىں دور يارو ڈپر لے كر جارهاهوں۔۔ كالج هى لے كر
جانى هے نا۔۔ وه ماں كى بازو تھامے هر صورت اسے راضى كرنے كوالتجا كر رها
تھا۔۔

وه تو ٹھيڪ هے زونى ليكن مى سوچ رهى تھى كے حان يونيورسٹى سے جلدى آجائے
تو سب بچے اور مى اسى كے ساتھ شاپنگ كرنے چلے جائىں گے۔۔ گاڑى كى
سهولت تو هے گھر پر۔۔
ليكن اگر تم نے يجانى هے تو اس او كے۔۔ هم كيب يا ٹيكسى سے۔۔
رهنے دىں مى۔۔ وه منہ بناتا اٹھ كھڑا هوا۔۔ سبحان ماں كى چالاكى پر مسكرا
ديا۔۔

او كے اللہ حافظ مى وه جھك كر ماں سے پيار ليتا كالج بيگ اٹھا كر باهر نكلا۔۔
اور يه كھلا لاونج كا دروازہ۔۔ ٹھاہ۔۔۔۔ پہلى آواز پر هى ايمان كا ہاتھ اسكے كان
تلك چلا گيا۔۔

ساتھ ہی بائیک اسٹارٹ ہوئی فل ریس دے کر بائیک گیٹ سے باہر نکلی اور ٹھک
کی دھماکے دار آواز کے ساتھ گیٹ بند ہو گیا۔۔۔
طوفان تھما۔۔۔ زوہان شامیر خان کالج چلا گیا۔۔۔
گیٹ کا حوصلہ ہے جو تم لوگوں کے ستم سہتا ہے کسی دن ٹوٹ کر گر ہی جانا ہے
اسنے۔۔۔

سبحان ماں کی بڑ بڑاہٹ سنتا جانے سے پہلے انکے سامنے جھکا اسنے محبت سے سر پر
پیار دیا تو مسکراتا ہوا باہر نکل گیا۔۔۔
انکے جانے کے بعد ایمان نے ایک نظر پورے گھر کا جائزہ لیا جیسے ایک طوفان تھما
ہو اور پورا گھر میدان جنگ کا نقشہ پیش کر رہا تھا۔۔۔
وہ گہری سانس خارج کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔
نورین تقریباً نو بجے آتی تھی اور اسکے آنے سے پہلے ایمان سارا بکھیر اسمیٹ چکی
ہوتی تھی۔۔۔۔

—

خولہ اور تمام بچے گیارہ بجے کے قریب ایمان کے پاس موجود تھے۔۔۔ حسب وعدہ سبحان یونیورسٹی سے جلد لوٹ آیا۔۔۔

مئی میں نے وہاں انتظار نہیں کرنا آپ سب کو ڈراپ کر دوں گا جب شاپنگ کر لی اور واپس آنا ہوا تو کال کر دیجیئے گا۔۔۔ میں لینے آ جاؤں گا۔۔۔

ایمان جانتی تھی کہ سب کی شاپنگ کے دوران دیر ہو جائے گی تبھی مان گی۔۔۔ سب کو شاپنگ کروا کر وہ انہیں انکے گھر ڈراپ کر کے ہی گھر لوٹی تھی۔۔۔ اس دوران اینجل اسکے ساتھ ہی تھی۔۔۔

رات کی ٹریٹ بہت شاندار رہی ہلہ گلہ اور مستیاں۔۔۔ واپسی پر گھر آتے آتے خاصی دیر ہو گئی تھی۔۔۔ اینجل تو راستے میں ہی سو گئی۔۔۔ دونوں بچوں نے بھی گھر آتے ہی کمروں کے رخ کیا کے صبح پھر سے وقت پر اٹھنا تھا۔۔۔

لیکن ایمان زرا الجھی سی تھی کہ سارا دن گزرنے کے باوجود اسکا خان سے رابطہ نا ہوا تھا۔۔۔ دو تین دفعہ اس نے خان ڈے

سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن فون انگیج جا رہا تھا۔۔۔ وہ جان تو گیا تھا کہ ایمان فون کر رہی ہے۔۔۔ اور اگر وہ مصروف بھی تھا تو فری ہو کر تو فون کر ہی سکتا تھا۔۔۔

دفعۃً اینجل کے کسمانے پر وہ سر جھٹکتی اسکے پاس آ کر اسے تھپتھپاتے لگی۔۔

افضل بہت دیر بعد اپنے کسی کام سے فارغ ہو کر شیش محل واپس آیا تھا لیکن سامنے کا منظر دیکھ اسکے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔۔۔

اسنے جھٹ ذوہیب خان سے رابطہ کیا اور پہلی فرصت میں واجد خان کو ہسپتال پہنچایا گیا۔۔۔

ایمان کے پیچھے آتے تعاقب کار واجد خان کے اگلے حکم کے منتظر اسے فون کر کے تھک گئے کہ فون وہیں پڑا بج کر بند ہو جاتا۔۔۔ آخر کار ایمان کی گاڑی وہاں سے نکلتے ہی انہوں نے تھک ہار کر اسکا مزید تعاقب کرنے کی بجائے واپسی کو ترجیح دی۔۔۔

ہسپتال پہنچتے ہی واجد خان کا بہتریں ٹریٹمنٹ شروع ہو گیا۔۔۔ ڈاکٹروں کی فوج تیار کھڑی تھی اسکے علاج کے لئے لیکن خون خطرناک حد تک بہہ گیا تھا۔۔۔

سیڑھیوں سے گرنے اور کئی نوکیلی اور وزنی چیزیں اس پر آگرنے کے باعث اسے۔۔۔ کئی چھوٹے بڑے فریکچرز آئے تھے جسکی تشخیص ابھی رفتہ رفتہ ہو رہی تھی وہاں باپ کے پاس تنہا ذویب چکر اکر رہ گیا۔۔۔ رہتی کسراں اور امل کی بگڑتی طبیعت نے پوری کر دی۔۔۔

ارحم اور عروشہ تو ابھی فلائٹ میں تھے تبھی اسنے پہلی کال ہی شامیر کو کئی۔۔۔ گھر آ کر وہ ابھی ابھی ڈنر سے فری ہوا تھا جب اسے کال موصول ہوئی۔۔۔ بچے بہت دیر بعد گھر واپس لوٹے تھے۔۔۔ صبح اپنے اپنے تعلیمی اداروں میں ایک طویل وقفے کے بعد جانے والے تھے تبھی وہ انتہائی پریشانی میں انہیں بنا کچھ بتائے خود ہی بائے ایئر اسلام آباد روانہ ہو گیا۔۔۔

دوسری طرف ارحم تک یہ خبر پہنچی تو وہ وہاں لینڈ کرتے ہی پہلی فلائیٹ سے واپسی کے لئے روانہ ہو پڑے۔۔۔

ارحم کے آنے تک دونوں بھائیوں کی بھرپور کوششوں سے لگاتار خون کا انتظام ہوا۔۔۔ اور بہتریں ٹریٹمنٹ کے باعث بلاآخر واجد خان ہوش میں آگیا تھا لیکن صورتحال ایسی نازک تھی کہ وہ اپنی جگہ سے ہل تک ناسکتا تھا کجا کے اٹھ کر بیٹھنا یا چلنا پھرنا۔۔۔

وقت کی چکی نے اسے بہت بری طرح پیسا تھا کہ ابھی تک اسے آئے بہت سے فریکچرز کی تشخیص ہی ناہو پائی تھی۔۔۔ پورا بدن پٹیوں میں جکڑا ہوا تھا۔۔۔

اسکی تکلیف ناقابل برداشت ہوتی تو اسکی دلخراش چنچیں ہسپتال کی درودیواریں تک ہلاڈالتیں۔۔۔ تب اسے مجبوراً نیند کا انجیکشن لگاتے عارضی طور پر سکون فراہم کرنے کی شعوری۔۔۔ کوشیش کی جاتی

اگلے دن ارحم بھی وہاں موجود تھا۔۔۔۔۔
تینوں بھائی باپ کی اس قدر لاچاری و بے بسی پر اشکبار تھے۔۔۔

انہوں نے صداباپ کا پر جلال روپ دیکھا تھا اسکا یہ بے بس روپ انکی آنکھیں نم کر جاتا۔۔۔ باپ کی تکلیف پر کلجے پھٹتے محسوس ہوتے۔۔۔ لیکن وہ خود بے بس تھے۔۔۔ سب کر کے بھی باپ کی اذیت کم نہیں کر پارہے تھے۔۔۔

اگلے دن ہوش میں آنے پر وہ تینوں باپ کے پاس ہی کمرے میں موجود تھے۔۔۔

واجد خان نے سرخ سو جھی آنکھیں کھول کر انکی پہچان کی اور بے ساختہ اپنے کپکپاتے ہاتھ ارحم کے سامنے جوڑ دیئے۔۔۔۔

بڑی تکلیف میں ہوں ارحم۔۔۔ معاف کر دو بیٹا۔۔۔

۔۔۔ بابا کی رقت آمیز آواز اور کپکپاتے ہاتھ ارحم کو سرتاپا لرزائے

وہ لپک کر ان تک آیا اور انکے دونوں ہاتھ تھام کر لبوں سے لگاتار رو قطار رو دیا۔۔۔

کیسی باتیں کر رہے ہیں بابا۔۔۔

ساری اولاد میں میں نے سب سے زیادہ غلط عدنان اور تمہارے ساتھ کیا۔۔۔

انکی ہچکی بندھ گئی۔۔۔ انہیں بولنے میں بھی دشواری ہو رہی تھی۔۔۔ ارحم انہیں خاموش کروانا چاہتا تھا۔۔۔ ایسی حالت تو کسی دشمن کی بھی ہوتی تو کلیجے پھٹ جاتے سامنے تو پھر باپ تھا۔۔۔

لیکن وہ خاموش ہونے والے نہیں تھے۔۔۔

عدنان کی زندگی نے وفا نہیں کی۔۔۔ لیکن تم تو میرے پاس ہو۔۔۔ میں جانتا ہوں جو میں نے کیا اسے بدل نہیں سکتا۔۔۔ کاش میں وقت کا پیہ موڑنے کی اہلیت رکھتا تو سب ٹھیک کر دیتا۔۔۔ پر میں نے تمہارے ساتھ ظلم کیا میری جان۔۔۔ تمہارا دل اپنے ہاتھوں سے اجاڑ ڈالا۔۔۔ تمہیں اذیتوں کی چھٹی میں جھونک دیا۔۔۔۔۔ آج بے بسی کی اس گھری میں مجھے تمہاری اور اس معصوم کی بے بسی یاد آتی ہے تو دل ہر برچھیاں سی چل جاتی ہیں۔۔۔ ایسی برچھیاں جو کسی کروٹ سکون نہیں لینے دیتیں۔۔۔ انکی سسکیاں دھاروں میں بدلنے لگیں۔۔۔

ارحم کے خاموش آنسو تیزی سے بہتے چلے جا رہے تھے۔۔۔

اسکے باپ نے یہ اعتراف کیا تھا تو کب جب وہ بامشکل ماضی کے اس آسیب سے پیچھا چھرا کر آگے بڑھ پایا تھا۔۔۔

-- مجھے معاف کر دو ارحم۔۔ میری سانسیں آسان کر ڈالو
بابا پلینز۔۔۔ وہ تڑپ تڑپ گیا۔۔۔ ایسے نابولیں مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔
میں جانتا ہوں کسی کو ناپانے کا دکھ کم ہوتا ہے بانسبت اس دکھ کے کسی کو پا کر
کھو دیا جائے۔۔۔ اور پھر اس انداز میں جس انداز میں میں نے کھویا۔۔۔ کے اپنے
آپ سے ہی نفرت ہو جائے۔۔۔

ارحم نے رقت آمیز انداز میں گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔
لیکن اسکے ساتھ ساتھ یہ بھی سچ ہے کہ آج تک قسمت سے کوئی نہیں لڑ سکا۔۔۔
ہماری قسمتوں میں یہ ہی سب تھا۔۔۔ میرا سکون میری بیوی عروشہ میں ہی پنہان
تھا۔۔۔

اسی کا نام زندگی ہے۔۔۔ یہ چیز میں نے بہت دیر سے سیکھی مگر سیکھ لی بابا۔۔۔ کے
ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے حق میں بہتر نا ہو۔۔۔ اور ممکن
ہے کہ تم کسی چیز کو نا پسند کرو اور وہی تمہارے حق میں بہتر ہو۔۔۔

یہ سب اللہ کے فیصلے ہیں۔۔۔ ان پر کسی کا کوئی زور نہیں۔۔۔ بس انسان کو طاقت کا
غلط استعمال نہیں کرنا چاہیے۔۔۔۔۔

ہاں ایک عرصہ میں نے بے حد تکلیف میں کاٹا ہے۔۔۔ لیکن میں نے آپکو معاف کیا بابا۔۔۔ اس دوران غصے میں اگر میں کسی کو تاہی یا گستاخی کا مرتکب ہوا ہوں تو اسکے لئے آپ مجھے معاف کر دیں۔۔۔

اسنے باپ کے کپکپاتے ہاتھ لبوں سے لگاتے انکا بوسہ لیا۔۔۔ میں اپنی بیوی کے سنگ اپنی زندگی میں مطمئن ہوں۔۔۔ لیکن اس سارے واقعے سے میں نے جو ایک سبق سیکھا وہ یہ ہے کہ آپکی ایگو آپکے رشتوں سے بڑی نہیں ہونی چاہیے۔۔۔ میں وقت کا پیہ موڑنے پر تو قادر نہیں لیکن اگر اللہ نے مجھے بیٹا عطا کیا نابا تو وعدہ ہے میرا خود سے کہ میں اپنی وجہ سے کبھی اسکا دل اجڑنے نہیں دوں گا۔۔۔

اگر وہ کسی کام والی کی لڑکی کو بھی پسند کرے گا نا تو میں سر کے بل چلتا ہوا جاؤں گا نہایت عزت و تکریم کے ساتھ اسکا ہاتھ اپنے بیٹے کے لئے مانگنے۔۔۔

میں اس درد سے کبھی اپنے بیٹے کو گزرنے نہیں دوں گا جس سے میں گزرا۔۔۔

اس جذباتی مظاہرے نے شامیر اور ذویب کی بھی آنکھیں نم کر دیں تھیں۔۔۔
اور واجد خان کے پاس تو آج کل ان پچھتاؤں کے آنسوؤں کے سوا کچھ بچا ہی نا تھا

وقت کا کام ہے چلنا اور وہ چلتا ہی رہتا ہے۔۔۔۔

ایمان اور دونوں بچے واجد خان کی طبیعت کا معلوم ہوتے ہی اسلام آباد آئے تھے
اور ویک اینڈ کے دو دن انکی عیادت کے بعد واپس لاہور آ گئے۔۔۔ واجد خان کے
چھوٹے موٹے فریکچرز ٹھیک ہو گئے تھے۔۔۔ لیکن اسکی ریڈھ کی ہڈی بری طرح
متاثر ہوئی تھی۔۔۔ جسکے باعث وہ نا تو چل پھر سکتا تھا ہی خود سے کروٹ بدل سکتا
تھا۔۔۔ بڑے پر افیت تھے یہ تاریک سرد اور منجمد شب و روز جن میں وہ کئی بار
سوتے میں خوف سے چیختا چلاتا اٹھ بیٹھتا۔۔۔۔

ایک دنیا پر حکمرانی کرنے والوں کو آج کل تنہائی اور اندھیرے سے وحشت و
خوف محسوس ہوتا تھا۔۔۔ اسکا دل اسقدر کمزور ہو گیا تھا کہ آہٹ پر بھی ڈر
جاتا۔۔۔

بیٹوں نے جدید طرز کی وہیل چیئر اسکے لئے امپورٹ کروائی تھی اور وہ شخص اس پر بھی بنا سہارے کے بیٹھ نہیں سکتا تھا۔۔۔

انگلی کی جنبش سے کام کروانے والا آج اسی انگلی کو جنبش دینے کے لئے محتاج ہوا پڑا تھا۔۔۔

تینوں بیٹوں نے باپ کے علاج کی خاطر کوئی کسر ناچھوڑی تھی لیکن یہاں ایک بات سب کو سمجھ میں آگئی کہ ہر چیز پیسے سے نہیں خریدی جاسکتی۔۔۔

بیوی کا مخلص ساتھ ناہوتا تو واجد خان اب تک ہمت ہار چکا ہوتا۔۔۔ امل بھی آئے دن باپ کے پاس ہوتی۔۔۔ ویک اینڈز پر اکثر و بیشتر زوہان بھی انکے پاس ڈورا چلا آتا۔۔۔

سبحان کی پڑھائی ٹف تھی اسے وقت کم ہی ملتا۔۔۔

زوہان جب بھی گرینڈ پا کے پاس آتا۔۔۔ صبح شام انکے پاس بیٹھ کر اونچی آواز میں قرآن پاک کی تلاوت کرتا۔۔۔ نا جانے کیوں یہ آواز واجد خان کو بہت سکون دیتی۔۔۔ اسکی پرسوز آواز میں کیا جادو تھا۔۔۔

زونی میرے پاس ہی رہو بیٹا۔۔۔ تم پاس ہوتے ہو تو مجھے ڈر نہیں لگتا۔۔۔ ورنہ یہ تنہائی اور اندھیرا وحشت میں مبتلا کرتے ہیں۔۔۔ ہر دفعہ واپسی پر وہ اسکا ہاتھ تھام کر بڑی لجاہت سے کہتا۔۔۔

زوہان مسکرا دیتا۔۔۔

میں کون ہوتا ہوں کوئی ڈر یا وحشت کم کرنے والا گرینڈ پا۔۔۔
ساتھی مجھے نہیں اپنے اللہ کو بنائیں۔۔۔ اور یقین مانے وہ ساتھی بن گیا نا تو محض اس دنیا کے ہی نہیں اگلی دنیا کے اندھیرے بھی ختم کر دے گا۔۔۔
اسکی باتیں اس مقام پر آکر اس دل میں گھر کرنے لگی تھیں جب واجد خان خود سے ہلنے کے بھی قابل نہ رہا تھا۔۔۔
زوہان کیا فائدہ اس عمر میں ان حالات میں ہدایت ملنے کا بیٹا جب بے بسی اسقدر گہری ہے کہ میں خود سے ہل تک نہیں سکتا۔۔۔

۔۔۔ اس دفعہ زوہان آیا تو واجد خان بے بسی سے اسکے سامنے رو دیا
وہ اداسی سے مسکرا دیا۔۔۔

ہر چیز میں فائدہ نقصان نہیں دیکھتے گرینڈ پا۔۔۔

آپکو اس چیز کے لئے بھی اپنے اللہ کا شکر گزار ہونا چاہیے۔۔۔
آپکو بڑھاپے میں اور اس فیز میں ہدایت نصیب ہوئی یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت
ہے۔۔۔

کچھ لوگوں کو بڑھاپے میں تو کیا مرتے دم تک ہدایت نصیب نہیں ہوتی گرینڈ
پا۔۔۔۔۔

آپ خوش قسمت ہیں۔۔۔

اس معذوری اور بے بسی میں کونسی خوش قسمتی۔۔۔ وہ محض سوچ کر رہ جاتا۔۔۔
خوش قسمتوں کو ملتی ہے ہدایت۔۔۔ جب مل جائے اپنے خالق کے آگے سر جھکا
دینا چاہیے۔۔۔ یہ نہیں کہنا چاہیے کہ بڑھاپے کی ہدایت کا کیا فائدہ۔۔۔
یہ اللہ کی ایک بہت بڑی عطا ہے گرینڈ پا۔۔۔ آپکو مل گئی اسے تھام لیں۔۔۔

کیوں خود کو بے بسی تصور کرتے ہیں آپ۔۔۔ آپکی بیوی آپکے ساتھ ہیں آپکے
تینوں بیٹے آپکی ڈھال ہیں۔۔۔

ابھی بھی بہت کچھ ہے جو آپ کر سکتے ہیں اور وہ سب کر کے اپنے گرد پھیلے
اندھیرے وحشت اور خوف کو ناصرف کم کر سکتے ہیں بلکہ اپنی اگلی زندگی کی راہیں
بھی آسان کر سکتے ہیں۔۔۔

وہ بہت مدلل انداز میں بول رہا تھا۔۔۔ اور آج کل ایسا ہی ہوتا۔۔۔ جب وہ انہیں
کوئی ہمت بندھاتی بات بتاتا تھا تو وہ یونہی اسے سنتے تھے جیسے ان تمام باتوں سے
تعارف ہی اب ہوا ہو۔۔۔

اسکی ہر بات میں تو امید ہوتی۔۔۔ معافی کا پیغام ہوتا۔۔۔ اللہ پر توکل ہوتا جو شاید
واجد خان طاقت کے رہتے کبھی نا سمجھ پاتا۔۔۔

اسی لئے تو وہ زوہان شامیر خان کو بہت مس کرتا تھا۔۔۔ اسکی ایک دن کی ملاقات
کے بعد سے اسکی اگلی ملاقات تک کا انتظار شروع ہو جاتا۔۔۔ اور آج کل واجد خان
کی زندگی میں محض انتظار ہی تھا۔۔۔

رملہ سکول سے آنے کے بعد سو گئی تھی۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے اٹھی تو فریش ہو کر اپنی کتابیں لئے باہر لاؤنچ میں ہی آگئی۔۔۔ لاؤنچ میں اس وقت ہوکا عالم تھا۔۔۔ رفیعہ سو رہی تھی جبکہ رانیہ اور رمشہ کہیں باہر گئی تھیں۔۔۔ عروشہ ابھی ابھی اپنے ملائیکے سے آئی تھی اور اس وقت اپنے کمرے میں تھی۔۔۔

رملہ اس وقت سبحان کی ہی دلائے ہوئے ملبوسات میں سے ایک میں ملبوس تھی۔۔۔ سٹائلش ٹراؤزر پر گھٹنوں تک آتی ایسبرائڈ پینک کلر کی قمیض میں ملبوس۔۔۔ بال ہاف کیچر میں ملبوس تھے۔۔۔ البتہ دوپٹہ گلے میں مفکر کی صورت لے رکھا تھا۔۔۔

شروع کے دنوں میں اسے عادت ناہونے کے باعث دوپٹہ کیری کرنے میں بہت مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔۔۔

وہ جہاں بیٹھتی دوپٹہ وہیں بھول آتی۔۔۔ یاد آنے پر خود پر جی بھر کر تاسف آتا۔۔۔ رفتہ رفتہ اسنے دوپٹے کو گلے میں مفکر کی صورت لپیٹنا شروع کر دیا۔۔۔ اس سے کم از کم یہ ضرور ہوتا کہ وہ جہاں بیٹھتی وہیں اسے بھول نا آتی تھی۔۔۔

البتہ باہر جاتے وقت وہ حجاب بالخصوص لینے لگی تھی۔۔۔ جب کہیں عجلت میں باہر نکلنے لگتی ہاتھ پر سبحان کے ہاتھ کا لمس محسوس ہوتا اور ساتھ ہی اسکی تاکید بھی وہ وہیں تھم جاتی۔۔۔ پھر ایک ناقدانہ نگاہ خود کو آئینے میں دیکھتی اور پھر باہر جاتی۔۔۔

ان دونوں میں کوئی بہت زیادہ بے تکلفی نہ تھی البتہ احساس کارشتہ ضرور تھا۔۔۔ اسکی لاہور ایمان اینجل اور زوہان سے اکثر بات ہوتی رہتی۔۔۔ زوہان آئے دن یہاں کا چکر بھی لگا لیتا۔۔۔

لیکن سبحان سے بات کرنے کے لئے اگر اسنے کوشش نہیں کی تھی تو ایسی کسی خواہش نے دوسری جانب بھی جنم نہ لیا تھا۔۔۔

ہاں زوہان یا ایمان کے ساتھ ویڈیو کال پر بات ہو رہی ہوتی تو وہ رملہ کو بہت ریلیکس انداز میں لاؤنج میں چلتا پھرتا یا کچن میں کچھ ناپکھ کر تاد کھائی دیتا۔۔۔

کبھی کہیں جانے کو تیار ماں کو اللہ حافظ کہنے آتا تو اسے ویڈیو کال پر دیکھ سلام دعا کر لیتا۔۔۔

رملہ کے پیپر ز میں چند ماہ رہ گئے تھے لیکن اسکی کوئی خاص تیاری نہ تھی۔۔۔ تبھی آج کل دل ناچاہنے کے باوجود وہ کتابوں کے ساتھ سرکھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ وہ الگ بات کے اسکی کتابوں سے کوئی خاص بنتی نہ تھی۔۔۔ کتابوں کو اس سے اور اسے کتابوں سے اللہ واسطے کا بیر تھا۔۔۔

اب بھی وہ بے دلی سے کتابوں کی ورق گردانی کر رہی تھی۔۔۔ ایک توجہ انہیں کھولتی اسقدر پیاری اور میٹھی نیند کے جھونکے آنے لگتے کہ کتابیں اسے رقیب رو سیالگنے لگتیں۔۔۔

اسنے ایک کتاب بند کر کے دوسری کھولی ہی تھی جب اسے اپنی سماعت پر گمان کا دھوکا ہوا۔۔۔

یہ سبحان کی آواز تھی۔۔۔ اور پھر اسکا قہقہہ۔۔۔ وہ سرعت سے سیدھی ہوئی۔۔۔ وہ بھلا اس وقت وہاں کیسے ہو سکتا تھا۔۔۔

وہ تو ویک اینڈ پر بھی شاز و نادر ہی آتا تھا ابھی تو پھر ورکنگ ڈیز چل رہے تھے۔۔۔ لیکن اسے سوچنے کا زیادہ موقع نامل سکا جب وہ کسی تازہ ہوا کے جھونکے کی مانند ارحم چاچو کے سنگ مسکرا کر باتیں کرتا اندر داخل ہوا۔۔۔

رملہ اسے یوں اچانک اپنے سامنے دیکھ بوکھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔
سبحان کی اس پر نظر پڑی تو اسے اسی کے دلائے لباس میں ملبوس دیکھ چونکا۔۔۔
یکدم آنکھوں کی چمک کچھ بڑھی۔۔۔
اسلام علیکم۔۔۔ کیسی ہو رملہ۔۔۔ حسب سابق پہل اسی نے کی تھی۔۔۔
وعلیکم السلام۔۔۔ فائن۔۔۔

آپ کیسے ہیں۔۔۔ وہ جھک کر کتابیں سمیٹنے لگی۔۔۔ لحاظ خود بخود لہجے میں سمٹ آیا
تھا۔۔۔ کب اسے تم سے آپ تک کا سفر طے کیا تھا یہ شاید وہ خود بھی ناجان پائی
تھی۔۔۔

الحمد للہ۔۔۔
آپ اکیلے آئے ہیں ایمان چاچی یازونی نہیں آئے ساتھ۔۔۔ وہ کتابیں سینے سے
لگائے اسکے سامنے کھڑی تھی۔۔۔

نہیں ایکچولی میں اپنے یونی ٹور کے ساتھ آیا ہوں یہاں اس لئے جانے سے پہلے
یہاں چکر لگانے آگیا۔۔۔

اوہ۔۔۔۔

سبحان یار بیٹھو تو سہی کیا کھڑے کھڑے ہی واپس چلے جانے کا ارادہ ہے۔۔۔ ارحم
اسے ہنوز کھڑا دیکھ ٹوکے بنانا رہ سکا۔۔۔

وہ مسکرا دیا۔۔۔ نہیں چاچو پہلے گرینڈ پاسے مل لوں۔۔۔

ہاں چلو اکٹھے ہی چلتے ہیں۔۔۔

۔ وہ اسکے ساتھ ہی بابا کے کمرے کی جانب بڑھے

سبحان کے آنے سے گرینڈ پا بہت خوش تھے۔۔۔ وہ کافی دیر انکے پاس ہی بیٹھا رہا

پھر ارحم چاچو کے ساتھ مل کر انہیں وہیل چیئر پر بیٹھائے لاؤنج میں ہی لے

آیا۔۔۔ عروشہ چچی اور رفیعہ تائی بھی اٹھ کر وہیں آگئیں۔۔۔ کچھ دیر تک رانیہ اور

رمشہ بھی واپس آگئیں تو لاؤنج میں ہی محفل جم گئی۔۔۔

رات یہیں رک جاؤ سبحان۔۔۔ واجد خان پوتے کو محبت پاش نگاہوں سے دیکھتے

گویا ہوئے۔۔۔

اس وقت وہ دوسروں کی توجہ کو ترستا تھا۔۔۔ وہاں اس گھر میں سب کچھ تھا۔۔۔
نوکر چاکر ہر سہولت پیسہ اور آسائش۔۔۔ نہیں تھا تو کسی کے پاس وقت نہیں
تھا۔۔۔ وہ بہت کم کمرے سے نکلتا تھا۔۔۔

ان دونوں بھائیوں میں سے کوئی وہاں آتا تو واجد خان کو دوسرا ہٹ کا احساس
ہوتا۔۔۔

۔ بیٹے ان کا خیال رکھتے تھے لیکن انکی اپنی اور بزنس کی بہت سی مصروفیات تھیں
گرینڈ ما بھی انکی آمد سے کھل اٹھتی۔۔۔

گرینڈ پاپرسوں سے میرے مڈ ٹرمز سٹارٹ ہیں اس لئے معذرت ابھی نہیں رک
سکتا۔۔۔ مڈ ٹرمز ختم ہوئے تو لازمی آؤں گا۔۔۔ ابھی ٹور کے ساتھ واپس جانا
ضروری ہے۔۔۔ وہ شائستگی سے گویا ہوا۔۔۔

عروشہ نے چائے کے ساتھ اچھا خاصا انتظام کروالیا تھا۔۔۔ چاچو یار آپ کب آ
رہے ہیں چاچی کے ساتھ لاہور۔۔۔ می تو آپکو انوائٹ کر کر کے تھک گئیں
ارے بھی۔۔۔ انشا اللہ جلد۔۔۔ بس کچھ دن بیک ٹوبیک میٹنگز ہیں اسکے بعد
انشا اللہ چکر لگائیں گے۔۔۔

سبحان کے جانے میں آدھا باقی تھا جب لاونج کے صوفے پر بیٹھے بیٹھے اچانک وہ ورک گردانی کو میز پر پڑیں کتابیں اٹھا گیا۔۔۔

وہ غالباً رملہ کی کتابیں تھیں۔۔۔ ورک گردانی کرتے یکدم کتابوں سے پھسل کر۔۔۔ کچھ نیچے گرا۔۔۔ اسنے کتاب بند کر کے نیچے سے فولڈ ہوئی شیٹس اٹھائیں انہیں واپس کتاب میں رکھنے سے پہلے اسکی ایک غیر ارادی نگاہ شیٹ پر پڑی تو وہ ٹھٹھکا۔۔۔ اور ہاتھ گھما کر شیٹس کھول گیا۔۔۔ مگر انہیں دیکھتے ہی وہ چکر اکر رہ گیا۔۔۔

رملہ یہ تمہارے ٹیسٹ ہیں۔۔۔ وہ الجھا الجھا سا رملہ سے گویا ہوا جو گرینڈ پا کے پاس بیٹھی ان سے کوئی بات کر رہی تھی۔۔۔

سبحان کی بات پر چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوئی جو بڑے انہماک سے ایک کے بعد ایک اسکا ٹیسٹ دیکھ رہا تھا۔۔۔

رملہ نے پشیمانی سے لب کترا۔۔۔ جی۔۔۔ نام لکھا تو ہے اوپر میرا۔۔۔ تم تو اچھی خاصی نالائق سٹوڈینٹ ہو۔۔۔ وہ کہتا کہ تارک گیا۔۔۔

ایک بات تو بتاؤ۔۔۔ نائنٹھ میں کتنی سپلیاں تھیں تمہاری۔۔۔ وہ اسے جانچنے کو بولا۔۔۔

صرف ایک۔۔۔ وہ بھی کیمسٹری میں۔۔۔ وہ اترائی۔۔۔ اور جھٹ یوں بولی جیسے کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہو۔۔۔

سبحان سر تھام کر رہ گیا۔۔۔ مطلب اسکا شک صحیح تھا۔۔۔ یونیورسٹی کے ٹاپر کے لئے یہ کسی شک سے کم نہ تھا

آہمم۔۔۔ تم ایک کام کرو رملہ۔۔۔ اپنی پیکنگ کر لو۔۔۔ تم میرے ساتھ لاہور جا رہی ہو۔۔۔ وہ لمحوں میں فیصلہ کرنا گلہ کنکار کر مضبوط لہجے میں بولا

رملہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔ یہ بیٹھے بیٹھے اسے بھلا کیا ہوا تھا۔۔۔ تمہاری مائیکریشن بھی وہیں ہو جائے گی۔۔۔ اسکی اگلی بات نے رملہ کو چار سو چالیس والٹ کا جھٹکا لگایا۔۔۔ تو کیا وہ اسے ہمیشہ کے لئے یہاں سے لیجا رہا تھا۔۔۔ اسکی حیرانی فطری تھی۔۔۔

وہ کیوں بھلا سبحان۔۔۔ ابھی اسکی رخصتی تھوڑی ہوئی ہے۔۔۔ اور ہمارے ہاں بنا رخصتی کے لڑکیاں سسرال رہنے نہیں جاتیں۔۔۔ کچن سے آتی رفیعہ اسکی بات سن

کرناک چڑھاتی گویا ہوئی۔۔۔ گویا سبحان کا اٹل انداز میں فیصلہ سننا پسند نا آیا
ہو۔۔۔

یہ رخصتی اور سسرال درمیاں میں کہاں سے آگیا تائی جان۔۔۔۔ یہ بھی اسکے
گرینڈ پا اور چاچو کا گھر ہے۔۔۔ اور وہ بھی اسکے چاچو کا ہی گھر ہے۔۔۔ سمپل۔۔۔
کیوں گرینڈ پا۔۔۔ رملہ میرے ساتھ جاسکتی ہے نا۔۔۔ وہ رفیعہ کو سنجیدگی سے جواب
دیتا گرینڈ پا کی جانب متوجہ ہوا جو اسکے فلفور اس فیصلے کا محرک نا سمجھ پائے
تھے۔۔۔

لیکن کیوں بیٹا۔۔۔ یوں بیٹھے بیٹھائے۔۔۔ وہ حیرت زدہ تھے۔۔۔۔۔ پلیز گرینڈ پا
اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکی پوتی اسی اٹیمپٹ میں میٹرک کلتیر کر جائے تو اسے
جانے دیں۔۔۔

یک لخت رملہ کا چہرہ مارے خفت کے سرخ ہو گیا۔۔۔ کیا مطلب آپکے خیال میں
میں فیل ہو جاؤں گی۔۔۔ وہ شدید زروٹھے پن سے پھٹ پڑی۔۔۔
اسکی محض ایک سپیلی تھی ورنہ رانیہ رمشہ اور باقی کلاس میٹس کی تو تین تین چار چار
سپلیاں تھیں۔۔۔۔

میں نے ایسا کب کہا۔۔۔ خود ہی مفروضے گھر رہی ہو۔۔۔ شدید خواہش کے باوجود وہ اخلاقیات نبھانے کو سب کے سامنے اسکی تائید نا کر سکا۔۔۔

جاؤ جا کر پیکنگ کرو۔۔۔ یہاں سے لاہور جانے کی پہلی فلائٹ ایک گھنٹے بعد کی ہے۔۔۔ تو تمہارے پاس زیادہ سے زیادہ تیس سے چالیس منٹ ہے۔۔۔ پلیز ررا جلدی کرنا۔۔۔ گرینڈ پا کے رضامندی دینے پر وہ اس سے گویا ہوا۔۔۔ اتنی جلدی ڈال کر اسنے یکدم رملہ کو بوکھلانے ہر مجبور کر دیا تھا۔۔۔۔۔ اتنے کم وقت میں وہ کیا کیا پیک کرتی بھلا

سبحان نے وہیں بیٹھے بیٹھے اپنی بکنگ کروالی۔۔۔ اب ظاہر سی بات تھی وہ رملہ کو لے کر اپنے فیلوز کے ساتھ جانے سے تو رہا تھا۔۔۔

لاہور میں رملہ کا بہت پر جوش خیر مقدم کیا گیا تھا۔۔۔ ایمان نے کھلے دل سے اسکا ویلکم کرتے اسے گلے سے لگایا۔۔۔ اس گھر کی وائبرز ہی اور تھیں جو وہاں اتا۔۔۔ کھل اٹھتا۔۔۔ وہ ابتدا میں کچھ جھجھکتی رہی پھر ایمان کے محبت بھرے رویے اور شامیر کی اپنائیت سے جلد وہاں گھل مل گئی۔۔۔

رملہ کی آمد کے بارے میں جان کر سبحان کے انتھیاں سے تقریباً سبھی اس سے ملنے آئے تھے۔۔ اتنے سارے اجنبیوں کے درمیاں وہ تھوڑا نروس ہوئی۔۔ لیکن ایمان نے اسے وہ مان بخشا کہ وہ اس گھر کی بہو نہیں بیٹی ہے۔۔ اور پھر باقی سب بھی خاصے خوش اخلاق تھے بالخصوص خولہ اور نینامی کے جلد ہی انکے درمیان سے اجنبیت کی دیوار گر گئی۔۔۔

ہم جماعت ہونے کے باعث خولہ سے تو اسکی اچھی خاصی دوستی بھی ہو گئی تھی۔۔ ایمان نے اسکے خوب ناز اٹھائے تھے اتنے کے اتنی محبتوں کو پا کر بے ساختہ اسکی آنکھیں نم ہوا اٹھتیں۔۔۔

ان دنوں اسنے ایک پیور گھر کا ماحول دیکھا تھا۔۔ ایسے گھر کا ماحول جس میں محبت کے ساتھ ساتھ احساس دور ٹا تھا۔۔۔

وہ خود جس سفر پر چل نکلی تھی اس گھر میں آکر اس سفر پر چلنا مزید آسان ہو گیا۔۔۔ اتنا کہ وہ دل ہی دل کی بار سبحان کے اسے وہاں سے یہاں لانے کے فیصلے کو سراہ چکی تھی۔۔۔

وہ نماز ادا کرتی تھی لیکن باقاعدگی سے نہیں۔۔۔ دن میں سو جاتی تو اکثر کبھی ظہر اور کبھی عصر مس ہو جاتی۔۔۔ فجر میں تو اس سے ویسے ہی اٹھانا جاتا تھا۔۔۔ تو جو نماز یاد آ جاتی وہ اسے ادا کر لیتی۔۔۔

لیکن اس گھر کا ماحول ہی الگ تھا۔۔۔

یہاں صبح فجر میں سب اٹھتے تھے۔۔۔ کبھی ایمان زوہان کو اٹھانے کی غرض سے اسے آوازیں دیتی تو رملہ کی بھی آنکھ کھل جاتی۔۔۔ زوہان کبھی خود سے بھی اٹھ جاتا تو نماز ادا کرنے کے بعد اس گھر میں گھونچتی با آواز بلند تلاوت کی پرسوز آواز۔۔۔ اسے نیند سے بڑی خوبصورتی سے بیدار کر دیتی

اکثر ایمان اینجل کی نیند ٹوٹنے کے ڈر سے لاونچ میں تلاوت کرتی۔۔۔ زونی اپنے کمرے میں ہی تلاوت کرتا جبکہ سبحان سٹڈی روم میں یہ فرائض سرانجام دیتا تھا۔۔۔ بلاناغہ یہ وہاں کی روٹین تھی۔۔۔ وقفے وقفے سے ایسا سماں وہاں باندھتا کہ۔۔۔ باوجود بھرپور نیند کے وہ بستر چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہوتی

زونی تو قرآن پاک کی تلاوت کے بعد پھر سے سو جاتا۔۔۔ البتہ سبحان مار نینگ
واک کو نکل جاتا۔۔۔ شامیر موڈ ہوتا تو سبحان کے ساتھ واک کو چلا جاتا ہوتا تو
نماز کے بعد پھر سے سو جاتا۔۔۔

البتہ ایمان تلاوت کے بعد تسبیح لئے ٹیرس پر آ جاتی۔۔۔ اسکے اپنے بہت سے ازکار
تھے۔۔۔

واک مکمل کر کے نیچے آتی تو آتے ہی کچن کا رخ کر لیتی۔۔۔ ساتھ ہی شامیر اور
زوہان کو نیند سے جگا دیتی۔۔۔

سبھی تیار ہو کر ڈائیننگ پر آ جاتے۔۔۔ صبح کے وقت وہاں خاصا ہلہ گلہ اور شور شرابا
ہوتا۔۔۔ سب سے زیادہ شور تو زوہان کا ہوتا لیکن جب سے اینجل کا وہاں سکول
ایڈمیشن کروایا تھا اس شور میں اسکا اور زوہان کا خوب خوب مقابلہ ہوتا۔۔۔
زوہان ماں کو اپنی کسی ناکسی چیز کے لئے آواز دیتا تو اینجل نے اپنا ہر کام کروانا ہی ماں
سے ہوتا تھا۔۔۔

ایمان کا ایک قدم کچن میں ہوتا تو دوسرا ان دونوں کے پاس۔۔۔ اللہ اللہ کر کے یہ
مرحلہ طے پاتا۔۔۔ رملہ یہ وقت بہت انجوائے کرتی تھی۔۔۔

جب ایمان بجلت ناشتہ بناتی ٹیبل سیٹ کرنے کی ڈیوٹی سبحان خود باخود اپنے سر لے لیتا اور ایمان بھاگم بھاگ اینجل کو تیار کرتی۔۔۔

یونیفارم پہنا کر جوتے پہنانے لگتی تو کمرے سے شامیر کی آواز آ جاتی۔۔۔ اسے اسکی مطلوبہ چیز فراہم کر کے بھاگم بھاگ آ کر اینجل کو ناشتہ کرواتی اسکے بال بناتی۔۔۔

زونی اور حان اسے خدا حافظ کہہ کر چلے جاتے تو وہ اینجل کا لچ اور واٹر بوتل پیک کر کے شامیر کے ساتھ ہی اسے سکول روانہ کرتی

وہ بہت ایکٹو رہتی تھی کے سستی کا ہلی اسکے پاس بھی نا پھٹکتی۔۔۔
رملہ خاموشی سے اسے آبرو کرتی رہتی۔۔۔

سب کے جانے کے بعد وہ سکون سے بیٹھ کر اپنا ناشتہ کرتی اور سارا گھر سمیٹنے لگتی۔۔۔

نورین آ جاتی تو سارے گھر کی صفائی زیر نگرانی کرواتی۔۔۔ روازنہ کپڑے لانڈری ہوتے۔۔۔ دھلے ہوئے کپڑے وہ خود ساتھ کے ساتھ فولڈ کر کے انکی جگہوں پر رکھتی۔۔۔۔

غرض گھر کا ہر چھوٹا موٹا کام جو خان ولا میں رہتے کبھی رملہ کی نگاہوں کے سامنے سے بھی ناگزیر تھا ایمان وہ اپنے ہاتھ سے کرتی۔۔۔ اسے گھر کے کونے کونے کی خبر ہوتی تھی۔۔۔

۔۔۔ کبھی گھر کے ایک کونے کی ڈیپ کلیننگ کرواتی تو کبھی دوسرے کی ہمہ وقت اس کا گھر شیشے کی مانند صاف ستھرا رہتا۔۔۔

نورین کے اہم کام سرانجام دے کر چلے جانے کے بعد وہ باقی سارا دن بکھرنے والا بکھیرا ساتھ کے ساتھ سمیٹتی رہتی۔۔۔

ناجانے کیوں اسے کاموں سے کوفت ناہوتی تھی۔۔۔

ہر کام سے فارغ ہو کر وہ کافی کام لے کر اپنے ورکنگ روم میں آجاتی۔۔۔ ڈیرھ دو گھنٹہ وہاں پر سکون انداز میں بیٹھ کر کام کرتی۔۔۔ آرٹیکلز لکھتی۔۔۔ اپلوڈ کرتی اور ریڈرز کے فیڈ بیکس کا جواب دیتی۔۔۔

اینجل کی واپسی کا وقت ہو جاتا تو اس کے لئے لپنج بناتی۔۔۔ اینجل سکول سے دونوں بھائیوں کی نسبت جلد لوٹ آتی تھی۔۔۔

اسکے آتے ہی چیخ کر واکر منہ ہاتھ دھلوا کر اسے کارٹون لگا دیتی اور خود اسکے پاس بیٹھ کر پہلے اسے اپنے ہاتھوں سے دودھ پلاتی پھر اسی عالم میں چھوٹے چھوٹے نوالے اسکے منہ میں ڈالتی اسے لچ کر داتی۔۔۔ اینجل انہماک سے کارٹون دیکھتی لچ۔۔۔ مکمل کرتی تو ایمان ساتھ ہی ایل سی ڈی آف کر دیتی اب ہمارے سونے کا ٹائم ہے۔۔۔ پھر مسکراتی ہوئی اسکی انگلی تھام کر اٹھ کھڑی ہوتی تو اینجل بھی گویا اس روٹین کی عادی ہو گئی تھی تبھی اسکے ساتھ اٹھ کھڑی ہوتی۔۔۔

وہ خود ڈسپلنڈر ہتی تھی اور یہ ہی نظم و ضبط اسنے ابتدا سے ہی بچوں میں ڈالا تھا۔۔۔ جو رول ایک دفعہ گھر میں بن گیا اسکی پاسداری سب پر لازم تھی۔۔۔ اینجل ابھی چھوٹی تھی۔۔۔ اسکا دوپہر میں سونا لازم تھا تو تھا۔۔۔

۔۔۔ خود اسکے ساتھ لیٹ کر اسے سلاتی تو خود بھی کچھ دیر کانپ لے لیتی۔۔۔ پھر اسکی آنکھ۔ گھر میں اڈتے ایک طوفان کے باعث کھلتی گھر میں زوہان شامیر خان داخل ہو اور کسی کو پتہ ناچلے۔۔۔

۔۔۔ وہ آگے پیچھے زوہان اور سبحان کی گھر آمد کے ساتھ ہی بستر چھوڑ دیتی

جب تک وہ دونوں فریش ہوتے وہ لنچ ڈائیننگ پر لگا دیتی۔۔۔
اینجل کے اٹھنے کے بعد کچھ دیر اسکے ساتھ کھیلتی پھر بڑی محبت سے اسے پاس بیٹھا
کر اسکا ہوم ورک کرواتی۔۔۔

شامیر کے آنے کے بعد شام کی چائے اکھٹی پی جاتی۔۔۔ وہ دونوں بھائی کسی ناکسی
کام سے گھر سے نکل جاتے تو ایمان عصر کی نماز کے بعد اپنے ازکار کرتی چلتی پھرتی
بہت سے کام نبھانے کے بعد ڈنر کی تیاری شروع کر دیتی۔۔۔۔
ڈنر سے پہلے بالخصوص دونوں بچوں سے انکی تعلیمی کارکردگی پر بات چیت کرتی۔۔۔
رات میں وہ سب باپ کے سنگ لاؤنچ میں ہی محفل جمالیتے۔ ایمان کچن سے ہی
انکی ہر بات میں شامل ہوتی۔۔۔ ڈنر کے بعد باقی سب تو اپنے اپنے کمروں میں چلے
جاتے۔۔۔ شامیر اینجل کے ساتھ مصروف ہو جاتا جبکہ ایمان سارا کچن سمیٹنے کے
ساتھ لاؤنچ کا بھی سار بکھیر اسمیٹ کر عشا کی نماز ادا کرتی کبھی ٹیرس پر آ جاتی کبھی
اینجل کو سلا کر اسکے بھائیوں کے پاس چھوڑ شامیر کے ساتھ قریبی پارک میں واک
کے لئے آ جاتی۔۔۔

وہ اسقدر مصروف زندگی گزارتی تھی لیکن خوش و خرم اور مطمئن ہو کر۔۔۔

بچوں کے ساتھ نوک جھونک چلتی رہتی۔۔۔ زوہان آتے جاتے اس سے ناز
نکھرے اٹھواتا۔۔۔

ایمان نے رملہ کو زبان سے کچھ نہیں سکھایا تھا لیکن وہ اپنے عمل سے اسے بہت کچھ
سکھا چکی تھی۔۔۔

اور یہاں آکر گھر کا ایک پیور ماحول اور ایمان کا شوہر اور بچوں کے سنگ رشتہ دیکھ
رملہ تیزی سے سیکھنے کا مرحلہ طے کر رہی تھی۔۔۔

رملہ کے لاہور آنے کے ابتدائی چند دنوں میں ہی سبحان نے شامیر کے ساتھ مل کر
رملہ کی وہاں مائیگریشن کروادی تھی۔۔۔ رملہ کو پڑھائی سے کوئی خاص لگاؤ نہ تھا یہ
بات سبحان ابتدائی دنوں میں ہی اسکی پڑھائی سے عدم دلچسپی دیکھ کر جان گیا
تھا۔۔۔ اینوی تو نا اسکا نہ انتھ میں اسقدر شاندار رزلٹ رہا تھا۔۔۔ وہ تاسف سے
سوچ کر رہ گیا۔۔۔

وہ سکول جانا شروع ہو گئی تھی۔۔۔ مگر مجال تھی جو گھر واپس آ کر کتابوں کو ہاتھ تک لگاتی۔۔۔ اور یہ ہی چیز سبحان کی طبیعت پر گراں گزرتی۔۔۔ البتہ ایمان سے ناز خوب اٹھواتی تھی وہ۔۔۔ کھاتی تھی پیتی تھی جی بھر کر عیش کرتی تھی۔۔۔ ہسی مذاق وقت ضائع کرنا اور بس۔۔۔

سبحان بہت جلد اسکی روٹین کو آبزر و کر گیا تھا۔۔۔ ہر وقت ہی تو وہ اینجل کے ساتھ مصروف ہوتی۔۔۔ کبھی خولہ آ جاتی تو اسکے ساتھ لگ جاتی۔۔۔ نہیں تو ایل سی ڈی پر تو آج کل ہمہ وقت کوئی نا کوئی فیشن شو لگا ہوتا۔۔۔ اسے اس گھر میں ہر طرح کی آزادی حاصل تھی کیونکہ صرف کہنے کو ہی نہیں بلکہ حقیقتاً یہ اسکا گھر تھا اور وہ اس گھر کی بیٹی تھی۔۔۔ تبھی تو ابھی تک ایمان نے بھی گھر کا کوئی اصول اس پر لا گونا کیا تھا۔۔۔ وہ وقت بے وقت سوتی اٹھتی۔۔۔ وقت بے وقت کھاتی تھی۔۔۔ حالانکہ انہیں تو زیادہ جنگ فوڈ کھاتے دیکھ ایمان ٹوک دیتی۔۔۔ عصر کے بعد کسی کو بھی سونے نادیتی۔۔۔ لیکن رملہ کے معاملے میں اسنے ابھی رملہ کو نرمی سے بھی کسی چیز کے لئے ٹوکنا تھا۔ بقول ایمان ابھی تو وہ اس گھر میں ایڈجسٹ ہو رہی ہے۔۔۔ لیکن بقول سبحان ایڈجسٹ ہونے کو اتنا ٹائم کافی تھا۔۔۔

اسی لئے نہایت سوچ بچار کے بعد سبحان آج عصر کی نماز باجماعت ادا کر کے گھر واپس آیا تو سیدھا اسکے پاس ہی آگیا جو لاونج میں بیٹھی اینجل کے ساتھ مزے سے۔۔ ایل سی ڈی دیکھ رہی تھی۔۔ ایمان بھی پاس ہی بیٹھی جرنل پر کچھ لکھ رہی تھی رملہ اپنی بکس لے کر سٹڈی روم میں میرے پاس آو۔۔ اپنی بات سنچیدگی سے کہہ کر وہ اسے جھٹکا لگا کر اسکا جواب سننے کو رکنا تھا۔۔۔ رملہ نے حیرت سے پہلے اسے پھر ایمان کو دیکھا۔۔۔ یہ بھلا کیا تھا۔۔۔ یہ اچانک درمیان میں اسکی بکس کہاں سے آگئیں۔۔۔ پھر وہ ایمان کے سر سے اشارہ کرنے پر بادل ناخواستہ اٹھ کر کتابیں لئے سٹڈی میں آگئی۔۔ حالانکہ اتنا بہترین شو چل رہا تھا۔۔۔

آج سے روز تم اس وقت اپنی کتابوں کے سنگ مجھے یہاں ملو۔۔۔ سبحان کی بات پر وہ پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔۔۔ یہ اچھا تھا۔۔۔

اسنے بہت ابتدائی لیول سے شارٹ سوالوں سے رملہ کو شروع کروایا۔۔۔ وہ اسے اتنی تفصیل سے ہر بات سمجھاتا لیکن ہر چیز رملہ کے سر پر سے گزر جاتی۔۔۔ اگلے روز گزشتہ کام سنتا تو ڈھاک کے وہی تین پاٹ۔۔۔ جتنا رملہ کو آسانی سے یاد ہوتا وہ سنا دیتی۔۔ آگے لب کھلتے مہیب چپ۔۔۔

چند دن تو ایسا چلتا رہا لیکن رملہ بڑی جلدی اس سب سے فیڈ آپ کر گئی۔۔۔
رملہ تم نے سائنس کیا سوچ کر رکھی تھی۔۔۔ جب تمہارا اس میں انٹر سٹ ہی
نہیں تھا تو اپنے انٹر سٹ کے سبجیکٹس منتخب کرتی نا۔۔۔ وہ کل کی کئی گئی محنت ضائع
جاتا دیکھ جھنجھلا اٹھا۔۔۔

۔۔۔ آج تم نے کچھ بھی یاد نہیں کیا کیوں
کیونکہ مجھ سے نہیں ہوتا یاد۔۔۔ اچھی خاصی زندگی چل تو رہی ہے کیوں اتنے
جھنجھال پالنا۔۔۔ بلاخر ضبط کرتی کرتی بھی وہ بول اٹھی۔۔۔
سبحان اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔ کیا مطلب پڑھائی جھنجھال ہے۔۔۔ اسے شاک ہی تو لگا
تھا۔۔۔
اس سے کم بھی نہیں ہے۔۔۔ کیا کرنا اتنے ٹاپ کے نمبرز لے کر۔۔۔ میں نے بڑا
نو کریوں کے لئے جوتے گھسانے ہے۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ اسکے لاپرواہی سے شانے آچکانے پر وہ بو نچکا رہ گیا۔۔۔ اسے رملہ کی
سوچ پر تاسف ہوا۔۔۔

تمہیں کس نے کہا رملہ کے پڑھائی محض جاب کے لئے کی جاتی ہے۔۔۔ تعلیم شعور دیتی ہے۔۔۔ نسلوں کو سنوارتی ہے۔۔۔ اس کی اہمیت ناہوتی تو اسلام کبھی بھی ماں کی گود سے لے کر قبر کی لہد تک علم حاصل کرنے کو نا کہتا۔۔۔

کیا میری ماں جاب کرتی ہے۔۔۔ سبحان کا انداز سوالیہ تھا۔۔۔ ایک پڑھی لکھی ماں نسلوں کو سنوارتی ہے اولاد کی بہترین تربیت کرتی ہے۔۔۔ کیا مطلب ہے آپکا میں آپکی نسل کو بگھاڑ دوں گی۔۔۔ وہ ہتھے سے ہی اکھڑ گئی۔۔۔ آپ طعنہ دے رہے ہیں مجھے۔۔۔ تبھی تیزی سے اسکی بات کاٹ گئی۔۔۔

آپ مجھ سے نکاح کر کے پچھتا رہے ہیں۔۔۔ تو کر لیں اپنی پسند کی لڑکی سے شادی۔۔۔

گاڈوڈو۔۔۔ لڑکی تم پاگل ہو۔۔۔ وہ ہاتھ کی ہتھیلی میز پر زور سے مارتا دانت پیس کر گویا ہوتا گویا اپنا ضبط آزما رہا تھا۔۔۔

تم عقل و فہم سے پیدل ہو کیا۔۔۔ کہاں کی بات کو کہاں لیجا کر جوڑتی ہو۔۔۔ گویا خود سے مفروضے گھڑنا تمہارا پسندیدہ مشغلہ ہو۔۔۔

ٹھیک ہے پہلے تمہارے پاس گائڈ نیس نہیں تھی۔۔ جو تھا جیسے تھا کی بنیاد پر چلتا رہا۔۔۔ لیکن اب تو گائڈ نیس ہے نا۔۔ میں تمہیں پڑھا رہا ہوں تم پر اپنا وقت لگا رہا ہوں۔۔ بجائے تم اس گائڈ نیس سے مستفید ہو تم الٹی ڈائرکشن پر جا رہی ہو۔۔ فار گر انڈلے رہی ہو ہر چیز کو۔۔۔

غصے سے سبحان کا دماغ چٹخنے لگا تھا۔۔ یہ لڑکی اپنی زبان کے جوہر سے لمحوں میں اس کا دماغ آوٹ کر وادیتی تھی۔۔ تمہیں اندازہ ہے کہ میرا وقت کس قدر قیمتی ہے۔۔۔ اپنے بہت سے کاموں پر سمجھوتا کر کے میں یہ وقت تمہارے لئے نکال رہا ہوں کہ تمہارا اس ناہو۔۔ اپنے کورسز اور ریزن ٹائم کو سیکر یفائز کر رہا ہوں۔۔ تو کیوں نکال رہے ہیں آپ میرے لئے یہ وقت۔۔ کیا میں نے آپ سے مدد مانگی۔۔۔

کیا چاہتے ہیں آپ کے میں پڑھ پڑھ کر مر جاؤں۔۔۔ وہ غصہ ضبط کر کے رہ گئی۔۔۔ اب نہیں کچھ یاد ہوتا تھا تو اس میں اسکی کیا غلطی تھی۔۔۔ پچھلے پورے ہفتے سے کوشش کر تو رہی تھی۔۔۔ اب کیا کرتی اپنی سر پھاڑ لیتی۔۔۔ اگر پڑھنے سے لوگ مرنے لگتے تو پھر میں اور زونی تو کب کے مر چکے ہوتے۔۔۔

سبحان کی بات پر وہ لب بھینچ گئی۔۔۔

مجھ سے نہیں پڑھا جاتا۔۔۔ وہ بے بسی سے کہتی چہرہ موڑ گئی۔۔۔ سبحان کے ماتھے پر
شکنوں کا جال بچھا۔۔۔

ایک جاہل اور باشعور انسان میں فرق کرنے والی چیز محض تعلیم ہے۔۔۔ اور تم وہی
حاصل نہیں کرنا چاہتی بتاؤ تم کرنا کیا چاہتی ہو۔۔۔ اسکے گویا صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا
تھا۔۔۔

تو آپ مجھے جاہل بول رہے ہیں۔۔۔ وہ تنک کر اسکی جانب پلٹی۔۔۔
تم ایک الٹی کھوپری کی سر پھری لڑکی ہو رملہ جسے سیدھی کوئی بات سمجھ میں آتی ہی
نہیں۔۔۔

تم لمحوں میں میرا دماغ آوٹ کروانے کی صلاحیت رکھتی ہو۔۔۔ جاؤ تمہیں نہیں
پڑھنا مت پڑھو۔۔۔ جو دل۔۔۔ میں آئے وہ کرو۔۔۔ میں پاگل تھا جو تم پر وقت
ضائع کر رہا تھا۔۔۔ سبحان کی آواز میں خطرناک حد تک سنجیدگی تھی۔۔۔ رملہ نے
ٹھٹھک کر اسکی سرخ پڑتی آنکھیں دیکھیں۔۔۔ اندر کہیں کچھ غلط ہونے کا احساس
جاگا۔۔۔

کسی انسان کو نیند سے تو جگایا جاسکتا ہے لیکن جو سو ہی غفلت کی نیند رہا ہو اسے جگانہ مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جاتا ہے۔۔۔

آپ میرے ساتھ۔۔۔

Stay away from here...

وہ رملہ کی بات کاٹ کر اسقدر سنجیدگی و سختی سے بولا کہ رملہ لب بھینچ کر رہ گئی پھر اسکی غصیلی نگاہوں کی تاب نالائے پاؤں پٹخ کر کتابیں اٹھاتی کمرے سے نکل گئی۔۔۔

سبحان کی جانب سے پڑھائی سے جان چھوٹنے پر وہ دو دن تک تو مطمئن رہی۔۔۔ مگر تیسرے ہی دن سے اسے سبحان کا رویہ کھٹکنے لگا۔۔۔ اسنے بالکل ہی رملہ کو نظر انداز کر دیا تھا۔۔۔ اسکی ہر سرگرمی سے نظر ہٹالی تھی۔۔۔ گویا رملہ کا اس گھر میں ہونا ناہونا ایک برابر تھا۔۔۔

نا اسکی جانب سے کوئی روک ناٹوک۔۔۔ حتکہ وہ پاس آکر بیٹھ بھی جاتی تو سبحان اسے نظر انداز کئے بیٹھا رہتا گویا وہ ہو ہی نا۔۔۔ وہ یہ سب محسوس کر رہی تھی۔

تبھی وہ اب ایمان کیساتھ ساتھ ان دونوں بھائیوں کو بھی گہرائی سے آبرو کرنے لگی تھی۔۔۔ وہ دونوں ہی اپنی پڑھائی کو لے کر پیشینیت تھے۔۔۔

سبحان توجو تھا سو تھا زوہان ویسے تو بہت لا پرواہ تھا لیکن اس نے بہت تیزی سے کالج واپس آ کر اپنا پچھلا سارا سلیبس کو ر کیا تھا۔ اس امر کے لئے وہ رات دیر تک جاگا کرتا۔۔۔ چلتا پھرتا لاؤنچ میں ٹہلتا یاد کیا کرتا۔۔۔ کبھی کتابوں کے سنگ ٹیرس پر پایا جاتا۔۔۔ کبھی گراج میں اور زیادہ تر اسکا ٹھکانہ ایمان کا کمرہ ہوتا۔۔۔ ایسے میں اسکے رات دیر تک پڑھنے کے باعث ایمان ہر کچھ دیر بعد اسے چائے کافی کے ساتھ سنیکس سرو کرتی۔۔۔ گویا پڑھ اسکے بچے نارہے ہوں بلکہ وہ خود پڑھ رہی ہو

بعض اوقات تو ایسا بھی ہوا کہ گھر میں محض رملہ اور سبحان ہی ہوتے لیکن سبحان کے لبوں پر لگا قفل تب بھی ناٹوٹتا۔۔۔ حتکہ کسی کام کی غرض سے بھی وہ اسے مخاطب نہ کرتا اور اسکا یہ سرد رویہ دیکھ رملہ میں بھی اسے مخاطب کرنے کی ہمت نہ ہوتی۔۔۔

رملہ منتظر ہی رہی کے پہلے کی طرح اسکی پشیمانی محسوس کر کے سبحان پہل کرے گا۔۔۔ لیکن اس بار وہ غلط تھی۔۔۔

وہ کچن میں کھڑی بھی ہوتی تب بھی وہ اسے مخاطب کئے بنا اپنی مطلوبہ چیز بنا کر کچن سے نکل جاتا۔۔۔ اور رملہ اسکی پشت تکتی رہ جاتی۔۔۔

اسے سبحان کا یہ رویہ کبھی اتنا محسوس نہ ہوتا جو ہر ویک اینڈ پر خولہ وہاں بھاگی نا آتی۔۔۔

وہ ویک اینڈ وہاں ایسے گزارتی تھی جیسے یہ اسکا اپنا گھر ہو۔۔۔

اس بندی میں لحاظ تھا۔۔۔ حیا تھی۔۔۔ ایمان کے ساتھ وہ گھر میں جیسے بھی رہتی

لیکن ان دونوں بھائیوں میں سے کسی کو بھی سامنے پا کر خولہ کا ہاتھ سرعت سے اپنے آنچل تک سرکتا اور وہ اسے سر پر اچھے سے جماتی۔۔۔

وہ ان دونوں بھائیوں کی عزت کرتی تھی۔۔۔ فرمائش کرتے بھی احترام کا عنصر

نمایاں رکھتی۔۔۔ انکے پاس بیٹھتی بھی تو فاصلہ رکھ کر۔۔۔ وہ ان دونوں کی عزت

کرتی تھی تو وہ دونوں بھائی بھی اسکی بات کو اہمیت دیتے۔۔۔

حان بھائی۔۔۔ اب بھی وہ لاونج میں سبجان کے پاس بیٹھی تھی جب اسکی آواز پر رملہ چونکی۔۔۔ وہ کتنے آرام سے سبجان سے اتنی لمبی بات کر لیتی تھی۔۔۔

ہممم۔۔۔ وہ اپنے لیپ ٹاپ پر مصروف سا تھا۔۔۔

۔۔۔ مجھے ناند ہب اور ماڈرنزم پر ایک ڈیبیٹ کرنی ہے پلیز لکھ دیں

خولہ کی بات پر سبجان نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

اوپن اے آئی سے ہیلپ لے لو۔۔۔ جھٹ مشورے سے نواز اگیا۔۔۔

کیوں۔۔۔ میں کیوں لوں بھلا۔۔۔ آپ کس مرض کی دوا ہیں۔۔۔ آتو گئی میں

آپ سے ہیلپ لینے۔۔۔ ڈیبیٹ لکھ کر ہیڈنگز دے کر سب مکمل کر کے دیں۔۔۔

کیا مان بھری دھونس تھی۔۔۔

ہاں جی اسے سب مکمل کر کے دیں یہ بچاری سٹیج پر جا کر بول لے اتنا ہی بہت ہے

کہیں وہاں جا کر رونا ہی نا شروع کر دے۔۔۔ زوہان چائے کا مگ لئے وہیں

آگیا۔۔۔

ڈس از ٹوچ زونی بھائی۔۔۔ میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں۔۔۔ یہ میری لائف کی پہلی ڈیبیٹ ہے۔۔۔ وہ جھٹ روہانسی ہوا ٹھی تو زوہان بھی فوراً سیز فائر کر تاسیدھا ہو گیا۔۔۔

پھر دونوں بھائیوں نے گھنٹہ لگا کر پوائنٹس ڈھونڈ ڈھونڈ کر اسے ڈیبیٹ مکمل کر کے دی۔۔۔

حان بھائی ایک دفعہ ڈیبیٹ کر کے دکھائیں۔۔۔ اور پھر سارا دن لگا کر دونوں بھائیوں نے ہسی مذاق کے دوران اسے ڈیبیٹ کرنا سکھائی۔۔۔ کبھی سبحان کوئی ٹپ دیتا تو زوہان ٹانگ کھینچ دیتا تو وہان کی باری سبحان یہ ہی فریضہ سرانجام دیتا۔۔۔ اور جو خولہ پر یکٹس کر کے دکھاتی تو زوہان کوئی چٹکلا چھوڑ دیتا۔۔۔ رملہ دور سے یہ سارے مناظر دیکھ رہی تھی۔۔۔ ان تینوں کی دلچسپیاں ایک تھیں تو موضوع گفتگو خود بخود نکلتے چلے آتے۔۔۔ ظاہر سی بات تھی وہ ان دونوں بھائیوں کے ساتھ فیشن اور ڈیزائنز پر تو باتیں نہیں کر سکتی تھیں۔۔۔ کر بھی لیتی اگر ان دونوں کو اس میں کوئی انٹرسٹ ہوتا تو۔۔۔

انکا سینس آف ہیومر بہت اچھا تھا۔۔۔ وہ کم و بیش ہر چیز پر بات کر لیتے۔۔۔ کسی ٹاپک کے بارے میں آگاہی نا بھی ہوتی تو لمحوں میں سرچ کر کے بتا دیتے۔۔۔ انکے ہاتھ زیادہ تر موبائل کی سکرین پر کچھ نا کچھ سرچ کرنے کو ہی چلتے۔۔۔ یہ سب انسپائرنگ تھا۔۔۔ زوہان کی ہر بات میں لاجک ہوتا۔۔۔ اسے اپنا آپ ان سے بہت پیچھے لگنے لگتا۔۔۔

ان سب کو اپنی اپنی فیلڈ میں پیشنیٹ دیکھ خود باخود اسکا پڑھائی میں دل لگنے لگا تھا۔۔۔ وہ خود کو اپ گریڈ کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ اب خود پڑھائی میں دلچسپی دکھائی تھی تو شدت سے کسی گائیڈ نیس کی ضرورت محسوس ہوئی۔۔۔ مگر افسوس اب اسکے پاس ایسی کوئی گائیڈ نیس موجود نا تھی۔۔۔ جو کام سبحان اپنی توجہ سے کروانا چاہتا تھا وہ اسکی نظر اندازی نے کروا دیا تھا۔۔۔

اگلے ویک اینڈ خولہ پھر سے وہاں موجود تھی چہکتی ہوئی سی۔۔۔ اسکی ڈبیٹ بہت اچھی ہوئی تھی اسنے چہکتے ہوئے یہ بات سب کو بتائی۔۔۔

پھوپھو آپ نے گروسری کر لی ساری۔۔۔ ایمان سنگل صوفے پر بیٹھی تھی جبکہ وہ قمیض شلوار پر سلیقے سے آنچل اوڑھے اسکے پیچھے صوفے کی بیک پر دونوں ہاتھ رکھے جھکی ہوئی تھی۔۔۔

کیوں تمہارا ہم سب کے معدے خراب کرنے کا موڈ ہو رہا ہے۔۔۔ دفعتاً زوہان نے اپنے کمرے سے نکلتے ٹکرا لگایا۔۔۔

ایگزیکٹولی زونی بھائی یو آر سو سمارٹ۔۔۔۔

سامنے بیٹھی رملہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔ وہ ایک دوسرے کی بات کا برا مناتے ہی نا تھے۔۔۔۔

جی بیٹا ساری گروسری مکمل ہو گئی۔۔۔ ایمان مسکرا دی۔۔۔

مجھے نیو ریسیپی ٹرائے کرتے کیک بیک کرنا ہے پھوپھو۔۔۔

وائے ناٹ بیٹا۔۔۔ سب کچھ کیبنٹس میں ہی پڑا ہے۔۔۔

دیکھو خولہ ہمارے حالوں پر تھوڑا رحم کرنا ہم مزید تمہارے کھانوں کی جھوٹی

تعریفیں نہیں کر سکتے

سبحان اینجل کی انگلی تھامے باہر سے اندر داخل ہوا۔۔۔

وہ تو آپکو کرنی ہی پڑیں گی حان بھائی۔۔۔ قسمت والوں کو ملتی ہیں اتنی اچھی بہن۔۔۔
آپ لوگوں کو میرا قدر دان ہونا چاہیے۔۔۔ وہ اترائی۔۔۔

ابھی اتنے بڑے دن نہیں آئے ہمارے خولہ جی۔۔۔ اسکے اٹھلا کر کہنے پر زوہان
نے ایسا منہ بناتے کہا جیسے منہ میں کڑوا بادام آگیا ہو۔۔۔ سبحان اسکی بات کا مفہوم
سمجھ کر مسکراہٹ داب کر رہ گیا۔۔۔

خولہ اسے گھور کر دیکھتی کچن میں چلی گئی۔۔۔
آپ تو ہو ہی صدا کے ناشکرے۔۔۔۔۔

شکر ادا کرنے کا مقام آیا تو لازماً شکرانے کے نوافل ادا کریں گے۔۔۔
شام تک اسکی ریسپی تیار تھی۔۔۔

یہ ہے کیا خولہ۔۔۔ وہ دونوں بھائی ڈائیننگ ٹیبل کے گرد کھڑے یوں اسکی ریسپی کا
مشاہدہ کر رہے تھے جیسے وہ ماسٹر شیف ہوں۔۔۔

ایمان صوفے پر بیٹھی مسکرا رہی تھی۔۔۔

جو بھی ہے ٹیسٹ کر کے بتائیں کیسا ہے۔۔۔۔

معاف رکھو ہمیں دیکھنے سے ہی یہ تو۔۔۔

ایمان اور رملہ بھی وہیں آگے۔۔۔ سبھی کیک کی مختلف اطراف سے کیک چمچ سے لیتے ٹیسٹ کرنے لگے۔۔۔

انہیں یوں ہستا کھیلتا دیکھ رملہ اٹھ کر ٹیرس پر آگئی۔۔۔ ایک عجیب سی اداسی اسکی ذات کا احاطہ کرنے لگی تھی۔۔۔

اداس ہو۔۔۔۔۔ اسے اوپر آئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی جب زوہان بھی اسکے پاس ہی آکر بیٹھا۔۔۔

رملہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔۔۔ اگر میں کہوں ہاں تو۔۔۔ اسکی آواز میں نمی گھل آئی۔۔۔

کیوں۔۔۔ وہ بائیں گال تلے زبان پھیرتا آسمانوں کی وسعتوں کو دیکھنے لگا۔۔۔
سبحان ناراض ہیں مجھ سے۔۔۔ اسکے ادا سی سے کہنے پر زوہان نے جھٹکے سے اسے
دیکھا۔۔۔ واقعی۔۔۔

وہ روہان سے انداز میں سرہاں میں ہلا گئی۔۔۔
وہ بہت کم کسی سے ناراض ہوتا ہے۔۔۔ زوہان کا انداز خود کلامی کا سا تھا۔۔۔
کیا تمہیں اسکی ناراضگی سے فرق پڑتا ہے۔۔۔
اتنے فضول سوال مت پوچھو مجھ سے زونی۔۔۔ وہ جھنجھلا اٹھی۔۔۔ ایک تو پہلے ہی
پریشان تھی اوپر سے زونی کے سوال۔۔۔
او کے۔۔۔۔۔

میں یہ نہیں پوچھوں گا کہ وہ تم سے کیوں ناراض ہے۔۔۔ مگر یہ ضرور پوچھوں گا
کہ اگر وہ ناراض ہے تو کیا تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہے۔۔۔ اسکا انداز مدبرانہ
تھا۔۔۔

ہاں ہے نا۔۔۔ رملہ کا انداز روٹھاروٹھاسا تھا۔۔۔ جیسے وہ خود سے ہی روٹھی ہو۔۔۔
۔۔۔ تو پھر مسئلہ کیا ہے۔۔۔ احساس ہے تو غلطی سدھار لو
سدھارنا چاہتی ہوں مگر۔۔۔ وہ جھجھکی۔۔۔
مگر کیا۔۔۔

حان مجھے سٹڈی میں ہیلپ کر رہے تھے تب میں پڑھنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ اب
پرھنا چاہتی ہوں تو کوئی ہیلپ نہیں ہے میرے پاس۔۔۔ وہ بے چین تھی اور اس
بے چینی کو کوئی نام نادے پارہی تھی۔۔۔
۔۔۔ یہ تو کوئی اشو نہیں ہوا۔۔۔ اگر تمہیں ہیلپ چاہیے تو میں ہیلپ کر سکتا ہوں
واقعی۔۔۔ رملہ کی آنکھیں چمکیں۔۔۔
وائے ناٹ۔۔۔ وہ شانے آچکا گیا۔۔۔

مگر سبحان کی غیر موجودگی میں پلیز۔۔۔ ایسے وہ کیا سمجھیں گے کہ ان سے پڑھا
نہیں اور تم سے پڑھ رہی ہوں۔۔۔ اسنے لب کچلے۔۔۔

خیر وہ ایسا کچھ نہیں سوچے گا۔۔۔ لیکن اسکے باوجود اگر تم نہیں چاہتی تو اس
اوکے۔۔۔ عصر کے بعد وہ ایک گھنٹے کے لئے فرینڈز کے ساتھ کمپائن سٹڈی کو جاتا
ہے۔۔۔ تب بکس لے آنا۔۔۔
اور اگر ابھی سے شروع کرنا ہے تو آجاو۔۔۔ ابھی بھائی خولہ کو ڈراپ کرنے گیا
ہے۔۔۔

ٹھیک ہے چلو۔۔۔ وہ فوراً سے مانتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

رات میں رملہ کچن سے پانی کا جگ لے کر کمرے میں جا رہی تھی جب ایمان کے
کمرے کے ادھ کھلے دروازے سے آتی آوازوں کو سن بے ساختہ ٹھٹھک کر
رکی۔۔۔ گویا قدم وہیں منجمد ہو گئے۔۔۔

سبحان کوئی پر اہلم ہے کیا بیٹا۔۔۔ آپ میں اور رملہ میں کوئی ان بن چل رہی ہے
کیا۔۔۔ میں کافی دنوں سے نوٹ کر رہی ہوں۔۔۔ لیکن ٹو کننا مناسب نہیں سمجھا
کے آپ دونوں اپنا مسئلہ سلجھا لو گے۔۔۔

ایمان کی آبرو ویشن کو دیکھ رملہ کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ مطلب وہ ہر چیز سے آگاہ تھی۔۔۔

ایسی کوئی بات نہیں مئی۔۔۔ سبحان کا انداز کنی کترانے والا تھا جیسے وہ اس موضوع پر بات ہی نا کرنا چاہتا ہو۔۔۔

اگر ایسی کوئی بات نہیں تو پھر اسے نظر انداز کیوں کر رہے ہو۔۔۔ کیوں اسے مخاطب نہیں کرتے۔۔۔ ایمان تحمل سے مستفسر ہوئی۔۔۔

کیونکہ اس لڑکی میں آپکے بیٹے کو پاگل کر کے رکھ دینے کے گٹس موجود ہیں مئی۔۔۔ بلاخروہ پھٹ پڑا۔۔۔

سبحان۔۔۔۔ ایمان شذر رہ گئی۔۔۔ کیا ہو گیا ہے بیٹا۔۔۔ یہ اپنی لاڈلی سے پوچھنا تھا نا مئی۔۔۔ جسکی ہر کل ہی نرالی ہے۔۔۔ سیدھی بات کا الٹا

مطلب نکالتی ہے۔۔۔ بے تکا بے مقصد۔۔۔ ایسے میں بندہ اس سے بات کیا کرے۔۔۔ بد مزگی سے بچنے کو بات نا کرنا ہی بہتریں آپشن ہے۔۔۔ وہ گویا رملہ سے شدید متنفر تھا۔۔۔

بیٹا اسے کچھ وقت دو وہ سمجھ جائے گی سب۔۔۔

وقت ہی دے رہا ہوں مئی۔۔۔ اور اسکے سمجھنے کا ہی منتظر ہے۔۔۔ پتہ نہیں وہ
مبارک وقت کب آئے گا۔۔۔

رملہ سے مزید کچھ سنانا گیا تو بھرائی آنکھوں کے سنگ اپنے کمرے میں آگئی۔۔۔
لیکن بات یہیں ختم نا ہوئی تھی۔۔۔ کچھ ہی دیر میں ایمان اسکے کمرے میں اسکے
رو برو تھی۔۔۔

آپکو بیٹی کہا ہی نہیں رملہ میں نے مانا بھی ہے۔۔۔
اور مجھے آپکی محبت پر کوئی شبہ نہیں چچی جان۔۔۔ وہ روٹھی روٹھی سی اٹھ
بیٹھی۔۔۔ اور اسی مان کے باعث میں تمہیں زندگی کی اونچ نیچ سمجھانا چاہتی ہوں
رملہ۔۔۔
میں نے ابھی تک تمہیں کسی بات کسی چیز پر نہیں ٹوکا کہ کہیں تم ہم سے متنفر نا ہو
جاو۔۔۔ یہاں خود کو انکمفرٹیبل محسوس نا کرو۔۔۔ پر بیٹا اب شاید یہ ناگزیر ہو گیا
ہے۔۔۔

آپ میری بیٹی ہو اس لئے میں نہیں چاہتی کہ آپ کے اخلاق میں کردار میں اور خوب سیرتی میں کوئی کمی ہو اور کوئی اس وجہ سے آپ کو بات سنا جائے۔۔ جسکے باعث آپکی تربیت پر حرف آئے۔۔۔

۔۔۔۔۔ رملہ خاموش بیٹھی اسے دیکھتی رہی

میں جانتی ہوں کہ آپ کو ایک پازیٹو ماحول نہیں ملا اس لئے آپ میں تلخی بھری ہے۔۔۔ لیکن بیٹے محبت کا جواب تو محبت سے دیا جاسکتا ہے نا۔۔۔ خود سے بہتری کی طرف گامزن ہونے کی کوشش تو کی جاسکتی ہے نا۔۔۔ اسکا انداز نرم تھا۔۔۔

ہر بات میں نیگٹو پہلو ڈھونڈنے میں کونسی بڑی بات ہے یہ تو ہر دوسرا انسان کر لیتا ہے اور بہت شوق سے کرتا ہے۔۔۔ اور ایسے انسان کو ہر کمی دوسرے میں ہی نظر آتی ہے گویا آئینہ دیکھنا تو وہ بھول ہی جاتا ہے۔۔۔ ایک لمحے کے لئے بھی مت

سوچنا کہ میں یہ باتیں آپ کے لئے استعمال کر رہی ہوں۔۔۔ غلط۔۔۔ بالکل غلط۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ فضول سوچتی ایمان نے وضاحت دینا ضروری سمجھی۔۔۔ میں صرف سمجھا رہی ہوں۔۔۔ مثال دے کر۔۔۔ جسے کھلے دل و

دماغ سے سنو گی تو بہت جلد میری باتیں تمہاری سمجھ میں آئیں گی۔۔ وہ گویا کچھ
ٹھان کر ہی یہاں آئی تھی۔۔ تبھی ہر بات اسکے گوش گزار ناچاہتی تھی۔۔
کسی کی بات نا سہارنا۔۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دینا۔۔ اونچے لہجے اور طنز و تلخ
انداز۔۔ پھر محض خود کو ہی سہی ثابت کرنے کی کوشش کرنا۔۔ بے وقوف
ہونے کی علامت ہے بیٹا۔۔ اور میری بیٹی بے وقوف نہیں ہے۔۔ وہ بہت
سمجھدار ہے میں جانتی ہوں یہ بات۔۔ اسنے محبت سے رملہ کی تھوڑی چھوٹی تو بے
ساختہ اسکا دل بھر بھر آنے لگا دل کی دنیا زیر زبر ہونے لگی تھی۔۔ مجھے نہیں پتہ
آپکے اور سبحان کے درمیان کیا مسئلہ چل رہا ہے لیکن میں یہ ضرور جانتی ہوں کہ
آپ پشیمان ہو تبھی سٹر گل کر رہی ہو۔۔ جی میں ہر چیز سے آگاہ ہوں۔۔ صرف
ابھی تک تم دونوں کو وقت دے رہی تھی کہ شاید میری انٹرفیرنٹس کے بغیر ہی تم
دونوں اپنا مسئلہ حل کر لو۔۔ لیکن اب میرا انٹرفیر کرنا ناگزیر ہو گیا تھا۔۔ اسی
لئے میں اس وقت یہاں ہوں رملہ۔۔

میری ایک بات گانٹھ باندھ لو رملہ زندگی میں بہت کام آئے گی۔۔۔۔ دنیا میں
صبر سے بڑا کوئی ہتھیار نہیں۔۔ ہم بہت تلخ ہو گئے ہیں کیونکہ ہم اپنے اصل سے

دور ہو گئے ہیں۔۔۔ تبھی ہمارے دل سخت ہو گئے ہیں اور ہم میں میں کا عنصر

نمایاں ہونے لگا ہے۔۔۔ اسکا انداز مدبرانہ تھا

اگر ہم اپنے اصل کی جانب واپس لوٹیں اور سیرت نبوی کا مطالعہ کریں تو ہمیں پتہ

چلے گا کہ ہمارے پیارے نبی نے صبر و تحمل۔۔۔ برداشت۔۔۔ عفو و درگزر اور

ایثار کی کیسی مثالیں رقم کی ہیں۔۔۔ ایسی مثالیں جو ہماری مثالیں آنسوؤں

سے تر کر دیں گی۔۔۔ کس کے لئے۔۔۔ ہمارے لئے میری جان۔۔۔ تاکہ ہم ان

سے رہنمائی لیں۔۔۔ یہ جو دل ہے نا۔۔۔ اسے مارنا سیکھو۔۔۔ اسے مارے بنا نور

نہیں ملتا۔۔۔ جھک جاؤ اس رب کی طرف اور اپنی میں مار دو۔۔۔ کیونکہ اسی کے

پاس ہم نے لوٹ کر جانا ہے۔۔۔ اور اس کے سوا ہماری جائے پناہ کوئی نہیں۔۔۔ اسکی

بنائی مخلوق کے ساتھ ہمبل ہو جاو۔۔۔ اس تلخی اور غصے کو مٹاؤ الو خود سے صرف یہ

سوچ کر کے ایسا کرنے سے میرا رب مجھ سے خوش ہو گا۔۔۔ صرف وہ کرو جو

تمہارے اختیار میں ہے۔۔۔ باقی سب اللہ پر چھوڑ دو۔۔۔ اور ہمارے اختیار میں

کیا ہے۔۔۔ ہماری زبان اور ہمارے ہاتھ۔۔۔ اپنی زبان اور ہاتھ کے شر سے اللہ کی

مخلوق کو محفوظ رکھو۔۔۔۔ تمہاری زبان اور ہاتھ سے اللہ کی مخلوق ہرٹ نہیں ہونی چاہیے۔۔۔

میری زندگی میں کیسے کیسے مقام آئے ہیں رملہ میں آپکو نہیں بتا سکتی بیٹا۔۔۔ لیکن ہر جگہ میں نے محض صبر سے کام لیا۔۔۔ اسی کو ہتھیار بنایا اور محض اللہ سے مدد طلب کی ہے۔۔۔ اور میرے اللہ نے مجھے ایک آگ کا دریا پار کروایا ہے۔۔۔ میں کم پر شاکر تھی جتنا مجھے ملا اس پر میں نے شکر الحمد للہ کہا تھا۔۔۔ زیست کی کتاب سے مجھے خوشیوں بھرے جتنے لمحے کشیدنے کی موقع ملا میں نے اس پر قناعت کی اور پھر

میرے اللہ نے مجھے مکمل سب عطا کر دیا۔ اور جہاں جس مقام تک میرا مالک مجھے لے آیا وہ میرے وہم و گمان میں دور دور تک کہیں نہیں تھا۔۔۔ لیکن اسکے باوجود میں اس چیز کے ہونے کی دعائیں کرتی تھی اور میرے اللہ نے میری سن لیں۔۔۔ وہ انتہائی مدلل انداز میں اپنی زیست کی مکمل کہانی اسکے سامنے کھول کر رکھ گئی تھی۔۔۔

میرے صبر نے میرے شکر نے میرے توکل نے میرے بیڑے پار لگوا دیئے
بیٹا۔۔ جب محافظ اللہ ہو تو کسی کی کوئی شازش کام نہیں آسکتی آپ ہر مشکل سے
بڑی آسانی سے نکل جاتے ہو۔۔ میں اپنے مالک کی شکر گزار ہوں جس نے سہی وقت
پر یہ بات مجھے سمجھا دی اور راہ حق کا مسافر بننے کی توفیق دی۔۔ مجھے ہدایت عطا
کی۔۔۔

زندگی بہت آسان ہے میری جان اگر ہم سمجھیں تو۔۔۔ کیونکہ اسے مشکل ہم خود
بناتے ہیں۔۔۔

ہر نیگٹو بات اور واقعے سے بھی کوئی پازٹیو پہلو چرانا ہی تو فن ہے۔۔۔ وہ فن جسے
سیکھنے کا سبق ہمارے اسلام نے دیا ہے۔۔۔ کے کبھی مایوس ناہو۔۔۔ ہمیشہ پر امید
رہو۔۔۔ میری بات سمجھ میں آرہی ہے آپکو۔۔۔

ایمان کے پوچھنے پر وہ الجھی الجھی سی سرہاں میں ہلا گئی۔۔۔ وہ بندی بڑی آسانی سے
اسکے دل کی دنیا الٹا گئی تھی۔۔۔ وہ آنا اور میں نامی چیز جو زندگی میں سب سے اوپر
تھی دل کی دنیا کے یکدم سے پلٹا کھانے پر یکدم آخری تہہ تلے کہیں دب گئی
تھی۔۔۔

کل سے شام کی چائے اور ڈنر کی تیاری ہم دونوں اکٹھے کریں گے۔۔۔

مارننگ اور ایوننگ واک بھی آپ میرے ساتھ کرو گی۔۔۔ ٹھیک۔۔۔ ایمان

۔۔۔ کے محبت سے کہنے پر وہ سادگی سے سر اثبات میں ہلا گی۔۔۔ بالکل چچی

اور جب میں اینجل کو سٹڈی کرواں تو آپ بھی سٹڈی کرو گی اور اپنی سکول کی

روزانہ کی پروگریس مجھے دکھاؤ گی۔۔۔

رملہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔ وہ بہت آسانی سے اسکے تمام مسائل حل کر رہی تھی۔۔۔

۔۔۔ جی چچی۔۔۔ اسکے گلے میں نمکیں پانیوں کا گولہ اٹکنے لگا

چچی نہیں مئی۔۔۔ جب حان کی مئی ہوں تو تمہاری بھی ہوئی نا۔۔۔

رملہ بھرائی نگاہوں سے اسے یک ٹک دیکھتی رہی۔۔۔ شدت ضبط سے لب تک

کپکپانے لگے۔۔۔ ضبط کا پیمانہ چھلکنے کو تھا۔۔۔ اور بلا آخر وہ چھلک ہی گیا۔۔۔

جی مئی۔۔۔ پھر وہ فرط جذبات سے جو اسکے گلے لگی تو نیروں کے سیلاب امڈ

۔۔۔ آئے۔۔۔ ایمان بھی اداسی سے مسکراتی اسکی کمر تھپتھپاتی رہی

ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا رملہ۔۔۔ آپکی انا آپکے رشتوں سے بڑی نہیں ہونی

چاہیے۔۔۔

اسکی کمر تھپتھپاتے جو سبق ایمان اسے دینا چاہتی تھی وہ اسنے اچھے سے گانتھ باندھ لیا تھا۔۔۔

آپکی انا آپکے رشتوں سے بڑی نہیں ہونی چاہیے۔۔۔ کل رات سے اسی ایک فقرے کی گردان اسکے دماغ میں بار بار ہو رہی تھی۔۔۔ اور یہ ہی گردان اسے آگے بڑھنے پر اکسار ہی تھی

نہیں اسکے اور سبحان کے رشتے کے درمیان انا نہیں آرہی تھی۔۔۔ وہ تو جھجک تھی جو قدم آگے بڑھانے نادے رہی تھی

لیکن اب سبحان کی خاموشی اور نظر اندازی اسے کھلنے لگی تھی۔۔۔ وہ اسکی خاموش کتیر کرتا ہی اچھا لگتا تھا۔۔۔ وہ لفظوں کی زبان استعمال کرنے کی بجائے عمل پر

یقین رکھتا تھا اور رملہ اسکے اسی رویے کی عادی تھی جس میں۔ وہ مان بخشا تھا۔۔۔ بنا اسکے کہے اسکی پر اہلم سمجھتا تھا۔۔۔ اسکے مسائل حل کرنے کی کوشش کرتا تھا۔۔۔

یہ ہی وجہ تھی کہ وہ سکول جانے کے لئے بالکل تیار ڈائمننگ ٹیبل پر بیٹھی خاصی غائب دماغ تھی۔۔۔ سکول یونیفارم میں ملبوس بالوں کی ٹیل پونی بنائے بے دھیانی میں مسلسل ہاتھ میں تھامے ٹوسٹ کو انگلی کی مدد سے ٹور رہی تھی۔۔۔

ارد گرد معمول کا ہنگامہ تھا۔۔۔ ایمان اینجل کو تیار کرنے کے بعد ناشتہ کروا رہی تھی شامیر اور زوہان ناشتہ کر رہے تھے۔۔۔ جبکہ سبحان یونیورسٹی کے لئے تیار کچن میں مصروف تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ سمودی کا گلاس لئے وہیں آ گیا۔۔۔
رملہ بیٹا کیا ہو گیا ہے۔۔۔ ناشتہ تو ٹھیک سے کرو۔۔۔ شامیر کے ٹوکنے پر وہ چونکی

جی چاچو۔۔۔ وہ خفیف سا ہوتی منمنائی۔۔۔

ویسے ڈیڈ یہ اپنے ساتھ زیادتی نہیں۔۔۔ زوہان نے میز پر انگلیاں بجاتے ان سب کی توجہ بیک وقت اپنی جانب مبذول کروائی۔۔۔
کیسی زیادتی۔۔۔ شامیر معجب ہوا۔۔۔

ممی رملہ کی ممی بن گئی ہیں اور آپ ابھی تک چاچو ہی ہیں۔۔۔ زوہان کی آنکھوں
میں وہی شیریں سی چمک تھی جو اسکی ذات کے خاصا تھی۔۔۔۔ ناٹ فیر
ڈیڈ۔۔۔۔ وہ تاسف سے سرنفی میں ہلانے لگا۔۔۔
رملہ بات تو اسکی ٹھیک ہے بھی۔۔۔ ایسے تو اصولا آپکو مجھے بھی ڈیڈ بلانا چاہیے
تھا۔۔۔

جی ڈیڈ۔۔۔ بے ساختہ اسکی آواز بھر آئی۔۔۔

That's the spirit....

وہ مسکراتا ہوا اسکا سر تھپتھپا کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ اسے آج جلدی جانا تھا اس لئے
اینجل کو لئے جلد ہی نکل گیا۔۔۔ ساتھ ہی زوہان بھی گھر سے نکل گیا۔۔۔
البتہ سبحان اپنے کمرے سے کچھ لینے گیا تھا۔۔۔ ایمان ڈائینگ سے برتن اٹھائے
کچن میں آگئی۔۔۔

سبحان ہاتھ میں فائل تھا مے لاونج سے نکل کر باہر آیا تو رملہ بھی دل کڑا کرتی اسکے
پیچھے ہی نکل آئی۔۔۔

آپکی انا آپکے رشتوں سے بڑی نہیں ہونی چاہیے۔۔۔

اسنے لاونج کے دروازے سے باہر نکل کر چند گہرے گہرے سانس بھرے۔۔۔
سبحان اپنی بانیک سیدھی کر رہا تھا۔۔۔

سبحان۔۔۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسکے پاس آئی۔۔۔ دل اسکے متوقع
رد عمل سے زور زور سے ڈھرک رہا تھا۔۔۔

اسکے پکارنے پر سبحان چونکا۔۔۔ پھر حیرت سے پلٹ کر اسے دیکھا گویا اسکے مزید
بولنے کا منتظر ہو۔۔۔

وہ۔۔۔۔ وہ ایچولی میری سکول وین مس ہوگی ہے۔۔۔ تو کیا آپ مجھے سکول
ڈراپ کر دیں گے۔۔۔ بلاخر وہ ہمت جتاتی اپنی بات مکمل کر ہی گئی۔۔۔

سبحان نے ایک نظر اسے دیکھا اور دوسری نظر کلائی پر بندھی رسٹ واپس کو۔۔۔
ٹھیک ہے جلدی آجاو۔۔۔ پھر رضامندی دیتا بانیک باہر نکالنے لگا۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ رملہ کی خوشی ایسی تھی جیسے اسے ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو۔۔۔
وہ تو محض اسے مخاطب کرنے کو بہانا ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔ لیکن خلاف توقع وہ مان
گیا۔۔۔

یسس۔۔۔ وہ خوش ہوتی سکول بیگ لینے کو اندر بھاگی۔۔۔

شام کا وقت تھا اور ایمان اینجل کے ساتھ بھائیوں کی جانب گئی تھی۔۔ جبکہ زوہان
۔۔۔ سبحان اور رملہ تینوں اپنے اپنے کاموں میں مشغول تھے
رملہ لاونج میں ہی کتابوں میں سر دیئے بیٹھی تھی۔۔۔ آج کل ایمان کی نگاہ اس پر
تھی اور اسکی مدد کے باعث وہ پڑھ بھی رہی تھی۔۔۔ آج بھی وہ ایمان کے ساتھ
خولہ کی جانب جانا چاہتی تھی۔۔۔ لیکن چونکہ اسکا کل ٹیسٹ تھا اور یہ بات ایمان
کے علم میں تھی تبھی وہ اسے ساتھ لیجانے سے انکار کرتی ٹیسٹ یاد کرنے کا بول کر
گئی تھی کیونکہ واپس آکر وہ سب سننے والی تھی۔۔۔
اسنے جیسے تیسے ایک ہی نشست میں آدھا ٹیسٹ یاد کر لیا تھا جب زوہان بھی وہیں
لاونج میں آکر بیٹھا۔۔۔
رملہ نے ایک نظر اسے دیکھا۔۔۔ جو جینز پرٹی شرٹ زیب تن کئے اسکے مقابل
صوفے پر ریلیکس سے انداز میں بیٹھا موبائل سکروول ڈاؤن کر رہا تھا۔۔۔ وہ بھی
۔۔۔ غالباً سٹڈی کے درمیان بریک لے رہا تھا

رملہ پھر سے کتاب پر جھک گئی۔۔۔ آج کل وہ دلی و ذہنی آمادگی سے پڑھائی پر
فوکس کر رہی تھی۔۔۔ سبحان سٹڈی روم میں بیٹھا اپنے لیپ ٹاپ پر مصروف
تھا۔۔۔ سٹڈی کا دروازہ کھلا تھا جس سے اسے اندر بیٹھے صاف دیکھا جاسکتا تھا۔۔۔
اینجل گھر پر نہیں تھی تبھی سکون تھا ورنہ وہ تو ہر دم ادھم مچائے رکھتی۔۔۔۔
اوہ مائے گاڈ۔۔۔ واٹ از ڈس بھائی۔۔۔ دفعتاً زوہان کی شک زدہ آواز پر سبحان
کے ساتھ ساتھ رملہ بھی چونکی۔۔۔
کیا ہوا۔۔۔ سبحان نے لیپ ٹاپ کی سکرین فولڈ کرتے پریشانی کی عالم میں وہیں سے
آواز لگائی۔۔۔

Please come here...

اسے یہاں آنے کا کہہ کر زوہان خود ایک سی ڈی کاریمورٹ اٹھاتا اسے موبائل
سے کنیکٹ کرنے لگا۔۔۔

سبحان تیزی سے اسکے پاس آیا جبکہ رملہ بھی پڑھنا روک کر حیرانگی سے انہیں
دیکھنے لگی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہاں ویڈیو پلے ہو گئی۔۔۔

سبحان کے ساتھ ساتھ رملہ بھی گویا ساکت رہ گئی۔۔۔

۔ وہاں گرینڈ سیلبریشنز چل رہی تھیں

وہ وہی یوٹیوبر تھا۔۔۔ جسے انہوں نے اس روز کلب میں پروشہ کے ساتھ دیکھا تھا

ظفر۔۔۔

جو بہت بڑے پیمانے پر اینجمنٹس کئے پروشہ کے سامنے جھک کر اسے پرپوز کر رہا

تھا۔۔۔۔۔ پروشہ سرخ سیلو لیس میکسی میں اسکے سامنے حیرت زدہ سی منہ پر ہاتھ

رکھے کھڑی تھی۔۔۔ ارد گرد سرخ پھول ہی پھول اور سرخ غبارے جا بجا پڑے

تھے۔۔۔

گول سینٹرل میز پر خرچ پھولوں کی گویا بچھار کئے اوپر کیک رکھا ہوا تھا۔۔۔

ڈیکوریشن آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔۔۔

گویا اس بندی نے عدت کا وقت بہت مشکل سے کاٹا تھا۔۔۔ اور عدت کے بعد

واپس شو شل میڈیا پر دبنگ اینٹری دی تھی۔۔۔

اب وہ نم آنکھوں سے سرہاں میں ہلاتی ہاتھ آگے بڑھا گئی جبکہ ظفر اسکی انگلی میں

رنگ پہنا رہا تھا۔۔۔

پیچھے بہت رومانوی سامیوزک آن تھا۔۔۔

یہ چند دن پہلے کی ویڈیو تھی۔۔۔ آج کل پروشہ کی طظفر سے شادی کی تیاریاں چل رہی تھیں۔۔۔ اور اگلی ویڈیو برائیڈل شاور کی تھی۔۔۔ وہ آج کل سوشل میڈیا کا ہاٹ ٹاپک بنی ہوئی تھی۔۔۔

ایک یوٹیوبر سے کولیب اور دونوں کے کپل کے باعث دونوں کی فالونگ میں یکدم ہی بہت اضافہ ہوا تھا۔۔۔

تو گویا ڈیڈ سے ہنگامی بنیادوں پر خلع لینے کی وجہ یہ تھی۔۔۔ انہیں ط خلع سے پہلے ہی اپنے لئے ایک بہترین آپشن مل گیا تھا۔۔۔ انکی ذہنی مطابقت کے مطابق۔۔۔ جیسا وہ چاہتی تھیں۔۔۔ وہ خلع سے پہلے ہی اس یوٹیوبر میں انوالو ہو چکی تھیں تبھی کلبنگ اور ہوٹلنگ کی جارہی تھی۔۔۔ اور اسی لئے انہوں نے ڈیڈ سے اس انداز میں۔۔۔

Forget it zoni...

زوہان تلخی سے کچھ تلخ ہی کہنے جارہا تھا جب سبحان نے اسکی بات کاٹی۔۔۔
پروشہ آنٹی اب ہمارا کنسرن نہیں ہیں۔۔۔ ڈیڈ سے انکی علیحدگی ہو چکی ہے۔۔۔ اور وہ اپنا اچھا برا جانتی ہیں۔۔۔ وہ اپنی لائف میں کچھ بھی کریں۔۔۔ ہم انہیں دوبارہ

ڈسکس نہیں کریں گے۔۔۔ بالخصوص ممی اور ڈیڈ کے سامنے۔۔۔ سبحان کے
سنجیدگی سے کہنے پر زوہان لب بھیج گیا۔۔۔

ہو سکتا وہ دونوں اس نیوز سے بے خبر ہوں۔۔۔ رملہ کا انداز پر سوچ تھا۔۔۔
ممکن نہیں ہے یہ۔۔۔ جس طرح سے یہ کیل اس وقت سوشل میڈیا کا ہاٹ
ٹرینڈنگ کیل بنا ہوا ہے۔۔۔ ایسے میں ممکن نہیں کے کوئی شخص سوشل میڈیا
استعمال کرتا ہو اور وہ اس خبر سے بے خبر رہے۔۔۔

تمہاری بات ٹھیک ہے زونی۔۔۔ ہو سکتا ہے ممی اور ڈیڈ دونوں اس خبر سے آگاہ
ہوں۔۔۔ لیکن بعض اوقات مصلحت بڑی چیز ہوتی ہے۔۔۔ ہو سکتا ہے یہ ٹاپک ڈیڈ
کے لئے گراں گزرے۔۔۔ اس لئے ہم جانتے بوجھتے ڈیڈ کو ہرٹ نہیں کر
سکتے۔۔۔ اگر وہ اس خبر سے باخبر ہو کر بھی اسے نظر انداز کر رہے ہیں تو ہمیں انکی
اس کاوش کو کامیاب بنانا چاہیے۔۔۔

ویسے بھی اب پروشہ آنٹی ہمارے لئے اتنی اہم نہیں کے ہم باقی ہر چیز چھوڑ کر
انہیں ہی ڈسکس کرتے رہیں۔۔۔ وہ سنجیدگی سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا جبکہ زوہان بھی
اسکی بات سے مستفید ہوتا ایل سی ڈی بند کر گیا۔۔۔

رات بارہ بجے کا وقت تھا سردیوں کی راتیں تھیں تبھی ہر جانب ہو کا عالم تھا۔۔۔
ایسے میں پیاس کی شدت سے زخرف کی آنکھ کھلی تو اٹھ بیٹھی۔۔۔ کمرے کی ہلکی
نیلنگوں روشنی میں اسکے ریشم سے بال کمر پر پھسل پھسل گئے۔۔۔ اسنے کوفت سے
سائیڈ ٹیبل پر پڑے خالی جگ کو دیکھا اور قدرے کسمندی سے لحاف خود پر سے
ہٹاتے بستر سے اتری۔۔۔

وہ اس وقت نائٹ سوٹ میں ملبوس تھی۔۔۔ اسکا شوہر آج کام کے سلسلے میں آوٹ
آف ٹاؤن تھا۔۔۔
وہ جگ اٹھائے کمرے سے نکل آئی

خوبصورتی سے سجائے لاونج سے گزرتی وہ جدید طرز کے حامل کچن میں آگئی۔۔۔
اسنے اپنی زندگی میں بہت محنت کی تھی تبھی ایک لگژری لائف سٹائل بنانے میں
کامیاب ہو پائی تھی۔۔۔۔

وہ مستقل مزاجی سے لکھنے کے فرائض سرانجام دے رہی تھی۔۔۔ بنار کے بنا
تھکے۔۔۔ اب کہیں جا کر اسے یہ مقام ملا تھا کہ وہ ایک رومینٹک لکھاری کے طور
پر جانی جاتی تھی۔۔۔ اسکی لاکھوں میں فالونگ تھی۔۔۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز
پر اسکی فالونگ ایمان کی فالونگ سے کہیں زیادہ تھی۔۔۔
ایمان کو اگر ادبی حلقے میں ایک مقام حاصل تھا تو وہ بھی سوشل میڈیا کوئن
تھی۔۔۔

ناول کی ایک ایک قسط پر لاکھوں میں ویوز حاصل کرنیوالی سوشل میڈیا کوئن۔۔۔
اسکی یوٹیوب چینل لاکھوں میں تھی۔۔۔ رہتی کسر آئے دن ملنے والی کولیبریشنز
سے پوری ہو جاتی۔۔۔

اسکا شوہر جو کماتا تھا سو کماتا تھا لیکن اسنے بھی ڈٹ کر محنت کی تھی تبھی شوہر کے
ساتھ مل کر اپنی کلاس بدل پانے میں کامیاب ہو پائی تھی۔۔۔ ہوٹلنگ آؤٹنگ اور
فیمیلی ٹریپس۔۔۔ جس چیز کی خواہش اسنے چند سال پہلے کی تھی اس میں اب جا کر
کہیں کامیاب ہو پائی تھی۔۔۔ اور سٹیٹس بدلنے سے خاندان میں ہر جانب ہی اسکا
بول بالا تھا۔۔۔ لوگ اسکی کامیابیوں کی مثالیں دیتے تھے۔۔۔

پانی کا جگ بھر کر وہ لاونج کی مدہم روشنی میں چلتی واپس کمرے کی جانب آرہی تھی جب حیا کے کمرے کے پاس سے گزرتے سکریں کی کم زیادہ ہوتی روشنی دروازے کی درز سے باہر آتا دیکھ وہ ٹھٹھکی۔۔۔ وہ غالباً ایل سی ڈی کی روشنی تھی۔۔۔ کیا حیا ابھی تک جاگ رہی تھی۔۔۔ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ الجھتی ہوئی آہستگی سے دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوئی۔۔۔

جبکہ اندر کا منظر دیکھ زخرف کی نگاہوں کے سامنے زمین و آسمان کے کلاپے گھوم گے۔۔۔ چہرے کا سارا خون نچڑ گیا۔۔۔ وہ چکرا کر رہ گئی۔۔۔ وہ بے طرح چکرائی۔۔۔ اس سے پہلے کے توازن برقرار نارکھ پاتے وہ پورے قد سے زمین بوس ہوتی اسنے بے ساختہ دیوار کا سہارا لیا۔۔۔ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی بیٹی اپنے جگر کے ٹکرے کو ایک قبیح فعل میں مرتکب پانا اسے بے موت مار گیا تھا۔۔۔

آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا تو بے ساختہ لرزتے ہاتھ سے جگ نیچے جا گرا۔۔۔

دھماکے کی زبردست آواز کے ساتھ حیا چونک کر سمجھلی اور سامنے ماں کو دیکھ کر
یکدم اسکی رنگت سفید پڑ گئی۔۔۔

مم۔۔۔ ممی آپ۔۔۔ یہاں۔۔۔ اس وقت
اسکی آواز سے گویا زخرف ہوش میں آتی چیل کی مانند تیزی سے اس پر جھپٹی اور
اسے وحشیانہ جھنجھوڑ ڈالا۔۔۔

یہ کیا ہے حیا۔۔۔ تت۔۔۔ تم۔۔۔ تم کیا کر رہی تھی۔۔۔ بہتی آنکھوں سمیت ڈھیر
سارے آنسوؤں کا گولہ حلق میں ہی کہیں اٹکنے لگا۔۔۔ دوسروں کی کسی کی خاطر
میں نالانے والی اور اپنی چرب زبانی سے سب کے منہ بند کر دینے والی زخرف کے
آج اپنے الفاظ ٹوٹنے لگے تھے۔۔۔
دل ہر پل ہر لمحہ اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتا جا رہا تھا۔۔۔

مم۔۔۔ ممی میں آپکا ناول پڑھ رہی تھی۔۔۔ حیا گویا سرعت سے سمجھلی اور اپنا
کیس مضبوط کرنے کو پھیکا سا مسکرا کر اسکی توجہ دیوار گیر ایل سی ڈی کی جانب
۔۔۔ مبذول کروائی جہاں اسی کے لکھے ناول کی قسط چل رہی تھی
جسے اسنے موسٹ رومینٹک پیسیوڈ کے نام سے اپلوڈ کیا تھا۔۔۔

وہ ایک بے ہودہ فحش اور اخلاقیات سے عاری تحریر تھی۔۔۔ جسکا ادارک اسے کوئی بھی کرواتا تو کبھی نا ہوتا۔۔۔ مگر قدرت نے اس چیز کا ادارک اسے جس طرح اور جس انداز میں کروایا تھا۔۔۔ اپنی ہی لکھی تحریر کو پڑھتے اسکی آنکھیں پتھرا گئیں۔۔۔

تم۔۔۔ تم دوبارہ میری لکھی کوئی تحریر نہیں پڑھو گئی۔۔۔ وہ اپنے لرزتے وجود کو گھسیٹتی کپکپاتے ہاتھوں سے ایل سی ڈی کا پلگ نکال گئی اسکے جسم سے زیادہ لہجہ کپکپا رہا تھا۔۔۔ وہ لمحہ آگاہی تھا۔۔۔ جس نے اسے سرتاپاؤں لرزادیا تھا۔۔۔

کیوں مئی۔۔۔ میری سبھی دوستیں پڑھتی ہیں آپکی تحریریں اور اسکی بہت تعریف۔۔۔ بھی کرتی ہیں

میرے کہنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ تم جو رومینس لکھ رہی ہو زخرف۔۔۔ مطلب اسے پڑھنے والے پندرہ سال کے نا سمجھ بچے بھی ہیں۔۔۔ اور یہ مواد انکے کچے ذہنوں پر غلط اثر ڈال سکتا ہے زخرف اور یہ چیز ہمارے لئے لمحہ فکر یہ ہے کہ ہماری وجہ سے۔۔۔

ہوا کے دوش پر ایک بہت بھولی بسری آواز اسکے کان کے پردوں سے آکر ٹکرائی
اور بہت غلط وقت پر ٹکرائی تھی۔۔ یوں کے وہ کپکپانے لگی تھی۔۔۔

ہمارے لئے لمحہ فکریہ کیوں ہے ایمان۔۔۔۔

آج کے فاسٹ دور میں کم عقل کوئی بھی نہیں۔۔۔ چاہے وہ پھر پندرہ سال کی بچی
ہے یا تیرہ سال کی۔۔۔ آج کل بچوں کو ہر چیز کی سمجھ ہے ہر چیز کے بارے میں
آگاہ ہیں وہ۔۔۔ ان سے کچھ مخفی نہیں۔۔۔۔۔ باشعور ہیں وہ۔۔۔ انہیں سب پتہ
ہے۔۔۔ اور وہ سب اپنی مرضی سے پڑھتے ہیں۔۔۔ جنہیں میرے لکھنے سے مسئلہ
ہے وہ مت پڑھے۔۔۔ میرے پیچ اور چینل سے دور رہے۔۔۔۔۔ سمپل۔۔۔۔۔
۔۔۔ آج عرصہ دراز بعد اپنی ہی آواز کسی تماچوں کی مانند آکر منہ سے ٹکرا رہی تھی
اسکے آنسو تیزی سے بہہ نکلے۔۔۔

نہیں حیاتم یہ سب نہیں پڑھو گی کیونکہ تم نا سمجھ ہو۔۔۔ تمہیں کسی چیز کا نہیں
پتہ۔۔۔۔۔ قبل از وقت آگاہی اور غلط طریقے سے آگاہی تمہاری اگلی پوری زندگی تباہ
کردے گی۔۔۔۔۔

اسنے کپکپاتے ہاتھوں میں اسکا معصوم چہرہ اٹھا مناجا ہا جسے وہ بے طرح جھٹک گئی۔۔۔

آپ اتنی بیک ورڈ کب سے ہو گی می۔۔۔ اب آپ مجھ پر پابندیاں لگائیں گی۔۔۔
میری سب دوستیں آپکو پڑھتی ہیں اور آپکے ہیر وز کے تعریفیں کرتی ہیں۔۔۔ ان پر
تو کسی نے نہیں لگائیں پابندیاں۔۔۔

انکی ماؤں کو نہیں پتہ ہو گا کہ وہ اس عمر میں کیا پڑھ رہی ہیں۔۔۔ بے بسی اتنی گہری
تھی کہ وہ اپنی بات تک سمجھا نہیں پار ہی تھیں۔۔۔

سب کی ماؤں کو پتہ ہیں کہ وہ ناول پڑھتی ہیں۔۔۔ ٹرخ کر جواب آیا تھا۔۔۔
لیکن انہیں یہ نہیں پتہ ہو گا کہ وہ کس طرح کے ناولز پڑھتی ہیں جو انہیں دماغی
طور پر معذور کر دیں گے۔۔۔ جو انہیں غلط راہ کے مسافر بناتے ایک دلدل میں
پھینک دیں گے۔۔۔ زخرف کا دل چاہ رہا تھا کہ پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔۔۔
می آپکے قول و فعل میں تضاد ہے۔۔۔ اگر ایسی بات ہے تو آپ لکھ کیوں رہی ہیں
پھر ایسا۔۔۔ اگر یہ اتنا ہی زہریلا مواد ہے تو کیوں پھر اس زہر کو پھیلا رہی ہیں
ہیں۔۔۔

وہ ہتھے سے ہی اکھڑے لگی تھی اور اگلے دو گھنٹوں کی شدید ترین بحث کے بعد
زخرف کسی لٹے ہوئے جوار کی مانند شکستہ خیز قدموں کے ساتھ اپنے کمرے میں

آئی تھی۔۔۔ ایک ایسے مسافر کی طرح جسکے پاؤں تلے نازمین تھی ناسرپر آسمان
۔۔۔ وہ اس وقت خود کو خلا میں معلق پارہی تھی۔۔۔

کیسے بات ختم زخرف۔۔۔ وہ بچے نا سمجھ ہیں۔۔۔ اس لئے اس کانٹینٹ کو کنزیوم
کرتے ہیں جس میں اٹریکشن محسوس کرتے ہیں۔۔۔ اور یہ چیز تو سائنس بھی ثابت
کر چکی ہے کہ ٹین ایتج میں بدلتے ہارمونز کے باعث ٹین ایجرز ایسی چیزوں میں
اٹریکشن محسوس کرتے اس جانب مائل ہو جاتے ہیں۔۔۔ اسی لئے تو ٹین ایتج کو
زندگی کا سب سے حساس حصہ کہا گیا ہے جہاں پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی
ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ جہاں قدم لڑکھڑائے وہیں وہ ایک گڑھے میں گر جائیں
گے۔۔۔ یاریہ ہماری یوتھ ہے۔۔۔ ہماری قوم ہے۔۔۔ ہمارا فرض ہے کہ۔۔۔
وہ بیڈ پر ڈھنے کے انداز میں گرتی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔

یا اللہ میں کیا کروں۔۔۔ اپنی بیٹی پر بات آئی تھی تو باقی بچیاں بھی دکھائی دینے لگی
تھیں۔۔۔ جوانی کے جوش میں شہرت اور دولت کمانے کو وہ اندھا دھند کس چیز کی
تلقین کرتی رہی تھی۔۔۔

اوہ پلیر ایمان۔۔۔ کیا میں تنہا ہوں جو یہ رومینٹک ناولز لکھ رہی ہوں۔۔۔ جاو جا کر ایف بی اور یوٹیوب چینل سرچ کرو۔۔۔ میرا لکھا تو کچھ بھی نہیں۔۔۔ اسٹریز نے اسقدر بولڈ اور اوپن رومینٹ لکھ ڈالا ہے کہ حد نہیں۔۔۔ اور دیکھو وہاں کتنی بھیر ہے۔۔۔ پڑھنے والے سراہنے والے موجود ہیں تو ہم لکھ رہے ہیں نا۔۔۔ نا پڑھیں لوگ ہمیں۔۔۔ ہم نہیں لکھیں گے۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ مائے گاڈ۔۔۔ وہ ٹرپ ٹرپ کر رہ گئی۔۔۔ آج اسکی بیٹی اسی کے لکھے گئے مواد سے ایک دلدل میں گر چکی تھی۔۔۔ پتہ نہیں اس فتنج عمل کا سلسلہ کب سے جاری تھا۔۔۔ اسکے علم میں بات تو ابھی آئی تھی نا۔۔۔ نا جانے پچھلے کئی سالوں سے ایسی کتنی لڑکیاں تھی جنہیں ایسی ہی دلدل میں پھینکنے والے ہاتھ اسکے تھے۔۔۔

آج کلیجہ نوچا گیا تھا تو سب کا دکھ دکھائی دینے لگا تھا۔۔۔

جیسے نیک اعمال صدقہ جاریہ بن جاتے ہیں۔۔۔ ویسے ہی اسکی قلم کی جنبش کے باعث جتنے بھی لوگ غلط راہ اختیار کرتے کیا انہیں غلط راہ کی جانب راغب کرنے پر گناہ اسکے کھاتے میں بھی لکھے جاتے۔۔۔ وہ جی جان سے کپکپا اٹھی۔۔۔

نہیں۔۔۔ نہیں میرے اللہ مجھے معاف کر دے۔۔۔

وہ لیپ ٹاپ گھسیٹتی اپنے سامنے کر کے اپنا چینل کھول کر بیٹھ گی۔۔۔ ابھی ایک رائٹر کی حیثیت سے نہیں۔۔۔ بلکہ ایک ماں کی حیثیت سے اپنے ہی بنائے گئے تھمب نیلز پر نظر پڑی تو بے ساختہ دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔ وہ کانٹینٹ کسی طور اسکی معصوم بچی کے کچے ذہن کے لئے مناسب نہ تھا۔۔۔ ایک ماں کا بس چلے تو وہ ہر آفت زدہ اور آلودہ چیز کو اولاد سے دور کرتی محض کھری صاف اور پیور چیزیں اسکے ارد گرد رکھے پتہ نہیں کیوں یہ ماں کا دل اتنا عرصہ پہلے کیوں نا جا گا تھا۔۔۔

وہ لرزتے ہاتھوں سے ایک ایک کر کے اپنی سبھی ویڈیوز ڈیلیٹ کر رہی تھیں۔۔۔ وہ کئی ہزار پر مشتمل ویڈیوز تھیں۔۔۔ اسکی کئی سالوں کی محنت تھی۔۔۔ ٹپ ٹپ آنکھوں سے لگا تار آنسو بہتے چلے جا رہے تھے۔۔۔

پوری رات جاگ کر گزارنے اور لگاتالیپ ٹاپ پر جھکے رہنے کے باوجود بھی وہ آدھی ویڈیوز بھی ڈیلیٹ نہ کر پائی تھی۔۔۔

تھک ہار کر اسنے نہایت سوچ بچار کے بعد ایک پوسٹ لگا دی۔۔۔

میں آج تک جو لکھتی رہی وہ قطعی غیر مناسب مواد تھا۔۔۔ اس چیز کا مجھے احساس ہو گیا۔۔۔ اور جب احساس ہو جائے تب ہی ٹریک بدل لینا چاہیے۔۔۔ یہ ہی عقلمندی ہے۔۔۔ لحاظ آج کے بعد میرے چینل پر کوئی اخلاقیات سے عاری ویڈیو اپلوڈ نہیں ہوگی اور میں رفتہ رفتہ پرانی ہر ویڈیو چینل سے ڈیلیٹ کر دوں گی۔۔۔ پوسٹ اپلوڈ ہوتے ہی لوگوں کا فیڈبیک ملنے لگا تھا۔۔۔ اور ہماری عوام اپنے ہر عمل آزاد تھی۔۔۔ اور کی بورڈ کے پیچھے بیٹھے ہر انسان کے ہاتھ میں ایک بم تھا جو وہ لفظوں کی صورت دوسروں پر چھوڑتا تھا۔۔۔ اس پوسٹ کے بعد اسے اس قدر تنقید کا سامنا کرنا پڑا کہ اسکی رہتی ہمت بھی جواب دے گئی۔۔۔ نو سوچو ہے کھا کر بلی جج کو چلی۔۔۔ دنیا جہاں کارومینس لکھ کر اب چلے ہم آب زم زم سے نہانے۔۔۔ ہر فیڈبیک کے ساتھ اسکی ہمت ٹوٹ رہی تھی۔۔۔ اپنے ہاتھوں سے بیچ بو کر بڑے پیار سے وہ جنکی آبپاری کرتی آئی تھی۔۔۔ انکو اپنے ہاتھوں سے اکھاڑنا اتنا آسان کام نہ تھا۔۔۔

وہ بیچ جو تناور درخت بن چکے تھے۔۔۔ انہیں ہاتھوں سے اکھاڑنے کی کوشش میں
۔۔ اس کے ہاتھ بے طرح لہو لہاں ہونے لگے تھے

وہ ہر پل ہار رہی تھی اور مکافات کا عمل اس کے سامنے تن کر کھڑا تھا۔۔۔
اگر دن اس سے برا تھا۔۔۔ جب اس نے بے حد بے بسی محسوس کی۔۔۔ وہ امعاشرے
میں جو بیچ بورہی تھی۔۔۔ اس سے انسپائر ہو کر اس سے رہنمائی لے کر اسی کی کئی
ریڈرز نے یہ ہی لائن اپنے لئے منتخب کی تھی اور کامیابی سے اپنے آپ کو یوٹیوب
چینل چلا رہی تھیں۔۔۔ اس وقت اسے احساس ہوا کہ وہ اپنے ذریعے سے کس
قدر اس دلدل کو لیجانے والے ہاتھوں کی لائینیں بچھا چکی ہے کہ ایک اسقدر
مضبوط سسٹم بن چکا تھا جسے وہ اگر ہلانے کی کوشش کر رہی تھی تو لوگ اس پر طنز
کے تیز برساتے اسے چھوڑ کر جانے کو تیار تھے مگر راہ بدلنے کو تیار نہ تھے۔۔۔
اسکی فالونگ یکدم نیچے آرہی تھی۔۔۔

جس طرح ہر تنقید کرنے والے کو وہ چاروں شانے چت کرواتی تھی اسی سے
حوصلہ پا کر وہی راستہ اختیار کرنے والے اس کے ریڈرز آج اسی طرح اسے چاروں
شانے چت کر رہے تھے۔۔۔

اسے آج محسوس ہوا کہ اتنا مضبوط غلط سسٹم بنا کر لمہشاروں لاکھوں لوگوں کو اس چیز کی لگا کر اس سسٹم کو بدلنا آسان نہیں۔۔۔

راہ حق کی جانب پلٹنا آسان نالگ رہا تھا۔۔۔ وہ لوگ جنہوں نے اسے ایک اونچی مسند پر بیٹھایا تھا لمحوں میں اسے زمین پر لا پٹھا تھا۔۔۔

کوئی اسے اسکی باتوں کو سمجھنا تو دور سننے تک کار وادار نہ تھا۔۔۔ اور المیہ یہ تھا کہ ایک مدت تک محشر کانٹینٹ لکھ کر راہ حق کے بارے میں اسکے پاس نہا تے دلائل تھے اور نہ ہی وہ انداز بیاں تھا جو دوسروں کے دل پر اثر جرتا۔۔۔ ابھی تو وہ خود اس جھنجھال میں ابھی بیٹھی تھی کہ اس سے نکلے کیسے کجا کے دوسروں کی رہنمائی کرتی۔۔۔ وہ بھی تب جب آپ ج ہی سگی بیٹی اسے اپنا دشمن سمجھنے لگی تھی۔۔۔۔

اللہ میری مدد کر۔۔۔ میری مدد کر اکہ۔۔۔ میں بہت بے بس ہو گئی ہوں۔۔۔ میں کچھ نہیں کر پار ہی۔۔۔ میں اندھیری کو ٹھہری میں اگر ہی ہوں مجھے یہاں سے نکال میرے اللہ۔۔۔ میرے لئے روشنی کے دروازے وا کر۔۔۔ میرے اللہ مجھے

معاف کر دے۔۔۔ معاف کر دے میرے اللہ۔۔۔ میری مدد کر۔۔۔ مجھے یوں
تنہا نا چھوڑ۔۔۔

وہ پشیمانی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبی اپنے روبہ کے حضور ایڑیاں رگر رگر کر گرا
رہی تھی۔۔۔۔

خولہ نے زوہان کیساتھ کوئی شرط لگائی تھی جسے وہ بری طرح ہار گئی تھا۔۔۔ تبھی
اب پنالٹی کے طور پر خولہ کو زوہان اور رملہ کو آئسکریم کھلانی تھی۔۔۔ تبھی وہ اس
وقت زوہان کیساتھ لاہور کے مہنگے ترین آئسکریم پارلر ہاگن ڈاز میں موجود
تھی۔۔۔ وہاں داخل ہوتے ہی خولہ نے ہونق پن سے یہاں وہاں دیکھا۔۔۔ سچی
بات تھی یہاں وہ زندگی میں پہلی مرتبہ آئی تھی۔۔۔ اور دیکھنے سے ہی اندازہ ہو رہا
تھا کہ یہاں ڈیزرٹس اور آئسکریم کی قیمتیں کتنی مہنگی ہونگی۔۔۔ اسنے بے ساختہ
تھوک نگلا۔۔۔

دیکھیں زونی بھائی زیادہ بڑا آرڈر مت دینا میرے پاس اتنے زیادہ پیسے نہیں ہیں۔۔
پورے مہینے کی پاکٹ منی سے کی جانے والی سیونگنز ہیں جو اس وقت آپ پر لگنے
والی ہے۔۔۔ خولہ نے کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہی حفظ ماتقدم اسے وارن کیا۔۔۔
تو یہ بات تو تمہیں شرط لگانے سے پہلے سوچنی چاہیے تھی نا۔۔۔ زوہان نے مینو کارڈ
اٹھاتے لا پرواہی سے شانے اچکائے۔۔۔

تو آپ بھی تو چھوٹی بہن سمجھ کر پینالٹی معاف کر سکتے تھے نا۔۔۔ وہ روہانسی ہو
اٹھی۔۔۔ اس سر پھرے کے ساتھ شرط لگانا مہنگا پڑ گیا تھا۔۔۔ یہاں اسکا سبحان
بھائی ہوتا تو کبھی اس سے پینالٹی کے طور پر کچھ ناکھاتا۔۔۔
سوری چھوٹی بہن سمجھ کر پینالٹی معاف نہیں کر سکتا۔۔۔ اسنے لفظ چھوٹی بہن چبا کر
ادا کیا۔۔۔ خولہ نے سر جھٹکا اور رملہ کی جانب متوجہ ہو گئی جو مسکراہٹ دابتے
دونوں کی نوک جھوک انجوائے کر رہی تھی۔۔۔

دفعتا زوہان ششہ انگریزی میں آرڈر نوٹ کروانے لگا تو خولہ نے ہاتھ میں تھامے
بیگ کو ہلکا سا کھول کر اندر موجود واحد ہزار کے نوٹ کو دیکھا۔۔۔ ایک تو یہ شخص

بھی شہنشا تھا اور لائف سٹائل بھی شاہانہ تھا۔۔۔ کسی چھوٹے آئسکریم پارلر میں
نہیں جاسکتا تھا نا اسنے بے طرح سر جھٹکا۔۔۔

بل زیادہ بن گیا تو وہ چپکے سے یہاں سے بھاگ جانے والی تھی۔۔۔ دل ہی دل مصمم
ارادہ کیا گیا۔۔۔

دفعتا وہیں بیٹھے یہاں وہاں دیکھتے رملہ کی نگاہ ایک ٹیبل پر پڑی اور گویا وہیں ٹھٹھک
کر فریز ہو گئی۔۔۔

ماتھے پر پریشانی سے چند شکنیں ابھریں۔۔۔ وہ سبحان تھا۔۔۔ سو فیصد سبحان تھا جو
وہاں کسی لڑکی کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔۔۔ بے ساختہ رملہ کا دل ڈوب کر
ابھرا۔۔۔ گلے میں گلی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔۔ سبحان سے سفر کرتی اسکی نگاہ
اسکے سامنے بیٹھی لڑکی تک گئی۔۔۔ جو سر تا پاؤں سیاں عبا یہ میں ملبوس نقاب کئے
پر اعتماد سی بیٹھی کوئی بات کر رہی تھی اور سبحان بہت انہماک سے اسے سن رہا
تھا۔۔۔

رملہ کے دل تیزی سے ڈھرکا۔۔۔ یہ کیسا احساس جاگا تھا اس میں جس سے وہ خود ہی
ناواقف تھی۔۔۔ اس پر بڑی شدت سے یہ انکشاف ہوا کہ وہ سبحان کو کسی اور کے

ساتھ نہیں دیکھ سکتی۔۔۔ غالباً یہ رقابت کے احساسات تھے جو زندگی میں پہلی دفعہ اس میں جنم لے رہے تھے۔۔۔

کون تھی وہ لڑکی۔۔۔ کیا سبحان کو ایسی ہی لڑکیاں پسند تھیں جو وہ اس کے سامنے بیٹھا اس سے بات کر رہا تھا۔۔۔ اسے لڑکیوں سے جس قدر چڑ تھی یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نا تھی۔۔۔ پھر ایسے میں۔۔۔ اسے ہول اٹھ رہے تھے۔۔۔

دفعۃً خولہ کی نگاہ اس پر پڑی تو چلا اٹھی۔۔۔

ارے زونی بھائی وہ تو حان بھائی نہیں۔۔۔ زوہان چونک کر اس جانب متوجہ ہوا۔۔۔ ہاں ہے تو بھائی ہی پر اس کے ساتھ کون ہے وہ الجھا۔۔۔

ابھی پتہ کر لیتے ہیں۔۔۔ خولہ چہکتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھی۔۔۔ رملہ اسکی ہمت کے اس مظاہرے پر عیش عیش کر اٹھی۔۔۔ کاش اتنا حق اور اختیار وہ بھی

رکھتی۔۔۔ لیکن کیا بات کرنی حق اور اختیار کی۔۔۔ وہ تو اپنے ہاتھوں سے سب خود

خراب کر رہی تھی۔۔۔ دل نے سرزنش کی۔۔۔ لیکن اب سدھر بھی تو رہی

تھی۔۔۔ اندر کہیں سے کسی نے تھپکی دی۔۔۔ وہ اسکا ہے اسکا شوہر ہے۔۔۔

پورے خاندان کے بڑوں کی دعاؤں تلے انکا نکاح ہوا ہے۔۔۔ ایمان اور شامیر

اسکے ساتھ تھے۔۔۔ یہ رشتہ اتنا کمزور بھی نہ تھا۔۔۔ وہ اسکا تھا اسے اسی کے پاس آنا تھا۔۔۔ اندر کوئی مسلسل اسے تھپکیاں دے رہا تھا۔۔۔
خولہ متوازن چال چلتی سبجان کے میز تک پہنچی۔۔۔
ایکسیوزمی مسٹر سبجان کیا میں آپکو جوائن کر سکتی ہوں۔۔۔ وہ مسکراہٹ ہونٹوں کے کنارے میں دابتی جھک کر انگلی کی پشت سے میز پر دستک دیتی گویا ہوئی تو۔۔۔۔۔ سبجان کے ساتھ ساتھ وہ لڑکی بھی چونک کی اسکی جانب متوجہ ہوئے
مائے گاڈ۔۔۔۔۔ تم یہاں کیسے خولہ۔۔۔۔۔ کس کے ساتھ آئی ہو۔۔۔۔۔ سبجان کی آواز حیرت زدہ سی تھی۔۔۔۔۔ خولہ نے انگلی سے ان دونوں کی جانب اشارہ کیا جو دور سے ہی ٹیبل کے گرد بیٹھے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔
میں زونی بھائی کے ساتھ شرط ہار گئی بھائی اس لئے اب پناٹی کے طور پر انہیں آسکریم کھلانے لائی ہوں۔۔۔۔۔ اس کے راز دارانہ انداز میں گویا ہونے پر وہ گہری سانس بھر کر رہ گیا۔۔۔۔۔

او کے سجان میں اب چلتی ہوں۔۔۔ نائس ٹومیٹ یو۔۔۔ وہ لڑکی مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی جبکہ سجان بھی مسکرا کر اٹھ گیا۔۔۔ اور اسکے جانے کے بعد خولہ کے سنگ انہی کے ٹیبل پر آگیا۔۔۔

بائے داوے کون تھی وہ لڑکی بھائی۔۔۔ اپنی کرسی پر بیٹھتی خولہ شریر ہوئی۔۔۔ رملہ کے جسم کا ہر عضو کان بن گیا۔۔۔

کلاس فیلو ہے۔۔۔ فیملی اشوز کی وجہ سے کافی دیر یونیورسٹی سے آف رہی اس لئے یونی میں اسکے کچھ اشوز چل رہے ہیں۔۔۔ ابھی اچانک یہاں ملی تو ڈسکس کر رہی تھی۔۔۔ اسے کچھ ہیلپ درکار ہے۔۔۔ اسنے مختصر اساری بات سمیٹی۔۔۔

اور کچھ ہونا ہو۔۔۔ رملہ کو اسکی بات کا یقین تھا کیونکہ وہ جھوٹ نہیں بولتا تھا نا ہی کچھ چھپ چھپا کر کرنے کا قائل تھا۔۔۔ وہ جو کر تا ڈھنکے کی چوٹ پر کرتا تھا۔۔۔ مسلسل ڈوب کر ابھر تا دل کچھ سمجھلا۔۔۔

دفعتا انکا آرڈر آیا تو خولہ کا ماتھا ٹھنکا۔۔۔ اتنا سارا آرڈر دیکھ اس سے آنسکریم کا خاک کھائی جاتی۔۔۔ وہ تو کہیں حلق میں ہی اٹکنے لگی تھی۔۔۔ اور کچھ دیر بعد بل دیکھ کر وہ چکرا کر رہ گئی۔۔۔ اور آہستگی سے سجان کے کان کے پاس کھسکی۔۔۔

حان بھائی میرے پاس محض ایک ہزار ہے۔۔ آواز میں بھرپور لجاہت آمیز
معصومیت تھی۔۔۔ سبحان اسے دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا اور ہاتھ جیب تک کے کر
گیا۔۔۔۔۔

زوہان اسے سبحان کے کان میں سرگوشیاں کرتا دیکھ چکا تھا اور وہ ان سرگوشیوں کا
محرم سمجھتا تھا۔۔۔ تبھی چمکتی آنکھوں سے اٹھ کھڑے ہوتے انکے متوجہ ہونے
سے پہلے ہی بل کلئیر کر کے فری ہو گیا۔۔۔

جلدی باہر آجا دو دنوں بڑی مشکل سے می نے گاڑی لیجانے کی پرمیشن دی تھی
لیٹ ہو گئے تو کلاس لگے گی۔۔۔

انہیں کہہ کر وہ ماں اور اینجل کے لئے پیک کروایا گیا آرڈرو میٹر کے ہاتھوں سے
پکڑتا باہر نکل گیا۔۔۔ لیکن بل کلئیر دیکھ خولہ حق دق رہ گئی۔۔۔

یہ کیا بھائی۔۔۔

پاگل وہ تمہیں تنگ کر رہا تھا۔۔۔ ورنہ تمہیں واقعی لگا تھا کہ وہ بل تم سے بے
کروائے گا۔۔۔ سبحان نے اس کے سر پر چیت رسید کی تو خولہ نے جھٹ اپنی ادھ
کھائی آنسکریم اٹھالی۔۔۔ پھر ٹھیک ہے نا بھائی ورنہ ٹینشن میں تو مجھ سے آنسکریم

کھائی ہی ناچار ہی تھی۔۔۔ وہ مسکراتی ہوئی وہاں سے باہر نکل آئی۔۔ جبکہ سبحان
انہیں دیکھ مسکراتا ہوا بابتیک کی چابی نکال کر پار کنگ کی جانب بڑھا۔۔۔

زندگی کی زیست سے دبے پاؤں وقت کچھ مزید سرکا تھا۔۔۔ ایک دن نہایت
خاموشی سے گرینڈ ما انہیں چھوڑ کر خالق حقیقی سے جا ملی۔۔ سب کے لئے یہ ایک
اچانک دھچکا تھا۔۔۔ لیکن سب سے زیادہ یہ صداما و اجد خان کے لئے تھا۔۔۔ اسے
لگا وہ آج دوسری مرتبہ ہر طرح سے بے بس ہو کر بستر پر ڈھیر ہو گیا ہو۔۔۔

زندگی نے جب اسے اپنی تلخیاں دکھانی شروع کی تھیں تو ایک ہی ساتھ ساری دکھا
ڈالی تھی۔۔۔۔ وہ ہر دن سوچتا کہ آج سے زیادہ برا دن اسکی زندگی میں کوئی نہیں
ہو سکتا۔۔۔ لیکن طلوع ہوتا ہر اگلا دن اسے غلط ثابت کرتا گزشتہ دن سے بھی برا
ہوتا۔۔۔ وقت کی پٹاری میں ہر دن اسے بے بس کرنے کو کچھ نیا موجود ہوتا۔۔۔

وہ اسکی شریک حیات تھی شریک سفر۔۔ جسکا قدردان وہ ایک زندگی گزار کر ہوا تھا کہ اسنے ان بیماری کے دنوں میں واجد خان کا بہت ساتھ دیا تھا۔۔۔ تنہائی بھری لمبی راتیں اسکی رفاقت سے قدرے پرسکون کٹتی تھیں۔۔۔ تنہائی کے عذاب اور وحشت و خوف میں وہ اسکی تنہا مخلص سہارا تھی۔۔۔

اور اس سہارے کے چھننے کے بعد اسے لگا وہ حقیقی معنوں میں مفلوج ہو کر رہ گیا ہو۔۔۔ بے بس پہلے بھی تھا لیکن زندگی نے اب سہی معنوں میں بے بسی کے عذاب دکھائے تھے۔۔ پہلے کم از کم بنانا تھے پر شکن لائے اسکے کام کاج اپنے ہاتھ سے کرنے کو کوئی موجود تھا

اقتدار اور طاقت میں رہتے اسکے کبھی گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ کبھی اسقدر بے بس بھی ہو سکتا ہے۔۔ کے دوسروں کو کیڑے مکوڑوں کی مانند پاؤں تلے مسلنے والے شخص کو اپنا آپ کیڑوں مکوڑوں کی مانند حقیر لگنے لگے

ذات پات۔۔۔ برانڈ۔۔۔ سٹیٹس۔۔۔ نسل۔۔۔ وقار۔۔۔ اونچا شملہ۔۔۔ اسکی زندگی تو انہی سب چیزوں کے گرد گھومتی تھی۔۔ دن میں دو دو دفعہ کیڑے تبدیل کرنے والا شخص اب دنوں ایک لباس کو تبدیل کروانے کے لئے محتاج پڑا بے بسی

سے دوسروں کی جانب دیکھ رہا ہوتا۔۔۔ یہ محتاجی بہت بری شے ہے۔۔۔ کل تک لوگ اسکے محتاج تھے اور وہ کروفر سے تحقیرانہ نگاہوں سے انہیں دیکھتا آگے بڑھ جاتا۔۔۔ دل چاہتا تو کچھ نا کچھ احسان جتاتے دے دیا جاتا نہیں تو انہیں پاؤں کی ٹھوکر سے دوسری جانب کرتا آگے بڑھ جاتا۔۔۔

آج وقت نے اسکے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے مالک کل کائنات کے آگے محتاج کر کے پھیریں کا تھا تو وہ ماضی یاد کر کر کے خون کے آنسو روتا تھا۔۔۔

کاش۔۔۔ کاش وقت کا پہیہ الٹا چل جائے۔۔۔ اسے واپس صحت مل جائے اقتدار مل جائے وہ پوری زندگی اس رب کے آگے سر جھکاتا عاجزی سے اسکی مخلوق کی خدمت کرتا بسر کر دے۔۔۔ یہ بے بسی یہ محتاجی بہت بری شے ہے۔۔۔ انسان نے اس دنیا سے کچھ نہیں لے جانا سوائے اچھے اعمال کے جو اسکے پاس تھے نہیں اور یہ ہی چیز خون رلا تھی

یہ کاش تو دل سے ہوک کی صورت نکلتا تھا۔۔۔ کاش زندگی نے یہ سبق پہلے دے دیا ہوتا۔۔۔ کاش زندگی نے یہ حقیقت اقتدار کے رہتے دکھا دی ہوتی کاش۔۔۔

یہ دنیا اور اسکی زندگی تو ہے ہی دھوکا۔۔۔ اس دھوکے اور فریب میں کیا الجھ الجھ جانا

اسے زوہان کی سنائی باتیں یاد آتیں۔۔۔ کیوں رسول اللہ کے دور میں دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے لوگ کفار کے اتنے مظالم سہہ سہہ کر بھی اللہ ایک ہے گا ہی نعرہ لگاتے تھے۔۔۔

وہ اس دنیا کی حقیقت کو پا گئے تھے۔۔۔ اور جو اس دنیا کی حقیقت کو پا جاتا ہے اس کے لئے دنیاوی نفع و نقصان معنی نہیں رکھتا پھر اول ترجیح اس کا رب اور اس رب کی رضا بن جاتی ہے۔۔۔ اور اسی رب کے لئے انہیں دنیاوی تکلیفیں محسوس نا ہوتی تھی۔۔۔

آج اس نے اس بے رحم دنیا کی حقیقت پالی تھی لیکن وقت نے ہاتھ پاؤں باندھ کر یہ حقیقت دکھائی تھی۔۔۔ اپنے کس کس ظلم پر معافی مانگتا اور کس کس سے۔۔۔ فہرست تو طویل تھی۔۔۔ سوچتے سوچتے ہی زندگی تمام ہو جاتی۔۔۔ وہ پہروں بیٹھا سوچتا اور پھر سوچتا ہی رہتا اس سوچ کا کوئی انت نا تھا۔۔۔۔۔ ندامت کے آنسو یوں بہتے جیسے دریا کے بندھ توڑ دیئے گئے ہوں۔۔۔

بے بس ہو کر کونسی عاجزی۔۔۔ یوں تو ہر بے بس نہایت عاجزی پسند ہوتا ہے۔۔۔
کیونکہ تب عاجزی اختیار نہیں کی جاتی وہ آخری آپشن ہوتا ہے۔۔۔
عاجزی تو وہ ہوتی ہے جو اختیار کی جائے تب جب اقتدار ہو۔۔۔ طاقت ہو۔۔۔ تب
فرعون بن جانا۔۔۔ اور بے بس ہو کر عاجزی کا لبادہ اوڑھ لینا۔۔۔ ہنہہ۔۔۔
اسنے رفیعہ کو انتہائی تحقیرانہ انداز میں کسی سے بات کرتے سن لیا تھا۔۔۔ اور فون پر
غالباً اسی کا تذکرہ ہو رہا تھا۔۔۔

وہ کرب سے آنکھیں میچ گیا۔۔۔ اسے رفیعہ میں اپنا آپ دکھائی دے رہا تھا۔۔۔ یہ
انسان آخر وقت رہتے سمجھ کیوں نہیں جاتا۔۔۔
اسکا دل چاہا جا کر رفیعہ کو جھنجھوڑ ڈالے کے مجھ سے عبرت پکرو۔۔۔ نکال دو یہ
بغض دل سے۔۔۔ آواز نیچی کر دو۔۔۔ لہجے نرم کر لو۔۔۔ اپنے ماتحت سے عزت
سے پیش آؤ۔۔۔ کسی پر ظلم نا کرو۔۔۔ اپنے اندر سے میں ختم کر دو۔۔۔ یہ جس
طاقت کے نشے میں تم جی رہی ہو یہ یو نہی نہیں رہنی۔۔۔ یہ تو ختم ہو جانے والی شے
ہے۔۔۔ اسکا بس چلتا تو وہ ہر راہ چلتے کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر ہوش میں لانے کی کوشش
کرتا کہ غفلت کی نیند سے جاگ جاؤ۔۔۔ خدا را جاگ جاؤ۔۔۔ قدرت نے

تمہیں وقت دیا ہے ضائع نہ کرو۔۔۔ یہ زندگی بہت قیمتی ہے اسے مخملی بستروں میں غفلت کی نیند سو کر ضائع نہ کرو۔ اذان کی پہلی آواز پر بھاگوا اسکی جانب کے کامیابی وہیں ہے۔۔۔ ہمیں لوٹ کر اسی خالق کے پاس جانا ہے۔۔ اس خالق سے معاملات درست کر لو۔۔۔ ورنہ مجھے دیکھ لو۔۔۔ میں شدید خواہش کے باوجود اذان سن کر اسے بلاوے پر بھاگ کر نہیں جاسکتا

عبرت پکڑو مجھ سے۔۔۔ مان نہ کرو۔۔۔ اپنی کسی چیز کا غرور نہ کرو۔۔۔ تمہارا کچھ نہیں۔۔۔ سب اسی کی پاک ذات کا ہے۔۔۔ اس پاک ذات کا دیا اسی کی مخلوق میں بانٹ دو۔۔۔ یہ تمہارے لئے نجات بن جائے گا۔۔

کسی ضرورت مند کو اپنے در سے دھتکارو نا۔۔۔ شکر کرو اللہ نے دینے والا بنایا۔۔۔ اس کے دیئے میں سے اسکی مخلوق کو دو۔۔۔ تم کیا کر لیتے جو وہ تمہیں دینے والے ہاتھ سے مانگنے والا ہاتھ بنا دیتا تو۔۔۔

شکر کرو اس ذات کا۔۔۔ اس کے حکم مانو۔۔۔ ماں باپ کے سامنے آف نہ کرو۔۔۔ حقیقتاً آف نہ کرو۔۔۔ قدر کرو انکی۔۔۔

ایسا نابولیس بابا جان۔۔۔ آپکو خدا کا واسطہ۔۔۔ ماں باپ اولاد سے معافی مانگتے اچھے نہیں لگتے بلکہ وہ اولاد کو معاف کرتے ہیں۔۔۔ اسکا لہجہ بھر آیا۔۔۔

بہت گنہگار ہوں میں بیٹا۔۔۔ میری اصلیت جانو گی تو نفرت کرنے لگو گی مجھ سے۔۔۔ میں آخری وقت تک تمہیں ختم کرنے کے منصوبے بناتا رہا۔۔۔

یکدم ایمان ٹھٹھکی اور شذر سی انہیں دیکھنے لگی۔۔۔ یکدم انکے ہاتھوں پر ایمان کے ہاتھوں کی گرفت کمزور پڑنے لگی۔۔۔

حتکہ دروازے سے اندر دخل ہوتے شامیر اور زوہان بھی وہیں ٹھٹھک کر ر کے گویا اس انکشاف سے منجمد ہو گئے ہوں۔۔۔

آخری وقت تک حتکہ جس روز تم لوگ لاہور کے لئے نکلے اس روز بھی میری نیت صاف نا تھی میں نے تمہارے پیچھے منجر لگائے تھے۔۔۔ یہ تو قدرت نے مجھے دغا دے دیا ورنہ۔۔۔ وہ بات ادھوری چھوڑتا پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔۔۔

ایمان کی پتھرائی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرا۔۔۔

زوہان طیش سے مٹھیاں میچتا کمرے سے ہی نکل گیا۔۔۔ شامیر نے ایک نظر بیٹے کو دیکھا اور دوسری شکوہ کناں نگاہ سے باپ کو۔۔۔ پھر لب بھینچے ایمان کے پاس آ گیا۔۔۔

معاف کر دو مجھے ایمان معاف کر دو۔۔۔ مانا کے میں معافی کے قابل نہیں لیکن اسکے باوجود۔۔۔ بہت اذیت میں ہوں بیٹا۔۔۔ میری اذیت کم کر دو۔۔۔۔۔ میں موت کا طلبگار ہوں لیکن موت ہے کہ آتی نہیں۔۔۔ میری موت آسان بنا دو۔۔۔ وہ ٹرپ ٹرپ گیا۔۔۔

مجھے آپ سے کوئی گلہ نہیں باباجان۔۔۔ میں نے آپ کو معاف کیا۔۔۔۔۔ وہ گیلی سانس اندر کھینچتی مستحکم آواز میں گویا ہوئی۔۔۔ آپ نے لاکھ تدبیریں کیں باباجان لیکن میرا ایمان جیت گیا۔۔۔

وہ ادا سی سے مسکرائی۔۔۔ میں ہر دم اپنے اللہ کی حفاظت کے حصار میں ہوں۔۔۔ اور میں کبھی یہ حصار ٹوٹنے نہیں دیتی۔۔۔ صبح شام اسکی پاک کلام کے ذریعے سے اپنے اور اپنی فیملی کے گرد اس حصار کو کھینچتی ہوں۔۔۔ اور دل سے ہر غم ہر فکر نکال دیتی ہوں اس توکل پر کہ ایک واجد خان تو دور سو واجد خان مل کر بھی کوئی

تدبیر کر لیں تب بھی۔۔۔ میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔۔۔۔ کوئی تکلیف مجھ تک نہیں پہنچ سکتی۔۔۔ سوائے اس تکلیف کے جو میرے اللہ کی جانب سے مجھ تک آئے۔۔۔

اور اس پریشانی آور دکھ تکلیف پر بھی جب میں مدد اپنے مالک سے مانگتی ہوں تو اسکے کرم سے وہ پریشانی میرے لئے رحمت میں بدل جاتی ہے۔۔۔ مجھے آپ سے کوئی گلہ نہیں آپ اس بات کو دل سے نکال دیں۔۔۔ آج اپنی باتوں سے اپنے عمل سے وہ واجد خان کو پتھر کا بنا گئی تھی۔۔۔ کیسے تھی وہ لڑکی ایمان کے اس لیول پر کے وہ ہر خوف و خطر سے بالاتر ہو گئی تھی۔۔۔

Novelistan

زونی آپ اپنے گرینڈ پا سے ملے کیوں نہیں۔۔۔ جاؤ شہاباش ان سے مل کر آؤ پھر ہمیں نکلنا ہے۔۔۔ وہاں سے سیدھا ایمان بیٹے کے پاس آئی تھی جو غصے سے پیچ و تاب کھاتا یہاں سے وہاں چکراتا پھر رہا تھا۔۔۔

آپ بول رہی ہیں یہ بات آپ۔۔۔ مئی میں کیسے۔۔۔ غم وغصے سے اسکی آنکھیں
لال انگارہ ہونے لگیں تھیں۔۔۔ یار وہ آپکے لئے کس قدر غلط نیت رکھتے تھے
مئی۔۔۔ اور اس روز۔۔۔ غم وغصے اور مان ٹوٹنے کے باعث اسکی آواز بھر
آئی۔۔۔ اسے گرینڈ پا سے لگاؤ تھا محبت تھی۔۔۔ لیکن ماں کے خلاف اس منصوبہ
بندی سے آگاہی نے گویا اسے منجمد کر کے رکھ دیا تھا

اگر اس روز میری قسمت میں اللہ کی طرف سے کوئی تکلیف لکھی ہوتی زونی تو تم
سب مل کر بھی مجھے اس تکلیف سے بچا نہیں سکتے تھے۔۔۔ لیکن اگر اسکے برعکس
ہے تو پوری دنیا بھی مل جاتی تو مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔۔۔

۔۔۔ میں نے انہیں معاف کیا بیٹا
آپ کیسے کر سکتی ہیں ایسا مئی۔۔۔ اور بھی اتنی آسانی سے۔۔۔ وہ چٹچٹھ گیا۔۔۔

کیونکہ بدلہ لینے سے معاف کرنے والا بڑا ہوتا ہے زونی۔۔۔ اللہ کے لئے اسکی رضا
کے لئے اسکی مخلوق کو معاف کرنا سیکھو وہ تمہیں معاف کر دے گا۔۔۔

اسلام ہمیں بدلہ لینے کا بھی اختیار دیتا ہے۔۔۔ وہ بہتی آنکھوں سمیٹ وہیں بیٹھ
گیا۔۔۔

اور پھر ایک بے بس انسان سے کیسا انتقام جو پہلے ہی بے بس ہو۔۔۔ بیٹا وہاں انتقام نہیں دل برا کر کے انکی خدمت کرنے کی ضرورت ہے۔۔۔ ہم سب بے بس ہیں۔۔۔ کبھی کسی دشمن کو بھی تکلیف میں دیکھ کر خوش نا ہونا چاہیے کہ وہ مقام ہم پر بھی آسکتا ہے۔۔۔۔۔ یہ تو پھر تمہارے گرینڈ یا ہیں بیٹا۔۔۔

آج اللہ کی رضا کی خاطر ان کی جانب سے اپنا دل صاف کر کے انکی خدمت کرو گے
 نابیٹا تو اطمینان رکھنا کہ اگر خدا نخواستہ تم پر زندگی میں کبھی ایسا کوئی مقام آیا کہ
 قدرت تمہیں اس قدر بے بس کر دے تو تمہارے لئے مدد کا انتظام اللہ کی طرف
 سے ہو گا۔۔۔

اس لئے اپنا ہر معاملہ اللہ سے فکس کرو۔۔۔ اسکی مخلوق سے صلہ کی توقع نار کھنا یہ
آس محض اس پاک ذات سے رکھنا۔۔۔

ماں کی باتیں سن وہ ہاتھ کی پشت سے آنکھیں رگڑتا آٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ اور یہ اسکے
قائل ہو جانے کی نشانی تھی۔۔۔۔

زخرف ہر حربہ ہر ترکیب ہر تدبیر آزما کر دیکھ چکی تھی مگر وقت سوکھی ریت کی
مانند اسکے ہاتھ سے پھسلتا جا رہا تھا۔۔۔۔ ہر لمحہ اسے حیا خود سے دور ہوتی محسوس ہو
رہی تھی۔۔۔۔

لبریزم کے نام پر جو آزادی وہ بیٹی کو دے چکی تھی اسکے بعد اب یہ روک ٹوک اور
مداخلت اسے ماں سے متنفر اور باغی بنا رہی تھی۔۔۔۔

ایک دو نہیں کی دیواریں دونوں کے درمیاں آکھڑی ہوئی تھیں۔۔۔۔
وہ اپنی ہر ہر چیز ماں سے چھپانے لگی تھی۔۔۔ زخرف جانتی تھی اسکی بیٹی غلط راہوں
کی مسافر بن چکی ہے ایسے راہوں کی مسافر جن سے واپسی اسقدر آسان نہیں
ہوتی۔۔۔ اسکی بیٹی نے واپسی کا سفر نہیں شروع کیا تھا۔۔۔ بلکہ وہ وہی سب پس

پردہ کرنے لگی تھی۔۔۔ ماں سے چھپا کر۔۔۔ اسنے اپنے تمام معاملات ماں کی نگاہوں سے پوشیدہ کر لئے تھے۔۔۔ وہ ماں سے اسقدر متنفر تھی کہ ماں سے سیدھے منہ بات تک نا کرتی۔۔۔ زخرف اسے کچھ سمجھاتی تو وہ بھرپور غیر دلچسپی سے اسکی باتیں سنتی تھی کہ تھک ہار کر وہ خود ہی چپ کر جاتی۔۔۔ صبح وہ سکول کے لئے سکول کے وقت سے کہیں پہلے نکل جاتی۔۔۔ گھر میں وہ محض ڈنر زہر مار کرتی تھی۔۔۔

۔۔۔ زخرف کا سکہ گھر میں نا چل رہا تھا باہر کیسے چلتا شوہر کے سامنے اپنی ہی حماقتوں کے اعتراف کرنا مشکل ہی نہیں نا ممکن تھا۔۔۔ وہ اکیلی ہی گھٹ گھٹ کر مر رہی تھی۔۔۔ اندر ہی اندر جیسے کوئی گھن اسے کھا رہا ہو۔۔۔

آج بھی صبح سے کسلمندی سے بستر پر ڈھیر تھی۔۔۔ چہرے کی شادابی جاتی رہی تھی۔۔۔ طبیعت بہتر محسوس نا ہو رہی تھی تبھی ڈاکٹر کے پاس جانے کا قصد کرتی اٹھ کر فریش ہوئی۔۔۔ اور وارڈروب سے ہینڈ بیگ نکالا۔۔۔ موبائل نکال کر

ڈرائیور کو کال کرنے لگی جب سکروول ڈاؤن کرتے یکدم ایمان کا نمبر سامنے آگیا۔۔۔

ایمان کا نمبر اور نام دیکھتے ہی یکدم دماغ میں کچھ سپارک ہوا۔۔۔
اسکے اپنے حلقہ احباب میں کوئی اسے سمجھ نہیں سکتا تھا۔۔۔ یہ تبدیلی سب کے لئے ان ایکسیپیٹڈ ہوتی۔۔۔ اگر اس وقت اسے کوئی سمجھ سکتا تھا تو محض یہ لڑکی جس نے اسے اس طرح کا کانٹینٹ لکھنے سے تبرا رکھا تھا جب وہ ابھی نی نی اس راہ کی مسافر بنی تھی۔۔۔ کاش وہ تب سمجھ جاتی تو اتنا خسارہ نا اٹھانا پڑتا۔۔۔ اور سارا کھیل ہی اس کا کاش کا ہے۔۔۔ کاش انسان وقت رہتے سمجھل جائے۔۔۔ اسکے دل سے ہوک سی نکلی۔۔۔
کچھ ہی دیر میں وہ ڈرائیور کے ہمراہ اسکے گھر کے سامنے تھی۔۔۔

اسنے واٹس ایپ سے ایمان کی چیٹ کھولتے اسکا سینڈ کیا ایڈریس چیک کیا جو اسنے طعام و قیام پر ملنے کے بعد اسے سینڈ کیا تھا۔۔۔

اور ایڈریس کی تصدیق کر کے گاڑی سے نکل آئی۔۔۔

بہت عرصہ بعد وہ اس سے ملنے جا رہی تھی۔۔۔

گھر کا دروازہ زونی نے کھولا تھا۔۔۔ جو اسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا۔۔۔

ارے آنٹی آپ آئیے نا پلینز۔۔۔ سلام دعا کے بعد وہ نہایت خوش اخلاقی سے

اس سے ملتا اسے لئے اندر آیا۔۔۔

زخرف بھاری دل اور آنکھوں کے ساتھ ارد گرد کا جائزہ لیتی اندر آگئی۔۔۔

مجھے ایمان سے ملنا ہے۔۔۔

لاونج میں سبحان اینجل کے ساتھ مصروف تھا۔۔۔ اسے دیکھ فوراً اسے اسکے قریب

آتا سلام کر گیا۔۔۔

آئی گیس آنٹی آپ ممی سے کانٹیکٹ کر کے نہیں آئیں۔۔۔ یہ سرپرائز تھا انکے

لئے رائٹ۔۔۔ سبحان نہایت شائستگی سے گویا ہوا۔۔۔

جی بیٹا۔۔۔ وہ اسکے صحیح تجربے پر الجھی۔۔۔

ایکچولی آنٹی ممی ماموں کی طرف گئی ہوئی ہیں۔۔۔

آپ پلینز بیٹھیں میں انہیں انفارم کرتا ہوں وہ ویسے بھی آنے والی ہی ہونگی اطلاع

پر زرا جلدی آجائیں گی۔۔۔

زوہان اسے لئے ڈرائیونگ روم میں آگیا۔۔۔

وہ پھیکا سا مسکرا کر بیٹھتی ارد گرد کا جائزہ لینے لگی۔۔۔ گھر بہت خوبصورتی اسے
آراستہ تھا۔۔۔

اور اس سے زیادہ خوش اخلاق اور سلجھے ہوئے وہ بچے تھے۔۔۔۔
ڈرائینگ روم کے ادھ کھلے دروازے سے وہ انہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔
بھائی میں نماز پڑھنے کا رہا ہوں تم ابھی اینجل کے پاس رکو میں پڑھ کر آ جاؤں پھر تم
چلے جانا۔۔۔ عصر کی اذانیں ہو گئی تھیں تبھی انکی گفتگو سن کر زخرف ٹھٹھکی۔۔۔
شاباش ہے تم پر میری جماعت مس ہو جائے خیر ہے تمہاری ناہو۔۔۔ سبحان نے
تاسف سے اسے سرزنش کی۔۔۔

یار مجبوری ہے ابھی اینجل کو تنہا تو نہیں چھوڑ کر جاسکتے۔۔۔ ویسے تو می بھی آرہی
ہیں بس پہنچنے والی ہوں گی۔۔۔

دفعہ تار ملہ با آواز بلند سلام کرتی اندر داخل ہوئی۔۔۔ اور آتے ہی پاؤچ کو صوفے پر
پھینکتی دھپ سے صوفے پر بیٹھی۔۔۔ وہ پیپر دے کر آرہی تھی۔۔۔
ڈیڈ اندر نہیں آئے۔۔۔ اسے تنہا آتے دیکھ زوہان نے دور تک دیکھا۔
نہیں انکی میٹنگ تھی تبھی مجھے ڈراپ کر کے چلے گئے۔۔۔

پیر کیسا ہوا۔۔۔ جاتا جاتا وہ رک کر اسکے پیر کی بابت پوچھنے لگا۔۔۔
مچ بیٹر۔۔۔

رملہ ڈرائینگ روم میں ممی کی فرینڈ آئی ہوئی ہیں۔۔۔ ممی بس پہنچ رہی ہیں تب تک
تم ایک کام کرو۔۔۔ چائے بن رہی ہے سنیکس کے ساتھ آنٹی کو سرو کر دو اور
اینجل کا خیال رکھنا ہم نماز پڑھنے جا رہے ہیں۔۔۔
سبحان اسے بریف کرتا زوہان سے بھی پہلے گھر سے نکل گیا۔۔۔ رملہ کی کوششوں
سے اتنا ضرور ہوا تھا کہ وہ ضرورت کے وقت اسے مخاطب کرنے لگا تھا۔۔۔
زوہان نے بھی بھائی کی تقلید کی جبکہ رملہ کچن میں آگئی۔۔۔ ڈرائینگ روم کے ادھ
کھلے دروازے سے یہ سارے مناظر دیکھتے زخرف کی آنکھیں نم تھیں۔۔۔۔
دفعہ رملہ لوازمات سے بھری ٹرے لئے اندر داخل ہوئی تو زخرف سمجھلی۔۔۔۔

رملہ ابھی زخرف سے سلام دعا کر ہی رہی تھی جب ایمان آگئی۔۔۔ زخرف کو یوں
اچانک اپنے گھر میں دیکھ وہ خوشگوار حیرت سمیٹ پر جوش انداز میں اس سے
ملی۔۔۔۔ یہ عرصہ دراز بعد انکی تفصیلی ملاقات تھی۔۔۔
اینجل کو وہ سوتے میں چھوڑ کر گئی تھی اس لئے اب ماں کو گھر دیکھ وہ چڑھ کر اسکی
گود میں آ بیٹھی۔۔۔

ایمان نے اسے محبت سے خود میں بھینچا۔۔۔ چند پلوں بعد وہ اسکی گود سے اتر کر باہر
بھاگ گئی تو زخرف نے لب کچلتے بات کا آغاز کیا۔۔۔
مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے ایمان۔۔۔ لیکن سمجھ نہیں آرہا کہ کیسے کروں اور
کہاں سے شروع کروں۔۔۔۔ زخرف کا جھکاسر شکستہ انداز اور پست لب و لہجہ۔۔۔
ایمان ٹھٹھکی۔۔۔

زخرف ہم بہت اچھے دوست تھے کسی زمانے میں۔۔۔ ابھی بھی ہیں۔۔۔ تو کہیں
سے بھی شروع کر دو۔۔۔ میں سمجھ ہی جاؤں گی۔۔۔ ایمان کی آواز محتاط اور نرم
تھی۔۔۔

تمہیں پتہ ہے ایمان چند سال پہلے ہماری آخری ملاقات میں تم نے میرے لکھنے پر
چند اعتراضات اٹھائے تھے۔۔۔ کے جس تھیم پر اور جس طرح کا مواد میں
رو مینس کے نام پر لکھ رہی ہوں وہ غلط ہے مجھے یہ نہیں لکھنا چاہیے۔۔۔ یہ ہماری
یوتھ پر غلط اپیکٹ ڈال رہا ہے وغیرہ وغیرہ۔۔۔ وہ ضبط کے کڑے مراحل سے
گزر رہی تھی۔۔۔ اسکی آنکھوں کی سرخی اسکے ضبط کی گواہ تھی۔۔۔۔
ایمان پریشانی سے اسے دیکھتی گویا اسکے بات مکمل کرنے کی منتظر تھی۔۔۔ تاکہ
اسکی بات کو سمجھ سکے۔۔۔ وہ اس ملاقات کو کیسے بھول سکتی تھی بھلا۔۔۔ اسکے بعد
زخرف اسے محض اپنی شادی کا کارڈ دینے آئی تھی اور انکی اگلی ملاقات کی سالوں
بعد چند روز پہلے ہوئی تھی۔۔۔۔
مجھے تب تمہاری کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی تھی ایمان۔۔۔ تب شاید میری
آنکھوں پر پردے پرے تھے۔۔۔ خود کفیل ہونے کے پردے۔۔۔ خود مختار اور
بااختیار ہونے کے پردے۔۔۔ وہ دور کہیں خلاؤں کو گھورتی گویا اسی پرانے
وقت میں پہنچ گئی ہو۔۔۔

وہ دور ہی ایسا تھا ایمان جب ہر چمکتی چیز سونا لگتی تھی۔۔ شہرت کا نشہ۔۔۔ لوگوں کا سراہنا۔۔ اسنے گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔

تب اس دور میں ہر چمکتی چیز کسی مقناطیس کی مانند کھینچ لیتی ہے۔۔۔ تم پتہ نہیں کیسے اس وقت راہ حق کی مسافر بن گی ایمان جب نوے فیصد لوگ اندھا دھند ایک بھیڑ چال کی تقلید کرتے ہیں۔۔۔ پتہ نہیں کیسے تم تب سب سے الگ ہوتی اپنا ایک راستہ بناتی چلی گئی۔۔۔

آج زندگی کے اس حصے میں دماغ سے کم عقلی کے وہ پردے ہٹے ہیں تو پتہ چل رہا ہے کہ زندگی میں پیچھے غفلت کے ہاتھوں کیا کیا ہو آئی ہوں۔۔۔ میں تو محض مستقل مزاجی سے لکھتی چلی گئی۔۔۔ لیکن اس مستقل مزاجی نے مزید کتنی زخرف کو پیدا کر ڈالا پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔ ایمان جیسے میں اس وقت تمہاری باتیں نہیں سمجھی تھیں نابالکل اسی طرح آج مجھ سے انسپائر ہو کر بننے والی زخرف میری کوئی بات نہیں سمجھ رہیں۔۔۔

جو غلطیاں میں نے ماضی میں بڑے ڈھرلے سے کیں وہ آج وہ سب بہت ڈھرلے سے کر رہی ہیں۔۔ اور وضاحت سب کے پاس وہی ہے جو میں کسی دور میں تن کر دیا کرتی تھی۔۔ آہ۔۔۔۔۔ دل سے ہو ک سی اٹھی

بہت بے بسی ہے ایمان۔۔۔ کے عقل و شعور کی وادی میں قدم رکھ کر میں کچھ کر ہی نہیں پار ہی۔۔۔

تب سب مجھے فالو کرتے تھے جب میں انہیں غلط راہ پر لگا رہی تھی آج درست راہوں کا تعین کیا ہے تو ایک ایک کر کے سبھی ہاتھ چھڑاتے جا رہے ہیں۔۔۔

اسنے رک کر ہاتھ کی ہتھیلیوں سے آنکھیں صاف کرتے جلتی آنکھیں سہلائیں۔۔۔

ایمان ترحم سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ جسکی حالت اس وقت قابل رحم تھی۔۔۔

بس یہ ہی دکھ کھائے جا رہا ہے ایمان کے کیوں وقت رہتے سمجھ نا آئی۔۔۔ تمہیں پتہ ہے میری اپنی بیٹی میرے ہی لکھے کے باعث خود لذتی جیسے فتیج فعل کی دلدل میں دھنس چکی ہے۔۔۔ یہ بات خود سے کرتے بھی شرم آتی ہے یار میں کیسی ماں ثابت ہوئی۔۔۔ اپنے ہی ہاتھ سے اپنی بیٹی کو ایک دلدل میں دھکا دے دیا۔۔۔ اور

حیا جیسی نا جانے کتنی اور معصوم بچیوں کو۔۔۔ وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھتی سسک اٹھی۔۔۔

اعتراف جرم آسان نا تھا۔۔۔

ایمان کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔

میری آج کی کہی ایک بات پلو سے گانٹھ باندھ لو ایمان۔۔۔ یہ دنیا مقافات عمل ہے۔۔۔ بول بو کر کبھی پھول نہیں اگائے جاسکتے۔۔۔۔۔ جو آگ آج ایک ٹرینڈ کے طور پر دوسروں کے گھروں کو انکے معصوم پھولوں کے کچے ذہنوں کو لگائی جا رہی ہے نا۔۔۔ وقت بدلتے دیر نہیں لگتی۔۔۔ جب یہ ہی آگ کچھ سالوں بعد گھوم پھر کر آکر اپنے ہی گھر کو لگے گی۔۔۔ جب اس آگ نے اپنے ہی دامن جلائے نا کلیجے پر ہاتھ تب پڑے گا۔۔۔ ابھی غلط راہ اختیار کرنے والی دوسروں کی بچیاں ہیں اور بدلے میں ڈالر زل رہے ہیں کل جب غلط راہ اختیار کرنے والی اپنی بچی ہوئی نا دل تب دہلیں گے۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔۔۔ ہوا کے دوش پر بھائی کی کہی باتیں ایمان کے کانوں سے ٹکرائیں تو اسکا دل دہل گیا۔۔۔ وہ کپکپاتے ہاتھ کی پشت سے گال تھپتھپاتی گہری سانس بھر کر رہ گئی۔۔۔۔۔

انسان کے پاس علم غیب نہیں ہوتا لیکن جب وہ غلط راہوں کا انتخاب کرتا ہے تو انجام واضح دکھائی دینے لگتا ہے۔۔۔ کوئی نادیکھنا چاہے اور اندھا بن جائے تو الگ بات۔۔۔

ہر حربہ ہر تدبیر ہر ترکیب آزما کر نہایت بے بس ہو کر تمہارے پاس آئی ہوں ایمان کے کچھ سمجھ نہیں آ رہا کیا کروں۔۔۔۔۔

کیسے اپنی بیٹی کو تباہی کے دہانے کھڑے تباہ ہوتے دیکھوں۔۔۔۔۔
۔۔ ایمان اپنی جگہ سے اٹھ کر اسکے پاس آئی اور اسکے شانے پر ہاتھ رکھا

فکرنا کرو زخرف۔۔۔۔۔ وہ سمجھل جائے گی۔۔۔ جس طرح ٹین ایجرز کو ڈس اٹریکٹ کرنا بہت آسان ہے کیونکہ وہ اس عمر میں ہر چمکتی چیز کو سونا سمجھتے اسکی جانب لپکتے ہیں۔۔۔ بالکل اسی طرح اس عمر میں ملنے والی درست گائیڈ نیس انکی پوری زندگی سنوار سکتی ہے۔۔۔۔۔

صحیح گائڈ نیس اور کاؤنسلنگ سے وہ بہت جلد غلط کو چھوڑ کر راہ حق پر آجائے گی۔۔۔ کیونکہ بچوں کے دل بہت نرم ہوتے ہیں اور انہیں قائل کرنا آسان ہوتا ہے بالکل درخت کی ان ہری ٹہنیوں کی طرح جسے محبت سے جس مرضی جانب موڑ لو۔۔۔

۔۔ میں بات کروں گی اس سے ایمان کے ہمت دلانے پر زخرف کی آنکھوں میں تشکر کے آنسو آنے لگے۔۔۔ اور رہی بات اس چیز کی کے تمہیں احساس ہو گیا کے تم جو کرتی آرہی تھی وہ غلط تھا۔۔۔ بس۔۔۔ باقی ہر سوچ کو اب جھٹک دو۔۔۔ جو کر چکی اسے ماضی کا حصہ رہنے دو۔۔۔ آج سے ابھی اسی وقت سے تم جس بھی ٹریک پر ہو راستہ بدل لو۔۔۔ وہ راستہ جو حق کا ہے۔۔۔

یہ ناسوچو کوئی تمہارے ساتھ ہے یا نہیں کوئی تمہارا ساتھ دے گا یا نہیں۔۔۔ حق کا سفر عموماً تنہا کرنا پڑتا ہے۔۔۔ اس میں دشواریاں بھی آتیں ہیں اور تنقید بھی سہنا پڑتی ہے تمہیں کیا لگتا ہے کے مجھے تنقید کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔۔۔

یہاں ہر انسان کے ہاتھ میں ایک تلوار ہے لفظوں کی تلوار جسکے استعمال کے لئے وہ آزاد ہے۔۔۔ یہاں ہر لفظ کے اپنی عقل کے مطابق مطلب اخذ کر کے وار کئے جاتے ہیں۔۔۔ ان واروں میں الجھنے لگی تو راہ حق سے بھٹک جاؤ گی۔۔۔ تمہیں کسی پردھیان نہیں دینا۔۔۔ جو جو بولتا ہے بولنے دو۔۔۔ جو جو بھی کہتا ہے کہنے دو۔۔۔ جو لوگوں کا کام ہے انکو کرنے دو جو تمہارا کام ہے محض وہ کرتی جاؤ۔ وقت ثابت کر دے گا کے کون درست تھا اور کون غلط۔۔۔ تمہارے ٹریک بدلنے پر لوگ تمہیں چھوڑ رہے ہیں تمہیں پڑھ نہیں رہے۔۔۔ تمہارے ویوز بہتت کم ہو گئے ہیں۔۔۔ لاکھوں کے ویوز سینکڑوں پر آگے ہیں۔۔۔ ان میں سے کچھ بھی تمہارا مسئلہ نہیں۔۔۔ تمہارا مسئلہ صرف یہ ہونا چاہیے کے تم جس راہ کا انتخاب کر چکی ہو اس پر مستقل مزاج رہو۔۔۔ بنار کے بنا تھکے۔۔۔ تمہارے عزم کی پختگی کھینچنے کی لوگوں کو تمہاری طرف۔۔۔ جو چھوڑ کر جا رہا ہے اسے جانے دو۔۔۔ ابھی اسکے ہدایت یاب ہونے کا وقت نہیں آیا۔۔۔ ہر نتیجے کی

فکر سے آزاد ہو کر اچھی نیت کے ساتھ اپنا کام کرو کے اللہ نیتوں کا حال جانتا
یے۔۔۔

سب سے پہلے خود اس راہ کی مسافر بنو۔۔۔ جو سیکھتی جاؤ اسے اپنے عمل سے ثابت
کرو۔۔۔ ایک بہترین مسلمان کی پہچان اسکے عمل سے ہوتی ہے۔۔۔ تمہارا عمل
تمہاری پہچان ہونا چاہیے۔۔۔ تم اپنے عمل سے پہچانی جانی چاہیے۔۔۔ کے فلاں لڑکی
جھوٹ نہیں بولتی وہ اپنے قول و فعل میں پکی ہے۔۔۔ وہ دھوکہ نہیں دیتج۔۔۔
خیانت نہیں کرتی۔۔۔ وہ دغا باز نہیں۔۔۔ اس کا اخلاق بہت بہتریں ہے۔۔۔ وہ
بات بہت نرمی سے کرتی ہے۔۔۔

اس کے بعد جو سیکھو اسے بہتریں انداز میں آگے سیکھاتی جاو۔۔۔ کوئی سیکھتا ہے یا
نہیں یہ تمہارا مسلہ نہیں۔۔۔ تمہارا مسلہ صرف سیکھے کو آگے سیکھانا ہے۔۔۔
اسکی باتیں سن کر زخرف کے آنسو تھمنے لگے۔۔۔ دل ٹھہرنے لگا۔۔۔ سوچ کے
نئے درواہوں نے لگے۔۔۔

نہیں یہ اتنا مشکل نہیں تھا۔۔۔ جتنا وہ سمجھنے لگی تھی۔۔۔

آپ زندگی کے کسی بھی مقام کسی بھی ٹریک کسی بھی عمر کے حصے میں پہنچ جاؤ اگر آپکے سانس چل رہے ہیں اور اللہ کی ہدایت آپ تب پہنچ گئی تو واپسی کا راستہ آپ کے لئے دستیاب ہے۔۔۔

جہاں سے ایک نئی شروعات کی جاسکتی ہے۔۔۔ لحاظ بناسوچے سمجھیں ٹریک بدل لیں۔۔۔

آج زخرف وہاں سے اٹھ کر آئی تو بہت سی مایوس کن سوچیں وہیں جھٹک کر ایک نیا عزم لے کر آئی تھی۔۔۔

پروشنہ اس وقت بلڈ ریڈ کلر کی لانگ سکرٹ میں ملبوس دہلی میں موجود برج خلیفہ کے ایک سو بائیسویں فلور پر موجود ریسٹورینٹ لیٹاسفیر میں موجود گلاس وال کے پاس لگے ٹیبل کے گرد لگی کرسی پر بیٹھی تھی۔۔۔ گلاس وال کے باہر اتنی اونچائی سے دہلی کے خوبصورت نظارے دکھائی دے رہے تھے۔۔۔

اسنے نفیس سی ڈائمنڈ جیولری پہن رکھی تھی سٹریٹ بال پشت پر پھیلے تھے۔۔۔
پاؤں میں ہائی ہیل۔۔۔ وہ نزاکت سے موبائل پر کیو ٹکس لگی انگلی چلاتی سوشل
میڈیا ایکسپلورر کر رہی تھی۔۔۔

ٹیبل پر سالگرہ کا کیک اور کافی مگرز جن پر چوبیس کیرٹ سونے کی تہیں تھیں اسکے
ساتھ دیگر لوازمات اور تھے۔۔۔

یہ اسکی سالگرہ تھی۔۔۔ جسے بھرپور انداز میں منانے کے لئے ظفر نے دبی کے اس
مہنگے ترین لکڑی ریسٹورینٹ کا انتخاب کیا تھا۔۔۔ وہ خود بلیک ٹوپس میں نکھرا
نکھرا سا اسکے سامنے بیٹھا اپنے موبائل پر مصروف تھا۔۔۔

ایک ایک پل کی کورتج ان کے فولورز تک پہنچ رہی تھی۔۔۔ آج کل انکے فولورز
اس ڈریم کیل کی اگلی ہر اپڈیٹ کے بے صبری سے منتظر ہوتے۔۔۔۔

مینو کی اور اپنی فوٹوز سٹوری پر لگانے کے بعد پروشہ نے کیک کا ٹٹا شروع کیا۔۔۔
ظفر کے ہاتھ میں تھا موبائل ایک ایک چیز کی کورتج کر رہا تھا۔۔۔

اس بہترین شام کے ہر لمحے کی کورتج اپنے فولورز کے ساتھ شیر کی گئی۔۔۔ اور آخری گڈنائٹ کے میسج کے ساتھ گویا ان فولورز سے یہ رابطہ اگلی صبح تک ٹوٹ گیا۔۔۔

بھرپور تھکاوٹ کے بعد انہوں نے اپنے لگژری سویٹ کارخ کیا۔۔۔ فریش ہونے کے بعد پروشہ بستر پر آکر ڈھیر ہوئی تو ظفر کمرے میں کہیں نا تھا۔۔۔ اسکی کنپٹیاں تک سلگ اٹھیں۔۔۔ یہ شخص اسے یونہی خوار کرتا تھا۔۔۔ تھکاوٹ کے باعث کب اسکی آنکھ لگی اسے پتہ ہی نا چلا۔۔۔ صبح اٹھی تو حسب سابق ظفر کہیں نا تھا۔۔۔

منہ ہاتھ دھو کر ہلاسا تیار ہو کر اسنے اسی نائٹ ڈریس میں آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر تصویر لیتے گڈ مار نینگ کے کیپشن کے ساتھ سٹوری لگائی اور تیار ہو کر اپنے ایک خدشے کی تصدیق کے لئے برج خلیفہ کی عمارت سے نکل آئی۔۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ وہاں کی سڑکیں ناپتی ایک اپارٹمنٹ کے سامنے تھی۔۔۔

بیل دینے پر دروازہ کھلا تو سامنے ظفر کو مندھی مندھی آنکھوں کے ساتھ آنکھیں
مسلتے دیکھ یکدم اسکا پارہ ہائی ہونے لگا۔۔۔ وہ بامشکل خود پر ضبط کئے کھڑی
تھی۔۔۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو پر وشہ۔۔۔ اس کے لہجے میں ناگواری تھی۔۔۔
یہ ہی میں تم سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔ وہ بھی مجھے وہاں
تنہا سوپٹ میں چھوڑ کر۔۔۔
اسکی نظر اندر کمرے کے ادھ کھلے دروازے سے بستر پر دراز اس لڑکی پر پڑ چکی
تھی۔۔۔

فار گاڈ سیک پر وشہ۔۔۔ اس قدر براڈ مائنڈ ہونے کے باوجود یوں جاہلوں جیسی تفتیش
تم پر سوٹ نہیں کرتی۔۔۔

منزہ دوست ہے میری۔۔۔ رات ایئر پورٹ پر جب اس نے لینڈ کیا تو مجھے اسے پک
کرنے جانا تھا واپسی پر دیر ہو گئی تو اس نے کہا میں یہیں سٹے کر لوں صبح چلا جاؤں۔۔۔
ڈیس اٹ۔۔۔ اتنی چھوٹی سی بات کا تم ہو ابنا رہی ہو۔۔۔ میں وہاں آنے ہی والا
تھا۔۔۔ کے تم یہاں آ گئی۔۔۔

وہ سر جھٹکتا فریش ہونے چلا گیا جیسے یہ بات اس کے لئے کوئی بڑی بات نا ہو گویا یہ روز کا معمول ہو۔۔۔

۔۔ پر وشہ گہری گہری سانس بھرتی خود کو کمپوز کرنے لگی
کچھ دیر تک منزہ بھی اٹھ گئی۔۔۔

چند ایک فرینڈز مزید وہاں آگئے۔۔۔ پھر سے دبی کی سڑکیں ایکسپلور کرنے کا کام شروع ہو گیا۔۔۔ رولر کو سٹر اور نا جانے کیا کیا۔۔۔

سب ٹھیک تھا۔۔۔ فالونگ بھی بڑھ رہی تھی۔۔۔ وہ سوشل میڈیا کو نین بھی تھی۔۔۔ لوگ اس سے انسپائر تھے۔۔۔ اسے ایک پرنس اور فیری ٹیل کی لائف سپینڈ کرتا دیکھ حسرت سے ایسی زندگی کی خواہش بھی کرتے تھے۔۔۔
زندگی میں سب کچھ تو تھا جو چاہا وہ پالیا۔۔۔ ایک لکڑی لائف جسکے لوگ خواب دیکھتے ہیں۔۔۔ ایک ہینڈ سم لبرل لائف پارٹنر۔۔۔ مگر پھر۔۔۔ پھر بھی ڈپریشن کیوں تھا زندگی میں۔۔۔۔۔

قلبی اور ذہنی سکون کیوں ڈاواں ڈول ہو جاتا۔۔۔ بے سکونی کیوں تھی زندگی میں۔۔۔ حسد کیوں تھا بغض کیوں تھا۔۔۔ تشکر کیوں نا تھا۔۔۔

اس سارے گلیم میں کھوئے کھوئے یہاں کی ریاکاریاں دیکھتے دیکھتے کہیں اس ایک مخلص اور بے ریا شخص کی شبیہ کیوں ابھر آتی نگاہوں میں جسکے لئے اہم محض پروشہ کی ذات تھی۔۔۔ جو اسکی بات کو اہمیت دیتا تھا۔۔۔

وہ سب اسے ایک گروپ سیلفی کے لئے آوازیں دیتے اپنے پاس بلا رہے تھے۔۔۔ پروشہ نے بے طرح سر جھٹکتے ہر سوچ ہر یاد سے پیچھا چھڑوانا چاہا۔۔۔ وہ کیوں سوچ رہی تھی فضول چیزوں کو۔۔۔ کیوں کر رہی تھی موازنے۔۔۔ سب کچھ تو ٹھیک تھا۔۔۔ شہرت کی چوٹی پر پہنچنا کیا کوئی عام بات تھی۔۔۔ وہ اس وقت اس چوٹی پر کھڑی تھی جسکے خواب ہر دوسرا انسان دیکھتا ہے اور وہاں کھڑے ہونے کے لئے بہت کچھ سیکر یفائز کرنا پڑتا ہے وہ مسکراتی ہوئی اینٹی ڈپریشن کی گولی پھانک کر انکی جانب بڑھی کیونکہ سر کا درد اب رفتہ رفتہ پورے جسم میں سرایت کرنے لگا تھا۔۔۔ لیکن جو بھی تھا یہ گلیم اسے عزیز تھا۔۔۔

آج کل رملہ اپنے امتحانات کے بعد فری تھی اس لئے خوب عیش کر رہی تھی۔۔۔ ایمان کے ساتھ گھر کے چھوٹے بڑے کاموں میں اسکی مدد کرواتا اور اینجل کے

ساتھ مل کر خوب موج مستی کرتی۔۔۔ خولہ بھی ہر دوسرے دن یہیں پائی جاتی
۔۔۔ اسکا بس چلتا تو امتحانات سے فراغت کے بعد پھوپھو کے گھر ہی ڈیڑے جما
لیتی۔۔۔ اب بھی شام کا وقت تھا خولہ رملہ کے ساتھ لاونج میں بیٹھی تھی جب
سبحان دھپ دھپ سیڑھیاں اترتا نیچے آیا۔۔۔
خولہ تم تیار ہو۔۔۔

۔۔۔ جی بھائی۔۔۔ بالکل تیار۔۔۔ وہ سرعت سے اٹھ کھڑی ہوئی
کس چیز کی تیاری بھی۔۔۔ ہمیں بھی تو کچھ بتاؤ۔۔۔ ایمان کچن سے نکل آئی۔۔۔
اسے ان دونوں کے انداز کچھ مشکوک لگتے تھے۔۔۔ آخر کو انکی رگ رگ سے
واقف تھی۔۔۔
آپکو کی پتہ چل جائے گا مئی۔۔۔ تھوڑی دیر انتظار کریں۔۔۔

اور تم یہ میرا موبائل اوپر لے جاؤ خولہ۔۔۔ وہ آرہا ہے بس پہنچنے والا ہے۔۔۔ کوئی
بھی چیز مس نہیں ہونی چاہیے۔۔۔ میرے اور زونی کے دوست باہر آچکے ہیں میں
۔۔۔ باہر جا رہا ہوں

۔۔۔ وہ بعجلت اسے موبائل تھماتا خود باہر نکل گیا

ایمان کا ماتھا ٹھنکا۔۔۔ وہ فوراً خولہ کے پیچھے ہی اوپر لپکی۔۔۔ ساتھ ہی رملہ نے بھی تقلید کی۔۔۔

وہ تینوں اوپر ریلنگ پر کھڑی نیچے کا منظر دیکھ رہی تھیں۔۔۔
ایمان کو کسی گڑبڑ کا شدت سے احساس ہو رہا تھا۔۔۔
خولہ موبائل کا کیمرہ آن کئے اسے زوم کر کے باہر روڈ کو فوکس کئے ہوئے تھی۔۔۔

ایمان نے الجھ کر اس جانب دیکھا جہاں سے زوہان فل سپیڈ میں بائیک ہواؤں میں اڑاتا اسی جانب آ رہا تھا۔۔۔
سفید ٹی شرٹ ہر بلیک جیکٹ پہنے جسکی زپ آگے سے کھلی تھی۔۔۔ بال پیچھے کو جما رکھے تھے۔۔۔ اور آنکھوں پر لگی سن گلاسز۔۔۔ ایمان نے اسے دیکھتے بے ساختہ ماشا اللہ کہا۔۔۔

اسنے عین گھر کے گیٹ کے سامنے لا کر بائیک روکی۔۔۔ ابھی بائیک سے پوری طرح اترانا تھا کہ یہ بجا اسکے سر پر پہلا انڈا۔۔۔
مائے گاڈ۔۔۔ اسکا دماغ گھوم گیا۔۔۔

ایمان اور رملہ کی آنکھیں پھٹ گئیں البتہ خولہ مسکرا رہی تھی۔۔۔

ایمان نے حیرت و تاسف سے اسے دیکھا جو شیریں سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے
شانے آچکا گئی۔۔۔

واٹ دا۔۔۔ وہ غصے سے نیچے اتر اجب ہر جانب سے اس پر انڈوں اور ٹماٹروں کی
بارش ہو گئی۔۔۔

ہیپی برٹھ دے زونی۔۔۔

دونوں طرف سے انکے دوستوں اور سبحان نے اکٹھے اس پر حملہ کیا تھا جو پہلے
ناجانے کہاں چھپے بیٹھے تھے یکدم ہی باہر نکل آئے تھے۔۔۔ وہ بوکھلا کر رہ گیا۔۔۔
سچویشن اور کنٹرول ہوتے دیکھ وہ اندھا دھند آگے کو بھاگا۔۔۔ وہ سب بھی اس کے
پیچھے لپکے۔۔۔ سرمنہ کمر باز و غرض ہر جگہ پر انڈے برس رہے تھے۔۔۔
کونسی برٹھ دے۔۔۔ کونسی برٹھ دے آلو کے پٹھوں۔۔۔ میرا برٹھ دے گزرے
کی مہینے ہو گئے۔۔۔

وہ چیختا چلاتا آگے بھاگ رہا تھا۔۔۔

آج بہت برا پھنسا تھا۔۔۔

وہ سب خولہ کے موبائل کیمرہ کی رینج سے آگے بڑھ گئے تو خولہ مسکراتی ہوئی نیچے آگئی۔۔۔

ایمان سر تھامے بیٹھی تھی کبھی سبحان کی چالاکی پر مسکرا دیتی کبھی ڈانٹنے لگتی۔۔۔
خولہ سب سنتی ویڈیو ایڈیٹ کر رہی تھی اسکے بعد سب سے پہلے اسنے سبحان کے نمبر سے ویڈیو سٹیٹس پر لگائی پھر اپنے واٹس ایپ سے یہ کام کرنے کے بعد ایمان اور رملہ کے نمبر سے بھی لگا دیں کے یہ سبحان کا ہی حکم تھا۔۔۔

اپنے نکاح پر بننے والی زوہان کے ہاتھوں درگت کا اسنے ایک ہی بار میں سود سمیٹ بدلہ لیا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں ہنگامہ چکر کاٹ کر واپس گھر کے قریب آیا اور انڈوں اور ٹماٹروں کے اثرات سے لد اچھند ازوہان سب سے آگے چلاتا ہوا گھر میں داخل ہوا۔۔۔
میسی۔۔۔ می بچائیں اپنے شہزادے کو۔۔۔ یار پلیز۔۔۔ بچائیں ان ظالموں سے۔۔۔
ایمان کی ہسی چھوٹ گئی۔۔۔

جاؤ واش روم میں زونی۔۔۔ تمہارے کپڑے وہیں رکھے ہیں۔۔۔

وہ بھگم بھاگ واش روم میں گھسا اور اسکا دروازہ اندر سے بند کر گیا جبکہ سبحان دھپ سے آکر صوفے پر گرا۔۔۔ اسکا سانس پھول چکا تھا۔۔۔

سبھی دوست ڈرامینگ روم میں زوہان کے منتظر تھے۔۔۔ جنکے لئے ریفریشمنٹ وہاں پہلے سے ہی سیٹ کر رکھی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد فریش سازونی باہر آیا۔۔۔

کسی نے ویڈیو تو نہیں بنائی نا۔۔۔ خبردار بھائی جو تم نے کوئی سٹیٹس۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ یہ کیا ہے۔۔۔ وہ اس سے بات کرتا سب سے پہلے واٹس ایپ ہی چیک کرنے لگا تھا جب سب کے نمبروں سے ایک ہی سٹیٹس شو ہو تا دیکھ چکرا کر رہ گیا۔۔۔

اسے کہتے ہیں ڈیئر سوسنار کی ایک لوہار کی۔۔۔ سبحان مدبرانہ انداز میں گویا ہوا۔۔۔

ڈیٹس ناٹ فیئر۔۔۔ بھائی۔۔۔ میری تو برتھ ڈے بھی نہیں تھی۔۔۔ وہ روہانسا ہو اٹھا۔۔۔

ممی دیکھیں بھائی کو یار۔۔۔۔

تھی نازونی ڈیر تمہاری برٹھ دے امریکہ میں حالات کی نظر ہو گئی تھی مگر ہم پر
پینڈنگ تھی۔۔۔ چلو ابھی ڈرائیونگ روم میں سب دوست تمہارا انتظار کر رہے
ہیں۔۔۔ سبحان کے کہنے پر وہ بھی سر جھٹکتا اسکے پیچھے ہو لیا۔۔۔
کے بھائی اور دوستوں سے یہ بدلہ ادھار رہا۔۔۔۔۔

رات کے وقت ایمان اپنے ہر کام سے فراغت پا کر اس وقت اپنی ورک پلیس پر
بیٹھی گرین ٹی پی رہی تھی۔۔۔ شامیر اس وقت اپنی میٹنگ کے سلسلے میں آؤٹ
آف ٹاؤن تھا اسی لئے وہ اس وقت اپنی ورک پلیس پر تھی ورنہ اسکی موجودگی میں
اس وقت کام کرنا ممکن نا ہوتا۔۔۔۔۔

وہ کافی دنوں سے اسی بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔ راہ حق کا سفر اختیار کرنے
کے بعد اسنے لکھنے کا عمل کئی برس پہلے شروع کیا تھا۔۔۔ شروع میں اسکی تحریریں
ناپختہ تھیں لیکن وقت کے ساتھ ساتھ انہیں پختگی ملتی چلے گئی۔۔۔ پہلے اسکی
تحریروں پر کوئی خاطر خواہ رسپانس نا آتا تھا لیکن شامیر کے باعث چند مستند

اداروں سے جڑنے اور مستقل مزاجی سے لکھنے کی باعث جہاں اسکی تحریریں پختہ ہوتی گئیں وہیں وہ اردو ادب کی دنیا میں ایک مستند مقام بھی حاصل کرتی چلی گئیں۔۔۔

اسے روزانہ کی بنیاد پر سینکڑوں فیڈبیک موصول ہوتے تھے۔ جن میں وافر مقدار میں فیڈبیک کی قسم تشکرانہ ہوتی۔۔۔۔۔

کئی ہاؤس وائفز کے فیڈبیک ہوتے کے اسکی تحریروں سے انہیں سوچ کے کئی نئے در ملیں اور وہ اپنے بچوں کے لئے انکے بہترین مستقبل اور تعلیم و تربیت کے لئے کمفرٹ زون کو ٹور کر متحرک ہواٹھیں۔۔۔ کی تشکرانہ میسجز ان لڑکیوں کے بھی تھے جنہوں نے خود شناسی کا سفر طے کیا یا کر رہی تھیں۔۔۔۔۔

کئی مسجز انکے بھی تھے جنہوں نے اسکی تحریروں سے موٹیویٹ ہو کر فنا نشلی کوئی مقام پایا۔۔۔۔۔

مجموعی طور پر جس ایک نظریے کو مد نظر رکھ کر اسنے کئی برس پہلے ایک ٹرینڈ کو فالو ناکر کے بھیڑ چال کا حصہ بننے کی بجائے ایک الگ راہ کا انتخاب کیا تھا اسکا امپیکٹ تو پڑ رہا تھا معاشرے میں۔۔۔۔۔۔۔

لیکن اب وہ سنجیدگی سے اس سب سے ہٹ کر کچھ الگ کرنے کا سوچ رہی تھی۔۔۔
کچھ ایسا جس میں وہ چند کرداروں کے ذریعے سے اپنا پیغام انتہائی بہترین انداز میں
آگے پہنچا سکتی۔۔۔

ابھی تک اسنے طرح طرح کے آرٹیکلز لکھے تھے۔۔۔ زیادہ سے زیادہ موضوعات
کو کور کرنے کی کوشیش کی تھی۔۔۔۔

لیکن اب وہ سنجیدگی سے ایک ناول لکھنے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔ وہ اپنی
کوشیش سے اور اللہ کی مدد کے باعث ایک دلدل سے نکلنے میں کامیاب ہو پائی
تھی۔۔۔۔ اور وہ ہر اس لڑکی کے لئے درد دل رکھتی تھی جو اپنی کم عقلی اور نا فہمی
کے باعث اس دلدل میں جا گری تھی۔۔۔ اسی لئے اب وہ ہاتھ ثابت ہونا چاہتی
۔۔۔ تھی جسے تھام کر وہ اس دلدل سے نکلنے کی جستجو کرتیں

پرانے زخم بڑی شدت سے ہرے ہوئے تھے۔۔۔ اسے یاد تھا جب وہ خود ایک
دلدل میں گر گئی تھی تو کوئی ہاتھ نا تھا جسے تھام کر وہ باہر نکل سکتی۔۔۔ نا کوئی ایسی
مدد موجود تھی جس سے اپنا مسئلہ شئیر کر سکتی۔۔۔۔۔ تب اسنے خواہش کی تھی

کے وہ زندگی کے اس مقام پر پہنچنا چاہتی ہے جہاں گناہ کو دیکھنے سے گناہ اسے اپنی جانب اٹریکٹ نہ کریں بلکہ وہ انہیں دیکھ کر نفرت سے منہ موڑ لے۔۔۔

وہ اپنے اللہ کی شکر گزار تھی جسکی بخشی ہدایت سے وہ آج اس مقام پر کھڑی تھی جہاں پہنچنے کی اسنے پہلے خواہش اور پھر جستجو کی تھی۔۔۔

نہایت سوچ بچار کے بعد اسنے ایک ناول لکھنے کا فیصلہ کیا۔۔۔ گو کے یہ ایک مشکل امر تھا۔۔۔ لیکن اسے یہ لکھنا تھا۔۔۔

ناول راہ حق۔۔۔ وہ نام منتخب کر چکی تھی۔۔۔ دل سے لکھی جانے والی ایک تحریر ایک کہانی۔۔۔ کنزل الایمان کی کہانی۔۔۔ اسکی نادانیوں کی کہانی۔۔۔ اسکے صبر کی کہانی۔۔۔ اسکے اللہ کو پانے کی کہانی۔۔۔ اس دنیا کی حقیقت پالینے کی کہانی ہر حال میں صابر و شاکر رہنے کی کہانی۔۔۔

یہ مشکل تھا۔۔۔ بے حد مشکل۔۔۔ وہ دل کاٹ کر اپنے لہو سے اس کہانی کو لکھنے والی تھی۔۔۔ لیکن اب یہ ضروری تھا۔۔۔ بے حد ضروری۔۔۔

اسنے دقت سے گہرا سانس خارج کرتے کہانی کا عنوان لکھا۔۔۔

راہ حق۔۔۔۔

حق کی راہ۔۔۔ حق کا راستہ۔۔۔ وہ راستہ جس پر چل کر اپنے اصل کو پایا جا سکے۔۔۔ وہ راستہ جس پر چل کر اپنے اللہ کا قرب حاصل کیا جاسکے۔۔۔ اسکے ہاتھ کپکپا رہے تھے اور آنکھیں نم تھیں۔۔۔

زرا سی فراغت ملتے ہی سبحان اور زوہان اسلام آباد گرینڈ پاسے ملنے آئے تھے۔۔۔ لیکن گرینڈ پاسے کو اس حالت میں دیکھنا انکے لئے کسی دھچکے سے کم نہ تھا۔۔۔ وہ کئی دنوں کے میلے کچیلے کپڑوں میں ملبوس تھا۔۔۔ الجھے بال اور بڑھی شیو۔۔۔ وہ ان حالوں میں تھا کہ اس سے اٹھتی بدبو کے باعث ان دونوں بھائیوں سے وہاں بیٹھنا دو بھر ہونے لگا۔۔۔ واجد خان بے بسی کی عملی تفسیر بنا ان دونوں کو سامنے پا انکے سامنے ہاتھ جوڑ تازارو قطار رو دیا۔۔۔

حان۔۔۔ زونی۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔ بہت اذیت میں ہوں بیٹا میری یہ اذیت ختم کر دو۔۔۔ میں مرنا چاہتا ہوں لیکن موت ہے کے آتی ہی نہیں۔۔۔ زندگی کا ہر

دن بھاری ہے مجھ پر۔۔۔۔۔ مجھ پر رحم کرو مجھے زہر کا انجیکشن لگوا دو۔۔۔۔۔ مجھ پر یہ احسان کر دو۔۔۔۔۔

وہ شخص ان دونوں کے سامنے یوں موت کے لئے بلکتا ان کے دل دہلا گیا۔۔۔۔۔
آنسو زونی کی آنکھوں سے یوں بہنے لگے گویا موتی لڑیوں سے ٹوٹ کر گرنے لگے ہوں۔۔۔۔۔

سبحان نے رخ موڑتے آنکھیں مسلتے آنکھوں کی نمی کو چھلکنے سے روکا اور گہرے گہرے سانس بھرتا خود کو کمپوز کرنے لگا۔۔۔۔۔
شامیر زیادہ تر لاہور ہوتا تھا۔۔۔۔۔

ارحم کسی کورس کے باعث چند ماہ کے لئے جرمنی گیا تھا عروشہ اسکے ساتھ ہی تھی۔۔۔۔۔ رہ گیا ذوہیب تو بزنس کی مصروفیات اتنی تھیں کہ وہ کئی کئی دن گھرنا اتا۔۔۔۔۔ ایسے میں رفیعہ کیا خاک دیکھتی اسے۔۔۔۔۔ ملازم تک من مانیوں پر اتر آئے تھے۔۔۔۔۔

دونوں بھائیوں نے فیصلہ کرنے میں لمحہ نا لگایا اور اگلے ایک گھنٹے میں وہ دونوں مل کر گرینڈ پا کو نہلانے کے بعد صاف ستھرے کپڑے پہنا کر چند چیزیں سامنے

پھیلائے کھڑے تھے۔۔۔ سبحان انکے بال بنانے لگا جبکہ زوہان نیل کٹر سے انکے ناخن تراش رہا تھا جبکہ وہ خود نم بہتی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔ کیا آج کے دور میں بھی کوئی کسی بے بس کی بے لوث خدمت کرنے کو ترجیح دیتا تھا۔۔۔
کچھ ہی دیر میں واجد خان خاصی اچھی حالت میں آچکا تھا البتہ ان دونوں کی حالت خراب ہو چکی تھی۔۔۔

باری باری دونوں شاور لے کر فریش ہوئے اور واپس گرینڈ پا کے روبرو آئے۔۔۔
ہم لاہور جا رہے ہیں گرینڈ پا اور آپ ہمارے ساتھ جا رہے ہیں۔۔۔ اب مزید ہم آپکو یہاں نہیں چھوڑ سکتے۔۔۔ یہ مستحکم آواز سبحان کی تھی۔۔۔ واجد خان اسے بھرائی نگاہوں سے دیکھتا رہا۔۔۔

ایمان زخرف کی کال پر آج اسکی طرف آئی تھی۔۔۔ بقول اسکے حیا زخرف کے کہنے پر کبھی ایمان سے ملنے نا آئے گی۔۔۔

لحاظہ ایمان اسکے گھر آجائے۔۔ زخرف نے بالخصوص ایمان کو حیا کے گھر میں
موجود ہونے کی ٹائمنگ بتائی تھی اور وہ خود ان دونوں کی گفتگو میں مغل نہا ہوا اس
لئے منظر سے ہی ہٹ گئی تھی۔۔۔

اس وقت ایمان زخرف کے گھر کے خوبصورتی سے بنے لاونج میں بیٹھی تھی جب
حیا کسی کام سے کمرے سے نکلی۔۔۔

وہ اس وقت سلک کے نائٹ ڈریس میں ملبوس تھی۔۔۔ بال ڈھیلی سی پونی میں مقید
تھے۔۔ گویا وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی اٹھی ہو۔۔ ایمان نے ایک نظر اسے دیکھنے کے
بعد بے ساختہ کلائی پر بندھی گھڑی پر وقت دیکھا جہاں گھڑی کی سوئیاں ساڑھے
بارہ سے تجاوز کر رہی تھیں۔۔۔ ایمان کے دل سے ہوک سی نکلی۔۔۔
گو کے آج کل چھٹیاں چل رہی تھیں اور سردی کے باعث جلد بستر چھوڑنے کا دل
ناچاہتا۔۔۔ لیکن اس کے باوجود ہمارے غلط سلیپ سائیکل نے ہماری ذہنی و جسمانی
صحت تباہ کر کے رکھ دی۔۔۔۔

دفعۃ حیا کی نظر اس پر پڑی تو خوشگوار حیرت سے اسکے پاس ہی آگئی۔۔

ارے آنٹی آپ۔۔۔ بہت خوشی ہوئی آپکو اپنے گھر میں دیکھ کر۔۔۔ سلام دعا کے بعد وہ خوشدلی سے بولی تو ایمان مسکرا دی۔۔۔

پر سوری ممی تو شاید اس وقت گھر نہیں۔۔۔ اور میں بھی بس ابھی اٹھی ہوں۔۔۔ آپ پلیز آئیں نائب تک میرے کمرے میں ہی آجائیں۔۔۔ وہ ملازمہ کو اپنے ناشتے اور ایمان کے لئے چائے کا کہتی اسے لئے اپنے کمرے میں آگئی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ فریش ہو کر کپڑے بدلتی ایمان کے سامنے بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی۔۔۔ ایمان چائے کی چسکیاں لیتی بغور اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔ کم عمر ہرنچی کو دیکھ اسکا دل یونہی نرم ہوتا تھا۔۔۔ یہ بچیاں معصوم تھیں۔۔۔ اپنا اچھا بھلا سمجھتیں ہو تیں تو اندھا دھند ایک دلدل میں دھنستی چلی جاتیں۔۔۔ مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے حیا۔۔۔ وہ ناشتہ کر چکی تو ایمان کی سنجیدہ آواز پر اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔

ملازمہ آکر برتن لے گی۔۔۔

مجھ سے مگر کیا آنٹی۔۔۔ وہ الجھی۔۔۔

بیٹا آج کل آپ میں اور آپکی ماما میں چند مس انڈر سٹینڈنگز چل رہی ہیں۔۔۔ اسنے بہت نرمی سے بات کا آغاز کیا تھا لیکن حیا لمحے میں ہتھے سے ہی اکھڑ گئی۔۔۔ اوہ۔۔۔ تو ماما نے آپ سے میری شکایتیں لگائی ہیں۔۔۔۔۔ غم و غصے اور غیض و غضب سے اسکی رنگت دھکنے لگی۔۔۔

آپ کیا مجھ پر مجسٹریٹ لگی ہیں جو وہ انہوں نے مجھے مجرم بنا کر آپکی عدالت میں پیش کرنا چاہا۔۔۔ اسکالبل ولجہ اور انداز حد درجہ گستاخانہ تھا۔۔۔

۔۔ ایمان لب بھینچے تھل سے اسے سنتی رہی

تمہیں کیا لگتا ہے حیا کے میں تمہاری ماں کے کہنے پر یہاں کیوں آئی ہوں۔۔ ایمان کے پوچھنے پر وہ تنفر سے چہرہ موڑ گی جیسے اسکی کہی بات کا ایک لفظ بھی سننے میں دلچسپی نارکھتی ہو۔۔۔

تمہارے خیال میں میں اتنی ہی فارغ ہوں کے کوئی بھی مجھ سے آکر اپنی بیٹی کی شکایت لگائے گا اور میں منہ اٹھا کر وہاں چلی آؤں گی۔۔۔ ایمان کی آواز میں بے حد سنجیدگی کا عنصر نمایاں ہونے لگا۔۔۔ ایسی سنجیدگی کے ٹھٹھک کر حیا شکن آلود

ماتھالئے چہرے موڑے الجھن زدہ تاثرات سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔ جیسے اسکے روپے کو سمجھنے سے قاصر ہو

میرا گھر ہے بچے ہیں شوہر ہے۔۔۔ اپنا ایک کیرئیر ہے۔۔۔ تمہیں اندازہ بھی ہے کے میرا وقت کس قدر قیمتی ہے۔۔۔ اتنا قیمتی کے جو میں نیپ لینے کے لئے آدھا گھنٹہ زیادہ سو جاؤں تو مجھے افسوس ہوتا ہے کے میں نے اپنا وقت ضائع کیا اس آدھے گھنٹے میں میں بہت کچھ کر سکتی تھی۔۔۔

صبح و شام میرے وقت کا ایک حصہ میری عبادت کے لئے مختص ہے جس میں نماز قرآن کے ساتھ کئی از کار شامل ہیں جو میری روٹین کا حصہ ہے۔۔۔ جو میرے معاملات میرے اللہ سے درست رکھنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔۔۔ میرے دن کا ایک حصہ میری فیملی کے لئے فکس ہے میرے گھر کے لئے۔۔۔ جس میں مجھے اپنے بچوں اور اپنے رشتوں کو ٹائم دینا ہوتا ہے انکی پروگریس دیکھنی ہوتی ہے دن کے ایک حصے میں میں اپنے گھر کو دیکھتی ہوں۔۔۔ اور ایک واضح حصہ میرے وقت کا میرے آفیشل کام کے لئے مختص ہے۔۔۔ جس میں مجھے اپنی تخلیق کے مقصد کو پورا کرنا ہے۔۔۔ اللہ کی بنائی انسانیت کو حسب توفیق سرو کرنا

ہے۔۔۔ نئی چیزیں ایکسپلور کرنی ہے۔۔۔ یہ مصروفیات بتانے کا مقصد تم پر اپنی برتری ظاہر کرنا نہیں بلکہ یہ بتلانا ہے کہ اتنی مصروف ترین زندگی میں وقت کس کے پاس ہے جو کسی کے بھی کہنے پر اپنے سو کام پس پشت ڈال کہیں بھی چل دے۔۔۔

حیا کا غصہ بیٹھنے لگا۔۔۔ البتہ غصے کی جگہ تجسس نے کی۔۔۔ پھر وہ بھلا وہاں کیوں آئی تھیں۔۔۔

اس شخص کے لئے وقت کی کوئی اہمیت نہیں جو زندگی بے مقصد کاٹ رہا ہو۔۔۔ البتہ جسکی زندگی کا ایک واضح مقصد ہوا سکے لئے تو زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔۔۔ اور بے حد قیمتی ہے۔۔۔ تو پھر آپ یہاں کیوں آئی ہیں۔۔۔ اس کا لب و لہجہ یکسر بدل چکا تھا۔۔۔ ایمان گہری سانس بھر کر رہ گئی۔۔۔

کیونکہ آپ میں مجھے ماضی کی کنزل الا ایمان دکھائی دیتی ہے۔۔۔۔۔ حیا کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔۔۔ چلو میں آپ کو ایک کہانی سناتی ہوں۔۔۔

وہ گلہ کنگارتے سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔

ایک مڈل کلاس لڑکی تھی۔۔۔ کم عمر اور معصوم سی۔۔۔ ماں اور بھائیوں کی
شہزادی۔۔۔ بات کرتے وہ وہیں کہیں ماضی کے جھروکوں میں گم ہونے لگی۔۔۔
لیکن پھر اسکی زندگی میں کچھ ایسا ہوا کہ یکدم اسکا سٹیٹس بدل گیا۔۔۔

وہ خود مختار ہو گئی۔۔۔ سر سے پیرنٹنگ ہٹ گئی۔۔۔ وہ اپنے ہر عمل میں آزاد
ہو گئی۔۔۔ اسکے پاس پیسہ تھا لگزیورٹ تھی۔۔۔ اختیار تھا اور تنہائی بھی۔۔۔
ایسے میں وہ اپنے ہر عمل میں آزاد تھی۔۔۔

حیا کی اس کہانی میں دلچسپی بڑھنے لگی اور وہ کشن گود میں رکھتی ساری توجہ اسکی
جانب مبذول کر گئی۔۔۔
ایسے میں اسکے پاس دور استے تھے۔۔۔

خیر کار استہ۔۔۔۔

اور شر کار استہ۔۔۔۔

اسکے پاس عقل تھی اور فری ول بھی۔۔۔ کہ وہ اپنی عقل کے مطابق جو راستہ
چاہے وہ اختیار کر لے۔۔۔

وہ سب جانتی تھی کہ کونسا راستہ صحیح ہے اور کونسا غلط۔۔۔ کس پر چلنا اسکے حق میں بہتر ہو گا اور کونسا راستہ اسے غلط راہوں کا ہمراہی بنا کر اسکے حصے میں خسارے لائے گا۔۔۔

تمہارے خیال میں اس نے کونسا راستہ اختیار کیا ہو گا۔۔۔
ایمان نے پھیکا سا مسکراتے اسکی رائے جاننا چاہی۔۔۔ وہ نا سمجھی سے شانے آچکا گئی۔۔۔

ایمان کی آنکھیں بھر آنے لگیں۔۔۔ یہ آسان نا تھا۔۔۔
وہ لڑکی ایک ٹین ایجرز تھی۔۔۔ وہ سب جانتی تھی کونسا راستہ درست ہے اور کونسا غلط۔۔۔ لیکن اسکے باوجود اسنے وہی راستہ چنا جو ایک ٹین ایجرز چن سکتی تھی۔۔۔
چونکہ اس پر کوئی روک ٹوک نا تھی تو وہ ہر وہ کام کرتی چلی گئی جس سے اسے خوشی محسوس ہوتی۔۔۔ تسکین ملتی۔۔۔

Instant gratification..

اسنے رومینٹک ناولز کے نام پر فحش مواد پڑھنا شروع کر دیا۔۔۔

حیار دگر دکا ہوش بھلائے یک ٹک سی اسکی کہانی سن رہی تھی۔۔۔ جیسے گویا
موحول سے کٹ ہی گئی ہو۔۔۔

اس سے اسے تسکین حاصل ہوتی۔۔۔ لیکن رفتہ رفتہ اسے زیادہ تسکین چاہیے تھی
اتنی تسکین سے اسکا دل اب چکا تھا اس لئے وہ اسی چیز پر مزید کھوج کرتی چلی گئی
۔۔۔ اور کرتے کرتے وہ بلاخر وہ پورن ایڈیکٹ ہو گئی۔۔۔

اور اس سب کا یہیں اختتام نا ہوا۔۔۔ وہ انہی راستوں کی مسافر بنی بلاخر خود لذتی
جیسے فتیح فعل کی مرتکب ہونے لگی۔۔۔ حیا کا دل ڈوبنے لگا۔۔۔ گردن میں ایک گلٹی
سی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔۔۔

وہ خود مختار تھی اس لئے اپنے ہر فعل میں آزاد تھی۔۔۔ وہ کیا کر رہی تھی کیا نہیں
اسکے لئے اسے کسی کے سامنے جواب دہ نہیں ہونا تھا۔۔۔ اس لئے وہ ایک عرصے
۔۔۔ تک بڑی خوشی سے اسی دلدل میں دھنسی رہی

۔۔۔ ایمان نے دقت سے سانس خارج کرتے کچھ توقف لیا
پھر۔۔۔ پھر آگے کیا ہوا۔۔۔ حیا خشک پڑتے لبوں کو تر کرتی بول اٹھی۔۔۔

پھر بڑے ڈھر لے سے قانون قدرت کے خلاف چلنے کے باعث رفتہ رفتہ اسکی صحت گرنے لگی۔۔۔ ذہنی بھی اور جسمانی تھی۔۔۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ اسکے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔۔۔

کمرے میں محض آتش دان میں چٹختی لکڑیوں کی آواز تھی یا ایمان کے بولنے کی۔۔۔

اسنے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ وہ جن غلط راہوں کی مسافر بن چکی ہے اسکے باعث وہ نظام قدرت سے بغاوت مول لے گئی ہے۔۔۔ اور قدرت سے بغاوت مول لے کر بھلا کون بچا ہے۔۔۔ وہ بھی ہر پل ڈھ رہی تھی۔۔۔ وہ انکشاف کا دن تھا جب وہ جی جان سے کپکپا کر رہ گئی۔۔۔

اس روز اسنے ان تمام گناہوں سے توبہ کی اور اپنا راستہ بدلنے کے بارے میں سوچا۔۔۔

اوہ۔۔۔ حیا کچھ ڈھیلی پڑی۔۔۔

لیکن یہ اتنا آسان نا تھا۔۔۔ وہ گناہوں کی جس دلدل میں دھنس چکی تھی اس میں اتنی کشش تھی کہ وہ اسے خود کو چھوڑ کر وہاں سے نکلنے کی اجازت ہی نا دیتی۔۔۔

وہ جتنے بھی خود سے عہد باندھتی حوصلے دیتی لیکن اسکے سبھی عہد ایک کمزور لمحے کی
--- نظر ہو جاتے

وہ روز رات کو اپنے رب کے حضور گڑ گڑا کر معافی مانگتی اور دوبارہ کبھی ان
راستوں کی جانب نا جانے کا عہد کرتی لیکن صبح ہوتے ہی اسکے تمام عہد بھری بھری
ریت کے تودے ثابت ہو جاتے۔۔۔

وہ لڑکی بہت بے بسی محسوس کرتی تھی کیونکہ وہ ایک دوہری زندگی جی رہی
تھی۔۔۔ دنیا کی نظر میں وہ بہت نیک اور بااخلاق تھی لیکن درحقیقت وہ کیا تھی یہ
صرف وہی جانتی تھی یا اسکا خدا۔۔۔ اور یہ ہی چیز اسے اندر ہی اندر کاٹتی تھی۔۔۔
وہ اپنی ماں کی لاڈلی تھی۔۔۔ لیکن اپنا یہ مسئلہ وہ اپنی ماں سے بھی شئیر نہیں کر سکتی
تھی۔۔۔ اسکی سنجیدہ نگاہیں آتش دان میں چٹختے سرخ انگاروں پر تھی۔۔۔
حیا کسی ساکت و جامد شے کی طرح بیٹھی اسے سن رہی تھی۔۔۔

پھر اسے یاد آیا کہ اللہ تو ستر ماؤں سے بھی زیادہ رحیم ہے۔۔۔ تو جو مسئلہ وہ اپنی ماں
سے شئیر نہیں کر سکتی وہ اپنے اللہ سے تو کر سکتی ہے۔۔۔

یکدم حیا کے دل کو کھینچ سی لگی اور آنکھیں سرعت سے نم ہونے لگیں۔۔۔

اس روز اسنے اللہ کے حضور عاجزی سے جاتے نہایت دلگرفتہ انداز میں اپنا ہر مسئلہ اللہ کو بیان کیا۔۔

وہ سمجھ گئی تھی کہ اسے کیا کرنا ہے تو اسنے اپنے اللہ کے سامنے خود کو جسٹیفائی کرنے کی بجائے سیرنڈر کر دیا۔۔

اسنے اپنا ہر گناہ اپنے رب کے سامنے قبول کر لیا۔۔۔ کے اے اللہ میں تیری گناہگار بندی ہوں۔۔۔ غلط راہوں کی مسافر بن گئی ہوں۔۔۔ جانتی ہوں کہ یہ راستے غلط ہیں لیکن چاہ کر بھی انہیں چھوڑ نہیں پارہی۔۔۔ میری ہر تدبیر اور ہر ترکیب ضائع ہوتی جا رہی ہے۔۔۔ میں مانتی ہوں کہ غلط راہ منتخب کر چکی ہوں۔۔۔ تو میری مدد کر اور مجھے راہ حق کا مسافر بنا۔۔۔ وہ صبح شام اپنے رب کے حضور اپنے گناہ قبول کرتی اور اس سے ہدایت کی دعا مانگتی۔۔۔

وہ بیمار تھی اور اسنے شعوری کوشیش سے اللہ کے عطا کردہ سبھی چھوٹے چھوٹے احکامات پر سر جھکا نا شروع کر دیا۔۔۔

اور پھر اسے پتہ چلا کہ بلاشبہ انسان کو وہی ملا ہے جسکی وہ جستجو کرتا ہے۔۔۔ اسنے غلط کی جستجو کی تھی اس اسے غلط ہی ملا تھا۔۔۔ اسنے حق کی جستجو کی تو اسکے لئے راستے کھلتے چلے گئے۔۔۔

پھر اسے پتہ چلا کہ اس دلدل سے نکلنا ہے تو اس دلدل تک جاتے تمام راستوں کو بند کر کے تمام اچھے اور حق کے راستے کھولنے ہونگے۔۔۔

اسنے رفتہ رفتہ کر کے ان تمام ناول پیجز و چینلز اور دوسرے تمام سوز کو اپنی زندگی سے کاٹ کر پھینک دیا جو اسے ٹرگر کرتے تھے۔۔۔ اور پھر تمام پاز یٹو کانٹینٹ والے پیجز و چینلز کو اپنی زندگی میں شامل کرتی چلی گئی۔۔۔ جو اسکی ہمت بندھاتے تھے۔۔۔ اسکے جینے کا مقصد واضح کرتے تھے۔۔۔ جسکے باعث وہ متحرک رہتی۔۔۔

اس لڑکی کی سٹرگل کی کہانی بہت لمبی ہے۔۔۔ اسنے یہیں پر اکتفا نہیں کیا۔۔۔ وہ زندگی کے ہر دن کچھ نیا اور پاز یٹو ایکسپلور کرتی۔۔۔ اسنے اللہ سے دعا کی اور ہر دن کی اور بے انتہا کی کے اے اللہ میں تیری پاک کلام تیرے قرآن کے ایک

ایک لفظ کو سمجھ کر پڑھنا چاہتی ہوں اسے دل میں اتارنا چاہتی ہوں۔۔۔ تو مجھے
توفیق دے۔۔۔ میرے دل کو قرآن کے لئے کشادہ کر دے۔۔۔

اور اللہ نے اسکی دعا قبول کی اسے یہ شرف حاصل ہوا۔۔۔ اسکے ساتھ اسنے اپنے
دین کی تکمیل کے لئے کلمے کے دوسرے حصے یعنی کے رسول اللہ کی زندگی کے
حالات و واقعات کو جاننے کے لئے سیرت نبوی کو پڑھنا شروع کیا۔۔۔ اور جب
تک وہ سیرت کا وہ سفر مکمل کر پائی۔۔۔ وہ لڑکی سر تا پاؤں بدل چکی تھی۔۔۔ اپنے
نبی کی محبت انکی ثابت قدمی۔۔۔ عفو و درگزر۔۔۔ صلہ رحمی اور معاف کرنے کے
واقعات نے اسکے اندر سے میں ختم کرتے عاجزی کوٹ کوٹ کر بھر دی۔۔۔
اور آج وہ لڑکی اپنے اللہ کی شکر گزار ہے جسنے وقت رہتے اسے ہدایت اور توفیق
عطا کی۔۔۔

اس لڑکی کی زندگی اندھیروں میں گھری ہوئی تھی اور اسنے جاننا کے روشنی و نور کا
سب سے بڑا منبع تو ہم سب کے گھروں میں ہے۔۔۔ ایک ایسا خزانہ ایک ایسا
دروازہ جسکے پار نور ہے نجات ہے ہر غم کا علاج ہے۔۔۔ لیکن ہم اسے اسقدر
فار گراں ٹھہرتے ہیں کہ اس دروازے کو کھولنے کی ضرورت محسوس نہیں

کرتے۔۔۔ زیادہ سے زیادہ پڑھا بھی تو قرآن جو عربی میں۔۔۔ ہم اسے اللہ کا کلام سمجھ کر پڑھتے ہیں لیکن اس سے مستفید نہیں ہوتے۔۔۔ اس سے مستفید ہونے کے لئے اور افادہ حاصل کرنے کے لئے ہمیں کم از کم قرآن کو اس زبان میں بھی لازمی پڑھنا چاہیے جس میں ہمیں مہارت حاصل ہو۔۔۔ تاکہ ہمیں پتہ تو چل سکے کہ اللہ کا کلام ہمیں کہہ کیا رہا ہے۔۔۔

اس لڑکی نے اپنی کوششوں سے اپنے گھر میں موجود ہدایت و نور کے اس دروازے کو کھولنا چاہا۔۔۔

اور بھرپور کوشش سے وہ اس دروازے کو اتنا کھول پائی کہ اس دروازے میں ایک جھڑی بن گئی جس سے نور کی روشنی اسکی بے رنگ اور اندھیروں میں گھری زندگیوں میں داخل ہونے لگی۔۔۔ وہ نور اتنا تھا کہ اسنے اس لڑکی کی زندگی کو روشن کر دیا۔۔۔ اتنا کہ وہ اپنی خوش بختی پر روتی تھی اور صبح و شام اپنے رب کا شکر ادا کرتی تھی۔۔۔ ابھی وہ نور کا دروازہ رتی بھر کھلا تھا تو یہ حال تھا پورا کھل جاتا تو کیا ہوتا۔۔۔

وہ ہر روز کی کوششوں سے اس دروازہ کو تھوڑا اور سرکاتی ہے اور اپنے رب کی جانب مزید سفر کرنے کی کوشش کرتی ہے۔۔۔ اسکا یہ سفر ابھی تک جاری ہے اور انشا اللہ اسکی زندگی کی آخری سانس تک جاری رہے گا۔۔۔

تب نور کی روشنی میں آکر اسنے جاناکے ابھی بہت سے لوگ اسی اندھیرے میں گھرے کھڑے ہیں جہاں سے گزر کر وہ یہاں تک آئی ہے۔۔۔ اسے ان لوگوں میں اپنا آپ دکھائی دیا۔۔۔ کبھی وہ بھی انہی اندھیروں کی باسی تھی۔۔۔ تب وہ چاہتی تھی کہ کوئی ہاتھ ہو جسے پکڑ کر جسکی گائیڈنس میں وہ ان اندھیروں کو چیرتی ہوئی باہر آجائے۔۔۔

اس لئے وہ واپس آئی اس نیت سے کہ وہ ان تمام لوگوں کے لئے اللہ کی عطا کردہ ہدایت کے باعث وہ ہاتھ ثابت ہوگی جو انہیں ان اندھیرے راستوں سے روشنی کی جانب لانے کا باعث بن سکے۔۔۔ اس لئے وہ اس کوشش میں سالوں سے سر بستہ تھی۔۔۔

وہ سیکھے کو آگے سیکھانا چاہتی ہے۔۔۔

اور تم جاننا چاہو کی کے وہ لڑکی کون ہے۔۔۔۔ اسنے سانس تک روکے بیٹھی حیا کو
مخاطب کیا۔۔۔ وہ بہت مشکل سے سرہاں میں ہلا گئی۔۔۔
وہ لڑکی تمہارے سامنے بیٹھی ہے حیا۔۔۔۔۔
کنزل الایمان۔۔۔

آنسو حیا کی آنکھوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے۔۔۔
اس لئے جب تمہاری ماں نے مجھ سے تمہارا مسئلہ سنیر کیا تو میں باوجود بے انتہا
مصروفیات کے خود کو تمہارے پاس آنے سے روک نہیں سکی۔۔۔
میں تمہیں بس ایک ہی بات کہنا چاہوں گی حیا۔۔۔ یہ زندگی بہت قیمتی ہے۔۔۔ اور
بہت مختصر وقت کے لئے ہمیں ملی ہے۔۔۔ اس لئے اسے ضائع مت کرو۔۔۔ اس
مختصر سی زندگی میں زیادہ سے زیادہ وہ کرو جسکے لئے ہمیں پیدا کیا گیا۔۔۔۔
ہمیں اس دنیا میں دل لگانے کے لئے نہیں بھیجا گیا اس لئے ہمیں یہاں دل نہیں
لگانا کیونکہ ہمارا اصل کچھ اور ہے۔۔۔

یہ بالکل ایسے ہے جیسے ایک انسان کسی علاقے میں مہمان جائے کچھ وقت کے
لئے۔۔۔ اب وہ جانتا ہے کہ وہ یہاں کچھ دیر کا مہمان ہے۔۔۔ اسے اپنے گھر واپس

جانا ہے اور ہر صورت جانا ہے۔۔۔ لیکن اسکے باوجود وہ اس علاقے کی خوبصورتی کے باعث وہاں دل لگا کے بیٹھ جائے۔ اور خوبصورت چیزوں کی خوبصورتی اور لالچ کے باعث حق و باطل کی تفریق مٹائے ان چیزوں کے انبار لگانے لگے۔۔۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ جب اسے واپس اپنے گھر جانا ہے تو خالی ہاتھ ہی جانا ہے۔۔۔ بڑی محنت سے جمع کی گئی ان چیزوں کو یہیں کسی اور کے لئے چھوڑ کر۔۔۔ کیونکہ وہ باوجود شدید خواہش اور کوشیش کے بھی ان میں سے کچھ ساتھ نہیں لے جاسکتا۔۔۔ اور وہ یہ بھی جانتا ہو کہ اس مال میں سے اپنے ساتھ آپ محض وہی لے جاسکتے ہیں جو آپ اللہ کی رضا کی خاطر کسی کو دویا سکی راہ میں خرچ کرو۔۔۔ یا اسکے علاوہ آپ کے اچھے اخلاق ہیں جسے آپ واپس لے جاسکتے ہیں۔۔۔ روز روشن کی طرح یہ باتیں اسکے سامنے ہو اور وہ اسکے باوجود ہر بظاہر اچھی چیز کو اپنے گرد جمع کرے۔۔۔ ہر اس کام کو بنا سوچے سمجھے سرانجام دے جس سے اسے وقتی تسکین ملتی ہو۔۔۔ وہ خود کو ملی ہر کمانڈ کو بھلا کر اپنی مرضی کرے تو ایسے میں جب اس انسان کے واپس اپنے گھر جانے کا وقت ہو گا تو وہ کیا کرے گا حیا۔۔۔ اسکے تاثرات کیا ہونگے۔۔۔

یہ ہی حال ہم انسانوں کا ہے۔۔۔ ہم یہاں لگن ریزا ایسے اکھٹے کرتے ہیں جیسے یہاں پوری عمر کے لئے رہنا ہو۔۔۔

ہمیں واپس اپنے ابدی گھر جانا ہے اور وہاں کے لئے زادہ راہ اکھٹا کرنا ہے۔۔۔
صرف اخلاق نیک اعمال اور صدقہ جاریہ۔۔۔ جو ہم ساتھ لے کر جاسکتے ہیں۔۔۔
اور یہ کس صورت ممکن ہیں۔۔۔

جب ہم بالحاظ ہو جائیں۔۔۔ باادب بن جائیں۔۔۔ خود کو اخلاقی برائیوں سے پاک کر لیں۔۔۔ بڑوں کا ادب اور چھوٹوں سے پیار کرنے لگیں۔۔۔ کینہ بغض اور حسد اور نفرت جیسے جذبے خود سے کھرچ کر نکال دیں۔۔۔ جب دوسروں کی خوشیوں میں خوشیاں محسوس کرنے لگیں۔۔۔
جب دکھ ملنے پر دوسرے کو بددعا دینے کی بجائے ہدایت کی دعا دینے لگیں۔۔۔
جب بدلے کی بجائے اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑنے لگے۔۔۔ اور زندگی بے مقصد کاموں میں گزارنے کی بجائے بامقصد گزارنے لگیں۔۔۔

یہ تبدیلیاں چھوٹے چھوٹے لیول سے شروع ہوں تو انقلاب بھرپا کر دیتی ہیں۔۔۔
آپ آج لیٹ کیوں اٹھی رملہ کیونکہ زندگی میں کوئی واضح مقصد یا ڈائرکشن
نہیں۔۔۔

ہوتی تو آپ اسے حاصل کرنے کی جستجو کرتی اور یہ جستجو آپکو غافل بن کر سونے نا
دیتی۔۔۔

زندگی بہت قیمتی ہے میری بیٹی اسے وقتی لذت کے نام نا کرو۔۔۔
زندگی میں سب سے قیمتی ہے آپکا وقت۔۔۔ جو آج کل اردو ادب کے نام پر فحاشی
پھیلا کر آپکی اٹینشن گریپ کرنے کو کم و بیش ہر دوسرا چینل کر رہا ہے۔۔۔ سب کو
آپکا وقت درکار ہے۔۔۔ پھر وہ فحش ناول کی کیٹگری ہو ٹک ٹاک پر فضول قسم کی
ویڈیوز ہوں یا بے راہ روی کی تلقین کرتا کانٹینٹ ہو۔۔۔

آپکو کسی کے ٹریپ میں نہیں آنا کیونکہ انسان اشرف المخلوقات اسی لئے ہے تاکہ
اپنی فری ول کو استعمال کرنا صحیح راستے کا انتخاب کرے۔۔۔ وہ راستہ جو حق کا ہے
اور پھر اس پر ڈٹ جائے۔۔۔ اللہ نے تو سب کو دوراستے دیئے ہیں اور اسکے ساتھ
عقل بھی اور فری ول بھی۔۔۔ اگر انسان اس عقل کو استعمال کرتے درست

راستے کا انتخاب کرتا اس پر ڈٹ جائے گا تو ہی اشرف المخلوقات کی صفت پر پورا
--- اترے گا

آج ایک عہد کرو مجھ سے حیا کے کچھ اور نہیں تو خود کو اتنا با اختیار ضرور بناؤ گی کے
دوبارہ خود کو اس وقتی تسکیں کے لئے فحش ناول یا دوسرا کانٹینٹ کنزیومر کرنے
سے روک سکو اور اللہ کی خاطر اپنے اس فیصلے پر ڈٹ سکو۔۔۔
ایمان اپنی بات مکمل کر کے اٹھی اور خاموش آنسو بہاتی حیا کے پاس بیٹھ کر اسے
خود سے لگائی۔۔۔

انشا اللہ۔۔۔ وہ آہستگی سے گویا ہوئی۔
تھینکس آنٹی کے آپ یہاں آئیں۔۔۔ میں پوری کوشش کروں گی کے اس
ہدایت کو جو آپ کے توسط مجھ تک آئی اسے تھام کر رکھوں۔۔۔ اور کبھی جو اس دنیا
کی مصنوعی آرائش دیکھ کر میرے قدم ڈگمگانے لگے تو آپ ہیں نامیرے پاس میں
پھر سے آپ کے پاس آ جاؤں گی۔۔۔ اسکے آنسو صاف کرتے ایمان دل سے مسکراتی
سرہاں میں ہلا گئی۔۔۔

&

واجد خان نم اور پشیمان نگاہوں سے ارد گرد دیکھ رہا تھا۔۔۔ جہاں ایمان لاؤنج میں گھومتی پھرتی سارا بکھیرا سمیٹ رہی تھی۔۔۔ کچن میں واجد خان کے لئے پرہیزی کھانا پک رہا تھا۔۔۔ رملہ اور اینجل انکے پاس ہی بیٹھی تھی۔۔۔ رفتہ رفتہ زونی سبحان اور شامیر بھی وہیں آگئے۔۔۔

اسے لاہور آئے ہفتے سے زیادہ ہو گیا تھا۔۔۔ بچوں نے اور بالخصوص ایمان نے اسکی وہ خدمت کی تھی کہ وہ اس لڑکی کی خوبیوں کا معترف ہو گیا تھا جسے ایک عرصہ دراز سے صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتا تھا۔۔۔

اسنے اس لڑکی کو تب مروانا چاہا تھا جب وہ باختیار تھا۔۔۔ اور اس لڑکی نے اس بے بس انسان کی خدمت تب کی جب وہ باختیار تھی۔۔۔ دونوں کے عملوں کے تضاد نے واجد خان کو اسنے سامنے سراٹھاپانے کے قابل ناچھوڑا تھا۔۔۔ وہ اس سے عمر میں آدھی سے بھی کم لڑکی اسے خود سے کہیں بلندیوں پر کھڑی دیکھائی دیتی کے اسکے سامنے واجد خان کو اپنا آپ چھوٹا اور کم تر لگنے لگتا۔۔۔ اس لڑکی کو ہمیشہ واجد خان نے حقیر کم تر۔۔۔ کم ذات اور گھٹیا خاندان کی لڑکی گردانہ تھا۔۔۔ لیکن وہ

اپنے اخلاق ذات کے صفات اور بے لوث محبتوں و خدمت سے اپنا آپ منواگی
۔۔ تھی

ایک نقش جو واجد خان کے دماغ میں خاندانی اور اونچے شملے کو لے کر بنا تھا اس
لڑکی نے اس میں بری طرح شگاف ڈالا تھا۔۔

خاندانی لوگ پیسوں سے نہیں بنتے۔۔ ناہی وہ دولت و امارت کے محتاج ہوتے
ہیں۔۔ انسان خاندانی اور نسلی کہلاتا ہے اپنی ذات کی خوبیوں قول کی پختگی اور
وفاداری سے۔۔ اور یہ ساری خوبیاں اس لڑکی میں کوٹ کوٹ کر بھری تھیں
۔۔

واجد خان کی پشیمانی اس قدر بڑھتی کے اس سے سر اٹھانا محال ہو جاتا۔۔
وہ لڑکی تینوں وقت فریش کھانا اسکے لئے اپنے ہاتھوں سے بناتی تھی۔۔ دونوں
پوتے اسے شام میں کبھی گھر کے لان تو کبھی قریبی پارک میں لیجاتے۔۔ وہ
آنکھیں جو زندگی سے مایوس ہو گئیں تھیں اب باہر نکل کر دنیا کو سبک روئی سے چلتا
دیکھ رہیں تھیں۔۔ گویا وقت صرف اسکے لئے ہی رکا تھا۔۔ باقی سب کی لئے تو
چل رہا تھا۔۔

سب بچوں کے جانے کے بعد ایمان چھوٹے موٹے کام لئے واجد خان کے پاس ہی
---- بیٹھ جاتی۔۔۔ اس سے کسی ناکسی ٹاپک پر بات کرتی

کی دفعہ وہ اسکی ان عادت پر اسکے سامنے روتے ہوتے معافی مانگنے لگتا تو وہ بڑی
محبت و عقیدت سے انکے ہاتھ تھام کر انکھوں سے لگا جاتی۔۔۔

وہ سب کو اذان کی آواز پر اپنے اپنے کام چھوڑ کر نماز کے لئے بھاگتے دیکھتا تو بے
ساختہ اسکے دل میں بھی خواہش پیدا ہوتی۔۔۔

جسکا اظہار اس روز اسنے جھجھکتے ہوئے زوہان کے سامنے کر ڈالا۔۔۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے گرینڈ پاچلیں آئیں میں آپکو وضو کرواں آپ وہیل چیئر پر
ہی نماز ادا کروائیں۔۔۔

اسنے جھٹ انکے مسئلے کا حل نکال ڈالا تھا۔۔۔ یوں کے وہ حیرت زدہ رہ گیا۔۔۔

یہ بھلا کیسے ممکن ہے۔۔۔ وہ معجب ہوا۔۔۔

کیسے ممکن نہیں گرینڈ پا۔۔۔ بیماروں اور معذوروں کے لئے ہمارے مذہب میں

بڑی آسانی ہے۔۔۔ بڑی وسعت ہے ہمارے دین میں گرینڈ پا۔۔۔ بڑا پیارا مذہب

ہے ہمارا یہ الگ بات کے ہم اسکے بارے میں مکمل آگاہی نہیں رکھتے۔۔۔ اس چیز پر بات کرتے اسکے لہجے میں فخر ہوتا۔۔۔

اس روز ایک عرصہ دراز بعد واجد خان نے اٹک اٹک کر نماز پڑھی۔۔۔ اسکی نماز میں بہت سی غلطیاں تھیں جنہیں زوہان نے خندہ پیشانی سے بنا انہیں جج کئے درست کروایا۔۔۔ اور اسکے بعد زوہان کا معمول بن گیا۔۔۔ وہ اپنی نماز کے لئے جانے سے پہلے گرینڈ پا کا وضو کرواتا۔۔۔

فجر میں پہلے انکا وضو کرواتا پھر مسجد میں نماز ادا کرنے جاتا اور واپس آکر انکے پاس بیٹھ کر تلاوت کرتا۔۔۔ اور ناشتے کی میز پر انہیں ساتھ لئے باہر آتا۔۔۔ واجد خان ناشتہ اور ڈنر سب کے ساتھ ڈائیننگ پر ہی کرتا۔۔۔ ناشتے کے بعد دونوں بھائی مل کر انہیں واپس بیڈ پر لٹاتے۔۔۔

شام میں پھر سے انہیں باہر لے آتے۔۔۔ چائے کے وقت شامیر اور دونوں بھائی انکے ساتھ نشست لگاتے۔۔۔

احساس زیاں ہو رہا ہے شامیر۔۔۔ پتہ نہیں وقت رہتے احساس کیوں ناہوا۔۔۔
ورنہ اقتدار میں رہتے کتنے ہی بہترین کام کر سکتا تھا میں۔۔۔ گرینڈ پا کا لہجہ پست اور
سر جھکا ہوا تھا۔۔۔

بگڑا تو ابھی بھی کچھ نہیں گرینڈ پا۔۔۔ زوہان نے ٹکرا لگایا۔۔۔
یہ حسرتیں تب رہتی ہیں جب انسان کی سانسیں بند ہو جائے اور بہتری کی جانب
گامزن ہر راستہ اس پر بند ہو جائے۔۔۔
جب تک انسان زندہ ہے۔۔۔ تو بہ کادر بھی کھلا ہے اور بگڑے کام سدھارے بھی
جاسکتے ہیں۔۔۔

آپ ابھی بھی باختیار ہیں۔۔۔ میں تو محض مشورہ دے سکتا ہوں باقی جو آپ کی
مرضی۔۔۔

اپنی جائیداد کا بٹوارہ کریں اور اپنی حیاتی میں اپنے جائیداد سے اپنے بچوں کا شرعی
حق ان کے نام کر کے اپنے حصے سے جو مرضی کریں۔۔۔
اپنے ہاتھ سے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کریں کے انسان نے یہ ہی ساتھ لے کر جانا
ہے۔۔۔

یہ بات واجد خان کے دل پر لگی تھی۔۔۔

راستے تو بہت سے نکل رہے تھے بس وہ ہی اپنی نا فہمی کے باعث مایوس ہو رہا تھا۔۔۔

اسی روز اسنے اپنے چاروں بچوں سے مشورہ کیا اور یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچایا۔۔۔
عدنان کے حصے سے جو رملہ کا شرعی حصہ بنتا تھا وہ اسکے نام کر دیا گیا۔۔۔ چند دنوں میں تینوں بھائیوں اور امل کے حصے انکے شرعی حصے کرنے کے بعد واجد خان نے اپنے حصے کی پر اپریٹی بیچ کر اسے فلاحی کاموں کے لئے وقف کر دیا۔۔۔ بجائے کسی فلاحی ادارے کو دینے پر اسنے یہ کام بھی زوہان کے کہنے کے مطابق اپنے لاہور اور اسلام آباد کی فیکٹری کے ورکرز سے شروع کیا۔۔۔
کسی کی بیٹی کی شادی جہیز کی وجہ سے پڑی تھی تو کسی کا کوئی میجر آپریشن تھا۔۔۔
اسنے سب کی لسٹ نکلوا کر اپنی تمام رقم ان پر لگانا شروع کی۔۔۔ لوگ اس کا شکریہ ادا کرنے کو ملنے آتے تو لاکھوں دعاؤں سے نواز کر جاتے۔۔۔
جمعوں کا شکار ہو چکی زندگی متحرک ہوا اٹھی تھی۔۔۔

۔۔ اس گھر میں آکر اس پر آگاہی کے بہت سے درواہ ہوئے تھے

ایک بات بولوں زونی۔۔ وہ اور گرینڈ پاشام کے وقت قریبی پارک آئے تھے جب
گرینڈ پاکی آواز پر وہ انکی وہیل چئیر دھکیلتا چونکا۔۔
جی جی گرینڈ پا۔۔ پوچھیے۔۔

بیٹا میں ملا ہوں خولہ سے ماشا اللہ بڑی پیاری بچی ہے۔۔ بالکل تمہاری ماں کی
طرح۔۔

گرینڈ پا کے تعریف کرنے پر وہ بے ساختہ مسکرا دیا حنکہ ہونٹوں کے ساتھ ساتھ
آنکھیں بھی مسکرا اٹھیں۔۔

ایک خواہش کا اظہار کروں تو پوری کرو گے۔۔ انکے لہجے میں آس تھی۔۔
زوہان کا ماتھا بے طرح ٹھنکا۔۔ آخر کو داگریٹ زوہان شامیر خان تھا۔۔ اسکی
چھٹی حس اسے آگاہ کر رہی تھی کہ گرینڈ پا کیا کہنے والے ہیں۔۔

جی کہیے۔۔ اسنے ایک بیچ کے سامنے وہیل چئیر روکی اور خود آکر بیچ پر بیٹھ گیا

--

۔۔ نکاح کر لو بیٹا

انکے نرمی سے کہنے پر اسے بے طرح کھانسی کا پھندہ لگا۔۔۔
خدا کا نام لیں گرینڈ پا۔۔۔ ابھی میں چھوٹا بچہ ہوں۔۔۔ اس کے دہائی دینے پر گرینڈ پا
مسکرا دیئے۔۔۔

زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں بیٹا میں تمہاری خوشیاں دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔
در اصل بات یہ ہے گرینڈ پا کے وہ بندی بہت شرم و حیا والی ہے۔۔۔

To be very honest...

جس روز اس رشتے کا عقدہ کھلانا اس بندی نے پھوپھو کے گھر آنا چھوڑ جانا ہے۔۔۔
اور تو اور اگر غلطی سے میں ماموں کے گھر چلا گیا تو اس نے سامنے ہی نہیں انا۔۔۔ تو
کیوں چیزوں کو کمپلیکٹ بنانا گرینڈ پا۔۔۔ جو جیسا چل رہا ہے چلنے دیں۔۔۔ ابھی بہت
وقت ہے وقت آنے پر دیکھا جائے گا۔۔۔

اسکی وضاحت پر یکدم گرینڈ پا خاموش ہو گئے۔۔۔ زوہان نے شدت سے انکی
۔۔۔ خاموشی نوٹ کی

یار گرینڈ پا کیا ہو گیا ہے۔۔۔

بس زونی میں حان کی طرح تمہاری بھی خوشیاں دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔ نکاح ناسہی تو منگی ہی کروالیتے لیکن خیر۔۔۔ وہ خاموش ہو گئے۔۔۔

ناجانے کیوں زوہان سے انکا یہ انداز دیکھنا گیا۔۔۔

چلیں ٹھیک ہے گرینڈ پا کرتے ہیں ممی ڈیڈ سے اس بارے میں بھی بات۔۔۔ اور پھر اسی رات یہ مسئلہ ایمان اور شامیر کے سامنے تھا۔۔۔ جس پر سنجیدگی سے غور و فکر کے بعد اسے ان دونوں کی جانب سے قبولیت کی سند مل گئی۔۔۔

وہ سب سوائے زوہان اور گرینڈ پا کے خولہ کے گھر آئے تھے۔۔۔ گرینڈ پا جا نہیں سکتے تھے اور زونی انکے پاس تھا۔۔۔ ان سب کو اپنے گھر دیکھ خولہ کے توپاؤں ہی زمین پر نالٹک رہے تھے۔۔۔۔۔ وہ چہکتی پھر رہی تھی۔۔۔ خولہ رملہ اینجل اور باقی سبھی ینگ پارٹی کے ساتھ ٹیرس پر تھی جبکہ نیچے سب بڑوں کی محفل جمی تھی۔۔۔ ایمان کے عقیدت و محبت سے بھائی اور بھابھی سے خولہ کا ہاتھ مانگنے پر وہ دونوں چند پل تو حیرت میں گھرے رہے پھر جھٹ سے اس رشتے کو قبولیت کی سند مل گئی کے گھر کی ہی تو بات تھی۔۔۔ اور پھر

زوہان کو کون نہیں جانتا تھا محض ماموں ہی نہیں وہ مامی کا بھی لاڈلا تھا۔۔۔ اور پھر خولہ کی پھوپھو اور اس گھر سے وابستگی و لگاؤ کسی سے دھکا چھپانا تھا۔۔۔ یہ رشتہ ہر لحاظ سے خولہ کے لئے مناسب تھا۔۔۔

لیکن جب خولہ کو وہاں بلاتے یہ ہی بات اس سے کر کے اسکی رائے مانگی گئی تو اس کا رد عمل سب کی توقع سے پرے تھا۔۔۔ زونی بھائی۔۔۔

پھوپھو کیا ہو گیا ہے آپ کو یار۔۔۔ کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ۔۔۔ زونی بھائی۔۔۔ وہ۔۔۔ بھائی ہیں میرے۔۔۔ اوپر سے اول درجے کے کھڑوس سڑے ہوئے کریلے آپ کو پتہ ہے میں مذاق میں مہوش آپ سے کیا کہتی تھی کہ جس لڑکی سے زونی بھائی کی شادی ہو گئی نا اسکی قسمت پھوٹ جائے گی۔۔۔

پھوپھو کیا وہ لڑکی میں ہوں۔۔۔ وہ روہانسی ہوتی سب کو مسکراہٹ دا بنے پر مجبور کر گئی۔۔۔

خولہ بیٹا کیا میرا بیٹا بنا رہا ہے۔۔۔ ایمان نے مصنوعی خفگی سے کہا۔۔۔

اس سے بھی زیادہ پھوپھو۔۔۔ مجھ سے تو انہیں اللہ واسطے کا بیر ہے۔۔۔ آپ سمجھتی کیوں نہیں۔۔۔ اپنے کمرے تک میں تو گھسنے نہیں دیتے مجھے۔۔۔ ہر وقت پیچھے پڑے رہتے ہیں۔۔۔

شادی کے بعد تو گھسنے دے گا نا خولہ۔۔۔

شامیر کے مسکراہٹ داب کر ٹکرا لگانے پر وہ جھنجھلا کر رہ گئی۔۔۔ انکے موبائل کو ہاتھ لگا دوں تو گردن اڑانے پر آجاتے ہیں وہ۔۔۔ فوراً اگلا جواز تیار تھا۔۔۔

وہ تمہیں اپنے جیسا نیا موبائل لے دے گا خولہ گڑیا۔۔۔ اس مسئلے کا حل سبحان نے نکالا تھا۔۔۔

نینا کا بس چلتا تو میڈم کی گوہر افشانیوں پر ایمان کا لحاظ کئے بنا دو جڑ دیتی۔۔۔ مگر مسئلہ یہ تھا کہ وہ ایمان کے ساتھ ہی دہکی بیٹھی تھی۔۔۔

پھوپھو ووو ووو۔۔۔ وہ خاصہ بے چین تھی۔۔۔

کیا آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے میرے پاس نہیں آنا چاہتی۔۔۔

آنا چاہتی ہوں نا مگر زونی بھائی۔۔۔

اور پھر ایمان کے محبت سے سمجھانے پر بلاخر آدھے گھنٹے بعد وہ بے دلی سے رضا
مندی دے گئی۔۔۔

اگلے ہفتے کی سادگی سے منگنی کی تاریخ طے پائی تھی۔۔۔

& &

زوہان اور رملہ کے ذریعے وہاں ہوئے سبھی واقعات زوہان کے گوش گزرے تو وہ
سر کھجھا کر رہ گیا۔۔۔

بڑی مشکلوں سے لڑکی راضی کی ہے بھی۔۔۔ شکر کرو تم مان گی وہ۔۔۔
رملہ نے صوفے پر بیٹھتے اس پر احسان جتایا۔۔۔

بھی شکر تو اسے کرنا چاہیے ناجسے بیٹھے بٹھائے اسقدر ہنڈ سم لڑکا مل رہا ہے۔۔۔ وہ
رملہ کی بات ہوا میں اڑاتا اترایا۔۔۔

ہنڈ سم۔۔۔ وہ تمہیں سڑا ہوا کریلہ کہتی ہے۔۔۔ رملہ تیزی سے سیدھی ہوتی بولی تو
سبحان قہقہہ لگاتا ہنس دیا۔۔۔

جبکہ زوہان کی صورت دیکھنے لائق تھی۔۔۔

ہیرے کا قدر دان جواہری ہی ہو سکتا ہے۔۔۔ وہ سر جھٹک کر رہ گیا۔۔۔

اور پھر وہی ہوا جس کا زوہان کو خدشہ تھا۔۔۔ اس لڑکی نے پھوپھو کے گھر آنا چھوڑ دیا تھا۔۔۔ حنکہ ایمان نے ان سب کو یہیں آنے کو بولا تھا تا کہ یہیں سے پھر منگنی کی شاپنگ کے لئے جایا جاتا۔۔۔ لیکن ہر بار سب سے پہلے

وہاں پہنچنے والی خولہ نے اس مرتبہ وہاں آنے سے منع کر دیا تھا کہ جاتے ہوئے اسے وہیں سے لیجائیں۔۔۔ کسی نے بھی اس بات پر بحث کرنے کی بجائے اسکی رائے کا احترام کیا تھا۔۔۔ زوہان کو اس چیز کا اندازہ پہلے سے تھا۔۔۔ اس لئے اب وہ اپنے طریقے سے اس بندی کے ڈھیلے پرزے اور کھسکا دماغ درست کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

Novelistan

منگنی کی تیاری عروج پر تھی اور ایمان کی کتاب راہ حق کی پبلشنگ کی بھی۔۔۔ اسنے بہت تیزی سے اسے مکمل کیا تھا ایڈیٹنگ اور پروورڈنگ کے بعد وہ آج کل پرنٹنگ کے لئے گئی ہوئی تھی۔۔۔ اس ناول کے بارے میں وہ اپنے پلیٹ فارمز پر

اناؤ سنس کر چکی تھی اور اسکے ریڈرز اس کتاب کے ہاتھ میں آنے کے شدت سے
منتظر تھے۔۔۔

اس سب میں سبحان اور شامیر نے اسکا بہت ساتھ دیا تھا۔۔۔
اسکا زیادہ وقت آج کل اپنی ورک پلیس پر ہی گزرتا۔۔۔ صبح میں وہ ایک گھنٹہ
جلدی اٹھنے لگی تھی۔۔۔ وہ گھنٹہ وہ اپنی ورک پلیس پر صرف کرتی۔۔۔ باقی ساری
ایکٹیویٹیز اسنے آج کل بند کر رکھی تھی۔۔۔۔۔
وہ زوہان کی منگنی سے پہلے اس کا رخنہ کو مکمل کرنا چاہتی تھی۔۔۔
۔۔۔ اس وقت بھی وہ اپنے ورک پلیس میں تھی

اینجل رملہ کے ساتھ کھیلتے کھیلتے اسی کے کمرے میں سو گئی تو وہ اس پر لحاف دیتی بستر
سے اتر آئی۔۔۔

آج اسکا میٹرک کارزلٹ آیا تھا۔۔۔ مجموعی طور پر اسنے کافی اچھے نمبر لئے
تھے۔۔۔ نائنٹھ میں سپیلی کے باوجود میٹرک میں ستر فیصد نمبر لینے پر سب نے
اسکی بہت حوصلہ افزائی کی تھی لیکن زوہان سبحان اور خولہ کی پروگریس کے آگے

اسکا رزلٹ بہت پھیکا تھا۔۔۔ وہ جانتی تھی سب اسکا دل رکھ رہے ہیں۔۔۔ اور تو اور سبحان نے تو اسکی بھی ضرورت محسوس ناکی تھی۔۔۔

بس بہت ہوا۔۔۔ اسکی اس روز کی چرب زبانی کے بعد سبحان اور رملہ میں در آنے والے فاصلے ہنوز قائم تھے۔۔۔ وہ نارملی اس سے بات کرتا۔۔۔ جتنا وہ پوچھتی اتنا جواب دے دیتا لیکن وہ اس سے مطمئن نا تھی۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ اس کی جانب سے سبحان کے دل میں ناراضگی ہے۔۔۔ جسے وہ چاہ کر بھی دور نہیں کر پار ہی تھی۔۔۔

تبھی اب دل کڑا کر کے ہر انجام سے بالاتر ہوتی اپنے کمرے سے نکل آئی۔۔۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔۔۔ اس سے زیادہ وہ اس ستم گر کی نظر اندازی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

اسکی انا کسی صورت اسکے رشتے سے بڑی نہیں تھی۔۔۔ آج کافی عرصے بعد اس میں پہلے والی باغی رملہ کی جھلک دکھائی دے رہی تھی۔۔۔ آڑیا پار والی

سبحان کے کمرے کے دروازے کے پاس رک کر اسنے دروازہ ناک کیا اور بنا اسکی اجازت کا انتظار کئے دروازہ دھکیلتی اندر بڑھ آئی۔۔۔

بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ٹانگوں پر رکھے لیپ ٹاپ پر کام کرتے سبحان نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔۔۔ جو لانگ فرائک پر شال اوڑھے ہوئے تھی۔۔۔ بال ڈھیلی سی پونی میں مقید تھے۔۔۔ ہاتھ سینے پر بندھے تھے البتہ آنکھوں میں ایک الگ سا تاثر تھا۔۔۔

وہ سوالیہ اسکی جانب دیکھنے لگا۔۔۔ جیسے اسکا یوں اس طرح اپنے کمرے میں آنے کا مقصد جاننا چاہتا ہو۔۔۔

آپکو پتہ ہے کل زوہان کی منگنی ہے۔۔۔
سبحان لیپ ٹاپ سائیڈ پر کر تاسیدھا ہو بیٹھا۔۔۔

ہاں میں جانتا ہوں۔۔۔ وہ اسکی بات کا محرک نا سمجھا۔۔۔ تو پھر۔۔۔
تو پھر یہ کے آپ نے مجھے کل کے فنگشن میں پہننے کے لئے ابھی تک کوئی آؤٹ فٹ نہیں دیا۔۔۔

واہ کیا استحقاق بھرا انداز تھا کے سبحان بھی الجھ کر رہ گیا۔۔۔

آج اس بندی کے تیور ہی نہ لے تھے۔۔۔

کیا وہ میں تمہیں دینے والا تھا۔۔۔ میں نے ایسا کب کہا۔۔۔ کیا تم نے ممی کے ساتھ جا کر شاپنگ نہیں کی۔۔۔

میں نے انکے ساتھ جا کر شاپنگ کی ہو یا نا کی ہو مسٹر سبحان۔۔۔ یہ آپکا کنسرن نہیں۔۔۔ جب نکاح کے بعد ہر فنکشن کے لئے میری شاپنگ آپ کرتے رہے ہیں تو پھر اب کیوں نہیں۔۔۔ وہ دو قدم آگے بڑھتی اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پر اعتمادی سے گویا ہوئی۔۔۔

اوہ۔۔۔ اس جرح پر سبحان نے ماتھا مسلہ۔۔۔ اسے محرک اب سمجھ میں آیا تھا۔۔۔ وہ اٹھ کھڑا ہوتا اسکے مد مقابل آیا۔ جو شعلہ جوالہ بنی کھڑی تھی۔۔۔ وہ تو اس لئے کرتا تھا کیونکہ مجھے تمہاری کی گئی ڈریسنگ پر اعتراض تھا۔۔۔ لیکن اب تو الحمد للہ تم خود ہر چیز کا خیال رکھنے لگی ہو۔۔۔

بے ساختہ رملہ کا دل بھر آیا۔۔۔ گویا وہ ہر چیز سے آگاہ تھا۔۔۔ سب جانتا تھا نوٹ کر رہا تھا۔۔۔ بس ویسے ہی پتھر دل بنا ہوا تھا۔۔۔

اسکا مطلب مسٹر سبحان شامیر خان کے آپ سے اپنے لئے شاپنگ کروانے کے لئے مجھے قابل اعتراض ڈریسنگ کرنی ہوگی۔۔۔ ورنہ آپ دوبارہ میرے لئے کچھ نہیں خریدیں گے۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ وہ اس لڑکی کے رنگ ڈھنگ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا۔۔۔
میں نے ایسا نہیں کہا۔۔۔

اس سے الگ بھی نہیں آپکی بات کا مطلب۔۔۔ اب یہ مت کہنا کہ میں خود سے مفروضے گھر رہی ہوں۔۔۔

سبحان نے پشت پر ہاتھ باندھتے اسے چند پل غور سے دیکھا۔۔۔
او کے کل تک تمہارا آؤٹ فٹ پہنچ جائے گا۔۔۔ پھر گہری سانس خارج کرتے گویا بات سمیٹنی چاہیے۔۔۔

رملہ کچھ ڈھیلی پڑی۔۔۔ پہلے والا طنطنہ جاتا رہا۔۔۔

سبحان پلٹا۔۔۔ جب ہنوز اسے وہیں کھڑے دیکھ کر رکا۔۔۔ پھر الجھ کر پلٹا۔۔۔
کیا کچھ اور بھی کہنا ہے تمہیں۔۔۔

وہ سرہاں میں ہلاگی۔۔۔ البتہ اب کی بار نظریں جھکی ہوئی تھیں۔۔۔ سبحان بے
طرح ماتھا مسل کر رہ گیا۔۔۔ ہممم کہو۔۔۔

آج میرا زلٹ آگیا ہے۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ سبحان آگاہ ہے اسکے باوجود اسے
آگاہ کیا گیا۔۔۔ یس میں جانتا ہوں۔۔۔ ماشا اللہ کافی اچھی پروگریس دکھائی ہے تم
نے انفیکٹ۔۔۔

طنز کر رہے ہیں مجھ پر۔۔۔۔ وہ ایک دم سراٹھاتی اسے شکایتی نگاہوں سے دیکھتی
بات کاٹ گی۔۔۔

یا خدا یا۔۔۔ اب یہ کس نے کہا تم سے۔۔۔
کسی کے کہنے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ کیا مجھے خود سے نہیں پتہ۔۔۔ آپکے زونی اور
خولہ کی پروگریس کے آگے ان نمبروں کی کیا وقعت ہے۔۔۔ وہ جھنجھلا اٹھی۔۔۔
ایک توہر کوئی اسے یہ محسوس کروا رہا تھا کہ اسکے نمبر بہت اچھے ہیں۔۔۔
تو تمہیں کس نے کہا کہ اپنا موازنہ ہم میں سے کسی کے ساتھ یا دنیا میں کسی بھی
دوسرے انسان کے ساتھ کرو۔۔۔

وہ گہری سانس خارج کرتا آکر صوفے پر بیٹھا۔۔۔

کیا مطلب ہے اس بات کا۔۔۔ وہ بھی تھک کر بیڈ کی پائنٹی پر بیٹھ گی۔۔۔
مطلب یہ کہ موازنے کا معیار ہمیشہ اپنی ذات ہونی چاہیے۔۔۔ خود سے خود کا
موازنہ کرو گی تو اپنی پروگریس ٹریس کر پاو گی۔۔۔ کسی دوسرے سے اپنا موازنہ
کرو گی تو ایک سیراب کے پیچھے بھاگنے کے مترادف ہو گا۔۔۔
اپنے میٹرک کے رزلٹ کا مقابلہ اپنے نائنٹھ کے رزلٹ سے کرو گی تو پتہ چلے گا تم
نے کیا اچیو کیا ہے۔۔۔

ویل میں تمہیں مبارکباد دینے آنے ہی والا تھا۔۔۔ کچھ کام تھا اس لئے وقت نہیں
ملا۔۔۔

یہ تمہارے رزلٹ کے لئے میری جانب سے۔۔۔
اسنے سائیڈ پر پڑے میز کے نچلے دراز سے نکالتے ایک گفٹ ریپنگ میں لپٹا گفٹ
اسکی جانب بڑھایا۔۔۔

اس تکلف کی کیا ضرورت تھی حان۔۔۔ جب نکاح کا گفٹ نہیں دیا تھا تو یہ بھی
رہنے دیتے۔۔۔ وہ نڑو تھے پن سے یوں شکوہ کناں ہوتی گفٹ تھام گئی جیسے دونوں
میں بہت بے تکلفی ہو اور شکوے کے باوجود وہ اس گفٹ کو مس نہ کرنا چاہتی ہو۔۔۔

سبحان لب بھیج گیا۔۔۔

آپ ناراض ہیں نا مجھ سے۔۔۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھتی اسکے عین ساتھ بیٹھ کر بڑے
استحقاق سے اسکا ہاتھ تھام گئی کے سبحان اسکی اس جرات پر عیش عیش کر
اٹھا۔۔۔ لیکن اسنے نارملہ کو ٹوکنا ہاتھ کھینچا۔۔۔

۔۔۔ یہ لڑکی آج اسے جھٹکے پر جھٹکا دے رہی تھی

اب یہ مت کہنا کے بہت بے حیا لڑکی ہے یہ۔۔۔ اپنے شوہر کا ہی ہاتھ تھاما ہے میں
نے۔۔۔ اور میرا مذہب مجھے اس کی اجازت دیتا ہے۔۔۔ وہ آج گویا اسے چاروں
شانے چت کرنے آئی تھی۔۔۔

واللہ۔۔۔ میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔۔۔
آپ ایسا سوچ تو سکتے ہیں نا۔۔۔

نہیں میں نے ایسا کچھ سوچا بھی نہیں۔۔۔

بس یہ بتاؤ آج تمہیں ہوا کیا ہے۔۔۔ وہ کہنی میز صوفے کی ہتھی پر رکھے ہاتھ کی
گول مٹھی بنائے ہونٹوں پر رکھے اسے دیکھتا گویا ہوا۔۔۔

عین اسی وقت زوہان کسی کام سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور ان دونوں کو یوں بیٹھے دیکھ ٹھٹھک کر رکا۔۔

سوری۔۔ آئی تھنک میں نے ڈسٹرب کر دیا۔۔ وہ قدرے خفیف سا ہوا کے رملہ نے سبحان کے ہاتھ کھینچنے کے باوجود اسکا ہاتھ ناچھوڑا تھا۔۔

بالکل ایسا ہی ہے۔۔ تمہیں پتہ چل گیا اب تم جاؤ اور دروازہ بند کر جانا۔۔ مجھے میرا مسئلہ فکس کرنے دو۔۔

وہ جس نڈر انداز میں بولی زوہان جھٹ سیز فائر کرتا مسکراتا ہوا چلا گیا۔۔ جبکہ سبحان مسلسل شہادت کی انگلی ماتھے پر پھیر رہا تھا۔۔

کیا ہے یہ سب رملہ۔۔ زوہان کے جاتے ہی وہ رملہ سے سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔ ایکسکیوز کر رہی ہوں آپ سے۔۔ غلطی ہو گئی مجھ سے۔۔ قبول کرتی ہوں کے

میں اپنی قینچی کی طرح چلتی زبان کے باعث آپکو بارہا ہرٹ کر چکی ہوں۔۔ معافی

مانگتی ہوں آپ سے۔۔ اور آپکے ظرف کی قائل ہوں کے آپ نے میری

بکو اس کو انا کا مسئلہ نہیں بنایا۔۔ اس لئے مجھے معاف کر دیں۔۔ کیونکہ میں مزید

آپکی نظر اندازی برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔ پشیمان بھرائی آواز میں کہتے بے ساختہ
اسکی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔۔۔

سبحان یکدم ہی بے چین ہوا اٹھا۔۔

اوکے اوکے میں نہیں ہوں ناراض تم سے۔۔۔

تو پھر ٹھیک سے بات کیوں نہیں کرتے مجھ سے آپ۔۔۔ کیوں نظر انداز کرتے ہیں
مجھے۔۔۔ جب جانتے ہیں کہ بدل رہی ہوں میں خود کو اور آپکی پسند کے مطابق
ڈھال رہی ہوں خود کو اسکے باوجود بھی۔۔۔ وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپاتی سسک
اٹھی۔۔۔

اوہ گاڈ۔۔۔ وہ سر تھام کر رہ گیا۔۔۔ اسکا ایسی صورت حال سے پالا پہلی مرتبہ پڑا
تھا۔۔۔

وہ کچھ دیر اسے یونہی آنسو بہاتا دیکھتا رہا پھر جھجھکتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر اسے نرمی
سے ساتھ لگا گیا۔۔۔ وہ اسکے شانے پر سر رکھتی مزید شدت سے روتی مسلسل
ایکسیوز کر رہی تھی۔۔۔

اٹس۔۔۔ اٹس اوکے۔۔۔ میں نہیں ہوں تم سے ناراض پلیز ریلیکس۔۔۔ وہ
مسلسل اسکا سر تھپتھپا رہا تھا۔۔۔

آپ مجھے دوبارہ نظر انداز نہیں کریں گے۔۔۔
کبھی بھی نہیں۔۔۔ اور تمہارا آوٹ فٹ بھی کل تک آجائے گا۔۔۔ بلکہ ایک کام
کرو آنسو صاف کرو اور ممی کو بتا کر باہر آ جاؤ ہم ابھی لینے چلتے ہیں تمہارا آوٹ
فٹ۔۔۔

سبحان کے کہنے پر وہ آنسو صاف کرتی جھٹ اس سے الگ ہوئی۔۔۔
سچی۔۔۔

بالکل۔۔۔
میں ابھی آئی۔۔۔ وہ چہرہ صاف کرتی چہکتی ہوئی ایمان کو بتانے چلے گئے جبکہ سبحان
نے اسکے چپ کرنے پر بے ساختہ شکر ادا کیا۔۔۔

بوکھلائی سی ایمان گھر میں ہر کام نبٹاتی خاصی گھن چکر بنی ہوئی تھی۔۔۔ آج ایک
ساتھ دو دو خوش خبریاں تھیں۔۔۔ ایک تو اسکے بیٹے کی منگنی تھی۔۔۔ دوسرا دو دن

پہلے اسکی کتاب ریلیز ہوئی تھی اور دو ہی دنوں میں ریڈرز کارسپانس حیرت انگیز طور پر شو ہوا تھا۔۔ کتاب کی اتنی کاپیاں بکی تھیں کہ پہلے ایڈیشن کی چند کاپیز ہی رہ گئی تھیں۔۔۔

کتاب پڑھنے کے ساتھ ساتھ ہی کتاب پر حاصل سیر تبصرے ہونا شروع ہو چکے تھے۔۔۔

وہ لاونج میں آئی جب یکدم کچھ یاد آنے پر سر پر ہاتھ مارتی واپس کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔

حان سارے انتظامات کہاں تک پہنچے۔۔۔ جاتے جاتے کمرے سے نکلتے حان کو آواز دی جو فون پر مصروف تھا وہ ماں کو ہاتھ سے دو منٹ کا اشارہ کرتا باہر نکل گیا۔۔۔

وہ کمرے میں آئی جب شامیر نے اسکی کلائی تھامتے اسے بیڈ پر بیٹھایا۔۔۔
خان کیا کرتے ہیں آپ بھی یار۔۔۔ آپکو پتہ ہے کتنے کام پڑے ہیں۔۔۔
ارینجمنٹس ابھی مکمل نہیں اور سبھی مہمان بس پہنچتے ہوئے۔۔۔ ارحم اور ذوہیب

بھائی سے بات ہوئی وہ اور انکی فیملیز کب تک پہنچ رہی ہیں۔۔۔ اس پر عجلت سوار تھی۔۔۔

ریلیکس۔۔۔۔

یہ لوپانی پیو۔۔۔ اور ریلیکس ہو جاو۔۔۔ اسے ایک ہی سانس میں سارے سوال پوچھتے دیکھ وہ نرمی سے اسے ریلیکس کرنے کو پانی کا گلاس اسکی جانب بڑھا گیا۔۔۔ ایمان نے گلاس تھامتے منہ سے لگایا۔۔۔ اسے واقعی پیاس لگی تھی۔۔۔ سب ہو جائے گا اور وقت پر ہو جائے گا۔۔۔۔

انٹیریز ڈیزائنر آگیا ہے اور ٹیرس پر کام شروع ہو چکا ہے۔۔۔ کہا بھی تھا کہ کہیں حال میں فنکشن اریج کر لیتے ہیں پر تم اور تمہارا چھوٹا صاحب زادہ فری میں کام بڑھا لیا۔۔۔

خان فیملی فنکشن ہے۔۔۔ گھر میں زیادہ مزا آتا نا۔۔۔ اور جتنا مرضی لمبا چلتا فنکشن کوئی فکر ہی نا ہوتی۔۔۔

اوکے۔۔۔ شام تک سب کچھ مکمل ہو جائے گا۔۔۔ نیزارحم اور بھائی کی فیملی پہنچ چکی ہے سبحان اور زوہان انہیں ہی ایئر پورٹ سے پک کرنے گئے ہیں

اوہ۔۔۔ پھر تو میں۔۔۔ وہ سنتے ہی بجلت انکے ویلکم کو اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔
خدا کا نام لو۔۔۔ بیٹھ جاو۔۔۔ شامیر نے اسکی بازو کھینچتے اسے واپس بیٹھایا۔۔۔
ایمان روہانسی صورت بناتی اسے دیکھ کر رہ گئی
کھانا کھایا تم نے۔۔۔

بس کھانے ہی والی تھی۔۔۔ وہ لب چبا کر رہ گئی کے اب سمجھ میں آرہا تھا کہ سر
میں درد ہونے کے ساتھ ساتھ چکر بھی کیوں آنے لگے تھے کے اتنی مصروفیات
میں اسنے تو ناشتہ تک برائے نام کیا تھا۔۔۔
چلو آؤ کچن میں اکھٹے کھاتے ہیں۔۔۔ وہ اسے بازو کے حصار میں لئے کمرے سے نکلا
ایمان اسکی فکر مندی پر آسودگی سے مسکرا دی۔۔۔

رملہ تم تیار۔۔۔۔۔ سبحان کر تا شلواری میں ملبوس نک سک سے تیار رملہ کے کمرے کا
دروازہ وا کر تا اندر داخل ہوا تو آئینے کے سامنے کھڑی کانوں میں ایررنگز پہنتی
رملہ جھٹکے سے پلٹی۔۔۔

وہ اس وقت پستہ کلر کی دیدہ زیب میکسی میں ملبوس تھی۔۔۔ نفاست سے کیا گیا
۔۔۔ میک آپ اور پشت پر بکھرے بال جو پلٹنے سے شانوں پر بکھر آئے تھے
اسے اپنے سامنے یوں دیکھ سبحان کو بات تک کرنا بھول گئی۔۔۔ وہ بے خود سائیک
ٹک اسے دیکھتا قدم قدم اسکی جانب بڑھا۔۔۔
اسکے نگاہوں کے ارتکاز سے رملہ جھجھکی اور نگاہیں چراتی ایک چور نگاہ سامنے بستر
پر دراز آنچل کو دیکھا۔۔۔

جانے کیوں آج اسکی نگاہوں کے ارتکاز سے وہ خود میں سمٹی جا رہی تھی۔۔۔
بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔ وہ اسکے قریب آتا بے خود انداز میں گویا ہوا اور ہاتھ
کی انگلی سے اسکے چہرے پر اٹڈے بال پیچھے ہٹاتے کان کے پیچھے اڑے۔۔۔ اسکے
اتنے سے لمس سے وہ خود میں سمٹ سمٹ گئی۔۔۔
اتنی کے تم پر سے نگاہ ہٹانا محال ہو رہا ہے۔۔۔

اسنے آہستگی سے ڈریسنگ ٹیبل پر دھرا اسکا ایر رنگ اٹھایا اور اسے نگاہوں کے
ارتکاز میں رکھتے ہی اس کے کان میں پہنایا تو رملہ اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتی رخ
آئینے کی جانب موڑ گئی۔۔۔ بعجلت وہاں سے دوسرا ایر رنگ اٹھایا اور خود ہی

دوسرے کان میں پہننے لگی۔۔۔ لیکن ہاتھوں میں اتری واضح لغزش اندر کا حال بیان کر رہی تھی۔۔۔

سبحان اسکے قریب کھڑا بڑی بے خودی کے عالم میں اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس بندی کی پہل سے دل کی حالت بڑی تیزی سے بدلی تھی

کیا ہے حان۔۔۔ وہ اسکی نظروں کے ارتکاز سے جھنجھلائی سی پیر پٹختی پٹی۔۔۔ پلیز مجھے یوں مت دیکھیں میں کنفیوز ہو رہی ہوں۔۔۔ اسنے جھنجھلاہٹ آمیز بے بسی سے کہتے سبحان کی آنکھوں پر اپنی کوئل ہتھیلی رکھی تو کمرے میں اسکا قہقہہ گھونج اٹھا۔۔۔

پتہ نہیں اچھے خاصے ڈیسنٹ انسان کو کیا ہو گیا ہے۔۔۔ وہ اسکے قہقہے سے خفیف سی ہوتی بڑبڑا کر بیڈ پر پڑا آنچل اٹھا کر اوڑھنے لگی۔۔۔

اوکے اوکے۔۔۔ وہ سیز فائر کر گیا۔۔۔

اچھا بات تو سنو۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ کمرے سے نکلتی سبحان نے نرمی سے اسکی۔۔۔ کلائی تھامتے اسے روکا

۔۔۔ پھر جیب سے ایک خوبصورت ڈبی نکالی

یہ ہمارے نکاح کا تحفہ۔۔۔ اسنے ڈبی سے ایک نفیس سی وائٹ گولڈ کی انگوٹھی نکالتے اسکا ہاتھ تھا اور اسے انگوٹھی پہنانے لگا۔۔۔

اور اس چیز کا احساس آپکو میرے دلانے پر ہوا رائٹ۔۔۔ وہ اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ جس پر سے نگاہیں ہٹ کر نادے رہی تھی لیکن وہ شعوری کوشش سے اپنی نگاہوں میں قابو میں رکھے ہوئے تھی۔۔۔

نووو۔۔۔ اس چیز کا احساس مجھے اول دن سے تھا۔۔۔ پھر یہ تحفہ اتنی لیٹ کیوں۔۔۔ اس کے اعتراف پر وہ ہاتھ کمر پر رکھے لڑنے کو کمر بستہ تھی۔۔۔

سبحان مسکرا دیا۔۔۔ رملہ ہمارا نکاح ہنگامی بنیادوں پر ہوا۔۔۔ مگر چونکہ یہ میرا نکاح تھا تو میں اس کے بعد اپنی بیوی کو نکاح کا تحفہ بھی اپنی کمائی سے ہی دینا چاہتا تھا۔۔۔

اس لئے مجھے اسے خریدنے کے لئے کچھ وقت درکار تھا۔۔۔ کچھ دیر پہلے میں نے اسے خرید بھی لیا لیکن ہمارے مابین چلتی کش مکش کے باعث یہ تم تک پہنچنے میں تاخیر کا شکار ہو گیا۔۔۔

چونکہ ابھی تمہارا شوہر پارٹ ٹائم جاب سے اتنا ہی کماتا ہے اس لئے کسی ہیرے
جواہرات کی بجائے یہ گولڈ کی ہے۔۔۔ اسنے سادگی سے شانے اچکائے۔۔۔
رملہ اسکی سوچ پر حیرت سے گنگ اسے دیکھتی رہی۔۔۔

یہ میرے لئے کسی ہیرے جواہرات سے بڑھ کر ہے۔۔۔ بلاخروہ سمبھلی اور اسے
مسکراتی نم نگاہوں سے دیکھتی انگلی میں پہنی انگھوٹی پر لب رکھ گئی۔۔۔ دل کی
حالت تیزی سے بدل رہی تھی۔۔۔ جہاں اس شخص کا مقام مزید بلند سے بلند تر
ہوتا جا رہا تھا۔۔۔ وہ اس شخص کی قدردان تھی جو بنامانگے ہی اسکی قسمت میں لکھ
دیا گیا تھا۔۔۔ اسنے بامشکل کسی جذباتی مظاہرے سے بچنے کی خاطر گہری گہری
۔۔۔۔۔ سانسیں لیتے خود کو کمپوز کیا
ویسے آپ کام کیا کرتے ہیں۔۔۔ اسکے سنگ باہر آتے وہ پوچھ رہی تھی۔۔۔
گرافک ڈیزائننگ کر سروس دیتا ہوں۔۔۔

اوہ تبھی آپکی کلرنگ سینس اتنی اچھی ہے۔۔۔ وہ سر پر ہاتھ مار کر رہ گئی۔۔۔ آج یہ
عقدہ بھی کھل گیا تھا۔۔۔

خولہ پیچ کلر کی دیدہ زیب میکسی میں فنگشن کی مناسبت سے تیار کوئی کانچ کی گڑیا ہی لگ رہی تھی۔۔۔ میکسی کارنگ اسکی دودھیار نگت پر بہت کھلاتھا۔۔۔ مزید برآں مزید حسن سوگوار تھا تو اسکی خوبصورتی کو چار چاند لگ گئے تھے۔۔۔ وہ اس سب سے بے پرواہ نم آنکھوں سمیت جھنجھلائی سی ایمان کے کمرے میں موجود تھی۔۔۔ کبھی ہاتھ مسلتی کبھی پاؤں جھلاتی۔۔۔ اچھی مصیبت تھی۔۔۔ یہ اسکی پھوپھو کا گھر تھا۔۔۔ جتنے ڈھر لے سے وہ یہاں آتی تھی۔۔۔۔۔ کیسے دندناتی پھرتی تھی۔۔۔ لیکن جب سے یہ رشتہ بندھا تھا اسکا اس گھر میں آنا جانا چھوٹ گیا تھا۔۔۔ مزید برآں اب بھی وہ پھوپھو کے کمرے میں ہی قید ہو کر رہ گئی تھی۔۔۔ سبھی مہمان کم و بیش ٹیرس پر جا چکے تھے۔۔۔ رملہ اسے بیٹھا کر گئی تھی کے اوپر سب سیٹ ہو جائے تو اسے لیجا یا جائے گا۔۔۔ اسکا دل چاہ رہا تھا کہ وہ شدت سے رو دیتی۔۔۔ زونی بھائی۔۔۔

وہ ناجانے اسکے بارے میں کیا سوچتا ہو گا۔۔۔ اور اس رشتے کے بارے میں۔۔۔ وہ سب سے ہی ناراض ناراض سی تھی۔۔۔

اسنے جھنجھلا کر کمرے سے باہر نکلنے کا سوچا۔۔۔ سب لوگ اسے تنہا چھوڑ کر غائب ہو گئے تھے۔۔۔ حد تھی بھی۔۔۔ لیکن خیر اسکی بھوپھو کا گھر تھا اتنا بھی کچھ نہیں بدلہ اب۔۔۔۔

ضروری نہیں کے ابھی اس آسیب سے سامنا ہو جائے گا جو اسکی جان سے چمٹ گیا تھا۔۔۔ جسکے بارے میں سوچتے ہی دل یوں ڈھر کننا شروع ہوتا کے وہ خود پریشان ہوا ٹھتی۔۔۔

وہ منہ بسورتی آٹھ کر کمرے کے دروازے تک آئی۔۔۔ ابھی دروازہ کھولا ہی تھا کے کوئی آندھی طوفان کی مانند اندر داخل ہوا اور یہ ہوا زبردست قسم کا تصادم۔۔۔ آہ۔۔۔ وہ ماتھا سہلا کر رہ گئی۔۔۔

واٹ دا ہیل۔۔۔ سامنے زوہان تھا جو بجلت ماں کے کمرے میں آ رہا تھا۔۔۔ واہٹ کر تا شلوار میں ملبوس جس پر براؤن واسکٹ زیب تن کر رکھی تھی جسکے بٹن ابھی کھلے تھے۔ خوشبوں میں نہایانک سک سے تیار۔۔۔

اسے یوں سامنے پار ملہ حواس باختہ سی ہوتی خود میں سمٹی اور بے ساختہ چند قدم
--- پیچھے ہٹی

یا وحشت لڑکی۔۔۔ مانا کے پیاری لگ رہی ہو مگر اس میں کیا کمال دو کلو کا میک
چہرے پر لگا کر تو کوئی بھی پیارا لگے گا۔۔۔

واہ واہ۔۔۔۔ اسکی تعریف کرنے کا اپنا ہی انداز تھا۔۔۔
رملہ معجب ہوئی۔۔۔

لیکن اس میں آنکھیں ادھار دے آنے کی بھلا کیا تک بنتی ہے۔۔۔ لے کر سارے
لباس کا کباڑا کر کے رکھ دیا۔۔۔ وہ تاسف زدہ سا جھنجھلایا ہوا کرتے کو صاف کر رہا
تھا جہاں خولہ کے ٹکرا نے کے باعث لپ اسٹک نشان چھوڑ گئی تھی۔۔۔
خولہ نے حیرت سے پھٹی پھٹی آنکھوں سمیٹ اسے دیکھا۔۔۔

کچھ بھی تو نابدلہ تھا۔۔۔ یہ تو وہی زوہان تھا جس سے اسکی دن میں کئی کئی دفعہ تو تو میں
میں ہوتی تھی۔۔۔ وہ زرارہ یلیکس ہونے لگی۔۔۔۔
زوہان کی شعوری کو شیش رنگ لا رہی تھی۔۔۔

آنکھیں ادھار دے کر آرہے ہونگے آپ خود۔۔۔ میں کیوں دینے لگی بھلا اپنی
آنکھیں ادھار۔۔۔ زوہان ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا کرتا صاف کرنے کی
کوششوں میں ناکام ہوتا اب واسکٹ کے بٹن بند کر کے دیکھ رہا تھا جس نے اس نشان کو
کو رکھ دیا تھا جب وہ اسی کے انداز میں اس کے مد مقابل آئی۔۔
آوہیلو محترمہ۔۔۔ یہ دیکھو میرے جڑے ہوئے ہاتھ۔۔۔ آج میری زندگی کا بہت
اہم دن ہے۔۔۔ تم سے بحث میں نہیں پڑ سکتا۔۔۔
اس لئے خبردار جو چہرے پر بارہ بجا کر بیٹھی اور میرا فوٹوشوٹ خراب کرنے کی
کوشش کی تو۔۔۔
میری انگلیجمنٹ کی ایک ایک یاد سپیشل ہونی چاہیے۔۔۔ اور ہر فوٹو یاد گار۔۔۔ سمجھ
آ رہی ہے میری بات۔۔۔
اوہ ہو۔۔۔ کہہ تو ایسے رہے ہیں جیسے یہ محض اپنی انگلیجمنٹ ہے میری بھی ہے
انگلیجمنٹ۔۔۔
ہاں ہوگی مگر تمہیں تھوڑی نا کوئی فکر ہے کہ یہ ایونٹ بہت خوبصورتی سے اختتام
۔۔۔ کو پہنچے

ایکسیوزمی۔۔۔ آپ یہ کیسے۔۔۔ خولہ نے کمر پر ہاتھ رکھا گویا وہ لڑے بھرنے کو بالکل تیار تھی۔۔۔

اوکے اوکے فائن۔۔۔ باقی کی لڑائی بعد میں ابھی جلدی چلو سب ٹیرس پر انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ وہ ہاتھ جھلا کر باہر نکلا جبکہ وہی خولہ جو کچھ دیر پہلے محض باہر نکلنے کے بارے میں سوچتے بھی کترار ہی تھی اس وقت بہت پر سکون انداز میں مسکراتی ہوئی میکسی دونوں چٹکیوں میں اٹھائے اسکے ساتھ کمرے سے نکلی۔۔۔ یہ وہی گھر تھا اور یہ شخص بھی وہی تھا۔۔۔ وہ خوا مخواہ پریشان ہو رہی تھی۔۔۔

ٹیرس پر بہترین انٹریئر کیا گیا تھا۔۔۔ خولہ اور زوہان سیٹج پر بیٹھے تھے۔۔۔ باقی سب خوش گپیوں میں مصروف تھے کچھ بیٹھے تھے کچھ کھڑے تھے۔۔۔ سبحان اور رملہ سیٹج کی دائیں جانب کھڑے تھے ہر کچھ دیر بعد سبحان اسکے کان میں کوئی سرگوشی کر دیتا کہ وہ بے ساختہ مسکرا دیتی۔۔۔

ماں اور مشہ کے ساتھ دور بیٹھی رانیہ جلتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اسنے اس رشتے میں بھگار پیدا کرنے کو ہر حربہ ازما ڈالا حتکہ جب سے یہاں آئی تھی اسے

یہ تک کہہ کر وارن کر دیا کہ سبحان بھی شامیر چاچو کا ہی بیٹا ہے خیال رکھنا کہیں ایسا ناہو کے چند سال بعد بڑے آرام سے دوسری بیوی اور بچے نکال لائے اور تم خاندانی بہو کے زعم میں ہی بیٹھی رہو۔ مگر مجال تھی جو اسکی کسی بھی بات نے اس بندی کے چہرے سے مسکراہٹ نوچی ہو یا اسے بے سکون کیا ہو۔۔۔ اور اب بھی وہ بنا بگڑے کس اطمینان کے ساتھ سبحان کے پاس کھڑی شریوشیوں میں باتیں کر رہی تھی۔۔۔

ایمان سبھی مہمانوں کو خصوصی پروٹوکول دے رہی تھی کبھی عروشہ کے پاس آتی تو کبھی رفیعہ کے پاس۔۔۔ نینا تو بڑی بہنوں کی طرح اسکے ساتھ ہر کام میں پیش پیش تھی۔۔۔ آج تو خلاف معمول آنسہ بھابھی کا موڈ بھی خاصا اچھا تھا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں رنگ سرمنی شروع ہوئی اور خولہ اور زوہان نے ایک دوسرے کو انگوٹھی پہنائی۔۔۔

تم دیکھ لینا خولہ۔۔۔ فوٹوز تو میری ہی پیاری آئیں گی۔۔۔ تمہیں تو میرے پہلو میں بیٹھنے کے باعث زرا مار جن مل جائے گا کہ تھوری بہت پیاری فوٹوز تمہاری بھی لگنے لگیں۔۔۔ زوہان اسکے کنا کے پاس جھکتا سر گوشانہ گویا ہوا۔۔۔

آہ یہ خوش فہمیاں۔۔۔ یونواٹ۔۔۔ آپکو آپکی انہی خوش فہمیوں نے لے ڈوبنا ہے۔۔۔ جب لگ ہی میں پیاری رہی ہوں تو فوٹوز بھی تو میری ہی پیاری آئیں گی نا۔۔۔

وہ شانے اچکاتی اترائی۔۔۔

اللہ۔۔۔ اللہ۔۔۔ جھوٹ بولنے والوں کا منہ جل جاتا ہے۔۔۔ پھر تو پہلے آپکا جلنا چاہیے نا۔۔۔

آہم آہم۔۔۔ وہ دونوں آپس میں یوں مگن ہوئے کہ ارحم اور سبحان کے انکے پاس آکر گلہ کنگارنے پر انکی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔

یار زونی اٹھ کر مل تولو۔۔۔ ارحم نے دلکشی سے باہیں واکیں تو زوہان مسکراتے ہوئے اٹھ کر ان سے ملا۔۔۔ جب ارحم نے اسے کلاوے میں بھرتے ساتھ والے صوفے پر پٹخا اور گھٹنا مور کر رکھتے اسے اٹھنے سے روکا۔۔۔

ڈیر بھتیجے ہم سے تو مبارکباد وصول کرو۔۔۔ ارحم نے ارادے خطرناک تھے۔۔۔

زونی تمہیں بہت بہت مبارک ہو مائے ڈیر۔۔۔ سبحان ہاتھ میں تھامے تھال سے
پے درپے مٹھائی کے پیس زوہان کے منہ میں ٹھونس رہا تھا۔۔۔ زوہان انکے شکنجے
میں جھپٹا رہا تھا۔۔۔

ہر کوئی قہقہے لگاتا اس منظر کو انجوائے کر رہا تھا۔۔۔ حنکہ خولہ تک ہس ہس کر
دہری ہوتی اسکی ویڈیو بنا رہی تھی۔۔۔

ایسا کون کرتا ہے۔۔۔ کون کرتا ہے ایسا۔۔۔ زرا جو منہ خالی ہوتا تو وہ چلا اٹھتا۔۔۔
ساتھ ہی مزید مٹھائی اسکے منہ میں ٹھونس دی جاتی۔۔۔ میں آج کی تقریب کا
گیسٹ آف آنر ہوں میرا چہرالباس سب تباہ کر دیا۔۔۔ میں نے ایسے نہیں کیا تھا
تھا۔۔۔ اوہ بس کر دو یار۔۔۔ وہ دہائیاں دیتا ان کے نرغے سے چھوٹا آگے آگے
بھاگ رہا تھا جبکہ وہ دونوں اسکے پیچھے ہی تھے۔۔۔ چاروں جانب سے قہقہے گھونج
رہے تھے۔۔۔

رات کا دوسرا پہر تھا۔۔۔ منگنی کی تقریب اختتام پذیر ہو چکی تھی۔۔۔ لیکن ینگ
پارٹی کا ابھی تک سونے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔۔۔ اس لئے چینج کرنے کے بعد لاونج

میں ہی محفل جما کیل گئی تھی۔۔۔ وہیں چائے کا دور چلا۔۔۔ جسے جسے نیند آرہی تھی وہ اٹھ کر کمروں کا رخ کر رہا تھا۔۔۔

البتہ ایمان بھی انہیں کچھ دیر تک جوائن کر کے اپنے ورک پلیس میں آگئی۔۔۔ انکا تو شاید ساری رات ہی سونے کا ارادہ نا تھا۔۔۔ اسکے پاس جرنل کھلا پڑا تھا البتہ لیپ ٹاپ کی سکرین روشن تھی جہاں وہ مسلسل سکروول ڈاؤن کرتی نم آنکھوں سمیٹ اپنے ناول پر ملنے والے فیڈبیک کو پڑھ رہی تھی۔۔۔

ایک بہت خوبصورت کاوش۔۔۔

ہمارے معاشرے کو ایسے ہی ریمانڈرز کی ضرورت ہے۔۔۔

کوئی ایسے سمجھائے تو کیسے سمجھ نا ائے۔۔۔

ہر فیڈبیک کے ساتھ اسکی آنکھوں کی نمی بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔

کہیں کہیں کچھ کر اس کو نسچنگ بھی تھی۔۔۔ کہیں کسی اہم پہلو پر گائیڈنس مانگی گئی تھی۔۔۔ کہیں تشکرانہ الفاظ تھے۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ مزید سکروول ڈاؤن کرتی باہر سے یکدم شور و غل اٹھا جس میں نمایاں آواز زونی کی تھی۔۔۔

ممی بچائیں۔۔۔ ممی پلیز۔۔۔ یہ سب آپکے معصوم بیٹے کے سر ہو گئے ہیں۔۔۔ وہ دہائیاں دے رہا تھا غالباً پھر سے بھائی اور چاچو کے نرنے میں پھنس گیا تھا جو اس سے گن گن کر بدلے کر رہے تھے۔۔۔

ممیسی ہیلپ۔۔۔ اسکی دہائیوں پر ایمان لیپ ٹاپ کی سکریں فولڈ کرتی وہاں سے باہر نکلی اور جاتی جاتی کمرے کی لائٹ آف کر گئی۔۔۔

باہر سے اب انکی آوازوں میں ایمان کے ڈپٹنے کی آواز بھی شامل ہو گئی تھی۔۔۔ کمرے کی کھلی کھڑکی سے چاند کی روشنی اندر داخل ہوتی کمرے کی بک شلف پر سب سے اوپر پڑے ہدایت کے اس منبع پر براہ راست پڑتی اسے منور کر رہی تھی جو رہتی دنیا کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے۔۔۔

رائیٹنگ ٹیبل پر کھلے جرنل کا کاغذ ہوا کے سنگ پھڑ پھڑا رہا تھا۔۔۔ جس پر لکھی تحریر چاند کی چاندنی میں واضح ہو رہی تھی۔۔۔

جب حق کو باطل پر دے مارا جاتا ہے تو باطل مٹ جاتا ہے کیونکہ باطل اپنی فطرت کے لحاظ سے مٹ جانے والا ہے۔۔۔۔

تمت بالخیر۔۔۔
شکراً الحمد للہ۔۔۔

